[illegible]

تاریخ ابن کثیر

اردو ترجمہ

البدایۃ والنہایۃ

جلد سوم

حصہ پنجم، ششم

۹ تا ۱۰ ہجری، غزوہ تبوک، اسلامی فتوحات کی جھلک، وفود کی آمد، ۱۰ ہجری میں حجۃ الوداع، سانحۂ عظیم وفات نبوی ﷺ، خلفاء رسول اور کاتبین رسول کا تذکرہ۔

۱۱ ہجری، حضور اکرم ﷺ کے معجزات کا بیان، شمائل و فضائل نبوی ﷺ، معجزات نبوی ﷺ، دیگر انبیاء ؑ کے معجزات اور آپ ﷺ کے معجزات کا تقابلی مطالعہ، نیز پیشن گوئیوں کا وقوع پذیر ہونا۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل ابن کثیر دمشقی رحمہ اللہ

زیر تحقیق

حافظ ابو طلحہ محمد اصغر مغل [illegible]

دارالاشاعت
اردو بازار، ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

www.ahlehaq.org

جملہ حقوق [illegible] محفوظ ہیں

باہتمام [illegible]

طباعت [illegible]

ضخامت 630 صفحات

[illegible]

[illegible]

ملنے کے پتے

[illegible]

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Islamic Books Centre
[illegible]

Azhar Academy Ltd.
[illegible]

امریکہ میں ملنے کے پتے

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
[illegible]

MADRASAH ISLAMIAH [illegible] BOOKSTORE
[illegible]

www.ahlehaq.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

البدایہ والنہایہ معروف بہ

تاریخ ابن کثیر

حصہ پنجم و ششم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	۳۱	ابو خیثمہ رضی اللہ عنہ کے شعر	۳۶
غزوۂ تبوک	۳۱	حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ	۳۷
رجب ۹ھ میں روم کی جانب پیش قدمی	۳۱	پیشین گوئی کا صحیح ہونا	۳۷
جد بن قیس جنگ میں شامل ہونے کا فرمان بالی	۳۱	"ساعۃ العسرۃ" کی تفسیر	۳۷
آیت کے بارے میں اختلاف	۳۱	حضور ﷺ کی دعا کی برکت	۳۸
جہاد کا بہانہ	۳۲	اونٹنی کہاں گئی	۳۸
منافقوں کی عادت	۳۲	زید بن لصیت منافق	۳۸
مسلمانوں کو گھبراہٹ کا ذکر	۳۲	کھانے میں معجزانہ برکت	۳۸
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوت	۳۳	نبی ﷺ کا سفر تبوک میں "حجر" میں ثمود کے مکانات سے گزر	۳۹
چندہ کی ترغیب	۳۳	اونٹنی والا کنواں	۳۹
منافقین کی عیش پسندی	۳۳	ابو رغال	۳۹
ایمان والوں کی چیخ	۳۴	ایک پیشین گوئی	۴۰
بہانے بازوں کا انجام	۳۴	آندھی کی پیشین گوئی اور دو آدمیوں کی خلاف ورزی	۴۰
معذورین کا حکم	۳۴	ایلہ کا تحفہ	۴۰
ابو یعلیٰ اور ابن مغفل کا رونا	۳۴	ایلہ کے بادشاہ کا حضور ﷺ کی خدمت میں آنا اور امن کا پروانہ حاصل کرنا	۴۰
ابو خیثمہ کا ناز	۳۴		
پیچھے رہنے والے نادار	۳۴	دو منزلوں کا پانی	۴۱
تبوک کا سفر	۳۵	معجزہ	۴۱
معجزہ	۳۶	جنت کی بشارت	۴۱
حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ہارون علیہ السلام	۳۶	مجرم اور بد ترین آدمی	۴۱
ابو خیثمہ مالک بن قیس	۳۶	قبر کا قصہ	۴۱

www.ahlehaq.org

حضور ﷺ کا خطبہ ۴۱
نمازی کے آگے سے گزرنے کی سزا ۴۲
معاویہ بن ابی معاویہ کی غائبانہ نماز جنازہ ۴۲
(سورۃ اخلاص) کی فضیلت اور منکر روایت ۴۳
رسول اللہ ﷺ کے پاس قیصر کے قاصد کی آمد ۴۳
ہرقل کی رائے ۴۳
بغاوت کا ڈر ۴۳
ہرقل کی اپنے قاصد کو وصیت ۴۴
ہدایت دینا صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے ۴۴
قاصد کا حق ۴۴
مکتوب نبوی برائے یحنہ بن رؤبہ والیان ایلہ ۴۴
مکتوب نبوی برائے اہل جرباء و اذرح ۴۵
نبی ﷺ کا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اکیدر دومہ کی طرف روانہ کرنا ۴۵
اکیدر دومہ کی گرفتاری ۴۵
پچھلی روایت پر اضافہ ۴۵
وادی مشقق میں پانی کا معجزہ ۴۶
عبداللہ ذوالبجادین متوفی ۹ ہجری ۴۶
رسول اللہ ﷺ کا اظہار افسوس
آپ ﷺ کی ہلاکت کی ناکام سازش ۴۷
صرف حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ناموں کا علم تھا ۴۸
منافقوں کی تعداد چودہ (۱۴) تھی ۴۸
حدیث ۴۹
مسجد ضرار ۴۹
مسجد ضرار کی تعمیر ۴۹
ضرار ۴۹
کفر ۵۰
تفریق ۵۰
ارصاد ۵۰
مسجد ضرار میں نماز پڑھنے کی ممانعت کا حکم ۵۰
مسجد قبا یا مسجد نبوی ۵۰
مسجد ضرار کے بانی ۵۰
حضور ﷺ کا نماز میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتدا کرنا ۵۰
معذورین کا خیال ۵۱
جبل احد ۵۱
طلوع بدر ۵۱
حضرت کعب رضی اللہ عنہ ۵۱
عوامی بائیکاٹ ۵۳
محبوب کی بے رخی ۵۳
شاہ غسان کا مکتوب ۵۳
ہلال کی بیوی ۵۳
رسول اللہ ﷺ کی مسرت و فرحت ۵۳
آیات بشارت ۵۴
سچ میں نجات اور جھوٹ میں ہلاکت ہے ۵۴
تخلف سے مراد ۵۵
جنگ میں پیچھے رہ جانے والوں کا خود کو عجیب سزا دینا ۵۵
توبہ کا قبول ہونا ۵۵
منافقوں کی نشاندہی ۵۶
غزوہ تبوک میں پیچھے رہ جانے والوں کی اقسام بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ۵۶
حضرت عباس بن عبدالمطلب کے مدحیہ اشعار ۵۶
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ہرمز کی لڑائی ۵۷
بددعا کی دعوت پر دعا فرمانا ۵۸
عروہ ثقفی رحمۃ اللہ علیہ کا مدفن ۵۸
وفد ثقیف مدینہ میں ۵۸
ثقیف کا اسلام شرائط پر موقوف تھا ۵۸
وفد ثقیف کی قبول اسلام کے لئے شرائط ۵۹
بت نہ توڑنا ۵۹
نماز پڑھنے سے انکار ۵۹
زکوٰۃ اور جہاد ۵۹
عثمان رضی اللہ عنہ کا امیر مقرر ہونا ۵۹

www.ahlehaq.org

عثمان بن ابی العاص الثقفی ۵۹
حضور ﷺ کی عثمان رضی اللہ عنہ کو بحیثیت امیر مقرر ہونے کی نصیحت کرنا ۶۰
نماز میں شیطان کے وسوسے سے دور کرنے کا طریقہ ۶۰
درد کا علاج ۶۰
رسول اللہ ﷺ کا دم کرنا ۶۱
بلال کی وفد کو سحرو افطار کے بارے میں تسلی دینا ۶۱
حضور اکرم ﷺ کا ثقیف کے ساتھ برتاؤ اور ان کی تعلیم وتربیت ۶۱
حضرت مغیرہ بن شعبہ "بت شکن" ۶۱
انوکھا انداز بیاں ۶۲
موضوع خداؤں کی حقیقت ۶۲
مکتوب گرامی ۶۳
وادی وج کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان ۶۳
عبداللہ بن ابی کی وفات کا بیان ۶۳
عبداللہ بن ابی کی وصیت ۶۳
منافقوں کے بارے میں نازل ہونے والی آیات ۶۳
بدلہ ۶۳
ثعلبہ بن حاطب ۶۳
شاعر اسلام کے مدح انصار میں اشعار ۶۳
سورہ برأت کا نزول ۶۶
اعلان برأت کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نامزد کرنا ۶۶
مشرکین اور برہنہ طواف کرنے والوں پر پابندی ۶۶
حج اکبر ۶۷
معاہدہ میں چار ماہ کے بارے میں تفصیل ۶۷
اعلان برأت کے متعلق ایک اور روایت ۶۷
۹ ہجری کے اہم واقعات ۶۸
۱۔ غزوہ تبوک ۶۸
۲۔ نجاشی کی موت ۶۸
۳۔ دختر رسول اللہ ﷺ کی وفات ۶۸
۴۔ مصالحت ۶۸
۵۔ مسجد ضرار کا انہدام ۶۹
۶۔ لات کا انہدام ۶۹
۷۔ معاویہ لیثی اور عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ ۶۹
۸۔ وفدوں کا سال ۶۹
رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے والے وفود کا بیان ۶۹
مکہ کی فتح اور وفود کی آمد ۶۹
سورۂ نصر کا شان نزول ۶۹
فتح مکہ سے پہلے آنے والا وفد بعد میں آنے والے سے افضل ہے ۶۹
سب سے پہلا وفد ۷۰
باب وفد بنی تمیم ۷۰
عطارد کا خطاب ۷۱
حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کا خطاب ۷۱
زبرقان بن بدر کے فخریہ اشعار ۷۱
عمرو بن اہتم کے ہجویہ اشعار ۷۵
بنی تمیم کے آنے کی وجہ ۷۶
آیات حجرات کا شان نزول ۷۶
بنی تمیم کی فضیلت ۷۶
بنی عبدالقیس کا وفد ۷۷
بردباری اور سنجیدگی ۷۷
آسیب زدہ کا علاج ۷۸
دست بوسی ۷۸
عیسائی کا قبول اسلام ۷۸
امیر بحرین ۷۹
مسجد نبوی کے بعد پہلا جمعہ ۷۹
ظہر کی دو رکعت کی نماز کی تاکید ۷۹
وفد کب آیا؟ ۷۹
ثمامہ کا واقعہ اور بنی حنیفہ کے وفد کے ساتھ مسیلمہ کذاب کی آمد ۷۹
امام بخاری کی ترتیب پر اعتراض ۸۰
مسیلمہ کو حضور ﷺ کا جواب امام ۸۰
رسول اللہ ﷺ کا خواب اور اس کی تعبیر ۸۰

www.ahlehaq.org

مسیلمہ کذاب شعبدہ باز بھی تھا	۸۱	مراد ہیں؟	
مسیلمہ کا کلام جسے وہ قرآن سے تشبیہ دیتا تھا	۸۱	خطبہ	۹۵
حضور اکرم ﷺ کی پیشن گوئی	۸۱	عدی بن حاتم کی کہانی انہی کی زبانی	۹۶
مسیلمہ کا رسول اللہ ﷺ کو خط	۸۲	خیرات دوزخ کی آگ سے بچاتی ہے	۹۷
قاصدوں کے ساتھ حضور ﷺ کا سلوک	۸۲	حسن اخلاق کی فضیلت واہمیت	۹۷
بنی حنیفہ کا وفد	۸۲	طفیل بن عمرو دوسی کا قصہ	۹۸
بنی حنیفہ کو مسجد تعمیر کرنے کا حکم	۸۳	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی آمد	۹۸
پکے ایمان والا شخص	۸۳	یمن والوں کا حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا	۹۸
رسول اللہ ﷺ کا اہل نجران کو مکتوب	۸۳	اشعریوں کی آمد کی خوشی	۹۹
اسقف نجران کا اہل الرائے سے مشورہ	۸۳	بحرین کا مال غنیمت	۹۹
وفد کی روانگی مدینہ کی طرف	۸۳	فروہ بن مسیک مرادی کا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آنا	۹۹
آیات مباہلہ کا نزول	۸۳	فروہ بن مسیک مرادی کے اشعار	۹۹
شرحبیل کی دانشمندی	۸۴	عمرو بن معدی کرب کا اسلام لانا	۱۰۱
راہب بن ابو شمر زبیدی	۸۵	عمرو بن معدی کرب کے اشعار	۱۰۱
وثیقہ	۸۵	عمرو بن معدی کرب	۱۰۲
نجران کے وفد کی تعداد اور ان کے نمائندگان	۸۶	اشعث بن قیس کی آمد	۱۰۳
حرمت و مال چھن جانے کے خوف سے اسلام قبول نہ کرنا	۸۶	ایک غلط فہمی	۱۰۳
سورۃ آل عمران کی ابتدائی آیات کا شان نزول	۸۶	غلط فہمی کا سبب	۱۰۳
بنی عامر کا وفد حضور ﷺ کی خدمت میں	۸۷	نبی ﷺ کے پاس اعشیٰ بن مازن کی آمد	۱۰۴
ناکام سازش	۸۷	مکتوب گرامی	۱۰۵
عامر بن طفیل کی موت	۸۷	صرد بن عبداللہ ازدی	۱۰۵
اربد پر اللہ کا عذاب	۸۸	جبل شکر اور پیش قدمی	۱۰۵
مرثیہ سورۂ رعد	۸۸	شاہان حمیر کے نمائندہ کا حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں	۱۰۵
سورۂ رعد کی ۸ تا ۱۳ آیات کا شان نزول	۹۰	حاضر ہونا	
ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ	۹۱	مکتوب گرامی	۱۰۶
ضماد ازدی کا وفد	۹۳	زکوٰۃ کی مقدار	۱۰۶
زید بن الخیل کا آخری شعر	۹۳	مکتوب گرامی	۱۰۶
عدی بن حاتم طائی کا قصہ	۹۳	قیمتی وصیت	۱۰۷
بنت حاتم کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کا احسان کا معاملہ فرمانا	۹۳	مکتوب بنام عمرو بن حزم	۱۰۷
عدی بن حاتم کا قبول اسلام	۹۳	حج کے مسائل	۱۰۷
سورۂ فاتحہ میں "مغضوب علیہم" اور "ضالین" سے کون لوگ	۹۵	وضو کے بارے میں تاکید	۱۰۷

www.ahlehaq.org

جریر بن عبداللہ بجلی کا آنا اور اسلام قبول کرنا ۱۰۸
مختلف روایت کا طرق ۱۰۹
ذی الخلصہ بت کا مسمار ہونا ۱۰۹
سورۃ مائدہ کے نزول کے بعد اسلام قبول کیا ۱۰۹
وائل بن حجر شاہ یمن کا قبول اسلام ۱۰۹
انقلابات زمانہ ۱۱۰
لقیط بن عامر منتفق ابورزین عقیلی کا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آمد ۱۱۰
پانچ چیزوں کا علم صرف اللہ کو ہے ۱۱۰
مستقبل کے حالات ۱۱۱
اللہ ہمارے اعضاء کیسے جمع کرے گا ۱۱۱
اللہ ایک ساتھ تمام انسانوں کو کیسے دیکھے گا ۱۱۱
جنت کی نعمتیں ۱۱۲
جاہلیت میں فوت ہونے والوں کے ساتھ کیا ہوگا؟ ۱۱۲
زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام ۱۱۲
زیاد بن حارث صدائی کو قوم کا امیر مقرر کرنا ۱۱۳
بھیک مانگنا ۱۱۳
حضور اکرم ﷺ کی انگلیوں میں سے چشمہ ابل پڑا ۱۱۳
امارت سے معذرت ۱۱۳
لشکریوں پر رحم کرنا ۱۱۴
حارث بن حسان بکری اور بڑھیا ۱۱۴
وافد عاد کی مثال ۱۱۴
تنبیہ ۱۱۵
حضور ﷺ کی خاص دعا ۱۱۵
طارق بن عبداللہ اور اس کے رفقاء کی آمد ۱۱۵
علاقہ معان کے حکمران فروہ بن عمرو جزامی کے قاصد کی آمد ۱۱۶
فروہ رضی اللہ عنہ کے اسیری میں کہے گئے اشعار ۱۱۶
قتل کے وقت فروہ رضی اللہ عنہ کے اشعار ۱۱۷
دجال کے بارے میں خبر ۱۱۷
بنی اسد کا وفد ۱۱۷
بنی زنیہ سے بنی رشدہ ۱۱۸
بنی عبس کا وفد ۱۱۸
سترہ وارا کین پر مشتمل بنی فزارہ کا وفد ۱۱۸
دعا کی درخواست ۱۱۸
دعا کی قبولیت ۱۱۸
بنی مرہ کا وفد اور حارث بن عوف کی آمد ۱۱۹
بنی ثعلبہ کے وفد کی آمد ۱۱۹
بنی محارب کا وفد ۱۱۹
دل اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے ۱۱۹
خزیمہ بن سواء کے چہرے کا سفید پوش ہونا ۱۱۹
بنی کلاب کا وفد ۱۱۹
بنی رواس بن کلاب کا وفد ۱۱۹
عمرو بن مالک سے حضور اکرم ﷺ کا اظہار ناراضگی ۱۱۹
تحقیق بنی عقیل ۱۲۰
بنی قشیر بن کعب کا وفد ۱۲۰
قرہ بن ہبیرہ کے اشعار ۱۲۰
بنی بکا کا وفد اور حضور ﷺ کا عطیہ ۱۲۰
محمد بن بشیر بن معاویہ کے اشعار ۱۲۱
وفد کنانہ ۱۲۱
واثلہ بن اسقع کی بہن کا مسلمان ہونا ۱۲۱
اشجع کا وفد ۱۲۱
وفد باہلہ ۱۲۱
بنی سلیم کا وفد ۱۲۱
غاوی بن عبدالعزیٰ ۱۲۲
بنی ہلال بن عامر کا وفد ۱۲۲
وفد بن بکر بن وائل ۱۲۲
بنی تغلب کا وفد ۱۲۳
وفد تجیب ۱۲۳
خولان کا وفد ۱۲۳
جعفی کا وفد ۱۲۳
ازد کا وفد ۱۲۳
تین قیمتی باتیں ۱۲۳

www.ahlehaq.org

کندہ کا وفد ۱۲۳
صدف کا وفد ۱۲۳
خشین کا وفد ۱۲۳
وفد بنی سعد وغیرہ ۱۲۳
دردمندوں کا نمائندہ ۱۲۳
بھیڑیے کی تصدیق ۱۲۳
وفد جنات ۱۲۵
سواد بن قارب کے جنات کے بارے میں اشعار ۱۲۵
شیطان کے مسلمان ہونے کی ایک منکر اور موضوع روایت ۱۲۶
نوح کے ساتھ ۱۲۶
ہود کے ساتھ ۱۲۷
سلام پہنچانا ۱۲۷
ہجرت کا دسواں سال ۱۲۷
رسول اللہ ﷺ کا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو تبلیغ کے لئے روانہ کرنا ۱۲۷
خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مکتوب ۱۲۷
آپ ﷺ کی جانب سے مکتوب خالد رضی اللہ عنہ کا جواب ۱۲۸
وہ لوگ سفر کے لئے فال نکالتے تھے ۱۲۸
ہم خدا کے شکر گزار ہیں ۱۲۸
رسول اللہ ﷺ کا امراء کو اہل یمن کی طرف بھیجنا ۱۲۸
ایک مرتد کا قتل ۱۲۹
تلاوت کلام پاک ۱۲۹
ہر نشہ دار چیز حرام ہے ۱۲۹
آپ ﷺ کی معاذ رضی اللہ عنہ کو نصیحت ۱۲۹
سب سے زیادہ قریب کون؟ ۱۲۹
حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا رونا ۱۳۰
پیش گوئی واقع ہو گئی ۱۳۰
ایک اشکال کا دفعیہ ۱۳۰
جنت کی کنجی ۱۳۰
ایک شک اور اس کا دفعیہ ۱۳۰
تین باتوں کی وصیت ۱۳۰
اس روایت کی مزید توثیق ۱۳۱
دس باتوں کی وصیت ۱۳۱
شراکت ۱۳۱
رفع اشکال ۱۳۲
سفارش سے قرض معاف نہیں ہوتا ۱۳۲
مال زکوٰۃ میں تجارت ۱۳۲
معاذ رضی اللہ عنہ کا خواب ۱۳۲
امام ابوثور رضی اللہ عنہ کی روایت ۱۳۲
اللہ کے لئے آزاد کر دیا ۱۳۳
اجتہاد کا ثبوت ۱۳۳
اس سند پر بحث ۱۳۳
کافر بھائی کی وراثت کا مسئلہ ۱۳۳
جمہور کا مسلک ۱۳۳
نبی علیہ السلام کا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو یمن کی جانب بھیجنا ۱۳۳
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حصہ ۱۳۴
بغض علی رضی اللہ عنہ اور اس کی اصلاح ۱۳۴
بغض محبت میں بدل گیا ۱۳۴
ابن شاس کی علی رضی اللہ عنہ سے رنجش ۱۳۵
علی رضی اللہ عنہ کو اذیت دینا مجھے اذیت دینا ۱۳۵
قبیلہ ہمدان کا مسلمان ہونا ۱۳۵
حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ پر نکتہ چینی ۱۳۵
علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بدگمانی اور آپ ﷺ کا جواب ۱۳۶
بلا اجازت بیت المال میں تصرف ۱۳۶
رسول اللہ ﷺ پر نکتہ چینی ۱۳۷
حکم شرعی ظاہر حال پر ہے ۱۳۷
آپ ﷺ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے قوت فیصلہ کی دعا ۱۳۷
فیصلہ کا اصول
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر رسول اللہ ﷺ کا تبصرہ ۱۳۸
نسب میں قرعہ اندازی سے فیصلہ ۱۳۸

www.ahlehaq.org

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ بحال کیا ۱۳۸
حجۃ الوداع ۱۳۹
وجہ تسمیہ ۱۳۹
نبی ﷺ کے حج و عمروں کی تعداد ۱۳۹
کیا آپ ﷺ نے مکہ میں صرف ایک حج کیا؟ ۱۳۹
۱۰ ہجری میں حج ۱۴۰
حج کے لیے تیاری اور روانگی کا وقت ۱۴۰
دن کا تعین ۱۴۰
مغالطہ کا سبب ۱۴۱
مدینہ سے روانگی کا راستہ ۱۴۱
حج بغیر ریاکاری کے ۱۴۱
رفقاء سفر کی کیفیت ۱۴۱
اس حاجی کو دیکھو کیا کر رہا ہے؟ ۱۴۲
پیدل حج ۱۴۲
ظہر کے بعد سفر ۱۴۲
امام ابن حزم رضی اللہ عنہ کا خیال ۱۴۲
خوشبو کا استعمال ۱۴۳
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ۱۴۳
احرام کے لیے غسل اور خوشبو ۱۴۳
کراہت ۱۴۳
آپ ﷺ نے احرام نہیں کھولا ۱۴۳
قرآن ۱۴۳
اشعار اور قلادہ ۱۴۳
قربانی کے جانور ۱۴۴
تلبیہ کا مقام ۱۴۴
تلبیہ میں اختلاف کا سبب ۱۴۴
مذکورہ بالا روایات پر تبصرہ ۱۴۵
قبلہ رو ہو کر تلبیہ کہنا ۱۴۵
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اصول ۱۴۵
آپ ﷺ کی مدینہ سے روانگی ۱۴۶
بیداء پر تلبیہ کہنا ۱۴۶
منکر روایت ۱۴۶
خلاصہ کلام ۱۴۶
رسول اللہ ﷺ کے احرام کے بارے میں اختلاف ۱۴۶
عمرہ نہیں کیا ۱۴۶
منکر روایت ۱۴۷
ایک ساتھ احرام باندھنے کا مطلب ۱۴۷
آپ ﷺ مفرد تھے بروایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ ۱۴۷
آپ مفرد تھے بروایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ۱۴۸
مفرد تھے بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ۱۴۸
خلفاء راشدین کونسا حج کرتے تھے؟ ۱۴۸
رسول اللہ ﷺ متمتع تھے ۱۴۸
ایک اشکال اور اس کا حل ۱۴۹
غلط فہمی کی اصل وجہ ۱۴۹
کچھ مزید تفصیل ۱۵۰
تمتع ۱۵۰
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عمل ۱۵۰
اقتداء ۱۵۱
غلط فہمی کی نشاندہی ۱۵۱
دو روایتوں میں تضاد اور اس کا رفع ۱۵۱
حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا بھی تمتع ہے ۱۵۲
نبی علیہ السلام قارن تھے ۱۵۲
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایات ۱۵۲
قرآن کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ۱۵۳
تعجب ۱۵۵
ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق ۱۵۵
قرآن کے بارے میں حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت ۱۵۵
حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ۱۵۶
سند پر تبصرہ ۱۵۶
ضعف کی تلافی ۱۵۶
ابو محمد زید بن سہل انصاری کی روایت ۱۵۶
سراقہ بن مالک ۱۵۶

www.ahlehaq.org

سعد بن ابی وقاص کی روایت	۱۵۶	مزدلفہ	۱۶۶
ابن ابی اوفی کی روایت	۱۵۷	عملی تبلیغ	۱۶۶
ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۵۷	وادی محسر	۱۶۶
فرشتے کی آمد اور حج قرآن	۱۵۷	قربانی	۱۶۷
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۵۷	طواف افاضہ	۱۶۷
عبداللہ بن عمرو کی روایت کے متن اور سند میں ضعف	۱۵۷	مدینہ کے راستے پر مساجد	۱۶۷
ایک تعجب خیز بات	۱۵۸	آپ مکہ میں	۱۶۷
عمران بن حصین کی روایت	۱۵۸	خلاصہ کلام	۱۶۷
ہرماس بن زیاد باہلی رضی اللہ عنہ	۱۵۸	ایک عجیب دلیل	۱۷۰
ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایت	۱۵۸	رکن یمانی اور حجر اسود	۱۷۰
ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت	۱۵۸	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا عمل	۱۷۰
حدیث کا مقصد	۱۵۹	جدید تعمیر کی خواہش	۱۷۱
ایک اور دلیل	۱۶۰	نبی علیہ السلام کی دعا	۱۷۱
روایات میں تطبیق اور قارن کے متعلق ائمہ کرام کے مذاہب	۱۶۰	رمل کا بیان	۱۷۱
حج قرآن سے ممانعت کی غلط فہمی	۱۶۱	کیا رمل مسنون نہیں	۱۷۱
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اور ممانعت کی وجہ	۱۶۱	اضطباع کیا ہے؟	۱۷۲
اتباع سنت	۱۶۱	طواف میں سوار تھے یا پیادہ؟	۱۷۲
اس مسئلے میں ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق	۱۶۱	اللہ اکبر کہا	۱۷۳
رسول اللہ ﷺ کا احرام مطلق تھا	۱۶۲	اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا	۱۷۳
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان	۱۶۳	دوبارہ بوسہ لیا	۱۷۳
تلبیہ کا بیان اور عبارت	۱۶۳	ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ کا بوسہ لینا	۱۷۳
بلند آواز سے تلبیہ کہنا	۱۶۳	حجر اسود کے بارے میں وضاحت	۱۷۳
حدیث جابر رضی اللہ عنہ	۱۶۳	سعی صفا و مروہ	۱۷۳
روانگی	۱۶۴	سعی سے کیا مراد ہے؟	۱۷۴
محمد بن ابی بکر کی ولادت	۱۶۴	دو حالتوں میں دیکھنے کا مطلب	۱۷۴
تلبیہ	۱۶۴	امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا وہم	۱۷۴
نیت	۱۶۴	ان کا مطلب کیا ہے؟	۱۷۴
سعی	۱۶۴	طواف سواری پر	۱۷۴
عمرہ حج میں ضم ہو چکا ہے	۱۶۵	ایک اشکال	۱۷۵
خطبہ	۱۶۵	حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول	۱۷۵
موقف	۱۶۶	مفصل بیان	۱۷۵

www.ahlehaq.org

قارن ایک سعی کرے یا دو؟	۱۷۶	باب السیر اذا دفع من عرفة	۱۸۶
حدیث علی رضی اللہ عنہ	۱۷۶	راستے میں ضرورت کے لئے اترنا	۱۸۷
حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ	۱۷۷	کچھ مزید تفصیل	۱۸۷
احناف کا مسلک	۱۷۷	تیز دوڑنا نیکی نہیں	۱۸۷
کیا آپ ﷺ نے سعی سواری کے بغیر کی؟	۱۷۷	عجب اتباع	۱۸۷
رسول اللہ ﷺ کہاں سوار تھے؟	۱۷۸	دو اقامت کے ساتھ مغرب و عشاء کی ادائیگی	۱۸۷
صفا مروہ کے درمیان سات چکر ہیں چودہ نہیں	۱۷۸	ایک اقامت	۱۸۸
کیا حج فسخ کرکے عمرہ کی نیت درست ہے؟	۱۷۸	حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان	۱۸۸
فتویٰ ابن عباس رضی اللہ عنہ	۱۷۸	عروہ طائی	۱۸۸
کیا قرآن افضل ہے؟	۱۷۹	اندھیرے میں رمی	۱۸۹
آپ علیہ السلام منیٰ روانہ سے پہلے ابطح میں مقیم رہے	۱۷۹	مزدلفہ میں تلبیہ	۱۸۹
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آمد	۱۷۹	قیام مزدلفہ قبل از طلوع روانگی اور وادی محسر میں تیز رفتاری	۱۸۹
ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ متمتع تھے	۱۸۰	اول وقت میں فجر کی ادائیگی	۱۹۰
دو رکعت نماز کی ادائیگی	۱۸۰	خطاب	۱۹۰
یوم ترویہ	۱۸۰	محسر میں تیز چلنا	۱۹۰
منیٰ کی طرف کس وقت روانہ ہوئے؟	۱۸۰	قاعدہ	۱۹۱
آٹھ کو ظہر کی نماز کہاں پڑھے	۱۸۱	مفصل واقعہ	۱۹۱
منبر پر خطبہ؟	۱۸۱	وادی محسر میں تیزگامی	۱۹۱
بلند آواز سے بات دہرانا	۱۸۱	تلبیہ کب کہا؟	۱۹۱
منیٰ سے عرفات جاتے ہوئے تلبیہ اور تکبیر کہنا	۱۸۲	آپ ﷺ کا آخری کنکری تک تلبیہ کہنا	۱۹۱
عرفہ میں ظہر، عصر ایک ساتھ پڑھنا	۱۸۲	چاشت کے وقت رمی	۱۹۲
سنت سے مراد سنت رسول ﷺ ہی تو ہے	۱۸۲	تکبیر کہہ کر کنکریاں مارنا	۱۹۲
آپ ﷺ کا روزہ	۱۸۲	سوار ہو کر کنکری مارنا	۱۹۲
دوران حج موت کا واقع ہونا	۱۸۳	ایام تشریق میں رمی	۱۹۲
قیام عرفہ	۱۸۳	رمی کے بعد	۱۹۳
عرفہ کے دن روزہ نہ رکھنے کی اہمیت	۱۸۳	مختصرانہ خطاب	۱۹۳
دعا یوم عرفہ	۱۸۳	عمر کے مطابق قربانی	۱۹۳
آپ ﷺ کی دعا کی قبولیت	۱۸۵	قصاب کی اجرت	۱۹۳
ابلیس ملعون کے جزع فزع	۱۸۵	امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ	۱۹۳
عرفات میں وحی کا نزول	۱۸۶	آپ ﷺ کا سر منڈوانا	۱۹۳
عرفات سے واپسی	۱۸۶	میں نے آپ کے خوشبو لگائی	۱۹۳

www.ahlehaq.org

مضمون	صفحہ
احرام کھولنا کیا طواف افاضہ کے ساتھ مشروط ہے؟	۱۹۵
طواف افاضہ	۱۹۵
تطبیق کی صورت	۱۹۵
طواف زیارت رات کو	۱۹۶
رات کو طواف	۱۹۶
ہر شب طواف	۱۹۶
طواف کے بارے میں جمہور کا مسلک	۱۹۷
سعی	۱۹۷
رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ سعی نہیں کی بلکہ پہلی سعی پر اکتفا فرمایا	۱۹۸
حنابلہ کا مسلک	۱۹۸
ائمہ ثلاثہ کا مسلک	۱۹۸
نماز ظہر کے بعد منیٰ میں	۱۹۸
آپ ﷺ کا قربانی کے روز خطبہ	۱۹۸
مقام خطاب	۱۹۹
حجۃ الوداع کا خطبہ	۱۹۹
قربانی والے دن خطبہ	۲۰۰
علمائے حنفیہ	۲۰۰
قربانی کے دن کب خطاب ہوا؟	۲۰۰
امام خطبہ میں کیا بیان کرے؟	۲۰۱
منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کہاں مقیم ہوئے؟	۲۰۱
منیٰ میں دو رکعت نماز کی ادائیگی	۲۰۱
ایام تشریق میں رمی	۲۰۱
رخصت	۲۰۱
کس دن خطاب ہوا؟	۲۰۲
یوم الرؤس کسے کہتے ہیں؟	۲۰۳
سورۃ النصر کا نزول	۲۰۳
ذوالحج میں دنوں کے نام	۲۰۳
واپسی میں نماز عصر کی ادائیگی	۲۰۳
بطحاء میں پڑاؤ کرنا مسنون ہے	۲۰۳
مقام محصب میں قیام کرنا مسنون نہیں	۲۰۵
نزول پر اختلاف	۲۰۵
تعمیم	۲۰۵
فجر کی نماز کی ادائیگی	۲۰۶
ایک غلطی	۲۰۶
بات کا خلاصہ	۲۰۶
آپ ﷺ کی روانگی	۲۰۶
غلطی	۲۰۶
کیا واپسی کے وقت ذی طویٰ میں صبح تک مقیم ہوئے؟	۲۰۶
آپ زمزم لائے!	۲۰۷
سفر سے واپسی پر دعا	۲۰۷
غدیر خم	۲۰۷
یوم غدیر خم کا روزہ	۲۱۱
تبصرہ	۲۱۱
اکرام مسلم	۲۱۲
قبر مبارک کی زیارت کے آداب	۲۱۲
قبر نبی ﷺ پر دعا کی شرعی حیثیت	۲۱۲
ہجرت کا گیارہواں سال	۲۱۳
ہر کمال کے بعد زوال ہے	۲۱۳
آپ ﷺ نے کتنے حج اور عمرے کیے؟	۲۱۳
کتنے غزوات میں شریک ہوئے؟	۲۱۳
غزوات کی معنوی تفصیل مع تاریخ	۲۱۵
۲۷ غزوات	۲۱۵
۳۸ لشکر	۲۱۵
سریہ زید روانہ کرنے کی وجہ	۲۱۶
حزن بن ابی وہب مالوی رسول اللہ ﷺ ام قرفہ اور اس کی بیٹی	۲۱۶
مرداس کی شہادت اور کلمہ شہادت کی عظمت	۲۱۷
حضرت عمرو بن عاص کی نفسیات	۲۱۷
ایک واقعہ اور دستار بندی کا مسنون طریقہ	۲۱۸
تعاقب	۲۱۹
حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ شاعر اسلام نے اس کے جواب میں کہا	۲۲۰

www.ahlehaq.org

عمر کا اعتراف و اقرار ۴۴۵
بیعت کب ہوئی؟ ۴۴۵
منبر پر بیعت کی ۴۴۶
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خطبہ ۴۴۶
خطاب ابوبکر ۴۴۶
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پہلے دن بیعت کرنا ۴۴۷
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور وراثت کا مسئلہ ۴۴۷
واضح اشارہ حکومت کی جانب ۴۴۷
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی خلیفہ مقرر نہ کیا ۴۴۸
کوئی وصیت نہ تھی ۴۴۸
کوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ وصی تھے ۴۴۸
طلحہ بن مصرف کی خام خیالی ۴۴۹
شیعہ حضرات کے دعوے ۴۴۹
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف ایک سازش ۴۴۹
قصہ گو کی تردید ۴۵۰
موضوع حدیث ۴۵۰
حماد نصیبی ۴۵۰
انوکھی معلومات ۴۵۰
صورت سے متعلق سوالات ۴۵۱
سلام طویل ۴۵۱
[illegible] ۴۵۱
حدیث پر متابعت ۴۵۱
نبی ﷺ کی وفات کا وقت، وفات کے وقت عمر، غسل، نماز ۴۵۱
جنازہ و تدفین اور قبر کی جگہ کا بیان
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کب فوت ہوئے ۴۵۱
آغاز مرض ۲۲ صفر بروز بدھ ۴۵۲
۱۳ روز بیمار رہے ۴۵۲
۲ ربیع الاول ۴۵۲
یکم ربیع الاول ۴۵۲
۸ ربیع الاول ۴۵۳
۱۲ ربیع الاول وفات ۴۵۳
۱۰ ربیع الاول ۴۵۳
سہیلی کا کلام اور ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی توجیہ ۴۵۳
آپ ﷺ کا حلیہ مبارک اور مدت حیات ۴۵۳
ایک نکتہ ۴۵۴
آپ ﷺ کی عمر مبارک کے متعلق جمہور کا مسلک ۴۵۵
روایتوں کی روشنی میں نتیجہ ۴۵۶
کچھ عجیب و غریب اقوال ۴۵۶
اس بارے میں سب سے عجیب روایت ۴۵۶
رسول اللہ ﷺ کے غسل کا بیان ۴۵۶
ابوبکر بن ابی شیبہ ۴۵۶
غسل سے متعلق ایک اختلاف ۴۵۶
غسل کس نے دیا؟ ۴۵۷
حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے لحد بنائی ۴۵۷
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا ۴۵۷
نبی ﷺ کی تدفین میں کچھ معروف صحابہ رضی اللہ عنہ ۴۵۷
غسل سے متعلق وصیت ۴۵۸
غرس کے کنویں کے پانی سے غسل ۴۵۸
نبی ﷺ کے کفن کا بیان ۴۵۹
کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا؟ ۴۵۹
رسول اللہ ﷺ پر نماز جنازہ کی کیفیت کا بیان ۴۶۱
جنازہ بغیر امام کے ۴۶۱
محمد بن ابراہیم کی تحریر ۴۶۱
آپ ﷺ کا نماز جنازہ فرداً فرداً پڑھنا ایک متفق علیہ مسئلہ ہے ۴۶۱
آپ ﷺ کی قبر پر غیر صحابہ کے لئے نماز جنازہ میں حاضرین ۴۶۲
شوافع کا اختلاف
نبی ﷺ کے دفن کا بیان ۴۶۳
آپ ﷺ کی قبر کھدائی ۴۶۳
نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے ۴۶۳
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خواب اور اس کی تعبیر ۴۶۴
قبر حجرہ میں بنانے کی وجہ ۴۶۴
بغلی قبر بنائی گئی ۴۶۴

www.ahlehaq.org

رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت	۴۶۴
لحد پر نو اینٹیں لگائی گئیں	۴۶۴
قبر میں کس طرح اتارا؟	۴۶۵
حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ	۴۶۵
میت کو خاندانی لوگ دفنائیں	۴۶۵
نبی ﷺ سے آخری آدمی ملاقات کرنے والا	۴۶۵
حضرت قثم رضی اللہ عنہ	۴۶۵
حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ	۴۶۶
نبی ﷺ کب دفن ہوئے؟	۴۶۶
سحری کے وقت	۴۶۶
جمہور کا قول	۴۶۷
اس باب میں ضعیف اقوال	۴۶۷
نبی ﷺ کی قبر کا بیان	۴۶۷
ایک عجیب توجیہ	۴۶۸
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا وصیت نامہ	۴۶۸
نبی ﷺ کی وفات اور صحابہ کی دلی کیفیت	۴۶۸
نوحہ نہ کرنے پر وصیت	۴۶۸
موت کے وقت اندھیرا چھا گیا	۴۶۹
نماز میں تبدیلی	۴۶۹
ام ایمن	۴۶۹
سلام پہنچانے والے فرشتے	۴۷۰
ابن ماجہ کی فروگذاشت	۴۷۰
رسول اللہ ﷺ کے بارے میں تعزیت	۴۷۱
موت کے فرشتے کی اجازت طلب کرنا	۴۷۱
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا اصول	۴۷۲
نبی ﷺ کے یوم وفات کے بارے میں	۴۷۳
اہل کتاب کا علم و عرفان	۴۷۳
حضرت کعب کا عجیب واقعہ	۴۷۳
وفات رسول ﷺ کے بعد ارتداد کا دور اور مکہ میں سہیل رضی اللہ عنہ کا کردار	۴۷۳
حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا کلام	۴۷۳
حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کا اظہار غم	۴۷۸
نبی ﷺ کے ترکے کا بیان	۴۷۹
فرمان رسول ”لا نورث“ کا بیان	۴۸۱
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجنے کا عزم	۴۸۲
بیعت علی	۴۸۳
روافض کے لئے غور کرنے کا مقام	۴۸۴
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روایت کی متعدد صحابہ سے تائید اور موافقت	۴۸۴
مسئلہ شیخین	۴۸۵
حدیث ورثہ محل نظر ہے	۴۸۶
فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضا مندی	۴۸۶
فیصلہ کی توثیق	۴۸۷
روافض کا استدلال اور اس کا جواب	۴۸۷
نبی ﷺ کی ازواج مطہرات اور اولاد کا بیان	۴۸۸
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	۴۸۹
حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا	۴۸۹
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا	۴۸۹
حضرت سودہ رضی اللہ عنہا	۴۸۹
حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	۴۸۹
حضرت زینب رضی اللہ عنہا	۴۹۰
ام المساکین حضرت زینب رضی اللہ عنہا	۴۹۰
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا	۴۹۰
ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق	۴۹۰
حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا	۴۹۰
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا	۴۹۰
عالیہ	۴۹۱
اسماء بنت نعمان	۴۹۱
حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا	۴۹۱
حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا	۴۹۱
حضرت خولہ رضی اللہ عنہا	۴۹۱
حضرت شراف رضی اللہ عنہا	۴۹۱

www.ahlehaq.org

۶۔ ثوبان بن بجدد یا ابن جحدر ابو عبداللہ	۳۰۹
۷۔ حنین رسول اللہ ﷺ	۳۰۹
۸۔ ذکوان	۳۰۹
۹۔ رافع یا ابو رافع یا ابو البہی کنیت سے بھی معروف ہے	۳۱۰
۱۰۔ رباح اسود	۳۱۰
۱۱۔ رویفع غلام رسول اللہ ﷺ	۳۱۰
مکتوب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ	۳۱۰
۱۲۔ حضرت زید بن حارثہ کلبی رضی اللہ عنہ	۳۱۰
۱۳۔ زید ابو یسار رضی اللہ عنہ	۳۱۰
۱۴۔ حضرت سفینہ ابو عبدالرحمن	۳۱۱
شیر کا واقعہ	۳۱۱
۱۵۔ حضرت سلمان فارسی ابو عبداللہ	۳۱۲
سوانح اسلام	۳۱۲
۱۶۔ شقران حبشی رضی اللہ عنہ	۳۱۲
غزوہ بدر میں غلاموں کی شرکت	۳۱۲
۱۷۔ ضمیرہ بن ابی ضمیرہ حمیری	۳۱۳
مکتوب نبوی ﷺ	۳۱۳
۱۸۔ طہمان	۳۱۳
۱۹۔ عبید غلام رسول اللہ ﷺ	۳۱۳
تعاقب	۳۱۳
۲۰۔ فضالہ غلام رسول اللہ ﷺ	۳۱۴
۲۱۔ حضرت قفیز رضی اللہ عنہ	۳۱۴
۲۲۔ کرکرہ	۳۱۴
۲۳۔ کیسان	۳۱۴
۲۴۔ حضرت مابور خصی رضی اللہ عنہ	۳۱۴
۲۵۔ حضرت مدعم	۳۱۴
۲۶۔ مہران	۳۱۴
۲۶۔ میمون	۳۱۴
۲۷۔ نبیع غلام رسول اللہ ﷺ	۳۱۵
۲۸۔ نفیع	۳۱۵
۲۹۔ واقد یا ابو واقد حضور ﷺ کا غلام	۳۱۵

۳۰۔ ہرمز ابو کیسان	۳۱۵
جنگ بدر میں ۲۰ غلام شامل ہوئے	۳۱۵
۳۱۔ رسول اللہ ﷺ کا غلام ہشام	۳۱۵
۳۲۔ یسار	۳۱۵
۳۳۔ ابو الحمراء	۳۱۵
۳۴۔ ابو سلمیٰ رسول اللہ ﷺ کا چرواہا	۳۱۶
۳۵۔ ابو صفیہ	۳۱۶
۳۶۔ ابو ضمیرہ غلام رسول اللہ ﷺ	۳۱۶
مکتوب رسول اللہ ﷺ کی قدر و منزلت	۳۱۶
۳۷۔ ابو عبیدہ غلام رسول اللہ ﷺ	۳۱۷
۳۸۔ ابو عسیب	۳۱۷
قیامت کے دن دنیا کی آرام و راحت سے پرسش ہوگی	۳۱۷
۳۹۔ ابو کبشہ انماری	۳۱۸
چار افراد	۳۱۸
زکوٰۃ دینے کا ثواب	۳۱۸
سوال فقر پیدا کرتا ہے	۳۱۹
۴۰۔ ابو مویہبہ رضی اللہ عنہ غلام رسول اللہ ﷺ	۳۱۹
نبی ﷺ کی کنیزوں کا بیان	۳۱۹
۱۔ امۃ اللہ بنت رزینہ رضی اللہ عنہا	۳۱۹
۲۔ امیمہ	۳۱۹
۳۔ برکت حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہ والدہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ	۳۲۰
رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو پانی پلایا	۳۲۰
کرامت	۳۲۰
۴۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا	۳۲۱
۵۔ خضرہ رضی اللہ عنہا	۳۲۱
۶۔ خلیسہ رضی اللہ عنہا	۳۲۱
حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی مالکہ خلیسہ	۳۲۱
۷۔ خولہ رضی اللہ عنہا	۳۲۲
۸۔ رزینہ	۳۲۲
حضور اقدس ﷺ نے شیر خوار بچوں کو بھی روزہ کی مشق کرائی	۳۲۲

www.ahlehaq.org

۹۔ رضوی ۳۲۲
۱۰۔ حضرت زرینہ ۳۲۲
۱۱۔ سائبہ رسول اللہ ﷺ کی کنیز ۳۲۲
۱۲۔ سلامہ ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کی دایہ اور کھلائی سلمیٰ ام رافع زوجہ ابورافع ۳۲۳
۱۳۔ شیریں ۳۲۳
۱۴۔ فروہ نبی ﷺ کی مرضعہ اور رضاعی ماں ۳۲۴
۱۵۔ لیلیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کنیز ۳۲۴
۱۶۔ حضرت ماریہ قبطیہ ۳۲۴
۱۷۔ حضرت میمونہ بنت سعد ۳۲۵
روایات کا موازنہ ۳۲۵
۱۸۔ شفا بخش دعا ۳۲۵
۱۹۔ حضرت ام ضمیرہ زوجہ ابوضمیرہ ۳۲۵
۲۰۔ حضرت ام عیاش۔ ۳۲۵
حضور اقدس ﷺ کے ان خادموں کا بیان جو آپ ﷺ کے غلام نہیں تھے ۳۲۶
۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ۳۲۶
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی نماز ۳۲۶
۲۔ حضرت اسلع بن شریک بن عوف الاعرجی رضی اللہ عنہ ۳۲۶
۳۔ حضرت اسماء بن حارثہ رضی اللہ عنہ ۳۲۷
۴۔ حضرت بکیر بن شداخ اللیثی رضی اللہ عنہ ۳۲۷
یہودی کا قتل ۳۲۷
۵۔ حضرت بلال بن رباح حبشی عرف بلال بن حمامہ رضی اللہ عنہ ۳۲۸
۶، ۷۔ حضرت حبہ اور سواء پسران خالد رضی اللہ عنہما ۳۲۸
۸۔ حضرت ذومخمر یا ذومجمر رضی اللہ عنہ ۳۲۸
سورج نکلنے کے بعد نماز فجر ۳۲۹
۹۔ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی ابوفراس رضی اللہ عنہ ۳۲۹
ربیعہ کی شادی ۳۲۹
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمت ۳۳۰
حضرت سعد رضی اللہ عنہ غلام ابوبکر رضی اللہ عنہ ۳۳۰
۹۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ۳۳۱
۱۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بن غافل بن حبیب ۳۳۱
۱۱۔ شیخ ابوعبدالرحمن ہذلی ۳۳۱
۱۲۔ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ ۳۳۲
حضرت قیس بن سعد بن عبادہ انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ ۳۳۲
۱۴۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ ثقفی رضی اللہ عنہ ۳۳۲
۱۵۔ حضرت مقداد بن اسود ابومعبد کندی ۳۳۳
حلیف بنی زہری رضی اللہ عنہ ۳۳۳
۱۶۔ حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ غلام حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ۳۳۳
۱۷۔ حضرت ابوحمرا رضی اللہ عنہ ۳۳۳
۱۸۔ خلیفہ رسول اللہ ﷺ یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۳۳۳
وحی اور مکاتیب وغیرہ لکھنے والے ۳۳۳
۵۔ حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہ ۳۳۳
حضرت ابان رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا ۳۳۴
پہلا کاتب ۳۳۴
حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہ کی وفات ۳۳۴
۶۔ سید القراء حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ۳۳۵
"قرآن سناؤں" کا مطلب ۳۳۵
تلاوت کا سبب ۳۳۵
حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی وفات ۳۳۵
۷۔ حضرت ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہ ۳۳۵
وصیتیں ۳۳۶
۸۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ ۳۳۶
مکتوب نبی ﷺ ۳۳۶
۹۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ ۳۳۶
تیسری روایت پر بحث اور تحقیق ۳۳۷
۱۰۔ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ ۳۳۸
حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کا ایک عجیب خواب ۳۳۸
مکتوب نبوی ﷺ ۳۳۸
۱۱۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی صفات ۳۳۸

www.ahlehaq.org

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ آخری صحابی رضی اللہ عنہ ۳۶۳
نبی ﷺ کے چہرہ مبارک کی خوبیوں اور محاسن کا بیان ۳۶۵
شبیہ اور شکل کا معنی ۳۶۷
سند ۳۶۷
خضاب ۳۶۸
پہلی ملاقات ۳۶۸
خواب ۳۶۸
نبی ﷺ کے موئے مبارک کا بیان ۳۶۹
فیشن ۳۶۹
خضاب ۳۷۰
بال سے شفا ۳۷۰
مسلّم اصول ۳۷۱
نبی ﷺ کے اعضاء کے بارے میں احادیث ۳۷۱
چند الفاظ کی تشریح ۳۷۲
نبی ﷺ کے قامت اور عمدہ خوشبو کا بیان ۳۷۳
عوالی سند ۳۷۳
جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنا ۳۷۳
پانی سے خوشبو ۳۷۳
تبرک ۳۷۳
پسینہ مبارک ۳۷۴
عوالی سند ۳۷۵
شادی میں تعاون لینا ۳۷۵
راستہ معطر ہو جاتا ۳۷۵
نبی ﷺ کی مہر نبوت کا بیان جو کندھوں کے درمیان تھی ۳۷۶
مہر نبوت پر تحریر تھی ۳۷۸
مہر نبوت کا فلسفہ ۳۷۸
رسول اللہ ﷺ کی صفات میں متفرق احادیث کا بیان ۳۷۸
حضور اقدس ﷺ کے حلیہ مبارک کے بارے میں حدیث ۳۷۹
ضعیف اور نادر الفاظ کی تشریح ۳۸۰
حدیث حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ ۳۸۱
حضور اقدس ﷺ کی گفتار ۳۸۲
تقریر میں حضور ﷺ کا ہاتھ پر مارنا ۳۸۲
آپ ﷺ کی زندگی مبارک گھریلو اوقات میں ۳۸۲
حضور اقدس ﷺ کے گھر سے باہر آنے کے بعد ۳۸۳
آداب مجلس ۳۸۳
ہم نشینوں کے ساتھ آپ ﷺ کا سلوک ۳۸۳
آپ ﷺ کے سکوت کی کیفیت ۳۸۴
نبی ﷺ کے اخلاق اور پاکیزہ عادات کا بیان ۳۸۵
خلق کا مطلب ۳۸۶
آسان بات پر عمل کرنا ۳۸۶
ابو طلحہ کا گھوڑا ۳۸۷
حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت گاری ۳۸۸
سخاوت ۳۸۹
ناگوار بات ۳۸۹
مسلم بن قیس علوی بصری ۳۸۹
آپ ﷺ کا درگزر کرنا ۳۸۹
سحر اور اس کی تاثیر اور آپ ﷺ کی خندہ پیشانی ۳۹۰
ہم مجلس کے ساتھ بیٹھنے کا انداز ۳۹۰
عاجزی ۳۹۰
جذبہ ایثار ۳۹۰
ایوب علی ۳۹۰
دلجوئی ۳۹۱
پسند کا کھانا ۳۹۱
گوشت کے بارے میں پسندیدگی ۳۹۱
آسمان کی طرف نگاہ ۳۹۱
گوشت ۳۹۱
ٹھہر ٹھہر کر بولنا ۳۹۲
روئے زمین کے خزانے مجھے دیے گئے ۳۹۲
مسکراہٹ ۳۹۳
حضور ﷺ کے جود و سخا کا تذکرہ ۳۹۳
تنبیہ ۳۹۳
بے تحاشا سخاوت کی حکمت و توجیہ ۳۹۴

www.ahlehaq.org

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مال کثیر عطا کرنا	۳۹۴
تواضع اور انکساری	۳۹۵
خانگی زندگی	۳۹۵
ذکر و اذکار	۳۹۶
ایک عیسائی کے پاس حلیہ مبارک کی تحریر	۳۹۶
تہبند کہاں تک ہونا چاہیے	۳۹۷
بچوں سے شفقت کا معاملہ	۳۹۷
نبی ﷺ کی خوش مزاجی	۳۹۷
اونٹنی کا بچہ	۳۹۷
بچ جاؤ	۳۹۷
پورے داخل ہو جاؤ	۳۹۸
نبی اکرم ﷺ کے ساتھ دل لگی کرنا	۳۹۸
آبگینوں پر رحم	۳۹۸
حدیث خرافہ	۳۹۹
حضور ﷺ کے زہد اور دنیا سے بے رغبتی کا بیان	۳۹۹
عبودیت اور نبوت	۳۹۹
بے سروسامانی کی زندگی	۴۰۰
میرا دنیا سے کیا واسطہ	۴۰۱
بے انتہاء سخاوت	۴۰۱
ضعیف حدیث	۴۰۱
چھلنیاں نہ تھیں	۴۰۲
گندم کی روٹی سے شکم سیری	۴۰۲
بکری کا بچہ	۴۰۲
چراغ نہ تھا	۴۰۳
دودھ کا تحفہ	۴۰۳
گرم کھانا کھانا	۴۰۳
مرغوب مشروب	۴۰۳
بیک وقت روٹی سالن	۴۰۳
نبی ﷺ کا بستر مبارک	۴۰۳
سونے چاندی کے پہاڑ	۴۰۴
نرم اور نازک بستر	۴۰۵
ذی یزن کا حلہ	۴۰۵
مال و دولت کے متعلق پوچھ گچھ	۴۰۵
مال کی ذخیرہ اندوزی کا مطلب	۴۰۶
حدیث بلال رضی اللہ عنہ اور ادائیگی قرض کی فکر	۴۰۶
فراخ دلی	۴۰۷
ہر لحظہ آخرت	۴۰۸
نبی ﷺ کی تواضع اور انکساری	۴۰۸
کس کے لئے قیام مکروہ ہے	۴۰۹
نبی ﷺ کا طریقہ عبادت	۴۰۹
۸ تراویح ۳ وتر	۴۰۹
نہایت طویل نماز	۴۰۹
وصال صیام	۴۱۰
استغفار	۴۱۰
مال زکوٰۃ سے اجتناب اور احتیاط	۴۱۰
نماز کے دوران ہنڈیا کے ابال کی آواز	۴۱۱
نبی ﷺ کی شجاعت و جسارت کا بیان	۴۱۱
سابقہ کتابوں میں نبی ﷺ کی صفات اور حلیہ مبارک	۴۱۲
متن بخاری کا ایک نکتہ	۴۱۲
حضرت محمد ﷺ کے ہمراہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدفون ہوں گے	۴۱۲
ان صفات کے راوی	۴۱۳
حضرت داؤد علیہ السلام کو رسول اللہ ﷺ کی آمد کا مژدہ	۴۱۳
انبیاء علیہم السلام کی تصاویر	۴۱۴
زید بن عمرو کا قبول اسلام اور پیغام	۴۱۶
معجزات نبی ﷺ	۴۱۶
قرآن بطور ایک عظیم معجزہ	۴۱۶
ایک وہم	۴۱۷
قرآن پاک کس وجوہ سے معجزہ ہے	۴۲۰
بڑی غلطی	۴۲۰
رسول اللہ ﷺ کا ہر عمل معجزہ ہے	۴۲۱
سیرت رسول اللہ ﷺ	۴۲۱
امت محمدیہ ﷺ کی فضیلت	۴۲۴

www.ahlehaq.org

شق قمر کا معجزہ ۳۲۳
موضوع روایت ۳۲۶
تنبیہ ۳۲۶
سورج کے پلٹنے کی موضوع روایت ۳۲۶
امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ ۳۲۶
امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ۳۲۷
محاکمہ ۳۲۷
سوال و جواب ۳۲۷
تصحیح رد الشمس و ترغیم النواصب الشمس ۳۲۸
رواۃ ۳۲۸
ایک اور سند کی تحقیق ۳۲۸
فضیل بن مرزوق ۳۲۸
ابراہیم ۳۲۹
فاطمہ بنت حسین ۳۲۹
حضرت اسماء بنت عمیس ۳۲۹
تبصرہ ۳۲۹
تبصرہ ۳۲۹
تبصرہ ۳۳۰
صحت حدیث پر تبصرہ ۳۳۰
عمرو بن ثابت ۳۳۱
امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ۳۳۲
بارش سے متعلق معجزات ۳۳۳
انگلیوں سے پانی کا فوارہ ۳۳۹
درخت، عذاب قبر، پانی اور پھل کا معجزہ ۳۴۰
قبا کا کنواں ۳۴۳
گھی کے متعلق معجزات ۳۴۶
ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں معجزانہ دعوت ۳۴۷
فائدہ ۳۴۹
غزوہ خندق میں معجزانہ دعوت ۳۴۹
العجائب الغریبہ ۳۵۰
دعوت ولیمہ میں آپ ﷺ کا معجزہ ۳۵۰
ایک مد جو میں حیرت انگیز اضافہ ۳۵۰
حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر میں دعوت ۳۵۱
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کے گھر کھانے میں معجزانہ اضافہ ۳۵۱
آغاز اسلام میں دعوت ۳۵۱
ثرید کے پیالے میں برکت ۳۵۱
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاں معجزانہ طعام ۳۵۱
کپی میں حیرت انگیز اضافہ ۳۵۲
کھانے میں غیر معمولی برکت ۳۵۲
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر عمل ۳۵۲
غزوہ خیبر میں زاد سفر کا اعجاز ۳۵۳
خندق کی کھدائی کے دوران معجزہ ۵۳۳
حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی کھجوروں میں عجیب اضافہ ۳۵۳
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا قصہ ۳۵۳
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا توشہ دان ۳۵۳
سات کھجوروں کا اعجاز ۳۵۵
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلہ میں برکت ۳۵۵
شادی میں معجزانہ تعاون ۳۵۵
چکی کا تعجب خیز واقعہ ۳۵۵
کافر مہمان ثمامہ رضی اللہ عنہ ۳۵۶
بکری کی دستی ۳۵۶
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کھجوروں میں معجزانہ برکت ۳۵۷
کھجوروں میں برکت ۳۵۷
درخت کا چلنا ۳۵۷
کھجور کا خوشہ آنا ۳۵۸
درخت کا شہادت دینا ۳۵۸
ستون کا رسول اللہ ﷺ کے اشتیاق میں رونا اور درد فراق سے ۳۵۹
جزع و فزع کرنا ۳۵۹
حدیث انس رضی اللہ عنہ ۳۵۹
حضرت جابر رضی اللہ عنہ ۳۵۹
حدیث سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ۳۶۰
حدیث عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ۳۶۰

www.ahlehaq.org

حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ	۳۶۱	گدھے والی حدیث	۳۷۳
تعجب	۳۶۱	تحفہ	۳۷۳
حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۶۱	پرندہ اور سانپ والا واقعہ	۳۷۳
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت	۳۶۲	روشنی	۳۷۳
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت	۳۶۲	آسمانی بجلی کی چمک	۳۷۳
رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی میں کنکریوں کا تسبیح کرنا	۳۶۲	روشن انگلیاں	۳۷۳
در و دیوار کا آمین کہنا	۳۶۳	عصا روشن ہونا	۳۷۳
پتھروں کا سلام کرنا	۳۶۳	حضرت طفیل دوسی رضی اللہ عنہ	۳۶۳
مشت خاک	۳۶۳	حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی کرامت	۳۷۳
بتوں کا اشارہ سے گرنا	۳۶۳	دعا کی قبولیت کا ایک عجیب واقعہ	۳۷۳
تصویر کا مٹ جانا	۳۶۳	حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی گدھی	۳۷۵
اونٹ کا آپ ﷺ کو سجدہ کرنا	۳۶۳	بچے کا دعا سے زندہ ہونا	۳۷۵
رسالت سے سب واقف ہیں	۳۶۳	تین عجیب امور	۳۷۵
دو اونٹوں کا آپ ﷺ کے سامنے سجدہ کرنا	۳۶۳	ابو مسلم خولانی	۳۷۶
اونٹ کا شکوہ کرنا	۳۶۵	زید بن خارجہ کا دوبارہ زندہ ہونا	۳۷۶
اگر سوا تا کم	۳۳۵	ایک شخص کا کلام کرنا	۳۷۷
درخت، اونٹ اور قبر کا قصہ	۳۶۵	ربیع کا موت کے بعد بولنا	۳۷۷
آپ ﷺ کے تین معجزے	۳۶۶	نوزائیدہ بچے کا بولنا	۳۷۸
تبصرہ	۳۶۷	آسیب زدہ بچہ	۳۷۸
سست اونٹ کا تیز ہونا	۳۶۷	ایک خبیث جن	۳۷۸
اونٹ کا دعا کرنا اور آپ ﷺ کا آمین کہنا	۳۶۷	بخار	۳۷۹
بکریاں سجدہ کرتی ہیں	۳۶۸	مدینہ کی آب و ہوا	۳۷۹
بھیڑیے کا کلام کرنا اور رسالت کی شہادت دینا	۳۶۸	بینائی بحال ہونا	۳۷۹
بھیڑیے سے بات کرنے والا	۳۶۹	لعاب مبارک سے بینائی بحال کرنا	۳۸۰
گدھا بات کرتا ہے	۳۷۹	آنکھ کا باہر نکلنا	۳۸۰
بھیڑیوں کا نمائندہ	۳۶۹	پنڈلی کا درست ہونا	۳۸۰
ایک عجیب واقعہ	۳۷۰	جلا ہوا ہاتھ	۳۸۰
وحشی جانور	۳۷۰	ہتھیلی کا غدود	۳۸۰
شیر راہنمائی کرتا رہا	۳۷۰	آنکھ کا درست ہونا	۳۸۰
ہرنی کا واقعہ	۳۷۰	ابو طالب کے لیے دعا	۳۸۰
حدیث ضب اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ	۳۷۳	کمزور گھوڑی کا تیز ہونا	۳۸۰

www.ahlehaq.org

اونٹنی کا تیز چلنا	۴۸۱	مباہلہ سے انحراف کرنا	۴۸۸
ایک عجیب دعا	۴۸۱	وفد نجران	۴۸۹
دم جھاڑنے سے آپریشن	۴۸۱	حد زنا کا معجزانہ فیصلہ	۴۸۹
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا	۴۸۲	یہودی لڑکے کا صفات رسول اللہ ﷺ کا اعتراف اور اسلام	۴۸۹
دعا کی تاثیر	۴۸۲	قبول کرنا	
دعا کی قبولیت	۴۸۲	عالمگیر رسول	۴۹۰
دعا کی درخواست	۴۸۲	گزشتہ انبیاء کی بشارت اور پیش گوئیاں	۴۹۱
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	۴۸۲	حضرت موسیٰ علیہ السلام	۴۹۱
حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ	۴۸۲	حضرت داؤد علیہ السلام	۴۹۲
حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ	۴۸۳	حضرت شعیا علیہ السلام	۴۹۲
حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ	۴۸۳	حضرت الیاس علیہ السلام	۴۹۲
حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ	۴۸۳	صحیفہ حضرت حزقیل علیہ السلام	۴۹۲
تجارت میں برکت	۴۸۳	صحیفہ شعیا علیہ السلام	۴۹۳
حضرت عبداللہ بن ہشام	۴۸۳	حضرت ارمیاء علیہ السلام	۴۹۳
بے پناہ سردی	۴۸۳	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۴۹۳
باہمی محبت کا دم	۴۸۳	نیکی کیا ہے؟	۴۹۳
نوزائیدہ بچے کے لئے دعا	۴۸۴	کتاب و سنت سے ثابت شدہ صرف چند پیش گوئیوں کا بیان	۴۹۳
ورم	۴۸۴	جہاد کی پیش گوئی	۴۹۳
آپ کی دعا سے دانت کا سلامت رہنا	۴۸۴	جنگ بدر کی پیش گوئی	۴۹۴
مقبول دعا	۴۸۴	ابولہب اور اس کی بیوی کے بارے میں پیش گوئی	۴۹۴
بددعا سے ہاتھ شل ہونا	۴۸۵	تین پیش گوئیاں	۴۹۴
اپاہج	۴۸۵	اسلام کا غلبہ	۴۹۴
اقبال	۴۸۵	جنگجو قوم سے پالا پڑے گا	۴۹۴
شہادت کی دعا	۴۸۵	فتح مکہ کی پیش گوئی	۴۹۴
دعائے مستجاب	۴۸۵	مسجد حرام میں داخلے کی پیش گوئی	۴۹۵
مرتد	۴۸۵	تجارتی قافلہ یا مال غنیمت	۴۹۵
آسمانی کتب میں بیان شدہ مسائل کے مطابق سوالات کا	۴۸۶	فدیہ ادا کرنے والے قیدیوں سے وعدہ	۴۹۵
جواب دینا		فقر سے خوف	۴۹۵
حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سوالات	۴۸۶	بے جا خون بہانے کی پیش گوئی	۴۹۵
ایک یہودی عالم	۴۸۷	روم کے فاتح ہونے کی پیش گوئی	۴۹۶
چند اور سوالات	۴۸۷	آفاق و انفس میں آیات کے ظہور کی پیش گوئی	۴۹۶

www.ahlehaq.org

عبداللہ کو ریگ کا جاننا ۴۹۶
امن وامان کی پیش گوئی ۴۹۶
رسول اللہ ﷺ کے خواب ۴۹۷
امیہ بن خلف کے قتل کی پیش گوئی ۴۹۷
ایک جری بہادر کے بارے میں پیش گوئی ۴۹۷
جنگ سے پیش گوئی ۴۹۷
کشتی کا ساحل پر پہنچنا ۴۹۷
سونے کی چھڑی کی پیش گوئی ۴۹۸
خلفائے ثلاثہ ۴۹۸
امن وامان کی پیش گوئی ۴۹۸
فتوحات کی پیش گوئی ۴۹۸
حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو جنت کا مژدہ ۴۹۸
عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ۴۹۹
خودکشی کا واقعہ ۴۹۹
عجیب خبر ۴۹۹
احتیاط ۴۹۹
بلا اجازت بکری ذبح کرنے کی خبر ۴۹۹
قیامت تک کے واقعات کی پیش گوئی ۴۹۹
ہنگامات کے فتنے سے بچنے کی پیش گوئی ۵۰۰
مال ودولت کی فراوانی کا مژدہ ۵۰۰
انماط اور قالین کی پیش گوئی ۵۰۰
فتح یمن کی پیش گوئی ۵۰۰
شام کی فتح کی خوشخبری ۵۰۰
قیامت سے قبل چھ امور کا ظہور ۵۰۱
ذمۃ ورحما کا معنی ۵۰۱
بارہ خلفاء ۵۰۱
کسریٰ کی ہلاکت ۵۰۱
حیرہ کی فتح کی پیش گوئی ۵۰۱
فتوحات کی پیش گوئی ۵۰۲
فتوحات کے بعد لگان کی تجویز کی پیش گوئی ۵۰۲
میقات حج ۵۰۳
صحابی، تابعی اور تبع تابعی کی برکت کی پیش گوئی ۵۰۳
اہل فارس کی ایمانی جذبے کی پیش گوئی ۵۰۳
کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنے کی پیش گوئی ۵۰۳
مرو کی فضیلت ۵۰۳
ظالم حکمرانوں کی پیش گوئی ۵۰۳
مدت خلافت کی پیش گوئی ۵۰۳
تحقیق ۵۰۳
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی پیش گوئی ۵۰۵
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بشارت ۵۰۵
حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کو بشارت ۵۰۵
دو طلائی کنگن ۵۰۶
مسیلمہ کذاب ۵۰۶
مکتوب مسیلمہ ۵۰۶
جواب مکتوب مسیلمہ ۵۰۶
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بشارت ۵۰۶
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ۵۰۷
اویس قرنی ۵۰۷
ام ورقہ بنت نوفل رضی اللہ عنہا ۵۰۷
وبا کی پیش گوئی ۵۰۸
فتنہ کا بند ۵۰۸
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیش گوئی ۵۰۹
تبصرہ ۵۰۹
تین خلفاء کی پیش گوئی ۵۰۹
تین قبریں روضہ اطہر میں ۵۰۹
جنت کی خوشخبری ۵۱۰
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رفاقت ۵۱۱
ایک اور پیش گوئی ۵۱۱
حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کی پیش گوئی ۵۱۱
حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے بارے میں پیش گوئی ۵۱۱
فتنوں کی پیش گوئی ۵۱۱

www.ahlehaq.org

عجیب اتفاق ۵۱۲
عام فتنہ کی پیشین گوئی ۵۱۲
حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ ۵۱۲
سند پر تبصرہ ۵۱۳
مسند احمد کی روایت ۵۱۳
تبصرہ ۵۱۳
اهبان کی وصیت ۵۱۳
فتنے سے بچنے کی ترکیب ۵۱۳
حق تلفی کی پیشین گوئی ۵۱۳
فتنے کے زمانے کا پروگرام ۵۱۴
حواب کے کتے ۵۱۴
جنگ جمل میں پیشین گوئی ۵۱۴
جنگ جمل کے بارے میں ایک وصیت ۵۱۴
ایک پیشین گوئی کا یاد کرانا ۵۱۵
زید بن صوحان کے بارے میں پیشین گوئی ۵۱۵
جنگ جمل اور صفین کی پیشین گوئی ۵۱۶
تعداد ۵۱۶
حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت ۵۱۶
ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ ۵۱۶
دو لشکروں کی پیشین گوئی ۵۱۷
خوارج کے بارے میں پیشین گوئی ۵۱۷
ملعون لشکر ۵۱۸
قرآن کریم کی تشریح ۵۱۸
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیشین گوئی ۵۱۸
حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں پیشین گوئی ۵۱۹
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پیشین گوئی ۵۲۰
شام کے بارے میں پیشین گوئی ۵۲۰
شام میں ابدال ۵۲۰
قیصر کے بارے میں پیشین گوئی ۵۲۰
ہندوستان کے بارے میں پیشین گوئی ۵۲۱
ترک سے جہاد کی پیشین گوئی ۵۲۱
خوز اور کرمان سے جہاد کی پیشین گوئی ۵۲۱
حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بارے میں پیشین گوئی ۵۲۲
شہادت کا رتبہ نہ ملے
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں پیشین گوئی ۵۲۳
حجر بن عدی اور دیگر احباب ۵۲۳
دسویں آدمی کی موت آگ سے ہوگی ۵۲۳
حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا شوق شہادت ۵۲۳
بنی ہاشم کے قتل و فساد کے دور میں پیشین گوئی ۵۲۳
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیشین گوئی ۵۲۵
تبصرہ ۵۲۵
مقتل کی مٹی ۵۲۶
رسول اللہ ﷺ نے خواب کی تعبیر بیان کی ۵۲۶
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا خواب ۵۲۷
یوم شہادت ۵۲۷
بے سروپا باتیں ۵۲۷
شہادت کے اسباب ۵۲۷
کسی کا مشورہ قبول نہ کیا ۵۲۷
حادثہ حرہ کی پیشین گوئی ۵۲۸
اسباب معرکہ ۵۲۹
نوجوانوں کی حکومت سے پناہ مانگنے کا ارشاد ۵۳۰
برسر منبر نکسیر پھوٹنے کی پیشین گوئی ۵۳۰
عمرو بن سعید بن عاص اموی مدنی اشدق ۵۳۰
تورات میں پیشین گوئی ۵۳۰
حضرت قیس رضی اللہ عنہ کے بارے میں پیشین گوئی ۵۳۰
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نابینا ہونے کی پیشین گوئی ۵۳۰
حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے بارے میں پیشین گوئی ۵۳۰
دجال کے بارے میں پیشین گوئی ۵۳۱
مختار اور حجاج ۵۳۱
حضرت عمر کی خلافت کی طرف اشارہ نبی ﷺ ۵۳۲
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا خواب ۵۳۳

www.ahlehaq.org

عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ امت مسلمہ کے بہترین فرد ہیں	۵۳۳
محمد بن کعب قرظی کے بارے میں پیش گوئی	۵۳۳
ایک صدی کے اختتام کی پیش گوئی	۵۳۳
حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں پیش گوئی	۵۳۳
ولید کے بارے میں پیش گوئی	۵۳۵
ابو العاص کی اولاد کے بارے میں	۵۳۵
حکم بن ابی العاص والد مروان کی نسل کے بارے میں	۵۳۵
خلفاء بنی امیہ کے بارے میں	۵۳۶
مجہول راوی	۵۳۶
قاسم بن فضل	۵۳۶
اختلاف تک حکومت	۵۳۷
عباسی حکومت کے بارے میں	۵۳۷
سفاح اور منصور	۵۳۸
مہدی علیہ السلام	۵۳۸
سیاہ جھنڈے	۵۳۸
سفاح	۵۳۹
وبیل بن وبیل	۵۳۹
انتقال اقتدار	۵۳۹
مہدی علیہ السلام	۵۳۹
بارہ امام کون ہوں گے؟	۵۴۰
بارہ خلفاء	۵۴۰
راجح مسلک	۵۴۱
ابو الجلد کی رائے	۵۴۱
مغالطہ	۵۴۱
عباسی دور کے بارے میں پیش گوئی	۵۴۱
حسن کثرت روایت (اپنے سے بنائی ہوئی روایت)	۵۴۲
امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پیش گوئی	۵۴۲
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ	۵۴۲
کم عیال	۵۴۲
کرامات	۵۴۲
طبقات	۵۴۲
تین زمانے	۵۴۴
مامون کے بارے میں	۵۴۳
پانچ سو سال	۵۴۳
ہزار سال	۵۴۳
ظالم انتظامیہ اور عریانی	۵۴۳
رزق کی فراوانی	۵۴۳
ہر صدی کے اختتام پر مجدد	۵۴۵
حق پرست گروہ اہل حدیث	۵۴۵
نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی	۵۴۵
تصحیح	۵۴۵
حضور اقدس ﷺ کے معجزات کا دیگر انبیاء علیہم السلام کے	۵۴۵
معجزات سے تقابل	۵۴۵
آنحضور ﷺ کے خصوصی اعزازات	۵۴۵
آپ ﷺ کے خصوصی معجزات	۵۴۶
معجزات میں موازنہ کے بانی	۵۴۶
حضرت نوح علیہ السلام کے معجزات کے بارے میں	۵۴۷
مناجات	۵۴۷
دلائل النبوۃ	۵۴۹
اوجھڑی کا واقعہ	۵۴۹
جنگ بدر میں آپ ﷺ کی دعا	۵۴۹
عتبہ بن ابی لہب	۵۴۹
موسلا دھار بارش	۵۵۰
مدت رسالت میں تقابل	۵۵۰
قیام میں موازنہ	۵۵۱
رسول اکرم ﷺ اور حضرت ہود علیہ السلام کے معجزات میں موازنہ	۵۵۱
حضور اکرم ﷺ اور حضرت صالح علیہ السلام کے معجزات میں تقابل	۵۵۱
حضرت محمد ﷺ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزات میں تقابل	۵۵۲
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق سے پھینکنا	۵۵۲

www.ahlehaq.org

حضرت ابراہیم خلیل اللہ میں	۵۵۳	ابر کے ٹکڑے کا پھٹنا	۵۶۰
البعث	۵۵۳	شق صدر	۵۶۰
الخلیل اور حبیب	۵۵۳	بادلوں کا سایہ کیے رہتی تھی	۵۶۰
بالواسطہ اور براہ راست	۵۵۳	کتب اسلوبی کا اجرا موسیٰ علیہ السلام کے لیے	۵۶۰
مناجات	۵۵۴	محبت اور شفقت سے بھری روزی	۵۶۱
اسم حبیب	۵۵۴	ابو موسیٰ خولانی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۵۶۱
الاکمل	۵۵۵	عصا کی ایک ضرب سے بارہ چشمے پھوٹنا	۵۶۱
ہجرت کی رات	۵۵۵	حضور ﷺ کی انگلیوں سے پانی کا نکلنا	۵۶۱
معراج	۵۵۵	آپ کی قوم کا بعد از انتقال تہ داری	۵۶۱
ذبح	۵۵۵	حضرت یوشع بن نون اور افرائیم بن یوسف علیہم السلام	۵۶۱
آگ کا سرد ہونا	۵۵۵	تبصرہ	۵۶۲
حضرت خالد	۵۵۵	دوسری جگہ سورج کا پلٹنا	۵۶۲
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معجزانہ طور	۵۵۵	حضرت ادریس علیہ السلام	۵۶۲
نظر کی نزدیکی	۵۵۶	عجیب تذکرہ	۵۶۳
بت شکنی	۵۵۶	رفع ذکر	۵۶۳
کائنات عالم	۵۵۶	گزشتہ اقوام میں حضرت محمد ﷺ کی رسالت کی شہرت	۵۶۳
حضرت یعقوب علیہ السلام	۵۵۶	معراج کی رات	۵۶۳
حضرت یوسف علیہ السلام	۵۵۶	آخری زمانے میں رفعت	۵۶۴
حضرت موسیٰ علیہ السلام	۵۵۶	مسموم بکری کا کلام	۵۶۵
ستون حنانہ	۵۵۸	حضرت داؤد علیہ السلام	۵۶۵
نوٹ	۵۵۸	عجیب معجزہ	۵۶۵
اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی	۵۵۸	توجیہ	۵۶۵
دیدار الٰہی	۵۵۸	خوش گلا	۵۶۵
پیار اور محبت	۵۵۹	زرہ بنانا	۵۶۵
ید بیضاء	۵۵۹	توجیہ	۵۶۶
ایک عجیب و غریب بات	۵۵۹	تبصرہ	۵۶۶
ذوالنور	۵۵۹	حکمت و دانائی	۵۶۶
صحن کا روشن ہونا	۵۵۹	حضرت سلیمان علیہ السلام	۵۶۷
انگلیوں کا روشن ہونا	۵۵۹	ہوا کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع ہونا	۵۶۷
خواب میں مردوں سے ہم کلام ہونا	۵۵۹	ایک اور موازنہ	۵۶۷
طوفان کی بددعا	۵۶۰	شیطانوں کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع ہونا	۵۶۷

www.ahlehaq.org

جنات کا اسلام لانا ۵۶۷
جن کا واقعہ ۵۶۸
حضرت جبرائیل علیہ السلام ۵۶۸
نبوت و بادشاہت ۵۶۸
زمین کے خزانے ۵۶۸
پرندوں کی بولی ۵۶۸
یعفور گدھا ۵۶۹
تبصرہ ۵۶۹
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات ۵۶۹
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خصائص ۵۶۹
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ مردوں کو زندہ کرنا ۵۶۹
گدھے کا زندہ ہونا ۵۷۰
دیوانے کا تندرست ہونا ۵۷۱
جن ۵۷۱
اکمہ ۵۷۲
اندھے کا واقعہ ۵۷۲
حضرت علی علیہ السلام کی آنکھوں میں درد ۵۷۲
حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ ۵۷۳
حضرت محمد بن حاطب ۵۷۳
حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ ۵۷۳
ابو طالب ۵۷۳
ابو مسلم خولانی ۵۷۳
مائدہ یعنی دستر خوان ۵۷۳
ابو مسلم خولانی ایک واقعہ ۵۷۳
سابقہ امتوں کے واقعات بذریعہ وحی بتانا ۵۷۳
ظالمانہ صحیفہ ۵۷۳
حضرت عباس علیہ السلام ۵۷۵
نجاشی ۵۷۵
حضرت حاطب بن بلتعہ رضی اللہ عنہ ۵۷۵
کسریٰ کے قتل کی خبر ۵۷۵
زہد و قناعت ۵۷۵
بشارت ۵۷۵
ولادت مبارک کی روایات ۵۷۵
صرصری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ۵۷۶
تاریخ اسلام کے دور اول میں ہونے والے واقعات اور ۱۱ ۵۷۷
ہجری میں وفات پانے والے مشاہیر و اعیان ۵۷۷
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت اور اس میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات ۵۷۷
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تقریر ۵۷۸
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تقریر ۵۷۸
جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کا اعلان ۵۸۰
حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی فوج کی روانگی ۵۸۱
جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی کا قتل ۵۸۲
اسود عنسی کے خروج و تمکنت اور قتل کا حال ۵۸۲
اسود عنسی کا خروج ۵۸۳
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مرتدین اور مانعین زکوٰۃ سے جنگ کرنے کی طرف متوجہ ہونا ۵۸۷
کون کون مرتد ہوا؟ ۵۸۹
اس معرکہ سے اسلام کو بڑی قوت ملی ۵۹۰
یہ معرکہ کب ہوا؟ ۵۹۰
گیارہ امراء کے جھنڈے باندھتے ہوئے آپ کی ذوالقصہ کی طرف روانگی ۵۹۱
امراء کی ذوالقصہ سے مقررہ مقامات کی جانب روانگی ۵۹۳
دوسرا معرکہ ۵۹۶
الفجاءۃ کا واقعہ ۵۹۶
سجاح اور بنو تمیم کا واقعہ ۵۹۶
مالک بن نویرہ یربوعی تمیمی کے حالات ۵۹۸
مسیلمہ کذاب ملعون کا قتل ۵۹۹
باشندگان بحرین کے ارتداد اور اسلام کی طرف واپسی کا بیان ۶۰۳
اہل عمان اور مہرہ و یمن کے ارتداد کا بیان ۶۰۵
اس سال وفات پانے والوں کا ذکر ۶۰۸
غسل کس نے دیا؟ ۶۰۹

www.ahlehaq.org

نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟ ۶۰۹
حضرت ام ایمن کی وفات ۶۱۰
حضرت ثابت بن اقرم بن ثعلبہ کی وفات ۶۱۰
حضرت ثابت بن قیس بن شماس کی وفات ۶۱۰
حضرت حزن بن ابی وہب ۶۱۱
حضرت زید بن الخطاب کی وفات ۶۱۲
حضرت سالم بن عبید رضی اللہ عنہ کی وفات ۶۱۲
حضرت ابودجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ کی وفات ۶۱۳
حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ کی وفات ۶۱۳
حضرت الطفیل بن عمرو بن طریف رضی اللہ عنہ کی وفات ۶۱۳
حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کی وفات ۶۱۳
حضرت السائب بن عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ۶۱۳
حضرت السائب بن العوام کی وفات ۶۱۳
حضرت عبداللہ بن سہیل بن عمرو کی وفات ۶۱۳
حضرت عبداللہ بن ابی بن سلول کی وفات ۶۱۳
حضرت عبداللہ بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ۶۱۳
حضرت عکاشہ بن محصن کی وفات ۶۱۳
حضرت معن بن عدی کی وفات ۶۱۵
حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ کی وفات ۶۱۵
شہدائے مہاجرین ۶۱۳
شہدائے انصار ۶۱۶
مسیلمہ بن حبیب یمامی کذاب ۶۱۷
ہجرت نبوی ﷺ کا بارھواں سال ۶۱۸
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی عراق کی طرف روانگی ۶۱۸
خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اہل فارس کے صوبیداروں کی طرف ۶۱۹
حیرہ کے محلات پر قبضہ ۶۲۳
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا انبار کو فتح کرنا ۶۲۳
معرکہ عین التمر ۶۲۵
دومۃ الجندل کے حالات ۶۲۶
الحصید اور المصیخ کے لوگوں کے حالات ۶۲۶
معرکہ الفراض ۶۲۷
اس سال میں ہونے والے واقعات ۶۲۸
اس سال میں فوت ہونے والے ۶۲۹
حضرت بشیر بن سعد ثعلبہ خزرجی ۶۲۹
حضرت ابومرثد الغنوی ۶۲۹
حضرت ابوالعاص بن الربیع ۶۲۹
ختم شد ۶۳۰

www.ahlehaq.org

تاریخ ابن کثیر......(حصہ پنجم)

غزوہ تبوک کا بیان

اے ایمان والو! مشرک تو ناپاک ہیں سو اس سال کے بعد مسجد حرام کے نزدیک نہ آنے پائیں اور اگر تم تنگ دستی سے ڈرتے ہو تو آئندہ اللہ اگر چاہے تو تمہیں اپنے فضل سے مالا مال کر دے وہ بڑا باحکمت والا ہے۔ (۹/۲۸) ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور نہ اسے حرام جانتے ہیں جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے اور ان لوگوں میں سے جو اہل کتاب ہیں، وہ سچا دین قبول نہیں کرتے۔ حضرت ابن عباس، مجاہد، عکرمہ، سعید بن جبیر، قتادہ اور ضحاک وغیرہ متعدد مفسرین سے مروی ہے کہ جب حج وغیرہ میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو مسجد حرام اور کعبہ کے نزدیک آنے سے منع فرما دیا تو قریش نے یہ خدشہ ظاہر کیا کہ موسم حج میں منڈیاں اور بازار برباد ہو جائیں گے ہمارے منافع اور معیشت پر زد پڑے گی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس منافع اور مفاد کے بدلے میں اہل کتاب سے جنگ و جدال کرنے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ وہ دین اسلام قبول کریں یا ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے روم سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ کیونکہ وہ سب لوگوں سے آپ کے قریب تر آباد تھے اور اسلامی دعوت کے بھی سب سے زیادہ اہل تھے، اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ قرب کے باعث اہل کتاب ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

> "اے ایمان والو! اپنے نزدیک کے کافروں سے لڑو اور چاہئے کہ وہ تم میں سختی پائیں اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے"۔ (۹/۱۲۳)

رجب ۹ھ میں روم کی جانب پیش قدمی...... رسول اللہ ﷺ نے روم کے خلاف رجب ۹ھ بمطابق ۶۳۵ء میں جنگ کرنے کا ارادہ کیا تو اس وقت شدید گرمی اور تنگ دستی کا زمانہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو صحیح صورت حال سے مطلع کیا اور اطراف کے اعراب قبائل کو بھی جنگ میں ساتھ چلنے کے لئے بلایا چنانچہ آپ کے ساتھ تقریباً تیس ہزار افراد جمع ہو گئے۔ (جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا) اور کچھ لوگ پیچھے رہ گئے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بلا عذر پیچھے رہنے والے منافقوں اور کوتاہی کرنے والوں پر عتاب کیا، سخت مذمت کی، زجر و توبیخ کی اور سخت ڈانٹ پلائی اور ان کو بری طرح ذلیل و رسوا کیا اور ان کے بارے میں قرآن اتارا۔ (جس کی دن رات تلاوت ہوتی ہے) اور سورۃ توبہ میں ان کی حقیقت حال کو واضح بیان کیا۔ (جیسا کہ ہم نے یہ تفسیر میں مفصل بیان کیا ہے)

ہر حال میں جنگ میں شامل ہونے کا فرمان الٰہی...... اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہر حال میں جنگ میں شامل ہونے کا حکم دیا۔ (۹/۴۱) تم ہلکے ہو یا بوجھل (ہر حال میں) نکلو اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں لڑو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھتے ہو۔ اگر مال نزدیک ہوتا اور سفر ہلکا ہوتا تو وہ ضرور تیرے ساتھ ہوتے لیکن انہیں فاصلہ لمبا نظر آیا اور اب اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہم سے ہو سکتا تو ہم تمہارے ساتھ ضرور چلتے، اپنی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا "اور ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ مسلمان سب کے سب کوچ کریں۔ سو کیوں نہ نکلا، ہر فرقے میں سے ایک حصہ تا کہ دین میں سمجھ پیدا کریں اور جب اپنی قوم کی طرف آئیں تو ان کو ڈرائیں تا کہ وہ بچتے رہیں۔" (۹/۱۲۲)

آیت کے بارے میں اختلاف ...... بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت (۹/۱۲۲) کی ناسخ ہے اور بعض اس کے قائل نہیں (بلکہ تخصیص پر محمول کرتے ہیں) واللہ اعلم۔ ابن اسحاق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ذوالحجہ ۹ھ اور رجب ۹ھ کا درمیانی حصہ میں تقریباً سات مہینے قیام فرمایا۔ پھر لوگوں کو روم کے خلاف جنگ کرنے کی تیاری اور بندوبست کا حکم فرمایا۔ امام زہری، یزید بن رومان، عبداللہ بن ابی بکر، عاصم بن عمر اور قتادہ وغیرہ ہمارے اہل علم میں سے ہر ایک نے غزوہ تبوک کے بارے میں وہ بیان کیا ہے جو اس کو معلوم ہوا اور بعض وہ واقعات بیان کرتے ہیں جن کو دوسرے نہیں بیان کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو غزوہ روم کی تیاری کا حکم فرمایا، یہ تنگ دستی کا دور تھا، شدید گرمی کا موسم تھا اور قحط سالی کا زمانہ تھا اور کھجور کا پھل بھی پک چکا تھا۔ لوگ پھلوں اور سایہ میں ٹھہرنا پسند کرتے تھے، اور ان حالات میں جنگ میں جانا ناپسند کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا قاعدہ تھا کہ جب کسی جنگ کے لئے جاتے تو توریہ اور کنایہ سے کام لیتے مگر غزوہ تبوک میں آپ نے لوگوں کو علی الاعلان اور برملا بتا دیا طویل فاصلے شدید حرارت اور دشمن کی بکثرت کی وجہ سے تاکہ لوگ جہاد کے لئے اپنی پوری تیاری کر لیں۔ آپ نے سب کو جہاد کا ارشاد فرمایا اور ان کو بتایا کہ روم کے خلاف جنگ کا ارادہ ہے۔

جد کا بہانہ ...... رسول اللہ ﷺ سفر کے سامان کی تیاری میں مصروف تھے، ایک روز آپ نے جد بن قیس کے از بنی سلمہ کو مخاطب کر کے فرمایا اے جد! کیا اس سال روم سے جنگ کرنے کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ مجھے عدم شرکت سے رخصت کی اجازت دیتے ہیں اور فتنہ سے محفوظ رکھتے ہیں۔ واللہ میری سب برادری جانتی ہے کہ مجھ سے زیادہ عورتوں پر کوئی فریفتہ نہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر میں نے رومیوں کی عورتوں کو دیکھ لیا تو اپنے پر قابو نہ رکھ سکوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منہ پھیر کر فرمایا (قد اذنت لک) میں تجھے جنگ میں نہ جانے کی اجازت دیتا ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کا راز فاش کرتے ہوئے فرمایا (۹/۴۹) اور ان سے بعض کہتے ہیں کہ مجھے تو اجازت ہی دے دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے خبردار وہ فتنہ میں پڑ چکے ہیں اور بے شک دوزخ کافروں پر احاطہ کرنے والی ہے۔

منافقوں کی عادت ...... اور منافق ایک دوسرے کو جہاد سے نفرت، اسلام میں شک و شبہات اور آپ ﷺ کے بارے میں افواہیں اڑاتے ہوئے کہتے تھے، گرمی کے موسم میں جنگ کیلئے نہ جاؤ۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا (۹/۸۱) اور کہا گرمی میں مت نکلو کہہ دو کہ دوزخ کی آگ کہیں زیادہ گرم ہے۔ کاش یہ سمجھ سکتے، سو وہ تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں۔ ان اعمال کے بدلے جو کرتے رہے ہیں۔

سویلم کا گھر راکھ کا ڈھیر ...... ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ (ثقہ راوی، محمد بن طلحہ بن عبدالرحمان، اسحاق بن ابراہیم بن عبداللہ بن حارثہ اپنے جدہ سے) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ چند منافق "سویلم یہودی" کے مکان پر جو جاسوم کے پاس واقع ہے اجتماع کرتے ہیں اور غزوہ تبوک میں لوگوں کو شامل ہونے سے روکتے ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبیداللہ کو چند صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ ان کی جانب بھیجا اور حکم دیا کہ سویلم کی رہائش گاہ کو رہائشیوں سمیت جلا دیں چنانچہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ کام انجام دیا اور ضحاک بن خلیفہ گھر کی پشت سے کود پڑا اور اس کا پاؤں ٹوٹ گیا اور اس کے ساتھی بھی کود کر بھاگ گئے (اور ضحاک بن خلیفہ اس غلطی کے بعد تائب ہو گیا اور اس کی حالت سنبھل گئی۔ (ملاحظہ ہو الاصابہ فی تمییز الصحابہ ج۲۔ ص ۲۰۶) ضحاک نے کہا:

کادت وبیت اللہ نار محمد
یشیط بہا الضحاک وابن ابیرق
وظلت وقد طبقت کبس سویلم
انوء علی رجلی کسیراً ومرفق
سلام علیکم لا اعود لمثلہا
اخاف ومن تشمل بہ النار یحرق

www.ahlehaq.org

"رب کعبہ کی قسم! قریب تھا کہ آتش محمد میں ضحاک اور ابن ہیرق جل کر خاکستر ہو جاتا۔ اور اس نے سویلم کے گھر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا میں اپنے شکستہ پاؤں اور کہنی کے بل اٹھتا تھا۔ تم پر سلامتی ہو، میں دوبارہ ایسی غلطی نہ کروں گا اور میں خدا سے خائف ہوں اور جس پر آگ محیط ہو جائے وہ جل جاتا ہے"۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے سفر کی تیاری میں پوری کوشش کی اور لوگوں کو بھی پوری تیاری اور مستعدی کا حکم دیا اور سرمایہ داروں کو فی سبیل اللہ خرچ کرنے اور سواریاں دینے پر ابھارا اور رضامند کیا۔ چنانچہ سرمایہ داروں نے سواریاں پیش کیں اور رضا امیں خوب چندہ دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان نے اس قدر مال دیا کہ کسی نے ایسا نہیں دیا۔ ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ ایک ثقہ راوی سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے "جیش عسرۃ" میں، غزوہ تبوک کے سلسلہ میں ایک ہزار دینار دیئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللھم ارض عن عثمان فانی عنہ راض
یا اللہ! عثمان رضی اللہ عنہ پر راضی ہو، میں بھی اس پر راضی ہوں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ہارون بن معروف، ضمرہ، عبداللہ بن شوذب، عبداللہ بن قاسم) کثیر مولی عبدالرحمان بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جیش عسرہ کے سلسلہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے میں ہزار دینار لائے اور ان کو رسول اللہ ﷺ کی گود میں ڈال دیا۔۔۔۔ رسول اللہ ﷺ ان کو ہاتھ سے الٹ پلٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے "ماضر ابن عفان ما عمل بعد الیوم" آج کے بعد ابن عفان کوئی عمل کرے اس کو نقصان دہ نہیں۔ اس روایت کو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے (محمد بن اسماعیل، حسن بن واقع، ضمرہ) سے نقل کر کے "حسن غریب" کہا ہے۔

چندہ کی ترغیب ...... مسند احمد میں (عبداللہ بن احمد سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ عنزی، فرقد ابی طلحہ) عبدالرحمان بن حباب سلمی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے خطبہ ارشاد فرمایا اور جیش عسرہ کی اعانت و نصرت پر لوگوں کو تیار کیا اور ابھارا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان نے کہا میرے ذمہ سو اونٹ مع ان کی جھولوں اور پالانوں کے ہے۔ پھر آپ نے منبر سے اتر کر ترغیب دلائی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ذمہ ایک سو اور اونٹ ہے۔ مع ان کے جھولوں اور پالانوں کے، سلمی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ اس طرح ہاتھ کو حرکت دے رہے تھے (عبدالصمد راوی نے اپنا ہاتھ اس انداز میں ہلا کر دکھایا) اور فرمایا (ما علی عثمان ما عمل بعد ھذا) بعد ازیں عثمان جو عمل کرے اسے نقصان دہ نہیں۔ اس روایت کو اسی طرح امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن بشار، ابو داؤد طیالسی) سکن بن مغیرہ ابی محمد مولی آل عثمان سے نقل کرتے ہیں، بقول ترمذی یہ اس سند سے "غریب" ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (عمرو بن مرزوق) سکن بن مغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے تین بار کہا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تین سو اونٹ مع ان کے جھولوں اور پالانوں کے اپنے ذمہ لے لئے۔ عبدالرحمان سلمی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بر سر منبر فرما رہے تھے

ما ضر عثمان بعدھا... او قال بعد الیوم ابو داؤد طیالسی (ابو داؤد، حصین بن عبدالرحمان، عمرو بن جاوان)

احنف بن قیس سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص، علی رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرما رہے تھے خدا کے لئے مجھے بتاؤ! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جیش عسرہ میں ساز و سامان دے گا، اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔ میں نے فوج کو ان کے مہار اور عقال (زانو بند) کے ساتھ سامان دیا اس روایت کو امام نسائی نے حصین بن عبدالرحمان سے نقل کیا ہے۔

منافقین کی عیش پسندی ...... اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ ہو کر جہاد کرو تو ان میں دولت مند بھی تجھ سے رخصت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دے کہ بیٹھنے والوں کے ساتھ رہ جائیں۔ وہ خوش ہیں کہ پیچھے رہنے والی عورتوں

www.ahlehaq.org

کے ساتھ رہ جائیں اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے سو وہ نہیں سمجھتے۔

ایمان والوں کی جزا...... لیکن رسول اور جو لوگ اس کے ساتھ ایمان والے ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے باغ تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے۔

بہانے بازوں کا انجام...... اور بہانے کرنے والے گنوار آئے تاکہ انہیں رخصت مل جائے اور بیٹھ رہے وہ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا تھا جو ان میں سے کافر ہیں۔ جلد ہی انہیں دردناک عذاب پہنچے گا۔

معذورین کا حکم...... ضعیفوں پر اور مریضوں پر اور ان لوگوں پر جو نہیں پاتے کہ خرچ کریں کوئی گناہ نہیں ہے، جب اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیر خواہی کریں۔ نیکوکاروں پر کوئی الزام نہیں ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور ان لوگوں پر بھی کوئی گناہ نہیں کہ جب وہ تیرے پاس آئیں کہ تو انہیں سواری دے، تو تو نے کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں کہ تمہیں اس پر سوار کردوں تو وہ واپس چلے گئے اور اس غم سے کہ ان کے پاس خرچ موجود نہ تھا، ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ الزام ان لوگوں پر ہے جو دولت مند ہیں اور تم سے اجازت طلب کرتے ہیں اس بات سے وہ خوش ہیں کہ پیچھے رہنے والیوں کے ساتھ رہ جائیں اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کردی ہے پس وہ نہیں سمجھتے (۹/۹۳۔۸۶) ہم (ابن کثیر) نے ان آیات کی تفسیر و توضیح پر تفسیر ابن کثیر میں خوب بحث کی ہے جو کافی و وافی ہے۔ واللہ اعلم وللہ الحمد والمنہ۔ ان رونے والوں کا یہاں ذکر مقصود ہے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے کہ آپ ﷺ ان کو سواری دے دیں، لیکن سواری نہ ہونے کی وجہ سے وہ واپس چلے آئے اس بات پر افسوس کرتے ہوئے کہ وہ فی سبیل اللہ جہاد اور اس میں خرچ کرنے سے محروم رہے۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ انصار وغیرہ میں سے سات افراد تھے۔ سالم بن عمیر کے از بنی عمرو بن عوف، علبہ بن زید برادر بنی حارثہ، ابو لیلیٰ عبدالرحمان بن کعب از بنی مازن بن نجار، عمرو بن حمام بن جموح برادر بنی سلمہ، عبداللہ بن مغفل مزنی، بقول بعض عبداللہ بن عمرو مزنی، ہرمی بن عبداللہ برادر بنی واقف اور عرباض بن ساریہ فزاری۔

ابو لیلیٰ اور ابن مغفل کا رونا...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مغفل دونوں رو رہے تھے۔ ان سے ابن یامین بن عمیر بن کعب نضری نے پوچھا کیوں رو رہے ہو، تو انہوں نے بتایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے کہ سواری عطا فرمادیں لیکن ہم آپ کے ہاں سے سواری نہ پاسکے اور ہمارے پاس اتنی استطاعت نہیں کہ ہم ان کے ساتھ جانے کا اہتمام کرسکیں چنانچہ ابن یامین نے اپنی سواری دے دی اور وہ اس پر سوار ہو کر گئے اور ان کو کچھ کھجوریں بھی دے دیں اور وہ دونوں نبی علیہ السلام کے ساتھ چلے گئے۔

انوکھا انداز...... یونس بن بکیر نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے مزید بیان کیا ہے کہ حضرت علبہ رضی اللہ عنہ بن زید رات کو گھر سے باہر گئے۔ عادت کے مطابق نماز پڑھی اور رو رو کر عرض کیا، یا اللہ! تو نے جہاد کا حکم فرمایا ہے۔ اور اس میں ترغیب دلائی ہے اور تو نے اتنا مال و دولت نہیں دیا کہ جس سے جہاد کے قابل ہوسکوں اور نہ ہی تو نے اپنے رسول کو سواری دی ہے جو وہ مجھے عطا کرسکیں۔ خدایا! جو میرے مال و جان اور عزت و آبرو میں کسی مسلمان نے بے جا تصرف اور ظلم و ستم کیا ہے، وہ میں اسے معاف کرتا ہوں اور صدقہ و خیرات کرتا ہوں۔ دعا کے بعد وہ لوگوں کے ساتھ شامل ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا آج شب صدقہ کرنے والا کہاں ہے؟ تو حاضرین میں سے کوئی نہ اٹھا۔ آپ نے دوبارہ فرمایا صدقہ کرنے والا کہاں ہے، وہ کھڑا ہو جائے۔ چنانچہ وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے صورت حال سے مطلع کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مبارک ہو! اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تیرا نام مقبول شدہ زکوٰۃ والوں میں لکھا گیا ہے۔ (اس مقام پر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور روایت بیان کی ہے)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا واقعہ...... حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو عبداللہ الحافظ، ابو العباس محمد بن یعقوب، احمد بن عبدالحمید

ہاشمی، ابو اسامہ، برید، ابو بردہ) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ چند احباب نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس سواری طلب کرنے کے لئے بھیجا، وہ غزوہ تبوک کے "جیش عسرۃ" میں آپ کے ساتھ تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے میرے ساتھیوں نے آپ کی خدمت میں سواریوں کی خاطر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا واللہ! میں تمہیں کوئی سواری نہ دوں گا۔ میں نے یہ سوال آپ سے غصہ کی حالت میں کیا اور مجھے اس کا علم نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے نہ دینے اور اس ڈر سے کہ آپ ﷺ مجھ پر غصہ ہیں میں غمناک واپس چلا آیا اور احباب کو رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے مطلع کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے بلال رضی اللہ عنہ کی منادی سنی، عبداللہ بن قیس ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ میں نے اس کو اپنی موجودگی کی اطلاع دی تو اس نے کہا رسول اللہ ﷺ کی بات سنیں اور آپ کو بلا رہے ہیں جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے تین بار فرمایا "ان دو مشکیزوں کو پکڑ لو" ان چھ اونٹوں کے بارے میں فرمایا جو آپ نے اس وقت سعد رضی اللہ عنہ سے خریدے تھے۔ اور کہا کہ ان کو اپنے ساتھیوں کے پاس لے جا۔ اور ان کو بتا کہ اللہ کے رسول نے تمہیں سواری کے لئے دیئے ہیں۔ میں نے یہ اونٹ ان کے حوالے کر کے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ تمہاری سواری کے لئے عطا فرمائے ہیں، لیکن بخدا میں تمہیں سوار نہ ہونے دوں گا یہاں تک کہ تم میں سے کوئی میرے ساتھ اس شخص کے پاس چلے جس نے رسول اللہ ﷺ کا جواب سنا تھا جب میں نے سوال کیا تھا اور آپ نے پہلی دفعہ منع فرما کر دوسری دفعہ مجھے یہ سواریاں عطا کی تھیں۔ تاکہ میرے بارے میں یہ بدگمانی نہ کرو کہ میں نے وہ بات بتائی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے نہ فرمائی ہو تو انہوں نے کہا واللہ! آپ ہمارے نزدیک قابل اعتماد ہیں ہم وہی کریں گے جو آپ چاہیں گے۔ چنانچہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ان کو اپنے ساتھ لے کر ان لوگوں کے پاس لے کر چلے آئے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بات سنی تھی کہ آپ نے پہلے نہ دیا اور دوبارہ بلا کر دیا۔ چنانچہ ان سامعین نے ان کو بالکل اسی طرح بتایا جیسا کہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بتایا تھا۔ اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو کریب از ابو اسامہ بیان کیا ہے اور ایک متفق علیہ روایت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اشعری لوگوں کے ساتھ سواری طلب کرنے کے لئے حاضر ہوا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا واللہ! نہ میرے پاس سواری ہے اور نہ ہی میں آپ کو دے سکتا ہوں پھر آپ علیہ السلام کے پاس غنیمت کے اونٹ لائے گئے اور آپ ﷺ نے چھ اونٹ بغیر پالان کے دیئے اور ہم نے ان کو لے لیا پھر ہم نے آپس میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی قسم کا کفارہ دیا اور یہ ہمارے لئے باعث برکت نہ ہوگا چنانچہ ہم نے واپس جا کر" آپ کو بتایا" تو آپ نے فرمایا واللہ! میں نے تم کو سواری نہیں دی بلکہ اللہ نے دی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا، میں ان شاء اللہ کسی بات کا حلف اٹھاؤں اور اس سے بہتر دوسری بات کو پاؤں تو وہی کرتا ہوں جو بہتر ہو اور قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں۔

پیچھے رہ جانے والا گروہ —— ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا ایک گروہ دیر تک رسول اللہ ﷺ سے غائب رہا یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بغیر کسی شک وشبہ کے پیچھے رہ گیا (اور جنگ میں شامل نہ ہو سکا) اس گروہ میں سے:

۱۔ کعب بن مالک بن ابی کعب برادر بنی سلمہ۔
۲۔ مرارہ بن ربیع برادر بنی عمرو بن عوف۔
۳۔ ہلال بن امیہ برادر بنی واقف۔
۴۔ ابو خیثمہ برادر بنی سالم بن عوف۔

یہ لوگ سچے اور پکے مسلمان تھے۔ میں...... ابن کثیر...... کہتا ہوں کہ ان میں سے پہلے تین کا قصہ مفصل بیان ہوگا جس کے بارے میں سورہ توبہ میں (۹/۱۱۸) آیت نازل ہوئی۔ باقی رہا ابو خیثمہ رضی اللہ عنہ تو وہ واپس آیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچنے کا عزم کر لیا۔ (کما سیاتی)

تبوک کا سفر —— یونس بن بکیر، ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سفر کی تیاری کر لی اور سفر کا عزم کر لیا تو جمعرات کو روانہ ہوئے اور "ثنیۃ الوداع" میں خیمہ زن ہوئے آپ کے ہمراہ تیس ہزار سے زائد فوج تھی۔ (اور عدو اللہ، عبداللہ بن ابی منافق نے اپنے لشکر کا پڑاؤ آپ سے نیچے ذباب پر کیا اور بزعم مورخین یہ دونوں لشکروں میں سے زیادہ کم نہ تھا) جب رسول اللہ ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے تو عبداللہ بن ابی دیگر منافقوں اور ضعیف الاعتقاد لوگوں کے ساتھ پیچھے رہ گیا اور ساتھ شامل نہ ہوا۔

امیر مدینہ ...... ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا امیر نامزد کیا اور بقول دراوردی آپ نے سباع بن عرفطہ رضی اللہ عنہ کو غزوہ تبوک کے سال مدینہ کا امیر اور جانشین مقرر فرمایا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ہارون علیہ السلام ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اہل بیت پر محافظ مقرر کیا اور منافقین نے یہ افواہ اڑائی کہ آپ ﷺ ان کو گراں اور بوجھ سمجھ کر ان سے سبکدوش ہو گئے ہیں۔ جب یہ افواہ پھیل گئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ہتھیاروں سے لیس ہو کر جرف میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے اور آپ کو افواہ سے آگاہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جھوٹے ہیں، میں نے تو تمہیں اہل وعیال پر محافظ مقرر کیا ہے۔ بنابریں واپس جاؤ، میرے اور اپنے اہل وعیال کا خیال رکھو۔ اے علی! کیا تمہیں پسند نہیں کہ تم کو مجھ سے وہ نسبت ہو جو ہارون کو موسیٰ کے ساتھ تھی۔ الا یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جرف سے واپس آ گئے اور رسول اللہ ﷺ اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے محمد رضی اللہ عنہ بن طلحہ بن یزید بن رکانہ نے ابراہیم بن سعد بن رضی اللہ عنہ ابی وقاص کی معرفت سعد رضی اللہ عنہ سے بتایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا آپ ﷺ علی رضی اللہ عنہ کو کہہ رہے تھے۔ امام بخاری اور مسلم نے یہ حدیث (شعبہ از سعد بن ابراہیم از ابراہیم بن سعد) حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص سے روایت کی ہے۔ ابوداؤد طیالسی اپنی مسند میں (شعبہ، حکم، مصعب بن سعد) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اہل بیت پر محافظ مقرر کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ مجھ کو عورتوں اور بچوں میں جانشین بنا کر چھوڑ رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اے علی! کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ تمہیں میری طرف سے وہ مقام و مرتبہ حاصل ہو جو ہارون کا موسیٰ سے تھا بجز اس بات کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس روایت کو مسلم اور ترمذی نے شعبہ سے بیان کیا ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مسند میں قتیبہ کے علاوہ محمد رحمۃ اللہ علیہ بن عباد سے بھی بیان کیا ہے اور یہ دونوں حاتم بن اسماعیل سے بیان کرتے ہیں اور بقول ترمذی یہ حدیث حسن صحیح اور اس سند سے غریب ہے۔

ابوخیثمہ مالک بن قیس ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے روانہ ہونے کے چند دن بعد، شدید گرمی کے روز ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر لوٹ آیا اور اپنی بیویوں کو باغ کے چھپر میں پایا کہ انہوں نے چھپر میں چھڑکاؤ کیا ہوا ہے ٹھنڈا پانی ہے اور اس کے لئے انہوں نے کھانا تیار کر رکھا ہے۔ جب وہ باغ کے اندر آیا چھپر کے دروازے پر کھڑے ہو کر اس نے اپنی بیویوں اور ان کے عیش و عشرت کا جائزہ لیا تو اس نے کہا، رسول اللہ ﷺ دھوپ، آندھی اور گرمی میں سفر پر ہوں اور ابوخیثمہ ٹھنڈے سائے، تیار کھانے اور خوبرو بیوی کے ساتھ اپنے مال ومتاع میں مقیم ہو، یہ قرین انصاف نہیں۔ واللہ! میں کسی ایک کے بھی چھپر میں نہ داخل ہوں گا یہاں تک کہ میں رسول اللہ ﷺ سے جا ملوں۔ اس نے کہا زاد راہ تیار کرو۔ سامان سفر تیار کر لیا تو وہ اپنی آب پاشی والی سواری پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کی تلاش و جستجو میں روانہ ہو گیا یہاں تک کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو جا پایا اس وقت آپ علیہ السلام تبوک میں فروکش تھے۔ راستہ میں عمیر بن وہب جمحی سے ملاقات ہوئی۔ وہ بھی رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلا ہوا تھا، راستہ میں دونوں ایک ساتھ چلتے رہے۔ جب وہ تبوک کے قریب پہنچے تو ابوخیثمہ نے ابن وہب جمحی سے درخواست کی کہ میں خطاوار ہوں۔ میری خواہش ہے کہ تم ذرا یہاں ٹھہرو اور میں تجھ سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں، تو اس نے یہ درخواست قبول کر لی جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پڑاؤ کے قریب ہوا تو لوگوں نے کہا یہ کوئی راستے پر سوار چلا آ رہا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کن ابا خیثمہ" "ابوخیثمہ ہو" چنانچہ سب نے کہا واللہ یا رسول اللہ ﷺ وہ ابوخیثمہ ہے۔ قریب پہنچ کر اس نے سلام عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوخیثمہ افسوس! پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کو سارا ماجرا سنایا تو آپ نے اس کے لئے خیر و برکت کی دعا کی۔ عروہ رضی اللہ عنہ بن زبیر اور موسیٰ رضی اللہ عنہ بن عقبہ نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق ابوخیثمہ کا قصہ نقل کیا ہے اور اس نے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کیلئے خزاں کے موسم میں گئے تھے۔

ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ کے اشعار: ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابوخیثمہ مالک بن قیس نے یہ اشعار کہے:

لما رايت الناس في الدين نافقوا
اتيت التي كانت اعف واكرما

www.ahlehaq.org

وبايعت باليمنى يدي لمحمد
فلم اكتسب اثما ولم اغش محرما
تركت خضيبا في العريش وصرمة
صفايا كراما بسرها قد تحمما
كنت اذا شك المنافق اسمحت
الى الدين نفسي شطره حيث يمما

”جب میں نے دیکھا کہ لوگ دین میں منافقت کر رہے ہیں تو میں نے وہ طریقہ اختیار کیا جو پاک اور عمدہ تھا۔ میں نے دائیں ہاتھ سے محمد ﷺ کی بیعت کی اور میں نے گناہ اور حرام کا ارتکاب نہیں کیا۔ میں نے چھپر میں مہندی والی عورت اور عمدہ نخلستان جس کی گدری کھجور سیاہ ہو چکی چھوڑی منافق شک و ریب میں مبتلا ہو تو میرا دل دین کی طرف مائل ہوتا ہے جہاں بھی ہو۔“

یونس رحمۃ اللہ علیہ بن بکیر (محمد بن اسحاق، بریدہ، سفیان، محمد بن کعب قرظی) عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تبوک کی جانب روانہ ہوئے تو ایک آدمی پیچھے رہنے لگا تو لوگ کہتے یا رسول اللہ ﷺ فلاں شخص پیچھے رہ گیا ہے تو رسول اللہ ﷺ فرماتے اس کی بات چھوڑو اگر اس میں خیر و رشد ہوئی تو اللہ پاک اس کو تمہارے ساتھ ملا دے گا اگر کوئی اور بات ہوئی تو اللہ تعالیٰ تم کو اس سے خوشی بخشے گا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ...... یہاں تک کہ کسی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ابوذر رضی اللہ عنہ پیچھے رہ گیا ہے اور اس کا اونٹ سست رفتار ہو گیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دعوه ان يك فيه خير فسيلحقه الله بكم وان يك غير ذلك فقد اراحكم الله منه
(ترجمہ گزر چکا ہے)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنے اونٹ کے تیز چلنے کا انتظار کیا جب تیز نہ ہوا تو انہوں نے اپنا زاد راہ اٹھا کر پیٹھ پر رکھ لیا اور پیدل چلنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ اس دوران منزل میں فروکش ہو چکے تھے۔ کسی مسلمان نے دیکھ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ کوئی راستے پر آ رہا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوذر رضی اللہ عنہ ہوگا! جب لوگوں نے ذرا غور سے دیکھا تو وہ کہنے لگے واللہ! یا رسول اللہ ﷺ وہ ابوذر رضی اللہ عنہ ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل ابوذر رضی اللہ عنہ پر رحمت کرے وہ تنہا چل رہا ہے۔ تنہا ہی مرے گا اور تنہا ہی زندہ اٹھایا جائے گا۔

پیشن گوئی کا سچ ہونا...... انقلاب برپا ہوا اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو ”ربذہ“ میں منتقل کر دیا گیا جب نزع کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنی بیوی اور غلام کو وصیت کی کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے رات کو غسل اور کفن دے کر راستے کے وسط میں رکھ دینا۔ جو پہلا قافلہ تمہارے پاس سے گزرے، اس کو بتانا یہ ابوذر رضی اللہ عنہ ہے۔ حسب وصیت انہوں نے اسی طرح کیا۔ چنانچہ ایک قافلہ آیا اور اس کو معلوم نہ تھا وہ چلتا رہا قریب تھا کہ وہ آپ کی نعش کو کچل ڈالتا۔ دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اہل کوفہ کے ایک قافلہ میں ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو انہیں معلوم ہوا کہ یہ ابوذر رضی اللہ عنہ کا جنازہ ہے تو وہ دھاڑیں مار کر رونے لگے اور بتایا کہ واقعی رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ پر خدا رحمت کرے، وہ تنہا چلے گا تنہا فوت ہوگا اور تنہا ہی اس کا حشر ہوگا۔ چنانچہ وہ قافلہ اترا اور ان کو خود حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دفن کیا۔ سند حسن ہے لیکن اصحاب ستہ نے اس کو بیان نہیں کیا۔

”ساعۃ عسرۃ“ کی تفسیر...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن محمد بن عقیل سے ”الذين اتبعوه في ساعة العسرة“ (۹/۱۱۷) کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں دو اور تین مجاہد ایک اونٹ پر سوار تھے۔ سخت گرمی کا موسم تھا، ایک روز پیاس نے ستایا تو وہ اونٹوں کو ذبح کر کے

اوجھ کا پانی پینے لگے۔ "اس کو پانی کی قلت کہتے ہیں" اسی طرح اخراجات اور سواریوں میں بھی قلت تھی۔

عبداللہ بن وھب، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت ہوا کہ "ساعۃ العسرۃ" (۹/۱۱۷) کے بارے میں کچھ فرمایئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ غزوہ تبوک کی جانب ہم سخت گرمی کے موسم میں روانہ ہوئے۔ ہم ایک "منزل" میں فروکش ہوئے تو پیاس نے ستایا یہاں تک کہ ہمارا خیال تھا کہ ہماری گردنیں منقطع ہو جائیں گی (اور حالات اس قدر نازک ہو گئے) کہ ہم میں سے کوئی کجاوے کی تلاش میں جاتا تو بھی کمزوری کے باعث اس کو موت کا خطرہ لاحق رہتا تھا حتیٰ کہ ایک آدمی اپنا اونٹ ذبح کرتا اور اس کی اوجھ نچوڑ کر پی لیتا اور بقیہ کو اپنے جگر پر رکھ لیتا۔

حضور ﷺ کی دعا کی برکت...... حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا میں بھلائی رکھی ہے پس اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے آپ علیہ السلام نے فرمایا اے ابوبکر! کیا تجھ کو یہ پسند ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہاں کہا تو رسول اللہ ﷺ نے اوپر کو ہاتھ بلند کیے اور دعا کی۔ دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ آسمان پر بادل چھا گئے ہلکی بارش کے بعد اتنی تیز بارش برسی کہ ہم نے اپنے سب برتن پانی سے بھر لئے۔

بارش کہاں تک ہوئی...... پھر ہم نے بارش کے اثرات دیکھے تو وہ ہمارے پڑاؤ تک محدود تھی اس سے باہر اور دور تک نہ ہوئی تھی۔ یہ سند جید ہے اور اس کو اصحاب ستہ نے بیان نہیں کیا۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ عاصم بن عمر قتادہ کی معرفت ابنائے قوم سے روایت کرتے ہیں کہ یہ واقعہ حجر میں قیام کے دوران پیش آیا تھا اور اپنے ایک ہم سفر منافق کو کہا، افسوس! اس کے بعد بھی نبوت میں کوئی شک کی گنجائش ہے تو اس نے کہا (اس میں کیا اعجاز ہے) بادل آیا اور برس گیا۔

زید بن لصیت منافق...... مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی غائب ہو گئی۔ لوگ اس کی تلاش و جستجو میں مصروف تھے۔ اس اثناء میں رسول اللہ ﷺ نے عمارہ بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ کو جو آپ کے پاس تھا کہا، کہ ایک آدمی نے یہ بات کی ہے کہ یہ محمد ﷺ جو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے اور آسمان کی باتیں بتاتا ہے، اور اس کو اپنی اونٹنی کا علم تک نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا واللہ! میں وہی جانتا ہوں جو مجھے اللہ بتاتا ہے اور اونٹنی کے بارے میں اللہ نے مجھے بتایا ہے کہ یہ فلاں وادی میں ہے۔ اس کی مہار ایک درخت میں الجھ گئی ہے، جاؤ اس کو لے آؤ۔ پھر عمارہ انصاری اپنے ڈیرے پر گیا تو اس نے ان کو وہ بات بتائی جو رسول اللہ ﷺ نے اس اعتراض کے بارے میں بتائی تھی۔ ڈیرے پر موجود لوگوں میں سے کسی نے کہا یہ بات تو زید بن لصیت نے کہی تھی اور یہ زید بھی وہاں موجود تھا تو عمارہ رضی اللہ عنہ اس کی گردن پر لات مار کر کہہ رہا تھا کہ میرے ڈیرے پر آفت کا پرکالہ ہے اور مجھے معلوم تک نہیں اے دشمن خدا چلا جا ہمارے ساتھ نہ بیٹھ۔ بعض کا خیال ہے کہ زید نے توبہ کر لی تھی اور بقول بعض وہ نفاق کی حالت میں مرا۔

کھانے میں معجزانہ برکت...... حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اونٹنی کے قصے کے مشابہ ایک قصہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ (اعمش، ابوصالح، ابوہریرہ) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں (یہ شک اعمش کو لاحق ہوا ہے) کہ غزوہ تبوک میں لوگ بھوک سے دوچار تھے، عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ سواریاں ذبح کرنے کی اجازت عنایت فرما دیں تو ہم ذبح کر کے کھالیں اور چربی کو استعمال کر لیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اجازت فرما دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر سواریاں ذبح کر دی گئیں تو سواریاں کم ہو جائیں گی۔ عرض ہے کہ آپ ان کا باقی ماندہ زاد سفر منگوالیں اور اللہ تعالیٰ سے اس میں خیر و برکت کی دعا کریں۔ امید ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت فرما دے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے اثبات میں جواب دے کر چرمی دستر خوان منگوایا اور اس کو بچھا کر لوگوں کو باقی ماندہ "زاد راہ" لانے کا حکم فرمایا یہاں تک کہ ایک آدمی مٹھی بھر مکئی لاتا، دوسرا مٹھی بھر کھجوریں لاتا اور اسی طرح تیسرا روٹی کا ٹکڑا لاتا، آہستہ آہستہ دستر خوان پر کچھ طعام جمع ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے برکت و افزائش کی دعا فرما کر اعلان کیا، اپنے برتن لے آؤ چنانچہ وہ اپنے برتن لے آئے، لشکر میں موجود ہر برتن کو لبریز کر لیا اور پیٹ بھر کر کھایا، پھر بھی

کچھ باقی بچا رہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں شاہد ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، جو شخص رسالت پر کامل یقین رکھتے ہوئے اللہ سے ملاقات کرے گا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے (ابو کریب از ابو معاویہ از اعمش) بیان کیا ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے (سہیل از ابیہ از ابو ہریرہ) بیان کیا ہے اور انہوں نے غزوہ تبوک کا نام نہیں لیا بلکہ مطلق غزوہ کا ذکر کیا ہے۔

نبی علیہ السلام کا سفر تبوک میں "حجر" میں ثمود کے مکانات سے گزر...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب "حجر" کے پاس سے گزرے تو وہاں اترے۔ اور لوگوں نے اس کے کنوئیں سے پانی بھرا اور جب روانہ ہوئے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ثمود کے کنوؤں کا پانی مت پیو اور نہ ہی نماز کے لئے وضو کرو اور جو تم نے اس پانی سے آٹا گوندھ لیا ہے وہ اونٹوں کو کھلا دو اور خود بالکل نہ کھاؤ۔ یہ قصہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بلا سند بیان کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یعمر بن بشر، عبداللہ بن مبارک، معمر، زہری، سالم بن عبداللہ) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب "حجر" کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان ہلاک شدہ لوگوں کے مکانات میں، جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا مت جاؤ مگر روتے ہوئے۔ کہیں تمہیں بھی وہ عذاب پہنچے جو ان کو پہنچ چکا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری پر اپنا سر ڈھانپ لیا۔ اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (عبداللہ بن مبارک اور عبدالرزاق از معمر) بیان کیا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ بن دینار کی معرفت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے فرمایا کہ تم ان ہلاک شدہ لوگوں کے مکانات میں نہ جاؤ مگر یہ کہ تم روتے ہو اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو ان کے مکانات میں مت جاؤ مبادا تم بھی ان کی طرح عذاب میں مبتلا ہو جاؤ۔ اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور سلیمان رحمۃ اللہ علیہ بن بلال کی معرفت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ بن دینار سے روایت کیا ہے۔ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند سے عبداللہ بن دینار سے نقل کیا ہے۔

اونٹنی والا کنواں...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالصمد، صخر بن جویریہ، نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے سال رسول اللہ ﷺ "حجر" میں ثمود کے مکانات کے پاس فروکش ہوئے۔ لوگوں نے ان کنوؤں میں سے پانی لیا جن سے ثمودی پانی پیتے تھے۔ آٹا گوندھا، ہانڈیوں میں ڈالا پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ ہانڈیاں الٹ دیں اور گوندھا ہوا آٹا اونٹوں کو کھلا دیں۔ پھر وہاں سے چل کر اس کنوئیں پر پڑاؤ ڈالا جس سے اونٹنی پانی پیتی تھی اور ان کو ہلاک شدہ قوم کے علاقہ میں جانے سے منع فرما دیا۔ "مجھے خطرہ ہے کہ تم بھی ثمود کی طرح عذاب میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔ لہٰذا ان کے مکانوں میں نہ جاؤ۔"

اس حدیث کی سند شرط شیخین پر ہے اور اصحاب ستہ نے اس کو بیان نہیں کیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو (انس بن عیاض، ابو ضمرہ، عبیداللہ بن عمر، نافع) حضرت ابن عمر سے بیان کیا ہے۔ بقول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اسامہ نے عبیداللہ بن عمر کی متابعت کی ہے۔ نیز امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو (شعیب بن اسحاق از عبیداللہ از نافع) بیان کیا ہے۔

ابو رغال...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرزاق، معمر، عبداللہ بن عثمان، ابو الزبیر) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب "حجر" کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا، معجزات کا سوال نہ کرو، صالح علیہ السلام کی قوم نے معجزے کا سوال کیا تھا وہ اونٹنی اس راستہ سے آتی اور اس سے واپس چلی جاتی۔ انہوں نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی اور ناقہ کو ہلاک کر ڈالا وہ ایک روز سارا پانی پی جاتی اس روز ثمودی اس کا دودھ پیتے چنانچہ انہوں نے اس کو ہلاک کر دیا سو ان پر چیخ کا عذاب مسلط ہو گیا۔ صرف ایک مرد کے علاوہ جو حرم میں تھا سب کے سب نیست و نابود ہو گئے۔ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہے۔ فرمایا وہ ابو رغال ہے۔ جب وہ حدود حرم سے باہر نکلا تو وہ اپنی قوم والے عذاب کا شکار ہو گیا۔ اس کی سند صحیح ہے اور صحاح ستہ میں موجود نہیں۔

ایک پیش گوئی —— امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یزید بن ہارون، مسعودی اسماعیل بن واسط، محمد بن ابی کبشہ انماری) ابو کبشہ انماری سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں جاتے ہوئے لوگ اہل حجر کے کھنڈرات میں جلدی جلدی داخل ہونے لگے جب رسول اللہ ﷺ کو اس امر کی خبر ہوئی تو آپ نے اعلان فرمایا "الصلوٰۃ جامعۃ" راوی کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ سواری کی مہار تھامے فرما رہے تھے کہ تم مغضوب قوم کے علاقہ میں کیوں داخل ہوتے ہو۔ تو ایک شخص نے عرض کیا حیرت و استعجاب کی خاطر۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں آپ کو اس سے زیادہ تعجب خیز بات بتاتا ہوں۔ تم ہی میں سے ایک آدمی، تم کو گزشتہ روز کے واقعات بتاتا ہے اور مستقبل کی پیش گوئی کرتا ہے۔ استقامت اختیار کرو اور سیدھے رہو اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب میں مبتلا کرنے کی پرواہ نہیں کرتا۔ اور آئندہ ایسی اقوام پیدا ہوں گی جو اپنا دفاع نہ کرسکیں گی۔ اس کی سند حسن ہے اور صحاح ستہ میں نہیں ہے)۔

آندھی کی پیش گوئی اور دو آدمیوں کی خلاف ورزی —— یونس بن بکیر (ابن اسحاق، عبداللہ بن ابی بکر بن حزم، عباس) سہل بن سعد ساعدی یا عباس بن سعد۔ (یہ شک میری جانب سے روایت کرتے ہیں) کہ رسول اللہ ﷺ جب مقام "حجر" کے پاس سے گزرے اور وہاں اترے تو لوگوں نے ان کے کنوئیں سے پانی لیا جب وہاں سے روانہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو فرمایا کہ ان کنوؤں سے نہ پانی پیو اور نہ نماز کے لئے وضو کرو آج رات کوئی اپنے ڈیرے سے باہر جائے تو اس کے ساتھ اس کا ساتھی ہو سب نے آپ کے حکم کی تعمیل کی، سوائے بنی ساعدہ کے دو آدمیوں کے ایک ان میں سے رفع حاجت کے لئے باہر نکلا اور دوسرا اونٹ کی تلاش میں، جو حاجت کے لئے باہر نکلا تھا۔ اس کا رفع حاجت پر ہی گلا گھٹ گیا اور دوسرے کو آندھی نے اٹھا کر جبل طی میں پھینک دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا کیا میں نے تم کو ساتھی کے بغیر باہر نکلنے سے منع نہیں فرمایا تھا۔ پھر آپ نے گلا گھٹنے ہوئے کے لئے دعا فرمائی تو وہ صحت یاب ہو گیا باقی دوسرا تو وہ تبوک سے آپ کے پاس پہنچا (اور زیادہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے) کہ جب آپ ﷺ مدینہ واپس آئے تو اس کو طی قبیلے نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچایا۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ عباس بن سہل نے ان دونوں آدمیوں کا نام مجھے بتایا تھا لیکن اس نے مجھے ان کے نام صیغہ راز میں رکھنے کا کہا کہ ان کے نام نہ بتائے۔

باغ کا تخمینہ —— امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عفان، وہیب بن خالد، عمرو بن یحییٰ، عباس بن سہل بن سعد ساعدی) حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے "وادی القریٰ" میں پہنچے تو ایک خاتون اپنے نخلستان میں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہ سے کہا اس کے پھل کا تخمینہ لگاؤ سب نے اندازہ لگایا اور رسول اللہ ﷺ نے "دس وسق" کا تخمینہ لگایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس خاتون کو کہا، باغ کی پیداوار کو ماپ لینا یہاں تک کہ ہم ان شاء اللہ واپس آ جائیں گے۔ آپ ﷺ وہاں سے روانہ ہو کر تبوک پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج رات سخت آندھی چلے گی۔ اس میں کوئی آدمی کھڑا نہ ہو جس کے پاس اونٹ ہے وہ اس کا عقال اور "زانو بند" مضبوطی سے باندھ لے۔ ابو حمید ساعدی کہتے ہیں کہ ہم نے حسب فرمان اونٹوں کو باندھ لیا۔ رات کو سخت آندھی چلی تو ایک آدمی کھڑا ہوا اس کو آندھی نے کوہ طی میں پھینک دیا۔

ایلہ کے بادشاہ کا حضور ﷺ کی خدمت میں آنا اور امن کا پروانہ حاصل کرنا

پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس "ایلہ" کا حکمران آیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سفید خچر پیش کیا، اور آپ نے اس کو ردائے مبارک اور ایک چادر عطا فرمائی اور اس کو امن کا پروانہ بھی لکھ کر دے دیا۔ رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس روانہ ہوئے ہم بھی آپ علیہ السلام کے ساتھ تھے چلتے چلتے وادی القریٰ میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے اس عورت سے پوچھا تیرے باغ کی کتنی پیداوار ہوئی؟ تو اس نے (رسول اللہ ﷺ کے تخمینہ کے مطابق) اس "دس وسق" کہا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں عجلت سے واپس جا رہا ہوں، جو شخص جلدی جانا چاہے وہ تیاری کر لے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔ جب مدینے کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا "ھذہ طابۃ" یہ طابہ ہے اور جبل احد کو دیکھ کر

فرمایا: یہ جبل احد ہے، یہ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے پیار کرتے ہیں۔ کیا میں انصار کے گھرانوں کے بارے میں بتاؤں؟ عرض کیا فرمایئے یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر بنی نجار ہیں پھر بنی عبدالاشہل کا خاندان اور تیسرے نمبر پر بنی ساعدہ۔ مزید سنو انصار کے ہر خاندان میں خیر و برکت ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف اسناد سے عمرو بن یحییٰ سے نقل کیا ہے۔

دو نمازوں کا اجتماع ...... امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (ابوالزبیر، ابوالطفیل عامر بن واثلہ) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے۔ آپ ظہر اور عصر جمع فرماتے، نیز مغرب اور عشاء جمع فرماتے۔ ایک روز نماز ظہر کو مؤخر کیا، پھر آپ روانہ ہوئے، بعد ازاں ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھا۔ پھر آپ نے پڑاؤ کیا، پھر سفر پر روانہ ہوئے، مغرب اور عشاء دونوں نمازیں جمع کر کے پڑھیں۔

معجزہ ...... پھر آپ نے خوش خبری سنائی کہ کل ان شاء اللہ تم تبوک کے چشمہ پر پہنچ جاؤ گے۔ مزید سنو! کافی دن چڑھے وہاں پہنچو گے، جو شخص اس چشمہ کے پاس آئے وہ اس کے پانی کو اس وقت تک ہاتھ نہ لگائے جب تک کہ میں نہ آجاؤں۔ ساعدی کہتے ہیں کہ ہم وہاں پہنچے تو دو آدمی ہم سے پہلے پہنچ چکے تھے اور چشمہ کا پانی تھوڑا تھوڑا تسمہ کی طرح بہہ رہا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تم نے اس کے پانی کو ہاتھ لگایا ہے۔ انہوں نے ہاں کہا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو برا بھلا کہا اور جو اللہ کو منظور تھا پھر صحابہ نے چشمہ سے معمولی معمولی چلو بھر کر پانی نکالا، یہاں تک کہ ایک برتن میں کچھ پانی جمع ہو گیا پھر رسول اللہ ﷺ نے اس میں اپنا چہرہ مبارک اور ہاتھ دھوئے پھر اس پانی کو چشمہ میں ڈال دیا تو چشمہ سے بہت زیادہ پانی بہہ پڑا اور لوگوں نے پیا۔

باغات کی بشارت ...... اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! اگر تیری عمر دراز ہوئی تو تو عنقریب ان مقامات میں گلزار اور باغات دیکھے گا۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے۔

بہترین اور بدترین آدمی ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابوالنضر ہاشم بن القاسم، یونس بن محمد مؤدب اور حجاج بن محمد، لیث بن سعد، یزید بن ابی حبیب، ابوالخیر، ابوالخطاب) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک میں کھجور کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کہ کیا میں آپ کو بہتر اور بدتر آدمیوں کے بارے میں بتاؤں؟" تو آپ نے فرمایا "بہتر آدمی وہ ہے جس نے اپنے گھوڑے کی پشت پر یا اونٹ کی پیٹھ پر یا پیدل اللہ کے راستے میں جہاد کیا حتیٰ کہ اس کو موت نے آلیا اور بدترین فاسق و فاجر اور گمراہ وہ شخص ہے جو قرآن پڑھتا ہے اور اس کی بات پر توجہ نہیں دیتا۔ امام نسائی نے اس کو (قتیبہ از لیث) نقل کیا ہے اور ان کا کہنا ہے کہ میں ابوالخطاب کو نہیں جانتا۔

فجر کا قضاء ہونا ...... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (یعقوب بن محمد زہری، عبدالعزیز بن عمران، مصعب بن عبداللہ، منظور بن جمیل بن سنان یا سیار (جمہور یہ مخطوطہ کے مطابق) حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ ایک رات سو گئے اور سورج نکلے بیدار ہوئے تو آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو کہا، کیا میں نے کہا نہ تھا کہ فجر کا خیال رکھنا تو اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! نیند کی وجہ سے میرا خیال نہ رہا جیسا کہ آپ کا۔ پھر رسول اللہ ﷺ وہاں سے تھوڑی دور منتقل ہوئے اور نماز ادا کی۔ پھر باقی ماندہ دن و رات سفر کیا اور صبح دن چڑھے تبوک پہنچ گئے، وہاں آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔

حضور ﷺ کا خطبہ ...... حمد و ثنا کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! سب سے زیادہ سچی بات "کتاب اللہ" ہے اور سب سے مضبوط سہارا، تقویٰ اور پرہیزگاری کی بات ہے، سب سے بہترین ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے اور سب سے بہترین طریقہ محمد ﷺ ہے اور تمام گفتار سے بہتر اللہ کا ذکر ہے اور سب قصوں اور کہانیوں سے بہتر یہ قرآن ہے اور سب سے بہتر امور فرائض و واجبات ہیں اور سب سے بدترین کام ایجاد بندہ اور بدعات ہیں اور سب سے اچھی راہنمائی انبیاء علیہم السلام کی راہنمائی ہے اور سب سے افضل موت جام شہادت کی موت ہے۔ اور سب سے زیادہ اندھا پن رشد

www.ahlehaq.org

ہدایت کے بعد گمراہی ضلالت ہے۔ بہترین عمل وہ ہے جو نفع دے اور بہترین ہدایت وہ ہے جس پر عمل ہو۔ بدترین اندھا پن دل کا اندھا ہونا ہے۔ اونچا ہاتھ یعنی دینے والا، نیچے والے اور لینے والے سے بہتر ہوتا ہے۔ کم بقدر کفایت زیادہ مال اور غافل کرنے والے سے بہتر ہوتا ہے۔ بدترین معذرت موت کے وقت ہے۔ بدترین شرمندگی وہ ہے جو قیامت کے دن ہو۔ بعض لوگ جمعہ میں دیر سے آتے ہیں بعض لوگوں کے دل خدا کی یاد میں اور اس کے ذکر میں نہیں لگتے۔ سب سے بڑا جرم جھوٹی زبان ہے۔ بہترین تونگری دل کی غنی اور تونگری ہے۔ بہترین زاد کار آمد توشہ اور تقویٰ ہے۔ اصل دانائی اللہ کا خوف ہے۔ دل کی تمام باتوں میں سے بہتر یقین و ایمان ہے۔ دینی باتوں میں شک و شبہ کفر ہے نوحہ اور میت پر چیخنا اور چلانا جاہلیت اور کفر کی عادتوں میں سے ہے۔ خیانت جہنم کا ٹکڑا ہے۔ بد اشعار ابلیس کا القاء ہے۔ شراب گناہ کی جڑ ہے۔ عورتیں شیطان کے جال ہیں۔ جوانی دیوانی اور جنون کا ایک حصہ ہے۔ سب سے بدترین کمائی سود کی ہے۔ سب سے بدترین کھانا یتیم کا مال ہڑپ کرنا ہے۔ سعادت مند وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرے۔ بد بخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں ہی بد لکھ دیا گیا۔ تم میں سے ہر کوئی چار ہاتھ کی تنگ و تاریک قبر میں جانے والا ہے اور معاملہ آخرت پر موقوف ہے۔ اعمال کا انجام اور انحصار آخرت پر موقوف ہے۔ بدترین راوی وہ ہیں جو جھوٹی روایات بیان کرتے ہیں اور ہر آنے والی چیز قریب ہے۔ مسلمان کو گالی دینا فسق و فجور ہے۔ مسلمان سے قتال اور لڑائی کفر ہے۔ اور اس کی غیبت اللہ کی نافرمانی ہے۔ اور مسلمان کا مال و متاع، اس کے قتل و خون کی طرح قابل حرمت ہے اور جو شخص اللہ پر قسم کھائے گا کہ اللہ ضرور ایسا کرے گا مثلاً اس کو جنت دے گا اور فلاں کو دوزخ تو اللہ پاک اس کو جھوٹا کر دے گا۔ جو شخص اللہ سے بخشش مانگے گا اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے گا۔ جو شخص درگزر کرے گا اللہ اس سے درگزر کرے گا جو شخص غصہ پی جائے تو اس کو صلہ و ثواب ملے گا۔ جو شخص مصیبت پر صبر کرے گا اللہ عزوجل اسے اس کا بدلہ دے گا اور جو شخص دکھاوے اور ریاء و نمود اور شہرت کا طالب ہو گا اللہ پاک بھی اس کو سب کے سامنے جتا جتا کر عذاب دے گا اور جو شخص صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو کئی گنا اجر دے گا اور جو شخص گناہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو عذاب دے گا۔ الٰہی! مجھے اور میری امت کو بخش۔ (یہ جملہ تین بار کہا) پھر فرمایا میں اپنے اور تمہارے لئے مغفرت کا طالب ہوں۔ یہ حدیث غریب ہے اور اس میں نکارت ہے اور اس کی سند میں ضعف ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نمازی کے آگے سے گزرنے کی سزا...... امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ (احمد بن سعید ہمدانی اور سلیمان بن داؤد، ابن وہب، معاویہ، سعید بن غزوان) غزوان سے روایت کرتے ہیں کہ میں حج کو جاتے ہوئے تبوک میں ٹھہرا تو ایک معذور شخص نظر آیا میں نے اس کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا میں آپ کو ایک قصہ سناتا ہوں۔ میری زندگی میں وہ کسی کو نہ سنانا وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ تبوک میں ایک کھجور کے پاس فروکش ہوئے اور فرمایا اس طرف ہمارا قبلہ ہے پھر آپ نے اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی۔ معذور نے کہا، میں آیا اور میں اس وقت دوڑتا پھرتا لڑکا تھا اور چلتا چلتا رسول اللہ ﷺ اور اس کھجور کے درمیان سے گزر گیا، تو آپ نے بددعا کی کہ جس نے ہماری نماز کو قطع کر دیا ہے اللہ تعالیٰ اس کے نقش پا کو مٹا دے۔ اس کا بیان ہے میں اپنے قدموں پر آج تک نہیں کھڑا ہو سکا۔ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ (سعید، عبد العزیز تنوخی، یزید بن نمران کا غلام) یزید بن نمران سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے تبوک میں ایک معذور کو دیکھا، پوچھا تو اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ میں گدھے پر سوار ان کے سامنے سے گزر گیا تو آپ نے بددعا کی خدایا اس کا نقش پا قطع کر دے چنانچہ اس کے بعد میں چل نہیں سکا اور ایک روایت میں ہے۔

قطع صلاتنا قطع اللہ اثرہ

معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی معاویہ کی غائبانہ نماز جنازہ...... اصابہ میں ہے معاویہ بن معاویہ ممکن ہے ان کے والد کی کنیت ابو معاویہ ہو۔ حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (یزید بن ہارون، علاء ابو محمد ثقفی) حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ ہم تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ سورج خوب روشن طلوع ہوا۔ میں نے اس کی ایسی شعاع اور روشنی کبھی نہ دیکھی تھی۔ چنانچہ جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور رسول اللہ ﷺ نے پوچھا، جناب جبرائیل! کیا بات ہے کہ آج سورج خوب آب و تاب سے طلوع ہوا ہے، میں نے اس کی ایسی روشنی اور شعاعیں کبھی نہیں دیکھیں۔ تو بتایا کہ یہ کیفیت اس وجہ سے ہے کہ آج مدینہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابو معاویہ مزنی فوت ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار فرشتے ان کی نماز جنازہ کے لئے بھیجے ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا وہ کس وجہ سے؟ کثرت سے سورۂ اخلاص پڑھنے کی وجہ سے۔

اگر میں زمین سمیٹ دوں تو کیا یا رسول اللہ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے تو آپ علیہ السلام نے "ہاں" فرمایا۔ پھر آپ نے نماز پڑھی اور واپس آ گئے۔ اس حدیث میں شدید غرابت اور نکارت ہے۔ محدثین اس غرابت اور نکارت کو علاء بن زید کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اس میں انہوں نے جرح کی ہے۔

(سورۂ اخلاص) کی فضیلت اور منکر روایت ...... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (علی بن احمد بن عبدان، احمد بن عبید صفار، ہاشم بن علی، عثمان بن ہیثم، محبوب بن ہلال، عطاء بن ابی میمونہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے آ کر بتایا کہ اے محمد! کہ معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابو معاویہ مزنی فوت ہو چکا ہے کیا آپ اس کی نماز جنازہ پڑھنا چاہتے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے "ہاں" فرمایا۔ جبرائیل علیہ السلام نے پر مارا تو روئے زمین کا ہر درخت اور ٹیلہ لرز گیا پھر آپ نے نماز جنازہ پڑھی اور آپ کے پیچھے فرشتوں کی دو صفیں تھیں اور ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا اے جبرائیل اللہ کے ہاں اس کو یہ مقام و مرتبہ کیوں کر حاصل ہوا تو بتایا کہ "قل ھو اللہ احد" الخ۔ کے ساتھ محبت (عقیدت) کی وجہ سے، وہ اس سورت کو اٹھتا بیٹھتا آتا جاتا ہر حال میں پڑھتا تھا۔

عثمان بن ہیثم کہتے ہیں کہ میں نے والد سے پوچھا کہ نبی علیہ السلام کہاں تھے تو انہوں نے بتایا تبوک علاقہ شام میں اور معاویہ لیثی مدینہ میں فوت ہوا۔ اس کی چارپائی رسول اللہ ﷺ کے سامنے کر دی گئی یہاں تک کہ آپ نے اس کو دیکھا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی (یہ حدیث بھی اس سند سے منکر ہے)۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس قیصر کے قاصد کی آمد ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (اسحاق بن عیسیٰ، یحییٰ بن سلیم، عبداللہ بن عثمان بن خیثم) سعید بن ابی راشد سے روایت کرتے ہیں کہ میری ملاقات حمص میں ۔۔۔ یا عصر میں حلیہ تنوخی کے مطابق ہرقل کے قاصد تنوخی سے ہوئی جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے آیا تھا۔ وہ میرا ہمسایہ تھا، جو نوے سال کے لگ بھگ تھا۔ میں نے عرض کیا کیا آپ مجھے مکتوب ہرقل بنام رسول اللہ ﷺ اور مکتوب رسول اللہ ﷺ بنام ہرقل کے بارے میں بتائیں گے تو اس نے کہا کیوں نہیں! سنئے رسول اللہ ﷺ تبوک تشریف لائے اور آپ نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو مکتوب دے کر ہرقل کے پاس روانہ کیا جب اس کو رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی موصول ہوا تو اس نے روم کے علماء اور اہل کاروں کا اجلاس طلب کیا اور جلسہ گاہ کے تمام دروازے بند کر دیئے اور خطاب میں کہا محمد ﷺ اس مقام پر ٹھہرا ہوا ہے جہاں تم دیکھ رہے ہو۔ اس نے مجھے پیغام بھیجا ہے اور تین تجاویز کی راہنمائی کی ہے۔

(۱) ---- میں اس کے دین کا تابع اور پیروکار بن جاؤں۔
(۲) ---- کہ ہم اس کو جزیہ پیش کریں اور علاقہ ہمارا ہو گا۔
(۳) ---- یا اس سے جنگ کریں۔

ہرقل کی رائے ...... واللہ! تم خوب جانتے ہو اور اپنی کتابوں میں پڑھتے ہو۔ تمہارا مواخذہ ہو گا، آؤ ہم اس کے دین کے تابع ہو جائیں یا اس کو جزیہ پیش کر دیں۔ یہ سن کر جلسہ گاہ میں یکایک اشتعال پیدا ہو گیا اور سامعین آپے سے باہر ہو کر نعرہ لگانے لگے کیا تو ہمیں عیسائیت کے ترک کرنے اور مرتد ہونے کی دعوت دے رہا ہے یا یہ کہ ہم ایک بدوی کے غلام بن جائیں۔

بغاوت کا ڈر ...... جب ہرقل نے معلوم کر لیا کہ اگر وہ یہاں سے چلے گئے تو روم میں اس کے خلاف بغاوت برپا کر دیں گے تو اس نے اس کو مطمئن کیا اور قریب تھا کہ اطمینان و سکون پیدا نہ ہوتا کہ اس نے کہا، میں نے تو یہ بات تمہاری دینی صلاحیت اور غیرت معلوم کرنے کیلئے کی تھی۔ پھر اس نے ایک عرب کو بلایا جو عرب کے عیسائیوں کا سربراہ تھا اور اس کو حکم دیا کہ ایسا عالم تلاش کر جس کا حافظہ تیز ہو اور وہ عربی زبان کا ماہر ہو کہ میں اس کو محمد ﷺ کی طرف اپنا نمائندہ بنا کر بھیجوں ان کے خط کے جواب کے سلسلہ میں۔

www.ahlehaq.org

ہرقل کی اپنے قاصد کو وصیت ...... چنانچہ وہ مجھے لے آیا اور ہرقل نے مجھے مکتوب دے کر کہا کہ محمد ﷺ کے پاس میرا مکتوب لے جاؤ اور ان کی باتوں میں سے میرے لئے تین باتیں نوٹ کرنا۔

(۱) ...... دیکھنا کہ وہ اپنے مکتوب میں سے جو اس نے مجھے بھیجا ہے کس بات کا ذکر کرتا ہے۔

(۲) ...... یاد رہے کہ جب وہ میرا مکتوب پڑھے تو کیا رات کا ذکر کرتا ہے۔

(۳) ...... محمد ﷺ کی پیٹھ دیکھنا، کیا ان کی پیٹھ پر کوئی انوکھی سی چیز ہے۔

تنوخی کہتا ہے کہ میں ہرقل کا خط لے کر تبوک آ گیا۔ دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہ کے مابین چشمہ کے پاس گوٹ مارے تشریف فرما ہیں۔ میں نے پوچھا تمہارا صاحب اور رئیس کہاں ہے؟ بتایا گیا کہ یہ آپ ﷺ ہیں۔ میں چلتا چلتا ان کے سامنے جا بیٹھا اور خط ان کے حوالے کر دیا۔ آپ نے اس خط کو گود میں رکھ کر پوچھا، کس قبیلے سے تعلق ہے؟ عرض کیا میں تنوخی ہوں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا اپنے باپ ابراہیم کے دین حنیف اور اسلام کی طرف کچھ میلان ہے۔ میں نے عرض کیا، میں ایک قوم کا قاصد ہوں اور ان کے دین کا پابند ہوں۔ میں اس دین سے نہ لوٹوں گا یہاں تک کہ میں ان کے پاس واپس پہنچ جاؤں۔

ہدایت دینا صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے ...... تو رسول اللہ ﷺ نے ہنس کر فرمایا:

''بے شک تو ہدایت نہیں کر سکتا جسے تو چاہے لیکن اللہ ہدایت کرتا ہے جسے چاہے اور وہ ہدایت والوں کو خوب جانتا ہے۔'' (۲۸/۵۶)

اے تنوخی! میں نے ایک مکتوب کسریٰ کو لکھا تھا اللہ اسے ہلاک کرنے والا ہے اور اس کے ملک کو۔ نیز میں نے نجاشی کو ایک خط تحریر کیا تھا، اس نے اس کو پھاڑ دیا اللہ اس کو اور اس کے ملک کو تباہ کرنے والا ہے اور میں نے ایک مکتوب تیرے بادشاہ کو تحریر کیا تھا اس نے اس کو محفوظ کر لیا۔ جب تک زندگی میں خیریت اور بھلائی ہے لوگ اس سے طاقت کو محسوس کرتے رہیں گے۔ میں نے کہا یہ ان تین باتوں میں سے ایک ہے جس کی مجھے میرے بادشاہ نے وصیت کی تھی پھر میں نے ترکش سے تیر نکالا اور اس بات کو تلوار کے پہلو پر لکھ لیا۔

پھر محمد ﷺ نے اس خط کو اپنی بائیں جانب بیٹھے ہوئے شخص کے حوالے کر دیا۔ میں نے پوچھا اس خط کو کون پڑھ کر سنائے گا؟ انہوں نے کہا معاویہ۔ میں سنتا ہوں کہ میرے بادشاہ کے خط میں تحریر ہے۔ ''تم مجھے اس جنت کی طرف دعوت دیتے ہو جس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ تو فرمائیے جہنم کہاں ہے؟'' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ کیسی تعجب خیز بات ہے جب دن نمودار ہو جاتا ہے تو رات کہاں جاتی ہے۔ پھر میں نے ترکش سے تیر لیا اور اپنی تلوار کے پہلو پر لکھ لیا۔

قاصد کا حق ...... جب آپ علیہ السلام میرے خط سے فارغ ہوئے تو فرمایا بے شک تیرا حق ہے اور تو قاصد ہے کاش! تو ہمارے پاس سے تحفہ پاتا جس کی ہم تجھ پر نوازش کرتے ہم لوگ مسافر اور خالی ہاتھ ہیں۔

یہ سن کر لوگوں میں سے کسی نے بلند آواز سے کہا جناب! میں اس کو تحفہ پیش کرتا ہوں چنانچہ اس نے کپڑا کھولا تو وہ زرد رنگ کا حلہ لئے آ رہا ہے۔ اور اس کو میری گود میں رکھ دیا میں نے پوچھا عطیہ لانے والا کون ہے؟ تو معلوم ہوا عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس قاصد کی کون میزبانی کرے گا تو ایک انصاری نے عرض کیا جی میں! چنانچہ انصاری مجلس سے کھڑا ہو گیا اور میں بھی اس کے ساتھ چل پڑا جب ہم لوگوں کے اجتماع سے باہر نکلے تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے تنوخی! ادھر آؤ تو میں تیز تیز چلتا ہوا اسی مجلس میں آ گیا جس میں پہلے تھا۔ پھر آپ نے اپنی پیٹھ سے کپڑا ہٹا کر فرمایا ادھر آ جو اس کا مامور ہے۔ چنانچہ میں آپ کی پیٹھ مبارک کی طرف آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ پشت پر مہر نبوت ہے۔ کندھے کی نرم ہڈی کے مقام پر بڑے سے سینگے کی مانند۔ یہ حدیث غریب ہے اس کی سند پر اعتراض نہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اس میں منفرد ہیں۔

مکتوب نبوی برائے یحنہ بن رؤبہ والی ایلہ ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ تبوک پہنچے تو ''یحنہ بن رؤبہ، شاہ ایلہ'' آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے جزیہ پر صلح کر لی۔ اسی طرح جرباء اور اذرح کے باشندگان نے بھی آپ کی خدمت میں جزیہ

www.ahlehaq.org

پیش کیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو مکتوب دیا جو ان کے پاس موجود ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم، یہ پروانہ امن ہے اللہ تعالیٰ، محمد نبی اور رسول اللہ ﷺ کی جانب سے، برائے یحنہ بن روبہ اور باشندگان ایلہ۔ ان کی کشتیوں اور قافلوں کے لئے، بحر و بر میں، نیز ان کے ساتھ اہل شام، اہل یمن اور سمندری لوگوں کے لئے۔ پس جو شخص ان میں سے معاہدے کی خلاف ورزی کرے گا اس کا مال اس کی جان کے بغیر جو پکڑے گا وہ اس کے لئے پاک و طاہر ہوگا اور اہل ایلہ کے لئے جائز نہیں کہ وہ آنے جانے والوں کو پانی سے منع کریں نیز بری اور بحری راستوں سے بھی روکنا جائز نہیں۔ (یونس بن بکیر نے از ابن اسحاق یہ اضافہ بھی بیان کیا ہے) یہ تحریر رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے جہیم بن صلت اور شرحبیل بن حسنہ نے قلم بند کی۔

مکتوب نبوی برائے اہل جرباء و اذرح ...... بروایت یونس از ابن اسحاق، بسم اللہ الرحمن الرحیم، یہ مکتوب محمد ﷺ نبی اور رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ہے جرباء اور اذرح کے باشندگان کے لئے۔ بے شک وہ اللہ تعالیٰ اور محمد ﷺ کی امان اور پناہ میں ہیں۔ ہر ماہ رجب میں ان پر سو دینار اور سو اوقیہ عمدہ "چاندی" واجب الادا ہے۔ مسلمانوں (اور جو مسلمان ان کے پاس پناہ گزین) کے ساتھ خیر خواہی اور حسن سلوک کرتا، اللہ ان کا کفیل اور ضامن ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے اُن کو پروانہ امن کے ساتھ اپنی چادر بھی بطور امان عطا کی۔ اس کے بعد اس چادر کو ابو العباس عبداللہ بن محمد نے تین سو دینار کے عوض خرید لیا۔

نبی علیہ السلام کا حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو اکیدر دومہ کی طرف روانہ کرنا

بقول ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ، رسول اللہ ﷺ نے خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو اکیدر دومہ بن عبدالملک کنانی کی طرف روانہ فرمایا۔ وہ دومہ کا حکمران تھا اور عیسائی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ تم اسے نیل گائے کا شکار کرتا ہوا پاؤ گے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور چلتے چلتے قلعہ سے اتنا قریب پہنچ گئے کہ قلعہ نظر آ رہا تھا، موسم گرما کی چاندنی رات تھی۔ اکیدر اپنی بیوی کے ہمراہ قلعہ کی چھت پر تھا اور گائے محل کے پھاٹک کو سینگ مار رہی تھی تو اس کی بیوی نے کہا ایسا منظر کبھی دیکھا ہے؟ تو اکیدر نے جواب دیا واللہ! کبھی نہیں دیکھا تو بیوی نے کہا اس کا شکار کون نظر انداز کرے؟ تو اکیدر نے کہا کوئی بھی نہیں۔

اکیدر دومہ کی گرفتاری ...... چنانچہ اس نے قلعہ سے اتر کر گھوڑے پر زین ڈلوائی، اس کے ساتھ اس کے بھائی حسان کے علاوہ خاندان کے دیگر لوگ بھی تھے۔ یہ سب شکار کا سامان لئے قلعہ سے باہر نکلے تو رسول اللہ ﷺ کے لشکر سے دوچار ہو گئے چنانچہ اکیدر کو گرفتار کر لیا گیا اور اس کے بھائی حسان کو قتل کر دیا گیا، وہ "سونے" سے آراستہ ریشمی قبا پہنے ہوئے تھا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو اتار کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنی آمد سے پہلے ہی بھیج دیا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ، عاصم رضی اللہ عنہ بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ کی معرفت حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں وہ ریشمی قبا پیش کی گئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم اس کو چھو کر حیرت و استعجاب کا اظہار کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس کی خوبی اور ملائمت سے حیرت زدہ ہو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! جنت میں سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کے رومال اس سے خوب تر اور ملائم ہیں۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے اکیدر سے جزیہ پر صلح کر لی۔ آپ نے اس کو گھر واپس جانے کی اجازت مرحمت فرما دی اور وہ اپنے محل میں واپس چلا گیا۔ بجیر بن بجرہ طائی نے اس بارے میں کہا:

تبارك سائق البقرات اني
رأيت الله يهدي كل هاد

www.ahlehaq.org

فمن یک حائدا عن ذی تبوک
فإنا قد أمرنا بالجهاد

"اللہ تعالیٰ نیل گائیوں کو لانے والا بابرکت ہے میں نے دیکھا ہے کہ اللہ پاک ہر ہدایت والے کو ہدایت بخشتا ہے۔ جو شخص تبوک والے نبی سے منحرف ہو تو ہو ہمیں تو جہاد کا حکم دیا گیا ہے"۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شاعر کی تحسین کرتے ہوئے فرمایا "اللہ تیرے منہ کے دانت سلامت رکھے" چنانچہ ستر برس کی عمر میں بھی اس کی داڑھیں اور دانت صحیح سلامت تھے۔

پچھلی روایت پر اضافہ ــــ ابن لہیعہ، ابوالاسود کی معرفت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تبوک سے واپسی کے وقت حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو چار سو بیس سواروں کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ اس نے مذکور بالا روایت کے مطابق بیان کر کے کہا ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو صلح کی اور تدبیر سے قلعہ سے اتارا اور اکیدر کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ۸۰۰ سو قیدی، ہزار اونٹ، چار سو زرہ اور چار سو نیزے پیش کئے تھے۔

ایلہ کے حکمران یحنہ بن روبہ نے اکیدر دومہ کا قصہ سنا تو وہ بھی صلح کی خاطر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تبوک میں وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے۔ واللہ اعلم۔

یونس بن بکیر، سعد بن اوس کی معرفت بلال بن یحییٰ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غزوہ "دومۃ الجندل" میں مہاجرین کے امیر تھے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ اعراب کے سپہ سالار تھے۔ واللہ اعلم۔

وادی مشقق میں پانی کا معجزہ ــــ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک میں تقریباً تین ہفتے کے قیام کے بعد واپس مدینہ چلے آئے راستہ پر "وادی مشقق" میں ایک معمولی سا چشمہ تھا، جس سے معمولی پانی بہہ رہا تھا، جو دو تین آدمیوں کو سیراب کر سکتا تھا اس کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص اس چشمہ پر ہم سے پہلے پہنچ جائے، وہ ہماری آمد تک اس سے نہ پیئے" چنانچہ چند منافق وہاں پہلے پہنچ گئے اور سارا پانی پی گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لائے تو اس میں کچھ پانی نہ تھا تو پوچھا اس پر کون پہلے آیا ہے؟ تو آپ کو بتایا گیا فلاں فلاں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں نے ان کو روکا نہ تھا کہ میری آمد تک پانی نہ پئیں، پھر آپ نے ان کو برا بھلا کہا اور بددعا کی۔ پھر آپ نے سواری سے اتر کر دست مبارک چشمہ کے نیچے رکھا، پھر مشیت ایزدی کے موافق ہاتھ میں پانی ڈالنے لگے، پھر آپ نے اس کو چھڑکا اور ہاتھ پھیرا اور مشیت ایزدی کے موافق دعا کی تو اس چشمہ سے پانی پھوٹ پڑا (جیسا کہ پانی کی آواز سننے والے کا بیان ہے) کہ اس کی آواز بجلی کی کڑک کی طرح تھی، لوگوں نے پیا اور اپنی ضرورت کے موافق بھر لیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر تم زندہ رہے یا تم میں سے کوئی زندہ رہے تو وہ اس وادی کے بارے میں سنے گا کہ وہ آس پاس کی تمام وادیوں سے زیادہ سرسبز ہے۔

عبداللہ ذوالبجادین متوفی ۹ھ ــــ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے بتایا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود بیان کیا کرتے تھے کہ میں غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں ایک رات بیدار ہوا اور لشکر کے ایک کونہ میں روشنی نظر آئی۔ میں اس کو دیکھنے کے لئے اس کی جانب روانہ ہوا تو وہاں رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو موجود پایا کہ عبداللہ ذوالبجادین فوت ہو چکا ہے۔ اس کی قبر تیار ہو چکی ہے۔ رسول اللہ ﷺ قبر کے اندر کھڑے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی نعش آپ علیہ السلام کو پکڑا رہے ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں "ادنیا الی اخاکما" اسے میرے قریب کرو انہوں نے آپ کے قریب کر دیا اور آپ ﷺ نے قبر میں لٹا دیا تو فرمایا اے اللہ! میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تمنا کیا کرتے تھے کاش! میں اس قبر میں مدفون ہوتا۔ ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ "ذوالبجادین" اس

www.ahlehaq.org

وجہ سے کہتے تھے کہ وہ مسلمان ہونا چاہتا تھا مگر اس کی قوم مانع تھی۔ قوم نے اس قدر تنگ کیا کہ وہ ان میں سے سکونت ترک کر کے چلا آیا اور اس کے پاس صرف ایک موٹا کمبل تھا۔ اس نے کمبل پھاڑ کر دو ٹکڑے کر لئے، ایک کا تہبند بنالیا اور دوسرا اوپر اوڑھ لیا پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے اس کا نام "ذوالبجادین" رکھ دیا۔

رسول اللہ ﷺ کا اظہار افسوس ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ (زہری، ابن اکیمہ لیثی، ابو رہم غفاری کا بھتیجا) ابو رہم کلثوم بن حصین جو بیعت رضوان میں شامل تھے، سے روایت کرتے ہیں کہ میں غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ "اخضر" مقام میں ایک رات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کر رہا تھا، مجھے اونگھ سی طاری تھی اور میں جاگنے کی کوشش کر رہا تھا کہ میری سواری رسول اللہ ﷺ کی سواری کے قریب ہو گئی اور میں سواری کے قرب سے پریشان تھا مبادا رکاب سے میں آپ کے پاؤں کو تکلیف پہنچاؤں، چنانچہ میں اپنی سواری کو آپ علیہ السلام سے دور رکھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ چلتے چلتے راستہ میں مجھے نیند آ گئی اور میری سواری آپ کی سواری سے مزاحم ہوئی اور آپ کے پاؤں سے میرا پاؤں ٹکرا گیا۔ میں آپ کے کلمہ "حس" سے بیدار ہوا تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے استغفار فرمایئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا "سر" یعنی خوش ہو جا۔

پھر رسول اللہ ﷺ مجھ سے بنی غفار کے جنگ تبوک سے پیچھے رہ جانے والوں کے بارے میں دریافت فرمانے لگے۔ میں آپ کو بتانے لگا تو آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا سرخ فام اور دراز قامت، کھوسا اور طبعی بے ریش لوگوں کا کیا حال ہے؟ میں نے بتایا وہ غزوہ میں شریک نہیں ہوئے۔ پھر آپ نے پوچھا یا وہ سیاہ فام، گھنگریالے بال والے چھوٹے قد کے لوگوں کا کیا حال ہے؟ عرض کیا: بخدا ان صفات کے حامل لوگوں کو میں اپنے قبیلہ میں سے نہیں جانتا تو آپ ﷺ نے فرمایا ارے کیوں نہیں، ان کے "شبکہ شدخ" چشمہ پر اونٹ اور مویشی ہیں۔ میں نے بنی غفار میں ان کے بارے میں خوب غور و خوض کیا، یہاں تک کہ مجھے یاد آیا کہ وہ "اسلم" قبیلہ کے لوگ ہیں اور ہمارے حلیف ہیں۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ "اسلم" قبیلہ کے لوگ ہیں اور ہمارے حلیف ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب وہ خود غزوہ میں شامل نہ ہو سکا تھا تو اسے کیا امر مانع تھا کہ وہ کسی چوکس آدمی کو جہاد میں اونٹ دے کر بھیج دیتا۔ مجھے مہاجرین، انصار، غفار اور اسلم قبیلہ کا غزوہ سے پیچھے رہ جانا نہایت شاق گراں اور ناگوار گزرا ہے۔

آپ ﷺ کی ہلاکت کی ناکام سازش ...... ابن لہیعہ، عروہ رضی اللہ عنہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ تبوک سے مدینہ واپس آ رہے تھے تو منافقوں کی ایک جماعت نے رسول اللہ ﷺ کو غفلت اور لاشعوری میں ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا کہ آپ کو راستہ میں گھاٹی کی چوٹی سے گرا دیں۔

چنانچہ آپ کو اس سازش کے بارے میں بتا دیا گیا تو آپ نے لوگوں کو وادی کے اندر چلنے کا ارشاد فرمایا اور خود گھاٹی پر چڑھ گئے اور وہ منافق بھی نقاب باندھ کر آپ کے ساتھ چلنے لگے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بن الیمان کو اپنے ساتھ چلنے کا حکم فرمایا تھا۔ عمار رضی اللہ عنہ مہار پکڑے ہوئے تھے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ پیچھے سے ہانک رہے تھے۔ آپ ان کے ساتھ گھاٹی پر چل رہے تھے انہوں نے منافقوں کی آواز سنی کہ منافقوں نے ان کو گھیر لیا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ غضبناک ہوئے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی غضبناکی کو بھانپ لیا تو ان کی طرف لاٹھی لے کر لپکے اور لاٹھی ان کی سواریوں کے منہ پر ماری۔

منافقوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا تو سمجھ گئے کہ ان کی سازش کا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو علم ہو چکا ہے اور وہ فوراً لوگوں میں مل جل گئے۔ پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دوڑ کر رسول اللہ ﷺ کو پایا اور تیز رفتاری کا اشارہ دیا حتی کہ آپ گھاٹی کو عبور کر گئے اور لوگوں کی آمد کے انتظار میں کھڑے ہو گئے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم نے ان لوگوں کو پہچان لیا تھا تو انہوں نے عرض کیا رات کی تاریکی کی وجہ سے میں صرف ان کی سواریوں کی شناخت کر سکا ہوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے عمار رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا اس قافلے کے عزائم کے بارے میں تم کو علم ہوا ہے؟ انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے منصوبہ کے بارے میں ان کو بتایا نیز ان کے نام بتائے اور ان کو صیغہ راز میں رکھنے کا ارشاد فرمایا۔ یہ سن کر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ان کے قتل اور سرقلم کرنے کا حکم نہیں فرماتے؟ تو رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا میں ناگوار سمجھتا ہوں کہ لوگ آپس میں باتیں کریں کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہے۔

صرف حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ناموں کا علم تھا ..... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ قصہ بیان کیا ہے۔ مگر اس نے یہ بیان کیا ہے کہ صرف حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ان منافقین کے ناموں سے مطلع کیا تھا اور یہی قرین قیاس ہے۔ واللہ اعلم۔ اور اس کی تائید ابو درداء کے اس کلام سے ہوتی ہے جو اس نے علقمہ بن قیس ابن مسعود سے کہی تھی کہ اے اہل کوفہ! کیا تم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ صاحب سواد اور وساد نہیں ہیں۔ (یعنی چپکے چپکے باتیں سننے کے مجاز اور صاحب تکیہ) اور کیا تم میں آپ کے خاص رازدان نہیں ہیں یعنی حذیفہ رضی اللہ عنہ اور کیا تم میں وہ شخص نہیں ہے جس کو اللہ نے رسول اللہ ﷺ کی زبانی شیطان سے بچایا ہے۔ یعنی عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا میں تم سے حلفاً پوچھتا ہوں کیا میرا شمار ان منافقوں میں ہے؟ تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جی نہیں۔ سنیے! آپ کے بعد میں کسی کا نام لے کر نفاق سے مستثنیٰ نہ کروں گا۔ یعنی میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو ظاہر نہ کروں گا۔

منافقوں کی تعداد چودہ (۱۴) تھی ..... امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ منافق چودہ افراد تھے اور بعض بارہ بیان کرتے ہیں۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان منافقین کے پاس حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور انہوں نے ان سب کو جمع کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس قبیح سازش اور منصوبے سے آگاہ کیا۔ پھر ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے نام گنوائے اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا

وهموا بما لم ينالوا (۹/۷۵)

امام بیہقی (محمد بن مسلم، ابو اسحاق، اعمش، عمرو بن مرہ، ابو البختری) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی مہار تھامے آگے آگے جا رہا تھا اور عمار پیچھے سے ہانک رہا تھا یا اس کے برعکس ہم چلتے چلتے ایک گھاٹی تک پہنچ گئے تو بارہ اشخاص راستہ میں آپ کے آڑے آئے۔ میں نے آپ کو آگاہ کیا۔ آپ نے ان کو للکارا تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہم سے پوچھا کیا تم نے ان لوگوں کو پہچانا؟ ہم نے عرض کیا جی نہیں یا رسول اللہ ﷺ وہ ڈھاٹے باندھے ہوئے تھے لیکن ہم نے ان کی سواریوں کی پہچان لیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا یہ قیامت تک نفاق پر گامزن رہیں گے۔ نیز ان سے پوچھا کہ ان کے ارادے کا علم ہے؟ عرض کیا جی نہیں تو آپ نے فرمایا وہ گھاٹی میں ازدحام اور ہجوم کر کے رسول اللہ ﷺ کو نیچے گرانا چاہتے تھے۔

عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ ان کے قبائل میں پیغام نہ بھیجیں گے کہ ہر قوم اپنے منافق کا سر کاٹ کر آپ کے پاس بھیج دے۔ آپ نے فرمایا نہیں، مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ عرب آپس میں باتیں کریں کہ محمد ﷺ اپنی قوم کا قاتل ہے۔ (وہ ان کے ذریعے لڑائی کرتا رہا) یہاں تک کہ اللہ نے اپنی وساطت سے ان کو غالب کر دیا تو ان کے قتل کے درپے ہو گیا ہے۔ پھر آپ نے بددعا کی۔ خدایا! ان پر "دبیلہ" بھیج۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! دبیلہ کیا ہے؟ فرمایا "آگ کا شعلہ ہے جو ان کے دل کی رگ پر پڑے گا اور ہلاک کر دے گا۔"

صحیح مسلم میں (شعبہ، قتادہ، ابو نضرہ) حضرت قیس بن عبادہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے کہا بتاؤ یہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں تم نے کارنامہ انجام دیا کیا یہ تمہاری اپنی رائے تھی یا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں نصیحت کی تھی؟ تو عمار نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کوئی خاص بات نہیں بتائی جو باقی لوگوں کو نہ بتائی ہو۔ مگر حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مجھے رسول اللہ کی ایک بات بتائی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ میں بارہ منافق ہیں ان میں آٹھ وہ ہیں جو جنت میں نہ جائیں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں گھس جائے (۷/۴۰) ایک روایت میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میری امت میں بارہ منافق ہیں جو جنت میں نہ داخل ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں گھس جائے۔ ان میں سے آٹھ کی موت "دبیلہ" سے واقع ہوگی۔ دبیلہ ایک آتشیں شعلہ ہے جو ان کے کندھوں کے درمیان رونما ہوگا یہاں تک کہ وہ ان کے سینے سے پھوٹے گا۔

www.ahlehaq.org

حافظ بیہقی کا بیان ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ منافق چودہ یا پندرہ تھے اور حلفاً کہتا ہوں کہ بارہ ان میں سے اللہ اور اس کے رسول کے مخالف اور محارب ہیں۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ ان میں سے تین نے معذرت کی کہ ہم نے اعلان کرنے والے کو سنا اور نہ ہم نے اس کے مقصد کو سمجھا۔

حدیث...... اس حدیث کو مسند میں امام احمد (یزید بن ہارون، ولید بن عبداللہ بن جمیع) ابوالطفیل سے بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک سے لوٹ رہے تھے تو منادی کو حکم دیا کہ وہ اعلان کر دے کہ رسول اللہ ﷺ گھاٹی پر سے گزریں گے کوئی اور اس راستے پر نہ آئے۔ رسول اللہ ﷺ کی سواری کے آگے حذیفہ چل رہے تھے اور عمار پیچھے سے ہانک رہے تھے یکایک چند لوگ اونٹوں پر سوار ڈھاٹے باندھے ہوئے آئے اور انہوں نے عمار کو گھیر لیا جو رسول اللہ ﷺ کی سواری ہانک رہا تھا پس وہ ان کی سواریوں کو مارنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو (جو سواری کی مہار تھامے آگے چل رہے تھے) فرمایا بس بس! یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ گھاٹی سے نیچے اتر آئے اور عمار سواریوں کو بھگا کر واپس چلے آئے تو آپ نے پوچھا اے عمار! کیا ان لوگوں کو پہچان لیا ہے۔ اس نے عرض کیا میں نے اکثر سواریوں کو پہچان لیا ہے۔ مگر سوار ڈھاٹا باندھے ہوئے تھے پھر آپ نے پوچھا؟ کیا تجھے ان کے عزائم کا علم ہے؟ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا ان کا ارادہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی سواری کو بدکا دیں اور آپ کو نیچے گرا دیں، پھر عمار نے کسی صحابی سے سرگوشی کی تو اس نے کہا خدارا! تو گھاٹی والے کتنے افراد تھے تو اس نے بتایا چودہ تھے۔ اس نے کہا اگر میں بھی اس میں شمار ہو جاؤں تو وہ پندرہ ہو گئے پھر عمار رضی اللہ عنہ نے کہا ان میں سے تین افراد کی رسول اللہ ﷺ نے معذرت قبول کر لی ان کا اعتراف تھا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے منادی کی آواز نہ سنی اور نہ ہمیں ان کے عزم و ارادہ کا علم تھا۔ چنانچہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں شاہد ہوں کہ بقیہ بارہ اشخاص دنیا اور آخرت میں اللہ اور اس کے رسول کے مخالف اور برسرِ پیکار ہیں۔

مسجد ضرار..... سورۂ توبہ میں ہے "اور جنہوں نے نقصان پہنچانے اور کفر کرنے اور مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کے لئے مسجد بنائی ہے اور واسطے گھات لگانے ان لوگوں کے جو اللہ اور اس کے رسول سے پہلے ہی لڑ چکے ہیں اور البتہ قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا مقصد تو صرف بھلائی تھا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک وہ جھوٹے ہیں تو اس میں کبھی کھڑا نہ ہو البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے۔ وہ اس قابل ہے کہ اس میں کھڑا ہو اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے بھلا جس نے اپنی عمارت کی بنیاد ایک کھائی کے کنارے پر رکھی جو گرنے والی ہے پھر وہ اس دوزخ کی آگ میں لے گری اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا جو عمارت انہوں نے بنائی ہے ہمیشہ ان کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی۔ مگر جب ان کے دل کے ٹکڑے ہو جائیں اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے (۹/۱۱۰) ہم نے اپنی تفسیر ابن کثیر ـــ میں آیات کریمہ کے بارے میں خوب بحث و تمحیص کی ہے جو کافی و وافی ہے۔ وللہ الحمد۔

مسجد ضرار کی تعمیر...... ابن اسحاق نے اس مسجد کی تعمیر کی کیفیت جس کے بانی ظالم تھے بیان کی ہے اور نبی علیہ السلام کے حکم کی بابت مسجد کے تباہ و برباد کرنے کے بارے میں غزوہ تبوک سے واپسی کے وقت مدینہ میں آنے سے قبل ذکر کی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ منافقوں کی ایک جماعت نے مسجد قبا کے قریب مسجد کی شکل و صورت کی تعمیر کی اور ان کا ارادہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ اس میں نماز پڑھیں تا کہ جس فساد و عناد اور کفر کے پھیلانے کا انہوں نے ارادہ کیا ہے۔ وہ لوگوں میں رائج ہو جائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس میں نماز پڑھنے سے محفوظ رکھا۔

اور وہ اس طرح کہ رسول اللہ ﷺ تبوک کی جانب پا بہ رکاب تھے۔ جب وہاں سے واپس لوٹے تو مدینہ سے ایک ساعت کی مسافت پر "ذی اوان" میں تھے تو اس مسجد کے بارے میں وحی (والذین اتخذوا مسجدا ضرارا و کفرا) نازل ہوئی۔

ضرار..... اس واسطے کہ انہوں نے "مسجد قبا" کی مشابہت کا ارادہ کیا تھا۔

کفر...... اس وجہ سے کہ اللہ کے ساتھ کفر اور عناد کی خاطر تعمیر کی تھی۔

تفریق...... اس کے باعث کہ مسجد قبا کی جماعت میں علیحدگی و انتشار پھیلانے کی غرض سے بنائی تھی۔

ارصاد...... اس سبب سے کہ جو شخص قبل ازیں اللہ اور اس کے رسول سے برسر پیکار رہا وہ اس کی کمین گاہ ہے وہ ہے ابو عامر راہب فاسق (قبحہ اللہ)۔ ابو عامر کو رسول اللہ ﷺ نے جب دعوت اسلام پیش کی تو اس نے اسے رد کر دیا اور مکہ چلا آیا اور ان کو جنگ پر آمادہ کیا اور غزوہ احد برپا کیا (اور اس کا انجام ہم بیان کر چکے ہیں) جب اس کی "تحریک" کامیاب نہ ہوئی تو وہ شاہ روم قیصر کے پاس چلا آیا کہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف تعاون حاصل کرے۔ یہ ابو عامر ہرقل کے دین پر قائم تھا اور عرب کے عیسائیوں میں سے تھا۔ اور اپنی منافق برادری کے ساتھ خط و کتابت سے وعدے کرتا اور امیدیں دلاتا اور شیطان ان سے صرف جھوٹے وعدے کرتا تھا اس کی مراسلت اور خط و کتابت تیز قاصدوں کی آمد و رفت بھی ہر وقت جاری رہتی تھی۔ چنانچہ انہوں نے ظاہری شکل و صورت میں اس کو مسجد قرار دیا لیکن در حقیقت یہ جنگ و جدال کا اڈا ابو عامر راہب "فاسق" کے پاس آنے والوں کا ٹھکانا اور اس کے ہم نوا منافقوں کا مرکز تھا۔

مسجد ضرار میں نماز پڑھنے کی ممانعت کا حکم...... بعد ازیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وہ کمین گاہ ہے ان کی جو اللہ اور اس کے رسول سے پہلے سے برسر پیکار ہے۔ پھر فرمایا کہ اس کے بانی قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا مقصد صرف بھلائی تھا۔ اللہ نے ان کی تکذیب کی، کہ اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک وہ جھوٹے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ اس میں کبھی نہ کھڑے ہوں۔ اس میں "قیام" اور نماز پڑھنے سے اس وجہ سے منع فرمایا تا کہ اس کی سازش ختم ہو جائے اور آپ کو مسجد قبا میں قیام پر آمادہ کیا جس کی بنیاد پہلے دن سے ہی تقویٰ اور طہارت پر قائم ہے "لمسجد اسس علی التقوی (۹/۱۰۸) سے مراد مسجد قبا ہے۔ قرآن کا ظاہری سیاق و سباق اس پر دلالت کرتا ہے اور متعدد احادیث میں اس کے نمازیوں کی طہارت و پاکیزگی کی تعریف و ستائش بیان ہوئی ہے۔

مسجد قبا یا مسجد نبوی...... مسلم شریف میں جو بیان ہوا ہے کہ اس سے مراد "مسجد نبوی" وہ بھی اس کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ جب "مسجد قبا" کی بنیاد "اول یوم" سے "تقویٰ" اور خلوص پر رکھی گئی ہے تو مسجد نبوی کی بنیاد بالاولیٰ تقویٰ و خلوص پر ہوگی اور فضیلت و خوبی میں اس سے زیادہ لائق اور فائق ہوگی۔ تفسیر میں ہم نے اس پر مکمل طور سے بحث کی ہے وللہ الحمد۔ غرضیکہ رسول اللہ ﷺ جب "ذی اوان" میں ٹھہرے ہوئے تو مالک بن دخشم اور معن بن عدی یا اس کے بھائی عاصم کو بلایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ مسجد ضرار (جس کے بانی ظالم ہیں) میں جائیں اور اس کو جلا کر راکھ کر دیں۔ چنانچہ وہ حسب ارشاد گئے اور مسجد ضرار کو جلا دیا اور اس کے بانی تتر بتر ہو گئے۔

مسجد ضرار کے بانی...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مسجد ضرار کے بانی بارہ اشخاص تھے۔

(۱)...... خذام بن خالد اس کے گھر کے پہلو میں یہ مسجد ضرار تعمیر تھی۔ (۲)...... ثعلبہ بن حاطب۔
(۳)...... معتب بن قشیر۔ (۴)...... ابو حبیبہ بن ازعر۔ (۵)...... عباد بن برادر سہل بن حنیف۔
(۶)...... جاریہ بن عامر۔ (۷)...... مجمع بن جاریہ۔ (۸)...... زید بن جاریہ۔
(۹)...... نبتل بن حارث۔ (۱۰)...... بحزج جو ضبیعہ کی طرف منسوب ہے۔
(۱۱)...... بجاد بن عثمان یہ بھی ضبیعہ میں سے ہے۔ (۱۲)...... ودیعہ بن ثابت جو "بنی امیہ" کی طرف منسوب تھا۔

حضور ﷺ کا نماز میں عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتدا کرنا...... امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ بن عوف کی اقتداء میں نماز فجر ادا کی، آپ ﷺ دوسری رکعت میں آ کر شامل ہوئے اور یہ اس وجہ سے کہ رسول اللہ ﷺ وضو کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ بھی تھے۔ واپس آنے میں ذرا دیر ہو گئی تو تکبیر کے بعد حضرت

تھے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جنگ سے غیر حاضر ہونے والا سمجھتا تھا کہ جب تک رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل نہ ہو اس کا نام رسول اللہ ﷺ کو معلوم نہ ہو سکے گا۔ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک میں ایسے موسم میں تشریف لے گئے جب پھل پک چکا تھا اور سایہ پیارا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ہمراہ مسلمان سامان سفر کی تیاری میں ہمہ تن مشغول تھے۔ میں بھی روزانہ سامان سفر کی تیاری کے لئے نکلتا اور خالی ہاتھ واپس آ جاتا۔ اور کچھ تیاری نہیں کرتا اور دل میں سوچتا کہ جب چاہوں زادِ راہ تیار کر لوں گا۔ اتنی جلدی کی ضرورت کیا ہے۔ میں انہی بہاروں میں گم رہا اور لوگوں نے محنت مشقت اٹھا کر اپنا سامان جمع کر لیا۔

رسول اللہ ﷺ اور مسلمان ایک روز روانہ ہو گئے اور میں نے ہنوز اپنا سامان سفر تیار نہ کیا تھا اور دل میں سوچتا کہ ایک یا دو دن میں تیاری کر کے آپ سے مل جاؤں گا۔ جب وہ روانہ ہو گئے تو میں نے صبح کو سامان تیار کرنا چاہا لیکن وہ دن بھی یونہی خالی گزر گیا اور کوئی تیاری نہ کی پھر اگلے روز بھی ایسا ہی ہوا خالی لوٹ آیا اور کوئی تیاری نہ کی میرا برابر یہی حال رہا (کہ آج نکلتا ہوں کل نکلتا ہوں) اور لوگ جلدی جلدی روانہ ہوئے اور دور نکل گئے۔ میرا ارادہ ہوا کہ میں بھی سفر کروں اور ان سے مل جاؤں ـــ کاش میں ایسا کرتا ـــ مگر تقدیر میں نہ تھا پھر میں جب رسول اللہ ﷺ کے روانہ ہونے کے بعد گھر سے باہر نکلتا اور پھر کر دیکھتا تو مجھے بہت رنج ہوتا کیوں کہ مجھے وہی شخص نظر آتا تھا جو منافق کہلاتا تھا یا ضعیف و ناتواں معذور لوگ۔ رسول اللہ ﷺ نے دوران سفر میرا نام نہ لیا جب تبوک پہنچے تو آپ ﷺ لوگوں کے ہمراہ تشریف فرما تھے اور فرمایا کعب کا کیا حال ہے تو بنی سلمہ کے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ اپنے خوش لباس اور حسن و جمال پر اترا کر رہ گیا ہے تو معاذ بن جبل نے کہا تو نے بری بات کہی واللہ یا رسول اللہ! ہم تو اس کو اچھا اور سچا مسلمان سمجھتے ہیں یہ سن کر رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب مجھے یہ خبر معلوم ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ واپس آ رہے ہیں، میرا غم تازہ ہو گیا اور میں جھوٹے بہانوں کی فکر کرنے لگا اور یہ فکر لاحق ہو گئی کل میں آپ ﷺ کے غیظ و غضب سے کیسے بچوں گا اور اس بارے میں اپنے ہر عقلمند عزیز سے مشورہ لیا اور جب یہ خبر آئی رسول اللہ ﷺ قریب آ پہنچے ہیں تو سب جھوٹے خیالات میرے دل سے چھوٹ گئے اور میں نے یہ سمجھ لیا کہ جھوٹا بہانہ پیش کر کے جان نہ چھڑا سکوں گا اور میں نے سچ کہنے کا عزم کر لیا اور صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ مدینہ میں داخل ہوئے آپ کا دستور تھا کہ جب سفر سے آتے پہلے مسجد میں آتے دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر لوگوں کی ملاقات کے لئے بیٹھ جاتے۔ چنانچہ آپ تشریف فرما تھے کہ پیچھے رہنے والے منافق آ کر عذر بہانے پیش کرتے اور قسمیں کھاتے ایسے لوگوں کی تعداد اسی سے زائد تھی۔ رسول اللہ نے ان کی ظاہری بات کو تسلیم کر لیا ان سے بیعت لی اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی اور باطن کو اللہ کے سپرد کر دیا چنانچہ میں حاضر ہوا۔ سلام عرض کیا تو آپ غصہ والے آدمی کی طرح مسکرائے پھر فرمایا "تعال" قریب آؤ اور میں آ کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے پوچھا اے کعب! تو کیوں پیچھے رہ گیا؟ کیا تو نے سواری نہیں خرید لی تھی؟

عرض کیا یا رسول اللہ! واللہ! میں اگر کسی دنیادار کے سامنے بیٹھا ہوتا تو بہانہ پیش کر کے اس کے غصہ سے بچ جاتا اور میں جدل و مناظرہ کی قوت سے بھی بہرہ ور ہوں۔ مگر واللہ! میں جانتا ہوں۔ اگر آج آپ کے سامنے ایسی باتیں کروں جو آپ کی رضا اور خوشنودی کا باعث ہو تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ پر ناراض کر دے۔

اگر آپ سے سچی بات کہوں تو آپ مجھ سے ناراض ہو جائیں گے مگر میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا امیدوار ہوں۔ واللہ! مجھے کوئی عذر لاحق نہ تھا میرے برابر کوئی طاقتور اور سرمایہ دار نہ تھا جب میں آپ سے پیچھے رہ گیا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے تو سچ کہا۔ کعب اٹھو چلا جا انتظار کر یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تیرے بارے کوئی فیصلہ نازل فرما دے۔ پس میں اٹھ کر چلا آیا تو بنی سلمہ کے کچھ لوگ اٹھ کر میرے پیچھے آئے اور کہنے لگے واللہ! ہماری نظر میں تو تم نے پہلے کوئی قصور نہیں کیا اور تجھ سے یہ بھی نہ ہو سکا کہ دوسروں کی طرح کوئی عذر بہانہ پیش کر دیتا اور رسول اللہ ﷺ کی دعائے مغفرت تیرے گناہ کے لئے کافی ہو جاتی وہ برابر مجھ کو طعن و ملامت کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے ارادہ کر لیا کہ واپس جا کر میں اپنی پہلی بات کی تردید کر دوں۔ پھر میں نے ان سے پوچھا اور بھی کوئی ہے جس نے میری طرح اقرار کیا ہو؟ انہوں نے کہا دو آدمیوں نے تیری طرح سچ کہا ہے اور ان کو بھی آپ نے یہی فرمایا جو تجھ سے فرمایا۔ میں نے پوچھا وہ دو شخص کون ہیں؟ تو بتایا وہ مرارہ بن ربیع عمری اور ہلال بن امیہ واقفی ہیں۔ انہوں نے ایسے دو

www.ahlehaq.org

نیک آدمیوں کا نام لیا جو غزوہ بدر میں شریک ہو چکے تھے وہ دونوں میرے لئے اسوہ اور اچھا نمونہ تھے چنانچہ جب میرے سامنے ان کا نام آیا تو میں اپنے عزم پر پختہ ہو گیا۔

عوامی بائیکاٹ...... رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو جنگ سے پیچھے رہ جانے والوں میں سے صرف ہم تینوں سے بات کرنے سے منع کر دیا۔ اب لوگوں نے ہم سے پرہیز شروع کر دیا اور بالکل بیگانے ہو گئے حتی کہ مدینہ میری نگاہ میں اجنبی شہر ہو گیا اور یہ وہ شہر نہ رہا جسے میں جانتا تھا۔ ہم پچاس روز اس بیگانگی کی حالت میں رہے۔ میرے دونوں ساتھی کمزور پڑ گئے اور گھر میں بیٹھے روتے رہتے اور میں ان سے جوان اور طاقتور تھا، میں گھر سے باہر آتا اور مسلمانوں کے ساتھ نماز ادا کرتا، بازاروں میں گھومتا مگر کوئی شخص مجھ سے بات نہ کرتا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا نماز کے بعد آپ "مصلی" پر تشریف فرما ہوتے۔ میں سلام عرض کرتا اور دل میں کہتا کیا میرے سلام کے جواب میں آپ نے ہونٹ بھی ہلا کر جواب دیا ہے یا نہیں۔ پھر میں آپ کے قریب ہو کر نماز پڑھتا اور دزدیدہ نگاہ سے آپ کو دیکھتا اور جب میں اپنی نماز میں مشغول ہو جاتا تو آپ میری طرف متوجہ ہوتے اور جب میں آپ کی طرف التفات کرتا تو آپ منہ پھیر لیتے۔

محبوب کی بے رخی...... جب اس طرح بیگانگی میں ایک عرصہ گزر گیا تو میں جا کر ابوقتادہ ...... چچا زاد بھائی اور محبوب دوست ...... کے باغ کی دیوار پر چڑھا اور اس کو سلام کیا واللہ! اس نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ پھر میں نے کہا جناب ابوقتادہ! خدارا بتاؤ کیا تو مجھے سمجھتا ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں تو پھر بھی اس نے جواب نہ دیا پھر میں نے اس سے یہی بات سہ بارہ کی تو بالآخر اس نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہت جانتے ہیں یہ سن کر میں اشکبار ہو گیا اور دیوار پھلانگ کر واپس چلا آیا۔

شاہ غسان کا مکتوب...... میں ایک دن مدینے کے بازار میں گھوم رہا تھا کہ ایک شامی کسان مدینہ میں غلہ فروخت کرنے آیا۔ وہ کہہ رہا تھا کوئی ہے جو مجھے کعب بن مالک کے بارے بتائے لوگ اس کو اشارہ کر کے بتانے لگے اور وہ میرے پاس آ گیا۔ اس نے مجھے شاہ غسان کا مکتوب دیا جو ایک ریشمی لفافہ میں بند تھا اس میں تحریر تھا۔

امابعد! مجھے اطلاع پہنچی ہے کہ تیرا صاحب ...... محمد ﷺ ...... تجھ سے ناراض ہے۔ اللہ نے تمہیں ذلت و رسوائی اور ضیاع کے لئے پیدا نہیں کیا۔ ہمارے پاس چلے آؤ ہم تم سے بہتر سلوک کریں گے۔ میں نے شاہی مکتوب پڑھنے کے بعد کہا یہ بھی ایک امتحان ہے۔ میں نے وہ خط لے کر تنور کے اندر جھونک دیا اور ہم اسی مقاطعہ کی حالت میں بدستور رہے۔ یہاں تک کہ پچاس میں سے چالیس روز گزر گئے تو رسول اللہ ﷺ کا قاصد میرے پاس آیا اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ تو اپنی بیوی سے علیحدہ رہ۔ میں نے مزید وضاحت سے پوچھا طلاق دے دوں یا کیا کروں اس نے بتایا طلاق نہیں بلکہ تم اس سے الگ رہو قریب نہ جاؤ (اور میرے ساتھیوں کو بھی ایسا ہی پیغام پہنچایا) چنانچہ میں نے اپنی بیوی سے کہا تو اپنے والدین کے پاس چلی جا اور وہیں ان کے پاس قیام کر یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس معاملہ کا فیصلہ کرے۔

ہلال کی بیوی...... حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہلال بن امیہ کی بیوی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! ہلال بن امیہ بوڑھا محتاج ہے۔ اس کا خدمت گار کوئی نہیں۔ کیا آپ ناپسند کرتے ہیں کہ میں اس کا کام کاج کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بالکل نہیں، لیکن وہ تیرے قریب نہ آئے۔ تو اس نے کہا واللہ! اسے ایسا خیال تک نہیں، واللہ وہ تو جب سے اب تک رو دھو رہا ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے بھی بعض عزیزوں نے کہا جیسا کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی سے خدمت لینے کی آپ ﷺ سے اجازت طلب کر لی اگر تو بھی اجازت طلب کر لیتا تو بہتر تھا۔ میں نے کہا واللہ! اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب نہ کروں گا۔ خدا معلوم رسول اللہ ﷺ مجھے کیا جواب دیں۔ میں ایک نوجوان آدمی ہوں۔ چنانچہ میں نے اس کے بعد دس دن اس طرح بسر کئے حتی کہ ہمارے مقاطعے پر پورے پچاس دن گزر گئے جب میں پچاسویں رات کی فجر کی نماز پڑھ کر اپنے گھر کی چھت پر اس حال میں پریشان و افسردہ بیٹھا تھا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے بیان کیا۔

(ضاقت علیّ نفسی وضاقت علی الارض بما رحبت) میری جان مجھ پر دوبھر ہو رہی تھی اور زمین باوجود اپنی کشادگی کے تنگ تھی تو میں نے منادی کی آواز سنی جو جبل سلع پر چڑھ کر بلند آواز سے اعلان کر رہا تھا اے کعب! مبارک ہو خوش ہو جا۔ میں یہ سن کر سجدہ ریز ہو گیا اور سمجھ گیا کہ آزمائش ختم ہو گئی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر کے بعد ہی لوگوں کو ہماری توبہ قبول ہونے کے بارے میں مطلع کر دیا تھا تو لوگ ہمیں مبارکباد دینے لگے اور میرے ساتھیوں کے پاس بھی مبارکباد دینے والے پہنچ گئے۔ ایک شخص میری طرف گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور ایک "اسلمی" دوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور اس نے مبارکباد دی ظاہر ہے کہ آواز گھوڑے کی رفتار سے تیز تھی جب میرے پاس وہ شخص بشارت لے کر آیا جس کی آواز میں نے سنی تھی میں نے اپنا لباس اتار کر اس خوشخبری کے صلہ میں دے دیا۔ واللہ اس وقت میرے پاس اس لباس کے علاوہ کچھ نہ تھا پھر میں نے لباس مستعار لے کر پہنا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلا آیا راستے میں مجھے لوگ جوق در جوق مل رہے تھے اور توبہ کی مبارکباد دے رہے تھے "لیھنک توبۃ اللہ علیک" میں چلتا چلتا مسجد میں داخل ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف فرما تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپ کے اطراف میں تھے تو طلحہ بن عبید اللہ دوڑتا ہوا میری طرف آیا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارکباد دی۔ واللہ ان کے علاوہ کسی مہاجر نے مجھے مبارکباد نہ دی اور طلحہ رضی اللہ عنہ کا حسن سلوک مجھے آج تک یاد ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی مسرت و فرحت...... حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کیا تو آپ نے (جبکہ آپ کا چہرہ مسرت و خوشی سے منور تھا) فرمایا تو اپنی گزشتہ زندگی کے سب سے بہتر دن پر خوش ہو جا۔ عرض کیا کیا یہ خوشخبری آپ کی طرف سے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ آپ نے فرمایا میری جانب سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ منور ہو جاتا اس قدر روشن ہوتا گویا وہ چاند کا ٹکڑا ہے ہم آپ کی اس کیفیت سے آشنا تھے۔ پھر میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنی توبہ کی قبولیت کی خوشی اور شکریہ میں اپنا سارا مال اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے سامنے خیرات کر کے الگ ہو جاتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ مال اپنے پاس رکھ لو وہ تمہارے لئے بہتر ہو گا تو عرض کیا میں اپنا خیبر والا حصہ اپنے پاس رکھ لیتا ہوں (اور باقی خیرات کر دیتا ہوں) میں نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ کی وجہ سے نجات بخشی ہے اور میں اپنی توبہ کے شکریہ میں یہ عہد کرتا ہوں کہ میں تاحیات سچ بولوں گا۔ واللہ! میں نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے کی بدولت کسی مسلمان پر اتنا فضل و کرم کیا ہو جتنا مجھ پر کیا ہے۔ جب سے میں نے آپ ﷺ سے سچ عرض کیا تھا اس وقت سے آج تک میں نے دانستہ جھوٹ نہیں بولا اور امیدوار ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے باقی ماندہ زندگی میں بھی جھوٹ سے محفوظ رکھے گا۔

آیات بشارت...... اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مخاطب کر کے فرمایا (۹/۱۱۷) اور اللہ نے نبی کے حال پر رحمت سے توجہ فرمائی اور مہاجروں اور انصار کے حال پر بھی جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت میں نبی کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ ان میں سے بعض کے دل پھر جانے کے قریب تھے پھر اپنی رحمت سے ان پر توجہ فرمائی بے شک وہ ان پر شفقت کرنے والا مہربان ہے اور ان تینوں پر بھی جن کا معاملہ ملتوی کیا گیا تھا یہاں تک کہ جب ان پر زمین باوجود کشادہ ہونے کے تنگ ہو گئی اور ان کی جانیں بھی ان پر تنگ ہو گئیں اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ سے کوئی پناہ نہیں سوائے اس کی طرف آنے کے، پھر اپنی رحمت سے ان پر متوجہ ہوا تا کہ وہ توبہ کریں۔ بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں کے ساتھ رہو۔ (۱۱۹)

سچ میں نجات اور جھوٹ میں ہلاکت ہے...... کعب کا بیان ہے واللہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر مشرف با سلام ہونے کے بعد اس سے بڑا احسان نہیں کیا جتنا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سچ بولنے کی توفیق دے کر کیا اور جھوٹ سے بچایا۔ اگر میں جھوٹ بولتا تو دوسرے جھوٹ بولنے والوں کی طرح ہلاک ہو جاتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب وحی نازل فرمائی تو جھوٹ بولنے والوں کے بارے میں اتنی سخت بات کہی جو کسی کے بارے میں بھی نہ کہی۔ (۹/۹۵) جب تم ان کی طرف جاؤ گے تو تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے تا کہ تم ان سے درگزر کرو سو تم ان سے درگزر کرو بے شک وہ پلید ہیں اور جو کام کرتے رہے ہیں ان کے بدلے ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ وہ لوگ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے تا کہ تم ان سے خوش ہو جا

تو اگر تم ان سے خوش ہو جاؤ تو بھی اللہ نافرمانوں سے خوش نہیں ہوتا۔ (۹/۹۶)

تخلف سے مراد...... کعب کا بیان ہے کہ ہم تینوں کا معاملہ معرض التواء میں ڈال دیا گیا ان لوگوں کی نسبت، جن کا عذر رسول اللہ ﷺ نے قبول کر لیا جب انہوں نے قسم کھا کر معذرت کی چنانچہ آپ نے ان سے بیعت لی اور ان کے لئے دعاء مغفرت کی، لیکن ہمارا معاملہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ آنے تک ملتوی کر دیا پس اسی وجہ سے فرمایا **و علی الثلاثة الذین خلفوا** (۹/۱۱۸) اور ان تینوں پر بھی جن کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا تھا۔ اس آیت سے ہمارا جنگ سے تخلف اور پیچھے رہنا مراد نہیں۔ بلکہ اس سے مراد تاخیر و التواء ہے ان لوگوں کی نسبت جنہوں نے حلف اٹھا کر عذر پیش کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا عذر قبول کر لیا اس روایت کو امام مسلم نے زہری سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ ابن اسحاق نے زہری سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سیاق و بیان کی طرح نقل کیا ہے اور ہم ...... ابن کثیر ...... نے تفسیر میں مسند احمد سے نقل کیا ہے اور اس میں معمولی اضافے ہیں، واللہ الحمد۔

جنگ میں پیچھے رہ جانے والوں کا خود کو عجیب سزا دینا...... علی بن طلحہ والبی، حضرت ابن عباس سے آیت ۱۰۲ کے ذیل میں روایت کرتے ہیں کہ "اور کچھ اور بھی ہیں کہ انہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا ہے انہوں نے اپنے نیک اور برے کاموں کو ملا دیا ہے قریب ہے کہ اللہ انہیں معاف کر دے بے شک اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔" یہ دس افراد تھے جو رسول اللہ ﷺ سے غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ جب وہ آپ کی واپسی کے بعد حاضر ہوئے تو ان میں سے سات اشخاص نے خود کو مسجد کے ستونوں سے باندھ لیا جب رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو پوچھا یہ کون ہیں، حاضرین نے عرض کیا ابولبابہ رضی اللہ عنہ اور اس کے رفقاء ہیں جو آپ کے ہمراہ جنگ میں شریک نہ تھے (اور بندھے رہیں گے) یہاں تک کہ آپ ﷺ ان کو کھولیں اور ان کا عذر قبول فرمائیں، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں ان کو کھولوں گا نہ ہی ان کا عذر قبول کروں گا حتی کہ اللہ عزوجل ہی ان کو کھولنے کا حکم دے۔ ان لوگوں نے مجھ سے انحراف کیا اور مسلمانوں کے ہمراہ جنگ کرنے سے پیچھے رہ گئے۔

توبہ کا قبول ہونا...... جب ان کو رسول اللہ ﷺ کے حلف کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے بھی کہا، کہ ہم بھی اپنے آپ کو نہ کھولیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمیں کھولنے کا حکم نازل فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:

"و آخرون اعترفوا بذنوبهم" (۹/۱۰۲)

اور لفظ عسیٰ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو وجوب کا معنی دیتا ہے۔

یہ مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ ان کی طرف آئے ان کو کھولا اور ان کا عذر قبول کیا۔ چنانچہ وہ اپنے مال لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ ہمارا مال و متاع ہے اس کو ہماری جانب سے خیرات کر دیجئے اور ہمارے لئے مغفرت کی دعا فرمائیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا صدقہ قبول کرنے کا مجھے اللہ نے حکم نہیں دیا پھر اللہ نے نازل فرمایا (۹/۱۰۳) ان کے مالوں سے زکوٰۃ لے کر اس سے ان کے ظاہر کو پاک اور باطن کو صاف کر دے اور انہیں دعا دے بے شک تیری دعا ان کے لئے تسکین ہے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (۹/۱۰۶) اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا کام اللہ کے حکم پر موقوف ہے خواہ انہیں عذاب دے یا انہیں معاف کر دے، اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خود کو باندھا نہ تھا اور ان کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا تھا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لقد تاب اللہ الخ (۹/۱۱۷) عطیہ بن سعید عوفی نے بھی ابن عباس سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ سعید بن مسیب مجاہد اور ابن اسحاق نے جنگ بنی قریظہ میں ابولبابہ کا واقعہ اور اس کا فعل ذکر کیا ہے کہ اس نے خود کو باندھ لیا تھا یہاں تک کہ اس کی توبہ قبول ہوئی۔ بعد ازاں وہ غزوہ تبوک سے بھی پیچھے رہ گیا اور اس نے اپنے آپ کو ستون سے باندھ لیا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول فرمائی اور اس نے اپنا سارا مال صدقہ کر دینا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا اس کا ثلث اور تیسرا حصہ صدقہ کر دینا کافی ہے۔ بقول مجاہد اور ابن اسحاق اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی و اخرون اعترفوا بذنوبهم (۹/۱۰۲) حضرت سعید بن مسیب کا بیان ہے کہ پھر اس کے بعد اس سے اسلامی امور کے بارے میں صدق و صفائی ہی نظر آئی۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ شاید سعید مجاہد اور ابن اسحاق نے حضرت ابولبابہ کے باقی رفقاء کا ذکر اس وجہ سے نہیں کیا اور صرف اس کے نام پر اکتفا کیا ہے کہ وہ ان کے سردار اور قائد کے جیسا تھا کہ حضرت ابن

www.ahlehaq.org

وانت لما ولدت أشرقت الأرض
فضاءت بنورك الأفق
فنحن في ذلك الضياء وفي النور
وسبل الرشاد نخترق

"جب تک کہ اس نے خندف کے عالی مقام اور نگہبان خاندان کو محفوظ کر دیا اور خاندان نطق و گویائی سے آراستہ ہے آپ کی ولادت کے وقت زمین روشن ہو گئی اور آپ کی روشنی سے آفاق منور ہو گئے۔ ہم اس روشنی، نور اور نیکی کے راستوں میں چلتے ہیں۔"

اس واقعہ کو حافظ بیہقی نے ابو السکن زکریا بن یحییٰ طائی سے بیان کیا ہے اور یہ واقعہ اس کے ایک جز میں مروی ہے۔

امام بیہقی نے اس واقعہ میں اضافہ بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ سفید رنگ "حیرہ" مجھے دکھایا گیا ہے اور یہ ہے شیماء بنت نفیلہ ازدیہ سفید خچر پر سیاہ دوپٹہ اوڑھے ہوئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر ہم حیرہ شہر میں داخل ہوئے اور اس کو اسی ہی صفات سے موصوف پایا تو وہ میری ہوگی تو آپ نے فرمایا (ھی لک) وہ تیری ہے۔ خریم کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد "ارتداد" کی لہر دوڑ گئی اور طئی قبیلے سے کوئی مرتد نہ ہوا اور ہم اطراف کے عرب لوگوں سے اسلام پر جہاد کرتے تھے۔ چنانچہ ہم نے قیس قبیلے سے جہاد کیا اس میں عیینہ بن حصن تھا اور بنی اسد سے جنگ کی اس میں طلیحہ بن خویلد تھا اور خالد بن ولید ہمارے مدح سرا تھے ان کے مدحیہ اشعار میں سے ہیں:

جزى الله عنا طيئا في ديارها
بمعترك الأبطال خير جزاء
هم أهل رايات السماح والندى
إذا ما الصبا ألوت بكل خباء
هم ضربوا قيسا على الدين بعدما
أجابوا منادي ظلمة وعماء

"اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے طئی قبیلہ کو ان کے علاقہ میں بہادروں کے معرکہ کی وجہ سے جزائے خیر دے۔ وہی لوگ سخاوت و فیاضی کے علم بردار ہیں جب کہ بادِ صبا ہر خیمہ کو گرا دے۔ انہی لوگوں نے قیس قبیلہ کی دین کی خاطر سرکوبی کی بعد ان کے مرتد ہو جانے کے"۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ہرمز کی لڑائی...... پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ مسیلمہ کذاب کی طرف روانہ ہوئے، ہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔ وہاں سے فارغ ہو کر ہم بصرہ کی سمت چلے چنانچہ کاظمہ میں ہرمز سے ہمارا ٹکراؤ ہوا۔ اس کا لشکر ہماری فوج سے زیادہ تھا، عجم میں ہرمز سے زیادہ عرب اور اسلام کا کوئی دشمن نہ تھا۔ چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے میدان میں آ کر اس کو مبارزت اور دو بدو لڑائی کی دعوت دی تو وہ بھی میدان میں آ گیا اور اس کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے تہ تیغ کر دیا پھر انہوں نے یہ کاروائی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لکھ کر ارسال کر دی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو اس کا سلب اور لباس عطا کر دیا اور صرف اس کی ٹوپی ایک لاکھ درہم کی تھی۔ اہل فارس کا قاعدہ تھا کہ جب ان میں کوئی آدمی عالی رتبہ اور رئیس مقرر ہوتا تو اس کے لئے ایک لاکھ کی ٹوپی بنواتے تھے۔ پھر ہم براستہ "طف" حیرہ کے لئے روانہ ہوئے تو جب ہم شہر میں داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق سب سے پہلے شیماء بنت نفیلہ ملی وہ سفید خچر پر سوار تھی اور سیاہ دوپٹہ اوڑھے ہوئے تھی۔ میں نے کہا "یہ میری ہے" اسے رسول اللہ ﷺ نے ہبہ کر دیا تھا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے اس بات کی شہادت اور بینہ طلب کیا تو میں نے شہادت پیش کر دی اور گواہ تھے محمد بن مسلمہ اور محمد بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ چنانچہ خالد رضی اللہ عنہ نے یہ میرے سپرد کر دی۔ پھر اس کا بھائی

عبدالمسیح صلح کی خاطر میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ یہ مجھے فروخت کر دو۔ میں نے کہا واللہ! ایک ہزار درہم سے کم نہ لوں گا تو اس نے مجھے یہ رقم دے دی اور میں نے شیماء کو اس کے سپرد کر دیا مجھے کسی نے کہا کہ اگر تم ایک لاکھ بھی مانگ لیتے تو وہ ادا کر دیتا میں نے کہا۔ مجھے معلوم ہی نہیں تھا کہ "دس سو" سے بھی زائد گنتی ہوتی ہے۔

بددعا کی دعوت پر دعا فرمانا ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رمضان ۹ھ میں رسول اللہ ﷺ تبوک سے مدینہ تشریف لائے اور اسی ماہ میں ثقیف کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور ان کا قصہ ہے کہ رسول اللہ جب ان کا محاصرہ ترک کر کے واپس چلے آئے تو عروہ بن مسعود ثقفی مدینہ پہنچنے سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور اسلام قبول کر لیا اور اس نے عرض کیا کہ وہ اپنی قوم کے پاس اسلام کی تبلیغ کی خاطر واپس چلا جائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ...... جیسا کہ اس قوم کا بیان ہے ...... (انہم قاتلوک) وہ تجھے قتل کر دیں گے۔ اور رسول اللہ ﷺ کو معلوم تھا ان کی سرشت میں اچھے کام سے رک جانے کی نحوست اور فطرت ہے تو حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان کے یہاں کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ عزیز ہوں اور ان کا مطاع و مقتدا ہوں، چنانچہ وہ تبلیغ اسلام کی خاطر اپنی قوم کی طرف روانہ ہوا اس امید پر کہ وہ اس کی قدر و منزلت کی بدولت مخالفت نہ کریں گے۔ جب وہ بالا خانہ پہنچا اور اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کیا اور ان کو اسلام کی دعوت پیش کی تو انہوں نے ہر طرف سے تیروں کا مینہ برسا دیا چنانچہ اس کو ایک تیر لگا اور وہ شہید ہو گیا۔ بنی مالک کا خیال ہے کہ اس کا قاتل اوس بن عوف برادر بنی سالم ہے اور احلاف کا گمان ہے کہ اس کا قاتل وہب بن جابر بنی عتاب ہے۔

عروہ ثقفی رضی اللہ عنہ کا مدفن ...... پھر عروہ رضی اللہ عنہ سے دیت کے بارے میں سوال ہوا تو اس نے کہا کہ یہ ایک اعزاز ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے سرفراز فرمایا ہے اور شہادت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے نوازا ہے۔ میرا بھی مقام اور مرتبہ اس شہیدوں جیسا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہاں سے روانہ ہونے سے قبل شہید ہوئے تھے بس مجھے بھی ان کے ہمراہ دفن کر دو، پھر ان کو شہداء کے قبرستان میں دفن کر دیا۔ مورخین کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا تھا کہ اس کی مثال اپنی قوم میں ایسی ہے جیسے صاحب یاسین کی اپنی قوم میں تھی۔ موسیٰ بن عقبہ نے بھی عروہ ثقفی کا قصہ اسی طرح بیان کیا ہے مگر اس کا خیال ہے کہ یہ واقعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حج کے بعد کا ہے۔ حافظ بیہقی نے بھی اس کی پیروی کی ہے مگر یہ بعید از قیاس ہے اور صحیح بات یہی ہے کہ یہ واقعہ حضرت ابوبکر کے حج سے قبل کا ہے جیسا کہ ابن اسحاق نے بیان کیا ہے۔

وفد ثقیف مدینہ میں ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ عروہ ثقفی کی شہادت کے بعد، چند ماہ تک قبیلہ ثقیف خاموش رہا، پھر انہوں نے باہمی مشورہ کیا کہ وہ گرد و نواح کے مسلمانوں سے جنگ نہیں لڑ سکتے چنانچہ عمرو بن امیہ جو بنی علاج سے تھے ان کے مشورہ سے یہ طے پایا کہ وہ اپنے ایک آدمی کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجیں۔ چنانچہ انہوں نے عبد یالیل بن عمرو بن عمیر کو بھیجا اور اس کے ہمراہ احلاف کے دو اشخاص تھے اور بنی مالک کے تین افراد یعنی حکم بن عمرو بن وہب بن معتب، شرجیل بن غیلان بن سلمہ بن معتب، عثمان بن ابی العاص، اوس بن عوف از بنی سالم اور نمیر بن خرشہ بن ربیعہ۔ موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ یہ وفد قریباً ۱۵ افراد پر مشتمل تھا ان کا رئیس کنانہ بن عبد یالیل تھا اور عثمان بن ابی العاص پورے وفد میں سب سے کم عمر تھا۔

ثقیف کا اسلام شرائط پر موقوف تھا ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب مدینہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے "قناۃ" پر پڑاؤ ڈالا وہاں انہوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ ثقفی کو موجود پایا وہ اپنی باری کے مطابق صحابہ کی سواریاں چرا رہے تھے۔ ان کو آتے دیکھ کر وہ رسول اللہ ﷺ کو ان کی آمد کی بشارت دینے کیلئے دوڑے، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راستہ میں ملاقات ہو گئی تو ان کو صورتحال سے آگاہ کیا کہ ثقیف کا وفد اسلام قبول کرنے اور بیعت کی خاطر آ رہا ہے بشرطیکہ رسول اللہ ﷺ ان کی شرائط قبول کر لیں اور ان کی قوم کے بارے میں پروانہ امن تحریر کر دیں۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ ثقفی سے کہا کہ اور اس کو قسم دلائی کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ خوشخبری مجھ کو پہنچانے دو۔ حضرت مغیرہ مان گئے تو حضرت ابوبکر

رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو ان کی آمد کی بشارت سنائی۔ پھر مغیرہ ان کے پاس چلے گئے۔ اور ان کی سواریوں کو ان کے پاس چھوڑ دیا اور ان کو "مسنون سلام" کا طریقہ بتانے لگے مگر انہوں نے جاہلیت کے طریقہ پر ہی سلام عرض کیا۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تو مسجد نبوی میں ان کے لئے خیمہ نصب کر دیا گیا۔ خالد بن سعید بن عاص کی معرفت رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ رابطہ قائم تھا چنانچہ خالد رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ان کا کھانا لاتے تو وہ اس وقت کھاتے جب ان سے قبل خالد کھانا کھانے لگتے اور خالد رضی اللہ عنہ بن سعید ہی ان کے مکتوب کے کاتب تھے۔

وفد ثقیف کی قبول اسلام کے لئے شرائط

بت نہ توڑنا ...... من جملہ ان کی شرائط میں سے یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے "بت" کو تین سال تک نہ توڑیں، وہ برابر سوال میں تخفیف کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے ایک سال کے عرصہ کا مطالبہ کیا اور رسول اللہ ﷺ ان کے مطالبہ سے انکار کر رہے تھے یہاں تک کہ انہوں نے ایک ماہ کے وقفہ کا سوال کیا تا کہ ان کے احمق اور جاہل لوگوں کی دل جوئی ہو سکے مگر رسول اللہ ﷺ متواتر انکار کر رہے تھے اس بات پر متفق ہو گئے کہ ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو ان کے ہمراہ اس کے توڑنے کے لئے روانہ کریں گے۔

نماز پڑھنے سے انکار ...... نیز ان کا یہ بھی مطالبہ تھا کہ وہ نماز نہیں پڑھیں گے اور اپنے ہاتھ سے بتوں کو نہ توڑیں گے تو آپ نے فرمایا ہم تمہیں خود اپنے ہاتھوں سے بتوں کو توڑنے کا مکلف نہیں بناتے باقی رہا نماز نہیں پڑھنا تو جس دین میں نماز نہیں اس میں خیر و برکت نہیں۔ تو انہوں نے کہا ہم آپ کی یہ شرط مان لیتے ہیں گو اس میں ذلت اور کمینہ پن ہے۔

امام احمد (عفان حماد بن سلمہ حمید حسن) عثمان بن ابی العاص سے بیان کرتے ہیں کہ ثقیف کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ان کو مسجد میں ٹھہرایا تا کہ یہ ان کی رقت قلبی کا باعث ہو پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے چند شرائط پیش کیں کہ ان کو جنگوں میں شامل نہ کیا جائے۔ ان سے عشر اور جزیہ نہ وصول کیا جائے اور کسی غیر کو ان پر امیر نہ بنایا جائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فوج میں عدم شمولیت اور جزیہ کی عدم وصولی کے مطالبات منظور ہیں اور کوئی اجنبی تمہارا عامل اور امیر نہ ہو گا لیکن اس دین میں کوئی خیر و برکت نہیں جس میں نماز نہیں۔ عثمان بن ابی العاص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے قرآن سکھا دیجئے اور قوم کا امام مقرر فرما دیجئے۔ اس روایت کو امام ابوداؤد نے (ابوداؤد طیالسی از حماد بن سلمہ از حمید) نے بیان کیا ہے۔

زکوٰۃ اور جہاد ...... ابوداؤد (حسن بن صباح، اسماعیل بن عبدالکریم، ابراہیم بن عقیل بن معقل بن منبہ، وہب) سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ثقیف کی بیعت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے چند شرائط پیش کی تھیں جن میں سے یہ تھا کہ زکوٰۃ اور جہاد پر عمل نہیں کریں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر میں نے سنا کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمان ہوں گے تو زکوٰۃ اور جہاد پر عمل کرنے والے ہو جائیں گے۔

عثمان رضی اللہ عنہ کا امیر مقرر ہونا ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب وہ مسلمان ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے مکتوب تحریر کروایا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن ابی العاص کو ان کا امیر مقرر کر دیا وہ ان سب سے کم سن تھا کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تھا کہ میری نظر میں یہ کم سن لڑکا اسلامی مسائل کے سمجھنے اور قرآن کے پڑھنے میں سب سے زیادہ شوقین اور حریص ہے۔

عثمان بن ابی العاص کا علمی شوق ...... موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ وفد کے ارکان جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو عثمان بن ابی العاص کو ڈیروں میں چھوڑ آتے جب وہ دوپہر کو واپس آتے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلا آتا آپ سے قرآن پڑھتا۔ اگر رسول

اللہ ﷺ مدینہ میں ہوتے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آ جاتا۔ اس کی یہی عادت رہی حتیٰ کہ اسلامی مسائل میں فقیہ بن گیا اور رسول اللہ ﷺ کو بھی اس میں دلچسپی تھی۔

حضور ﷺ کی عثمان رضی اللہ عنہ کو بحیثیت امیر مقرر ہونے کے نصیحت کرنا ...... ابن اسحاق (سعید بن ابی ہند، مطرف بن عبداللہ بن شخیر) حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مجھے ثقیف کی طرف روانہ فرمایا تو مجھ سے آخری بات یہ فرمائی اے عثمان! نماز میں اختصار کر، اور نمازیوں میں سے سب سے کمزور نمازی کا اندازہ کر، کیونکہ ان میں بوڑھے، بچے، کمزور اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں۔

امام احمد (عفان، حماد بن سلمہ، سعید جریری، ابو العلاء، مطرف) حضرت عثمان بن ابی العاص سے بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے میری قوم کا امام بنا دیں تو آپ نے فرمایا تو ان کا امام ہے۔ اور تو امام ہوتے ہوئے کمزور مقتدی کا خیال رکھ اور بلا اجرت موذن مقرر کر۔ اس روایت کو ابوداؤد اور ترمذی نے حماد بن سلمہ سے بیان کیا ہے اور امام ابن ماجہ نے (ابوبکر بن ابی شیبہ، اسماعیل بن علیہ) محمد بن اسحاق سے بیان کیا ہے امام احمد (عفان، وہیب (اور معاویہ بن عمرو از زائدہ) یہ دونوں عبداللہ بن عثمان خثیم، داؤد بن ابی عاصم) حضرت عثمان بن ابی العاص سے بیان کرتے ہیں کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے جب طائف کا عامل مقرر کیا تو روانگی کے وقت آخری بات یہ فرمائی جب تو امام ہو تو ہلکی نماز پڑھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے "سورہ علق" اور جیسی سورتوں کو مقرر فرما دیا۔

امام احمد (محمد بن جعفر، شعبہ، عمرو بن مرہ) سعید بن مسیب سے بیان کرتے ہیں کہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی آخری وصیت یہ تھی کہ جب تو امام ہو تو ان کو ہلکی نماز پڑھا، اس روایت کو امام مسلم نے محمد بن مثنیٰ اور بندار از محمد بن جعفر از شعبہ سے بیان کیا ہے۔ امام احمد (ابو احمد زبیری، عبداللہ بن عبدالرحمان بن ابی طائفی، عبداللہ بن حکم) حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے طائف پر عامل مقرر کیا تو آخری بات مجھے یہ فرمائی کہ لوگوں کو ہلکی نماز پڑھا۔

امام احمد (یحییٰ بن سعید، عمرو بن عثمان، موسیٰ بن طلحہ) عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اپنی قوم کی امامت کر پھر یہ نصیحت فرمائی کہ جو شخص کسی قوم کا امام ہو، وہ ان کو اختصار کے ساتھ نماز پڑھائے کیونکہ ان نمازیوں میں کمزور، بوڑھے اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں ہاں جب وہ تنہا نماز پڑھ رہا ہو تو جیسے چاہے پڑھے اس روایت کو امام مسلم نے عمرو بن عثمان سے نقل کیا ہے۔

امام احمد (محمد بن جعفر، شعبہ، نعمان بن سالم، اشیاخ از ثقیف) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے مجھے فرمایا اپنی قوم کی امامت کر اور جب تو امام ہو تو ان کو ہلکی نماز پڑھا، کیونکہ نماز میں بچے بوڑھے، کمزور، مریض اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں۔

نماز میں شیطان کے وسوسے دور کرنے کا طریقہ ...... امام احمد (ابراہیم بن اسماعیل، جریری) ابی العلاء بن شخیر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ شیطان میرے اور میری نماز و قرات کے درمیان حائل ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ خنزب شیطان ہے۔ جب تو اسے محسوس کرے تو تین بار اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم پڑھ کر اور تین بار اپنی بائیں طرف تھوک میں نے اس پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا وسوسہ مجھ سے دور کر دیا۔ اس روایت کو امام مسلم نے سعید بن جریری سے نقل کیا ہے۔

درد کا علاج ...... امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور اصحاب سنن (نافع بن جبیر بن مطعم) عثمان بن ابی العاص سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے "جسم میں درد" کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے گزارش کیا تو آپ نے فرمایا کہ درد کے مقام پر اپنا ہاتھ رکھو، تین بار بسم اللہ پڑھو اور سات بار "اعوذ بعزة اللہ وقدرته من شر ما اجد واحاذر" (بعض روایت میں ہے) کہ میں نے اس پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے میرا درد دور فرما دیا۔ چنانچہ میں اپنے عزیز و اقارب اور دیگر لوگوں کو اس پر عمل کی تاکید کرتا رہا۔

رسول اللہ ﷺ کا دم کرنا ...... امام ابن ماجہ (محمد بن بشار، محمد بن عبداللہ انصاری، عیینہ بن عبدالرحمان بن جوشن، ابوہ) عثمان بن ابی العاص سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مجھے طائف پر عامل مقرر کیا تو نماز میں مجھے وسوسے اور خیالات آنے لگے یہاں تک کہ مجھے معلوم نہ رہتا کہ میں نے کتنی رکعات پڑھی ہیں۔ چنانچہ جب میں اس شیطانی حرکت کا شکار ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ آیا اور خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو فرمایا ابن ابی العاص؟ میں عرض کیا "جی ہاں" یا رسول اللہ ﷺ پوچھا کیسے آئے ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے نماز میں ایسے وہم و خیال آتے ہیں کہ معلوم نہیں رہتا کہ میں نے کس قدر نماز پڑھی ہے تو آپ نے فرمایا یہ شیطان ہے۔ قریب آ جاؤ میں آپ کے قریب ہوا اور پاؤں کے بل "پنجے" کے بل بیٹھ گیا آپ نے میرے سینہ میں ہاتھ مارا اور منہ میں تھوک کر فرمایا اے اللہ کے دشمن نکل جا۔ آپ نے یہ عمل تین بار کیا اور فرمایا کام پر چلے جاؤ عثمان کا بیان ہے کہ بخدا! بعد ازیں مجھے ایسی کیفیت نہیں لاحق ہوئی۔ (تفرد بہ ابن ماجہ)

بلال کی وفد کو سحر و افطار کے بارے میں تسلی دینا ...... ابن اسحاق (عیسیٰ بن عبداللہ، عطیہ بن سفیان بن ربیعہ ثقفی) وفد کے اراکین میں سے ایک روایت کرتے ہیں کہ جب ہم نے اسلام قبول کر کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باقی ماندہ ماہ رمضان کے روزے رکھے تو بلال ہماری سحری اور افطاری کا سامان لایا کرتا تھا۔ وہ سحری کا کھانا لاتا تو ہم کہتے فجر تو طلوع ہو چکی ہے۔ وہ تاخیر سے سحری کھانے کے بارے میں کہتا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھانا کھاتے چھوڑا ہے۔ وہ ہمارا افطاری کا کھانا لاتا تو ہم کہتے ہمارے خیال میں تو ابھی پورا سورج غروب نہیں ہوا تو وہ کہتا میں آیا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے کھانا شروع کر دیا تھا۔ پھر وہ برتن سے نوالہ اٹھا کر کھا لیتا۔

حضور اکرم ﷺ کا ثقیف کے ساتھ برتاؤ اور ان کی تعلیم و تربیت ...... امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ (عبداللہ بن عبدالرحمان بن یعلی طائفی، عثمان بن عبداللہ بن اوس) اوس بن حذیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ وفد ثقیف میں سے ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے "احلاف" کو مغیرہ بن شعبہ کے ہاں ٹھہرایا اور بنی مالک کو اپنے خیمہ میں اتارا عشاء کے بعد ہر رات رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لاتے کھڑے کھڑے بیان فرماتے طویل قیام کی وجہ سے ایک پاؤں پر سہارا بوجھ دیتے اور دوسرے کو آرام دیتے۔ زیادہ تر مکہ میں قریش کے ہاتھوں جو زیادتیاں اٹھائی تھیں وہ بیان کرتے پھر فرماتے ہم اور وہ برابر نہیں ہم مکہ میں کمزور و ناتواں تھے۔ جب ہم مدینہ چلے آئے۔ تو لڑائی کے ڈول ہمارے اور ان کے درمیان یکساں ہوتے۔ کبھی وہ غالب کبھی ہم غالب۔

ایک رات آپ مقررہ وقت پر تشریف نہ لائے تو میں نے عرض کیا آج آپ دیر سے تشریف لائے تو فرمایا قرآن کے ورد کا حصہ باقی تھا اسے مکمل کیے بغیر آنا پسند نہ کیا۔ اوس کا بیان ہے کہ میں نے صحابہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ قرآن کو کتنے حصوں میں تقسیم کرتے تھے تو انہوں نے بتایا تین، پانچ، سات، نو، گیارہ اور تیرہ پر۔ (سورہ حجرات سے لے کر آخر تک) حزب مفصل ایک ہی حزب ہے۔ یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ "بت شکن" ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب وہ فارغ ہو کر اپنے وطن روانہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہمراہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حرب اور مغیرہ رضی اللہ عنہ کو بت مسمار کرنے کو بھیجا۔ وہ بھی ان کے ہمراہ سفر کر رہے تھے چلتے چلتے وہ طائف پہنچے تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو آگے کرنا چاہا تو انہوں نے انکار کر کے کہا آپ ہی اپنی قوم کے پاس جائیں۔ اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ "ذوالہدم" میں اپنے مال میں رک گئے۔ جب حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے گئے تو بت پر چڑھ کر اس پر کدال چلانے لگے اور ان کی قوم "بنی معتب" ان کے دفاع میں مستعد ہو گئی مبادا حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی طرح تیر مارا جائے یا اور کوئی تکلیف پہنچائی جائے اور ثقفی عورتیں برہنہ سر روتی چلاتی نکلیں۔ (ہم دفاع کرنے والوں پر ماتم کرتی ہیں۔ کمینوں نے اس کو دشمن کے حوالے کر دیا ہے۔ لڑائی میں انہوں نے اچھا سلوک نہیں کیا) ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کلہاڑے سے وار کر رہے تھے اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ واہ واہ کہہ رہے تھے جب حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو مسمار کر دیا اور اس کا مال اور زیور حضرت ابوسفیان کے سپرد کر دیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس بت کے مال و دولت سے ہم عروہ بن مسعود اور اس کے بھائی اسود بن مسعود والد قارب بن اسود کے قرض جات ادا کریں۔ بقول امام ابن کثیر، سو

www.ahlehaq.org

حالت شرک فوت ہوا ہے۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کے بیٹے قارب بن اسود کی دل جوئی اور تعظیم کی خاطر قرضہ ادا کرنے کا حکم فرمایا تھا۔

موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ وفد ثقیف قریباً ۱۵ ارکان پر مشتمل تھا جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو مسجد میں ٹھہرایا کہ قرآن مجید سن سکیں لیکن پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سود، زنا اور شراب خوری کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سب باتوں کو ان پر حرام قرار دے دیا پھر انہوں نے اپنے "بت" کے بارے میں دریافت کیا کہ آپ ﷺ اس سے کیا سلوک کریں گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو توڑ دو۔ تو انہوں نے کہا کہ کہیں یہ ہو سکتا ہے بھلا!! اگر اس بت کو معلوم ہو جائے کہ آپ اسے مسمار کرنا چاہتے ہیں تو سارے شہر کو تباہ کر دے گا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا افسوس! اے ابن عبد یالیل! تو کس قدر نادان ہے۔ یہ بت تو محض پتھر ہے تو انہوں نے کہا اے ابن خطاب! ہم آپ کے ساتھ بات نہیں کر رہے۔ پھر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ خود ہی مسمار کر دیں۔ ہم تو اس کو کبھی بھی ہاتھ نہیں لگائیں گے تو آپ نے فرمایا میں ایسے لوگوں کو بھیج کر اس ذمہ داری سے تمہیں سبکدوش کر دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے اس بات کا وثیقہ لکھوا لیا۔

انوکھا انداز بیاں...... انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ مسمار کرنے والوں سے قبل وہ قوم کے پاس پہنچ جائیں جب وہ وطن واپس پہنچ گئے تو قوم نے ان کا استقبال کیا اور سفر کی روئیداد طلب کی تو انہوں نے رنج و حزن کا اظہار کیا اور بتایا کہ وہ ایسے جابر، سخت اور سنگدل انسان کے پاس سے آئے ہیں جو طاقت کے بل بوتے پر غالب آیا، آمر اور مستبد ہے۔ اس نے عرب کو ذلیل و رسوا کر دیا ہے۔ سود، زنا اور مے نوشی کو حرام قرار دے دیا ہے اور "رب" بت کے مسمار کرنے کا حکم صادر کیا ہے۔

یہ سن کر ثقیف قبیلے کے لوگ بدکے اور اعلان کیا ہم اس کی کبھی اطاعت و پیروی نہ کریں گے۔ چنانچہ وہ قتل و قتال کے لئے تیار ہو گئے۔ اسلحہ جمع کر لیا اور ان پر دو تین روز یہی کیفیت طاری رہی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو مرعوب کر دیا تو وہ جنگ و جدال کی کیفیت سے باز آئے۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کیا۔

پھر انہوں نے ارکان وفد سے التجا کی کہ ان کے پاس جاؤ اور ان ہی شرائط کے تحت ان سے مصالحت کر لو تو ارکان وفد نے بتایا کہ ہم ان شرائط کے تحت ان سے صلح کر چکے ہیں اور ہم نے تو ان کو سب لوگوں سے زیادہ متقی اور سب سے زیادہ وفادار اور سب سے زیادہ مہربان اور سچ بولنے والا پایا ہے۔ ہمارا یہ سفر اور فیصلہ ہمارے تمہارے سب کے لئے مبارک ہے فیصلے کی جزئیات پر غور کرو اور اللہ تعالیٰ کی خیر و عافیت قبول کرو۔ یہ سن کر انہوں نے استفسار کیا کہ تم نے اس بات کو کیوں مخفی رکھا تو بتایا کہ ہمارا ارادہ تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں سے شیطانی نخوت اور سطوت و غرور نکال دے۔ پھر وہ فوراً اسلام میں داخل ہو گئے۔

دو تین روز کے بعد ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کے قاصد آئے۔ میر کارواں خالد بن ولید تھے اور ان میں مغیرہ بن شعبہ بھی موجود تھے انہوں نے "لات" کو مسمار کرنے کا عزم کیا تو ثقیف کے مرد و زن اور بچے یہاں تک کہ کنواری لڑکیاں بھی گھروں سے باہر نکل کر ان کے گرد و نواح میں جمع ہو گئیں اور ثقیف کے عوام کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ منہدم و معدوم ہو سکے گا۔

خود ساختہ خداؤں کی حقیقت...... پھر حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ نے کدال پکڑ کر اپنے رفقاء سے کہا کہ میں آپ کو ثقیف کی ایک حرکت سے ہنساؤں گا۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کدال کی ضرب لگائی پھر گر کر ہاتھ پاؤں مارنے لگے تو طائف کے باشندوں نے زور دار نعرہ مارا اور خوش ہو کر کہنے لگے مغیرہ کو خدا نے تباہ کر دیا ہے۔ اور اس کو "رب" بت نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اور مغیرہ کے رفقاء کو مخاطب کر کے کہنے لگے جس کا دل چاہے وہ اس کے قریب ہو کر ہاتھ تو لگائے۔ عقیدت مندوں کے یہ الفاظ سن کر حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا واللہ!! اے قوم ثقیف! یعنی بدذات دیوی محض پتھر اور مٹی کا ڈھیر ہے۔ اللہ عزوجل سے خیر و عافیت طلب کرو اور اس کی عبادت کرو پھر حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے دروازے پر ضرب لگائی اور اس کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ پھر اس کی دیواروں پر چڑھ گئے اور ان کے ہمراہ دوسرے لوگ بھی شامل ہو گئے اور انہوں نے اس لات سے اینٹ سے اینٹ بجا دی یہاں تک کہ اس کو پیوند خاک کر دیا۔

یہ حضرت دیکھ کر اس کا نگران اور منتظم کہنے لگا، اگر اس کی بنیاد کھودیں گے تو وہ غضبناک ہو کر ان کو زمین میں دھنسا کر غرق کر دے گا۔ تو حضرت مغیرہ

www.ahlehaq.org

رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے عرض کیا اجازت دیجئے میں اس کی جڑ اور بنیاد بھی کھدوا ڈالتا ہوں۔ چنانچہ اس کی بنیاد کھود کر مٹی باہر نکال دی گئی اور اس کا کیچڑ اور گارا بہا دیا۔ ثقیف کے لوگ یہ حیرت انگیز منظر دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے۔ پھر یہ قافلہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ نے اس بت کا مال و متاع اسی روز تقسیم کر دیا اور دین کی عظمت اور رسول اللہ ﷺ کی نصرت و مدد کا شکر بجا لائے۔

مکتوب گرامی ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا مکتوب جو آپ نے تحریر کروایا تھا یہ تھا: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ محمد نبی ﷺ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بنام جمیع اہل اسلام کہ وادی "وج" کے شکار اور اس کے خار دار درخت کو نہ کاٹا جائے جو شخص اس کی خلاف ورزی کرے اس کو کوڑے مارے جائیں اور لباس اتار لیا جائے اگر اس پر بھی وہ باز نہ آئے تو اس کو گرفتار کر کے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا جائے اور بے شک یہ حکم نبی محمد ﷺ ہے۔ خالد بن سعید نے یہ مکتوب محمد رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے تحریر کیا۔ اس کی کوئی خلاف ورزی نہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی خلاف ورزی کرنے والا خود اپنے اوپر ظلم کرنے والا ہوگا۔

وادی وج کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان ...... امام احمد (عبداللہ بن حارث مکی مخزومی، محمد بن عبداللہ بن انسان طائفی (مخزومی مکی نے ان کی تعریف و ستائش کی) ابوہ عبداللہ) حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم "لیہ" وادی سے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ آئے اور "سدرہ" کے پاس پہنچ گئے تو رسول اللہ ﷺ اس کے محاذ میں "قرن" کے کنارے کھڑے ہو گئے اور "مخبس" وادی کو نظروں کے سامنے کر کے کھڑے ہوئے یہاں سب لوگ آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "وج" وادی کا شکار اور اس کا خار دار درخت اللہ کا حرام کردہ حرم ہے اور یہ واقعہ نبی علیہ السلام کے "طائف کا محاصرہ کرنے سے" قبل کا ہے۔ اس روایت کو ابوداؤد نے محمد بن عبداللہ بن انسان طائفی سے بیان کیا ہے اور ابن حبان نے اس کو "ثقات" میں بیان کیا ہے اور ابن معین نے اس کو "لیس به باس" کہا ہے۔ بعض نے اس میں جرح کی ہے۔ امام احمد اور بخاری وغیرہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور امام شافعی نے اس کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ اور اس کے مقتضیٰ کے مطابق عمل کیا ہے واللہ اعلم۔

عبداللہ بن ابی ملعون کی وفات کا بیان ...... ابن اسحاق (زہری، عروہ) حضرت اسامہ بن زید سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ابی کی مرض موت میں عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ نے اس میں موت کے آثار دیکھ کر فرمایا واللہ! میں آپ کو یہود کی محبت سے روکا کرتا تھا تو اس نے کٹ حجتی سے کہا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ بھی تو یہود کو برا سمجھتے تھے پھر کیا ہوا؟ کیا وہ موت سے بچ گیا۔

عبداللہ بن ابی کی وصیت ...... واقدی کا بیان ہے کہ عبداللہ بن ابی شوال کے آخری دنوں میں بیمار ہوا اور ذوالقعدہ میں بیس روز بیمار رہ کر فوت ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ وہ جس روز فوت ہوا اور رسول اللہ ﷺ مزاج پرسی کے لئے گئے۔ جس وقت وہ نزاع کی حالت میں تھا تو آپ نے فرمایا میں نے آپ کو یہود کی محبت سے منع کیا تھا۔ تو اس نے کہا اسعد بن زرارہ بھی تو ان سے بغض رکھتا تھا تو اس کو کیا فائدہ پہنچا، پھر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ سرزنش اور ملامت کا وقت نہیں ہے۔ یہ موت کا موقع ہے۔ آپ میرے غسل میں شامل ہوں اور مجھے وہ قمیص عطا فرما دیں جو آپ نے زیب تن کی ہوئی ہے۔ اس کا مجھے کفن دینا میری نماز جنازہ پڑھانا اور میرے لئے استغفار کی دعا کرنا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ یہ سلوک کیا۔

منافقوں کے بارے میں نازل ہونے والی آیات ...... حافظ بیہقی (سالم افطس، سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس سے واقدی کے بیان کے مطابق ذکر کیا ہے واللہ اعلم۔ اسحاق بن راہویہ کا بیان ہے کہ میں نے ابواسامہ سے پوچھا کہ کیا تم کو عبیداللہ نے نافع کی معرفت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ مذکورہ ذیل روایت بیان کی ہے؟ ابواسامہ نے اعتراف کرتے ہوئے "ہاں" کہا کہ جب عبداللہ بن ابی فوت ہوا تو اس کا بیٹا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے کفن کے لئے قمیص مانگی۔ آپ نے اس کو قمیص عطا فرما دی پھر اس نے نماز جنازہ کی درخواست کی اور رسول اللہ ﷺ نماز جنازہ کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا دامن پکڑ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس کی نماز جنازہ

www.ahlehaq.org

پڑھاتے ہیں حالانکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے رب نے مجھے اختیار دیا ہے کہ "تو ان کے لئے بخشش مانگے یا نہ مانگے اگر ستر بار ان کے لئے بخشش مانگے تب بھی اللہ تعالیٰ ہرگز ان کو بخشنے والا نہیں۔" (۹/۸۰) میں اب ستر بار سے زائد مغفرت طلب کروں گا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ منافق ہے۔ کیا آپ منافق کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (۹/۸۴) "اور ان میں سے جو مر جائے کسی پر بھی نماز جنازہ نہ پڑھ اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو بے شک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا ہے۔" حدیث متفق علیہ ہے۔ از سند ابی اسامہ۔

اور بخاری وغیرہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں حالانکہ اس نے فلاں روز ایسا ایسا کہا تھا اور فلاں روز ایسا ویسا کہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا عمر! چھوڑو، مجھے دو باتوں کا اختیار ہے اگر مجھے معلوم ہو کہ میں ستر دفعہ سے زیادہ استغفار کروں تو اس کو بخش دیا جائے گا تو میں ستر بار سے زائد مغفرت کی دعا کروں گا۔ پھر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی:

ولا تصل على احد منهم مات ابدا ولا تقم على قبره (۹/۸۴)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی جرأت و جسارت پر بڑی حیرت ہوئی، حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں۔

بدلہ...... سفیان بن عیینہ عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور عبداللہ بن ابی کو قبر میں اتار دیا تھا پھر آپ ﷺ کے حکم سے اسے قبر سے باہر نکالا گیا آپ نے اس نعش کو گھٹنوں یا رانوں پر رکھ کر اپنا لعاب دہن اس پر تھوکا اور اس کو اپنی قمیص پہنائی واللہ اعلم۔ صحیح بخاری میں اسی سند سے مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے اس کو اپنی قمیص مکافات عمل اور بدلے کے طور پر پہنائی تھی کیونکہ اس نے عباس کو اس وقت قمیص پہنائی تھی جب وہ مدینہ آئے تھے تو اس قمیص کے علاوہ کوئی اور قمیص پوری نہیں آتی تھی۔

ثعلبہ بن حاطب...... امام بیہقی نے اس مقام پر ثعلبہ بن حاطب کا قصہ ذکر کیا ہے کہ وہ کس طرح کثرت مال اور سرمایہ کی فراوانی سے فتنہ میں مبتلا ہو گیا اور اس نے آپ کو زکوٰۃ نہ ادا کی۔ ہم نے اس واقعہ کو لئن اتانا من فضلہ (۹/۷۵) کی تفسیر کے تحت بیان کیا ہے۔

شاعر اسلام کے مدح انصار میں اشعار...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ غزوہ تبوک رسول اللہ ﷺ کا آخری غزوہ تھا۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ انصار کے غزوات کو شمار کرتے ہیں۔ اور آپ کے ہمراہ دوران غزوات انصار کے مواطن اور پر خطر مقامات پر ثابت قدمی اور استقلال کا اظہار کرتے ہیں۔ بقول ابن ہشام یہ اشعار عبدالرحمان بن حسان سے منقول ہیں:

الست خير معد كلها نفرا
ومعشرا ان هم عموا وان حصلوا
قوم هم شهدوا بدرا باجمعهم
مع الرسول فما آلوا وما خذلوا
وبايعوه فلم ينكث به احد
منهم ولم يك في ايمانه دخل
ويوم صبحهم في الشعب من احد
ضرب رصين كحر النار مشتعل
ويوم ذي قرد يوم استثار بهم
على الجياد فما خانوا وما نكلوا

"کیا آپ تمام کائنات سے مردانگی اور قوم کے لحاظ سے بہتر نہیں ہیں اگرچہ وہ سب جمع اور اکٹھے ہو جائیں۔ انصار وہ قوم ہے

www.ahlehaq.org

جو بدری کی پوری رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بدر میں شریک ہوئی۔ نہ انہوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت کیا نہ انہوں نے آپ کو چھوڑا۔ انصار نے آپ کی بیعت کی اور کسی نے ان میں سے بیعت کو توڑا نہیں اور نہ ہی کسی کے ایمان میں عیب اور نقص تھا۔ اور جب ان کو احد کی گھاٹی میں "شدید شمشیر زنی" نے آ لی جو آگ کی حرارت کی مانند شعلہ بار تھی۔ اور جنگ ذی قرد (محرم ۶ھ) میں جب ان کے ذریعے گھوڑوں پر سوار ہو کر حملہ کیا تو انہوں نے نہ خیانت کی اور نہ ہی وہ بزدل ہوئے"۔

وذا العشيرة جاسوها بخيلهم   مع الرسول عليها البيض والاسل
ويوم ودان اجلوا اهله رقصا   بالخيل حتى نهانا الحزن والجبل
وليلة طلبوا فيها عدوهم   لله والله يجزيهم بما عملوا
وليلة بحنين جالدوا معه   فيها يعلهم في الحرب اذ نهلوا
وغزوة يوم نجد ثم كان لهم   مع الرسول بها الاسلاب والنفل

"اور وہ اپنے گھوڑوں پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (جمادی الاخری ۲ھ) ذوالعشیرہ میں گھس گئے جو تلواروں اور نیزوں کے ساتھ مسلح تھے۔ (صفر ۲ھ) غزوہ ودان میں ان کے باشندوں کو گھوڑوں پر رقص کرتے ہوئے جلا وطن کر دیا یہاں تک کہ انہیں پتھریلی زمین اور پہاڑوں نے آگے بڑھنے سے روک دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی خاطر انہوں نے کئی راتیں اپنے دشمن کی گھات میں گزاریں اور ان کے اعمال کا اللہ ان کو بدلہ دے گا۔ اور وہ غزوہ حنین کی رات انصار نے آپ ﷺ کے ہمراہ جنگ کی آپ ان کو یکے بعد دیگرے جنگ میں روانہ کرتے تھے۔ اور غزوہ نجد میں شامل تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وہاں ان کو اسلاب (مقتولین کا لباس) اور مال غنیمت میسر آیا"۔

وغزوة القاع فرقنا العدو به   كما يفرق دون المشرب الرسل
ويوم بويع كانوا اهل بيعته   على الجلاد فآسوه وما عدلوا
وغزوة الفتح كانوا في سريته   مرابطين فما طاشوا وما عجلوا
ويوم خيبر كانوا في كتيبته   يمشون كلهم مستبسل بطل

بالبيض ترعش في الايمان عارية
تعوج بالضرب احيانا وتعتدل
ويوم سار رسول الله محتسبا
الى تبوك وهم راياته الاول
وساسة الحرب ان حرب بدت لهم
حتى بدا لهم الاقبال فالقفل
اولئك القوم انصار النبي وهم
قومي اصير اليهم حين اتصل
ماتوا كراما ولم تنكث عهودهم
وقتلهم في سبيل الله اذ قتلوا

"جب رسول اللہ ﷺ تبوک کی طرف احتساب اور ثواب خدا کی رضامندی کے لئے چلے انصاری ان کے ہراول دستہ میں علم بردار تھے۔ اگر لڑائی کا موقعہ آئے تو وہ ان کے امیر اور منتظم ہیں یہاں تک کہ ان کے لئے پیش رفت اور لوٹنا واضح ہو جائے۔ وہ قوم نبی کی انصار اور وہ قوم ہے اور وہ

www.ahlehaq.org

میری قوم ہے اسی سے میرا رشتہ ہے اور ناطہ جب احتساب کروں۔ وہ عزت و احترام سے فوت ہوئے۔ ان کے عہد و پیمان ٹوٹے نہیں۔ جب بھی وہ قتل ہوئے اللہ کی راہ میں ہی ان کا قتل ہونا مقدر تھا۔"

سورہ برات کا نزول ــــ رمضان ۹ھ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں اہل طائف کے وفد کی آمد کے ذکر کے بعد (جیسا کہ بیان ہو چکا ہے) امام ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ بقیہ رمضان، شوال اور ذی قعدہ مدینہ میں مقیم رہے۔ پھر ۹ھ کے یوم حج میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کا امیر حج بنا کر بھیجا۔ اور مشرکین بھی موسم حج میں اپنے مقامات پر اعمال حج ادا کر رہے تھے ان کو ابھی بیت اللہ کے حج سے روکا نہ گیا تھا اور بعض مشرکوں سے آپ ﷺ کا "معین مدت" تک عہد قائم تھا۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے مسلمان رفقاء کے ہمراہ حج کے لئے روانہ ہوئے اور اپنے گھر سے نکل کھڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے سورہ "براۃ" کی ابتدائی آیات (۱۔۳) نازل فرمائیں۔ ــــ ابن کثیر ــــ نے ان آیات پر تفسیر میں سیر حاصل بحث کی ہے وللہ الحمد والمنہ۔ الغرض رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا کہ وہ بھی ان کے ساتھ ہوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ خود مشرکوں کو "اعلان برات" رسول اللہ ﷺ کے نائب کی حیثیت سے سنائیں کیونکہ وہ آپ ﷺ کے چچازاد بھائی تھے۔

اعلان برات کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نامزد کرنا ــــ امام ابن اسحاق (حکیم بن حکیم بن عباد بن حنیف کی معرفت) ابو جعفر محمد بن علی سے روایت کرتے ہیں کہ سورہ توبہ جب رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی تو آپ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیج چکے تھے۔ کسی نے کہا یا رسول اللہ! اگر آپ ان آیات کو (تحریر کر کے) ابوبکر کے پاس بھیج دیتے تو ــــ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "اعلان برات" مشرکین کو صرف میرے خاندان کا فرد ہی پہنچائے گا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا "سورہ براۃ" کی ابتدائی آیات پر مشتمل "اعلان برات" کا پیغام تم لے جاؤ اور لوگ جب منیٰ میں جمع ہوں تو ان میں اعلان کر دو کہ کافر اور غیر مسلم جنت میں داخل نہ ہو سکے گا اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کا حج نہ کر سکے گا۔ برہنہ شخص بیت اللہ کا طواف نہ کر سکے گا۔ جس کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ "معین مدت" کا معاہدہ ہے وہ "مقررہ مدت" تک قائم رہے گا۔

مشرکین اور برہنہ طواف کرنے والوں پر پابندی ــــ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی "عضباء" پر سوار ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ روانہ ہو گئے یہاں تک کہ ابوبکر سے ملاقات ہو گئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا امیر یا مامور، امام یا مقتدی؟ تو علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مقتدی اور مامور ہوں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے حج کا اہتمام کیا (اور مشرکین ۹ھ میں جاہلیت کے رسم و رواج کے مطابق اپنے منازل اور مقامات میں مقیم تھے پھر) ۱۰ ذوالحج کے روز یوم النحر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا پیغام لوگوں کو پہنچایا۔ اعلان کے روز سے لے کر چار ماہ تک کی مہلت دی، کہ ہر کوئی اپنی "جائے پناہ" اور علاقے میں پہنچ جائے، بعد ازاں کسی مشرک کے لئے کوئی عہد و پیمان اور امان نہیں ہے۔ مگر اس کے، جس کا رسول اللہ ﷺ سے معاہدہ ہو چکا ہے اور یہ معاہدہ بھی معین مدت تک قائم رہے گا۔ چنانچہ اس کے بعد برہنہ ہو کر طواف کیا۔ پھر دونوں مدینہ چلے آئے (یہ روایت اس سند سے مرسل ہے)۔

"۹ھ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ امیر حج تھے" کے عنوان سے امام بخاری (سلیمان بن داؤد ابو الربیع، فلیح، زہری، حمید بن عبد الرحمن) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ۹ھ کے موسم حج میں (حجۃ الوداع سے قبل ایک سال) چند اشخاص کے ہمراہ لوگوں میں یہ اعلان کرنے کیلئے روانہ کیا تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ ہی برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔

دوسرے مقام پر امام بخاری (عبد اللہ بن یوسف، لیث، عقیل، ابن شہاب، حمید بن عبد الرحمان) حضرت ابو ہریرہ سے بیان کرتے ہیں ۹ھ کے موسم حج میں مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے "قربانی کے روز" منیٰ میں اعلان کرنے والوں کے ہمراہ بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور کوئی برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔ حمید بن عبد الرحمان کا بیان ہے کہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے روانہ ہونے کے بعد) رسول اللہ

از ابو اسحاق سبیعی از زید بن یثیع ہمدانی از علی) بیان کیا ہے اور اس کو حسن صحیح کہا ہے۔

امام ترمذی کا بیان ہے کہ اس روایت کو شعبہ نے ابو اسحاق سبیعی سے بیان کیا ہے۔ اور ابو اسحاق کا استاد زید بن یثیع بتایا ہے۔ نیز اس روایت کو سفیان ثوری نے ابو اسحاق سے اس کے بعض اساتذہ کی معرفت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے میں کہتا ہوں کہ اس روایت کو ابن جریر نے (معمر از ابو اسحاق از حارث از علی رضی اللہ عنہ) بھی بیان کیا ہے۔ ابن جریر (محمد بن عبداللہ بن عبد الحکم، ابو زرعہ، وھب اللہ بن راشد، حیوہ بن شریح، ابن صخر، ابو معاویہ بجلی کوفی، ابو الصہباء البکری) سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے "یوم حج اکبر" کی بابت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو بتایا کہ رسول اللہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر کر کے بھیجا اور مجھے بھی ان کیساتھ "سورہ براءۃ" کی چالیس آیات دے کر روانہ کیا حضرت ابوبکر عرفہ میں تشریف لائے اور لوگوں کو عرفات میں خطبہ دیا، خطبہ مکمل کرنے کے بعد، میری طرف متوجہ ہو کر کہا جناب علی رضی اللہ عنہ آیئے! رسول اللہ کا پیغام پہنچایئے۔ چنانچہ میں نے کھڑے ہو کر "سورہ براءت" کی چالیس آیات تلاوت کیں۔ پھر ہم واپس "منیٰ" میں چلے آئے۔ میں نے جمرہ میں کنکریاں ماریں اور قربانی کی، پھر سر منڈایا، اور مجھے معلوم ہوا کہ عرفات میں بروز عرفہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خطاب میں سب لوگ موجود نہ تھے۔ چنانچہ میں ان کے خیموں میں ان کو تلاش کر کے یہ آیات ان کے سامنے تلاوت کرتا رہا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بدیں وجہ میں سمجھتا ہوں کہ تم نے یہ سمجھا یہ پیغام میں نے قربانی کے روز سنایا تھا سنو! میں نے یہ پیغام یوم عرفہ میں پہنچایا تھا۔ تفسیر میں ہم نے اس مقام کی پوری توضیح کی ہے۔ احادیث و آثار کی جملہ اسانید کو ہم نے مفصل بیان کیا ہے۔ واللہ الحمد والمنہ۔ واقدی کا بیان ہے کہ مدینہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تین سو صحابہ رضی اللہ عنہم تھے جن میں حضرت عبد الرحمان رضی اللہ عنہ عوف بھی شامل تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پانچ قربانیاں تھیں اور رسول اللہ ﷺ نے بیس قربانیاں بھیجی تھیں۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا وہ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ "عروج" کے مقام میں جا ملے اور انہوں نے موسم حج میں حجاج کے سامنے "براءت" کا اعلان کیا۔

۹ ھ کے اہم واقعات

۱۔۔۔ **غزوہ تبوک** ۔۔۔ ۹ ھ میں رجب کے مہینے میں پیش آیا۔

۲۔۔۔ **نجاشی کی موت** ۔۔۔ واقدی کا بیان ہے کہ رجب ۹ ھ میں حبشہ کا حکمران نجاشی فوت ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی موت کی خبر دی۔

۳۔۔۔ **دختر رسول اللہ ﷺ کی وفات** ۔۔۔ شعبان ۹ ھ میں حضرت ام کلثوم دختر رسول اللہ ﷺ فوت ہوئیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہ بنت عمیس اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ بنت عبد المطلب نے غسل دیا، بعض کا بیان ہے کہ انصاری خواتین نے ان کو غسل دیا، جن میں ام عطیہ شامل تھیں۔ میں ـــ ابن کثیر ـــ کہتا ہوں کہ یہ صحیحین میں موجود ہے۔ نیز حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کے دفن کا ارادہ کیا تو فرمایا قبر میں وہ شخص اترے، جس نے اس شب اپنی بیوی سے ہم بستری نہ کی ہو تو ان کے شوہر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قبر میں نہ اترے اور ابو طلحہ انصاری نے ان کو دفن کیا۔ احتمال ہے کہ آپ ﷺ کے اس "فرمان" کا یہ مطلب ہو کہ جو لوگ قبر کھودنے اور دفنانے کا رضا کارانہ طور پر اہتمام کرتے تھے مثلاً ابو عبیدہ اور ابو طلحہ وغیرہ ان لوگوں میں سے وہ شخص قبر میں اترے جس نے آج رات اپنی اہل سے ہم بستری نہ کی ہو۔ کیونکہ یہ بات بعید ہے کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہ کے علاوہ بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کوئی بیوی ہو۔ یہ احتمال بعید اور مجھ سے بالاتر معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۴۔۔۔ **مصالحت** ۔۔۔ ۹ ھ ہی میں ایلہ کے حکمران، جرباء اور اذرح کے باشندوں اور والی دومۃ الجندل نے آپ سے مصالحت کی جیسا کہ وضاحت سے بیان ہو چکا ہے۔

www.ahlehaq.org

۵...... **مسجد ضرار کا انہدام**...... ۹ھ میں مسجد ضرار کو مسمار کیا گیا جس کو مسجد کی طرز تعمیر پر منافقین کے ایک گروہ نے بنایا تھا اور دراصل اسلام کے خلاف سازش کا اڈہ تھی۔

۶...... **لات کا انہدام**...... رمضان ۹ھ میں بنی ثقیف کا وفد آیا اور انہوں نے اپنی قوم کی نمائندگی کرتے ہوئے صلح کی اور "لات" کو مسمار کر دیا گیا۔

۷...... **معاویہ لیثی اور عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ**...... تبوک میں رسول اللہ ﷺ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن معاویہ لیثی یا مزنی کی وفات کی خبر ہوئی تو آپ نے میدان تبوک میں ان کی نماز جنازہ پڑھی (بشرطیکہ حدیث صحیح ہو) اور منافقین کے سربراہ عبداللہ بن ابی کی بھی اسی سال نماز جنازہ پڑھی۔

۸...... **وفدوں کا سال**...... اس سال رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج کی امارات کے فرائض سرانجام دیئے اور اسی سال عرب قبائل کے اکثر وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اسی لئے ۹ھ کو "وفدوں کا سال" کہتے ہیں۔ اب ہم امام بخاری وغیرہ محدثین کی اقتداء کرتے ہوئے "کتاب الوفود" کے نام سے ایک مستقل عنوان قائم کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے والے وفود کا بیان

مکہ کی فتح اور وفود کی آمد...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مکہ فتح ہو گیا، تبوک کا معرکہ انجام کو پہنچ گیا اور قبیلہ ثقیف کا وفد مسلمان ہو کر بیعت سے سرفراز ہو گیا تو ہر طرف سے عرب کے وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ مجھے ابوعبیدہ نے بتایا کہ وفدوں کی آمد ۹ھ میں تھی اور اس سال کو "وفدوں کا سال" کہتے ہیں۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اسلام قبول کرنے کے سلسلہ میں سارا عرب قریش کا منتظر تھا کیونکہ قریش، لوگوں کے امام اور ان کے راہنما تھے، حرم اور بیت اللہ کے متولی تھے، اسماعیل بن ابراہیم علیہم السلام کی خالص اولاد تھے، اور بلا اختلاف عرب کے زعیم اور قائد تھے اور قریش ہی رسول اللہ ﷺ کے خلاف حرب و ضرب کے علمبردار تھے۔

سورۂ نصر کا شان نزول...... جب مکہ فتح ہو گیا اور قریش آپ کے تابعدار ہو گئے اور اسلام نے ان کو مسخر اور مطیع کر لیا تو عرب سمجھ گئے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ لڑنے اور ان کے ساتھ عداوت کی استطاعت نہیں رکھتے تو وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (۱۱۰/۳) "جب اللہ کی مدد اور فتح آ چکی اور آپ نے لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے اور اس سے معافی مانگئے۔ بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔" حدیث عمرو بن مسلمہ میں بیان ہو چکا ہے کہ عرب کے تمام قبیلے یہ انتظار کر رہے تھے کہ مکہ فتح ہو جائے تو ہم مسلمان ہو جائیں۔ چنانچہ وہ کہتے، اسے اور اس کی قوم کو (باہمی جنگ و جدال کی حالت میں) چھوڑ دو اگر وہ ان پر غالب اور فتح یاب ہو گیا تو وہ سچا نبی ہے پس جب مکہ فتح ہو گیا اور ہر قوم نے اسلام قبول کرنے کی جلدی کی۔ تو میری قوم نے بھی جلدی اسلام قبول کر لیا۔ چنانچہ جب عمرو بن مسلمہ اسلام قبول کر کے آیا تو اس نے کہا واللہ! تمہارے پاس سچے نبی کی طرف سے آیا ہوں اس نے بتایا ہے کہ فلاں نماز فلاں وقت پڑھو اور فلاں نماز فلاں وقت پڑھو اور جب نماز کا وقت آ جائے تو تم میں سے ایک شخص اذان کہے اور جو شخص قرآن زیادہ جانتا ہو وہ امامت کرے۔ (یہ مکمل صحیح بخاری میں ہے)

فتح مکہ سے پہلے آنے والا وفد بعد میں آنے والے سے افضل ہے...... میں...... ابن کثیر...... سمجھتا ہوں کہ ابن اسحاق، واقدی، بخاری اور بیہقی نے ان کے بعد ان وفدوں کا ذکر کیا ہے جن کی آمد کی تاریخ ۹ھ سے قبل ہے بلکہ فتح مکہ سے بھی قبل ہے سورۃ (۱۰/۵۷)

www.ahlehaq.org

میں ہے تم میں سے اور کوئی اس کے برابر ہو نہیں سکتا۔ جس نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا ان کا اللہ کے نزدیک بڑا درجہ ہے ان لوگوں پر جنہوں نے بعد میں خرچ کیا اور جہاد کیا اور اللہ نے ہر ایک سے نیک جزا کا وعدہ کیا ہے۔ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ فتح مکہ کے روز آپ نے فرمایا تھا اب کوئی ہجرت نہیں۔ بلکہ جہاد اور نیت ہے۔ پس ان وفدوں میں امتیاز کرنا ضروری امر ہے۔ جو فتح مکہ سے قبل آئے جن کا آنا "ہجرت" شمار ہوتا ہے۔ اور جو فتح مکہ کے بعد آئے جن سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی اور نیکی کا وعدہ کیا ہے۔ لیکن لاحق اور بعد میں آنے والا سابق اور مقدم کی طرح زمانے اور فضیلت میں مساوی نہیں، واللہ اعلم۔ علاوہ ازیں جن ائمہ نے "وفود" کے بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے انہوں نے بہت سی مفید باتوں کا ذکر نہیں کیا۔ بحمد اللہ ہم ان کے بیانات کا بھی ذکر کریں گے۔ اور جن باتوں کی آگاہی ضروری معلوم ہوئی ہم ان پر متنبہ بھی کریں گے۔ جب باتوں کو انہوں نے نظر انداز کر دیا ہے ہم انشاء اللہ ان کو بھی بیان کریں گے۔

سب سے پہلا وفد...... محمد بن عمرو الواقدی م ۲۰۷ھ (کثیر بن عبداللہ مزنی ابیہ وجدہ سے) بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلا وفد رجب ۵ھ میں مضر میں سے مزینہ قبیلے کے چار سو افراد کا وفد آیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے وطن کو ہجرت کا قرار دیا اور فرمایا تم جہاں بھی ہو مہاجر ہو لہٰذا اپنے مال مویشی کے پاس چلے جاؤ چنانچہ وہ اپنے وطن میں واپس چلے آئے۔

نیز واقدی نے ہشام بن کلبی سے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ مزینہ قبیلہ میں سے سب سے پہلے خزاعی بن عبد نہم دس افراد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے اپنی قوم کے اسلام کی بیعت کی۔ جب وہ قوم کے پاس واپس گیا تو قوم کو حسب گمان نہ پایا اور وہ اس سے دست بردار ہو گئے پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ وہ ہجو کے بغیر اشارے کنائے سے چھیڑ چھاڑ اور تعریض کرے۔ چنانچہ حسان رضی اللہ عنہ نے چند اشعار کہے۔ یہ اشعار جب خزاعی کو معلوم ہوئے تو اس نے اپنی قوم سے شکایت کی تو وہ سب اکٹھے ہو کر مسلمان ہو گئے اور وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ نے مزینہ قبیلہ کا علم اس کے سپرد کیا۔ خزاعی اس روز ایک ہزار تھے اور یہ خزاعی عبداللہ ذوالبجادین (م ۹ھ در تبوک) کا بھائی ہے۔

باب وفد بنی تمیم...... کے عنوان کے ذیل میں امام بخاری، حضرت عمران رضی اللہ عنہ بن حصین سے روایت کرتے ہیں کہ بنی تمیم کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا اے بنی تمیم! بشارت قبول کرو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! خوشخبری تو سنایا ہے تو کچھ عطا بھی کرو۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کے چہرہ پر ناراضگی کے آثار دیکھے گئے۔ پھر یمن کا وفد آیا تو آپ نے فرمایا بشارت قبول کرو جبکہ بنی تمیم نے اسے قبول نہیں کیا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے قبول کر لیا۔ امام بخاری، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ بنی تمیم کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ابو بکر نے کہا قعقاع بن سعید بن زرارہ کو امیر مقرر فرما دیجئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بلکہ اقرع بن حابس کو امیر بنا دیجئے۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ تو صرف میری مخالفت چاہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میرا ارادہ آپ کی مخالفت کا بالکل نہیں۔ وہ دونوں آپس میں الجھ پڑے یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہو گئیں تو سورہ (۴۹/۱) نازل ہوئی اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے سامنے پہل نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو حتیٰ کہ پوری سورت نازل ہوئی۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عرب کے وفد آنے شروع ہوئے تو عطارد بن حاجب تمیمی مع چند اشراف کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جن میں اقرع بن حابس، زبرقان بن بدر، عمرو بن اہتم، حتات بن یزید، نعیم بن یزید، قیس بن حارث اور قیس بن عاصم از بنی سعد شامل تھے۔ بقول ابن اسحاق ان میں عیینہ بن حصن حذیفہ بن بدر فزاری بھی شامل تھا۔ اقرع بن حابس اور عیینہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فتح مکہ، حنین اور غزوہ طائف میں شریک تھے۔ جب بنی تمیم کا وفد آیا تو یہ وفد کے ساتھ تھے جب مسجد نبوی میں آئے تو رسول اللہ ﷺ "حجروں کے پیچھے" سے پکارنا شروع کر دیا اے محمد ﷺ! باہر آؤ! تو رسول اللہ ﷺ ان کے چلانے سے پریشان ہوئے اور باہر تشریف لے آئے۔ انہوں نے کہا اے محمد ﷺ! ہم آپ کے پاس فخر و کبر اور خودستائی کے اظہار کے لئے آئے ہیں۔ ہمارے شاعر اور خطیب کو اظہار مدعا کی اجازت دیجئے۔ آپ نے فرمایا میں تمہارے خطیب کو اجازت دیتا ہوں وہ خطاب شروع کرے۔ چنانچہ عطارد بن حاجب تمیمی نے کھڑے ہو کر کہا:

www.ahlehaq.org

عطارد کا خطاب...... خدا کا شکر ہے جس کا ہم پر فضل و کرم ہے۔ اور وہی اس کا اہل اور حق دار ہے۔ جس نے ہمیں بادشاہ بنایا اور خزانوں کا مالک بنایا۔ ہم اس کی بدولت نیکی اور احسان کرتے ہیں اور اس نے ہمیں مشرقی اقوام میں معزز تر بنایا، کثرت عطا کی، اور ساز و سامان سے نوازا، لوگوں میں ہمارے برابر کون ہے، کیا ہم لوگوں کے رئیس اور سربراہ نہیں۔ کیا ہم فضل و کرم میں ان سے بڑے نہیں، ہمارے ہم پلہ ہونے کا جس کو دعویٰ ہو۔ وہ اپنے اوصاف و فضائل گنائے جو ہم نے گنائے ہیں اگر ہم چاہیں تو بہت کچھ کہہ سکتے ہیں لیکن ہم اپنے مناقب و محاسن میں مبالغہ آرائی سے شرم و حیا کرتے ہیں اور ہم اسے خوب جانتے ہیں میرا یہ بیان ہے۔ اب تم ہمارے جیسی بات کہو اور ہم سے بہتر کہو۔ یہ کہہ کر عطارد بھی بیٹھ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس بن شماس انصاری حارثی کو فرمایا کھڑے ہو کر اس کے خطاب کا جواب دو تو انہوں نے کھڑے ہو کر کہا۔

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کا خطاب...... اس ذات کی تعریف جس نے زمین و آسمان بنائے اور اپنا حکم ان میں نافذ کیا اس کا امر اس کی کائنات پر محیط ہے۔ ہر چیز اس کے فضل و کرم سے نمودار ہے۔ اپنی قدرت سے اس نے ہم کو بادشاہت عطا کی اور اپنے بندوں میں سے بہترین شخص کو "رسول" منتخب کیا جو سب سے عالی نسب ہے۔ سب سے بڑھ کر سچا ہے اور سب سے زیادہ خوش اخلاق ہے۔ خدا نے اس پر قرآن اتارا اور اس کو اپنی مخلوق پر امین بنایا، وہ جملہ عالم کا انتخاب ہے۔ پھر اس نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ چنانچہ اس پر مہاجر ایمان لائے جو اس کی قوم اور اس کے عزیز و اقارب میں سے ہیں۔ وہ سب سے عالی نسب اور حسن و جمال کے پیکر ہیں اور بلند کردار ہیں۔ اس کے بعد ہم انصار نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا کہ ہم اس کے انصار مددگار ہیں اور اس کے رسول کے وزیر ہیں، ہم لوگوں سے برسر پیکار رہیں گے یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتا ہے۔ وہ اپنے مال و جان کو محفوظ کر لیتا ہے اور جو شخص انکار کرتا ہے ہم فی سبیل اللہ ہمیشہ اس سے جہاد کرتے ہیں اس کا کشت و خون ہم پر آسان اور سہل ہے۔ میں اپنی اس بات پر اکتفا کرتا ہوں۔ اپنے اور آپ کے لئے نیز جمیع مومن مرد و زن کے لئے مغفرت کا طالب ہوں، والسلام علیکم۔

زبرقان بن بدر کے فخریہ اشعار:

نحن الكرم فلا حي يعادلنا
الملوك منا وفينا ينصب البيع
وكم قسرنا من الأحياء كلهم
عند النهاب وفضل العز يتبع
ونحن يطعم عند القحط مطعمنا
من الشواء اذا لم يونس القزع
بما ترى الناس تأتينا سراتهم
من كل أرض هويا ثم نصطنع

”ہم معزز لوگ ہیں کوئی قبیلہ ہمارے برابر نہیں۔ ہمارے قبیلے سے بادشاہ ہیں اور ہم میں گرجے تعمیر کئے جاتے ہیں۔ اور ہم نے کتنے ہی قبیلوں کو لوٹ کر تاخت و تاراج کر دیا۔ اور معزز شخص کی خوبی قابل اتباع ہوتی ہے۔ ہم قحط کے وقت بھنا ہوا گوشت کھلاتے ہیں جبکہ گھبراہٹ اور خوف کا نام و نشان نہیں ہوتا۔ لوگ ان کے اونچے مقام کو دیکھ کر ہر طرف سے جلدی جلدی چلے آتے ہیں پھر ان سے حسن سلوک کرتے ہیں“۔

فننحر الكوم عبطا في أرومتنا
للنازلين اذا ما أنزلوا شبعوا
فما ترانا الى حي نفاخرهم

www.ahlehaq.org

الا استفادوا وکانوا الرأس تقتطع
فمن یفاخرنا فی ذاک نعرفه
فیرجع القوم والاخبار تستمع
انا ابینا ولم یابی لنا احد
انا کذلک عند الفخر نرتفع

"ہم کوہان والے فربہ اونٹ مہمانوں کے لیے اپنے قبیلوں میں ذبح کرتے ہیں جب ان کی مہمانی ہوتی ہے تو وہ شکم سیر ہوتے ہیں۔ جس قبیلے سے بھی تو ہمیں فخر وخود ستائی کرتے دیکھے گا وہ ہم سے قصاص کی درخواست کرتے ہیں اور ان کے سر کٹ چکے ہیں۔ اس بارے میں جو ہم سے فخر وستائش میں مقابلہ کرتا ہے ہم اسے جانتے ہیں۔ جب قوم واپس لوٹتی ہے تو اس کی خبریں سنائی جاتی ہیں۔ ہم سب کی باتیں رد کر دیتے ہیں اور ہماری بات کی کوئی تردید نہیں کر سکتا ہم اسی طرح فخر ومباہات کے مقام میں سربلند ہوتے ہیں۔"

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اس وقت موجود نہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف کسی کو بھیجا چنانچہ وہ کہتے ہیں جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور تمیمی شاعر کھڑا ہوا اس نے جو کہنا تھا کہا۔ (میں نے اشارے کنائے میں اس کی تردید کی اور اس کے قافیے کے مطابق کہا) جب زبرقان تمیمی فخریہ اشعار کہہ کر فارغ ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حسان! کھڑا ہو اور اس کے فخر وغرور کا جواب دے۔ پھر حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

ان الذوائب من فهر واخوتهم
قد بینوا سنة للناس تتبع
یرضی بها کل من کانت سریرته
تقوی الاله وکل الخیر یصطنع
قوم اذا حاربوا ضروا عدوهم
او حاولوا النفع فی اشیاعهم نفعوا
سجیة تلک منهم غیر محدثة
ان الخلائق فاعلم شرها البدع
ان کان فی الناس سباقون بعدهم
فکل سبق لادنی سبقهم تبع

"قبیلہ فہر کے شرفاء اور ان کے بھائیوں نے لوگوں کو وہ راستہ بتا دیا ہے جس کی وہ اتباع کرتے ہیں۔ جس کا باطن اللہ سے ڈرتا ہو وہ اس کو پسند کرتا ہے اور ہر کار خیر کیا جاتا ہے۔ وہ لوگ دشمن سے برسرپیکار ہوں تو ان کے لیے مضرت رساں ہوتے ہیں یا وہ اپنے گروہ کو نفع پہنچانے کا عزم کرتے ہیں۔ یہ عادات ان کی سرشت میں ودیعت ہیں اور واضح رہے کہ سب سے بری عادات نو پید اور بدعات ہوتی ہیں۔ ان کے بعد لوگوں میں اگر کوئی نیکی کی طرف رجحان کرنے والا ہے تو نیکی کی طرف ہر فرد میلان رکھنے والا ان کے ادنیٰ نیک شخص کا تابع ہوگا۔"

لا یرقع الناس ما اوهت اکفهم
عند الدفاع ولا یوهون ما رقعوا
ان سابقوا الناس یوما فاز سبقهم

www.ahlehaq.org

أو وازنوا أهل مجد بالندى متعوا
أعفة ذكرت في الوحي عفتهم
لا يطمعون ولا يرديهم طمع
لا يبخلون على جار بفضلهم
ولا يمسهم من مطمع طبع
إذا نصبنا لحي لم ندب لهم
كما يدب إلى الوحشية الذرع

"دفاع کے وقت ان کے ہاتھوں سے جو چیز پست ہو جائے لوگ اس کو سرفراز نہیں کر سکتے اور جس کو یہ سرفراز کریں اس کو پست و ذلیل نہیں کر سکتے۔ اگر وہ کبھی لوگوں سے مسابقت میں مقابلہ کریں تو ان کا فرد کامیاب ہوگا یا وہ اہل جود و شرف سے سخاوت میں مقابلہ کریں تو وہ ان کو ہرا دیں گے۔ وہ پاک دامن عفیف ہیں وحی میں ان کی پاک دامنی کا ذکر ہے۔ وہ حرص و طمع سے پاک ہیں اور نہ ہی ان کو حرص و آرزو تباہ و ذلت میں ڈالتا ہے۔ وہ پڑوسی کو اپنے احسان سے محروم نہیں رکھتے اور نہ ہی ان کی طبیعت میں حرص ہے۔ جب ہم کسی قبیلے سے محاذ آرائی کرتے ہیں تو ہم ان کی طرف قدمی میں آہستہ نہیں چلتے جیسا کہ نیل گاؤ کی طرف اس کا شیر خوار بچہ آہستہ چلتا ہے"۔

نسمو إذا الحرب نالتنا مخالبها
إذا الزعانف من أظفارها خشعوا
لا يفخرون إذا نالوا عدوهم
وإن أصيبوا فلا خور ولا هلع
كأنهم في الوغى والموت مكتنع
أسد بحلية في أرساغها فدع
خذ منهم ما أتوا عفوا إذا غضبوا
ولا يكن همك الأمر الذي منعوا
فإن في حربهم فاترك عداوتهم
شرا يخاض عليه السم والسلع

"جب لڑائی کے ناخن ہمیں زخمی کرتے ہیں تو ہم پیش قدمی کرتے ہیں جب کہ بزدل لوگ اس کے ناخنوں سے ڈرتے ہیں۔ جب وہ دشمن پر قابو پا لیتے ہیں تو فخر نہیں کرتے اگر وہ مصیبت میں مبتلا ہو جائیں تو بزدلی اور جزع و فزع کا اظہار نہیں کرتے۔ موت سر پر منڈلا رہی ہو تو وہ لوگ جنگ میں گویا شیر ہیں۔ گھوڑوں کے ایک دستے میں جو پاؤں کے تلوے زمین پر نہیں لگاتے۔ جب وہ غضبناک ہوں تو ان سے وہی پکڑ لے جو وہ خود بخود عطا کریں اور جس کو وہ روک لیں اس کے لینے کا تیرا ارادہ نہ ہو اس کی عداوت کا خیال ترک کر دو۔ کیونکہ ان کی لڑائی میں ایسا شر ہے جس میں زہر اور بدمزہ تلخ درخت کا رس گھولا ہو"۔

أكرم بقوم رسول الله شيعتهم
إذا تفاوتت الأهواء والشيع
أهدى لهم مدحتي قلب يؤازره
فيما أحب لسان حائك صنع

فانهم افضل الاحياء كلهم
ان جد في الناس جد القول او شمعوا

"رسول اللہ ﷺ کی قوم اور ان کی گروہ کس قدر مکرم و محترم ہے جب خواہشات اور گروہ باہم متفاوت ہوں۔ فصیح و بلیغ زبان نے ان کی خدمت میں "مدح" پیش کی ہے دل اس کا معاون ہے اس کی خواہش کے مطابق۔ وہ سب قبائل سے افضل ہیں خواہ لوگوں میں وہ سنجیدگی سے بات کریں یا ہنسی مذاق میں"۔

ابن ہشام کا بیان ہے کہ بنی تمیم کے بعض ماہر شعراء نے مجھے بتایا کہ بنی تمیم کے وفد میں جب زبرقان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے کہا:

اتيناك كيما يعلم الناس فضلنا
اذا احتفلوا عند احتضار المواسم
بانا فروع الناس في كل موطن
وان ليس في ارض الحجاز كدارم
وانا نذود المعلمين اذا انتخوا
ونضرب راس الاصيد المتفاقم
وان لنا المرباع في كل غارة
نغير بنجد او بارض الاعاجم

"ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ لوگ ہمارے فضل و بزرگی سے آگاہ ہو جائیں جب وہ موسم حج میں احتفال کریں۔ کہ ہم (یعنی عوام) بڑے لوگوں سے کثیر ہوتے ہیں ہر مقام میں اور یہ کہ ارض حجاز میں بنی دارم کا ہمسر کوئی نہیں۔ جب ہمارے لوگ نخوت سے چلیں تو ہم ان کو دھکیل دیتے ہیں ہم بڑے متکبر کے سر پر تلوار کا وار کرتے ہیں۔ ہر مال غنیمت میں ہمارا چوتھا حصہ ہوتا ہے وہ غارت گر نجد میں غارت گری کریں یا عجم میں"۔

حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے اس کا فی البدیہہ جواب دیا:

هل المجد الا السؤدد العود والندى
وجاه الملوك واحتمال العظائم
نصرنا وآوينا النبي محمدا
على انف راض من معد وراغم
بحي حريد اصله وثراؤه
بجابية الجولان وسط الاعاجم
نصرناه لما حل بين بيوتنا
باسيافنا من كل باغ وظالم

"مجد و شرف نام ہے بزرگی، تجربہ کاری، سخاوت، شاہوں کے جاہ و جلال اور مصائب کے برداشت کا۔ ہم نے نبی محمد ﷺ کی مدد کی اور ان کو پناہ دی، معد قبیلہ کی رضامندی اور ناراضگی کے باوجود، ایک منفرد قبیلے کے ساتھ اس کا اصل وطن اور بادشاہت عجمیوں کے وسط میں واقع "جابیہ جولان" میں ہے۔ جب آپ ﷺ ہمارے شہر کے درمیان مقیم ہوئے تو ہم نے اپنی تلواروں کے ساتھ ہر سرکش اور ظالم سے آپ کی امداد و نصرت کی"۔

www.ahlehaq.org

جعلنا بنينا دونه وبناتنا وطبنا له نفسا بفي المغانم
ونحن ضربنا الناس حتى تتابعوا على دينه بالمرهفات الصوارم
ونحن ولدنا من قريش عظيمها ولدنا نبي الخير من آل هاشم
بني دارم لا تفخروا ان فخركم يعود وبالا عند ذكر المكارم

جعلنا بنينا دونه وبناتنا وطبنا له نفسا بفي المغانم
ونحن ضربنا الناس حتى تتابعوا على دينه بالمرهفات الصوارم
ونحن ولدنا من قريش عظيمها ولدنا نبي الخير من آل هاشم
بني دارم لا تفخروا ان فخركم يعود وبالا عند ذكر المكارم

"عقل کے اندھو! تم ہم پر فخر کرتے ہو حالانکہ تم ہمارے نوکر چاکر ہو۔ بعض تم سے ہمارے بچوں کو دودھ پلانے والے ہو اور بعض خدمت گار۔ اگر تم اپنے جان ومال کی حفاظت کے لئے آئے ہو مبادا وہ مال غنیمت میں تقسیم ہو جائیں۔ تو اللہ کے ساتھ شریک نہ بناؤ اور مسلمان ہو جاؤ اور عجمیوں کا لباس نہ پہنو"۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب حضرت حسان رضی اللہ عنہ اپنے اشعار پڑھ کر فارغ ہوئے تو اقرع بن حابس نے کہا باپ کی قسم! تیرے یہ اشعار ایسے ہی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا خطیب ہمارے خطیب سے خوش بیان ہے اور ان کا شاعر ہمارے شاعر سے اعلیٰ وارفع ہے۔ اور ان کا لب ولہجہ ہماری آوازوں سے بلند ہے۔ جب وہ باہمی مفاخرت سے فارغ ہوئے تو مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو تحائف سے خوب نوازا۔

عمرو بن اہتم کے ہجویہ اشعار..... عمرو بن اہتم اور زبرقان کم سن تھا اس کو ڈیرے میں پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ قیس بن عاصم نے اس کے بارے میں کہا اور جو اس سے عداوت رکھتا تھا۔ یا رسول اللہ! ایک ہمارا فرد ڈیرے پر ہے۔ وہ تو جوان لڑکا ہے اور وہ ابن اوبا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اس کو ان سب کے برابر عطیہ عطا فرمایا۔ جب عمرو بن اہتم کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو اس نے قیس بن عاصم کی ہجو اور مذمت کی:

ظلمت مفترش الهلباء تشتمني
عند الرسول فلم تصدق ولم تصب
سدناكم سوددا رهوا وسوددكم
بادنوا جذه مقع على الذنب

"تو رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی دبر بچھائے ہوئے مجھے گالی دیتا ہے۔ تو نے نہ سچ کہا اور نہ ہی درست بات کی۔ ہم نے تم پر مستقل سرداری اور ریاست کے فرائض انجام دیئے اور تمہاری سرداری کی باچھیں کھلی ہوئی ہیں دم پر بیٹھی ہوئی ہے"۔

بیہقی (یعقوب بن سفیان، سلیمان بن حرب، حماد بن زید) محمد بن زبیر حنظلی سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں زبرقان بن بدر، قیس بن عاصم اور عمرو بن اہتم حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن اہتم سے کہا زبرقان کی بابت بتائیے (باقی رہا قیس بن عاصم تو میں اس کے بارے میں تجھ سے نہیں پوچھتا غالب گمان ہے کہ آپ ﷺ اس سے واقف ہوں) تو اس نے کہا وہ اپنے عزیز واقارب میں مطاع اور مقبول ہے، قوی حجت والا فصیح وبلیغ ہے۔ اپنی رعایا کی حفاظت کرنے والا ہے۔ یہ سن کر زبرقان نے کہا اس نے جو کچھ کہا ہے اس کے علاوہ بھی وہ میری خوبیاں جانتا ہے۔ تو عمرو بن اہتم نے دوبارہ کہا میری دانست میں تو تو بے مروت، مختصر اونٹوں والا، تنگ اولاد، بے وقوف اور ماموں کمینہ ہے۔ پھر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے دونوں مرتبہ درست کہا ہے اس نے پہلے مجھے خوش کیا تو میں نے اس کے بہترین اوصاف بیان کئے پھر اس نے مجھے ناراض کیا تو میں نے اس کے بدترین عیوب بیان کئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک بعض بیان جادو اثر ہوتے ہیں (یہ روایت اس سند سے مرسل ہے) یہ مرسل اور

www.ahlehaq.org

سند سے موصول بیان ہوئی ہے۔ حافظ بیہقی (ابوجعفر کامل بن احمد المستملی محمد بن محمد بن احمد بن عثمان بغدادی محمد بن عبداللہ بن الحسن علاف در بغداد علی بن حرب طائی، ابوسعد بن ہیثم بن محفوظ، ابوالمقوم یحییٰ بن یزید انصاری حکم، مقسم) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قیس بن عاصم، زبرقان بن بدر اور عمرو بن اہتم از قبیلہ تمیم بیٹھے تھے تو زبرقان نے فخریہ انداز میں کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں تمیم کا رئیس ہوں ان میں مطاع اور مقبول ہوں ظلم و زیادتی سے ان کی حفاظت کرتا ہوں اور ان کے حقوق کا محافظ اور کفیل ہوں اور یہ عمرو بن اہتم ان حقائق کو جانتا ہے تو عمرو بن اہتم نے کہا وہ واقعی فصیح و بلیغ قادر الکلام شاعر ہے اپنے حقوق کا محافظ ہے عزیز و اقارب میں مطاع و مقتدا ہے۔ تو زبرقان نے کہا واللہ وہ یہ بھی وہ میری خوبیوں سے آگاہ ہے۔ مگر حسد کے مارے بیان نہیں کرتا تو عمرو بن اہتم نے کہا ہاں! میں تجھ سے حسد کرتا ہوں واللہ! تیرا ماموں کمینہ ہے والد احمق ہے اور تو بچنے کے قابل ہے قبیلہ میں بے توقیر ہے واللہ! یا رسول اللہ! میں نے پہلے بھی صحیح کہا تھا اور اب بھی میں نے کذب بیانی سے کام نہیں لیا، لیکن میرا دستور ہے جب راضی ہوں تو بہترین اوصاف بیان کرتا ہوں اور جب ناراض ہوں تو بدترین عادات بیان کرتا ہوں۔ مگر دونوں دفعہ میں نے صداقت کا دامن نہیں چھوڑا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بعض بیان جادو اثر ہوتے ہیں۔ یہ سند نہایت غریب ہے۔

بنی تمیم کے آنے کی وجہ ...... واقدی نے ان کی آمد کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ وہ خزاعہ کے خلاف برسر پیکار تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف عیینہ بن بدر فزاری کو پچاس افراد کا سپہ سالار بنا کر روانہ کیا۔ ان میں کوئی انصاری اور مہاجر نہ تھا۔ چنانچہ وہ گئے اور بنی تمیم میں سے گیارہ مرد، گیارہ خواتین اور تیس بچے گرفتار کر لائے۔ ان قیدیوں کے باعث بنی تمیم کے شرفاء کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مشہور ہے کہ یہ وفد اسی یا نوے افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں عطارد، زبرقان، قیس بن عاصم، قیس بن حارث، نعیم بن سعد، اقرع بن حابس، ریاح بن حارث اور عمرو بن اہتم بھی شامل تھے۔

آیات حجرات کا شان نزول ...... یہ لوگ مسجد میں آئے تو بلال ظہر کی اذان کہہ چکے تھے اور نمازی رسول اللہ ﷺ کی آمد کے منتظر تھے۔ اس وفد نے عجلت سے کام لیا اور رسول اللہ ﷺ کو حجرات کے پیچھے سے آوازیں دینی شروع کیں تو ان بارے میں سورۂ حجرات کی (۴۹۔۳) آیات نازل ہوئیں۔ پھر واقدی نے ان کے خطیب اور شاعر کا ذکر کیا ہے۔ اور نبی علیہ السلام نے ہر فرد کو بارہ اوقیہ سے کچھ زائد چاندی عطا کی اور عمرو بن اہتم کو کم سنی کی وجہ سے صرف پانچ اوقیہ دی، واللہ اعلم۔ بقول ابن اسحاق ان کے بارے میں سورۂ حجرات کی یہ آیات نازل ہوئیں۔ "بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں اکثر ان میں سے عقل نہیں رکھتے اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کے پاس نکل کر آتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔" (۴۹۔۳) ابن جریر (ابو عمار حسین بن حریث مروزی، فضل بن موسیٰ، حسین بن واقد، ابو اسحاق) حضرت براء بن عازب سے آیت (۴۹۔۳) کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا اے محمد ﷺ! "ان حمدی زین و ذمی شین فقال ذالک اللہ عزوجل" یہ سند جید ہے اور متصل ہے۔

امام احمد (عفان، وہیب، موسیٰ بن عقبہ، ابوسلمہ بن عبدالرحمان) اقرع بن حابس سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے دو بار یا محمد ﷺ کہا (اور ایک روایت میں ہے یا رسول اللہ ﷺ کہا) اسے کوئی جواب نہ ملا تو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ (میں ایسا شہرہ آفاق شخص ہوں) میری تعریف کرنا زینت و خوبی ہے اور مذمت کرنا داغ اور عیب ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ شان تو اللہ عزوجل کی ہے۔

بنی تمیم کی فضیلت ...... امام بخاری (زہیر بن حرب، جریر بن عمارہ بن قعقاع، ابوزرعہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے بنی تمیم کے بارے میں تین باتیں سنی ہیں ان سے محبت کرنے لگا ہوں۔

(۱) ...... میری امت میں سے یہ لوگ دجال پر سب سے سخت ہیں۔

(۲) ...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک تمیمی کنیز اسیر تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو آزاد کر دے یہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔

www.ahlehaq.org

(۳) ...... ان کا مال زکوٰۃ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ میری قوم کے صدقات ہیں۔ امام مسلم نے بھی اس کو زہیر بن حرب سے بیان کیا ہے۔ یہ حدیث فرزدق کے ان ہجویہ اشعار کی تردید کرتی ہے جو صاحب حماسہ وغیرہ نے نقل کئے ہیں:

تمیم بطرق اللؤم أهدى من القطا
ولو سلكت طرق الرشاد لضلت
ولو أن برغوثا على ظهر قملة
رأته تميم من بعيد لولت

"بنی تمیم طعن و ملامت کے راستوں میں "قطا" پرندے سے بھی زیادہ راہ پانے والے ہیں اگر وہ رشد و ہدایت کی راہ پر چلیں تو گمراہ ہو جائیں۔ اگر وہ دور سے پسو کو جوں کی پشت پر سوار دیکھیں تو دم دبا کر بھاگ جائیں"۔

بنی عبدالقیس کا وفد ...... امام بخاری (ابو اسحاق، ابو عامر عقدی قرہ) ابو جمرہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا میرے پاس ایک گھڑا ہے۔ جس میں نبیذ (کھجور کا شربت) بنایا جاتا ہے۔ میں شیریں اور میٹھا کرنے کے بعد اس کو پیا کرتا ہوں بعض اوقات بہت پی لیتا ہوں اور لوگوں کے پاس دیر تک بیٹھتا ہوں کیونکہ ڈرتا ہوں کہیں فضیحت نہ ہو جائے کہ (لوگ کہیں یہ نشہ باز ہے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا عبدالقیس قبیلہ کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ نے فرمایا خوش آمدید اچھا ہوا کہ ذلیل اور شرمندہ ہونے سے پہلے آ گئے (جنگ کے بعد مسلمان ہوتے تو ذلت و رسوائی ہوتی) انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے اور آپ ﷺ کے درمیان مضر کے مشرک حائل ہیں۔ ہم آپ تک صرف محترم مہینوں میں پہنچ سکتے ہیں۔ آپ ہم سے دین کی تمام باتوں کا خلاصہ بیان کر دیجئے کہ اگر ہم ان پر عمل کریں تو جنت میں داخل ہوں اور اپنے باقی ماندہ لوگوں کو بھی اس پر عمل کرنے کی دعوت دیں۔ آپ نے فرمایا تم کو چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے منع کرتا ہوں۔

(۱) ...... اللہ پر ایمان لانا تم جانتے ہو اللہ پر ایمان لانا کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔
(۲) ...... نماز پڑھنا۔
(۳) ...... زکوٰۃ ادا کرنا۔
(۴) ...... لوٹ اور مال غنیمت سے پانچواں حصہ ادا کرنا۔

اور چار باتیں جن سے منع فرمایا

(۱) ...... دبا یعنی کدو کے تونبے۔
(۲) ...... نقیر یعنی کریدی ہوئی لکڑی کے برتن کے استعمال سے۔
(۳) ...... حنتم یعنی سبز لاکھی مرتبان یا گھڑے کے استعمال سے۔
(۴) ...... مزفت یعنی روغنی برتن میں نبیذ بھگونے سے۔

اس حدیث کو امام مسلم نے قرہ بن خالد از ابو جمرہ بیان کیا ہے اور مسلم و بخاری میں ابو جمرہ سے متعدد اسناد سے مروی ہے۔

بردباری اور سنجیدگی ...... امام مسلم نے اس روایت کو (سعید بن ابی عروبہ، قتادہ، ابو نضرہ) ابو سعید سے ان کے قصہ کو اسی طرح بیان کیا ہے۔ نیز مسلم شریف میں یہ اضافہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالقیس کے اشج کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم میں دو عادتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے حلم و بردباری اور غور و فکر و سنجیدگی (اور ایک روایت میں ہے اللہ اور اس کا رسول ان کو پسند کرتا ہے) تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ دو باتیں کسبی ہیں یا وہبی میں نے خود حاصل کی ہیں یا اللہ تعالیٰ نے میری فطرت میں ودیعت کی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری فطرت میں ودیعت کی ہیں تو اشج نے کہا شکر ہے اس خدا کا جس نے میری فطرت میں ایسی دو عادتیں پیدا کی ہیں جن کو اللہ اور اس کا رسول پسند کرتے

ہیں۔ امام احمد (ابن سعید مولیٰ بنی ہاشم، مطر بن عبدالرحمان، ہند بنت وازع) وازع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں اور اشج (منذر بن عامر بن منذر) وغیرہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہمارے ساتھ ایک آسیب زدہ شخص بھی تھا جب ہمارے ساتھیوں نے رسول اللہ ﷺ دیکھا تو سواریوں سے کود کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ بعد ازاں اشج اپنی سواری سے اترا سواری کو باندھا اور تھیلا نکال کر اس کو کھولا اس میں سے سفید کپڑے نکال کر پہنے پھر اس نے باقی سواریوں کو باندھا بعد ازاں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اشج! تجھ میں دو عادتیں ہیں جن کو اللہ اور اس کا رسول ﷺ پسند کرتا ہے علم و بردباری اور سنجیدگی۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے از خود ان کو حاصل کیا ہے یا اللہ نے میری فطرت میں پیدا کی ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ تیری خصلت میں پیدا کی ہیں تو اس نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھ میں ایسی دو عادتیں پیدا کی ہیں جن کو اللہ اور اس کا رسول پسند کرتا ہے۔

آسیب زدہ کا علاج ...... وازع رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ میرا ماموں آسیب زدہ ہے۔ آپ ﷺ اس کے لئے دعا فرما دیں تو آپ نے پوچھا وہ کہاں ہے؟ اسے میرے پاس لاؤ' وازع نے کہا میں نے بھی اشج کا طریقہ بیان کیا اور اسے لباس پہنا کر لایا۔ آپ ﷺ نے اس کو پیچھے سے اٹھایا یہاں تک کہ ہم نے آپ ﷺ کی بغلوں کی سپیدی دیکھی پھر آپ نے اس کی پشت پر مار کر کہا۔ اخرج عدو اللہ اے اللہ کے دشمن! نکل جا پھر اس نے ہماری طرف اپنا چہرہ پھیرا تو وہ ایک صحت مند آدمی لگ رہا تھا۔

دست بوسی ...... امام بیہقی، ہود بن عبداللہ بن سعد کی معرفت اس کے دادا مزیدہ عبدی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہ سے گفتگو کے دوران فرمایا کہ اس سمت سے ایک قافلہ نمودار ہوگا وہ مشرقی لوگوں سے بہتر ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور اس سمت متوجہ ہوئے تو ۱۳ افراد پر مشتمل ایک وفد سے ملاقات ہوئی پوچھا کون سی قوم سے ہو؟ بتایا "بنی عبدالقیس" سے، پوچھا کیا تجارت کی غرض سے آئے ہو؟ تو انہوں نے کہا جی نہیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی علیہ السلام نے ابھی تمہارا ذکر خیر کیا ہے پھر وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چلتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ہیں تمہارے "صاحب" جن سے تم ملنا چاہتے ہو۔ چنانچہ وہ سواریوں سے کود پڑے بعض ان میں سے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اور بعض دوڑتے ہوئے اور بعض ان سے بھی تیز رفتار بھاگتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ کی "دست بوسی" کی۔ اشج سواریوں میں پیچھے رہا اس نے قوم کا سامان اکٹھا کیا پھر وہ آرام سے چلتا ہوا آیا اور رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ چوما تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اشج! تیری ذات میں دو عادتیں ہیں جن کو اللہ اور اس کا رسول پسند کرتا ہے۔ اس نے عرض کیا یہ جبلی اور فطری ہیں یا میری حاصل کردہ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ جبلی اور فطری ہیں تو اس نے کہا:

الحمدللہ الذی جبلنی علی مایحب اللہ ورسولہ

عیسائی کا قبول اسلام ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جارود بن عمرو بن حنش برادر عبدالقیس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (بقول ابن ہشام جارود بن بشر بن معلی عیسائی، عبدالقیس کے وفد کے ہمراہ آیا) ابن اسحاق کا ایک ثقہ راوی کی معرفت حسن (یا حسین بقول ابن ہشام) سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر گفتگو کی تو آپ نے اس کے سامنے "اسلام" پیش کیا اور اس کی طرف بلایا اور اس کو رغبت دلائی تو اس نے کہا اے محمد ﷺ میں ایک آسمانی دین پر قائم ہوں اور میں اپنا دین ترک کر کے آپ کا دین اختیار کرتا ہوں کیا آپ میرے دین کے ضامن ہوں گے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں! میں ضامن اور کفیل ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تیری اس سے بہتر دین کی طرف راہنمائی فرمائی ہے۔ پھر وہ اور اس کے ساتھی مسلمان ہو گئے۔ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ سے سواری مانگی تو آپ نے فرمایا واللہ! میرے پاس کوئی سواری نہیں ہے۔ تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم واپس جاتے ہوئے راستہ میں لوگوں کے بھٹکے ہوئے اونٹ ملتے ہیں کیا ہم ان پر سوار ہو کر وطن پہنچ سکتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا نہیں! ان سے پرہیز کرو یہ تو آگ کی سوزش ہے۔ چنانچہ جارود واپس قوم کے پاس چلا گیا وہ اسلام پر قائم رہا اور پوری زندگی بڑی پختگی سے دین اسلام کا پابند رہا۔ اس نے ارتداد کا زمانہ پایا جب اس کی قوم غرور بن منذر بن نعمان بن منذر کے ساتھ مرتد ہو گئی اور عیسائیت کو اختیار کر لیا تو

امام بخاری کی ترتیب پر اعتراض ــــ امام بخاری کا اس واقعہ کو "وفود" کے سلسلہ میں بیان کرنا قابل اعتراض ہے کیونکہ ثمامہ خود نہ آیا تھا بلکہ اسے گرفتار کر کے اور باندھ کر لایا گیا تھا اور مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا طرفہ یہ کہ امام بخاری کا اس واقعہ کو وفد کے "وفود" کے ساتھ بیان کرنا ایک دوسرا اعتراض ہے۔ کیونکہ قصہ کے بیان سے واضح ہے کہ یہ فتح مکہ سے قبل کا واقعہ ہے کیونکہ اہل مکہ نے اس کو مسلمان ہونے کا طعنہ دیا تھا اور کہا تھا کہ (صبوت) کیا تو بے دین ہو گیا اور اس نے دھمکی دی تھی کہ یمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی برآمد نہ ہوگا جب تک رسول اللہ ﷺ حکم نہ دیں تو ثابت ہوا کہ اس وقت "دارحرب" تھا اہل مکہ ابھی تک اسلام سے سرفراز نہ ہوئے تھے واللہ اعلم۔ بنابریں حافظ بیہقی نے "ثمامہ کا قصہ" فتح مکہ سے معمولی عرصہ قبل ذکر کیا ہے اور یہی قرین قیاس ہے لیکن ہم نے اس کو محض امام بخاری رضی اللہ عنہ کی اتباع کی خاطر یہاں بیان کیا ہے۔

مسیلمہ کو حضور ﷺ کا جواب امام ــــ بخاری (ابوالیمان، شعیب، عبداللہ بن ابی حسین نافع بن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مسعود میں مسیلمہ کذاب مدینہ آیا تھا اور مطالبہ کر رہا تھا کہ اگر محمد ﷺ اپنے بعد مجھے اپنا جانشین نامزد کریں تو میں ان کی اطاعت کرتا ہوں، مسیلمہ اپنے ساتھ قوم کے بہت سے افراد کو لایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ لے کر مسیلمہ کذاب کے پاس تشریف لائے۔ آپ کے دست مبارک میں کھجور کی چھڑی تھی۔ آپ نے مسیلمہ اور اس کے ساتھیوں کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا:

> اگر تو مجھ سے یہ چھڑی مانگے تب بھی میں نہیں دوں گا اور تو اللہ کی لکھی ہوئی تقدیر سے تجاوز نہیں کر سکتا، اگر تو مسلمان نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ تجھے تباہ کر دے گا، اور میں سمجھتا ہوں تو وہی شخص ہے جس کا حال اللہ، مجھے خواب میں دکھا چکا ہے اور میری طرف سے یہ ثابت بن قیس تجھے جواب دے گا۔"

یہ فرما کر آپ واپس چلے آئے۔

حضرت ابن عباس کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کہ "تو وہی شخص ہے جس کا حال مجھے خواب میں بیان کیا گیا ہے" کا مطلب پوچھا تو حضرت ابوہریرہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سو رہا تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں دو "سونے کے کنگن" ہیں تو مجھ کو فکر لاحق ہوئی اور خواب ہی میں مجھے حکم ہوا ان پر پھونک مارو، میں نے پھونکا تو وہ دونوں کنگن اڑ گئے۔ میں نے اس کی یہ تعبیر سمجھی کہ میرے بعد دو جھوٹے شخص نبوت کا دعوی کریں گے ایک اسود عنسی اور دوسرا مسیلمہ کذاب۔

رسول اللہ ﷺ کا خواب اور اس کی تعبیر ــــ امام بخاری (اسحاق بن نصر، عبدالرزاق، معمر، ہشام بن امیہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے خواب دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے اور میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن رکھ دیئے گئے اور مجھے ناگوار گزرے تو مجھے خواب ہی میں بتا دیا گیا کہ ان پر پھونک مارو، میں نے پھونکا تو وہ دونوں غائب تھے۔ میں نے اس خواب کی تعبیر یہ سمجھی کہ دو جھوٹے شخص ہیں جن کے درمیان میں مقیم ہوں ایک صنعا والا اور دوسرا یمامہ والا۔ امام بخاری، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر معلوم ہوئی کہ مسیلمہ کذاب مدینہ آیا اور بنت حارث کے گھر میں مقیم ہوا اور یہ کہ بنت حارث بن کریز اس کی بیوی تھی۔ اور یہ ام عبداللہ بن عامر بن کریز کی کنیت سے معروف ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ثابت بن قیس (خطیب رسول اللہ ﷺ) بھی تھے اور آپ ﷺ کے دست مبارک میں چھڑی تھی آپ ﷺ اس کے گھر میں آئے اور اس کے پاس کھڑے ہو کر بات کی تو مسیلمہ کذاب نے کہا اگر آپ چاہیں تو آپ تنہا حکومت کریں اور اپنی وفات کے بعد ہمیں سونپ دیں۔ تو آپ نے فرمایا اگر تو یہ حقیر چھڑی بھی مانگے تو میں دینے کا نہیں، کہاں حکومت تمہیں دوں گا اور میں تجھ کو وہی شخص سمجھتا ہوں جس کے بارے میں مجھے خواب دکھایا گیا ہے اور یہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ میری جانب سے تیرے ساتھ گفتگو کریں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ یہ بات کر کے واپس تشریف لے آئے۔

عبیداللہ کا بیان ہے کہ میں نے ابن عباس سے رسول اللہ ﷺ کے خواب کے بارے میں پوچھا تو ابن عباس نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نیند میں تھا کہ میں نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں میں ان سے گھبرا گیا اور مجھے برے معلوم ہوئے خواب میں

مجھے حکم ہوا ان پر پھونک مارو۔ میں نے ان پر پھونک ماری اور وہ دونوں اڑ گئے۔ میں نے ان کی تعبیر یہ سمجھی کہ دو کذاب متنبی پیدا ہوں گے۔ عبیداللہ کا بیان ہے کہ ایک اسود عنسی ہے جس کو فیروز نے یمن میں قتل کیا اور دوسرا مسیلمہ کذاب ہے۔

مسیلمہ کذاب شعبدہ باز بھی تھا ...... محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ بنی حنیفہ کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ان میں مسیلمہ کذاب بن ثمامہ بن حبیب بن حارث بن عبدالحارث بن ہفان بن ذہل بن الدول بن حنیفہ تھا اس کی کنیت ہے ابوثمامہ یا ابوہارون اس نے اپنا نام "رحمان" تجویز کیا تھا "رحمان الیمامہ" کے نام سے پکارا جاتا تھا قتل کے روز اس کی عمر ۱۵۰ سال تھی اور وہ شعبدہ بازی کے کئی طریقے جانتا تھا چنانچہ وہ تنگ منہ والی بوتل میں انڈا داخل کر دیتا تھا۔ اور یہ اس کا موجد ہے پرندے کے پر کاٹ کر جوڑ دیتا تھا اور اس کا دعویٰ تھا کہ اس کے پاس پہاڑ سے ایک ہرنی آتی ہے اور وہ اس کا دودھ دوہ لیتا ہے۔ ہم اس ملعون کے "قتل کے حالات" میں اس کے بارے میں باتیں بیان کریں گے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ وفد بنی حنیفہ کا قیام بنت حارث ایک انصاری اور نجاری خاتون کے ہاں تھا اور مدینہ کے بعض اہل علم کا بیان ہے کہ بنی حنیفہ کے لوگ مسیلمہ کذاب کو کپڑوں کے سایہ تلے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور آپ مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ کے دست مبارک میں کھجور کی چھڑی تھی، جس کے کنارے پر پتے تھے جب وہ کپڑوں کے سایہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اس نے آپ ﷺ سے گفتگو کی اور حکومت میں اشتراک کا سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تو مجھ سے اس چھڑی کا بھی سوال کرے تو میں نہ دوں گا" حکومت تو دور کی بات ہے۔"

مسیلمہ کا کلام جسے وہ قرآن سے تشبیہ دیتا تھا ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اہل یمامہ میں سے بنی حنیفہ کے ایک شیخ نے مجھے بتایا کہ مسیلمہ کا واقعہ اس کے برعکس ہے۔ اس کا خیال ہے کہ بنی حنیفہ کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور انہوں نے مسیلمہ کو اپنے ڈیرے میں چھوڑ دیا جب وہ اسلام قبول کر چکے تو عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اپنے ایک ساتھی کو ڈیرے میں پیچھے چھوڑ آئے ہیں اور وہ ہمارے سازوسامان کا نگران ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو بھی ان کے مطابق انعامات سے نوازا اور فرمایا:

"اما انہ لیس بشرکم مکانا"
"وہ تم سے کمتر نہیں کیونکہ وہ اپنے ساتھیوں کے سامان کا نگہبان ہے"۔

رسول اللہ ﷺ کا بھی یہی مقصد تھا۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے واپس لوٹ آئے اور مسیلمہ کو اس کا عطیہ دے دیا جو رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمایا تھا جب وہ "یمامہ" پہنچے تو وہ "عدو اللہ" مرتد ہو گیا اور نبوت کا دعویدار بن بیٹھا اور ان کو جھوٹی خبریں سنانے لگا اور اس نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نبوت میں شریک بنا دیا گیا ہوں اور اس نے وفد میں شامل لوگوں سے کہا، جب تم نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے میرا ذکر کیا تو کیا آپ نے فرمایا نہ تھا:

"اما انہ لیس بشرکم مکانا"
"وہ تم سے کمتر نہیں"۔

یہ جملہ اسی وجہ سے فرمایا گیا تھا کہ آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ میں ان کے ہمراہ نبوت میں شریک ہوں پھر وہ ان کو مسجع اور مقفیٰ کلام سنانے لگا اور اپنے خیال فاسد میں قرآن کے مشابہ باتیں کرنے لگا۔

لقد انعم اللہ علی الحبلی اخرج منہا نسمۃ تسعی من بین صفاق وحشی

اللہ تعالیٰ کا حاملہ پر احسان ہے کہ اس سے رواں دواں روح کو پیدا کیا، آنتوں اور باریک جھلی کے درمیان سے۔ شراب نوشی اور بدکاری کو ان کے لئے حلال قرار دیا اور نماز معاف کر دی۔ بایں ہمہ وہ رسول اللہ ﷺ کو نبی تسلیم کرتا تھا قبیلہ بنی حنیفہ اس کے ساتھ اس امر میں متفق تھا ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کون سا واقعہ پیش آیا۔

حضور اکرم ﷺ کی پیش گوئی ...... سہیلی وغیرہ کا بیان ہے کہ رحال بن عنفوہ اس کا نام نہار ہے مسلمان ہوا اور اس نے کچھ قرآن

www.ahlehaq.org

پڑھا اور مدت تک رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہا۔ وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور فرات بن حیان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا رسول اللہ ﷺ پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا تم میں سے ایک کی داڑھ جہنم میں جبل احد کے برابر ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہ اور فرات کو اسی وعید کا برابر خوف رہا یہاں تک کہ رحال، مسیلمہ کے ساتھ مرتد ہو گیا اور اس نے جھوٹی گواہی دی کہ مسیلمہ کو رسول اللہ ﷺ نے نبوت میں شریک بنالیا تھا اور اس کو کچھ قرآن (جو اسے یاد تھا) سکھا دیا اور مسیلمہ نے دعویٰ کیا کہ وہ قرآن اس پر نازل ہوا ہے۔ چنانچہ اس باعث قبیلہ بنی حنیفہ میں عظیم فتنہ برپا ہوا اور حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جنگ یمامہ میں اس کو جہنم رسید کر دیا۔ (کما یاتی)

مسیلمہ کا رسول اللہ ﷺ کو خط ...... یونس بن بکیر، ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ مسیلمہ بن حبیب نے رسول اللہ ﷺ کو ایک خط لکھا تھا: "من جانب مسیلمہ رسول اللہ، بنام محمد رسول اللہ ﷺ سلام علیک، امابعد، میں تیرے ساتھ حکومت کا برابر کا شریک بنا دیا گیا ہوں نصف حکومت ہماری اور نصف تمہاری لیکن قریش ایسی قوم ہے جو زیادتی کرتی ہے۔" دو قاصد یہ خط لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا جواب لکھوایا۔ "من جانب رسول اللہ ﷺ بنام مسیلمہ کذاب، ہدایت کے تابعداروں پر سلام ہو، امابعد! زمین کا مالک اللہ ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور نیک انجام پرہیزگاروں کا ہے۔" یہ ۱۰ھ کے اختتام کا واقعہ ہے۔

قاصدوں کے ساتھ حضور ﷺ کا سلوک ...... یونس بن بکیر (ابن اسحاق، سعد بن طارق، سلمہ بن نعیم بن مسعود) نعیم بن مسعود سے بیان کرتے ہیں کہ جب مسیلمہ کذاب کے دو قاصد اس کا خط لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تم بھی مسیلمہ جیسا عقیدہ رکھتے ہو، تو انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا اگر قاصدوں کا قتل کرنا دستور کے خلاف نہ ہوتا تو میں تمہارے سر قلم کر دیتا۔

ابو داؤد طیالسی (مسعودی، عاصم، ابو وائل) حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ مسیلمہ کے جو دو قاصد ابن نواحہ اور ابن اثال رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے آپ نے پوچھا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں، تو انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان ہے اگر میں قاصد کے قتل کو جائز سمجھتا تو تم کو قتل کر دیتا۔ بقول ابن مسعود، یہ دستور مسلم ہے کہ قاصد قتل نہ کئے جائیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اسامہ بن اثال سے تو اللہ تعالیٰ نے سبکدوش کر دیا باقی رہا ابن نواحہ تو اس کے بارے میں میرے دل میں ہمیشہ خلش رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت دے دی، بقول حافظ بیہقی اسامہ بن اثال تو مسلمان ہو گیا اس کے اسلام قبول کرنے کی حدیث بیان ہو چکی ہے ابو زکریا، ابو اسحاق (ابو عبداللہ محمد بن یعقوب، محمد بن عبدالوہاب، جعفر بن عون، اسماعیل بن ابی خالد) قیس بن ابی حازم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو بتایا کہ میں بنی حنیفہ کی ایک مسجد کے پاس سے گزرا ہوں وہ ایسی قرآت پڑھ رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ پر نازل نہیں کی

والطاحنات طحنا والعاجنات عجنا والخابزات خبزا والثاردات ثردا واللاقمات لقما

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے ان کی طرف کسی کو بھیجا وہ ان کو لے کر آ گیا، وہ ستر آدمی تھے، ان کا سردار عبداللہ بن نواحہ تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کا حکم صادر کیا اور وہ قتل کر دیا گیا پھر عبداللہ بن مسعود نے کہا ہم ان کو شیطان سے محفوظ نہیں رکھ سکتے۔ ہم ان کو شام میں دھکیل دیتے ہیں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے کفایت کرے۔

بنی حنیفہ کا وفد ...... واقدی کا بیان ہے کہ بنی حنیفہ کا وفد تقریباً پندرہ ارکان پر مشتمل تھا، ان کا رئیس سلمی بن حنظلہ تھا اور ان میں رحال بن عنفوہ، طلق بن علی، علی بن سنان، مسیلمہ بن حبیب کذاب بھی شامل تھے۔ مسلمہ بنت حارث کے گھر میں یہ لوگ ٹھہرے اور ان کی مہمانی اور ضیافت کا خوب انتظام کر دیا گیا۔ صبح شام بھی ان کی تواضع روٹی اور گوشت سے اور کبھی روٹی اور دودھ سے اور بعض اوقات روٹی اور گھی سے اور کبھی کھجور سے ہوتی تھی۔ جب وہ مسجد میں آئے تو مسلمان ہو گئے اور مسیلمہ کذاب کو اپنی قیام گاہ میں چھوڑ آئے۔ جب انہوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے ان کو

www.ahlehaq.org

پانچ پانچ اوقیہ چاندی کے تحائف سے نوازا اور مسیلمہ کذاب کو بھی اسی قدر عطیہ دیا جب انہوں نے بتایا کہ وہ ہماری قیام گاہ میں ہے تو آپ نے فرمایا (اما انه لیس بشرکم مکانا) جب وہ واپس آئے تو انہوں نے اس کو رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد سے آگاہ کیا۔ مسیلمہ نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے یہ جملہ اس وجہ سے فرمایا تھا کہ آپ ﷺ کو معلوم ہو گیا تھا کہ ان کے بعد حکومت میری ہے۔ یہ ملعون رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے چمٹ گیا یہاں تک کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

بنی حنیفہ کو مسجد تعمیر کرنے کا حکم ...... نیز واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک برتن دیا اس میں آپ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی تھا آپ نے گرجے کو مسمار کر کے اس جگہ پر وضو کے پانی چھڑکنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس جگہ مسجد بنا لیں چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر عمل کیا رسول اللہ ﷺ کے "آخری ایام" کے بیان میں اسود عنسی کے قتل کا ذکر ہوگا اور مسیلمہ کذاب کے قتل کا بیان اور بنی حنیفہ کے حالات کا ذکر بھی ان شاء اللہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ایام میں ہوگا۔

پکے ایمان والا شخص ...... امام بخاری، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ عاقب اور سید نجران کے دو رئیس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے مباہلہ کرنے کی غرض سے پھر ایک نے دوسرے سے کہا واللہ اگر وہ سچے پیغمبر ہوں اور ہم ان سے مباہلہ کریں تو ہم اور ہماری اولاد سب کی تباہی ہوگی۔ بالآخر دونوں نے کہا (ہم مباہلہ نہیں کرتے) جو آپ مانگیں اور طلب کریں وہ حاضر ہے۔ اور ہمارے ساتھ ایک ایماندار شخص کو بھیج دیجئے۔ گزارش یہ ہے کہ صرف ایماندار شخص ہی ہمارے ساتھ بھیجیں تو آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے ہمراہ صرف پکے ایماندار شخص کو بھیجوں گا۔ یہ سن کر سب صحابہ رضی اللہ عنہ آپ کے فرمان کے منتظر تھے پھر آپ نے فرمایا اے ابو عبیدہ بن جراح کھڑا ہو جب وہ کھڑے ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ اس امت کا امین اور معتمد ہے۔ اس روایت کو امام بخاری اور مسلم نے شعبہ از ابو اسحاق بھی بیان کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا اہل نجران کو مکتوب ...... بیہقی (ابو عبد اللہ الحافظ اور ابو سعید محمد بن موسیٰ بن فضل، ابو العباس محمد بن یعقوب، احمد بن عبد الجبار، یونس بن بکیر، سلمہ بن یسوع از ابوہ، جدہ (بقول یونس یہ عیسائی تھا اور مسلمان ہو گیا) کہ رسول اللہ ﷺ نے طٰس سلیمان سورہ نمل (۲۷/۳۰) کے نزول سے قبل اہل نجران کو مکتوب لکھا "باسم الہ ابراہیم و اسحاق و یعقوب محمد نبی رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بنام اسقف نجران، اسلام قبول کر سلامت رہے گا۔ پس تمہارے پاس ابراہیم علیہ السلام اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کے معبود کی حمد و ثنا کا تحفہ ارسال کرتا ہوں اما بعد! میں تمہیں بندوں کی عبادت چھوڑ کر اللہ کی عبادت کرنے کی دعوت دیتا ہوں اور تمہیں بندوں کی دوستی ترک کر کے اللہ کے ساتھ دوستی کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر تم یہ تسلیم نہ کرو تو جزیہ ادا کرو۔ اگر تم جزیہ دینا بھی قبول نہ کرو تو پھر میں اعلان جنگ کرتا ہوں۔ والسلام۔

اسقف نجران کا اہل الرائے سے مشورہ ...... جب اسقف کو یہ مکتوب موصول ہوا اور اس نے پڑھا تو گھبرا گیا اور نہایت خوف زدہ ہو گیا اور اس نے ایک نجرانی شرحبیل بن وداعہ کو پیغام بھیجا۔ دستور تھا کہ جب کوئی مشکل درپیش ہوتی تو سید اور عاقب سے قبل اسی کو مدعو کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اسقف نے رسول اللہ ﷺ کا مکتوب شرحبیل کو دیا اس نے پڑھا تو اسقف نے پوچھا اے ابو مریم! کیا رائے ہے؟ شرحبیل نے کہا آپ بخوبی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے ذریت اسماعیل علیہ السلام میں نبوت کا وعدہ کیا تھا کیا تجھے یقین نہیں ہے کہ یہ وہی آدمی ہے۔ مزید برآں نبوت کے بارے میں میری کوئی رائے نہیں اگر یہ کوئی دنیاوی معاملہ ہوتا تو میں اپنی رائے کا اظہار کرتا اور سوچ سمجھ کر مفید مشورہ دیتا تو اسقف نے کہا آپ تشریف رکھیں، شرحبیل اس کے پہلو میں بیٹھ گیا تو اسقف نے ایک نجرانی عبد اللہ بن شرحبیل اصبحی حمیری کو پیغام بھیجا اس کو مکتوب دکھا کر رائے طلب کی تو اس نے بھی شرحبیل ہمدانی جیسا جواب دیا۔ اسقف نے اس کو بھی کہا آپ تشریف رکھیں وہ اپنے مقام پر بیٹھ گیا تو پھر ایک نجرانی جبار بن فیض از بنی حارث بن کعب از بنی حماس کو بلایا اس کو بھی مکتوب دکھایا اور اس سے رائے طلب کی تو اس نے شرحبیل ہمدانی اور عبد اللہ حمیری کی رائے سے اتفاق کیا۔ اسقف نے کہا آپ تشریف رکھیں۔ وہ بیٹھ گیا۔ جب اس معاملہ میں اتفاق رائے ہو گیا تو اسقف نے ناقوس بجانے کا حکم دیا، ناقوس بجایا

گیا۔ آگ روشن کر دی گئی اور گرجوں پر کمبل آویزاں کر دیے گئے، جب دن کے وقت کوئی مہم درپیش ہوتی تو ان کا یہی دستور تھا اور جب رات کو کوئی اہم مسئلہ درپیش ہوتا تو بھی ناقوس بجاتے، آگ روشن کرتے اور گرجوں پر کمبل ڈال دیا کرتے تھے۔ ناقوس کی آواز سن کر اور آگ کی روشنی دیکھ کر وادی کے زیریں اور بالائی حصے کے سب لوگ جمع ہو گئے — وادی نجران کا طول، تیز رفتار سوار کے ایک دن کے سفر کے برابر تھا اس میں ۷۳ بستیاں ایک لاکھ بیس ہزار فوجی تھے — اس عظیم اجتماع کے سامنے اس نے رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی پڑھ کر سنایا اور ان کی رائے طلب کی۔ سب اہل الرائے نے بالاتفاق یہ جواب دیا کہ شرحبیل بن وداعہ ہمدانی عبداللہ بن شرحبیل اصبحی حمیری اور جبار بن فیض حارثی کو بھیجا جائے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے صورت حال کی خبر لائیں۔

وفد کی روانگی مدینہ کی طرف — چنانچہ وفد روانہ ہو گیا جب وہ مدینہ کے قریب پہنچے تو سفر کا لباس اتار دیا اور نیا لباس زیب تن کر کے فخر و غرور سے ٹخنوں سے نیچے لٹکا دیا اور سونے کی انگوٹھیاں پہن لیں اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سلام عرض کیا۔ نبی علیہ السلام نے ان کے سوال کا جواب نہ دیا اور دیر تک آپ سے کلام کرنے کی کوشش کرتے رہے جب آپ نے ان سے "اس لباس کی وجہ سے" گفتگو نہ کی تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ بن عوف کی تلاش میں نکلے۔ ان کی ان دونوں سے جان پہچان تھی۔ ان کو انصار اور مہاجرین کی ایک مجلس میں موجود پایا۔ عرض کیا جناب عثمان اور جناب عبدالرحمان رضی اللہ عنہ! آپ کے نبی نے ہماری طرف ایک مکتوب ارسال کیا تھا ہم اس کا جواب دینے کی خاطر حاضر ہوئے ہیں، ہم نے سلام عرض کیا جواب نہ دیا، دیر تک کلام کے منتظر رہے آپ نے کلام بھی نہیں کیا تو اب کیا رائے ہے؟ کیا ہم واپس لوٹ جائیں؟ اتفاقاً حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی مجلس میں موجود تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا جناب ابوالحسن! ان کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو مشورہ دیا کہ وہ اپنا نیا لباس اور انگوٹھیاں اتار دیں اور وہی سفر والا لباس پہن کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب سلام عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے سلام کا جواب دیا پھر آپ نے فرمایا اس خدا کی قسم! جس نے مجھے برحق مبعوث کیا ہے۔ وہ پہلی بار آئے تو ان کے ہمراہ شیطان تھا۔ پھر باہمی سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ انہوں نے پوچھا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ ہم عیسائی ہیں، اپنی قوم کے پاس واپس جائیں گے اگر آپ نبی ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ کی رائے ہمارے لئے فرحت و مسرت کا باعث ہوگی۔

آیات مباہلہ کا نزول — تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امروز میرے پاس ان کے بارے میں کوئی علم نہیں تم قیام کرو یہاں تک کہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ کا فرمان سنا دوں، چنانچہ دوسرے روز صبح کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (۳/۵۹) بے شک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی سی ہے جسے مٹی سے بنایا، پھر اسے کہا کہ ہو جا پھر ہو گیا حق وہی ہے جو تیرا رب کہے، پھر تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو (۶۰) پھر جو کوئی تجھ سے اس واقعہ میں جھگڑے بعد اس کے کہ تیرے پاس صحیح علم آ چکا ہے، تو کہہ دے، آؤ، ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں، اپنی جانیں اور تمہاری جانیں بلائیں پھر سب التجا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں ان پر جو جھوٹے ہیں۔ انہوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ان آیات کے بتانے کے بعد دوسرے روز رسول اللہ ﷺ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو کمبل میں لپیٹے ہوئے مباہلہ کے لئے تشریف لائے۔ آپ کی پشت کے قریب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آ رہی تھیں اس وقت آپ کی متعدد بیویاں تھیں۔

شرحبیل کی دانشمندی — یہ منظر دیکھ کر شرحبیل نے اپنے دونوں رفیقوں سے کہا، آپ کو معلوم ہے کہ وادی نجران کے سب لوگوں نے میری رائے کو تسلیم کیا ہے۔ واللہ! میں اس بات کو ایک المیہ سمجھتا ہوں بخدا! اگر یہ شخص طاقتور، بادشاہ ہوتا تو پورے عرب سے پہلے ہم لوگ ہوتے جو اس کے مرکز پر حملہ آور ہوتے اور اس کی بات کو ایسا ٹھکرا دیتے کہ ہمارے بارے میں اس شخص اور اس کے اصحاب کے دل سے رنج و الم کی کیفیت زائل نہ ہوتی۔ یہاں تک کہ وہ ہمیں مشکلات سے دوچار کر دیتے اور ہم پورے عرب سے اس کے نزدیک تر ہمسایہ ہیں۔ اگر یہ شخص نبی اور رسول ہوا اور ہم نے

www.ahlehaq.org

اس سے مباہلہ کیا تو وہ روئے زمین پر ہمارے بال اور ناخن تک محفوظ نہ رہنے دے گا۔ یہ سن کر اس کے دونوں رفقاء نے کہا اے ابومریم! کیا رائے ہے۔ اس نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ میں ان کو حکم تسلیم کر لوں میرے خیال میں ایسا شخص کبھی ظالمانہ فیصلہ نہیں صادر کرتا تو رفقاء نے کہا آپ جانیں اور وہ۔

چنانچہ شرحبیل نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کر کے عرض کیا میں آپ کے سامنے مباہلہ سے بہتر تجویز پیش کرتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ تو اس نے عرض کیا ہم اب سے لے کر کل صبح تک آپ کے حکم کے تابع ہیں آپ کا ہر حکم ہمارے بارے میں جائز ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا شاید کوئی تیرے بعد اعتراض اور ملامت کرے تو اس نے عرض کیا میرے ان دونوں ساتھیوں سے دریافت کر لیجئے تو انہوں نے کہا وادی کے سب لوگ شرحبیل کی رائے کا احترام کرتے ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے مباہلہ نہ کیا، وہ دوسرے روز آپ کی خدمت میں آئے تو آپ نے ان کو یہ مکتوب لکھوا دیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ صلح نامہ محمد ﷺ نبی امی رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران کے لئے تحریر کروایا۔ گو ان کے ہر پھل، تمام سونے چاندی اور غلاموں میں آپ کا حکم نافذ ہے۔ مگر آپ نے ان پر احسان کیا اور دو ہزار "حلہ" کے عوض سب کچھ ترک کر دیا ہر ماہ رجب کے اندر اور ہر ماہ صفر میں ان پر ایک ہزار حلہ دینا واجب ہے صلح نامہ میں تمام شرائط بیان کیں یہاں تک کہ اس تحریر کے گواہ ابوسفیان بن حرب، غیلان بن عمرو، مالک بن عوف النصری، اقرع بن حابس حنظلی اور مغیرہ رضی اللہ عنہ ہیں یہ مکتوب لے کر وہ نجران کی طرف روانہ ہو گئے اور اسقف کے ہمراہ اس کا ماں جایا بھائی ابن عم اور چچا زاد ابوعلقمہ بشر بن معاویہ بھی تھا۔ وفد نے رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی اسقف کے حوالے کر دیا۔ اسقف اس کو پڑھ رہا تھا اور اس کا بھائی بشر بھی اس کے ساتھ تھا۔ وہ دونوں سوار تھے کہ بشر بن معاویہ ابوعلقمہ کی سواری ٹھوکر کھا کر گر پڑی تو بشر نے باصراحت رسول اللہ ﷺ پر ہلاکت و ہلاکت کی بددعا دی تو اسقف نے اسے کہا واللہ تو نے ایک نبی اور رسول ﷺ کے بارے میں ہلاکت و تباہی کی بددعا کی تو بشر نے یہ سن کہا واللہ! میں اس کی کجاوے کی گرہ تک نہ کھولوں گا یہاں تک کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ جاؤں۔ چنانچہ اس نے اپنی سواری کا منہ مدینہ کی طرف موڑ دیا اور اسقف نے اپنی سواری موڑ کر اسے کہا، مجھ سے بات سمجھ، میں نے نبی اور رسول اس وجہ سے کہا ہے کہ عرب میرا یہ کلام اس کو پہنچا دیں اس اندیشہ سے کہ وہ خیال کریں کہ ہم نے اس کا حق لے لیا یا ہم نے اسی کی بات پر لبیک کہا ہے۔ یا ہم اس نبی سے اتنا مطیع اور ماتحت ہو گئے ہیں جتنا کوئی عرب بھی نہیں ہوا۔ حالانکہ ہم ان سے معزز ہیں اور مضبوط قلعہ میں محفوظ ہیں۔ یہ سن کر بشر بن معاویہ نے کہا واللہ! میں تیرا یہ عذر لنگ کبھی بھی نہ مانوں گا پھر اس نے اسقف سے پیٹھ پھیرتے ہوئے سواری کو ہانکا اور یہ رجز پڑھتا ہوا چلا۔

الیک تعدو قلقا وضینها
معترضا فی بطنها جنینها
خالفا دین النصاری دینها

"یا رسول اللہ! آپ کی طرف یہ (ناقہ) دوڑ رہی ہے، اس کا تنگ ڈھیلا ہے، اس کے پیٹ میں اس کا بچہ ہے، اس کا دین نصاریٰ کے دین کے خلاف ہے"۔

یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر مسلمان ہوا وہیں مقیم رہا اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد شہید ہوا۔

راہب بن ابوشمر زبیدی…… یہ وفد نجران میں واپس آیا اور گرجا میں مقیم راہب بن ابوشمر زبیدی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کو بتایا کہ ارض تہامہ میں نبی مبعوث ہو چکا ہے اور اس نے مباہلہ کی دعوت پیش کی تھی اور ہم نے مسترد کر دی ہے اور ابوعلقمہ بشر بن معاویہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا ہے۔ یہ سن کر راہب زبیدی نے کہا مجھے سیڑھی لگا کے اس گرجا سے نیچے اتار دو ورنہ میں گرجا سے خود کو گرا دوں گا۔ انہوں نے اس کو گرجے سے اتار دیا تو وہ تحفے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ ہو گیا۔ تحفہ میں پیالہ اور عصا کے علاوہ وہ چادر بھی تھی جسے خلفاء پہنا کرتے تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہ کر عرصہ دراز تک وحی سنتا رہا پھر وعدہ کر کے عنقریب دوبارہ آئے گا واپس لوٹ آیا۔ اس کے مقدر میں اسلام نہ تھا، وہ واپس نہ آیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ وصال ہو گیا۔

وثیقہ…… اسقف ابوالحارث سید اور عاقب اور معززین قوم کے ہمراہ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت

میں رہ کر وہی سنتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسقف ابو الحارث اور اس کے بعد والے دیگر اساقفہ نجران کو یہ وثیقہ تحریر کروا دیا۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم من جانب محمد نبی ﷺ برائے اسقف ابو الحارث و دیگر اساقفہ نجران کاہان اور رہبان جو کم و بیش ان کے قبضہ میں ہے وہ اللہ اور اس کے رسول کی پناہ اور ضمانت میں ہے۔ کوئی اسقف، راہب اور کاہن تبدیل نہ کیا جائے گا ان کے حقوق حکمرانی اور رسم و رواج میں دخل اندازی نہیں کی جائے گی۔ جب تک وہ مصالحانہ اور خیر خواہانہ رویہ اپنائے رکھیں گے تب تک وہ اللہ اور اس کے رسول کی پناہ اور ضمانت میں رہیں گے نہ ان پر ظلم ہوگا اور نہ وہ ظلم کریں گے۔ (اس وثیقہ کو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے لکھا)۔

نجران کے وفد کی تعداد اور ان کے نمائندگان...... محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ نصاریٰ نجران کا وفد ساٹھ افراد پر مشتمل تھا ان میں سے یہ چودہ ارکان ارباب بست و کشاد تھے۔

(۱)...... عاقب عبد المسیح۔	(۲)...... سید اَیہم یا ایہم۔	(۳)...... ابو حارثہ بن علقمہ
(۴)...... اوس بن حارث۔	(۵)...... زید۔	(۶)...... قیس۔
(۷)...... یزید۔	(۸)...... نبیہ۔	(۹)...... عمرو۔
(۱۰)...... خویلد۔	(۱۱)...... خالد۔	(۱۲)...... عبد اللہ۔

(۱۳)...... یحنس۔ (یہ کل تیرہ ہیں غالباً چودھواں نام ساقط ہو گیا ہے)

اور ان منتخب ارکان کے تین نمائندے تھے۔

(۱)...... عاقب عبد المسیح وہ ان کا امیر اور مشیر اعلیٰ تھا اور وہ اس کی رائے کا احترام کرتے تھے۔

(۲)...... سید ایہم وہ ان کا فریادرس اور سواریوں کا محافظ تھا۔

(۳)...... ابو حارثہ بن علقمہ ان کا اعلیٰ پادری اور افضل و اکرم تھا۔

یہ بکر بن وائل کے عرب خاندان کا چشم و چراغ تھا لیکن اس نے نصرانیت کو قبول کر لیا تھا، روم نے اس کی خوب تعظیم و تکریم کی اور اس کے لئے گرجے تعمیر کئے۔ دینی صلابت و پختگی اور تقشف کی بدولت اس کو اپنا رئیس اور مخدوم سمجھتے تھے۔

عزت و مال چھن جانے کے خوف سے اسلام قبول نہ کرنا...... یونس بن بکیر، کرز بن علقمہ سے بیان کرتے ہیں کہ نصاریٰ نجران کا وفد ساٹھ ارکان پر مشتمل تھا، ان میں سے ۲۴ افراد ان کے اشراف اور رؤسا میں سے تھے ان میں سے تین اشخاص صاحب بست و کشاد تھے، عاقب سید اور ابو حارثہ کے از بکر بن وائل، یہ ابو حارثہ ان کا لاٹ پادری اور شیخ المدارس تھا وہ اس کی خوب تعظیم و تکریم اور توقیر بجالاتے تھے اور اس پر مال و دولت نچھاور کرتے تھے اس کی علمی وجاہت اور دینی اجتہاد کی خاطر گرجے تعمیر کرتے تھے۔ جب وہ نجران سے روانہ ہوئے تو ابو حارثہ اپنے خچر پر سوار ہو گیا اور اس کے پہلو میں اس کا بھائی کرز بن علقمہ بھی اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا کہ ابو حارثہ کی سواری نے ٹھوکر کھائی تو کرز نے کہا محمد ہلاک ہو تو ابو حارثہ نے کہا آپ ﷺ نہیں بلکہ تو ہلاک و برباد ہو تو کرز نے پوچھا، بھائی! وہ کیسے؟ تو اس نے کہا واللہ! یہ وہی نبی ہے جس کے ہم چشم براہ اور منتظر تھے تو کرز نے پوچھا اس بات کا علم ہوتے ہوئے آپ کو قبول اسلام سے کیا مانع ہے؟ تو اس نے کہا۔ نصاریٰ کے شریفانہ اور کریمانہ کردار نے ہمیں اسلام سے باز رکھا ہے۔ ان لوگوں نے ہمیں شرافت و عظمت بخشی اور مخدوم بنایا، یہ لوگ اسلام کی عداوت اور مخالفت پر کمربستہ ہیں اگر میں دائرہ اسلام میں داخل ہو جاؤں تو وہ ہر چیز سلب کر لیں گے۔ کرز نے یہ بات سن کر اپنے دل میں مضمر اور پوشیدہ رکھی یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو گیا۔

سورۂ آل عمران کی ابتدائی آیات کا شان نزول...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ وہ مسجد نبوی میں عمدہ اور زرق برق لباس پہنے ہوئے داخل ہوئے اور نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا، وہ مشرق کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا، چھوڑو، نماز پڑھنے دو، اور وفد کے نما

محمد ابو حارثہ بن علقمہ سید اور عاقب تھے۔ وہ سوال جواب کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے بارے میں سورۂ آل عمران کی ابتدائی اور مباہلے کا اعلان نازل ہوا انہوں نے مباہلہ سے دستبرداری کا اظہار کیا اور مصالحت کے بعد رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے کسی امین اور معتمد شخص کو ان کے ہمراہ بھیجنے کی درخواست کی تو آپ نے ان کے ساتھ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ امین امت کو روانہ فرمایا۔ جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں بیان ہو چکا ہے۔ اور ہم نے یہ قصہ سورہ آل عمران کی تفسیر میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

بنی عامر کا وفد حضور ﷺ کی خدمت میں ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بنی عامر کا وفد حاضر ہوا۔ عامر بن طفیل، اربد قیس بن جز بن جعفر بن خالد اور جبار بن سلمیٰ بن مالک بن جعفر وفد کے ارکان تھے۔ اور یہ تینوں قوم کے رئیس اور شیطان صفت تھے۔ عدو اللہ، عامر بن طفیل رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں محض غداری اور خیانت کی خاطر آیا تھا حالانکہ اس کی قوم نے اس کو آگاہ کر دیا تھا کہ سب قوم مسلمان ہو چکی ہے۔ تو بھی اسلام قبول کر لے تو اس نے جواب دیا کہ واللہ! میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اس وقت تک اپنی جدوجہد جاری رکھوں گا جب تک کہ عرب میرے تابع ہو جائے۔ کیا میں اس قریشی جوان کے تابع ہو جاؤں؟

ناکام سازش ...... پھر اس نے اربد کے ساتھ مل کر ایک سازش تیار کی ہم اس "شخص" کے پاس گئے تو میں "اس" کو تجھ سے غافل اور بے دھیان کر دوں گا، جب میں ایسا کر دوں گا تو تم اس پر تلوار کا وار کر دینا چنانچہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو عرض کیا اے محمد! مجھ سے دوستانہ تعلق پیدا کیجئے۔ آپ نے فرمایا واللہ! بالکل نہیں حتیٰ کہ تو اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لائے وہ یہی کہتا رہا اور اربد سے سازش پر عمل درآمد کا منتظر تھا اور اربد کو کچھ سوجھتا نہ تھا جب عامر نے اربد کا رویہ معلوم کر لیا تو اس نے پھر کہا اے محمد! مجھ سے دوستی قائم کیجئے تو آپ نے فرمایا بالکل نہیں حتیٰ کہ تو دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے جب رسول اللہ ﷺ نے اس کی فرمائش اور التجا تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو اس نے دھمکی دی کہ سنو واللہ! میں تیرے خلاف سواروں اور پیادوں کی فوج لے آؤں گا جب وہ یہ کہہ کر چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے بددعا فرمائی الٰہی! مجھے عامر بن طفیل سے کفایت کر۔

جب وہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس سے باہر نکلے تو عامر نے اربد کو کہا میں نے جس سازش پر عمل درآمد کے لئے کہا تھا تو تیرا دل و دماغ کہاں غائب ہو گیا تھا واللہ! دنیا میں تجھ سے زیادہ میرا کوئی دشمن نہیں واللہ آج کے بعد مجھے تیری ذات سے کوئی خطرہ باقی نہ رہے گا (میں تیرا کام تمام کر دوں گا) اس نے کہا تیرا باپ مرے، جلد بازی سے کام نہ لے۔ واللہ! جب بھی میں تیری فرمائش پر عمل کرنے کا ارادہ کرتا تو تو میرے اور "اس" کے درمیان حائل ہو جاتا اور تو ہی نظر آتا تو کیا میں تجھ پر تلوار کا وار کر دیتا۔ وہ اپنے وطن کی طرف واپس چلے تو راستہ میں اللہ تعالیٰ نے عامر کی گردن میں طاعون پیدا کر دیا اور بنی سلول کی ایک عورت کے ہاں اس کو موت کی نذر کر دیا اور وہ کہنے لگا بنی عامر! کیا گلٹی ہے؟ اونٹ کی گلٹی ایسی بنی سلول کی خاتون کے گھر میں۔ اور ابن ہشام کے الفاظ میں:

اغدة كغدة الابل وموت في بيت سلولية
کیا یہ گلٹی ہے اونٹ کی گلٹی کی طرح اور موت ہے سلولیہ عورت کے گھر میں۔

عامر بن طفیل کی موت ...... بیہقی (زبیر بن بکار، فاطمہ بنت عبدالعزیز بن موملہ (ابو عبدالعزیز) بعدہا موملہ بن جمیل (یا موملہ بن کثیف بن حمل، وقاموس) بیان کرتے ہیں کہ عامر بن طفیل رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا اے عامر! مسلمان ہو جا تو اس نے کہا بشرطیکہ خانہ بدوشوں پر میری حکمرانی ہو اور مکانوں میں قیام پذیر لوگوں پر آپ کی حکومت ہو۔ آپ نے اس کا مطالبہ مسترد کرتے ہوئے فرمایا مسلمان ہو جا تو اس نے کہا میں مسلمان ہوتا ہوں بشرطیکہ "اہل وبر" خانہ بدوش میری قلمرو میں ہوں اور "اہل مدر" مکانوں میں رہائش پذیر آپ کی حکمرانی میں ہوں آپ نے اس کی تجویز تسلیم نہ کی تو وہ واپس دھمکی دیتے ہوئے چلا گیا اے محمد! میں تیرے خلاف نوجوان شہ سواروں کا عظیم لشکر لے کر آؤں گا اور ہر کھجور کے تنے کے ساتھ گھوڑا باندھ دوں گا تو آپ نے بددعا فرمائی۔ اپنے خاندان کی عورت مسماۃ "سلولیہ" سے ملاقات ہوگئی تو وہ سواری سے اتر کر اس کے گھر میں سو گیا اور اس کے حلق میں گلٹی نکل آئی تو وہ تیر ہاتھ میں لئے کود کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور گھوڑے پر چکر لگاتا ہوا کہہ رہا تھا (غدة كغدة البكر وموت

بیت سلولیہ) وہ بار بار یہ جملہ دہرا رہا تھا یہاں تک کہ وہ گھوڑے سے گر کر جہنم رسید ہوا۔ "الاستیعاب" میں حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ معاویہ بن کثیف ضبابی کلابی، عامری، از بنی عامر بن صعصعہ بیس سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوا اور سو سال اسلامی زندگی بسر کر کے اللہ کو پیارا ہوا۔ فصاحت و بلاغت کی وجہ سے "ذواللسانین" کے لقب سے مشہور تھا اس کا بیٹا عبدالعزیز اس سے "روایت" نقل کرتا ہے۔ اور اس نے اس سے عامر بن طفیل کا واقعہ بیان کیا ہے۔ (غدة كغدة البعير وموت في بيت سلولية) زبیر بن بکار (ثمیلہ بنت عبدالعزیز بن معاویہ بن کثیف بن جمیل بن خالد بن عمرو معاویہ (ضباب) ابن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ، عبدالعزیز، دادا) اپنے والد معاویہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیس سال کی عمر میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر کے آپ ﷺ کے دائیں ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے اونٹوں کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لا کر "بنت لبون" زکوٰۃ پیش کی۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا اور سو سال اسلامی زندگی بسر کی۔ فصاحت و بلاغت کی بنا پر "ذواللسانین" لقب تھا۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عامر بن طفیل کا واقعہ فتح مکہ سے پہلے کا ہے گو امام محمد بن اسحاق اور حافظ بیہقی نے اس کو "فتح مکہ" کے بعد کے واقعات میں بیان کیا ہے۔ کیونکہ حافظ بیہقی (حاکم، اصم، احمد، یونس بن اسحاق، معاویہ بن عمرو، ابو اسحاق فزاری، اوزاعی، اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے "بئر معونہ" کے واقعہ میں بیان کرتے ہیں کہ عامر بن طفیل نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ماموں حرام بن ملحان کو شہید کیا اور "بئر معونہ" کے تمام شرکاء کو ماسوائے عمرو بن امیہ کے غداری اور خیانت سے شہید کر دیا۔ (جیسا کہ گزر چکا ہے) اوزاعی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عامر بن طفیل پر مسلسل تیس روز بددعا کرتے رہے، اے خدایا! تو جس طرح بھی چاہتا ہے عامر بن طفیل سے کفایت کر اور اس پر وہ چیز مسلط کر جو اسے موت کے گھاٹ اتار دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس پر طاعون کو مسلط کر دیا۔ ہمام از اسحاق بن عبداللہ از انس رضی اللہ عنہ قصہ ابن ملحان میں مروی ہے کہ عامر بن طفیل رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا کہ میں آپ ﷺ کے سامنے تین تجاویز پیش کرتا ہوں۔

(۱)…… صحرا اور نشیبی مقامات پر مکانوں میں آباد لوگوں پر آپ کی حکمرانی ہوگی اور خانہ بدوش میری ماتحتی میں ہوں گے۔

(۲)…… میں آپ کے بعد آپ کا جانشین اور خلیفہ ہوں گا۔

(۳)…… یا پھر میں غطفان کا اشقر سوار دو ہزار کا لشکر جرار لے کر آپ ﷺ سے برسرپیکار ہوں گا۔ پھر وہ ایک خاتون کے گھر میں طاعون کا شکار ہو گیا اور اس نے کہا کہ گلٹی ہے اونٹ کی گلٹی کی طرح اور موت ہے بنی فلاں کی ایک خاتون کے گھر میں۔ (میں ایسی حالت سے بیزار ہوں) میرا گھوڑا لاؤ، وہ سوار ہوا اور گھوڑے کی پشت پر جہنم رسید ہوا۔

اربد پر اللہ کا عذاب…… ابن اسحاق کا بیان ہے کہ واپسی میں یہ وفد "بنی عامر" کے علاقہ میں موسم سرما میں پہنچا تو قوم ان کے استقبال کے لئے آئی تو لوگوں نے اربد سے پوچھا کیا صورت حال ہے؟ تو اس نے کہا کچھ نہیں۔ واللہ اس نے محض ایک خدا کی عبادت کی دعوت پیش کی ہے۔ میری آرزو ہے کہ اگر وہ اب میرے پاس ہو تو میں اسے تیر مار کر موت کے گھاٹ اتار دوں۔ ایک یا دو روز کے بعد وہ اپنا اونٹ فروخت کرنے کی خاطر اپنے گھر سے نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اونٹ سمیت اس پر بجلی گرا دی اور اس نے دونوں کو جلا کر راکھ کر دیا۔

مرثیہ…… لبید بن ربیعہ شاعر اربد بن قیس کا اخیافی اور ماں جایا بھائی تھا اس نے مرثیہ کہا:

ما أن تعدى المنون من أحد
لا والد مشفق ولا ولد
أخشى على أربد الحتوف ولا
أرهب نوء السماك والأسد
فعين هلا بكيت أربد إذ
قمنا وقام النساء في كبد

www.ahlehaq.org

ان یشغبوا لا یبال شغبهم
او یقصدوا فی الحکوم یقتصد
حلو اریب وفی حلاوته
مر لصیق الاحشاء والکبد

"موت کسی کو نہیں چھوڑتی نہ مہربان باپ کو نہ پیارے بیٹے کو۔ مجھے اربد پر موت کا تو خطرہ لاحق تھا لیکن سماک اور اسد تارے کی گردش کا خوف نہ تھا۔ اے چشم! تو اربد پر کیوں اشکبار ہوئی۔ جب ہم اور خاندان کی خواتین جان نکلنے والی مصیبت میں تھے، اگر وہ شور وشغب کرتے تو وہ ان کے شور وغل کی پرواہ نہ کرتا اگر وہ فیصلہ جات میں اعتدال اختیار کرتے تو وہ بھی معتدل رہتا۔ شیریں کلام دانشور تھا اس کی شیرینی میں یک گونہ تلخی تھی جو آنتوں اور جگر سے پیوستہ ہو جاتی تھی"۔

وعین هلا بکیت اربد اذ
الوت ریاح الشتاء بالعضد
واصبحت لاقحا مصرمة
حتی تجلت غوابر المدد
اشجع من لیث غابة لحم
ذو نهمة فی العلا ومنتقد
لا تبلغ العین کل نهمتها
لیلة تمسی الجیاد کالقدد
الباعث النوح فی ماتمة
مثل الظباء الابکار بالجرد

"اے چشم! تو اربد پر کیوں نہ آبدیدہ ہوئی جب موسم سرما کی ہوائیں اس کے بازو کو ادھر ادھر چلا رہی تھیں۔ وہ ہوا ثمر بار اور پھل ختم کرنے والی ہوگی، یہاں تک کہ باقی ماندہ مدد ختم ہوگئی۔ وہ جنگل کے خونخوار شیر سے زیادہ بہادر تھا۔ وہ بلندیوں کا خواہشمند تھا اور کامران تھا۔ اس کی نگاہ اپنی ہر خواہش تک نہ پہنچ سکی جس رات عمدہ گھوڑے آدمیوں کی طرح چیخنے چلانے لگے۔ وہ نوحہ گروں کو جنگل میدان میں اپنے ماتم کی مجلس میں بھیجنے والا ہے قطار در قطار تیز ہرنیوں کی طرح"۔

فجعنی البرق والصواعق بالفا
رس یوم الکریهة النجد
والحارب الجابر الحریب اذا
جاء نکیبا وان یعد یعد
یعفو علی الجهد والسوال کما
ینبت غیث الربیع ذو الرصد
کل بنی حرة مصیرهم
قل وان کثروا من العدد
ان یغبطوا یهبطوا وان
امروا یوما فهم للهلاک والنفد

www.ahlehaq.org

پہنچے تو بنی حنیفہ اور قبیلہ کے چوہدری کے تعاقب سے نواز کر، مسیلمہ کذاب کو بھی اس نے عطیہ دیا جب انہوں نے بتایا کہ وہ ہماری قیام گاہ میں ہے تو آپ نے فرمایا اما انہ لیس بشرکم مکاناً، جب وہ واپس آئے تو انہوں نے اس کو رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد سے آگاہ کیا۔ مسیلمہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے یہ جملہ اس وجہ سے فرمایا تھا کہ آپ ﷺ کو معلوم ہو گیا تھا کہ ان کے بعد حکومت میری ہے۔ یہ ملعون رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے چمٹ گیا یہاں تک کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

بنی حنیفہ کو مسجد تعمیر کرنے کا حکم طلق الحنفی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک برتن دیا اس میں آپ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی تھا آپ نے گرجے کو مسمار کر کے اس جگہ پر وضو کے پانی چھڑکنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس جگہ مسجد بنا لیں چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر عمل کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے "آخری ایام" کے بیان میں اسود عنسی کے قتل کا ذکر ہوگا اور مسیلمہ کذاب کے قتل کا بیان اور بنی حنیفہ کے حالات کا ذکر بھی ان شاء اللہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ایام میں ہوگا۔

سچے ایمان والا شخص ...... امام بخاری حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ عاقب اور سید نجران کے دو رئیس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے مباہلہ کرنے کی غرض سے پھر ایک نے دوسرے سے کہا واللہ! اگر وہ سچے پیغمبر ہوں اور ہم ان سے مباہلہ کریں تو ہم اور ہماری اولاد سب کی خرابی ہوگی۔ بالآخر ان دونوں نے کہا (ہم مباہلہ نہیں کرتے) ہم آپ ﷺ کی ہر طلب پوری کریں گے وہ مقرر ہے اور ہمارے ساتھ آپ ایک امانت دار شخص کو بھیج دیجئے۔ گزارش ہے کہ صرف ایماندار شخص ہی ہمارے ساتھ بھیجیں تو آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے ہمراہ صرف سچے ایماندار شخص کو بھیجوں گا۔ یہ سن کر سب صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے فرمان کے منتظر تھے پھر آپ نے فرمایا اے ابوعبیدہ بن جراح! اٹھو جب وہ کھڑے ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ اس امت کا امین اور معتمد ہے۔ اس روایت کو امام بخاری اور مسلم نے شعبہ تا ابواسحاق کی سند سے بیان کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا اہل نجران کو مکتوب ...... بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ و ابو سعید محمد بن موسیٰ بن فضل، ابو العباس محمد بن یعقوب، احمد بن عبدالجبار، یونس بن بکیر، سلمہ بن عبد یسوع از باپ از دادا) جو (بقول یونس پہلے عیسائی تھا اور مسلمان ہو گیا) کہ رسول اللہ ﷺ نے طٰس سلیمان سورۃ نمل (۲۷-۳۰) کے نزول سے قبل اہل نجران کو مکتوب لکھا۔ بسم الٰہ ابراہیم و اسحاق و یعقوب۔ محمد نبی رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بنام اسقف نجران اور اہل نجران کہ سلامت رہو میں تمہارے پاس ابراہیم علیہ السلام اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کے معبود کی حمد و ثنا کا تحفہ ارسال کرتا ہوں اما بعد! میں تمہیں بندوں کی عبادت چھوڑ کر اللہ کی عبادت کرنے کی دعوت دیتا ہوں اور تمہیں بندوں کی دوستی ترک کر کے اللہ کے ساتھ دوستی کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر تم یہ تسلیم نہ کرو تو جزیہ ادا کرو۔ اگر تم جزیہ دینا بھی قبول نہ کرو تو پھر تمہارے خلاف جنگ کا اعلان ہے۔ والسلام۔

اسقف نجران کا اہل الرائے سے مشورہ ...... جب اسقف کو یہ مکتوب موصول ہوا اور اس نے پڑھا تو گھبرا گیا اور بہت خوف زدہ ہو گیا اور اس نے ایک نجرانی شرحبیل بن وداعہ کو پیغام بھیجا۔ دستور تھا کہ جب کوئی مشکل درپیش ہوتی تو ایہم، سید اور عاقب سے قبل اسی کو بلایا جاتا ہے چنانچہ اسقف نے رسول اللہ ﷺ کا مکتوب شرحبیل کو دیا اس نے پڑھا تو اسقف نے پوچھا اے ابو مریم! کیا رائے ہے؟ شرحبیل نے کہا آپ بخوبی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے ذریت اسمٰعیل علیہ السلام میں نبوت کا وعدہ کیا تھا کیا بعید ہے کہ مجھے یقین نہیں ہے کہ یہ وہی آدمی ہے مگر نبوت کے بارے میں میری کوئی رائے نہیں، اگر یہ کوئی دنیوی معاملہ ہوتا تو میں اپنی رائے کا اظہار کرتا اور سوچ سمجھ کر مفید مشورہ دیتا۔ اسقف نے کہا آپ تشریف رکھیں، شرحبیل اس کے پیچھے بیٹھ گیا تو اسقف نے ایک نجرانی عبداللہ بن شرحبیل اصبحی حمیری کو پیغام بھیجا اس کو مکتوب دکھا کر رائے طلب کی تو اس نے بھی شرحبیل ہمدانی جیسا جواب دیا۔ اسقف نے اس کو بھی کہا آپ تشریف رکھیں۔ وہ اپنے مقام پر بیٹھ گیا تو پھر ایک نجرانی جبار بن فیض از بنی حارث بن کعب از بنی حماس کو بلایا اس کو بھی مکتوب دکھایا اور اس سے رائے طلب کی تو اس نے شرحبیل ہمدانی اور عبداللہ حمیری کی رائے سے اتفاق کیا۔ اسقف نے کہا آپ تشریف رکھیں، وہ بیٹھ گیا۔ جب اس معاملہ میں اتفاق رائے ہو گیا تو اسقف نے ناقوس بجانے کا حکم دیا تو ناقوس بجا!

گیا۔ گرجے روشن کرائے گئے اور گرجوں پر ٹاٹ آویزاں کر دیئے گئے۔ جب دن کے وقت کوئی مہم درپیش ہوتی تو ان کا یہی دستور تھا اور جب رات کو کوئی اہم مسئلہ درپیش ہوتا تو بھی ناقوس بجائے جاتے، آگ روشن کرتے اور گرجوں پر ٹاٹ آویزاں کیا کرتے تھے۔ ناقوس کی آواز سن کر اور آگ کی روشنی دیکھ کر وادی کے نشیب میں اور بالائی حصے کے سب لوگ جمع ہو گئے۔ وادی نجران کا طول تیز رفتار سوار کے ایک دن کے سفر کے برابر تھا اس میں ۷۳ بستیاں ایک لاکھ بیس ہزار جوان تھے۔ اس عظیم اجتماع کے سامنے اس نے رسول اللہ ﷺ کا مکتوب پڑھ کر سنایا اور ان کی رائے طلب کی۔ سب اہل رائے نے بالاتفاق یہ جواب دیا کہ شرحبیل بن وداعہ ہمدانی، عبداللہ بن شرحبیل اصبحی اور جبار بن فیض حارثی کو بھیجا جائے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے صورت حال کی خبر لائیں۔

وفد کی روانگی مدینہ کی طرف۔ چنانچہ یہ وفد روانہ ہو گیا جب وہ مدینہ کے قریب پہنچا تو سفر کا لباس اتار دیا اور ریشمی لباس زیب تن کر کے عطر سے معطر ہو کر سونے کی انگوٹھیاں پہن لیں اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ نبی علیہ السلام نے ان کے سلام کا جواب نہ دیا اور دیر تک آپ سے کلام کرنے کی کوشش کرتے رہے مگر آپ نے ان سے کوئی بات نہ کی۔ انہوں نے نظر دوڑائی تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ بن عوف کی تلاش میں نکلے۔ اتفاق سے ان دونوں سے جان پہچان تھی۔ مہاجرین و انصار کی ایک مجلس میں موجود پایا۔ عرض کیا جناب عثمان و جناب عبدالرحمان رضی اللہ عنہ! آپ کے نبی نے ہماری طرف ایک مکتوب روانہ کیا تھا ہم اس کا جواب دینے کو حاضر ہوئے ہیں ہم نے سلام عرض کیا تو جواب نہ دیا اور ہم دن بھر کلام کے منتظر رہے آپ نے کلام تک نہیں کیا تو آپ کیا مشورہ دیتے ہیں کیا ہم واپس لوٹ جائیں؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا جناب ابوالحسن! ان کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے یہ لباس اور انگوٹھیاں اتار دیں اور سفری لباس پہن کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر جب سلام عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے سلام کا جواب دیا، پھر آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے برحق مبعوث کیا ہے وہ پہلی بار آئے تو ان کے ہمراہ شیطان تھا۔ پھر وہ سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ انہوں نے پوچھا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ ہم عیسائی ہیں اپنی قوم کے پاس واپس جائیں گے اگر آپ کی عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں رائے معلوم ہو تو ہمارے لئے باعث مسرت ہوگی۔

آیات مباہلہ کا نزول۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج میرے پاس ان کے بارے میں کوئی علم نہیں تم قیام کرو یہاں تک کہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ کا فرمان بتا دوں چنانچہ دوسرے روز صبح اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (۳:۵۹)۔ بے شک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی سی ہے، مٹی سے بنایا پھر اسے کہا کہ ہو جا وہ ہو گیا۔ حق وہ ہے جو تیرا رب کہے پس تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو (۶۰) پھر جو کوئی تجھ سے اس واقعہ میں جھگڑے بعد اس کے کہ تیرے پاس صحیح علم آ چکا ہے تو کہہ دے آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر سب التجا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں ان پر جو جھوٹے ہیں۔ انہوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آیت کے نازل ہونے کے بعد دوسرے روز رسول اللہ ﷺ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو کمبل میں لپیٹے ہوئے مباہلہ کے لئے تشریف لائے۔ آپ کی پشت کے قریب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چل رہی تھیں اس وقت آپ کی متعدد بیویاں تھیں۔

شرحبیل کی دانشمندی۔ یہ منظر دیکھ کر شرحبیل نے اپنے دونوں رفیقوں سے کہا آپ کو معلوم ہے کہ وادی نجران کے سب لوگ میری بات تسلیم کرتے ہیں بخدا! یہ ایسا معاملہ ہے کہ اگر یہ شخص مبعوث ملک ہے تو ہم سب عرب سے پہلے اس کے مخالف ہوتے ہیں کہ اس کی بات کو ٹھکرا دیتے ہیں اس کے اور اس کے اصحاب کے دلوں میں اس کا بغض رہے گا جب تک یہ ہم کو ... سے ... نہ کر دیں ... اگر یہ شخص نبی اور رسول ہے اور ہم نے

اس سے مباہلہ کیا تو روئے زمین پر ہمارے بال اور ناخن تک محفوظ نہ رہیں گے۔ پس تم اس کے دونوں رفقاء نے کہا اے ابو مریم! کیا رائے ہے۔ اس نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ میں ان کو حکم تسلیم کروں میرے خیال میں ایسا شخص کبھی ظالمانہ فیصلہ نہیں صادر کرتا تو رفقاء نے کہا آپ جو چاہیں کریں۔

چنانچہ شرحبیل نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کر کے عرض کیا کہ میں آپ کے سامنے مباہلہ سے بہتر تجویز پیش کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ تو اس نے عرض کیا کہ آج سے لے کر کل صبح تک آپ کے حکم کے تابع ہیں آپ کا جو حکم ہو وہ ہمیں منظور ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا شاید کوئی تیرے بعد اعتراض اور مذمت کرے تو اس نے عرض کیا میرے ان دونوں ساتھیوں سے دریافت کر لیجئے تو انہوں نے کہا ہماری وادی کے سب لوگ شرحبیل کی رائے کا احترام کرتے ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے مباہلہ نہ کیا وہ دوسرے دن آپ کی خدمت میں آئے تو آپ نے ان کو یہ مکتوب لکھوا دیا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ مکتوب: محمد ﷺ نبی امی رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران کے لئے تحریر کروایا۔ گو ان سب پر کل تمام سونے چاندی اور غلاموں میں آپ کا حکم نافذ ہے۔ مگر آپ نے ان پر احسان کیا اور دو ہزار "حلے" کے عوض سب کچھ ترک کر دیا ہر سال رجب کے اندر اور ہزار صفر میں ان پر ایک ہزار حلہ دینا واجب ہے۔ الخ مکمل صلح نامہ ہم ... یہاں تک کہ اس تحریر کے گواہ ابو سفیان بن حرب غیلان بن عمرو مالک بن عوف نصری اقرع بن حابس حنظلی اور مغیرہ رضی اللہ عنہم ہیں یہ مکتوب لے کر وہ نجران کی طرف روانہ ہو گئے اور اسقف کے ہمراہ اس کا ماں جایا بھائی اور چچا زاد ابو علقمہ بشر بن معاویہ بھی تھا۔ وفد نے رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی اسقف کے حوالے کر دیا اسقف اس کو پڑھ رہا تھا اس کا بھائی بشر بھی اس کے ساتھ تھا۔ وہ دونوں سوار تھے کہ بشر بن معاویہ ابو علقمہ کی سواری ٹھوکر کھا کر گر پڑی تو بشر نے بصراحت رسول اللہ ﷺ کا نام لے کر ہلاکت کی بددعا دی تو اسقف نے اسے کہا واللہ! تو نے ایک نبی اور رسول ﷺ کے بارے میں ہلاکت کی بددعا کی تو بشر نے کہا یقیناً واللہ! میں اس کی کجاوے کی گرہ تک نہ کھولوں گا یہاں تک کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ چنانچہ اس نے اپنی سواری کا رخ مدینہ کی طرف موڑ دیا اسقف نے اپنی سواری موڑ کر اسے کہا مجھ سے بات سمجھ۔ میں نے نبی اور رسول اس وجہ سے کہا ہے کہ عرب میرا کلام اس کو پہنچا دیں اس اندیشے سے کہ وہ خیال کریں کہ ہم نے حق کو قبول کر لیا ہے یا ہم نے اس کی بات پر لبیک کہا ہے۔ یا ہم اس نبی کے تابع اور مطیع ہو گئے ہیں حالانکہ کوئی عرب بھی نہیں ہوا۔ حالانکہ ہم ان سے معزز ہیں اور مضبوط قلعوں کے مالک ہیں۔ یہ سن کر بشر بن معاویہ نے کہا واللہ! میں تیرا یہ فقرہ نکلی کبھی نہ ... تو بشر نے اسقف سے پیچھے ہوتے ہوئے سواری کو ہانکا اور یہ رجز پڑھتا جا رہا تھا۔

الیک تعدو قلقا وضینها
معترضا فی بطنها جنینها
مخالفا دین النصاری دینها

"یا رسول اللہ! آپ کی طرف یہ (اونٹنی) دوڑتی ہے اس کا تنگ ڈھیلا ہے اس کے پیٹ میں اس کا بچہ ہے اس کا دین نصاریٰ کے دین کے خلاف ہے"۔

یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر مسلمان ہو گیا اور یہیں مقیم رہا اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد شہید ہوا۔

راہب ابن ابی شمر زبیدی ... یہ وفد نجران میں واپس آیا اور گرجا میں مقیم راہب ابن ابی شمر زبیدی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کو خبر دی کہ تہامہ میں ایک نبی مبعوث ہو چکا ہے اور اس نے مباہلہ کی دعوت پیش کی تھی اور ہم نے مسترد کر دی ہے اور ابو علقمہ بشر بن معاویہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا ہے۔ یہ سن کر راہب زبیدی نے کہا مجھے نیچے اتار دو ورنہ میں یہاں سے گر جاؤں گا ورنہ میں خود گر کر جان دے دوں گا انہوں نے اس کو نیچے اتار دیا تو وہ تحفے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ ہو گیا۔ تحفے میں پیالہ عصا کے علاوہ وہ چادر بھی تھی جسے خلفاء پہنا کرتے تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہ کر وحی اور قرآن سنتا رہا پھر واپس اپنی قوم کی طرف لوٹ آیا۔ اس کے مقدر میں اسلام نہ تھا وہ واپس نہ آیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

وثیقہ ... اسقف ابو الحارث سید اور عاقب اور معززین قوم کے ہمراہ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت

تک وہ گروی بنتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسقف ابوالحارث اور اس کے بعد والے تمام اساقفہ نجران کو یہ وثیقہ تحریر کروا دیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم من جانب محمد نبی ﷺ برائے اسقف بنی الحارث و دیگر اساقفہ نجران کہان اور رہبان جو کچھ بھی ان کے قبضہ میں ہے وہ سب اللہ اور اس کے رسول کی پناہ اور ضمانت میں ہے۔ کوئی اسقف، راہب اور کاہن تبدیل نہ کیا جائے گا نہ ان کے حقوق، حکمرانی اور رسم و رواج میں دخل اندازی کی جائے گی۔ جب تک وہ مصالحانہ خیر خواہانہ رویہ اپنائے رکھیں گے تب تک وہ اللہ اور اس کے رسول کی پناہ اور ضمانت میں رہیں گے نہ ان پر ظلم ہوگا نہ وہ ظلم کریں گے۔ (اس وثیقہ کو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے لکھا)۔

نجران کے وفد کی تعداد اور ان کے نمائندگان ..... محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ نصاریٰ نجران کا وفد ساٹھ افراد پر مشتمل تھا ان میں سے چودہ ارکان ارباب بست و کشاد تھے۔

(۱)... عاقب عبدالمسیح۔
(۲)... سید ایہم۔
(۳)... ابوحارثہ بن علقمہ
(۴)... اوس بن حارث۔
(۵)... زید۔
(۶)... قیس۔
(۷)... یزید۔
(۸)... نبیہ۔
(۹)... عمرو۔
(۱۰)... خویلد۔
(۱۱)... خالد۔
(۱۲)... عبداللہ۔
(۱۳)... یحنس۔ (یہ کل تیرہ ہیں شاید چودھواں نام ساقط ہو گیا ہے)

ان میں سے تین ارکان بہت نمایاں مرتبہ کے تھے

(۱) ... عاقب عبدالمسیح وہ ان کا امیر اور مشیر اعلیٰ تھا اور سب اس کی رائے کا احترام کرتے تھے۔
(۲) ... سید ایہم وہ ان کا فریادرس اور سواریوں کا ناظم تھا۔
(۳) ابوحارثہ بن علقمہ ان کا مذہبی پادری اور مفتی و مدرس تھا۔

یہ بکر بن وائل کے عرب خاندان کا چشم و چراغ تھا لیکن اس نے نصرانیت کو قبول کر لیا تو روم نے اس کی خوب تعظیم و تکریم کی اور اس کے لئے گرجے تعمیر کئے۔ دینی علمی وجاہت دیانت اور تفقہ کی بدولت اس کو پیشوا اور مقدم سمجھتے تھے۔

عزت و مال چھن جانے کے خوف سے اسلام قبول نہ کرنا ...... یونس بن بکیر کرز بن علقمہ سے بیان کرتے ہیں کہ نصاریٰ نجران کا وفد ساٹھ ارکان پر مشتمل تھا ان میں سے ۲۴ افراد ان کے اشراف اور روساء میں سے تھے ان میں سے تین اشخاص صاحب بست و کشاد تھے، عاقب، سید اور ابوحارثہ بنی بکر بن وائل سے۔ ابوحارثہ ان کا لاٹ پادری اور شیخ المدارس تھا، رومی اس کی خوب تعظیم و تکریم اور قدر بجا لاتے تھے اور اس پر مال و دولت نچھاور کرتے تھے اس کی علمی وجاہت اور دینی اجتہاد کی خاطر گرجے تعمیر کرتے تھے۔ جب وہ نجران سے روانہ ہوئے تو ابوحارثہ اپنے خچر پر سوار ہو گیا اور اس کے پہلو میں اس کا بھائی کرز بن علقمہ بھی اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا کہ ابوحارثہ کی سواری نے ٹھوکر کھائی تو کرز نے کہا محمد ہلاک ہو تو ابوحارثہ نے کہا آپ ﷺ نہیں بلکہ تو ہلاک ہو، دم بخود ہو کر اس نے پوچھا بھائی! وہ کیسے؟ تو اس نے کہا واللہ! یہ وہی نبی ہے جس کے ہم چشم براہ اور منتظر تھے تو کرز نے پوچھا اس بات کا علم ہوتے ہوئے آپ کو قبول اسلام سے کیا مانع ہے؟ تو اس نے کہا نصاریٰ کے شرفاء اور سربراہان کی روش نے ہمیں اسلام سے باز رکھا ہے۔ ان لوگوں نے ہمیں شرافت و عظمت بخشی، مال و متاع سے مالا مال کیا ہے، یہ لوگ اسلام کی عداوت اور مخالفت پر کمربستہ ہیں اگر ہم بھی دوڑ کر اسلام میں داخل ہو جائیں تو وہ ہر چیز سلب کر لیں گے۔ کرز نے یہ بات سن کر اپنے دل میں محفوظ اور پوشیدہ رکھی یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو گیا۔

سورۂ آل عمران کی ابتدائی آیات کا شان نزول ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ وہ مسجد نبوی میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے جب داخل ہوئے اور نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا وہ مشرق کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا انہیں نماز پڑھنے دو۔ وفد کے تین

کہ وہ ابوحارثہ بن علقمہ سید اور عاقب تھے۔ وہ سوال جواب کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے بارے میں سورۂ آل عمران کی ابتدائی اور مباہلے کا اعلان نازل ہوا تو انہوں نے مباہلے سے دستبرداری کا اظہار کیا اور مصالحت کے بعد رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے کسی امین اور معتمد شخص کو ان کے ہمراہ بھیجنے کی درخواست کی تو آپ نے ان کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ امین امت کو روانہ فرمایا۔ جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں بیان ہو چکا ہے۔ اور ہم نے یہ قصہ سورۂ آل عمران کی تفسیر میں تفصیل سے مدون کیا ہے۔

بنی عامر کا وفد حضور ﷺ کی خدمت میں:..... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بنی عامر کا وفد حاضر ہوا۔ عامر بن طفیل، اربد بن قیس بن جزء بن خالد بن جعفر اور جبار بن سلمی بن مالک بن جعفر وفد کے ارکان تھے۔ اور یہی تینوں قوم کے رئیس اور شیطان صفت تھے۔ عدو اللہ عامر بن طفیل رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بغرض غداری اور خیانت کی خاطر آیا تھا حالانکہ اس کی قوم نے اس کو آگاہ کر دیا تھا کہ سب قوم مسلمان ہو چکی ہے تو بھی اسلام قبول کر لے تو اس نے جواب دیا کہ واللہ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اس وقت تک اپنی جدوجہد جاری رکھوں گا جب تک کہ عرب میرے تابع ہو جائے۔ کیا میں اس قریشی جوان کے تابع ہو جاؤں؟

ناکام سازش:... پھر اس نے اربد کے ساتھ مل کر ایک سازش تیار کی کہ اس "شخص" کے پاس پہنچ کر میں اس کو تم سے غافل اور بے دھیان کر دوں گا، جب میں ایسا کر دوں گا تو تم اس پر تلوار کا وار کر دینا، چنانچہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو عرض کیا اے محمد! مجھ سے دوستانہ تعلق پیدا کیجئے آپ نے فرمایا واللہ! بالکل نہیں حتی کہ تو اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لائے وہ یہی کہتا رہا اور اربد سے سازش پر عمل درآمد کا منتظر تھا اور اربد کچھ بھی نہ کر سکتا تھا، جب عامر نے اربد کا رویہ معلوم کر لیا تو اس نے پھر کہا اے محمد! مجھ سے دوستی کا دم بھریئے تو آپ نے فرمایا: بالکل نہیں حتی کہ تو دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کی درخواست تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو اس نے دھمکی دی کہ واللہ میں تیرے خلاف سواروں اور پیادوں کی فوج لے آؤں گا جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے بددعا فرمائی الٰہی! مجھے عامر بن طفیل سے کفایت کر۔

جب وہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس سے باہر نکلے تو عامر نے اربد کو کہا کہ میں نے جس سازش پر عمل درآمد کے لئے کہا تھا تو تیرا اس پر عمل کہاں غائب ہو گیا تھا واللہ دنیا میں تجھ سے زیادہ میرا کوئی دشمن نہیں واللہ آج کے بعد مجھے تیری ذات سے کوئی خطرہ باقی نہ رہے گا (یعنی تیرا کام تمام کر دوں گا) اس نے کہا تیرا باپ مرے جلد بازی سے کام نہ لے۔ واللہ جب بھی میں تیری قرارداد پر عمل کرنے کا ارادہ کرتا تو تو میرے اور "اس" کے درمیان حائل ہو جاتا اور تو ہی نظر آتا تو کیا میں تجھ پر تلوار کا وار کر دیتا۔ واپس وطن کی طرف جا رہے تھے تو راستے میں اللہ تعالیٰ نے عامر کی گردن میں طاعون پیدا کر دیا اور بنی سلول کی ایک عورت کے پاس اس کو موت کی تقدیر لے گیا اور وہ کہنے لگا اے عامر! کیا یہ گلٹی ہے جو اونٹ کی گلٹی کی طرح ہے اور بنی سلول کی خاتون کے گھر میں موت۔ ابن ہشام کے الفاظ ہیں:

اغدة كغدة الابل وموت في بيت سلولية
کیا یہ گلٹی ہے اونٹ کی گلٹی کی طرح، اور موت ہے سلولیہ عورت کے گھر میں۔

عامر بن طفیل کی موت:..... بیہقی (زبیر بن بکار سے فاطمہ بنت عبدالعزیز بن مورقہ بواسطہ ابوعبدالعزیز) اپنے ماموں اسامہ بن طفیل (یا سہل بن کعب بن [illegible]) کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ عامر بن طفیل رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا اے عامر! مسلمان ہو جا تو اس نے کہا بشرطیکہ خانہ بدوشوں پر میری حکمرانی ہو اور مکانوں میں قیام پذیر لوگوں پر آپ کی حکومت ہو آپ نے اس کا مطالبہ مسترد کرتے ہوئے فرمایا مسلمان ہو جا اس نے کہا میں مسلمان ہوتا ہوں بشرطیکہ "اہل وبر" خانہ بدوش میری مملکت میں ہوں اور "اہل مدر" مکانوں میں رہائش پذیر آپ کی حکمرانی میں ہوں آپ نے اس کی یہ بات تسلیم نہ کی تو وہ یہ دھمکی دے کر چلا گیا اے محمد! میں تیرے خلاف نوجوان شاہسواروں کا جم غفیر لے آؤں گا اور ہر کھجور کے تنے کے ساتھ گھوڑا باندھوں گا تو آپ نے بددعا فرمائی یا اللہ! [illegible] "سلولیہ" سے ملاقات ہوئی تو وہ سواری سے اتر کر اس کے گھر میں سو گیا اور اس کے حلق میں گلٹی نکل آئی تو وہ خوفزدہ ہو کر اٹھا اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور نیزہ پکڑ کر کہنے لگا اغدة كغدة البكر وموت

بیت سلولیہ) دونوں ایک بلند بیرا اتحا یہاں تک کہ وہ گھوڑے سے گر کر جہنم رسید ہوا۔ "الاستیعاب" میں حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ عمرو بن کثیف ضبابی کلابی، عامری ابن عامر بن صعصعہ تیس سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوا اور سو سال اسلامی زندگی بسر کر کے اللہ کو پیارا ہوا، فصاحت و بلاغت کی وجہ سے "ذواللسانین" کے لقب سے مشہور تھا اس کا بیٹا عبدالعزیز ہی اس سے "روایت" نقل کرتا ہے۔ اسی نے اس سے عامر بن طفیل کا واقعہ بیان کیا ہے (غدۃ کغدۃ البعیر وموت فی بیت سلولیہ) تعبیر بیان کیا۔ (عیسیٰ بنت عبدالعزیز بن عمرو بن کثیف بن جمیل بن خالد بن عمرو بن معاویہ (ضباب) ابن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ عبدالعزیز کی بیٹی تھی) اپنے والد عمرو سے بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیس سال کی عمر میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر کے آپ ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور اپنے اونٹوں کی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لا کر "بنت لبون" زکوٰۃ پیش کی۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا اور سو سال اسلامی زندگی بسر کی۔ فصاحت و بلاغت کی بنا پر "ذواللسانین" لقب تھا۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عامر بن طفیل کا واقعہ "فتح مکہ" سے پہلے کا ہے گو امام محمد بن اسحاق اور حافظ بیہقی نے اس کو "فتح مکہ" کے بعد کے واقعات میں بیان کیا ہے کیونکہ حافظ بیہقی (حاکم، اصم، احمد، ابن اسحاق، معاویہ بن عمرو، ابو اسحاق فزاری، اوزاعی، اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے "بئر معونہ" کے واقعہ میں بیان کرتے ہیں کہ عامر بن طفیل نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ماموں حرام بن ملحان کو شہید کیا اور "بئر معونہ" کے تمام شرکاء کو ماسوائے عمرو بن امیہ کے غداری اور خیانت سے شہید کر ڈالا (جیسا کہ گزر چکا ہے) اوزاعی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عامر بن طفیل پر مسلسل تیس دن بددعا کرتے رہے "اے اللہ! تو جس طرح بھی چاہتا ہے عامر بن طفیل سے کفایت کر اور اس پر وہ جس سال مرا اس سے موت کے گھاٹ اتار دے سو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس پر طاعون کو مسلط کر دیا۔ ہمام، اسحاق بن عبداللہ، انس رضی اللہ عنہ سے ابن ملحان کے بارے میں مروی ہے کہ عامر بن طفیل رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا کہ میں آپ ﷺ کے سامنے تین تجاویز پیش کرتا ہوں۔

(۱) ...صحرا اور دیہی مقامات پر مکانوں میں آباد لوگوں پر آپ کی حکمرانی ہوگی اور خانہ بدوش میری رعیت ہوں گے۔

(۲) میں آپ کے بعد آپ کا جانشین اور خلیفہ ہوں گا۔

(۳) ... یا پھر میں غطفان کا ایک ہزار اور دو ہزار کا لشکر جرار لے کر آپ ﷺ سے برسر پیکار ہوں گا۔ پھر وہ ایک خاتون کے گھر میں طاعون کا شکار ہو گیا اور اس نے کہا کہ گلٹی ہے اونٹ کی گلٹی کی طرح اور موت ہے بنی فلاں کی ایک خاتون کے گھر میں۔ (میں اسی حالت سے بیزار ہوں) میرا گھوڑا لاؤ، وہ سوار ہوا اور گھوڑے کی پشت پر جہنم رسید ہوا۔

اربد پر اللہ کا عذاب ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ واپسی میں یہ وفد "بنی عامر" کے علاقہ میں موسم گرما میں پہنچا تو قوم ان کے استقبال کے لئے آئی تو لوگوں نے اربد سے پوچھا کیا صورتحال ہے؟ تو اس نے کہا کچھ نہیں، واللہ! اس نے مجھے ایک خدا کی عبادت کی دعوت پیش کی ہے۔ میری آرزو ہے کہ وہ اب میرے پاس ہوتا تو میں اسے تیروں سے موت کے گھاٹ اتار دوں۔ ایک یا دو روز کے بعد وہ اپنا اونٹ فروخت کرنے کی خاطر اپنے گھر سے نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اونٹ سمیت اس پر بجلی گرا دی اور اس نے دونوں کو جلا کر راکھ کر دیا۔

مرثیہ ... لبید بن ربیعہ شاعر، اربد بن قیس کا اخیافی اور ماں جایا بھائی تھا اس نے مرثیہ کہا:

ما ان تعدی المنون من احد
لا والد مشفق ولا ولد
اخشی علی اربد الحتوف ولا
ارهب نوء السماک والاسد
فعین هلا بکیت اربد اذ
قمنا وقام النساء فی کبد

ان يطـ ـفـ ـر الأيـ ـان شـ ـه بهـ ـم
او يـ ـقـ ـصـ ـلو الـ ـى الـ ـحـ ـكـ ـوم بـ ـضـ ـصـ ـه
عـ ـلـ ـر ايـ ـب وفـ ـ ـى حـ ـلا وفـ ـه
عـ ـر لـ ـمـ ـهـ ـى لا حـ ـضـ ـا ء والـ ـكـ ـد

"موت کسی کو نہیں چھوڑتی نہ بیٹوں باپ کو نہ باپ رہے بیٹے کو۔ مجھے اس پر موت کا تو خطرہ لاحق تھا لیکن عار کا اندیشہ [illegible] کی رسوائی کا خوف نہ تھا۔ یعنی اگر وہ ہم پر [illegible] ہوتی۔ جب ہم اور خاندان کی خواتین جان نکلنے والی مصیبت میں تھے۔ اگر وہ تھوڑا صبر کرتے تو وہاں کے خوردونوش کی پرواہ نہ کرتے اگر وہ طبیعت میں طوفان برپا کرتے تو وہ بھی مقتول ہوتا۔ [illegible] کی شہریت میں ایک [illegible] ہو جاتی تھی۔"

وعـ ـى هـ ـلا بـ ـكـ ـت لر بـ ـد اف
الـ ـو ث ربـ ـ ـاع الشد ـ ـا ء بـ ـا ئـ ـعـ ـضـ ـه
واصـ ـحـ ـى لا فـ ـحـ ـا ء هـ ـر ما
حـ ـى لـ ـحـ ـلـ ـت غـ ـر ا بـ ـر الـ ـصـ ـد د
ا ضـ ـحـ ـع مـ ـن لـ ـث غـ ـا مة لـ ـحـ ـم
فو بـ ـمة لـ ـى الـ ـعـ ـلا و مـ ـتـ ـضـ ـه
لا بـ ـ ـد ـ ـع الـ ـعـ ـن كـ ـل لهـ ـنهـ ـا
لبـ ـنا فـ ـمـ ـى ا ـجـ ـا د كـ ـب لـ ـصـ ـد
الـ ـا عـ ـت فـ ـضـ ـر ح لـ ـى ـ ـا لـ ـة
ضـ ـى لـ ـطـ ـ ـ ا لا كـ ـا ر بـ ـا ـجـ ـر د

"اے ہاشم! تو اس دن کو کیسے بھول جاتا ہے جب موسم بہار نہ تھا [illegible] وہ معرکہ بار بار [illegible] ختم کرنے والی ہوگی، یہاں تک کہ راکھ کا ڈھیر [illegible] ہوگئی۔ وہ جنگ کے خونخوار شیر سے زیادہ بہادر تھا، وہ بلندیوں کا [illegible] خوار کا مرتا تھا۔ اس کی نگاہ اپنی ہر خواہش تک پہنچ گئی جس سے وہ گھوڑے [illegible] کی طرح بچنے بھاگنے لگے۔ وہ ان گروں کو جنگل میدان میں چھپا [illegible] ہرنیوں کی طرح۔"

فـ ـحـ ـمـ ـى البـ ـر ق والـ ـعـ ـو اعـ ـى بـ ـا الـ ـعـ ـا
رمى بـ ـر م الـ ـكـ ـر بها لـ ـ ـحـ ـد
والـ ـحـ ـا ر ا ـجـ ـ ـر الـ ـحـ ـى ـب اقا
جـ ـا ء تـ ـكـ ـا ول بـ ـصـ ـ ـ ـه
بـ ـعـ ـو مـ ـى الـ ـجـ ـد والـ ـو ل كـ ـد
بـ ـ ـت عـ ـت للـ ـر بـ ـع فو الـ ـر مـ ـد
كـ ـل بـ ـ ـى حـ ـر قـ ـمـ ـر فـ ـم
فـ ـل وان كـ ـو ا ـ ـى الـ ـحـ ـصـ ـد
ان بـ ـطـ ـفـ ـرا بـ ـطـ ـو ار ان
امـ ـروا بـ ـر مـ ـا لهم لـ ـ ـهـ ـلا ك ز لـ ـ ـد

"مجھے بجلی کی گرج اور چمک نے پیشانی والے شاہسوار کے صدمے سے دوچار کیا جو لڑائی کے وقت بہادر تھا۔ جنگجو لڑتے ہیں تو ہر قسم کا نقصان
پورا کرنے والا۔ جب چپ کرا جائے تو وہ دوپہر ہو جائے تو وہ بھی دوپہر ہو جاتا ہے۔ غربت اور سوالی کو ایسے ختم کرتا ہے
جیسا کہ موسم بہار کی گھاس قبائل میں گھل مل جانے میں شادابی پیدا کرتا ہے۔ ہر آزاد اور شریف انسان خواہ ان کی تعداد کم ہی
ہوں، گو رشک کرتے ہیں خواہ وہ دولت پر ہو جائیں کیونکہ ان کو حکم دیا جاتا ہے کہ ہلاکت و بربادی کے منتظر ہیں۔"

ابن اسحاق نے لبید بن ربیعہ شاعر کے اپنے اخیافی بھائی اربد بن قیس کے مرثیہ میں بہت اشعار بیان کئے ہیں ہم نے اختصار کی خاطر ان کو چھوڑ دیا ہے اور جو بیان کئے ہیں ان پر ہی اکتفا کیا ہے۔

سورۂ رعد: ابن ہشام کا بیان ہے کہ زید بن اسلم نے عطاء بن یسار کے حوالے سے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ عامر اور اربد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (۱۳:۸) اللہ کو معلوم ہے کہ جو کچھ ہر مادہ اپنے پیٹ میں لئے ہوئے ہے اور جو کچھ پیٹ میں سکڑتا گھٹتا اور بڑھتا ہے اور اس کے پاس ہر چیز کا اندازہ ہے پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والا ہے۔ سب سے بڑا عالی مرتبہ ہے۔ تم میں سے جو شخص کوئی بات چپکے سے کہے یا زور سے اور جو شخص رات میں کہیں چھپ جائے یا دن میں چلے پھرے یہ سب برابر ہیں۔ ہر شخص کی حفاظت کے لئے کچھ فرشتے ہیں اس کے آگے اور پیچھے اللہ کے حکم سے اس محمد ﷺ کی نگہبانی کرتے ہیں (۱۳:۱۱) بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلے۔ اور اللہ کسی قوم (یعنی عامر نے اربد کی گردن چمک سے ہلاکت) کی برائی چاہتا ہے پھر اسے کوئی روک نہیں سکتا اور اس کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں ہو سکتا۔ وہی ہے جو تمہیں خوف اور امید دلانے کے لئے بجلی دکھاتا ہے اور بھاری بادلوں کو اٹھاتا ہے اور رعد اس کی پاکی کے ساتھ اس کی تعریف کرتا ہے اور سب فرشتے اس کے ڈر سے تسبیح کرتے ہیں اور وہ بجلیاں بھیجتا ہے پھر انہیں جس پر چاہتا ہے گرا دیتا ہے۔ اور یہ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں حالانکہ وہ بڑی قوت والا ہے۔ (۱۳:۱۳) ہم نے سورۂ رعد کی ان آیات مبارکہ پر مکمل بحث کی ہے وللہ الحمد والمنۃ

سورۂ رعد کی ۸۔۱۳ آیات کا شانِ نزول: ...ابن ہشام نے مذکورہ بالا روایت بغیر سند کے بیان کی ہے وہ پوری سند سے حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی کی معجم کبیر میں مسعدہ بن سعد عطار (ابراہیم بن منذر الحزامی عبدالعزیز بن عمران عبدالرحمن اور عبداللہ پسران زید بن اسلم زید بن اسلم عطاء بن یسار) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ اربد بن قیس اور عامر بن طفیل مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ تشریف فرما تھے وہ آ کر آپ کے سامنے بیٹھ گئے عامر نے کہا جناب محمد ﷺ اگر میں اسلام قبول کر لوں تو مجھے کیا دیں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے حقوق بھی مسلمانوں کے مساوی ہوں گے۔ جو ان کو ملے گا وہ تجھے ملے گا اور جو ان کے ذمہ ہوگا وہ تیرے بھی ذمہ ہوگا یہ سن کر عامر نے کہا اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو آپ مجھے اپنی وفات کے بعد خلافت اور حکومت سونپ دیں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تیرا اور تیری قوم کا حق نہیں ہاں تیرے لئے گھوڑوں کی لگامیں ہیں (یعنی تجھے فوج کی قیادت سونپ دی جائے گی) تو اس نے کہا کہ نجد کے گھوڑوں کی لگامیں اور قیادت تو اب بھی میرے ہاتھ میں ہے۔ آپ شہروں بستیوں پر میری حکومت تسلیم کر لیں اور خود دیہاتوں میں رہنے والوں کی حکومت پر اکتفا کریں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بالکل نہیں"۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس سے اٹھ کر جا رہا تھا تو کہنے لگا بخدا! میں آپ کے خلاف اس قدر سوار اور پیادہ لشکر لاؤں گا کہ ساری جگہ بھر دوں گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تجھے روک دے گا"۔ پھر عامر و اربد وہاں سے باہر چلے گئے تو عامر نے اربد سے کہا میں محمد ﷺ کو باتوں میں الجھا کر تجھ سے غافل کر دوں گا تو موقع پا کر تلوار سے قتل کر دینا جب تم نے محمد ﷺ کو قتل کر دیا تو زیادہ سے زیادہ یہ لوگ خون بہا پر راضی ہو جائیں گے اور جنگ و جدال سے پرہیز کریں گے پھر ہم ان کو دیت ادا کر دیں گے۔ اربد نے اس سازش کو قبول کر لیا چنانچہ دونوں پلٹ کر پھر دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واپس چلے آئے تو عامر نے کہا یا محمد ﷺ ذرا ادھر آئیے مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور دونوں (اربد و عامر) کسی دیوار کے پاس کھڑے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ گفتگو کرنے لگے اربد نے تلوار سونتنے کا ارادہ کیا اور اپنا ہاتھ تلوار کے دستے پر رکھا تو ہاتھ تلوار کے قبضے پر بے حس و حرکت ہو گیا اور وہ تلوار نہ سونت سکا۔ عامر کے مطابق اربد نے رسول اللہ ﷺ پر حملہ کرنے میں دیر کی تو رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کی حرکت پر مطلع ہوئے تو ان کے پاس سے چلے آئے۔

دونوں عامر اور اربد رسول اللہ ﷺ کے پاس سے چلے آئے۔ چلتے چلتے "حرۃ راقم" میں پہنچ کر ٹھہر گئے اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر بھی ان کے پاس پہنچ گئے تو انہوں نے کہا "اے دشمنو! اے خدا کے دشمنو یہاں سے چلے جاؤ" تو عامر نے سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا یہ کون ہے؟ تو بتایا یہ اسید بن حضیر الکتائب ہے۔ چنانچہ وہ دونوں وہاں سے نکل بھاگے "رقم" میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے بجلی گرا کر اربد کو بھسم کر دیا۔ عامر وہاں سے نکل کر "حریم" میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو طاعون کی گلٹی میں مبتلا کر دیا اور اسے بنو سلول کی خاتون کے ہاں رات بسر کرنی پڑی اور اپنے حلق کی گلٹی کو پکڑ کر کہنے لگا اونٹ کی گلٹی کی طرح گلٹی ہے۔ سلولیہ خاتون کے گھر میں مرنے سے نفرت ہے۔ پھر اس نے گھوڑے پر سوار ہو کر گھوڑا دوڑایا یہاں تک کہ راستے میں گھوڑے پر ہی اس کی روح پرواز ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس قصے کے بارے سورۃ رعد کی (۱۳/۱۲۔۸) پانچ آیات نازل فرمائیں۔ اربد اور عامر کے قصے کے بارے میں بتایا جا چکا ہے جیسا کہ پہلے گزرا ہے۔ ہمارے ہاں مذکورہ بالا روایت میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ اس میں سعد بن معاذ کی تائید کا ذکر موجود ہے۔ واللہ اعلم۔

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت طفیل بن عامر دوسی رضی اللہ عنہ کے مکہ میں آنے اور ان کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بیان ہو چکا ہے۔ وہاں ہم نے ذکر کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور کیسے پیدا کیا اور پھر اس نور کو ان کے کوڑے کے سرے پر بدل دیا۔ ہم نے یہ واقعہ زندگی میں مفصل بیان کیا ہے۔ یہاں دوبارہ کوئی ضرورت نہیں، مدفع کی وغیرہ کی طرح۔

ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ: ابن اسحاق، محمد بن ولید بن نویفع، کریب، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنا نمائندہ بنا کر روانہ کیا۔ وہ مدینہ آیا اور مسجد نبوی کے دروازے پر سواری کا اونٹ باندھ کر مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ صحابہ میں تشریف فرما تھے۔ (ضمام تنومند، پر گوشت، گھنے بالوں والا اور دو گیسوؤں والا آدمی تھا) وہ آیا اور صحابہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑے ہو کر اس نے پوچھا ابن عبدالمطلب کون ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ابن عبدالمطلب ہوں۔ تو اس نے کہا محمد؟ تو آپ نے "ہاں" کہا۔ پھر اس نے کہا اے ابن عبدالمطلب! میں آپ سے کچھ سوال پوچھتا ہوں اور سختی سے پوچھوں گا، ناراض نہ ہونا۔ تو آپ نے فرمایا جو پوچھنا ہو پوچھو میں ناراض نہیں ہوں گا۔ تو اس نے کہا میں آپ کو آپ کے معبود، آپ سے پہلے لوگوں کے معبود اور آپ کے بعد کے لوگوں کے معبود کی قسم دلا کر آپ سے پوچھتا ہوں کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ میں نے پھر کہا میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلا کر کہتا ہوں جو تیرا معبود ہے، تجھ سے پہلے لوگوں کا اور تیرے بعد والے لوگوں کا اللہ ہے کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ہمیں ارشاد فرمائیں کہ ہم ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم ان بتوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے آباء عبادت کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا "ہاں"۔ اس نے پھر پوچھا میں آپ کو اللہ کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں جو تیرا خدا ہے اور آپ سے پہلے لوگوں کا خدا ہے اور آپ کے بعد والے لوگوں کا خدا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ہمیں پانچ وقت نماز کی تلقین کریں۔ آپ نے فرمایا "ہاں"۔ پھر اس نے اسلام کے فرائض زکوٰۃ، روزہ اور حج اور دیگر احکام کے بارے میں باری باری پوچھا اور ہر فریضے کے ساتھ اسی طرح قسم دلاتا رہا جس طرح پہلے قسم دلا کر پوچھا تھا۔ یہاں تک کہ وہ سوال پوچھ کر فارغ ہو گیا تو اس نے اقرار کیا کہ میں شاہد ہوں اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کا رسول ہے اور میں ان فرائض کو بجا لاؤں گا اور ممنوع باتوں سے اجتناب کروں گا۔ مزید برآں ان میں کمی بیشی نہ کروں گا۔ پھر وہ اپنے اونٹ کی طرف لوٹ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "دو گیسوؤں والے نے اگر سچ کہا ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا"۔

پھر اس نے اونٹ کا زانو کھولا اور واپس روانہ ہو گیا حتیٰ کہ اپنی قوم کے پاس پہنچا تو قوم اس کے پاس جمع ہو گئی۔ اس نے گفتگو کا آغاز کیا کہ لات اور عزیٰ برے ہیں۔ قوم نے کہا ضمام! برص، جذام اور جنون سے ڈرو۔ اس نے کہا افسوس! واللہ یہ نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک رسول مبعوث فرمایا ہے اور اس پر قرآن نازل کیا ہے جس کے ذریعے تم کو تمام جہالت سے نجات دلائی ہے اور میں شاہد ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں اور بلاشبہ محمد ﷺ اس کا بندہ اور رسول ہے۔ اور میں اس کے پاس سے تمہارے پاس وہ احکام لایا ہوں جن کے کرنے کا آپ نے حکم دیا ہے اور جن سے منع کیا ہے آپ نے تلقین کی ہے۔ واللہ! شام تک اس کے قبیلے کے سب مرد اور عورت مسلمان ہو

گئے۔ حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ ہم نے کسی قوم کا نمائندہ ضمام رضی اللہ عنہ سے افضل و بہتر نہیں سنا۔

اس حدیث کو امام احمد (یعقوب بن ابراہیم زہری از ابو از محمد بن اسحاق) سے اسی طرح بیان کرتے ہیں اور امام ابو داؤد نے (سلمہ بن فضل محمد بن اسحاق، سلمہ بن کہیل اور محمد بن ولید بن نویفع از کریب) حضرت ابن عباس سے اس کی مثل نقل کیا ہے اور اس بیان سے واضح ہے کہ وہ قبل از فتح مکہ اپنی قوم کے پاس واپس چلا آیا تھا کیونکہ عزیٰ تو فتح مکہ کے ایام میں حضرت خالد بن ولید نے مسمار کی تھی۔ واقدی (از ابو بکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ، شریک بن عبداللہ بن ابی نمر، کریب) حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رجب ۵ھ میں بنی سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو اپنا نمائندہ بنا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا وہ تنومند گھنے بالوں والا اور دو گیسوؤں والا بہادر مرد تھا وہ آیا اور رسول اللہ ﷺ سے نہایت کرخت لب و لہجہ سے سوال کیا کہ آپ کو کس نے مبعوث کیا ہے اور کیا دے کر مبعوث کیا ہے نیز اسلام کے ارکان کی بابت دریافت کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے تسلی بخش جواب دیا تو وہ مسلمان ہو کر قوم کے پاس واپس آیا اور اس نے قوم کو رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات سے آگاہ کیا اور شام تک اس کی قوم کے سب مرد و عورت مسلمان ہو چکے تھے انہوں نے مساجد تعمیر کیں اور نماز کے لئے اذان کہی۔ امام احمد (ہاشم بن قاسم، سلیمان بن مغیرہ، ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے مسائل کے بارے میں سوال کرنے سے روک دیئے گئے تھے اور ہم خوشی محسوس کرتے تھے کہ کوئی سمجھدار دیہاتی آئے اور ہماری موجودگی میں آپ سے مسائل پوچھے۔ چنانچہ ایک بادیہ نشین دیہاتی آیا اور اس نے عرض کیا محمد! ہمارے پاس آپ کا قاصد آیا ہے اور اس نے کہا ہے کہ آپ ﷺ کا خیال ہے کہ اللہ نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا اس نے درست کہا پھر اس نے پوچھا آسمان کا پیدا کرنے والا کون ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ، پھر اس نے دریافت کیا زمین کا خالق کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ، پھر اس نے سوال کیا ان پہاڑوں کو کس نے نصب کیا ہے اور ان میں مصنوعات کس نے رکھی ہیں تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ پھر اس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے زمین و آسمان پیدا کئے اور ان پہاڑوں کو نصب کیا کیا اللہ نے آپ کو رسول بنا کر مبعوث کیا ہے۔ آپ نے اثبات میں جواب دیا تو اس نے کہا آپ کے قاصد کا بیان تھا کہ شب و روز ہم پر پانچ وقت کی نماز فرض ہے آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا پھر اس نے پوچھا اس خدا کی قسم جس نے آپ کو رسول مبعوث کیا کیا اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو اس کا ارشاد فرمایا ہے آپ نے "ہاں" کہا۔ اس نے یہ پوچھا کہ آپ کے قاصد کا یہ بھی خیال تھا کہ ہمارے مال و دولت میں زکوٰۃ واجب ہے تو آپ ﷺ نے اس کی تصدیق کی تو اس نے کہا اس خدا کی قسم جس نے آپ کو رسول بنایا ہے کیا اللہ نے ہی آپ کو اس زکوٰۃ کا حکم دیا ہے؟ آپ نے "ہاں" فرمایا اب اس نے پوچھا آپ کے قاصد کا خیال ہے کہ ہمارے ذی استطاعت اور سرمایہ دار پر بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے؟ آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا۔ (یہ جملہ درست نہیں کیونکہ حج اس وقت فرض نہ تھا ممکن ہے کسی راوی سے یہاں کلام گڈمڈ ہو گیا ہو سہوا ان من الجمہور۔ (مؤلف)

ان سوالات کے بعد وہ کہنے لگا اس خدا کی قسم جس نے آپ کو برحق مبعوث فرمایا ہے میں ان میں کمی بیشی نہ کروں گا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر اس نے سچ کہا ہے تو وہ جنت میں ضرور داخل ہو گا۔ یہ حدیث صحیحین وغیرہ میں متعدد اسناد اور مختلف الفاظ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے امام مسلم نے اس روایت کو (ابو النضر ہاشم بن قاسم از سلیمان بن مغیرہ) بیان کیا ہے اور امام بخاری نے اسے اس سند سے معلق نقل کیا ہے اور ایک اور سند سے بھی اس کو بیان کیا ہے۔

امام احمد (حجاج، لیث، سعید بن ابی سعید، شریک بن عبداللہ بن ابی نمر) حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ مسجد میں ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شتر سوار آیا اس نے مسجد کے پاس اونٹ بٹھایا اور اس کے گھٹنے باندھے پھر اس نے پوچھا تم میں سے محمد ﷺ کون ہے اور حالانکہ رسول اللہ ﷺ ان کے درمیان تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے تو ہم نے اشارہ کر کے کہا یہ سفید فام تکیہ پر براجمان ہیں تو اس نے کہا جناب ابن عبدالمطلب محمد ﷺ! میں آپ سے کچھ پوچھتا ہوں اور سوال میں اصرار و سختی ہو گی آپ خفا نہ ہو جائیے گا۔ آپ نے فرمایا جو پوچھنا چاہتے ہو تو اس نے کہا میں آپ سے آپ کے رب اور آپ سے پہلے لوگوں کے رب کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے "ہاں" فرمایا پھر اس نے پوچھا میں واسطہ دیتا ہوں کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ سال بھر میں ہم رمضان کے روزے رکھیں؟ تو آپ نے اثبات میں جواب دیا تو اس نے کہا میں آپ کے فرمان پر ایمان لایا اور میں اپنی قوم کا نمائندہ ہوں اور میں ضمام بن ثعلبہ قبیلہ بنی سعد بن بکر

امام بخاری نے اس روایت کو (عبداللہ بن یوسف، لیث بن سعد) سعید مقبری سے بیان کیا ہے اسی طرح امام ابوداؤد، نسائی اور امام ابن ماجہ نے بھی اس کو لیث سے نقل کیا ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ امام نسائی نے اس روایت کو (عیسیٰ از محمد بن عجلان وغیرہ از سعید مقبری از شریک از انس) بیان کیا نیز اس حدیث کو (عبیداللہ عمری از سعید مقبری از ابو ہریرہ) نے بھی بیان کیا ہے۔ ممکن ہے ان دونوں سندوں سے سعید مقبری سے مروی ہے۔

ضماد ازدی کا وفد۔۔۔ قبل ازیں ہم امام احمد (یحییٰ بن آدم، حفص بن غیاث، داؤد بن ابی ہند، عمرو بن سعید، ابن جبیر، ابن عباس رضی اللہ عنہ) سے بیان کر چکے ہیں جس میں یہ وضاحت ہے کہ ضماد ازدی کا رسول اللہ ﷺ کے پاس آنا فتح سے قبل تھا۔

اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں طے قبیلہ کا وفد آیا ان کا رئیس زید الخیل تھا جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو انہوں نے آپ سے گفتگو کی آپ نے ان کو اسلام کی دعوت پیش کی تو وہ مسلمان ہو گئے اور ان کا اسلام قبول کرنا خلوص دل سے تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (عرب کے جس آدمی کی مجھ سے تعریف کی جاتی ہے) جس عربی کی بھی میرے سامنے تعریف کی گئی پھر وہ میرے پاس آیا تو ملاقات کے بعد وہ اس سے کم تر ثابت ہوا۔ سوائے زید الخیل کے کہ اس کی مدح سرائی اس کی خوبیوں اور اخلاق سے کم تھی پھر آپ نے اس کا نام "زید الخیر" تجویز فرمایا اور اسے "فید" اور دیگر اراضی کی جاگیر عطا کی اور اس کو وثیقہ لکھ کر دیا۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ سے رخصت ہو کر قوم کی طرف روانہ ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زید اگر مدینہ کے بخار سے بچ نکلا تو۔ (راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے "حمی" اور "ام ملدم" کے علاوہ کوئی اور نام لیا جو صحیح محفوظ نہ تھا) جب وہ نجد کے علاقہ میں "فردہ" چشمہ پر پہنچا تو وہ بخار میں مبتلا ہو گیا اور اسی بخار میں فوت ہو گیا۔

زید بن الخیل کا آخری شعر۔۔۔ موت کے آثار محسوس کر کے اس نے کہا

امرتحل قومی المشارق غدوۃ
واترک فی بیت بفردۃ منجد
الا رب یوم لو مرضت لعادنی
عوائد من لم یبر منهن یجهد

"کیا میری قوم صبح کو مشارق کی طرف سفر کرنے والی ہے اور میں "فردہ" چشمہ پر ویران گھر میں تنہا چھوڑ دیا جاؤں گا۔"

راوی کا بیان ہے کہ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کی بیوی نے نادانی اور کم عقلی اور دین میں کمزوری کے باعث اس کے تمام خطوط اور وثیقے جو اس کے ہمراہ تھے جلا دیے۔ میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ بخاری میں ابو سعید سے منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سونا بھیجا تھا جو مٹی میں ملا ہوا تھا رسول اللہ ﷺ نے زید الخیل، علقمہ بن علاثہ، اقرع بن حابس اور عیینہ بن بدر میں تقسیم فرما دیا۔ ان شاء اللہ آئندہ مفصل طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کرنے کے بیان میں ذکر ہو گا۔

عدی بن حاتم طائی کا قصہ۔۔۔ "وفد طے مع عدی" کے عنوان کے تحت امام بخاری، عدی بن حاتم سے بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک وفد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ (خلیفہ دوم) کے پاس آئے وہ ایک ایک آدمی کا نام لے کر بلاتے تھے (مجھے نہ بلایا) تو میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! کیا آپ مجھے نہیں جانتے تو انہوں نے کہا کیوں نہیں خوب جانتا ہوں تم نے اسلام قبول کیا جب یہ کافر تھے تم اس وقت آئے جب یہ لوگ منہ پھیرے ہوئے تھے۔ تم نے وفا کی جب ان لوگوں نے غداری کی اور تم نے حق کو پہچانا جب انہوں نے انکار کیا۔ یہ سن کر عدی نے کہا اب مجھے کوئی (یہ اعزاز ملنے کے بعد) پرواہ نہیں۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ میری معلومات کے مطابق عدی بن حاتم کہا کرتا تھا کہ جب سے آپ ﷺ کا ذکر سنا تھا کسی عرب کو مجھ سے زیادہ آپ سے نفرت نہ تھی۔ میں معزز آدمی تھا مذہباً عیسائی تھا اور اپنی قوم سے چوتھا حصہ وصول کرتا تھا اور اپنے دین کا پابند تھا اور شاہی انداز کے لحاظ سے میں اپنی قوم کا بادشاہ تھا جب میں نے رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ سنا تو میں نے ان سے نفرت کی میں نے اپنے عربی غلام سے جو میرے اونٹوں کا

پر مامور تھا، میرا اپنا غلام تھا، میں نے اس سے کہا کہ میرے لیے عمدہ تیز رفتار اور صحت مند اونٹ تیار رکھنا اور ان کو مجھ سے قریب ہی باندھ دینا جب تجھے معلوم ہو کہ محمد ﷺ کی فوج نے اس سرزمین کو روند ڈالا ہے تو مجھے فوراً خبر دے۔ اس نے ایسا ہی کیا، پھر وہ ایک روز صبح سویرے میرے پاس آیا تو اس نے کہا اے عدی! محمد ﷺ کی فوج کے آنے پر جو تیاری کرنا تھی اس کو اب کر لو کیونکہ میں نے جھنڈے دیکھے ہیں ان کے بارے میں میں نے پوچھا تو معلوم ہوا یہ محمد ﷺ کی فوج ہے۔ چنانچہ میں نے اسے کہا اونٹوں کو میرے قریب لے آ۔ وہ لے آیا تو میں نے اپنے اہل وعیال کو ان پر سوار کرایا پھر میں نے سوچا کہ میں شام میں اپنے ہم مذہب عیسائیوں کے پاس چلا جاؤں میں حوشیہ راستے پر روانہ ہوا (جو شام اور نجد کے درمیان ہے) اور بنت حاتم کو آبادی میں ہی چھوڑ دیا۔ میں شام پہنچ کر وہاں ٹھہر گیا۔

بنت حاتم کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کا احسان کا معاملہ فرمانا محمد ﷺ کا لشکر میرے بعد آیا، دوسرے قیدیوں کے ساتھ انہوں نے بنت حاتم کو بھی پکڑ لیا اور اس کو بھی قبیلہ طے کے قیدیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ (اور رسول اللہ ﷺ کو میرے متعلق شام میں منتقل ہونے کی خبر پہنچ چکی تھی) مسجد کے دروازے سے متصل ایک کمرہ میں اسیروں کو رکھا جاتا تھا وہاں بنت حاتم کو ٹھہرایا گیا، رسول اللہ ﷺ اس کے پاس سے گزرے، (وہ خوش کلام عورت تھی) اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! والد فوت ہو چکا ہے۔ اور آنے والا غائب ہو چکا ہے مجھ پر احسان فرمایئے خدا آپ پر احسان فرمائے گا رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تیری مراد آنے والا کون ہے؟ اس نے عرض کیا عدی بن حاتم آپ نے فرمایا: خدا اور اس کے رسول سے بھاگ جانے والا۔

اس کا بیان ہے کہ آپ وہیں چھوڑ کر چلے گئے۔ دوسرا دن ہوا تو آپ ﷺ میرے پاس سے پھر گزرے میں نے گزشتہ روز والا سوال کیا اور آپ پھر وہی جواب دے کر چلے گئے۔ تیسرا روز آیا تو پھر میرے پاس سے گزرے اور میں مایوس ہو چکی تھی۔ آپ ﷺ کے پیچھے سے ایک آدمی نے مجھے اشارہ کیا کہ کھڑی ہو کر ان سے عرض کر۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! والد فوت ہو گیا ہے اور آنے والا غائب ہو گیا ہے مجھ پر احسان فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ پر احسان فرمائے گا۔ آپ نے فرمایا میں نے احسان کر دیا، واپسی کے لیے جلدی مت کرنا۔ جب تمہاری قوم کا کوئی قابل اعتماد ساتھی مل جائے جو تجھے منزل مقصود تک پہنچا دے تو مجھے اطلاع دے دینا۔ (بنت حاتم کا بیان ہے کہ میں نے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جس نے مجھے بات کرنے کا اشارہ کیا تھا تو معلوم ہوا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں) میں وہیں آپ کے پاس مقیم رہی حتیٰ کہ بلی یا قضاعہ قبیلہ کے لوگ آئے (اور میرا ارادہ تھا کہ میں شام میں اپنے بھائی کے پاس جاؤں) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری قوم کے چند لوگ آئے ہیں ان میں میرے قابل اعتماد لوگ ہیں پھر آپ نے مجھے لباس اور سواری عطا کی اور سامان سفر بھی عطا فرمایا۔ میں ان کے ساتھ روانہ ہوئی اور چلتے چلتے شام پہنچ گئی۔

عدی بن حاتم کا بیان ہے کہ واللہ! میں اپنے اہل وعیال میں بیٹھا تھا میں نے دیکھا کہ ایک عورت ہماری طرف آ رہی ہے۔ میں نے (دل میں) کہا یہ بنت حاتم ہے غور سے دیکھا تو وہی ہے، جب وہ میرے پاس آ گئی تو بے تحاشا برا بھلا کہنے لگی اے ظالم! قطع رحمی کرنے والا! اپنے بال بچوں کو لے آیا ہے اور باپ کی نشانی اور عورت ذات کو چھوڑ آیا۔ عدی کہتا ہے میں نے عرض کیا اے پیاری بہن! اچھی بات ہی کہو، بخدا! (اس معاملہ میں) میرے پاس کوئی عذر نہیں، واقعی مجھ سے غلطی ہوئی۔ پھر وہ میرے ہاں مقیم ہو گئی۔ (وہ سلیقہ شعار اور عقل مند عورت تھی) میں نے اس سے پوچھا کہ اس شخص کے بارے میں تیری کیا رائے ہے؟ تو اس نے کہا بخدا! میرا خیال ہے کہ تو ان کے پاس جلدی چلا جا اگر نبی ہے تو ان کی طرف سبقت کرنے والا افضل ہو گا اگر وہ بادشاہ ہے تو تو معزز رہے گا اور تیرا اقتدار بحال رہے گا۔

عدی بن حاتم کا قبول اسلام ... عدی کا بیان ہے کہ واللہ! میں نے سوچا واقعی یہ بات قابل قدر ہے۔ چنانچہ میں وہاں سے روانہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ پہنچ گیا۔ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے میں نے سلام کہا تو آپ نے پوچھا کون ہے؟ عرض کیا عدی بن حاتم، پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور مجھے اپنے گھر کی طرف لے کر روانہ ہو گئے واللہ آپ مجھے لے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک عمر رسیدہ ضعیف عورت ملی اس نے آپ کو ٹھہرایا آپ دیر تک کھڑے ہو کر اس کی بات سنتے رہے۔ میں نے دل میں کہا واللہ! یہ بادشاہ نہیں، پھر رسول اللہ

ﷺ مجھے گھر لے آئے گھر میں آئے تو چرمی تکیہ جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے میری طرف کر کے کہا، اس پر ٹیک لگا کر بیٹھ جاؤ۔ عرض کیا نہیں بلکہ اس پر ٹیک لگا کر آپ تشریف رکھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا (نہیں) بلکہ تم بیٹھو۔ میں اس پر ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور رسول اللہ ﷺ بغیر تکیہ کے زمین پر بیٹھ گئے، میں نے دل میں سوچا واللہ! یہ شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا اے عدی حاتم! بتاؤ کیا تم رکوسی اور عیسائیت کے علم بردار نہ تھے عرض کیا کیوں نہیں! پھر پوچھا کیا تو اپنی قوم سے چوتھا حصہ وصول نہ کیا کرتا تھا؟ عرض کیا کیوں نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ عیسائی مذہب میں تیرے لئے جائز نہ تھا؟ عرض کیا جی ہاں واللہ میں سمجھ گیا کہ آپ نبی مرسل ہیں، نامعلوم اور مستور باتوں کو بھی جانتے ہیں۔ پھر فرمایا اے عدی! شاید تم کو اسلام قبول کرنے سے یہ امر مانع ہو کہ یہ لوگ غریب اور محتاج ہیں واللہ! عنقریب ان کے ہاں مال کی ریل پیل ہو جائے گی حتیٰ کہ صدقہ لینے والا موجود نہ ہوگا۔ شاید تم کو دشمنوں کی کثرت اور ان کی قلت دین اسلام اختیار کرنے سے روک رہی ہے۔ واللہ! عنقریب تم سنو گے کہ ایک عورت تنہا قادسیہ سے سوار ہو کر بیت اللہ کے حج کو چلی جا رہی ہے۔ اس کو کوئی خوف وخطر لاحق نہ ہوگا۔ شاید تجھ کو مسلمان ہونے سے یہ امر مانع ہو کہ تم دیکھتے ہو کہ حکومت اور سلطنت پر غیر مسلم قابض ہیں، خدا کی قسم! تم عنقریب سنو گے کہ ملک اسلام کے قبضے میں ہوں گے۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اسلام قبول کر لیا، ان تین میں سے دو پیشین گوئیاں رونما ہو چکی ہیں اور ایک باقی ہے، واللہ! وہ بھی ظہور پذیر ہوگی، میں ارض بابل کے سفید محلات کو دیکھ چکا ہوں کہ وہ مسلمانوں کے قبضے میں ہیں، میں نے وہ عورت بھی دیکھی جو قادسیہ سے اونٹ پر سوار ہو کر آئی اس نے بغیر کسی خوف کے بیت اللہ کا حج کیا۔ بخدا! تیسری پیش گوئی بھی معرض وجود میں آئے گی، مال و دولت بکثرت ہوگا کہ خیرات لینے والا کوئی نہ ہوگا۔

امام ابن اسحاق رضی اللہ عنہ نے روایت بلا سند بیان کی ہے، اس کے شواہد دیگر اسناد سے موجود ہیں۔

امام احمد (محمد بن جعفر، شعبہ، سماک بن حرب، عباد بن حبیش) عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم سے روایت کرتے ہیں کہ محمدی لشکر آیا، میں اس وقت شام میں دمشق کے ایک محلہ عقرب میں مقیم تھا، انہوں نے میری پھوپھی اور دیگر لوگوں کو گرفتار کر لیا اور لا کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کر دیا۔ یہ آپ ﷺ کے سامنے صف باندھ کر کھڑے ہوئے تو میری پھوپھی نے عرض کیا یا رسول اللہ! والد فوت ہو گیا ہے، نمائندہ دور ہمراہ آنے والا الگ ہو گیا ہے اور میں عمر رسیدہ بوڑھی ہوں، کوئی کام کاج نہیں کر سکتی، مجھ پر احسان فرمائیے اللہ تعالیٰ آپ پر احسان کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تیرا والد اور ہمراہ آنے والا کون ہے؟ عرض کیا عدی بن حاتم ہے۔ فرمایا وہ جو اللہ اور اس کے رسول سے فرار ہو گیا ہے۔ پھر آپ نے مجھ پر احسان کیا جب آپ واپس پلٹے گئے تو آپ کے پہلو میں ایک آدمی (غالباً علی) نے کہا ان سے سواری طلب کرو، پھر میں نے سواری کا سوال کیا تو آپ نے سواری دینے کا حکم فرمایا عدی کا بیان ہے پھر وہ میرے پاس آئی اور اس نے کہا تم نے ایسا شرمناک اور ناگفتہ بہ کام کیا ہے کہ تیرا والد ایسا نہیں کیا کرتا تھا۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہر حال میں حاضر ہو شوق سے یا ڈر سے، چاہت سے یا نفرت سے۔ ان کے پاس فلاں آیا اس نے مال و دولت پایا اور فلاں آیا اس نے عزت و وقار پایا۔ حضرت عدی نے کہا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے پاس ایک خاتون اور دو یا ایک بچہ تھا آپ نے ان سے اپنا رشتہ بیان کیا تو میں سمجھ گیا کہ آپ کسریٰ اور قیصر جیسے بادشاہ نہیں ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا اے عدی بن حاتم! کس چیز نے تجھے فرار پر آمادہ کیا؟ تو اس بات سے بھاگتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کہا جائے، کیا اللہ کے علاوہ بھی کوئی معبود ہے؟ تم فرار پر کیوں مجبور ہوئے؟ کیا "اللہ اکبر" کہنے سے، کیا اللہ عزوجل سے بھی کوئی چیز بڑی ہے، یہ سن کر میں مسلمان ہو گیا۔

سورۂ فاتحہ میں "مغضوب علیہم" اور "ضالین" سے کون لوگ مراد ہیں ـــ میں نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ تر و تازہ اور منور ہو گیا ہے پھر آپ نے فرمایا (مغضوب علیہم) غضب خدا میں گرفتار لوگوں سے مراد یہود ہیں (ضالین) اور گمراہ لوگوں سے مراد عیسائی ہیں۔ پھر چند لوگوں نے آپ سے سوال کیا تو حمد و ثنا کے بعد آپ نے فرمایا۔

خطبہ...... اما بعد! اے لوگو! تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم ضرورت سے زائد مال میں سے "راہ خدا" میں دو۔ آدمی ایک "صاع" ہی دے "صاع" کا کچھ حصہ دے، مٹھی بھر دے، مٹھی سے کم ہی دے۔ راوی کا بیان ہے کہ زیادہ تر مجھے یہی یاد ہے کہ آپ نے فرمایا ایک کھجور دے (تو سہی) تو کھجور کا ٹکڑا ہی دے۔ سنو! تم میں سے ہر شخص کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہونے والی ہے۔ وہ تم سے پوچھنے والا ہے (جو میں بتا رہا ہوں) کیا میں

نہ تھی [illegible] سے کہیں زیادہ تھی۔ [illegible] نے مجھے [illegible] اور اولاد کو لے کر بھاگ گئے؟ تو کیا اب پھر وہ آگے پیچھے [illegible] دیکھ کر [illegible]۔ [illegible] آپ سے [illegible] آنحضرت [illegible] سے [illegible] [illegible] تم پر فقر و فاقہ کا [illegible] ہو گا۔ (یا فرمایا) تم پر [illegible] کے [illegible] حضرت [illegible]۔ [illegible] ایک عورت [illegible] بیت اللہ [illegible]۔ امام ترمذی نے شعبہ [illegible] عمرو بن ابی قیس [illegible] حسن غریب [illegible] حدیث [illegible]

عدی بن حاتم کی کہانی: اپنی ہی زبانی امام احمد (یزید، ہشام بن حسان، محمد بن سیرین، ابو عبیدہ بن حذیفہ) ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں۔ میں نے عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم سے کہا ایک حدیث کا مجھے آپ کے بارے میں علم ہوا ہے۔ میں وہ آپ سے سننا چاہتا ہوں [illegible] جب مجھے رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا علم ہوا تو میں نے آپ کی بعثت کو نہایت برا جانا اور [illegible] گھر سے نکل کر روم چلا گیا (ایک روایت میں ہے) قیصر کے پاس پہنچ گیا [illegible] آپ ﷺ کی بعثت سے بھی [illegible] میں نے دل میں [illegible] اگر وہ جھوٹا ہے تو [illegible] اور اگر وہ سچا ہے تو مجھے معلوم ہو جائے گا [illegible] آپ کی خدمت میں [illegible] تو لوگوں نے کہا عدی بن حاتم (آ گیا) میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا تو آپ نے تین بار فرمایا اسلام لاؤ سلامت رہو گے۔ میں نے عرض کیا میں بھی ایک دین کا حامل ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے دین کو تم سے بہتر جانتا ہوں۔ عرض کیا آپ میرے دین کو مجھ سے بہتر جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا "ہاں" کیا تو رکوسی فرقہ سے تعلق نہیں رکھتا اور اپنی قوم کا چوتھائی حصہ کھاتا ہے؟ عرض کیا جی ہاں [illegible] آپ نے فرمایا یہ تیرے دین میں حلال نہیں ہے۔ [illegible] جی ہاں" آپ نے فرمایا [illegible] آپ نے فرمایا جو چیز تجھے اسلام قبول کرنے سے مانع ہے [illegible] تمہارا خیال ہے کہ اس کے پیرو صرف [illegible] کمزور لوگ ہیں [illegible] عرب ان کے خلاف [illegible] کیا تو نے حیرہ دیکھا ہے [illegible] اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ اس دین کو [illegible] یہاں تک کہ ایک عورت حیرہ سے تنہا آئے گی اور بغیر کسی کی پناہ کے بیت اللہ کا طواف کرے گی اور کسریٰ بن ہرمز کے خزانے مسلمانوں کے لئے کھل جائیں گے۔ میں نے (حیرت و تعجب کا اظہار کرتے ہوئے) کہا کسریٰ بن ہرمز کے خزانے؟ آپ نے فرمایا ہاں کسریٰ بن ہرمز کے خزانے اور [illegible] مال کی اتنی فراوانی ہو گی کہ کوئی خیرات قبول نہ کرے گا۔

عدی بن حاتم کا بیان ہے کہ [illegible] عورت حیرہ سے آتی ہے اور بغیر کسی کی پناہ اور کفالت کے بیت اللہ کا طواف کر کے واپس چلی جاتی ہے اور میں خود ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ کے خزانے فتح کئے اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تیسری پیش گوئی بھی ضرور پوری ہو گی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ پیش گوئی کی تھی۔

امام احمد (یونس بن محمد، حماد بن زید، ایوب، محمد بن سیرین، ابو عبیدہ بن حذیفہ) ایک آدمی سے (حماد اور ہشام نے محمد بن ابی عبیدہ سے [illegible]) [illegible] میں لوگوں سے عدی بن حاتم کی حدیث پوچھتا تھا وہ میرے پاس ہی [illegible] چنانچہ میں ایک روز ان کے پاس آیا اور پوچھا تو آپ نے "ہاں" کہا۔ اور حدیث بیان کی۔ بخاری (محمد بن الحکم، نضر بن شمیل، اسرائیل، سعد طائی، محل بن خلیفہ) حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک آدمی نے آپ سے فقر و فاقہ کا شکوہ کیا، دوسرا آیا [illegible] رہزنی کی شکایت کی تو فرمایا اے عدی بن حاتم کیا تم نے حیرہ دیکھا ہے؟ عرض کیا دیکھا تو نہیں [illegible] ہے۔ فرمایا اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو تو دیکھ لے گا کہ ایک عورت "حیرہ" سے چل کر آئے گی اور بیت اللہ کا طواف کرے گی، اللہ کے سوا اس کو کسی کا خوف نہ ہو گا۔ میں نے دل میں سوچا کہ طے قبیلے کے [illegible] جنہوں نے علاقہ میں فتنہ [illegible] رکھا ہے [illegible] چلے جائیں گے۔

اگر تیری عمر دراز ہوئی تو تو دیکھے گا کہ کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح ہوں گے میں نے بطور تعجب عرض کی کسریٰ بن ہرمز کے؟ آپ نے فرمایا ہاں کسریٰ بن ہرمز کے۔ اگر تو دیر تک زندہ رہا تو دیکھے گا کہ ایک آدمی مٹھی بھر سونا یا چاندی لے کر نکلے گا۔ خیرات لینے والے کی تلاش کرے گا اور کوئی خیرات کا طلب گار نہ پائے گا۔ تم میں سے ہر ایک کی ملاقات اللہ تعالیٰ سے ہوگی اور درمیان میں کوئی ترجمان نہ ہوگا۔ وہ اپنے دائیں طرف دیکھے گا سوائے اپنے عمل کے اس کو کچھ نظر نہ آئے گا اور بائیں طرف دیکھے گا تو اس کو صرف جہنم ہی نظر آئے گی۔

عدیؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جہنم (دوزخ) کی آگ سے بچو اگرچہ آدھی کھجور خیرات کر کے، اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو اچھی بات ہی سے۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرا مشاہدہ ہے کہ میں نے ایک عورت کو دیکھا وہ کوفہ سے آئی اور اس نے بیت اللہ کا طواف کیا اس کو سوائے خدا کے کسی کا خوف نہ تھا اور میں ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کئے۔ اگر تمہاری زندگی ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی کو بھی وقوع پذیر دیکھ لو گے۔ اس روایت کو اسی طرح امام بخاری نے محمد بن الحکم کی معرفت نضر بن شمیل سے روایت کی ہے۔ ایک اور سند سے (سعدان بن بشر، سعد ابن ابی مجاہد طائی، محل بن خلیفہ) عدی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے۔ امام احمد اور امام نسائی نے (شعبہ، سعد ابو مجاہد طائی) کی یہ حدیث بیان کی ہے۔ اس واقعہ کو عدی بن حاتم سے بیان کرنے والوں میں عامر بن شراحیل شعبی بھی شامل ہیں اس نے مذکورہ حدیث کو بیان کیا اور کہا ہے "بس صرف اللہ کا خوف ہوگا اور اپنی بکریوں پر بھیڑیے کا۔"

خیرات دوزخ کی آگ سے بچاتی ہے ..... بخاری اور مسلم میں ہے (شعبہ اور زہیر بن معاویہ، ابو اسحاق، عبداللہ بن معقل بن مقرن مزنی) حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم۔ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "آتش دوزخ سے بچو خواہ آدھی کھجور خیرات کر کے" اور امام مسلم کے الفاظ ہیں "جو شخص تم میں سے آتش دوزخ سے بچنے کی استطاعت رکھتا ہے خواہ آدھی کھجور خیرات کر کے ہی وہ ایسا کرے۔"

حسن اخلاق کی فضیلت و اہمیت ..... حافظ بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ، ابو بکر محمد بن عبداللہ بن یوسف، ابو سعید عبید بن کثیر بن عبدالواحد الکوفی، ضرار بن صرد، عاصم بن حمید، ابو حمزہ ثمالی، عبدالرحمن بن جندب) کمیل بن زیاد نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے فرمایا، سبحان اللہ! تعجب ہے کہ لوگ نیکی اور اخلاق مکارم سے بے رغبت اور بے نیاز ہیں، ایسا شخص حیرت انگیز ہے کہ اس کے پاس اس کا مسلمان بھائی کسی ضرورت کے لئے آئے؟ وہ اس کی مدد نہیں کر سکتا تو اگرچہ وہ ثواب کا امیدوار نہ ہو اور نہ ہی عذاب سے خائف ہو تب بھی اس کے لئے نیکی لازم ہے کہ وہ مکارم اخلاق اور خوش اطواری کی طرف پوری توجہ دے کیونکہ خوش اخلاقی راہ نجات کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ ایک آدمی نے اٹھ کر عرض کیا میرا باپ آپ پر فدا ہو امیر المومنین! آپ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ آپ نے جواب دے کر فرمایا "ہاں" اس سے بھی بہتر بات سنی ہے۔ جب ہمارے پاس طے کے قیدی آئے تو ایک لڑکی کھڑی ہوئی، گندمی رنگ، سرخ لب، صاف ستھری اور گردن بلند، چھوٹی ناک، میانہ قد، مناسب گوشت، بھری ہوئی پنڈلیاں، بھری کمر، میں نے اسے دیکھا تو میں حیران تھا اور میں نے دل میں سوچا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے اس کی درخواست کروں گا تاکہ یہ میرے حصے میں آجائے۔ جب میں نے بات کی تو اس کی فصاحت و بلاغت اس کے حسن و جمال پر فائق تھی۔ اس نے عرض کیا محمد! اگر آپ کا خیال ہو تو آپ ہمیں آزاد کر دیں اور قبائل عرب کو ہمارے خلاف خوشی کا موقع فراہم نہ کریں تو بہتر ہے کیونکہ میں قوم کے سردار کی بیٹی ہوں میرا والد اپنی ذمہ داری کی حفاظت کیا کرتا تھا، مصیبت زدہ کو آزاد کرتا تھا، بھوکے کو کھانا کھلاتا تھا، ننگے کو لباس دیتا تھا، مہمان نوازی کرتا تھا، لوگوں کو کھانا کھلاتا تھا اور سلام کو عام کرتا تھا اور ضرورت مند کو کبھی مایوس نہیں لوٹاتا تھا۔ میں حاتم طائی کی بیٹی ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لڑکی! حقیقی یہ صفات اہل ایمان مومنوں کی ہیں، اگر تیرا باپ مسلمان ہوتا تو ہم اس پر رحمت کی دعا کرتے۔ اس کو رہا کر دو کیونکہ اس کا والد مکارم اخلاق اور عمدہ عادات کو پسند کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ بھی عمدہ عادات کو پسند کرتا ہے۔ ابو بردہ بن نیار نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ بھی خوش اخلاقی کو پسند کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے کوئی شخص حسن اخلاق کے بغیر جنت میں نہ جائے گا۔ اس حدیث کا مضمون بہتر ہے۔ سند غریب ہے اور سلسلہ سند بھی عجیب ہے۔ ایسے راویوں کا آخرت میں علم ہوگا ایمان و ایقان کے ساتھ حشر ہوگا ہے اور اس کا شمار ان لوگوں میں ہے جنہوں نے کبھی کسی زندگی میں نہیں کہا اے اللہ! بروز قیامت میرے گناہ معاف فرما دینا۔

واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ربیع الآخر ۹ ھ میں علاقہ طے کی طرف روانہ کیا۔ آپ وہاں سے اسیر لائے جن میں عدی بن حاتم کی بہن بھی تھی۔ اور دو تلواریں بھی لائے جو ان کے بت خانہ میں تھیں ایک کا نام "رسوب" اور دوسری کا "مخذم"۔ یہ حارث بن ابی شمر نے ان کو اس بت کے لئے نذرانہ پیش کیا تھا۔

طفیل بن عمرو دوسی کا قصہ ابو نعیم (سفیان، ابن ذکوان یعنی عبداللہ بن زیاد، عبدالرحمان اعرج) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ طفیل دوسی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ دوسی قبیلہ ہلاک ہو گیا اس نے نافرمانی کی اور اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ آپ ان کے لئے بددعا کریں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خدایا دوس کو ہدایت نصیب کر اور ان کو (میرے پاس) لے آ۔ اس سند سے امام بخاری منفرد ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی آمد۔۔۔ امام بخاری حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہوا تو راستے میں کہا:

یا لیلۃ من طولہا وعنائہا
علی انہا من دارۃ الکفر نجت

"اس رات کی درازی اور مشقت قابل افسوس ہے مگر اس نے مجھے دار الکفر سے نجات بخش دی"۔

راستے میں میرا غلام بھاگ گیا اور جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر بیعت کر لی ابھی میں آپ کے پاس ہی تھا کہ غلام آ گیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ تیرا غلام ہے؟ اور میں نے کہا وہ اللہ کی خاطر آزاد ہے چنانچہ میں نے اس کو آزاد کر دیا۔ اس روایت میں امام بخاری (اسماعیل بن ابی خالد از قیس بن ابی حازم) منفرد ہیں۔ امام بخاری نے حضرت طفیل دوسی رضی اللہ عنہ کی آمد کا ذکر کیا ہے یہ قبل از ہجرت تھا اگر ان کی آمد کو بعد از ہجرت تصور کیا جائے (قبل فتح مکہ) ہوئی کیونکہ ان کے قبیلے کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی آمد محرم ۷ ھ میں تھی جب رسول اللہ ﷺ خیبر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں خیبر کے فتح ہونے کے بعد پہنچے تو آپ ﷺ نے ان کو مال غنیمت میں سے حصہ دیا۔ یہ واقعہ اپنی جگہ پر تفصیل کے ساتھ بیان ہو چکا ہے۔

یمن والوں کا حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا۔۔۔ امام بخاری (شعبہ، سلیمان بن مہران الاعمش، ذکوان ابو صالح سمان) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس یمنی آئے ہیں وہ نرم دل ہیں اور رقیق دل ہیں ایمان اہل یمن کا ہے اور حکمت و دانائی بھی یمنی ہے فخر و غرور اونٹوں والوں میں ہے سکینت اور وقار بکریوں والوں میں ہے۔ اس روایت کو امام مسلم نے شعبہ سے بیان کیا ہے۔ امام بخاری (ابو الیمان، شعیب، ابو الزناد، اعرج) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اتاکم اہل الیمن اضعف قلوبا وارق افئدۃ الفقہ یمان والحکمۃ یمانیۃ۔ امام بخاری (اسماعیل، سلیمان، ثور، ابو الغیث) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایمان یمنی کا ہے اور فتنہ یہاں ہے اور یہیں سے شیطان کا سینگ نمودار ہوگا۔ اس روایت کو امام مسلم نے (شعیب، زہری، سعید بن مسیب، ابوہریرہ) بیان کیا ہے۔ امام بخاری (مسدد، یحییٰ، اسماعیل، قیس) ابو مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایمان وہاں ہے اور ہاتھ سے یمن کی طرف اشارہ کیا جبکہ بدزبانی اور سنگدلی اونٹوں والوں اور متکبر لوگوں میں ہے جو اونٹوں کی دموں کے پیچھے چلاتے رہتے ہیں جہاں سے شیطان کے دو سینگ نمودار ہوں گے یعنی ربیعہ اور مضر۔ امام بخاری اور امام مسلم نے (اسماعیل بن ابی خالد، قیس بن ابی حازم، ابو مسعود عقبہ بن عمرو) سے بھی بیان کیا ہے۔ امام بخاری حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ بنی تمیم کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا اے بنی تمیم بشارت قبول کرو۔ انہوں نے کہا جب آپ نے ہمیں بشارت کا مژدہ دیا ہے تو ہمیں کچھ عطا بھی فرمائیے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ بدل گیا تو اس کے بعد یمن کے کچھ لوگ آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا تم بشارت قبول کر لو جبکہ بنی تمیم نے قبول نہیں کی تو انہوں

نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے بشارت کا مژدہ قبول کر لیا۔ یہ روایت امام ترمذی اور امام حنبل نے ثوری سے بیان کی ہے۔

اشعریوں کی آمد کی خوشی ...... یہ تمام روایات اہل یمن کے وفد کی فضیلت سے آگاہ کرتی ہیں اور ان میں وفد کی آمد کے وقت کا تعین نہیں۔ بنی تمیم کے وفد کا ذکر چونکہ اہل یمن کے بعد ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کی آمد اشعریوں کی آمد کے متصل ہو بلکہ اشعریوں کی آمد اس سے قبل ہے کیونکہ وہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور دیگر مہاجرین (جو حبشہ میں تھے) کے ہمراہ آئے تھے اور یہ آمد فتح خیبر ۷ھ کے بعد ہوئی جیسا کہ ہم بہ وضاحت مفصل بیان کر چکے ہیں۔ اور یہ قول بھی بیان ہو چکا ہے "واللہ! مجھے معلوم نہیں کہ مجھے جعفر رضی اللہ عنہ کی آمد کی زیادہ خوشی ہے یا فتح خیبر کی۔" واللہ اعلم۔

بحرین کا مال غنیمت ...... امام بخاری (قتیبہ عن سعید سفیان محمد بن منکدر) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا اگر بحرین سے مال غنیمت آیا تو میں تجھے اس اس طرح دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک بحرین سے مال نہ آیا جب ابو بکر کی خلافت میں مال غنیمت آیا تو اعلان کرا دیا کہ جس کا رسول اللہ ﷺ پر قرض ہے یا کوئی وعدہ ہے تو وہ میرے پاس آ جائے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہو کر بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا ولو قد جاء مال البحرین لاعطیتک ھکذا وھکذا ثلاثا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے منہ موڑ لیا بعد ازیں پھر ملاقات ہوئی اور میں نے مانگا تو آپ نے نہ دیا۔ میں پھر تیسری بار آیا اور سوال کیا تو مجھے کچھ نہ دیا۔ بالآخر میں نے ان سے عرض کیا کہ میں پہلے آیا آپ نے نہ دیا، پھر آیا آپ نے پھر بھی نہ دیا، پھر تیسری بار بھی آپ نے نہ دیا تو اب آپ عطا کر دیں ورنہ بخل سے کام لیں (اور نہ دیں)۔ حضرت ابو بکر نے کہا کیا تم مجھ کو بخیل کہتے ہو؟ بخل سے بڑھ کر کون سی خرابی ہے؟ یہ بات انہوں نے تین دفعہ کہی پھر کہا: میں نے جب بھی آپ کو منع کیا اور نہ دیا اس وقت بھی میرا ارادہ دینے کا تھا۔ امام بخاری نے یہاں اسی طرح بیان کیا ہے اور امام مسلم نے اس کو بذریعہ عمرو ناقد سفیان بن عیینہ سے بیان کیا ہے۔ امام بخاری (عمرو، محمد بن علی) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے) مجھے لپ بھر دینار دے کر کہا اس کو شمار کر۔ میں نے اس کو گنا تو وہ پانچ سو تھے پھر حضرت ابو بکر نے کہا دو بار اور اتنے ہی لے لے۔ امام بخاری نے اس روایت کو (علی بن مدینی، سفیان بن عیینہ، عمرو بن دینار، محمد بن علی ابو جعفر) جابر رضی اللہ عنہ سے بھی قتیبہ بن سعید از سفیان کی روایت کے مطابق بیان کیا ہے۔ نیز امام بخاری اور مسلم نے اور اسناد سے (سفیان بن عیینہ، عمرو، محمد بن علی) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر نے اسکو کہا اور اس نے دونوں ہاتھوں کو ملا کر دو مٹھیوں کا "لپ" بھرا اس کو شمار کیا تو وہ پانچ سو ہوئے اس سے دو گنا اور یا کل پندرہ سو درہم اس کو دیئے۔

فروہ بن مسیک مرادی کا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آنا ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ فروہ بن مسیک مرادی شاہان کندہ سے علیحدہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مراد اور ہمدان قبیلے کے درمیان قبل از اسلام ایک معرکہ ہوا تھا ہمدان نے ان کو خوب قتل کیا اور اس جنگ کا نام "ردم" اور ہمدان قبیلہ کا قائد اور علمبردار اجدع بن مالک تھا (اور بقول ابن ہشام مالک بن خریم ہمدانی تھا) فروہ بن مسیک مرادی نے اس جنگ کے بارے میں کہا:

فروہ بن مسیک مرادی کے اشعار:

مررن على لفات وهن خوص
ينازعن الاعنة ينتحينا
فان نغلب فغلابون قدما

فإن نغلب فغير مغلبينا
وما إن طبنا جبن ولكن
منايانا ودولة آخرينا
كذاك الدهر دولته سجال
تكر صروفه حينا فحينا
فبينا ما نسر به ونرضى
ولو لبست غضارته سنينا

"دو سواریوں کے جتھے کے پاس سے گزریں ان کی آنکھیں تند اور غضبناک ہوئی تھیں وہ سواروں کو کھینچ رہی تھیں ایک طرف بھاگ ہو گئیں۔ اگر ہم غالب آ جائیں تو زمانہ قدیم سے ہی غالب رہے ہیں، اگر ہم مغلوب ہو کر شکست کھا جائیں تو ہم مغلوب ہونے والے نہیں ہیں۔ ہماری فطرت اور عادت بزدلی نہیں ہے لیکن ہماری موتیں مقدر تھیں اور دوسروں کا رزق اور معاش۔ اسی طرح زمانہ ہے اس کا انقلاب پیچ کھاتا ہے، گردش ایام ہوتی تو لا تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ ہم مسرت کی زندگی بسر کر رہے تھے اور اس کو پسند کرتے تھے اگرچہ سالہا سال تک اس کی تر و تازگی اور آسائش رہے۔"

إذا انقلبت به كرات دهر
فألفى للألى غبطوا طحينا
فمن يغبط بريب الدهر منهم
يجد ريب الزمان له خؤونا
فلو خلد الملوك إذا خلدنا
ولو بقي الكرام إذا بقينا
فأفنى ذلكم سروات قومي
كما أفنى القرون الأولينا

"جب حوادثات زمانہ کا ان پر انقلاب آ جائے تو ان میں ایسے لوگوں کو پائے گا جو پس جانے اور برباد ہونے پر رشک کریں گے۔ پس ان میں سے جو حوادثات زمانہ پر رشک کرتا اور خوش ہوتا ہے وہ ان گردش ایام کو خائن اور بد عہد پائے گا، اگر بادشاہ ہمیشہ رہتے تو ہم بھی ہمیشہ رہتے اگر شرفاء کے لئے بقا ہوتی تو ہم بھی باقی رہتے۔ حوادثات زمانہ نے میری قوم کے شرفاء کو یوں ہلاک کیا جیسا کہ گردش ایام نے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا۔"

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب فروہ مرادی شاہان کندہ سے الگ ہو کر رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے کہا:

لما رأيت ملوك كندة أعرضت
كالرجل خان الرجل عرق نسائها
قربت راحلتي أؤم محمدا
أرجو فواضلها وحسن ثرائها

"جب میں نے شاہان کندہ کو دیکھا کہ انہوں نے بے وفائی کی اور منہ موڑ لیا ہے۔ اس ٹانگ کی طرح جو "عرق نسا" (ایک رگ میں ایک درد) کے باعث دوسری سے خیانت کرتی ہے۔ میں نے اپنی سواری کو محمد ﷺ کے پاس جانے کے لئے قریب کیا میں ان سے عمدہ نفع اور حسن بشارت کا امیدوار ہوں۔"

جب فروہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا تو آپ نے پوچھا اے فروہ! جنگ ردم میں تیری قوم کو جو صدمہ پہنچا تھا کیا تجھے ناگوار گزرتا ہے؟ تو پس آپ نے فرمایا بے شک اس صدمہ نے اسلام میں تیری قوم کے وقار میں اضافہ کیا ہے پھر آپ ﷺ نے اس کو مراد، زبید اور مذحج قبائل پر عامل مقرر کر دیا اور اس کے ہمراہ خالد بن سعید بن عاص کو زکوٰۃ کی وصولی کے لئے روانہ کیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک آپ کے ساتھ رہا۔

عمرو بن معدی کرب کا اسلام لانا... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ عمرو بن معدی کرب نے کہا جب ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر پہنچی تو قیس بن مکشوح مرادی سے کہا تو اپنی قوم کا سردار ہے ہم کو معلوم ہوا کہ محمد ﷺ قریش حجاز میں ظہور پذیر ہوا ہے کہتے ہیں کہ وہ نبی ہے آؤ اس کے پاس چلیں معلوم کریں اگر وہ واقعی نبی ہوا تو یہ بات ہم پر مخفی اور راز نہ رہے گی ہم اس کی پیروی کریں گے اگر وہ نبی نہ ہوا تو ہم بھی معلومات حاصل کر لیں گے۔ پس قیس نے اس کی رائے کی تحقیر کی۔ پھر عمرو بن معدی کرب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا اور آپ پر ایمان لا کر مسلمان ہو گیا۔

عمرو بن معدی کرب کے اشعار ..... قیس مرادی کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے عمرو کو دھمکی دی کہ اس نے میری رائے کو کوئی اہمیت نہیں دی اور میری مخالفت کی ہے۔ تو عمرو نے اس مضمون میں کہا:

أمرتك يوم ذي صنعاء
أمراً بادياً رشده
أمرتك باتقاء الله
والمعروف تتعده
خرجت من المنى مثل
الحمير غره وتده
تمناني على فرس
عليه جالساً أسده

"ذی صنعاء کے روز میں نے تجھے ایسے امر کے بارے میں کہا تھا جس کی اچھائی واضح تھی۔ میں نے تجھے اللہ کے تقویٰ اور نیکی کا مشورہ دیا تھا۔ تو نے اس سے تجاوز کیا تو نے غلط امیدوں کا اظہار کیا جیسے گدھے کو اس کی کھونٹی کے قریب میں جکڑ دیا تھا اس نے مجھے گھوڑے پر آرزو کی ہے کہ جس پر اس کا شیر بیٹھا ہوا ہے۔"

علي مفاضة كالنهي
أخلص ماءه جدده
ترد الرمح منثني
السنان عوائراً قصده
فلو لاقيتني للقيت
ليثاً فوقه لبده
تلاقي شنبثاً شثن
البراثن ناشزاً كتده

"مجھ پر زرہ ہے وسیع اور لمبی، جس طرح تالاب کی طرح چمکیلی جس کا پانی بارش تک پہنچا ہوا ہے۔ جو نیزے کو لوٹا دیتی ہے جو نیزے کے بھالے کو موڑ دیتی ہے کہ وہ ریزہ ریزہ ہو کر ٹوٹ جاتا ہے۔ پس اگر تو مجھے ملتا تو ایسے شیر سے ملتا جس کے کاندھوں پر اس کی ایال

ہے تو ایک مضبوط پنجے والے شیر سے ملاقات کرتا جس کا گوشت ملا جلا ہے"۔

بـــــ ـــي الـــــرن ان قـــــرن
لـــ ـــــ ـــــ فـــ ـــــ ـــه
بـــــا خـــــد لـــبـــر فـــ ـــه
لـــ ـــــ ـــــ ـــــ فــــ ـــقــ ـــــ ـــلـه
فـــ ـــد مـــ ـــــ فــــ ـــــ طـــ ـــه
لـــ ـــــ ـــــ ـــــ فــــ ـــزورده
ظـــ ـــــ ـــــوم الشـــــرك فـــ ـــا
امـــ ـــــرزت الـــ ـــــا ـــــ ـــه ي ـــلـه

"وہ مقابل سے جب مقابلہ کرتا ہے اگر وہ اس کا قصد کرے تو اس کو کاٹ دیتا ہے۔ وہ اس کو پکڑتا ہے اور اسے اٹھا کر نیچے پٹخ دیتا ہے اور اس کو نشانہ بناتا ہے جو اس کا دانت چھوڑ دیتا ہے وہ اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے اور نگل جاتا ہے۔ شرک کے ارتکاب کرنے والے کو اس میں جوان کی روا داری اور ہاتھ نے منع کیا"۔

عمرو بن معدی کرب...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ عمرو بن معدی کرب بنی زبید میں مقیم تھا اور فروہ بن مسیک مرادی ان کا امیر اور یمن میں تھا جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو عمرو مرتد ہو کر ان میں شامل ہو گیا اور اس نے فروہ مرادی کی ہجو کی۔

وجـــد نـــا مـــلك فـــر وة شـــر مـــلك
حـــمـــار ســـا فـــ مـــنـــخـــره بـــغـــر
وكـــنـــت اذا رأيـــت ابـــا عـــمـــيـــر
تـــرى الـــحـــولاء مـــن خـــبـــث وطـــر

"ہم نے فروہ کی حکومت کو بدترین چیزوں میں دیکھا ہے جس کے نتھنے نے گرم گرم کو کھایا ہے۔ اور جب تو ابو عمیر کو دیکھے گا تو تو والی کو دیکھے گا اس کی احتیاط اور خباثت سے"۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں پھر عمرو بن معدی کرب مسلمان ہو گیا اور اس کا اسلام پختہ ہو گیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وہ متعدد فتوحات اور جنگوں میں شامل ہوا۔ اس کا شمار بہادر لوگوں اور مشہور بہادروں اور بہترین شعراء میں تھا۔ نہاوند میں شمولیت کے بعد ۲۱ھ میں فوت ہوا۔ بعض کہتے ہیں جنگ قادسیہ میں شریک تھا اور شہید ہو گیا۔ ابو عمر ابن عبد البر کا بیان ہے کہ وہ ۹ھ یا ۱۰ھ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جیسا کہ ابن اسحاق اور واقدی نے بیان کیا ہے میں...... ابن کثیر...... کہتا ہوں کہ امام شافعی کے کلام میں اس کی بات موجود ہے کہ جس سے یہ واضح ہے۔ عبداللہ ... یونس ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن معدی کرب نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا اور اس نے اس بارے میں کہا:

فـــــ ـــي بـــا لـــنـــبـــي ـــمـــو ـــطـــنـــة لـــ ـــقـــصـــي
وان لـــم أر ـــلـــنـــبـــي عـــ ـــا ـــــا
ـــبـــد الـــعـــ ـــــ الـــعـــ ـــن طـــر ا ذا ـــا ـــم
الـــي الـــ ـــــه ـــن بـــ ـــان مـــ ـــك ـــقـــا
جـــا ـــه بـــ ـــا الـــعـــ ـــمـــوس مـــن لـــدن الـــلـــه

كان الأمين لديه المعظما لنا
حكما بعد حكما وضياه
فاهتدينا بنورها من عمايتنا
وركبنا السبيل حين ركبناه
جديدا بكرهنا ورضانا

"محمد نبی علیہ السلام پر ہمارا ایمان و یقین ہے اگرچہ ہم نے آپ ﷺ کو بالمشافہ نہیں دیکھا۔ آپ ہماری کائنات کے سردار ہیں اور سب سے زیادہ اللہ کے قریب تر ہیں۔ جب آپ کا مقام منصب نبوت واضح ہوا، وہ اللہ کی طرف سے شریعت لے کر آیا ہے اور وہ اس میں امین ہے جس کی امانت دی گئی ہے۔ وہ سراسر رہنمائی اور روشنی ہے۔ اس کی روشنی کے باعث ہم نے اپنے اندھے پن سے ہدایت و رہنمائی پائی۔ ہم اپنے مقدور بھر مطیع ہو گئے ہیں یا ہماری رضامندی اور عدم رضا کے باوجود"۔

وعبدنا الإله حقا وكنا
للجهالات نعبد الأوثانا
وائتلفنا به وكنا عدوا
فرجعنا به معا إخوانا
فعليه السلام والسلام منا
حيث كنا من البلاد وكانا
إن نكن لم نر النبي فإنا
قد تبعنا سبيله إيمانا

"ہم نے برحق اللہ کی عبادت کی ہے وہ اپنی جہالت کے باعث بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ جن کے باعث ہم متحد ہو گئے حالانکہ ہم باہم دشمن تھے اور اس کی وجہ سے ہم بھائی بھائی بن گئے ہیں۔ اس پر سلامتی ہو اور ہماری جانب سے سلام ہے۔ ہم اور آپ ﷺ جہاں بھی ہوں۔ اگرچہ ہم نے نبی علیہ السلام کو دیکھا نہیں، ہم ان نے اس کے دین کی ایمان کے ساتھ اتباع کی ہے"۔

اشعث بن قیس کی آمد..... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اشعث بن قیس کندہ کے وفد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ بقول زہری کہ وہ کندہ کے اسی سواروں کے وفد میں آیا اور مسجد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے بال آراستہ کئے ہوئے تھے، سرمہ لگایا ہوا تھا، یمنی کپڑے کے جبے پہن رکھے تھے جن کے دامن ریشم کے تھے اور گریبان ریشمی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تم مسلمان نہیں ہو؟ عرض کیا کیوں نہیں، ہم مسلمان ہیں۔ تو فرمایا یہ ریشمی لباس زیب تن کیوں ہے؟ یہ سن کر انہوں نے اسکو پھاڑ کر پھینک دیا۔

ایک غلط فہمی... اشعث بن قیس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم آکل المرار کی اولاد ہیں اور آپ بھی "آکل المرار" کی نسل سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا اس نسب کو عباس بن عبد المطلب اور ربیعہ بن حارث کے پاس بیان کرو۔

غلط فہمی کا سبب..... یہ دونوں تجارت پیشہ تھے جب عرب گھومتے اور ان سے سوال ہوتا کہ تم کس قوم سے ہو؟ تو وہ بتاتے کہ ہم "بنی آکل المرار" سے ہیں یعنی وہ قبیلہ کی طرف منسوب کرتے تاکہ اس علاقہ میں معزز و محترم ہوں کیونکہ کندہ قبیلہ حکمران تھا۔ اس بنا پر کندہ قبیلہ کا یہ خیال تھا کہ قریش قبیلہ ان میں سے ہے (نسب) الحارث بن عمرو (بن حجر بن عمرو) بن معاویہ بن الحارث بن معاویہ بن ثور بن مرتع ابن معاویہ بن کندی یا

کندہ سے ہو، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم کندہ سے نہیں ہیں بلکہ نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں۔ ہم اپنی ماں پر تہمت نہیں لگاتے اور نہ ہی اپنے باپ سے انکار کرتے ہیں۔ یہ سن کر اشعث بن قیس نے کہا بخدا اے کندہ قبیلے کے لوگو! میں نے جس شخص کو بھی سنا کہ وہ قریش کو نضر بن کنانہ کی اولاد نہیں سمجھتا میں اسے (۸۰) کوڑے ماروں گا (یہ حدیث متصل مروی ہے) امام احمد (بہز، عفان، حماد بن سلمہ، عقیل بن طلحہ سلمی، مسلم بن ہیضم) حضرت اشعث بن قیس سے روایت کرتے ہیں کہ میں وفد کندہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا، وہ مجھے اپنے سے بہتر نہیں سمجھتے تھے، عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ کا ابن عم اور چچازاد ہیں کہ قریش قبیلہ ہماری شاخ ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ہم لوگ نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں ہم اپنی ماں پر تہمت نہیں لگاتے اور نہ ہی اپنے باپ سے انحراف کرتے ہیں" تو اشعث بن قیس نے کہا واللہ! میں نے جس شخص سے سنا کہ وہ قریش کو نضر بن کنانہ کی اولاد نہیں سمجھتا اس کو (قذف کی حد) اسی کوڑے ماروں گا۔ اس روایت کو ابن ماجہ نے (ابوبکر بن ابی شیبہ، یزید بن ہارون، نیز محمد بن یحییٰ، سلیمان بن حرب، نیز ہارون بن عبداللہ) عبدالرحمن بن مہدی سے بیان کیا ہے ان تمام نے حماد بن سلمہ کے ذریعے اسی طرح بیان کیا ہے۔ امام احمد (سریج بن نعمان، ہشیم، مجالد، شعبی) اشعث بن قیس سے روایت کرتے ہیں کہ وفد کندہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے پوچھا کیا کوئی اولاد ہے؟ عرض کیا آپ کی آمد کے وقت بنت جشیش سے ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ (ولوددت ان مکانہ شبع القوم) آپ نے فرمایا یہ بات مت کہہ کیونکہ وہ آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں اور جب فوت ہو جائیں تو باعث اجر ہیں اگر تو نے یہ کہا ہے۔ بے شک اولاد بزدلی اور حزن و غم کا باعث ہوتی ہے۔ (تفرد بہ احمد) یہ حدیث حسن اور عمدہ سند والی ہے۔

نبی علیہ السلام کے پاس اعشیٰ بن مازن کی آمد...... عبداللہ بن امام احمد (عباس بن عبدالعظیم عنبری، ابو سعد عبید بن عبدالرحمن حنفی، جنید بن امین بن ذروہ بن نضلہ بن طریف بن نہصل حرمازی، اس کا باپ امین، اس کا دادا ذروہ) نضلہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہماری برادری کا ایک آدمی اعشیٰ کے نام سے پکارا جاتا تھا اس کا نام عبداللہ اعور تھا اس کی بیوی کا نام "معاذہ" تھا وہ رجب میں "ہجر" سے اپنے اہل و عیال کے لئے غلہ لینے چلا گیا۔ اس کی عورت اس کے جانے کے بعد سرکشی اور بدخوئی کی وجہ سے بھاگ گئی۔ اور اس نے مطرف بن نہشل بن کعب بن قمیثع بن دلف بن اہضم بن عبداللہ بن حرماز کی پناہ لے لی۔ اس نے اس کو غائب کر دیا، جب وہ سفر سے واپس آیا اور اس کو گھر میں موجود نہ پایا تو پوچھا (وہ کہاں ہے؟) اس کو معلوم ہوا کہ وہ سرکشی اور نافرمانی کی وجہ سے بھاگ گئی ہے اور مطرف بن نہشل کے ہاں پناہ گزین ہے۔ چنانچہ وہ مطرف کے پاس آیا اور اسے کہا اے ابن عم! کیا میری بیوی معاذہ تیرے پاس ہے؟ اسے مجھے واپس کر دو تو اس نے کہا وہ میرے پاس نہیں، اگر میرے پاس ہوتی تو بھی واپس نہ کرتا۔ مطرف اعشیٰ سے طاقتور تھا۔ چنانچہ اعشیٰ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ ﷺ سے پناہ لی اور اس نے کہا

یا سید الناس ودیان العرب
إلیک أشکو ذربة من الذرب
کالذئبة الغبشاء في ظل السرب
خرجت أبغیها الطعام في رجب
فخلفتني بنزاع وهرب
أخلفت العهد ولطت بالذنب
وقذفتني بین عیص مؤتشب
وهن شر غالب لمن غلب

"اے سید عالم اور عرب کے حاکم! میں بدزبان عورتوں میں سے آپ کے پاس ایک بدزبان عورت کی شکایت کرتا ہوں۔ وہ تو بھیڑیے کی طرح ہی گھر کے سایہ میں ہے، میں ماہ رجب میں اس کی خاطر غلہ لینے گیا تھا۔ وہ مجھے جھگڑا اور بدنامی میں چھوڑ گئی ہے۔ اس نے وعدہ خلافی اور بے وفائی کی ہے اور گناہ میں آلودہ ہو گئی ہے اور اس نے مجھ کو الجھن میں ڈال دیا ہے۔

بنا دیا ہے۔ اور وہ بدترین غالب اور فتح مند ہیں جس پر غالب آ جائیں"۔

مکتوب گرامی: ... تو رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا (وہن شر غالب لمن غلب) اور اعشیٰ نے آپ ﷺ کے پاس اپنی بیوی کا شکوہ کیا اور اس کی بدکرداری بتائی کہ وہ اب ایک آدمی مطرف بن نہشل کے پاس ہے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے اس کو مطرف کے نام ایک مکتوب لکھا: "اس کی بیوی معاذہ کو ڈھونڈ دے اور اسے اس کے حوالے کر دے" رسول اللہ ﷺ کا مکتوب اس کو موصول ہوا اور پڑھ کر سنایا گیا تو اس نے کہا معاذہ تیرے بارے میں یہ رسول اللہ ﷺ کا مکتوب ہے۔ اب میں تجھے اس کے حوالے کرتا ہوں تو اس نے کہا میرے بارے میں اس سے عہد و پیمان لے لو اور نبی کی امان لے لو کہ میری بدکرداری کی مجھے سزا نہ دے۔ چنانچہ مطرف نے اس سے اس کے بارے میں عہد لے لیا اور اس کے حوالے کر دیا تو اعشیٰ نے کہا:

لعمرك ما حبي معاذة بالذي
يغيره الواشي ولا قدم العهد
ولا سوء ما جاءت به اذ ازالها
غواة الرجال اذ يناجونها بعدي

"تیری زندگی کی قسم! معاذہ سے میری محبت ایسی نہیں ہے جس کو چغل خور اور پرانی ملاقات میں بدل دے۔ اور نہ اس کی بدکرداری جب کہ گمراہ لوگوں نے اس سے میرے بعد سرگوشی کر کے مجھ سے جدا کر دیا تھا۔"

صرد بن عبداللہ ازدی: ... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ قبیلہ ازد کے ایک وفد میں صرد بن عبداللہ ازدی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے اسلام قبول کر لیا اور اسلام میں پختگی کا اظہار کیا اور اس کو رسول اللہ ﷺ نے ازدی مسلمانوں پر امیر مقرر کر دیا اور اسے حکم دیا کہ ان مسلمانوں کو ساتھ لے کر اپنے گرد و نواح کے قبائل یمن کے مشرکوں کے ساتھ جہاد کرو۔ چنانچہ اس نے جرش کا محاصرہ کر لیا جہاں یمن کے قبائل آباد تھے اور خثعم قبیلہ کو معلوم ہوا کہ ان پر صرد بن عبداللہ ازدی حملہ آور ہونے والے ہیں تو وہ بھی جرش میں شامل ہو گئے اس نے قریباً ایک ماہ تک ان کا محاصرہ جاری رکھا وہ قلعہ بند ہو گئے اس سے کچھ دور ہے وہ یوں ہوا کہ صرد محاصرہ ترک کر کے واپس چلا آیا، پیچھے پیچھے جب وہ "جبل شکر" کے قریب پہنچ گیا تو اہل جرش نے یہ سمجھا کہ وہ شکست کھا کر واپس لوٹ گیا ہے تو وہ اس کے تعاقب میں نکلے۔ اس نے پلٹ کر ان پر حملہ کیا اور ان کا بے پناہ خون بہایا۔

جبل شکر اور جرش قدرتی: ...... اہل جرش نے بھی مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے دو آدمی بھیجے ہوئے تھے جو صرد کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے آپ ﷺ نے پوچھا جبل شکر کس علاقہ میں ہے؟ تو دونوں جرشیوں نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے علاقہ میں "کشر جبل" ہے اور جرش والے اس کو اسی طرح کشر ہی کہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کشر نہیں بلکہ شکر ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کا کیا معاملہ ہے؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے اونٹ وہاں ذبح کئے جا رہے ہیں پھر وہ دونوں جرشی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے تو انہوں نے کہا افسوس! رسول اللہ ﷺ نے اب تمہاری قوم کی تباہی اور ہلاکت کی خبر دی ہے تم کھڑے ہو کر عرض کرو کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ قوم سے عذاب دفع فرمائے چنانچہ انہوں نے دعا کی درخواست کی اور آپ ﷺ نے دعا فرمائی خدایا ان سے قتل و غارت دفع کر دے۔ وہ دونوں واپس وطن آئے تو ان کو معلوم ہوا کہ جس روز رسول اللہ ﷺ نے ان کو اطلاع دی تھی اسی روز وہ قتل ہوئے پھر اہل جرش کے باقی ماندہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور مسائل سے آگاہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی بستی کا گرد و نواح ان کے لئے محفوظ چراگاہ قرار دے دیا۔

شاہان حمیر کے نمائندوں کا حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا: ... بقول واقدی یہ رمضان ۹ھ کا واقعہ ہے۔ ابن اسحاق کا

بیان ہے کہ غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شاہان حمیر کے قاصد آئے۔ حارث بن عبد کلال، نعیم بن عبد کلال، نعمان قیل ذی رعین، معافر اور ہمدان۔ ان کے اسلام کا پیغام اور خط لے کر حاضر ہوئے۔ زرعہ ذی یزن نے، کلب بن مرہ رہاوی کو اپنے اسلام، شرک اور مشرکین سے الگ ہونے کا پیغام دے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے نام مکتوب لکھا۔

مکتوب گرامی: بسم اللہ الرحمن الرحیم منجانب محمد رسول ﷺ اللہ نبی بنام حارث بن عبد کلال، نعیم بن عبد کلال، نعمان قیل ذی رعین، معافر اور ہمدان۔ بعد میں تمہارے پاس اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں، جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، علاقہ تبوک سے واپسی کے بعد ہمیں تمہارے سفیر کے ذریعہ تمہاری خبر موصول ہوئی۔ مدینہ میں اس نے ہم سے ملاقات کی، تمہارا پیغام ہم کو پہنچایا، تمہارے حالات سے آگاہ کیا اور تمہارے اسلام قبول کرنے اور مشرکوں کو قتل کرنے کی بھی اس نے داستان سنائی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنی ہدایت سے سرفراز فرمایا ہے۔

زکوٰۃ کی مقدار: اگر تم اصلاح پر عمل کرو، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ ادا کرو، اور نبی علیہ السلام کا حصہ اور پسندیدہ مال بھی ارسال کرو۔ اور مسلمانوں پر اراضی کی پیداوار میں جو فرض ہے وہ یہ ہے کہ چشمہ سے سیراب شدہ اور بارانی اراضی میں پیداوار کا دسواں حصہ اور مشکیزے، نہری اور کنوؤں سے سیراب شدہ اراضی کی پیداوار میں نصف عشر اور بیسواں حصہ ہے۔ چالیس اونٹ پر بنت لبون ہے یعنی نر "ابن لبون"۔ پانچ اونٹ پر ایک بکری اور ہر دس اونٹ پر دو بکریاں ہیں۔ چالیس گائے پر ایک گائے اور ہر تیس گائے پر تبیع نر یا مادہ، ہر چالیس باہر چرنے والی بکریوں پر ایک بکری ہے۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فریضہ جو اس نے مسلمانوں پر فرض قرار دیا ہے۔ جو شخص اس سے زیادہ ادا کرے وہ اس کیلئے مزید بہتر ہے۔ جو شخص زکوٰۃ ادا کرے، جو اپنے اسلام کا برملا اظہار کرے، مشرکوں کے خلاف مسلمانوں کی مدد کرے، وہ تمام مسلمانوں میں ہے۔ اس کے لئے وہ حقوق ہیں جو دوسروں کے لئے ہیں اور اس کی وہی ذمہ داری ہے جو ایک مسلمان کی ہے۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کی پناہ اور امان میں ہے۔ جو یہودی یا عیسائی اسلام قبول کرے، اس کا بھی وہی حق ہے جو ایک مسلمان کا ہے اور اس کی وہی ذمہ داری ہے جو ایک مسلمان کی ہے۔ اور جو شخص اپنے مذہب یہودیت اور عیسائیت پر قائم رہے اس کو جبراً روکا نہ جائے گا۔ اس پر (بجائے زکوٰۃ کے) جزیہ ہے، ہر بالغ مرد و زن آزاد اور غلام پر معافری کپڑے کی قیمت کے مساوی پورا دینار یا اس کی قیمت کے برابر کپڑا۔ جو شخص یہ زکوٰۃ اور جزیہ ادا کرے گا وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حفاظت اور امان میں ہوگا اور جو شخص ادا نہ کرے گا وہ اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہوگا۔

مکتوب گرامی.... اما بعد! اللہ کے رسول محمد نبی ﷺ نے زرعہ ذی یزن کے پاس مکتوب ارسال کیا کہ جب تیرے پاس میرے بھیجے ہوئے لوگ۔ معاذ بن جبل، عبداللہ بن زید، مالک بن عبادہ، عقبہ بن نمر، مالک بن مرہ اور ان کے ساتھی۔ پہنچیں تو میں تمہیں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔

تمہارے علاقے کا جو جزیہ اور صدقہ (زکوٰۃ) ہے وہ جمع کر کے میرے بھیجے ہوئے لوگوں کو پہنچا دو، ان کا امیر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہے وہ خوش و خرم واپس آئے۔ اما بعد! بلاشبہ محمد ﷺ کی شہادت ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، محمد ﷺ اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ مالک بن مرہ رہاوی نے مجھے بتایا ہے کہ شاہان حمیر میں سے آپ (زرعہ) نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا ہے اور مشرکین کو قتل کیا ہے۔ میں آپ کو خیر و برکت کی خوشخبری دیتا ہوں اور آپ کو حمیر کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیتا ہوں، خیانت نہ کرنا، باہمی ایک دوسرے کے تعاون سے دست کش نہ ہو، یقیناً رسول اللہ ﷺ تمہارے غنی اور فقیر، دار اور نادار سب کے مولیٰ اور دوست ہیں۔ صدقہ اور زکوٰۃ محمد اور آل محمد کے لئے حرام ہے اور زکوٰۃ تو مسلمانوں اور مسافروں پر تقسیم کی جاتی ہے۔ مالک رہاوی نے پورے حالات سے مطلع کیا ہے اور اس نے پس پشت تمہاری حفاظت کی ہے۔ میں تم کو اس کے ساتھ بہتر سلوک کی تلقین کرتا ہوں، وہ منجملہ تمہارے ہے۔ میں نے اپنے نیک لوگ، متدین اور ممتاز اہل علم بھیجے ہیں۔ میں تم کو ان کے ساتھ اچھے سلوک کی ہدایت کرتا ہوں یہ لوگ مقتدر اور پیشوا ہیں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

قیمتی ہدیہ ۔۔۔ امام احمد (حسین بن علی، زائدہ، ثابت) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ شاہ ذی یزن نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک "حلہ" بھیجا جو اس نے ۳۳ اونٹ اور ۳۳ ناقہ کے بدلے میں خریدا تھا۔ اس روایت کو امام ابو داؤد نے (عمرو بن عون واسطی، عمارہ بن زاذان صیدلانی، ثابت بنانی) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔

مکتوب بنام عمرو بن حزم ۔۔۔ یمن کے حاکم عمرو بن حزم کے مکتوب کی روایت امام بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ، ابو العباس محمد بن یعقوب، احمد بن عبدالجبار، یونس بن بکیر، ابن اسحاق، عبداللہ بن ابی بکر) ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کا یہ مکتوب ہے جو آپ ﷺ نے عمرو بن حزم کو دیا تھا جب آپ نے اس کو اہل یمن کی طرف بھیجا تھا دین سمجھانے سنت کی تعلیم دینے اور زکوٰۃ وصول کرنے کیلئے۔ آپ نے اس کو ایک مکتوب اور میثاق لکھ کر دیا اور اس میں جو کچھ تھا اس کا حکم دیا تھا جو آپ نے لکھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ مکتوب اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے ہے۔ اے مسلمانو! عہد پورا کرو یہ وہ عہد ہے جو رسول اللہ ﷺ کی جانب سے عمرو بن حزم کو سپرد کیا گیا جب آپ نے اس کو یمن بھیجا تو آپ ﷺ نے اسے تمام امور میں تقویٰ اور خدا خوفی کا حکم دیا بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ہمراہ ہے جو اس سے ڈرتے ہیں اور جو نیک کام انجام دیتے ہیں۔ نیز اس کو تلقین کی کہ وہ حق پر کاربند رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دیا ہے۔ اور ان لوگوں کو خیر و بھلائی کی بشارت سنائے اور خیر و بھلائی کی تلقین کرے۔ لوگوں کو قرآن کی تعلیم دے اور ان کو دینی مسائل بتائے اور ممنوع باتوں سے منع کرے۔ کوئی شخص قرآن پاک کو پاکیزگی کے بغیر نہ چھوئے۔ اور لوگوں کے حقوق بتائے اور ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرے۔ حق کے حصول کرنے میں ان کے ساتھ نرم سلوک کرے اور ظلم و ستم میں شدت سے کام لے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ظلم و زیادتی کو ناپسند قرار دیا ہے اور اس سے منع کیا ہے فرمایا سنو! اللہ کی لعنت اور پھٹکار ظالموں پر ہے جو اللہ سے عہد کرتے ہیں اور لوگوں کو جنت کی خوشخبری دے اور اس کے مستحق عمل کی تلقین کرے اور لوگوں کو دوزخ اور دوزخیوں کے اعمال سے ڈرائے۔

حج کے مسائل ۔۔۔ لوگوں سے محبت و الفت سے پیش آئے یہاں تک کہ وہ دین سمجھ لیں اور لوگوں کو حج کے مسائل اور اس کی سنت کی ترغیب دیں اور حج کے سنن و واجبات سے آگاہ کریں اور جو اللہ تعالیٰ نے احکام دیئے ہیں ان کی تعلیم دے۔ عمرہ حج اصغر ہے اور حج، حج اکبر ہے اور لوگوں کو "ایک چھوٹے کپڑے" میں نماز پڑھنے سے منع کرے مگر یہ کہ وہ کپڑا بڑا ہو اور اس کے دونوں کنارے اپنے کندھوں پر مخالف سمت پر ڈالے اور ایک کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھنے سے منع کرے کہ اس کی شرمگاہ ننگی ہو اور گدی میں سر کے بالوں کا جوڑا باندھنے سے منع کرے۔ اگر لوگوں کے درمیان جنگ واقع ہو تو ان کو اپنے خاندانوں اور قبیلوں کو جنگ کے لئے بلانے سے منع کرے، بلکہ ان کی دعوت اللہ وحدہ لاشریک کی طرف ہو۔ جو شخص اللہ کے احکام کی طرف دعوت ترک کر کے قبائل اور خاندانوں کی دعوت دے تو ان پر تلوار سے حملہ کریں یہاں تک کہ ان کی دعوت اللہ تعالیٰ کے احکام کی طرف ان کی دعوت اور مراجعت ہو۔

وضو کے بارے میں ہدایت ۔۔۔ لوگوں کو پورا وضو کرنے کا حکم دیں کہ چہرے، ہاتھ کہنیوں تک اور پاؤں ٹخنوں تک دھوئیں اور سر کا مسح کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور وقت پر نماز پڑھنے کا حکم دیں نیز رکوع اور سجدے کو مکمل کرنے کا حکم دیں۔ نماز فجر (غلس) اندھیرے میں پڑھے، ظہر جلدی ڈھلنے والے سورج کے بعد فوراً پڑھے اور نماز عصر جبکہ سورج کافی نکھرا ہو (سپیدہ) اور نماز مغرب جب سورج غروب ہو جائے اور رات آ جائے، ستاروں کے نمودار ہونے تک ملتوی نہ کرے اور نماز عشاء اول رات۔ کہ ابتدائی حصہ میں ہی پڑھے۔ مال غنیمت سے پانچواں حصہ لینے کا حکم فرمایا اور زکوٰۃ پیداوار میں مسلمانوں پر چشمہ سے سیراب شدہ اور بارش والی زمینوں میں عشر اور دسواں حصہ ہے (نہری) اور کنوؤں سے سیراب شدہ زمینوں کی پیداوار میں نصف عشر اور بیسواں حصہ ہے۔ ہر دس اونٹوں پر دو بکریاں اور بیس اونٹوں پر چار بکریاں اور ہر چالیس یا اس سے زیادہ چرنے والی بکریوں پر ایک بکری ہے اور ہر تیس گائے میں ایک تبیعہ ہے اور ہر چالیس میں ایک مسنہ ہے یہ اللہ تعالیٰ کا فریضہ جو اس نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے۔ جو شخص اس سے زیادہ دے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے۔ جو یہودی یا عیسائی بلا جبر و اکراہ اسلام قبول کرے وہ مسلمانوں میں شمار ہوگا۔ اس کے حقوق بھی مسلمانوں کے جیسے ہیں اور اس کی ذمہ داریاں بھی مسلمانوں کے جیسی ہیں، جو یہودی یا عیسائی اپنے مذہب پر قائم ہے اس کو دین بدلنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ اس کے ہر مرد و زن آزاد اور

ظاہر ہو نیچے پورا دیا جا رہا۔ جریر نے جب ہے یا اس کے مصدق یا پر جو بات جو غیر مسلم پر ادا کرے گا وہ اللہ اور اس کے رسول کی پناہ میں ہوگا اور جو اس کو ادا نہ کرے گا اور انکار کرے گا تو وہ اللہ اور اس کے رسول اور سب مسلمانوں کا دشمن ہے۔ صلوات اللّٰه علی محمد والسلام علیه ورحمة الله وبرکاته بقول حافظ ذہبی اس کی روایت کو (سلیمان بن داؤد زہری ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم عن ابیہ عن جدہ) ابو عمرو بن حزم سے متصل اور موصول بیان کرتے ہیں، بکثرت اضافوں کے ساتھ ہیں۔ ابن کثیر کہتا ہوں اسی سند سے علامہ نسائی نے سنن میں یہ روایت خوب طول سے بیان کی ہے۔ "کتاب المراسل" میں امام ابوداؤد نے بھی اسے بیان کیا ہے میں نے "سنن" میں اس کے جملہ متون اور اسانید مفصل بیان کیے ہیں وللہ الحمد والمنۃ۔ "باذان" کے بعد ہم بیان کریں گے کہ نبی علیہ السلام نے امراء کو یمن کی طرف روانہ کیا، لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لیے اور ان سے صدقات اور خمس کی وصولی کے لیے، وہ معاذ بن جبل، ابو موسیٰ اشعری، خالد بن ولید اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین امراء ہیں۔

جریر بن عبداللہ بجلی کا آنا اور اسلام قبول کرنا۔۔۔۔۔ امام احمد (ابو قطن یونس، مغیرہ بن شبل) سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں مدینہ منورہ کے قریب ہوا تو سواری کو بٹھا کر اپنا صندوق کھولا اور میں نے لباس زیب تن کیا اور نبی علیہ السلام کی خدمت میں آیا تو رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور لوگ مجھے آنکھوں سے گھورنے لگے میں نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے ہم نشین سے کہا عبداللہ! کیا رسول اللہ ﷺ نے مجھے یاد کیا ہے؟ تو اس نے کہا ہاں، رسول اللہ ﷺ نے خطبہ کے اثنا میں تیرا ذکر خیر کیا تھا کہ اس دروازے سے یمن کا بہترین آدمی نمودار ہوگا اس کے چہرے پر شاہانہ رونق ہے۔ جریر کا بیان ہے کہ میں نے اللہ کے اس انعام و اکرام پر اس کا شکر ادا کیا۔ ابو قطن راوی نے یونس سے پوچھا تو نے یہ بات جریر سے سنی ہے یا مغیرہ سے؟ تو اس نے کہا ابن مغیرہ سے سنی ہے۔ اس روایت کو امام احمد ابو نعیم اور اسحاق بن یوسف سے، امام نسائی، فضل بن موسیٰ سے اور تینوں (یونس ابو اسحاق سبیعی، مغیرہ بن شبل یا ابن شبل عوف بجلی کوفی) حضرت جریر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں اور لوگ بھی جریر سے صرف یہی ایک روایت بیان کرتے ہیں۔ امام نسائی (قتیبہ سفیان بن عیینہ اسماعیل بن ابی خالد قیس بن ابی حازم) حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ یدخل علیکم من هذا الباب رجل علی وجهه مسحة ملک (الحدیث) اور یہ حدیث شیخین کی شرط کے مطابق ہے۔ امام احمد (محمد بن عبید، اسماعیل، قیس) حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پاس آنے سے کبھی نہیں روکا اور جب بھی مجھے دیکھا تو آپ ﷺ نے مجھے مسکراتے ہوئے دیکھا اس روایت کو امام ابوداؤد کے علاوہ سب اصحاب ستہ نے اسماعیل بن ابی خالد، قیس بن حازم سے بیان کیا ہے اور متفق علیہ روایت میں یہ اضافہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے گھوڑے پر سے گر جانے کی شکایت کی تو آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر دعا کی اے اللہ اس کو گھوڑے پر ثابت رکھ اور اس کو ہادی اور ہدایت یافتہ بنا۔ اس روایت کو امام نسائی نے (قتیبہ سفیان بن عیینہ اسماعیل قیس) حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور اس میں ہے یدخل علیکم من هذا الباب رجل علی وجهه مسحة ملک پھر اس نے مذکورہ بالا روایت کی طرح بیان کیا۔ امام بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ، ابو عمرو عثمان بن احمد بن سماک، حسن بن سلام سواق، محمد بن مقاتل خراسانی، حصین بن عمر احمسی، اسماعیل بن ابی خالد، قیس بن ابی حازم) حضرت جریر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے پاس پیغام بھیجا اور بلا کر پوچھا جریر! کس ارادے سے آئے ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کرنے کے لیے، تو آپ ﷺ نے مجھ پر اپنی چادر ڈال دی اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا جب کسی قوم کا شریف آدمی تمہارے پاس آئے تو اس کی تعظیم و تکریم کرو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے جریر رضی اللہ عنہ میں آپ کو اس امر کی شہادت کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور تم اللہ اور روز آخر پر ایمان لاؤ اور بھلی اور بری تقدیر کو بجا جانو، فرض نماز پڑھو اور زکوٰۃ بھی ادا کرو۔ اور میں نے یہ منظور کیا، تمام قبول کر لیں۔ بعد ازاں جب بھی مجھ سے ملاقات ہوتی تو آپ ﷺ مسکرا دیتے۔ (اس سند سے یہ حدیث غریب ہے) امام احمد (یحییٰ بن سعید قطان اسماعیل بن ابی خالد، قیس بن ابی حازم) حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ (یہ حدیث مسلم اور بخاری میں اسماعیل بن ابی خالد سے منقول ہے نیز مسلم اور بخاری میں زیاد بن علاقہ از جریر مروی ہے) امام احمد (ابو سعید، زائدہ، عاصم، سفیان ابو وائل) حضرت جریر سے

روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ مجھ پر شرط عائد کریں کیونکہ آپ شرائط کے بارے میں بہتر جانتے ہیں تو آپ نے فرمایا میں تیری بیعت اس شرط پر لیتا ہوں کہ تو صرف ایک اللہ کی عبادت کرے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائے نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، ہر مسلمان کی خیر خواہی کرے اور شرک سے بیزاری کا اظہار کرے۔

مختلف راویت کے طرق ـــــ اس روایت کو امام نسائی نے (شعبہ از اعمش از ابو وائل از جریر) بیان کیا ہے۔ ایک اور سند میں (اعمش از منصور از ابو وائل از ابو نخیلہ از جریر) بھی مذکور ہے۔ واللہ اعلم۔ نیز امام نسائی نے (محمد بن قدامہ از جریر از مغیرہ از ابو وائل اور شعبی) از جریر بھی بیان کیا ہے۔ اس روایت کو جریر سے عبداللہ بن عمیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس میں امام احمد منفرد ہیں اور اس روایت کو جریر رضی اللہ عنہ سے ان کا بیٹا عبیداللہ بن جریر بھی بیان کرتا ہے۔ اس سند میں بھی امام احمد منفرد ہیں۔ مذکورہ بالا روایت میں ابو نخیلہ درست ہے۔ ابو جبیرہ نہیں۔ اس روایت کو امام احمد اور نسائی نے بیان کیا ہے۔ نیز اس روایت کو امام احمد (غندر، شعبہ، منصور، ابو وائل، رجل غیر معروف) حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ بظاہر یہ غیر معروف راوی ابو نخیلہ معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

ذی الخلصہ بت کا مسمار ہونا ـــــ پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جریر رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوا تو نبی علیہ السلام نے اس کو "ذی الخلصہ" بت کی طرف روانہ کیا جس کی پوجا خثعم اور بجیلہ قبیلہ کرتا تھا۔ یہ "کعبہ یمانیہ" کے نام سے مشہور تھا وہ مکہ مکرمہ کے کعبہ کے مشابہ قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ مکہ والا "کعبہ شامیہ" ہے اور یہ "کعبہ یمانیہ" ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا کیا تم مجھے ذی الخلصہ "کعبہ یمانیہ" سے آرام و سکون دلاتے ہو؟ تو اس وقت اس نے نبی علیہ السلام سے اظہار کیا کہ وہ گھوڑے کی پشت پر سے گر جاتا ہے تو نبی علیہ السلام نے اپنا دست مبارک اس کے سینہ پر مارا (اس قدر زور سے مارا کہ) وہ اثر انداز ہوا اور دعا کی خدایا! اس کو گھوڑے کی پشت پر ثابت رکھ اور اس کو ہادی اور ہدایت یافتہ بنا، چنانچہ وہ بعد ازیں گھوڑے پر سے نہیں گرے۔ وہ ذی الخلصہ معبد کی طرف اپنی قوم "احمس" کے ایک سو پچاس افراد لے کر روانہ ہوئے اور اسکو مسمار کر کے نذر آتش کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ خارشی اونٹ کی طرح سیاہ ہو گیا اور نبی علیہ السلام کے پاس ابو ارطاۃ کو خوشخبری دینے کے لئے روانہ کیا۔ اس نے خوشخبری سنائی تو نبی علیہ السلام نے پانچ بار ان کے پیادہ اور گھوڑ سواروں کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ مسلم بخاری وغیرہ میں یہ حدیث مفصل مذکور ہے۔ جیسا کہ ہم اس کا فتح مکہ کے بعد عزیٰ بت خانہ کی حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں بربادی کے بعد مجملا اور مفصلا بیان کر چکے ہیں۔

سورۂ مائدہ کے نزول کے بعد اسلام قبول کیا ـــــ یہ ظاہر ہے کہ جریر بجلی رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا فتح مکہ کے کافی عرصہ بعد تھا کیونکہ امام احمد (ہشام بن قاسم، زیاد بن عبداللہ بن علاثہ، عبدالکریم بن مالک جزری، مجاہد) جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سورۂ مائدہ کے نزول کے بعد میں مسلمان ہوا۔ اور میں نے اسلام قبول کرنے کے بعد دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ موزوں پر مسح کر رہے تھے۔ (تفرد بہ احمد) یہ سند عمدہ اور جید ہے الا یہ کہ مجاہد اور جریر رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع ہو۔ صحیحین میں ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود کے شاگردوں کو موزوں پر مسح کرنے کی حدیث جریر رضی اللہ عنہ بہت بھلی معلوم ہوتی تھی کیونکہ جریر رضی اللہ عنہ سورہ مائدہ اترنے کے بعد اسلام لائے تھے۔ حجۃ الوداع میں بیان ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو کہا تھا اے جریر! لوگوں کو خاموش کرا! آپ نے اس کو یہ حکم اس لئے دیا تھا کیونکہ وہ اونچی آواز والے تھے۔ جریر قد آور تھے، ان کا جوتا ایک ہاتھ لمبا تھا، نہایت خوبصورت تھے، بایں ہمہ وہ سب سے زیادہ نگاہ نیچی رکھتے تھے۔ بنا بریں حدیث صحیح میں مروی ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے "اچانک نگاہ پڑنے" کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا اپنی نگاہ نیچی رکھو۔

وائل بن حجر شاہ یمن کا قبول اسلام ـــــ بقول ابن عبدالبر وہ حضرموت کے تاج پوش بادشاہوں میں سے تھا ان کے والد کا شمار بھی ان کے شاہوں میں تھا۔ مشہور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی آمد سے قبل صحابہ رضی اللہ عنہم کو بشارت دی تھی کہ تمہارے پاس "شاہزادوں" کی اولاد میں سے ایک شاہزادہ آ رہا ہے۔ جب وہ آئے تو آپ نے ان کو مرحبا کہا ان کے لئے اپنی چادر بچھائی اور اس پر ان کو اپنے قریب بٹھایا اور دعا کی اے اللہ!

دیا اور دین اسلام اور روزہ کی بھی ہدایت کرا اور ان کو حضرت موت کے قبائل پر عامل مقرر کر دیا۔ ان کو ایک مکتوب دیا جو ایک مہاجر بن ابی امیہ کے نام تھا، دوسرا حضرموت کے سرداروں اور بادشاہوں کے نام تھا۔ آپ ﷺ نے ان کو جاگیر عطا کی۔

انقلاب زمانہ   ان کے ہمراہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا وہ ان کے ہمراہ پیدل تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے گرمی کی شدت کی شکایت کی تو انہوں نے کہا سواری کے سائے میں چلتا رہ تو حضرت معاویہ نے کہا یہ کافی نہیں، اگر آپ مجھے اپنے پیچھے بٹھا لیں تو بہتر ہے۔ یہ سن کر وائل نے کہا چپ رہ تو بادشاہوں کے ردیفوں اور پیچھے بیٹھنے والوں میں سے نہیں ہے۔

حضرت وائل بن حجر نے طویل عمر پائی یہاں تک کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کے دور میں ان کے پاس آئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو پہچان لیا اور خوش آمدید کہا اور اپنے قریب بٹھایا۔ پھر ان کو وہ بات یاد دلائی اور ان کو انعام پیش کیا تو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ مجھ سے زیادہ ضرورت مندوں کو دے دو اور حافظ ابو یعلیٰ نے اس قصہ کا آخری حصہ بیان کیا ہے اور اسناد بیان کی ہے، امام بخاری نے تاریخ میں اس کا کچھ حصہ بیان کیا ہے۔

امام احمد (ابن حنبل) شعبہ، سماک بن حرب، علقمہ بن وائل، وائل بن حجر سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جاگیر عطا کی اور میرے ساتھ معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ وہ جاگیر مجھے دے دے یا مجھے دکھا دے۔ راستہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اپنے پیچھے سوار کر لو تو میں نے کہا تو بادشاہوں کے پیچھے بیٹھنے کے قابل نہیں ہے۔ پھر اس نے کہا مجھے اپنا جوتا دے دو میں نے کہا اونٹنی کے سایہ میں چل۔ ابن وائل کا بیان ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران میں ان کے پاس آیا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور یہ قصہ یاد دلایا، سماک نے کہا پسند کیا کہ کاش میں نے اس کو اپنے آگے سوار کیا ہوتا۔ اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے شعبہ سے بیان کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

لقیط بن عامر منتفق ابو رزین عقیلی کا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آنا۔۔۔۔ عبداللہ بن امام احمد کہتے ہیں کہ ابراہیم بن حمزہ بن محمد بن حمزہ بن مصعب زبیری نے مجھے لکھا کہ میں نے یہ حدیث لکھ کر آپ کے پاس روانہ کی ہے اور میں نے اس کو اساتذہ کے سامنے پیش کیا ہے اور ان کے بیان کے مطابق ہی میں نے آپ کو لکھی ہے، میں نے سب کے روبرو یہ حدیث تو مجھ سے بیان کر اس نے کہا مجھے حدیث بیان کی عبدالرحمن بن مغیرہ حزامی نے عبدالرحمن بن عیاش سمعی انصاری قبائی نے بنی عمرو بن عوف سے دلہم بن اسود بن عبداللہ بن حاجب بن عامر بن منتفق عقیلی سے اپنے چچا لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ دلہم کہتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث ابوالاسود نے عاصم بن لقیط سے بیان کی ہے کہ لقیط بن عامر اپنے ساتھی نہیک بن عاصم بن مالک بن منتفق کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے نکلے۔ لقیط کا بیان ہے کہ میں اپنے ساتھی کے ہمراہ روانہ ہوا ماہ رجب کے اختتام پر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔

ہم نے رسول اللہ ﷺ کی نماز صبح سے فارغ ہونے کے وقت ملاقات کی آپ ﷺ لوگوں میں خطاب فرما رہے تھے کہ اے لوگو! میں نے چار دن سے تمہارے لئے اپنی آواز پوشیدہ رکھی ہے تاکہ تم سن لو، سنو! کیا کوئی ایسا آدمی موجود ہے جس کو اس کی قوم نے بھیجا ہو کہ وہ معلوم کرے کہ رسول اللہ ﷺ کیا فرماتے ہیں شاید اس کو اپنے دل کی بات یا اس کے ساتھی کی بات یا گمراہ کی بات اس سے غافل کر دے، سنو میں پوچھا جاؤں گا کیا میں نے تبلیغ کی؟ سنو! سن لو زندہ رہو گے، سنو! بیٹھ جاؤ، چنانچہ لوگ بیٹھ گئے اور میں اور میرا ساتھی کھڑے رہے۔ یہاں تک کہ جب آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے پاس کچھ غیب کا علم ہے؟ آپ ہنس پڑے (اور فرمایا) اللہ تعالیٰ کی قسم! اور سر ہلایا اور جان لیا کہ میں آپ کی لغزش کا طالب ہوں۔

پانچ چیزوں کا علم صرف اللہ کو ہے   آپ نے فرمایا غیب کی پانچ چیزوں کا علم صرف اللہ کو ہے اور آپ نے ہاتھ کی انگلیوں سے اس کی وضاحت کی۔ میں نے پوچھا کہ وہ کون سی ہیں؟ فرمایا:

(۱) ...... موت کا علم وہ جانتا ہے کہ تم میں سے کسی ایک کی موت کب ہوگی اور تم نہیں جانتے۔

(۲) ...... نطفہ کا علم، جب وہ عورت کے رحم میں ہوتا ہے وہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

(۳) ...... کل کا علم اور جو کچھ تو کل کھانے والا ہے وہ جانتا ہے اور تو نہیں جانتا۔

(۴) ...... بارش کے وقت کا علم وہ تمہیں دیکھتا ہے کہ تم مایوس اور خوفزدہ ہو، اور وہ ہنستا ہے کیونکہ اس کو معلوم ہے کہ تمہارا یہ خوف وہراس جلد ختم ہو جائے گا۔ لقیط کا بیان ہے کہ میں نے کہا: تب تو ہم ہنسانے والے رب کے فضل وکرم سے محروم نہ ہوں گے۔

(۵) ...... قیامت کے دن کا علم۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں وہ باتیں بتائیے جو لوگ نہیں جانتے اور آپ کو معلوم ہیں کیونکہ ہم ایسے قبیلے سے ہیں کہ کوئی بھی ہماری تصدیق نہیں کرے گا۔ مذحج قبیلہ جو ہم سے فائق ہے اور خثعم جس سے ہماری دوستی ہے اور ہمارا قبیلہ جس سے ہمارا رشتہ ہے۔

مستقبل کے حالات ...... آپ ﷺ نے فرمایا جتنی دیر تم رہو گے رہو گے، پھر تمہارا نبی وفات پا جائے گا اور پھر کچھ عرصہ تم رہو گے پھر ایک چیخ سی جائے گی۔ تیرے خدا کی قسم! زمین پر جو کچھ ہے ہلاک اور فنا ہو جائے گا اور وہ فرشتے بھی جو رب کے پاس ہیں۔ الغرض تیرا رب زمین پر چلتا پھرتا ہوگا اور اس کے لیے زمین بھی سنسان ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا، جو عرش کے قریب سے برسے گی۔ تیرے خدا کی قسم! زمین پر ہر مقتول اور مدفون میت ہوگی اور قبریں پھٹ جائیں گی یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سر کی جانب سے پیدا کرے گا اور وہ سیدھا بیٹھ جائے گا۔ پھر خدا تعالیٰ پوچھے گا تیرا کیا حال ہے؟ تو وہ کہے گا یارب! کل یا "آج" وہ زندگی سے بیزار تھا، سمجھے گا کہ وہ ابھی ابھی اپنے اہل وعیال سے جدا ہوا ہے۔

اللہ ہمارے اعضاء کیسے جمع کرے گا ...... لقیط نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے منتشر اعضاء کیسے جمع کرے گا اور ہوائیں ہمیں کہاں کہاں بکھیر دیں گی اور ہمارا خاتمہ ہو چکا ہوگا اور بوسیدگی نے تمام نشان مٹا دیا ہوگا اور درندوں نے ہمیں کھا لیا ہوگا۔ فرمایا میں تجھے ایک مثال سے سمجھاتا ہوں، یہ مثال اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک مثال ہے۔ تم نے اس زمین کو دیکھا کہ بنجر خشک ہے، تو نے خیال کیا کہ اب اس کو کبھی زندگی نصیب نہ ہو جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر بارش برسائی، پھر تھوڑے سے عرصہ بعد تم اس کو دیکھو گے وہ تالاب کی طرح ہریالی سے سرسبز ہے۔ تیرے معبود کی قسم! وہ تمہارے معبود کو بارش سے اگانا کرنے کی نسبت زمین پر پانی جمع کرنے سے زیادہ قادر ہے۔ پس تم اپنی قبروں سے اور اپنی قتل گاہوں سے باہر نکل آؤ گے تم خدا کی طرف دیکھو گے اور وہ تمہیں دیکھے گا۔

اللہ ایک ساتھ تمام انسانوں کو کیسے دیکھے گا ...... لقیط کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیونکر ممکن ہے جبکہ ہم تو انسان بہ ہجوم ہوں گے اور اللہ تعالیٰ یکتا تنہا ہے، وہ ہمیں کیسے دیکھے گا اور ہم بیک وقت اسے کیسے دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اس کی مثال سمجھاتا ہوں، یہ مثال اللہ کے انعامات میں سے سورج اور چاند میں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی چھوٹی سی مخلوق ہے، تم ہر وقت ان کو دیکھتے ہو اور وہ تم پر جلوہ فگن ہے۔ تمہیں ان کے دیکھنے میں کوئی دقت اور مشکل پیش نہیں آتی۔ تیرے معبود کی قسم! اللہ تعالیٰ شمس وقمر کی نسبت اس امر پر زیادہ قادر ہے کہ وہ تم کو دیکھے اور تم اس کو دیکھو۔ عرض کیا یا رسول! جب ہم اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے تو وہ ہم سے کیا سلوک کرے گا؟ فرمایا تم اپنے رب کے سامنے پیش کیے جاؤ گے، تمہارے صحائف اس کے سامنے کھلے ہوں گے، تمہاری کوئی چیز بھی مخفی اور پوشیدہ نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ میں پانی کا ایک چلو لے کر تم پر چھڑکے گا۔ تیرے خدا کی قسم! اس پانی کا ایک قطرہ ہر ایک کے منہ پر ضرور پڑے گا۔ مسلمان کے چہرے کو تو وہ سفید چادر کی طرح منور کر دے گا۔ لیکن کافر کی ناک پر سیاہ کوئلہ کی طرح نشان کر دے گا۔ پھر تمہارے نبی ﷺ واپس ہوں گے اور ان کے پیچھے صالح لوگ بھی، پھر تم "آگ" کے پل پر سے گزرو گے، تم میں سے کوئی انگارے پر پاؤں رکھے گا تو "حس" کہے گا اور تیرا رب فرمائے گا ہاں اب اس کا وقت ہے۔ پھر تم رسول اللہ ﷺ کے حوض پر نہایت پیاسے آ جاؤ گے، بخدا میں نے اس جیسی کوئی پیاس نہیں دیکھی۔ تیرے خدا کی قسم! جو بھی تم میں سے ہاتھ پھیلائے گا اس کے ہاتھ میں جام آ جائے گا، یہ پانی اس کو پیشاب پاخانہ اور گندگی سے پاک کر دے گا۔ سورج اور چاند چھپا دیئے جائیں گے۔ تم ان کو نہ دیکھ پاؤ گے۔

عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم دیکھیں گے کیسے؟ فرمایا تمہارے اس وقت دیکھنے کے موافق (یہ وقت طلوع آفتاب کا روز روشن میں تھا)۔

جنت کی نعمتیں...... پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے نیک اعمال اور بد اعمال کا کیسے بدلہ ملے گا؟ فرمایا نیکی کا بدلہ دس گنا اور برائی کا برابر یا اور بھی کہ اللہ معاف فرما دے۔ عرض کیا یا رسول اللہ دوزخ اور جنت کے بارے میں فرمایئے۔ فرمایا تیرے معبود کی قسم! دوزخ کے آٹھ دروازے ہیں، دو دروازوں کے درمیان وہ فاصلہ ہے کہ سوار ستر سال چلتا رہے اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں اس کے بھی دو دروازوں کے درمیان سوار کے ستر سال تک چلنے کی مسافت ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم جنت میں کیا دیکھیں گے؟ فرمایا صاف شفاف شہد کی نہریں، شراب کی نہریں، جس میں نہ درد سر ہے اور نہ ندامت و پشیمانی، دودھ کی نہریں، جس کا مزا تبدیل نہ ہوگا اور پانی کی نہریں ہیں جو صاف، ستھرا اور عمدہ ہے۔ پھل اور میوہ جات، تیرے معبود کی قسم! جو تم جانتے ہو۔ اور نہیں بھی جانتے۔ اور ایسے ہی اس کے ساتھ بہترین پھل اور پاک صاف بیویاں۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا جنت میں بیویاں ہوں گی؟ کیا ان میں بھلی اور نیک بھی ہوں گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نیک بیویاں، نیک شوہروں کے لئے ہوں گی تم ان سے لذت حاصل کرو گے ٹھیک دنیا کی لذت کی طرح، وہ بھی تم سے لطف اندوز ہوں گی لیکن سلسلہ ولادت نہ ہوگا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! آخری وہ نعمتیں کون سی ہیں جن کو ہم پائیں گے اور ہمارے انعامات کون سے ہیں جن پر انتہا اور غایت ہوگی؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اس کو جواب نہ دیا۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے کس بات پر بیعت کروں تو آپ نے دست مبارک پھیلا کر فرمایا نماز قائم کرنے پر، زکوٰۃ دینے پر، شرک سے کنارہ کش ہونے پر اور اللہ کے ساتھ کسی غیر کو شریک نہ ٹھہرانے پر۔ عرض کیا (یا رسول اللہ) اور ہمارے لئے مشرق و مغرب کی حکمرانی ہوگی، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا اور انگلیوں کو پھیلا دیا اور سمجھے کہ میں کوئی نہ ماننے والی شرط پیش کرنے والا ہوں تو میں نے عرض کیا ہم جہاں چاہیں رہیں اور ہر شخص اپنے عمل کا ذمہ دار اور جواب دہ ہوگا۔ چنانچہ آپ نے ہاتھ پھیلا کر فرمایا یہ تیرا حق ہے جہاں چاہو سکونت اختیار کرو اور ہر کوئی اپنے عمل کا ذمہ دار ہے۔ لقیط نے کہا پھر ہم واپس چلے تو آپ نے فرمایا یہ دونوں ساتھی متقی لوگوں میں سے ہیں...... تیرے معبود کی قسم...... دنیا اور آخرت میں۔ تو ان میں سے کعب بن حداریہ بنی کلاب نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ان میں سے بنی منتفق بھی اس کے بات کے اہل ہیں؟

جاہلیت میں فوت ہونے والوں کیساتھ کیا ہوگا...... اس کا بیان ہے کہ ہم واپس روانہ ہوئے (اور مجھے کچھ یاد آیا) اور میں نے پلٹ کر آپ سے وہ بات عرض کرنے کے بعد کہا...... پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا جاہلیت میں فوت ہونے والوں میں سے کسی کو بھلائی ملے گی؟ (آپ نے جواب دینے سے قبل) (قریش کے ایک) سوئی اور عام آدمی نے کہا، اللہ کی قسم! تیرا باپ منتفق جہنم میں ہے۔ لقیط کہتا ہے گویا کہ اس کی بات نے میرے تن بدن میں آگ لگا دی، کیونکہ میں اپنی برادری کا سردار تھا (اور اس نے برملا کہا تھا) میں نے سوچا اور ارادہ کیا کہ میں پوچھوں یا رسول اللہ ﷺ اور آپ کے والد شریف؟ مگر دوسرا جملہ اس سے زیادہ بہتر تھا عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کا اہل اور قبیلہ فرمایا بخدا میرا قبیلہ بھی۔ تو جہاں کسی عامری یا قریشی مشرک کی قبر کے پاس سے گزرے، تو اس کو مخاطب کر کے کہہ کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے کہ میں تجھے دردناک بات بتاؤں کہ تو اپنے چہرے کے بل اور پیٹ کے بل دوزخ میں گھسیٹا جائے گا۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ نے ان کے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا؟ اور وہ تو وہی عمل کرتے تھے جس کو وہ بہتر سمجھتے تھے اور ان کا غالب گمان تھا کہ وہ نیک لوگ ہیں، تو آپ نے فرمایا یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر سات امتوں کے بعد ایک نبی مبعوث کیا ہے، جس نے نبی کی نافرمانی کی وہ گمراہ لوگوں میں سے ہے۔ اور جس نے فرماں برداری کی وہ ہدایت پانے والوں میں سے ہے۔ یہ حدیث نہایت غریب ہے اور اس کے بعض فقروں میں نکارت اور عجوبہ پن ہے۔ "کتاب البعث والنشور" میں حافظ بیہقی نے یہ روایت اور "العاقبۃ" میں عبدالحق اشبیلی نے نقل کیا ہے اور "التذکرۃ فی احوال الآخرۃ" میں قرطبی نے ذکر کیا ہے۔ "کتاب البعث والنشور" میں یہ ان شاء اللہ بیان ہوگی۔

زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام...... حافظ بیہقی (ابو احمد اسد آبادی، ابو بکر بن مالک قطیعی ابو عبدالرحمان مقری عبدالرحمان بن زیاد بن انعم، زیاد بن نعیم حضرمی) زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

حاضر ہو کر اسلام پر بیعت کی اور عرض کیا کہ آپ ﷺ نے میری قوم کی طرف (جہاد کے لئے) لشکر روانہ کیا ہے آپ لشکر واپس بلا لیجئے، میں اپنی قوم کے اسلام قبول کرنے اور فرمانبرداری اختیار کرنے کا ذمہ دار ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ لشکر کو لوٹا لاؤ، عرض کیا میری سواری تھک گئی ہے (وہ چل نہیں پاتی) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے کسی آدمی کو بھیجا اور وہ ان کو واپس بلا لایا۔

زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ کو قوم کا امیر مقرر کرنا...... زیاد صدائی کا بیان ہے کہ میں نے اپنی قوم کو خط لکھا چنانچہ میری قوم کا وفد مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے کہا اے صدائی! اپنی قوم کا مطاع تو بس تو ہی ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری کوشش کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ہی ان کو اسلام قبول کرنے کی ہدایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کیا میں تجھے ان کا امیر مقرر کر دوں؟ عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ چنانچہ آپ ﷺ نے میری امارت کا ایک حکم نامہ تحریر فرمایا، عرض کیا یا رسول اللہ! ان کے صدقات میں سے مجھے کچھ فرما دیجئے تو آپ نے "ہاں" فرمایا۔ ایک مکتوب بھی میرے لئے تحریر فرمایا۔ یہ ایک سفر کا قصہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی "منزل" پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس منزل کے باشندے "عامل" کی شکایت لے کر حاضر ہوئے کہ اس نے ہماری آپس میں جاہلی دور کی رنجش کے باعث ظلم کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عمرو سے پوچھا کیا اس نے ایسا کیا ہے؟ انہوں نے اس امر کی تصدیق کی تو آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا (اور میں بھی ان میں موجود تھا) کہ مسلمان آدمی کے لئے "امارت" میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

بھیک مانگنا...... زیاد صدائی کا بیان ہے کہ آپ کی یہ بات میرے دل میں اتر گئی پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے خیرات دیجئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص غنی ہو مالدار ہونے کے باوجود لوگوں سے سوال کرتا ہے وہ ان کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو یہ سوال "سر درد" اور پیٹ کی بیماری ہے۔ سائل نے دوبارہ کہا آپ مجھے زکوٰۃ دیجئے تو آپ نے فرمایا زکوٰۃ کی تقسیم میں اللہ تعالیٰ نے کسی نبی اور ولی کی بات کو پسند نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس میں فیصلہ فرما دیا ہے اور اس کو آٹھ حصوں میں تقسیم کیا ہے اگر تو بھی ان اقسام میں ہے تو میں تجھے زکوٰۃ کا مال سے دیتا ہوں۔ اور میں نے بھی آپ ﷺ سے زکوٰۃ کا سوال کیا تھا۔

حضور اکرم ﷺ کی انگلیوں میں سے چشمہ ابل پڑا...... رسول اللہ ﷺ نے شروع رات میں سفر اختیار کیا، میں آپ ﷺ کے قریب رہا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم آپ سے الگ بھی ہو جاتے تھے اور پیچھے بھی رہ جاتے تھے ایک وقت ایسا آیا کہ میرے سوا آپ کے پاس کوئی نہ تھا جب نماز فجر کا وقت ہوا تو آپ کے حکم سے میں نے اذان کہی، میں بار بار پوچھتا رہا یا رسول اللہ! اقامت کہوں، آپ مشرق کی جانب دیکھ کر فرماتے ابھی نہیں جب فجر صاف نمودار ہوئی تو آپ ﷺ سواری سے اترے رفع حاجت سے فارغ ہو کر آئے تو آپ کے پاس صحابہ جمع ہو گئے تھے آپ نے پوچھا اے صدائی! کیا پانی موجود ہے؟ عرض کیا تھوڑا سا ہے۔ بقدر کفایت نہیں ہے تو آپ نے فرمایا اس کو ایک برتن میں ڈال کر میرے پاس لاؤ۔ میں نے حکم کی تعمیل کی تو آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس میں رکھ دیا میں نے دیکھا تو آپ کی دو انگلیوں کے درمیان سے چشمہ ابل رہا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر مجھے اللہ عزوجل سے شرم محسوس نہ ہوتی تو ہم بھی پانی پیتے اور برتنوں میں جمع کر لیتے (چونکہ میں سب سے زیادہ حیادار ہوں) تم صحابہ میں اعلان کر دو کہ جس کو پانی کی ضرورت ہو وہ آ جائے چنانچہ میں نے اعلان کیا جس کو ضرورت تھی اس نے لے لیا۔ پھر آپ جماعت کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدائی نے اذان کہی ہے اور جو شخص اذان کہے وہی اقامت کہے۔ صدائی کا بیان ہے پھر میں نے اقامت کہی۔

امارت سے معذرت...... جب رسول اللہ ﷺ نماز فجر سے فارغ ہو گئے تو میں نے دونوں مکتوب پیش کر کے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ان دونوں خطوط سے سبکدوش فرمائیں۔ آپ نے فرمایا تجھے کیا معلوم ہوا؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ مسلمان آدمی کے لئے "امارت" (حکومت) میں کوئی بھلائی اور مفاد نہیں ہے اور میں مسلمان ہوں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں نیز میں نے آپ ﷺ سے سنا تھا آپ سائل کو فرما رہے تھے جو شخص غنی اور دولت مند ہوتے ہوئے لوگوں سے سوال کرتا ہے اس کے لئے یہ سوال سر درد اور پیٹ کی

بیماری ہے۔ میں نے آپ سے "صدقہ" کا سوال کیا تھا حالانکہ میں غنی اور سرمایہ دار ہوں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا بات وہی ہے جو میں نے کہی تو قبول کرو مرضی ہو تو امارت چھوڑ دو۔ عرض کیا میں تو چھوڑتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا اچھا کوئی آدمی بتاؤ جسے میں تمہارا امیر مقرر کروں۔ میں نے آپ کو ایک آدمی کے بارے میں بتایا جو وفد کے ساتھ آیا تھا آپ نے اس کو امیر مقرر کر دیا۔

کنویں پر دعا کرنا...... پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارا کنواں ہے موسم سرما میں تو اس کا پانی زیادہ ہوتا ہے ہم اس پر جمع رہتے ہیں اور موسم گرما میں اس کا پانی کم ہو جاتا ہے تو ہم ادھر ادھر کے چشموں پر رہائش اختیار کر لیتے ہیں اب ہم مسلمان ہو چکے ہیں اور ہمارے اطراف میں ہمارے مخالف غیر مسلم ہیں۔

ہمارے کنویں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہمارا پانی زیادہ رہے اور ہم سب اس پر قیام پذیر رہیں۔ اور ادھر ادھر بکھرے نہ ہوں۔ چنانچہ آپ نے سات کنکریاں منگوائیں اور ان کو ہاتھ میں مسلا اور ان میں خیر و برکت کی دعا کی اور فرمایا ان کنکریوں کو لے جاؤ جب کنویں کے پاس پہنچو تو بسم اللہ پڑھ کر ایک ایک کر کے اس میں ڈال دو۔ صدائی کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کے فرمان کی تعمیل کی۔ بعد ازاں ہم کنویں کی تہہ نہ دیکھ پائے۔ اس حدیث کے ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ میں شواہد موجود ہیں۔ واقدی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے "جعرانہ" سے واپسی کے بعد حضرت قیس بن سعد بن عبادہ کو چار سو افراد کا امیر مقرر کر کے صداء کے علاقہ کو زیر کرنے کے لیے روانہ کیا تو انہوں نے اپنا ایک نمائندہ روانہ کیا اس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ ﷺ میری قوم سے اسلامی لشکر واپس بلا لیں۔ میں ان کے اسلام قبول کرنے کا ذمہ دار ہوں (آپ نے لشکر واپس بلا لیا) تو پھر پندرہ ارکان پر مشتمل ان کا وفد آیا اور حجۃ الوداع میں ان کے سو آدمی شریک ہوئے۔ واقدی نے (ثوری عبدالرحمن بن زیاد بن نعم، زیاد بن نعیم حضرمی، زیاد بن حارث) صدائی رضی اللہ عنہ سے اس کا اذان والا قصہ بیان کیا ہے۔

حارث بن حسان بکری اور بڑھیا...... امام احمد (زید بن حباب، ابو المنذر سلام بن سلیمان نحوی، عاصم بن ابی النجود، ابو وائل) حارث بکری سے روایت کرتے ہیں کہ میں علاء بن حضرمی کے خلاف شکایت کے سلسلے میں رسول اللہ کی خدمت میں جا رہا تھا کہ ربذہ مقام پر ایک بڑھیا ملی بنو تمیم کی جو اپنے قافلے سے پیچھے رہ گئی تھی اس نے کہا اے عبداللہ! مجھے رسول اللہ ﷺ سے ایک کام ہے کیا تم مجھے ساتھ لے جا سکتے ہو تو میں نے اس کو اپنے ساتھ سوار کر لیا میں مسجد میں آیا تو مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ سیاہ جھنڈا لہرا رہا ہے اور حضرت بلال رسول اللہ ﷺ کے سامنے تلوار لٹکائے کھڑا ہے۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ لوگوں نے بتایا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو روانہ کرنا چاہتے ہیں۔ میں وہاں بیٹھ گیا جب رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لے گئے تو میں نے اجازت طلب کی اجازت کے بعد میں نے آپ کے پاس جا کر سلام عرض کیا تو آپ نے پوچھا تمہارے اور بنی تمیم کے درمیان کچھ ان بن ہے؟ عرض کیا جی ہاں! ہم نے ان کو شکست سے دوچار کیا ہے۔ میں بنی تمیم کی بڑھیا کے پاس سے گزر رہا تھا وہ قافلہ سے پیچھے رہ گئی تھی اس نے مجھ سے آپ کے پاس پہنچنے کا سوال کیا تھا وہ دروازہ پر آپ کی منتظر ہے۔ سو وہ آئی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ہمارے اور بنو تمیم کے درمیان حد فاصل مقرر کرنا چاہتے ہیں تو "دہنا" کو حد فاصل بنا دیجئے۔ یہ سن کر بڑھیا بے حد غصے کے مارے لال پیلی ہو گئی اور اس نے اس کی بات کاٹ دی، کہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ آپ اپنے مضر قبیلہ کو کہاں مجبور کر رہے ہیں۔

وافد عاد کی مثال...... میں نے عرض کیا میری مثال تو پہلے لوگوں کی مثال ہے کہ "بکری اپنی موت کو اٹھا لائی"۔ میں اس کو سوار کر لایا کیا معلوم تھا کہ یہ میرے خلاف ہو گی۔ میں اللہ اور اس کے رسول سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں عاد کے پیغامبر ساتھی "وافد عاد" کی طرح ہوں۔ اس نے پوچھا اور "وافد عاد" کیا ہے؟ وہ اس واقعہ سے خوب آگاہ تھے لیکن وہ مجھ سے سننا چاہتے تھے۔ میں نے کہا قوم عاد قحط سالی میں مبتلا تھی انہوں نے قیل (بن عنز) کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا وہ (مکہ میں) معاویہ بن بکر کا ایک ماہ مہمان رہا وہ اس کو شراب پلاتا اور اس کے پاس دو لونڈیاں جرادتان گاتی تھیں۔ جب ایک ماہ گزر گیا تو "مہرہ" پہاڑوں کے پاس سے گزر کر اس نے دعا کی اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں کسی مریض کے علاج کے لئے نہیں

آیا کہ اس کا علاج کروں نہ کسی قیدی کو چھڑانے کی غرض سے آیا ہوں کہ اس کا فدیہ ادا کروں الٰہی! تو قوم عاد پر جو بارش بھی برسانا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس کے پاس سے افق پر سیاہ بادل نمودار ہوئے تو فلک سے آواز آئی ان میں سے پسند کرو تو اس نے ان میں سے سیاہ بادل کی طرف اشارہ کیا اور پھر آواز آئی (تم نے اس کو پسند کیا ہے) اس کو پسند کر لے یہ جلا کر راکھ کر دینے والا ہے عاد کی کسی فرد کو بھی نہیں چھوڑے گا میں نے سنا ہے کہ انگوٹھی کے حلقے کے برابر ان پر ہوا کا دھانہ کھلا اور وہ سب ہلاک ہو گئے۔ ابو وائل راوی کا بیان ہے کہ اس نے سچ کہا کہ جب کوئی اپنا وفد روانہ کرتا تو اسے نصیحت کرتا کہ عاد کے وفد کا طریقہ نہ اختیار کرے۔

تنبیہ: ..... اس روایت کو ترمذی اور نسائی نے ابو منذر سلام بن سلیمان نحوی سے بیان کیا ہے اور ابن ماجہ نے (ابوبکر بن ابی شیبہ، ابوبکر بن عیاش، عاصم بن ابی النجود) یہ حدیث بکری سے بیان کی ہے۔ درمیانی راوی ابو وائل کا ذکر نہیں کیا۔ امام احمد نے بھی (ابوبکر بن عیاش از عاصم) از حارث روایت کی ہے اور درست بھی یہی ہے کہ عاصم اور حارث کے درمیان ابو وائل راوی کا واسطہ ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

حضور ﷺ کی خاص دعا ..... بیہقی (ابو عبداللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوسی، ابو جعفر محمد بن محمد بن عبداللہ بغدادی، علی بن جعد، عبدالعزیز بن محمد بن یونس، ابو مریم، ابو خالد یزید اسدی، عون بن ابی جحیفہ، عبدالرحمٰن بن علقمہ ثقفی) عبدالرحمٰن بن ابی عقیل سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے روانہ ہوا ہم مدینہ میں آئے اور مسجد نبوی کے دروازے پر سواریاں بٹھا دیں۔ جس شخص کی ملاقات کے لئے ہم جا رہے تھے وہ سب لوگوں سے زیادہ ہمیں ناپسند تھا اور جب ملاقات سے واپس آئے تو وہ سب دنیا سے پسندیدہ تھے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ نے سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت کی طرح اللہ سے بادشاہت کا سوال کیوں نہ کیا تو آپ نے مسکرا کر فرمایا ممکن ہے تمہارا نبی اللہ کے ہاں سلیمان کی نسبت سے بھی افضل ہو اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ایک مخصوص دعا عطا کی ہے۔ بعض نے اس کو دنیا کیلئے استعمال کر لیا اور اسے مل گئی بعض نے اپنی قوم کے خلاف استعمال کی وہ ہلاک ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے دعا مستجاب عطا کی میں نے اس کو بروز قیامت اپنی امت کی سفارش کیلئے محفوظ رکھا ہے۔

طارق بن عبداللہ اور اس کے رفقا کی آمد ..... یونس بیہقی (ابو جناب کلبی، جامع بن شداد محاربی) طارق بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں "ذی المجاز" بازار میں تھا کہ ایک آدمی وہاں پہنچے ہوئے آیا اس نے کہا اے لوگو! لا الٰہ الا اللہ کہو کامیاب ہو جاؤ گے اور ایک آدمی اس کے پیچھے سے پتھر مار رہا تھا اور وہ کہہ رہا تھا اے لوگو! اسے جھٹلاؤ یہ جھوٹا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو معلوم ہوا یہ ہاشمی ہے جو خود کو اللہ کا رسول خیال کرتا ہے۔ پھر پوچھا یہ مارنے والا کون ہے؟ معلوم ہوا کہ اس کا چچا عبدالعزیٰ (ابولہب) ہے۔ جب اکثر لوگ مسلمان ہو کر ہجرت کرنے لگے تو ہم بھی ربذہ سے مدینہ کی کھجوریں خریدنے آئے جب مدینہ کے باغات اور نخلستان کے قریب آئے تو ہمارا خیال ہوا اگر لباس تبدیل کر لیں تو اچھا ہے۔ ایک آدمی نظر آیا وہ معمولی لباس میں پہنچے ہوئے تھے اس نے سلام کیا اور پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ عرض کیا ربذہ سے۔ پھر پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ عرض کیا مدینہ کا۔ پھر پوچھا وہاں تمہیں کیا ضرورت ہے؟ عرض کیا مدینہ کی کھجوریں۔ اس کا بیان ہے کہ ہمارے ساتھ ایک شتر سوار خاتون تھی اور ایک سرخ اونٹ تھا تو اس نے پوچھا کیا یہ اونٹ فروخت کرو گے؟ عرض کیا ہاں اتنی کھجوروں کے عوض۔ اس نے ہم سے قیمت میں کوئی کمی کا سوال نہ کیا اور اونٹ کی مہار پکڑ کر لے گیا۔ جب وہ مدینہ کی دیواروں اور باغات میں اوجھل ہو گیا تو ہم نے کہا ہم نے اچھا نہیں کیا ہم نے کسی معروف آدمی سے سودا کیا اور نہ ہی اس سے قیمت لی۔ راوی کا بیان ہے کہ جو شتر سوار خاتون ہمارے ساتھ تھی اس نے کہا اللہ کی قسم! میں نے ایسا آدمی دیکھا ہے کہ اس کا چہرہ بدر منیر کا ٹکڑا ہے۔

تمہارے اونٹ کی قیمت کی میں کفیل اور ضامن ہوں۔ یکایک وہ آدمی آیا اور اس نے اپنا تعارف کرایا کہ میں تمہاری طرف رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں یہ تمہاری کھجوریں ہیں کھاؤ اور پیٹ بھر کر کھاؤ، ماپ لو اور پوری کر لو۔ ہم نے ماپ کر لیں اور پوری پا لیں۔ پھر ان سے کھجوریں کھائیں پھر ہم مدینہ میں آئے اور مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو وہ صاحب منبر پر لوگوں کو خطاب فرما رہے تھے ہم نے آپ کے خطبہ کے یہ الفاظ سنے صدقہ و خیرات کیا

کہ صدقہ کرنا تمہارے لئے بہتر ہے اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے دینے والا لینے والے سے افضل ہے اپنی والدہ، والد، بہن بھائی اور عزیز و اقارب کو دو۔ اچانک بنی یربوع یا انصار میں سے ایک آدمی آیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جاہلیت میں ان کے ذمہ ہمارا خون اور قتل ہے تو آپ نے تین بار فرمایا کسی والد کے ظلم کا مواخذہ اس کی اولاد پر نہ ہوگا اور وہ خیانت و قصور میں نہ پکڑا جائے گا۔ امام نسائی نے صرف فضیلت صدقہ کی حدیث یوسف بن عیسیٰ از فضل بن موسیٰ از یزید بن زیاد بن ابی الجعد از جامع بن شداد از طارق محاربی سے روایت کی ہے۔ نیز حافظ بیہقی نے (ابو بکر، احمد بن عبد الجبار، یونس بن بکیر، یزید بن زیاد) از جامع بن محارق سے پوری طویل روایت نقل کی ہے جیسے کہ بیان ہو چکا ہے اس میں ہے کہ عورت نے کہا ایک دوسرے کو ملامت نہ کرو میں نے ایسے مرد کا چہرہ دیکھا ہے کہ وہ دھوکا اور خیانت نہ کرے گا۔ میری دانست میں اس کا چہرہ بدر منیر کی طرح سا ہے۔

علاقہ معان کے حکمران فروہ رضی اللہ عنہ بن عمرو جذامی کے قاصد کی آمد ...... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ فروہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن نافرہ جذامی و نفاثی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے اسلام قبول کرنے کی اطلاع کے لئے قاصد ارسال کیا اور سفید خچر کا تحفہ پیش کیا۔ فروہ عرب کے ملحقہ علاقے پر مملکت روم کا گورنر تھا اس کا پایہ تخت معان علاقہ شام میں تھا جب شاہ روم کو اس کے مسلمان ہونے کی اطلاع پہنچی تو اس نے اس کو طلب کر کے اپنے پاس قید کر لیا اور اس نے اپنے قید خانہ میں کہا۔

فروہ رضی اللہ عنہ کے اسیری میں کہے گئے اشعار:

طرقت سليمى موهنا أصحابي
والروم بين الباب والقروان
صد الخيال وساءه ما قد رأى
وهممت أن أغفى وقد أبكاني
لا تكحلن العين بعدي إثمدا
سلمى ولا تدين للإتيان
ولقد علمت أبا كبيشة أنني
وسط الأعزة لا يحص لساني

"رات کے آخری حصہ میں سلمیٰ کا تصور آیا میرے ساتھیوں کے ہمراہ اور رومی دروازے اور بڑے حوضوں کے درمیان حائل تھے۔ خیال منقطع ہو گیا اور اس کو منظر نے غمناک کر دیا میں نے ہلکی نیند کا ارادہ کیا اور اس نے رلا دیا۔ اے سلمیٰ! میرے بعد آنکھوں میں سرمہ لگا اور نہ آنے کے لئے رسوائی برداشت کر۔ ابو کبیشہ! تجھے معلوم ہے کہ میں اپنے عزیز و اقارب میں معزز ہوں، میری بات کی مخالفت نہیں ہوتی"۔

فلئن هلكت لتفقدن أخاكم
ولئن بقيت لتعرفن مكاني
ولقد جمعت أجل ما جمع الفتى
من جودة وشجاعة وبيان

"اگر میں شہادت پالوں تو تم اپنے بھائی کو گم پاؤ گے۔ اگر میں زندہ رہا تو تم میری قدر و منزلت پہچان لیں گے۔ میں نے سخاوت، شجاعت اور فصاحت کی عمدہ خوبیاں جن سے کوئی نوجوان آراستہ ہوتا ہے اپنے اندر جمع کر لی تھیں"۔

قتل کے وقت فروہ رضی اللہ عنہ کے اشعار …… ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب رومیوں نے فلسطین میں چشمہ عفری کے پاس ان کے قتل کا ارادہ کرلیا تو انہوں نے کہا:

الا هل اتى سلمى بان حليلها
على ماء عفرى فوق احدى الرواحل
على ناقة لم يضرب الفحل امها
مشذبة اطرافها بالمناجل

"کیا سلمیٰ کو یہ خبر ہوگئی ہے کہ اس کا شوہر عفری کے چشمہ پر ایک اونٹنی پر سوار ہے ایسی اونٹنی کہ نر نے اس کی ماں سے جفتی نہیں کی کیونکہ اس کے پہلو درانتیوں سے کاٹے گئے ہیں"۔

بقول امام زہری جب ان کو قتل گاہ میں لایا گیا تو انہوں نے کہا:

بلغ سراة المسلمين باننی سلم لربی اعظمی ومقامی

"مسلمانوں کے سرداروں کو بتادو کہ میری ہڈیاں اور میرا قیام سب میرے رب کے لیے ہے، پھر انہوں نے ان کی گردن کاٹ کر اسی چشمہ پر قتل کردیا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ وجعل الجنة مثواہ

دجال کے بارے میں خبر …… ابو عبداللہ کاتب علی بن محمد بن عمرو بن مروزی بیان کرتے ہیں (ابوبکر محمد بن احمد بن حسن قاضی، ابو علی احمد بن محمد بن زید، غسان، یحییٰ بن معین، عمرو بن علی و سہل بن عثمان، سلیمان بن عبداللہ بن برید، شعبی) فاطمہ بنت قیس سے روایت کرتے ہیں کہ تمیم داری رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے بتایا کہ انہوں نے سمندر کا سفر کیا اور ان کی کشتی بھٹک گئی اور وہ ایک جزیرہ میں جا اترے اور اس میں پانی کی تلاش میں نکلے تو ایک طویل بالوں والے انسان سے ملاقات ہوئی۔ اس سے پوچھا تو کون ہے؟ تو اس نے کہا میں "جساسہ" ہوں، ہم نے پوچھا تو اس نے کہا میں تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گی، تم اس جزیرہ میں چلے جاؤ۔ چنانچہ ہم وہاں گئے تو وہاں ایک آدمی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے، اس نے پوچھا تم کون ہو؟ ہم نے کہا عرب لوگ ہیں۔ تو اس نے پوچھا کیا تم میں نبی مبعوث ہوا ہے؟ اس کا کیا حال ہے؟ ہم نے بتایا ہاں، اور لوگ اس پر ایمان لا چکے ہیں اور اس کی تصدیق کی ہے اور اس کی اتباع کی ہے۔ تو اس نے کہا یہ ان کے لیے بہتر ہے۔ پھر اس نے پوچھا کیا تم مجھے چشمہ زغر کے بارے میں بتاؤ گے؟ ہم نے اس کے بارے میں بتایا تو خوشی کے مارے اچھل پڑا، قریب تھا کہ وہ پھاند جائے۔ پھر اس نے پوچھا بیسان کے نخلستان کا کیا حال ہے؟ کیا وہ ابھی تک بار آور ہے؟ ہم نے اسے بتایا کہ بار آور ہے۔ تو اس نے پھر خوشی سے چھلانگ لگائی۔ پھر اس نے کہا اگر مجھے باہر نکلنے کی اجازت مل جائے تو میں طیبہ کے علاوہ سارے علاقوں کو پامال کردوں گا۔ فاطمہ بنت قیس کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تمیم داری کو لوگوں کے سامنے پیش کیا اور انہوں نے یہ قصہ لوگوں کو بتایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا طیبہ یہی مدینہ ہے اور یہی دجال ہے۔ یہ حدیث امام احمد، امام مسلم اور اصحاب سنن نے بھی متعدد اسناد سے عامر شعبی کی معرفت فاطمہ بنت قیس سے نقل کیا ہے اور امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ ام المؤمنین کی روایت سے اس کا شاہد بیان کیا ہے۔ عنقریب کتاب الفتن میں اس حدیث کی جملہ اسناد و متن بیان ہوں گے۔ واقدی نے تمیم قبیلے کے داری وفد کا ذکر کیا ہے وہ دس افراد پر مشتمل تھا۔

بنی اسد کا وفد …… واقدی نے اس طرح بیان کیا ہے کہ سنہ ۹ ھ کے آغاز میں بنی اسد کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور وہ دس افراد پر مشتمل تھا ضرار بن ازور، وابصہ بن معبد، طلیحہ (جس نے نبوت کا دعویٰ کیا پھر مسلمان ہوگیا اور اس کا ایمان پختہ تھا) اور نقادہ بن عبداللہ بن خلف وفد میں شامل تھے۔ ان کے رئیس حضرمی بن عامر نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم قحط سالی کے زمانے میں تاریک راتوں میں چلتے ہوئے آپ کی خدمت میں خود حاضر ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے ہماری طرف کسی کو نہیں بھیجا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی (۴۹ – ۱۷) یہ لوگ اسلام کا احسان تم پر جتاتے ہیں۔ ان سے کہہ دیجئے کہ اپنے مسلمان ہونے کا احسان مجھ پر نہ رکھو، بلکہ اللہ تعالیٰ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تم کو ایمان کا راستہ دکھایا اگر تم سچے مسلمان ہو۔

بنی زنیہ سے بنی رشدہ ۔۔۔ ان میں ایک قبیلہ "بنی زنیہ" بھی تھا آپ نے ان کا نام "بنی رشدہ" تبدیل کردیا۔ رسول اللہ ﷺ نے عمارہ بن عبداللہ بن عقبہ سے ایک اونٹنی مانگی جو سواری کے لئے عمدہ ہو۔ وہ اپنے چچا کے بیٹے کے پاس گیا۔ انہوں نے اپنے ریوڑ میں تلاش کی اور ایک اونٹنی نہ پائی۔ پھر اپنے بھائی سے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس کو دوہنے کا ارشاد فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے اس کے دودھ میں سے پیا اور جو بچا وہ اس کو پلایا اور آپ ﷺ نے دعا فرمائی: یا اللہ! اس اونٹنی میں برکت فرما اور جس نے تحفہ بھیجا اس کے دین و دولت میں بھی۔ (عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اور لانے والے کے مال و دولت میں بھی) اور جو اس کو لایا ہے اس کے دین و دولت میں بھی۔

بنی عبس کا وفد۔۔۔۔ واقدی کہتے ہیں کہ وہ نو افراد تھے واقدی نے ان کے نام بتائے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو مخاطب کرکے فرمایا میں تمہارا دسواں ہوں اور آپ ﷺ نے طلحہ بن عبیداللہ کو حکم دیا اس نے ان کو جھنڈا باندھ کر دیا اور ان کا "شعار اور مخصوص تعارف" "یا عشرہ" کے عنوان کے تحت بیان ہو چکا ہے) کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا ان کی کوئی اولاد نہیں ۔۔۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے ان کو روانہ کیا کہ وہ شام سے آنے والے قریش کے تجارتی قافلہ کی گھات میں رہیں۔ اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا وفد فتح مکہ سے پہلے آیا تھا واللہ اعلم۔

سترہ افراد پر مشتمل بنی فزارہ کا وفد۔۔۔ واقدی عبداللہ بن محمد بن عمر جمحی کی معرفت ابو وجزہ سعدی سے روایت کرتے ہیں کہ ۹ھ میں غزوہ تبوک سے رسول اللہ ﷺ واپس آئے تو بنی فزارہ کا سترہ افراد کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جو مریل اونٹوں پر سوار تھا اور اسلام کا معترف تھا ان میں خارجہ بن حصن اور حارث بن قیس بن حصن بھی موجود تھا۔

دعا کی درخواست۔۔۔ ان سے رسول اللہ ﷺ نے ان کے علاقہ کا حال معلوم کیا تو ان میں سے ایک نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارا علاقہ قحط زدہ ہے مال مویشی ہلاک ہو گئے ہیں۔ باغات خشک ہو گئے ہیں اور اہل و عیال بھوکے ہیں آپ ہمارے لئے دعا فرمائیں تو رسول اللہ ﷺ نے منبر پر چڑھ کر دعا فرمائی:

اللھم اسق بلادک وبھائمک وانشر رحمتک واحی بلدک المیت

"یا اللہ! اپنے علاقہ پر اور مال مویشی پر بارش برسا اور اپنی رحمت پھیلا اور اپنے بے آباد اور بے آب علاقہ کو زندگی بخش۔"

اللھم اسقنا غیثا مغیثا مریئا مریعا طبقا واسعا عاجلا غیر آجل نافعا غیر ضار

"یا اللہ! ہم پر بارش برسا مدد کرنے والی خوشگوار خوشحالی لانے والی موسلا دھار تمام زمین کو گھیرنے والی جلدی ہونے والی دیر سے نہ ہو، فائدہ مند ہو نقصان دہ نہ ہو۔"

اللھم اسقنا سقیا رحمۃ ولا سقیا عذاب ولا ھدم ولا غرق ولا محق

"الٰہی! رحمت کی بارش ہو عذاب کی بارش نہ ہو ڈھا جانے والی نہ ہو غرق کرنے والی نہ ہو مٹا دینے والی نہ ہو۔"

اللھم اسقنا الغیث وانصرنا علی الاعداء

"یا اللہ! بارش برسا اور دشمن پر مدد فرما۔"

دعا کی قبولیت۔۔۔ چنانچہ دعا کے بعد بارش ہوئی اور ہفتہ بھر آسمان ابر آلود رہا اور خوب مسلسل موسلا دھار بارش ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے منبر پر چڑھ کر دعا فرمائی:

اللھم حوالینا ولا علینا علی الآکام والظراب وبطون الاودیۃ ومنابت الشجر

"یا اللہ! ہمارے گرد و نواح پر برسا اور ہم پر نہ برسا، چھوٹے چھوٹے پہاڑوں پر، وادیوں کے اندر اور درختوں کے اگنے کے مقامات پر۔"

دعا کے بعد سے خدا کے حکم سے قحط سے اہل بہت کچھ بچا کچھ بچا ہوا ہے۔

بنی مرہ کا وفد اور حارث بن عوف کی آمد..... واقدی کہتے ہیں کہ تبوک سے واپسی کے بعد ۹ھ میں یہ وفد آیا، اس کے ۱۳ ارکان تھے جن میں حارث بن عوف بھی شامل تھا نبی علیہ السلام نے ہر ایک کو دس دس اوقیہ چاندی کا عطیہ دیا اور حارث بن عوف کو بارہ اوقیہ۔ انہوں نے ذکر کیا کہ ہمارا علاقہ قحط زدہ ہے تو آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی اللھم اسقھم الغیث (یعنی الٰہی ان پر بارش برسا) جب وہ اپنے وطن واپس لوٹے تو معلوم ہوا کہ جس روز رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اسی روز بارش ہوئی۔

بنی ثعلبہ کے وفد کی آمد..... واقدی محمد بن ابراہیم سے بحوالہ بنی ثعلبہ سے روایت کرتا ہے کہ ۸ھ میں جب رسول اللہ ﷺ جعرانہ سے واپس آئے تو ہمارا چار افراد کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ ہم اپنی باقی ماندہ قوم کے نمائندہ ہیں اور وہ اسلام کے ماننے والے ہیں چنانچہ آپ نے ہماری ضیافت اور مہمانی کا حکم دیا ہم وہاں چند روز ٹھہرے پھر "الوداع" کہنے گئے تو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان کو بھی عطیہ دے جیسا کہ "وفود" کو عطیہ دیا کرتا ہے چنانچہ وہ چاندی کا ایک بڑا سا ٹکڑا لایا اور ہر فرد کو پانچ اوقیہ چاندی عطا کی اور بتایا کہ ہمارے پاس اور کچھ موجود نہیں اور ہم وطن واپس چلے آئے۔

بنی محارب کا وفد..... واقدی نے محمد بن صالح کی معرفت ابو وجزہ سعدی سے نقل کیا ہے کہ حجۃ الوداع ۱۰ھ میں بنی محارب کا دس افراد کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ان میں سواء بن حارث اور اس کا بیٹا خزیمہ بن سواء بھی شامل تھا وہ رملہ بنت حارث کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے حضرت بلال رضی اللہ عنہ صبح شام ان کا کھانا لایا کرتے تھے وہ مسلمان ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ ہم اپنے باقی ماندہ لوگوں کے اسلام کے ذمہ دار ہیں۔

دل اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں..... میلوں اور موسم حج میں ان سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کا کوئی مخالف اور سخت گیر اور بدکلام نہ تھا وفد کے ارکان میں ایک ایسا شخص تھا جس کو رسول اللہ ﷺ نے پہچان لیا اور فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے مجھے زندگی بخشی یہاں تک کہ تو نے تصدیق کی اور فرمایا: یہ دل اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں۔

خزیمہ بن سواء کے چہرے کا سفید ہو جانا..... اور رسول اللہ ﷺ نے خزیمہ بن سواء کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور وہ سفید ہو گیا اور ان کو عطیہ سے نوازا جیسا کہ وفود کو عطیہ دیا کرتے تھے پھر وہ وطن واپس چلے آئے۔

بنی کلاب کا وفد..... واقدی کہتے ہیں کہ بنی کلاب کا تیرہ افراد پر مشتمل وفد ۹ھ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا ان میں لبید بن ربیعہ شاعر اور جبار بن سلمیٰ بھی شامل تھے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور لبید شاعر کا باہمی دوستانہ تھا، حضرت کعب نے ان کو خوش آمدید کہا اور ان کو عزت و اکرام سے تحفہ پیش کیا۔ وفد کے ارکان، حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے "اسلامی طرز" پر سلام کہا اور انہوں نے عرض کیا کہ ضحاک بن سفیان کلابی نے ان میں کتاب و سنت (جس کی تبلیغ کا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے) کی اشاعت کا کام کیا ہے اور اس نے اللہ کے دین کی طرف دعوت دی ہے۔ انہوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور ضحاک نے ان کے مالداروں سے زکوٰۃ لے کر فقراء اور ضرورت مند لوگوں میں تقسیم کر دی ہے۔

بنی رواس بن کلاب کا وفد..... واقدی کہتے ہیں کہ عمرو بن مالک بن قیس بن بجید بن رواس بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور مسلمان ہو گیا پھر وہ وطن واپس چلا گیا اور ان کو اللہ کے دین کی دعوت دی تو انہوں نے کہا جب تک ہم بنی عقیل سے اپنے مقتولوں کا بدلہ نہ لے لیں ہم اسلام قبول نہ کریں گے۔ چنانچہ بنی رواس اور بنی عقیل کی باہمی لڑائی ہوئی اور اس لڑائی میں عمرو بن مالک نے

بنی عقیل کا ایک آدمی وردان۔ اس کا بیان ہے کہ میں اپنے ہاتھ باندھ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (اور آپ کو میرے باپ کے قتل کی اطلاع پہنچ چکی تھی) اور آپ ﷺ نے فرمایا تھا اگر وہ میرے پاس آیا تو میں اس کے ہاتھ کی کڑی اور زنجیر دل پر رکھوں گا۔

عمرو بن مالک سے حضور اکرم ﷺ کا اظہار ناراضگی . جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مسنون سلام کہا تو سلام کا جواب نہ دیا اور منہ پھیر لیا دوبارہ میں آپ کی دائیں جانب سے آیا تو پھر بھی منہ پھیر لیا بائیں طرف سے آیا تو پھر بھی منہ پھیر لیا اور پھر سامنے سے آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ بیشک اللہ عزوجل درگزر کرنے کو پسند کرتا ہے اور راضی ہو جاتا ہے۔ آپ مجھ سے راضی ہو جائیں اللہ آپ سے راضی ہوگا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں راضی ہو گیا۔

عقیق بنی عقیل . . واقدی کہتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے ان کو "عقیق بنی عقیل" بطور جاگیر عطا کر دی۔ اس علاقہ میں کھجوروں کے باغات اور چشمے ہیں اور آپ ﷺ نے ان کے بارے میں ایک وثیقہ لکھ دیا۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم یہ جاگیر محمد رسول اللہ ﷺ نے ربیع، مطرف اور انس رضی اللہ عنہم کو عطا کر دی ہے۔ ان کو عقیق کی جاگیر عطا کر دی ہے جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں زکوٰۃ ادا کرتے رہیں اور اطاعت و فرمانبرداری کرتے رہیں۔ ان کو کسی مسلمان کا حق نہیں دیا اور یہ مکتوب اور وثیقہ مطرف کے پاس ہے۔ نیز رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لقیط بن عامر منتفق بن عامر بن عقیل ابو رزین عقیلی آیا اور آپ نے اس کو چشمہ نظیم عطا فرمایا۔ یہ مفصل قصہ بھی گزر چکا ہے۔ وللہ الحمد والمنۃ۔

بنی قشیر بن کعب کا وفد . . . یہ غزوہ حنین اور حجۃ الوداع سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اس وفد میں قرہ بن ہبیرہ بن عامر بن سلمۃ الخیر شامل تھا۔ وہ مسلمان ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو عطیہ سے نوازا اور اسکو ایک چادر پہنائی۔ قوم کے صدقات پر عامل مقرر کیا۔ اس نے واپسی کے وقت کہا۔

قرہ بن ہبیرہ کے اشعار

حباها رسول الله اذ نزلت به
وامكنها من نائل غير منفد
فاضحت بروض الخضر وهي حثيثة
وقد انجحت حاجاتها من محمد
عليها فتى لا يردف الذم رحله
يروى لامر العاجز المتردد

"رسول اللہ ﷺ نے اس کو نوازا جب وہ سواری آپ کے پاس آئی اور اس کو نہ ختم ہونے والا عطیہ دیا۔ اور یہ سرسبز باغ میں تیز چلتی ہے اور تیز رفتار ہے اور اس نے اپنی ضروریات محمد ﷺ سے پوری کر لی ہیں۔ اس پر ایک جوان سوار ہے جو مذمت والی بات اس کے قریب بھی نہیں آنے دیتا جو عاجز اور پریشان حال کے معاملات میں غور و فکر کرتا ہے"۔

بنی البکاء کا وفد اور حضور ﷺ کا عطیہ . . . مذکور ہے کہ یہ وفد ۹ھ میں آیا اور یہ تین افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں معاویہ بن ثور بن معاویہ بن عبادہ بن البکاء بھی شامل تھا۔ وہ اس وقت سو سال کا تھا اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا بشر بھی تھا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو چھو کر اپنے ہاتھ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور میرا یہ بیٹا میرے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے آپ اس کے چہرے پر ہاتھ پھیر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور اس کو عطیہ بکریاں عطا کیں اور برکت کی دعا فرمائی۔ بعد ازاں قحط اور تنگ سالی کی مصیبت سے محفوظ

رہے محمد بن بشر بن معاویہ نے اس بارے کہا:

محمد بن بشر بن معاویہ کے اشعار:

وأبي الذي مسح الرسول برأسه
ودعا له بالخير والبركات
أعطاه أحمد إذ أتاه أعنزا
عفرا نواحل لسن باللجبات
يملأن رفد الحي كل عشية
ويعود ذاك الملء بالغدوات
بورك من منح وبورك مانحا
وعليه مني ما حييت صلاتي

"میرا والد وہ ہے جس کے سر پر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ پھیرا اور اس کے لئے خیر و برکات کی دعا کی۔ احمد نبی نے اس کو عطیہ دیں سفید بکریاں "اعنز" کہ وہ دبلی نہیں وہ ہر شام قبیلے کے وفد کو "دودھ" سے بھر دیتی تھیں اور یہی فراوانی صبح کو ہوتی ہے۔ مبارک عطیہ ہے اور عطیہ دینے والا بھی مبارک ہے جب تک میں زندہ ہوں اس پر میری طرف سے سلام ہے۔"

وفد کنانہ ...... واقدی نے اپنی اسانید سے روایت کی ہے کہ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ بن الاسقع رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ غزوہ تبوک کے لئے تیاری کر رہے تھے۔ وہ آپ ﷺ کے ہمراہ فجر کی نماز پڑھ کر اپنی قوم کے پاس چلے گئے اور ان کو رسول اللہ ﷺ کے عزم و ارادے سے آگاہ کیا تو ان کے والد نے کہا خدا کی قسم میں تجھے کبھی سواری نہ دوں گا۔

واثلہ بن الاسقع کی بہن کا مسلمان ہونا ...... ان کی بہن نے ان کی یہ بات سنی تو وہ مسلمان ہو گئی اور ان کو سامان سفر دے کر روانہ کر دیا یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کعب بن عجرہ کے اونٹ پر سوار ہو کر تبوک چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے واثلہ کو اکیدر دومہ کی طرف حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا تھا۔ جب وہ واپس آئے اور واثلہ نے کعب بن عجرہ کو شرط کے مطابق مال غنیمت میں سے حصہ پیش کیا تو کعب نے کہا میں نے تو آپ کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر سواری دی تھی۔

اشجع کا وفد ...... واقدی کہتے ہیں کہ ۵ ھ میں غزوہ احزاب کے سال اشجع کے قبیلے کے سو مکان کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ان کا رئیس مسعود بن رخیلہ تھا۔ "شعب سلع" میں مقیم ہوئے رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے اور ان کو کھجور کے تھیلے دینے کا حکم دیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ غزوہ بنی قریظہ سے جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہو چکے تو ان کا سات سو افراد کا وفد آیا رسول اللہ ﷺ نے ان سے صلح کر لی اور وہ وطن واپس لوٹ گئے۔ اس کے بعد وہ مسلمان ہو گئے۔

وفد باہلہ ...... فتح مکہ کے بعد باہلہ کا رئیس مطرف بن کاہن آیا اور مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم کے لئے امن و امان حاصل کیا اور آپ ﷺ نے ان کو ایک مکتوب لکھ دیا اس میں اسلام کے فرائض اور مسائل بیان تھے۔ یہ مکتوب حضرت عثمان بن عفان نے تحریر کیا۔

بنی سلیم کا وفد ...... قبیلہ بنی سلیم کا ایک آدمی قیس بن نسیبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اس نے آپ ﷺ کا کلام سنا اور کچھ مسائل پوچھے آپ نے ان کا جواب دیا اس نے یہ سب جوابات ذہن نشین کر لئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت پیش کی تو وہ مسلمان ہو گیا اور اپنی

تم بنی تمیم کو جا کر بتاؤ کہ میں نے روم کے ترجمان فارس کے ترجمان عرب کے اشعار کاہنوں کی کہانت اور شاہان حمیر کا کلام سنا ہے محمد ﷺ کا کلام ان کے کلام کے جیسا نہیں ہے تم میری بات مانو اور اپنا حصہ لے لو۔ یہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ کو "قدید" مقام پر ملے۔ یہ سات سو تھے یا ایک ہزار ان میں سے عباس بن مرداس کے علاوہ سر برآوردہ اور اعیان کی ایک جماعت تھی وہ مسلمان ہوئے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمیں فتح کے مقدمہ میں رکھیں اور ہمارا علم سرخ رنگ کا ہو اور ہمارا شعار (مخصوص علامت) "مقدم" ہو آپ ﷺ نے ان کی بات مان لی۔ چنانچہ یہ لوگ فتح کی طائف اور غزوہ حنین میں شامل ہوئے۔

غاوی بن عبد العزیٰ...... راشد بن عبد ربہ سلمی بت کو پوجنے والا تھا۔ اس نے ایک روز بت دیکھا کہ اس پر دو لومڑ پیشاب کر رہے ہیں تو اس نے کہا:

ارب یبول الثعلبان برأسه لقد ذل من بالت علیه الثعالب

"کیا وہ رب ہو سکتا ہے جس کے سر پر دو لومڑ پیشاب کریں جس پر لومڑ پیشاب کریں وہ ذلیل ہو جاتا ہے"۔

پھر اس نے ضرب لگا کر بت کو توڑ دیا پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور مسلمان ہو گیا رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے اس نے کہا غاوی بن عبد العزیٰ تو آپ نے فرمایا بلکہ تیرا نام ہے راشد بن عبد ربہ اور اس کو موضع رہاط جاگیر میں دیا گیا جس میں "عین الرسول" نامی چشمہ جاری ہے۔ یہ قبیلہ بنی سلیم کا بہترین شخص ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو جھنڈا دیا اور فتح مکہ وغیرہ غزوات میں شریک ہوا۔

بنی ہلال بن عامر کا وفد...... عبد عوف بن اصرم وفد میں شامل تھا وہ مسلمان ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام عبد اللہ رکھ دیا۔ قبیصہ بن مخارق بھی شامل تھا جس کی "صدقات" میں روایت مروی ہے۔ زیاد بن عبد اللہ بن مالک بن بجیر بن ہدم بن رویبہ بن عبد اللہ بن ہلال بن عامر رضی اللہ عنہ بھی شامل ہوا اس نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حارث ام المؤمنین کے گھر کا رخ کیا اور اس کے پاس چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ گھر آئے تو دیکھ کر ناراض ہوئے اور گھر سے واپس لوٹ کر چلے گئے۔ پھر آئے تو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ میرا بھانجا ہے پھر آپ ﷺ اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر چلے آئے نماز ظہر پڑھی اور زیاد کو قریب کر کے اس کے لئے دعا کی اور اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر ناک تک پھیرا۔ بنی ہلال کہتے تھے ہم اس کے چہرے میں برکت کے آثار محسوس کرتے رہے۔ کسی شاعر نے زیاد بن عبد اللہ کے بیٹے علی کے بارے کہا:

یا ابن الذی مسح الرسول برأسه
ودعا له بالخیر عند المسجد
أعنی زیادا لا أرید سواده
من غائر أو متهم أو منجد
ما زال ذاک النور فی عرنینه
حتی تبوأ بیته فی ملحد

"بے شک وہ شخص جس کے سر پر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ پھیرا اور مسجد میں اس کے لئے دعائے خیر کی۔ اس سے میری مراد صرف زیاد ہے نشیبی علاقہ، وادی تہامہ یا نجد کی طرف جانے والا نہیں۔ اس کی ناک میں یہ نور ہمیشہ رہا یہاں تک کہ وہ قبر میں دفن ہو گیا۔"

وفد بنی بکر بن وائل...... واقدی کہتے ہیں کہ جب ان کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ ﷺ نے قس بن ساعدہ کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ تمہارے قبیلہ میں سے نہیں تھا وہ ایاد کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا جاہلیت میں وہ موحد ہو گیا تھا۔ عکاظ کے میلے میں آیا وہاں لوگوں کا اجتماع تھا (اس نے ان سے خطاب کیا) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس کا کلام سنایا۔ بشیر بن خصاصیہ، عبد اللہ بن مرثد اور حسان بن خوط بھی وفد میں شامل تھے۔ حسان کی اولاد میں سے کسی نے کہا:

انا وحسان بن خوط وابنی   رسول بکر کلها الی النبی

"میں، میرا والد اور حسان بن خوط، نبی علیہ السلام کی جانب بنی بکر کے قاصد تھے۔"

وفد بنی تغلب کا وفد ...... یہ وفد سولہ افراد پر مشتمل تھا مسلمان اور عیسائی لوگ تھے عیسائی سونے کی صلیب پہنے ہوئے تھے۔ یہ وفد رملہ بنت حارث کے مکان پر فروکش تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے عیسائیوں سے اس شرط پر صلح کی کہ وہ عیسائی اعتقاد کے مطابق اپنی اولاد کو "تر" پانی نہ دیں گے اور مسلمان ارکان وفد کو تحفے دیے۔

وفد تجیب ...... واقدی کہتے ہیں کہ تیرہ افراد پر مشتمل یہ وفد ۹ ھ میں آیا اور آپ نے ان کو دوسرے وفود کی نسبت زیادہ تحائف دیے اور ان کے لڑکے سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تیری کیا ضرورت ہے؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحمت فرمائے اور مجھے "غنی دل" بنا دے تو آپ نے دعا فرمائی، یا اللہ اس کو بخش دے اس پر رحمت کر، اور اس کو "غنی دل" بنا دے چنانچہ وہ سب لوگوں سے زیادہ قانع تھا، مال و دولت سے بے پروا تھا۔

خولان کا وفد ...... یہ دس انسانوں کا وفد شعبان ۱۰ ھ میں آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے ان کے بت "عم انس" کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا ہم نے اس سے بہتر "متبادل" کو بدل لیا ہے واپس جائیں گے تو اس کو مسمار کر دیں گے اور انہوں نے کتاب و سنت کا علم حاصل کیا اور واپس جا کر بت کو ڈھا دیا اور اللہ تعالیٰ کے حلال اور حرام امور کی تعمیل کی۔

جعفی کا وفد ...... یہ لوگ "دل" کے کھانے کو حرام سمجھتے تھے جب ان کا وفد مسلمان ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو "دل کا گوشت" کھانے کا حکم دیا چنانچہ وہ بھون دیا گیا اور ان کے رئیس نے وہ کھایا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے ایمان کی تکمیل اس کے کھانے پر موقوف ہے تو اس نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے پکڑا اور کھایا اور اس نے کہا:

علی انی اکلت القلب کرها   وترعد حین مسته بنانی

"میں نے دل کا گوشت کھایا جب میں نے پکڑا تو میرے پورے کانپ رہے تھے۔"

ازد کے وفد ...... معرفۃ الصحابہ میں ابو نعیم نے اور ابو موسیٰ مدینی نے سوید بن حارث سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہمارے سات افراد کا وفد حاضر ہوا اور میں ساتواں فرد تھا جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے باتیں کیں تو آپ نے ہماری وضع قطع اور لباس سے خوش ہو کر پوچھا تم کیسے ہو؟ عرض کیا ایماندار ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر بات کی ایک حقیقت اور اصلیت ہوتی ہے تمہارے کلام اور ایمان کا کیا راز اور حقیقت ہے؟ عرض کیا یہ پندرہ باتوں پر مبنی ہے پانچ ان میں سے وہ ہیں جن کا آپ کے قاصدوں نے ہمیں بتایا ہے کہ ہم ان پر ایمان لائیں اور پانچ امور پر انہوں نے عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور باقی پانچ وہ ہیں جن کو ہم جاہلیت میں کیا کرتے تھے اور اب تک ہم ان پر قائم ہیں، الا یہ کہ آپ ان میں سے کسی کو منسوخ فرما دیں۔

بیس خصلتیں اور باتیں ...... پھر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا پانچ امور کون سے ہیں جن پر میرے قاصدوں نے ایمان لانے کا حکم دیا تھا؟ عرض کیا انہوں نے کہا تھا کہ ہم اللہ، فرشتوں، آسمانی کتب، رسل (انبیاء) اور موت کے بعد جی اٹھنے پر ایمان لائیں۔ پھر پوچھا پانچ امور کون سے ہیں جن پر عمل کرنے کا انہوں نے حکم دیا تھا؟ عرض کیا کلمہ توحید، اقامت صلوٰۃ، ادائے زکوٰۃ، صوم رمضان اور صاحب استطاعت کے لیے حج بیت اللہ، یہ پانچ ارکان جن پر عمل کا حکم دیا تھا۔ پھر پوچھا وہ کون سی پانچ عادات ہیں جن کے تم جاہلیت میں پابند تھے؟ تو انہوں نے عرض کیا، خوشحالی میں شکر، مصیبت میں صبر، قضا و قدر پر رضا، جنگ میں ثابت قدمی، دشمن کے مصائب پر خوش نہ ہونا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دانشور، علماء، صاحب علم لوگ، قریب تھا کہ وہ

بلکہ دانشوری کی بدولت انبیاء کی صفات کے مشابہ ہو جاتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا اگر تم ان کے پابند ہو جیسا کہ تم کہتے ہو تو میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم ان باتوں میں اور پانچ باتوں کا اضافہ کر لو تو پوری بیس ہو جائیں گی۔ کھانے پینے کے سوا تم کسی چیز کا ذخیرہ نہ کرو اور فالتو مکان تعمیر نہ کرو، جس چیز کی تمہیں کل ضرورت پیش نہ آئے اس میں رغبت نہ کرو اس خدا سے ڈرو جس کی طرف تمہیں واپس جانا ہے اور جس کے سامنے تم کو پیش ہونا ہے اور اس جنت میں رغبت کرو جس کی طرف تم جا رہے ہو اور جس میں زندہ جاوید رہو گے۔ یہ سن کر وفد رسول اللہ ﷺ سے رخصت ہوا اور وصیت کے مطابق انہوں نے عمل کیا۔

کندہ کا وفد...... یہ وفد تقریباً چند سواروں پر مشتمل تھا اشعث بن قیس کندی ان کا قائد و رئیس تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہر ایک کو دس اوقیہ چاندی عطا کی اور اشعث بن قیس کو بارہ اوقیہ جیسا کہ پیچھے بتایا جا چکا ہے۔

صدف کا وفد...... اس وفد میں تقریباً چند شتر سوار تھے وہ آئے تو رسول اللہ ﷺ منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ سلام کیے بغیر وہ بیٹھ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تم مسلمان ہو؟ عرض کیا "جی ہاں" تو آپ نے فرمایا تم نے سلام کیوں نہیں کیا؟ چنانچہ انہوں نے کھڑے ہو کر کہا السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ تو آپ نے جواب میں کہا وعلیکم السلام بیٹھ جائیے تو وہ بیٹھ گئے اور نبی علیہ السلام سے انہوں نے نماز کے اوقات کے بارے میں پوچھا تھا۔

خشین کا وفد...... رسول اللہ ﷺ غزوہ خیبر کی تیاری میں مصروف تھے کہ ابو ثعلبہ خشنی آ گئے پھر وہ آپ ﷺ کے ہمراہ غزوہ خیبر میں شریک ہوئے بعد ازیں چند افراد کا وفد آیا اور انہوں نے اسلام قبول کیا۔

وفد بنی سعد ہذیم...... واقدی نے ان ارباب الوفود کا ذکر کیا ہے

(۱) بنی سعد ہذیم (۲) بلی (۳) بہراء (۴) بنی عذرہ (۵) سلامان (۶) جہینہ (۷) بنی کلب (۸) الجرمیین (عمرو بن سلمہ جرمی کا ذکر صحیح بخاری میں مذکور ہے اور قبل ازیں بیان ہو چکا ہے) (۹) الازد (۱۰) غسان (۱۱) حارث بن کعب (۱۲) ہمدان (۱۳) سعد العشیرہ (۱۴) قیس (۱۵) داری قبیلہ (۱۶) الرہاوی (۱۷) بنی عامر (۱۸) مسلم (۱۹) بجیلہ (۲۰) خثعم (۲۱) حضر موت (اس وفد میں وائل بن حجر حضرمی بھی مذکور ہے نیز اس میں ملوک حضر موت مخوس، مشرح، ابضعہ، جمد اور ان کی ہمشیرہ عمردہ کا بھی ذکر ہے۔ ابن سعد کی ایک روایت میں ان کے علاوہ ان کے بھائی عمرو کی تعریفات بھی مذکور ہیں ان کے بارے میں الواقدی نے ایک طویل بحث نقل کی ہے) (۲۲) ازد عمان (۲۳) غافق (۲۴) بارق (۲۵) دوس (۲۶) ثمالہ (۲۷) حدان (۲۸) اسلم (۲۹) جذام (۳۰) مہرہ (۳۱) حمیر (۳۲) نجران (۳۳) اور جیشان۔ واقدی نے ان وفود پر نہایت تفصیل سے بات کی ہے۔ ہم نے ان میں سے بعض وفود کے بارے میں بیان کر چکے ہیں اور ہمارا یہ بیان کافی ہے۔ واللہ اعلم۔

درندوں کا نمائندہ...... شعیب بن عمرو (عبد المطلب بن عبد اللہ بن حنطب) کی معرفت بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں مدینہ کے باہر تشریف فرما تھے کہ ایک بھیڑیا سامنے آ کر چلایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے پاس درندوں کا نمائندہ آیا ہے اگر چاہو تو تم اس کا کچھ حصہ مقرر کر دو وہ اس سے تجاوز نہ کرے گا اور اگر چاہو تو تم اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو اور محتاط رہو، چنانچہ جو چیز وہ لے جائے وہ اس کا رزق ہے تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! اس کو کچھ دینے پر ہمارا دل آمادہ نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی تین انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ کیا یعنی چھین جھپٹ لے جا اور وہ تیز چلتا ہوا چلا گیا۔ (یہ روایت اس سند سے مرسل ہے)

بھیڑیے کی تصدیق...... یہ بھیڑیا اس بھیڑیے کے مشابہ ہے جو اس حدیث میں مذکور ہے جس کو امام احمد نے (یزید بن ہارون، قاسم بن فضل حدانی، ابو نضرہ) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بھیڑیے نے حملہ کر کے بکری کو پکڑ لیا اور چرواہے نے اس سے واپس چھین

کرنے لگا تو بھیڑیے نے اپنی دم کے بل بیٹھ کر کہا کیا تجھے اس کا خوف نہیں ہے کہ مجھ سے انسانوں کی طرح بات کرتا ہے۔ یہ سن کر بھیڑیے نے کہا میں تجھے اس سے بھی عجیب تر بات بتاؤں کہ یثرب میں رسول اللہ ﷺ لوگوں کو گذشتہ واقعات سے مطلع کرتا ہے۔ حضرت ابو سعید بیان کرتے ہیں کہ چرواہا بکریوں کو ہانکتا ہوا مدینہ میں لے آیا اور ان کو ایک گوشہ میں کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ آپ کو بتایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اعلان کا حکم دیا اور اعلان کیا گیا تو (لوگ جمع ہو گئے) پھر آپ تشریف لائے اور چرواہے کو کہا اس کو بتا اس نے بتایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے۔ جس ذات کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اس کی قسم! کہ قیامت سے پہلے ایسے واقعات رونما ہوں گے کہ درندے انسانوں سے بات کریں گے اور آدمی سے اس کے کوڑے کا پھندنا اور اس کی جوتی کا تسمہ بھی بات کرے گا اور اس کی ران اس کی بیوی کے کرتوت سے آگاہ کرے گی۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے (سفیان بن وکیع بن جراح از ابیہ) از قاسم بن فضل سے بیان کیا ہے اور اس کو حسن غریب لکھا ہے کہ ہم اس حدیث کو صرف قاسم بن فضل کی سند سے جانتے ہیں اور قاسم محدثین کے نزدیک ثقہ اور مامون راوی ہے۔ یحییٰ بن معین اور سعدی نے اس کو ثقہ کہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس قصہ کو امام احمد نے (ابو الیمان، شعیب عن ابی حمزہ، عبداللہ بن ابی الحسین مہران) ابو سعید خدری سے بھی بیان کیا ہے۔ اس حدیث کو امام احمد نے (ابو النضر، عبدالحمید بن بہرام، شہر) حضرت ابو سعید خدری سے بھی بیان کیا ہے اور یہ بھی اس کے شاہد ہے واللہ اعلم۔ اور یہ سند اصحاب سنن اربعہ کی شرائط کی طرح ہے مگر انہوں نے اس کو بیان نہیں کیا۔

ظہور جنات..... بعثت سے پہلے کہ جنات کے ''ہاتف'' کے آنے کا ذکر ہو چکا ہے سورۃ احقاف (۴۶/۲۹) کی تفسیر کے تحت ہم نے اس کے بارے میں مکمل بحث کی ہے اس کے بارے میں جو احادیث و آثار مروی ہیں وہ سب ہم نے بیان کر دیے ہیں اور سواد رضی اللہ عنہ بن قارب کا جن جو مسلمان ہو گیا تھا کی حدیث بھی بیان کی ہے اور جو اس نے اپنے مسلمان ہونے سے قبل بیان کی ہیں وہ بھی نقل کر دئیے ہیں جو اس نے کہے۔

سواد بن قارب کے جنات کے بارے میں اشعار:

عجبت للجن وأنجاسها
وشدها العيس بأحلاسها
تهوي إلى مكة تبغي الهدى
ما مؤمنو الجن كأرجاسها
فانهض إلى الصفوة من هاشم
واسم بعينيك إلى رأسها

''میں جنات اور ان کے تجسس اور پالان والے اونٹوں پر ان کے سفر پر حیرت و استعجاب میں ہوں۔ وہ مکہ کی جانب ہدایت کی جستجو میں جاتے ہیں۔ مومن جن ان کے پلیدوں کی طرح نہیں۔ ہاشم کے برگزیدہ شخص کی جانب جا اور اپنی آنکھوں سے اس کے سر مبارک کو دیکھ۔''

پھر اس کا کلام:

عجبت للجن وتطلابها
وشدها العيس بأقتابها
تهوي إلى مكة تبغي الهدى
ليس قداماها كأذنابها
فانهض إلى الصفوة من هاشم،

واسم بعینیک الی نابہا

"مجھے جنات اور ان کی تلاش و جستجو اور پالان بندھے اونٹوں پر ان کے عزم سے تعجب ہے، وہ مکہ کی سمت رشد و ہدایت کی تلاش میں کھنچے چلے جاتے ہیں۔ ان کے اچھے برے جیسے نہیں۔ ہاشم کے برگزیدہ اور منتخب انسان کی جانب جا اور اپنی آنکھوں سے ان کے دروازے کی طرف دیکھ، پھر اس کا کلام۔"

عجبت للجن وتخبارها
وشدها العیس باکوارها
تہوی الی مکة تبغی الہدی
لیس ذوو الشر کاخیارها
فانہض الی الصفوة من ہاشم
ما مؤمنو الجن ککفارها

"میں نے جنات اور ان کی بات معلوم کرنے اور اونٹوں پر پالانوں کے ساتھ عزم سفر پر تعجب کیا، وہ مکہ کی طرف ہدایت کی جستجو میں جا رہے ہیں، ان کا شریر ان کے نیک جیسا نہیں۔ ہاشم کے پسندیدہ شخص کی طرف جا، مسلمان جن کافر جنات کی طرح نہیں ہیں۔"

یہ اور اس قسم کے واقعات مکہ میں جنات کے وفود کے متعدد بار آنے پر دلالت کرتے ہیں اور مکی زندگی کے حالات میں ہم نے یہ چند حکایات بیان کر دی ہیں۔ **وللہ الحمد والمنة وباللہ التوفیق**

شیطان کے مسلمان ہونے کی ایک منکر اور موضوع روایت...... اس مقام پر حافظ بیہقی نے ایک نہایت غریب بلکہ منکر اور موضوع روایت کو بیان کیا ہے۔ اس کا مخرج عزیز اور نایاب ہے۔ ہم نے بھی حافظ بیہقی کے نقش قدم پر اس کو بیان کرنا پسند کیا ہے اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ انہوں نے "دلائل النبوة" میں "ہامہ بن ہیثم بن لاقیس بن ابلیس کا رسول اللہ ﷺ کے پاس آنا اور اس کا اسلام قبول کرنا" عنوان مرتب کیا ہے۔ حافظ بیہقی (ابو بکر محمد بن الحسین بن داؤد علوی رحمۃ اللہ علیہ، ابو نصر محمد بن حمدویہ بن سہل القاری المروزی، عبداللہ بن حماد الآملی، محمد بن ابی معشر، ابو معشر، نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی علیہ السلام کے ساتھ تہامہ کے کسی پہاڑ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بوڑھا عصا لئے آیا۔ اس نے نبی علیہ السلام کو سلام کہا اور آپ ﷺ نے اس کا جواب دیا اور فرمایا جنات کی سی گنگناہٹ اور گفتگو ہے، تو کون ہے؟ اس نے بتایا میں ہامہ بن ہیثم بن لاقیس بن ابلیس ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر تو ابلیس کا پوتا ہوا، تیری کتنی عمر ہے؟ اس نے کہا میں نے تھوڑی سی عمر بسر کی ہے۔ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو میں اس وقت چند سال کا بچہ تھا، بات سمجھتا تھا، ٹیلوں پر سے گزرتا تھا، کھانا خراب کرنے اور قطع رحمی کا حکم دیتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خضاب لگانے والے بوڑھے اور ملامت سے نفرت والے جوان کے لئے یہ بہت برا ہے۔

نوح کے ساتھ ..... تو ھامہ نے کہا اس بات کے تذکرہ سے معاف کیجئے، میں اللہ عزوجل کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ میں نوح علیہ السلام کے ساتھ ان کی مسجد میں ان پر ایمان لانے والے لوگوں کے ساتھ تھا۔ میں ان کو قوم پر بد دعا کرنے کے بارے میں ملامت اور ڈانٹ ڈپٹ کرتا رہا (وہ اس پر شرمندہ ہوئے) اور وہ رو پڑے یہاں تک کہ مجھے بھی رلا دیا۔ اور انہوں نے کہا واللہ میں اس بات پر نادم اور پشیمان ہوں اور میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہوں۔ ھامہ نے کہا میں نے عرض کیا اے نوح! میں ہابیل بن آدم جیسے سعید اور شہید انسان کے قتل میں شریک تھا۔ کیا میری توبہ کی کوئی راہ اور صورت ہے؟ انہوں نے کہا اے ہامہ! نیکی کا ارادہ کر اور حسرت و پشیمانی سے پہلے اس کو کر گزر۔ کیونکہ میں نے اپنی طرف نازل شدہ کتاب میں پڑھا ہے کہ جو شخص بھی توبہ کرے خواہ کتنا ہی گنہگار ہو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ وضو کر کے اللہ تعالیٰ کے لئے دو سجدے کر۔ میں نے فوراً اس کے حکم کی تعمیل کی تو آپ نے مجھے پکارا اور کہا سر سجدے سے اٹھا، تیری توبہ قبول ہو گئی آسمان سے نازل ہوئی ہے۔ میں پھر اللہ

کے حضور توبہ بھی کر لیا۔

ہود کے ساتھ...... میں ہود علیہ السلام کے پاس ان کی مسجد میں ان پر ایمان لانے والے لوگوں کے ساتھ تھا۔ میں ان کو قوم پر بد دعا کرنے پر ملامت کرتا رہا یہاں تک کہ وہ خود روئے اور مجھے بھی رلایا اور انہوں نے کہا میں اس بد دعا پر نادم اور پشیمان ہوں اور میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہوں۔

سلام پہنچانا...... میں یعقوب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور یوسف علیہ السلام کے ساتھ محفوظ مکان میں تھا۔ الیاس علیہ السلام سے وادیوں میں ملاقات کرتا تھا اور میں اب بھی ان کو ملتا ہوں موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے بھی میری ملاقات ہوئی تھی انہوں نے مجھے تورات پڑھائی تھی اور مجھے بتایا ہوا تھا کہ عیسیٰ سے ملاقات ہو تو میرا سلام کہنا۔ میری ملاقات عیسیٰ سے ہوئی تھی۔ میں نے ان کو موسیٰ کا سلام کہا اور عیسیٰ نے پیغام دیا کہ اگر محمد ﷺ سے ملاقات ہو تو ان کو میری طرف سے سلام کہنا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ آبدیدہ ہوئے اور فرمایا عیسیٰ پر سلام ہو اور اے ہامہ تجھ پر بھی سلامتی ہو۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ میرے ساتھ وہی سلوک کریں جو موسیٰ نے میرے ساتھ کیا تھا، انہوں نے مجھے تورات سکھائی تھی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے بھی سورہ واقعہ، سورہ المرسلات، سورۃ نبا، اذا الشمس کورت، معوذتین اور سورۃ اخلاص پڑھائی اور فرمایا اے ہامہ! اپنی ضرورت بتاتے رہو اور ملاقات کرتے رہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد وہ دوبارہ ہمارے پاس نہیں آیا، نامعلوم وہ اب زندہ ہے یا نہیں۔ حافظ بیہقی کا بیان ہے کہ ابو معشر بن ابی معشر اس سے بڑے بڑے اہل علم نے روایت بیان کی ہے مگر محدثین اس کو ضعیف کہتے ہیں اور یہ حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے جو اس سے زیادہ قوی ہے۔ واللہ اعلم۔

ہجرت کا دسواں سال

رسول اللہ ﷺ کا حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو تبلیغ کے لیے روانہ کرنا...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو ربیع الثانی یا جمادی الاولیٰ ۱۰ھ میں علاقہ نجران میں بنی حارث بن کعب کی جانب روانہ فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ ان کو لڑائی سے پہلے تین مرتبہ اسلام کی طرف بلائیں اور اگر وہ اسلام کی دعوت کو قبول کر لیں تو ان کا اسلام قبول کر لو اور اگر وہ مسلمان نہ ہوں تو ان سے جنگ کرنا۔ چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید پہنچے تو قافلوں کو ہر سمت روانہ کر دیا وہ اسلام کی دعوت پیش کرتے تھے اور اس طرح کہتے تھے اے لوگو! اسلام قبول کر لو سلامت رہو گے۔ چنانچہ لوگ اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق اسلام اور قرآن وسنت کی تعلیم دیتے رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے یہ مندرجہ ذیل مکتوب تحریر کیا۔

خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کا مکتوب...... بسم اللہ الرحمن الرحیم، محمد نبی و رسول اللہ ﷺ کو جانب خالد بن ولید، السلام علیکم یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کا تحفہ ارسال کرتا ہوں جس کے بغیر کوئی معبود نہیں۔ اما بعد! یا رسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے بنی حارث بن کعب کی جانب روانہ فرمایا تھا اور یہ ارشاد فرمایا تھا کہ جب میں ان لوگوں کے پاس پہنچوں تو تین دن تک جنگ نہ کروں، ان کو اسلام کی دعوت دوں اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو میں ان کا اسلام قبول کر لوں اور ان کو اسلام کے مسائل اور قرآن وسنت کی تعلیم دوں، اگر وہ مسلمان نہ ہوں تو ان سے جنگ کروں۔

جب میں ان کے پاس پہنچا تو میں نے ان کو مسلسل تین دن تک اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جیسا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا تھا اور ان کی طرف قافلے روانہ کیے چنانچہ وہ لوگ مسلمان ہو گئے اور جنگ سے باز رہے اب میں ان میں مقیم ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کو بجا لانے کا حکم

ہوں اور مسلمان ہو گئے ہیں۔ میں یہیں ٹھہرا ہوا ہوں۔ ان کو اسلامی احکام اور سنت رسول ﷺ کی تعلیم دے رہا ہوں جب تک اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے مکتوب کا جواب تحریر نہ ہو۔ آپ پر السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ علیہ السلام کی جانب سے مکتوب خالد رضی اللہ عنہ کا جواب رسول اللہ ﷺ نے اس مکتوب کا جواب تحریر فرمایا جس کا متن درج ذیل ہے

> بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمد نبی رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بنام خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سلام علیک۔ میں تیری طرف اللہ کی حمد وثنا کا تحفہ ارسال کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں امابعد! تمہارے ہاتھ کا لکھا ہوا مکتوب مل گیا قاصد سے موصول ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ بنی حارث جنگ سے پہلے ہی مسلمان ہو چکے ہیں اور دعوت اسلام قبول کر چکے ہیں توحید و رسالت کا اقرار کر چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی ہدایت سے نوازا۔ ان کو خوشخبری سناؤ اور ان کو اللہ کے عذاب سے ڈراؤ اور میرے پاس ان کے ایک وفد کے ہمراہ چلے آؤ۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بنی حارث کا ایک وفد آیا۔ جن میں قیس بن حصین ذوالغصہ، یزید بن عبدالمدان، یزید بن محجل، عبداللہ بن قراد زیادی، شداد بن عبداللہ قنانی اور عمرو بن عبداللہ ضبابی لوگ شامل تھے۔

وہ لوگ سفر کیلئے فال نکالتے تھے جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے آپ ﷺ نے ان کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں گویا یہ ہندی لوگ ہیں؟ کسی نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ بنو حارث بن کعب ہیں۔ جب انہوں نے آنے کے بعد سلام عرض کیا اور توحید و رسالت کا اقرار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بھی توحید و رسالت کا معترف ہوں پھر آپ ﷺ نے پوچھا تم وہ لوگ ہو جب پیچھے ہٹانے سے ڈانٹے جاتے ہو تو سفر پر روانہ ہو جاتے ہو؟ یہ سن کر وہ خاموش رہے اور کسی نے بھی کوئی جواب نہ دیا۔ آپ ﷺ نے یہ بات تین بار پوچھی اور چوتھی مرتبہ پوچھا تو یزید بن عبدالمدان نے چوتھی مرتبہ کہا جی ہاں! ہم وہی لوگ ہیں جب فال نکالتے ہیں تو سفر کیلئے آگے بڑھتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر خالد رضی اللہ عنہ نے یہ تحریر نہ کیا ہوتا کہ تم لوگ بغیر لڑائی کے ہی مسلمان ہو چکے ہو تو میں تمہارے سروں کو پاؤں کے نیچے پھینک دیتا۔

ہم خدا کے شکر گزار ہیں پھر یزید بن عبدالمدان نے عرض کیا واللہ! ہم اپنے مسلمان ہونے پر آپ کے اور خالد کے شکر گزار نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ پھر تم کس کے شکر گزار ہو؟ تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم اس خدا کے شکر گزار ہیں جس نے آپ کے ذریعہ ہمیں ہدایت بخشی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے درست کہا ہے۔ پھر آپ علیہ السلام نے پوچھا تم جاہلیت کے دور میں کس طرح دشمن پر غالب ہوتے تھے؟ تو انہوں نے کہا ہم تو کسی پر غالب نہ آتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم اپنے مدمقابل پر غالب آ جاتے تھے تو انہوں نے اعتراف کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم اپنے مخالف پر فتح حاصل کر لیتے تھے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اکٹھے اور متحد ہو کر رہتے تھے اور انتشار و خلفشار سے بچتے تھے اور کسی پر ظلم و زیادتی نہیں کرتے تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا تم نے درست کہا پھر آپ نے قیس بن حصین کو ان کا امیر مقرر کر دیا

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ یہ وفد شوال کے آخر میں یا ذی قعدہ کے شروع میں اپنے وطن واپس لوٹ آیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن حزم کو بنی حارث میں ایک وفد ان کی جانب بھیجا تاکہ ان کو دینی مسائل سمجھائے سنت رسول ﷺ کی تعلیم دے، احکام اسلام سے باخبر کرے اور ان سے زکوٰۃ وصول کرے اور آپ علیہ السلام نے ان کو ایک مکتوب تحریر کر کے دیا جس میں آپ علیہ السلام نے ان سے عہد لیا اور اپنے امور کا حکم دیا۔ اس مکتوب کو ابن اسحاق نے بیان کیا ہے اور ہم نے وفد ملوک حمیر میں اس کو مکمل بیان کیا ہے۔ جو بیان ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سند سے نقل کیا۔ یہاں کی مانند امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا امراء کو اہل یمن کی طرف بھیجنا ... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "ابوموسیٰ اور معاذ بن جبل کو حج وداع سے پہلے

یمن کی جانب بھیجے" کے عنوان کے تحت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل کو یمن کی جانب بھیجا اور ہر ایک کو ایک صوبہ میں بھیجا (اور یمن کے کل دو صوبے ہیں) پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا لوگوں پر آسانی کرنا مشکل میں نہ ڈالنا خوش رکھنا نفرت نہ دلانا، اور ایک روایت میں ہے، آپس میں ایک دوسرے کی بات ماننا اور اختلاف نہ کرنا، پھر ہر ایک ان میں سے اپنے کام کی طرف روانہ ہو گیا اور ان میں سے جب بھی کوئی اپنے علاقہ کا دورہ کرتے کرتے اپنے ساتھی کے قریب آ جاتا تو اس سے ملاقات کرتا اور اس کو سلام کرتا۔

ایک مرتد کا قتل ...... ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اپنے علاقہ کا دورہ کرتے کرتے حضرت موسیٰ کے قریب پہنچ گئے۔ ایک خچر پر سوار ہو کر ان کے پاس آئے وہ بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ ان کے ارد گرد جمع تھے۔ وہاں ایک شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ گردن کے ساتھ بندھے ہوئے تھے معاذ رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس! یہ کون شخص ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ شخص مسلمان ہونے کے بعد پھر کافر ہو گیا ہے تو معاذ نے کہا، میں خچر پر سے اس وقت تک نہیں اتروں گا جب تک کہ وہ قتل نہ کیا جائے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا اس کو قتل کرنے کے لئے ہی لایا گیا ہے۔ آپ نیچے تو اتریں انہوں نے کہا کہ جب تک اس کو قتل نہ کرو گے میں نیچے نہیں اتروں گا۔ آخر حضرت ابو موسیٰ کے حکم سے وہ قتل کیا گیا اس کے بعد حضرت معاذ رضی اللہ عنہ خچر سے نیچے اترے۔

تلاوت کلام پاک ...... انہوں نے پوچھا اے عبداللہ! تم قرآن کی تلاوت کس طرح کرتے ہو؟ انہوں نے کہا، میں تو قرآن کریم تھوڑا تھوڑا ہر وقت ہی پڑھتا ہوں پھر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا جناب معاذ! آپ کس طرح تلاوت کرتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا میں تو ایسا کرتا ہوں کہ شروع رات میں سو جاتا ہوں اور پھر سو کر اٹھتا ہوں اور جتنا قرآن اللہ تعالیٰ نے میری قسمت میں پڑھنا لکھا ہے۔ اس کی تلاوت کرتا ہوں، میں سوتا بھی ثواب کی نیت سے ہوں اور قیام بھی ثواب کی نیت سے کرتا ہوں۔ اس سند کے ساتھ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ منفرد ہیں۔

ہر نشہ دار چیز حرام ہے ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (اسحاق، خالد، شیبانی، سعید بن ابی بردہ، ابو بردہ) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو یمن کی جانب بھیجا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے وہاں کی شرابوں کے بارے میں پوچھا جو وہاں تیار ہوتی ہیں، آپ ﷺ نے پوچھا کون سی شراب؟ تو بتایا "بتع اور مزر" (میں نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ بتع کیا ہے؟ بتایا شہد کا نبیذ اور مزر ہے جو کا نبیذ) پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شراب بھی نشہ پیدا کرے حرام ہے۔ اس روایت کو جریر رحمۃ اللہ علیہ اور عبدالواحد نے شیبانی از ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن ابی بردہ سے نقل کیا ہے۔

آپ ﷺ کی معاذ رضی اللہ عنہ کو نصیحت ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (حبان، عبداللہ، زکریا بن ابی اسحاق، یحییٰ بن عبداللہ بن صیفی، ابو معبد غلام ابن عباس رضی اللہ عنہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل کو جب یمن کی جانب بھیجا تو انہیں کہا تیری اہل کتاب سے بہت جلد ملاقات ہو گی جب تو ان کے پاس پہنچے تو پہلے ان کو یہ کہنا کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اگر وہ لوگ یہ بات تسلیم کر لیں تب ان سے کہنا اللہ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر وہ یہ بھی مان لیں، تب ان سے کہنا اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو سرمایہ داروں سے لے کر ضرورت مندوں کو دی جائے گی۔ اگر وہ یہ بھی مان لیں تب ایسا کرنا کہ زکوٰۃ میں عمدہ عمدہ مال نہ لینا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ مظلوم کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا (وہ سیدھی ذات برکت اللہ کے پاس پہنچتی ہے) اس روایت کو اصحاب سنن نے بھی کئی اسناد سے بیان کیا ہے۔

سب سے زیادہ قریب کون؟ ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو المغیرہ، صفوان، راشد بن سعد، عاصم بن حمید سکونی) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کو یمن کی جانب روانہ کیا اور آپ ﷺ ان کے ہمراہ وصیت کرتے ہوئے چل رہے

تھے رسول اللہ ﷺ پیدل تھے اور معاذ سوار تھے۔ جب وصیت سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے معاذ! شاید تیری اس سال کے بعد مجھ سے ملاقات نہ ہو سکے، شاید تو میری اس مسجد اور میری قبر کے پاس سے گزرے۔ یہ سن کر معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے فراق کے غم میں رو پڑے۔ پھر آپ ﷺ نے مدینہ کی جانب رخ کر کے فرمایا میرے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جو متقی ہیں چاہے جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا رونا ...... مذکورہ بالا روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو المغیرہ کے بجائے ابو الیمان سے نقل کیا ہے وہاں مزید یہ اضافہ ہے:

لا تبک یا معاذ للبکاء او ان البکاء من الشیطان

"اے معاذ! مت رو کیونکہ رونے کے کچھ اوقات ہوتے ہیں اور رونا شیطان کی طرف سے ہے۔"

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو المغیرہ، صفوان، یزید، یحییٰ بن جابر طائی، یزید بن قطیب) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن روانہ کیا اور فرمایا لیکن شاید تو میری قبر اور مسجد کے پاس سے گزرے، میں نے تجھے نرم دل قوم کی جانب بھیجا ہے وہ دو مرتبہ حق پر جہاد کریں گے، مسلمانوں کو ساتھ لے کر مخالف اور منکر لوگوں سے جنگ کرنا پھر یہ لوگ اسلام کی طرف رجوع کریں گے یہاں تک کہ بیوی اپنے شوہر، بیٹا اپنے باپ، بھائی اپنے بھائی سے سبقت اور جلدی کرے گا۔ لہٰذا تم سکون اور سکاسک قبائل کے درمیان قیام کرنا۔

پیشین گوئی واقع ہو گئی ..... اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ اس کے بعد معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ملاقات نہیں کر سکیں گے اور یہ پیشین گوئی واقع ہوئی کیونکہ معاذ رضی اللہ عنہ مقیم رہے یہاں تک کہ یمن میں ہی تھے کہ حج سے ۸۱ دن بعد آپ ﷺ وفات پا گئے۔

ایک اشکال کا دفعیہ ..... باقی رہی وہ حدیث جو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں (وکیع، اعمش، ابو ظبیان) معاذ سے کہ جب وہ یمن سے واپس لوٹے تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے یمن میں کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہیں کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کریں؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی انسان کو دوسرے کو سجدہ کرنے کا حکم کرتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

اس روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابن نمیر، اعمش، ابو ظبیان، ایک انصاری) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے یمن سے آکر عرض کیا یا رسول اللہ! (پھر مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے)۔

اس حدیث کا دارومدار ایک مبہم راوی پر ہے یعنی راوی نا قابل حجت ہوتا ہے۔ مذکورہ معتبر راویوں نے اس کی مخالفت بھی کی ہے اور ان سے مروی ہے کہ معاذ شام سے واپس لوٹے۔

جنت کی کنجی ..... اسی طرح یہ روایت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابراہیم بن مہدی، اسماعیل بن عیاش، عبد الرحمان بن ابی حسین، شہر بن حوشب) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنت کی کنجی لا الہ الا اللہ کی شہادت ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (وکیع، سفیان، حبیب بن ابی ثابت، میمون بن ابی شبیب) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے معاذ رضی اللہ عنہ! برائی کے بعد نیکی کرو وہ اس کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ۔

ایک شخص اور اس کا وظیفہ ..... وکیع کا بیان ہے کہ میں نے اس حدیث کو اپنی کتاب میں "عن معاذ" کی بجائے "عن ابی ذر" پایا، پھر کہا یہ میرا ابتدائی سماع ہے اور میرے ساتھ سفیان نے ایک بار کہا "عن معاذ"۔

تین باتوں کی وصیت ..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (اسماعیل، لیث، حبیب بن ابی ثابت، میمون بن ابی شبیب) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے وصیت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ سے ڈرو، عرض کیا

فرمایئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا بدی کے بعد نیکی کرو کیونکہ وہ اس بدی کو ختم کر دے گی پھر عرض کیا، تو فرمایا لوگوں سے حسن اخلاق کے ساتھ پیش آ۔

اس روایت کی مزید توثیق: ۔۔۔ اس روایت کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع میں (محمود بن غیلان از وکیع از سفیان ثوری از حبیب) بیان کیا ہے اور اس کو حسن کہا ہے "اطراف" میں ہمارے شیخ مزی نے کہا ہے کہ فضیل بن سلیمان نے (از لیث بن ابی سلیم از اعمش از حبیب) اس کی متابعت کی ہے۔

دس باتوں کی وصیت: ۔۔۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابوالیمان از اسماعیل بن عیاش از صفوان بن عمرو از عبدالرحمان بن جبیر بن نفیر حضرمی) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی۔

(۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا چاہے تجھے قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے۔
(۲) ۔۔۔ اور اپنے والدین کی نافرمانی کبھی نہ کرنا چاہے وہ تجھے حکم دیں کہ تو اپنے مال و دولت اور اہل و عیال سے دستبردار ہو جا۔
(۳) ۔۔۔ جان بوجھ کر فرض نماز ترک نہ کرنا کیونکہ جان بوجھ کر فرض نماز کو چھوڑنے والا اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری سے محروم ہو جاتا ہے۔
(۴) شراب نہ پینا کیونکہ یہ ہر برائی کی جڑ ہے۔
(۵) ۔ گناہ سے بچنا کیونکہ گناہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہوتا ہے۔
(۶) ۔ میدان جنگ سے کبھی فرار نہ ہونا چاہے سارے لوگ مارے جائیں۔
(۷) ۔۔۔ جب لوگوں میں وبائی امراض پیدا ہو جائیں تو تو وہیں رہنا۔
(۸) اپنے اہل و عیال پر اپنی استطاعت کے مطابق خرچ کرنا۔
(۹) ۔۔۔ اپنے اہل و عیال پر سے ادب و تعلیم کی خاطر لاٹھی مت اٹھا (۱۰) اللہ کی خاطر ان سے محبت کرنا۔

نزاکت: ۔۔۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابوالمغیرہ از بقیہ از سری بن ینعم از شریح از مسروق) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب انہیں یمن کی جانب روانہ کیا تو فرمایا آرام و آسائش اور نزاکت سے بچنا کیونکہ اللہ کے بندے آرام و آسائش اور نزاکت پسند نہیں ہوتے۔

خراج و جزیہ کا حکم: ۔۔۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (سلیمان بن داؤد ہاشمی از ابوبکر بن عیاش از عاصم از ابووائل) حضرت معاذ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی جانب روانہ کیا اور مجھے حکم دیا کہ میں ہر بالغ سے ایک دینار جزیہ لوں یا اس کے برابر معافری کپڑا لوں اور مجھے حکم دیا کہ میں ہر چالیس گائے پر ایک مسنہ لوں اور ہر تیس گائے پر ایک سال کا بچھڑا اور مجھے حکم دیا کہ بارانی پیداوار سے عشر یعنی دسواں حصہ لوں اور پانی والی پیداوار سے بیسواں حصہ لوں۔

اس روایت کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے (محمد بن اسحاق از اعمش) کی طرح بیان کیا ہے اور اس روایت کو اصحاب سنن اربعہ نے متعدد طرق سے (از اعمش از ابووائل از مسروق از معاذ) بیان کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (معاویہ بن عمرو از ہارون بن معروف از عبداللہ بن وہب از حیوۃ از یزید بن ابی حبیب از سلمہ بن اسامہ از یحییٰ بن حکم) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اہل یمن سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے روانہ فرمایا مجھے یہ حکم دیا کہ میں ہر تیس گائے پر ایک تبیع لوں جس کی عمر دو سال ہو (ہارون نے بیان کیا کہ تبیع سے مراد جذع یا جذعہ ہے یعنی ایک برس کا) اور ہر چالیس گائے پر ایک مسنہ لوں۔

اہل یمن نے مجھے مشورہ دیا کہ میں درمیانی تعداد پر بھی زکوٰۃ وصول کروں یعنی چالیس اور پچاس کے درمیانی تعداد پر بھی جیسا کہ ۶۰ اور ۷۰ کے اور ۸۰ اور ۹۰ کے درمیان میں لیکن میں نے اس بات سے انکار کر دیا اور ان کو کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کروں گا۔ چنانچہ میں

یا رسول اللہ ﷺ کو صورت حال بتائی۔ جب گفتگو کی تو آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں ہر تیس گائے پر ایک تبیع لوں اور ہر چالیس پر ایک مسنہ اور ہر ساٹھ پر دو تبیع اور ستر پر ایک مسنہ اور ایک تبیع اور اسی پر دو مسنہ اور نوے پر تین تبیع یا چار تبیعے اور مجھے حکم دیا کہ درمیانی حصہ پر زکوٰۃ نہ لوں سوائے اس بات کے کہ وہ مسنہ یا تبیعہ کی حد تک پہنچ جائے اور اس کا قول ہے کہ اوقاص یا دو فریضوں کے درمیان ان میں زکوٰۃ نہیں اس میں زکوٰۃ فرض نہیں۔

رفع اشکال: یہ روایت امام احمد کی منفرد روایت میں سے ہے اور اس میں اس بات کی وضاحت ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یمن جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ صحیح بات یہی ہے کہ یمن جانے کے بعد انہوں نے نبی علیہ السلام کو نہیں دیکھا۔ (کما تقدم)

سفارش سے قرض معاف نہیں ہوتا: ... عبدالرزاق، ابی بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل حسین و جمیل جوان تھے اور سخی آدمی تھے۔ اپنی قوم کے بہترین جوانوں میں سے تھے جو مانگو فوراً عطا کر دیا کرتے تھے۔ وہ اس قدر مقروض ہو گئے کہ ان کا مال ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ قرض خواہوں سے معذرت کریں۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں سے بات چیت کی مگر انہوں نے قرض میں کچھ کمی نہ کی۔ اگر کسی کی سفارش سے کسی کا قرض معاف ہو جاتا تو رسول اللہ ﷺ کی سفارش سے معاذ رضی اللہ عنہ کا قرض ضرور معاف ہو جاتا۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہوں نے سارا مال و متاع فروخت کیا اور رقم قرض خواہوں میں تقسیم کر دی۔ اس طرح حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بالکل فقیر اور قلاش ہو گئے۔

مال زکوٰۃ میں تجارت: رسول اللہ ﷺ نے جب حج کا ارادہ کیا تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی جانب روانہ کیا اور وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ کے مال سے تجارت کی۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں یمن سے آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میری بات مانو۔ یہ مال ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دو اگر وہ یہ سب تمہیں عطا کر دیں تو قبول کر لو۔ یہ سن کر معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا میں ان کے سپرد کیوں کروں گا۔ مجھے تو رسول اللہ نے میرا نقصان پورا کرنے کے لئے امیر بنا کر بھیجا تھا۔ جب یہ نہ مانے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے کہا معاذ کو پیغام بھیجیں اور بلا کر ان سے ضرورت سے زائد مال لے لیں اور باقی ان کو چھوڑ دیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو ایسا کرنے کا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس کا نقصان پورا کرنے کے لئے بھیجا تھا لہٰذا میں اس سے کچھ نہ لوں گا۔

معاذ رضی اللہ عنہ کا خواب: صبح ہوئی تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے آپ ﷺ کے مشورہ پر عمل کرنا ہی ہوگا۔ میں نے گزشتہ رات خواب میں یہ دیکھا ہے (بروایت عبدالرزاق راوی) کہ مجھے آگ کی جانب کھینچا جا رہا ہے اور آپ میری کمر کو پکڑے ہوئے ہیں۔ چنانچہ وہ سامان اور ہر چیز کوڑی تک لے کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اور قسم کھا کر عرض کیا کہ میں نے کوئی چیز بھی نہیں چھپائی۔ لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ یہ مال تیرا ہے، میں اس میں سے کچھ بھی نہیں لوں گا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت: اس روایت کو امام بیہقی نے معمر از زہری، عبدالرحمن بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور اسی کو متصل بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ نے ان کو اہل یمن پر امیر بنا کر بھیجا اور وہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں واپس آ کر ملک شام چلے گئے۔ حافظ بیہقی کا بیان ہے کہ ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو قبا میں ... کے پاس چھوڑا تھا اور غزوہ تبوک ۹ ھ میں بھی شامل ہوئے ہیں لہٰذا صحیح بات یہی ہے کہ آپ ﷺ نے ان کو اس کے بعد یمن کی جانب روانہ کیا تھا۔ واللہ اعلم۔

اللہ کیلئے آزاد کر دیا ...... حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے خواب کی تائید میں حافظ بیہقی (اعمش، ابو وائل) عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کے یمن سے واپس آئے وہاں میں غلام بھی شامل تھے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ان غلاموں کو بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے تھے لیکن انہوں نے سارا مال واپس کر دیا تو غلاموں کو بھی واپس لے آئے۔ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو وہ غلام بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھنے لگے نماز سے فارغ ہوئے تو ان سے پوچھا تم کس کی نماز پڑھتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا اللہ کی تو آپ ﷺ نے کہا تم سب اللہ کے لئے آزاد ہو چنانچہ ان کو آزاد چھوڑ دیا۔

اجتہاد کا ثبوت ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن جعفر، شعبہ، ابو عون، حارث بن عمرو بن اخی مغیرہ بن شعبہ، معاذ کے حمص کے تلامذہ) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مجھے یمن کی جانب روانہ فرمایا تو پوچھا اگر کوئی قضیہ اور مقدمہ درپیش ہو تو کیا کرو گے؟ میں نے کہا میں قرآن کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے پوچھا اگر وہ قرآن میں نہ موجود ہو تو کیا کرو گے؟ عرض کیا سنت رسول ﷺ کے مطابق فیصلہ کروں گا آپ ﷺ نے پھر پوچھا وہ سنت رسول اللہ ﷺ میں بھی موجود نہ ہو تو کیا کرو گے؟ میں نے کہا میں اجتہاد کروں گا اور میں اس میں کسی قسم کی بھی کوتاہی نہیں کروں گا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے میرے سینہ پر دست مبارک رکھ کر خدا کا شکر ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے قاصد کو اس بات کی توفیق عطا کی جس پر اللہ کا رسول ﷺ راضی ہے۔

اس سند پر بحث ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو (وکیع از شعبہ از ابو عون) مذکورہ بالا سند اور متن کے ساتھ بھی بیان کیا ہے۔ امام ابوداؤد اور ترمذی نے بھی شعبہ سے نقل کیا ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس روایت کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور میرے نزدیک اس کی سند متصل نہیں ہے۔ اس کو امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند سے بھی بیان کیا ہے لیکن وہ محمد بن سعد بن حسان کی سند ہے۔ جو کہ مصلوب اور کذاب راوی ہے اور یہ کذاب راوی عبادہ بن بشر کی معرفت سے عبدالرحمان از معاذ اس طرح بیان کرتا ہے۔

کافر بھائی کی وراثت کا مسئلہ ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن جعفر اور یحییٰ بن سعید، شعبہ، عمرو بن ابی حکیم، عبداللہ بن بریدہ، یحییٰ بن یعمر) ابو الاسود دیلی سے بیان کرتے ہیں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے سامنے لوگوں نے ایک مسئلہ پیش کیا کہ یہودی "[illegible]" مر گیا ہے اور اس کا بھائی مسلمان ہے تو معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ اسلام بڑھتا ہے کم نہیں ہوتا۔ تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے مسلمان کو یہودی بھائی کا وارث قرار دے دیا اس روایت کو ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن بریدہ سے بیان کیا ہے۔

جمہور کا مسلک ...... یہ مسلک معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان سے منقول ہے اور سلف کے ایک گروہ نے یہ مسلک یحییٰ بن یعمر قاضی سے بھی بیان کیا ہے اور اسحاق بن راہویہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ جمہور کا مسلک ان کے اس مسلک سے مختلف ہے ان میں ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین بھی شامل ہیں۔ ان کی حجت اور دلیل صحیحین کی وہ روایت ہے جو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کافر مسلمان کا وارث نہ ہوگا اور (اسی طرح) مسلمان بھی کافر کا وارث نہ ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کی جانب سے یمن میں قاضی اور مبلغ مقرر کئے گئے تھے وہ حکمران اور سپہ سالار تھے اموال زکوٰۃ کے محصل تھے آپ کے پاس مال زکوٰۃ جمع کیا جاتا تھا جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بالا روایت سے معلوم ہوتا ہے اور پانچوں وقتوں کی نماز وہی پڑھاتے تھے جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (سلیمان بن حرب، شعبہ، حبیب بن ابی ثابت، سعید بن جبیر) عمرو بن میمون سے نقل کیا ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ جب یمن آئے تو نماز فجر میں ﴿واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا﴾ (۴/۱۲۵) (اللہ نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا تھا) پڑھا دوران تلاوت میں تو ایک آدمی نے کہا کہ ابراہیم کی آنکھ ٹھنڈی ہوگئی۔ (انفرد بہ البخاری)

نبی علیہ السلام کا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو یمن کی جانب بھیجنا ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(احمد بن عثمان، شریح بن مسلمہ، ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحاق، ابو یوسف، ابی اسحاق) حضرت براء بن عازب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کی جانب روانہ فرمایا پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا اور فرمایا اے علی! خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو کہہ کہ جو شخص ان میں سے تیرے ساتھ رہنا چاہتا ہے وہ تیرے ساتھ (یمن میں) رہ جائے اور جو شخص واپس آنا چاہتا ہے وہ واپس لوٹ آئے اور میں ان لوگوں میں تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن میں تھے اور میں نے مال غنیمت میں سے کئی اوقیہ چاندی حاصل کی۔ (انفرد به البخاری من هذا الوجه)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حصہ ..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن بشار، روح بن عبادہ، علی بن سوید بن منجوف، عبداللہ بن بریدہ) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس مال غنیمت میں سے "خمس" پانچواں حصہ وصول کرنے کے لئے بھیجا اور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صبح کے وقت غسل کیا تو میں نے خالد رضی اللہ عنہ کو کہا کیا آپ اس کو دیکھتے نہیں (اس نے کیا کیا ہے) جب ہم نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے یہ بات آپ ﷺ کے گوش گزار کر دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بریدہ! تو علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھتا ہے عرض کیا جی ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی مت رکھ اس کا "خمس" میں اس سے زیادہ حصہ ہے۔ (انفرد به البخاری)

بغض علی رضی اللہ عنہ اور اس کی اصلاح ..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن سعید، عبدالجلیل) کا بیان ہے کہ میں حلقہ درس میں پہنچا وہاں ابو مجلز اور بریدہ کے دو بیٹے موجود تھے عبداللہ بن بریدہ حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسا شدید بغض و عداوت رکھتا تھا جو کسی سے نہ تھا اور ایک قریشی سے میری محبت و تعلق محض اس وجہ سے تھی کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض و عداوت رکھتا تھا۔ اس قریشی کو ایک لشکر کا امیر مقرر کر کے بھیج دیا گیا اور میں بھی اس لشکر میں شامل ہو گیا (ہم نے جہاد کیا) اور کچھ قیدی گرفتار کئے۔ امیر لشکر نے رسول اللہ ﷺ کو ایک خط تحریر کیا کہ مال غنیمت سے خمس وصول کرنے کے لئے کسی شخص کو روانہ فرمائیے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کر دیا اور قیدیوں میں سے ایک لونڈی، جو سب سے خوبصورت تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بطور خمس لے لیا اور اس لونڈی کو خمس سے اپنے لئے رکھ لیا چنانچہ صبح کو غسل کر کے باہر آئے تو سر سے پانی ٹپک رہا تھا تو پوچھا اے ابو الحسن! یہ کیا ہے؟ تو بتایا کہ کیا تم نے وہ لونڈی نہیں دیکھی، جو مال غنیمت میں تھی۔ میں نے مال غنیمت تقسیم کیا اور اس سے خمس لیا اور وہ لونڈی خمس میں آئی پھر وہ اہل بیت کے حصہ میں آئی اس کے بعد وہ آل علی کے حصہ میں آئی اور میں اس سے ہمبستر ہوا۔

پھر اسی آدمی یعنی امیر لشکر نے نبی علیہ السلام کو خط تحریر کیا (ابو بریدہ) نے کہا یہ خط مجھے دے کر بھیج دیجئے اس نے مجھے بطور تصدیق کنندہ بھیج دیا۔ میں مدینہ پہنچ کر نبی علیہ السلام کو خط پڑھ کر سنانے لگا اور کہنے لگا کہ اس نے درست تحریر کیا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ اور خط سب دونوں پکڑ کر کہا کیا تجھے علی سے بغض و عداوت ہے؟ عرض کیا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا تو علی رضی اللہ عنہ سے بغض و عداوت نہ رکھ اگر تو اس سے محبت کرتا ہے تو اس سے مزید محبت کر، اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے خمس میں آل علی رضی اللہ عنہ کا حصہ اس لونڈی سے زیادہ ہے۔

بغض محبت میں بدل گیا ..... ابو بریدہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی علیہ السلام کے اس فرمان کے بعد مجھے علی رضی اللہ عنہ سے کوئی زیادہ محبوب اور پیارا نہ تھا۔ عبداللہ بن ابی بریدہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس خدا کی قسم جس کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں کہ اس حدیث میں میرے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان میرے والد کے علاوہ کوئی اور راوی حائل نہیں۔

اس سند میں عبدالجلیل بن عطیہ الفقیہ ابو صالح البصری منفرد ہے ابن معین اور ابن حبان نے اس کو ثقہ کہا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ حدیث میں وہم کرتا ہے۔ (انما يهم في الشيء)

ابن شاس کی علی رضی اللہ عنہ سے رنجش ۔۔۔ محمد بن اسحاق (ابان بن صالح، عبداللہ بن نیار اسلمی، اپنے ماموں) عمرو بن شاس اسلمی (جو صلح حدیبیہ میں شامل تھا) سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس لشکر میں شامل تھا جس کو رسول اللہ ﷺ نے یمن کی جانب بھیجا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کچھ بے مروتی اور بدسلوکی کی اور میرے دل میں ان کے خلاف کچھ رنجش پیدا ہو گئی جب میں مدینہ میں آیا تو میں مدینہ کی ہر مجلس میں علی رضی اللہ عنہ کا گلہ کرتا اور ہر ملاقاتی سے علی رضی اللہ عنہ کا شکوہ کرتا۔

علی رضی اللہ عنہ کو اذیت دینا مجھے اذیت دینا ہے ۔۔۔ میں ایک دن آیا اور نبی علیہ السلام مسجد میں تشریف فرما تھے جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا کہ میں آپ کی آنکھوں کی طرف دیکھ رہا ہوں تو آپ نے مجھے گھورا، یہاں تک کہ میں آپ کے قدموں میں بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! اے عمرو بن شاس! تو نے مجھے اذیت پہنچائی ہے۔ میں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون میں اللہ کے رسول ﷺ کو اذیت دینے سے خدا اور اس کے رسول کی پناہ چاہتا ہوں، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے علی کو اذیت دی اس نے مجھے بھی اذیت دی۔

اس روایت کو حافظ بیہقی نے ایک اور سند (ابن اسحاق، ابان بن فضل بن معقل بن سنان، عبداللہ بن نیار، عمرو بن شاس) سے بیان کیا اور روایت کو بالمعنی ذکر کیا ہے۔

قبیلہ ہمدان کا مسلمان ہونا ۔۔۔ حافظ بیہقی (محمد بن عبداللہ الحافظ، ابو اسحاق، سوری، عبیدہ بن ابوالسفر، ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحاق، ابیہ، ابو اسحاق) حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کی امارت میں جہاد کے لئے گیا ہم نے وہاں چھ ماہ گزارے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے کفار کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی مگر انہوں نے اس کو قبول نہ کیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ وہ خالد رضی اللہ عنہ کو (مع لشکر) واپس بھیج دے سوائے اس شخص کے جو خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو اور علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں رہنا چاہتا ہے تو علی رضی اللہ عنہ اسے اپنے ساتھ رکھ لے۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جب ہم دشمن کے قریب ہوئے تو وہ بھی ہماری طرف آیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور ہمیں نماز "خوف" پڑھائی پھر ہمیں ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر ان کو رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھ کر سنایا تو پورا ہمدان قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (بذریعہ مکتوب) ان کے اسلام قبول کرنے کی اطلاع دی جب رسول اللہ ﷺ نے مکتوب پڑھا تو سجدہ میں گر گئے پھر سجدے سے سر اٹھا کر دو بار فرمایا ہمدان پر سلامتی ہو، ہمدان پر سلامتی ہو۔ اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسری سند سے ابراہیم بن یوسف سے مختصر بیان کیا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ پر نکتہ چینی ۔۔ حافظ بیہقی (ابوالحسین محمد بن الفضل القطان، ابو سہل بن زیاد القطان، اسماعیل بن ابی اویس، اپنے بھائی سے، سلیمان بن بلال، سعد بن اسحاق بن کعب بن عجرہ، اپنی پھوپھی زینب بنت کعب بن عجرہ) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کیا، میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ میں اونٹ وصول کئے تو ہم نے یہ درخواست کی کہ ہم زکوٰۃ والے اونٹوں پر سوار ہو جائیں اور اپنی سواریوں کو تھوڑا آرام کرنے دیں کیونکہ ہم اپنی سواریوں میں کچھ کمزوری محسوس کر رہے تھے تو علی رضی اللہ عنہ نے صاف انکار کر کے فرمایا تمہارا ان میں اسی قدر حصہ ہے جس قدر باقی مسلمانوں کا۔ جب زکوٰۃ کی وصولی سے فارغ ہو گئے تو ہم پر ایک شخص کو اپنا نائب امیر مقرر کر کے یمن سے واپس چلے آئے اور رفتار تیز کر کے موسم حج کو پا لیا۔ جب حج سے فارغ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے ساتھیوں کی طرف چلے جاؤ یہاں تک کہ تم اپنا منصب اختیار کرو۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگوں نے آپ کے نائب امیر کو وہی درخواست کی جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منظور نہ کیا تھا لیکن اس نے درخواست کو منظور کر لیا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس لوٹے اور انہیں معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کے اونٹوں پر سواری کی گئی ہے اور سواری

کرنے کے آثار دیکھے تو نائب امیر کو ملامت کی اور ان کو سرزنش کی میں نے دل میں کہا خدا کی قسم اگر میں مدینہ پہنچا تو یہ معاملہ رسول اللہ ﷺ کو ضرور بتاؤں گا اور اس بے جا سختی و تنگی اور تکلیف کا رسول اللہ ﷺ سے ضرور ذکر کروں گا۔

علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بدگمانی اور آپ ﷺ کا جواب...... حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب ہم لوگ مدینہ واپس پہنچے تو میں صبح سویرے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوا کہ جس بات کی میں نے قسم کھائی تھی وہ بات آپ ﷺ سے عرض کروں، راستہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوگئی وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے آرہے تھے، مجھے دیکھ کر ٹھہر گئے اور مجھے مرحبا کہا اور خیر خیریت معلوم کی اور پوچھا کہ کب آئے؟ میں نے عرض کیا کہ گزشتہ رات آیا تھا، پھر وہ میرے ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے اور اندر گئے اور کہا آپ ﷺ تشریف فرما ہیں اور یہ سعد بن مالک ابن شہید ہیں، آپ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں، فرمایا اندر بلا لو۔ میں نے سلام عرض کیا آپ ﷺ نے مجھے سلام کا جواب دیا پھر میری طرف متوجہ ہوئے میرے اہل و عیال کی خیریت معلوم کی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بہت تنگی، بری معاشرت، بدسلوکی اور تنگی و تکلیف برداشت کی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے متانت اور سنجیدگی کا اظہار فرمایا، میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اور ان سے دی تکلیفیں گنوانے لگا۔ میں نے ابھی اپنی بات ختم نہیں کی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے میری ران پر ہاتھ مار کر کہا اے سعد بن مالک ابن شہید اپنے بھائی علی کے بارے میں یہ اعتراضات چھوڑ دو واللہ! مجھے معلوم ہے کہ انہوں نے اللہ کی راہ میں اچھے کام انجام دیئے ہیں۔
تو میں نے اپنے دل میں کہا اے سعد! تیری ماں تجھے گم پائے ابھی میں آج تک سے ہی غیر شعوری طور پر رسول اللہ ﷺ کے غیر پسندیدہ امور میں غلطیاں کر رہا ہوں واللہ! میں کبھی بھی علانیہ اور پوشیدہ طور ان کی برائی نہیں کروں گا۔ یہ سند جید ہے اور نسائی کی شرط پر ہے اور صحاح ستہ میں مذکور نہیں ہے۔

بلا اجازت بیت المال میں تصرف...... یونس (محمد بن اسحاق) یحییٰ بن عبداللہ بن ابی عمرہ یزید بن طلحہ بن یزید بن رکانہ سے روایت کرتے ہیں کہ یمن میں جو لشکر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زیر امارت تھا وہ ان سے ناراض ہو گیا کیونکہ جب وہ امیر بن کے ... تھے تو ایک آدمی کو ان کا نائب مقرر کر دیا اور خود جلدی سے نبی کریم ﷺ کے پاس چلے آئے۔ نائب امیر نے ہر آدمی کو ایک ایک "حلہ" (کپڑوں کا جوڑا) دے دیا۔ جب وہ مدینہ کے قریب پہنچے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی ملاقات کے لئے آئے، ان سب نے "حلے" پہنے ہوئے تھے۔ پوچھا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نائب امیر نے عطا کئے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے سے پہلے تم نے ان کو کیوں یہ دیئے؟ رسول اللہ ﷺ خود بانٹ دیتے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سب سے واپس لے لئے۔
جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے آپ علیہ السلام سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شکوہ کیا۔ اہل یمن نے آپ علیہ السلام سے مصالحت کر لی تھی اور آپ علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مقرر کر کے جزیہ وصول کرنے کے لئے بھیجا تھا۔
میں کہتا ہوں کہ یہ روایت حافظ بیہقی کی روایت گزشتہ کے اعتبار سے زیادہ قریب ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حج کے لئے ان سے پہلے چلے گئے تھے اور اپنے ساتھ قربانی کے جانور لے گئے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی طرح احرام کی نیت سے احرام باندھا تھا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ وہ احرام کی حالت میں رہیں اور براء کی روایت میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پاس قربانی ہے اور میں قارن ہوں (یعنی حج قران کرنے والا ہوں)۔
خلاصہ یہ کہ جب علی ... لوگوں پر سواری کرنے سے منع کرنے کی وجہ سے دوبارہ اونٹ لے لینے کی وجہ سے بکثرت شکایت اور اعتراضات کی بوچھاڑ ہوئی (اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس معاملے میں بالکل حق بجانب تھے لیکن ساتھیوں میں ان کی شکایت کی شہرت ہوگئی تھی) تو اس لئے جب رسول اللہ ﷺ حج سے فارغ ہو کر مدینہ کی جانب روانہ ہوئے تو راستہ میں مقام غدیر خم میں تقریر کی اور لوگوں سے خطاب فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان اعتراضات سے پاک فرمایا ان کی قدر و منزلت کو بلند کیا اور ان کے فضائل کے بارے میں بتایا تاکہ لوگوں کے دلوں میں جو اعتراضات ہیں ان کا ازالہ ہو جائے۔ غدیر خم کا واقعہ ان شاء اللہ تعالیٰ اپنے محل میں بیان کیا جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ پر نکتہ چینی ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (قتیبہ، عبدالواحد، عمارہ بن قعقاع بن شبرمہ، عبدالرحمان بن ابی نعیم) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے سخت چمڑے میں باندھ کر سونے کی ایک ڈلی بھیجی جو مٹی سے صاف نہ کی گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ سونا چار آدمیوں (۱) عیینہ بن بدر (۲) اقرع بن حابس (۳) زید الخیل اور (۴) علقمہ بن علاثہ یا عامر بن طفیل میں تقسیم کر دیا تو کسی صحابی نے کہا، ہم تو اس سونے کے ان سے زیادہ حقدار تھے۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا تم لوگ مجھے امین اور قابل اعتماد نہیں سمجھتے؟ حالانکہ میں اس ذات پاک کا امین ہوں جو آسمانوں پر ہے، صبح شام مجھ پر آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے۔

حکم شرعی ظاہر حال پر ہے ...... حضرت ابوسعید کا بیان ہے کہ ایک آدمی کھڑا ہوا، اندر دھنسی ہوئی آنکھوں والا، پھولے ہوئے رخساروں والا، ابھری ہوئی پیشانی والا، گھنی داڑھی والا، سر منڈا، تہمد اوپر اٹھائے ہوئے اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ سے ڈرو! تو آپ علیہ السلام نے فرمایا تجھ پر صد افسوس، کیا میں سب لوگوں سے زیادہ اللہ سے ڈرنے کا اہل نہیں ہوں؟ جب وہ آدمی پیٹھ پھیر کر واپس چلا تو خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس کی گردن اڑا دوں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں شاید وہ نماز پڑھتا ہو۔ خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، بہت سے نمازی ایسے ہیں جن کی زبان پر وہ بات ہوتی ہے جو دل میں نہیں ہوتی، جن کا دل اور زبان ساتھ نہیں ہوتے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مجھے یہ حکم نہیں ہوا کہ میں لوگوں کے دلوں پر نقب لگاؤں اور ان کے پیٹ چیروں (کہ ان کے باطن میں کیا ہے)۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کو پیٹھ پھیر کر جاتے ہوئے دیکھ کر فرمایا اس کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن کو بڑے مزے سے (یا بکثرت) پڑھیں گے مگر وہ ان کے گلے سے نیچے نہ اترے گا۔ وہ دین سے اس طرح باہر نکل جائیں گے جیسا کہ تیر جانور کے پار نکل جاتا ہے۔ (اور اس میں خون وغیرہ کا کچھ نشان بھی نہیں ہوتا) لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر میں نے ان کو پایا تو ثمود کی قوم کی طرح بالکل نیست و نابود کر دوں گا۔

اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح میں کئی مقامات پر بیان کیا ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الزکوۃ میں کئی طرق سے عمارہ بن قعقاع سے بیان کیا ہے۔

آپ علیہ السلام کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے قوت فیصلہ کی دعا ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ، اعمش، عمرو بن مرہ، ابوالبختری) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن میں بھیجا میں بالکل نوخیز اور نو عمر کا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے ایسی قوم کے پاس بھیج رہے ہیں جن میں اختلافات رونما ہوں گے اور مجھے (اختلافات میں) فیصلہ کرنے کا کوئی علم و تجربہ نہیں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیری زبان کو قوت فیصلہ سے نوازے گا اور تیرے دل کو مضبوط کرے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے فریقین کے فیصلے میں کبھی تردد اور تذبذب سے کام نہیں لیا۔ اس روایت کو ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اعمش سے بیان کیا ہے۔

فیصلہ کا اصول ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (اسود بن عامر، شریک، سماک، حنش) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی جانب بھیجنے کا ارادہ کیا تو عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے ایسے لوگوں کے پاس روانہ کر رہے ہیں جو مجھ سے عمر میں بڑے ہیں اور میں نوخیز ہوں، فیصلہ کرنے کا کوئی تجربہ نہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھ کر دعا کی الٰہی! اس کی زبان کو حق بات پر ثبات بخش اور اس کے دل کو ہدایت دے۔ سنو اے علی! جب فریقین تیرے پاس آ کر بیٹھ جائیں تو فریقین کی بات سنے بغیر فیصلہ نہ کر، جب تم نے اس اصول پر عمل کیا تو فیصلہ بالکل واضح ہو جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد مجھے فیصلہ کرنے میں کبھی اختلاف رونما ہوا اور مجھے فیصلہ میں کوئی دشواری پیش نہ آئی۔ نیز اس روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد طرق سے شریک سے روایت کیا ہے۔ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے زائدہ سے اور یہ دونوں راوی سماک بن حرب از حنش بن معتمر (یا ابن ربیعہ کنانی کوفی) از علی روایت کرتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر رسول اللہ ﷺ کا تبصرہ ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (سفیان بن عیینہ، اجلح شعبی، عبداللہ بن ابی الخلیل) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کئی آدمیوں نے ایک طہر میں ایک لونڈی سے جماع کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے دو کو کہا تم اس فعل پر رضامند تھے تو انہوں نے کہا جی نہیں پھر باقی دو کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ تمہارا دل اس فعل سے خوش تھا تو انہوں نے کہا جی نہیں پھر آپ نے فرمایا تم بد مزاج اور ایک دوسرے کے مخالف شریک ہو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے درمیان قرعہ ڈالوں گا جس کا قرعہ نکل آیا میں اس کو دو تہائی دیت کا تاوان دے دوں گا اور بچہ اس کے حوالے کر دوں گا۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ فیصلہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں بھی وہی فیصلہ جانتا ہوں جو علی رضی اللہ عنہ نے کیا ہے۔

نسب میں قرعہ اندازی سے فیصلہ ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (شریح بن نعمان، ھشیم، اجلح شعبی، ابو الخلیل) حضرت زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جب آپ یمن میں تھے تو تین آدمی حاضر خدمت ہوئے جو ایک بچہ میں شریک تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قرعہ ڈالا۔ جس کے نام قرعہ نکلا اس کو دو تہائی دیت کا ضامن ٹھہرایا اور بچہ اس کے حوالے کر دیا۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا تو آپ ﷺ اس قدر مسکرائے کہ آپ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔

اس روایت کو ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے (مسدد از یحییٰ قطان) اور نسائی نے (علی بن حجر از علی بن مسہر) بیان کیا ہے اور یہ دونوں (اجلح بن عبداللہ از عامر شعبی از عبداللہ بن خلیل، نسائی نے ایک روایت میں عبداللہ ابی الخلیل بیان کیا ہے) از زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یمنی آیا اس نے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تین شخص آئے ان کا ایک بچے کے بارے میں اختلاف تھا ان سب نے ایک طہر میں ہی ایک لونڈی سے جماع کیا تھا پھر اس نے مذکورہ بالا قصہ بیان کیا اور اس نے کہا کہ نبی علیہ السلام ہنس پڑے تھے۔

اس روایت کو امام ابوداؤد اور نسائی نے شعبہ از سلمہ بن کہیل از شعبی از ابی الخلیل یا ابن الخلیل از علی رضی اللہ عنہ) مرسل بیان کیا ہے، مرفوع نہیں۔ نیز اس روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرزاق، سفیان ثوری، اجلح شعبی، عبد خیر) زید ابن ارقم سے بھی حسب سابق روایت کرتے ہیں۔

اس کو ابوداؤد اور نسائی بھی خشیش بن اصرم سے اور ابن ماجہ اسحاق بن منصور سے اور یہ دونوں (عبدالرزاق از سفیان ثوری از صالح ہمدانی از شعبی از عبد خیر) از زید بن ارقم بھی روایت کرتے ہیں۔

ہمارے شیخ نے "اطراف" میں بیان کیا ہے کہ ممکن ہے یہ عبد خیر عبداللہ بن الخلیل ہی ہو، لیکن راوی نے اس کا نام صحیح نہیں لکھا میں (ابن کثیر) کہتا ہوں اس کہ یہ قول حدیث کو مزید مضبوط کرتا ہے اگر وہ نہ ہو تو یہ سند اس کی بہترین متابعت ہے۔ لیکن اجلح بن عبداللہ کندی کچھ مجروح راوی ہے۔" "انساب" میں قرعہ اندازی امام احمد کا قول ہے اور یہ مسلک ان کے "افراد" اور مختارات میں سے ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ بحال کیا ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو سعید، اسرائیل، سماک، حنش) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن بھیجا اور ہم ایک قوم کے پاس پہنچے جنہوں نے شیر کے شکار کے لئے ایک گڑھا کھودا ہوا تھا وہ گڑھا دیکھنے کے لیے ہم لوگ آپس میں دھکم پیل کرنے لگے، اچانک ایک آدمی اس میں گرنے لگا اس نے دوسرے کو پکڑا اس نے تیسرے کو پکڑا اور اس نے چوتھے کو پکڑ لیا آخر چاروں اس میں گر پڑے، اور شیر نے ان کو زخمی کر دیا اور ایک آدمی نے شیر پر بڑھ کے حملہ کیا اور اس کو ہلاک کر دیا لیکن یہ چاروں زخموں کی تاب نہ لا کر مر گئے۔ چنانچہ پہلے مقتول کے وارث دوسرے مقتول کے وارثوں کے پاس گئے، باتوں باتوں میں انہوں نے لڑائی کے لئے اسلحہ نکال لیا اور لڑنے کو تیار تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس آ گئے اور ان کو کہا، کیا تم رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہی لڑنا چاہتے ہو، میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں اگر تم پسند کرو تو ٹھیک ورنہ میں ایک کو دوسرے سے روک دوں گا۔ یہاں تک کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ جاؤ اور آپ ﷺ ہی تمہارے درمیان فیصلہ فرمائیں گے۔ اور جو شخص ان کے فیصلہ کے بعد حد تجاوز کرے اس کا بالکل بھی کسی قسم کا کوئی حق نہ ہوگا۔

جن لوگوں نے گڑھا کھودا تھا ان کے قبائل سے چوتھائی دیت تہائی دیت، آدھی دیت اور پوری دیت جمع کرو۔ پہلے گرنے والے کو چوتھائی

دیت طے کی اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تو ہلاک ہوا ہے اور دوسرے کو ایک تہائی دیت تیسرے کو آدھی دیت اور چوتھے کو کامل طے کی۔ انہوں نے اس فیصلہ پر ناراضگی کا اظہار کیا تو وہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ مقام ابراہیم کے پاس تشریف فرما تھے ان لوگوں نے سارا قصہ عرض کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو فیصلہ کیا تھا اور انہوں نے سارا قصہ سنایا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو بحال رکھا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے (وکیع حماد بن سلمہ سماک بن حرب حنش) علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

حجۃ الوداع، حجۃ البلاغ، حجۃ الاسلام

وجہ تسمیہ ..... حجۃ الوداع کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ آخری حج تھا۔

اور حجۃ الاسلام کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے یہی ایک حج فرمایا۔ گو ہجرت سے پہلے آپ ﷺ نے متعدد حج کئے بعض نبوت سے پہلے اور بعض بعثت کے بعد اور حجۃ البلاغ اس لئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام مسائل حج قولاً اور عملاً لوگوں کو بتا دیئے اور اسلام کے سب اصول وفروع سے باخبر فرما دیا تو عرفات میں اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (۵/۳)

”آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین پورا کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام اور احسان پورا کر دیا اور میں نے تمہارے واسطے اسلام ہی کو دین پسند کیا“۔

آئندہ اوراق میں ہم ان شاء اللہ رسول اللہ ﷺ کا کامل حج بیان کریں گے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے درمیان اختلافی مسائل کو اس طرح سے حل کرنے کی کوشش کریں گے جو دل ودماغ کے اطمینان اور سکون کا باعث ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ کے مناسک حج اور مسائل ہر دور میں موضوع بحث رہے ہیں قدیم وجدید سب اہل علم نے اس پر لکھا ہے حافظ ابن حزم نے بھی حجۃ الوداع کے موضوع پر ایک کتاب تالیف فرمائی ہے جو بہت عمدہ اور قابل قدر ہے مگر اس میں بعض قسم کے اوہام ہیں، ہم ان شاء اللہ ان کو واضح کرنے کی کوشش کریں گے۔

نبی علیہ السلام کے حج وعمروں کی تعداد ..... نبی علیہ السلام نے ہجرت کے بعد تین عمرے اور صرف ایک ہی حج مع عمرہ ادا کیا بخاری اور مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے ذی قعدہ میں کئے سوائے اس عمرہ کے جو حج کے ساتھ کیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ علیہ السلام نے تین عمرے کئے ایک شوال میں دو ذیقعدہ میں۔ اور مسند احمد میں عمرو بن شعیب کی سند سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے کئے اور سب ذی قعدہ میں تھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو النضر، داؤد عطار، عمرو، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کئے: (۱) عمرۃ حدیبیہ (۲) عمرۃ القضاء (۳) عمرۃ جعرانہ (۴) عمرۃ مع حج، ابوداؤد، نسائی اور ترمذی میں بھی مذکور ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو حسن کہا ہے۔

۶ھ میں عمرہ حدیبیہ جس کی ادائیگی میں مشرکین حائل ہو گئے ۲: اگلے سال عمرہ قضا گذشتہ سال کے عمرہ کی قضا اور قصاص والے ”عمرہ قضیہ“ بھی کہتے ہیں کیونکہ قریش کے ساتھ ایک فیصلے کے تحت ہوا ۳: عمرہ جعرانہ طائف سے لوٹنے کے بعد، جہاں غزوہ حنین کا مال غنیمت تقسیم کیا ۴: عمرہ حج کے ساتھ۔

کیا آپ نے مکہ میں صرف ایک حج کیا؟ ..... امام بخاری ﷺ اور امام مسلم ﷺ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انیس غزوات میں حصہ لیا اور ہجرت کے بعد صرف ایک حج کیا۔

ابو اسحاق کا بیان ہے کہ ایک حج مکہ میں کیا، یہ بالکل بعید از خیال اور وہم ہے۔ کیونکہ نبی علیہ السلام بعثت کے بعد ہر سال موسم حج میں آتے اور لوگوں کو دعوت توحید پیش کرتے اور یہ فرماتے کہ قریش توحید کی تبلیغ میں حائل اور مانع ہیں۔ کوئی ہے جو مجھے پناہ دے تا کہ میں تبلیغ کر سکوں؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انصار کو اس کام کے لئے منتخب فرمایا اور متواتر تین سال جمرہ عقبہ کے پاس اجتماع ہوتا رہا۔ بالآخر ایک فیصلے کے تحت آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمائی۔

۱۰ھ میں حج …… مسلم شریف میں حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں ۹ سال کے قیام کے دوران کوئی حج نہیں کیا پھر آپ نے حج کا اعلان فرمایا تو مدینہ منورہ میں بے شمار لوگ جمع ہو گئے۔ چنانچہ جب ذیقعدہ میں پانچ یا چار یوم باقی تھے تو آپ ﷺ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور ذوالحلیفہ میں قیام فرمایا۔ (نسائی)

محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ نبی علیہ السلام ذی قعدہ ۱۰ھ میں حج کے لئے تیار ہوئے اور لوگوں کو بھی حج کے لئے تیار ہونے کا ارشاد فرمایا، اور مجھے عبد الرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد کی معرفت ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ۲۵ ذی قعدہ کو حج کے لئے روانہ ہوئے (یہ سند جید ہے)۔

مؤطا میں امام مالک "یحییٰ بن سعید انصاری سے عمرہ رحمۃ اللہ علیہا کی معرفت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم صرف حج کی خاطر ۲۵ ذیقعدہ کو روانہ ہوئے، یہ روایت صحیحین، سنن نسائی، ابن ماجہ اور مصنف ابن ابی شیبہ میں کئی طرق سے (از یحییٰ انصاری از عمرہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مذکور ہے۔

حج کے لئے تیاری اور روانگی وقت …… امام بخاری حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سر کے بال درست کئے، تیل لگایا، چادر اور تہبند باندھی اور سوائے زعفرانی لباس کے کسی کپڑے کے استعمال سے منع نہیں فرمایا، آپ ﷺ مدینہ منورہ سے باہر تشریف لائے اور ذوالحلیفہ کے "بیداء" مقام میں اونٹ پر سوار ہوئے اور ۲۵ ذیقعدہ کا واقعہ ہے۔ اور مکہ مکرمہ میں پانچ ذوالحج کو پہنچے۔

دن کا تعین …… اگر ۲۵ کی صبح کو ذوالحلیفہ میں قیام پذیر ہوں تو ابن حزم کا دعویٰ درست ہے کہ آپ جمعرات کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور جمعہ کی رات ذوالحلیفہ میں بسر کی اور جمعہ کی صبح ۲۵ ذی قعدہ کو آپ ﷺ ذوالحلیفہ میں تھے۔ اگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مقصد ۲۵ ذی قعدہ کو رسول اللہ ﷺ کا مدینے سے روانہ ہونا ثابت ہو جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ ۲۵ ذیقعدہ کو مدینے سے روانہ ہوئے تو امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا خیال بعید از فہم اور ناقابل تسلیم ہے۔ ذیقعدہ اگر پورے تیس یوم کا ہو تو آپ ﷺ کی روانگی ضرور جمعہ کے روز ہوگی اور یہ عیاں ہے کہ مدینے سے آپ ﷺ کی روانگی بروز جمعہ مشکل ہے جس کی درج ذیل وجوہات ہیں:

(۱) …… امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (موسیٰ بن اسماعیل، وہیب، ایوب، ابو قلابہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہم نے چار رکعت نماز ظہر مدینہ منورہ میں پڑھی اور ذوالحلیفہ میں نماز عصر قصر کی، پھر آپ ﷺ نے وہاں رات گزاری صبح ہوئی تو آپ ﷺ ذوالحلیفہ میں بیداء کے مقام پر اونٹنی پر سوار ہوئے اور حمد و ثناء کے بعد حج اور عمرے کا احرام باندھا۔

(۲) …… مسلم اور نسائی میں (قتیبہ، حماد بن زید، ایوب، ابو قلابہ) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ نے مدینہ منورہ میں نماز ظہر چار رکعت پڑھی اور ذوالحلیفہ میں نماز عصر دو رکعت ادا کی۔

(۳) …… امام احمد (عبد الرحمٰن، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن منکدر، ابراہیم بن میسرہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر مدینے میں پوری پڑھی تھی اور ذوالحلیفہ میں نماز قصر کی تھی۔ بخاری میں یہ روایت ابو نعیم کی معرفت سفیان ثوری سے مذکور ہے۔ مسلم شریف، ابو داؤد اور سنن نسائی میں یہ روایت (سفیان بن عیینہ سے محمد بن منکدر اور ابراہیم بن میسرۃ) کی معرفت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

(۴) ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن بکر، ابن جریج، محمد بن منکدر) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں ظہر چار رکعت پڑھائی اور عصر ذوالحلیفہ میں قصر کی، اور رات ذوالحلیفہ میں ہی بسر کی، صبح ہوئی پھر آپ ﷺ سوار ہوئے اور احرام باندھا۔

(۵) ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یعقوب، ابوہ، محمد بن اسحاق، محمد بن منکدر تیمی) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں چار رکعت نماز ظہر مدینہ منورہ میں پڑھائی پھر ذوالحلیفہ میں عصر قصر کی بغیر کسی خوف و خطرہ کے، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی یہ دونوں اسناد شرط بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حامل ہیں۔

ان متعدد روایات کے موجب آپ ﷺ مدینہ سے بروز جمعہ، اتوار، سوموار، منگل اور بدھ روانہ ہوئے، اور بروز جمعرات بھی آپ ﷺ کی روانگی جیسا کہ امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے دشواری سے خالی نہیں، کیونکہ وہ ۲۴ ذی قعدہ کو پڑتی ہے اور یہ تواتر اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ یکم ذوالحج کو جمعرات کا دن تھا اور نو ذوالحج کو جمعہ کا دن تھا۔ بالفرض اگر آپ ﷺ کی روانگی مدینہ سے ۲۴ ذی قعدہ بروز خمیس (جمعرات) ہو تو لازماً اس ماہ کی (جمعہ، ہفتہ، اتوار، سوموار، منگل اور بدھ) کی چھ راتیں باقی ہوں گی، حالانکہ حضرت ابن عباس، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایات سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ کی روانگی کے وقت ذی قعدہ کی پانچ راتیں باقی تھیں لہٰذا ثابت ہو گیا کہ آپ ﷺ کی روانگی مدینہ سے بروز ہفتہ ہوئی۔

مغالطہ کا سبب ...... دراصل راوی کو اس بات میں غلط فہمی ہوئی کہ ذی قعدہ ۳۰ روز کا ہے تیس دنوں کا تھا جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ذی قعدہ کی پانچ یا چار راتیں باقی تھیں روانگی ہوئی لیکن اتفاق سے ذی قعدہ ۲۹ کو ختم ہو گیا اور جمعرات کو ذوالحجہ کا چاند نظر آ گیا واللہ اعلم۔

مدینہ سے روانگی کا راستہ ...... بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ مدینہ سے مکہ کے جانب شجرہ کے راستے ہوتے اور معرس کے راہ واپس لوٹتے (یعنی) مکہ کی طرف جاتے تھے تو مسجد شجرہ میں نماز پڑھتے تھے اور جب واپس لوٹتے تو ذوالحلیفہ میں وادی کے درمیان نماز پڑھتے اور پھر صبح تک یہیں قیام فرماتے تفرد البخاری من هذا الوجه۔

حج بغیر ریا کاری کے ...... حافظ ابوبکر بزار (عمرو بن مالک، یزید بن زریع، ہشام، عروہ، ثابت، ثمامہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ٹوٹے ہوئے کجاوے پر سوار ہو کر حج کا سفر کیا جس کے نیچے صرف ایک چادر تھی اور آپ ﷺ نے فرمایا حج بغیر ریا و نمود کے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ بزار نے (محمد بن ابی بکر مقدمی، یزید بن زریع، عروہ، ثابت) ثمامہ سے روایت کیا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے بوسیدہ کجاوے پر حج کا سفر کیا اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے کجاوے پر حج کا سفر فرمایا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور بزار نے اس روایت کو معلق بیان کیا ہے اور حافظ بیہقی نے سنن میں اس کو پوری سند سے بیان کیا ہے۔

حافظ ابویعلیٰ (علی بن جعد، ربیع بن صبیح، یزید بن ابان رقاشی) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ٹوٹے ہوئے کجاوے پر حج کا سفر کیا اور نیچے صرف ایک معمولی چادر تھی جو ایک درہم سے بھی کم قیمت کی تھی اور فرمایا کہ حج بغیر کسی قسم کی ریا کاری کے ہے۔ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے وکیع سے اور شمائل میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوداؤد طیالسی اور سفیان ثوری سے مذکور حدیث ربیع بن صبیح کی معرفت یزید بن ابان رقاشی سے نقل کی ہے اور اکثر ائمہ کے نزدیک یزید رقاشی کی حدیث غیر مقبول ہے پس یہ سند ضعیف ہے۔

رفقاء سفر کی کیفیت ...... امام احمد (ہشیم، اسحاق بن سعید بن عمرو بن عاص) سعید بن عمرو سے روایت کرتے ہیں ابن عمر کے ساتھ تھا کہ ہمارے قریب سے ایک یمنی قافلہ گزرا ان کے کجاوے چمڑے کے تھے اور اونٹوں کی مہاریں چھیلی ہوئی تھیں۔ عبداللہ بن عمر نے ان کو دیکھ کر فرمایا جو شخص حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے رفقاء سفر کی کیفیت اور حالت دیکھنا چاہتا ہو تو وہ اس قافلے کو دیکھ لے۔ امام ابوداؤد نے بھی یہ روایت ہناد از وکیع از اسحاق بن سعید بیان کی ہے۔

حافظ بیہقی (ابوعبداللہ الحافظ، ابوطاہر فقیہ، ابوزکریا بن ابی اسحاق بن حسن، ابوسعید بن ابی عمرو، ابوالعباس اصم، محمد بن عبداللہ بن حکم، سعید بن بشیر

قرنی عبداللہ بن عظیم مدنی جمحی، حضرت ابن قدامہ عمار سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو سیاہ اونٹنی پر سوار دیکھا، بال دار ایک بیٹھا ہوا تھا، آپ سیدھے فرماتے تھے کہ اپنی ... کا اور ... قبول فرما، لوگ کہتے تھے "آپ رسول اللہ ہیں"۔

اس سواری کو دیکھو کیا کر رہا ہے؟ .... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ عروہ بن عبداللہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج الوداع میں نکلے جب عرج میں آئے تو رسول اللہ ﷺ سواری سے اتر کر بیٹھ گئے۔ آپ کے پہلو میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی تھیں اور میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئی۔ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا زاد سامان ایک ہی اونٹ پر لدا ہوا تھا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام کے حوالے تھا۔ حضرت ابوبکر اس کے انتظار میں تھے وہ آیا تو اس وقت اس کے ساتھ اونٹ نہ تھا۔ آپ نے پوچھا اونٹ کہاں ہے؟ اس نے کہا کل گزشتہ رات سے غائب ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تیرے پاس صرف ایک ہی اونٹ تھا اور وہ بھی گم ہو گیا۔ آپ اسے مارنے لگے اور رسول اللہ ﷺ مسکرا کر فرما رہے تھے اس محرم کو دیکھو کیا کر رہا ہے۔ یہ روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی نقل کی ہے۔

پیدل حج: .... حسن بن ابی عمر بزار نے ذکر کیا ہے کہ محمد بن حفص، یحییٰ بن یمان، حمزہ زیات، حمران بن اعین، ابو طفیل، حضرت ابو سعید سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے مدینہ سے مکہ تک پیدل سفر کر کے حج کیا، تہبند کمر سے باندھے ہوئے تھے اور تیز رفتاری سے چل رہے تھے۔

یہ حدیث منکر ہے اس کی سند ضعیف۔ حمزہ زیات اور اس کا شیخ حمران دونوں متروک ہیں اور یہ روایت صرف اسی سند سے مروی ہے کہ حافظ بزار فرماتے ہیں اگر یہ حدیث صحیح ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ عمرہ ہے۔ کیونکہ یہ معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک حج کیا تھا اور آپ ﷺ سوار تھے اور بعض پیدل تھے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے کوئی عمرہ بھی پیدل نہیں کیا۔ آپ ﷺ کے حج اور عمرے کے حالات معروف و واضح ہیں کوئی امر پوشیدہ نہیں ہیں بلکہ یہ حدیث شاذ اور منکر ہے۔

ظہر کے بعد سفر: .... پہلے یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعت پڑھیں پھر آپ ذوالحلیفہ کی وادی عقیق میں سوار ہو کر تشریف لائے جو مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے اور وہاں عصر کی نماز قصر کی۔ پھر وہاں آپ نے رات گزاری اور ظہر کی نماز پڑھ کر فرمایا کہ آج رات میرے رب کی طرف سے آنے والا آیا، جیسا کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر سے نقل کیا ہے "انک ببطحاء مبارکۃ" اور صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے (صل فی ھذا الوادی المبارک وقل عمرۃ فی حجۃ)۔

رات کو وحی نازل ہوئی کہ آپ ﷺ اس مبارک میدان میں نماز ادا کریں چنانچہ آپ ﷺ نے ظہر کی نماز کے بعد ... کہ جب ظہر کی نماز کا وقت آئے گا چنانچہ آپ ﷺ نے وہاں ظہر کی نماز پڑھی اور "عمرۃ فی حجۃ" کہہ کر عمرہ اور حج کی نیت کی، یہ روایت حج قران پر دلیل ہے۔ چنانچہ آپ ایک ایک کر کے ازواج مطہرات کے ہاں تشریف لے گئے اور قربانی کے متعلق وہیں غسل ... پڑھی۔ جیسا کہ مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ذوالحلیفہ میں ظہر کی نماز ادا کی پھر اونٹ کو اشعار کیا اور کوہان کے دائیں جانب ... دیا پھر سوار ہو کر لبیک کہا۔

اسی طرح امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز ظہر پڑھ کر سوار ہوئے پھر بیداء پر تلبیہ کہا۔ ابوداؤد اور نسائی میں بھی مذکور ہے۔

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے کہ ذوالحلیفہ سے روانگی جمعہ کے دن ظہر سے پہلے ہوئی ... مگر اس کی دلیل میں (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ الوہاب ثقفی کا عمل) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وہاں صبح تک قیام فرمایا۔ پھر سوار ہو کر بیداء پہنچے اور عمرہ کا تلبیہ کہا لیکن اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے شاید یہ قلب ہوا ہو واللہ اعلم۔

خوشبو کا استعمال...... امام مسلم محمد بن منتشر کے حوالہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگائی پھر آپ ﷺ تمام بیگمات کے پاس تشریف لے گئے، پھر آپ نے احرام باندھا اور آپ ﷺ سے خوشبو کی مہک آ رہی تھی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی محمد بن منتشر سے یہ بیان نقل کیا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول...... مسلم میں محمد بن منتشر سے مذکور ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ خوشبو استعمال کرنے کے بعد احرام باندھنے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ انہوں نے فرمایا مجھے خوشبو لگا کر احرام باندھنا پسند نہیں ہے البتہ مجھے بدبودار تیل لگانا خوشبودار سے زیادہ پسند۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کے احرام باندھنے کے وقت خوشبو لگائی پھر آپ علیحدہ علیحدہ سب ازواج کے پاس تشریف لے گئے اس کے بعد آپ ﷺ نے احرام باندھا یعنی بیویوں کے پاس جانے سے پہلے خوشبو لگائی پھر ضروری غسل سے فراغت کے بعد بھی عطر استعمال کیا اور احرام باندھنے کے وقت بھی غسل کیا جیسا کہ ترمذی اور نسائی میں حضرت زید رضی اللہ عنہ بن ثابت سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھنے کے لئے لباس اتارا اور غسل فرمایا۔

احرام کے لئے غسل اور خوشبو...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ احرام باندھنا چاہتے تو خطمی وغیرہ سے سر دھوتے اور تیل بھی استعمال کرتے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ احرام کا لباس پہننے کے وقت بھی خوشبو لگائی اور احرام اتارنے کے وقت بھی خوشبو عروہ بن زبیر کے بھانجے کا بیان ہے کہ میں نے پوچھا کون سی خوشبو، تو فرمایا نہایت اعلیٰ خوشبو، رواہ مسلم واخرجہ البخاری۔ بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے احرام باندھنے کے وقت خوشبو لگایا کرتی تھی اور احرام کھولنے کے وقت بھی طواف افاضہ سے پہلے بھی اور مسلم میں ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کے احرام باندھنے اور کھولنے کے وقت حجۃ الوداع میں اپنے ہاتھوں سے خوشبو لگائی۔ نیز مسلم شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے

طیبت رسول اللہ ﷺ بیدی ھاتین لحرمہ حین احرم ولحلہ قبل ان یطوف بالبیت۔

مسلم شریف میں دیگر سند سے مذکور ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ کے احرام باندھنے سے پہلے اور قربانی کے دن قبل از طواف افاضہ بھی خوشبو لگائی۔ اور مسلم شریف میں مسروق تابعی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں تلبیہ کہنے کے وقت خوشبو کی چمک دیکھ رہی تھی، اور ایک روایت میں ہے:

کانی انظر الی وبیص المسک فی مفرق رسول اللہ ﷺ وھو محرم (متفق علیہ)

ابوداؤد طیالسی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ احرام کی حالت میں، میں نے رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں خوشبو کی چمک دیکھی۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں احرام سے کافی دن بعد خوشبو کی چمک دیکھی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر سے حمیدی کی مسند میں ہے کہ احرام سے تین روز بعد آنحضرت ﷺ کے بالوں میں چمک دیکھی۔

ان سب احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غسل کے بعد خوشبو استعمال فرمائی اگر غسل سے قبل خوشبو استعمال فرمائی ہوتی تو خوشبو کا نام و نشان بھی باقی نہ رہتا۔ خصوصاً تین روز کے بعد۔

کراہت...... سلف صالحین میں سے ایک جماعت کا خیال ہے اور ان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بھی شمار ہے کہ احرام باندھنے کے وقت خوشبو لگانا مکروہ ہے۔ ان سب کے باوجود سنن بیہقی میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے احرام باندھنے کے وقت رسول اللہ ﷺ کو بہت اعلیٰ قسم کی خوشبو لگائی۔ (ھذا سند غریب عزیز المخرج)

آپ ﷺ نے احرام نہیں کھولا...... رسول اللہ ﷺ نے سر کے بالوں کو چپکا لیا تھا تاکہ بال گرد و غبار سے محفوظ رہیں اور خوشبو بھی بر

قول ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ عمرے کا احرام کھول چکے ہیں اور آپ ﷺ نے ابھی تک نہیں کھولا تو فرمایا "میں نے سر کے بال چپکا لئے ہیں اور قربانی کے جانور کو قلادہ ڈال دیا ہے جب تک میں قربانی نہ کر لوں احرام نہ کھولوں گا۔"

صحیح مسلم میں نہایت عمدہ سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سر کے بال شہد سے چپکائے، ذوالحلیفہ میں قربانی کے جانور کو قلادہ ڈالا اور کوہان چیر کر زخمی کر کے اشعار کیا۔

قران متفق علیہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں عمرے کے ساتھ حج کا احرام باندھا اور قربانی اپنے ساتھ ذوالحلیفہ سے لے گئے۔

اشعار اور قلادہ...... مسلم اور سنن اربعہ میں قتادہ عن ابی حسان کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی دائیں اونٹنی کو کوہان کے دائیں جانب چیر کر خون صاف کیا اور اسے جوتوں کا قلادہ ڈالا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک قربانی کا اشعار اور قلادہ خود نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ڈالا۔ اور باقی قربانیوں کا اشعار اور قلادہ کسی اور نے ڈالا کیونکہ آپ ﷺ نے سو (قربانیاں سو) اونٹ کی قربانی کی اپنے دست مبارک سے ۶۳ اونٹ قربان کئے اور باقی ماندہ اونٹوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کیا۔

قربانی کے جانور...... حدیث جابر رضی اللہ عنہ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے رسول اللہ ﷺ کے لئے قربانی کے جانور لائے تھے اور ابن اسحاق کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی قربانی کے جانوروں میں شریک کیا تھا۔ یہ بھی مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی نے ۱۰۰ اونٹ بوقت قربانی کئے۔ چند ذوالحلیفہ سے آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور چند راستہ میں خرید لئے تھے۔

تلبیہ کا مقام ۔ بخاری شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ وادی عقیق میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتہ آیا اور اس نے کہا ہے کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور عمرہ کے ساتھ ساتھ حج کی نیت کرو۔ مسجد ذوالحلیفہ کے پاس تلبیہ شروع کرنے کا باب منعقد کر کے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد ذوالحلیفہ کے پاس تلبیہ کہا۔ ترمذی، نسائی اور ابو داؤد میں بھی یہ حدیث مذکور ہے۔ متفق علیہ روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیداء یہ مقام ہے جس کے متعلق تم رسول اللہ ﷺ پر افترا پردازی کرتے ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے تلبیہ مسجد کے قریب ہی سے شروع کیا۔

نیز ایک متفق علیہ روایت میں مذکور ہے جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (سعید مقبری، عبید بن جریج) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تلبیہ اس وقت کہا جب آپ ﷺ کی سواری کھڑی ہو گئی۔

اما الاهلال فاني لم ار رسول الله ﷺ يهل حتى تنبعث به راحلته

تلبیہ میں اختلاف کا سبب امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یعقوب، والد، ابن اسحاق، خصیف بن عبدالرحمن جزری) سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا جناب ابو العباس! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ کے تلبیہ شروع کرنے کے متعلق عجیب قسم کا اختلاف ہے۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس اختلاف کا سبب خوب جانتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک ہی حج کیا اور رسول اللہ ﷺ جب مدینہ سے حج کے لئے روانہ ہوئے تو مسجد ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز کے بعد ہی حج کے لئے تلبیہ کہا تھا آپ ﷺ کے لوگوں نے سنا اور یاد رکھا۔ پھر آپ ﷺ نے اونٹنی پر سوار ہو کر تلبیہ کہا تو لوگوں نے یہ سنا کیونکہ لوگ ٹولیوں کی شکل میں آ رہے تھے ان لوگوں نے اونٹنی کے سوار ہونے کے بعد آپ ﷺ سے تلبیہ سنا۔ پھر رسول اللہ ﷺ روانہ ہو کر چلے اور مقام بیداء کی بلندی پر پہنچ کر تلبیہ کہا جن لوگوں نے یہ سنا تو انہوں نے یہی بیان کیا ہے۔

خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے نماز سے فراغت کے بعد ہی حج کی نیت کر لی تھی۔ اور تلبیہ کہا، اور سوار ہو کر بھی تلبیہ کہا، بیداء کی بلندی پر چڑھ کر بھی تلبیہ کہا۔

مذکورہ بالا روایت پر تبصرہ ...... نسائی اور ترمذی نے خصیف بن عبدالرحمن جزری سے مذکورہ بالا سند سے روایت کی ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہمارے علم میں خصیف سے سوائے عبدالسلام کے کسی نے بیان نہیں کیا (ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ۸۱ ج ۲) حالانکہ مذکورہ سند میں خصیف سے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی سند سے بیان کر کے کہا ہے کہ خصیف جزری غیر قوی ہے اور واقدی نے بھی اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مگر واقدی کی روایت بالکل مفید نہیں، کیونکہ اس بارے میں جو روایات حضرت عمر وغیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں ان کی سندیں بہت قوی اور مضبوط ہیں۔ واللہ اعلم۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو یہ مختلف احادیث میں بہترین تطبیق ہوتی اور آئمہ کی تحقیقات اور حدیث کی بھی توجیہ ہو جاتی، ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس کے برعکس بھی مروی ہے (جب رسول اللہ ﷺ سواری سے لے کر سیدھی ہوتی تو تلبیہ کہتے) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ محمد بن منکدر کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی اور ذوالحلیفہ پہنچ کر عصر کی نماز قصر پڑھی، پھر وہیں رات گزاری، پھر صبح کو جب سواری پر سوار ہوئے اور سواری کھڑی ہو گئی تو تلبیہ کہا۔ یہ روایت صحیح سند میں محمد بن منکدر اور ابراہیم بن میسرہ کی معرفت متعدد طرق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ نیز بخاری و مسلم میں عبید بن جریج کی ابن عمر رضی اللہ عنہ کی معرفت مذکور ہے:

فاني لم ار رسول الله صلى الله عليه وسلم يهل حتى تنبعث به راحلته

اور بخاری و مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحلیفہ میں سوار ہوئے، جب سواری کھڑی ہو گئی تو آپ ﷺ نے تلبیہ کہا۔

"جو شخص اس وقت لبیک کہے جب کہ اس کی سواری اس کو لے کر سیدھی ہو جائے" کے عنوان کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (صالح از نافع از ابن عمر رضی اللہ عنہ) روایت کیا ہے کہ جب سواری آپ ﷺ کو لے کر سیدھی ہو گئی تو آپ ﷺ نے تلبیہ کہا۔ مسلم اور نسائی میں بھی یہ روایت مذکور ہے اور مسلم میں (از عبید اللہ از نافع از ابن عمر رضی اللہ عنہ) مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پاؤں رکاب میں رکھا اور سواری کھڑی ہو گئی تو تلبیہ کہا تھا۔

قبلہ رو ہو کر تلبیہ کہنا ...... کا عنوان قائم کر کے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (از ابو معمر از عبدالوارث از ایوب از نافع) بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب صبح کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھ لیتے تو سواری کو تیار کرنے کا حکم دیتے۔
جب وہ تیار کر دی جاتی تو سوار ہوتے جب وہ آپ کو لے کر کھڑی ہو جاتی تو قبلہ رخ کھڑے ہو کر تلبیہ کہتے، اور حرم تک پہنچنے تک تلبیہ کہتے رہتے اور پھر سکوت اختیار کر لیتے۔
ذی طویٰ آ کر وہاں رات گزارتے پھر صبح کی نماز کے بعد غسل کرتے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا ہے۔ مسلم اور سنن ابو داؤد میں بھی یہ روایت مذکور ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (از نافع) روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ سے حج کے لیے روانہ ہوتے تو صرف معمولی تیل استعمال کرتے اور مسجد ذوالحلیفہ میں (پہنچ کر) نماز ادا کرتے پھر سوار ہوتے جب سواری کھڑی ہو جاتی تو احرام کا اعلان کرتے اور فرماتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ مسلم شریف میں سالم از عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مذکور ہے کہ یہ بیداء مقام ہے جس کے بارے میں تم رسول اللہ ﷺ سے غلط بات منسوب کرتے ہو، واللہ رسول اللہ ﷺ

نے سوار ہو کر اس درخت کے پاس تلبیہ کہا۔ اس روایت اور سابقہ کا متفقہ مطلب یہ ہے کہ "مسجد ذوالحلیفہ کے پاس احرام باندھا سواری پر سوار ہونے کے بعد مقام بیداء پر پہنچنے سے قبل"۔

آپ علیہ السلام کی مدینہ سے روانگی ... بخاری شریف میں کریب از ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ روانہ ہونے سے پہلے بالوں کو کنگھی کی، تیل لگایا، تہبند باندھا اور زعفرانی رنگ کے علاوہ کسی رنگین کپڑے کے پہننے کی ممانعت نہیں فرمائی۔ پھر آپ ﷺ مع صحابہ رضی اللہ عنہم ذوالحلیفہ چلے آئے وہیں صبح ہوئی پھر سوار ہو کر بیداء مقام پر پہنچ آئے سب نے تلبیہ کہا۔ اس سے پہلے قربانی کے جانوروں کو قلادہ ڈالا۔ یہ سفر ماہ ذوالقعدہ کے ختم ہونے سے پانچ روز پہلے ہوا" مکہ پہنچ کر "آپ ﷺ نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا، پھر صفا مروہ کے درمیان سعی کی، چونکہ قربانی ساتھ ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ نے احرام نہیں اتارا۔ پھر حجون کے قریب آپ ﷺ احرام کی حالت میں مکہ میں مقیم رہے اور طواف کے بعد بیت اللہ نہیں آئے، پھر عرفات سے واپسی کے بعد ہی بیت اللہ شریف لائے۔ اور جن لوگوں کے پاس قربانیاں نہیں تھیں آپ ﷺ نے ان کو طواف اور سعی صفا مروہ کے بعد سر کے بال کتروا کر حلال ہونے اور احرام اتارنے کا حکم فرمایا بیوی سے قربت، خوشبو اور سلے ہوئے لباس کو مباح قرار دیا۔

بیداء پر تلبیہ کہنا ..... مسند احمد میں ابو حسان اعرج مسلم بن عبداللہ بصری، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ میں ظہر کی نماز کے بعد اپنی قربانی کا اشعار کیا، کوہان کو دائیں طرف سے چیر کر خون صاف کیا اور جوتوں کا قلادہ پہنایا، پھر سواری پر سوار ہو کر بیداء مقام پر آئے تو حج کے لئے آپ ﷺ نے تلبیہ کہا۔
مسند احمد، صحیح مسلم اور سنن اربعہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے متعدد اسناد سے مروی ہے کہ جب سواری کھڑی ہو گئی تو آپ ﷺ نے تلبیہ کہا۔ خصیف جزری کی مذکورہ بالا روایت سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت زیادہ صحیح اور قوی ہے۔ اسی طرح وہ روایت جس میں یہ وضاحت ہے کہ آپ ﷺ نے سوار ہو کر تلبیہ کہا۔ دیگر روایات سے مقدم اور راجح ہیں۔ ایسے ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت اور مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت "ان رسول اللّٰه اهل حين استوت به راحلته" تمام معارض روایات سے قوی ہے واللہ اعلم۔ بخاری شریف میں بھی بواسطہ عطاء جابر رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ ذوالحلیفہ میں جب سواری کھڑی ہو گئی تو آپ ﷺ نے تلبیہ کہا۔

منکر روایت ..... ابو داؤد اور بیہقی میں (محمد بن اسحاق بن یسار جو روایت عائشہ بنت سعد کے ذریعے) سعد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب "فرع" کے راستے سفر شروع کرتے تو سوار ہو کر تلبیہ کہتے اور جب کوئی اور راستہ اختیار فرماتے تو بیداء کی بلندی پر تلبیہ کہتے۔ وہ بالکل غریب اور منکر ہے واللہ اعلم۔

خلاصہ کلام ..... ان سب روایات سے یقینا ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ ان کے طرق پر واضح ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کر کے سوار ہونے کے بعد قبلہ رخ ہو کر احرام باندھا۔

رسول اللہ ﷺ کے احرام کے بارے میں اختلاف ... بخاری، مسلم، مسند احمد، ابن ماجہ اور سنن نسائی میں تقریبا سب اسناد سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف حج کی خاطر احرام باندھا تھا۔

عمرہ نہیں کیا ..... وہ حدیث جو مسند احمد میں عروہ از حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مذکور ہے کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص حج سے پہلے عمرہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ عمرہ کر لے لیکن رسول اللہ ﷺ نے صرف حج کا احرام باندھا اور عمرہ نہیں کیا" بالکل غریب ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اس میں متفرد ہیں، گو اس کی سند بہتر ہے مگر اس میں "ثم لم یعتمر" عمرہ نہیں کیا کا اضافہ بالکل منکر اور غریب ہے "لم یعتمر" سے مراد

اگر یہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے حج سے پہلے اور حج کے ساتھ عمرہ نہیں کیا تو یہ مراد "مفرد حج" کے خلاف نہیں کی ہے۔

اگر اس سے یہ مراد ہو کہ آپ ﷺ نے قطعاً عمرہ نہیں کیا تو میرے علم میں اس کا کوئی بھی قائل نہیں، نیز یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اگلے قول کے خلاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذی قعدہ میں چار عمرے کیے سوائے اس عمرے کے جو حج کے ساتھ کیا۔ واللہ اعلم۔

منکر روایت ...... اسی طرح درج ذیل روایت بھی منکر ہے جو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (روح، صالح بن ابی الاخضر، ابن شہاب، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرے کا احرام باندھا اور اپنی قربانی لے گئے اور کچھ لوگوں نے عمرے کا احرام باندھا اور ان کے ساتھ قربانی کے جانور تھے اور بعض نے عمرے کا احرام باندھا لیکن ان کے ساتھ قربانی کے جانور نہ تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے عمرے کا احرام باندھا تھا میرے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو فرمایا جس شخص نے عمرے کا احرام باندھا تھا اور اس کے پاس قربانی کا جانور ہے وہ بیت اللہ شریف کا طواف کرے، صفا مروہ کی سعی کرے، احرام کو بدستور برقرار رکھے قربانی والے دن قربانی ذبح کرنے کے بعد احرام اتارے، اور جس نے عمرے کا احرام باندھا لیکن قربانی اس کے ساتھ نہیں تو وہ طواف اور سعی کے بعد احرام اتارے، پھر ۸ ذی الحج کو حج کا احرام باندھے اور قربانی کرے جس شخص کو قربانی کی قدرت نہ ہو وہ تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات اپنے وطن آ کر۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حج پہلے کیا جس کے فوت ہونے کا خطرہ تھا، بعد میں عمرہ کیا۔ حدیث شریف میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ منفرد ہیں اور اس کا آخری فقرہ منکر ہے صالح بن ابی الاخضر کا امام زہری سے اس کی روایت کرنا مستند نہیں خصوصاً اس کے جب مخالف کوئی بیان کرے جیسا اس روایت میں ہے۔

اس کے علاوہ فقرہ "وبدأ رسول اللہ ﷺ بالحج الذی یخاف فوتہ واخر العمرۃ" کے ابتدائی الفاظ "اھل بالحج والعمرۃ" کے متضاد ہیں۔

ایک ساتھ احرام باندھنے کا مطلب ...... حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھنے کا اگر مطلب یہ ہو کہ ارکان حج سے فراغت کے بعد عمرہ کیا جیسا کہ مفرد حج کرنے والوں کا مسلک ہے تو یہ حدیث ہمارے اس موضوع اور بحث سے متعلق، اگر اس سے یہ مراد ہو کہ احرام کے بعد عمرہ بالکل موخر اور ملتوی کر دیا تو ایسا کوئی بھی قائل نہیں۔

اگر اس کا مقصد یہ ہو کہ عمرے کے افعال یعنی طواف اور سعی صفا مروہ حج کے افعال میں شامل ہے تو یہ حج قران ہے تو قارنین کا مسلک ہے اور یہ لوگ "مفرد حج" کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے صرف حج کے ارکان ادا کیے اگرچہ دل میں عمرے کی نیت بھی تھی۔ کیونکہ جس راوی سے مفرد حج کی روایت منقول ہے اس سے قران کی روایت بھی مذکور ہے۔ واللہ اعلم۔

آپ علیہ السلام مفرد تھے بروایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ ...... (۱) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو معاویہ، اعمش، ابو سفیان) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کا احرام باندھا۔

(۲) ... حافظ بیہقی نے ابن ماجہ وغیرہ (محمد، احمد بن عبد الجبار، ابو معاویہ، اعمش، ابو سفیان) جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کا احرام باندھا اس کے ساتھ عمرے کی نیت نہیں کی۔ اس میں "لیس معہ عمرۃ" کا اضافہ بالکل عجیب و غریب ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بالا روایت زیادہ محفوظ ہے۔ واللہ اعلم۔

(۳) مسلم شریف میں (جعفر بن محمد، ابو محمد) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے حج کا احرام باندھا اور عمرے کا کوئی ذکر تک نہ تھا۔

(۴) ابن ماجہ میں (ہشام بن عمار، دراوردی، حاتم بن اسماعیل، جعفر بن محمد، محمد) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف حج کی نیت کی یہ منفرد ہے۔

(۵) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالوہاب ثقفی، حبیب، معلم، عطا) حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ رضی اللہ عنہم نے حج کا احرام باندھا سوائے نبی علیہ السلام اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے کسی کے پاس قربانی کا جانور نہیں تھا۔ (وھو فی البخاری)

آپ مفرد تھے بروایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (اسماعیل بن محمد) کی معرفت عباد بن عباد سے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن عون کی معرفت محمد بن عباد، عبداللہ بن عباد، عبیداللہ بن عمر، نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کا احرام باندھا۔ حافظ ابوبکر بزار (حسن بن عبدالعزیز، محمد بن مسکین، بشر بن بکر، سعید بن عبدالعزیز، زید بن اسلم) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کا تلبیہ کہا یعنی مفرد حج کیا۔ یہ سند جید ہے اور صحاح میں مذکور نہیں۔

مفرد تھے بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ..... امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کا احرام باندھا اور ذوالحجہ کی چار کو مکہ پہنچے اور بطحا میں فجر کی نماز پڑھائی۔

مسلم شریف میں ابوحسان از ابن عباس رضی اللہ عنہ طویل حدیث مروی ہے کہ اس میں ہے کہ جب مقام بیداء پر نبی علیہ السلام کی سواری رسول اللہ ﷺ کو لے کر کھڑی ہوگئی تو حج کا تلبیہ کہا۔

خلفاء راشدین کونسا حج کرتے تھے؟ ..... امام دارقطنی عبدالرحمن بن اسود کے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ حج کیا ان سب لوگوں نے مفرد حج کیا۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے خلفاء راشدین کا عمل اس مسئلے میں اس لئے بیان کیا ہے کہ یہ لوگ ہر کام قرآن و حدیث کی روشنی میں کیا کرتے تھے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ (ابوعبداللہ القاسم بن اسماعیل، عمر بن احمد بن علی الجوہری، سعید بن محمد اخو زبید، عبداللہ بن نافع، عبیداللہ بن عمر، نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر کیا اس نے مفرد حج کیا، پھر ۹ھ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر کیا تو انہوں نے بھی مفرد حج کیا، پھر ۱۰ھ میں رسول اللہ ﷺ نے بذات حج کیا تو آپ ﷺ نے مفرد حج کیا پھر آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی مفرد حج کیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خود حج کیا تو مفرد کیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر کیا تو انہوں نے بھی مفرد حج کیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو مفرد کیا، جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قید کئے گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی مفرد حج کیا۔

اس سند میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عمری نافع کا شاگرد ضعیف ہے مگر بقول امام بیہقی صحیح سند سے اس کا گواہ موجود ہے۔

رسول اللہ ﷺ متمتع تھے ..... مسند احمد میں امام زہری، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان سالم بن عبداللہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں حج کے ساتھ عمرے کو ملا کر حج تمتع کا تلبیہ کہا اور قربانی ذوالحلیفہ سے آپ ﷺ کے ساتھ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے پہلے عمرے کا پھر حج کا تلبیہ کہا۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ قربانی کے جانور تھے اور بعض کے ساتھ نہیں تھے۔

جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ پہنچے تو آپ ﷺ نے خطاب فرمایا جس حاجی کے ساتھ قربانی کا جانور ہے وہ حج سے پہلے احرام نہ کھولے اور جس کے پاس قربانی کا جانور نہیں وہ عمرہ کرے یعنی بیت اللہ کا طواف اور سعی صفا مروہ کے بعد سر کے بال کتروا کر احرام کھول دے پھر ۸ ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھے اور قربانی کرے، اور جس کو قربانی کرنے کی استطاعت نہ ہو وہ تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات روزے اپنے وطن

واپس آ کر رکے۔

رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ پہنچ کر بیت اللہ کا طواف شروع کیا سب سے پہلے حجر اسود کو چوما اور پہلے تین چکروں میں رمل کیا اور چار چکر عام رفتار سے۔ پھر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز ادا کی پھر صفا مروہ کی سعی کی پھر حج تک احرام نہیں اتارا قربانی کے دن قربانی کرنے کے بعد طواف افاضہ کیا اور جس صحابی کے ساتھ قربانی تھی اس نے بھی اسی طرح حج کے افعال ادا کیے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اسی سند سے امام زہری عروہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ ایک ساتھ ادا کر کے تمتع کیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی ایسے کیا جس طرح امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ بالا روایت سالم بن عبداللہ کے واسطے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اسی طرح یہ حدیث بخاری مسلم، ابوداؤد اور سنن نسائی میں متعدد اسناد سے عروہ از حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مذکور ہے۔

ایک اشکال اور اس کا حل..... اس حدیث سے "متمتع" مراد لینا بھی بڑا مشکل ہے کیونکہ اس میں عمرے کا ذکر جو ہے وہ حج سے پہلے ہوا ہے جبکہ "تمتع" مراد لینا بھی بڑا دشوار ہے کیونکہ عمرہ ادا کرنے کے بعد آپ ﷺ نے احرام نہیں کھولا جیسا کہ حج تمتع کرنے والا کھولتا ہے۔ اور جس کو خیال یہ ہو کہ آپ ﷺ نے احرام اس وجہ سے نہیں اتارا کہ آپ ﷺ کے ساتھ قربانی کے جانور تھے جیسا کہ حدیث حفصہ رضی اللہ عنہا سے سمجھ آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "فلا احل حتی انحر" میں قربانی ذبح کر کے احرام اتاروں گا۔ تو یہ بھی اشکال سے خالی نہیں کیونکہ حج قران کے بارے میں جو روایات مروی ہیں ان میں کسی ضعیف سے ضعیف تر روایت میں بھی یہ مذکور نہیں کہ آپ ﷺ نے عمرے سے فارغ ہونے کے بعد نیا حج کا احرام باندھا ہو۔

مسند احمد کی مذکورہ بالا روایت:

"تمتع رسول الله ﷺ في حجة الوداع بالعمرة الى الحج"

"حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے حج کے ساتھ عمرہ کر کے تمتع کیا"۔

سے اصطلاحی تمتع مراد لینا مشکل ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے صفا مروہ کی سعی کرنے کے بعد احرام نہیں اتارا اگر اس سے لغوی تمتع یعنی "حج قران" مراد ہو تو تب یہ درست ہے اسی طرح مسند احمد کی مذکورہ بالا روایت میں:

"بدأ رسول الله ﷺ فاهل بالعمرة ثم اهل بالحج"

"رسول اللہ ﷺ نے پہلے عمرے کا پھر حج کا تلبیہ کہا۔"

کا مطلب اگر یہ ہو کہ آپ ﷺ نے تلبیہ میں پہلے عمرے کا لفظ بولا پھر حج کا یعنی "لبیک اللھم عمرۃ و حجۃ" کہا تو یہ آسان مفہوم ہے اور حج قران کے منافی بھی نہیں۔ اگر اس سے یہ مراد ہو کہ پہلے آپ ﷺ نے عمرہ کا تلبیہ کہا تو پھر طواف سے پہلے عمرے کے ساتھ حج داخل کیا یا تلبیہ کہا تو اس مفہوم سے بھی حج قران ہی مفہوم ہوتا ہے۔

اگر اس کا مطلب یہ ہو کہ آپ ﷺ نے عمرے سے فراغت کے بعد "یوم ترویہ" سے پہلے حج کا احرام باندھا ہو تو اس کا کوئی بھی قائل نہیں اور نہ اس روایت کا راوی اور نہ ہی کوئی اور اس کا قائل ہے کیونکہ یہ بات کسی سے بھی منقول نہیں، اور مزید یہ کہ یہ حدیث "قران" کے بھی خلاف ہے۔

غلط فہمی کی اصل وجہ..... مذکورہ بالا حدیث مسند احمد از ابن عمر کا پس منظر ایک اور سند سے یوں مروی ہے کہ جب حجاج بن یوسف نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا، اس وقت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حج کا ارادہ کیا تو ان کے کسی صاحبزادے نے ان سے کہا کہ اس سال جنگ کا خطرہ ہے اگر آپ حج ملتوی کر دیں تو بہتر ہے" یہ سن کر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "رسول اللہ ﷺ نے جس طرح حدیبیہ میں کیا تھا میں بھی اسی طرح کروں گا۔"

چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ذوالحلیفہ سے عمرے کا احرام باندھا جب بیداء کی چوٹی پر پہنچے فرمایا "عمرہ اور حج کی ادائیگی میں کسی ایک کا

حائل ہونا اور محصور ہو جانا بالکل برابر ہے یعنی کوئی فرق نہیں" سالم نے حج کے احرام ہی کی نیت کر لی اور راوی نے یہ سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی طرح کیا تھا کہ پہلے عمرے کا تلبیہ کہا پھر حج کا بھی تلبیہ کہا اور اس نے اسی طرح بیان کر دیا حالانکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا خطاب اسی تلبیہ سے مراد عمرہ و حج سے محصور ہونے کا تھا۔

تمہید میں بھی ہے "اللہ الی بکر" کہ ابوبکر کی خلافت کا اشارہ کیا۔ مگر مصنف کی عبارت میں اس مطلب کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔ جیسا کہ صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجروح ہوئے تو ان سے درخواست کیا گیا: اے امیر المومنین! کیا آپ خلیفہ نامزد کریں گے تو فرمایا اگر میں نامزد کروں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ مجھ سے بہتر شخص (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے نامزد کر دیا تھا۔ اگر میں خلیفہ مقرر نہ کروں تو (بھی کوئی حرج نہیں کہ) مجھ سے بہتر شخص (رسول اللہ ﷺ) نے مقرر نہ کیا تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا تو میں سمجھ گیا کہ آپ خلیفہ نامزد نہیں کریں گے۔

خلیفہ مقرر نہ کیا:..... سفیان ثوری، عمرو بن قیس، عمرو بن سفیان سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لوگوں پر تسلط ہوا تو فرمایا اے لوگو! رسول اللہ ﷺ نے امارت و خلافت کے بارے میں کچھ نہ فرمایا حتیٰ کہ ہم سب صحابہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا۔ انہوں نے امارت قائم رکھی اور خود بھی راہ راست پر گامزن رہے۔ یہاں تک کہ وہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

عمرہ حدیبیہ کی تفصیل:..... عبداللہ بن وہب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نافع سے روایت کرتے ہیں کہ حجاج کے ابن زبیر سے جنگ کے دوران حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ عمرے کے لئے روانہ ہوئے تو فرمایا اگر میں مکہ کے راستہ میں روکا گیا تو رسول اللہ ﷺ کی حدیبیہ والی سنت پر عمل کروں گا۔ چنانچہ ذوالحلیفہ میں عمرے کا احرام باندھا اور بیداء مقام پر پہنچ کر سوچ رہے تھے کہ حج یا عمرے سے محصور ہو جانا بالکل برابر ہے کوئی فرق نہیں۔ چنانچہ میں آپ کے سامنے عمرے کے ساتھ ساتھ حج کی نیت بھی کرتا ہوں۔ بعد ازاں بیت اللہ پہنچ کر طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی پھر ایک بار طواف کیا ساتھ ہی کہنے لگے حج اور عمرے کے لئے صرف ایک ہی سعی کافی ہے۔ پھر حج کے بعد قربانی کی یہ روایت صحیحین، مختلف سندوں سے نافع سے مذکور ہے۔

مسند عبدالرزاق میں بھی نافع سے اسی طرح مذکور ہے اور اس کے آخر میں یہ اضافہ نقل کیا گیا ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی طرح کیا تھا" بخاری کی روایت اور نافع سے مذکور ہے کہ عمرہ میں جب حجاج نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کیا ہوا تھا ان دنوں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حج کا ارادہ کیا تو احباب نے کہا جنگ کا خطرہ ہے اندیشہ ہے کہ آپ بیت اللہ نہ پہنچ سکیں گے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے میں وہی کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ میں کیا تھا میں نے عمرے کا احرام باندھ لیا ہے پھر بیداء پر تشریف لائے تو فرمایا حج اور عمرہ بات ایک ہی تو ہے اب میں عمرے کے ساتھ حج کی نیت کا اعلان کرتا ہوں پھر قدید سے قربانی کا جانور خریدا پھر یوم نحر کے دن حج کے بعد قربانی کا جانور ذبح کر کے سر منڈایا اور احرام کھولا حج اور عمرے کے لئے صرف ایک طواف اور ایک ہی صفا مروہ کی سعی پر اکتفا کیا اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بالکل اسی طرح ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی پر اکتفا کیا تھا۔

امام بخاری نافع سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ان کے صاحبزادے عبداللہ بن عبداللہ نے عرض کیا اس سال لڑائی کا خطرہ ہے آپ بیت اللہ میں نہیں جا سکیں گے آپ سفر نہ کریں تو بہتر ہے۔ چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے شروع میں پہلے صرف حج تمتع، کرنے کا احرام باندھا تھا مگر کفار کے خطرے سے حج کی نیت کر کے قارن ہو جانے میں حج تمتع کی افضلیت کے ترک کرنے کے لئے کافی ثبوت ہے

تمتع:..... بخاری اور مسلم میں حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک اور قرآن پاک کے زمانہ نزول میں ہم نے حج تمتع کیا۔ اب ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہے کہے۔ اس تمتع سے مراد لغوی معنی ہے جس کا اطلاق قران اور تمتع دونوں پر ہوتا ہے۔ یعنی سفر ایک ہی ہو۔ یہ مطلب مسلم شریف کی روایت سے واضح ہے کہ حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی سفر میں حج اور عمرے کو جمع فرمایا بہت سے اسلاف حج قران پر تمتع کا بھی اطلاق کرتے ہیں جیسا کہ بخاری شریف میں سعید بن مسیب سے منقول ہے کہ مقام

مسئلہ تمتع کے بارے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے درمیان تنازع پیدا ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جو عمل رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے آپ کا اس سے منع کرنے کا کیا مقصد ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد حج اور عمرہ دونوں کی نیت کر لی تھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عمل...... اور مسلم شریف کی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا جناب آپ کو خوب معلوم ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمتع کیا تھا یعنی حج اور عمرہ۔ ایک ساتھ ایک سفر میں کیا تھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں کیا تھا مگر ہم اس وقت خائف تھے۔ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے، مقام حدیبیہ میں کفار نے آپ ﷺ کو بیت اللہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا اب اگر کوئی میرے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہوا تو میں بھی رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کروں گا اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

حتیٰ میں نے عمرہ کے ساتھ حج کی بھی نیت کر لی ہے۔ چنانچہ آپ بیت اللہ میں آئے عمرہ اور حج کے لئے ایک طواف اور ایک مرتبہ سعی کی، صرف ایک بار سات چکر لگائے رواہ مسلم عن ایوب۔

اقتدا...... محصور ہونے کی صورت میں احرام کھول دینا چاہئے اور عمرے کے لئے صرف ایک طواف کرنا اور صفا مروہ کے درمیان صرف ایک مرتبہ سات چکر لگانے پر اکتفا کرنے میں رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہی آپ کی سامنے اور مقتدا تھی، کیونکہ پہلے آپ نے تمتع بھی کیا پھر آپ قارن ہو گئے۔ کیونکہ حج یا عمرے سے روکے جانے کا مسئلہ بالکل واضح ہے کوئی فرق نہیں۔ جب کہ قارن پہلے حج اور عمرے کے لئے صرف ایک طواف اور ایک بار صفا مروہ کے ساتھ چکر پر اکتفا کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ کار یہی ہے۔ اور ثابت ہوا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حج قران کی روایت بھی مروی ہے اور نسائی میں نافع سے روایت کیا گیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حج قران کیا اور ایک طواف (اور سعی) پر اکتفا کیا

"ان ابن عمر قرن الحج والعمرۃ فطاف طوافا واحدا"۔

غلط فہمی کی نشاندہی...... درحقیقت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پیش نظر صرف رکاوٹ کی صورت میں احرام اتار دینا اور ایک طواف اور ایک سعی پر اکتفا کرنا تھا۔ مگر راوی نے غلط فہمی سے یہ سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے عمرے کا احرام باندھا پھر طواف سے پہلے حج کی بھی نیت کر لی۔ حالانکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ مقصد نہیں تھا واللہ اعلم۔

دو روایتوں میں تضاد اور اس کا رفع...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے متعلق روایت (اھل رسول اللہ بعمرۃ) کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرے کا تلبیہ کہا اور ابوداؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت (اھل رسول اللہ بالحج) کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کا تلبیہ کہا۔

دونوں روایات کو صحیح تسلیم کر لیں تو حج قران کا ثبوت جیسے ہم نے سمجھا ہے اگر توقف کریں اور کسی کو راجح یا مرجوح قرار نہ دیں تو دونوں روایتیں قابل عمل نہیں۔ اگر سند کی عمدگی والی روایت کو ترجیح قرار دیں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مسلم میں یہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کا تلبیہ کہا "اھل بالحج" بھی مجمل ہے، ہو سکتا ہے کہ حج قران کی صورت کا بھی احتمال ہو سکتا۔

مسلم شریف میں مجاہد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ عمرہ ہے جو ہم نے اس کا فائدہ حاصل کیا ہے جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو وہ احرام کھول دے اب قیامت تک عمرہ حج میں داخل ہو چکا ہے۔ صحیح مسلم میں ابوجمرہ نصر بن عمران ضبعی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان ہے کہ میں نے حج تمتع کیا اور لوگوں نے مجھے منع کیا پھر میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کے بارے میں معلوم کیا تو آپ نے مجھے تمتع کرنے کا مشورہ دیا۔ پھر میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص یہ کہہ رہا ہے حج مبرور ہے اور تمتع مقبول ہے۔ میں نے یہ خواب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو سنایا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نعرہ تکبیر کے بعد کہا یہ ابوالقاسم ﷺ کی سنت ہے۔

تمتع کی دلیل۔۔۔ امام زہری سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت سے روایت کرتے ہیں کہ جس سال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا محمد بن عبداللہ بن حارث بن نوفل نے حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ضحاک بن قیس کو تمتع (یعنی حج کے ساتھ عمرہ ملانے) کے متعلق مذاکرہ کرتے سنا۔ ضحاک نے کہا حج تمتع تو ایک جاہل اور بےعلم انسان ہی کر سکتا ہے تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا "اے بھتیجے! تم نے غلط کہا۔" تو ضحاک نے جواب دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے منع فرمایا کرتے تھے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: تحقیق رسول اللہ ﷺ نے بذات خود کیا اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ کیا۔ (رواہ النسائی و الترمذی وقال صحیح)۔

حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا بھی تمتع ہے۔۔۔۔ مسند عبدالرزاق میں ہے غنیم بن قیس نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص سے حج تمتع کے متعلق معلوم کیا تو آپ نے جواب دیا میں نے یہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا تھا اور جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس وقت مکہ میں کفر کی حالت میں تھے۔ مسلم شریف میں غنیم بن قیس سے منقول ہے کہ میں نے حج تمتع کے متعلق حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے معلوم کیا تو آپ نے فرمایا ہم نے حج تمتع اس وقت ادا کیا جب کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مکہ میں کافر تھے۔

یعنی لفظ "تمتع" کا اطلاق عام ہے اس سے مراد صرف اصطلاحی تمتع ہی نہیں بلکہ اس کا اطلاق اشہر حج میں عمرے پر بھی ہوتا ہے کیونکہ حج سے پہلے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عمرہ کیا جب کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت تک اس عمرے سے مراد عمرہ قضا لیا ہے۔ باقی رہا عمرہ جعرانہ تو اس وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو چکے تھے اور مروی ہے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کے بال کسی عمرہ میں قینچی سے کترے تھے اور غالب یہی عمرہ جعرانہ ہی ہے۔ واللہ اعلم۔

نبی علیہ السلام قارن تھے۔۔۔ صحیح بخاری اور سنن بیہقی میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وادی عقیق میں فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا ہے کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور عمرے کو حج میں شامل کر لو عمرہ تاحیات حج میں داخل ہو چکا ہے۔

مسند احمد میں ہے کہ صبی بن معبد عیسائی تھے مسلمان ہو کر انہوں نے جہاد کا ارادہ کیا تو کسی نے کہا، پہلے حج ادا کر لو۔ چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اسے حج اور عمرہ ایک ساتھ ادا کرنے کا مشورہ دیا اس نے حج اور عمرے کا تلبیہ کہا جو زید رضی اللہ عنہ بن صوحان (۳۶ھ) اور سلمان رضی اللہ عنہ بن ربیعہ (۲۹ھ) کے پاس سے گزرا تو وہ آپس میں کہنے لگے "یہ اپنی سواری سے بھی زیادہ احمق ہے" یہ بات اسے بری لگی تو اس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: سنت رسول اللہ کی آپ کو توفیق اور رہنمائی میسر ہوئی۔

ابو وائل، صبی بن معبد سے روایت کرتے ہیں کہ پہلے میں عیسائی تھا پھر مسلمان ہوا اور حج قران کیا تو زید بن صوحان رضی اللہ عنہ اور سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے میرا تلبیہ سن کر کہا تو اپنے اونٹ سے بھی زیادہ نادان ہے مجھے ان کی یہ بات بری لگی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے شکوہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو سخت سست کہا اور بڑی ڈانٹ ڈپٹ کی اور مجھے فرمایا تجھے حضرت نبی ﷺ کی رہنمائی میسر ہوئی ہے۔ ابو وائل کہتے ہیں مسروق اور میں نے اسی صبی سے کئی بار یہ واقعہ دریافت کیا۔ (ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ)

کتاب الحج میں امام نسائی نے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے واللہ میں آپ کو تمتع یعنی حج اور عمرہ کو ایک ساتھ ملا کر ادا کرنے سے منع کرتا ہوں، یہ قرآن کریم میں مذکور ہے اور رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے۔ (نسائی)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایات۔۔۔۔(۱)۔۔۔۔۔ مسند احمد میں سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ حضرت علی اور عثمان رضی اللہ عنہما کی وادی عسفان میں ملاقات ہوئی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تمتع یا عمرے کو حج کے ساتھ جمع کر کے ادا کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جو کام رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا اس سے آپ کیوں منع کرتے ہیں؟ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم ہمیں چھوڑ دو۔

(۲)...... صحیحین میں سعید بن مسیب سے مذکور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عسفان میں باہمی اختلاف واقع ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کا مقصد صرف سنت رسول سے منع کرنے کے اور کچھ نہیں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس پر بضد رہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حج اور عمرے دونوں کا احرام اکٹھا ہی باندھ لیا۔

(۳)... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مروان بن حکم سے روایت کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حج قران سے منع فرما رہے تھے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کا یہ طریقہ دیکھا تو حج اور عمرہ دونوں کا تلبیہ کہا اور فرمایا: میں کسی شخص کی ذاتی رائے سے سنت رسول اللہ ﷺ ترک نہیں کر سکتا۔ (بخاری، نسائی)

(۴)۔ مسند احمد میں عبداللہ بن شقیق کا بیان ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حج قران سے منع فرمایا کرتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جواز کا فتویٰ دیتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا آپ ایسی ویسی باتیں کرتے ہی رہتے ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ’’آپ کو بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج قران ادا کیا تھا‘‘ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا ’’ٹھیک ہے مگر ہم اس وقت خائف تھے‘‘ یہ جواب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات کا اعتراف ہے۔ نیز یہ بات واضح ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کی طرح حج کی نیت کی تھی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قربانی کا جانور تھا چنانچہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو احرام پر قائم رہنے کا حکم فرمایا اور اپنی قربانی میں شریک فرمایا۔

(۵)۔ موطا میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ مقداد بن اسود سقیا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے دیکھا تو وہ اپنے اونٹوں کو آٹا اور چارہ کھلا رہے تھے انہوں نے عرض کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کو حج قران ادا کرنے سے منع فرما رہے ہیں چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آٹے اور چارے سے آلودہ ہاتھوں کے ساتھ فوراً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس چلے آئے اور کہا آپ لوگوں کو حج قران سے منع فرما رہے ہیں؟ تو انہوں نے کہا یہ میری ذاتی رائے ہے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ’’لبیک اللھم لبیک بحجۃ و عمرۃ‘‘ کہتے ہوئے ناراض ہو کر واپس چلے آئے۔

(۶)۔ سنن ابی داؤد میں براء بن عازب کا بیان ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن میں تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع میں آئے تو وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیسے نیت کی تھی؟ عرض کیا میں نے آپ کی نیت کی طرح نیت کی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے ساتھ قربانی کے جانور ہیں اور میں قارن ہوں۔

حافظ بیہقی نے اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے کیونکہ یہ الفاظ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں مذکور نہیں ان کا بیان کردہ مطلب تو یہ ہے کہ یہ الفاظ اسی میں مذکور ہیں جیسا کہ عنقریب اس کا بیان ہوگا۔

(۷)... صحیح ابن حبان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے روانہ ہوئے اور میں یمن سے روانہ ہوا میں نے رسول اللہ ﷺ کے احرام کی اقتدا میں احرام باندھا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے حج اور عمرے دونوں کا تلبیہ کہا ہے۔

قران کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ... مسند احمد میں بکر بن عبداللہ مزنی حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حج اور عمرہ دونوں کا تلبیہ کہتے ہوئے سنا۔ بکر کہتے ہیں میں نے یہ بات حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہی تو آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے صرف حج کا تلبیہ کہا۔ پھر میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو اس بات سے آگاہ کیا تو آپ نے کہا ہمیں بس بچے ہی سمجھتے ہو میں نے رسول اللہ ﷺ کو حج اور عمرہ دونوں کا تلبیہ کہتے سنا ہے۔ یہی روایت صحیحین میں بکر مزنی سے ہشیم اور حبیب بن شہید روایت کرتے ہیں۔ مسند احمد میں حمید طویل، انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے عمرہ اور حج دونوں کا تلبیہ کہا۔

حافظ ابوبکر بزار (حسن بن قزعہ، سفیان بن حبیب، اشعث بن عبدالملک، حسن البصری) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ

السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حج اور عمرے کا تلبیہ کہا، مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرے سے فراغت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: احرام اتار دو، وہ سن کر حیران ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: احرام کھول دو، اگر میرے ساتھ قربانی کے جانور نہ ہوتے تو میں بھی احرام اتار دیتا، چنانچہ سب نے احرام اتار دیے۔ حافظ بزار کے بقول یہ روایت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے صرف اشعث ہی روایت کرتے ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ کی معرفت حمید بن تیرویہ الطویل سے) روایت کرتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرے کا تلبیہ کہا، یہ ثلاثی سند شیخین کی شرط کی حامل ہے مگر صحاح ستہ میں مذکور نہیں۔ مسلم میں (یحییٰ بن یحییٰ، ہشیم، یحییٰ بن اسحاق، عبد العزیز بن صہیب و حمید طویل) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے نیز مسند احمد میں (معمر بن ابی عبد اللہ، حمید طویل) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

مسند بزار میں (محمد بن مثنیٰ، عبد الوہاب، ایوب، ابو قلابہ، انس) (سلمہ بن شبیب، عبد الرزاق، معمر، ایوب، ابو قلابہ، حمید طویل) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ابو طلحہ کے ساتھ سواری پر سوار تھا اور ابو طلحہ کے گھٹنے نبی علیہ السلام کے گھٹنوں کو چھو رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ حج اور عمرے کا تلبیہ کہہ رہے تھے۔

حافظ بزار کہتے ہیں "وھو یلبی" میں ضمیر کا مرجع ابو طلحہ ہے رسول اکرم ﷺ نہیں۔ یعنی تلبیہ ابو طلحہ نے کہا اور آپ ﷺ نے اس کو منع نہیں کیا۔ یہ تاویل بہت کمزور اور بے معنی سی ہے کیونکہ انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت متعدد طرق سے مروی ہے (جس میں اس کی تاویل کی بالکل گنجائش نہیں) نیز ضمیر کا مرجع قریب تر ہوتا ہے اور اس مقام میں یہ نہایت عمدہ اور قوی دلیل ہے۔ واللہ اعلم۔ اور سالم بن ابی جعد کی روایت میں اس تاویل کی واضح تردید موجود ہے۔

حافظ ابو بکر بزار (حسن بن عبد العزیز جروی، محمد بن مسکین، بشر بن بکر، سعید بن عبد العزیز تنوخی، زید بن اسلم) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے حج اور عمرے کا تلبیہ کہا۔ یہ سند صحیح ہے اور شرط بخاری کی حامل ہے۔ امام بیہقی (ابو عبد اللہ الحافظ، ابو بکر احمد بن حسن قاضی، ابو العباس محمد بن یعقوب، عباس بن ولید بن یزید، ولید بن یزید، شعیب بن عبد العزیز) زید بن اسلم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ کسی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے احرام کے متعلق دریافت کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حج کا احرام باندھا تھا۔ پھر اگلے سال اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا کیا تم نے گزشتہ سال نہیں پوچھا تھا؟ اس نے کہا پوچھا تھا لیکن انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ قارن تھے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، انس بھولے ہیں بچے تھے ننگے سر عورتوں کے پاس بلا اجازت آتے جاتے رہتے تھے اور میں نبی کریم ﷺ کی سواری کے قریب کھڑا تھا اس کی جگالی کی لعاب میرے جسم پر گر رہی تھی۔ میں نے اس حالت میں آپ ﷺ کو حج کا تلبیہ کہتے سنا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن آدم، شریک، منصور، سالم بن ابی الجعد) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے حج اور عمرے کی نیت کر کے "لبیک بحجۃ وعمرۃ معا" کہا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عفان، ابو عوانہ، عثمان بن مغیرہ، سالم بن ابی الجعد) سعد غلام حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ذوالحلیفہ میں آئے تو آپ نے کہا میں حج قران کرنا چاہتا ہوں جو قران کرنا چاہتا ہے وہ میری طرح "لبیک بحجۃ وعمرۃ معا" کہے۔

سالم بن ابی الجعد کہتے ہیں مجھے انس رضی اللہ عنہ نے بتایا، خدا کی قسم! میرے پاؤں رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک کو چھو رہے تھے اور آپ ﷺ نے حج اور عمرہ دونوں کا تلبیہ کہا۔ سالم کی یہ روایت حافظ بزار کی بے جا تاویل کی نہایت عمدہ تردید ہے۔

حافظ ابو بکر رضی اللہ عنہ بزار (یحییٰ بن حبیب بن عربی، معتمر، عن سلیمان تیمی، سلیمان تیمی) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے حج اور عمرہ دونوں کا تلبیہ سنا۔ یہ حدیث سلیمان تیمی سے صرف معتمر ہی روایت کرتا ہے اور معتمر سے صرف یحییٰ نے نقل کیا ہے "وھو علی شرط الصحیح ولم یخرجوہ"

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بذریعہ سوید بن حجیر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ابوطلحہ کا رفیق سفر تھا ابوطلحہ کا گھٹنا رسول اللہ ﷺ کے گھٹنے کے قریب یا چھو رہا تھا اور رسول اللہ ﷺ حج اور عمرہ کا ایک ساتھ تلبیہ کہہ رہے تھے یہ روایت بھی حافظ بزار کی ہے جو [illegible] بہ صراحت [illegible] ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بذریعہ عبداللہ بن زید یا ابو قلابہ جرمی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا رفیق سفر تھا اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے اور میرا قدم رسول اللہ ﷺ کے پائے مبارک کو چھو رہا تھا میں نے آپ ﷺ کا تلبیہ سنا: آپ ﷺ حج اور عمرے کا تلبیہ اکٹھا کہہ رہے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے چار رکعت مدینہ میں ظہر کی نماز پڑھی اور ذوالحلیفہ میں عصر دو رکعت پڑھائی رات وہاں قیام فرمایا، صبح کر کے مقام بیداء پر قیام فرمایا پھر تسبیح، تحمید و ثناء کے بعد حج و عمرہ کا ایک ساتھ تلبیہ کہا اور لوگوں نے بھی اسی طرح تلبیہ کہا۔

حافظ بزار بذریعہ اسماعیل بن یزید [illegible] حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ دونوں کا تلبیہ کہا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ قتادہ بن دعامہ سدوسی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنے حج کئے؟ تو انہوں نے کہا ایک حج اور چار عمرے ان میں سے چوتھا عمرہ حج کے ساتھ کیا، متفق علیہ۔

امام احمد مصعب بن سلیم زہری کے واسطے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرے کا تلبیہ کہا۔ امام احمد یحییٰ بن ابی اسحاق وغیرہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا حج اور عمرے کا تلبیہ سنا آپ ﷺ کہہ رہے تھے "لبیک عمرۃ و حجا"

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (حسن بن موسیٰ زہیر ابی اسحاق ابی اسماء صیقل) سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ ہم مدینے سے صرف حج کا تلبیہ کہتے ہوئے روانہ ہوئے مکہ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو عمرہ میں بدل دو (اور حلال ہو جاؤ) اگر بات مجھے اب معلوم ہوئی ہے پہلے معلوم ہو جاتی تو میں عمرہ ہی کرتا لیکن میرے ساتھ قربانی کے جانور ہیں اور صحیح مسلم، ابن ماجہ اور نسائی میں ہے "سمعت رسول اللہ یلبی بھما" امام احمد [illegible] سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے معلوم کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کون سا تلبیہ کہا فرمایا میں نے سات مرتبہ آپ ﷺ کا تلبیہ سنا آپ ﷺ حج اور عمرہ دونوں کا تلبیہ کہہ رہے تھے "[illegible]"۔

صحیح ابن حبان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ قارن تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی قارن تھے۔

تنبیہ ..... امام بیہقی رحمہ اللہ نے حدیث انس رضی اللہ عنہ کے بعض طرق بیان کر کے تحقیق کی ہے کہ دراصل اس میں اشتباہ راوی خود حضرت انس رضی اللہ عنہ کو لاحق ہوا ہے مگر [illegible] دوسرا احتمال یہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ قران کا تلبیہ کسی کو سکھا رہے ہوں تو یہ گمان کر لیا کہ خود کہہ رہے ہیں، واللہ اعلم۔ اور قران کی جو روایات انس رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں ان کا تذکرہ عنقریب [illegible] ہے۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق ..... امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اعتراض خود محل نظر ہے اور ناقابل فہم ہے بلکہ اس بحث کا نظر انداز کرنا بھی مشکل تر ہے کیونکہ اس سے متواتر روایت میں بھی صحابہ کے حافظہ اور یادداشت میں احتمال اور شکوک و شبہات کا پیدا ہونا لازم آتا ہے اور ایسے شکوک پیدا کرنا بے شمار اعتراضات کا سبب بنتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

قران کے بارے میں حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت ..... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابوالحسن بن بشران، علی بن محمد مصری ابو غسان مالک بن یحییٰ، یزید بن ہارون، زکریا بن ابی زائدہ، ابو اسحاق) کے واسطے سے براء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے کئے اور یہ سب ذی قعدہ میں تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اسے خوب معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کئے ان میں سے ایک

عمرہ حج کے ساتھ تھا

امام بیہقی کہتے ہیں یہ سند محفوظ نہیں ہے۔ (ابن کثیر) کہتا ہوں یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح سند کے ساتھ بھی مروی ہے جو عنقریب بیان ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت...... امام دارقطنی نے اپنے کئی اساتذہ سے (ابوبکر بن ابی داؤد، محمد بن جعفر اور ابن رمیس، قاسم بن اسماعیل، ابو عبید، عثمان بن جعفر لبان، محمد بن یحییٰ صوفی کی معرفت، زید بن حباب، سفیان ثوری، جعفر صادق، محمد باقر) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے تین حج کئے دو ہجرت سے پہلے اور ایک حج ہجرت کے بعد کیا جس کے ساتھ عمرہ بھی فرمایا۔

سند پر تبصرہ...... امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو (عبداللہ بن ابی زیاد از زید بن حباب از سفیان ثوری) نقل کر کے کہا ہے کہ یہ غریب ہے اور سفیان ثوری سے صرف زید بن حباب ہی روایت کرتا ہے اور میں نے عبداللہ بن عبدالرحمن ابو محمد الدارمی م ۲۵۵ھ کی کتابوں میں دیکھا ہے کہ ان میں یہ روایت عبداللہ بن ابی زیاد سے نقل کی ہے۔ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس روایت کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے اس غیر معروف کہا۔ میرے خیال میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو محفوظ نہیں سمجھا اور فرمایا یہ روایت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ از ابی اسحاق از مجاہد مرسل مذکور ہے۔

امام بیہقی نے سنن کبیر میں نقل کیا ہے کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے معلوم کیا تو امام صاحب نے کہا یہ حدیث غلط ہے اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے مرسل مروی ہے اور زید بن حباب جب روایت نقل کرتے ہیں تو بعض اوقات غلطی کرتا ہے۔

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو (قاسم بن محمد بن عباد مہلبی، عبداللہ بن داؤد خریبی از سفیان) بیان کیا ہے اور یہ طریق ترمذی، بیہقی اور بخاری سے پوشیدہ رہا اسی وجہ سے انہوں نے زید بن حباب کو منفرد کہا ہے مگر یہ منفرد نہیں ہے واللہ اعلم)۔

ضعف کی تلافی...... امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (ابن ابی عمر، ابو معاویہ، حجاج، ابو الزبیر) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ کو ملا کر ادا کیا اور ان کے لئے صرف ایک ہی طواف کیا یہ حدیث حسن (ایک نسخہ میں ہے) صحیح ہے ابن عباس از جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ کے لئے صرف ایک ہی طواف کیا۔

بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ حجاج بن ارطاۃ اکثر ائمہ کے نزدیک مجروح ہے لیکن مسند بزار میں یہ روایت (عبدالرحمن بن عثمان بن خثیم از ابی الزبیر) از جابر بھی مروی ہے (لہٰذا اس کے ضعف کی تلافی ہوگی۔

ابو طلحہ زید بن سہل انصاری کی روایت...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو معاویہ، حجاج بن ارطاۃ، حسن بن سعد) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے ابو طلحہ انصاری نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حج قران کیا اور ابن ماجہ میں یہ روایت (علی بن محمد از ابو معاویہ از حجاج) مذکور ہے۔ حجاج میں ضعف ہے واللہ اعلم۔

سراقہ بن مالک...... مسند احمد میں سراقہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمرہ حج میں قیامت تک کے لئے ضم ہو گیا ہے۔

سعد بن ابی وقاص کی روایت...... امام مالک رحمۃ اللہ علیہ محمد بن عبداللہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ضحاک بن قیس کو مذاکرہ کرتے سنا جس سال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور قران سے تمتع کیا تو ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ تمتع تو جاہل اور مسائل سے ناواقف کرتا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا برادر زادے بھتیجے! تم نے یہ غلط کہا ہے

ضحاک نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اس سے منع فرمایا کرتے تھے۔ پھر سعد نے کہا قران رسول اللہ ﷺ نے کیا اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ قران کیا۔ امام نسائی اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے قتیبہ کی معرفت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن سعید سلیمان تیمی) غنیم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص سے قران کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا ہم نے قران اس وقت کیا جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہ مکہ میں عرشات کو مقیم تھے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی غنیم بن قیس یا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا سوال جواب ذکر کیا ہے اور مسند عبدالرزاق میں بھی یہ مذکور ہے۔

ابن ابی اوفیٰ کی روایت..... امام طبرانی نے عبداللہ بن اوفیٰ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ دونوں کو ملا کر کیا آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ شاید آپ حج نہیں کر سکیں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو النضر، داؤد عطار، عمرو بن دینار، عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چار درج ذیل عمرے کیے (۱) عمرہ حدیبیہ (۲) عمرہ القضا (۳) عمرہ جعرانہ (۴) عمرہ حج کے ساتھ۔

یہ روایت عمرو بن دینار سے ابوداؤد، ابن ماجہ اور ترمذی میں داؤد بن عبدالرحمٰن عطار کی معرفت مذکورہ بالا کی طرح ذکر کرتے ہیں اور امام ترمذی نے اس کو حسن غریب کہا ہے نیز امام ترمذی نے یہ روایت بذریعہ سفیان بن عیینہ "عمرو بن دینار سے مرسل" بھی بیان کیا ہے حافظ بیہقی نے یہ روایت (ابوالحسن علی بن عبدالعزیز بغوی، حسن بن ربیع، شہاب بن عباد) داؤد بن عبدالرحمٰن عطار سے نقل کی ہے اور اس میں ہے "الرابعة التي قرنها مع حجته" امام ابوالحسن علی بن عبدالعزیز بغوی م ۲۸۶ھ فرماتے ہیں یہ جملہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے صرف داؤد بن عبدالرحمٰن عطار ہی نقل کرتے ہیں۔

فرشتے کی آمد اور حج قران..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ داؤد بن عبدالرحمٰن کے بارے میں فرماتے ہیں وہ صدوق اور سچا ہے گر بعض اوقات اسے وہم ہو جاتا ہے نیز پیچھے بیان ہو چکا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بواسطہ ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نقل کیا میں نے ذوالحلیفہ کی وادی عقیق میں رسول اللہ ﷺ سے سنا میرے پاس فرشتہ آیا ہے اس نے مجھے کہا ہے "اس مبارک میدان میں نماز پڑھو اور عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر ادا کرو" واللہ اعلم۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت..... بخاری اور مسلم میں سالم از ابن عمر رضی اللہ عنہ مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں تمتع یعنی قران اصطلاحی کیا اور ذوالحلیفہ سے اپنے ساتھ قربانی کے جانور لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے پہلے عمرہ کا تلبیہ کہا پھر حج کی بھی نیت باندھ لی اور عمرہ کی ادائیگی کے بعد آپ ﷺ نے احرام نہیں اتارا یعنی آپ ﷺ نے تمتع اصطلاحی نہیں کیا بلکہ آپ ﷺ قارن تھے اس لئے حج اور عمرہ کیلئے صرف ایک سعی پر اکتفا کیا جیسا کہ جمہور کا مسلک ہے۔

حافظ ابو یعلیٰ موصلی (ابو خیثمہ، یحییٰ بن یمان، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، عبیداللہ، نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قارن ہونے کی وجہ سے صرف ایک ہی طواف اور سعی پر اکتفا کیا۔ اس روایت سے قربانی کے جانور بھی غریب ہے۔ یہ سند عمدہ ہے اور سب راوی ثقہ ہیں۔ یحییٰ بن یمان م ۱۸۹ھ اگر چہ مسلم کے راویوں میں سے ہے لیکن اس کی روایات جو ثوری سے مروی ہیں وہ مضطرب اور منکر ہیں۔ واللہ اعلم۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے طواف حج کی جو روایات مذکور ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ حج کے ارکان علیحدہ علیحدہ ادا کئے اور عمرہ اصطلاحی مراد نہیں کہ پہلے حج کیا پھر علیحدہ عمرہ کیا جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بذریعہ صدقہ بن یسار ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے حج سے پہلے عمرہ کرنا اور قربانی ساتھ لے جانا بنسبت حج کے بعد ماہ ذوالحجہ میں عمرہ کرنے سے زیادہ محبوب اور پسند ہے۔

عبداللہ بن عمرو کی روایت کے متن اور سند میں ضعف..... امام احمد (ابو احمد زبیری، یونس بن حارث ثقفی، عمرو بن شعیب عن ابیہ)

جو روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حج قران کیا، اس اندیشے کی وجہ سے کہ بیت اللہ میں داخل نہ ہو سکیں اور فرمایا کہ اگر حج نہ ہو سکا تو کم از کم عمرہ ہی ہو جائے گا۔

یہ حدیث سنداً اور متناً دونوں کے لحاظ سے ضعیف ہے، امام احمد، یحییٰ بن معین اور امام نسائی نے یونس بن ابی اسحٰق کو مضطرب الحدیث اور ضعیف قرار دیا ہے۔

ایک تعجب خیز بات ...... اور یہ الفاظ "تخشیا ان یصد عن البیت وقال ان لم یکن حجۃ فعمرۃ" کہ آپ نے حج قران اس خطرہ سے کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ﷺ کو بیت اللہ میں جانے سے کوئی رکاوٹ پیدا ہو جائے۔ تعجب ہے آپ کو بیت اللہ سے کون روک سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی اشاعت کے لئے راستہ ہموار کر دیا ہے کہ مکہ فتح ہو گیا گزشتہ سال منیٰ میں اعلان ہوا کہ آئندہ کوئی مشرک حج کو نہ آئے نہ کوئی برہنہ ہو کر طواف کرے اس پر مزید یہ کہ آپ ﷺ کے ساتھ ہزاروں کی تعداد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جم غفیر تھا۔
رسول اللہ ﷺ بیت اللہ شریف سے روکے جانے کے خطرے کا قول امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قول "ولکنا کنا خائفین" "مگر ہم اس وقت خوف و خطرہ محسوس کر رہے تھے" سے ماخوذ ہے۔ یہ تعجب خیز بات ہے معلوم نہیں یہ خطرہ آنحضرت ﷺ کو کس جانب سے لاحق تھا۔ دراصل یہ بات معمولی اور غیر معصوم سے روایت کے ضمن میں آئی ہے جو روایت صحیح ہے اور یہ کسی کی بات ایک غیر معصوم کی اپنی رائے ہے نہ کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے اور یہ کسی کے لئے حجت نہیں اور نہ ہی اس سے صحیح حدیث کو رد کرنا جائز ہے واللہ اعلم۔

عمران بن حصین کی روایت ...... امام احمد (محمد بن جعفر، شعبہ، حمید بن ہلال) مطرف بن عبداللہ بن شخیر سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے عمران رضی اللہ عنہ بن حصین نے کہا میں تجھے ایک حدیث سناتا ہوں ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ تیرے لئے اس سے نفع کا سامان پیدا کرے سنو! رسول اللہ ﷺ نے حج قران کیا پھر آخر دم تک آپ ﷺ نے نہ اس سے منع فرمایا اور نہ ہی قرآن کریم میں اس کی حرمت نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ مجھے سلام کہتے (اور دعا دیتے) لیکن جب میں نے ایک مرض کا علاج کیا اور داغ دینے سے شروع کیا تو آپ ﷺ نے سلام کرنا چھوڑ دیا۔ جب میں نے یہ طریقہ علاج ترک کر دیا تو آپ ﷺ نے پھر سلام اور دعا پھر شروع کر دی یہ روایت مسلم، بخاری اور نسائی میں متعدد اسناد سے مروی ہے اور امام دارقطنی نے مذکورہ سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

ہرماس بن زیاد باہلی رضی اللہ عنہ ...... عبداللہ بن امام احمد، ہرماس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کا ردیف تھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اونٹ پر سوار "لبیک بحجۃ وعمرۃ معا" کہتے سنا تھا آپ قارن تھے۔

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایت ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے احرام کیوں نہیں اتار دیا؟ فرمایا میرے ساتھ قربانی کے جانور ہیں۔ میں قربانی ذبح کرنے کے بعد ہی احرام اتاروں گا۔ یہ روایت بخاری، مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہ از حفصہ رضی اللہ عنہا متعدد اسناد سے باختلاف الفاظ مروی ہے جس میں قران کی صراحت مذکور ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم سب حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ہم سب نے عمرے کا تلبیہ کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے پاس قربانی کا جانور ہے وہ عمرے کے ساتھ حج کا بھی تلبیہ کہے پھر وہ ان دونوں سے فارغ ہونے کے بعد حلال ہو۔ چنانچہ میں مکہ پہنچی اور عمرے کی ادائیگی سے پہلے ہی ایام حیض سے ہو گئی میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا سر کے بال کھول دو، کنگھی کرو اور عمرہ ترک کر کے حج کا احرام باندھ لو چنانچہ میں نے حکم کی تعمیل کی، جب میں حج سے فارغ ہوئی تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھائی عبدالرحمن کے ساتھ (عمرہ کے احرام کے لئے) تنعیم روانہ کیا اور میں عمرے سے فارغ ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ عمرہ تیرے اس عمرہ کے بدلے میں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جنھوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا وہ لوگ طواف اور سعی کرنے کے بعد حلال ہو گئے پھر ان لوگوں نے منیٰ میں قربانی سے فراغت کے بعد بیت اللہ کا طواف اور سعی کی اور جن لوگوں نے عمرے اور حج دونوں کا احرام باندھا تھا، انہوں نے صرف ایک ہی طواف (اور سعی پر اکتفا) کیا۔ مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مذکور ہے کہ حجۃ الوداع میں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ہم نے عمرے کا تلبیہ کہا اور میرے ساتھ قربانی کا جانور تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے پاس قربانی کا جانور ہو وہ عمرے کے ساتھ حج کا تلبیہ کہے پھر ان دونوں سے فراغت کے بعد حلال ہو۔

حدیث کا مقصد...... یہ حدیث بیان کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ جس کے پاس قربانی کا جانور ہو وہ حج اور عمرے کا اکٹھا احرام باندھیں اور یہ واضح ہے کہ آپ ﷺ کے پاس قربانی کے جانور تھے چنانچہ آپ ﷺ نے سب سے پہلے اس حکم کی تعمیل کی کیونکہ حکم اور خطاب کرنے والا بھی اپنے خطاب اور تقریر کے عام مفہوم میں داخل ہوتا ہے اس کے علاوہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جن لوگوں نے حج اور عمرہ اکٹھا ادا کیا ان سب نے صفا مروہ کا ایک ہی بار (سات مرتبہ) چکر لگایا اور مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفا مروہ کا ایک بار ہی سات مرتبہ چکر لگایا تھا یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے قران کیا۔ اور مسلم شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ قربانی کے جانور رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر اور اہل ثروت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھے اور رسول اللہ ﷺ حج اور عمرے سے فارغ ہونے کے بعد ہی حلال ہوئے اور متمتع نہ تھے۔

نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی اور درخواست کی کہ سب لوگ حج اور عمرہ دو عبادتیں کر کے واپس ہوں گے اور میں صرف ایک ہی عبادت (حج) کر کے واپس جاؤں گی تو آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا چنانچہ تنعیم سے عمرے کا احرام باندھ کر عمرہ کیا اور یہ بات کہیں بھی مذکور نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کے بعد عمرہ کیا ہو اگر آپ مفرد تھے تو واضح ہو گیا کہ آپ ﷺ قارن تھے کیونکہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں عمرہ بھی ادا فرمایا۔

حافظ بیہقی نے حضرت براء بن عازب سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے کیے اور یہ سب عمرے ماہ ذیقعدہ میں کیے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اسے اچھی طرح معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے تھے ایک عمرہ حجۃ الوداع کے ساتھ تھا۔ تعلیقات میں امام بیہقی نے بیان کیا ہے ابو مجاہد کہتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنے عمرے کیے ہیں؟ کہا دو عمرے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابن عمر کو خوب معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کے ساتھ عمرہ کے علاوہ تین عمرے ادا کیے تھے۔ امام بیہقی کہتے ہیں اس کی سند میں کوئی ایسی بات نہیں ہے مگر مرسل ہے۔ کیونکہ بعض محدثین کے نزدیک ابو مجاہد کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع ثابت نہیں۔ امام شعبہ بھی سماع کا انکار کرتے ہیں لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم نے ان سے سماع کو ثابت کیا ہے واللہ اعلم۔

قاسم بن عبدالرحمن بن ابی بکر اور عروہ بن زبیر وغیرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قربانی کے جانور تھے اور تنعیم سے عمرہ کر کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر سب نے وادی محصب میں رات گزاری اور فجر کی نماز کعبہ میں ادا کی اور مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ یہ بات اہم مسائل میں سے ہے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کے بعد عمرہ نہیں کیا اور نہ ہی کسی صحابی سے یہ منقول ہے اور یہ بھی واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ کے درمیان احرام کھول کر حلال ہوئے ہوں نہ ہی یہ بات کسی سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے عمرے کے بعد حلق یا قصر کیا ہو بلکہ آپ ﷺ برابر احرام کی حالت میں رہے جیسا کہ روایتوں میں یہ منقول ہے کہ آپ ﷺ نے منیٰ جانے سے احرام باندھا لہٰذا ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمتع نہیں کیا اور تمام اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبی علیہ السلام نے حجۃ الوداع کے سال عمرہ ادا کیا اور حج اور عمرہ کے درمیان احرام نہیں کھولا اور نہ ہی حج کا نیا احرام باندھا اور نہ ہی حج کے بعد عمرہ کیا۔ یہ ایسے مضبوط دلائل ہیں جن کا جواب ممکن نہیں، واللہ اعلم۔ لہٰذا حج قران کی روایات ثابت ہیں۔ حج افراد اور تمتع کی روایات میں ان کی کوئی جھلک نہیں، اس لیے یہ ثبوت والی روایات نفی والی روایات پر مقدم ہوں گی۔ جیسا کہ علم اصول میں مذکور ہے۔

ایک اور دلیل ۔ شیخ ابن حبان [illegible] نے ولید [illegible] یزید بن ابی حبیب اسلم کا ابو عمران سے روایت کیا ہے کہ میں ام سلمہ ام المومنین کی خدمت میں عرض کیا میں نے ابھی تک کوئی حج نہیں کیا ہے بتائیے کہ پہلے عمرہ کروں یا حج؟ جس سے چاہو شروع کرو۔ ابو عمران کہتے ہیں پھر میں نے ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو انہوں نے بھی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرح جواب دیا پھر میں نے یہ پوری بات ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گوش گزار کی تو آپ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سنایا اے آل محمد! جو شخص تم میں سے حج کرے وہ حج کے ساتھ عمرہ بھی کرے۔

روایات میں تطبیق اور قارن کے متعلق ائمہ کرام کے مذاہب..... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مفرد تھے، پھر بعض ان صحابہ رضی اللہ عنہ یا دوسرے چند صحابہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ قارن تھے۔ تو اس کی تطبیق یوں ہے کہ جس صحابی رضی اللہ عنہ سے حج افراد منقول ہے وہ اس بات پر محمول ہے کہ آپ ﷺ نے حج کے ارکان مستقل علیحدہ ادا کئے اور عمرہ اس میں بطور نیت داخل تھا۔ اسی بات کے پیش نظر آپ ﷺ نے حج اور عمرہ دونوں میں ایک طواف اور صفا مروہ کے سات چکر پر اکتفا کیا۔ جیسا کہ جمہور رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے البتہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے کہ قارن کو دو طواف اور دو دفعہ سعی کرنی چاہئے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ایسا ہی منقول ہے مگر ان کی طرف اس روایت کی نسبت محل نظر ہے۔ باقی رہا جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے تمتع منقول ہے ان سے قران بھی مذکور ہے۔

تو اس کا مطلب [illegible] ہے کہ پہلے ہیں کہ علماء کرام کے ہاں تمتع کا مفہوم بہت وسیع ہے جس [illegible] تمتع قران بلکہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو بھی کہتے ہیں . . . [illegible] روایت میں مذکور ہے کہ ہم نے رسول اللہ [illegible] تمتع کیا اور یہ امیر معاویہ اس وقت مکہ میں غیر مسلم تھے اور تمتع سے مراد یہاں [illegible] عمرہ جعرانہ کے وقت [illegible] آپ اس وقت مسلمان تھے۔

مسند ابو داود طیالسی میں (ہشام ابو [illegible]) سے مذکور ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے دریافت کیا کہ آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چیتوں کی کھالوں [illegible] سے منع فرمایا تھا؟ سب نے اثبات میں جواب دیا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خود بھی اس بات کی گواہی دی۔ پھر ان سے پوچھا کیا آپ جانتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے سونا پہننے سے منع فرمایا تھا سوائے معمولی سے کے؟ تو سب نے تصدیق کی۔ اس کے بعد پوچھا کیا آپ کو علم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج قران سے منع فرمایا تھا؟ سب نے کہا بالکل نہیں تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ انھا لمعھن [illegible] یہ بھی دیگر اشیاء کی طرح ممنوع ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عفان، ہمام، قتادہ) ابو شیخ ہنائی سے روایت کرتے ہیں کہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود تھا، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا [illegible] آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چیتوں کی کھالوں پر سوار ہونے سے منع فرمایا تھا؟ سب نے ہاں میں جواب دیا، پھر پوچھا کیا یہ بات بھی آپ کے علم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونا پہننے سے منع فرمایا تھا سوائے معمولی ریزوں کے، سب نے ہاں میں جواب دیا اور تصدیق کی، اس کے بعد پوچھا کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ جمع کرنے سے منع فرمایا تھا؟ سب نے نفی میں جواب دیا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن جعفر، سعید، قتادہ) ابو شیخ ہنائی سے روایت کرتے ہیں کہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں میں بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے یہاں موجود تھا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چیتوں کی کھالوں پر سوار ہونے سے منع فرمایا تھا سب نے ہاں، پھر پوچھا کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے سب نے تصدیق کی، پھر پوچھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے منع فرمایا ہے سب نے یک زبان تصدیق کی، اس کے بعد پوچھا کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قران سے منع فرمایا ہے سب نے کہا بالکل نہیں۔ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم قران بھی مذکورہ اشیاء کی طرح ممنوع ہے (قتادہ سے حماد بن سلمہ نے روایت کیا ہے) لیکن آپ ﷺ بھول گئے ہیں اسی طرح [illegible]

حاکم نے بھی قتادہ سے نقل کیا ہے۔

ابو العلاء سے مطرف عن عمران بن حصین نے بھی حج تمتع جواز کے متعلق روایت بیان کی ہے۔ ابو داؤد اور نسائی میں بھی یہ مذکور ہے۔ اس حدیث کی سند جید اور عمدہ ہے۔

حج قرآن سے ممانعت کی غلط فہمی ...... اوپر ابو شیخ کی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے قران اور حج تمتع کی ممانعت کی روایت بڑی عجیب کہی گئی ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا روایات میں حج قرآن اور حج کی ممانعت بیان کی گئی ہے شاید اصل حدیث میں مطلق حج سے ممانعت مذکور ہو لیکن راوی نے اس کو حج تمتع سمجھا ہو اور حقیقت میں یہ عورتوں کے حج کے متعلق ہو یا قران سے مراد ۲ کھجوریں اکٹھی کھانے سے منع فرمایا ہو جیسا کہ حدیث ابن عمر میں ہے نھی عن القران الا ان یستاذن احدکم صاحبہ اور راوی کو "حج قران" سے ممانعت کی غلط فہمی ہو گئی ہو۔

یا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس ممانعت کو صیغہ مجہول بیان کیا ہو کہ فلاں فلاں چیزیں منع ہیں۔ واللہ اعلم۔ تو اس کو صیغہ معروف سمجھ کر بعض راویوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف غلطی سے منسوب کر دیا ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اور ممانعت کی وجہ ...... حج قران اور تمتع کی ممانعت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لیکن یہ ممانعت بھی ان سے قطعی اور حتمی طور پر منقول نہیں، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے بلکہ وہ اسلئے منع کرتے تھے کہ حج اور عمرہ کیلئے جدا جدا سفر اختیار کیا جائے تاکہ بیت اللہ شریف کی زیارت بار بار بکثرت ہو۔

اتباع سنت ...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بہت رعب اور خوف زدہ رکھتے تھے [illegible] رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی جرات نہیں کر سکتے تھے۔ البتہ آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ آپ سے اختلاف کر لیتے تھے۔ کسی نے ان سے کہا آپ کے والد اس بات سے منع کرتے ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ جواب میں کہتے ہیں مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم پر آسمان سے پتھر برسنے لگیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات فرمائی ہے

"اسنۃ رسول اللہ تتبع ام سنۃ عمر بن خطاب"

"سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی جائے گی یا عمر بن خطاب کی بات کی"

اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی حج قران سے منع کرتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی مخالفت کی اور فرمایا میں کسی آدمی کی بات کی وجہ سے سنت رسول اللہ ﷺ ترک نہیں کروں گا

حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے صحیحین میں منقول ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج تمتع کیا اس کے بعد قرآن میں اس کی حرمت نازل نہیں ہوئی [illegible] رسول اللہ ﷺ نے وفات تک اس سے منع نہیں فرمایا۔

صحیح مسلم میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے حج تمتع کے [illegible] اور امیر معاویہ ان دنوں مکہ کے گھروں میں کافر تھے

اس مسئلے میں ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق ...... [illegible]

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (احمد بن صالح، ابن وہب، حیوہ، ابو عیسیٰ خراسانی، عبداللہ بن قاسم خراسانی) سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گواہی دی کہ میں نے مرض الموت میں رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ وہ حج سے پہلے عمرہ کرنے سے منع فرما رہے تھے۔ یہ سند محل نظر ہے اور علت سے خالی نہیں اگر اس صحابی سے مراد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہوں تو اس پر مفصل بحث ہو چکی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا احرام مطلق تھا ... رسول اللہ ﷺ نے شروع میں مطلق احرام باندھا تھا حج اور عمرے کا کوئی تعین نہیں کیا بعد میں اس کو متعین فرمایا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی فضیلت منقول ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (سفیان، ابن طاؤس، ابراہیم بن میسرہ، ہشام بن حجیر) طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے روانہ ہوئے حج اور عمرہ کی تعیین نہیں فرمائی بلکہ آپ ﷺ آسمانی فیصلے کے منتظر تھے۔ چنانچہ صفا اور مروہ کے درمیان آپ ﷺ پر وحی کا نزول ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خطاب فرمایا جس کے پاس قربانی کے جانور نہیں وہ عمرہ کی نیت کر لے نیز آپ نے فرمایا اگر مجھے پہلے معلوم ہو جاتا تو میں قربانی کے جانور اپنے ساتھ نہ لاتا لیکن اب میرے ساتھ قربانی ہے اور میں سر کے بالوں کو گوند کی طرح چپکا چکا ہوں میں قربانی کو ذبح کرنے کے بعد ہی احرام کھولوں گا۔ اسی دوران سراقہ بن مالک نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا عمرہ حج کے ساتھ صرف اسی سال ہی کے لئے حق ہے یا ہمیشہ کے لئے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت تک کے لئے عمرہ حج میں ضم ہو چکا ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم نے کیا تلبیہ کہا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے آپ کے تلبیہ کے مطابق تلبیہ کہا ہے۔

یہ طاؤس کی مرسل روایت ہے اس میں بہت غرابت ہے اور یہ پہلے ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اصول یہ ہے کہ وہ مرسل روایت کو بغیر کسی تائید کے قبول نہیں کرتے الا یہ کہ وہ بڑے تابعین سے منقول ہو کیونکہ وہ عام طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہی مرسل روایت کرتے ہیں اور یہ مذکورہ مرسل روایت ان تابعین سے بھی نہیں بلکہ یہ تمام گزشتہ روایات کے خلاف ہے افراد، تمتع اور قران کی احادیث سب مسند اور مرفوع ہیں لہٰذا یہ مرسل روایت سے مقدم اور راجح ہیں۔ اگر یہ مرسل روایت صحیح ہو تو وہ مثبت اور یہ مسلم ہے کہ مثبت نفی سے مقدم ہوتا ہے کیونکہ دلائل برابر اور یکساں ہوں اور جہاں زیادتی ہے کہ مرفوع روایت صحیح ہے اور مرسل انقطاع یا سند کی وجہ سے قابل دلیل نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان..... حافظ بیہقی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ حج اور عمرہ کا ذکر کئے بغیر ہی تلبیہ کہہ رہے تھے۔ جب ہم مکہ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں احرام اتارنے کا حکم دیا جب منیٰ سے کوچ کا وقت آیا تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو ایام حیض کی حالت لاحق ہو گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا عقریٰ حلقیٰ تم ہمیں روک دو گی۔ کیا تم نے طواف افاضہ کیا تھا؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا چلو کوچ کرو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے عمرہ نہیں کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ تنعیم سے عمرے کا احرام باندھ آؤ۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ عبدالرحمٰن گئے (عمرہ سے فارغ ہو کر واپس آئے) تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم رسول اللہ ﷺ سے رات کو اس وقت ملے جب آپ ﷺ مکہ سے نکل رہے تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی محمد بن یحییٰ ذہلی کے واسطہ سے عائشہ بنت سعد سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان نقل کیا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ عمرہ اور حج کا کوئی تذکرہ نہ تھا یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گزشتہ بیان کی گئی روایت کے زیادہ مشابہ ہے نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج ادا کرنے کے لئے روانہ ہوئے اور حضرت عائشہ سے یہ بھی منقول ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے اور ہمارا ارادہ صرف حج کا تھا یہ روایت سب روایات سے زیادہ درست اور ثابت ہے۔

ایک روایت میں اسی سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ منقول ہے "ہم حج اور عمرے کا نام لئے بغیر تلبیہ کہہ رہے تھے" یعنی تلبیہ مطلق

کہہ رہے تھے حج اور عمرے کا نام لیے بغیر کیونکہ احرام باندھتے وقت اس کی نیت کی تھی۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے: لبیک اللھم حجا وعمرۃ یعنی حج اور عمرے کا تلبیہ کہہ رہے تھے اور اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی بلند آواز سے حج اور عمرے کا نعرہ لگا رہے تھے۔

مسلم شریف کی وہ روایت جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے اور بلند آواز سے حج کا تلبیہ کہہ رہے تھے کی موافقت حج قران سے زیادہ مشکل لگتی ہے۔ واللہ اعلم۔

تلبیہ کا بیان اور عبارت: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے، نافع ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ ہے:

لبیک اللھم لبیک، لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک
لاشریک لک۔

"اے اللہ! میں حاضر ہوں، حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بیشک ہر طرح کی تعریف اور احسان تیرا ہی ہے حکومت اور بادشاہت تیرا ہی حق ہے۔ کوئی تیرا شریک نہیں۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس میں یہ اضافہ کیا کرتے تھے

لبیک لک وسعدیک والخیر فی یدیک لبیک والرغباء الیک والعمل

"تیری بارگاہ میں حاضر ہوں عبادت میں تیری موافقت کرتا ہوں، خیر و برکت تیرے دست قدرت میں ہے میں حاضر اور موجود ہوں تیری طرف میری رغبت اور محبت ہے اور عمل بھی تیرے ہی لئے ہے"

ایک روایت میں نافع ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے یہ تلبیہ نبی علیہ السلام سے اخذ کیا۔ مسلم شریف میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ تلبیہ سنا۔

لبیک اللھم لبیک، لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک
لاشریک لک

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد ذوالحلیفہ کے پاس دو رکعت نماز پڑھتے اور سوار ہو کر بلند تلبیہ کہتے۔ نیز ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کا یہ تلبیہ پڑھتے:

لبیک اللھم لبیک وسعدیک والخیر فی یدیک لبیک والرغباء الیک والعمل

بخاری شریف میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مجھے نبی کریم ﷺ کا تلبیہ خوب یاد ہے۔ ابو عطیہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ تلبیہ سنا۔

لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک

(امام احمد منفرد ہیں، البخاری)

علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ کے تلبیہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ اضافہ بھی روایت کرتے ہیں: لبیک الٰہ الحق یہ نسائی اور ابن ماجہ میں بھی مذکور ہے۔ بعض اسناد میں بعض نے اس کو مرفوعاً بیان کیا ہے اور بعض نے مرسل

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مجاہد سے مرسل روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام تلبیہ کہہ رہے تھے چنانچہ ایک دن آپ ﷺ لوگوں کے ہجوم کے ساتھ تھے تو آپ ﷺ کو یہ منظر پسند آیا۔ اور تلبیہ میں یہ اضافہ فرمایا لبیک ان العیش عیش الآخرۃ (یعنی) میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں زندگی حقیقت میں آخرت کی زندگی ہے۔ اس حدیث کے نزدیک ابن جریج کا بیان ہے کہ یہ عرفات کے دن کا واقعہ ہے۔

حافظ بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں خطبہ ارشاد فرمایا اور لبیک اللھم

لبیک کہا اور اس میں مزید [illegible] آخرت کی زندگی ہی کی ہے۔

بلند آواز سے تلبیہ کہنا: امام احمد حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے جبرائیل علیہ السلام نے بلند آواز سے تلبیہ کہنے کا ارشاد فرمایا اور یہ حج کے شعائر اور [illegible] سے ہے یہ حدیث کئی طرق سے مذکور ہے۔ مسند عبدالرزاق میں زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو بتایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ارشاد فرمائیے کہ بلند آواز سے تلبیہ کہیں یہ حج کا شعار ہے۔ یہ روایت شیخ ابو الحجاج مزی کی کتاب "الاطراف" میں بھی مذکور ہے۔ مسند احمد میں زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ [illegible] نقل کرتے ہیں اور یہ لکھا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیں کہ تلبیہ بلند آواز سے کہیں یہ حدیث ابن ماجہ میں بھی مذکور ہے اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ابن جریج سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے یہ خبر دی کہ عبدالملک بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام [illegible] خلاد بن سائب [illegible] روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے جبرائیل علیہ السلام نے [illegible] کہ آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلند آواز سے تلبیہ کہنے کا حکم دیں۔ یہ شیخ ابو الحجاج مزی نے بھی الاطراف میں بیان کی ہے۔

حدیث جابر رضی اللہ عنہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن سعید) حضرت جعفر صادق (رحمۃ اللہ) [illegible] روایت کرتے ہیں [illegible] کی غرض سے [illegible] جابر بن عبداللہ سے [illegible] ہم نے ان سے حجۃ الوداع کے متعلق پوچھا تو آپ نے بتایا رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں نو سال قیام کے [illegible] حج کا اعلان فرمایا چنانچہ [illegible] اور بہت سے لوگ مدینہ منورہ میں جمع ہو گئے [illegible] رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں حج ادا کریں۔

روانگی: [illegible]

محمد بن ابی بکر کی ولادت: [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible]

تلبیہ: [illegible] لبیک اللہم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک [illegible]

[illegible]

[illegible]

چنانچہ آپ ﷺ کوہ صفا پر چڑھے اور بیت اللہ نظر آیا تو دعا کی:

لا الٰه الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير، لا الٰه الا الله وحده انجز وعده وصدق عبده وهزم الاحزاب وحده۔

"خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک اور اسی کی حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے صرف وہی اکیلا الٰہ ہے اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور بندہ کی مدد کی اور اس نے تنہا مقابل کو شکست دی۔"

پھر رسول اللہ ﷺ صفا سے اتر کر مروہ کی طرف چل پڑے جب بطن الوادی میں آ گئے تو رمل اور تیز رفتاری سے چلے جب مروہ کی چڑھائی شروع ہوئی تو آہستہ ہو گئے پھر مروہ پر چڑھے اور بیت اللہ کی طرف دیکھا تو صفا والی دعائیں پڑھیں۔ جب مروہ کے پاس ساتواں چکر لگایا تو فرمایا اگر مجھے اب معلوم ہوا ہے اگر پہلے معلوم ہوتا تو میں قربانی کے جانور ساتھ نہ لاتا اور عمرہ کر کے احرام کھول دیتا پس جس کے پاس قربانی کا جانور نہیں ہے وہ صرف عمرہ ہی کر کے احرام کھول دے چنانچہ سب لوگوں نے احرام کھول دیے۔

عمرہ حج میں ضم ہو چکا ہے:۔ سراقہ بن مالک نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا حج کے دنوں میں عمرہ کی رخصت صرف اسی سال کے لئے مخصوص ہے یا قیامت تک۔ آپ ﷺ نے انگلیوں میں انگلیاں داخل کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا قیامت تک کے لئے عمرہ حج میں ضم ہو چکا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے اور قربانی کے جانور ساتھ لائے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بھی قربانی کے جانور تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے احرام اتار کر رنگین لباس پہن لیا اور آنکھوں میں کاجل لگایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا تو فرمایا والد صاحب نے مجھے اجازت دی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پوچھنے کے لئے چلا آیا کہ آپ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے خلاف ابھاروں اور غصہ دلاؤں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فاطمہ نے سچ کہا ہے میں نے اسے اجازت دی تھی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم نے کون سا احرام باندھا تھا تو آپ نے عرض کیا میں نے وہ احرام باندھا جو اللہ کے رسول اللہ نے باندھا اور میرے ساتھ قربانی کے جانور ہیں تو آپ نے فرمایا احرام مت کھولو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آنحضرت کی قربانی کے جانور ایک سو تھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ۶۳ قربانیاں ذبح کیں باقی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیں۔ پھر آپ نے ہر قربانی سے ایک ایک بوٹی جمع کروائی پکا کر دونوں نے گوشت کھایا اور شوربا پیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے یہاں قربانی کی ہے اور منیٰ کا سارا میدان قربان گاہ ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں قیام کیا اور فرمایا میں نے یہاں قیام کیا ہے اور عرفات کا سارا میدان قیام گاہ ہے پھر مزدلفہ میں رات گزاری اور فرمایا مزدلفہ کا سارا میدان رات پھر قیام کرنے کا مقام اور موقف ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کا آخری حصہ نہایت مختصر بیان کیا ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو مناسک میں مفصل بیان کیا ہے کہ جب ترویہ (آٹھ ذی الحج) کے روز لوگ حج کا احرام باندھ کر منیٰ میں آئے اور رسول اللہ ﷺ بھی سوار ہو کر میدان منیٰ میں تشریف لائے وہاں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور صبح (نو ذی الحج) کی نماز پڑھی۔ نمرہ مقام میں خیمہ نصب کرنے کا حکم فرمایا اور طلوع آفتاب کے بعد آپ منیٰ سے اٹھے۔ قریش کا خیال تھا کہ آپ ﷺ مشعر الحرام میں قیام فرمائیں گے مگر رسول اللہ ﷺ آگے چلے گئے اور میدان عرفات کے پاس پہنچ گئے، اس خیمہ میں قیام فرمایا زوال کے بعد قصواء اونٹنی پر سوار ہو کر میدان میں تشریف لائے اور خطاب فرمایا:

خطبہ:۔ ان دماءكم واموالكم حرام عليكم كحرمة يومكم هذا في شهركم هذا في بلدكم هذا، الا كل شيء من امر الجاهلية تحت قدمي موضوع ودماء الجاهلية موضوعة وان اول دم اضع من دمائنا دم ابن ربيعة بن الحارث كان مسترضعا في بني سعد فقتله هذيل، وربا الجاهلية موضوع واول ربا اضع من ربانا ربا العباس بن عبد المطلب فانه موضوع كله واتقوا الله في النساء فانكم اخذتموهن بامانة الله واستحللتم فروجهن بكلمة الله ولكم عليهن ان

لا یوطئن فرشکم احدا تکرھونہ فان فعلن ذلک فاضربوھن ضربا غیر مبرح ولھن علیکم رزقھن وکسوتھن بالمعروف وقد ترکت فیکم مالم تضلوا بعدہ ان اعتصمتم بہ کتاب اللہ وانتم تسئلون عنی فما انتم قائلون قالوا نشھد انک قد بلغت ونصحت وادیت فقال باصبعہ السبابۃ یرفعھا الی السماء وینکتھا الی الناس اللھم اشھد ثلاث مرات۔

"تمہارا خون اور مال ایک دوسرے پر حرام اور قابل احترام ہے جیسے کہ آج کا دن تمہارے لئے اس مہینہ میں اس شہر میں محترم ہے۔

سنو! جاہلیت دور کی تمام رسومات میرے پاؤں تلے روندی جا چکی ہیں۔ جاہلیت زمانے کے تمام قتل معاف اور کالعدم ہیں سب سے پہلے میں اپنے خاندان میں سے ربیعہ بن حارث کے بیٹے (کہ آدم یا ایاس) کا خون معاف اور ساقط کرتا ہوں جو بنی سعد میں پرورش پذیر تھا، اور اس کو ہذیل قبیلے نے قتل کر دیا تھا۔ جاہلیت کے وقت کے تمام سود ختم اور ناقابل گرفت ہیں سب سے پہلے سود کو میں اپنے خاندان میں سے چچا عباس کا ختم کرتا ہوں۔ سب وہ بالکل معاف ہے۔

عورتوں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ تم نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر قبول کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم اور فرمان سے تم ان کے جسم کو حلال سمجھتے ہو۔ شوہروں کا عورتوں پر حق ہے کہ وہ تمہارے بستر کو غیر مرد سے پامال نہ کریں اگر وہ ایسا کریں تو انہیں معمولی سزا دو اور بیویوں کا شوہروں پر حق ہے کہ ان کو نان و نفقہ کے مطابق معروف طریقہ سے کھلاؤ اور پہناؤ۔ میں تم میں اللہ کی کتاب چھوڑے جا رہا ہوں اگر اس کو پکڑے رہو گے تو گمراہ نہ ہو گے۔

میری نسبت تم سے سوال ہو گا تو تم کیا جواب دو گے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم کہیں گے کہ آپ نے خدا کا پیغام پہنچایا، خیر خواہی کی اور اپنا فرض پورا ادا کر دیا۔

پھر آپ ﷺ نے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر لوگوں کی طرف جھکا کر تین بار کہا۔ اے اللہ! گواہ رہنا۔"

موقف..... خطبے کے بعد اذان ہوئی پھر ظہر اور عصر قصر کر کے ایک ساتھ ادا کی صرف اقامتوں کے ساتھ اور ان کے درمیان کوئی نوافل نہیں پڑھے۔ پھر اونٹنی پر سوار ہو کر موقف میں تشریف لے آئے اور "کوہ صخرات" کے قریب پہنچے "جبل مشاة" آپ ﷺ کے سامنے تھا قبلہ رو ہو کر "دعا و تضرع" میں غروب آفتاب تک مشغول رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو سواری کے پیچھے بٹھا کر عرفات سے واپس لوٹے اور اونٹنی کی مہار اس قدر کھینچے ہوئے تھے کہ اس کا سر پالان سے لگ رہا تھا اور اپنے دست مبارک سے اشارہ کر کے فرماتے۔ لوگو! سکون سکون سے چلو جب کسی پہاڑی کی چڑھائی آتی تو مہار ذرا ڈھیلی کر دیتے تاکہ اس طرح سواری آرام سے پہاڑ چڑھ جائے۔

مزدلفہ..... پھر مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء ایک اذان اور دو اقامت سے ایک ساتھ ادا کی اس کے درمیان میں کوئی نماز نفل نہیں پڑھی پھر آپ ﷺ لیٹ گئے اور صبح تک آرام فرمایا جب صبح پوری طرح نمودار ہو گئی تو آپ ﷺ نے اذان اور اقامت کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی پھر سوار ہو کر مشعر حرام میں تشریف لائے اور قبلہ رخ ہو کر تکبیر و تہلیل اور تمجید میں مصروف رہے پھر طلوع آفتاب سے پہلے فضل بن عباس کو پیچھے بٹھا کر وہاں سے روانہ ہوئے۔

عملی تبلیغ..... فضل بن عباس جو گورے چٹے حسین وجمیل اور خوبصورت بالوں والے نوجوان تھے ایک عورت کو دیکھنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک فضل کے چہرے پر رکھ دیا اور فضل نے اپنا رخ دوسری طرف تبدیل کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے پھر اپنا ہاتھ فضل کے چہرے پر رکھ دیا۔

وادی محسر..... جب وادی محسر میں پہنچے تو سواری کو تیز کیا اور درمیانی رستے پر چلے جو "جمرہ کبریٰ" کی طرف جاتا ہے اور درخت کے

عقبیٰ جمرہ کے پاس تشریف لائے اور سات چھوٹی کنکریاں ماریں اور ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہتے رہے۔

قربانی... پھر آپ ﷺ قربان گاہ کی طرف تشریف لے آئے اور اپنے دست مبارک سے ۶۳ قربانی کے جانور ذبح فرمائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قربانی میں شریک فرمایا، تو انہوں نے باقی قربانیاں ذبح کیں۔ پھر ہر جانور سے ایک ایک بوٹی لینے کا حکم فرمایا، جب وہ پک کر تیار ہو گئیں تو آنحضرت ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گوشت کھایا اور شوربا پیا۔

طواف افاضہ... پھر آپ ﷺ سوار ہو کر بیت اللہ تشریف لے آئے، طواف افاضہ کیا اور نماز ظہر پڑھی، پھر آپ ﷺ بنی عبدالمطلب کے پاس آئے جو زمزم کے کنویں سے پانی نکال نکال کر لوگوں کو پلا رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا اے بنی عبدالمطلب! خوب کھینچو، اگر مجھے یہ اندیشہ ہوتا کہ لوگ تمہارے کام میں بے جا مداخلت کریں گے تو میں خود بھی تم لوگوں کے ساتھ پانی نکالتا، پھر ان لوگوں نے ڈول میں پانی نکال کر آپ ﷺ کو پیش کیا اور آپ ﷺ نے نوش فرمایا۔

صحیح مسلم شریف میں بروایت عمر بن حفص از حفص از جعفر مذکور ہے اور اس میں اونٹنی کا قصہ بھی منقول ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے یہاں قربانی ذبح کی ہے اور منیٰ کا پورا میدان قربان گاہ ہے، وہاں اپنی قیام گاہوں اور خیموں میں بھی قربانی ذبح کر لو۔ میں نے عرفہ میں یہاں قیام کیا ہے اور عرفات کا پورا میدان قیام گاہ ہے، جمع مزدلفہ میں، میں نے یہاں قیام کیا ہے اور جمع مزدلفہ کا سارا میدان قیام گاہ اور رات بسر کرنے کا مقام ہے۔ ابوداؤد اور نسائی میں بھی یہ حدیث عن ابراہیم کی معرفت یحییٰ بن سعید القطان از جعفر مروی ہے۔ نیز ابوداؤد و نسائی میں متعدد راوی از حاتم بن اسماعیل از جعفر بھی منقول ہے۔

مدینہ کے راستہ پر مساجد... وہ مسجدیں جو مدینہ منورہ کے راستوں پر ہیں اور وہ مقامات جن میں نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی وہ مقامات کون سے ہیں۔

مذکورہ بالا عنوان کے تحت امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۷۴ھ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طویل حدیث نقل کر کے فرمایا ہے کہ آج کل ان مقامات میں سے اکثر و بیشتر غیر معروف ہیں، کیونکہ ان مقامات میں سے اکثر کے نام تبدیل ہو چکے ہیں اور ان کے باشندے گزشتہ ناموں سے بالکل بے خبر ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان مقامات کے نام اس مقصد سے یہاں بیان کئے ہیں کہ شاید کوئی تلاش و جستجو سے ان ناموں تک رسائی حاصل کر سکے، یا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۲۵۶ھ کے زمانہ میں یہ نام معروف ہوں گے، واللہ اعلم۔

آپ مکہ میں... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نافع کی معرفت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام رات بھر ذی طویٰ میں رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ پھر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، اور ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے، اور مسلم شریف میں "یہاں تک کہ صبح ہو گئی" کے علاوہ "یہاں تک کہ صبح کی نماز پڑھی" بھی مذکور ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ مکہ جاتے تو ذی طویٰ میں رات گزارتے تھے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی اور غسل کرتے پھر دن چڑھے مکہ داخل ہوتے اور بیان کرتے تھے کہ نبی علیہ السلام بھی اسی طرح کرتے تھے۔ متفق علیہ روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب حرم کے قریب پہنچ جاتے تو تلبیہ موقوف کر دیتے اور رات ذی طویٰ میں رہتے۔

خلاصہ کلام... یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذی طویٰ جو مسجد حرام کے بالکل متصل ہے پہنچ کر تلبیہ کہنے سے رک جاتے، یہ منزل تنعیم تک کی منزل ہے، وہیں رات قیام کیا اور فجر کی نماز ادا کی اور طویل پہاڑ کی دو گھاٹیوں کے درمیان سے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لئے غسل کیا، پھر دن چڑھے سوار ہو کر بطحا کے راستے ثنیہ علیا سے مکہ کے اندر داخل ہوئے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بواسطہ نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں ثنیہ علیا سے داخل ہوئے اور ثنیہ سفلیٰ سے مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے۔
نیز صحیحین میں (ہشام بن عروہ از باپ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہ مذکور ہے۔

جب کعبہ نظر آیا: مسند شافعی میں بواسطہ سعید بن سالم، ابن جریج کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نظر مبارک بیت اللہ پر پڑی تو دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور یہ "دعا" پڑھی ویقول۔ امام بیہقی یہ سند منقطع ہے بحوالہ سفیان ثوری از ابو سعید شامی از مکحول بھی مرسل روایت اس کی شاہد ہے۔

اللهم انت السلام ومنك السلام فحينا ربنا بالسلام اللهم زد هذا البيت تشريفا وتعظيما وتكريما ومهابة وبرا وزد من حجه او اعتمره تكريما وتشريفا وتعظيما وبرا۔

"یا اللہ! تیرا نام سلام ہے، اور تیری طرف سے سلامتی ہے، اے ہمارے پروردگار سلامتی کی زندگی بخش، اے اللہ! اس بیت اللہ کی عزت، عظمت، حرمت، ہیبت اور بزرگی میں اور زیادہ اضافہ فرما دے، اور جو بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کی بھی بزرگی، شرافت، عظمت اور بھلائی میں مزید اضافہ کر دے۔"

رفع یدین کا ذکر: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (سعید بن سالم، ابن جریج، مقسم) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے نماز میں رفع یدین کیا، بیت اللہ کو دیکھ کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے، صفا، مروہ، عرفات، مزدلفہ اور دو جمروں کے پاس بھی اور میت پر (دعا کے لئے) ہاتھ اٹھائے۔ امام بیہقی (محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ، حکم، مقسم و نافع، از ترتیب) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا روایت بدون ذکر میت مرفوع اور موقوف دونوں طرح روایت کرتے ہیں۔ اس سند میں ابن ابی لیلیٰ کمزور راوی ہے۔

بیت اللہ میں داخلہ: امام بیہقی ابن جریج کی معرفت عطاء بن ابی رباح سے روایت کرتے ہیں کہ محرم جس دروازے سے چاہے داخل ہو سکتا ہے۔ نبی علیہ السلام باب بنی شیبہ سے مسجد حرام میں داخل ہوئے اور صفا کی طرف باب بنی مخزوم سے باہر تشریف لائے۔ یہ مرسل روایت جید ہے۔ امام بیہقی نے باب بنی شیبہ سے کعبہ میں داخل ہونے کے استحباب پر درج ذیل حدیث سے استدلال کیا ہے۔
ابوداؤد طیالسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بنی جرہم کے بعد بیت اللہ کی عمارت ٹوٹ گئی تو قریش نے اس کی تعمیر کی جب حجر اسود نصب کرنے کا وقت آیا تو جھگڑا پیدا ہو گیا، بالآخر اس بات پر اتفاق رائے ہوا کہ جو شخص باب بنی شیبہ سے پہلے اندر آئے وہی حجر اسود نصب کرے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ اسی دروازے سے سب سے پہلے داخل ہوئے، پھر آپ ﷺ نے ایک چادر بچھانے کا حکم فرمایا اور اس کے بیچ میں حجر اسود رکھا، پھر تمام قبائل کے سرداروں کو چادر اوپر اٹھانے کا ارشاد فرمایا، سب نے چادر اوپر اٹھا لی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود کو اٹھا کر دیوار میں نصب فرما دیا۔
ہم نے یہ واقعہ (تعمیر کعبہ قبل از بعثت) کے باب میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس روایت سے باب بنی شیبہ سے بیت اللہ میں داخل ہونے کے استحباب پر استدلال محل نظر ہے۔ واللہ اعلم۔

نبی علیہ السلام کی حج کی ترتیب: ..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بذریعہ عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں تشریف لائے تو پہلے وضو کیا، پھر طواف کیا اور صرف عمرہ کر کے احرام نہیں کھولا بلکہ احرام ہی کی حالت میں رہے، ثم لم تكن عمرة پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح حج کیا۔
عروہ کہتے ہیں پھر میں نے اپنے والد زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا، انہوں نے پہلے طواف کیا، انصار رضی اللہ عنہم اور مہاجرین رضی اللہ عنہم

بھی میں نے ایسا کرتے دیکھا۔ اور مجھے میری والدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ میں نے، میری بہن عائشہ اور زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ نے عمرے کا احرام باندھا جب حجر اسود کا استلام کیا تو (عمرے کے بعد) احرام کھول دیا۔

طواف کا طریقہ...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق، بیت اللہ میں داخل ہوئے تو پہلے حجر اسود کو بوسہ دیا، پھر ابتدائی تین چکروں میں رمل کیا یعنی قریب قریب قدم رکھ کر کندھے ہلا کر مردانہ انداز میں چلے اور باقی آخری چار چکروں میں آہستہ آہستہ چلے۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عابس بن ربیعہ کی معرفت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے حجر اسود کا بوسہ لے کر کہا، مجھے بخوبی معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے، نفع اور نقصان میں تیرا کوئی دخل نہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تیرا بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تیرا بوسہ نہ لیتا۔ مسلم شریف میں بھی اسی طرح مذکور ہے کہ یہ سارا خطاب ایک وقت تھا۔

تفصیل...... مسند احمد میں ابراہیم بن عابس کے حوالے سے مذکور ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے خطاب کیا اور اس کے بعد بوسہ دیا۔ واللہ اعلم، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (وکیع و یحییٰ، ہشام بن عروہ، عروہ، ابن زبیر) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حجر اسود سے خطاب کر کے کہا، خدا کی قسم! میں خوب جانتا ہوں انک حجر لا تضر ولا تنفع ولولا انی رایت رسول اللہ ﷺ یقبلک ما قبلتک اور بوسہ لیا مگر راوی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع ہے۔

خطاب کے بعد بوسہ لیا..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن جعفر بن ابی کثیر از زید بن اسلم) اپنے باپ کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حجر اسود کو مخاطب کر کے کہا: مجھے بخوبی علم ہے کہ تو ایک (بے جان) پتھر ہے، نفع و نقصان تیرے اختیار کی بات نہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو تیرا بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تیرا بوسہ نہ لیتا اور بوسہ ۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارا اب رمل سے کیا واسطہ ہے، اس وقت تو ہم نے مشرکین کے سامنے اظہار قوت کی وجہ سے کیا تھا اب وہ نیست و نابود ہو چکے ہیں۔ پھر انہوں نے خود ہی کہا یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے ہم اسے نظر انداز کرنا پسند نہیں کرتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خطاب کے بعد بوسہ لیا۔
امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حجر اسود کا بوسہ لیتے دیکھا اور کہا (فلولا انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبلک ما قبلتک) صحیح مسلم شریف میں (عمرو بن دینار از زہری از سالم) از عبداللہ منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کا بوسہ لیا، پھر نفع و نقصان والا مقولہ کہا (وھذا صریح فی ان التقبیل مقدم علی القول واللہ اعلم) اس میں صراحتاً منقول ہے کہ خطاب سے قبل حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کا بوسہ لیا۔ مذکورہ بالا روایت مسند احمد اور صحیح مسلم شریف میں نافع از ابن عمر نیز مسلم میں عاصم احول از عبداللہ بن سرجس اور ابراہیم بن عبدالاعلیٰ از سوید بن غفلہ مذکور ہے کہ ان سب نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بوسہ لیتے دیکھا اور یہ فقرہ کہتے ہوئے سنا۔

سیرت رسول ﷺ بہترین نمونہ ہے...... مسند احمد میں سعید بن جبیر از ابن عباس رضی اللہ عنہ منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود پر سر جھکا کر (بوسہ لیا) اور مذکورہ بالا جملہ کہہ کر کہا "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" رسول اللہ ﷺ کی سیرت تمہارے لئے بہترین نمونہ اور اسوہ حسنہ ہے۔ یہ سند مضبوط ہے)۔

سر جھکا کر حجر اسود کو سجدہ کیا...... مسند ابو داؤد طیالسی میں جعفر بن عبداللہ قرشی مکی سے مذکور ہے کہ میں نے محمد بن عباد بن جعفر کو حجر اسود کا بوسہ لیتے دیکھا اور اس پر سر جھکا کر سجدہ کیا اور کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بوسہ لیتے اور سجدہ کرتے دیکھا ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بوسہ لیتے دیکھا ہے تو میں نے بھی بوسہ لیا۔
یہ سند حسن ہے حافظ امام نسائی کے سوا کسی نے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہ از عمر رضی اللہ عنہ بیان نہیں کیا اور مسند احمد میں یعلیٰ بن امیہ از عمر رضی

اللہ عنہ کو دیکھا اور مسند ابو یعلیٰ موصلی میں ہشام بن حبیش از عمر منقول ہے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسند امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ میں ہم نے اس حدیث کے تمام طرق جمع کئے ہیں اور اس پر مفصل بحث کی ہے واللہ اعلم۔

خلاصہ کلام ...... یہ ہے کہ یہ حدیث عمر رضی اللہ عنہ مروی ہے جو اکثر محدثین کے نزدیک قطعی اور یقینی علم کی موجب ہے لیکن ان سب روایات میں یہ وضاحت نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود پر سجدہ کیا سوائے ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ طیالسی کی روایت از جعفر بن عثمان کے اور یہ مرفوع نہیں۔

لیکن امام بیہقی نے (ابو عاصم نبیل) جعفر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے محمد بن عباد بن جعفر کو حجر اسود کا بوسہ لیتے دیکھا اور اس پر سجدہ کرکے تعجب کیا اور انہوں نے کہا میں نے تیرے ماموں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیتے اور اس پر سجدہ کرتے دیکھا ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا بوسہ دیتے اور اس پر سجدہ کرتے دیکھا ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے، چنانچہ میں نے بھی ایسا ہی کیا۔

امام بیہقی (ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان، طبرانی، ابو الزنباع، یحییٰ بن سلیمان الجعفی، یحییٰ بن یمان، سفیان، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجر اسود پر سجدہ کرتے دیکھا۔

بقول امام طبرانی سفیان ثوری سے یہ روایت یحییٰ بن یمان رحمہ اللہ کے علاوہ کسی اور نے بیان نہیں کی۔

ایک عجیب دلیل امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ زبیر بن عربی سے روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حجر اسود کے بوسہ اور استلام کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو استلام کرتے اور بوسہ لیتے دیکھا ہے۔

اس نے کہا بتلایئے ان زحمت فرایت ان غلبت (اگر بہت زیادہ رش ہو جائے اور میں مغلوب ہو جاؤں) تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ارایت وغیرہ کا سوال یمن میں چھوڑ آؤ۔ میں تو بس یہ جانتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو استلام کرتے اور بوسہ لیتے دیکھا ہے۔

بخاری میں نافع از ابن عمر رضی اللہ عنہ مذکور ہے کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجر اسود کا بوسہ لیتے دیکھا ہے میں نے ہجوم اور بھیڑ میں بھی کبھی اس کا بوسہ نہیں چھوڑا بلکہ ہمیشہ لیا ہے۔

نافع سے عبیداللہ نے پوچھا کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان آہستہ چلتے تھے تو نافع نے کہا آہستہ چلنے کی وجہ یہ تھی کہ انہیں حجر اسود کا بوسہ لینے میں آسانی اور سہولت ہو۔

رکن یمانی اور حجر اسود ...... ابو داؤد اور نسائی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی علیہ السلام طواف کے ہر چکر میں رکن یمانی کو چھوتے اور حجر اسود کا بوسہ لیتے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو رکن یمانی اور حجر اسود کا استلام اور چھوتے دیکھا ہے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام دونوں شامی ارکان کا استلام اس وجہ سے نہیں کرتے تھے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اصل بنیادوں پر قائم نہیں تھے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا عمل ...... امام بخاری نے ابو الشعثاء کا قول بیان کیا ہے (ومن یتقی شیئا من البیت) کعبہ کے کسی رکن سے کون پرہیز کرتا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ چاروں ارکان کو بوسہ دیا کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دونوں شامی ارکان کا استلام نہ کیا جائے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "کعبہ کی کوئی چیز متروک نہیں۔" عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تمام ارکان کو بوسہ دیا کرتے تھے (رواہ بخاری) کیونکہ کعبہ اصل بنیادوں پر تعمیر ہو چکا تھا۔ مسلم شریف میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں

نے رسول اللہ ﷺ کو رکن یمانی اور حجر اسود کے علاوہ کسی اور "جز" کا استلام کرتے نہیں دیکھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی گزشتہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس مشاہدہ کے بالکل مطابق ہے کہ رسول اللہ ﷺ دونوں شامی ارکان کا اس وجہ سے نہیں چھوتے تھے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اصل بنیادوں سے ذرا ہٹے ہوئے تھے۔ کیونکہ قریش نے مالی دشواری کی وجہ سے حطیم کا یہ حصہ کعبۃ اللہ کی عمارت سے خارج کر دیا تھا۔

جدید تعمیر کی خواہش...... رسول اللہ ﷺ کی خواہش یہی تھی کہ اگر آپ ﷺ کو کعبۃ اللہ کی تعمیر کا موقع ملتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اصل بنیادوں پر عمارت تعمیر کرتے لیکن نبی علیہ السلام کو قوم کی اسلام سے تازہ وابستگی اور کفر سے علیحدگی سے اندیشہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے دل اس سے نفرت کریں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو جب امارت وخلافت ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے کعبہ کو مسمار کر کے رسول اللہ ﷺ کی خواہش کے عین مطابق تعمیر کروایا۔ جس طرح آپ کی خالہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو بتایا۔ اگر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کعبۃ اللہ کی عمارت کی تجدید کے بعد تمام ارکان کا بھی استلام کرتے تھے تو یہ ایک اچھا عمل ہے۔ واللہ اعلم۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہی صحیح ہے۔ ابو داؤد شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی علیہ السلام ہر چکر میں رکن یمانی اور حجر اسود کا استلام کیا کرتے تھے۔

نبی علیہ السلام کی دعا...... امام نسائی نے عبداللہ بن سائب سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار (ابو داؤد)

امام ترمذی، طبرانی اور اسحاق بن راہویہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد حرام میں تشریف لائے تو حجر اسود کا استلام کر کے اپنے دائیں پہلو پر روانہ ہوئے۔ تین چکروں میں رمل کیا اور باقی چار چکروں میں حسب معمول چلتے رہے پھر طواف ختم کر کے مقام ابراہیم کے پاس "واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی" پڑھا اور مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی پھر حجر اسود کا استلام کر کے صفا کی پہاڑی کی طرف چلے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

رمل کا بیان...... امام بخاری بواسطہ سالم عن ابیہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں تشریف لائے اور حجر اسود کا استلام کیا تو طواف کے سات چکروں میں سے پہلے تین چکروں میں تیز دوڑے۔ (مسلم، نسائی)

بخاری شریف میں بواسطہ نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حج یا طواف کا ارادہ کرتے تو طواف قدوم کے تین چکروں میں تیز چلتے اور باقی چار میں آہستہ پھر دو رکعت نماز کے بعد صفا مروہ کی سعی کیا کرتے۔ (مسلم)

بخاری شریف میں (عبید اللہ از نافع از ابن عمر رضی اللہ عنہ) مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب پہلا طواف کرتے تو تین چکروں میں تیز دوڑتے اور چار میں آرام سے چلتے اور صفا مروہ کے ہموار میدان میں بھی دوڑتے۔

مسلم میں ہے: رمل رسول اللہ علیہ السلام من الحجر الی الحجر ثلاثا ومشی اربعا۔

نیز مسلم شریف میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ (ان رسول اللہ رمل ثلاثة اطواف من الحجر الی الحجر).

مسند احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ اور بیہقی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اب کندھے ننگے کر کے رمل اور تیز دوڑنے کی کیا ضرورت ہے؟ اسلام کی وجہ سے تو ہم باوقار ہو گئے ہیں اور کفر بے وطن ہو چکا ہے لیکن ان سب کے باوجود ہم وہ عمل کریں گے جو ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

کیا رمل مسنون نہیں...... یہ سب روایات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے اتباع کے اس خیال کی تردید کرتی ہیں کہ رمل مسنون

تھی۔ دراصل حقیقت میں بات یہ ہے کہ رمل وقتی تھا کہ اس وقت مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو یہ طعنہ دیا تھا کہ یثرب کے بخار نے ان کو کمزور اور نحیف کر دیا ہے جس کا جواب دینے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تین چکروں میں رمل کرنے کا حکم فرمایا اور باقی چار میں عام رفتار سے ان پر شفقت کی وجہ سے رمل سے منع فرمایا۔ لہٰذا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع میں رمل کے واقع ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ صحیح سند سے رمل ثابت ہے بلکہ رمل کی تکمیل بھی منقول ہے حجر اسود سے حجر اسود تک رمل کیا۔ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان بھی کمزوری کا طعنہ دفع ہونے کے باوجود آہستہ نہیں چلے۔ طرفہ یہ ہے کہ خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ جعرانہ میں اضطباع کے ساتھ رمل فرمایا۔ یہ یاد رہے کہ عمرہ جعرانہ فتح مکہ کے بعد ہوا جب کہ کسی قسم کا خوف و خطر باقی نہ تھا۔ سنن ابو داؤد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ نے جعرانہ سے عمرہ کیا اور طواف میں اضطباع کی حالت میں رمل کیا تھا۔

اضطباع کیا ہے؟ ..... اضطباع یہ ہے کہ احرام کی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے کے اوپر آگے اور پیچھے سے ڈال لیجئے۔ حجۃ الوداع میں اضطباع کے متعلق یعلیٰ بن امیہ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اضطباع کی حالت میں بیت اللہ شریف کا طواف کرتے دیکھا ہے۔ ابو داؤد اور مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سبز رنگ کی چادر سے اضطباع کیا ہوا تھا۔ نیز حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی ہے کہ آپ علیہ السلام نے حجۃ الوداع میں رمل کیا۔

طواف میں سوار تھے یا پیادہ؟ ..... طواف قدوم کے بارے میں یہ سوال ہے کہ کیا آپ علیہ السلام نے سوار ہو کر کیا یا پیدل چل کر؟ اس بارے میں دو قسم کی متضاد روایات مروی ہیں۔ ہم انشاء اللہ العزیز ان کو ایسے انداز میں بیان کریں گے کہ ان کا باہمی تعارض دور ہو جائے اور تطبیق کی صورت بھی سامنے آ جائے۔ وباللہ التوفیق۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عبیداللہ بن عبداللہ کے حوالہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی علیہ السلام حجۃ الوداع میں اونٹ پر سوار ہو کر کیا اور چھڑی سے حجر اسود کا استلام کیا۔ (ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ)

امام ترمذی نے عکرمہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حسن صحیح حدیث نقل کی ہے۔ طاف رسول اللہ ﷺ علی راحلته فاذا انتهى الى الركن اشار اليه

اللہ اکبر کہا ..... بخاری شریف میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سوار ہو کر طواف کیا حجر اسود کے سامنے آتے تو اس کی طرف اشارہ کرتے اور اللہ اکبر کہتے۔

امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا تاکہ ایسا نہ ہو کہ لوگوں کو پرے ہٹایا جائے اور حجر اسود کا استلام کیا۔

اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا ..... ان روایات سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا۔ حجۃ الوداع میں آپ علیہ السلام نے تین طواف کئے (۱) طواف قدوم (۲) طواف افاضہ (۳) اور طواف وداع۔ ممکن ہے کہ طواف قدوم رسول اللہ ﷺ نے پیدل ہی کیا ہو امام شافعی رضی اللہ عنہ نے بھی یہی بیان فرمایا ہے۔ واللہ اعلم۔

بیہقی سنن کبیر میں امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ ہم دن چڑھے بیت اللہ میں داخل ہوئے رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے دروازے پر سواری بٹھائی۔ اور مسجد میں داخل ہو کر حجر اسود کا استلام کیا اور فرط محبت سے آپ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ پھر آپ علیہ السلام نے طواف کے تین چکروں میں رمل کیا اور چار میں آہستہ چلے طواف سے فارغ ہو کر حجر اسود کو بوسہ دیا اور اس پر ہاتھ رکھا اور ہاتھوں کو اپنے چہرے مبارک پر پھیر لیا (ھذا اسناد جید)

نیز یہ حدیث ابوداؤد (مسدد از خالد بن عبداللہ از یزید بن ابی زیاد از عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں تشریف لائے تو آپ علیہ السلام بیمار تھے سوار ہو کر طواف کیا جب حجر اسود کے پاس سے گزرتے تو چھڑی سے استلام کرتے طواف سے فارغ ہوئے تو بیٹھ کر دو رکعت نماز پڑھی۔ اس روایت میں یزید منفرد ہے وہ ضعیف ہے۔ نیز اس میں بیماری کا تذکرہ کسی اور نے نہیں کیا اس میں طواف قدوم کا بیان ہے اور مسلم شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی صحیح روایت میں بیماری کی بات مذکور نہیں۔

دوبارہ بوسہ لیا...... طواف کے بعد دو رکعت نماز سے فراغت کے بعد پھر حجر اسود کا بوسہ لینا بھی صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ دو رکعت نماز ادا کر کے پھر حجر اسود کا استلام کیا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ کا بوسہ لینا...... صحیح مسلم شریف میں نافع سے مذکور ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو حجر اسود کا ہاتھ سے استلام کرتے ہوئے دیکھا تھا اور پھر آپ نے ہاتھ چوما اور فرمایا جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کا بوسہ لیتے دیکھا ہے اس وقت سے ترک نہیں کیا۔ ممکن ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو کسی طواف میں دیکھا ہو یا آخری استلام میں آپ کو دیکھا ہو یا ابن عمر رضی اللہ عنہ ضعف اور کمزوری کی بنا پر حجر اسود تک نہ پہنچ سکے ہوں۔ یا بھیڑ کی وجہ سے بوسہ سے رکے ہوں کہ کسی شخص کو تکلیف نہ پہنچے۔

حجر اسود کے بارے میں مزاحمت...... امام شافعی (سفیان بن عیینہ از ابو یعفور عبدی) ثقیف کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں، جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو میں نے خزاعی شیخ سے سنا جو مکہ پر امیر مقرر تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہا اے ابو حفص! تو طاقتور آدمی ہے، حجر اسود پر مزاحمت نہ کر، کیونکہ اس سے کمزور آدمی کو تکلیف ہوتی ہے، اگر خالی ہو تو اسے بوسہ دے ورنہ اس کے مقابل ہو کر (ہاتھ سے) ثنا کر کے اللہ اکبر کہہ اور گزر جا۔

سفیان کہتے ہیں کہ یہ خزاعی شیخ عبدالرحمن بن حارث ہیں کہ حجاج نے ان کو اس وقت مکہ کا امیر مقرر کر دیا تھا۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ شیخ جلیل القدر لوگوں میں سے معلوم ہوتے ہیں۔ امام تھے پڑھے لکھے قرآن کے عالم تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن پاک کی کتابت کے لیے مقرر کیا تھا اور قرآن پاک کے جو نسخے پوری دنیا میں روانہ کیے تھے ان پر ان کا اعتماد ہے۔

سعی صفا و مروہ...... مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ طواف کے بعد دو رکعت نماز سے فراغت کے بعد حجر اسود کا بوسہ لیا پھر صفا کی جانب آئے، جب صفا کے قریب ہوئے تو ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ پڑھ کر فرمایا جس کا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے بیان فرمایا ہے میں بھی اسی سے شروع کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ صفا پر چڑھے یہاں تک کہ بیت اللہ نظر آیا قبلہ رخ ہو کر پڑھا:

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر لا الہ الا اللہ انجز

وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ

اور اس کے درمیان تین دفعہ دعا کی۔ پھر آپ نیچے اترے یہاں تک کہ جب آپ کے قدم وادی کے درمیان میں آئے تو آپ نے دوڑ لگائی یہاں تک کہ جب اوپر چڑھ گئے تو آہستہ چلے اور مروہ پر بھی ویسے ہی کیا جیسا صفا پر کیا تھا۔

[illegible]

شیبہ بن عثمان کی ام ولد سے منقول ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام کو صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے دیکھا اور آپ ﷺ فرما رہے تھے یہ میدان دوڑ کر طے کیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

سعی سے کیا مراد ہے؟ سعی سے مراد یہاں تیز دوڑنا اور بھاگنا نہیں بلکہ صفا اور مروہ کے درمیان مطلق آنا جانا مراد ہے۔ تیز دوڑنا ضروری نہیں۔ بلکہ اگر آرام اور راحت اور سکون سے بھی چلے اور سعی کرے تو بھی کافی ہے۔ یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے۔ **لانعرف بينهم اختلافا في ذلك**۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل علم سے نقل کیا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کثیر بن جمہان سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو صفا مروہ کے درمیان آہستہ چلتے دیکھ کر عرض کیا آپ صفا مروہ کے درمیان سکون سے چل رہے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا اگر میں تیز چلوں تو بھی درست ہے کیونکہ میں نے یہاں رسول اللہ ﷺ کو تیز چلتے دیکھا ہے اور اگر آرام سے چلوں تو بھی درست ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سکون و اطمینان سے بھی چلتے دیکھا ہے۔ اس کے علاوہ میں ایک کمزور و ناتواں بوڑھا شخص ہوں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔ ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی اس کو بیان کیا ہے۔

دو حالتوں میں دیکھنے کا مطلب .... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کو دو حالتوں میں دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو سعی کے وقت بالکل سکون سے چلتے دیکھا اور دوسری بار صفا مروہ کے درمیان بطن مسیل میں سعی اور تیز رفتاری کی حالت میں دیکھا اور بقیہ میں عام حالت یعنی سکون سے چلتے دیکھا۔ اس دوسری حالت کی تائید حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ روایت سے ہوتی ہے کہ صفا مروہ کے درمیان رسول اللہ ﷺ جب بطن مسیل میں پہنچتے تو سعی کرتے اور جب مروہ کی چڑھائی آتی تو آہستہ رفتار سے چلتے۔ سب اہل علم نے صفا مروہ کے درمیان سعی کرنے والے پر مستحب قرار دیا ہے کہ وہ ہر چکر میں سعی کرے یعنی دو سبز ستونوں کے درمیان۔

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا وہم .... امام موصوف "کتاب حجۃ الوداع" میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صفا کی طرف آئے اور (ان الصفا والمروة من شعائر الله) پڑھ کر فرمایا جس کا اللہ تعالیٰ نے پہلے ذکر کیا ہے ہم بھی اسی سے شروع کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے صفا مروہ کے درمیان اونٹ پر سوار ہو کر سات چکر لگائے تین دوڑ کر اور چار چل کر۔ ان کے اس قول سے کسی کا اتفاق نہیں اور نہ ہی کسی نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفا مروہ کے تین چکر دوڑ کر لگائے اور باقی عام رفتار سے لگائے۔
ابن حزم نے یہ بات اس کی دلیل بیان نہیں کی بلکہ جب استدلال کا موقع آیا تو یہ کہہ کر چل دیا کہ سعی صفا اور مروہ کے درمیان چکروں میں رمل کی تحدید قرآن و حدیث میں نہیں بلکہ یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔ (ھذا لفظہ)

ان کا مطلب کیا ہے؟ اگر ان کا مطلب پہلے تین چکروں میں رمل پر اتفاق ماننا ہے تو یہ بالکل درست نہیں ہے بلکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔ اگر ان کا یہ مقصد ہے کہ صرف تین چکروں میں رمل متفق علیہ ہے تو یہ بھی ان کے ماننے کے بغیر صحیح نہیں کیونکہ جس طرح پہلے تین چکروں میں رمل کے استحباب پر اتفاق مانتے ہیں اسی طرح باقی چار میں بھی رمل کے استحباب پر اتفاق ہے۔ ہاں امام ابن حزم کا صرف پہلے تین چکروں میں رمل کے استحباب کا مسلک اہل علم کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم۔

طواف سواری پر .... باقی رہا یہ سوال کہ امام ابن حزم کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفا مروہ کے درمیان سوار ہو کر چکر لگائے۔ تو سنئے! حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ خود میدان میں سعی کیا فرماتے تھے اور ترمذی شریف میں ان سے مروی ہے اگر میں سعی کروں اور تیز رفتار چلوں تو بھی ٹھیک ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سعی کرتے اور تیز رفتاری سے چلتے دیکھا ہے اگر آرام سے پیدل چلوں تو بھی ٹھیک ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آرام سے چلتے دیکھا ہے۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب آپ ﷺ وادی کے ہموار مقام میں آئے تو رمل اور سعی کرتے۔ جب چڑھائی آتی تو آرام سے چلتے۔ اور مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سواری پر تھے اور بیت اللہ نظر آ رہا تھا اور جابر رضی اللہ عنہ کا بیان

ہے کہ آپ ﷺ کی بیماری کی وجہ سے آپ ﷺ کو مجبوری تھی۔

اس کے علاوہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے دروازے سے پہلے اونٹ کی سواری شروع کی، اور طواف کیا اور پھر آگے یہ ذکر نہیں کہ آپ صفا کی طرف جاتے ہوئے اونٹ پر سوار ہوئے۔ ان دلائل کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ نے صفا اور مروہ کے درمیان پیدل سعی فرمائی۔

ایک اشکال ..... لیکن صحیح مسلم شریف میں محمد بن بکر از ابن جریج بحوالہ ابو زبیر منقول ہے کہ جابر بن عبداللہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں کعبہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی آپ علیہ السلام نے سواری پر سعی کی کہ لوگ آپ علیہ السلام کا دیدار کر سکیں۔ اور مسائل پوچھ سکیں (اور یہ خیال بھی رہے کہ) رسول اللہ ﷺ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صفا مروہ کے درمیان صرف ایک بار ہی سات چکر لگائے۔

مسلم شریف میں یہ روایت محمد بن بکر کے علاوہ علی بن مسہر، علی بن خشرم بحوالہ عیسیٰ ابن یونس بحوالہ ابن جریج اور یحییٰ بن سعید قطان بھی ابن جریج سے روایت کرتے ہیں لیکن ان میں صفا مروہ کا ذکر نہیں۔ امام ابو داؤد بھی (احمد بن حنبل، یحییٰ بن سعید قطان از ابن جریج) ابو زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں سواری پر کعبہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان بھی اسی پر سعی کی۔ اور سنن نسائی میں بھی یہ روایت یحییٰ اور سعید از ابن جریج مروی ہے اور ابن جریج کی یہ روایت محفوظ ہے۔

ان روایات کی تطبیق نہایت دشوار ہے کیونکہ حضرت جابر سے باقی راوی بھی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صفا مروہ کے درمیان پیدل چلے۔ ممکن ہے کہ ابو الزبیر از جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں "صفا میں سوار ہو کر سعی کرتے" کے الفاظ کسی راوی کی طرف سے کہے گئے ہوں اور انہوں نے بالذات خود ان الفاظ کا اضافہ کیا ہو۔ یا یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے صفا مروہ کے درمیان سعی پیدل شروع کی اور بھیڑ کی وجہ سے سوار ہو گئے ہوں جیسے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

امام ابن حزم کو یہ تسلیم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف قدوم پیدل کیا اور "طواف میں سوار ہوئے" کا تعلق ما بعد پر محمول کرتے ہیں۔ وہ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ ﷺ صفا مروہ میں سعی کے دوران سوار تھے، کیونکہ آپ علیہ السلام نے صفا مروہ کے درمیان سعی ایک بار ہی فرمائی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول ..... قولہ "حتی اذا انصبت قدماہ فی الوادی رمل" "جب آپ درمیان میں قدم چلے تو رمل شروع کیا اور اونچا ہونے کی صورت درست رہتی ہے کیونکہ اونٹ جب ہموار جگہ سے آگے لگا تو آپ کے قدم بھی ہموار ہو گئے" کہیں گے ایسے ہی رمل کا مطلب درست ہے کہ اونٹ نے اپنے سوار سمیت رمل کیا۔ اور رمل "تذاہبا" بر ایک کھٹکا ہے مطلب قرین قیاس نہیں۔ واللہ اعلم۔

مفصل بیان ..... امام ابو داؤد ابو عاصم غنوی نے حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ عامر بن واثلہ بکری رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے معلوم کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کے طواف میں رمل کیا اور یہ سنت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ بات کچھ صحیح ہے اور کچھ غلط ہے۔ میں نے عرض کیا ذرا تفصیل سے بیان کریں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا صحیح یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمل کیا اور یہ سنت نہیں۔ کیونکہ قریش نے صلح حدیبیہ کے دوران کہا تھا کہ محمد اور ان کے ساتھیوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دو وہ لاغری و کمزوری سے خود بخود ہی ہلاک ہو جائیں گے۔

چنانچہ جب حدیبیہ میں آئندہ سال عمرہ کرنے پر صلح ہو گئی اور تین روز مکہ میں قیام کی بات طے ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ معاہدہ کے مطابق مکہ مکرمہ میں عمرہ کے لئے تشریف لائے تو مشرکین مکہ جبل قعیقعان پر بیٹھے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کعبہ کے پہلے تین چکروں میں رمل کرو یعنی خوب تن کر چلو جب قریب قدم ہو تو پہلوانوں کی طرح اکڑ کر چلو تاکہ کفار کو ہماری قوت و طاقت کا اندازہ ہو جائے اور یہ سنت نہیں (عمل یہ وقتی اور مکانی حکم تھا)۔

میں نے ابن عباس سے پوچھا لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صفا و مروہ کے درمیان سوار ہو کر سعی کی اور یہ سنت ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہ

نے فرمایا اس میں بھی سچ اور غلطی دونوں بات موجود ہے میں نے کہا وہ کیسے؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا سچ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سوار ہو کر صفا مروہ کی سعی کی اور یہ سنت نہیں کہا سچ کیسے کہا؟ کیونکہ عام لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی ملاقات سے روکا نہیں جاتا تھا اور نہ ہی آپ علیہ السلام کی نظر سے اوجھل رہتے تھے اور وقت بندگی بھاری تھی۔ لہذا رسول اللہ ﷺ نے سوار ہو کر سعی فرمائی کہ سب لوگ آپ علیہ السلام کا کلام سن سکیں اور دیدار سے محروم نہ ہوں اور نبی علیہ السلام کو بھی کوئی پریشانی نہ ہو۔

مسلم شریف میں جریری عن ابی الطفیل سے مذکور ہے میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا صفا مروہ کے درمیان سوار ہو کر سعی کرنا سنت ہے؟ لوگ اسے سنت سمجھتے ہیں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا صدقوا و کذبوا سچ بھی ہے اور غلط بھی۔ پوچھا وہ کیسے؟ فرمایا رسول اللہ ﷺ جب مکہ تشریف لائے تو ہر طرف سے لوگ جمع ہو گئے حتیٰ کہ پردہ دار عورتیں بھی گھروں سے نکل آئیں یہاں تک کہ ہجوم ہو گیا کہ آپ علیہ السلام جو پیدل چلنا دیکھ سکیں تو آپ ﷺ سوار ہو گئے (اور فائدہ یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی ملاقات سے کسی کو منع نہیں کیا جاتا تھا اور نہ آپ کی وجہ سے لوگوں کو راستہ سے ہٹایا جاتا تھا۔) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا صفا مروہ کے درمیان پیدل چلنا اور سعی کرنا افضل ہے۔ واللہ اعلم۔

یہ تمام مسلم کے الفاظ ہیں جن کا مطلب ہے کہ رسول اللہ ﷺ شروع ہی میں سوار نہیں تھے بلکہ بھیڑ کے وقت سوار ہوئے۔ امام مسلم کی روایت میں یہ مذکور ہے کہ ابو الطفیل نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے خیال آتا ہے کہ میں نے (حج کے دوران) رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا بتاؤ کیسے دیکھا؟ تو ابو الطفیل نے کہا میں نے آپ ﷺ کو مروہ کے پاس اونٹنی پر سوار دیکھا آپ کے ارد گرد ہجوم لگا ہوا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا وہ آپ ہی رسول اللہ ﷺ تھے۔ اصول تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ملاقات سے لوگوں کو مارا یا ہٹایا نہیں جاتا تھا اور نہ کسی کو دور کیا جاتا تھا۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اس کو منفرد بیان کرتے ہیں اس میں یہ مذکور نہیں کہ آپ ﷺ نے صفا مروہ کے درمیان سوار ہو کر سعی کی اور نہ ہی اس میں بیت اللہ کے طواف کا ذکر ہے۔

بالفرض یہ پچھلا واقعہ بھی درست ہو سکتا ہے کہ نبی علیہ السلام سعی سے فارغ ہونے کے بعد اور لوگوں کو خطاب کے بعد سوار ہوئے ہوں اور سوار ہو کر سعی کی جگہ تشریف لے گئے ہوں اور اس وقت ابو الطفیل نے آپ ﷺ کو دیکھا ہو (اور اس وقت ابو الطفیل نو عمر بچے تھے)۔

قارن ایک سعی کرے یا دو؟ ابو عمر بن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علمائے عراق امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ قارن دو طواف اور دو سعی کرے اور یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور شعبی سے بھی مروی ہے۔ [illegible] حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث ہے جس میں ہے کہ آپ ﷺ نے صفا مروہ کی سعی پیدل کی اور ایک بار سوار ہو کر [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک ساتھ حج اور عمرہ کا احرام باندھا [illegible] طواف اور [illegible] صفا مروہ کی سعی [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] ہے۔ [illegible]

حدیث علی رضی اللہ عنہ امام بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ [illegible] ابو بکر بن [illegible] محمد بن زنجویہ، الفضیل بن عیاض، منصور، ابراہیم، مالک بن حارث) ابو نصر [illegible] سے روایت ہے کہ میری ملاقات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوئی میرا ارادہ صرف حج کا تھا اور وہ قارن تھے۔ میں نے عرض کیا [illegible] آپ نے فرمایا اگر تو عمرے کی نیت بھی کر لیتا تو قارن ہو سکتا ہے [illegible] نیت [illegible] عمرے کے لئے طواف [illegible] دو طواف اور دو سعی [illegible] آپ نے فرمایا [illegible] منصور [illegible] سفیان بن عیینہ [illegible] روایت [illegible] بالفرض [illegible] سے [illegible]

[illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ سے [illegible] طریقوں سے منقول ہے [illegible] مروی ہے [illegible]

سلسلہ حسن بن عمارہ، حفص بن ابی داؤد، عیسیٰ بن عبداللہ، حماد بن عبدالرحمٰن ہیں یہ سب لوگ ضعیف اور ناقابل دلیل ہیں۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گذشتہ احادیث میں اس کے برعکس منقول ہے۔ بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ انہوں نے حج اور عمرے کا احرام باندھا اور قارن ہوا۔ اور عمرے کے لیے صرف ایک طواف اور سعی پر اکتفا کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی ایسا کیا تھا۔

حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ:۔۔۔۔ سنن نسائی، ابن ماجہ اور ترمذی شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص حج اور عمرے کی نیت ایک ساتھ کرے اور قارن ہو وہ حج اور عمرے دونوں کے لیے ایک طواف اور ایک سعی پر اکتفا کرے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو حسن غریب کہا ہے۔ بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ یہ سند مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔ اسی طرح حضرت عائشہ نے (قربانی کا جانور نہ ہونے کے سبب) عمرے کا احرام باندھا، جب وہ ایام حیض میں مبتلا ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ کے مطابق عمرے کے ساتھ حج کی بھی نیت کر لی اور قارن ہو گئیں تو منیٰ سے لوٹنے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے عمرے کی اجازت عنایت فرمائیں تو رسول اللہ ﷺ نے دل رکھنے کے لیے انہیں عمرے کی اجازت مرحمت فرما دی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (مسلم بن خالد زنجی، ابن جریج) عطاء سے مرسل روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا (طوافک بالبیت وبین الصفا والمروۃ یکفیک لحجک وعمرتک) کہ آپ کے حج اور عمرے کے لیے صرف ایک مرتبہ کعبہ کا طواف اور ایک مرتبہ صفا مروہ کی سعی کافی ہے۔

اصل میں یہ روایت موصول ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے (ابن عیینہ، ابن ابی نجیح، عطاء) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے موصول روایت کی ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں بعض اوقات سفیان از عطاء از عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں اور کبھی از عطاء مرسل روایت کرتے ہیں۔ امام بیہقی کہتے ہیں ابن ابی عمر نے سفیان بن عیینہ سے یہ روایت موصول بیان کی ہے اور مسلم میں بھی (وہیب، ابن طاؤس، ابن عباس، عباس) حضرت عائشہ سے بھی موصول بیان کی ہے۔

نیز مسلم میں ابن جریج کے حوالے سے ابوالزبیر سے منقول ہے کہ انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ خیمہ میں تشریف لائے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو روتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میں اس لیے رو رہی ہوں کہ سب لوگ احرام اتار چکے ہیں اور اب تک اسی حالت میں ہوں سب طواف کر چکے ہیں اور میں محروم ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ حیض حوا کی بیٹیوں کا مقدر ہے (افسوس کا مقام نہیں) غسل کر کے حج کی نیت کر لو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کی۔ جب میں ایام حیض سے فارغ ہو گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کعبہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر لو تو تم حج اور عمرے سے فارغ ہو جاؤ گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ عمرے کے متعلق میرے دل میں کچھ کھٹکا ہے کہ میں نے حج کے بعد صرف ایک ہی طواف کیا ہے تو آپ ﷺ نے عبدالرحمٰن سے کہا اسے تنعیم سے عمرے کے لیے احرام بندھوا لاؤ۔ اور مسلم میں ابن جریج از ابوالزبیر از جابر مروی ہے کہ نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صفا مروہ کے درمیان ایک مرتبہ ہی سعی کے چکر لگائے۔

احناف کا مسلک:۔۔۔۔ احناف کے ہاں رسول اللہ ﷺ اور جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس قربانی کا جانور تھا وہ قارن تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (ابو ابراہیم بن محمد، جعفر بن محمد، محمد بن علی زین العابدین) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ قارن دو طواف اور دو سعی کرے۔ بقول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بعض حضرات کا مسلک یہی ہے کہ قارن دو طواف اور دو سعی کرے۔ ان کی دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک ضعیف روایت ہے جعفر کہتے ہیں کہ ان کا یہ مسلک حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت میں مذکور ہے۔

کیا آپ علیہ السلام نے سعی سواری کے بغیر کی؟ امام ابوداؤد (ہارون بن عبداللہ، محمد بن رافع، ابو عاصم، معروف بن خربوذ مکی، ابوالطفیل) سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کا طواف اونٹ پر سوار ہو کر کیا۔ چھڑی سے حجر اسود کا استلام کرتے اور چومتے۔ اور معروف مکی

عن نافع سے مذکور ہے کہ صفا و مروہ پر پہنچے اور سواری پر سات چکر لگائے۔ مسلم میں یہ روایت ابوداؤد طیالسی بحوالہ عمرو بن قیس بن زید سے روایت کرتے ہیں مگر اس میں محمد بن نافع کا ذکر بطور اضافہ مروی نہیں ہے اسی طرح عبداللہ بن موسیٰ بھی ابی معشر سے بغیر ابن نافع کے روایت کرتے ہیں۔ نیز امام بیہقی بحوالہ بن مالک کے حوالے سے ابوالطفیل سے یہ نقل کرتے ہیں مگر اس میں محمد بن نافع کا اضافہ کوئی نہیں واللہ اعلم۔

رسول اللہ ﷺ کہاں سوار تھے؟ ...... امام بیہقی (ابوبکر بن حسن، ابو زکریا بن ابی اسحاق، ابو جعفر محمد بن علی بن رحیم، احمد بن حازم، عبیداللہ بن موسیٰ، جعفر بن عون، ایمن بن نابل) قدامہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو صفا اور مروہ کے درمیان اونٹ پر سواری کرتے دیکھا (الی آخرہ)

امام بیہقی کہتے ہیں عبیداللہ بن موسیٰ اور جعفر بن عون، ایمن سے یہی الفاظ نقل کرتے ہیں مگر ایمن سے متعدد لوگ یہ روایت کرتے ہیں کہ قربانی کے دن آپ علیہ السلام نے سوار ہو کر رمی کی، لیکن اس میں احتمال ہے کہ یہ دونوں روایات صحیح ہوں۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسند احمد میں (وکیع، قران بن تمام، ابو موسیٰ بن طارق، آدم، ابو احمد محمد بن عبداللہ زبیری، معتمر بن سلیمان (یہ سب) ایمن بن نابل از قدامہ بن عبداللہ بن عمار کلابی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو قربانی کے دن اونٹنی پر سوار رمی جمار کرتے دیکھا (آخر حدیث تک)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (احمد بن منیع از مروان بن معاویہ از ایمن) از قدامہ یہ حدیث نقل کر کے فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نیز امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ میں بھی از وکیع از ایمن مذکور ہے۔ ایمن بن نابل حبشی، ابو عمران مکی، مقیم عسقلان مولیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ثقہ اور قلیل الحدیث ہیں اور بخاری کے رجال اور راوی میں سے ہیں، خلافت مہدی تک بقید حیات تھے۔

صفا مروہ کے درمیان سات چکر ہیں چودہ نہیں ...... شافعی مسلک کے بڑے بڑے علمائے کرام سے منقول ہے کہ صفا مروہ کے درمیان آنے اور جانے سے ایک چکر مکمل ہوتا ہے صفا سے شروع ہو کر صفا پر ختم ہوتا ہے۔ مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کہ سعی کے آخر میں مروہ کے پاس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر مجھے پہلے اس بات کا علم ہوتا جو اب ہوا ہے تو میں قربانی کے جانور اپنے ساتھ نہ لاتا، اس نامعقول قول کی صریح تردید ہے۔ نیز حدیث جابر رضی اللہ عنہ میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جب مروہ کے پاس ساتواں چکر ہوا تو آپ علیہ السلام نے خطاب فرمایا اور احرام کے مسائل بتائے۔

کیا حج فسخ کر کے عمرہ کی نیت درست ہے؟ ...... اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ جس کے پاس قربانی کے جانور نہ تھے اس نے حج کی نیت فسخ کر کے عمرہ کی نیت کر لی۔

علمائے کرام کا اس امر میں اختلاف ہے کہ آیا نیت تبدیل کر لینا صحیح ہے یا نہیں؟ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نیت تبدیل کر لینا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خاصہ تھا ان کے بعد یہ "جواز فسخ" "منسوخ ہو گیا" کیونکہ صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے کہ حج کی نیت تبدیل کر کے عمرہ کی نیت کر لینا صرف صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے خاص تھا۔

لیکن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کی تردید کی ہے کہ یہ تبدیلی نیت صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مخصوص نہیں تھی، بلکہ غیر صحابہ رضی اللہ عنہ بھی حج کی نیت فسخ کر کے عمرہ کی نیت کر سکتا ہے امام یہ مسئلہ گیارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اب فرمائیے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اس قول کی ان گیارہ کے بالمقابل کیا حیثیت ہے؟

فتویٰ ابن عباس رضی اللہ عنہ ...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو اس پر حج کی نیت فسخ کرنا واجب ہے بلکہ عمرے کے بعد خود بخود حلال ہو جائے گا یعنی اس کا احرام خود بخود ختم ہو جائے گا، یعنی قربانی کا جانور ساتھ رکھنے والا قارن ہوگا، اور جس کے پاس قربانی کا جانور نہیں وہ متمتع ہوگا واللہ اعلم۔

صحیح بخاری شریف میں عطاء از جابر رضی اللہ عنہ اور طاؤس از ابن عباس رضی اللہ عنہ مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ چوتھی ذوالحجہ کی صبح کو مکہ میں صرف حج کا تلبیہ کہتے ہوئے وارد ہوئے سعی صفا مروہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے احرام کھولنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ ہم نے یہ حج کا احرام عمرہ میں تبدیل کر دیا اور عورتوں سے ملاپ کو بھی جائز رکھا۔

جب رسول اللہ ﷺ کا فرمان عام ہو گیا تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم منیٰ اس حالت میں جائیں گے کہ ہم غسل جنابت کرنے والے ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا میں نے بعض لوگوں کی ایسی ویسی باتیں سنی ہیں خبردار، سنو! خدا کی قسم! میں تم سب سے زیادہ نیک اور عبادت گزار ہوں اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے خوف و خشیت رکھتا ہوں، اگر یہ بات مجھے پہلے معلوم ہو جاتی تو میں قربانی کے جانور ساتھ نہ لاتا، میرے پاس قربانی کے جانور نہ ہوتے تو میں بھی احرام کھول دیتا۔ یہ بات سن کر سراقہ نے کہا، رسول اللہ ﷺ! یہ ہمارے لئے مخصوص ہے یا سب کے لئے ہمیشہ تک؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ حکم سب کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے۔

مسلم شریف میں ابو الزبیر، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ صرف حج کا تلبیہ کہہ رہے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سرف مقام میں ایام حیض میں مبتلا ہو گئیں۔ جب ہم مکہ پہنچ کر عمرہ سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے خطاب فرمایا، جس حاجی کے پاس قربانی کا جانور نہیں وہ احرام اتار دے ہم نے پوچھا "حل ماذا" احرام اتار کر کس قدر حلال ہوں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پورے حلال ہو جاؤ، چنانچہ ہم نے ہم بستری کی، خوشبو استعمال کی اور لباس پہنا صرف عرفات میں یوم عرفہ ہونے سے چار دن پہلے۔

ان احادیث میں یہ صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں چار ذوالحجہ بروز اتوار دن چڑھے چاشت کے وقت مکہ مکرمہ میں تشریف لائے کیونکہ یکم ذوالحجہ کو جمعرات کا دن تھا کیونکہ یوم عرفہ جمعہ کے دن تھا جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ روایت میں ہے۔

چار ذوالحجہ اتوار کے دن رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو عمرہ سے فراغت کے بعد فرمایا جس کے پاس قربانی کا جانور نہیں وہ عمرہ کا احرام اتار دے، چنانچہ بیشتر لوگوں نے احرام کھول دیا اور بعض لوگ ان میں سے اس وجہ سے دل گرفتہ ہو گئے کہ قربانی نہ ہونے کی وجہ سے وہ رسول اللہ ﷺ کی کلی متابعت اور اطاعت سے محروم ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ کیفیت دیکھ کر فرمایا، اگر مجھے پہلے معلوم ہوتا کہ تم اس قدر رنجیدہ ہو گے تو میں بھی قربانی ساتھ نہ لاتا، عمرہ کر کے احرام کھول دیتا اور حج تمتع کرتا۔

کیا قران افضل ہے؟...... اس سے معلوم ہوا کہ تمتع قران سے افضل ہے جیسا کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ قارن تھے مگر حج تمتع افضل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تمتع نہ کرنے پر افسوس کا اظہار کیا، درحقیقت رسول اللہ ﷺ کا اظہار افسوس حج تمتع کے چھوڑنے پر نہ تھا کہ وہ قران سے افضل ہے بلکہ آپ ﷺ اس وجہ سے افسردہ ہو گئے تھے کہ لوگ احرام سے الگ ہونے کو (جو قربانی نہیں رکھتے) احرام اتارنے کو محسوس کر رہے ہیں۔ بہرحال جب امام احمد رحمۃ اللہ علیہ پر منکشف ہوا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا جس حاجی کے پاس قربانی نہ ہو اس کے لئے تمتع افضل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ قارن تھے اور جس کے ہمراہ قربانی ہو اس کے لئے قران افضل ہے جیسا کہ حجۃ الوداع میں ہوا۔

آپ علیہ السلام منیٰ کو روانگی سے پہلے ابطح میں مقیم رہے...... عمرہ اور طواف سے فراغت کے بعد آپ ﷺ مکہ کے مشرق میں بمقام ابطح قیام پذیر ہوئے، اتوار، پیر، منگل، بدھ اور جمعرات کی صبح تک آپ علیہ السلام وہیں مقیم رہے اس دوران کعبہ میں تشریف نہ لائے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (باب من لم یقرب الکعبۃ ولم یطف حتی یخرج الی عرفۃ ویرجع بعد الطواف الاول) میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ پہنچ کر عمرہ کیا (ابطح میں مقیم رہے) اور میدان عرفات میں قیام کے بعد کعبہ میں طواف افاضہ کیلئے آئے (تفرد بہ البخاری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آمد...... رسول اللہ ﷺ بحالت احرام ابطح مکہ میں قیام پذیر تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو (دوسری ازواج مطہرات وغیرہ کی طرح جن کے ساتھ قربانی کے جانور نہ تھے) احرام کی حالت

میں نے کہا کہ پوچھا آپ کو کس نے احرام کھولنے کی اجازت دی ہے؟ تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے ابا جی نے فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس وہ عرض کرنے کی خاطر گیا کہ فاطمہ نے جو احرام ہے سرمہ لگا کر رنگدار کپڑے پہن لیے ہیں جب میں نے پوچھا ہے تو وہ کہتی ہے کہ آپ نے ان کو احرام کھولنے کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بات کی تصدیق کر کے پوچھا تم نے احرام کیسے باندھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا آپ علیہ السلام کے احرام کے مطابق۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے ساتھ قربانی کے جانور ہیں لہٰذا تم احرام نہ کھولنا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جو جانور یمن سے لائے اور رسول اللہ ﷺ جو مدینہ منورہ سے لائے اور جو راستے میں خریدے ان جانوروں کی تعداد سو تھی ان میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں شریک تھے۔ اور یہ بات غلط ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آگئے ہوں۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ سے مکہ میں ملاقات ہوئی جیسا کہ طبرانی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے واللہ اعلم۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ متمتع تھے ... حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن سے آئے۔ قربانی نہ ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق حج کی نیت فسخ کروا دی اور عمرہ کر کے حلال ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وہ اسی معمول کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے افراد حج کرنے کا اہتمام کیا تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خوف وہیبت سے یہ فتویٰ ترک کر دیا۔

دو رکعت نماز کی ادائیگی ... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ابوجحیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دیتے ہوئے دیکھا کہ انگلیاں کانوں میں ڈالے ہوئے دائیں بائیں چہرہ پھیر رہے تھے اور نبی علیہ السلام اپنے سرخ چمڑے کے خیمے میں مقیم تھے پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر آپ علیہ السلام کے مصلیٰ کے سامنے نیزہ گاڑ دیا آپ نے دھاری دار سرخ حلہ پہنے نماز کرائی اور آپ ﷺ کے نیزے کے سامنے سے گدھے اور عورتیں گزر رہی تھیں گویا کہ میں اب آپ ﷺ کی پنڈلیوں کی چمک دیکھ رہا ہوں۔

ابوجحیفہ سے دوسری سند سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کی نماز دو دو رکعت پڑھائی اور مدینہ تک مسلسل دو رکعت پڑھتے رہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابوجحیفہ سے نقل کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اول وقت بطحاء میں وضو کر کے نماز ظہر پڑھائی اور آپ علیہ السلام کے سامنے نیزے کا حربہ تھا حربے کے سامنے سے گدھے اور عورتیں گزر رہی تھیں نماز کے بعد لوگ آپ ﷺ کے دست مبارک کو اپنے چہروں پر پھیرنے لگے میں نے بھی آپ علیہ السلام کا دست مبارک اپنے چہرے پر رکھا وہ برف سے بھی زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے بھی زیادہ خوشبودار تھا۔

یوم ترویہ ...... آٹھ ذوالحج بروز جمعرات فجر کی نماز بطحاء میں پڑھائی اس دن کا نام یوم ترویہ کے علاوہ یوم منیٰ بھی ہے کیونکہ اس روز حاجی منیٰ میں جاتے ہیں اور ساتویں ذوالحج کا نام "یوم زینت" ہے کیونکہ اس روز لوگ اپنی قربانیوں کو سجایا کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

منیٰ کی طرف کس وقت روانہ ہوئے؟ ... امام بیہقی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آٹھ ذوالحج کو خطبہ دیا۔ حافظ بیہقی فرماتے ہیں ہم کو معلوم نہیں کہ آپ منیٰ کی جانب زوال سے پہلے یا زوال کے بعد روانہ ہوئے اور منیٰ جانے سے پہلے یا بعد میں۔ صحیحین میں ہے کہ صحابہ نے احرام باندھا جب منیٰ روانہ ہوئے۔ حضرت جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ میں آئے عمرہ کے بعد احرام کھول دیا یہاں تک کہ ترویہ کے دن روانہ ہوئے اور مکہ مکرمہ کی جانب پیٹھ فرمائی تو حج کا تلبیہ اور لبیک کی آواز لگائی

وذکرہ البخاری تعلیقاً مجزوماً

مسلم شریف میں ابوزبیر جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہم نے عمرے کے بعد احرام کھولا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہم منیٰ کی جانب روانہ ہونے کے وقت احرام باندھیں چنانچہ ہم نے ابطح مقام سے تلبیہ کہنا شروع کیا۔ عبید بن جریج کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا مکہ مکرمہ میں عام لوگ ذوالحج کا چاند دیکھتے ہی تلبیہ کہنا شروع کر دیتے ہیں اور آپ ترویہ کے دن تلبیہ کہتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ نے منیٰ کی جانب روانہ ہوتے وقت تلبیہ کہا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عطاء سے پوچھا گیا کہ مکہ میں تم کب تلبیہ کہتے تو انہوں نے کہا ابن عمر رضی اللہ عنہ ترویہ کے دن جب نماز پڑھتے اور سوار ہوتے تو تلبیہ کہتے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب عمرہ سے فارغ ہو کر احرام باندھتے تو آٹھویں تاریخ کو منیٰ کی جانب سوار ہو کر تلبیہ کہتے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ سے نماز ظہر کے بعد احرام باندھ کر تلبیہ کہا تھا۔ آٹھویں تاریخ کو رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر منیٰ میں پڑھی جیسا کہ انس کی یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

آٹھ کو ظہر کی نماز کہاں پڑھے؟ ..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "ترویہ کے دن ظہر کہاں پڑھے" باب باندھ کر عبدالعزیز بن رفیع سے روایت کیا ہے میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ترویہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ آپ نے فرمایا "منیٰ میں" پھر پوچھا کہ نفر کے دن عصر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ فرمایا ابطح میں۔ پھر آپ نے بطور نصیحت کہا کہ تمہارے امراء جہاں نماز پڑھتے ہیں تم بھی وہاں پڑھو (متفق علیہ) بخاری میں عبدالعزیز سے دوسری روایت میں ہے کہ منیٰ جاتے ہوئے ترویہ کے دن میری ملاقات حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہوئی آپ گدھے پر سوار تھے میں نے سوال کیا رسول اللہ ﷺ نے آج ظہر کہاں پڑھی تھی؟ تو فرمایا دیکھو جہاں تمہارے امراء پڑھتے ہیں وہیں پڑھو۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھیں۔ مسند احمد، ابوداؤد اور ترمذی شریف میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آٹھ تاریخ کو ظہر منیٰ میں پڑھی اور عرفہ کے دن ۹ تاریخ کو فجر بھی منیٰ میں ادا کی۔ اور ترمذی میں (عطاء از ابن عباس) مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نماز پڑھائی پھر عرفات کی جانب روانہ ہوئے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کسی صحابی سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ آٹھ تاریخ کو منیٰ روانہ ہوئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کپڑے کا سائبان بنا کر آپ علیہ السلام پر سایہ کئے ہوئے تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ آٹھ تاریخ کو زوال کے بعد منیٰ کی جانب روانہ ہوئے لیکن ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھائیں پھر ۹ تاریخ کو سورج نکلنے کے وقت عرفات کی جانب روانہ ہوئے۔

منبر پر خطبہ؟ ..... عرفات میں "منبر پر خطبہ" کا باب باندھ کر امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے (ہناد از ابن ابی زائدہ از سفیان بن عیینہ از زید بن اسلم از ایک ضمری) اس کے والد یا چچا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں منبر پر دیکھا۔ یہ سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایک راوی مبہم ہے یاد رہے کہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ میں بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قصواء اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ دیا۔

نیز ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے (مسدد از عبداللہ بن داؤد از سلمہ بن نبیط از ایک قبیلہ کے آدمی از نبیط) سے روایت کیا ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں سرخ اونٹ پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا ہے اس میں بھی ایک راوی مبہم ہے لیکن یہ کسی حد تک حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت ہے۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے عداء بن خالد سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ کو اونٹ کی رکابوں پر کھڑے خطبہ دیتے دیکھا ہے۔ صحیحین میں [illegible] ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ لوگوں نے عرفات میں رسول اللہ ﷺ [illegible] جس حاجی کے پاس [illegible] معلوم ہو سکتا ہے جس کے پاس [illegible] ممکن ہوتا ہے۔

بلند آواز سے بات دہرانا ..... محمد بن اسحاق (عبداللہ بن ابی نجیح از عبداللہ) بیان کرتے ہیں کہ عرفات میں رسول اللہ ﷺ خطبہ دیتے تو ربیعہ بن امیہ بن خلف بلند آواز سے لوگوں کو سناتا تھا۔

محمد بن اسحاق عمرو بن خارجہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس کسی کام کے لئے بھیجا میں نے دیکھا تو عرفات میں آپ علیہ السلام کی سواری کے پاس کھڑا ہو گیا سواری کی جگالی کی لعاب میرے سر پر گر رہی تھی اور آپ علیہ السلام فرما رہے تھے اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق

سے دیا ہے اب کسی وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں اور اولاد بیوی کے خاوند کی ہے اور زانی کی سزا سنگسار ہے جو شخص اپنے باپ سے نسب توڑ کر کسی اور سے جوڑے یا غلام اپنے آقا سے تعلق توڑ لے تو ایسے افراد پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور لوگوں کی لعنت ہے اس کی عبادت غیر مقبول ہے۔ ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے اس (قتادہ عن شہر بن حوشب عن عبدالرحمان بن غنم عن عمرو بن خارجہ) سے نقل کیا ہے اور امام ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔ بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس میں قتادہ اور شہر رضی اللہ عنہ سے اختلاف ہے واللہ اعلم۔

منیٰ سے عرفات جاتے ہوئے تلبیہ اور تکبیر کہنا...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس عنوان کے تحت محمد بن ابی بکر ثقفی سے بیان کیا ہے کہ میں اور انس منیٰ سے عرفات جا رہے تھے میں نے ان سے پوچھا اس دن آپ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کس طرح تلبیہ کہتے تھے تو آپ نے بتایا بعض تلبیہ کہہ رہے تھے اور بعض تکبیریں کہہ رہے تھے۔ کسی پر کوئی اعتراض نہ تھا۔

عرفہ میں ظہر، عصر ایک ساتھ پڑھنا..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ خلیفہ عبدالملک بن مروان ۸۶ھ نے حجاج بن یوسف ۹۵ھ کو ایک مکتوب ارسال کیا کہ مسائل حج میں عبداللہ بن عمر کی اقتداء کرے۔ سالم ۱۰۶ھ کہتے ہیں عرفہ کے دن میں زوال کے بعد ابن عمر ۷۳ھ کے ساتھ حجاج کی قیام گاہ پر آیا! آپ نے فرمایا کہاں ہو؟ حجاج خیمے سے باہر آیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "چلو" اس نے کہا "ابھی؟" آپ نے فرمایا ہاں ابھی تو حجاج نے کہا ذرا ٹھہریئے میں غسل کر لوں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سواری سے اتر پڑے۔ حجاج تیار ہو کر باہر آیا تو وہ میرے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان چلنے لگا۔ میں نے کہا آج سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنا ہو تو خطبہ مختصر کیجئے اور نماز جلد پڑھ کر عرفات میں چلے آیئے۔ یہ سن کر ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سالم نے صحیح کہا ہے۔

سنت سے مراد سنت رسول ﷺ ہی تو ہے..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بذریعہ زہری از سالم نقل کیا ہے کہ حجاج نے (جس سال ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا عرفہ کے دن آپ کا کیا معمول ہے؟ تو سالم نے کہا اگر سنت پر عمل مقصود ہو تو عرفہ کے دن نماز اول وقت میں پڑھیے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سالم کی تصدیق کی کہ سنت یہی ہے کہ وہ لوگ ظہر اور عصر ایک ساتھ ادا کیا کرتے تھے۔ میں نے سالم سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے بھی یہی کیا تھا تو سالم نے کہا سنت سے مراد صرف رسول ﷺ کی ہی سنت ہے۔

ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ۹ تاریخ کو فجر کی نماز کے بعد منیٰ سے روانہ ہوئے اور مقام نمرہ میں مقیم ہوئے ظہر کا وقت آیا تو اول وقت ظہر اور عصر ایک ساتھ ادا کی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں ہے کہ "حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی پھر اقامت کہی اور رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے پھر اقامت کہی تو رسول اللہ ﷺ نے عصر پڑھائی، ظہر اور عصر کے درمیان کوئی نفل نہیں پڑھی۔" اس بات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے پہلے خطبہ دیا پھر نماز پڑھائی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جید اسناد سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے عرفات میں پہلا خطبہ دیا پھر رسول اللہ ﷺ نے دوسرا خطبہ شروع کیا اور بلال رضی اللہ عنہ نے اذان شروع کی، اذان کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی اور رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی پھر تکبیر کے بعد عصر کی نماز پڑھائی۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے پھر رسول اللہ ﷺ سوار ہو کر عرفات کے موقف میں آئے اونٹنی کا پیٹ چٹانوں کی جانب کیا اور "جبل مشاۃ" کو سامنے کر کے قبلہ رخ ہوئے۔

آپ علیہ السلام کا روزہ..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے روزے کے متعلق شک ہوا تو میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں دودھ کا پیالہ موقف میں ارسال کیا اور آپ علیہ السلام نے لوگوں کے سامنے پی لیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ام فضل بنت حارث سے نقل کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ السلام کے روزے کے متعلق تردد ہوا

تو میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں دودھ کا پیالہ بھیجا آپ علیہ السلام اونٹ پر سوار تھے آپ علیہ السلام نے وہ نوش فرمایا۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ام فضل، حضرت میمونہ ام المومنین کی بہن ہیں دودھ کے ارسال کا واقعہ ایک ہی ہے اور دودھ کے ارسال کی نسبت ام فضل زوجہ عباس رضی اللہ عنہ کی جانب کی گئی ہے کہ دونوں میں اتفاق اور ممکن ہے کہ دونوں نے مل کے دودھ بھیجا ہو واللہ اعلم۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عرفات میں، میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ انار کھا رہے تھے اور بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں روزہ نہیں رکھا، ام فضل نے دودھ ارسال کیا اور آپ علیہ السلام نے پی لیا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ عرفات کے دن رسول اللہ ﷺ کے روزے کے متعلق شک ہوا تو ام فضل نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دودھ ارسال کیا اور آپ علیہ السلام نے وہ نوش فرما لیا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ عطاء سے روایت کرتے ہیں کہ عرفہ کے دن ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو کھانے کی دعوت دی تو فضل نے کہا میں روزے سے ہوں تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا روزہ نہ رکھو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے دن دودھ نوش فرمایا تھا جبکہ تم بھی روزہ نہ رکھو کیونکہ ایسے مسائل میں لوگ آپ کی اقتدا اور خیال رکھتے ہیں۔

دوران حج موت کا واقع ہونا..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عرفہ میں سواری پر سوار تھے ایک حاجی سواری سے گر کر مر گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا بیری کے پتوں کو جوش دے کر گرم پانی سے غسل دیا جائے اور دو کپڑوں میں کفن دو، خوشبو نہ لگاؤ اور سر نہ ڈھکو کیونکہ حشر کے روز تلبیہ کہتا ہوا اٹھے گا۔

قیام عرفہ..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمن بن یعمر دیلی سے روایت کی ہے کہ چند نجدی لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے حج کے متعلق پوچھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا (الحج عرفة) قیام عرفات کا نام حج ہے مزدلفہ کی رات ختم ہونے سے پہلے جس نے عرفات میں قیام کر لیا اس کا حج درست ہو گیا۔ (اہل سنن، ترمذی، ابن ماجہ)

امام احمد یزید بن شیبان سے روایت کرتے ہیں کہ ہم عرفات میں رسول اللہ ﷺ کی قیام کی جگہ سے بہت دور ٹھہرے ہوئے تھے ہمارے پاس ابن مربع انصاری تشریف لائے اور فرمایا کہ میں آپ کے پاس رسول اللہ ﷺ کا پیغام لے کر حاضر ہوا ہوں کہ تم عرفات میں اپنے اپنے مقام پر ٹھہرے رہو تم اپنے باپ دادا ابراہیم علیہ السلام کی وراثت پر قائم ہو، ابن مربع انصاری سے عرفہ کی ایک روایت مروی ہے ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور ترمذی میں بھی یہ روایت موجود ہے امام ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں نے اس جگہ قیام کیا ہے میدان عرفات پورے کا پورا قیام گاہ ہے، موطا امام مالک میں ہے وادی عرنہ میں قیام نہ کرو۔

عرفہ کے دن روزہ نہ رکھنے کی اہمیت..... رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں روزہ نہیں رکھا تو معلوم ہوا کہ یہاں عرفہ کا روزہ نہ رکھنا افضل ہے کیونکہ اس سے دعا اور گریہ زاری سے تقویت حاصل ہوتی ہے جو میدان عرفات کے دن کا اہم مقصد ہے اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ عکرمہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی قیام گاہ پر حاضر ہوا اور عرفات میں عرفہ کے دن روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے یہ ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں بھی مذکور ہے۔

امام بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ، ابو سعید بن ابی عمرو، ابو العباس محمد بن یعقوب، اسامہ کلبی، حسن بن علی بن عفان، حوشب بن عقیل مہدی ہجری، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا، امام بیہقی

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اسناد عمدہ ہے نہ شاذ اس طرح یہ ثابت ہو سکی ہے مگر محفوظ روایت اسامہ بن زید ہی کی ٹھیک ہے۔

نیز ابن حبان میں عبد الرحمن بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان سے عرفات میں روزے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا آپ علیہ السلام نے روزہ نہیں رکھا اور نہ ہی (ابو بکر رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ عثمان) کے ساتھ بھی حج کیا انہوں نے بھی روزہ نہیں رکھا میں بھی روزہ نہیں رکھتا اور اب میں نہ تو روزے سے منع کرتا ہوں اور نہ ہی اسے رکھنے کا حکم دیتا ہوں۔

دعائے عرفہ ...... امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے زیاد بن ابی زیاد مولیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حضرت طلحہ بن عبید اللہ بن کریز کے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افضل دعا عرفہ کی ہے اور بہترین بات جو میں نے اور گزشتہ انبیاء علیہم السلام نے کہی ہے:

"لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر"

چنانچہ امام بیہقی نے یہ روایت مرسل بیان کیا ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اسے دوسری سند سے موصول بیان کیا ہے مگر وہ ضعیف ہے۔ مسند امام ترمذی میں (عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ) عبد اللہ بن عمرو سے اور ابن ابی الدنیا نے علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی دعا مروی ہے اور طبرانی میں خلیفہ دوم رضی اللہ عنہ کی یہ روایت مرفوعاً مذکور ہے۔

مسند احمد میں حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ میں نے عرفہ میں رسول اللہ ﷺ کو یہ پڑھتے سنا ہے "شہد اللہ" آیت پڑھی:

شهد الله انه لا الٰه الا هو والملائكة واولو العلم قائماً بالقسط لا الٰه الا هو العزيز الحكيم وانا على ذلك من الشاهدين يا رب

امام ترمذی نے کتاب الدعوات میں قیس بن ربیع کی معرفت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ موقف میں عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ کی اکثر دعا یہی تھی:

اللھم لک الحمد کالذی نقول وخیرا مما نقول، اللھم لک صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی ولک رب تراثی اعوذ بک من عذاب القبر ووسوسۃ الصدر وشتات الامر، اللھم انی اعوذ بک من شر ما تھب بہ الریح

"اے اللہ! تیرے ہی لیے حمد و ثنا ہے جیسا کہ تو فرماتا ہے اور اس سے بہتر جو ہم کہتے ہیں۔ اے اللہ! میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت تیرے ہی لیے ہے اور تیری ہی طرف میرا لوٹنا ہے اے رب تو ہی میرا وارث ہے۔ میں عذاب قبر اور سینے کے وسوسے اور کام کی پراگندگی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اے اللہ! میں ہوا کی لائی ہوئی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو غریب کہا ہے اس کی سند قوی نہیں۔

امام بیہقی نے (موسیٰ بن عبیدہ از برادر عبد اللہ بن عبیدہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اور گزشتہ انبیاء علیہم السلام کی عرفہ کے دن عرفات میں اکثر دعا یہ ہے:

لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر۔ اللھم اجعل فی بصری نورا وفی سمعی نورا وفی قلبی نورا اللھم اشرح لی صدری ویسر لی امری اللھم انی اعوذ بک من وسواس الصدر وشتات الامر وفتنۃ القبر وشر ما یلج فی اللیل وشر ما یلج فی النھار وشر ما تھب بہ الریح وشر بوائق الدھر۔

اس سند میں موسیٰ بن عبیدہ منفرد ہے لیکن وہ ضعیف ہیں اور ان کے بھائی عبد اللہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہوئی۔

مناسک میں طبرانی نے عطاء کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی ہے:

اللّٰهم انك تسمع كلامي وترى مكاني وتعلم سري وعلانيتي ولا يخفى عليك شيء من امري، انا البائس الفقير المستغيث المستجير الوجل المشفق المقر المعترف بذنبه، اسئلك مسالة المسكين وابتهل اليك ابتهال الذليل وادعوك دعاء الخائف الضرير من خضعت لك رقبته وفاضت لك عبرته وذل لك جسده ورغم لك انفه، اللّٰهم لا تجعلني بدعائك رب شقيا وكن بي رؤفا رحيما يا خير المسؤلين ويا خير المعطين.

"الٰہی! تو میرا کلام سنتا ہے اور میرا مکان دیکھتا ہے اور تو میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے اور میری کوئی بات تجھ سے پوشیدہ نہیں۔ میں مصیبت زدہ، محتاج فریادی، پناہ کا طالب، خوفزدہ، ہراساں ہوں، اپنے گناہوں کا اقرار و اعتراف کرنے والا ہوں، میں تجھ سے مسکین کی طرح سائل ہوں، اور ایک گنہگار ذلیل کی طرح تیری طرف دست سوال دراز کرتا ہوں اور میں غم رسیدہ خوفزدہ کی پکار کی طرح تجھے پکارتا ہوں جس کی گردن تیرے سامنے خم ہے اور آنسو تیرے لئے بہہ رہے ہیں اور جسم تیرے لئے پست اور ذلیل ہے اور ناک خاک آلود ہے، الٰہی! میرے رب! مجھے دعا کی قبولیت سے محروم نہ کر اور مجھ پر مہربان نہایت رحم کرنے والا ہو جا، اے تمام مسئولوں اور جن سے سوال کیا جاتا ہے بہتر اور اے تمام دینے والوں سے بہتر۔"

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عرفات میں، میں نبی علیہ السلام کا ردیف سوار تھا، آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔ اسی دوران سواری کی گردن جھکی اور لگام گر پڑی، آپ ﷺ نے ایک ہاتھ سے مہار تھامی اور دوسرا ہاتھ دعا کے لئے اٹھا ہوا تھا۔ (نسائی)

امام بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں دعا مانگتے دیکھا، مسکین کے مانگنے کی طرح آپ علیہ السلام کے ہاتھ سینے کی جانب اٹھے ہوئے تھے۔

آپ علیہ السلام کی دعا کی قبولیت ...... مسند احمد میں عباس بن مرداس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے دن پچھلے پہر اپنی امت کے لئے مغفرت و رحمت کی دعا فرمائی، خوب الحاح اور اصرار سے سوال کیا، تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی، میں نے آپ کی دعا قبول کر لی ہے سوائے آپس کے ظلم و تعدی کے، لیکن حقوق اللہ میں معاف کر دوں گا، پھر رسول اللہ ﷺ نے گزارش کی، اے رب! تو مظلوم کی حق تلفی کا بہتر بدلہ اپنی طرف سے بہترین بدلہ دے کر سکتا ہے اور ظالم کو معاف کر سکتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی۔

ابلیس ملعون کی جزع و فزع ...... مزدلفہ کی صبح رسول اللہ ﷺ نے یہی دعا دہرائی تو اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمالی اور اعلان کر دیا کہ میں نے ان کو بخش دیا ہے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرائے تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ خلاف معمول مسکرائے ہیں؟ (یعنی اس کی وجہ کیا ہے؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا میں ابلیس ملعون کی جزع و فزع دیکھ کر مسکرایا ہوں۔ جب اسے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کے بارے میں میری دعا قبول فرمائی ہے تو وہ ملعون حسرت و ندامت کا اظہار کرنے لگا اور اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت عباس بن مرداس سے مختصر بیان کی ہے اور امام ابن ماجہ نے اس کو مفصل بیان کیا ہے، ابن جریر نے تفسیر میں بھی اس کا تذکرہ کیا ہے۔

ابوالقاسم طبرانی عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے دن فرمایا:

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا ہے سوائے آپس کے مظالم کے سب کچھ معاف کر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے محسن اور نیکی کی بدولت بدکار کو معاف کر دیا ہے اور نیک تم نے جو مانگا اسے عطا کیا اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہوئے روانہ ہو جاؤ۔"

جب آپ علیہ السلام مزدلفہ میں آئے تو فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے تمہارے نیک لوگوں کو بخش دیا ہے اور نیک لوگوں کی سفارش برے لوگوں کے حق میں قبول فرمالی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوا وہ سب پر محیط ہو گئی پھر وہ ساری زمین پر پھیل گئی۔ تو وہ معاصی اور زبان درازی سے بچا ہوا شیطان پر چھا گئی۔"

ابلیس اور اس کے لشکر عرفات کے پہاڑ پر بیٹھے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول دیکھ رہے تھے جب اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کا نزول ہوا تو وہ واویلا کرنے لگے کہ ہم زمانوں تک ان کو فطرت سے بہکاتے رہے ہائے افسوس! ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو گئی ہے پس وہ حسرت و افسوس کا اظہار کرتے ہوئے وہاں سے ادھر ادھر ہو گئے۔

عرفات میں وحی کا نزول..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے طارق بن شہاب سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا جناب امیر المؤمنین! آپ ایک آیت قرآن کریم میں تلاوت کرتے ہیں وہ آیت اگر ہم پر نازل ہوتی تو اس دن کو جشن مناتے ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ وہ کون سی آیت ہے؟ اس نے عرض کیا:

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر کس دن اور کس وقت نازل ہوئی تھی یہ آیت جمعہ کے دن عرفہ کے دن پچھلے پہر نازل ہوئی۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

عرفات سے واپسی..... حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرفات میں رہے جب سورج غروب ہو گیا اور سورج کی زردی بھی ختم ہو گئی اور غروب میں کسی قسم کا شک و شبہ نہ رہا تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو پیچھے سوار کر کے عرفات سے نکل پڑے۔ حضور ﷺ نے اپنی مہار اس قدر کھینچی کہ اس کا سر کجاوے کے قریب آ گیا اور آپ دائیں ہاتھ کے اشارے سے فرماتے جاتے تھے لوگو! اطمینان سے چلو السکینة السکینة جب کسی پہاڑی کی چڑھائی پر پہنچتے تو اونٹنی کی مہار ڈھیلی چھوڑ دیتے کہ وہ چڑھائی چڑھ جائے۔

چنانچہ عرفات سے مزدلفہ پہنچ گئے۔ وہاں ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ ادا کی اور ان کے درمیان میں کوئی نماز نہیں پڑھی۔

دوران سیر اونٹنی کی رفتار..... عرفات سے واپسی کے وقت چلنے کی رفتار میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عروہ بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ میری موجودگی میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں عرفات سے کس رفتار سے واپس آئے تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا (کان یسیر العنق فاذا وجد فجوۃ نص) العنق (اعتدال) اور میانہ رفتار سے چلتے رہے جب راستہ کشادہ پاتے تو رفتار تھوڑی تیز کر دیتے (اصحاب خمسہ، نسائی، ابن ماجہ) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عرفات سے واپسی میں رسول اللہ ﷺ کا ردیف تھا آپ علیہ السلام نے جب تیز رفتاری محسوس کی تو فرمایا لوگو! اطمینان سے چلو، گھوڑوں اور اونٹوں کو تیز دوڑانے سے نیکی نہیں ہے۔ چنانچہ جب بھیڑ میں ہوتے تو رسول اللہ ﷺ میانہ رفتار سے چلتے جب کھلا راستہ پاتے تو تیز چلتے۔ پھر مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ ادا کرتے۔

مسند احمد، نسائی، مسلم شریف میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرفات سے واپس لوٹے تو میں آپ علیہ السلام کے ردیف تھا آپ ﷺ سواری کی مہار اس قدر کھینچتے تھے کہ اس کا سر کجاوے کو چھو جاتا اور فرماتے تھے:

علیکم السکینة والوقار فان البر لیس فی ایضاع الابل.

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ میانی اور معتدل رفتار سے چلتے رہے یہاں تک کہ مزدلفہ پہنچ گئے اور ایک روایت میں ہے فلم ترفع راحلته رجلها عادیة حتی بلغ جمعاً مزدلفہ کا سفر طے کیا۔

راستہ میں ضرورت کیلئے اترنا ...... مسند احمد میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری پر پیچھے بیٹھا ہوا تھا آپ جب اس گھاٹی میں داخل ہوئے تو اتر کر پیشاب کیا پھر سوار ہوئے اور مزدلفہ کے سوا کہیں نماز نہیں پڑھی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ و نسائی نے (ابو کریب از ابن عباس رضی اللہ عنہ) حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری پر پیچھے بیٹھا ہوا تھا راستہ میں ایک گھاٹی کے پاس رسول اللہ ﷺ نے اتر کر پیشاب کیا میں نے پانی ڈالا آپ نے وضو کیا میں نے عرض کیا نماز؟ فرمایا نماز آگے چل کر پڑھیں گے۔ مزدلفہ پہنچ کر نماز مغرب پڑھی پھر سواریاں بٹھائیں پھر عشاء کی نماز پڑھی۔ اسی طرح ابراہیم بن عقبہ نے اسی طرح روایت کیا ہے کہ اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے واسطے کا ذکر نہیں ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (موسیٰ بن عقبہ از کریب از اسامہ) بیان کیا ہے۔ امام مسلم اور نسائی نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ نیز امام مسلم نے موسیٰ بن عقبہ کے علاوہ کریب (اور اسامہ ہی) سے بھی یہ حدیث بیان کی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (ابراہیم بن عقبہ از محمد بن ابی حرملہ از کریب از اسامہ) بھی یہ حدیث بیان کی ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ابراہیم بن عقبہ کے حوالہ سے کریب سے یہ حدیث اسی طرح بیان کی ہے۔

چلنے کی تفصیل ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ از عروہ بن زبیر) حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے عرفات سے سواری کے پیچھے مجھے بٹھایا (عروہ کہتے ہیں) میں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے معمولات سے آگاہ کرنے کو کہا تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے سواری کی مہار اس قدر کھینچی ہوئی تھی کہ اس کا سر پالان کی لکڑی کو چھونے کے قریب تھا آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا آرام سے آرام سے پھر مزدلفہ سے منیٰ کے لئے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو سواری کے پیچھے بٹھایا تو عروہ کہتے ہیں کہ میں نے فضل رضی اللہ عنہ سے کہا رسول اللہ ﷺ کا حال کیسے تھا؟ پھر حضرت فضل رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ اسی طرح آرام سے چلتے رہے یہاں تک کہ وادی محسر پہنچ کر آپ نے سواری کو تیز کر دیا۔

تیز دوڑانا نیکی نہیں ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرفہ کے دن جب واپس ہوئے تو آپ نے پیچھے سے اونٹوں کو سخت ڈانٹ ڈپٹ اور مار پیٹ کی آواز سنی تو آپ نے اپنے کوڑے سے ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اے لوگو! اطمینان سے چلو کیونکہ تیز دوڑانا نیکی نہیں ہے۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے مقسم از حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب عرفات سے واپس ہوئے تو لوگوں نے سواریاں دوڑائیں تو رسول اللہ ﷺ نے ایک منادی کے ذریعے اعلان کروایا کہ لوگو! اطمینان سے چلو کیونکہ تیز دوڑانا نیکی نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس اعلان کے بعد کسی نے کوئی سواری تیز دوڑاتی نہیں دیکھی۔ رسول اللہ ﷺ اطمینان سے عرفات کے درمیان سے مزدلفہ تک اسی طرح چلتے آئے۔

عجیب اتفاق ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ انس بن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ عرفات میں میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا زوال کے بعد جب امام خطبہ کیلئے آئے تو میں بھی ساتھ تھا انہوں نے ظہر اور عصر کی نماز امام کے ساتھ پڑھی پھر میں بھی ان کے ساتھ چلا یہاں تک کہ ہم مقام میں آئے سواری بٹھائی امام نے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ یہاں آ کر آپ کے ساتھ نماز ادا کرتے، اور ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اسی جگہ قضائے حاجت کیلئے اترے تھے اور ہم بھی اسی جگہ قضائے حاجت کیلئے اتر گئے تھے۔

دو اقامت کے ساتھ مغرب و عشاء کی ادائیگی ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سالم بن عبداللہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز الگ الگ اقامت کے ساتھ ادا کی اور ان کے درمیان میں کوئی نفل نماز نہیں پڑھی اور ان کے بعد بھی کوئی نفل نماز نہیں پڑھی۔ مسلم نے بھی بیان کی ہے۔

صلی المغرب و العشاء بالمزدلفة جمیعاً

نیز امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ابی عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کیں ان کے درمیان میں کوئی نماز نہیں پڑھی مغرب تین رکعت اور عشاء دو رکعت۔ چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا زندگی بھر یہ معمول رہا۔

ایک اقامت ..... مسلم میں (شعبہ حکم اور سلمہ بن کہیل) سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے مغرب اور عشاء مزدلفہ میں ایک اقامت کے ساتھ ادا کیں۔ پھر انہوں نے بتایا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح نماز پڑھی اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی ایسے ہی کیا تھا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (سفیان ثوری ابو اسحاق سلمہ سعید بن جبیر) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب کی نماز تین رکعت اور عشاء کی نماز دو رکعت ایک تکبیر کے ساتھ ادا کیں۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (ابوبکر بن ابی شیبہ، عبداللہ بن نمیر، اسماعیل بن ابی خالد، ابی اسحاق) سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم مزدلفہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے مغرب اور عشاء صرف ایک اقامت سے پڑھیں۔ نیز بخاری رحمۃ اللہ علیہ، مسلم اور نسائی میں عدی بن ثابت سے عبداللہ بن یزید خطمی کی معرفت روایت کرتے ہیں کہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں مغرب اور عشاء دونوں نمازیں مزدلفہ میں ایک ساتھ ادا کیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ..... "باب من اذن واقام لکل واحدۃ منہما" میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ عبدالرحمان بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حج کیا تو ہم مزدلفہ میں عشاء کی اذان کے وقت یا اس کے لگ بھگ پہنچے انہوں نے کسی کو ارشاد فرمایا تو اس نے اذان اور اقامت کہی اس کے بعد انہوں نے مغرب کی نماز پڑھی اور اس کے بعد دو رکعت اور پڑھیں پھر اس کے بعد کھانا منگوایا اور تناول فرمایا پھر آپ نے ارشاد کیا میرا خیال ہے کہ کسی نے اذان اور اقامت کہی (بقول عمرو بن خالد یہ شک زہیر سے صادر ہوا ہے) پھر انہوں نے عشاء کی دو رکعتیں قصر کر کے ادا کیں پھر جب فجر طلوع ہوئی تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی علیہ السلام آج کے دن اس وقت اس جگہ صرف اسی نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مزدلفہ میں دو نمازیں اپنے وقت پر نہیں ادا کی جاتیں۔ مغرب کی نماز لوگوں کے مزدلفہ میں آنے کے بعد پڑھی جاتی ہے اور نماز فجر جس وقت فجر طلوع ہوتی ہے پڑھ لی جاتی ہے اور یہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کرتے دیکھا ہے۔

"نماز فجر قبل از طلوع ہوتے ہی پڑھ لی"۔ یہ الفاظ بخاری میں وارد ہیں (حفص بن عمر بن غیاث، اعمش، عمارہ، عبدالرحمان) ابن مسعود سے زیادہ واضح ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خلاف معمول صرف دو نمازیں پڑھتے دیکھا ہے مغرب عشاء کے ساتھ اور فجر کی نماز وقت سے پہلے (صلوۃ الفجر قبل میقاتہا)

مسلم شریف میں مروی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز کے بعد لیٹ گئے جب فجر ہوئی تو فجر کی نماز اذان اور اقامت کے بعد ادا کر لی۔

عروہ طائی ..... امام احمد، شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے عروہ بن مضرس طائی نے بتایا کہ میں نے مزدلفہ میں رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا میں جبل طی سے حاضر ہوا ہوں میں نے خود کو تھکا دیا ہے اور سواری کو لاچار کر دیا ہے واللہ میں نے ہر پہاڑ پر وقوف کیا ہے کیا میرا حج ہو گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہماری اس فجر کی نماز میں شریک ہو اور اس نے یہاں وقوف کیا اور اس سے پہلے وہ دن یا رات کے کسی حصے میں عرفات میں وقوف کر چکا ہے اس کا حج ہو گیا یہ روایت سنن اربعہ میں شعبی کی اسناد سے منقول ہے ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے

رسول اللہ ﷺ نے بچے کھچے اور ضعیف اہل خانہ کو رات ہی کو مزدلفہ سے لوگوں کے ہجوم سے قبل روانہ کر دیا۔ "**باب من قدم ضعفۃ اھلہ**"

بالليل فيقفون بالمزدلفة ويدعون ويقدم اذا غاب القمر" کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سالم بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنے کمزور اہل وعیال کو وقت سے پہلے روانہ کر دیتے، وہ مزدلفہ میں قیام کرتے اور ذکر اذکار میں مصروف رہتے پھر امام کی روانگی سے پہلے ہی منیٰ چلے جاتے بعض ان میں سے فجر کے وقت آتے اور بعض بعد میں اور رمی جمار کرتے، ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو یہ رخصت عنایت فرمائی تھی۔

عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ سے رات کو ہی بھیج دیا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جن کو رسول اللہ ﷺ نے رات کو ہی مزدلفہ سے اپنے کمزور لوگوں کے ساتھ روانہ کر دیا تھا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آل عبدالمطلب کے بچوں کو اونٹوں کے ساتھ (فجر کی نماز سے پہلے ہی) روانہ کر دیا۔ ہمارے رانوں پر تھپک کر فرمایا، دیکھو! طلوع آفتاب سے پہلے رمی نہ کرنا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ کسی نے بھی طلوع آفتاب سے پہلے رمی جمار نہیں کی۔ امام ابی داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی اس روایت کو بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے متعدد اسناد سے نقل کیا ہے۔

نیز امام ابی داؤد ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کمزور اور ضعیف اہل وعیال کو رات کو ہی منیٰ روانہ کر دیتے اور ان کو تاکید کرتے طلوع آفتاب سے پہلے رمی جمار نہ کریں۔

اندھیرے میں رمی ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ از ابن جریج از عبداللہ مولیٰ اسماء، بنت ابی بکر روایت کرتے ہیں وہ مزدلفہ میں نماز پڑھتی رہیں تھوڑی دیر بعد پوچھا چاند غروب ہو گیا ہے؟ نفی میں جواب ملا تو پھر نماز میں مصروف ہو گئیں، پھر پوچھا چاند غروب ہو گیا ہے، اثبات میں جواب ملا تو فرمایا کوچ کرو، ہم منیٰ پہنچے تو آپ نے رمی کی اور فجر کی نماز بعد میں پڑھی میں نے عرض کیا ابھی اندھیرا ہی ہے، تو حضرت اسماء نے کہا! بیٹا! رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے لئے اس کی اجازت دی ہے۔ حضرت اسماء کا طلوع آفتاب سے پہلے رمی کرنا اس نص پر موقوف ہو تو ان کی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے مقدم ہے، اس روایت کی سند حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے بہتر ہے۔ توجیہ بھی ممکن ہے کہ بچوں اور عورتوں میں تفاوت ہے کیونکہ خواتین کو کمزوری کے علاوہ پردہ کی بھی ضرورت لاحق ہوتی ہے، اسی وجہ سے ان کو تاریکی میں رمی کی اجازت ہے۔ اگر حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی طرف سے بغیر کسی نص کے توقیف کے رمی کی ہو تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے اس فعل سے مقدم ہو گی۔ ہماری پہلی توجیہ کی تائید ابو داؤد کی روایت سے ہوتی ہے کیونکہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے رات کو رمی کی تو پوچھا گیا کہ آپ نے رمی رات کی تاریکی ہی میں کر لی! تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اسی طرح رات کو رمی کیا کرتی تھیں۔ متفق علیہ روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے مزدلفہ کی رات نبی علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ مجھے لوگوں کے ہجوم سے قبل ہی منیٰ روانہ فرما دیں، تو آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی تو وہ پہلے ہی منیٰ چلی آئیں اور ہم مزدلفہ ہی میں مقیم رہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی منیٰ آئے میں بھی سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرح رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگ لیتی تو یہ میرے لئے بہت اچھا ہوتا۔

امام ابوداؤد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو رات ہی منیٰ بھیج دیا، وہ فجر کی نماز سے پہلے رمی کر کے طواف افاضہ کے لئے چلی آئیں اس رات رسول اللہ ﷺ میرے ہاں مقیم تھے (وهو اسناد جيد قوي رجاله ثقات)

مزدلفہ میں تلبیہ ...... امام مسلم، عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ مزدلفہ میں ہم حضرت ابن مسعود علیہ السلام کے ساتھ تھے آپ ﷺ نے فرمایا میں نے مزدلفہ میں نبی علیہ السلام کو لبیک اللهم لبیک کہتے سنا ہے۔

قیام مزدلفہ قبل از طلوع روانگی اور وادی محسر میں تیز رفتاری ...... فاذا افضتم من عرفات فاذكروا الله عند المشعر الحرام (۲/۱۹۸) جابر کا بیان ہے کہ جب فجر طلوع ہوئی تو آپ علیہ السلام نے اذان اور اقامت کے بعد نماز پڑھائی، پھر سوار ہو کر مشعر حرام کے

پاس چلے آئے اور قبلہ رخ ہو کر دعا اور تکبیر و تہلیل میں مصروف ہو گئے یہاں تک کہ کافی روشنی ہو گئی، پھر فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو پیچھے بٹھا کر طلوع آفتاب سے پہلے ہی روانہ ہو گئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ عمرو بن میمون سے روایت کرتے ہیں کہ مزدلفہ میں، میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی۔ پھر آپ نے فرمایا مشرکین طلوع آفتاب کے بعد یہاں سے روانہ ہوتے تھے اور "کہا کرتے تھے ثبیر! دھوپ سے چمک جا" کہا کرتے تھے۔ نبی علیہ السلام طلوع آفتاب سے پہلے ہی یہاں سے روانہ ہوتے۔

اول وقت میں فجر کی ادائیگی...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ عبدالرحمن بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ میں مزدلفہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا آپ نے مغرب اور عشاء کی نماز دو اذان دو اقامت سے ادا کیں، اور اس کے درمیان میں کھانا کھایا، پھر فجر طلوع ہوئی تو فجر کی نماز ادا کی (اس قدر اول وقت میں نماز پڑھی) بعض لوگ کہہ رہے تھے کہ فجر طلوع ہو گئی ہے اور بعض لوگ کہہ رہے تھے کہ ابھی نہیں ہوئی، پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مزدلفہ میں دو نمازیں اپنے وقت سے پھیر دی گئی ہیں۔

(۱)... مغرب عشاء کے وقت جب کہ لوگ مزدلفہ پہنچ جائیں۔
(۲)... فجر کی نماز فوراً طلوع فجر کے وقت۔

پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روشنی ہونے تک ٹھہرے رہے اور کہا اگر امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ اب یہاں سے روانہ ہو جائیں تو سنت پر عمل پیرا ہوں گے۔

عبدالرحمن بن یزید کہتے ہیں کہ ابھی ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ بات کہہ رہے تھے کہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے روانگی کا اعلان کر دیا پھر تلبیہ کہتے ہوئے جمرہ عقبہ کے پاس آ کے رمی کی۔

خطاب...... امام بیہقی موسیٰ بن عقبہ اور عروہ کی روایت بطریق مسور بن مخرمہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں حمد و ثنا کے بعد خطاب فرمایا۔

مشرک اور بت پرست لوگ عرفات سے غروب سے پہلے جب سورج انسان کے قد و قامت کے برابر بلند ہوتا تھا روانہ ہوتے تھے لیکن ہم ان کے برعکس عمل کریں گے (اور غروب کے وقت روانہ ہوں گے) اسی طرح مزدلفہ سے طلوع سورج کے وقت روانہ ہوتے تھے اور ہمارا عمل یہاں بھی ان کے خلاف ہوگا (اور طلوع سے پہلے روانہ ہوں گے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مزدلفہ سے طلوع آفتاب سے پہلے روانہ ہوئے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عرفہ سے مزدلفہ تک رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کی سواری پر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور مزدلفہ سے منیٰ تک فضل بن عباس رضی اللہ عنہ، دونوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمرہ عقبہ کی رمی تک تلبیہ کہتے رہے۔

مسلم شریف میں رسول اللہ ﷺ کے ردیف حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرفہ کی شام اور مزدلفہ کی صبح لوگوں کو تلقین کر رہے تھے (علیکم السکینة) آہستہ چلو اور خود بھی رسول اللہ ﷺ اپنی سواری کو تیز رفتاری سے روکے ہوئے تھے یہاں تک کہ محسر میں آ گئے (تو اونٹ تیز چلایا) فرمایا رمی کے لئے کنکریاں لے لو اور جمرہ عقبہ تک آپ ﷺ تلبیہ کہتے رہے۔

محسر میں تیز چلنا...... دلائل النبوۃ کے تحت امام بیہقی نے بذریعہ محمد بن علی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب محسر میں داخل ہوئے تو سواری کو تیز چلایا۔ (مسلم)

نیز امام بیہقی نے بذریعہ ابو الزبیر حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مزدلفہ سے منیٰ کی طرف آہستہ چل رہے تھے اور لوگوں کو اسی بات کی تلقین کر رہے تھے وادی محسر میں پہنچ کر سواری تیز کی اور خذف کے برابر کنکریاں لے کر مارنے کا ارشاد فرمایا۔

فائدہ...... مذکورہ اس کنکر کو کہتے ہیں جو انگوٹھے پر رکھ کر شہادت کی انگلی سے پھینکی جائے یعنی چنے سے بڑا ہو۔ نیز فرمایا مجھ سے مسائل حج معلوم کر لو شاید میں تمہیں اس سال کے بعد نہ دیکھ سکوں۔

امام بیہقی نے بذریعہ عبیداللہ بن ابی رافع، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قصہ دیگر امور بھی بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وادی محسر میں سواری تیز دوڑائی اور فضل کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھا کر جمرہ عقبہ تک آ کے رمی کی۔

مفصل واقعہ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے (مسند میں مطول تحریر سے یہ قصہ) بذریعہ عبیداللہ بن ابی رافع حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مفصل بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں وقوف فرما کر کہا میدان عرفات پورے کا پورا موقف اور قیام گاہ ہے اور سورج غروب ہونے کے بعد اسامہ رضی اللہ عنہ کو پیچھے بٹھا کر عرفات سے روانہ ہوئے اور میانہ رفتار سے چلتے رہے اور تیز رفتار لوگوں کو اطمینان و وقار سے چلنے کی تلقین کرتے رہے حتی کہ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز باجماعت ایک ساتھ ادا کیں پھر صبح تک یہیں قیام فرمایا پھر "قزح" میں قیام کر کے فرمایا یہ موقف ہے اور میدان مزدلفہ سارا کا سارا موقف ہے اور سفیدی پھیل گئی تو آپ علیہ السلام اطمینان سے چلتے رہے، وادی محسر کو تیز رفتاری سے طے کیا۔

پھر ایک جوان عمر کی خاتون نے یہ پوچھا کہ میرے والد نہایت بوڑھے ہیں اور ان پر حج فرض ہے کیا میں ان کی جانب سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں! والد کی طرف سے حج کرو۔ فضل رضی اللہ عنہ اسے تکنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا رخ تبدیل کر دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا حضور ﷺ آپ نے فضل کا رخ کیوں تبدیل کیا؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: میں نے نو خیز لڑکی اور نوجوان لڑکے کی آنکھوں کو دو چار ہوتے دیکھا تو مجھے ان دونوں پر شیطانی حملہ کا خطرہ ہوا۔ پھر ایک حاجی نے پوچھا میں قربانی سے پہلے سر منڈا چکا ہوں کیا حکم ہے؟ فرمایا اب قربانی کر دو "تقدیم و تاخیر میں کوئی گناہ نہیں ہے۔" پھر ایک دوسرے حاجی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میں حلق سے پہلے طواف افاضہ کر چکا ہوں؟ آپ علیہ السلام نے کہا اب حجامت بنوا لو کوئی مضائقہ نہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں تشریف لائے طواف افاضہ کیا اور زمزم کنوئیں کے پاس آ کر فرمایا اے فرزندان عبدالمطلب! پانی پلاؤ۔ تم اپنے منصب کو اسی طرح سرانجام دو۔ مجھے لوگوں کی دھکم پیل اور ازدحام کے سبب تمہارا منصب چھن جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں بھی تمہارے ساتھ پانی کھینچنے میں مدد کرتا۔

یہ قصہ بالکل اسی طرح ابوداؤد شریف میں ابن خلاد و ثوری نے بھی بیان کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صرف اسی سند سے مذکور ہے۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس قصہ کی جزئیات کے صحاح ستہ وغیرہ میں کئی شواہد موجود ہیں صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہی مذکور نہیں۔

وادی محسر میں تیز گامی...... امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وادی محسر میں تیز رفتار سے چلنے سے انکار نقل کیا ہے کہ یہ گنواروں اور دیہاتیوں کا عمل تھا۔ پھر اس کی تردید کی ہے کہ مثبت نفی پر مقدم ہوا کرتا ہے۔ ایجاب سلب سے راجح ہوتا ہے۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ نفی اور تیز رفتاری سے چلنے کا اثبات دونوں ثابت ہیں۔ واللہ اعلم۔ یہ سرعت اور تیز رفتاری متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی صحیح طریق سے منقول ہے۔ امام بیہقی نے مسور بن مخرمہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وادی محسر میں سواری تیز دوڑاتے ہوئے یہ شعر گنگنا رہے تھے۔

تلبیہ کب کہا...... اسامہ اور فضل ردیفان رسول اللہ ﷺ سمیت متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صحیح روایت ہو چکا ہے کہ جمرہ عقبہ کی رمی تک رسول اللہ ﷺ تلبیہ کہتے رہے۔ امام بیہقی نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو آپ علیہ السلام نے جمرہ عقبہ کو پہلی کنکری ماری تو ہی تلبیہ ترک کر دیا۔

آپ ﷺ کا آخری کنکری تک تلبیہ کہنا...... امام بیہقی نے امام ابن خزیمہ سے حضرت فضل رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ میں عرفات سے

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ واپس آیا، آپ علیہ السلام جمرہ عقبہ کی رمی تک تلبیہ کہتے رہے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہہ کر مارتے رہے۔ جب آخری کنکری مار کر تلبیہ ترک کر دیا۔ یہ اضافہ نہایت غریب ہے اور فضل کی مشہور روایات میں بالکل مذکور نہیں اگرچہ امام ابن خزیمہ نے اس کو پسند کیا ہے۔

امام ابن خزیمہ نے ابان بن صالح کی معرفت روایت کیا ہے کہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ عرفات سے واپس آیا، آپ نے جمرہ عقبہ کی آخری کنکری مار کر تلبیہ ترک کر دیا، میں نے یہ پوچھا کیا ہے؟ تو فرمایا میں نے والد گرامی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے اور آپ نے مجھے یہ بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا تھا۔ ابو العالیہ فضل رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ دس ذوالحج قربانی کے دن صبح مجھے رسول اللہ ﷺ نے کنکریاں چننے کا حکم فرمایا میں نے حذف کے برابر کنکریاں اٹھائیں، آپ علیہ السلام نے ان کو ہاتھ میں لے کر فرمایا ایسی کنکریوں سے رمی کرو، دین میں غلو اور مبالغہ آرائی سے پرہیز کرو، سابقہ اقوام کو غلو اور تعمق نے ہی تباہ کیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وادی محسر میں پہنچے، سواری کو تیز کر دیا پھر اسی درمیانے راستے سے تشریف لائے جو جمرہ عقبہ پر جا نکلتا ہے پھر سات کنکریاں بطن وادی سے ماریں اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے رہے۔

چاشت کے وقت رمی کی ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیقاً حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن چاشت کے وقت رمی کی اور باقی ایام میں زوال کے بعد، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس معلق روایت کو ابن جریج تا ابو الزبیر بیان کیا۔

رمی کی جگہ ...... صحیحین میں عبدالرحمن بن یزید کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو وادی کے نشیب سے رمی کرتے دیکھا تو عرض کیا لوگ وادی کے اوپر سے رمی کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا وحدہ لاشریک لہ کی قسم یہی اس ذات مبارک کے رمی کرنے کی جگہ ہے جس پر سورہ بقرہ نازل ہوئی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اعمش سے بیان کیا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ جمرہ عقبہ کے پاس آئے تو منیٰ کو دائیں طرف اور کعبہ کو بائیں طرف کر کے سات کنکریوں سے رمی کی اور فرمایا یہیں سے اسی مقدس ذات نے رمی کی جس پر سورہ بقرہ نازل ہوئی۔

تکبیر کہہ کر کنکریاں مارنا ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "جمرہ کو سات کنکریاں اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہنا" عنوان تحریر کر کے بیان کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا ہے۔ اس عنوان کے تحت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قصہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے نشیب وادی سے جمرہ کو سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہہ کر بتایا کہ خدائے وحدہٗ لاشریک کی قسم! جس مقدس ذات پر سورہ بقرہ نازل ہوئی اس ذات پاک نے یہیں سے رمی کی تھی۔ نیز مسلم شریف میں بطریق جعفر عن ابیہ کا بیان ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمرہ کو سات کنکریاں ماریں، ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہہ کر مارتے تھے اور وہ کنکر حذف کے برابر تھی۔

سوار ہو کر کنکری مارنا ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ، حجاج بن ارطاۃ، الحکم، مقسم) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن جمرہ عقبہ کی رمی سوار ہو کر کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن منیع کی معرفت یحییٰ بن زکریا سے یہ روایت بیان کر کے حسن کہا ہے۔

اور امام ابن ماجہ نے (ابن ابی شیبہ، ابو خالد الاحمر کی معرفت حجاج بن ارطاۃ) سے یہ روایت بیان کی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، ابوداؤد، ابن ماجہ اور بیہقی نے ام جندب ازدیہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بطن وادی میں سوار رمی کرتے دیکھا، ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہہ رہے تھے اور ایک صاحب نے آپ علیہ السلام پر پیچھے کی طرف سے سایہ کر رکھا تھا، میں نے یہ پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ تو معلوم ہوا کہ فضل بن عباس ہیں۔ لوگوں کی بھیڑ دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا ایک دوسرے کو تکلیف نہ دو، جب رمی کرو تو حذف کے برابر کنکری سے رمی کرو۔ ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے آپ علیہ السلام کو جمرہ عقبہ کے قریب سوار دیکھا تو آپ ﷺ کی انگلیوں میں پتھر کی کنکری تھی، آپ ﷺ

نے رمی کی اور وہاں ٹھہرے نہیں۔ ابن ماجہ میں ہے کہ آپ علیہ السلام خچر پر سوار تھے۔ یہ خچر پر سواری کی بات نہایت عجیب چیز ہے۔

مسلم شریف میں حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو قربانی کے دن سواری پر جمرہ کی رمی کرتے دیکھا، آپ ﷺ فرما رہے تھے مجھ سے مسائل حج سیکھو کیونکہ شاید کہ میں پھر حج نہ کرسکوں۔ مسلم شریف میں ام حصین سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کیا اور آپ ﷺ کو قربانی کے دن جمرہ عقبہ کی رمی کر کے سواری پر لوٹتے دیکھا، آپ ﷺ فرما رہے تھے:

"لتاخذوا مناسککم فانی لا ادری لعلی لا احج بعد حجتی هذه"

ایک روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حجۃ الوداع کیا، اسامہ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے، ان میں سے ایک نبی علیہ السلام کی اونٹنی کی مہار تھامے ہوئے تھا اور دوسرا سورج کی تمازت کی وجہ سے آپ ﷺ پر کپڑا تانے ہوئے تھا، یہاں تک کہ آپ علیہ السلام نے جمرہ عقبہ کی رمی کی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ ایمن بن نابل کی معرفت قدامہ بن عبداللہ کلابی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو قربانی کے دن بطن وادی میں سرخ اونٹنی پر سوار جمرہ عقبہ کی رمی کرتے دیکھا۔ آج کل کے حکمرانوں کی طرح آپ ﷺ کے سامنے سے کسی کو نہ مارا جاتا تھا اور نہ ہٹایا جاتا تھا اور نہ ہٹ ہٹ کہا جاتا تھا۔ یہ حدیث نسائی، ابن ماجہ اور ترمذی میں بھی ہے۔ ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔

ایام تشریق میں رمی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نافع سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ قربانی کے دن سواری پر جمرہ کی رمی کرتے تھے اور باقی دنوں میں پیدل، ان کے خیال کے مطابق رسول اللہ ﷺ ان ایام میں رمی کے لیے پیدل ہی آتے جاتے تھے۔

رمی کے بعد ...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رمی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے قربانیاں کیں اور باقی ماندہ ۳۷ قربانیاں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کیں اور آپ علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قربانیوں میں شریک کیا، پھر حکم ہوا تو ہر قربانی کے جانور سے ایک بوٹی ہنڈیا میں ڈالنے کا حکم دیا، پکنے کے بعد دونوں حضرات نے وہ سالن کھایا اور شوربا پیا۔

معجزانہ خطاب ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کسی صحابی سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں خطاب فرمایا، ہمارے کان کھل گئے یعنی ہم اچھی طرح اور صاف سن رہے تھے، جب بیٹھنے کا ارشاد فرمایا اور اپنی اپنی جگہ سن رہے تھے۔ آپ ان کو مسائل حج بتا رہے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اہل منیٰ کو یہ بات سنا دی کہ جمرہ کی رمی کس طرح کی جائے، اپنے اپنے خیموں میں آپ علیہ السلام کا خطبہ سن رہے تھے۔ صحابی کا بیان ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا کہ:

"ارموا الجمرة بمثل حصى الخذف".

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، ابوداؤد اور نسائی نے عبدالرحمن بن معاذ تیمی سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے خطاب میں فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منیٰ کے میدان میں قیام کیے ہوئے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سماعت کی قوت تیز تھی کہ وہ اپنے اپنے خیموں میں بیٹھے رسول اللہ ﷺ کا خطاب سن رہے تھے۔

عمر کے مطابق قربانی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قربانیوں کی تعداد ایک سو تھی، ۶۳ قربانیاں رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ سے ساتھ لائے تھے اور کچھ حضرت علی یمن سے لائے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان قربانیوں میں شریک کر لیا تھا۔ بقول امام ابن حبان وغیرہ نبی علیہ السلام نے اپنی عمر مبارک کی مناسبت سے اپنے دست مبارک سے ۶۳ اونٹ ذبح فرمائے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم کی معرفت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج میں ایک سو قربانیاں ذبح فرمائیں، ان میں سے ۶۳ خود اپنے دست مبارک سے ذبح کئے اور باقی ماندہ آپ علیہ السلام کے ارشاد سے کسی اور نے ذبح کئے۔ آپ ﷺ نے ہر قربانی سے ایک ایک بوٹی لی، پکایا اور شوربا پیا۔ صلح حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ نے جو قربان کئے ان میں ابوجہل کا اونٹ بھی شامل تھا جو

جنگ بدر میں بطور غنیمت آیا تھا۔

قصاب کی اجرت: ... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بہ روایت مجاہد بن جبر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے سو اونٹ ذبح فرمائے ۳۰ اونٹ ان میں سے اپنے دست مبارک سے ذبح کئے اور باقی ۷۰ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ذبح کرنے کا حکم فرمایا اور فرمایا ان کا گوشت، چمڑا اور پالان لوگوں میں تقسیم کردیں اور قصاب کو ذبح کرنے کی اجرت نہ دیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ہر جانور سے ایک ایک بوٹی جمع کر کے پکاؤ تاکہ ہم گوشت کھا سکیں اور شوربہ پی سکیں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حسب حکم پکایا (پھر دونوں نے کھایا)۔

متفق علیہ روایت میں ابن ابی لیلیٰ کی معرفت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اونٹ ذبح کرنے کا حکم فرمایا اور ان کے پالان، چمڑے اور گوشت تقسیم کرنے کا بھی حکم فرمایا (نیز تاکید فرمائی) کہ قصاب کو ان میں سے کچھ بھی اجرت نہ دو بلکہ یہ فرمایا کہ اس کی اجرت ہم اپنی جیب سے ادا کریں گے۔

ابوداؤد نے عرفہ بن حارث کندی سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا آپ ﷺ کے پاس قربانی کا اونٹ لایا گیا تو فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ کو بلاؤ۔ چنانچہ وہ آئے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا نیزے کا نچلا حصہ تم پکڑو اور خود اوپر والا حصہ پکڑا۔ پھر دونوں نے اونٹ کو نیزے سے ذبح کیا۔ ذبح سے فارغ ہو کر آپ ﷺ خچر پر سوار ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھالیا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث میں منفرد ہیں۔ اس کی سند اور متن میں غرابت اور نکارت پائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قربانی کے دن رسول اللہ ﷺ نے جمرہ عقبہ کی رمی کی، پھر قربانی ذبح کی اور سر منڈایا۔

علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات کی طرف سے قربانی کی اور منیٰ میں اپنی طرف سے بھی ایک گائے ذبح فرمائی اور دو چتکبرے مینڈھوں کی قربانی فرمائی۔

آپ ﷺ کا سر منڈوانا: ... مسند احمد، مسلم اور بخاری میں سالم اور نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں سر منڈوایا۔ بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے حلق کروایا اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے بال کٹوائے۔

مسلم شریف میں یحییٰ بن حصین کا اپنی دادی سے یہ روایت مذکور ہے کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے سر منڈوانے والوں کے لئے تین مرتبہ رحمت کی دعا فرمائی اور بال کٹوانے والوں کے لئے ایک بار دعا فرمائی۔

مسلم شریف میں یہ روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمرہ عقبہ کی رمی کر کے منیٰ میں اپنی قیام گاہ میں تشریف لائے اور قربانی کی پھر حجام کو سر کے دائیں جانب اشارہ کر کے فرمایا یہ مونڈ دے پھر بایاں حصہ، پھر تمام مبارک بال لوگوں میں تقسیم کردیے۔ ایک روایت میں ہے کہ دایاں حصہ منڈوا کر بال لوگوں میں دو دو ایک ایک کر کے تقسیم کردیے اور بائیں حصے کے تمام بال حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو عنایت کردیے۔ ایک اور روایت میں یہ بھی ہے کہ دائیں حصے کے بال حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دیے اور بائیں حصے کے بال ان کو لوگوں میں تقسیم کرنے کیلئے دیے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حجام رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک مونڈ رہا ہے اور لوگ آپ کے گرد حلقہ باندھے کھڑے ہیں تاکہ کوئی بال زمین پر نہ گرنے پائے۔ (تفرد بہ احمد)

میں نے آپ کے خوشبو لگائی: ... احرام کھولنے کے لیے آپ نے طواف افاضہ سے پہلے اور قربانی کے بعد خوشبو لگائی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن ابی بکر کی معرفت) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ان دونوں ہاتھوں سے خوشبو لگائی، جب آپ ﷺ نے احرام باندھنے کا ارادہ کیا اور طواف الافاضہ سے پہلے احرام اتارتے وقت۔ یہ بیان کر کے حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر یہ کیفیت بیان کی اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ خوشبو میں کستوری کی آمیزش تھی۔

یہ روایت امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی اور عبدالرزاق سے مسند میں عروہ اور سالم از عائشہ رضی اللہ عنہا مذکور ہے۔

نیز صحیحین اور مسلم شریف میں اسود، قاسم اور عروہ از عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہ قصہ مذکور ہے اس میں خوشبو کا مانگ میں چمکنا بیان کیا گیا ہے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد محرم پر سوائے مباشرت کے ہر چیز جو احرام کی وجہ سے حرام تھی حلال ہو جاتی ہے اور طواف افاضہ کے بعد مباشرت بھی حلال ہو جاتی ہے۔ ایک شخص نے سوال کیا، جناب خوشبو بھی؟ تو آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کستوری لگاتے دیکھا ہے، کیا یہ خوشبو نہیں؟

احرام کھولنا کیا طواف افاضہ کے ساتھ مشروط ہے؟ سنن ابی داؤد "باب الافاضۃ فی الحج" میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے قربانی کی شب رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تھے وہب بن زمعہ اور ایک اسدی شخص قمیص پہنے ہوئے آئے، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تم نے طواف افاضہ کر لیا؟ انہوں نے کہا، نہیں! تو آپ ﷺ نے فرمایا قمیص اتار دو۔ چنانچہ انہوں نے اپنی اپنی قمیص اتار دی تو وہب رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیوں ضروری ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا قربانی کے دن جمرہ عقبہ کی رمی اور قربانی کے بعد ماسوا احرام کی وجہ سے جو چیز حرام ہو سوائے مباشرت کے سب حلال اور مباح ہو جاتی ہے یہاں تک کہ تم طواف افاضہ سے فارغ ہو جاؤ۔ اگر شام ہو جائے اور تم نے طواف افاضہ نہ کیا ہو تو تم پہلے کی طرح محرم بن جاؤ گے یہاں تک کہ تم طواف کر لو۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا قصہ ذکر کرنے کے بعد ابو عبیدہ بن عبداللہ بن زمعہ کا بیان بھی نقل کرتے ہیں کہ مجھے ام قیس بنت محصن نے بتایا کہ قربانی کے دن پچھلے پہر میرے بھائی عکاشہ اپنے چند اسدی دوستوں کے ہمراہ قمیص پہنے باہر گئے پھر قمیص اتار کر ہاتھوں میں لئے ہوئے واپس چلے آئے۔ میں نے وجہ پوچھی تو انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کا یہی فرمان سنایا جو آپ ﷺ نے وہب بن زمعہ اور اس کے ساتھی کو فرمایا تھا۔ یہ حدیث نہایت غریب ہے جو متروک ہے ہمارے علم میں اس حدیث پر عمل کا کوئی بھی قائل نہیں۔

اہل علم نے اس حدیث پر عمل نہ کرنے کی مندرجہ ذیل وجوہات بیان کی ہیں۔

(۱).... بقول امام منذری اس کی سند میں اضطراب کا احتمال ہے۔

(۲) قمیص عطر میں بسی ہوئی تھیں جن کا مباشرت میں ملوث ہونے کا خطرہ تھا اسی وجہ سے قمیص اتارنے کا حکم فرمایا۔

(۳)....فرصت ہوتے ہوئے طواف افاضہ میں تاخیر کرنے کے باعث تنبیہاً احرام کے اعادہ کا حکم فرمایا۔ (از مترجم)

طواف افاضہ..... مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ منیٰ سے سوار ہو کر مکہ تشریف لائے اور وہیں ظہر پڑھی، پھر فرزندان عبدالمطلب کے پاس تشریف لائے وہ زمزم کا پانی کھینچ رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا خوب کھینچو مجھے عوام کے غلبہ آنے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں بھی تمہارے ساتھ ڈول کھینچتا، چنانچہ انہوں نے آپ کی خدمت میں ڈول پیش کیا آپ ﷺ نے اس سے نوش فرمایا۔

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ طواف کے لئے زوال سے پہلے روانہ ہوئے طواف سے فراغت کے بعد نماز ظہر ادا کی اور مسلم شریف میں نافع از ابن عمر رضی اللہ عنہ منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ طواف افاضہ کے بعد واپس چلے آئے اور ظہر کی نماز منیٰ میں ادا کی۔

تطبیق کی صورت حدیث جابر رضی اللہ عنہ اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ میں اس طرح تطبیق ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر مکہ میں ادا کی اور منیٰ چلے آئے۔ اور منیٰ میں آپ ﷺ نے لوگوں کا انتظار پایا، پھر ان کو بھی ظہر کی نماز باجماعت پڑھا دی ہو، بہرحال ظہر کی نماز کے وقت رسول اللہ ﷺ کا دونوں جگہ ہونا ممکن ہے کیونکہ گرمی کا موسم تھا اور دن طویل تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے پہلے پہر میں چار کام سر انجام دیئے کہ مزدلفہ سے اجالے میں طلوع آفتاب سے پہلے ہی روانہ ہوئے اور منیٰ میں پہنچ کر جمرہ عقبہ کو سات کنکر مارے، پھر ۶۳ اونٹ ذبح کئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ۳۷ پھر ہر قربانی سے بوٹی بوٹی جمع کر کے سالن پکایا پھر اسے تناول فرمایا

پھر آب زمزم نوش فرمایا۔

ان تمام امور سے فراغت کے بعد آپ منیٰ سے واپس ہو کر مکہ میں تشریف لائے اور ایک دن تک قیام فرمایا۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہیں معلوم ہوتا ہے کہ جس خطبہ بیت اللہ جانے سے پہلے خطاب فرمایا تھا وہ ظہر کے بعد والا تھا۔ خلاصہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ سوار ہو کر بیت اللہ شریف پہنچے اور سواری پر ہی بیت اللہ کا طواف کیا۔ سواری ہی کی حالت میں ظہر جیسے کہ مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے۔ پھر زمزم کا پانی اور زمزم کے پانی کا نبیذ بھی پیا۔

اس روایت سے یہ بات پوری طرح واضح ہو گئی کہ حضور ﷺ نے ظہر کی نماز مکہ مکرمہ میں ادا فرمائی اور یہ احتمال بھی ہے کہ آپ ﷺ نے ظہر آخری وقت میں منیٰ میں بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کو جماعت پڑھائی ہو۔ ان حضرات کی روایات اختلاف روایت کی وجہ سے امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ بھی دونوں کا فیصلہ کرنے میں بے بس اور قاصر رہے ہیں۔

سنن ابی داؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن آخری پہر (حین صلى الظهر) نماز ظہر کے وقت طواف کیا پھر منیٰ واپس چلے آئے۔ منیٰ میں تشریق کے ایام گزارے، زوال آفتاب کے بعد رمی کیا کرتے تھے، ہر جمرے کو سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے تھے۔

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ آپ ﷺ نے مکہ میں ظہر پڑھی۔ اور دونوں کی یادداشت اور عقل و فہم حضرت ابن عمر سے زیادہ قوی ہے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ بات غلط ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں یہ تصریح نہیں کہ آپ ﷺ نے مکہ میں نماز ظہر پڑھی۔ بلکہ اگر روایت میں "حتى صلى الظهر" کے الفاظ محفوظ ہوں تو یہ احتمال ہے کہ آپ ﷺ نے مکہ میں ظہر پڑھی ہو اور اگر روایت میں "حین صلى الظهر" کے الفاظ محفوظ ہوں (اور یہی قرین قیاس ہے) تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ علیہ السلام نے منیٰ سے روانگی سے پہلے ہی ظہر پڑھ لی ہو۔

حضرت ابن عمر کی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بالکل متضاد اور خلاف ہے کیونکہ صحیح حدیث سے واضح ہے کہ آپ علیہ السلام نے منیٰ روانگی سے پہلے ظہر پڑھی اور روایت جابر رضی اللہ عنہ سے صاف ظاہر ہے کہ زوال سے پہلے بیت اللہ کی طرف روانہ ہو کر نماز ظہر مکہ میں ادا کی۔

طواف زیارت رات کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (ابو الزبیر از عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ) معلق بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رات تک طواف زیارت موخر کیا۔ یہ معلق روایت سنن اربعہ میں (یحییٰ بن سعید، عبدالرحمن بن مہدی، وکیع بن جراح عن سفیان ثوری، ابو الزبیر) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی والے دن رات تک طواف موخر کیا اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ نیز امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن عبداللہ بن ابی الزبیر) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا و حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رات تک طواف زیارت موخر فرمایا (الحدیث)

رات کا طواف تب ہو گا جب یہ حدیث "بعد از زوال" پر محمول ہو کہ پچھلے پہر آپ نے طواف کیا تو یہ صحیح ہے اور اگر "بعد از غروب" پر محمول ہو تو یہ غریب ہے اور صحیح روایات کے خلاف ہے جن میں یہ صراحت مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دن کو طواف کیا اور قربانی والے دن طواف کیا اور زمزم کا پانی پیا۔

رات کو طواف بعض روایات کی توجیہ یہ ہے کہ طواف وداع کو بعض راوی طواف زیارت سے بھی تعبیر کرتے ہیں یا یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ اس سے نفلی طواف زیارت مراد ہو۔

ہر شب طواف منیٰ میں قیام کے دوران حضور ﷺ ہر رات بیت اللہ شریف لایا کرتے تھے یا کسی حد تک حقیقت ہے، امام

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو طواف کی اجازت دی چنانچہ وہ دوپہر کے وقت بیت اللہ کا طواف افاضہ کر آئے اور خود رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات کے ساتھ رات کو طواف کیا۔ یہ حدیث بھی غریب ہے مگر عروہ اور ابن زبیر طاؤس اور عروہ سے نقل ہیں کہ آپ ﷺ نے رات کو طواف کیا۔

طواف کے بارے میں جمہور کا مسلک .... صحیح روایات سے بھی ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن دن کے وقت طواف کیا اور یہی جمہور کا مسلک ہے قرین قیاس یہ ہے کہ ظہر سے پہلے ہی طواف کیا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ ظہر کے بعد ہو واللہ اعلم۔ خلاصہ کلام یہ کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور سوار ہو کر بیت اللہ ﷺ کا طواف کیا پھر زمزم کے پاس آئے اور فرزندان عبد المطلب لوگوں کو پانی پلا رہے تھے تو آپ علیہ السلام نے پانی کا ایک ڈول منگوا کر پیا اور بقیہ اپنے اوپر ڈال لیا۔

نبیذ ..... مسلم شریف میں بکر بن عبد اللہ مزنی کا بیان ہے کہ کسی نے بیت اللہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سواری پر تشریف لائے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ سواری پر پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے آپ ﷺ کی خدمت میں "نبیذ" کھجور کا شربت پیش کیا چنانچہ آپ علیہ السلام نے خود پیا اور بچا ہوا حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو دیا اور فرمایا کہ خوب خوب ایسا ہی "کیا کرو"۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حجاج کرام کو نبیذ پیش کرتے ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد مبارک کو ترک نہیں کرنا چاہتے۔

ایک دیہاتی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کیا وجہ ہے تمہارے عزیز تو دودھ اور شہد پلاتے ہیں اور تم صرف نبیذ یعنی صرف کھجور کے شربت پر اکتفا کرتے ہو کیا یہ تنگدستی کی وجہ سے یا بخل اور کنجوسی کی وجہ سے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا الحمد للہ بخل اور تنگدستی کی کوئی بات نہیں اصل حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھائے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے پانی طلب فرمایا، ہم نے نبیذ یعنی کھجور کا شربت پیش کیا، آپ علیہ السلام نے نوش فرما کر کہا بہت اچھا ایسا ہی کرتے رہو۔ یہ ہے حقیقت۔

بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سقایہ (سبیل) پر تشریف لائے پانی طلب فرمایا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فضل رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جاؤ اپنی والدہ سے پانی لے آؤ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تکلف نہ کرو یہی پلا دو۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ لوگ اس میں ہاتھ ڈالتے رہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تکلف نہ کرو یہی پلا دو چنانچہ آپ علیہ السلام نے نوش فرمایا۔ پھر زمزم کے کنوئیں کے پاس تشریف لائے تو فرزندان عبد المطلب لوگوں کو پانی پلانے میں مصروف تھے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کام کو انجام دیتے رہو۔ تم نیک کام کر رہے ہو اگر لوگوں کے غالب آنے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں بھی رسی کندھے پر رکھ کر پانی نکالتا۔

عاصم شعبی کی معرفت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں زمزم کا پانی پیش کیا تو آپ علیہ السلام نے کھڑے ہو کر پیا۔ عاصم کہتے ہیں کہ عکرمہ نے حلفاً کہا کہ رسول اللہ ﷺ اس دن شتر پر سوار تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اونٹنی پر سوار تھے۔

امام احمد عکرمہ از ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سوار ہو کر طواف کیا اور حجر اسود کا چھڑی سے استلام کیا، پھر سقایہ پر تشریف لائے اور پانی طلب فرمایا۔ انتظامیہ نے کہا اس پانی میں لوگ میلے کچیلے ہاتھ ڈالتے رہتے ہیں ہم گھر سے پانی لے آتے ہیں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا تکلف کی کوئی ضرورت نہیں اسی سے پلا دو۔ ابو داؤد میں بھی یہ روایت اس سند سے بیان ہوئی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زمزم پر تشریف لائے ہم نے ڈول میں پانی پیش کیا تو آپ علیہ السلام نے نوش فرمایا پھر آپ نے ڈول میں کلی کر کے وہ پانی زمزم کے کنوئیں میں ڈال دیا اور فرمایا کہ اگر مجھے لوگوں کے غالب ہو جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں بھی اپنے ہاتھوں سے خود پانی کھینچتا۔ (انفرد بہ احمد واسنادہ علی شرط مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ سعی نہیں کی بلکہ پہلی سعی پر اکتفا فرمایا۔۔۔ صحیح مسلم شریف میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور قارن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صرف ایک مرتبہ سعی کی۔ نیز مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا (یہ روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عمرے پر حج کی نیت کا اضافہ کر کے قارن ہو چکی تھیں) کہ حج اور عمرے کے لئے صرف ایک طواف اور ایک مرتبہ سعی صفا مروہ کافی ہے۔

حنابلہ کا مسلک۔۔۔۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب و اتباع کے نزدیک حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا مذکورہ بالا قول قارن و متمتع دونوں کیلئے عام ہے۔ نیز امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے صراحۃً منقول ہے کہ متمتع کو ایک ہی طواف کافی ہے اور یہ قول غریب ہے اور اس کا ماخذ معلوم ہے۔ واللہ اعلم۔

ائمہ ثلاثہ کا مسلک۔۔۔۔ احناف، شوافع اور مالکیوں کے نزدیک متمتع کیلئے دو طواف اور دو سعی ضروری ہیں بلکہ احناف نے تو قارن کے لئے بھی دو طواف اور دو سعی ضروری قرار دیئے ہیں اور وہ اس مسئلے میں منفرد ہیں۔ یہ مسئلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اور موقوفاً دونوں طرح منقول ہے اور ہم گزشتہ اوراق میں بیان کر چکے ہیں کہ ان روایات کی اسناد ضعیف ہیں اور صحیح روایات کے خلاف ہیں۔ واللہ اعلم۔

نماز ظہر کے بعد منیٰ میں۔۔۔ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ مکہ میں ظہر کی نماز ادا کر کے منیٰ واپس چلے آئے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق واپسی کے بعد نماز ظہر منیٰ میں ادا کی (رواہ مسلم) ان ہر دو حدیثوں میں تطبیق اس طرح ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ اور منیٰ دونوں مقامات پر ظہر کی نماز ادا کی۔ واللہ اعلم۔ ان مختلف روایات میں تعارض کی وجہ سے امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں توقف کیا ہے اور وہ اس کا فیصلہ نہیں کر سکے۔

ابوداؤد کی روایت تاہم از حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا "افاض رسول اللہ ﷺ من آخر یومہ حین صلی الظہر ثم رجع الی منی الخ" سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کے دن رسول اللہ ﷺ زوال کے بعد مکہ مکرمہ تشریف لے گئے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کے بالکل مطابق ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کا مطابق ہونا محل نظر ہے۔ واللہ اعلم۔

آپ ﷺ کا قربانی کے روز خطبہ۔۔۔۔ منیٰ میں رسول اللہ ﷺ نے ایک عظیم خطاب فرمایا کئی احادیث میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "ایام منیٰ میں خطبہ" کے باب کے ذیل میں عکرمہ رضی اللہ عنہ از ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی والے دن خطاب فرمایا۔ اے لوگو! یہ کون سا دن ہے؟ حاضرین نے عرض کیا قابل احترام دن۔ پھر پوچھا یہ کون سا شہر ہے؟ انہوں نے کہا عزت و ذی وقار شہر۔ پھر پوچھا یہ کون سا مہینہ ہے؟ سبھی نے کہا حرمت والا مہینہ۔ پھر آپ علیہ السلام نے کئی مرتبہ فرمایا تمہاری جان و مال اور عزت و آبرو ایک دوسرے کے لئے اسی طرح قابل احترام ہے جس طرح یہ دن اس شہر اور اس مہینے میں قابل عزت و احترام ہے۔ پھر آپ علیہ السلام نے سر آسمان کی جانب اٹھا کر فرمایا الٰہی! میں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا خداوندا! میں تبلیغ کا فریضہ سر انجام دے چکا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بقول یہ در اصل امت کو یہ وصیت تھی کہ حاضر غیر حاضر کو اسلام کی تبلیغ و تلقین کرے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد مرتد نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی ہلاکت کے درپے ہو۔ ([illegible])

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن خطاب فرمایا کیا معلوم ہے یہ کون سا دن ہے؟ حاضرین نے جواب دیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ پھر آپ ﷺ خاموش رہے حاضرین سمجھے کہ آپ علیہ السلام اس دن کا کوئی اور نام تجویز کریں گے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا یہ قربانی کا دن نہیں؟ حاضرین نے کہا کیوں نہیں بے شک یہ قربانی کا دن ہے۔

پھر ارشاد ہوا کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے کہا "خدا اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں" ہمارا خیال تھا کہ آپ ﷺ اس مہینے کا کوئی اور نام

تجویز فرمائیں گے۔ معمولی خاموشی کے بعد آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کیا یہ ذوالحج کا مہینہ نہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، کیوں نہیں۔ (بالکل ذوالحج ہے)۔

پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ سننے والوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ہم سے زیادہ معلوم ہے آپ ﷺ چپ رہے حتی کہ ہر فریق کا خیال تھا کہ آپ ﷺ اس مہینہ کا نام تبدیل کر دیں گے۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا یہ "بلد حرام" نہیں؟ عرض کیا کیوں نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا مال اور جان ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے جس طرح یہ دن اس ماہ میں اور اس شہر میں حرام ہے۔

سنو! کیا میں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا؟ سب لوگوں نے تصدیق کی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا الٰہی گواہ رہنا، اللھم اشہد، مزید فرمایا جو حاضر ہے وہ غائب کو بتا دے کیونکہ بہت سے غائب سامع سے زیادہ یادداشت رکھتے ہیں۔ میرے بعد مرتد نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

مسلم شریف کی روایت میں یہ بھی ہے کہ پھر آپ علیہ السلام نے دو چتکبرے مینڈھے ذبح کئے اور بکریوں کا ایک ریوڑ ہم میں تقسیم فرما دیا۔ مسند احمد میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں فرمایا، بیشک زمانہ گھوم گھام کر اپنی اصلی وضع پر آ گیا ہے جیسے عالم کی پیدائش کے وقت تھا۔ سال بارہ ماہ کا ہے ان میں چار ماہ قابل احترام ہیں تین تو مسلسل ہیں ذی قعدہ، ذی الحج اور محرم چوتھا رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔ اس کے بعد حدیث میں وہی سوال جواب مذکور ہیں جو بخاری کی روایت میں منقول ہیں۔

مسند احمد، ابوداؤد اور نسائی میں یہ روایت محمد بن سیرین از ابوبکرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے اس سند میں انقطاع ہے کیونکہ مسلم اور بخاری میں یہ روایت محمد بن سیرین از عبدالرحمن بن ابی بکرہ مذکور ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سوال و جواب متعدد مقامات پر محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر از ابن عمر نقل کئے ہیں۔

مقام خطاب ..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں قربانی کے دن جمرات کے درمیان کھڑے ہو کر یہ ارشاد فرمایا یہ حج اکبر کا دن ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الٰہی گواہ رہنا اور لوگوں کو الوداعی نصیحت فرمانے لگے تو سننے والوں نے کہا یہ حجۃ الوداع ہے۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ میں یہ پوری سند مذکور ہے۔ آپ ﷺ کا جمرات کے پاس کھڑے ہو کر خطاب فرمانا ممکن ہے جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد اور طواف زیارت سے پہلے ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ طواف زیارت کے بعد دوسرے دن رمی جمرات کے بعد خطاب فرمایا ہو۔ لیکن پہلا احتمال ہی صحیح ہے امام نسائی کی مندرجہ ذیل حدیث سے عیاں ہے۔

یحییٰ بن حصین اپنی دادی ام حصین سے نقل کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی سواری کی مہار حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہے اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کپڑا تان کر سایہ کئے ہوئے ہیں۔ جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد آپ ﷺ نے طویل خطبہ ارشاد فرمایا اس خطبہ میں فرمایا اگر سیاہ فام نکٹا غلام بھی تمہارا امیر مقرر کر دیا جائے جو تمہاری قیادت قرآن کے احکام کے مطابق کرے تو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو۔ خطبہ کے دوران سوال و جواب کا واقعہ مسند احمد میں ابوامامہ، ابوکاہل اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مذکور ہے۔

ابوبکر بن ابی شیبہ نے بھی یہ بیان کیا ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے محمد بن باقر نے بھی بیان کیا۔ امام احمد اور ابن ماجہ نے از ابوصالح از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ مسند احمد اور سنن نسائی میں ہلال بن یساف از سلمہ اشجعی مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، ناحق کسی کو قتل نہ کرو، زنا نہ کرو، چوری نہ کرو۔

حجۃ الوداع کا خطبہ ..... امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اسامہ بن شریک سے نقل کیا ہے کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا اپنی والدہ، والد، بہن بھائی اور پھر درجہ بدرجہ تمام رشتہ داروں سے حسن سلوک کرو۔ کچھ لوگوں نے آ کر دریافت کیا کہ ہمارے اہل عرب بعض پر ظلم کرتے ہیں؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی بھی کسی پر ظلم و زیادتی نہ کرے۔ پھر کسی نے یہ سوال پوچھا کہ کنکریاں نہیں ماریں تو آپ ﷺ نے فرمایا اب مار لو کوئی حرج نہیں۔ پھر کسی شخص نے یہ پوچھا یا رسول اللہ ﷺ طواف افاضہ نہیں کر سکا تو فرمایا کہ اب کر لو کوئی حرج نہیں۔ پھر ایک

شخص نے دریافت کیا ذبح کرنے سے پہلے میں سرمنڈا چکا ہوں فرمایا کہ ذبح کرلو اس تقدیم وتاخیر میں کوئی حرج نہیں کوئی سائل بھی پوچھتا آپ ﷺ فرماتے اب کرلو کوئی حرج نہیں۔

پھر فرمایا کہ اس تقدیم وتاخیر میں کوئی گناہ نہیں البتہ وہ گناہ گار ہے جس نے قرض ادا نہ کیا اور فرمایا جاتے ہو سوائے بڑھاپے کے اللہ تعالیٰ نے ہر مرض کا علاج پیدا کیا ہے۔ صحیحین میں مسند احمد اور سنن نسائی میں شعبہ ابوزرعہ جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا لوگوں کو خاموش کراؤ۔ پھر خطبہ کے دوران فرمایا:

"لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض"۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ سلیمان بن عمرو کے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے تین بار فرمایا یہ کون سا دن ہے؟ حاضرین نے جواب دیا حج اکبر کا دن، پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا:

فان دماءکم واموالکم وعرضکم بینکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی بلدکم ھذا، ولا یجنی جان علی والدہ۔

اور فرمایا شیطان اب تمہارے علاقے میں اپنی عبادت سے مایوس ہو چکا ہے اب اس کی اطاعت وہ چند معمولی اور حقیر کاموں میں ہوگی وہ اسی پر خوش اور مطمئن ہوگا۔ خون اور جاہلیت کا سود اور بیاج معاف ہے صرف اصل سرمایہ وصول کرنے کا حق ہے کہ نہ زیادتی اور حق تلفی ہو دونوں میں سے کسی پر بھی ظلم نہ ہو۔

قربانی والے دن خطبہ..... کے عنوان کے تحت امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ہرماس بن زیاد باہلی سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بھی قربانی کے دن عضباء اونٹنی پر سوار خطاب کرتے دیکھا۔

عالی سند..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عکرمہ بن عمار ہرماس) سے نقل کرتے ہیں کہ میں اپنے والد زیاد کے پیچھے سوار تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو قربانی کے دن منیٰ میں عضباء نامی اونٹنی پر سوار خطاب کرتے دیکھا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بواسطہ سلیم بن عامر کلاعی کی معرفت حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کیا ہے کہ میں نے عید قربانی کے دن رسول اللہ ﷺ کا خطاب سنا آپ ﷺ جدعاء کی رکابوں پر کھڑے نہایت بلند آواز سے فرما رہے تھے کیا تم سنتے نہیں؟ ایک صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کیا ارشاد فرمانا چاہتے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا "اپنے رب اور پروردگار کی عبادت کرو، پانچ وقت نماز ادا کرو، ماہ رمضان کے روزے رکھو اور امیر کی اطاعت کرو اس طرح پر چلو تو سیدھے جنت میں داخل ہو جاؤ گے"۔

سلیم کلاعی کہتے ہیں کہ میں نے ابوامامہ سے پوچھا آپ کی عمر اس وقت کتنی تھی؟ فرمایا تیس سال۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ شرحبیل بن مسلم خولانی کی معرفت حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا خطاب حجۃ الوداع میں سنا اللہ تعالیٰ نے ہر وارث کا حصہ مقرر کر دیا ہے کسی وارث کے لئے کوئی وصیت جائز نہیں، ولد صاحب فراش کا اور شوہر کا ہے اور زانی کا نصیب ناکامی اور سنگساری ہے اور ان کے اعمال کا حساب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور جو شخص اپنا نسبی تعلق کسی اور سے جوڑے یا غلام اپنے آقاؤں سے موالات کا انکار کرے تو اس پر قیامت تک اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے، بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر گھر کی کوئی چیز خرچ نہ کرے، پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کھانا اناج بھی؟ فرمایا یہی تو ہمارا بہترین سرمایہ ہے مانگ کر لی ہوئی چیز واپس کی جائے اور عطیہ کا جانور واپس کرنا چاہیے اور قرضہ واجب الادا ہے اور ضامن ذمہ دار ہے۔

قربانی کے دن کب خطاب ہوا کے عنوان کے تحت امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے رافع بن عمرو مزنی سے بیان کیا ہے کہ منیٰ میں میں نے رسول اللہ ﷺ کو چاشت کے وقت دن چڑھے خچر پر سوار خطاب کرتے سنا حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا خطاب دہرا رہے تھے۔ سامعین بیٹھے

ہوئے تھے اور کچھ کترے تھے۔ [illegible]

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ عامر مزنی سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں سواری پر خطاب فرمایا آپ ﷺ کے کندھوں پر سرخ چادر تھی، ایک بدوی آپ ﷺ کا مہار کی نکیل تھامے ہوئے تھا، میں آپ کے اتنا قریب ہو گیا حتیٰ کہ آپ کے پاس اور قریب گیا حتیٰ کہ میں آپ کے پاؤں کی ٹھنڈک سے محظوظ ہوا۔

امام خطبہ میں کیا بیان کرتے ... کے باب کے ذیل میں امام ابوداؤد عبدالرحمن بن معاذ تیمی سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں خطبہ فرمایا اور ہماری قوت سماعت اس قدر تیز تھی کہ ہم اپنی قیام گاہوں میں بیٹھے آپ علیہ السلام کا خطاب سن رہے تھے۔ آپ ﷺ نے مناسک حج اور قربانی کے مسائل بتائے حتیٰ کہ کنکری مارنے کا طریقہ اور کنکری کا حجم بھی بتایا، پھر آپ ﷺ نے مہاجرین کو مسجد کے سامنے اور انصار کو مسجد کے پیچھے قیام کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ دوسرے لوگ ان کے بعد قیام پذیر ہو گئے۔ [illegible]

صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص سے بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی والے دن خطاب فرمایا اور متعدد سوالات کے جواب دیئے۔ نیز متفق علیہ روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے قربانی کے دن کی گئی کاموں میں تقدیم و تاخیر کے متعلق پوچھا گیا تو علیہ السلام نے فرمایا کہ تقدیم و تاخیر کی پرواہ کئے بغیر فرمایا اب کر لو کوئی حرج نہیں۔

منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کہاں مقیم ہوئے ... مشہور ہے کہ رسول اللہ ﷺ منیٰ میں مسجد خیف کے مقام پر قیام پذیر ہوئے، مہاجرین کو دائیں اور انصار کو بائیں جانب قیام کا حکم فرمایا اور باقی لوگوں کو ان کے درمیان قیام کرنے کا حکم فرمایا۔ امام بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ علیہ السلام کے لئے کوئی مکان تعمیر کر دیں؟ آپ اس کے سائے میں آرام فرمائیں، فرمایا بالکل نہیں، منیٰ میں پہلے آنے والے کا زیادہ حق ہے۔ امام ابوداؤد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم تجارتی سامان مکہ میں رکھ کر آتے تھے ہم سے کوئی ایک شخص (مال کی حفاظت کے لئے) مکہ میں رات گزارتا تھا اور رسول اللہ ﷺ منیٰ میں شب باشی فرماتے اور دن [illegible]

امام ابوداؤد ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حجاج کو پانی کی فراہمی کے لئے مکہ میں رات گزارنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ متفق علیہ

منیٰ میں دو رکعت کی نماز کی ادائیگی ... متفق علیہ روایت میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ منیٰ میں صحابہ کرام کو دو رکعت نماز پڑھایا کرتے تھے، امام شافعی وغیرہ اہل علم کا مسلک ہے کہ یہ قصر نماز سفر کی وجہ سے ہے۔ اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ حج کی وجہ سے قصر کرتے رہے اور کچھ حضرات کا منیٰ میں پوری نماز پڑھنے کا حکم فرمانے کا ان روایات میں ذکر نہیں ہے درحقیقت پوری نماز پڑھنے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دوران دیا تھا واللہ اعلم۔

ایام تشریق میں رمی ... امام ابوداؤد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے طواف افاضہ کے بعد ۱۳ تک منیٰ میں قیام فرمایا۔ زوال کے بعد ہر جمرے کو سات کنکریاں مارتے، ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہا کرتے۔ پہلے اور دوسرے جمرے کو کنکریاں مارنے کے بعد بڑی دیر تک وہیں کھڑے رہتے انکساری، عاجزی اور آہ و زاری کرتے اور تیسرے جمرے کے بعد دعا کے لئے نہ ٹھہرا کرتے۔ [illegible]

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح ان کا جماری رمی کا طریقہ بیان کر کے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ [illegible] عبدالرحمن [illegible] ھ نے ان کا دو جمروں کے پاس قیام کا اندازہ سورۂ بقرہ کی تلاوت کے مطابق کیا ہے اور [illegible] ھ نے سورۂ یوسف کی تلاوت کے مطابق کیا ہے۔ (ذکرھما البیہقی)

رخصت ..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن ابی بکر بن محمد، ابیہ، ابی البداح بن عدی، ابیہ) روایت کرتے ہیں کہ رسول

اللہ ﷺ نے چرواہوں کو ایک دن کے فاصلے سے رمی کرنے کی اجازت فرما دی۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرحمان، مالک، عبداللہ بن ابی بکر، والد، ابو البداح بن عاصم بن عدی، ابیہ) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چرواہوں کو منیٰ کی رات گزارنے سے مستثنیٰ فرمایا کہ وہ قربانی کے دن رمی کریں۔ پھر اگلی کریں یا آنے والے دو دن کی اکٹھی کر لیں۔

سنن اربعہ میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان کی روایت بیان ہوئی ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت حسن صحیح ہے۔ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سفیان کی سند سے صحیح اور مالک سے بالکل درست ہے کیونکہ سفیان کی سند سے یوں ہے کہ ابو البداح ابن عاصم بن عدی والد سے ہے جب کہ عدی دادا ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی سند اس غلطی سے مبرا ہے۔

کس دن خطاب ہوا۔۔۔ کے عنوان کے تحت امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ وہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ امام نے رسول اللہ ﷺ کو ایام تشریق کے وسط (یعنی ۱۲ ذوالحجہ) کو منیٰ میں خطاب کرتے دیکھا اور آپ ﷺ سوار تھے۔ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے مزید یہ بھی مختصر نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے یہ کون سا دن ہے؟ عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ ایام تشریق کا درمیانی دن ہے (یعنی ۱۲ ذوالحجہ)۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت مفصل بیان کی ہے۔ جس میں خطبہ بہت طویل بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اونٹنی پر سوار تھے اور آپ کے سامنے ہاتھ تھامے لوگوں کے ہجوم کو ہٹا رہا تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا مہینہ ہے اور کون سا دن؟ یہ کون سا شہر ہے؟ سب لوگوں نے کہا یہ حرمت والا دن، حرمت والا مہینہ اور حرمت والا شہر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری جانیں، مال اور عزتیں آپس میں ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جیسے کہ قیامت تک یہ دن، یہ مہینہ اور یہ شہر حرام ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا سنو! تم زندہ رہو گے خبردار! کسی پر ظلم و زیادتی نہ کرنا کسی پر ظلم و زیادتی نہ کرنا، کسی پر ظلم و زیادتی نہ کرنا۔ سنو! کسی مسلمان کا مال دوسرے کے لئے اس کی رضا اور خوشی کے بغیر حلال نہیں۔

سنو! دور جاہلیت کے قتل کے خون معاف ہیں اور یہ معافی قیامت تک کے لئے ہے۔ میرے پاؤں کے نیچے روند دیئے گئے ہیں۔ سب سے پہلے میں ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا خون معاف کرتا ہوں جو بنی سعد میں شیرخوار بچہ پرورش پا رہا تھا اور ہذیل نے قتل کر دیا تھا۔ دور جاہلیت کے تمام قرضوں پر سود بالکل ختم ہے اور سب سے پہلے میں عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کا سود معاف کرتا ہوں۔ اب صرف اصل رقم واجب الادا ہے۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو گے نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

سنو! زمانہ گردش کرکے پھر اپنی اصلی حالت پر آ گیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت (۹/۳۶) تلاوت فرمائی "مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں کتاب اللہ میں جس دن اللہ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ان میں سے چار حرمت والے ہیں" سنو! اپنے آپ پر ظلم و زیادتی نہ کرنا۔ سنو! میرے بعد مرتد نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ سنو! شیطان اس بات سے بالکل مایوس ہو چکا ہے کہ نمازی اس کی پوجا اور عبادت کریں لیکن وہ تمہیں آپس میں لڑانے بھڑانے پر آمادہ کرتا رہے گا۔ عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو وہ تمہارے پاس قیدی ہیں اپنے جسم و جان پر اختیار نہیں رکھتیں (وہ تمہارے ماتحت ہیں) تمہارا ان پر حق ہے اور ان کا تم پر حق ہے تمہارا حق یہ ہے کہ تمہارے بستر پر کسی غیر کو نہ آنے دیں اور کسی بھی غیر شخص کو گھر میں نہ آنے دیں۔ اگر تم (مرد) کو ان سے نافرمانی کا خطرہ ہو تو ان کو سمجھاؤ بجھاؤ اگر وہ باز آ جائیں تو ٹھیک۔ ورنہ ان سے علیحدگی اختیار کرو اور بستر چھوڑ دو۔ پھر بھی باز نہ آئیں تو معمولی ضرب لگاؤ۔ دستور کے مطابق کھانا، کپڑا ان کا حق ہے۔ تم نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر حاصل کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم و شریعت سے تم ان سے لطف اندوز ہوتے ہو۔ سنو! جس کے پاس کسی کی امانت ہے وہ اس امانت کو اس کے مالک تک پہنچا دے۔

پھر آپ ﷺ نے ہاتھ پھیلا کر فرمایا کیا میں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا؟ کیا میں نے وعظ و نصیحت کا فریضہ سرانجام دے دیا؟ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا حاضر غائب کو پہنچا دے کیونکہ بہت سے غیر حاضر سامعین سے زیادہ یادداشت اور فہم و فراست کے مالک ہوتے ہیں۔

بقول حمید، حسن بصری نے یہ فقرہ بیان کر کے فرمایا اللہ! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے واقعی خوب تبلیغ کی اور ایسی اقوام تک یہ پیغام پہنچایا کہ وہ اس کی

جہاں اب سات متفرق ہو گئے۔

یوم الرؤس کسے کہتے ہیں؟ ..... امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اہل مکہ کے نزدیک یہ بلا اختلاف یوم النحر یعنی قربانی کے دوسرے دن کا نام ہے اور یہ بھی مذکور ہے کہ وہ ایام تشریق کا درمیانی دن ہے۔

اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہاں اوسط بمعنی افضل و اشرف کے معنی میں ہو جیسے کہ "و کذلک جعلناکم امۃ وسطا" میں ہے۔ امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات بالکل بعید معلوم ہوتی ہے اور درست وہی ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں یعنی ۱۲ تاریخ کو۔ واللہ اعلم۔

سورۃ النصر کا نزول ..... حافظ ابو بکر بزار نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایام تشریق کے درمیانے دن منیٰ کے مقام پر حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ پر سورۃ النصر (اذا جاء نصر اللہ والفتح ..... الخ) نازل ہوئی تو آپ ﷺ سمجھ گئے کہ اب آپ کے کوچ کا وقت قریب ہے چنانچہ آپ علیہ السلام نے سواری پر پالان ڈالنے کا حکم فرمایا، پھر سوار ہو کر میدان عقبہ میں تشریف لائے اور لوگ بھی گرد و نواح سے آپ ﷺ کی جانب چلے آئے تو آپ ﷺ نے حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا: اے لوگو! دور جاہلیت کا ہر قتل معاف ہے سب سے پہلے میں ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون معاف کرتا ہوں جو بنی لیث میں پرورش پا رہا تھا کہ اسے بنو ہذیل نے قتل کر ڈالا تھا۔

دور جاہلیت کا ہر سود معاف ہے اور میں سب سے پہلے عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کا سود معاف کرتا ہوں۔

اے لوگو! زمانہ گھوم کر اپنی اصلی حالت یعنی ابتداء پیدائش کی حالت پر آ چکا ہے "سال میں" بارہ مہینے ہوتے ہیں چار ماہ ان میں سے حرمت والے ہیں، رجب جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے اور تین ماہ مسلسل ذی قعدہ، ذوالحجہ اور محرم یہ بہترین سیدھا حساب ہے ان میں کسی پر ظلم مت کرو (۹:۳۶) یہ مہینوں کا تقدم و تاخر کفر میں ترقی ہے اس سے کافر گمراہی میں پڑتے ہیں۔ ان مہینوں کو ایک سال تو حلال کر لیتے ہیں اور دوسرے سال اسے حرام کہتے ہیں تاکہ ان مہینوں کی تعداد پوری کر لیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرمت دی ہے یعنی ایک سال محرم کو صفر قرار دے لیتے ہیں دوسرے سال صفر کو محرم جانتے ہیں، یہی نسیئ کا مفہوم ہے۔

اے لوگو! جس کے پاس کسی کی امانت ہو وہ اسے ادا کر دے۔ شیطان اب مایوس ہو چکا ہے کہ تمہاری سلطنت میں اس کی عبادت کی جائے اب وہ تم سے معمولی اور حقیر گناہوں سے خوش ہو جائے گا، چنانچہ دین کے معاملے میں معمولی گناہوں سے بھی ہوشیار رہو۔

اے لوگو! تمہاری بیویاں تمہارے پاس قید ہیں، تم نے ان کو اللہ تعالیٰ سے امانت کے طور پر قبول کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان سے تم ان سے لطف اندوز ہوتے ہو، شوہروں کے بیویوں پر اور بیویوں کے شوہروں پر حقوق ہیں، شوہروں کا بیویوں پر یہ حق ہے کہ وہ غیر مردوں سے تمہارے بستر کو محفوظ رکھیں اور نیک کاموں میں تمہاری بالکل بھی نافرمانی نہ کریں، اگر وہ ایسی ہی ہوں تو تم پر ان کا کھانا اور لباس شوہروں کے دستور کے مطابق نان نفقہ ہے، اگر کبھی سرزنش کرنے کی ضرورت آ پڑے تو معمولی اور ہلکی پھلکی ضرب لگائی جائے، ان پر قبضہ اور تصرف ان کی رضا مندی کے بغیر بالکل جائز نہیں۔

اے لوگو! تمہارے پاس ایک ایسی چیز (کتاب اللہ) چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم لوگ اس پر عمل پیرا ہو گئے تو کبھی بھی گمراہ نہ ہو گے، سو اس پر عمل کرو۔ اے لوگو! یہ کون سا دن ہے؟ عرض کیا حرمت والا دن، پھر پوچھا کون سا شہر ہے؟ حاضرین نے عرض کیا محترم شہر ہے، پھر پوچھا کون سا مہینہ ہے؟ عرض کیا واجب الاحترام مہینہ ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے مال و جان اور عزت و آبرو کو ایک دوسرے پر ایسے واجب الاحترام ٹھہرایا ہے جیسے کہ یہ دن اس مہینے اور اس شہر میں قابل احترام ہے۔

سنو! حاضر غائب کو یہ تعلیمات پہنچا دے، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہوگی۔ پھر آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا الٰہی! گواہ رہنا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک معلق روایت بصیغہ جزم بیان کی ہے کہ ابو حسان، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر رات منیٰ سے بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے آیا کرتے تھے۔

ابن جریج، ابن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے معاذ بن ہشام نے ایک کتاب عطا کی، جس کا اسے اپنے والد سے سماع حاصل تھا، اس میں قتادہ از ابو حسان م ۱۳۰ھ کی معرفت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تک منیٰ میں مقیم رہے، ہر رات بیت اللہ کی زیارت کو آیا کرتے تھے۔ امام ابن جریج کا بیان ہے کہ ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے "جامع" میں طاؤس از ابن عباس رضی اللہ عنہ ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر رات منیٰ سے بیت اللہ کی زیارت کے لئے تشریف لایا کرتے تھے یہ روایت مرسل ہے۔

ذوالحج میں دنوں کے نام ...... ۶ ذوالحج کو "یوم الزینت" کہتے ہیں کہ اس دن حاجی اونٹوں اور سواریوں کو بناؤ سنگھار کرتے ہیں۔ ۷ ذوالحج کو "یوم الترویہ" کہتے ہیں کہ اس دن وہ پانی فراہم کرتے ہیں جو منیٰ میں قیام کے دوران کام آتا ہے۔ ۸ ذوالحج کو "یوم منیٰ" کہتے ہیں کہ اس دن وہ ابطح اور محصب سے چل کر منیٰ کی جانب سفر کرتے ہیں۔ ۹ ذوالحج کو "یوم عرفہ" کہتے ہیں کہ اس دن حاجی عرفات میں قیام کرتے ہیں۔ ۱۰ ذوالحج کو "یوم النحر، یوم حج" اور "حج اکبر" کا دن کہتے ہیں۔

۱۱ ذوالحج ایام تشریق کے پہلے دن کو یوم القر کہتے ہیں کہ یہ دن قرار اور سکون سے بسر کرتے ہیں اور "یوم الرؤس" اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس دن حاجی قربانیوں کے سر اور مغز کھاتے ہیں۔ ۱۲ ذوالحج کو "نفر اول" کا دن کہتے ہیں کہ اس دن منیٰ سے واپس آنا جائز ہے اور بعض اس کو "یوم الرؤس" بھی کہتے ہیں۔

۱۳ ذوالحج کو "نفر آخر" کا دن کہتے ہیں پھر جس نے دو دن کے اندر کوچ کرنے میں جلدی کی تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو شخص تاخیر کرے (۱۳ کو واپس آئے) تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔ (۲/۲۰۳)

واپسی میں نماز ظہر کی ادائیگی ...... ایام تشریق کے آخری دن بروز منگل ۱۳ ذوالحج کو رسول اللہ ﷺ مع رفقاء منیٰ سے واپس لوٹے اور وادی محصب جو مکہ اور منیٰ کے درمیان واقع ہے پہنچ کر نماز عصر ادا کی، جیسے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالعزیز بن رفیع کے ایک سوال کا جواب (جو انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے) بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آٹھ ذوالحج کو ظہر کی نماز منیٰ میں ادا کی اور ۱۳ ذوالحج کو عصر کی نماز محصب میں پڑھی۔

بطحاء میں پڑاؤ کرنا مسنون ہے ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر، عصر "مغرب" اور عشاء محصب میں ادا کر کے کچھ دیر آرام فرمایا، پھر بیت اللہ میں طواف وداع کے لئے چلے آئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے خالد بن حارث سے نقل کیا کہ عبیداللہ سے محصب میں اترنے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا مجھے عبیداللہ نے نافع کی معرفت بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ محصب میں نازل ہوئے۔ نافع رضی اللہ عنہ نے مزید بتایا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ وہاں ظہر اور عصر کی نماز ادا کرتے تھے (مغرب کے بارے میں مجھے وثوق سے یاد نہیں) بقول خالد عشاء آپ ﷺ نے قطعاً وہاں ادا کی، پھر معمولی دیر آنکھ جھپکی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ یہ طریقہ کار رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں۔

مسند احمد میں (عبداللہ عن نافع عن ابن عمر) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور خلفائے ثلاثہ محصب میں قیام فرمایا کرتے تھے۔ ابن ماجہ اور ترمذی میں (عبدالرزاق از عبیداللہ بن عمر از نافع از ابن عمر) منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور خلفاء ثلاثہ ابطح میں قیام کرتے تھے بقول ترمذی یہ حدیث حسن غریب ہے اور اس مسئلہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، ابی رافع اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایات بھی مذکور ہیں۔

مسلم میں (عبدالرزاق از معمر از ایوب از نافع از ابن عمر رضی اللہ عنہ) مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ محصب میں قیام کیا کرتے تھے۔ نیز مسلم میں (صخر بن جویریہ از نافع از ابن عمر رضی اللہ عنہ) بیان ہے کہ وہ محصب میں نزول فرمایا کرتے تھے اور ۱۳ ذوالحج کو ظہر عصر محصب میں پڑھا کرتے تھے، بقول نافع یہ فعل رسول اللہ ﷺ اور خلفاء سے بھی منقول ہے۔ مسند احمد میں (یونس، حماد، ایوب، حمید از بکر بن عبداللہ از ابن عمر) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر عصر مغرب اور عشاء وادی بطحاء میں ادا کی، پھر کچھ دیر آرام فرمایا اس کے بعد طواف وداع کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لائے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اسی پر عمل پیرا تھے۔ (رواہ ابو داؤد عن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ)

بخاری میں (اوزاعی از زہری از ابی سلمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام منیٰ میں فرمایا کہ کل ہم خیف بنی کنانہ یعنی محصب میں قیام پذیر ہوں گے جہاں کفار نے کفر کی حمایت میں حلف اٹھایا تھا اور مسلم شریف میں اوزاعی سے اسی طرح مروی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا آپ کل (۱۳ تاریخ کو) کہاں قیام پذیر ہوں گے؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا عقیل نے کوئی مکان چھوڑا بھی ہے (جہاں ہم قیام کریں یا سب فروخت کر دیئے ہیں) اس کے بعد فرمایا ان شاء اللہ کل ہم خیف بنی کنانہ میں قیام کریں گے جہاں بنو کنانہ نے کفر و شرک کی حمایت میں قریش کا تعاون و حلف کیا تھا کہ وہ خاندان بنی عبد المطلب سے شادی بیاہ اور ہر قسم کا بائیکاٹ جاری رکھیں گے جب تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ ان کے حوالے نہ کر دیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا مسلم اور کافر ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے۔

ان احادیث سے واضح ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے محصب اور خیف بنی کنانہ میں کفار قریش کو ذلیل و رسوا کرنے کے لئے قیام فرمایا تھا کہ اس مقام پر کفار قریش نے بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب سے مقاطعہ کی دستاویز تیار کی تھی۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ میں بھی دین کی سربلندی اور خودداری کی خاطر یہیں قیام فرمایا تھا۔ اسی کے بعد محصب میں قیام مسنون اور مرغوب عمل ہے اور بعض اہل علم کا یہی مسلک ہے۔

مقام محصب میں قیام کرنا مسنون نہیں..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مقام محصب میں اس وجہ سے قیام پذیر ہوئے کہ یہاں سے سفر آسان تھا۔ یہ قیام کوئی مسنون نہیں جس کا دل چاہے یہاں قیام کرے اور جس کا دل نہ چاہے نہ قیام کرے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ محصب میں اترنا ضروری نہیں یہاں رسول اللہ ﷺ یونہی ٹھہرے تھے۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (عثمان بن شیبہ، مسدد، سفیان، صالح بن کیسان) سلیمان بن یسار سے ابو رافع کا بیان نقل کرتے ہیں کہ (وہ رسول اللہ ﷺ کے سامان سفر کا نگران تھا) رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس میں قیام کرنے کا حکم نہیں فرمایا تھا مگر وہاں خیمہ نصب تھا تو آپ ﷺ وہاں اتر پڑے، یہی روایت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے قتیبہ، ابو بکر اور زہیر کی معرفت سفیان سے بیان کی ہے۔

نزول پر اختلاف..... الغرض یہ سب لوگ رسول اللہ ﷺ کے محصب میں نزول پر متفق ہیں۔ مگر اس بات پر اختلاف ہے کہ نبی علیہ السلام کا نزول وہاں اتفاقاً تھا کہ یہاں سے سفر آسان ہے یا بطور سنت کے یہ قیام پذیر ہوئے؟ بلکہ قرین قیاس یہ ہے کہ اس سے پہلے حجاج کرام طواف وداع کے بغیر ہی اپنے اپنے وطن کو روانہ ہو جاتے تھے۔ اب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر حاجی کا آخری عمل بیت اللہ کا طواف ہونا چاہئے۔

رسول اللہ ﷺ وہاں سے متصل ہی مقام مکہ سے روانہ ہوتے تو اس مختصر وقت میں اتنے بڑے مجمع کو طواف وداع کر کے سفر پر روانہ ہونا دشوار امر تھا لہٰذا رسول اللہ ﷺ کو یہاں رک کر ایک رات بسر کرنے کی ضرورت پیش آئی۔

محصب کے علاوہ کوئی مقام مناسب نہیں تھا۔ جہاں کفار قریش نے بنی کنانہ سے حلف کر کے معاہدہ کیا تھا کہ جب تک بنی ہاشم اور بنی مطلب رسول اللہ ﷺ کو ان کے حوالے نہ کریں ہم ان سے معاشی اور معاشرتی بائیکاٹ جاری رکھیں گے اور اللہ رب العزت نے ان کے اس معاہدہ کو نیست و نابود کر دیا اور ان کو ذلیل و رسوا کیا اور ہمیشہ اسلام کا بول بالا کیا۔ نبی علیہ السلام کو نصرت و معاونت فی الدین اسی مقام پر حاصل ہوئی اور بڑا مستحکم دین حاصل ہوا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ حج کیا ان کو مناسک حج اور اسلامی تعلیمات سے آگاہ فرمایا۔ فریضہ حج ادا کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ اسی مقام میں مقیم ہوئے جہاں کفار قریش نے کفر پر قسمیں کھائی اور بائیکاٹ پر معاہدہ کیا۔

یہیں رسول اللہ ﷺ نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز ادا کی اور تھوڑی دیر وہاں آرام کیا۔

تنعیم

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے بھائی عبد الرحمن بن ابی بکر کے ساتھ تنعیم کی طرف سے بھیجا تاکہ وہ عمرہ سے فراغت کے بعد واپس لوٹ آئیں تو رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کی جانب کوچ کرنے کا حکم دیا جیسا کہ ابو داؤد شریف میں حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ میں نے تنعیم سے احرام باندھ کر عمرہ کیا۔ عمرے سے فارغ ہو کر آئی اور رسول اللہ ﷺ ابطح میں میری آمد کے منتظر تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے لوگوں کو سفر کا حکم دیا اور رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے طواف کے بعد مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہو گئے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ میں منیٰ سے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ محصب میں آئی، پھر میں عمرے کے لئے چلی گئی عمرے سے فراغت کے بعد سحری کے وقت واپس آئی، رسول اللہ ﷺ نے کوچ کا اعلان فرما دیا چنانچہ آپ ﷺ نے فجر کی نماز سے پہلے طواف وداع کر لیا پھر مدینہ منورہ کا رخ کیا۔ (ابوداؤد)

فجر کی نماز کی ادائیگی.... بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز بیت اللہ میں ادا کی اور ایک رکعت میں سورۂ طور پوری تلاوت فرمائی، کیونکہ بخاری میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے طبیعت کی ناسازی کا اظہار کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا سوار ہو کر طواف کر لو چنانچہ میں نے طواف شروع کیا اور رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کی ایک جانب فجر کی جماعت کرا رہے تھے اور سورۂ طور تلاوت فرما رہے تھے۔ بخاری شریف میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سفر کا ارادہ فرمایا اور میں نے ابھی طواف نہیں کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا جب فجر کی جماعت ہو تو سوار ہو کر طواف کر لینا۔

ایک غلطی.... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو معاویہ، ہشام، عروہ، زینب بنت ابی سلمہ) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ "قربانی کے دن" فجر کی نماز میں ہمارے ہاں مکہ مکرمہ آ جانا۔ یہ سند مسلم کی شرط کی حامل ہے مگر کسی مصنف نے بھی اس کو بیان نہیں کیا۔ ممکن ہے لفظ "یوم النحر" کی راوی سے غلطی ہو یا کاتب سے سہواً یہ بات لکھی گئی ہو اور اصل میں "یوم النفر" ہے جس کی تائید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بالا روایت سے ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

بات کا خلاصہ.... خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز اور طواف سے فراغت کے بعد ملتزم سے چمٹے اور دعا فرمائی۔

امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ (مثنیٰ بن صباح، عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ) نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنا چہرہ مبارک اور سینہ مبارک ملتزم سے لگاتے دیکھا۔ مگر اس کا مثنیٰ راوی ضعیف ہے۔

آپ علیہ السلام کی روانگی.... رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ کے نچلے راستے سے مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کداء کی طرف سے مکہ میں داخل ہوئے اور سفلیٰ کی جانب سے (مدینہ کیلئے) روانہ ہوئے۔ (متفق علیہ) بخاری شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں ثنیہ علیا سے (جو بطحا کی جانب ہے) داخل ہوئے اور ثنیہ سفلیٰ سے مدینے کے لئے روانہ ہوئے اور ایک اور روایت میں ہے کہ کداء سے (جو ثنیہ علیا کی جانب ہے) داخل ہوئے اور کدیٰ سے باہر روانہ ہوئے۔

غلطی.... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن فضیل، اجلح بن عبداللہ، ابی الزبیر) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غروب سے تھوڑی دیر پہلے نماز پڑھے بغیر مکہ سے روانہ ہوئے اور مکہ سے نو میل کی مسافت پر سرف میں نماز مغرب کی ادائیگی کی۔
یہ روایت نہایت غریب ہے اور اجلح راوی مشتبہ ہے ممکن ہے کہ یہ طواف وداع کا واقعہ ہو کیونکہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ فجر کی نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے طواف وداع کیا تو "مغرب تک سفر کی تاخیر" کیوں کیا۔ سوال یہ کہ امام ابو محمد بن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ دعویٰ صحیح ہو کہ نبی علیہ السلام طواف وداع کے بعد محصب واپس چلے گئے اور دلیل کے طور پر صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب وہ تنعیم سے احرام باندھ کر عمرہ سے فراغت کے بعد آئیں تو ان کی محصب واپسی پر رسول اللہ ﷺ سے مکہ کی جانب آتے ہوئے راستہ میں ملاقات ہوئی۔

علامہ ابن حزم کا خیال ہے کہ آپ ﷺ طواف وداع کے بعد محصب چلے آئے یہ درست نہیں۔ (زاد المعاد [illegible] ص ۲۳۴)

کیا واپسی کے وقت ذی طویٰ میں صبح تک مقیم ہوئے؟.... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب من نزل بذی طوی اذا رجع

[illegible] کے تحت (محمد بن عیسیٰ حماد بن زید ایوب نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ مکہ آتے وقت ذی طویٰ میں رات گزارتے، ہر دن چڑھے بیت اللہ میں آتے اور واپسی کے وقت بھی ذی طویٰ میں آتے اور رات کو صبح تک قیام کرتے۔ اور بقول ابن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا بھی یہی معمول تھا۔

یہ مکمل روایت صحیحین میں دوسروں سے بھی مذکور ہے لیکن زیادہ یہ ہے کہ اس روایت میں واپسی کے وقت ذی طویٰ میں رات بسر کرنے کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

آب زمزم لانا: ..... جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۱۲۳ میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آب زمزم لایا کرتی تھیں اور بیان کیا کرتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھ آب زمزم لاتے تھے۔ (یہ حدیث غریب ہے)

سفر سے واپسی پر دعا: ..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نافع از ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جہاد، حج اور عمرے کے سفر سے واپس مدینہ منورہ تشریف لاتے تو تین مرتبہ تکبیر کہہ کر یہ دعا پڑھتے۔

لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر، آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ۔

غدیر خم ..... حج الوداع سے لوٹتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے جحفہ کے قریب غدیر خم میں بروز اتوار ۱۸ ذوالحج ۱۰ ھ کو ظہر کے بعد ایک عظیم خطاب فرمایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت بیان فرمائی، وہاں پر عائد کردہ تعدی، تنگ ظرفی اور بخل کے الزامات کا ازالہ فرمایا اور آپ رضی اللہ عنہ کو حق بجانب قرار دیا۔

مفسر قرآن اور مؤرخ زمانہ امام ابو جعفر بن محمد طبری ۳۱۰ ھ نے غدیر خم کے واقعہ کی روایات بالتحریر ۲ جلدوں میں جمع کی ہیں۔ اسی طرح امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ ۵۷۱ ھ نے بھی اس خطبہ کے سلسلے میں کافی روایات بیان کی ہیں، ہم ان شاء اللہ ان روایات میں صحیح کو ضعیف سے ممتاز کریں گے اور حق و باطل کو واضح کریں گے۔ نیز اس بات کی بھی وضاحت کریں گے کہ شیعہ حضرات کو اس واقعہ کی روایت سے مقصد کا علم بھی نہیں ہے۔ یہ روایات ذیل میں بیان کی جاتی ہیں:

(۱) ..... محمد بن اسحاق، یزید بن طلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے تشریف لائے۔ رسول اللہ ﷺ سے بعجلت ملاقات کی خاطر کسی کو امیر کارواں نامزد کر کے تیزی سے مکہ مکرمہ پہنچ آئے۔ امیر کارواں نے سرکاری لباسوں میں سے سب کو ایک ایک جوڑا پہنا دیا۔ مکہ کے قریب پہنچے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے استقبال کے لئے آئے اور وہ نیا لباس پہنے ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے امیر کارواں کو سخت سست کہا تو اس نے عرض کیا میرا خیال تھا کہ وہ لوگوں میں خوش پوش اور نیک نظر آئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا افسوس! یہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہونے سے پہلے ہی اتار دو، چنانچہ اس نے ان کے لباس اتروا کر سرکاری مال میں جمع کر دیئے تو پورے لشکر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔

(۲) محمد بن اسحاق (سلیمان بن محمد بن کعب بن عجرہ کی پھوپھی زینب بنت کعب زوجہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی معرفت) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شکوہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے خطبہ کے دوران فرمایا لوگو! علی رضی اللہ عنہ کا شکوہ نہ کرو وہ اللہ کی ذات یا اللہ کی راہ میں سخت ہے۔ (امام احمد رحمۃ اللہ علیہ)

(۳) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بریدہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں علی رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت یمن پہنچا تو انہوں نے تنگ ظرفی اور بد مزاجی کا اظہار کیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو علی رضی اللہ عنہ کی بد مزاجی کا شکوہ کیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو رہا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بریدہ! کیا میں مومنوں کی جانوں سے ان کو عزیز اور پیارا نہیں؟ میں نے عرض کیا

یعنی تمہیں یا رسول اللہ! پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "میں جس کا دوست ہوں علی رضی اللہ عنہ بھی اس کا دوست ہے۔" (رواہ الطبرانی)۔ یہ سند عمدہ اور قوی ہے اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

(۴) سنن نسائی میں ابو الطفیل کی معرفت زید بن ارقم سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حجۃ الوداع سے لوٹے اور غدیر خم میں مقیم ہوئے آپ ﷺ نے درختوں کے نیچے صفائی کا حکم فرمایا۔

پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا مجھے منصب نبوت عطا ہوا تھا۔ میں نے وہ فریضہ سرانجام دے دیا۔ میں تم میں دو اہم چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں قرآن پاک اور اہل بیت۔ غور کرو تم میرے بعد ان میں باہمی کیسے حقوق کیسے ادا کرتے ہو۔ کتاب اللہ اور اہل بیت کا قیامت تک آپس میں چولی دامن کا واسطہ ہے۔

پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ میرا مولیٰ اور والی ہے میں ہر مسلمان کا ولی ہوں، پھر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا میں جس کا ولی ہوں علی اس کا ولی ہے یا الٰہی! جو شخص علی کو دوست سمجھے تو اسے دوست بنا اور جو اس سے دشمنی کرے تو اس سے دشمنی کر۔

ابو الطفیل کہتے ہیں کہ میں نے زید بن ارقم سے پوچھا آپ نے یہ قول رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا تو زید رضی اللہ عنہ نے کہا جو لوگ درختوں سے نیچے تھے سب نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور سنا تھا اپنے کانوں سے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

(۵) امام ابن ماجہ براء بن عازب سے روایت کرتے ہیں کہ حج وداع سے لوٹتے ہوئے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ ﷺ راستہ میں ایک جگہ مقیم ہوئے آپ ﷺ نے نماز کا اعلان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا میں ہر مومن سے اس کی جان و مال سے زیادہ تصرف کا حقدار نہیں تو سب نے کہا کہ ہاں کیوں نہیں۔ پھر فرمایا علی اس کا دوست ہے میں جس کا دوست ہوں، پھر یہ دعا فرمائی:

اللّٰھم وال من والاہ وعاد من عاداہ (رواہ ابن ماجہ)

(۶) حافظ ابو یعلیٰ موصلی اور حسن بن سفیان، براء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ جب غدیر خم کے پاس آئے تو رسول اللہ ﷺ کے لیے دو درختوں کے نیچے صفائی کر دی گئی پھر نماز کا اعلان ہوا، پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے پہلو میں کھڑے کر کے فرمایا کیا میں سب مسلمانوں کی جانوں پر ان سے زیادہ حق نہیں رکھتا سب نے اثبات میں جواب دیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ (علی) اس شخص کا دوست اور مولیٰ ہے جس کا میں دوست ہوں یا الٰہی! جو شخص اسے دوست سمجھے تو اس سے پیار کر اور جو شخص اسے دشمن سمجھے تو اس سے عداوت رکھ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے مبارک باد دی اور فرمایا! آپ ہر مسلمان مرد و عورت کے ولی اور دوست ہیں۔

اس سند میں زید بن علی اور ابو ہارون عبدی دونوں ضعیف راوی ہیں اور دوسری سند میں ابو اسحاق سبیعی کا تلمیذ موسیٰ بن عثمان حضرمی بھی نہایت ضعیف ہے واللہ اعلم۔

(۷) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابن نمیر، عبد الملک، ابی عبد الرحیم الکندی، زاذان) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مسجد میں سنا کہ وہ لوگوں سے حلفیہ پوچھ رہے تھے کہ غدیر خم میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کون کون تھا اور آپ ﷺ نے کیا فرمایا تھا تو بارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حلفیہ شہادت دی کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کلمات سنے تھے من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث۔ ابو عبد الرحیم غیر معروف راوی ہے۔

(۸) مسند احمد میں (عبد اللہ بن احمد، علی بن حکیم الاودی، شریک، ابو اسحاق) سعید بن وہب اور زید بن یثیع سے مذکور ہے کہ مسجد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے غدیر خم میں جو فرمایا وہ جس نے سنا ہو وہ کھڑا ہو کر بتائے۔ چنانچہ سعید کی جانب سے چھ آدمی کھڑے ہوئے اور زید کی جانب سے بھی چھ کھڑے ہوئے تو سب نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے غدیر خم میں فرمایا تھا:

الیس اللہ اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم، قالوا: بلیٰ، قال: اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ، اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

جبکہ عبداللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا ابو اسحاق عمرو ذی امر سے یہ اضافہ نقل کرتے ہیں۔

وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ۔

(۹) ... نیز عبداللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا متن حدیث زید بن ارقم سے بھی روایت کرتے ہیں۔

(۱۰) ... نیز امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ (حسین بن حریث، فضل بن موسیٰ، اعمش، ابی اسحاق) سعید بن وہب سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسجد کوفہ کے صحن میں کہا خدا کے لیے بتائیے کس نے رسول اللہ ﷺ سے غدیر خم میں یہ کہتے سنا تھا:

ان اللہ ولی المؤمنین ومن کنت ولیہ فھذا ولیہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ۔

ابی اسحاق سے شعبہ نے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔ نیز نسائی میں (اسرائیل از ابی اسحاق از عمرو ذی امر) بھی یہ روایت مذکور ہے۔

(۱۱) ... امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ (احمد بن منصور، عبدالرزاق، اسرائیل، ابی اسحاق، زید بن وہب اور عبد خیر) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت نقل کرتے ہیں۔

نیز امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ (احمد بن منصور، عبیداللہ بن موسیٰ، شیبہ، فطر بن خلیفہ، ابی اسحاق، زید بن وہب) زید بن یثیع اور عمرو بن ذی امر سے بھی مذکورہ بالا متن روایت کرتے ہیں۔

(۱۲) ... عبداللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبیداللہ بن عمر قواریری، یونس بن ارقم، یزید بن ابی زیاد) عبدالرحمن ابن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں میری آنکھوں دیکھا واقعہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسجد کے صحن میں خدا کا واسطہ دے کر دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے غدیر خم میں جس نے (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) سنا ہو وہ کھڑا ہو کر بتائے ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں بارہ بدری نے اٹھ کر کہا (گویا میری نظر میں ان کا اب بھی تصور موجود ہے) ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غدیر خم میں فرمایا تھا:

الست اولی بالمؤمنین من انفسھم وازواجی امھاتھم

عرض کیا گیا کیوں نہیں! بالکل صحیح ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ اسنادہ ضعیف غریب۔

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے سعید بن ابی الولید عیسیٰ اور عبدالاعلیٰ بن عامر ثعلبی وغیرہ بھی یہ واقعہ نقل کرتے ہیں لیکن اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ تین شخص نہ کھڑے ہوئے تو حضرت علی نے ان کو بددعا دی وہ تینوں کو آپ رضی اللہ عنہ کی بددعا لگ گئی۔

(۱۳) ... امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ (احمد بن منصور، ابن ابی عاصم از سلیمان قابلی ابرانی، عامر عقدی از کثیر بن زید، از محمد بن عمر بن علی) از حضرت علی رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غدیر خم میں درخت کے پاس بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمایا (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) اور بعض لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت منقطع بیان کی ہے۔

(۱۴) (اسماعیل بن عمر بجلی (ایک ضعیف راوی) مسعر بجلی نامعروف) عمیرہ بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بر سر منبر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرما رہے تھے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ سے غدیر خم میں حدیث ولایت کے متعلق کچھ سنا ہو وہ کھڑا ہو کر بتائے چنانچہ بارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کھڑے ہو کر کہا ہم نے یہ کلمات رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے:

من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔

نیز مسعر بن معروف سے ایک ثقہ راوی ہانی بن ایوب نے بھی یہ روایت بیان کی ہے۔

(۱۵) ... عبداللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (حجاج بن شاعر، شبابہ، نعیم بن حکیم، ابو مریم اور ایک شخص) علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غدیر خم کے دن فرمایا (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) اور بعض لوگوں نے اس میں یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں وال

من والاہ وعاد من عاداہ امام ابوداؤد نے اسی سند سے صحیح حدیث بیان کی۔

(۱۶) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (حسین بن محمد اور ابو نعیم، فطر، ابو الطفیل) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی مسجد کے صحن میں لوگوں کو جمع کر کے پوچھا خدا لگتی بتاؤ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے غدیر خم میں ولایت کے متعلق کیا سنا تھا، چنانچہ بہت سے لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کیا تم جانتے ہو کہ مسلمانوں پر میرا حق ان کی جانوں سے زیادہ ہے سب نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ! پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں جس کا دوست ہوں علی بھی اس کا دوست ہے الٰہی! جو شخص علی سے محبت رکھتا ہے تو بھی اسے محبوب رکھ اور جو شخص علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھتا ہے تو بھی اسے دشمن جان۔

ابو الطفیل کہتے ہیں میرے دل میں اس کے متعلق کچھ تعجب اور شبہ سا پیدا ہوا تو میں نے زید بن ارقم سے دریافت کیا کہ علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا من کنت مولاہ فعلی مولاہ، تو زید نے کہا تعجب کی بات نہیں۔ میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ابو الطفیل کی معرفت زید بن ارقم سے یہ روایت بیان کی ہے اور ابن جریر نے بھی یحییٰ بن جعدہ کی معرفت زید بن ارقم سے یہ روایت نقل کی ہے۔

(۱۷) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عفان، ابو عوانہ، مغیرہ، ابو عبید) میمون ابی عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے زید بن ارقم سے سنا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ وادی خم میں ٹھہرے تو آپ ﷺ نے ظہر کی نماز کے بعد خطبہ فرمایا (اور درخت پر کپڑا ڈال کر رسول اللہ ﷺ کے لیے سایہ کا انتظام کیا گیا) الستم تعلمون انی اولی بکل مومن من نفسہ سب نے کہا کیوں نہیں، آپ کا ہر ایک پر حق زیادہ ہے، پھر آپ نے فرمایا:

من کنت مولاہ فان علیا مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

نیز امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (غندر، شعبہ) میمون کی معرفت زید کی بھی یہ روایت مذکور ہے یہ سند عمدہ ہے اس کے راوی ثقہ ہیں اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سند سے میراث میں ایک حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

(۱۸) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن آدم، حنش بن حارث اشجعی) رباح بن حارث سے روایت کرتے ہیں کہ کوفہ کی مسجد کے صحن میں ایک جماعت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو "السلام علیک یا مولانا" سے آ کر سلام کہا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگ عرب ہو میں آپ کا آقا کیسے ہو سکتا ہوں، تو انہوں نے کہا ہم نے غدیر خم میں رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا من کنت مولاہ فھذا مولاہ

رباح بن حارث کہتے ہیں وہ جب چلے گئے تو میں بھی ان کے ساتھ ہو گیا۔ ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا ہم انصاری لوگ ہیں اور ان میں ابو ایوب انصاری بھی تھے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حنش بن رباح سے بھی یہ روایت کیا ہے۔

(۱۹) ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ (احمد بن عثمان ابو الجوزاء، محمد بن خالد بن عثمہ، موسیٰ بن یعقوب زمعی (وھو صدوق) مہاجر بن مسمار) عائشہ بنت سعد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے جحفہ کے دن علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ میرا دوست ہے اور میرا پیغام رساں ہے اللہ تعالیٰ اس کے دوستوں کا دوست ہے اور اس کے دشمنوں کا دشمن ہے۔ بقول امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت (یعقوب بن جعفر بن ابی کثیر از مہاجر بن مسمار) بھی بیان کی ہے اس میں یہ مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ وادی میں قیام پذیر ہوئے۔ بعد میں آنے والے ساتھ آ ملے اور آگے جانے والوں کو واپس آنے کا حکم فرما کر خطبہ ارشاد فرمایا۔

(۲۰) "غدیر خم" مرتبہ امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ کے جزو اول میں ہے (محمود بن عوف طائی، عبید اللہ بن موسیٰ، اسماعیل بن کشیط جملی، جمیل بن عمارہ، سالم بن عبداللہ بن عمر) (بقول ابن جریر یہ روایت میں از عمر ہے مگر عمر کی کتاب میں میں نے یہ نہیں دیکھی) کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام کر فرمایا

من کنت مولاہ فھذا مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت میں نے امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے لکھی ہوئی دیکھی ہے)۔

یہ حدیث غریب ہے بلکہ منکر ہے اور اس کی سند ضعیف ہے بقول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جمیل مجروح راوی ہے۔

(۲۱) مطلب بن زیاد، عبداللہ بن محمد بن عقیل سے روایت بھی کرتے ہیں کہ انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہم غدیر خم میں قیام پذیر تھے رسول اللہ ﷺ خیمہ سے باہر تشریف لائے تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا من کنت مولاہ فعلی مولاہ، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے نیز جابر بن عبداللہ سے روایت علی بن عبدالرحمن بھی نقل کرتے ہیں۔

(۲۲) ۔۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن آدم، ابن ابی بکیر، ابو احمد زبیری، اسرائیل، ابی اسحاق، حبشی بن جنادہ، بقول یحییٰ حبشی حجۃ الوداع میں موجود تھا) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علی میرا ہے اور میں اس کا ہوں میری طرف سے اپنا پیغام خود میں یا علی پہنچا سکتا ہے اور ابن بکیر کے الفاظ یہ ہیں "لا یقضی عنی دینی الا انا او علی" نیز امام نسائی (احمد بن سلیمان، یحییٰ بن آدم، اسرائیل، از ابی اسحاق، از حبشی) سے روایت کرتے ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (زبیری، اسود بن عامر، یحییٰ بن آدم، شریک، ابی اسحاق، حبشی بن جنادہ) سے مذکورہ بالا روایت کی مثل روایت کرتے ہیں۔ شریک کہتے ہیں میں نے ابو اسحاق سے پوچھا کہ حبشی رضی اللہ عنہ سے آپ نے یہ بات سنی تھی تو انہوں نے کہا وہ مقام جبانہ میں گھوڑے پر سوار ہماری مجلس میں تھوڑی سی دیر کے لئے رکے تھے۔

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ ابن ابی شیبہ (سوید بن سعید، اسماعیل بن موسیٰ) کے واسطہ سے شریک سے روایت کرتے ہیں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسماعیل بن موسیٰ کی معرفت شریک سے روایت کرتے ہیں۔ امام ترمذی نے اس کو حسن صحیح غریب کہا ہے۔

(۲۳) ۔۔ حافظ ابو یعلیٰ موصلی (ابو بکر بن ابی شیبہ، شریک، ابو یزید اودی) کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ مسجد میں تشریف لائے لوگ آپ کے پاس چلے آئے تو ایک نوجوان نے قسم کا واسطہ دے کر دریافت کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کلمات سنے ہیں "من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ" آپ نے فرمایا بالکل سنے ہیں۔ نیز امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ بھی (ابی کریب، شاذان، شریک) سے روایت کرتے ہیں اور امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن ادریس، داؤد بن یزید اودی، یزید اودی از ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) بھی یہ واقعہ نقل کرتے ہیں۔

یوم غدیر خم کا روزہ ۔۔ باقی رہی وہ حدیث جو (ضمرہ، ابن شوذب، مطر وراق، شہر بن حوشب) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر یہ جملہ ارشاد فرمایا (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) تو اللہ تعالیٰ نے الیوم اکملت لکم دینکم آیت نازل فرمائی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ۱۸ ذوالحج، روز غدیر خم میں تھی یہ کہا اب جو کوئی اس دن روزہ رکھے گا اسے ساٹھ ماہ یعنی پانچ سال کے روزوں کا ثواب ملے گا۔

یہ روایت منکر بلکہ جھوٹ کا پلندہ ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ روایت کہ الیوم اکملت لکم دینکم جمعہ کے دن عرفہ میں نازل ہوئی تھی، کے خلاف ہے اسی طرح ۱۸ ذوالحج یعنی یوم غدیر خم کا روزہ ساٹھ ماہ کے روزوں کے برابر ہے بھی غلط اور باطل ہے کیونکہ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ ماہ رمضان کے روزے دس مہینوں کے روزوں کے برابر ہیں تو پھر بتائیے! ایک دن کا روزہ ساٹھ مہینوں کے روزوں کے برابر کس طرح ہو سکتا ہے۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ساٹھ مہینے والی روایت کو نہایت منکر کہا ہے۔

(ضمرہ بن غزال اور احمد بن عبداللہ بن احمد نیری کے علاوہ مطر وراق از شہر بن حوشب) زہری کی بھی یہ روایت مروی ہے۔ نیز یہ حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت مالک رضی اللہ عنہ بن حویرث، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ وغیرہ سے نہایت کمزور اور واہیات اسناد سے مروی ہے۔

تبصرہ ۔۔ اس حدیث کے ابتدائی کلمات (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) تو یقیناً رسول اللہ ﷺ کے ارشادات میں سے ہیں اور "اللھم وال من والاہ" کا اضافہ بھی مضبوط سند سے مروی ہے۔

باقی رہا وہ اضافہ جو مسئلہ ہے بالکل صحیح نہیں یا اسی طرح آیت اکملت دینکم غدیر خم کے دن نازل ہوئی بلکہ یہ آیت یوم غدیر خم سے کئی دن پہلے یوم عرفہ میں نا

نازل ہو چکی تھی۔

اکرام مسلم ـــــ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ (علی بن اسحاق صبہانی، علی بن محمد مقدی، احمد بن عمر بن علی مقدی، علی بن محمد بن یوسف بن شبان بن مالک بن مسمع، سہل بن حنیف، سہل بن مالک برادر کعب بن مالک، ابیہ جدہ) روایت کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو برسر منبر حمد و ثنا کے بعد فرمایا اے لوگو! ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے کبھی رنجیدہ نہیں کیا تم لوگ اس کی قدر و منزلت کا خیال رکھو۔

اے لوگو! میں ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف اور اولین مہاجرین سے خوش ہوں تم ان کے علم اور بلند رتبہ کا خیال رکھو۔ اے لوگو! مجھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ، سسرال اور داماد کے متعلق رضوان اللہ علیہم اجمعین تم سے کوئی تکلیف نہ پہنچے کہ اللہ تعالیٰ تم سے ان پر ظلم و ستم کا مواخذہ نہ کرے۔

اے لوگو! تم مسلمانوں پر زبان درازی نہ کرو جب کوئی مسلمان فوت ہو جائے تو اچھی بات کرو۔

قبر مبارک کی زیارت کے آداب ـــــ حج سے پہلے یا بعد میں مدینہ منورہ آئے تو مسجد نبوی ﷺ میں نماز ادا کرے کیونکہ اس میں ایک نماز دوسری مساجد سے ایک ہزار نماز سے بہتر ہے سوائے بیت اللہ شریف کے۔ شد رحال اور ثواب کی خاطر عزم سفر صرف مسجد نبوی ﷺ، کعبۃ اللہ اور بیت المقدس کیلئے جائز ہے (مسلم، بخاری، [illegible]) مسجد نبوی ﷺ اور مسجد حرام رسول اللہ ﷺ کے مبارک دور میں اس قدر وسیع نہ تھی۔ حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہ اور دیگر فرمانرواؤں نے ان کی توسیع کی یہ توسیع شدہ حصہ فضیلت وغیرہ میں اصل مسجد کے برابر ہے "حکم الزیادۃ حکم المزید"۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر صلوٰۃ و سلام پڑھے۔ ابوداؤد شریف وغیرہ میں ہے جو شخص بھی کسی وقت مجھ پر صلوٰۃ و سلام پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس وقت مجھ میں روح لوٹا دیتا ہے اور میں اس سلام کا جواب دیتا ہوں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوتے تو السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابابکر السلام علیک یا ابت! کہتے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا بھی یہی طور طریقہ تھا۔

امام مالک، شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق روضہ اطہر کی جانب منہ کر کے صلوٰۃ و سلام پڑھے اور بقول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کعبہ رخ ہو کر صلوٰۃ و سلام کہے۔ (یہاں تک) اکثر بعض احناف کا قول ہے کہ قبر مبارک کی جانب پشت کرے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ روضہ اطہر کو بائیں طرف کر کے پڑھے۔ اس بات پر سب حضرات کا اتفاق ہے کہ قبر اطہر کو نہ چھوئے نہ بوسہ دے نہ طواف کرے اور نہ ہی اس کی جانب رخ کر کے نماز ادا کرے۔

صلوٰۃ و سلام میں رسول اللہ کی یہ صفات و نعت بیان کرنا بالکل صحیح ہے۔ مثلاً:

السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا نبی اللہ السلام علیک یا خیر اللہ من خلقہ یا اکرم الخلق علی اللہ یا امام المتقین

قبر نبوی ﷺ پر دعا کی شرعی حیثیت ـــــ صلوٰۃ و سلام کے علاوہ روضہ اطہر کی جانب رخ کر کے دعا نہ مانگے کیونکہ باتفاق ائمہ یہ ممنوع اور حرام ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اسے نہایت مکروہ کہتے ہیں اور ان کی طرف درج ذیل قول منسوب کرنا سراسر بہتان اور جھوٹ ہے کہ خلیفہ منصور نے روضہ اطہر کی جانب منہ کر کے دعا مانگنے کو کہا تھا۔ دعا کے وقت قبر مبارک کی جانب رخ کرنا بدعت ہے، کسی بھی صحابی سے یہ منقول نہیں کہ وہ قبر مبارک کی جانب رخ کر کے دعا کرتے تھے وہ سب کے سب کعبہ رخ ہو کر مسجد میں دعا کیا کرتے تھے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی دعا ہے کہ میری قبر کی عبادت نہ کرو۔

اے مسلمانو! تم اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ اور تم جہاں کہیں بھی ہو صلوٰۃ و سلام پڑھو کیونکہ صلوٰۃ و سلام مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ فرمایا

جمعرات اور جمعہ کے دن بکثرت درود شریف پڑھو تمہارا درود مجھے پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یہ کس طرح ممکن ہے آپ علیہ السلام کا جسد اطہر بوسیدہ ہو چکا ہوگا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو زمین کے اندر بوسیدہ ہونے سے محفوظ رکھا ہے۔ اور فرمایا قریب سے صلاۃ وسلام میں خود سنتا ہوں اور دور سے مجھے فرشتوں کے ذریعے پہنچایا جاتا ہے نیز فرمایا یہود و نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء علیہ السلام کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا تو آپ کی قبر بھی کھلی چھوڑ دی جاتی۔

آپ علیہ السلام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جس کمرے میں فوت ہوئے وہیں آپ علیہ السلام کو دفن کیا گیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کمرہ اور دیگر ازواج مطہرات کے کمرے مسجد نبوی ﷺ سے باہر تھے۔ ولید ابن عبدالملک کے م ۹۶ھ کے دور خلافت میں یہ کمرے مسجد نبوی ﷺ میں شامل کئے گئے۔ اس وقت عمر بن عبدالعزیز م ۱۰۱ھ مدینہ منورہ کے حاکم اعلیٰ تھے۔ قبر مبارک کی تعمیر اس طرح کی گئی کہ اس کی جانب کوئی رخ کر کے نماز نہ پڑھ سکے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ نہ قبروں پر بیٹھو اور نہ ان کی جانب منہ کر کے نماز پڑھو۔ (مسلم عن ابی مرثد غنوی)

ہجرت کا گیارواں سال ...... اس سال کا آغاز ہوا حجۃ الوداع سے رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہوئے اس سال چند عجیب واقعات رونما ہوئے ان سب واقعات میں سے ایک واقعہ رسول اللہ ﷺ سانحہ وصال ہے۔ اسی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو زوال پذیر دنیا سے ہمیشہ رہنے والی زندگی اور ابدی نعمت کی جانب منتقل فرما دیا۔ جنت کے اعلیٰ وارفع مقام میں جس سے افضل کوئی بھی مقام نہیں جیسا کہ قرآن وللآخرة خير لك من الاولى (۹۳/۴) میں ہے" یہ سانحہ انتقال پیغام رسالت کی مکمل ادائیگی کے بعد پیش آیا۔ جس کی تبلیغ کے لئے آپ ﷺ مامور تھے امت کی خیر خواہی، اس کی بھلائی کی جانب راہنمائی دنیا و آخرت کے نقصان دہ امور سے آگاہی کے بعد یہ دردناک حادثہ رونما ہوا۔

ہر کمال کے بعد زوال ہے ...... اس سے پہلے ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ روایت بیان کر چکے ہیں کہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم الخ (۵/۳) جمعہ کے دن عرفہ میں رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی اور عمدہ سند سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے، پوچھا گیا کیوں رو رہے ہیں؟ تو بتایا کہ ہر کمال کے بعد زوال ہوتا ہے گویا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے رسول اللہ ﷺ کی وفات سمجھ گئے تھے۔ اس کی طرف حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث مسلم میں بھی اشارہ موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمرہ عقبہ کے پاس فرمایا تھا کہ مجھ سے مسائل حج سیکھ لو کہ شاید میں آئندہ سال حج نہ کر سکوں۔

اس سے پہلے ہم مسند بزار اور حافظ بیہقی کی روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کر چکے ہیں کہ ایام تشریق کے درمیان میں سورہ اذا جاء نصر اللہ کا نزول ہوا تو رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہو گیا کہ یہ آخری حج ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے "قصواء اونٹنی" پر پالان ڈالنے کا ارشاد فرمایا اس پر پالان ڈالا گیا۔ پھر راوی نے آپ کے خطاب کو بیان کیا۔

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں سورہ اذا جاء نصر اللہ (۱۱۰/۱) کی تفسیر معلوم کی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی فضیلت و برتری اور علمی دسترس پر آگاہ کرنے کے لئے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مشائخ بدر کے ساتھ بٹھانے اور ان کو اعلیٰ وارفع مقام پر فائز کرنے پر ملامت کی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس کی وجہ آپ کو معلوم ہو جائے گی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں سورہ اذا جاء نصر اللہ (۱۱۰/۱) کی تفسیر معلوم کی تو انہوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے فتح سے ہمکنار کر دیا تو اس نے حکم دیا ہے کہ ہم اس کی حمد و ثنا بیان کریں اور مغفرت طلب کریں پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ابن عباس سے پوچھا آپ کیا کہتے ہیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا یہ رسول اللہ ﷺ کی اجل کا بیان ہے۔ آپ کو موت سے باخبر کیا گیا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بھی اس کی یہی تفسیر جانتا ہوں۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سورۃ کی تفسیر میں ہم نے کئی وجوہات سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کی تائید بیان کی

ہے، اگرچہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی تعبیر کے منافی اور مخالف نہیں۔

اسی طرح امام احمد نے شبابہ (عن ابن ابی ذئب سے صالح مولیٰ توأمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ حج کیا تو فرمایا کہ صرف یہی حج ہے پھر چٹائی کی ہو جاؤ۔ اس سند میں امام احمد منفرد ہیں ابوداؤد میں عمدہ سند سے مروی ہے۔

قارئین کو ہم بتائیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کس طرح آپ کی وفات کے متعلق معلوم ہو گیا تھا؟ آئندہ صفحات میں ہم یہ سب کچھ بیان کریں گے اور اس کے متعلق احادیث و آثار بیان کریں گے ان شاء اللہ المستعان۔

لیکن اس سے پہلے ہم یہاں وہ روایات بیان کریں گے جو ائمہ کرام محمد بن اسحاق، ابن جریر طبری اور حافظ بیہقی نے درج کئے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنے حج کئے، کتنے غزوات کئے اور کتنے لشکر روانہ کئے اور کن بادشاہوں کی جانب خطوط ارسال کئے، یہ مختصر بیان کریں گے پھر وفات کا سانحہ بیان کریں گے۔

آپ ﷺ نے کتنے حج اور عمرے کئے؟ صحیحین میں ابواسحاق سبیعی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ۱۹ غزوات کئے اور ہجرت کے بعد صرف ایک حج کیا۔ ابواسحاق کا بیان ہے کہ ایک حج مکہ میں بھی کیا۔ (زید بن حباب سفیان ثوری، جعفر بن محمد، ابوہ) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف تین حج کئے دو حج ہجرت سے پہلے تھے اور ایک ہجرت کے بعد جس کے ساتھ عمرہ بھی کیا ۶۳ یا ۶۴ قربانی کے جانور اپنے ساتھ لے گئے اور ایک سو کی تکمیل کی۔ یہ باقی ماندہ جانور حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے لائے اور اس سے پہلے ہم صحیحین میں ذکر کر چکے ہیں۔ قتادہ کی حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی معرفت یہ بیان کر چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کئے (۱) عمرہ حدیبیہ (۲) عمرہ قضا (۳) عمرہ جعرانہ (۴) عمرہ حج۔

کتنے غزوات میں شریک ہوئے؟ بخاری میں غزوات کے باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات کئے اور زید بن حارثہ کے ساتھ نو غزوات میں شریک ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے وقت ہمارے امیر مقرر فرما دیتے تھے۔ متفق علیہ روایت میں (زید از سلمہ) مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات کئے اور ان جنگوں میں بھی شریک رہا جن میں آپ روانہ کرتے تھے نو جنگیں اور بعض جنگوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ امیر تھے اور بعض میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ۔ صحیح بخاری میں حدیث اسرائیل از ابواسحاق از براء مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ۱۵ غزوات کئے۔ شعبہ کی متفق علیہ روایت از ابواسحاق از براء میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ۱۹ غزوات کئے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ۱۷ غزوات میں شامل ہوئے پہلے کا نام عشیرہ ہے یا عسیرہ۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن جعفر، کہمس، ابن بریدہ) ابن بریدہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سولہ جنگیں لڑیں۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (حسین بن واقد، عبداللہ بن بریدہ) بریدہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ۱۹ غزوے کئے اور آٹھ میں لڑائی ہوئی۔ اور اسی سند کے ساتھ یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چوبیس مرتبہ لشکر روانہ کئے لڑائی صرف (۱) بدر (۲) احد (۳) احزاب (۴) مریسیع (۵) خیبر (۶) مکہ (۷) حنین میں ہوئی۔

صحیح مسلم میں حدیث ابوالزبیر از جابر میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ۲۱ غزوات کئے۔ میں ان کے ساتھ ۱۹ میں شامل ہوا اور بدر اور احد میں شریک نہیں ہوا مجھے میرے والد نے روک دیا تھا جب میرے والد جنگ احد میں شہید ہو گئے تو پھر میں کسی جنگ میں بھی غائب نہیں رہا۔

عبدالرزاق (معمر، زہری) سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اٹھارہ غزوات کئے۔ معمر کہتے ہیں کہ ایک بار چوبیس غزوات بیان کئے معلوم نہیں یہ وہم تھا یا بعد میں سنا تو۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ۱۹ غزوات کئے اور چوبیس مرتبہ لشکر روانہ کئے۔ خلاصہ یہ کہ آپ کے تمام غزوات اور سریے ۴۳ ہوئے۔

غزوات کی معمولی تفصیل مع تاریخ ... عروہ بن زبیر (امام زہری، موسیٰ بن عقبہ) محمد بن اسحاق وغیرہ علماء مغازی کا بیان ہے کہ جنگ بدر رمضان ۲ھ میں ہوئی۔ جنگ احد شوال ۳ھ میں ہوئی جنگ خندق اور بنی قریظہ شوال ۴ھ میں ہوئی جنگ بنی المصطلق مریسیع شعبان ۵ھ میں جنگ خیبر صفر ۷ھ میں یا ۶ھ میں اور تحقیق یہ ہے کہ ۶ھ کے آخری ایام یا ۷ھ کے شروع ایام میں تھے۔ فتح مکہ رمضان ۸ھ، جنگ ہوازن حنین طائف کا محاصرہ کیا شوال اور کچھ ذوالقعدہ ۸ھ میں، ۸ھ میں امیر حج عتاب بن اسید تھا اور ۹ھ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امیر حج تھے اور ۱۰ھ میں رسول اللہ ﷺ نے خود حج ادا فرمایا۔

۲۷ غزوات ... محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنفس نفیس ستائیس غزوات کئے۔

(۱) ودان اس کو "ابواء" بھی کہتے ہیں۔
(۲) بواط رضویٰ کے نواح میں۔
(۳) عشیرہ ینبع میں۔
(۴) بدر اولیٰ کرز بن جابر کے تعاقب میں۔
(۵) بدر جس میں سرداران قریش قتل ہوئے۔
(۶) بنی سلیم کے پانی کے چشموں پر۔
(۷) سویق ابوسفیان کی حرب کی وجہ سے۔
(۸) غطفان اور ذی امر بھی اس کا نام ہے۔
(۹) نجران معدن حجاز میں۔
(۱۰) احد۔
(۱۱) حمراء الاسد۔
(۱۲) بنی نضیر۔
(۱۳) ذات الرقاع۔
(۱۴) بدر اخریٰ
(۱۵) دومۃ الجندل۔
(۱۶) خندق
(۱۷) بنی قریظہ۔
(۱۸) بنی لحیان ہذیل کے ساتھ۔
(۱۹) ذی قرد۔
(۲۰) بنی المصطلق خزاعہ کے ساتھ۔
(۲۱) حدیبیہ جنگ کا ارادہ تھا مشرکین نے آگے بڑھنے سے روکا۔
(۲۲) خیبر۔
(۲۳) عمرۃ القضاء (۲۴) فتح مکہ۔
(۲۵) حنین۔
(۲۶) طائف۔
(۲۷) تبوک۔

ان میں سے لڑائی صرف نو میں ہوئی۔

۱۔ بدر ۲۔ احد ۳۔ خندق ۴۔ قریظہ ۵۔ بنی المصطلق ۶۔ خیبر ۷۔ فتح مکہ ۸۔ حنین ۹۔ طائف۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اس سے پہلے مفصل بیان ہو چکے ہیں۔

۳۸ لشکر ... امام ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام عمر میں ۳۸ لشکر روانہ فرمائے جن کی تفصیل اس سے پہلے بیان ہو چکی ہے اب ان کا مختصر خلاصہ بیان کرتے ہیں۔ ابن اسحاق کے بیان کے مطابق:

(۱) حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ بن حارث کو ثنیۃ المرہ کے اسفل کی جانب روانہ کیا۔
(۲) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کو عیص کے نواح میں ساحل کی جانب۔
(۳) آنحضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص کو خرار کی جانب روانہ کیا۔
(۴) حضرت عبداللہ بن جحش کو نخلہ کی جانب روانہ کیا۔
(۵) حضرت زید بن حارثہ کو قردہ کی جانب روانہ کیا حضرت محمد رضی اللہ عنہ مسلمہ کو کعب بن اشرف کی جانب۔
(۷) حضرت مرثد رضی اللہ عنہ بن ابی مرثد کو رجیع کی جانب۔
(۸) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو بنی عامر کے علاقے کی جانب۔

(۹) حضرت علی کو یمن کی جانب۔

(۱۰)... حضرت غالب بن عبداللہ کلبی کو کدید کی جانب جنہوں نے بنی ملوح پر شب خون مارا اور چند آدمیوں کو قتل کیا اور ان کے مویشی ہنکا لے گئے وہ لوگ مویشیوں کی تلاش میں پیچھے آئے تو ان کے درمیان ایک وادی کا سیلاب حائل ہو گیا اور حارث بن مالک بن برصاء گرفتار کیا گیا۔

(۱۱)... حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فدک کی جانب روانہ کیا۔

(۱۲)... حضرت ابن ابی العوجاء سلمی رضی اللہ عنہ کو بنی سلیم کی جانب بھیجا وہ سب کے سب قتل کئے گئے۔

(۱۳)... حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کو غمر کی جانب بھیجا۔

(۱۴)..... حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بن عبدالاسد کو بنی اسد کے چشمہ "قطن" کی جانب بھیجا۔

(۱۵)... حضرت محمد رضی اللہ عنہ بن مسلمہ کو ہوازن کے علاقے قرطاء میں بھیجا۔

(۱۶)... حضرت بشیر رضی اللہ عنہ بن سعد کو فدک میں بنی مرہ کی جانب روانہ کیا۔

(۱۷) حضرت بشیر رضی اللہ عنہ بن سعد کو حنین کے نواح میں بھیجا۔

(۱۸)... حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کو بنی سلیم کے علاقے جموم کی جانب روانہ کیا۔

(۱۹)... نیز انہی کو حسمیٰ کے علاقے جذام کی جانب بھیجا، بقول ابن ہشام یہ کلب کا علاقہ ہے۔

سریہ زید روانہ کرنے کی وجہ: ابن اسحاق وغیرہ کے مطابق اس لشکر کے روانہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت دحیہ کلبی رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی شاہ قیصر روم کو پہنچا کر واپس آ رہے تھے، ان کے پاس قیصر روم کے عطا کردہ عطیات تھے۔ جب بنی جذام کے علاقے شنار میں پہنچے تو بنی جذام کے ضلیع خاندان کے باپ بیٹا ہنید بن عوص نے ان لوگوں سے سب کچھ چھین لیا، ان کے ایک مسلمان قبیلے نے جو سامان چھینا گیا تھا ان سے لے کر دحیہ بن خلیفہ کو واپس لوٹا دیا۔

جب دحیہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو ان کو سارا ماجرا سنایا بعد ازاں ہنید اور اس کے بیٹے کے قتل کا مطالبہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو لشکر دے کر روانہ کر دیا۔ وہ "اولاج" کے راستے پہنچے اور حرہ کے قریب "ماقص" پر حملہ آور ہوئے، بہت سے لوگوں کو گرفتار کیا اور مال مویشی لے لیا۔ ہنید اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا نیز بنی احنف کے دو آدمی اور بنی خصیب کا ایک آدمی قتل کیا۔ اس کے بعد کچھ لوگ رفاعہ بن زید کے پاس جمع ہوئے اس کو رسول اللہ ﷺ کا مکتوب مبارک مل چکا تھا اس نے یہ لوگوں کو پڑھ کر سنایا تو کچھ لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ان باتوں سے نا علم تھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی جانب مسلسل تین دن سفر کے بعد پہنچے، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رفاعہ نے خط پیش کیا اور آپ نے اس خط کو لوگوں کے سامنے پڑھنے کا حکم فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی کہ میں ان مقتولوں کے بارے میں کیا کروں؟

تو ابو زید بن عمرو نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے گرفتار شدہ لوگوں کو رہا فرما دیجئے اور مقتولوں کا خون معاف ہے۔ چنانچہ ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کر دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ میرا کہنا نہیں مانیں گے تو رسول اللہ ﷺ نے نشانی کے طور پر تلوار عطا کر دی۔ وہ دونوں اونٹوں پر سوار ہو کر چلے، زید اور اس کے لشکر سے ملے ان کے پاس "فیفاء الفحلتین" میں مال مویشی اور جنگ کے قیدی موجود تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے جو کچھ اس نے لیا تھا سب کچھ واپس کر دیا اور کوئی چیز بھی باقی نہیں رہ گئی۔

[illegible] رسول اللہ ﷺ ام قرفہ اور اس کی بیٹی ......(۲)... حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو وادی القریٰ میں بنی فزارہ کی جانب لشکر دے کر روانہ کیا۔ اس کے چند ساتھی شہید ہو گئے اور خود زخموں سے چور تھا جب واپس مدینہ لوٹے تو قسم کھائی کہ جب تک ان سے جنگ نہ کر لے گا غسل جنابت نہیں کرے گا۔ صحت یاب ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو دوبارہ وادی القریٰ کی جانب فوج دے کر

روانہ کیا جب یہ پہنچے تو وادی القری میں لوگوں کو قتل کیا اور ام قرفہ فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر زوجہ مالک بن حذیفہ بن بدر اور اس کی بیٹی کو گرفتار کر لیا۔ (ام قرفہ ایک خاندانی عورت تھی اور عزت و شرافت میں ضرب المثل تھی) زید نے قیس بن مسحر یعمری کو اس کے قتل کرنے کا حکم دیا اس نے ام قرفہ کو قتل کر دیا اور اس کی دختر پکڑی ہوئی سلمہ بن الاکوع کے پاس تھی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے بطور ہبہ طلب کر لی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو پیش کر دی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ماموں حزن بن ابی وہب کو ہبہ کر دی اور اس کے پیٹ سے حزن ابن ابو عبداللہ پیدا ہوئے۔

(۲۱) حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو دو دفعہ خیبر کی جانب فوج دے کر روانہ کیا ان کے لشکر میں عبداللہ بن انیس بھی شامل تھے۔ یہ خیبر کے نواح میں پہنچے وہاں یسیر بن رزام "غطفان" کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ کر رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ وغیرہ نے اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی ترغیب دی۔ چنانچہ وہ ان کے ساتھ "چند یہودی رفقاء کے ہمراہ" روانہ ہوا۔ خیبر سے چھ میل کے فاصلہ پر قرقرہ میں پہنچے تو یسیر اپنی روانگی پر نادم اور شرمندہ ہوا عبداللہ بن انیس اس کی شرمندگی کو سمجھ گئے کہ وہ ہاتھ میں تلوار لینا چاہتا تھا۔ چنانچہ عبداللہ بن انیس نے تلوار سے اس کا پاؤں کاٹ ڈالا اسیر نے عبداللہ کے سر پر ڈنڈا مار کر زخمی کر دیا۔ پھر مسلمانوں نے یہودیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ صرف ایک یہودی فرار ہو کر بچا۔ چنانچہ جب یہ سریہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے سر پر لعاب دہن لگایا تو وہ شفایاب ہو گیا۔

(۲۲) امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دوسری دفعہ خیبر کی جانب روانگی کھجوروں کے تخمینہ لگانے کی غرض سے تھی، واللہ اعلم۔

(۲۳) حضرت عبداللہ بن عتیک کو مع رفقاء خیبر کی جانب روانہ کیا اور ان لوگوں نے ابو رافع یہودی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

(۲۴) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن انیس کو خالد بن سفیان بن نبیح کو قتل کرنے کے لیے بھیجا جس نے "عرنہ" میں اس کو قتل کر دیا جو کہ حالات میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔

(۲۵) حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ، حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ کو شام کے علاقہ موتہ میں لشکر دے کر روانہ کیا یہ سب وہاں شہید ہو گئے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن عمیر غفاری کو دستہ دے کر شام کے علاقہ "ذات اطلاح" کی جانب روانہ کیا وہ سب کے سب شہید ہو گئے۔ حضرت عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کو تمیم کے خاندان بنی عنبر کی جانب ایک دستہ دے کر روانہ کیا اس نے ان پر حملہ کیا، چند کو قتل کیا اور چند کو گرفتار کر لیا پھر ان کا وفد اپنے قیدیوں کی خاطر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے بعض کو آزاد کر دیا اور بعض قیدیوں سے فدیہ وصول کیا۔

"مرداس کی شہادت اور کلمہ شہادت کی عظمت" ...... نیز حضرت غالب رضی اللہ عنہ بن عبداللہ لیثی کی بنو مرہ کی جانب سریہ روانہ کیا اس میں بنی مرہ کا حلیف مرداس بن نہیک حرقی جہنی شہید ہو گیا اس کو اسامہ بن زید اور ایک انصاری نے شہید کیا وہ اس طرح کہ جب ان دونوں نے اس پر تلوار اٹھائی تو اس نے "لا الہ الا اللہ" پڑھا پھر وہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کو بہت ملامت کی انہوں نے معذرت کی کہ اس نے محض اپنے بچاؤ کے لیے کلمہ طیبہ پڑھا تو آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو کہا "کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا" آپ بار بار اسامہ کو مخاطب کر کے فرما رہے تھے "قیامت کے دن کلمہ طیبہ کے مقابلے میں تیرا مددگار کون ہوگا؟" اسامہ بن زید کہتے ہیں آپ کے دہرانے سے میں اس قدر شرمندہ ہوا کہ میری یہ تمنا ہوئی کہ میں اس سے پہلے مسلمان ہی نہ ہوا ہوتا۔

حضرت عمرو بن عاص کی تقرری ...... حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص کو بنی عذرہ کے علاقہ "ذات السلاسل" کی جانب شام کے اطراف اہل عرب سے مدد طلب کرنے کی خاطر روانہ کیا۔ اس وجہ سے کہ عمرو کی والدہ "بلی" قبیلہ سے تھی اس رشتے کی وجہ سے ان کا وہاں جانا مناسب اور مفید تھا۔ جب ان کے چشمہ "سلسل" کے پاس پہنچے تو ان سے خطرہ محسوس کرتے ہوئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کمک طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے ایک امدادی دستہ روانہ فرمایا۔ اس دستے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے سپہ سالار تھے۔ جب یہ حضرات منزل مقصود تک پہنچ گئے تو ان سب لوگوں کے امیر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص ہوئے کیونکہ انہوں

سے کہا تم میری اطاعت و نصرت کے لیے آئے ہو۔ چنانچہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو کی بات مان لی کیونکہ وہ نرم مزاج اور دنیاوی امور میں بڑے خوش خلق انسان تھے۔ وہ ان کے تابع اور مطیع ہو گئے۔ چنانچہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ ان سب کو نماز پڑھاتے اور یہ لوگ ان کی اقتدا میں نماز پڑھتے۔

واقدی: حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا، پھر پوچھا مردوں میں سے تو آپ نے فرمایا اس کا والد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن ابی حدرد کی مہم: اس سے پہلے ایک دستہ نے "اضم" کا دشمن کی جانب روانہ کیا اس دستے میں محلم بن جثامہ بھی شامل تھے اس کا طویل قصہ اور واقعات کے سلسلہ میں بیان کیا جا چکا ہے۔

ایک واقعہ اور دستار بندی کا مسنون طریقہ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے ایک معتبر اور ثقہ راوی نے عطاء بن ابی رباح سے یہ بتایا کہ اہل بصرہ کے ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے عمامہ باندھتے وقت اس کے پیچھے پڑے "شملہ" چھوڑنے کے متعلق معلوم کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ان شاء اللہ بتا دوں گا۔ میں اس مسجد نبوی میں دس لوگوں میں دسواں تھا: ابوبکر، عمر، عثمان، علی (خلفاء اربعہ) اور عبدالرحمن بن عوف، ابن مسعود، معاذ بن جبل، حذیفہ بن یمان، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم اجمعین رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے کہ ایک انصاری نوجوان آیا اور سلام عرض کر کے بیٹھ گیا پھر اس نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کون سا مسلمان افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا سب سے خوش خلق۔ اس نے پھر پوچھا کون سا مسلمان عقلمند ہے؟ تو آپ نے فرمایا موت کو بہت یاد رکھنے والا، موت سے پہلے اس کی تیاری کرنے والا۔ یہی لوگ دانشمند ہیں۔ پھر وہ چپ ہو کر بیٹھ گیا پھر آپ نے ہمیں مخاطب کر کے فرمایا اے مہاجرین! جب تم میں پانچ عادتیں پیدا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو اور میں بھی اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان لوگوں کا زمانہ پاؤ۔ وہ یہ ہیں:

(۱) بدکاری جس قدر پھیل جائے کہ سب کے سامنے مرتکب ہونے لگیں تو اس قوم میں طاعون کی وبا پھیل جاتی ہے اور جسم میں ایسے درد پیدا ہو جاتے ہیں جن کا پچھلی قوموں میں نام و نشان تک نہ تھا۔

(۲) ناپ اور تول میں کمی، قحط سالی، روزی کے حصول میں سخت محنت اور حکومت کے ظلم و جفا کا سبب ہوتی ہے۔

(۳) زکوۃ کی عدم ادائیگی، بارش کی بندش کا باعث ہوتی ہے اگر چوپائے نہ ہوتے تو بالکل بارش نہ ہوتی۔

(۴) جب لوگ اللہ اور اس کے رسول کا عہد توڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر اجنبی دشمن کو مسلط کر دیتا ہے جو ان کا سب کچھ مال و دولت چھین لیتا ہے۔

(۵) حکمران کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ نہ کریں اور احکام الٰہی کی اتباع نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان میں آپس میں جھگڑا اور اختلاف پیدا کر دیتا ہے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو "سریہ" کے لیے تیاری کا حکم دیا جس پر ان کا امیر مقرر کیا تھا وہ ایک سوتی کپڑے کا عمامہ باندھے پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو قریب بلا کر عمامہ کھول دیا پھر آپ نے ان کی دستار بندی کی اور پشت پر تقریباً چار انگشت شملہ لٹکا دیا پھر فرمایا اے ابن عوف! اس طرح دستار بندی کیا کرو۔ یہ احسن اور معروف ہے۔ پھر آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو کہا انہیں جھنڈا حوالہ کر دو۔ جھنڈا لینے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حمد و ثنا اور درود پڑھا اور فرمایا اے ابن عوف! علم پکڑ لو اور اللہ کے راستے میں جہاد کرو اللہ کے منکروں کو قتل کرو، خیانت نہ کرو، بدعہدی نہ کرو، مثلہ نہ کرو، بچوں کو قتل نہ کرو یہ ہے اللہ تعالیٰ کا عہد اور تمہارے نبی کی سیرت۔ پھر عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے علم لیا اور بقول ابن ہشام دومۃ الجندل کی جانب روانہ ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بن جراح کو تقریباً تین سو کے دستہ میں "سیف البحر" کی جانب روانہ کیا اور کھجوروں کا ایک تھیلا زاد راہ دیا سفر میں وہ بڑی مچھلی والا واقعہ رونما ہوا۔ جس کو سمندر نے باہر پھینک دیا تھا۔ اس کو وہ سب پیٹ بھر کر کھاتے رہے۔ پھر وہ خوب صحت مند ہو گئے اور مچھلی کے چند ٹکڑے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیے اور آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔

جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

تعاقب ...... ابن ہشام نے تعاقب کیا ہے کہ محمد بن اسحاق نے یہاں چند مہموں اور فوجوں کی روانگی کا ذکر نہیں کیا۔ (وہ یہ ہیں) عمرو بن امیہ ضمری اور جبار بن صخر کو حضرت خبیب بن عدی اور ان کے رفقاء کے قتل کے بعد ابوسفیان کے قتل کے لئے روانہ کیا گیا لیکن وہ اسے قتل نہ کر سکے بلکہ کسی اور کو قتل کر کے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی لاش کو سولی سے اتار دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حارث بن سوید بن صامت کو قتل کرنے کا حکم دیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے تو ابو عفک جو بنی عمرو بن عوف کا تھا نفاق واضح ہو گیا اس نے حارث کا مرثیہ کہا اور واقعہ اسلام میں داخل ہونے کی مذمت اپنے مندرجہ ذیل اشعار میں بیان کی:

لقد عشت دهرا وما ان اری
من الناس دارا ولا مجمعا
ابر عهودا واوفی لمن
يعاقد فيهم اذا ما دعا
من اولاد قيلة في جمعهم
يهد الجبال ولم يخضعا
فصدعهم راكب جاءهم
حلال حرام لشتی معا
فلو ان بالعز صدقتم
او الملك تابعتم تبعا

"میں نے کافی زندگی بسر کی ہے میں نے لوگوں میں سے کسی کا گھر اور محفل نہیں دیکھی۔ جو عہد کے سچے اور پکے ہوں جس سے وہ معاہدہ کریں جب معاونت کی دعوت دے۔ اولاد قیلہ سے اپنی مجلس میں وہ پہاڑوں کو گرا دیتا ہے اور خود نہیں جھکتا۔ پس ان میں ایک سوار نے اختلاف ڈال دیا ہے جو حلال و حرام کو لے کر آیا ہے مختلف کاموں کے لئے۔ پس اگر تم صاحب عزت یا حکمران کی تصدیق کرتے تو تبع بادشاہ کے تابع ہو جاتے۔"

یہ مرثیہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "من لی بهذا الخبیث" میری خاطر اس خبیث شخص کا کون کام تمام کرے گا۔ تو سالم بن عمیر جو کہ از بکائین نے یہ پیشکش قبول کی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو اس شخص کی جانب روانہ فرمایا اور اس نے ابو عفک کو قتل کر دیا تو امامہ مزیریہ نے اس کے متعلق اچھے اشعار میں کہا ہے:

تكذب دين الله والمرء احمدا
لعمر الذي امناك بئس الذي يمني
حباك حنيف آخر الليل طعنة
ابا عفك خذها على كبر السن

"تو اللہ کے دین اور احمد رسول ﷺ کی دین کی تکذیب کرتا ہے اس شخص کی زندگی کی قسم جس نے تجھے بے جا خواہش دلائی اور اس نے بری خواہش دلائی۔ حنیف مسلم نے رات کے آخری حصے میں تجھے نیزے کا تحفہ دیا ہے اے ابو عفک بڑھاپے میں اس کو وصول کر۔"

(۳)...... ابو عفک کے قتل کے بعد عصماء بنت مروان جو بنی امیہ بن زید سے تھی جو یزید بن زید خطمی کی بیوی تھی اسلام اور مسلمانوں کی ہجو کیا کرتی تھی،

نفاق کا اظہار کرتے ہوئے ان شعروں میں کہا:

باست بني مالك والنبيت
وعوف وباست بني الخزرج
أطعتم أتاوي من غيركم
فلا من مراد ولا مذحج
ترجونه بعد قتل الرءوس
كما يرتجى مرق المنضج
ألا أنف يبتغي غرة
فيقطع من أمل المرتجي

"بنی مالک، بنی نبیت اور عوف اور بنی خزرج کے چوتڑوں میں تم نے اجنبی آدمی کی اطاعت قبول کی ہے جو نہ مراد قبیلے سے ہے اور نہ مذحج سے۔ قبیلے کے سرداروں کے قتل کے بعد تم اس سے امیدوار ہو جیسے ہانڈی پکنے کی امید ہوتی ہے۔ ہے کوئی جواں مرد جو اس کی غفلت کا منتظر ہو اور امیدوار کی امید ختم کر دے۔"

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ شاعر اسلام نے اس کے جواب میں کہا:

بنو وائل وبنو واقف
وخطمة دون بني الخزرج
متى ما دعت سفها ويحها
بعولتها والمنايا تجي
فهزت فتى ماجدا عرقه
كريم المداخل والمخرج
فضرجها من نجيع الدماء
بعيد الهدو فلم يحرج

"بنی وائل، بنی واقف اور خطمہ قبیلے بنی خزرج کے علاوہ ہیں۔ جب بے وقوفی سے اس نے اپنے خاوندوں کو بلایا اور موتیں ان کی امید میں تھیں۔ اس نے معزز و شریف نوجوان کو ہلایا جو خوب اطوار اور اعلیٰ اصل والا ہے۔ اس جوان نے اس کو تازہ خون میں لت پت کر دیا اور اس کو کوئی حرج محسوس نہ ہوا۔"

عصماء بنت مروان کے جواب کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "الا آخذ لی من ابنة مروان" "کیا کوئی بنت مروان کو میری خاطر گرفت کر سکتا ہے۔" رسول اللہ ﷺ کی یہ خواہش عمیر بن عدی خطمی نے سن لی اور اسی رات اس کے گھر جا کر اسے قتل کر دیا۔ صبح کو اس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں نے اس کو قتل کر دیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمیر! تم نے اللہ اور اس کے رسول کی مدد کی ہے۔ تو اس نے پوچھا کیا اس کے قتل کے متعلق مجھ سے باز پرس ہوگی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا "لا ينتطح فيها عنزان" اس کے بارے میں دو بکریاں بھی آپس میں سینگ نہیں ماریں گی یعنی کوئی جھگڑا نہ ہوگا۔

چنانچہ عمیر اپنے قبیلے میں چلا گیا اس وقت ان کا ایک دوسرے پر بڑا ہنگامہ تھا اس کے پانچ بیٹے تھے یہ صورت حال دیکھ کر عمیر نے کہا میں نے اس عورت کو قتل کیا ہے تم سب لوگ میرے متعلق مکر و فریب کرو اور مجھے مہلت نہ دو۔ یہ پہلا دن تھا جس میں قبیلہ خطمہ کے اندر اسلام کا بول بالا ہوا چنانچہ اسلام غالب ہوا کیونکہ بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص روانہ کیا جس نے [illegible] ابو عفک کو قتل کر دیا اس سے پہلے یہ تفصیل بیان ہو چکی ہے۔ بقول ابن ہشام [illegible]

کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ مومن ایک آنت سے کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں، کیونکہ وہ اسلام قبول کرنے کے بعد نہایت کم کھانا کھاتا تھا۔ جب وہ مدینہ سے مکہ عمرہ کی غرض سے آیا اور اس نے تلبیہ کہا تو مکہ کے باشندوں نے اس کو منع کیا، اس نے ان کو سختی سے جواب دیا اور یمامہ سے غلہ بند کرنے کی دھمکی دی۔ جب وہ یمامہ میں واپس لوٹا تو اس نے یمامہ کا غلہ روک لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو مکتوب تحریر کیا پھر اس نے غلہ کی رسد بحال کی۔ بنی حنیفہ میں سے کسی شاعر نے کہا:

ومنا الذی لبی بمکة محرما
برغم ابی سفیان فی الاشهر الحرم

"ہمارے قبیلہ میں سے وہ شخص ہے جس نے احرام باندھ کر مکہ میں تلبیہ کہا حرمت والے مہینوں میں ابوسفیان کو ذلیل و رسوا کرنے کے لئے"۔

علقمہ بن مجزز مدلجی کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے بھائی وقاص کا بدلہ لینے کی خاطر روانہ کیا جب وہ "ذی قرد" میں قتل ہوا کیونکہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے قاتلوں کے پیچھے جانے کی اجازت طلب کی تھی۔ آپ نے اس کو اجازت عنایت فرمادی اور اس کو امیر قافلہ مقرر کر دیا۔

خوش طبعی اور ظرافت ...... جب وہ واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے کچھ لوگوں کو پیش قدمی کی اجازت دے دی اور عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کر دیا وہ خوش طبع اور ظریف انسان تھے آگ جلا کر اس میں لوگوں کو کود جانے کا حکم دیا۔ بعض لوگوں نے اس میں کود جانے کا ارادہ کر لیا تو اس نے کہا میں تو مذاق کر رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب اس قصہ کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا جو شخص خدا کی نافرمانی کا حکم دے اس کی ہرگز اطاعت نہ کرو۔ یہ حدیث ابن ہشام نے اپنی سند سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

احسان فراموشی ...... بجیلہ قبیلہ کے قیس خاندان کے لوگ مدینہ منورہ میں آئے اور ان کو یہ آب و ہوا موافق نہ آئی اور وہاں کی آب و ہوا کو صحت کے لئے نقصان دہ پایا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو کہا کہ وہ اونٹوں کے پاس چلے جائیں، ان کا دودھ اور پیشاب پئیں، چنانچہ وہ شفایاب ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ کے غلام "یسار" چرواہے کو ذبح کر کے اس کی آنکھوں میں کانٹے گاڑ دیئے، اور وہ دودھیل اونٹنیاں اپنے ساتھ لے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے کرز بن جابر رضی اللہ عنہ کو چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کی تلاش میں روانہ کیا وہ ان "احسان فراموش" لوگوں کو گرفتار کر کے لے آئے رسول اللہ ﷺ اس وقت غزوہ ذی قرد سے واپس تشریف لائے تھے۔ چنانچہ آپ نے فیصلہ فرمایا اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری گئیں۔

ایک نکتہ ...... یہ مقتولین اگر وہی ہیں، جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ روایت میں مذکور ہیں کہ آٹھ افراد عکل یا عرینہ قبیلہ کے مدینہ میں آئے۔ تبادر یہی مفہوم ہے کہ وہ وہی لوگ ہیں جن کا مفصل بیان ہو چکا ہے۔ اگر اس کے علاوہ کوئی اور ہوں" تو خدا معلوم "ہم نے تو یہاں وہی بیان کیا ہے جو ابن ہشام نے ذکر کیا ہے، واللہ اعلم۔

ابن ہشام کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دو مرتبہ جنگ میں جانا۔ بقول ابو عمرو مدنی رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کی جانب روانہ کیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ایک دوسرے لشکر میں روانہ فرمایا اور یہ ہدایت فرمائی کہ اگر تم یکجا ہو تو امیر علی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ ابن ہشام نے کہا ہے کہ ابن اسحاق نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی روانگی بیان کی ہے اور اس کو "بعوث و سرایا" کی تعداد ۳۸ میں شمار نہیں کیا۔ لہٰذا مناسب یہ ہے کہ ان دستوں کی تعداد ۳۸ کی بجائے ۳۹ ہو۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو شام کی جانب روانہ کیا اور ان کو حکم دیا کہ فلسطین کے علاقے میں سے بلقاء اور داروم کی سرحدوں کو اپنے لشکر سے پامال کریں۔ چنانچہ لوگ تیار ہوئے اور پہلے "مہاجرین" سب کے سب ساتھ تھے بقول ابن ہشام یہ آخری لشکر تھا جو رسول اللہ ﷺ نے روانہ فرمایا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا اور اس کا امیر اسامہ بن زید رضی

اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا اور لوگوں نے ان کی امارت پر نکتہ چینی کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم نے اس کی امارت پر نکتہ چینی کی ہے تو تعجب خیز نہیں کیونکہ تم نے پہلے اس کے والد کی امارت پر اعتراض کر چکے ہو۔ خدا کی قسم وہ امارت کے لائق تھا اور مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا اور یہ اسامہ مجھے اس کے بعد سب سے زیادہ محبوب ہے۔ (بخاری، مسلم، نسائی)

پہلے مہاجرین میں سے اکثر بڑے بڑے اور بہتر لوگ اس لشکر میں شمولیت فرما چکے تھے اور ان بزرگوں میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شمار کرنا غلطی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی وفات پر وہ تھے اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا لشکر جرف میں مقیم تھا اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز کا امام مقرر کر دیا تھا (جیسا کہ بیان ہو چکا) پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ امام ہوتے ہوئے لشکر میں کیسے شمار ہو سکتے ہیں۔

بالفرض اگر وہ لشکر میں شمولیت کر بھی چکے تھے تو نبی علیہ السلام نے ان کو نماز کے لئے جو کہ اسلام میں سے اہم رکن ہے، مستثنیٰ اور نامزد کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات حسرت آیات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اسامہ رضی اللہ عنہ سے خارج کروانے کی درخواست کی تو انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ان کو رہنے کی اجازت عنایت فرمائی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روانہ فرما دیا۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے متعلق آیات واحادیث

بے شک آپ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے (۳۹/۳۰) اور ہم نے آپ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کے لئے زندہ نہیں رکھا، پھر کیا اگر آپ مر گئے تو وہ رہ جائیں گے۔ ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور ہم تمہیں برائی اور بھلائی سے آزمانے کے لئے جانچتے ہیں۔ (۲۱/۳۴-۳۵) اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے بہت رسول گزر چکے، پھر کیا اگر وہ مر جائیں یا مارے جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ (۳/۱۴۴) (یہ آیات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے دن تلاوت کی تھیں، حاضرین نے سنا تو گویا معلوم ہوتا تھا کہ انہوں نے یہ آیات آج ہی سنی ہیں) جب اللہ کی مدد اور فتح آ چکی اور آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے اور اس سے معافی مانگئے، بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے (۱۱۰/۱-۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول میں رسول اللہ ﷺ کی اجل کا بیان ہے جو آپ ﷺ کو بتایا گیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ یہ سورت ایام تشریق کے درمیان منیٰ میں نازل ہوئی اور رسول اللہ ﷺ سمجھ گئے کہ اب دنیا سے رخصت کا وقت ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں لوگوں کو بعد کے امور وغیرہ سے آگاہ کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوم النحر کو رمی کرتے دیکھا آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا، مجھ سے مسائل حج سیکھ لو شاید اس سال کے بعد میں حج نہ کر سکوں۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ جبرئیل علیہ السلام ہر سال مجھ سے قرآن کا ایک مرتبہ دور کیا کرتے تھے اور امسال اس نے دو مرتبہ دور کیا ہے، مجھے اپنی اجل کا وقت بہت قریب معلوم ہوتا ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر رمضان میں دس یوم اعتکاف کیا کرتے تھے اور وفات کے سال آپ نے بیس یوم اعتکاف کیا اور ہر رمضان میں جبرئیل علیہ السلام ایک مرتبہ آپ علیہ السلام کو قرآن سنایا کرتے تھے اور وفات کے سال قرآن کا دو مرتبہ دور کیا۔

مرض موت کا آغاز کیسے ہوا؟ .... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے ذوالحجہ میں واپس تشریف لائے۔ ذوالحجہ کے باقی دن اور (محرم، صفر) مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو شام کی جانب روانہ کیا اور ابھی وہ مدینہ کے باہر جرف میں مقیم تھے کہ رسول اللہ ﷺ "مرض موت" شروع ہو گئی.... مرض کا آغاز آخری ایام میں یا ربیع الاول کے شروع میں۔ میرے علم کے مطابق رسول اللہ ﷺ

آغاز مرض اس طرح ہوا کہ آپ آدھی رات "بقیع الغرقد" (مدینے کا قبرستان) تشریف لے گئے ان لوگوں کے استغفار و مغفرت کی دعا کی، پھر واپس چلے آئے۔ صبح ہوئی تو اسی دن آپ کو تکلیف شروع ہو گئی۔

حیات جاودانی پر موت کو ترجیح ...... ابن اسحاق کا بیان ہے کہ (عبد اللہ بن جعفر، عبید بن جبیر مولیٰ حکم، عبد اللہ بن عمرو بن عاص) ابو مویہبہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے آدھی رات اٹھا کر فرمایا اے ابو مویہبہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اس "بقیع" قبرستان والوں کے لیے مغفرت کی دعا کروں تم میرے ساتھ چلو۔ چنانچہ میں آپ علیہ السلام کے ساتھ ہو لیا جب آپ ان کے درمیان پہنچ گئے تو آپ نے فرمایا السلام علیکم اے قبرستان والو! تمہارے حالات بہتر اور خوشگوار ہوں زندہ لوگوں کے نسبت کہ دنیا میں تاریک رات ٹکڑوں اور گوشوں کی طرح فتنے مسلسل آ رہے ہیں۔ دوسرا پہلے سے بدتر ہوگا پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا مجھے دنیا کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں۔ اس میں ہمیشہ رہنے اور پھر جنت میں جانے کا اختیار دیا گیا ہے کہ موت اور ہمیشہ رہنے والی زندگی میں سے جس کو چاہوں پسند کروں۔

وہ کہتا ہے کہ میں نے سفارش کی میرے ماں باپ آپ پر صدقے دنیا کے خزانوں کی چابیاں، ہمیشہ رہنے اور جنت کو پسند فرما لیجئے۔ آپ نے فرمایا بالکل نہیں اے ابو مویہبہ میں نے موت اور جنت کو پسند کر لیا ہے پھر آپ قبرستان بقیع کے لئے استغفار کے بعد واپس تشریف لے آئے پھر آپ کو اس مرض کا آغاز ہوا جس سے آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔

یہ روایت صحاح میں نہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے (یعقوب بن ابراہیم از ابراہیم از محمد بن اسحاق) بیان کی ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو النضر ہاشم بن فضیل، یعلی بن عطاء، عبید بن جبیر) ابو مویہبہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو حکم ملا کہ قبرستان بقیع کے لئے آپ دعائے مغفرت کریں چنانچہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ مغفرت کی دعا کی۔ تیسری مرتبہ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ سواری پر زین ڈالو، پھر آپ ﷺ سوار ہوئے اور میں آپ ﷺ کے ساتھ پیدل تھا آپ ﷺ قبرستان پہنچ کر سواری سے اترے اور میں نے سواری کو تھام لیا اور آپ ﷺ نے ان کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا زندہ لوگوں کی نسبت تمہاری حالت زیادہ خوشگوار ہے کیونکہ دنیا میں تاریک رات کے گوشوں کی طرح مسلسل فتنے آ رہے ہیں۔ دوسرا فتنہ پہلے سے بدتر ہوگا تمہاری حالت زندہ لوگوں کی نسبت خوشگوار ہے۔ پھر آپ ﷺ نے واپس لوٹ کر فرمایا اے ابو مویہبہ مجھے امت کی فتوحات میں ہمیشہ رہنے اور جنت میں داخلہ یا اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور موت کے درمیان اختیار دیا گیا ہے، تو میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، سدا رہنے کو پسند فرما لیجئے تو آپ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم مشیت ایزدی سے ساری دنیا بھی لوٹا دی جائے تو میں پھر بھی قبول نہ کروں، میں نے لقاء الٰہی اور موت کو پسند کر لیا ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ سات یا آٹھ دن زندہ رہنے کے بعد اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔

عبد الرزاق (معمر، ابن طاؤس) طاؤس سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دشمن پر رعب ڈال کر میری مدد کی گئی ہے مجھے دنیا کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں۔ مجھے امت کی فتوحات دیکھنے کیلئے ابدی زندگی یا فوری موت کے درمیان اختیار دیا گیا ہے۔ میں نے فوری اور عجلت موت کو پسند کر لیا ہے۔ بقول بیہقی رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث مرسل ہے اور حدیث ابو مویہبہ کی شاہد ہے۔

امام ابن اسحاق (یعقوب بن عتبہ، زہری، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بقیع سے واپس آئے اور میں سر درد میں مبتلا، ہائے سر پھٹا جا رہا ہے، کہہ رہی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا واللہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! ہائے میرا سر گیا۔ مزید فرمایا اگر تم پہلے فوت ہو جاؤ گی تو کوئی نقصان نہ ہوگا، میں تمہاری تیمارداری کروں گا، کفن پہناؤں گا، نماز جنازہ پڑھوں گا، دفن کروں گا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے عرض کیا واللہ! مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ آپ کفن دفن کے بعد میرے ہی گھر میں کسی بیوی کے ساتھ رہیں گے۔ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر مسکرائے اور سو گئے۔ آپ اس درد اور تکلیف کے باوجود حسب دستور بیویوں کے پاس منتقل ہوتے رہے۔ یہاں تک حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آپ کی بیماری نے شدت اختیار کر لی تو آپ نے سب بیویوں کو بلا کر ان سے اجازت طلب کی کہ وہ میرے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے) گھر میں بیماری کے ایام گزاریں، سب نے بخوشی اجازت دے دی تو رسول اللہ ﷺ دو آدمیوں کے سہارا لئے گھر سے باہر آئے، آپ ﷺ کے پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے اور میرے گھر میں تشریف لائے۔ عبید اللہ راوی کہتا ہے میں نے یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی

اللہ عنہ کو بتائی تو انہوں نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے دوسرا شخص کون تھا؟ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

بیہقی (حاکم، اصم، احمد بن عبدالجبار، یونس بن بکیر، ابن اسحاق، یعقوب بن عتبہ، زہری، عبیداللہ بن عبداللہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھر آئے تو آپ کو مرض وفات اور مجھے بھی درد لاحق تھا۔ میں نے کہا ہائے سر پھٹا جا رہا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عائشہ ہائے میرا سر کہا۔ مزید فرمایا اگر تم پہلے فوت ہو جاؤ گی تو میں تمہاری تیمارداری کروں گا، تم پر جنازہ پڑھوں گا اور تمہیں دفن کروں گا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے عرض کیا اللہ! مجھے یہ محسوس ہو رہا ہے کہ آپ مجھے دفن کرنے کے بعد میرے ہی گھر میں کسی بیوی کے ساتھ رہیں گے۔ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر مسکرائے اور سو گئے۔ آپ علیہ السلام بیماری اور تکلیف کے باوجود مسلسل بیویوں کے پاس منتقل ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آپ ﷺ بیمار ہوئے۔

مرض کی شدت اور علاج سب خاندان حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں جمع ہو گیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، معلوم ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ کو ذات الجنب کا عارضہ ہے تو ہم آپ ﷺ کو دوا دیں چنانچہ آپ کو دوائی پلائی۔ اس کے بعد آپ کو افاقہ ہوا تو پوچھا کس نے دوائی پلائی ہے؟ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو خطرہ لاحق ہوا کہ آپ ذات الجنب میں مبتلا ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ شیطانی مرض ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھ پر شیطان مسلط نہیں کرے گا۔ چچا عباس رضی اللہ عنہ کے علاوہ سب کو دوائی پلائی جائے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سب کو دوائی پلائی گئی۔ حتیٰ کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا روزہ دار تھیں ان کو بھی پلائی گئی پھر آپ نے سب ازواج مطہرات سے اجازت طلب کی کہ میرے (عائشہ رضی اللہ عنہا) کے گھر میں علاج ہو۔ سب نے بخوشی اجازت دے دی تو آپ عباس رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے شخص کے سہارے سے میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکلے اور آپ کے قدم مبارک زمین پر گھسٹ رہے تھے۔ عبیداللہ کا بیان ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا دوسرے آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (سعید بن عفیر، لیث، عقیل، ابن شہاب، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا مرض بڑھ گیا اور درد زیادہ ہو گیا تو آپ ﷺ نے سب بیویوں سے اجازت چاہی کہ آپ کی تیمارداری میرے گھر میں کی جائے۔ چنانچہ انہوں نے اجازت دے دی اور آپ دو شخصوں کے کندھوں پر سہارا لے کر آئے۔ ایک عباس رضی اللہ عنہ اور دوسرا اور کوئی تھا۔ عبیداللہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے کہا اس شخص کو جانتے ہو جس کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نام نہیں لیا؟ میں نے کہا نہیں۔ کہنے لگے وہ دوسرا شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے

بخار کا غسل سے علاج... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لے آئے اور آپ کا درد زیادہ ہو گیا تو فرمایا مجھ پر سات مشکیں پانی کی بھری ہوئی ڈال دو۔ (شاید مجھے تسکین ہو) اور میں لوگوں کو نصیحت کروں چنانچہ ہم نے آپ کو حفصہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ ﷺ کے ٹب میں بٹھا کر ان مشکوں سے پانی ڈالنا شروع کیا (اور ہم ڈالتے گئے) یہاں تک کہ انہوں نے خود ہی اشارہ کیا کہ (اب تم) نہلا چکیں پھر آپ ﷺ لوگوں کے پاس گئے اور لوگوں کو نماز پڑھا کر خطبہ دیا۔ یہ روایت صرف بخاری میں کئی مقامات پر مروی ہے اور مسلم نے بھی زہری سے بیان کی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مرض وفات میں پوچھا کرتے کہ میں کل کہاں ہوں گا؟ میں کل کس کے ہاں ہوں گا؟ مقصد یہ تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کب آئے گی؟ چنانچہ سب ازواج مطہرات نے آپ ﷺ کو اجازت دے دی کہ جہاں چاہیں مرض کے ایام گزاریں۔ آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آ گئے اور وفات تک وہیں رہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس دن فوت ہوئے جب دستور کے مطابق میری باری تھی اور آپ ﷺ کا سر مبارک میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان تھا۔ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ مسواک کرتے ہوئے آئے اور رسول اللہ ﷺ اس کی جانب دیکھنے لگے تو میں نے عبدالرحمن کو کہا یہ مسواک مجھے دو۔ چنانچہ میں نے وہ دانتوں سے نرم کر کے رسول اللہ ﷺ کو پیش کی اور آپ ﷺ نے میرے سینے سے ٹیک لگا کر

مسواک کی۔ انفرد بہ البخاری

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میری گودی اور ٹھوڑی کے درمیان فوت ہوئے پس میں نبی علیہ السلام پر موت کی شدت کے بعد کسی کی بھی شدت موت کو ناگوار نہیں سمجھتی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی تکلیف ہوتی تو معوذات کو پڑھ کر دم کر لیتے تھے اور اپنے بدن پر ہاتھ پھیر لیتے تھے اور جب زیادہ تکلیف ہوتی تو میں ان سورتوں کو پڑھ کر آپ ﷺ پر دم کرتی اور آپ ﷺ ہی کے ہاتھ آپ ﷺ کے بدن پر پھیر دیتی تھی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کی سرگوشی ... متفق علیہ روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تمام ازواج مطہرات رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو گئیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی آ گئیں ان کی چال اور چلنے کا طریقہ رسول اللہ ﷺ کی طرح ہی تھا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو رسول اللہ ﷺ نے مرحبا دختر من کہا اور اپنے دائیں یا بائیں پہلو پر بٹھایا پھر آپ ﷺ نے ان سے سرگوشی کی تو آپ رضی اللہ عنہا رو پڑیں پھر سرگوشی کی تو ہنس پڑیں۔ میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو راز کے لیے مخصوص فرمایا ہے اور آپ روتی ہیں جب اٹھ کر جانے لگیں تو میں نے عرض کیا بتائیے رسول اللہ ﷺ نے آپ کو کیا راز بتایا تو انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کا راز فاش نہ کروں گی۔ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں آپ پر اپنے حق کا واسطہ دے کر پوچھتی ہوں کہ آپ ضرور بتائیں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اب میں وہ راز فاش کر سکتی ہوں آپ ﷺ نے پہلی دفعہ سرگوشی میں بتایا تھا کہ جبرائیل علیہ السلام ہر سال ایک دفعہ قرآن کا ایک بار دور کیا کرتے تھے امسال دو دفعہ دور کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ میری قریب موت کی نشانی ہے۔ تو تقویٰ کو شعار بنا اور صبر کر میں تمہارے لیے بہت اچھا سلف اور پیش رو ہوں۔ یہ سن کر میں آبدیدہ ہو گئی پھر آپ ﷺ نے مجھے دوبارہ سرگوشی میں بتایا کیا تو راضی نہیں کہ مسلمان خواتین یا امت محمدیہ کی خواتین کی سردار ہو۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (علی بن عبد اللہ، یحییٰ بن سعید قطان، سفیان ثوری، موسیٰ بن ابی عائشہ رضی اللہ عنہا، عبید اللہ بن عبد اللہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیماری میں آپ ﷺ کے منہ میں دوا ڈالی اور آپ ﷺ نے اشارہ سے کہا کہ منہ میں دوا نہ ڈالو ہم نے یہ سمجھا کہ مریض کو دوا بری ہی معلوم ہوتی ہے۔ جب آپ ﷺ کو افاقہ ہوا تو فرمایا کیا میں نے تم کو منہ میں دوا ڈالنے سے منع کیا تھا ہم نے عرض کیا ہم تو اسے مریضوں جیسی کراہت سمجھتے تھے آپ نے غصہ سے فرمایا گھر میں کوئی ایسا باقی نہ رہے جس کو اسی طرح میرے سامنے دوا نہ پلائی جائے سوائے عباس رضی اللہ عنہ کے کیونکہ وہ تم لوگوں میں شامل نہ تھے۔ یہ روایت (ابن ابی الزناد از ہشام از عروہ از عائشہ رضی اللہ عنہا) بھی مروی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (یونس از زہری از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مرض وفات میں فرمایا کرتے تھے اے عائشہ! میں نے خیبر میں جو زہریلا کھانا کھایا تھا میں اس کا درد ہمیشہ محسوس کرتا ہوں۔ اب تو اس زہر کے اثر سے میری رگ جان کٹ رہی ہے۔

یہ روایت امام بخاری نے معلق بیان کی ہے اور حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی سند بیان کی ہے۔ (از حاکم ابو بکر بن محمد بن احمد بن یحییٰ عنبری، یوسف بن موسیٰ، احمد بن صالح، عنبسہ، یونس بن یزید، زہری)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقولہ ... حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں اگر میں نو مرتبہ حلف اٹھا کر کہوں کہ رسول اللہ ﷺ قتل ہوئے ہیں یہ اس سے بہتر ہے کہ میں ایک دفعہ حلف اٹھا کر کہوں کہ رسول اللہ ﷺ قتل نہیں ہوئے۔ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبوت اور شہادت سے سرفراز فرمایا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی مرض وفات میں رسول اللہ ﷺ کی عیادت کر کے

باہر آئے تو لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن! رسول اللہ ﷺ کا مزاج کیسا ہے؟ کہا الحمد للہ ٹھیک ہے۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا خدا کی قسم! آپ تین دن بعد محکوم ہو جائیں گے میں واللہ سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ اسی مرض میں انتقال فرمائیں گے۔ موت کے وقت بنی عبدالمطلب کے چہروں کے آثار میں خوب اچھی طرح پہچانتا ہوں، چلو! رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں اور امر خلافت کے متعلق آپ ﷺ سے معلوم کر لیں اگر خلافت ہمارے خاندان میں ہوئی تو ہمیں یہ معلوم ہو جائے گا اور اگر دوسروں میں ہوگی تو آپ ﷺ ان سے متعلق کوئی وصیت فرما دیں گے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! اگر ہم نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات معلوم کر لی اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منع فرما دیا تو پھر لوگ ہمیں کبھی بھی نہیں دیں گے۔ میں تو واللہ رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق سوال نہیں کروں گا۔ انفرد بہ البخاری۔

جمعرات کا دن: ... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (قتیبہ، سفیان، سلیمان) سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا جمعرات کا دن کیسا عجیب تھا۔ جس (جمعرات) کے روز رسول اللہ ﷺ کے مرض میں شدت پیدا ہوگئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس لاؤ (قلم، قرطاس) میں ایک نوشتہ تحریر کر دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ پس لوگوں میں تنازع پیدا ہو گیا۔ پھر وہ آپس میں کہنے لگے آپ کی کیا کیفیت ہے کیا بے حواسی کے عالم میں ہیں؟ تو آپ ﷺ سے پوچھو۔ جب پوچھنے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے بات نہ کرو مجھے آرام کرنے دو، چھوڑ کر میرے پاس سے چلے جاؤ، جس کی بات کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو میں اس سے بہتر حالت میں ہوں پھر آپ ﷺ نے تین وصیتیں فرمائیں۔

(۱) مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو۔

(۲) .. وفود اور سفیروں کا اسی طرح احترام و اہتمام کرو جیسا کہ میں کیا کرتا تھا اور تیسری وصیت راوی نے نہیں بتائی یا میں بھول گیا۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ روایت سفیان سے بیان کی ہے)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (علی بن عبداللہ، عبدالرزاق، معمر، زہری، عبیداللہ بن عبداللہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو گھر میں بہت سے آدمی موجود تھے اور نبی علیہ السلام نے فرمایا: قلم، قرطاس لاؤ، میں تمہیں ایک تحریر لکھ دوں، تم لوگ اس کے بعد کبھی بھی گمراہ نہ ہو گے۔ بعض لوگوں نے کہا رسول اللہ ﷺ پر بیماری کی شدت ہے اور ہمارے پاس قرآن پاک موجود ہے ہمیں اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی کافی ہے۔ حاضرین میں اختلاف پیدا ہو گیا اور آپس میں جھگڑنے لگے بعض لوگ کہتے تھے کہ قلم قرطاس لاؤ، رسول اللہ ﷺ نوشتہ تحریر کر دیں گے جس کے بعد ضلالت و گمراہی میں نہ پھنسو گے۔ بعض حضرات کچھ اور کہہ رہے تھے۔ جب شور و غل اور جھگڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا (یہاں سے) چلے جاؤ۔

عبیداللہ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ شور و غل اور اختلاف پیدا ہونے کی وجہ سے نوشتہ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان حائل ہو جانا سب سے بڑی مصیبت کی بات ہے۔

یہ روایت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن رافع اور عبد بن حمید کی معرفت عبدالرزاق سے اسی طرح بیان کی ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کئی تصنیفات میں معمر اور یونس بواسطہ زہری بیان کیا ہے۔

بعض نادانوں کا شبہ: ... اس روایت سے بعض بیوقوف اور غبی شیعہ وغیرہ اہل بدعت کو شبہ اور وہم پیدا ہو گیا ہے ہر کوئی اس بات کا مدعی ہے کہ نبی علیہ السلام وہی تحریر کرانا چاہتے تھے جو ان کی بدعت کا مدعا اور مقصد ہے۔ یہ اسی طرح متشابہ باتوں کے پیچھے محکم ارشادات کو ترک کرتے ہیں۔

اہل سنت محکم ارشادات پر عمل کرتے ہیں متشابہ باتوں سے نفرت کرتے ہیں یہی راسخ العلم لوگوں کا طریقہ ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا: جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ گمراہ اور ضلالت والے فرقوں کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور علماء [illegible] اہل سنت تو اسی کے قائل ہیں [illegible] کہ [illegible] آپ کی اس بات کا مطلب جو سمجھتے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا مسئلہ...... نبی علیہ السلام جو تحریر کروانا چاہتے تھے اس کی وضاحت اور صراحت متعدد احادیث میں بیان ہو چکی ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (مؤمل، نافع، ابن عمر، ابن ابی ملیکہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ مرض وفات میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اس کے بیٹے کو بلاؤ تا کہ کوئی طالع آزما شخص ابوبکر رضی اللہ عنہ کے معاملے میں حرص نہ کرے اور کوئی خواہشمند اس کی خام تمنا نہ کرے۔ پھر آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا اللہ تعالیٰ اور مؤمن صحابہ "غیر" کی خلافت کا انکار کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ واقعی اللہ تعالیٰ اور مؤمنوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ خلافت کے دعویدار کا انکار کیا۔ انفرد به احمد من هذا الوجه۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو معاویہ، عبدالرحمان بن ابی بکر قرشی، ابن ابی ملیکہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا مرض جب شدت اختیار کر گیا تو آپ ﷺ نے عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ مونڈھے کی چوڑی ہڈی یا تختی لاؤ میں اس میں تحریر لکھ دوں تا کہ کسی شخص کو اختلاف کی گنجائش نہ رہے۔ جب عبدالرحمان اس کے لانے کے لیے اٹھنے لگے تو آپ نے فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ اللہ اور مؤمن تمہاری خلافت کے متعلق اختلاف سے بالاتر ہے۔ انفرد به احمد من هذا الوجه ایضاً۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا ارادہ تھا کہ ابوبکر اور اس کے بیٹے کو پیغام ارسال کروں اور اس سے عہد کروں کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی ڈینگ مارے یا کوئی طالع آزما خواہش کرے پھر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ انکار کرتا ہے یا فرمایا مؤمن اس کا انکار کرتے ہیں یا اللہ انکار کرتا ہے اور مؤمن انکار کرتے ہیں کہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ) کوئی اور خلیفہ ہے۔

ایک خاتون کا آنا اور خلافت کا مسئلہ...... جبیر بن مطعم کی متفق علیہ روایت میں ہے کہ کوئی عورت آپ کے پاس آئی اور آپ نے اس عورت کو دوبارہ آنے کو کہا تو اس نے پوچھا فرمایئے! میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں (گویا اس کا مطلب تھا کہ آپ فوت ہو جائیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نہ ملوں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چلی آنا۔ اس روایت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرض وفات کا واقعہ ہے۔

وفات سے پانچ دن پہلے ایک عظیم الشان خطبہ...... خمیس کے روز وفات سے پانچ روز پہلے آپ ﷺ نے ایک عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا اس میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر فضیلت و منقبت بیان کی اور آپ کو امامت کا منصب تفویض کیا اور اس خطبہ سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے پانی سے بھری ہوئی سات مشکوں سے غسل فرمایا اور نماز پڑھائی اور ان کو خطاب فرمایا جیسا کہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں بیان ہو چکا ہے۔

اس کے متعلقہ روایات...... بیہقی (حاکم، اصم، احمد بن عبدالجبار، یونس بن بکیر، ابن اسحاق، زہری) ایوب بن بشیر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر سات کنوؤں کی سات مشکوں کا پانی بہاؤ تا کہ میں غسل کر کے لوگوں کو نصیحت کروں غسل سے فارغ ہو کر آپ علیہ السلام برسر منبر جلوہ افروز ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد شہدائے احد کا تذکرہ کیا اور ان کے لیے مغفرت کی دعا کی۔ پھر فرمایا اے گروہ مہاجرین! تم میں اضافہ ہو رہا ہے اور انصار میں اضافہ نہیں ہو رہا وہ اپنی اصلی ہیئت پر ہیں۔ وہ میرے محرم راز اور دوست ہیں جن کے پاس میں نے پناہ لی ان کے اچھے کی عزت کرو اور برے سے درگزر کرو۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا اور آخرت میں سے ایک کو اختیار کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ پس اس نے آخرت اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کر لیا ہے۔ سامعین میں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ اس بات کو سن کر سمجھ گئے اور بے اختیار اشکبار ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ کی ہر قیمت پر حفاظت کریں گے، بلکہ جان، مال اور اولاد کا نذرانہ پیش کریں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ صبر و استقلال کا دامن نہ چھوڑئیے۔ دیکھو! یہ جو مسجد کے صحن میں جو دروازے کھلتے ہیں ان سب کو بند کر دو سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے وہ رفاقت و مصاحبت میں سب سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔ یہ روایت مرسل ہے اس کے شواہد بکثرت موجود ہیں۔

واقدی (فروہ بن زبیر بن عمارہ، عائشہ بنت سعد، ام ذر) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سر پر پٹی باندھے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے اور منبر پر جلوہ افروز ہو گئے تو لوگ منبر کے گرد جمع ہو گئے اور آپ کو گھیر لیا اور فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں اب حوض پر کھڑا ہوں پھر آپ ﷺ نے تشہد اور خطبہ مسنونہ کے بعد سب سے پہلے شہدائے احد کے لئے استغفار کیا اور فرمایا کہ بے شک ایک شخص کو دنیا کی آسائش بخشنے یا اخروی نعمتوں کے پسند کرنے کے درمیان اختیار دیا گیا تو اس نے "ما عند اللہ" اخروی نعمت کو پسند کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اشکبار ہو گئے، ہم نے ان کے رونے اور آبدیدہ ہونے پر تعجب کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا ہم آپ پر ماں باپ جان و مال قربان کر دیں گے۔ اس مخیر شخص سے "مقصود" رسول اللہ ﷺ تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے حالات سے ہم سے زیادہ باخبر تھے اور رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہنے لگے آرام و سکون سے رہو۔

روایت ابوسعید کی اسناد ۔۔ (۱) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابوعامر عقدی، فلیح، سالم ابی النضر، بسر بن سعید) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دوران خطبہ ارشاد فرمایا:

ان اللہ خیر عبدا بین الدنیا وبین ما عندہ فاختار ذلک العبد ما عند اللہ فبکی ابوبکر قال فعجبنا لبکائہ ان یخبر رسول اللہ عن عبد فکان رسول اللہ ھو المخیر و کان ابوبکر اعلمنا بہ

(اس کا ترجمہ پہلی روایت کے مطابق ہے)۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ۔۔۔۔ صحبت، رفاقت اور مالی وسائل خرچ کرنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مجھ پر سب سے زیادہ احسان ہے۔ اگر میں اپنے رب کے علاوہ کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔ لیکن اسلامی اخوت و دوستی اور اس کی محبت کافی ہے مسجد میں کھلنے والے دروازوں میں سے سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سب دروازے بند کر دیئے جائیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ابوعامر عقدی سے یہ روایت بیان کی ہے۔

(۲) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یونس، فلیح، سالم ابی النضر، عبید بن حنین اور بسر بن سعید) ابوسعید خدری۔

(۳) مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور بخاری رحمۃ اللہ علیہما (فلیح و مالک بن انس، سالم، بسر بن سعید اور عبید بن حنین) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ۔

(۴) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابوالولید، ہشام، ابوعوانہ، عبدالملک، ابن ابی المعلیٰ، ابوہ) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن دوران خطبہ ارشاد فرمایا: ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں حسب خواہش رہنے یا اپنی ملاقات "موت" کے درمیان اختیار دیا تو اس نے ملاقات الٰہی کو پسند کر لیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اس شیخ کا رونا بھی موجب تعجب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تو ایک نیک شخص کا ذکر فرمایا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ابدی زندگی یا ملاقات رب کے درمیان اختیار دیا تو اس نے لقاء الٰہی کو پسند کر لیا۔ (اس کے بعد واضح ہوا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو کسی طرح سمجھ گئے تھے) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہم آپ پر مال دولت اولاد قربان کر دیں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ابن ابی قحافہ کا رفاقت اور وقت صرف کرنے کے لحاظ سے سب سے زیادہ ممنون ہوں اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابن ابی قحافہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کو بناتا۔ لیکن محبت، اخوت اور اسلامی دوستی ہی کافی ہے (دو یا تین بار فرمایا) بیشک تمہارا صاحب (رسول اللہ ﷺ) اللہ تعالیٰ کا خلیل ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اس روایت میں منفرد ہیں، سند میں "ابن ابی المعلیٰ" کی بجائے ابوسعید بن معلیٰ درست ہے واللہ اعلم۔

وفات سے پانچ دن پہلے بروز جمعرات کا خطاب ۔۔۔۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ (اسحاق بن ابراہیم بن ابی حبیبہ، زید بن علی بن عبید اللہ بن عمرو قاری، یونس بن ابی حبیبہ، عمران بن مرہ، عبداللہ بن حارث) حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وفات سے پانچ دن پہلے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپ لوگوں میں سے بعض میرے جگری اور دوست تھے اب میں ہر دوست کی دوستی سے برأت کا اظہار کرتا ہوں اگر میں مت

میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا مگر مجھے تو خدا نے خلیل بنا لیا ہے جیسے ابراہیم کو خلیل بنایا۔ گزشتہ قومیں اپنے انبیاء علیہم السلام اور صلحاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیتے تھے تم نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ اور عبادت خانہ نہ بنانا میں تمہیں اس فعل سے منع کرتا ہوں (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ابن راہویہ سے یہ روایت بیان کی ہے)۔

وفات سے پانچ دن پہلے کا خطاب بروز جمعرات تھا، جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پہلے بیان کیا ہے اور یہ خطاب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابوالحسن علی بن مقری، حسن بن محمد بن اسحاق، ابن ابی عوانہ اسفرائنی، یوسف بن یعقوب صاحب عسکر، محمد بن ابی بکر، وہب بن جریر، والد، یعلی بن حکیم، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض وفات میں سر پر پٹی باندھے ہوئے باہر تشریف لائے منبر پر بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمایا اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ اپنی جان و مال سے مجھ پر احسان کرنے والا کوئی بھی نہیں اور اگر میں لوگوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا لیکن اسلامی خلت افضل ہے۔ میری طرف سے ہر دریچے کو جو اس مسجد میں ہے بند کر دو سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دریچے کے۔

خلافت کی طرف اشارہ...... یہ روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (عبداللہ بن محمد جعفی، وہب بن جریر، جریر بن حازم، یعلی بن حکیم) بیان کی ہے اور "سدوا عنی کل خوخۃ الی المسجد غیر خوخۃ ابی بکر" میں خلافت کی جانب اشارہ ہے کہ وہاں سے نماز کے لئے بسہولت آجا سکیں۔

آخری خطاب...... یہ روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مرض وفات میں سر پر پٹی باندھے کندھوں پر چادر لپیٹے ہوئے گھر سے تشریف لائے اور منبر پر بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں انصار کے بارے میں وصیت کی اور روایت کے آخر میں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر یہ آخری خطاب تھا پھر رسول اللہ کی وفات ہو گئی۔

دوران خطبہ لوگوں کا اعتراف...... ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قریب قریب الفاظ سے مروی ہے کہ امام بیہقی نے (علی بن احمد بن عبدان، احمد بن عبید صفار، ابن ابی قرش (محمد بن عیسی)، موسیٰ بن اسمٰعیل ابو عمران جبلی، حسن بن محمد، یحییٰ بن فرات، حارث بن عبدالملک، بن عبداللہ بن اسحاق مکی، قاسم بن یزید بن عبداللہ بن قسیط، والد، عطاء، ابن عباس رضی اللہ عنہ) حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ کو سخت بخار تھا اور سر پر پٹی باندھی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا: اے فضل! میرا ہاتھ تھامو۔ میں نے ہاتھ پکڑا اور آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا، اما بعد! تم سے میرے فراق کا وقت قریب آ گیا ہے تم مجھے اس مقام پر نہ دیکھو گے (میں سمجھتا ہوں کہ اس کے علاوہ مجھے بے نیاز کرنے والا کوئی نہیں کہ میں اس کو تم میں کھڑا کروں۔ (یہ عبارت مبہم ہے یا اس کے علاوہ سے مراد ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوں، واللہ اعلم، مترجم) سنو! میں نے جس کی پیٹھ پر کوڑے برسائے ہیں وہ مجھ سے بدلہ لے لے۔ جس کا میں نے مال چھینا ہے یہ میرا مال موجود ہے وہ لے لے۔ جس کو میں نے گالی دی ہے وہ بھی مجھ سے بدلہ لے لے۔ کوئی یہ نہ کہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے دشمنی کا خطرہ ہے۔ سنو! دلی دشمنی رکھنا میری عادت اور خصلت نہیں۔ مجھے سب سے محبوب وہ شخص ہے جو مجھ سے اپنا حق لے لے یا معاف کر دے میں اللہ تعالیٰ کے حضور اس طرح حاضر ہوں کہ کسی کا بھی میرے ذمہ حق نہ ہو۔ بیان کیا کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے آپ کے ذمہ تین درہم ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا میں کسی کی تکذیب کرنے کے لئے تیار ہوں اور نہ ہی حلف دیتا ہوں صرف یہ پوچھتا ہوں کہ میرے ذمہ کیسے ہیں؟ تو اس نے کہا کیا آپ کو یاد نہیں کہ ایک سائل آپ کے پاس سے گزرا تو آپ نے مجھے فرمایا تو میں نے اس کو تین درہم دیے۔ پھر آپ ﷺ نے فضل رضی اللہ عنہ کو کہا اسے ادا کرو وہ وصول کرنے کے بعد بیٹھ گیا پھر رسول اللہ ﷺ نے سلسلہ خطاب شروع فرمایا اور ارشاد فرمایا اے لوگو! جس کے پاس کچھ خیانت کا مال ہے وہ ادا کر دے۔

ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تین درہم ہیں جو میں نے مال غنیمت سے لئے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیوں

خیانت کی؟ اس نے بتایا کہ میں حاجت مند تھا۔ تو آپ ﷺ نے فضل رضی اللہ عنہ کو کہا اس سے یہ لے لو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے خطاب کا سلسلہ شروع فرمایا کہ اے لوگو! جو شخص اپنے دل میں کوئی نقص محسوس کرتا ہے وہ کھڑا ہو جائے میں اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا۔ چنانچہ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ! میں منافق ہوں، جھوٹا ہوں اور منحوس ہوں۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے فلاں! اللہ تعالیٰ نے تیری پردہ پوشی کی تھی اگر تو اپنی پردہ دری نہ کرتا تو بہتر تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابن خطاب! بس بس دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے بہت آسان ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی اور جب یہ چاہا اس سے نحوست کو دور فرما۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ میرے ساتھ ہے میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوں میرے بعد حق عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ وابستہ ہے اس روایت کی سند میں اور متن دونوں میں شدید غرابت موجود ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کرنا...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یعقوب، ابوہ، ابن اسحاق، زہری، ہشام، ابوہ، عبداللہ بن ہشام، ابوہ) عبداللہ بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا مرض جب شدت اختیار کر گیا اور میں بھی وہاں مسلمانوں کی جماعت میں موجود تھا اور بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی تو آپ ﷺ نے فرمایا کسی کو کہو کہ وہ نماز پڑھائے۔ ابن زمعہ کہتا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے باہر آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں میں موجود تھے۔ میں نے کہا جناب عمر! لوگوں کو نماز پڑھائیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تکبیر تحریمہ کہی تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کی آواز سنی (کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بلند آواز والے تھے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ اللہ تعالیٰ اور مسلمان (ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ) اور کسی کی امامت کا انکار کرتے ہیں۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیغام پہنچایا، وہ آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہو چکے تھے، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی ابن زمعہ کا بیان ہے کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن زمعہ افسوس تم نے کیا کیا؟ واللہ! جب تم نے مجھے امامت کے بارے میں کہا تو میرا خیال یہی تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا ہوگا۔ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا تو میں کبھی امامت نہ کراتا۔ ابن زمعہ نے عرض کیا، خدا کی قسم! مجھے رسول اللہ ﷺ نے آپ کے بارے میں حکم نہیں دیا تھا، جب میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو موجود نہ پایا تو میں نے سمجھا کہ حاضرین میں سے آپ ہی زیادہ حقدار ہیں۔ یہ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ از زہری بیان کی ہے۔ نیز یونس بن بکیر نے (ابن اسحٰق از یعقوب بن عتبہ از ابوبکر بن عبد الرحمٰن از عبداللہ بن زمعہ) نقل کی ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی امامت نہ کرائے...... امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے (احمد بن صالح، موسیٰ بن یعقوب، عبدالرحمان بن اسحاق، زہری، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ) عبداللہ بن زمعہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو انہوں نے حجرہ سے سر باہر نکال کر غضبناک ہو کر فرمایا لا، لا، لا یصلی للناس الا ابن ابی قحافۃ، نہ، نہ ابی قحافہ کے سوا کوئی امامت نہ کرائے۔

نماز پر ہمیشگی اور مداومت...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (عمر بن حفص، حفص، اعمش، ابراہیم) اسود سے روایت کرتے ہیں ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے۔ نماز پر پابندی اور ہمیشہ پڑھنے کے متعلق پوچھا تو بتایا کہ مرض وفات میں جب نبی علیہ السلام کو نماز کا وقت آیا اور بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی تو آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے۔

کسی نے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نرم دل اور کمزور ہیں، جب وہ آپ کے مقام پر کھڑے ہوں گے تو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ یہ بات دوبارہ ہوئی تو آپ ﷺ نے یہی فرمایا، پھر آپ علیہ السلام نے تیسری مرتبہ فرمایا تم تو (انجام سے بے خبر) یوسف علیہ السلام کی ہم نشین ہو، ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہو لوگوں کو نماز پڑھائے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز کے لئے آئے اور نبی علیہ السلام مرض میں کچھ افاقہ اور کمی محسوس کی تو دو آدمیوں کے سہارے گھر سے باہر آئے، گویا میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ ﷺ کے پاؤں دور زمین پر گھسٹ رہے ہیں۔ (آپ کو تشریف لاتے دیکھ کر) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مصلیٰ کے پیچھے ہٹنے لگے تو آپ علیہ السلام نے اشارہ فرمایا کہ اپنے مصلیٰ پر قائم رہو اور رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے

پہلو میں بیٹھ گئے۔

اعمش راوی سے پوچھا گیا کہ نبی علیہ السلام امام تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ مقتدی تھے اور باقی لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا کر رہے تھے؟ تو اعمش نے سر کی جنبش سے بتایا کہ ہاں!

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بائیں پہلو پر ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کا بعض حصہ بیان کیا ہے۔

ابو معاویہ نے اعمش سے یوں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بائیں پہلو میں جب بیٹھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نماز پڑھا رہے تھے۔ یہ روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد مقامات پر بیان کی ہے۔ مسلم، نسائی اور ابن ماجہ میں متعدد اسناد سے اعمش سے نقل کی ہے۔ نیز یہ بھی ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت (قتیبہ اور مسلم، ابوبکر بن ابی شیبہ اور یحییٰ بن یحییٰ ابو معاویہ ہے اعمش) سے بھی بیان کی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تکرار کی وجہ ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن یوسف، مالک، ہشام بن عروہ، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مرضِ وفات میں فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عبیداللہ بن عبداللہ کی معرفت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے تکرار اور بار بار اس اندیشہ سے کہا تھا کہ لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو منحوس سمجھیں گے اور مجھے معلوم تھا کہ جو شخص بھی امامت کرائے گا لوگ اس سے بدشگونی لیں گے اور میری خواہش تھی کہ رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کو امام مقرر کر دیں۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرزاق، معمر، زہری، حمزہ بن عبداللہ بن عمر) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مرضِ وفات میں میرے گھر تشریف لائے تو فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ نرم دل ہیں قرآن پڑھتے ہیں تو بے ساختہ آنسو رواں ہو جاتے ہیں، اگر آپ کسی اور شخص کو مقرر کر دیں تو بہتر ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے یہی اندیشہ لاحق تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے مقام پر جو شخص کھڑا ہو گا لوگ اس کو منحوس تصور کریں گے میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے دو یا تین مرتبہ دہرائی پھر آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ امامت کرائیں تم تو انجام سے بے خبر یوسف علیہ السلام کی ہم نشین ہو۔

مسند اور بخاری (عبدالملک بن عمیر، ابوبردہ، ابوموسیٰ) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا "مروا ابابکر فلیصل بالناس" تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ابوبکر نرم مزاج ہیں، جب وہ آپ کے مصلیٰ پر کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے تو آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہو لوگوں کو نماز پڑھائے تم تو انجام سے بے خبر یوسف علیہ السلام کی ہم نشین ہو، چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں امامت کرائی۔

ظہر کی نماز میں شمولیت ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرحمان بن مہدی، زائدہ، موسیٰ بن ابی عائشہ) عبیداللہ بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کے مرضِ وفات کے حالات بتائیں گی؟ تو انہوں نے کہا کیوں نہیں؟ جب رسول اللہ ﷺ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ عرض کیا گیا نہیں، وہ آپ کے منتظر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے لیے ٹب میں پانی ڈالو، پھر آپ علیہ السلام نے غسل فرمایا اور آپ ﷺ کھڑے ہونے لگے تو بے ہوش ہو گئے، پھر افاقہ ہوا تو پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ عرض کیا گیا نہیں وہ آپ کے منتظر ہیں، پھر فرمایا میرے لیے ٹب میں پانی ڈال کر رکھو۔ آپ ﷺ نے غسل فرمایا اور جب کھڑے ہونے لگے تو غشی طاری ہو گئی پھر جب ہوش میں آئے تو پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ عرض کیا گیا

تھیں وہ آپ کے انتظار میں بیٹھے ہیں آپ نے فرمایا: میرے لیے طشت میں پانی ڈال دو۔ ہم نے پانی ڈال دیا اور آپ علیہ السلام نے غسل فرمایا پھر اٹھنے لگے تو بے ہوش ہو گئے پھر افاقہ ہوا تو پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ عرض کیا نہیں وہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کے انتظار میں بیٹھے ہیں (لوگ عشاء کی نماز میں مسجد میں آپ علیہ السلام کے منتظر بیٹھے تھے) پھر آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیغام ارسال کیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نرم دل تھے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہا آپ نماز پڑھائیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ امامت کے مجھ سے زیادہ حق دار ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان ایام میں نماز پڑھاتے رہے پھر رسول ﷺ نے کچھ آرام محسوس کیا تو دو آدمیوں کے درمیان ٹیک لگائے ہوئے ظہر کی نماز میں شریک ہوئے۔

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام کو آتے ہوئے محسوس کیا تو پیچھے سرکنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ پیچھے نہ ہٹو اور سہارا دینے والوں سے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بٹھا دو چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے تھے اور رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے عبید اللہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس سے کہا میں آپ کو رسول اللہ ﷺ کے مرض وفات کا قصہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی سناؤں؟ تو انہوں نے کہا کہ سناؤ میں نے ان کو یہ سارا قصہ سنا کر ان سے اس کی تصدیق کرتے ہوئے پوچھا کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دوسرے شخص کا جو سہارا دے رہا تھا نام بتایا؟ تو میں نے کہا نہیں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ (احمد بن یونس از زائدہ از موسیٰ) یہ روایت بیان کی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کر رہے تھے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اس نماز میں نبی علیہ السلام مقتدا اور پیشوا تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں آپ کی اقتدا کر رہے تھے اسود اور عروہ نے اسی طرح حضرت عائشہ سے نقل کیا ہے۔ ارقم بن شرحبیل نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے عبید اللہ کی روایت میں اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ از زکریا از ابو اسحاق از ارقم بن شرحبیل) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ مرض وفات میں نبی علیہ السلام نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پھر جب آپ نے کچھ سکون محسوس کیا تو نماز کے لئے گھر سے باہر نکلے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی آمد کو محسوس کیا تو پیچھے ہٹنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "ٹھہرو" اور نبی علیہ السلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بائیں جانب بیٹھ گئے اور اسی آیت سے تلاوت شروع کی جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ قرأت کر رہے تھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (وکیع از اسرائیل از ابو اسحاق از ارقم) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس روایت سے بھی طویل روایت بیان کرتے ہیں اس روایت میں وکیع نے "ایک بار" یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی۔ امام ابن ماجہ (علی بن محمد از وکیع از اسرائیل از ابو اسحاق از ارقم بن شرحبیل) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کرتے ہیں۔

کیا رسول اللہ ﷺ مقتدی تھے؟ ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (شبابہ بن سوار از نعیم بن ابی ہند از ابو وائل از مسروق) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض وفات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت شعبہ سے بیان کی ہے اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (بکر بن عیسیٰ از شعبہ بن حجاج از نعیم بن ابی ہند از ابو وائل از مسروق) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور رسول اللہ ﷺ صف میں تھے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو الحسین بن فضل قطان از عبد اللہ بن جعفر از یعقوب بن سفیان از مسلم بن ابراہیم از شعبہ از سلیمان اعمش از ابراہیم از اسود) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی۔ یہ سند عمدہ اور جید ہے لیکن اصحاب صحاح ستہ نے اس کی تخریج نہیں کی۔ حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اسی طرح حمید نے انس بن مالک سے اور یونس نے حسن سے مرسل بیان کی ہے پھر بسند ہشیم از یونس از حسن مرفوعاً بیان کیا ہے۔

ہشیم نے کہا کہ مجھے حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے گھر سے باہر نکلے اور حضرت ابوبکر رضی

اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ ان کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے چادر اوڑھی ہوئی تھی اور اس کے دونوں کناروں کو مخالف طرف میں ڈالا ہوا تھا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا کی۔

آخری نماز یا فجر کی نماز بھی جو جماعت کے ساتھ پڑھی ۔ بیہقی (علی بن احمد بن عبدان احمد بن عبید صفار عبید بن شریک ابن ابی مریم محمد بن جعفر حمید) حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے ساتھ حضرت ابو بکر ﷺ کے پیچھے آخری نماز ایک چادر میں لپٹے ہوئے ادا کی۔ بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ یہ سند جید ہے اور شیخین کی شرط پر ہے اور صحاح ستہ میں مذکور نہیں ہے۔ (لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی آخری نماز کی "تحقیق" بعد میں ہے)

حافظ بیہقی نے (سلیمان بن بلال اور یحییٰ بن ایوب حمید) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی صرف ایک چادر لپیٹی ہوئی تھی اس کے دونوں کنارے مخالف سمت پڑے ہوئے تھے جب اٹھنے لگے تو فرمایا اسامہ بن زید کو بلاؤ وہ آئے تو وہ آپ ﷺ کی پشت مبارک کو اپنے سینہ سے لگائے ہوئے تھے یہ آپ ﷺ کی آخری نماز تھی۔ حافظ بیہقی کا بیان ہے کہ اس روایت سے ثابت ہے کہ یہ فجر کی نماز بھی بروز پیر وفات کے دن کی کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کی آخری نماز ہے اس لئے کہ یہ بات محقق ہے کہ رسول اللہ ﷺ بروز پیر چاشت کے وقت فوت ہوئے۔

حافظ بیہقی کا یہ بیان جیسا امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے موسیٰ بن عقبہ کے "مغازی" سے نقل کیا۔ جیسا موسیٰ بن عقبہ نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ ابو الاسود نے عروہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

تعاقب ..... حافظ بیہقی کا یہ قول ضعیف ہے بلکہ یہ آخری نماز جو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے ساتھ ادا کی ایک روز پہلے کی ہے۔ (جیسا کہ دوسری روایت میں) چونکہ پیچھے کی قید بیان ہو چکی ہے۔ اور یہ واقعہ ایک ہی ہے بنا بریں مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا اس کے علاوہ یہ بات درست نہیں کہ یہ بروز پیر وفات کے دن صبح کی نماز ہو کیونکہ یہ فجر کی نماز رسول اللہ ﷺ نے جماعت کے ساتھ نہیں پڑھی بلکہ ضعف و کمزوری کی وجہ سے گھر میں پڑھی اس کی دلیل صحیح بخاری کی یہ روایت ہے۔ جو (ابو الیمان، شعیب، زہری) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو نبی علیہ السلام کے کامل پیرو، خادم اور صحابی تھے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے مرض وفات میں نماز پڑھاتے تھے یہاں تک کہ پیر کے دن لوگ نماز میں صف بستہ تھے تو نبی علیہ السلام نے حجرہ کا پردہ اٹھایا اور کھڑے ہو کر ہماری جانب دیکھنے لگے گویا کہ آپ ﷺ کا رخ انور قرآن کریم کا صفحہ ہے آپ علیہ السلام مسکرائے ہم نے خوشی اور فرحت کی وجہ سے ارادہ کیا کہ نبی علیہ السلام کو دیکھنے میں مشغول ہو جائیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ آئے کہ پچھلی صف میں مل جائیں اور یہ سمجھے کہ نبی علیہ السلام نماز کی خاطر باہر تشریف لانے والے ہیں آپ ﷺ نے ہماری جانب اشارہ کیا کہ اپنی نماز پوری کرو اور آپ ﷺ نے پردہ ڈال لیا اور اسی دن (دوپہر کو) وفات ہوگئی صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ روایت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے (سفیان بن عیینہ، یحییٰ بن یحییٰ اور معمر) کے توسط سے زہری حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے۔

آخری دیدار ..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ابو معمر، عبد الوارث، عبد العزیز) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مرض وفات میں نبی علیہ السلام تین دن تک باہر نہیں نکلے پھر ایک دن تکبیر ہوئی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پردہ پکڑو، پھر آپ نے وہ پردہ اٹھایا جب نبی علیہ السلام کا چہرہ مبارک کھل کر سامنے آ گیا اور ہم نے نبی علیہ السلام کے چہرہ انور سے کوئی منظر اچھا نہیں دیکھا پھر نبی علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اشارہ کیا کہ آگے ہو کر نماز پڑھائیں اور نبی علیہ السلام نے پردہ ڈال دیا۔ پھر آپ ﷺ کا دیدار میسر نہ ہوا یہاں تک کہ آپ علیہ السلام اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔

آخری نماز با جماعت ..... یہ نہایت واضح دلیل ہے کہ نبی علیہ السلام نے پیر کی فجر کی نماز لوگوں کے ساتھ نہیں پڑھی اور تین دن تک ان سے الگ رہے اور باہر نہیں نکلے لہٰذا آپ کی آخری نماز لوگوں کے ساتھ باجماعت نماز ظہر ہوگی۔ (جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیان ہو

پڑھا ہے اور یہ جمعرات کے دن کی نماز ہوگی، جمعہ اور اتوار کے دن کی نہ ہوگی، جیسا کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے موسیٰ بن عقبہ کے "مغازی" سے فرمایا اور آپ ﷺ لوگوں سے جمعہ، ہفتہ اور اتوار، تین پورے دن منقطع رہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی زندگی میں ۱۷ نمازیں پڑھائیں ---- امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر بن ابو سبرہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سترہ نمازیں پڑھائیں۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ بیس پڑھائیں، واللہ اعلم۔

پھر پیر کی صبح آپ ﷺ پردہ اٹھا کر لوگوں کے سامنے جلوہ افروز ہوا تو آپ نے ان کو اپنی ایک جھلک سے الوداع کہا قریب تھا وہ اس دیدار میں نماز سے مشغول ہو جاتے، یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آخری دیدار تھا اور وہ زبان حال کہہ رہے تھے جیسا کہ شاعر نے کہا:

وكنت أرى كالموت من بين ساعة فكيف ببين كان موعده الحشر

"میں ایک گھڑی کی جدائی بھی موت کی طرح سمجھتا تھا، تو اس جدائی اور فراق میں کیا حال ہوگا جس کے وصال کا وعدہ حشر ہے۔"

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی توجیہ اور تعاقب ---- یہ بات تعجب خیز ہے کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو بلا سند بیان کر کے کہا ہے کہ نبی علیہ السلام پہلی رکعت میں ان سے محجوب اور پردہ میں رہے پھر دوسری رکعت کے وقت حجرے سے باہر نکل کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز میں مشغول ہو گئے جیسا کہ عروہ اور موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ہے اور یہ بات حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مخفی رہی یا انہوں نے کچھ واقعہ بیان کیا اور کچھ سے جان بوجھ کر خاموشی اختیار کی۔ یہ توجیہ بہت بعید ہے، کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر ہم وفات تک دیدار نہ کر سکا (ایک روایت میں ہے) یہ آپ کا آخری دیدار تھا، نیز صحابی کا قول تابعی کے قول پر مقدم ہوتا ہے۔ غرضیکہ نبی علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز کے لئے منتخب کیا جو اسلام کے عملی ارکان میں سے سب سے اہم رکن ہے۔

ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کا خوبصورت استدلال ---- نبی علیہ السلام کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز کی امامت کے لئے مقدم کرنا ضروریات دین میں سے ایک ناگزیر امر تھا۔ اور امامت کی خاطر ان کا انتخاب اس بات کی دلیل ہے کہ وہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ عالم اور بڑے قاری تھے کیونکہ ایک متفق علیہ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کتاب اللہ کا سب سے بڑا عالم ہو وہ لوگوں کی امامت کا اہل ہے۔ اگر وہ اس بات میں برابر ہوں تو حدیث کا بڑا عالم امامت کرائے اگر وہ اس علم میں بھی یکساں ہوں تو عمر رسیدہ شخص لوگوں کی امامت کرائے، اگر وہ سب عمر میں برابر ہوں تو ان میں سے جو سب سے پہلے دائرہ اسلام میں داخل ہوا ہے وہ امامت کرائے۔

بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بیان سنہری حرفوں سے لکھنے کے قابل ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق ان تمام صفات کے حامل تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نبی علیہ السلام کا ایک نماز پڑھنا (جیسا کہ ہم صحیح روایات میں بیان کر چکے ہیں) اس صحیح روایت کے منافی نہیں جس میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کی کیونکہ یہ دوسری نماز کا واقعہ ہے۔ جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ائمہ کا بیان ہے۔

نبی علیہ السلام کے بیٹھ کر نماز پڑھنے پر ناسخ و منسوخ کے متعلق فقہاء کرام کا استدلال

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ جیسے اہل علم کی جماعت نے رسول اللہ ﷺ کے بیٹھ کر نماز پڑھنے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کھڑا ہو کر اقتداء کرنے اور نمازیوں کے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے استدلال لیا ہے کہ اس واقعہ سے وہ متفق علیہ حدیث منسوخ ہو گئی جس میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی کہ آپ ﷺ گھوڑے سے گر کر زخمی ہو گئے اور آپ کے پیچھے لوگ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ، نماز سے فراغت کے بعد آپ علیہ السلام نے ان کو بتایا، خدا کی قسم اس طرح تو تم فارس

اور روم کی طرح قیام کرو گے جیسے وہ اپنے بادشاہوں کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔

اور فرمایا کہ امام اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے۔ جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو، جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو (اور جب بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو) محدثین کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض وفات میں بیٹھ کر امامت کرائی اور وہ آپ کے پیچھے کھڑے تھے تو معلوم ہوا کہ پہلا فعل منسوخ ہے، واللہ اعلم۔

کیا امام بیٹھ کر نماز پڑھا سکتا ہے؟...... اس استدلال کے جواب میں لوگوں نے کسی ایک وجہ کی بناء پر کئی مسلک اختیار کئے ہیں "کتاب الاحکام الکبیر" میں ان شاء اللہ مفصل بیان ہوگا۔ البتہ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ گذشتہ حکم کی بناء پر اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جو امام تھے کی تکبیر انتقالات مقتدیوں کو پہنچانے کے لئے کھڑے رہے۔

(۱) ...... حقیقت میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ امام تھے جیسا کہ بعض راویوں نے تصریح کی ہے اور وہ ادب و احترام سے رسول اللہ ﷺ سے پہلے رکوع وسجود اور قیام وقعود نہ کرتے بلکہ آپ ﷺ کی اقتدا کرتے گویا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے امام ہیں اور مقتدی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا کی وجہ سے نہ بیٹھے کیونکہ وہ کھڑے تھے اور وہ اس لئے نہ بیٹھے کہ امام تھے اور نبی علیہ السلام کے رکوع وسجود اور تکبیر انتقالات مقتدیوں تک پہنچا رہے تھے، واللہ اعلم۔

(۲) ...... بعض لوگوں نے یہ فرق بیان کیا ہے کہ نماز کے شروع میں "قائم" امام کی اقتدا کرے مقتدی قائم ہی رہے اگرچہ نماز کے دوران امام بیٹھ جائے جیسا کہ اس صورت میں ہے۔ اگر بیٹھ کر امامت کرانے والے کی اقتدا میں نماز کی ابتدا کرے تو بیٹھنا واجب ہے گذشتہ حدیث کی وجہ سے، واللہ اعلم۔

(۳) رسول اللہ ﷺ کا یہ فعل اور "سابق حدیث" مقتدی کے قیام اور جلوس، کھڑا ہونے اور بیٹھنے کے جواز پر دلیل ہے۔ اور بے شک یہ دونوں طرح جائز ہے، مقتدی کا جلوس اور بیٹھنا سابق حدیث کی وجہ سے اور اس کا کھڑا ہونا آخری فعل کی وجہ سے، واللہ اعلم۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات اور اس کے آثار

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو معاویہ، اعمش، ابراہیم تیمی، حارث بن سوید) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ کو بخار تھا، میں نے چھو کر کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو تو شدید بخار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں مجھے دو آدمیوں جتنا بخار ہوتا ہے۔ میں نے پوچھا آپ کو اجر بھی دوہرا ملتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں بالکل۔ والذی نفسی بیدہ! خدا کی قسم! جس کسی مسلمان کو تکلیف پہنچتی تو اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں سے پاک کر دیتا ہے جیسے موسم خزاں میں درخت پتوں سے صاف ہو جاتا ہے۔ یہ حدیث مسلم بخاری میں کئی طرق سے اعمش سے مروی ہے۔

سند میں (ابو یعلیٰ موصلی، اسحاق بن اسرائیل، عبدالرزاق، معمر، زید بن اسلم، مبہم راوی) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام کے جسم مبارک پر ہاتھ رکھا اور کہا خدا کی قسم میں شدت بخار کی وجہ سے آپ ﷺ کے جسم اطہر پر ہاتھ نہیں رکھ سکتا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم انبیاء علیہم السلام کی جماعت کو جیسے دو گنا ثواب ملتا ہے ایسی ہی دوہری آزمائش اور بیماری ہوتی ہے۔ بعض نبی علیہ السلام تو جوؤں میں مبتلا ہوئے اور جوؤں نے ان کو موت میں مبتلا کر دیا اور ایک آدمی برہنگی میں مبتلا ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ ٹاٹ کو درمیان میں سے چیر کر قمیص بنا لیتا ہے اور انبیاء آسائش و خوشحالی کی طرح آزمائش اور خستہ حالی سے بھی خوش ہوتے ہیں۔ اس کی سند میں مبہم راوی قطعاً معروف نہیں، واللہ اعلم۔

آپ علیہ السلام کی تکلیف...... بخاری و مسلم میں (سفیان ثوری، شعبہ (بروایت مسلم) اور (جریر نے اعمش، ابو وائل شقیق بن سلمہ، مسروق) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی شخص کو تکلیف میں مبتلا نہیں دیکھا۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ

شعبہ از سعد بن ابراہیم از عبدالرحمٰن بن قاسم از قاسم) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان پڑے ہوئے۔ نبی علیہ السلام کے بعد شدت وفات کو میں نے کسی کے لئے بھی ناگوار محسوس نہیں کیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام سب سے زیادہ تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں پھر جو لوگ اور درجہ درجہ دین میں پختگی کے مطابق مسلمان کو تکلیف پہنچتی ہے جس قدر دین میں پختگی ہوتی ہے اسی قدر مصیبتوں میں آزمائش ہوتی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یعقوب بن ابراہیم از محمد بن اسحاق، سعید بن عبید بن سباق از محمد بن اسامہ بن زید) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے مرض میں شدت پیدا ہوئی تو "جرف" سے میرے ساتھی لوگ مدینہ میں آ گئے میں رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے دنوں آیا تو رسول اللہ ﷺ خاموش تھے بات نہیں کرتے تھے آپ آسمان کی جانب ہاتھ اٹھاتے پھر اپنے چہرہ مبارک پر پھیر لیتے میں سمجھ گیا آپ ﷺ میرے لئے دعا فرما رہے ہیں۔ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت (ابوکریب از یونس از ابن اسحاق) بیان کی ہے اور اس کو حسن غریب کہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا آخری کلام: موطا میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، اسماعیل بن ابی حکیم کی معرفت عمر بن عبدالعزیز سے مرسل روایت میں بیان کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کا آخری کلام تھا کہ اللہ یہود و نصاریٰ کو تباہ کرے انہوں نے نبیوں کے مقبروں کو عبادت گاہ بنا لیا اور فرمایا: جزیرۂ عرب میں دو دین باقی نہ رہیں۔

بخاری و مسلم میں (زہری، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر مرض کا حملہ شدت سے ہوا تو آپ علیہ السلام اپنی چادر منہ پر ڈال لیتے جب سانس رک جاتا تو چادر منہ سے اٹھا دیتے اسی کیفیت میں آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ یہود و نصاریٰ پر اپنی لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے" ان کے کردار سے لوگوں کو خبردار کر رہے تھے۔

حسن ظن: حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو محمد بن ابو حامد ادیب، اصم، احمد بن عبدالجبار، ابو بکر بن عیاش، اعمش، ابو سفیان) حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات سے تین دن پہلے سنا کہ تم اللہ تعالیٰ سے نیک گمان رکھو۔ اور بعض روایات میں ہے جیسا کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (اعمش، ابو سفیان طلحہ بن نافع) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے حسن ظن کی حالت میں تم پر موت آئے (اور عربی الفاظ میں ہے "لا یموتن احدکم الا وھو یحسن الظن باللہ تعالیٰ") اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ظن و گمان کے مطابق ہوتا ہوں وہ میرے ساتھ اچھا گمان رکھا کرے۔

آپ علیہ السلام کی وصیت: ... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (حاکم، اصم، ابن اسحاق صغانی، ابو خیثمہ زہیر بن حرب، جریر، سلیمان تیمی، قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وفات کے وقت آپ کی عمومی وصیت یہ تھی کہ (نماز اور غلام) ... وما ملکت ایمانکم ... اور نماز ادا کرو اور اپنے غلاموں کا خیال رکھو۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ ان کلمات کی حلق میں غرغرہ کی آواز آ رہی تھی اور زبان سے ادا نہ ہو رہے تھے۔ نسائی (اسحاق بن راہویہ، جریر بن عبدالحمید) سلیمان تیمی سے روایت کرتے ہیں اور ابن ماجہ (ابو الاشعث، معتمر بن سلیمان) سلیمان سے نقل کرتے ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (اسباط بن محمد، تیمی، قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عمومی وصیت تھی (الصلوۃ وما ملکت ایمانکم) یہاں تک کہ آپ ﷺ کے حلق میں غرغرہ تھا اور زبان مبارک سے صاف بات ادا نہیں ہو رہی تھی۔

نسائی اور ابن ماجہ (سلیمان بن طرخان تیمی از قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں ہے (قتادہ از صاحب خود انس رضی اللہ عنہ)۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن فضیل از ابی عمرو، فضیل، نعیم بن یزید) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے

ارشاد فرمایا کہ میں ایک تھال "طشتری" لاؤں جس میں آپ ایسی تحریر لکھ دیں گے جس کی وجہ سے قوم گمراہی سے محفوظ رہے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے آپ کی روح پرواز ہو جانے کا اندیشہ لاحق ہو گیا۔ میں نے عرض کیا فرمایئے میں یاد رکھ لوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں نماز، زکوٰۃ اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔ تفرد به احمد من هذا الوجه۔

سند پر بحث .... یعقوب بن سفیان، ابونعمان محمد بن فضل، ابوعوانہ، قتادہ، سفینہ) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وفات کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عام وصیت یہی تھی کہ "الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم" یہاں تک کہ آپ علیہ السلام کے حلق میں اٹک رہے تھے اور خوب اچھی طرح سے ادا بھی نہ ہو پا رہے تھے۔

اسی طرح امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ (حمید بن مسعدہ، یزید بن زریع، سعید بن ابی عروبہ، قتادہ، سفینہ) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صحیح و مستند یہ ہے (قتادہ، صالح ابو الخلیل، سفینہ) ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ اسی طرح امام نسائی اور ابن ماجہ (یزید، ہمام، قتادہ، صالح ابو الخلیل، سفینہ) ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی نقل کرتے ہیں۔

نیز امام نسائی (قتیبہ، ابوعوانہ، قتادہ) سفینہ سے بھی روایت کرتے ہیں پھر یونس نے (محمد بن عبداللہ بن مبارک، یونس بن محمد) سفینہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

سکرات موت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یونس، لیث، یزید بن ہاد، موسیٰ بن سرجس، قاسم) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نزع کی حالت میں دیکھا آپ ﷺ کے پاس پیالے میں پانی تھا آپ ﷺ پیالے میں ہاتھ ڈالتے اور چہرے پر پھیرتے اور فرماتے اے اللہ! موت کی سختیوں پر میری مدد فرما۔ ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی لیث از یزید یہ حدیث بیان کی ہے۔ بقول ترمذی حسن غریب ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تعلق خاطر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (وکیع، اسماعیل، مصعب بن اسحاق) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے لئے یہ اطمینان ہے کہ میں نے جنت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہتھیلی کی سپیدی دیکھی ہے۔ تفرد بہ احمد اور اس کی سند میں کوئی مضائقہ نہیں۔

یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی علیہ السلام کی بے پناہ قلبی تعلق کی دلیل ہے۔ ائمہ حدیث نے آپ کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ قلبی تعلق کی انتہائی صورت پر روایت بیان کیا ہے لیکن اس حدیث کے پایہ تک کوئی نہیں پہنچ سکا کیونکہ یہ حقیقت پر مبنی ہے اور یہ حدیث لائق ترجیح بات ہے۔

حماد بن زید (ایوب) ابن ابی ملیکہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں میرے سینے اور ہنسلی کے درمیان فوت ہوئے۔ جب بیمار پڑتے تو جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے لئے ایک دعا کے ساتھ پناہ مانگتے اور میں بھی آپ کے لئے دعا کرتی۔ آپ ﷺ نے آسمان کی جانب نگاہ اٹھا کر فرمایا "رفیق اعلیٰ میں، رفیق اعلیٰ میں" عبدالرحمن بن ابی بکر ہاتھ میں مسواک لئے ہوئے حجرہ میں آ گئے تو آپ نے مسواک کی جانب نگاہ کی تو میں سمجھ گئی کہ آپ اس کے طلبگار ہیں، چنانچہ میں نے اس سے یہ مسواک پکڑی اور نرم کر کے دانتوں سے چبا کر پیش کر دی۔ آپ ﷺ نے نہایت عمدہ انداز سے مسواک کی پھر مجھے دینے لگے تو وہ کمزوری کی وجہ سے آپ کے دست مبارک سے چھوٹ گئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اس طرح اللہ تعالیٰ نے دنیا کے آخری لمحات اور آخرت کی ابتدائی زندگی میں آپ کے لعاب دہن سے میرے لعاب کی آمیزش کر دی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت (سلیمان بن حرب، حماد، ایوب) بیان کی ہے۔

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے (ابو عبداللہ الحافظ، ابو نصر احمد بن سہل الفقیہ، [illegible]

یونس (عمر بن سعید ابن ابی حسین، ابن ابی ملیکہ) ابو عمرو ذکوان مولیٰ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں اللہ تعالیٰ کا مجھ پر بڑا انعام ہے کہ رسول اللہ ﷺ میری باری کے دن میرے گھر میں میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان فوت ہوئے اور وفات کے وقت اللہ تعالیٰ نے میرے اور ان کے لعاب دہن کی آمیزش کر دی۔ میرے بھائی عبدالرحمان تیمارداری کے لیے آئے میں رسول اللہ ﷺ کو سینے کا سہارا دیے ہوئے تھی میں نے دیکھا تو آپ ﷺ عبدالرحمان کی مسواک کی جانب دیکھ رہے ہیں میں سمجھ گئی کہ آپ مسواک کو پسند فرما رہے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کو دے دوں؟ آپ نے سر کے اشارے سے "ہاں" کہا تو میں نے وہ نرم کر دی اور آپ نے دندان مبارک پر پھیری۔ آپ کے سامنے برتن میں پانی تھا آپ پانی میں ہاتھ ڈالتے اور چہرہ پونچھتے اور فرماتے "لا الہ الا اللہ" بے شک موت کی سختیاں ہیں پھر آپ نے اپنی انگلی اٹھا کر کہنے لگے "فی الرفیق الاعلیٰ" "اعلیٰ رفقاء میں" آپ ﷺ نے انگلی اٹھائے رکھی اور فوت ہو گئے پھر آپ ﷺ کا دست مبارک پانی میں پڑ گیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت (محمد از عیسیٰ از) یونس بیان کی ہے۔

انتقال کے وقت آخری کلام۔۔۔۔ ابو داؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ (شعبہ، سعد بن ابراہیم، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ نبی علیہ السلام کو موت سے پہلے دنیا میں رہنے اور آخرت کے درمیان اختیار دیا جاتا ہے۔ نبی علیہ السلام مرض وفات میں مبتلا تھے کہ آپ ﷺ کا گلا بیٹھ گیا میں نے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے (۴:۶۹) "ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا وہ نبی، صدیق اور شہید اور صالح ہیں۔ یہ رفیق کیسے اچھے ہیں" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ہم سمجھے کہ آپ ﷺ کو دنیا و آخرت کے پسند کرنے میں اختیار دیا گیا ہے۔ (یہ حدیث متفق علیہ ہے بروایت شعبہ)۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سعید بن مسیب اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھے اہل علم کی ایک مجلس میں بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ تندرستی کے ایام میں فرمایا کرتے تھے کہ نبی کو جنت میں اس کا مقام دکھا دیا جاتا ہے پھر اس کو اختیار دینے کے بعد اس کی روح قبض کی جاتی ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ کی جان کنی کا وقت آیا آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا آپ ﷺ پر تھوڑی دیر بے ہوشی طاری ہوئی، پھر آپ ﷺ کو افاقہ ہوا اور گھر کی چھت کی جانب دیکھنے لگے اور فرمایا الٰہی! الرفیق الاعلیٰ کے ساتھ، میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ پر وہ حالت طاری ہے جو تندرستی کے ایام میں بتایا کرتے تھے کہ کوئی نبی فوت نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ جنت میں اپنا مقام دیکھ لیتا ہے، پھر اسے اختیار دیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے کہا آپ ہمیں اب اختیار نہ کریں گے اور آپ ﷺ کا آخری کلام تھا "الرفیق الاعلیٰ"۔ یہ روایت صحیحین میں زہری سے متعدد اسناد سے مروی ہے۔

سفیان ثوری (اسماعیل بن ابی خالد، ابو بردہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میری گود میں رسول اللہ ﷺ پر غشی طاری ہوئی میں آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر ہاتھ پھیرنے اور شفا کی دعا کرنے لگی تو آپ ﷺ نے فرمایا "بالکل نہیں" بلکہ میں تو جبرائیل میکائیل اور اسرافیل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے رفاقت اعلیٰ کا طلب گار ہوں۔

نسائی بروایت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو عبداللہ الحافظ وغیرہ، اصم، محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم، انس بن عیاض، ہشام بن عروہ) عباد بن عبداللہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وفات سے پہلے آپ ﷺ میرے سینے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے میں نے کان لگا کر سنا آپ ﷺ کی زبان مبارک پر تھا اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور رفیق اعلیٰ کے ساتھ رفاقت نصیب فرما "اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلیٰ" متفق علیہ بروایت ہشام۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں میرے سینے اور گردن کے درمیان فوت ہوئے میں نے اس معاملہ میں کسی سے بھی ظلم و زیادتی نہیں کی۔ میری کم عقلی اور نوعمری کی وجہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ میری گود میں فوت ہوئے پھر میں نے آپ ﷺ کا سر مبارک تکیہ پر رکھ دیا اور دوسری عورتوں کے ساتھ رونے لگی۔

رفیق اعلیٰ کے ہمراہ۔۔۔۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن عبداللہ بن زبیر، کثیر بن زید، مطلب بن عبداللہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے

روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جب نبی کی روح قبض ہوتی ہے تو پھر وہ جنت میں اپنا مقام دیکھ لیتا ہے، پھر اس کی جانب روح لوٹا دی جاتی ہے پھر اس کو دنیا میں رہنے یا رفیق اعلیٰ سے الحاق کا اختیار دے دیا جاتا ہے۔ مجھے یہ بات یاد آگئی، میں آپ کو سینے کا سہارا دیے ہوئے تھی آپ کی گردن لٹک گئی تو میں نے آپ ﷺ کو دیکھا اور کہا کہ فوت ہو گئے اور آپ کا سابقہ فرمان سمجھ گئی۔ پھر میں نے آپ کی جانب دیکھا جب آپ کھلے اور دیکھا تو میں نے کہا واللہ! آپ ہمیں اختیار نہ کریں گے تو فرمایا: رفیق اعلیٰ کے ساتھ ان لوگوں کے ہمراہ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ ہیں یہ رفیق کیسے اچھے ہیں۔ تفرد بہ احمد اور صحاح ستہ میں یہ نہیں ہے۔

بے مثال خوشبو۔۔۔۔۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عفان، ہمام، ہشام بن عروہ، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو آپ ﷺ کا سر مبارک میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان تھا اور جب آپ کی روح پرواز ہوئی تو حجرہ معطر ہو گیا، میں نے اس خوشبو سے بہتر خوشبو کبھی نہیں پائی۔ یہ سند صحیح ہے اور مسلم، بخاری کی شرائط کی حامل ہے اور صحاح ستہ میں نہیں اور حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو حنبل بن اسحاق از عفان بیان کیا ہے۔ حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو عبد اللہ، ابو العباس اصم، احمد بن عبد الجبار، یونس، ابو معشر محمد بن قیس (ابی عروہ) تیمی، یہ میں ہے قیس بن ابی عروہ) ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس دن رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے اس دن میں نے آپ کے سینے پر ہاتھ رکھا، میں ہاتھ سے کھاتی پیتی رہی اور وضو کرتی رہی لیکن ہفتے تک میرے ہاتھ سے وہ خوشبو نہیں گئی۔

وفات کے وقت آپ ﷺ کا لباس۔۔۔۔۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عفان اور بہز، سلیمان بن مغیرہ، حمید بن ہلال) ابو بردہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ایک یمنی چادر اور کمبل پیوند لگا ہوا ہمارے سامنے رکھا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ان دو کپڑوں میں ہوا۔ نسائی کے علاوہ یہ روایت سب کتب میں ہے بقول ترمذی حسن صحیح ہے۔

واقعہ وفات کی مختصر تفصیل۔۔۔۔۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (بہز، حماد، ابو عمران جونی) یزید بن بابنوس سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک رفیق کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا ہم نے اجازت طلب کی تو آپ رضی اللہ عنہا نے ہمارے لئے تکیہ لگا دیا اور پردہ سرکا لیا میرے رفیق نے پوچھا اے ام المومنین! عورت عراک کی حالت میں ہو تو اس سے اجتناب ضروری ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا "عراک" کیا؟ میں نے اپنے رفیق کے کندھے پر مارا تو ام المومنین نے کہا: تو نے اپنے بھائی کو اذیت پہنچائی۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا عراک کیا؟ حیض ہے، تم وہی کہو جو لفظ قرآن میں ہے (یعنی حیض) پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ ﷺ حالت حیض مجھے گلے سے لگاتے اور میرے سر کو بوسہ دیتے، میرے اور آپ ﷺ کے درمیان کپڑا حائل ہوتا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مزید کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب میرے دروازے کے پاس سے گزرتے تو کوئی بات کہتے جس سے اللہ مجھے فائدہ پہنچاتا۔ آپ ایک دن گزرے اور کوئی بھی بات نہیں کی، اس طرح دو یا تین مرتبہ ہوا۔ میں نے جاریہ کو کہا دروازہ پر میرے لئے تکیہ لگا دو اور میں نے سر پر پٹی باندھ لی۔ پھر رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے تو پوچھا عائشہ! کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا سر میں درد ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا انا وا راساہ میرا بھی سر پھٹا جا رہا ہے۔ آپ ﷺ تھوڑی دیر کے بعد تشریف لے گئے (آپ ﷺ مسلسل ازواج مطہرات کے ہاں باری باری جاتے رہے) یہاں تک کہ آپ ﷺ کو ایک چادر میں میرے ہاں لایا گیا اور آپ ﷺ نے بیویوں کو پیغام بھیجا کہ میں بیمار ہوں، میں تمہارے ہاں آنے سے قاصر ہوں، تم مجھے اجازت دو کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بیماری کے دن گزاروں، میں آپ کی تیمارداری کرتی تھی اس سے پہلے میں نے کسی کی بھی تیمارداری نہ کی تھی۔ ایک دن آپ ﷺ کا سر میرے کندھے پر تھا کہ آپ ﷺ کا سر میرے سر کی جانب مائل ہوا، میں نے سمجھا کہ آپ ﷺ کو میرے سر سے کوئی ضرورت ہے۔ پھر آپ ﷺ کے منہ سے ایک یخ ٹھنڈا قطرہ نکلا اور میرے جسم پر گرا اور مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی۔ میں نے سمجھا کہ آپ ﷺ پر غشی طاری ہو گئی ہے، میں نے آپ ﷺ پر کپڑا اوڑھا دیا۔

پھر عمر رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ آئے اور انہوں نے اجازت طلب کی، میں اجازت دے کر خود پردہ میں چلی آئی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے رسول

اللہ ﷺ کو دیکھ کر کہا واغشیاہ ہائے کس قدر غشی رسول اللہ ﷺ پر کس قدر سنگین غشی طاری ہے۔ پھر وہ اٹھ کر چلے گئے دروازے کے قریب ہوئے تو مغیرہ نے کہا رسول اللہ ﷺ وفات ہو چکے ہیں۔ میں نے کہا تو جھوٹا ہے بلکہ تو ایسا شخص ہے جس کو فتنہ پریشان کر رہا ہے رسول اللہ ﷺ وفات نہ ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ منافقوں کا خاتمہ کر دے۔

پھر میرے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے میں نے پردہ اٹھایا آپ ﷺ کو دیکھ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انا للہ پڑھا پھر انھوں نے پڑھا اور کہا رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے ہیں۔ پھر آپ ﷺ کے سرہانے کی جانب سے آئے اور منہ جھکا کر پیشانی کا بوسہ لیا اور کہا "وانبیاہ" ہائے نبی! پھر اپنا سر اٹھایا اور منہ نیچے کر کے پیشانی کو "دوبارہ بوسہ لیا" اور کہا "واصفیاہ" ہائے برگزیدہ نبی! پھر اپنا سر اٹھایا اور منہ جھکا کر "تیسری بار" پیشانی کا بوسہ لے کر کہا "واخلیلاہ" ہائے دوست! اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے ہیں اور آپ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لے گئے اور وہاں عمر رضی اللہ عنہ خطبہ فرما رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ وفات نہ ہوں گے جب تک کہ اللہ تعالیٰ منافقوں کو نیست و نابود نہ کر دے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا عظیم الشان خطاب ... پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حمد و ثنا کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا (۳۹/۳۰) "بے شک آپ کو انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔" (۳/۱۴۴) اور محمد تو ایک رسول ہیں اور ان سے پہلے رسول ہو چکے ہیں تو کیا اگر وہ انتقال فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکرگزاروں کو صلہ دے گا۔ اور فرمایا جو شخص اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ عبادت پر قائم رہے کیونکہ اللہ زندہ جاوید ہے اور جو شخص محمد کی عبادت کرتا ہے وہ جان لے کہ محمد ﷺ وفات ہو چکے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا یہ قرآن پاک میں ہے؟ مجھے شعور نہ تھا کہ یہ قرآن کی آیت ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے لوگو! یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں یہ مسلمانوں کو اپنی بیعت میں قید کرنے والا۔ یعنی تم ان کی بیعت کرو۔ "تم ان کی بیعت کرو" ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے "شمائل" میں یہ روایت (مرحوم بن عبد العزیز عن ابی عمران الجونی عن یزید بن بابنوس) مختصر بیان کی ہے۔

● بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ابو عبد اللہ صالح، ابوبکر بن اسحاق، محمد بن ابراہیم بن سفیان، یحییٰ بن بکیر، لیث، عقیل، زہری، ابوسلمہ عبدالرحمان) حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے "سخ" والے مکان سے گھوڑے پر سوار آئے اور مسجد میں داخل ہوئے کسی سے بات چیت نہ کی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے آپ ﷺ پر یمنی چادر ڈال دی گئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے چہرہ مبارک سے چادر ہٹائی۔ پھر جھک کر بوسہ لیا اور روتے رہے اور کہا یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان! خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو دو موتوں کے درمیان جمع نہ کرے گا جو موت آپ کا مقدر تھی وہ آپ نے برداشت کر لی۔

زہری ابوسلمہ کی معرفت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے تو حضرت عمر لوگوں سے خطاب فرما رہے تھے آپ نے فرمایا بیٹھ جائیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کر دیا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ مسنونہ پڑھا اور لوگ آپ کی طرف متوجہ ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا

اما بعد! فمن کان منکم یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت

قال اللہ تعالیٰ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل (۳/۱۴۴)

(اس کا ترجمہ ابھی گزر چکا ہے)۔

بخدا معلوم ہوتا ہے لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی ہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تلاوت کی۔ لوگوں نے یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اخذ کی اب یہ آیت ہر ایک کی زبان پر تھی۔

زہری سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جب میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تلاوت سنی تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں بیٹھا ہوا ہوں یہاں تک کہ میرے قدم مجھے نہیں اٹھا رہے تھے اور میں بے حال ہو کر زمین پر گر پڑا اور جب میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تلاوت سنی تو مجھے یقین ہو گیا کہ آپ ﷺ وفات ہو چکے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت بھی

ابن کثیر ازیں بعد بیان کی ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابن لہیعہ، ابوالاسود) عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو خطاب فرما رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی موت کے قائل لوگوں کو قتل اور ہاتھ پاؤں قطع کرنے کی دھمکیاں دے رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ پر غشی طاری ہے، اگر آپ ہوش میں آئے تو قتل و قطع کردیں گے۔

عمرو بن قیس بن زائدہ بن الاصم ابن ام مکتوم مسجد کے پچھلے حصے میں تلاوت فرما رہے تھے:

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل (۳/۱۴۴)

لوگ مسجد میں آہ و بکا میں مصروف تھے اور شور و غل کر رہے تھے اور کسی کی بات نہیں سنتے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ باہر آئے اور لوگوں سے پوچھا کہ کسی کے پاس رسول اللہ ﷺ کی موت کے بارے میں علم ہو تو بتادے، سب نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں ہے، پھر عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ کو کچھ معلوم ہے تو انہوں نے بھی نفی میں جواب دیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اے لوگو! تم گواہ رہو کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بارے میں کسی کے پاس کوئی خبر نہیں جو رسول اللہ ﷺ نے بتائی ہو، خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے موت کا ذائقہ چکھ لیا ہے۔

اسی دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ”سنح“ آبادی سے تشریف لائے۔ مسجد کے دروازے پر اترے اور غمگین حالت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی جانب متوجہ ہوئے۔ اجازت طلب کی تو آپ کو اجازت مل گئی۔ آپ گھر میں آئے تو رسول اللہ ﷺ فوت ہو چکے تھے اور خواتین آپ ﷺ کے گرد موجود تھیں۔ انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پردہ کرلیا سوائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھایا۔ آپ کے بوسے لئے اور آہ و بکا کرتے رہے اور فرمایا: ابن خطاب کا قول بے بنیاد اور باطل افتراء ہے، رسول اللہ ﷺ فوت ہو چکے ہیں۔ خدا کی قسم! یا رسول اللہ آپ پر اللہ کی رحمت ہو۔ آپ زندہ اور مردہ کس قدر طیب و پاکیزہ ہیں پھر آپ کو کپڑے سے ڈھانپ دیا اور نہایت تیزی سے مسجد نبوی ﷺ میں آئے اور لوگوں کو پھلانگتے ہوئے منبر رسول ﷺ کے پاس پہنچ گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آتا دیکھ کر بیٹھ گئے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے منبر کے پہلو میں کھڑے ہو کر حاضرین کو آواز دی۔ وہ بیٹھ گئے اور آپ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ آپ نے خطبہ مسنونہ پڑھا اور کہا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی موت کی اطلاع ان کی زندگی میں کر دی تھی اور تم لوگوں کو بھی موت کی اطلاع کر چکا ہے سوائے ذات باری تعالیٰ کے کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (۳/۱۴۴) محمد ایک رسول ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا یہ آیت قرآن میں ہے؟ واللہ! مجھے ایسا کوئی علم نہ تھا کہ اس سے پہلے مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ آیت قرآن کریم میں ہے۔ حالانکہ قرآن میں موجود ہے (۳۹/۳۰) بے شک آپ کو بھی مرنا ہے (۲۸/۸۸) اس کی ذات کے علاوہ ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ (۵۵/۲۶) جو زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے اور آپ کے پروردگار کی ذات ہی باقی رہے گی جو بڑی شان اور عظمت والی ہے (۳/۱۸۵) ہر ایک جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی عمر مبارک دراز فرمائی اور ان کو دنیا میں باقی رکھا یہاں تک کہ دین الٰہی کو قائم کیا اور اللہ کے امر کو غالب کیا، اللہ کا پیغام پہنچا دیا اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دیدی، آپ علیہ السلام نے امت کو ایسے صراط مستقیم پر گامزن کیا ہے کہ دلیل اور شفا بخشنے والے قرآن کے بعد ہی کوئی برباد ہو سکتا ہے۔ جس کا اللہ تعالیٰ پروردگار ہے وہ زندہ جاوید ہے۔ جو شخص محمد کی عبادت کرتا ہے اور ان کو معبود خدا سمجھتا ہے تو اس کا خدا اور الٰہ ہلاک ہو چکا ہے۔ اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اپنے دین کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور اپنے رب پر بھروسہ کرو اللہ کا دین قائم ہے اللہ تعالیٰ کا کلام کامل ہے جو شخص اس کی مدد کرے گا اللہ اس دین کا مددگار ہے اور اس کا حامی و ناصر ہے اور کتاب اللہ ہمارے پاس موجود ہے جو روشنی کا مینار اور شفا بخش ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی راہنمائی فرمائی۔ اس میں حلال اور حرام کا بیان ہے، خدا کی قسم! ہم کو ذرا فکر نہیں ہے، جو بھی حملہ آور ہوگا ہم اسے پرکاہ نہیں سمجھتے اللہ کی تلواریں ابھی سونتی ہوئی ہیں ہم نے ابھی تک نیاموں میں نہیں ڈالیں۔ ہم اپنے مخالف اور دشمن سے اس طرح جنگ کریں گے جیسے رسول اللہ ﷺ اپنی مبارک زندگی میں کیا کرتے تھے لہٰذا جو شخص ظلم و زیادتی کا ارتکاب کرے گا وہ اپنی ذات پر ہی ظلم کرے گا۔ اس کے بعد مہاجرین حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی جانب چلے گئے پھر راوی نے تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ اور تدفین کا بیان کیا ہے جیسے

کہ ہم (ابن کثیر) آئندہ عنقریب اس کو مفصل بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مہر نبوت کا رفع ہونا..... واقدی نے اپنے اساتذہ اور شیوخ سے بیان کیا ہے کہ جب لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی موت میں تردد ہوا تو بعض حضرات نے کہا وفات ہو چکے ہیں اور بعض لوگوں کا خیال تھا کہ وفات نہیں ہوئے۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر بتایا کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے ہیں اور آپ ﷺ کے کندھوں سے مہر نبوت رفع ہو گئی ہے اور اسی وجہ سے آپ ﷺ کی موت کی تصدیق ہوئی۔

"دلائل النبوۃ" میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت بسند واقدی بیان کی ہے جو ضعیف ہے اور اس کے شیوخ اور اساتذہ بھی مجہول ہیں۔ اس کے علاوہ یہ منقطع ہے اور صحیح روایات کے خلاف ہے اور مہر نبوت کا مرفوع ہونا بھی نہایت غریب اور انوکھا مسئلہ ہے۔ واللہ اعلم۔

واقدی وغیرہ اہل علم نے وفات کے متعلق متعدد روایات بیان کی ہیں۔ ان میں غرابت اجنبیت اور انوکھا پن پایا جاتا ہے۔ ان کی اسناد کمزور ہیں اور متن حدیث کے لحاظ سے بھی پیچیدگی ہے اس وجہ سے ہم نے ان کو نظر انداز کیا ہے۔ خصوصاً متاخرین قصہ گو جو احادیث روایت کرتے ہیں وہ تو موضوع ہیں۔ کتابوں میں صحیح احادیث اور حسن روایات کے ہوتے ہوئے موضوع قصوں اور بے سند واقعات کی بالکل بھی ضرورت نہیں۔

وفات اور تدفین کے درمیانی وقفہ میں رونما ہونے والے اہم واقعات..... اسلام اور مسلمانوں پر سب سے عظیم واقعہ اور مبارک امر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ہے اور یہ کہ جس دن رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز لوگوں کو پڑھائی اس وقت رسول اللہ ﷺ کو درد و بیماری سے قدرے افاقہ ہوا اور آپ ﷺ نے حجرہ کا پردہ اٹھایا اور مسلمانوں کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز میں صف بستہ دیکھا اور آپ ﷺ کو یہ بہت پسند آیا اور بھلا لگا۔ آپ مسکرائے یہاں تک کہ اس فرحت و مسرت کی وجہ سے نمازیوں نے نماز ترک کرنے کا ارادہ کر لیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے والی صف میں شامل ہونے کے لئے مڑے اور رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کیا کہ اسی طرح نماز میں مشغول رہو اور پردہ لٹکا دیا اور یہ رسول اللہ ﷺ کا آخری دیدار تھا۔

آپ ﷺ کب فوت ہوئے؟..... نماز کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو افاقہ ہے اور آج بنت خارجہ کی باری ہے۔ یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دوسری بیوی تھیں جو مدینہ کے مشرق میں "سنح" کے مقام پر مقیم تھیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر چلے گئے اور رسول اللہ ﷺ اسی دن (پیر) بوقت چاشت یا زوال سے کچھ دیر پہلے فوت ہوئے۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف رونما ہو گیا۔ بعض لوگ کہتے تھے کہ فوت ہو چکے ہیں اور بعض لوگوں کا خیال تھا کہ آپ ﷺ فوت نہیں ہوئے۔ چنانچہ سالم بن عبید سنح میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع دینے چلے گئے۔ وہ تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس گھر میں گئے چہرہ مبارک سے پردہ ہٹایا، بوسہ دیا اور فیصلہ کن بات کی کہ آپ ﷺ فوت ہو چکے ہیں اور مسجد نبوی ﷺ میں جا کر منبر کے پہلو میں کھڑے ہو کر لوگوں سے خطاب کیا اور ان کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو چکے ہیں۔ شک ختم کر دیا اور افواہ کو رفع کر دیا اور لوگ آپ کے پاس آئے اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے مسجد میں آپ کی بیعت بھی کر لی بعض لوگوں کے دل میں شک اور شبہ پیدا ہوا اور ان کے ذہن میں انصاری خلیفہ قائم کرنے کا جواز پیدا ہو گیا اور بعض لوگوں نے انصار اور مہاجرین میں سے ایک ایک خلیفہ آگے کرنے کی تجویز پیش کی یہاں تک کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو ٹوک فیصلہ فرمایا کہ خلافت قریش میں ہو گی چنانچہ سب لوگ اس کی جانب چلے آئے اور سب نے اس پر اتفاق کیا جیسا کہ ہم اس کو وضاحت سے بیان کریں گے۔

سقیفہ بنی ساعدہ کا قصہ..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (اسحاق بن عیسیٰ طباع، مالک بن انس، زہری، عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے ڈیرے میں پہنچے تو میں ان کی انتظار میں تھا۔ انہوں نے مجھے اپنا منتظر پایا۔ یہ منیٰ کا واقعہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آخری ۲۳ھ حج کا۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ

نے کہا کسی نے عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ فلاں شخص کہہ رہا ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد فلاں شخص سے بیعت کرلوں گا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں آج پچھلے پہر خطاب کروں گا اور لوگوں کو اس گروہ سے آگاہ کروں گا جو خلافت پر ناجائز قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ آپ ایسا نہ کیجئے، موسم حج میں ہر قسم کے لوگ آئے ہیں اوباش اور کم ظرف بھی آئے ہیں۔ جب آپ لوگوں میں خطاب فرمائیں گے تو اسی قسم کے لوگ آپ کی مجلس میں ہوں گے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ ایک "بات" فرمائیں گے اور یہ نادان لوگ اس کو لے اڑیں اور اس کا غلط مطلب سمجھیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ آپ مدینہ تشریف لے چلیں یہ ہجرت کا "دار" اور "دارالسنۃ" ہے آپ وہاں اہل علم اور اشراف مدینہ سے ملاقات کریں۔ آپ جو کہنا چاہتے ہیں اطمینان سے کہئے، وہ آپ کی بات سمجھیں گے اور اس کو صحیح معنی اور مفہوم پر محمول کریں گے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم اگر میں مدینہ صحیح و عافیت پہنچ گیا تو پہلی فرصت میں لوگوں سے یہ بات کروں گا۔ بروز جمعہ ذوالحجہ کے آخر میں ہم مدینہ منورہ آئے تو جمعہ کے وقت ہی گرمی دوپہر کی پرواہ کئے بغیر مسجد میں چلا آیا۔ میں نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو منبر کے دائیں طرف بیٹھے ہوئے پایا، میں بھی اس کے برابر بیٹھ گیا، میرا گھٹنا اس کے گھٹنے سے مس تھا تھوڑی دیر بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ میں نے ان کو دیکھتے ہی کہا کہ آج وہ منبر پر ایسا مسئلہ بیان کریں گے جو اس سے پہلے کسی نے نہ بیان کیا ہو۔ سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے میری یہ بات سن کر انکار کیا اور کہا کہ میرا خیال ہے کہ وہ ایسی بات کریں گے جو کسی نے بیان نہ کی ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ولولہ انگیز خطاب ...... چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر جلوہ افروز ہوگئے موذن خاموش ہوا تو حمد وثنا کے بعد فرمایا اما بعد! اے لوگو! میں ایک بات کہنے والا ہوں جو میرے مقدر میں تھی شاید میرا یہ آخری خطبہ ہو۔ جو شخص اسے سن کر یاد رکھے اور خوب سمجھے تو اسے وہاں تک پہنچا دے جہاں تک اس کی سواری پہنچ سکتی ہے اور جو شخص سن کر اچھی طرح یاد نہ رکھ سکے تو میں اس کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ مجھ پر بہتان باندھے۔

سنو! اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور قرآن کریم نازل فرمایا۔ اس میں نازل شدہ قرآن میں "آیت رجم" بھی تھی ہم نے وہ تلاوت کی۔ اسے یاد کیا اور خوب سمجھا رسول اللہ ﷺ نے بھی "شادی شدہ" زانی کو رجم کیا اور ہم نے بھی ان کے بعد زانی کو سنگسار کیا اب عرصہ دراز گزر جانے کے بعد مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی کہے کہ آیت رجم ہم قرآن مجید میں تو موجود نہیں پاتے اور وہ ایک "فریضہ" ترک کر کے گمراہ ہو جائیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نازل کیا ہے۔ شادی شدہ زانی مرد اور عورت کے لئے رجم ایک حق اور ثابت بات ہے اور قرآن پاک میں ہے" جب گواہ اور ثبوت قائم ہوں یا اعتراف و اقرار ہو یا حمل ٹھہر جائے"۔

خبردار سنو! ہم تلاوت کرتے تھے کہ اپنے آباء سے نفرت نہ کرو (کہ کسی اور کو باپ بنالو) آباء سے نفرت کرنا کفر ہے۔ علاوہ ازیں خبردار سنو! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا تم میری بے جا تعریف مت کرو، جیسا کہ ابن مریم کی تعریف میں غلو کیا گیا ہے۔ بس میں تو صرف ایک بندہ ہوں، تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو "عبدہ ورسولہ" مجھے معلوم ہوا ہے کہ کسی نے کہا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد میں فلاں کی بیعت کر لوں گا کوئی فریب خوردہ یہ نہ کہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت اچانک ہوگئی (بغیر غور و فکر کے ہوگئی تھی) اور وہ ایسے ہی مکمل ہوگئی۔ سنو! وہ اسی طرح تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے شر و فساد سے محفوظ رکھا (جو اس قسم کی عجلت سے پیدا ہو جاتا ہے) اور تم میں آج ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا کوئی شخص نہیں جس کی جانب نگاہ اٹھتی ہو۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت وہ ہم سب سے افضل اور بہتر تھے، بے شک علی رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کے گھر میں بیٹھے رہے اور انصار سب کے سب سقیفہ بنی ساعدہ میں بیٹھے رہے اور مہاجرین ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے۔

میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہا چلو انصار بھائیوں کے پاس چلیں۔ ہم ان کی جانب روانہ ہوئے تو راستے میں ایک شخص (یعنی عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی) ملے۔ انہوں نے ہمیں انصار کی چوپال کی روداد سنائی، اور ہم سے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ ہم نے بتایا کہ ہم انصاری بھائیوں کی جانب جا رہے ہیں، انہوں نے مشورہ دیا کوئی ضرورت نہیں تم ان کے قریب مت جاؤ، ان کا معاملہ طے کرلو، تو عمر نے کہا خدا کی قسم ہم ان کے پاس ضرور جائیں گے۔ ہم "سقیفہ بنی ساعدہ" میں پہنچے وہاں سب جمع تھے ان میں سے ایک شخص کمبل اوڑھے

ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ معلوم ہوا کہ وہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہے۔ میں نے پوچھا اس کو کیا ہوا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ بخار سے مدہوش میں مبتلا ہے۔

ہمارے بیٹھ جانے کے بعد انصار کے خطیب نے حمد و ثنا کے بعد کہا امابعد! ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں اور اسلامی لشکر ہیں اور اے مہاجرین کے گروہ! تم نبی کا قبیلہ ہو، تم میں سے ایک گروہ نکلا ہے جو یہ چاہتا ہے کہ وہ ہم کو جڑ سے کاٹ دے اور ہم کو خلافت سے علیحدہ کر دے۔ جب وہ خاموش ہو گیا تو میں نے بات کرنے کا ارادہ کیا۔ میں نے نہایت عمدہ باتیں دل میں سوچ رکھی تھیں، ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پہلے میں وہ کہنا چاہتا تھا اور میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا: مگر ابوبکر تو بردباری اور ملائمت سے پیش آتا تھا اور وہ مجھ سے زیادہ بردبار اور باوقار تھے۔ خدا کی قسم! ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطاب میں ہر وہ بات کہی جسے میں نے اپنے دل میں سوچا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حمد و ثنا کے بعد کہا: امابعد! جو آپ نے اپنی خوبیاں بیان کی ہیں واقعی تم اس خوبی کے اہل ہو، باقی رہا امر خلافت تو پورا عرب قریش کو اس کا اہل سمجھتا ہے۔ وہ سارے عرب میں حسب و نسب اور قیام گاہ کے لحاظ سے افضل ہوتے ہیں۔ میں نے تمہارے لیے ان دو آدمیوں میں سے ایک کو پسند کیا ہے اور آپ نے میرا اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن جراح کا ہاتھ پکڑ لیا۔ جملہ: ان کی اس بات کے بغیر میں نے ان کے خطاب کو بہت پسند کیا۔ خدا کی قسم! مجھے سامنے کر کے میری گردن قلم کر دیا جاتا اور میرا یہ اقدام گناہ کا موجب نہ ہوتا مجھے یہ کسی قوم کا امیر ہونے سے بہتر ہے جس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا متقی انسان ہو۔ الا یہ کہ موت کے وقت میرا نفس ملامت کرے۔

پھر ایک شخص (بقول سعید بن مسیب، حباب بن منذر) نے کہا "انا جذيلها المحكك وعذيقها المرجب" میں ہی ہوں درخت کا تنا جس سے کھجلی دور ہوتی ہے۔ اور میں پر میوہ درخت کا سہارا ہوں، میں درست رائے والا اور تجربہ کار انسان ہوں۔ اے قریشیو! ایک امیر ہمارا اور ایک تمہارا۔ (ابن ہشام کی مالک سے روایت ہے کہ "انا جذيلها المحكك ولا عذيقها المرجب" کا کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا گویا وہ کہتا ہے کہ میں قوم کا تجربہ کار شخص اور سردار ہوں)۔ اس کے بعد مجلس میں شور برپا ہو گیا اور مجلس مچھلی منڈی کی طرح بن گئی۔

پھر شدید اختلاف و انتشار کے خوف سے میں نے کہا اے ابوبکر! ہاتھ پھیلایئے، آپ نے ہاتھ پھیلایا تو میں نے بیعت کر لی اور سب مہاجرین نے بھی بیعت کر لی۔ اس کے بعد انصار نے بھی بیعت کر لی اور اس ہنگامے میں ہم نے اچانک سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو روند دیا۔ کسی نے کہا تم نے تو سعد کو ہلاک کر دیا، میں نے کہا اللہ نے سعد کو ہلاک کیا ہے۔

خدا کی قسم! ہم جس مقصد کی خاطر حاضر ہوئے تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے کوئی آسان اور مضبوط امر نہیں پایا، ہمیں اندیشہ تھا کہ اگر ہم بیعت کے بغیر ہی واپس چلے آئے تو وہ کسی کی بیعت کر لیں گے۔ پھر یا تو ہم ان کے ناپسندیدہ ہوتے ہوئے بھی بیعت کر لیں یا ان کی مخالفت کریں اور فساد برپا ہو۔ سنو! جو شخص مسلمانوں کے مشورے کے بغیر کسی امیر کی بیعت کرے گا اس کی بیعت معتبر نہ ہوگی اور نہ ہی اس امیر کی جس کی اس نے بیعت کی ہے کیونکہ ایسا نہ ہو کہ دونوں قتل کر دیئے جائیں۔ محدثین کی ایک جماعت نے اس حدیث کی تخریج کی ہے کئی اسناد سے مالک وغیرہ از زہری۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (معاویہ بن عمرو از زائدہ از عاصم) (امام احمد از حسین بن علی از زائدہ از عاصم) از زر، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت انصار نے نعرہ لگایا "منا امير ومنكم" ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک امیر تم میں سے ہوگا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا اے جماعت انصار! کیا آپ کو اس کا علم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی امامت کے لیے حکم فرمایا تھا، لہٰذا تم میں سے کون یہ چاہتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مقتدی نہ ہو، وہ پیشوا ہو۔ یہ سن کر سب انصار نے کہا اللہ کی پناہ کہ ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مقدم ہوں۔

یہ روایت امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ (اسحاق بن راہویہ، ہناد بن سری، حسین بن علی جعفی از زائدہ) از عاصم بیان کرتے ہیں۔ نیز علی بن مدینی، حسین بن علی جعفی سے روایت کرتے ہیں، امام ابن مدینی نے کہا ہے کہ یہ حدیث مجھے صرف زائدہ از عاصم معلوم ہے، نیز امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے (سلمہ بن نبیط از نعیم بن ابی ہند از نبیط بن شریط از سالم بن عبید) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی روایت بیان کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔

بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ انصاری نے پہلے بیعت کی ...... محمد بن اسحاق (عبداللہ بن ابی بکر، زہری، عبیداللہ بن عبداللہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا اے جماعت مسلمین! بے شک رسول اللہ ﷺ کی خلافت کا حقدار سب سے زیادہ ثانی اثنین میں سے دوسرا ہے جب وہ دونوں غار میں تھے (۹:۴۰) اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام کی طرف سبقت لے جانے والا اور عمر رسیدہ شخص ہے۔ پھر میں نے بیعت کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور ایک انصاری نے مجھ سے پہلے بیعت کر لی پھر میں نے بیعت کی اور اس کے بعد دوسرے لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔

محمد بن سعد (عارم بن فضل، حماد بن زید، یحییٰ بن سعید) قاسم بن محمد سے مذکورہ قصہ کی طرح بیان کرتے ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے بیعت کرنے والے انصاری کا نام بتایا ہے بشیر بن سعد، والد نعمان بن بشیر۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیان کی درستگی اور سعد رضی اللہ عنہ کا اعتراف و اقرار ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عفان، ابو عوانہ، داؤد بن عبداللہ اودی) حمید بن عبدالرحمان سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ کے مضافات میں تھے، آپ تشریف لائے، رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھا کر بوسہ دیا اور "فداک ابی و امی ما اطیبک حیا و میتا" کہہ کر کہا رب کعبہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے ہیں (طویل حدیث بیان کر کے کہا) پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ انصار کے پاس آئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خطاب شروع کیا اور انصار کے سب مناقب جو ان کے متعلق ہیں بیان کرنے کے بعد فرمایا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اگر لوگ ایک میدان یا وادی میں چلیں اور انصار دوسری وادی میں چلیں تو میں انصار کی وادی میں چلوں گا۔ اور جناب سعد رضی اللہ عنہ! آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی موجودگی میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا امر خلافت کے حقدار قریش ہیں، اچھے لوگ قریش کے اچھے لوگوں کے تابع ہیں اسی طرح بدکردار لوگ قریش کے بدکردار لوگوں کے تابع اور فرمانبردار ہیں تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہاں! آپ نے درست کہا ہے۔ انصار وزیر ہوں اور قریش امیر "نحن الوزراء وانتم الامراء"۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (علی بن عیاش رضی اللہ عنہ، ولید بن مسلم، یزید بن سعید بن ذی عضوان عبسی، عبدالملک بن عمیر لخمی) رافع طائی (جو غزوات سلاسل میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے رفیق تھے) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے انصار کے بیعت کرنے کا قصہ معلوم کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے انصار اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تمام گفتگو بتائی اور رسول اللہ ﷺ کے حکم سے میری امامت کا تذکرہ کیا پھر اس وجہ سے ان سب لوگوں نے میری بیعت کر لی اور میں نے ان کی بیعت قبول کر لی اور مجھے کسی فتنے کے پیدا ہونے کا اندیشہ تھا اور اس کے بعد ارتداد کا۔ یہ سند بہت قوی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے امامت محض اس وجہ سے قبول کی کہ کہیں فتنہ بپا نہ ہو جائے۔

بیعت کب ہوئی؟ ...... بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ یہ سارا ہنگامہ سوموار کے دن رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد گزرا اور منگل کے دن صبح سویرے لوگ مسجد میں جمع ہو گئے مہاجرین و انصار سب نے بیعت کر لی اور یہ سب رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین سے پہلے ہوا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ابراہیم بن موسیٰ، ہشام بن معمر، زہری) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے دوسرے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا آخری خطاب سنا تھا جب کہ حضرت ابوبکر چپ چاپ بیٹھے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے امید تھی کہ رسول اللہ ﷺ زندہ رہیں گے یہاں تک کہ آپ ہمارے سارے امور انجام دیں گے اور ہم سے بعد تک بھی زندہ رہیں گے سنو! اگر رسول اللہ ﷺ وفات پا جائیں تو گمراہی کا اندیشہ نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں میں نور برپا کیا ہے جس سے تم ہدایت پاؤ۔ اسی کے سبب اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو ہدایت عطا فرمائی۔ سنو ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خاص صاحب ہیں اور غار کے ساتھی ہیں اور تمام مسلمانوں سے خلافت کے زیادہ حقدار ہیں آؤ اور ان کی بیعت کرو۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں اس سے پہلے ایک جماعت آپ کی بیعت کر چکی تھی۔ پھر عام لوگوں نے برسر منبر آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔

منبر پر بیعت لی: ۔۔۔۔ امام زہری حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اس دن سنا کہ عمر رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہہ رہے تھے منبر پر تشریف رکھیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بار بار کہتے رہے یہاں تک کہ وہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور عام لوگوں نے بیعت کی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خطبہ: ۔۔۔ محمد بن اسحاق، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ "جب دن" سقیفہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی۔ دوسرے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر جا بیٹھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پہلے خطاب فرمایا، حمد و ثنا کے بعد کہا اے لوگو! میں نے گزشتہ کل آپ لوگوں سے ایک بات کہی تھی جو نہ کتاب اللہ میں موجود ہے اور نہ ہی مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتائی تھی لیکن میرا خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے امور کی تدبیر فرماتے رہیں گے اور ہم سے بعد تک زندہ رہیں گے۔ سو اللہ تعالیٰ نے تم میں قرآن کو قائم رکھا ہے۔ جس کی بدولت رسول اللہ ﷺ کو راہ راست پر گامزن کیا اگر تم بھی قرآن کو مضبوطی سے پکڑو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری بھی رہنمائی فرمائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے امور کو ایسے شخص کے حوالے کر دیا جو تم سے بہتر اور برتر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا غار کا صاحب ہے اور جو دو میں سے دوسرا ہے۔ جب وہ دونوں غار میں تھے سو اٹھو! ان کی بیعت کرو چنانچہ بیعت سقیفہ کے بعد سب لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔

خطاب ابوبکر: ۔۔۔۔ رضی اللہ عنہ بیعت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حمد و ثنا کے بعد کہا اما بعد! اے لوگو! مجھے امیر المومنین کے منصب پر فائز کر دیا گیا ہے میں تم سے بہتر اور برتر نہیں اگر میں نیک کام کروں تو میری مدد کرو اور اگر برا کام کروں تو مجھے راہ راست پر لاؤ سچائی ایک امانت ہے اور جھوٹ خیانت۔ کمزور مسلمان میرے نزدیک قوی اور طاقتور ہے یہاں تک کہ ان شاء اللہ میں اس کی شکایت کا ازالہ کر دوں اور تمہارا زبردست میرے نزدیک کمزور اور پست ہے یہاں تک کہ میں ان شاء اللہ اس سے حق وصول کر لوں۔ قوم جہاد کو ترک کرے گی تو اللہ تعالیٰ ان کو ذلت و رسوائی میں مبتلا کر دے گا۔ جس قوم میں بے حیائی عام ہو جائے گی اللہ اس قوم کو مصیبتوں میں گرفتار کر دے گا۔ میں جب تک اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کروں تو میری بھی تم اطاعت کرو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کروں تو میری اطاعت اور فرمانبرداری تم پر بھی نہیں۔ نماز کی صف بندی کے لیے اٹھو، اللہ آپ لوگوں پر رحم فرمائے۔ یہ سند صحیح ہے اور "لست بخیرکم" میں تم سے بہتر اور برتر نہیں تو واضح اور کسر نفسی پر محمول ہے کیونکہ امت کا اجماع ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ سب مسلمانوں سے افضل اور بہتر ہیں۔

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابوالحسن علی بن محمد حافظ اسفرائنی، ابو علی حسین بن علی حافظ، ابوبکر محمد بن خزیمہ اور ابراہیم بن ابی طالب، محمد بن بشار، ابو ہشام مخزومی، وہیب، داؤد بن ابی ہند، ابو نضرہ) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں جمع ہوئے ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ انصار کے خطیب نے کہا اے معشر مہاجرین! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ مہاجرین میں سے تھے اور ان کا جانشین اور خلیفہ بھی مہاجرین میں سے ہوگا۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے انصار و مددگار تھے اور اب ہم ان کے خلیفہ و جانشین کے معاون اور مددگار ہیں جیسے آپ ﷺ کے مددگار تھے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارے خطیب نے بالکل درست کہا ہے اگر تم اس کے علاوہ کچھ اور کہتے تو ہم تم سے بیعت نہ لیتے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا یہ آپ کے خلیفہ ہیں ان کی بیعت کرو۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مہاجرین اور انصار نے بیعت کی پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو لوگوں میں حضرت زبیر نہ تھے چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا آئے تو کہا اے رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی کے بیٹے اور ان کے حواری! کیا آپ مسلمانوں کی جماعت میں انتشار پیدا کرنا چاہتے ہیں؟ تو انہوں نے معذرت کی۔ اے رسول اللہ ﷺ کے جانشین! مجھے ملامت نہ کیجیے پھر انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ پھر دوسری طرف سے دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے ان کو بلایا، وہ آئے تو ان کو کہا اے رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد اور ان کے داماد! کیا آپ کا ارادہ ہے کہ مسلمانوں کی جماعت میں افتراق و انتشار پیدا ہو؟ تو انہوں نے کہا اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! کوئی حرج نہیں، مجھے ملامت نہ کیجیے چنانچہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیعت کر لی۔

ابوعلی حسین بن علی الحافظ کا بیان ہے کہ میں نے ابن خزیمہ سے سنا کہ امام مسلم بن حجاج نے مجھ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو میں نے ان کو ایک ورق پر تحریر کر دی اور پڑھ کر سنائی۔ یہ حدیث ایک اونٹ کے برابر ہے بلکہ دس ہزار کے برابر ہے۔

یہ روایت بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (حاکم اور ابو محمد بن حامد مقری، عم ابو جعفر بن محمد بن موسیٰ از عفان بن مسلم از وہیب) داؤد سے روایت کرتے ہیں اس میں انصاری خطیب کو جواب دینے والے بجائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ نیز اس میں ہے کہ حضرت زید بن ثابت نے بیعت کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا۔ اس روایت میں ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نظر دوڑائی تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو نہ پایا، اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عدم موجودگی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

اس روایت کو (علی بن عاصم جریری از ابو نضرہ، مالک بن قطعہ) ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں۔ گزشتہ روایت کی طرح اور یہ سند صحیح اور محفوظ ہے حدیث ابو نضرہ المنذر از ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پہلے دن بیعت کرنا ... اس میں مذکور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے پہلے یا دوسرے دن بیعت کی۔ یہ بات حق اور سچ ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی وقت بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے الگ نہیں ہوئے۔ سب نمازیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ادا کرتے رہے۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ "ذوالقصہ" کے مرتدین کے خلاف جنگ کو نکلے تھے۔

حضرت فاطمہ اور وراثت کا مسئلہ ...... لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس وجہ سے ناراض ہو گئی تھیں کہ وہ سمجھتی تھیں وہ رسول اللہ ﷺ کے ترکہ کی وارث ہیں اور ان کو اس حدیث کا علم نہ تھا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بتائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام کی وراثت نہیں ہوتی وہ جو ترکہ چھوڑتے ہیں صدقہ ہوتا ہے "لا نورث ما ترکنا فھو صدقۃ"۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی بنا پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، ازواج مطہرات اور چچا عباس رضی اللہ عنہ کو جائیداد نبوی ﷺ سے محروم کر دیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ خیبر اور فدک کی اراضی پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نگران مقرر کر دیں۔ آپ نے یہ مطالبہ بھی مسترد کر دیا اور اس بات میں بے شک، نیک اور ہدایت پر تھے اور حق کے قائل تھے (رضی اللہ عنہ) چنانچہ اس وجہ سے ان کو کچھ ناراضگی اور رنجش ہوئی۔ آپ ایک انسان تھیں اجر اور غلطی سے معصوم نہیں، پس وفات تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بات چیت نہ کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی ان کی ناراضگی کا لحاظ کرنا تھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد جب فوت ہو گئیں (رضی اللہ عنہا وارضاہا) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تجدید بیعت کا خیال ظاہر کیا۔ (جیسا کہ ہم صحیحین وغیرہ سے انشاء اللہ ذکر کریں گے) اس بیعت کا جو تدفین رسول اللہ ﷺ سے پہلے کی تھی۔

بیعت علی کی صحت میں اضافہ کا سبب موسیٰ بن عقبہ (مغازی) میں مذکور ہے جو سعد بن ابراہیم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار توڑ دی تھی۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور لوگوں سے معذرت کی کہ میں کبھی ایک دن یا رات کو بھی امارت و خلافت کا حریص نہ تھا اور نہ ہی میں نے خفیہ اور اعلانیہ کبھی اللہ سے اس کے حصول کی درخواست کی ہے۔ چنانچہ مہاجرین نے آپ رضی اللہ عنہ کی درخواست قبول کر لی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے معذرت پیش کی کہ ہماری ناراضگی کا سبب صرف یہ تھا کہ ہمیں مشورے سے بھی نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ ورنہ ہمارا اعتقاد ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے زیادہ خلافت کے حقدار ہیں آپ غار کے ساتھی ہیں اور ثانی اثنین ہیں، ہم آپ کے شرف اور فضل کے معترف ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں ہی ان کو نماز کا امام مقرر فرما دیا تھا۔

واضح اشارہ حکومت کی جانب ... یہ امر بیان کردہ معلومات پر جو شخص معمولی سی بھی غور کرے گا اس کے لئے یہ بات بالکل واضح

ہو جانے کی وجہ سے جو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت پر اعتراض تھا اور نبی علیہ السلام کے قول یابی اللہ والمؤمنون الا ابابکر کی صداقت بھی واضح ہو گئی اور یہ بات بھی سورج کی طرح عیاں ہو جانے کی کہ نبی علیہ السلام نے امت میں سے کسی ذی شخص کو خلافت کے لئے معین نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جیسا کہ اہل سنت میں سے ایک جماعت کا خیال ہے اور نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جیسا کہ شیعوں کا عقیدہ ہے لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی جانب واضح اشارہ موجود ہے جس کو ہر صاحب شعور اور ذی عقل سمجھ سکتا ہے وللہ الحمد۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو نعیم شریک، اسود بن قیس) عمرو بن سفیان سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے "یوم الجمل" میں خطاب فرمایا جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غلبہ ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ خطیب انتقال پسند ہے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو سابق قرار دیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دوسرے نمبر پر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تیسرے درجہ پر بیان کیا۔ ان کے بعد ہم لوگ فتنوں میں آ گئے۔ اللہ تعالیٰ ان میں جو چاہے گا کرے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی خلیفہ مقرر نہ کیا ...... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو عبداللہ الحافظ، ابوبکر بن محمد بن احمد بن عبداللہ بن مدائنی، شبابہ بن سوار، شعیب بن میمون، حصین بن عبدالرحمٰن، شعبی) ابو وائل سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کیا آپ خلیفہ مقرر نہ کریں گے تو کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خلیفہ مقرر نہیں کیا کہ میں کروں۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کو لوگوں کے ساتھ بھلائی مقصود ہوئی تو وہ میرے بعد ان کو کسی نیک آدمی پر متفق کر دے گا۔ جیسے کہ نبی علیہ السلام کے بعد بہترین شخصیت پر متفق کر دیا۔ یہ سند جید ہے اور اصحاب کتب ستہ نے اس کو بیان نہیں کیا۔

روایت بخاری (زہری از عبداللہ بن کعب) از حضرت عباس رضی اللہ عنہ میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ کی عیادت پوری کر کے باہر آئے تو کسی نے دریافت کیا رسول اللہ ﷺ کا مزاج کیسا ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صحت یاب ہو گئے ہیں۔ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہا خدا کی قسم! تین دن بعد تم لاٹھی کے غلام ہو گے۔ میں بنی ہاشم کے چہروں سے موت کے آثار پہچان لیتا ہوں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک پر موت کے آثار دیکھ رہا ہوں۔ چلو ہم آپ کے پاس چلیں اور رسول اللہ ﷺ سے خلافت کے متعلق دریافت کریں کہ یہ خلافت کن لوگوں میں ہو گی؟ اگر ہمارا حق ہوا تو معلوم ہو جائے گا۔ اگر کسی اور کا حق ہوا تو آپ ﷺ ہمارے بارے میں وصیت فرما دیں گے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ علیہ السلام سے ہم نہ پوچھیں گے۔ خدا کی قسم! اگر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں محروم کر دیا تو لوگ ہمیں آپ کے بعد یہ حکومت ہرگز نہ دیں گے۔ یہ روایت محمد بن اسحاق نے زہری سے نقل کی ہے اور اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس وفات کے دن گئے تھے اور روایت کے آخر میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اسی روز چاشت کے وقت فوت ہوئے۔

کوئی وصیت نہ کی ...... میں (ابن کثیر) کہتا ہوں پیر کے دن رسول اللہ ﷺ کی وفات کے دن کا واقعہ ہے تو اس سے واضح ہو گیا کہ خلافت کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی وصیت کے بغیر فوت ہوئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ روایت میں ہے کہ سب سے بڑی مصیبت تو وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ اور نوشت کی تحریر کے درمیان حائل ہو گئی۔ بیان ہو چکا ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارادہ کیا تھا کہ ان کو ایک تحریر لکھوا دیں جس کے بعد وہ اختلاف و انتشار سے گمراہ نہ ہوں۔ چنانچہ جب آپ کے پاس شور و غل زیادہ ہوا اور اختلاف بڑھ گیا تو آپ نے فرمایا میرے ہاں سے چلے جاؤ۔ جس بات کی طرف تم مجھے بلاتے ہو میں اس سے بہتر حالت میں ہوں۔

اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ صحیح میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اور مومن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ ہر ایک کا انکار کرتے ہیں۔

کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ وصی تھے ...... صحیحین کی متفق علیہ روایت میں ابراہیم نخعی از اسود منقول ہے کہ حضرت عائشہ رضی

اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا علی رضی اللہ عنہ کو کیا وصیت کی تھی؟ آپ ﷺ نے پیشاب کے لئے برتن منگوایا اور میں آپ ﷺ کو سہارا دیئے ہوئے تھی، پھر آپ ﷺ کا سانس اکھڑا اور فوت ہو گئے اور مجھے بھی معلوم نہ ہوا۔ یہ لوگ کس بنیاد پر کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ نے وصیت کی۔

طلحہ بن مصرف کی خام خیالی...... صحیحین میں مالک بن مغول بطلحہ بن مصرف کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے وصیت کی تھی؟ تو اس نے نفی میں جواب دیا میں نے اعتراض کیا تو آپ نے کیسے وصیت کا حکم کیا ہوا ہے؟ تو ابن ابی اوفیٰ نے کہا کتاب اللہ کے بارے میں وصیت فرمائی تھی۔ طلحہ بن مصرف اور ہذیل بن شرحبیل کا بیان ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ پر رسول اللہ ﷺ پر سبقت لے جاسکتے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تو یہ خواہش تھی کہ ان کو رسول اللہ ﷺ کا کوئی عہد مل جائے "ان کو دلا" اور ان کی ناک کٹ گئی۔

نیز صحیحین میں (اعمش از ابراہیم تیمی از اب) مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطاب فرمایا کہ جس کو گمان ہے کہ ہمارے پاس کتاب اللہ اور اس صحیفہ کے علاوہ کچھ اور ہے اس نے جھوٹ کہا اور یہ صحیفہ تلوار پر لٹکا ہوا تھا۔ اس میں دیت کے اونٹوں کی عمریں اور کچھ زخموں کے متعلق ہدایات تھیں۔

نیز اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ مدینہ جبل عیر سے لے کر ثور تک حرم ہے اور جو شخص مدینہ میں بدعت کرے یا اس میں بدعتی کو جگہ دے اس پر اللہ فرشتوں اور پوری کائنات کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا کوئی عمل بھی قبول نہ کرے گا۔ جو شخص اپنے غیر باپ کی طرف منسوب ہو یا غلام اپنے آقاؤں کے غیر کی طرف منسوب ہو تو اس پر بھی اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے اللہ قیامت کے دن اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرے گا۔ مسلمانوں کی پناہ اور ذمہ ایک ہی ہے ایک کمتر آدمی بھی کسی کو امن اور پناہ دے سکتا ہے جو شخص کسی مسلمان کی پناہ اور عہد کو توڑے گا اس پر اللہ فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے قیامت کے دن اللہ اس کے نفلی اور فرضی عبادت قبول نہیں کرے گا۔

شیعہ حضرات کے رد میں...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ متفق علیہ روایت بالخصوص ان کے اس اعتقاد کی تردید کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کی وصیت کی تھی۔ اگر بات ان کے گمان کے مطابق ہوتی تو اسے کوئی صحابی بھی رد نہ کرتا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ اطاعت گزار بندے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اور زندگی کے بعد بھی سب سے زیادہ اطاعت گزار تھے وہ ان کے احکام کو نظر انداز نہیں کرتے تھے کہ جس کو آپ نے مقدم کیا ہے اس کو مؤخر کریں اور جس کو آپ نے مؤخر کیا ہے اس کو مقدم کریں حاشا وکلا ولما ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف ایک سازش...... جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے وہ ان سب کو فسق و فجور کی طرف منسوب کرتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی مخالفت میں شامل کرتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات کا ان کو مخالف جانتا ہے۔ جو مسلمان اس قدر بے ہودہ عقیدے میں مبتلا ہو جائے تو اس نے "اسلام کی رسی کو کاٹ دیا" اپنی گردن سے اتار پھینکا اور کفر کیا اور بڑے بڑے باعزت لوگوں کے اجماع سے وہ اسلام سے خارج ہو گیا اس کا قتل اور خون بہانا شراب کے گرانے اور بہانے سے زیادہ حلال ہے۔

سوچئے اور غور کیجئے! اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی دلیل اور نص موجود ہوتی تو انہوں نے اپنی امارت و امامت کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف یہ دلیل بطور حجت کیوں پیش نہ کی؟ اگر وہ اپنی دلیل اور حجت کے نفاذ پر قدرت نہیں پاتے تھے تو عاجز اور لاچار تھے اور عاجز اور لاچار شخص امامت و خلافت کے لائق نہیں ہوتا، اگر وہ اس پر طاقت رکھتے تھے اور اسے سرانجام نہیں دیا تو وہ (معاذ اللہ) خائن قرار پاتے ہیں اور معلوم ہوا کہ خیانت کرنے والا فاسق ہوتا ہے جو امارت سے سبکدوش اور برطرف ہوتا ہے اور اگر ان کو نص امامت کا علم نہیں تھا تو وہ لاعلم ٹھہرے ہیں۔ اس کے بعد اگر وصیت کا علم اور قرآن کا علم ہوتا تو یہ افتراء پردازی ہے جو محال اور ضلال ہے، جہالت کا پلندہ ہے۔ یہ بات تو جاہل، ناواقف، مطلبی اور فریب خوردہ انسانوں کے ذہن کی پیداوار ہے جسے شیطان ان کے ذہن میں بے دلیل وثبوت آراستہ کرتا ہے بلکہ محض تکبر کی بنا پر اس اور

اقرار و بیان فرمائی۔ عمان۔ کے لئے جنتوں میں آراستہ کرتا ہے۔

ان جانوں کے پاک بہت رسوائی اور اللہ عزوجل کو فوراً سے اللہ تعالیٰ کی پناہ اور ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کتاب و سنت سے تمسک کی پناہ لیتے ہیں اسلام کی راہ میں پر وفات، ثابت قدمی اور ایمان پر قیام و اعمال کے تواتر کا طلبگار ہوتے ہوئے دوزخ سے نجات اور جنت کے حصول کا سوال کرتے ہیں۔ بے شک وہ فیاض و کریم ہے منان اور رحیم و رحمان ہے۔

قصہ گوئی کی تردید ... حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زیر تبصرہ متفق علیہ حدیث میں بہت سے بازاری جھوٹ اور جاہل داستان سرائی کی تردید موجود ہے جو یہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چند چیزوں کی وصیت فرمائی تھی اور ان اشیاء کی لمبی فہرست بیان کرتے ہیں کہ اے علی رضی اللہ عنہ! یہ کرنا، یہ نہ کرنا، جس نے یہ کیا اس کو اتنا ثواب ملے گا۔ یہ بھی اکثر آسان الفاظ اور نہایت بودے مضمون و معانی سے مروی ہے اکثر و بیشتر تصحیف شدہ اور غلط ہیں جن کی قدر و قیمت ان کی سیاہی کے برابر بھی نہیں۔ واللہ اعلم۔

موضوع حدیث ... حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (حماد بن عمرو نصیبی سے کہ اکثر ابن عرفان عن سری بن خالد عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن دادا سے) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! میں تجھے ایک وصیت کرتا ہوں اس کو یاد رکھنا۔ جب تک تم اس کو یاد رکھو گے خیر و برکت میں رہو گے۔ اے علی رضی اللہ عنہ! مومن کی تین نشانیاں ہیں: (۱) نماز (۲) زکوٰۃ (۳) روزہ۔ حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حماد نصیبی نے رقت و آداب کے سلسلے میں بھی لمبی حدیث بیان کی اور یہ حدیث موضوع ہے۔ میں نے کتاب کے شروع میں بیان کیا ہے کہ موضوع حدیث (جس کا مجھے علم ہو) بیان نہیں کروں گا۔

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (حماد بن عمرو نصیبی از یزید بن ربیع) مکحول شامی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حنین سے واپسی کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور آپ ﷺ پر سورہ نصر نازل ہوئی۔ پھر حماد نصیبی نے فتنہ و فساد کے بارے میں ایک لمبی حدیث بیان کی ہے یہ بھی منکر اور بے بنیاد ہے۔ صحیح احادیث ہی کافی ہیں (موضوع کی ضرورت نہیں) وباللہ التوفیق۔

حماد نصیبی ... حماد بن عمرو ابو اسماعیل نصیبی اعمش وغیرہ سے روایت کرتا ہے اور ابراہیم بن موسیٰ، محمد بن مہران اور موسیٰ بن ایوب وغیرہ اس سے روایت نقل کرتے ہیں۔ بقول یحییٰ بن معین وہ جھوٹ گھڑنے والوں میں سے ہے اور حدیث وضع کرتا ہے۔ بقول عمرو بن علی فلاس اور ابو حاتم وہ بہت ضعیف اور منکر الحدیث ہے۔ بقول ابراہیم بن یعقوب جوزجانی وہ جھوٹ بولتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ وہ منکر الحدیث ہے۔ ابو زرعہ کا قول ہے کہ وہ کمزور اور واہی حدیث والا ہے۔ امام نسائی کا بیان ہے کہ وہ متروک ہے۔ حجت نہیں۔ اس سے روایت نقل کرتے۔ امام ابن حبان کا قول ہے کہ وہ حدیث بنایا کرتا تھا۔ امام ابن عدی کہتے ہیں کہ اس کی اکثر احادیث کی کوئی ثقہ راوی متابعت نہیں کرتا۔ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ صاحب مستدرک کہتے ہیں کہ وہ ثقہ راویوں سے موضوع حدیث روایت کرتا ہے۔ وہ ایک ساقط اور کمزور راوی ہے۔

اہم معلومات ... وہ حدیث جو حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الحافظ، محمد بن عباس ضبی، عبدالرحمن بن روح مدائنی، سلام بن سلیمان مدائنی، سلام بن سلیم طویل، عبدالملک بن عبدالرحمن، حسن عرنی، اشعث بن طلیق، مرہ بن شراحیل) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے مرض کی شدت بڑھ گئی تو ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر جمع ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ ہماری جانب دیکھ کر خوش ہو گئے اور فرمایا کہ فراق کا وقت قریب ہے۔ اور آپ ﷺ نے ہمیں اپنی وفات کی خبر دی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: خوش آمدید، اللہ تمہیں زندہ رکھے، اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت نصیب کرے، اللہ تعالیٰ تمہارا حامی و مددگار ہو، اللہ تعالیٰ تمہیں نجات دے، بلندی عطا کرے، اللہ تعالیٰ تمہیں سیدھا راستہ پر رکھے، اللہ تعالیٰ تمہیں محفوظ رکھے، اللہ تعالیٰ تمہاری امداد کرے، اللہ تمہارے اعمال قبول کرے، میں تم کو اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اور

خوف کی وصیت کرتا ہوں اور تمہیں اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں میں تمہارے لیے اس کی طرف سے ڈرانے والا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے بندوں اور علاقوں میں سرکشی نہیں کرو۔ اللہ تعالیٰ نے میرے اور تمہارے لئے بیان کیا ہے۔ (۲۸/۸۳) یہ آخرت کا گھر ہم انہیں کو دیتے ہیں جو ملک میں ظلم اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے اور نیک انجام پرہیزگاروں ہی کا ہے۔ (۳۹/۶۰) کیا دوزخ میں تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ نہیں ہے۔

موت سے متعلق سوالات...... ہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی اجل کب ہے؟ تو فرمایا کہ میری اجل قریب آ چکی ہے سدرۃ المنتہیٰ، میرے جانے اور فرش اعلیٰ کی طرف چلنا ہے۔ پوچھا کہ آپ کو غسل کون دے گا یا رسول اللہ ﷺ؟ تو میرے اہل بیت قریب سے قریب ساتھ ان فرشتوں کے جن کو تم نہ دیکھ سکو گے۔ اور وہ تم کو دیکھ رہے ہوں گے۔ پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کس چیز میں کفن دیں؟ تو فرمایا میرے انہی کپڑوں میں اگر تم چاہو یا یمنی کپڑوں میں یا سفید مصری کپڑوں میں۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کا نماز جنازہ کون پڑھائے؟ رسول اللہ ﷺ اشکبار ہو گئے اور ہم بھی روئے اور فرمایا ٹھہرو! اللہ تعالیٰ تمہاری بخشش کرے اور نبی کی طرف سے بدلا دے۔ جب تم مجھے غسل دے دو گے اور کفن پہنا دو تو قبر کے کنارے پر مجھے رکھ دو، پھر تھوڑی دیر کے لئے مجھ سے الگ ہو جاؤ۔ سب سے پہلے میرا نماز جنازہ میرے دوست اور ہم نشین جبرئیل اور میکائیل پڑھیں گے پھر اسرافیل پھر عزرائیل کے ساتھ اکثر فرشتے علیہم السلام۔

میری نماز جنازہ پہلے اہل بیت پڑھیں پھر ان کی عورتیں پھر تم لوگ فوج در فوج آ کر اکیلے اکیلے نماز جنازہ پڑھو۔ مجھے رونے آہ و زاری کرنے اور چلانے سے تکلیف نہ پہنچاؤ اور جو صحابی غائب ہے اس کو میرا سلام کہنا اور میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے سلام کہہ دیا ہے اس شخص کو جو اسلام میں داخل ہو چکا ہے اس نے دین میں میری پیروی کی آج کے دن سے قیامت تک۔ ہم نے پوچھا آپ کو یا رسول اللہ ﷺ قبر میں کون اتارے گا؟ تو فرمایا کہ میرے قریبی اہل بیت کے ساتھ بہت سے فرشتے (علیہم السلام) جن کو تم نہیں دیکھ سکو گے اور وہ تمہیں دیکھ رہے ہیں۔ حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلام بن سلیمان مدائنی کی متابعت احمد بن یونس نے سلام طویل سے کی ہے۔ اور اس روایت میں سلام بن طویل منفرد ہے۔

سلام طویل...... میں (ابن کثیر) کہتا ہوں سلام بن مسلم یا ابن سلیم یا ابن سلیمان المدائنی ہے اور پہلا نام صحیح ہے۔ یہ تمیمی سعدی اور طویل ہے۔ یہ جعفر صادق، حمید طویل، ایوب، یزید وغیرہ اکثر راویوں سے حدیث روایت کرتا ہے اور اس سے بھی ایک جماعت روایت بیان کرتی ہے جس میں شامل ہیں: احمد بن عبداللہ بن یونس، اسد بن موسیٰ، خلف بن ہشام، علی بن جعد، قبیصہ بن عقبہ۔

جرح و تعدیل...... علی بن مدینی، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، یحییٰ بن معین، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ابو حاتم، ابو زرعہ، جوزجانی، امام نسائی وغیرہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے بعض لوگوں نے اس کو جھوٹا کہا ہے اور اکثر نے اس کو متروک کہا ہے۔

حدیث پر متابعت...... لیکن یہ حدیث اسی طرح حافظ ابوبکر بزار نے سلام طویل کی سند کے علاوہ بھی بیان کی ہے۔ حافظ ابوبکر بزار نے (محمد بن اسماعیل احمسی، عبدالرحمٰن بن محمد المحاربی، ابن اصبہانی، مرہ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ حافظ بزار کہتے ہیں کہ مرہ سے متعدد سندوں سے مروی ہے اور عبدالرحمٰن بن اصبہانی نے یہ روایت مرہ سے نہیں سنی یہ روایت اس نے مرہ سے کسی واسطے سے سنی ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ اس واسطہ کو کس نے حضرت عبداللہ سے بواسطہ مرہ بیان کیا ہو۔

نبی علیہ السلام کی وفات کا وقت، وفات کے وقت عمر، غسل، نماز جنازہ، تدفین اور قبر کی جگہ کا بیان

بالاتفاق آپ ﷺ کی وفات بروز سوموار ہوئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ نبی علیہ السلام کی ولادت، سعادت نبوت سے سرفرازی، مکہ سے ہجرت کے لئے سفر کا آغاز، مدینہ میں تشریف آوری اور وفات بروز سوموار واقع ہوئی۔ (مسند احمد، ۱/۲۷۷)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیر کو فوت ہوئے...... سفیان ثوری (ہشام بن عروہ، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے

ہیں کہ مجھ سے حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے کس دن وفات پائی تھی؟ میں نے کہا سوموار کو تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا میں امید کرتا ہوں کہ میں بھی اسی دن وفات پا جاؤں چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی سوموار کو فوت ہوئے۔ (انفرد بہ البخاری)

امام احمد (اسود، ابوبکر، ابن اسحاق، عبدالرحمان بن قاسم، قاسم) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوموار کو فوت ہوئے اور منگل کو دفن ہوئے۔ تفرد بہ احمد۔

مغازی میں عروہ بن زبیر اور موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی مرض میں شدت پیدا ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا وہ ابھی پہنچے نہ تھے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینہ پر فوت ہوئے۔ ان کی باری کے دن سوموار کو زوال کے بعد ربیع اول میں وفات پائی۔

ابو یعلیٰ (ابو خیثمہ، ابن عیینہ، زہری) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آخری بار میں نے رسول اللہ ﷺ کو سوموار کے دن دیکھا۔ آپ ﷺ نے پردہ اٹھایا لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کو دیکھا گویا وہ مصحف کا ورق ہے تاباں۔ نمازیوں نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے اشارہ کیا کہ نماز میں رہو۔ اور پردہ ڈال دیا اور اسی دن کے آخر میں فوت ہوئے۔ بخاری کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی وفات زوال کے بعد واقع ہوئی واللہ اعلم۔

یعقوب بن سفیان (عبدالحمید بن بکار، محمد بن شعیب، صفوان، عمرو بن عبدالواحد) اوزاعی سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوموار کو آدھے دن سے قبل فوت ہوئے۔

آغاز مرض ۲۲ صفر بروز ہفتہ ... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو عبداللہ الحافظ، احمد بن حنبل، حسن بن علی، محمد بن عبدالاعلیٰ، معتمر بن سلیمان، سلیمان بن طرخان تیمی) "کتاب المغازی" میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ۲۲ صفر کو بیمار ہوئے۔ آپ ﷺ کی بیماری کا آغاز حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہوا بروز ہفتہ اور وفات بروز سوموار ۲ ربیع الاول ہجرت کے دس سال بعد۔

۱۳ روز بیمار رہے ... واقدی (ابو معشر، محمد بن قیس) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بروز بدھ بتاریخ ۱۹ صفر ۱۱ھ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کے گھر بیمار ہوئے۔ سب ازواج مطہرات آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئیں۔ آپ ﷺ ۱۳ روز بیمار رہے۔ بروز سوموار ۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو فوت ہو گئے۔

۱۲ ربیع الاول ... واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ بروز بدھ ۲۹ صفر کو بیمار ہوئے اور بروز سوموار ۱۲ ربیع الاول کو فوت ہوئے۔ واقدی کے کاتب محمد بن سعد صاحب طبقات کا بھی یہی اعتماد ہے اور بروز منگل کے دن دفن ہوئے۔ واقدی (سعید بن عبداللہ بن ابی ابیض، مقبری، عبداللہ بن رافع) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کے مرض کا آغاز ہوا۔ یعقوب بن سفیان (احمد بن یونس، ابو معشر، محمد بن قیس) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ۱۱ دن بیمار رہے جب مرض ہلکا ہو جاتا تو خود نماز پڑھاتے ورنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے۔ محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ۱۲ ربیع الاول کو فوت ہوئے جس دن مدینہ میں بطور مہاجر تشریف لائے تھے اور پورے دس سال ہو چکے تھے۔ یہ واقدی کا بیان ہے کہ یہی ہمارے ہاں متفق علیہ بات ہے علامہ واقدی کے کاتب محمد بن سعد نے بھی اسی پر اتفاق کیا ہے۔

یکم ربیع الاول ... یعقوب بن سفیان، یحییٰ بن بکیر، لیث، سعید سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ۶۳ سال کے بعد بروز سوموار یکم ربیع الاول کو فوت ہوئے اور اسی دن مدینہ میں بطور مہاجر آئے تھے۔

۲ ربیع الاول۔ ۔۔۔ سعد بن ابراہیم زہری کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ میں تشریف آوری کے دس سال بعد بروز پیر ۲ ربیع الاول کو فوت ہوئے۔ (رواہ ابن عساکر) واقدی نے ابو معشر کی معرفت محمد بن قیس سے اسی طرح بیان کیا ہے خلیفہ بن خیاط نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

یکم ربیع الاول۔۔۔۔ ابو نعیم فضل بن دکین کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ یکم ربیع الاول بروز پیر ۱۱ھ میں فوت ہوئے (ابن عساکر) عروہ، موسیٰ بن عقبہ نے ’’مغازی‘‘ میں اسی طرح کا بیان نقل کیا ہے علاوہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح کا بیان منقول ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۲ ربیع الاول وفات۔۔۔۔ ابن اسحاق اور واقدی کا قول مشہور ہے جو واقدی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ محمد (ابراہیم بن یزید نے ابن طاؤس از طاؤس از ابن عباس) اور (محمد بن عبداللہ از زہری از عروہ از عائشہ) یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ دونوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ۱۲ ربیع الاول بروز پیر فوت ہوئے۔
ابن اسحاق (عبداللہ بن ابی بکر ابو بکر بن حزم) سے بھی ۱۲ ربیع الاول بروز پیر وفات منقول ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ ان کو منگل کو دفن کیا۔

۱۰ ربیع الاول۔ ۔۔۔ سیف بن عمر (محمد بن عبید اللہ عرزمی، حکم، مقسم) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے وہاں ذی الحج، محرم اور صفر قیام فرما رہے اور پیر ۱۰ ربیع الاول کو فوت ہوئے۔ محمد بن اسحاق از زہری از عروہ بھی اسی طرح منقول ہے اور حدیث (از عروہ از عائشہ) میں اسی طرح مذکور ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ابن عباس کی روایت کے ابتدائی حصے (لایعلم معنی مدہ) اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے۔ (مصنف معنی ایام مدہ)۔

سہیلی کا گمان اور ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی توجیہ الروض الانف میں ابوالقاسم سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بروز پیر ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ میں رسول اللہ ﷺ کا یوم وفات ناممکن ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع ۱۰ھ میں بروز جمعہ عرفات میں تھے۔ لہٰذا یکم ذی الحج بروز جمعرات ہوا۔ پھر ذوالحج، محرم اور صفر اور اگر ۳۰، ۳۰ شمار ہوں یا ۲۹، ۲۹، ۲۹ کے یا بعض ۳۰ کے اور بعض ۲۹ کے کسی صورت میں بھی پیر ۱۲ ربیع الاول کو ممکن نہیں۔ یہ اعتراض سہیلی والے قول پر مشہور ہے، اکثر اہل علم نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں صرف ایک جواب ہی اس اعتراض کا جواب ہو سکتا ہے وہ یہ کہ مکہ اور مدینہ کے مطلع کا فرق ہو کیونکہ لوگوں نے ذوالحج کا چاند جمعرات کو دیکھا اور مدینہ والوں نے ’’جمعہ‘‘ کی رات دیکھا ہو۔
اس قول کی تائید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے حجۃ الوداع کے لئے ذوالقعدہ کے پانچ دن باقی رہتے ہوئے روانہ ہوئے، اس قول سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بروز ہفتہ روانہ ہوئے (ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا قول درست نہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعرات کے دن روانہ ہوئے کیونکہ اس لحاظ سے ذوالقعدہ کے چھ دن باقی رہ جاتے ہیں اور جمعہ کے دن روانگی قرار دینا درست نہیں کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ نبی علیہ السلام نے مدینہ میں چار رکعت نماز ظہر ادا کی اور عصر کی دو رکعت ذوالحلیفہ میں ادا فرمائیں۔
لہٰذا واضح ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے لئے بروز ہفتہ روانہ ہوئے اور ذوالقعدہ کے پانچ دن باقی رہتے ہوئے تھے اور شاید مدینہ والوں نے ذوالحج کا چاند ’’جمعہ‘‘ کی رات دیکھا اور جب مدینہ والوں کے نزدیک یکم ذوالحج جمعہ کے دن ہوا اور ذوالحج، محرم، صفر سب مہینے ۳۰، ۳۰ کے شمار ہوں تو یکم ربیع الاول جمعرات کو آتا ہے تو بارہ ربیع الاول بروز پیر کیونکر ہوا۔ واللہ اعلم۔

آپ ﷺ کا حلیہ مبارک اور مدت حیات۔۔۔ صحیحین کی حدیث (مالک، ربیعہ بن ابی عبدالرحمن) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ بہت لمبے قد کے تھے اور نہ پست قد کے اور نہ بہت سفید تھے نہ گندم گوں اور سر کے بال گھونگریالے تھے نہ بالکل سیدھے۔ چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے۔ مکہ میں دس سال قیام فرمایا اور مدینہ میں ۱۰ سال اور ۶۰ سال کی عمر میں فوت ہو گئے۔

سر اور داڑھی مبارک کے بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

ابن وہب نے از عمرو از زہری از انس اسی طرح بیان کیا ہے جو ابن قتیبہ از ربیعہ از انس بھی اسی طرح منقول ہے۔ حافظ ابن عساکر کا بیان ہے کہ حدیث عمرو از زہری غریب ہے باقی رہی روایت ربیعہ از انس اس کو ایک "جماعت" نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ حافظ ابن عساکر (سلیمان بن بلال یحییٰ بن سعید ربیعہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ ابن وہب یعنی نافع بن ابی نعیم از ربیعہ از انس اسی طرح روایت کرتے ہیں لیکن محفوظ روایت "ربیعہ از انس" میں ۶۰ سال مذکور ہیں۔ ابن عساکر (مالک، اوزاعی، مسعر، ابراہیم بن طہمان، عبداللہ بن عمر، سلیمان بن بلال، انس بن عیاض، دراوردی، محمد بن قیس مدنی "یہ دس راوی") حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ساٹھ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو الحسن بن بشران، ابو عمرو بن سماک، حنبل بن اسحاق، ابو معمر، عبد الوارث، ابو غالب باہلی) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ بعثت کے وقت رسول اللہ ﷺ کی کتنی عمر تھی؟ تو انھوں نے کہا چالیس سال۔ پھر پوچھا کہ؟ تو انھوں نے کہا کہ مکہ میں دس سال اور مدینہ میں دس سال۔ جس دن آپ ﷺ فوت ہوئے آپ ﷺ کی عمر مبارک ساٹھ سال تھی۔ آپ ﷺ ماشاء اللہ خوبرو، حسین و جمیل اور فربہ تھے۔ نیز امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبد الصمد، عبد الوارث، ابو غالب باہلی) سے روایت کرتے ہیں۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (ابو غسان محمد بن عمرو رازی لقب "زنیج"، حکام بن سلم، عثمان بن زائدہ، زبیر بن عدی) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ انفرد بہ مسلم۔

یہ روایت ساٹھ سال والی روایت کے متعلق نص کی طرح ہے کہ عرب بکثرت کسر اور اکائی حذف کر دیتے ہیں۔

صحیحین میں (لیث بن سعد، عقیل، زہری، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ امام زہری کا بیان ہے کہ سعید بن مسیب نے مجھے اسی طرح بتایا ہے۔

موسیٰ بن عقبہ (عقیل، یحییٰ بن سعید، ابن جریج، زہری، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ امام زہری کا بیان ہے کہ سعید بن مسیب نے بھی مجھے یہی عمر بتلائی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ابو نعیم، شیبان، یحییٰ بن ابی کثیر، ابو سلمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں ۱۰ سال رہے اور آپ پر وحی نازل ہوتی رہی اور مدینہ میں دس سال رہے۔

مسند میں ابوداؤد طیالسی (شعبہ، ابو اسحاق، عامر بن سعد، جریر بن عبداللہ) حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ، ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

اسی طرح امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی غندر از شعبہ روایت نقل کی ہے۔ یہ روایت افراد مسلم میں سے ہے۔

ایک نکتہ... بعض راوی عامر بن سعد از معاویہ روایت کرتے ہیں لیکن درست وہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔ نیز (عامر بن سعد از جریر بن عبداللہ بجلی از معاویہ) اور بسند عامر بن شراحیل شعبی، جریر بن عبداللہ بجلی، معاویہ بھی اسی طرح مروی ہے۔ ابن عساکر (قاضی ابو یوسف، یحییٰ بن سعید انصاری) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ، ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

ابن لہیعہ (ابو الاسود، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے وفات کا ذکر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بڑے تھے آپ ﷺ ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور بعد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ ثوری (اعمش، قاسم بن عبد الرحمان) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ یحییٰ بن سعید، سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر چالیس سال کی عمر میں وحی نازل ہوئی۔ پھر آ

کہ مکہ میں دس سال رہے ہیں اور پھر مدینہ میں دس سال، یہ روایت نہایت ضعیف ہے اور منقطع ہے۔ امام احمد (معتمر، داؤد بن ابی ہند) شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے۔ تین سال تک دوبارہ وحی نازل نہیں ہوئی پھر حضرت جبرئیل متواتر وحی لاتے رہے۔ دس سال مکہ میں مقیم رہے پھر مدینہ ہجرت کر کے چلے آئے اور یہیں ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ یہ بات ثابت کہی ہے کہ آپ ﷺ ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے تھے (ابن کثیر) کچھ راوی کہتے ہیں کہ شعبی کی طرح داؤد سے اسماعیل بن ابی خالد سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

صحیحین میں (روح بن عبادہ، زکریا بن اسحاق، عمرو بن دینار) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں ۱۳ سال رہے اور ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ بخاری شریف میں (روح بن عبادہ، ہشام، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے مکہ میں ۱۳ سال رہے پھر ہجرت کے بعد دس سال مدینہ میں رہے اور ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے (روح بن عبادہ، یحییٰ بن سعید اور یزید بن ہارون، ہشام بن حسان، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

ابو یعلی موصلی (حسن بن عمر بن شقیق، جعفر بن سلیمان، ہشام بن حسان، محمد بن سیرین) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے "مثل اول" روایت کرتے ہیں۔ پھر ابو یعلی نے اس کے متعدد طرق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تک بیان کیے ہیں۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (حماد بن سلمہ، ابو جمرہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نبوت کے بعد ۱۳ سال مکہ میں رہے اور مدینہ میں دس سال اور ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

آپ علیہ السلام کی عمر مبارک کے متعلق جمہور کا مسلک ۔۔۔ حافظ ابن عساکر (مسلم بن جنادہ، عبداللہ بن عمر، کریب) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ نیز (ابو جعفر و از سعید بن مسیب، از ابن عباس) بھی اسی طرح منقول ہے اور یہی ۶۳ سال کی عمر بوقت وفات والا قول مشہور و معروف ہے اور اکثریت کا یہی مسلک ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (اسماعیل، خالد حذاء، عمار مولی بنی ہاشم) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ۶۵ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ یہ روایت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے خالد حذاء از عمار بیان کی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (حسن بن موسیٰ، حماد بن سلمہ، عمار بن ابی عمار) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں نبوت کے بعد ۱۵ سال مقیم رہے سات یا آٹھ سال صرف روشنی دیکھتے تھے اور آواز سنتے تھے۔ پھر سات یا آٹھ سال وحی نازل ہوتی رہی اور مدینہ میں دس سال مقیم رہے۔ یہ روایت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حماد بن سلمہ از عمار بن ابی عمار نقل کی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عفان، یزید بن زریع، یونس، عمار مولی بنی ہاشم نے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وفات کے دن رسول اللہ ﷺ کی عمر کتنی تھی؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میرا خیال یہ تھا کہ آپ جیسے علم والے شخص کو یہ بات معلوم ہوگی میں نے عرض کیا کہ میں نے کئی ایک سے دریافت کیا کہ مجھے اس میں شک پیدا ہو گیا اب میری خواہش تھی کہ اس مسئلہ میں آپ کا قول بیان کروں۔ تو پوچھا کہ حساب جانتے ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! پھر آپ نے فرمایا شمار کرو۔ ۴۰ سال کی عمر میں مبعوث ہوئے۔ دس سال مکہ میں امن و خوف کی حالت میں رہے اور دس سال مدینہ میں ہجرت کے بعد رہے۔

اسی طرح امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن رافع، شبابہ، شعبہ، یونس بن عبید، عمار) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابن نمیر، عطاء بن سائب، منہال بن عمرو) سعید بن جبیر سے نقل کرتے ہیں کہ کوئی شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ مکہ میں رسول اللہ ﷺ پر دس سال وحی نازل ہوئی اور مدینہ میں دس سال اور انہوں نے کہا، یہ روایت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے افراد میں سے ہے متن اور سند کے لحاظ سے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ہشیم، علی بن زید، یوسف بن مہران) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ۶۵ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ تفرد بہ احمد۔

"شمائل" میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (ابو موسیٰ محمد بن المثنی، معاذ، قتادہ، حسن بصری) دغفل بن حنظلہ شیبانی ابو یزید سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ۶۵ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ دغفل کا رسول اللہ ﷺ سے سماع ثابت نہیں، وہ عہد نبوی میں محض ایک شخص تھا۔ بقول امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ یہ روایت عمار وغیرہ از حضرت ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے موافق ہے۔

روایتوں کی روشنی میں نتیجہ..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آخر جماعت نے جو ۶۳ سال کی عمر نقل کی ہے وہ صحیح اور زیادہ درست ہے۔ یہ ثقات متعدد راویوں سے ہے۔ ان کی روایت عروہ از حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحیح روایت کے بالکل موافق ہے۔ سعید بن مسیب، عامر شعبی اور ابو جعفر محمد بن باقر کا بھی یہی قول ہے۔ میں (ابن کثیر) کہتا ہوں عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ، قاسم بن عبدالرحمان، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، علی بن حسین وغیرہ کا بھی یہی قول ہے۔

کچھ عجیب و غریب اقوال... خلیفہ بن خیاط (معاذ بن ہشام) قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ۶۲ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ نیز یعقوب بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن یحییٰ، معاذ بن ہشام، ہشام) قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ یہ قول (زہری از یزید از انس) بھی منقول ہے۔

محمد بن عابد (قاسم بن حمید، نعمان بن منذر غسانی) مکحول سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ۶۲ سال سے کچھ مزید مہینوں کے بعد فوت ہوئے۔ یعقوب بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ (عبدالحمید بن بکار، محمد بن شعیب، نعمان بن منذر) مکحول سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ساڑھے باسٹھ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

اس بارے میں سب سے عجیب روایت..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (روح، سعید بن ابی عروبہ، قتادہ) حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر مکہ میں آٹھ سال قرآن شریف نازل ہوا اور مدینہ میں ۱۰ سال اگر حسن بصری کے قول کے قائل ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر ۴۰ سال کی عمر میں قرآن شریف نازل ہوا تو ان کا مطلب ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عمر ۵۸ سال تھی۔ یہ قول نہایت ہی ضعیف ہے۔ لیکن یہ سند (مسعود از ہشام بن حسان از حسن) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ۶۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

خلیفہ بن خیاط (ابو عاصم، اشعث، حسن) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ۴۳ سال کی عمر میں مبعوث ہوئے اور مکہ میں دس سال رہے اور مدینہ میں آٹھ سال اور ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ یہ روایت اس تفصیل سے نہایت ضعیف ہے واللہ اعلم۔

رسول اللہ ﷺ کے غسل کا بیان..... وفات کے بعد بروز سوموار دن کو صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت میں مشغول رہے۔ بیعت کی تمہید و تکمیل کے بعد بروز منگل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین میں منہمک ہو گئے۔ بقول ابن اسحاق بیعت پوری ہو جانے کے بعد بروز منگل رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین میں شروع ہو گئے اور حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوموار کو فوت ہوئے اور منگل کے دن تدفین کا عمل ہوا۔

ابوبکر بن ابی شیبہ..... (ابو معاویہ، ابو بردہ) (محمد بن یزید کوفی) (علقمہ بن مرثد، سلیمان بن بریدہ) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے لگے تو اندر سے آواز آئی کہ رسول اللہ ﷺ کی قمیص مت اتارو۔ یہ روایت ابن ماجہ نے ابو معاویہ از ابو بردہ سے بیان کی ہے۔

غسل سے متعلق ایک اختلاف... محمد بن اسحاق (یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر، عباد) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے لگے تو یہ بات پیش آئی کہ معلوم نہیں رسول اللہ ﷺ عام میت کی طرح لباس اتار

کو غسل دیا جائے یا لباس سمیت۔ جب یہ اختلاف ظاہر ہوا تو سب پر اونگھ طاری ہوگئی اور ہر ایک کی ٹھوڑی سینہ پر تھی۔ ایسے میں گھر کے ایک کونے سے بے پردہ غیب سے آواز آئی کہ رسول اللہ ﷺ کو لباس سمیت غسل دو۔ پھر وہ قمیص سمیت غسل دے رہے تھے قمیص پر پانی ڈال کر قمیص کو آپ ﷺ کے جسم اطہر پر مل رہے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جو بات بعد میں معلوم ہوئی پہلے معلوم ہو جاتی تو ازواج مطہرات ہی رسول اللہ ﷺ کو غسل دیتیں۔ امام ابوداؤد علیہ السلام نے یہ روایت ابن اسحاق سے بیان کی ہے۔

غسل کس نے دیا... امام احمد (یعقوب، ابوہ، ابن اسحاق، حسین بن عبداللہ، عکرمہ) حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے غسل کے لئے گھر میں آئے تو ان میں ان کے علاوہ (حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فضل رضی اللہ عنہ، حضرت قثم رضی اللہ عنہ پسران حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید رضی اللہ عنہ اور صالح غلام) کے کوئی اور نہ تھا جب غسل دینے لگے تو اوس بن خولی انصاری بدری نے کہ از بنی عوف بن خزرج نے کہا اے علی! میں تجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ سے متعلق اپنا حصہ اور حق یاد دلاتا ہوں تو حضرت علی نے کہا آ جاؤ وہ اندر آیا اور رسول اللہ ﷺ کے غسل کے وقت موجود رہا اور غسل میں شریک نہیں ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو اپنے سینے کا سہارا دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت فضل رضی اللہ عنہ اور حضرت قثم رضی اللہ عنہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ ﷺ کے جسم اطہر کو کروٹ بدل رہے تھے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اور حضرت صالح رضی اللہ عنہ پانی ڈال رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ غسل دے رہے تھے اور آپ ﷺ کے جسم اطہر پر عام میت کی طرح کوئی میل کچیل اور آلائش نہ تھی۔ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے میرے ماں باپ قربان آپ حیات و ممات میں کس قدر پاکیزہ ہیں۔ پانی اور بیری کے پتوں سے آپ کو غسل دیا جا رہا تھا۔ غسل سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ کے جسم اطہر کو خشک کیا پھر آپ کو عام میت کی طرح تین کپڑوں میں کفن دیا گیا دو سفید اور ایک یمنی چادر۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے لحد بنائی... پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کو بلایا ایک کو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی جانب روانہ کیا جو کہ اہل مکہ کی طرح صندوق نما قبر بنایا کرتے تھے اور دوسرے کو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بن سہل انصاری کی طرف بھیجا جو اہل مدینہ میں بغلی قبر تیار کیا کرتے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان دو آدمیوں کو روانہ کرتے وقت کہا اللہ تعالیٰ! اپنے نبی کے لئے کوئی انتخاب کر۔ چنانچہ وہ گئے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا قاصد ناکام آیا اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا قاصد آپ رضی اللہ عنہ کو لے آیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے لحد اور بغلی قبر تیار کی۔ (انفرد بہ احمد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا... یونس بن بکیر، منذر بن ثعلبہ، علباء بن احمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کو غسل دے رہے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آواز آئی آسمان کی طرف نگاہ اٹھاؤ یہ منقطع روایت ہے۔ میں (ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ "[illegible]" نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے علی! تو اپنا ران برہنہ نہ کر اور کسی زندہ اور میت کے ران کو نہ دیکھ۔

اس حدیث میں خود نبی علیہ السلام کو اپنی ذات کے متعلق یہ مقصود تھا۔

حافظ بیہقی (ابوعبداللہ الحافظ، محمد بن یعقوب، یحییٰ بن محمد بن یحییٰ، مسدد، عبدالواحد بن زیاد، معمر، زہری) سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا آپ ﷺ پر عام میت کی طرح کوئی میل کچیل اور آلائش نہیں پائی اور آپ ﷺ زندگی اور موت دونوں حالت میں پاکیزہ تھے۔ ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے اس کو مراسیل میں اور امام ابن ماجہ رضی اللہ عنہ نے معمر از زہری سے بیان کیا ہے۔

نبی علیہ السلام کی تدفین میں کچھ معروف صحابہ رضی اللہ عنہم... حافظ بیہقی نے اپنی روایت میں اضافہ کیا ہے کہ سعید بن مسیب کا

بیان ہے کہ آپ ﷺ کی تدفین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فضل رضی اللہ عنہ، حضرت صالح مولیٰ لرسول اللہ ﷺ (رضوان اللہ علیہم) مصروف رہے اور آپ ﷺ کے لئے لحد تیار کی اور لحد پر خام اینٹیں نصب کیں۔ اسی طرح متعدد تابعین ؒ سے مذکور ہے کہ جن میں عامر شعبی رضی اللہ عنہ، محمد بن قیس رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ وغیرہ شامل ہیں روایات مختلف الفاظ سے منقول ہیں جن کا یہاں درج کرنا طوالت کا باعث ہے۔

غسل سے متعلق وصیت ...... حافظ بیہقی کا بیان ہے کہ ابو عمرو بن کیسان نے یزید بن بلال سے روایت کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سے وصیت کی کہ میں ہی آپ ﷺ کو غسل دوں۔ جو شخص میرے ستر کو دیکھے گا اس کی بینائی چلی جائے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ پردہ کے پیچھے سے مجھے پانی دے رہے تھے، میں آنحضور ﷺ کے جس عضو کو دھونے کے لئے پکڑتا، ایسا معلوم ہوتا تھا میرے ساتھ تیس آدمی اس کو پلٹ رہے ہیں اس حال میں آپ ﷺ کے غسل سے فارغ ہو گیا۔ اس حدیث کو ابوبکر بزار نے اپنی مسند میں اس سند سے بیان کیا ہے ابوبکر بزار (محمد بن عبدالرحیم، عبدالصمد بن نعمان، کیسان ابو عمرو، یزید بن بلال) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

اوصانی النبی علیہ السلام ان لایغسلہ احد غیری فانہ لایری احد عورتی الا طمست عیناہ قال علی فکان العباس واسامۃ یناولانی الماء من وراء الستر قلت ھذا غریب جدا

غرس کے کنوئیں کے پانی سے غسل ...... حافظ بیہقی (محمد بن موسیٰ بن فضل، اصم، اسید بن عاصم، حسین بن حفص، سفیان، ابن جریج، محمد بن علی) ابو جعفر سے نقل کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کو بیری والے پتوں کے پانی سے تین مرتبہ غسل دیا گیا۔ قمیص سمیت غسل دیا گیا۔ غرس کنوئیں کا پانی سے غسل دیا گیا جو قبا میں سعد بن خیثمہ کا کنواں تھا، رسول اللہ ﷺ اس کنوئیں کا پانی پیا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ غسل دے رہے تھے اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ آپ کو سہارا دیئے ہوئے تھے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ پانی بہا رہے تھے۔ اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے کہ مجھے آرام دے اور میرا ہاتھ ہٹا تو نے میری رگ جان کاٹ دی ہے۔ میں ایسا محسوس کر رہا ہوں کہ مجھ پر بوجھ گر رہا ہے۔

واقدی (عاصم بن عبداللہ حکمی) عمر بن عبدالحکم سے روایت کرتے ہیں کہ غرس کنواں اچھا ہے۔ یہ جنت کے چشموں میں سے ہے، اس کا پانی عمدہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پینے کے لئے اس کنوئیں سے پانی لایا جاتا تھا اور آپ ﷺ کو اسی کے پانی سے غسل دیا گیا۔

سیف بن عمر (محمد بن عون، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قبر تیار ہو گئی اور نمازی ظہر کی نماز سے فارغ ہو گئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے غسل کی تیاری کی، گھر کے اندر آپ ﷺ کے جسم اطہر کے ارد گرد باریک یمنی چادروں کا پردہ تان دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ کو پردہ کے اندر بلا لیا جب ان کو پانی دینے کے لئے گئے تو ابو سفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کو بلا کر اندر داخل کر لیا۔ بنی ہاشم کے دیگر اشخاص پردہ کے پیچھے تھے۔ انصار نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا تو اوس بن خولی انصاری بدری کو اندر داخل کیا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

سیف (ضحاک بن یربوع حنفی، ماہان حنفی) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ پردہ تان کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فضل رضی اللہ عنہ اور ابو سفیان رضی اللہ عنہ بن حارث اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو پردہ کے اندر بلا لیا۔ بنی ہاشم کے دور و نزدیک گھر میں پردہ کے پیچھے تھے۔ اس حال میں ان پر اونگھ طاری ہو گئی تو کسی کی آواز آئی کہ رسول اللہ ﷺ کو غسل مت دو وہ طاہر اور پاکیزہ ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں۔ دیگر اہل بیت نے کہا آپ ﷺ کو غسل مت دو۔ اس نے درست کہا ہے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ایک مجہول آواز کی وجہ سے ہم سنت کو نہیں چھوڑیں گے ان پر دوبارہ اونگھ طاری ہو گئی تو کسی نے ان کو آواز دی کہ آپ ﷺ کو لباس سمیت غسل دو۔ یہ سن کر اہل بیت نے کہا نہیں نہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں ہاں چنانچہ وہ لوگ آپ ﷺ کو لباس سمیت غسل دینے لگے کہ آپ قمیص زیب تن کئے تھے اور صدری کھلی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ کو خالص پانی سے غسل دیا پھر آپ ﷺ کے جوڑوں اور سجدہ کے مقامات پر کافور لگایا اور آپ

ﷺ کی قمیص اور صدری کو نچوڑ کر خشک کر دیا گیا، پھر آپ ﷺ کو لپیٹ دیا گیا، پھر آپ کو عود اور عنبر کی خوشبو کی دھونی دی گئی۔ پھر آپ ﷺ کو چارپائی پر لٹا کر کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا۔ اس روایت میں نہایت درجہ غرابت ہے۔

نبی علیہ السلام کے کفن کا بیان ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ولید بن مسلم، اوزاعی، زہری، قاسم) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یمنی چادر میں لپیٹا گیا پھر وہ چادر آپ ﷺ سے جدا کر دی گئی۔ قاسم کا بیان ہے کہ اس کپڑے کا بقیہ حصہ اب تک ہمارے پاس محفوظ ہے۔ (یہ سند شیخین کی شرط پر ہے۔ اس روایت کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ احمد بن مثنی اور مجاہد بن موسیٰ سے روایت کیا ہے اور ان سب نے ولید بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے)۔

امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ (مالک، ہشام بن عروہ، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تین سحولی (یمن کی ایک بستی میں تیار شدہ) سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا، کفن میں قمیص اور عمامہ نہ تھا۔ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت اسماعیل بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت مالک سے بیان کی ہے)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (سفیان، ہشام، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین سحولی سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت سفیان بن عیینہ سے نقل کی ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابونعیم کی معرفت سفیان ثوری سے نقل کی ہے۔ اور یہ دونوں سفیان، ہشام بن عروہ سے روایت کرتے ہیں۔

کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا؟ ...... امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (قتیبہ، حفص بن غیاث، ہشام بن عروہ، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یمن کے تین سفید سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ اس میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے کہا کہ کفن میں دو کپڑے اور یمنی چادر تھی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ یمنی چادر لائی گئی تھی لیکن انہوں نے واپس کر دی اور کفن میں شامل نہیں کی۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ابوبکر بن ابی شیبہ کی معرفت حفص بن غیاث سے یہ روایت بیان کی ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابوعبداللہ الحافظ، ابوالفضل محمد بن ابراہیم، احمد بن سلمہ، ہناد بن سری، ابومعاویہ، ہشام بن عروہ، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو روئی کے تین سفید سحولی کپڑوں میں کفن دیا گیا کفن میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا۔

باقی رہا چادر کا جوڑا اور "حلہ" تو اس میں لوگوں کو شک ہو گیا وہ میں نے آپ ﷺ کے کفن کے لئے خریدا تھا۔ پھر اس میں کفن نہیں دیا گیا۔ اور عبداللہ بن ابی بکر نے اس کو لے لیا کہ اس کو یہ کفن دیا جائے گا، پھر اس نے کہا اگر یہ حلہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہوتا تو نبی علیہ السلام کے کفن میں استعمال ہوتا پھر اس نے یہ حلہ فروخت کر کے فی سبیل اللہ خرچ کر دیا۔ صحیح مسلم میں یہ روایت یحییٰ بن یحییٰ وغیرہ کی معرفت ابومعاویہ سے مروی ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (حاکم، اصم، احمد بن عبدالجبار، ابومعاویہ، ہشام، عروہ) حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو عبداللہ بن ابی بکر کے یمنی چادر میں کفن دیا گیا، پھر وہ چادر علیحدہ کر دی گئی تو عبداللہ بن ابوبکر نے اپنے کفن کے لئے مختص کر لیا، اس کے بعد اس نے کہا میں اس چادر کو اپنے کفن کے لئے مختص نہیں کرتا جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کے کفن میں استعمال کرنے سے روک دیا ہے۔ پھر عبداللہ نے اس کو فروخت کر کے قیمت صدقہ میں دے دی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرزاق، معمر، زہری، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تین سحولی کفن میں کفن دیا گیا۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اسحاق بن راھویہ کی معرفت عبدالرزاق سے روایت کیا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (مسکین بن بکیر، سعید بن عبدالعزیز، مکحول، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تین یمنی چادروں میں کفن دیا گیا۔ "انفرد به احمد"۔

ابویعلیٰ موصلی (سہل بن حبیب انصاری، عاصم بن ہلال امام مسجد ایوب، ایوب، نافع) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ

ﷺ کو تین سفید سحولی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

سفیان (عاصم بن عبیداللہ، سالم) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ اور بعض روایات میں ہے دو ہلکے سرخ رنگ کے کپڑے اور ایک یمنی چادر۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابن ادریس، یزید، مقسم) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا اس قمیص میں جس میں آپ فوت ہوئے اور ایک نجرانی جوڑے میں۔ (امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ امام احمد بن حنبل اور امام عثمان بن ابی شیبہ سے اور امام ابن ماجہ علی بن محمد سے (اور یہ تینوں) عبداللہ بن ادریس سے علاوہ ازیں یزید بن ابی زیاد سے اور یہ مقسم کی معرفت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں) یہ حدیث نہایت ضعیف ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرزاق، سفیان، ابن ابی لیلیٰ، حکم، مقسم) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو دو سفید کپڑوں میں اور ایک سرخ چادر میں کفن دیا گیا۔ انفرد به احمد من هذا الوجه۔

ابوبکر شافعی رحمۃ اللہ علیہ (علی بن حسن، سعید بن ربیع، محمد بن عبدالرحمان، یحییٰ بن یعلیٰ، محمد بن عبدالرحمان (ابن ابی لیلیٰ) عطاء، ابن عباس رضی اللہ عنہ) حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو دو سفید کپڑوں میں اور ایک سرخ چادر میں کفن دیا گیا۔

ابویعلیٰ (سلیمان شاذکونی، یحییٰ بن ابی ہیثم، عطاء، ابن عباس) حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو دو سفید ثوبی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ اس روایت میں ابویعلیٰ سے یہ اضافہ مروی ہے کہ ان میں ایک سرخ چادر تھی اور شاذکونی متروک ہے۔ ایک راوی نے (یعقوب بن عطاء از عطاء از ابن عباس از فضل بن عباس) نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا اور ایک روایت میں ہے: کوئی کپڑا اس میں نیا نہ تھا۔

حافظ ابن عساکر (ابوبکر، احمد بن اسحاق، محمد بن یعقوب، شریک) ابواسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ تین کپڑوں میں جس میں قمیص نہ تھی اور عمامہ تھا۔ پھر میں نے پوچھا کہ تم لوگوں میں سے کتنے قید ہوئے تھے تو انہوں نے کہا عباس، نوفل اور عقیل۔

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے زہری از علی بن حسین از سعید بن مسیب سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا، ان میں سے ایک سرخ چادر تھی۔ حافظ ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک متروک سند سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دو سحولی کپڑوں اور ایک یمنی چادر میں کفن پہنایا۔

ابوسعید ابن الاعرابی (ابراہیم بن ولید، محمد بن کثیر، ہشام، قتادہ، سعید بن مسیب) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو دو کپڑوں اور ایک یمنی چادر میں کفن دیا گیا۔ اسی طرح ابوداؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ نے (ہشام از عمران القطان از قتادہ) یہ روایت بیان کی ہے۔

(ربیع بن سلیمان، اسد بن موسیٰ، نصر بن طریف، قتادہ، سعید بن مسیب) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین کپڑوں میں کفن دیا گیا ان میں ایک نجرانی چادر تھی۔

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ کفن کے بارے میں لوگوں کے اختلاف کا سبب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ یمنی چادر پہلے کفن میں شامل تھی پھر اس کو الگ کر دیا گیا واللہ اعلم۔

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن اسحاق بن خزیمہ، یعقوب بن ابراہیم دورقی، حمید بن عبدالرحمان رواسی، حسن بن صالح) ہارون بن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کستوری تھی انہوں نے وصیت کی کہ اس کا مجھے حنوط کیا جائے اور بتایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی خوشبو اور حنوط سے بچ گئی تھی۔ نیز حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابراہیم بن موسیٰ، حمید، حسن، ہارون، ابووائل) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ پر نماز جنازہ کی کیفیت کا بیان ..... حافظ بیہقی اور حافظ بزار کے حوالے سے بترتیب (اشعث بن طلیق اور اصبہانی، مرہ) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نبی علیہ السلام کی وصیت کے بارے میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ کو اہل بیت غسل دیں اور اسی لباس میں کفن دیں یا یمنی کپڑوں میں یا مصری سفید کپڑوں میں۔ کفن سے فراغت کے بعد آپ کی چارپائی کو قبر کے کنارے پر رکھ کر "تھوڑی دیر" کے لئے باہر چلے جائیں تاکہ فرشتے نماز جنازہ پڑھ لیں۔ پھر مرد اہل بیت آ کر نماز جنازہ ادا کریں۔ پھر سب لوگ فرداً فرداً اکیلے اکیلے نماز جنازہ پڑھیں۔ اس روایت کی صحت مشکوک ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں واللہ اعلم۔

جنازہ بغیر امام کے ..... محمد بن اسحاق (حسین بن عبداللہ بن عبداللہ بن عباس، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی قبر پر مردوں نے امام کے بغیر گروہ در گروہ نماز جنازہ ادا کی، پھر عورتوں نے، پھر بچوں نے، اس کے بعد غلاموں نے کوئی امام نہ تھا۔

واقدی (ابی بن عباس بن سہل بن سعد، عباس) سہل بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ کفن پہنانے کے بعد رسول اللہ ﷺ چارپائی پر لٹا دیا گیا پھر آپ ﷺ کی چارپائی قبر کے کنارے رکھ دی گئی پھر لوگ گروہ در گروہ کمرے میں داخل ہو کر بلا امام نماز جنازہ ادا کرتے رہے۔

محمد بن ابراہیم کی تحریر ..... واقدی موسیٰ بن محمد بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محمد کی اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر پائی اس میں بیان تھا کہ کفن کے بعد رسول اللہ ﷺ کی چارپائی کو قبر کے پاس رکھ دیا گیا، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مع اس قدر مہاجرین و انصار کے جو کمرے میں آ سکتے تھے اندر آئے اور سب نے صف بستہ ہو کر بغیر امام کے کہا السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے صف اول میں کھڑے ہو کر کہہ رہے تھے: الٰہی! ہم گواہی دیتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے نازل شدہ وحی کی تبلیغ فرمائی، امت کی خیر خواہی کی، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے دین کو سرفراز کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا کلام مکمل ہو گیا۔ اور وہ یکتا اللہ تعالیٰ کے وحدہ لاشریک ہونے پر ایمان لا چکے ہوں۔ اے ہمارے معبود! تو ہم کو ان لوگوں میں شامل کر جو نازل شدہ وحی کی اتباع کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور ہم سب کو اکٹھا فرما دے یہاں تک کہ تو (اے اللہ) ان کو ہمارے بارے میں ہمارے اور تیری ذات ہمارے سینے میں ان کا تعارف ہے۔ بے شک وہ مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی کرنے والے۔ مومن انسان پر ایمان لانے کا بدلہ طلب نہیں کرتے اور نہ ہی اس کے بدلے کوئی قیمت وصول کرتے ہیں۔

لوگ اس دعا پر آمین آمین کہہ رہے تھے۔ ایک جماعت چلی جاتی اور دوسری آ جاتی یہاں تک کہ مردوں نے نماز جنازہ ادا کر لی، پھر عورتوں نے پھر بچوں نے۔ یہ بھی بیان ہوا ہے کہ وہ سوموار زوال کے بعد سے لے کر بروز منگل زوال کے بعد تک نماز جنازہ ادا کی اور یہ بھی مذکور ہے کہ تین دن نماز جنازہ ادا کرتے رہے جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا واللہ اعلم۔

آپ ﷺ کی نماز جنازہ فرداً فرداً پڑھنا ایک متفق علیہ مسئلہ ہے ..... البتہ اس کی تعلیل و توجیہ میں اختلاف ہے۔ اگر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت جو آغاز مضمون میں بیان کر چکے ہیں وہ صحیح ثابت ہو تو وہ اس مسئلہ میں نص کی حیثیت رکھتی ہے اور یہ عبادت گزاری کے باب میں سے ہوگا جس کی توجیہ مشکل ہے۔ اور یہ کہنا درست نہیں کہ ان کا کوئی امام مقرر نہ تھا کیونکہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بیعت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تکمیل کے بعد انہوں نے نبی علیہ السلام کی تجہیز و تکفین کا آغاز کیا۔

بعض اہل علم کا بیان ہے کہ نماز جنازہ فرداً فرداً اس لئے پڑھی گئی تھی کہ آپ ﷺ کی نماز جنازہ اور امامت ہر کوئی پڑھے اور مسلمانوں کی طرف سے نماز جنازہ بار بار ادا ہو۔ سب مرد و عورت بچے حتیٰ کہ غلام اور کنیز تک نماز جنازہ ادا کرے۔

امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ توجیہ (روض الانف ص ۳۷۷) بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے اور اس کے فرشتے نبی علیہ السلام پر درود بھیجتے ہیں اور ہر

مسلمان کو صلوا علیہ (۳۳/۵۶) کے تحت صلوٰۃ کا حکم بلا امام ہے اور آپ ﷺ کی نماز جنازہ بھی اس کے تحت داخل ہوگی، نیز فرشتے مسلمانوں سے پہلے درود بھیج رہے ہیں تو مسلمانوں کا درود ان کے تابع ہوگا۔ لہٰذا ملائکہ نماز جنازہ میں ہمارے امام ہوں گے۔

آپ ﷺ کی قبر پر غیر صحابہ کے لئے نماز جنازہ میں متاخرین شوافع کا اختلاف — بعض جواز کے قائل ہیں کہ نبی علیہ السلام کا جسد اطہر قبر میں تر و تازہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو بوسیدہ کرنے سے روک دیا ہے (جیسا کہ سنن وغیرہ میں حدیث موجود ہے) لہٰذا نبی علیہ السلام آج کی میت کی طرح ہیں اور بعض یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی نماز جنازہ نہ ادا کی جائے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے بعد سلف نے ایسا نہیں کیا اگر یہ مشروع ہوتا تو وہ اس پر ضرور عمل کرتے اور اس کی پابندی کرتے، واللہ اعلم۔

نبی علیہ السلام کے دفن کا بیان — امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرزاق، عبدالعزیز بن جریج) ابو جریج سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ تھا کہ آنحضور کو کہاں دفن کریں؟ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ نبی جہاں فوت ہوتا ہے (وہیں) اس کو دفن کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ آپ کا بستر ہٹا دیا گیا اور بستر کی جگہ قبر کھودی۔ اس حدیث میں انقطاع ہے کیونکہ جریج نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔ لیکن ابو یعلیٰ موصلی نے یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا از حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ ابو یعلیٰ (ابو موسیٰ ہروی، ابو معاویہ، عبدالرحمان بن ابی بکر، ابن ابی ملیکہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جائے دفن میں اختلاف پیدا ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی علیہ السلام سے سنا ہے کہ نبی اپنے محبوب ترین مقام میں فوت ہوتا ہے۔ فرمایا جہاں فوت ہوا ہے وہیں دفن کرو۔

اسی طرح امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (ابو کریب، ابو معاویہ، عبدالرحمان بن ابی بکر، ملیکی، ابن ابی ملیکہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جائے دفن میں اختلاف پیدا ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ سنا ہے۔ میں اب تک نہیں بھولا کہ اللہ تعالیٰ نبی کو اسی جگہ فوت کرتا ہے جہاں وہ دفن ہونا پسند کرے۔ ان کے بستر کی جگہ دفن کر دو۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ملیکی کو ضعیف کہا ہے پھر یہ فرمایا ہے کہ یہ حدیث کئی ایک سند سے مروی ہے۔ اس کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ الاموی (ابوہ، ابن اسحاق، کسی صاحب سند، عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام سے سنا کہ نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے۔

آپ علیہ السلام کی قبر کی کھدائی — ابوبکر بن ابی الدنیا (محمد بن سہل تمیمی، ہشام بن عبدالملک طیالسی، حماد بن سلمہ، ہشام بن عروہ، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ مدینہ میں دو قبر کھودنے والے تھے۔ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کہاں دفن کریں؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس جگہ فوت ہوئے ہیں۔ ایک قبر کھودنے والا بغلی قبر بناتا تھا دوسرا صندوقچی، چنانچہ بغلی قبر بنانے والا آیا اور اس نے نبی علیہ السلام کے لئے بغلی قبر اور لحد تیار کی۔ یہ روایت مالک بن انس نے ہشام بن عروہ از ابیہ منقطع بیان کی ہے۔

ابو یعلیٰ (جعفر بن مہران، عبدالاعلیٰ، محمد بن اسحاق، حسین بن عبداللہ، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اہل مکہ کی طرح شق اور صندوقچی قبر بناتے تھے اور ابوطلحہ زید بن سہل انصاری اہل مدینہ کے لئے لحد تیار کرتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے لئے قبر کھودنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دو آدمی بھیجے، ایک ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف اور دوسرا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی جانب، اور دعا کی کہ یا اللہ تو اپنے نبی کے لئے قبر کا انتخاب کر۔ چنانچہ جس کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کیا تھا وہ ان کو لے کر آ گیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے لحد قبر تیار کی۔

نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے — بروز منگل رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین کر کے گھر میں چارپائی پر لٹا دیا اور مدفن میں

اختلاف ہوا تو بعض نے کہا کہ مسجد میں دفن کریں۔ اور بعض لوگوں نے کہا جنت البقیع میں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کا بستر اٹھایا گیا اور وہاں قبر کھودی گئی پھر دفن کے بعد مرد حضرات گروہ در گروہ داخل ہوئے، وہ نماز جنازہ ادا کر کے فارغ ہوئے تو خواتین داخل ہوئیں، پھر بچے۔ یہ نماز جنازہ بلا امام تھی اور رسول اللہ ﷺ کو بدھ کو آدھی رات کے وقت دفن کیا۔

ابن ماجہ (نصر بن علی جہضمی، وہب بن جریر، جریر) محمد بن اسحاق سے اس کی سند سے اسی طرح بیان کیا۔ اس کے آخر میں یہ اضافہ ہے کہ قبر میں اترنے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ، فضل رضی اللہ عنہ، قثم، پسران عباس رضی اللہ عنہ اور شقران غلام رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اوس بن خولی انصاری بدری نے کہا اے علی! میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں اور اپنا تعلق رسول اللہ ﷺ سے یاد دلاتا ہوں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ﷺ بھی اتر آئیں۔ اور آپ ﷺ کے غلام شقران نے وہ چادر جو رسول اللہ ﷺ پہنا کرتے تھے، پکڑ کر قبر میں پھینک دی اور کہا واللہ! آپ ﷺ کے بعد اس کو کوئی نہ اوڑھے گا۔ چنانچہ وہ چادر آپ ﷺ کے ساتھ دفن کر دی گئی۔

یہ روایت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے (حسین بن محمد، جریر بن حازم) ابن اسحاق سے مختصر روایت کی ہے اسی طرح یونس بن بکیر وغیرہ نے ابن اسحاق سے روایت کی ہے۔

امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ (ابن ابی حبیبہ، داؤد بن حصین، عکرمہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہاں نبی فوت ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (حاکم، اصم، احمد بن عبدالجبار، یونس بن بکیر، ابن اسحاق) محمد بن عبدالرحمان بن عبداللہ بن حصین یا محمد بن جعفر بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جائے دفن میں اختلاف پیدا ہوا تو صحابہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جنت البقیع میں لوگوں کے ساتھ دفن کریں یا آپ ﷺ کے گھر میں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کو جہاں فوت کرتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ اپنے بستر کی جگہ دفن ہوئے۔ بستر اٹھا دیا گیا اور قبر کھود دی گئی۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ (عبدالحمید بن جعفر، عثمان بن محمد اخنسی) عبدالرحمان بن سعید بن یربوع سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد، مدفن میں اختلاف برپا ہوا تو کسی نے کہا بقیع میں دفن کریں، وہاں استغفار بکثرت ہوتا ہے کسی نے کہا منبر کے پاس دفن کریں اور کسی نے کہا کہ جائے نماز اور مصلیٰ میں دفن کریں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے کہا اس مسئلہ کا میرے پاس حل موجود ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے۔

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے (یحییٰ بن سعید از قاسم بن محمد اور حدیث ابن جریج از ابوہ) دونوں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مرسل بیان کی ہے۔ بیہقی (حاکم، اصم، احمد بن عبدالجبار، یونس بن بکیر، سلمہ بن نبیط بن شریط، ابوہ، سالم بن عبید) اصحاب صفہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں گئے، پھر باہر آئے تو ان سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو چکے ہیں؟ تو انہوں نے کہا "ہاں" تو سب سمجھ گئے کہ آپ ﷺ فوت ہو چکے ہیں پھر آپ سے پوچھا گیا نماز جنازہ پڑھیں اور کیسے پڑھیں؟ تو آپ نے کہا کہ تم گروہ در گروہ نماز پڑھو تو ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ ان کے فرمان کے مطابق ہے۔ پھر پوچھا کہ کہاں دفن ہوں تو بتایا جہاں فوت ہوئے کہ پاکیزہ مقام میں آپ پر موت طاری ہوئی ہے۔ ان کو معلوم ہو گیا کہ یہ بھی آپ کے قول کے مطابق ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خواب اور اس کی تعبیر...... بیہقی (سفیان بن عیینہ، یحییٰ بن سعید انصاری) سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنا خواب سنایا (اور وہ خواب کی تعبیر کے ماہر تھے) میں نے خواب میں دیکھا کہ تین چاند میری گود میں آ پڑے ہیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اگر تمہارا خواب سچا اور حق ہے تو تیرے گھر میں روئے زمین کے تین بہترین شخص دفن ہوں گے۔ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہا یہ تیرے سب بہتر

حافظ ابو یعلیٰ سے ہے مالک نے اس کو یحییٰ بن سعید از عائشہ رضی اللہ عنہا منقطع روایت کیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی متفق علیہ روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں، میری باری میں، میرے سینے اور گلے کے درمیان فوت ہوئے۔ دنیا کے آخری وقت میں اور آخرت کے ابتدائی وقت میں اللہ تعالیٰ نے (مسواک کے ذریعہ) میرے اور آپ کے لعاب دہن کو جمع فرما دیا۔

قبر حجرہ میں بنانے کی وجہ ...... صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض وفات میں: اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ اور مسجد بنا لیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے کہ اگر اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا تو آپ ﷺ کی قبر بھی نمایاں بنائی جاتی لیکن خطرہ اس بات کا تھا کہ وہ سجدہ اور عبادت گاہ نہ بنا لی جائے گی۔

امام ابن ماجہ (عمر بن شبیب، عبید بن طفیل، عبدالرحمٰن بن ابی ملیکہ، ابن ابی ملیکہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو لحد اور شق قبر بنانے میں اختلاف ہوا یہاں تک کہ شور برپا ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ کے پاس حیات اور ممات ہر حال میں شور و غوغا مت کرو۔ لحد اور شق قبر بنانے والوں کو پیغام بھیج دو (جو پہلے آ جائے وہ قبر بنائے) چنانچہ لحد بنانے والا آیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کے لئے لحد تیار کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو اس میں دفن کر دیا گیا۔ تفرد بہ ابن ماجہ

لحد والی قبر بنائی گئی ...... ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (محمود بن غیلان، ہاشم بن قاسم، مبارک بن فضالہ، حمید طویل) انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے اس وقت مدینہ میں ایک شخص لحد تیار کرتا تھا اور دوسرا شق تو حاضرین نے کہا ہم اللہ تعالیٰ سے خیر و رشد کے طلبگار ہیں ان دونوں کی طرف پیغام بھیجتے ہیں جو شخص پہلے آ گیا اس کو قبر کی تیاری کا اختیار دے دیں گے۔ چنانچہ دونوں کی طرف پیغام بھیجا گیا لحدی قبر بنانے والا پہلے آ گیا اور اس نے لحدی قبر رسول اللہ ﷺ کے لئے تیار کی۔ (تفرد بہ ابن ماجہ) اس روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالنضر ہاشم بن قاسم از مبارک سے نقل کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (وکیع، عمری، نافع، ابن عمر، عبدالرحمٰن بن قاسم از قاسم) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے لحد والی قبر بنائی گئی۔ اس روایت کی اسناد میں امام احمد منفرد ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن شعبہ، ابن جعفر، شعبہ، ابو جمرہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر میں ایک سرخ چادر ڈال دی گئی۔ مسلم، ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد طرق سے شعبہ از ابو جمرہ نقل کیا ہے۔ ابو وکیع نے شعبہ سے روایت کی ہے اور بیان کیا ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا خاصہ ہے۔ (رواہ ابن عساکر) ابن سعد (محمد بن عبد اللہ انصاری، اشعث بن عبدالملک حمرانی) حسن سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے نیچے سرخ چادر بچھا دی گئی۔ جو آپ ﷺ زیب تن کیا کرتے تھے اور یہ اس لئے بچھائی کہ قبر کی جگہ تر اور نمی دار تھی، بقول ہشیم بن منصور از حسن، سرخ چادر جو قبر میں بچھائی گئی وہ آپ ﷺ کو زیب تن کرنے سے بہت پسند ہوتی تھی اور اس لئے بچھائی گئی کہ مدینہ کی زمین شور دار تھی۔

ابن سعد (حماد بن خالد، عقبہ بن ابی الصہباء) حسن سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری لحد میں چادر بچھا دو کیونکہ زمین انبیاء علیہم السلام کے جسموں پر اثر انداز نہیں ہوتی۔

لحد پر نو اینٹیں لگائی گئیں ...... بیہقی (مسدد، عبدالواحد، معمر، زہری، سعید بن مسیب) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا اور میں نے آپ ﷺ کے جسم اطہر پر کوئی بھی ایسی چیز نہیں دیکھی جو کہ عام میت پر ہوتی ہے۔ آپ ﷺ حیات اور ممات دونوں حالتوں میں طیب و طاہر اور پاکیزہ تھے اور آپ ﷺ کی تدفین میں چار افراد (حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، فضل رضی اللہ عنہ اور صالح رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ) نے حصہ لیا۔ آپ ﷺ کے لئے لحد تیار ہوئی اور قبر پر نو اینٹیں نصب کیں اور [illegible] نے کی سے

نقل کیا ہے کہ تو وہ دانتیں لگا گئیں۔

قبر میں کس طرح اتارا: واقدی رحمۃ اللہ علیہ (ابن ابی سبرہ، عبداللہ بن سعید، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو پیر بعد از زوال سے منگل بعد از زوال تک چارپائی پر لٹائے رکھا۔ لوگ نماز جنازہ ادا کر رہے تھے اور چارپائی قبر کے کنارے پر رکھی ہوئی تھی اور جب لحد میں اتارنے لگے تو چارپائی کو پاؤں کی جانب سے سرکایا اور اسی جانب قبر میں اتارا اور آپ کی لحد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت قثم رضی اللہ عنہ، حضرت فضل رضی اللہ عنہ اور شقران رضی اللہ عنہ نیچے اترے۔

حافظ بیہقی نے (اسماعیل سدی از عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ اترے اور ایک انصاری نے لحد کو ہموار کیا اور اسی نے جنگ بدر میں شہداء کی قبروں کی لحد کو ہموار اور درست کیا تھا۔ بقول ابن عساکر جنگ بدر کی بجائے جنگ احد درست ہے۔ نقل از یونس ابن اسحاق (حسین بن عبداللہ، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فضل رضی اللہ عنہ، حضرت قثم رضی اللہ عنہ اور شقران رضی اللہ عنہ اترے تھے اور پانچویں اوس بن خولی کا بھی اصحاب نے نام لیا۔ اور اس چادر کا بھی بیان کیا ہے جو حضرت شقران رضی اللہ عنہ نے قبر میں بچھائی تھی۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ...... حافظ بیہقی (ابو طاہر محمد آبادی، ابو بکر قطان، ابو الازہر، یعقوب بن سعید، زائدہ، اسماعیل بن ابی خالد، شعبی، ابو مرحب) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی لحد میں گویا اب بھی دیکھ رہا ہوں چار افراد ہیں جن میں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔ ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے بھی (محمد بن صباح، سفیان، اسماعیل بن ابی خالد، شعبی) سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

میت کو خاندانی لوگ دفن کریں ...... محمد بن یونس نے (زہیر، اسماعیل، شعبی) سے روایت کیا کہ مجھے مرحب یا ابو مرحب نے بتایا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھی انہوں نے قبر میں شامل کر لیا تھا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا کہ میت کو خاندان کے لوگ ہی دفناتے ہیں۔ یہ حدیث نہایت غریب ہے لیکن اس کی سند جید اور قوی ہے اور صرف اسی سند سے مروی ہے۔ "الاستیعاب" میں ابن عبدالبر کا بیان ہے کہ ابو مرحب کا نام سوید بن قیس ہے اور ابن عبدالبر نے ایک اور ابو مرحب کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ میں اس کی "خبر" اور سوانح سے واقف نہیں۔ "اسد الغابہ" میں ابن اثیر نے کہا ہے کہ ممکن ہے کہ اس حدیث کا راوی ان دونوں میں سے ایک ہو یا ان کے علاوہ کوئی تیسرا ہو۔ واللہ اعلم۔

نبی علیہ السلام سے آخری آدمی ملاقات کرنے والا: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یعقوب، والد، ابن اسحاق، اسحاق بن یسار، مقسم ابو القاسم، غلام عبداللہ بن حارث بن نوفل) مولا عبداللہ بن حارث سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عمرہ کرنے کے لئے گیا اور ہم ان کی ہمشیرہ ام ہانی کے ہاں مقیم ہوئے۔ عمرہ سے فارغ ہو کر آئے تو اس نے غسل کے لئے پانی رکھا اور آپ نے غسل کر لیا۔ غسل سے فارغ ہوئے تو چند عراقیوں نے آ کر پوچھا اے ابوالحسن! ہم آپ سے ایک بات پوچھنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ اور ہماری خواہش ہے کہ آپ ہمیں آگاہ کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میرا اندازہ ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ تمہیں کہتا ہے کہ اس کی رسول اللہ ﷺ سے سب سے آخری اور تازہ ملاقات ہے۔ عراقیوں نے کہا کہ ہاں! یہی پوچھنے آئے ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قثم بن عباس رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے آخری اور تازہ ملاقات ہے۔ (تفرد به احمد من هذا الوجه)

حضرت قثم رضی اللہ عنہ ...... یونس بن بکیر نے بھی ابن اسحاق از اسحاق اس روایت کی مثل روایت بیان کی ہے مگر یونس نے آغاز روایت میں ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنی انگوٹھی رسول اللہ ﷺ کی قبر میں پھینک دی اور میرا خیال تھا

کہ جب لوگ قبر سے فارغ ہو کر باہر آ جائیں گے تو میں کہوں گا کہ قبر میں میری انگوٹھی گر گئی ہے۔ حالانکہ میں نے جان بوجھ کر پھینکی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو چھو سکوں اور میں آخری انسان ہوں جس کی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہو۔

ابن اسحاق (اسحاق بن یسار، مقسم) عبداللہ بن حارث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عمرے کا پورا واقعہ بیان کرتے ہیں اور یہ جو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ان کا یہ تقاضا نہیں کہ ان کی امید بر آئی ہو، ممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو قبر میں اترنے دیا ہو، اور کسی کو پکڑانے کا حکم دیا ہو۔ گذشتہ بیان کے مطابق جس کو آپ نے انگوٹھی پکڑانے کو کہا وہ ”قثم بن عباس“ ہے۔

واقدی (عبدالرحمان بن ابی الزناد، ابوالزناد، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی قبر میں انگوٹھی گرا دی۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے محض اس لئے انگوٹھی گرائی ہے کہ تم یہ کہو کہ میں رسول اللہ ﷺ کی قبر میں اترا تھا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ قبر میں اترے اور انگوٹھی ان کو دے دی یا کسی کو کہا جس نے نکال کر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو دے دی۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (بہز اور ابو کامل، حماد بن سلمہ، ابو عمران جونی) ابو عسیب یا ابو عسم سے ”یا الفاظ بہز“ روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ کے وقت موجود تھا۔ سوال ہوا کیسے نماز جنازہ ادا کریں؟ تو کسی نے کہا گروہ در گروہ اندر داخل ہو کر نماز ادا کرو، چنانچہ لوگ ایک دروازے سے اندر داخل ہوتے، نماز جنازہ ادا کرتے اور دوسرے دروازے سے باہر چلے آتے تھے۔ جب آپ ﷺ کو لحد میں اتار دیا گیا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ﷺ کے پاؤں میں کچھ باقی رہ گیا ہے جو تم نے درست نہیں کیا، حاضرین نے کہا کہ تم اندر داخل ہو کر درست کر دو۔ چنانچہ وہ قبر کے اندر اترے اور ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کے قدموں کو چھوا اور کہا کہ مجھ پر مٹی ڈال دو۔ لوگوں نے ان پر مٹی ڈال دی حتیٰ کہ ان کی آدھی پنڈلیوں تک پہنچ گئی۔ پھر وہ قبر سے باہر آئے اور وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ سے میری ملاقات تم سب سے تازہ اور آخری ہے۔

نبی علیہ السلام کب دفن ہوئے؟ ...... یونس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا کہ بدھ کی رات کے درمیانی حصے میں ہمیں کسیوں اور پھاوڑوں کی آواز سن کر نبی علیہ السلام کے دفن کا علم ہوا۔

سحری کے وقت ...... واقدی رحمۃ اللہ علیہ (ابن ابی سبرہ، حلیس بن ہشام، عبداللہ بن وھب،) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم سب رو رہے تھے، رات سوئے نہ تھے، رسول اللہ ﷺ ہمارے گھروں میں چارپائی پر پڑے تھے۔ ہم ان کو دیکھ کر دل بہلا رہے تھے، اچانک ہم نے سحری کے وقت لوٹ گرانے والوں کی آہٹ اور آواز سنی تو ہماری اور اہل مسجد کی چیخیں نکل گئیں۔ مدینہ ایک دم لرز اٹھا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کی اذان کہی، جب اس نے ”اشهد ان محمدا رسول الله“ کہا خود رو پڑا اور چلایا اور اس نے ہمارے رنج و الم میں اضافہ کر دیا اور لوگوں نے آپ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس جانے کا ارادہ کیا اور راستہ ان کے واسطے بند تھا۔ ہائے وہ مصیبت کہ جس کے بعد سب غم بھول جاتے ہیں جب ہم آپ ﷺ کی وفات کا رنج و الم یاد کرتے ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن اسحاق، عبدالرحمان بن قاسم، قاسم) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بروز پیر فوت ہوئے اور بدھ کی رات کو دفن ہوئے۔ کئی ایک احادیث میں یہ مفہوم بیان ہو چکا ہے۔ یہی سلف خلف سب ائمہ کا بیان ہے۔ سلیمان بن طرخان تیمی، جعفر بن محمد بن صادق، ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہ کا۔ یعقوب بن سفیان (عبدالحمید بن بکار، محمد بن شعیب) اوزاعی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بروز پیر نصف دن سے پہلے فوت ہوئے اور منگل کے دن دفن ہوئے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریج سے اسی طرح بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بروز پیر ضحیٰ کے وقت فوت ہوئے اور دوسرے دن ضحیٰ کے وقت دفن ہوئے۔ یعقوب بن سفیان (سعید بن منصور، سفیان، جعفر بن محمد، محمد اور ابن جریج) ابی جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پیر کے دن فوت ہوئے، پیر کا دن منگل کی رات اور منگل کے دن آخر وقت تک پڑے رہے۔ یہ قول ضعیف ہے۔

جمہور کا قول ـــ جمہور کا وہ قول مشہور ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ پیر کے دن فوت ہوئے اور بدھ کی رات دفن ہوئے۔

اس باب میں ضعیف اقوال ـــ یعقوب بن سفیان (عبدالحمید بن بکار، محمد بن شعیب، ابوالنعمان) مکحول سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے، پیر کو آپ ﷺ مبعوث ہوئے، پیر کے دن ہجرت کی اور پیر کے دن سرور تھے باسٹھ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور تین دن تک دفن نہ ہوئے لوگ گروہ در گروہ آتے بغیر صف اور بغیر امام کے نماز جنازہ ادا کرتے رہے۔ اس میں تین دن تک دفن نہ ہونے کا قول غریب اور انوکھا ہے ـــ اور درست یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیر کا باقی دن اور منگل کی شب و روز تک دفن نہ ہوئے اور بدھ کی رات کو دفن ہوئے۔ واللہ اعلم۔

سیف بن ہشام، عروہ سے اس کے برعکس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بروز پیر فوت ہوئے، پیر کے دن غسل دیا گیا اور منگل کی رات دفن ہوئے۔ سیف کا بیان ہے کہ یحییٰ بن سعید نے ایک واقعہ سارا بیان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا۔ یہ روایت غریب ہے۔

قبر پر پانی چھڑکنا ـــ واقدی (عبداللہ بن ابی جعفر، ابن ابی عون، ابو عتیق) حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر پر بلال بن رباح نے مشک سے پانی چھڑکا، دائیں جانب سے سر سے لے کر پاؤں تک چھڑکا، پھر دیوار کی جانب پانی کا چھینٹا مارا لیکن وہ دیوار کی طرف سے گھوم نہ سکا۔

سعید بن منصور (دراوردی، یزید بن عبداللہ بن ابی یمن) (تیمی نسخہ میں ہے شریک بن عبداللہ بن ابی یمن بن ابی سلمہ) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بروز پیر فوت ہوئے اور منگل کے دن دفن ہوئے۔ ابن خزیمہ (مسلم بن جنادہ، ابوہ، عبداللہ بن عمر، کریب) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بروز پیر فوت ہوئے اور بروز منگل دفن کیے گئے۔

واقدی (ابی بن عیاش بن سہل بن سعید) عیاش سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پیر کے دن فوت ہوئے اور منگل کی رات دفن کیے گئے۔ ابوبکر بن ابی الدنیا، محمد بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بروز پیر ۱۲ کو فوت ہوئے اور بروز منگل دفن کیے گئے۔

عبداللہ بن محمد بن ابی الدنیا (حسن بن اسرائیل، ابو محمد عیسیٰ بن یونس، اسماعیل بن ابی خالد) عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بروز پیر فوت ہوئے اور بروز منگل دفن کیے گئے۔ سعید بن مسیب، ابوسلمہ بن عبدالرحمان اور ابوجعفر کا بھی یہی قول ہے۔

نبی علیہ السلام کی قبر کا بیان ـــ یہ بات تواتر سے معلوم ہے کہ نبی علیہ السلام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں مدفون ہیں، مسجد نبوی ﷺ کے شرقی جانب سامنے والے غربی کونے میں، اس کے بعد اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دفن کیے گئے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن مقاتل، ابوبکر بن عیاش) سفیان تمار سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے نبی علیہ السلام کی قبر کو کوہان کی طرح دیکھا۔ تفرد بہ البخاری۔ ابوداؤد (احمد بن صالح، ابن ابی فدیک، عمرو بن عثمان بن ہانی) قاسم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہا اے اماں جان! رسول اللہ ﷺ اور شیخین کی قبروں سے پردہ ہٹا کر مجھے دکھائیں۔ انہوں نے تین قبروں سے پردہ ہٹایا تو وہ نہ اونچی تھیں اور نہ پیوند زمین سرخ کنکریلی جگہ میں بچھی ہوئی تھیں۔ تفرد بہ ابوداؤد۔

❁ ـــ نبی علیہ السلام۔

❁ ـــ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔

❁ ـــ حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث (ابن ابی فدیک، عمرو، قاسم) میں بیان کیا ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام کی قبر کو مقدم دیکھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر کا سرہانہ نبی علیہ السلام کی قبر کے کندھوں کے درمیان تھا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کا سرہانہ رسول اللہ ﷺ کے پاؤں کے برابر تھا۔

- نبی علیہ السلام کی قبر۔
- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر۔
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر۔

ایک عجیب توجیہ۔۔۔ حافظ بیہقی کا بیان ہے کہ ان کی قبریں مسطح تھیں اور یہ اس لیے کہ کنکریاں صرف مسطح پر ہی ٹھہر سکتی ہیں۔ بیہقی کی یہ بات نہایت عجیب ہے کیونکہ حصباء اور کنکریوں کا ذکر تک روایت میں نہیں ہے۔ اور ممکن ہے کہ قبر مسنم ہو اور وہاں کنکریاں مٹی وغیرہ میں گاڑ دی گئی ہوں۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ (دراوردی، جعفر بن محمد) ابوجعفر سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کی قبر کو مسطح اور بطحاء سے ہموار کیا گیا ہے۔ (مسطح سے مراد کوہان کی طرح درمیان میں سے اونچا کرنے کے بجائے سطح ہموار کرنا، اور زمین سے ایک بالشت اونچا ہونا۔ از مترجم)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (فروہ بن ابی المغراء، علی بن مسہر، ہشام بن عروہ) عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ ولید بن عبدالملک کے عہد خلافت میں روضہ اطہر کی ایک دیوار گر گئی۔ اس کی تعمیر کرنے لگے تو ایک قدم ظاہر ہو گیا اور وہ دیکھ کر بڑے پریشان ہوئے اور سمجھے کہ یہ نبی علیہ السلام کا قدم شریف ہے۔ کوئی شناخت کرنے والا موجود نہ تھا یہاں تک کہ عروہ نے کہا واللہ! یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قدم ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وصیت۔۔۔ حضرت عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وصیت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ وہ مجھے ان کے پاس دفن نہ کریں بلکہ دیگر ازواج مطہرات کے پاس جنت البقیع میں دفن کریں۔ مبادا ان کے ذریعے میری ذات کو کوئی ترجیح حاصل ہو۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں (۸۶ھ میں) جب ولید بن عبدالملک خلافت پر فائز ہوئے تو جامع دمشق کی تعمیر شروع کی اور اپنے چچا زاد بھائی حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی کی توسیع کا حکم دیا۔ انہوں نے مشرقی جانب سے اس قدر توسیع کی کہ حجرہ نبویہ مع صاحبہ علیہ السلام بھی اس میں شامل ہو گیا۔

حافظ ابن عساکر نے اپنی سند سے مدینہ پر عمر بن عبدالعزیز کے عہد حکومت میں زاذان مولیٰ فرافصہ معمار مسجد نبوی سے روایت بیان کی ہے اور سالم بن عبداللہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کے مطابق نقل کیا ہے اور تینوں قبروں کا بیان امام ابوداؤد کے موافق روایت کیا ہے۔

نبی علیہ السلام کی وفات اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی دلی کیفیت۔۔۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (سلیمان بن حرب، حماد بن زید، ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی علیہ السلام کے مرض میں اضافہ ہوا آپ ﷺ پر غشی طاری ہونے لگی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہائے میرے باپ کا کرب! تو آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کہا آج کے بعد تیرے والد کو کوئی کرب نہ ہوگا۔ جب آپ کی روح پرفتوح پرواز کر گئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہائے میرے پیارے ابا! خدا کی دعوت حق کو قبول کر گئے، ہائے میرے پیارے ابا! جن کا مقام جنت الفردوس ہے، ہائے پیارے باپ! ہم جبرائیل کو ان کی موت کی خبر دیتے ہیں۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے انس رضی اللہ عنہ کیا تم کو گوارا تھا کہ رسول اللہ ﷺ پر مٹی ڈال دو۔ تفرد بہ البخاری۔

امام احمد (یزید بن ہارون، حماد بن زید، ثابت بنانی) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی علیہ السلام کو دفن کر دیا گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے انس! کیا تم نے رسول اللہ پر مٹی ڈال کر واپس آنا گوارا کر لیا۔ ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کو حماد سے ایک ہی سند سے ذکر کیا ہے۔ اور ابن ماجہ میں حماد کا بیان ہے کہ ثابت بنانی یہ حدیث روایت کرتا تو اس قدر روتا کہ اس کی پسلیاں لرز جاتیں۔ یہ نوحہ و ماتم نہیں بلکہ یہ نبی علیہ السلام کے برحق شمائل و فضائل کے یاد کرنے کے باب میں سے ہے۔ ہم نے اس لئے بیان کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے نوحہ سے منع فرمایا ہے۔

نوحہ نہ کرنے پر وصیت ۔۔۔ امام احمد اور نسائی نے حدیث شعبہ بیان کی ہے کہ وہ (قتادہ، مطرف، حکیم بن قیس بن عاصم) قیس سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے اپنی اولاد کو وصیت کی کہ تم مجھ پر نوحہ نہ کرنا کیونکہ رسول اللہ ﷺ پر نوحہ نہیں کیا گیا۔ یہ حدیث "تواریخ" میں (اسماعیل بن اسحاق قاضی نے از عمرو بن میمون از شعبہ از مطرف) بیان کی ہے۔ محمد علی بن مدینی نے (مغیرہ بن سلمہ، صعق بن حزن، قاسم بن مطیب، حسن بصری) قیس بن عاصم سے روایت کیا ہے کہ تم مجھ پر نوحہ نہ کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ پر نوحہ نہیں کیا گیا اور بزار نے اس کو روایت کیا ہے (علی، محمد بن فضیل، صعق، قاسم، ابی عبیدہ، حسن، قیس بن عاصم) سے۔

حافظ بزار نے (عقبہ بن سنان، عثمان بن عثمان، محمد بن عمرو، ابو سلمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر نوحہ نہیں کیا گیا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عفان، جعفر بن سلیمان، ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مدینہ میں جس دن رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو ہر چیز روشن اور خوشنما تھی اور جس دن فوت ہوئے ہر چیز تاریک ہو گئی۔ ہم نے آپ ﷺ کو دفن کرنے کے بعد ابھی مٹی سے ہاتھ نہیں جھاڑے تھے کہ ہم نے دلوں میں تبدیلی محسوس کی۔ ترمذی، ابن ماجہ نے بھی یہ روایت از بشر از جعفر ضبعی سے روایت کی ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح غریب کہا ہے۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ سند شرط صحیحین پر ہے اور جعفر ضبعی کی حدیث محفوظ ہے اور ایک جماعت نے اس کی تخریج کی ہے اور جعفر سے راویوں نے اسی طرح روایت کیا ہے۔

موت کے وقت اندھیرا چھا گیا ۔۔۔ محمد بن یونس کدیمی نے اپنی روایت میں عجیب الفاظ بیان کئے ہیں۔ (ابو الولید ہشام بن عبد الملک طیالسی، جعفر بن سلیمان ضبعی، ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو مدینہ میں اتنا اندھیرا ہو گیا کہ ایک دوسرے کو نظر نہ آتا تھا اور اپنا ہاتھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ ہم آپ ﷺ کے دفن سے ابھی فارغ نہ ہوئے تھے کہ ہم نے اپنے دلوں میں تغیر اور تبدیلی محسوس کی۔ حافظ بیہقی نے کدیمی کی سند سے اسی طرح روایت کی ہے اور کدیمی کے علاوہ دوسرے حفاظ نے ابو الولید طیالسی کی معرفت اسی طرح روایت کیا جیسے کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور وہی محفوظ ہے۔ واللہ اعلم۔

حافظ ابن عساکر (ابو حفص بن محمد بن تیمی، حسین بن احمد بن بسطام، ابو امیہ محمد بن یزید، ابو علی حسن بن حسن، ابن ابی عدی، ابو نضرہ) حضرت ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ میں وارد ہوئے تو ہر چیز خوشنما اور روشن تھی اور جس دن فوت ہوئے ہر چیز تاریک اور بدلی ہوئی تھی۔

امام ابن ماجہ (اسحاق بن منصور، عبد الوہاب ثقفی، ابن عون، حسن) حضرت ابی بن کعب ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو ہمارا مقصود ایک ہی تھا۔ جب آپ ﷺ فوت ہو گئے تو دائیں بائیں ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔

نماز میں تبدیلی ۔۔۔ امام ابن ماجہ (ابراہیم بن منذر حزامی، خالد بن محمد بن ابراہیم بن مصعب بن ثابت بن ابی وداعہ سہمی، موسیٰ بن عبد اللہ بن ابی امیہ مخزومی، مصعب بن عبد اللہ) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ حبیبہ نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مسعود میں نمازی کی نگاہ اس کے پاؤں کی جگہ سے آگے تجاوز نہ کرتی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا تو نمازی کی نگاہ اس کے سامنے سے تجاوز نہ کرتی تھی پھر وہ فوت ہو گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا وقت آیا اور فتنہ و فساد برپا ہو گیا تو لوگ نماز میں دائیں بائیں جھانکنے لگے۔

ام ایمن ۔۔۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبد الصمد، حماد، ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو ام ایمن زار و قطار رو رہی تھیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ نبی علیہ السلام پر کیوں روتی ہیں؟ تو انہوں نے کہا، مجھے معلوم تھا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو جائیں گے (اور ہر کسی کو موت آنی ہے) لیکن میں تو وحی کے انقطاع پر رو رہی ہوں۔ یہ اسی طرح مختصر بیان کی گئی ہے۔

بیہقی (ابوعبداللہ الحافظ، ابوعبداللہ محمد بن یعقوب، محمد بن نعیم اور محمد بن نصر جارودی، حسن بن علی خوانی، عمرو بن عاصم کلابی، سلیمان بن مغیرہ، ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ام ایمن کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے، میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو پانی پیش کیا آپ ﷺ نے واپس لوٹا دیا تو آپ ﷺ روزہ دار تھے یا پینے کی خواہش نہ تھی۔ پھر وہ آپ ﷺ سے ہنسی خوشی کی باتیں کرنے لگیں، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا چلو ام ایمن کی زیارت کریں۔ جب ہم اس کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں، اس سے وجہ رونا دریافت کی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے جو کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے بہت بہتر ہے۔ تو اس نے کہا واللہ اس وجہ سے نہیں روتی کہ یہ بات مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے جو کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے وہ بہت بہتر ہے لیکن میں تو اس لئے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی منقطع ہو گئی ہے۔ اس بات نے ان کو رونے پر مجبور کر دیا اور وہ بھی رونے لگے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو (زہیر بن حرب از عمرو بن عاصم) روایت کیا ہے۔

موسیٰ بن عقبہ نے رسول اللہ ﷺ قصہ وفات اور اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خطاب کے متعلق بیان کیا ہے کہ خطبہ ابی بکر رضی اللہ عنہ کے بعد لوگ واپس چلے آئے اور ام ایمن بیٹھی رو رہی تھی تو کسی نے اس سے رونے کا سبب پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اعزاز و اکرام بخشا ہے اور ان کو جنت میں داخل کر کے دنیا کی تکالیف سے راحت بخشی ہے تو اس نے کہا میں تو صبح شام کی تازہ وحی جو آسمان سے آیا کرتی تھی کے انقطاع اور مرفوع ہونے پر رو رہی ہوں۔ لوگ اس کی یہ حکیمانہ بات سن کر حیران رہ گئے۔

”صحیح“ میں مسلم بن حجاج (ابراہیم بن سعید جوہری، ابواسامہ، برید بن عبداللہ، ابو بردہ) حضرت ابوموسیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب امت کے لوگوں پر رحم کا ارادہ کرتا ہے تو نبی پر اس کی امت سے قبل موت طاری کر دیتا ہے اور نبی کو امت کے لئے اچھا پیش رو، اور پیش خیمہ بنا دیتا ہے جو امت کا گواہ ہوگا اور جب کسی امت کی ہلاکت و تباہی کا ارادہ ہو تو نبی کی زندگی میں ہی اس کو برباد کر دیتا ہے اور نبی کی آنکھ کو ٹھنڈا کر دیتا ہے کہ وہ نبی کی تکذیب کرتے ہیں اور اس کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں۔ امام مسلم اس کی سند و متن میں اکیلے ہیں۔

سلام پہنچانے والے فرشتے ...... حافظ بزار (یوسف بن موسیٰ، عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابی رواد، سفیان، عبداللہ بن سائب، زاذان) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ کے سیاح فرشتے ہیں جو مجھے میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں نیز فرمایا میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے۔ تم بات کرتے ہو اور وہ بھی تم سے بات کرتا ہے اور میری وفات بھی تمہارے لئے خیر و برکت کا باعث۔ یہ تمہارے اعمال میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اچھے اعمال پر میں خدا کی تعریف و ستائش کرتا ہوں اور بد اعمال دیکھ کر استغفار کرتا ہوں۔ حافظ بزار کہتے ہیں کہ حدیث کا آخری فقرہ جو عبداللہ سے مروی ہے صرف اسی سند سے مذکور ہے۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ:

ان اللہ ملائکۃ سیاحین یبلغونی عن امتی السلام

یہ جملہ امام نسائی نے متعدد طریقے سے سفیان ثوری اور اعمش سے بذریعہ عبداللہ بن سائب از زاذان روایت کیا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (حسین بن علی جعفی، عبدالرحمان بن یزید بن جابر، ابوالاشعث صنعانی) اوس بن اوس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے اس میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن فوت ہوئے اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن میں صاعقہ ہے۔ لہٰذا تم مجھ پر بروز جمعہ بکثرت درود پڑھا کرو۔ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ تو بوسیدہ ہو چکے ہوں گے آپ ﷺ پر ہمارا درود کیونکر پیش کیا جا سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو بوسیدہ کرنے سے روک دیا ہے۔

ابن ماجہ کی فروگذاشت ...... اس روایت کو ابوداؤد نے (ہارون بن عبداللہ اور حسین بن علی) سے روایت کیا ہے اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اسحاق بن منصور سے یہ تینوں راوی حسین بن علی جعفی از عبدالرحمان سے روایت کرتے ہیں اور امام ابن ماجہ (ابوبکر بن ابی شیبہ، حسین بن علی، جابر،

ابوالاشعث شداد بن اوس سے روایت کرتے ہیں، ہمارے شیخ ابوالحجاج مزی کا بیان ہے کہ یہ ابن ماجہ کا وہم ہے۔ صحیح اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ ہے (شداد بن اوس نہیں) امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک نہایت عمدہ مشہور نسخہ میں اوس بن اوس ہے جیسا کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ابوداؤد اور نسائی نے از اوس بن اوس سے روایت کیا ہے۔

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (عمرو بن سواد مصری، عبداللہ بن وہب، عمرو بن حارث، سعید بن ابی ہلال، زید بن ایمن، عبادہ بن نسی) حضرت ابوالدرداء سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بروز جمعہ مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو یہ روز مشہود ہے اس میں فرشتے شریک اور شامل ہوتے ہیں، جو کوئی بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے اس حال میں وہ پڑھ کر فارغ ہو جائے۔ ابوداؤد کہتے ہیں میں نے عرض کیا وفات کے بعد بھی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو انبیاء علیہم السلام کے اجسام کھانے سے منع کر دیا ہے۔ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور رزق دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث ابن ماجہ کے "افراد" میں سے ہے۔

"روضہ اطہر" کی زیارت کے بارے مروی احادیث کے بیان میں حافظ ابن عساکر نے ایک خاص عنوان قائم کیا ہے اس کو بالاستیعاب بیان کرنے کا مقام "کتاب الاحکام الکبیر" ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے بارے میں تعزیت ۔۔۔۔ امام ابن ماجہ (ولید بن عمرو بن سکین، ابو ہمام محمد بن زبرقان اہوازی، موسیٰ بن عبیدہ، مصعب بن محمد، ابوسلمہ بن عبدالرحمان) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دروازہ کھولا جو آپ کے اور لوگوں کے درمیان حائل تھا، یا پردہ اٹھایا دیکھا تو لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں ان کو بہتر حالت میں دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی، امیدوار تھے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ان میں جانشین بنائے گا۔ اس بہتر حالت میں جس میں ان کو دیکھا اور فرمایا اے لوگو! کسی آدمی یا کسی مسلمان کو تکلیف پہنچ جائے تو وہ میری وفات کی مصیبت کی وجہ سے اپنی اس مصیبت پر صبر کرے جو اس کو میری زندگی کے علاوہ لاحق ہوئی ہے۔ بے شک کسی مسلمان کو میری وفات کی مصیبت سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہ پہنچے گی۔ تفرد بہ ابن ماجہ۔

موت کے فرشتے کی اجازت طلب کرنا ۔۔۔۔ امام بیہقی (ابو اسحاق ابراہیم بن محمد فقیہ، شافع بن محمد، ابوجعفر بن سلامہ طحاوی، مزنی، شافعی، قاسم بن عبداللہ بن عمر بن حفص، جعفر بن محمد) محمد سے روایت کرتے ہیں کہ چند قریشی میرے والد علی زین العابدین بن حسین کے پاس آئے تو اس نے کہا، کیا میں آپ کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث سناؤں؟ تو انہوں نے کہا کیوں نہیں، آپ رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث ضرور بیان فرمایئے تو اس نے کہا کہ رسول اللہ بیمار ہوئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر کہا یا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعظیم و تکریم کی خاطر خصوصی طور پر مجھے آپ ﷺ کے پاس بھیجا ہے میں آپ ﷺ کی اس ذات کی طرف سے مزاج پرسی کرتا ہوں جو آپ سے بہتر جانتا ہے۔ وہ پوچھتا ہے کہ آپ کا مزاج کیسا ہے آپ نے فرمایا اے جبرائیل علیہ السلام میری طبیعت غمناک ہے اور میں مصیبت زدہ ہوں پھر دوسرے دن آئے تو مزاج پرسی کی تو نبی علیہ السلام نے پہلے دن والا جواب دیا پھر تیسرے دن آئے اور طبیعت کا حال دریافت کیا تو آپ ﷺ نے وہی پہلے دن والا جواب دیا اس دن حضرت جبرائیل کے ساتھ "اسماعیل" نامی فرشتہ آیا اس کے ماتحت ایک لاکھ فرشتہ ہے اور ہر فرشتے کے تحت ایک لاکھ فرشتہ ہے۔ اس نے آپ ﷺ سے اجازت طلب کی اور آپ ﷺ کی مزاج پرسی کی، پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تعارف کروایا کہ یہ فرشتہ اجل ہے۔ آپ ﷺ سے اجازت طلب کرتا ہے، اس نے آپ ﷺ سے قبل کسی سے اجازت طلب نہیں کی اور آئندہ کسی سے اجازت طلب کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے اجازت دو۔ انہوں نے اجازت دے دی تو اس نے اندر آ کر آپ ﷺ کو سلام کہا پھر عرض کیا اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے اگر آپ روح قبض کرنے کا حکم دیں تو میں روح قبض کر لوں اگر آپ مجھے حکم نہ دیں تو میں واپس چلا جاؤں گا۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے فرشتہ موت! کیا تو یہ کر سکے گا؟ اس نے کہا "ہاں" اور بتایا کہ میں اس بات پر مامور ہوں اور مجھے آپ کی اطاعت کا حکم ہوا ہے، پھر نبی علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف دیکھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرشتہ موت سے فرمایا آپ جس بات کے مامور ہیں وہ کر گزریے، چنانچہ اس نے آپ ﷺ کی روح

تعزیت کرنا: جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو تعزیت کے الفاظ انہوں نے گھر کے کونے سے سنے تھے: السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں ہر مصیبت سے صبر و تسلی ہے۔ اور ہر فوت ہونے والے کا خلف اور جانشین ہے اور ہلاک ہونے والے کا وہ عوض اور تلافی کرنے والا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھو اور اسی کے امیدوار رہو۔ درحقیقت مصیبت زدہ تو وہ ہے جو ثواب سے محروم ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا جانتے ہو یہ کون ہے؟ یہ خضر علیہ السلام ہے (یہ حدیث مرسل ہے قاسم عمری کی وجہ سے اس کی سند ضعیف ہے اس کو کئی ایک ائمہ نے ضعیف کہا ہے اور کئی ایک نے بالکل متروک قرار دیا ہے)

اس روایت کو ربیع بن سلیمان، قاسم عمری، جعفر بن محمد بن علی (حضرت علی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور صرف تعزیتی کلمات نقل کرتے ہیں۔ جس کی سند میں بھی قاسم عمری ہے ہم نے اس کے وہم سے آگاہ کر دیا ہے تاکہ کسی کو اندیشہ نہ رہے۔

اس کے علاوہ ابو بکر حافظ بیہقی (حاکم، ابو جعفر بغدادی، عبداللہ بن حارث، عبدالرحمن بن مرزوق صنعانی، ابو الولید مخزومی، انس بن عیاض، جعفر بن محمد) حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو ہم آواز سنتے تھے اور جسم نہ دیکھتے تھے اس نے کہا:

"السلام علیکم أهل البیت ورحمة الله وبرکاته إن في الله عزاء من كل مصيبة وخلفا من كل فائت ودركا من كل هالك فبالله فثقوا وإياه فارجوا فإنما المحروم من حرم الثواب والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته"

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا اصول:... امام بیہقی کا بیان ہے کہ یہ دونوں سندیں گو ضعیف ہیں مگر ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں اور اشارہ کرتی ہیں کہ مذکورہ بالا حدیث جعفر کا کوئی اصل ہے۔ واللہ اعلم۔

امام بیہقی (ابو عبداللہ، ابو بکر احمد بن بالویہ، محمد بن بشر بن مطر، کامل بن طلحہ، عباد بن عبدالصمد) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی چارپائی کو گھیر لیا سب حضرات آپ ﷺ کے گرد گریہ کناں تھے کہ ایک سفید داڑھی والا صحت مند جسم والا خوش شکل آدمی اندر آیا اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آگے بڑھا اور رو کر "اصحاب رسول اللہ" کی جانب متوجہ ہوا اور اس نے کہا:

إن في الله عزاء من كل مصيبة وعوضا من كل فائت وخلفا من كل هالك فإلى الله فأنيبوا وإليه فارغبوا ونظره إليكم في البلايا فانظروا....

مصائب میں اس کی نظر تمہاری طرف ہے تم بھی اس کی طرف نظر کرو۔

فإن المصاب من لم يجبر

بے شک مصیبت زدہ وہ شخص ہے جس کے نقصان کا جبر نہ ہو۔

پھر وہ چلا گیا تو ایک دوسرے سے پوچھنے لگے اس آدمی کو جانتے ہو تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں یہ رسول اللہ ﷺ کے بھائی خضر ہیں۔ بقول بیہقی عباد بن عبدالصمد ضعیف ہے اور یہ حدیث منکر ہے۔

حارث بن ابی اسامہ (محمد بن سعد، ہشام بن قاسم، صالح مری) ابو حازم مدنی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو مہاجر لوگ گروہ در گروہ حجرہ کے اندر داخل ہوتے اور نماز جنازہ ادا کر کے باہر نکل آتے پھر اسی طرح انصار نے نماز جنازہ ادا کی جب مرد نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو خواتین نماز جنازہ کے لیے آئیں، خواتین نے حسب عادت جب آہ و زاری اور شور و غل کیا تو انہوں نے گھر کے اندر ایک شخص کی آواز سنی اور خاموش ہو گئیں تو ایک کہنے والا کہہ رہا تھا: بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر ہلاک ہونے والے سے صبر و سکون ہے اور ہر مصیبت کا مداوا ہے اور ہر فوت ہونے والے کا خلف اور جانشین ہے مصیبت زدہ کے نقصان کی تلافی اسی طرح ہے کہ اس کی ثواب تلافی کرے۔ اور حقیقت میں مصیبت زدہ وہ ہے جس کی ثواب تلافی نہ کرے۔

نبی علیہ السلام کے یوم وفات کے بارے میں اہل کتاب کا علم و عرفان ۔ ابوبکر بن ابی شیبہ (عبداللہ بن ادریس، قیس بن ابی حازم) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں یمن میں تھا، یمن میں دو اہل یمن (ذو کلاع اور ذو عمرو) سے ملاقات ہوئی۔ میں ان سے رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان کرنے لگا۔ تو انہوں نے کہا اگر تمہاری احادیث نبوی ﷺ درست اور سچی ہیں تو تیرے صاحب یعنی رسول اللہ ﷺ تین دن سے وفات ہو چکے ہیں۔ حضرت جریر کہتے ہیں وہ دونوں میرے ساتھ ہو کر وہاں سے روانہ ہوئے ہم ابھی راستے ہی میں تھے کہ مدینہ کا ایک قافلہ ظاہر ہوا۔ ہم نے ان سے کوئی تازہ خبر پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ وفات ہو چکے ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں لوگ ٹھیک ٹھاک حالت میں ہیں۔ حضرت جریر کہتے ہیں ان دونوں نے مجھے پیغام دیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بتا دینا "ہم آئے تھے" ان شاء اللہ تعالیٰ شاید ہم عنقریب واپس آئیں۔ وہ یمن چلے گئے اور میں مدینہ چلا آیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب ان کا واقعہ سنایا تو انہوں نے کہا آپ ان کو اپنے ساتھ کیوں نہیں لائے؟ اس کے بعد ملاقات میں مجھے ذو عمرو نے کہا جب جریر! آپ مجھ سے محترم ہیں آپ کو ایک بات بتاتا ہوں کہ آپ قبیلہ عرب ہمیشہ خیر و برکت میں رہیں گے۔ جب آپ کا امیر فوت ہو جائے تو آپ دوسرا امیر بنائیں اور جب حکومت بزور شمشیر حاصل ہو تو آپ لوگ اور بادشاہ بن جاؤ گے۔ بادشاہوں کی طرح غضبناک ہو گے اور بادشاہوں کی طرح رضامند ہو گے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابی شیبہ سے اسی طرح روایت کیا ہے اور حافظ بیہقی نے بھی ابو عبداللہ بن جعفر، یعقوب بن سفیان سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

حافظ بیہقی (حاکم، ابی بن حنبل، محمد بن یونس، یعقوب بن اسحاق حضرمی، زائدہ، زیاد بن علاقہ) حضرت جریر سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے یمن میں ایک یہودی عالم ملا۔ اس نے کہا کہ اگر تمہارا صاحب نبوت میں برحق نبی ہے تو وہ آج فوت ہو گیا ہے۔ امام بیہقی نے اسی سند سے روایت کیا ہے۔ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو سعید، زائدہ، زیاد بن علاقہ) حضرت جریر سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے یمن میں ایک یہودی عالم نے کہا "ان کان صاحبکم نبیا لقد مات الیوم" حضرت جریر کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیر روز فوت ہو گئے۔

حضرت کعب کا عجیب واقعہ ۔ حافظ بیہقی (ابو الحسین بن بشران عدل، بغداد، ابو جعفر محمد بن عمرو، محمد بن ہیثم، سعید بن ابی مریم، ابن مفیر، عبدالحمید بن جعفر، عمران بن ابی انس، عمرو بن حارث، ناعم بن اجیل) حضرت کعب بن عدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں اہل حیرہ کے وفد میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے ہمارے سامنے اسلام پیش کیا ہم نے اسلام کو قبول کیا اور واپس حیرہ پہنچ گئے۔ ہم ابھی پہنچے ہی تھے کہ نبی علیہ السلام کی وفات کی اطلاع آ گئی تو میرے ساتھی شک میں مبتلا ہو گئے اور کہنے لگے کہ اگر وہ نبی ہوتے تو فوت نہ ہوتے۔ میں نے جواب دیا کہ آپ علیہ السلام سے پہلے بھی انبیاء علیہم السلام فوت ہو چکے ہیں اور میں اسلام پر ثابت قدم رہا۔ پھر مدینہ کی جانب روانہ ہوا راستہ میں ایک راہب سے ملاقات ہوئی۔ ہم اس کی رائے کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کرتے تھے میں نے کہا کہ آپ مجھے ایک بات بتائیں کیونکہ میرا دل اس سے پریشان ہے اس نے کہا کوئی نام لکھ کر لاؤ میں نے وہ نام اس میں ڈال دیا تو اس نے ... تب میں نے غور کیا اور دیکھا تو اس میں نبی علیہ السلام کی شکل و صورت کا بیان ہے جیسا کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تھا اور آپ ﷺ کی فوت ہونے کا ذکر ہے جس گھڑی آپ ﷺ فوت ہوئے۔ یہ دیکھ کر میرے ایمان و بصیرت میں اضافہ ہو گیا اور میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ کر یہ ماجرا ان کو بیان کیا اور ان کے پاس قیام کیا۔ پھر انہوں نے مجھے مقوقس کی جانب روانہ کیا میں وہاں سے واپس آ گیا۔ نیز مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے قاصد بنا کر مقوقس کے پاس بھیجا تھا جب یرموک کی لڑائی ہو رہی تھی مجھے معلوم نہیں تھا اس نے مجھ سے پوچھا کیا معلوم ہے کہ روم نے عرب کا کیا حال کر دیا۔ وہ شکست سے دوچار ہو گئے۔ میں نے کہا کہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس نے کہا کیوں نہیں ہو سکتا؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے وعدہ کیا ہے کہ ان کے دین کو تمام ادیان پر غالب کرے گا اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ پھر کہنے لگا تو سچ کہتا ہے۔ نبی ﷺ نے سچ کہا ہے عرب نے روم کو شکست دی اور ان کو عاد کی طرح قتل کر دیے گئے۔

پھر اس نے مجھ سے اعیان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں پوچھا میں نے ان کو بتایا تو اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ

اور میرے آدھے وظیفے میں کے: ام تحائف جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور غالباً حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی تحائف قبول کرنے والوں میں شامل تھے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں اور ناموں کا رجسٹر تیار کیا تو "بنی عدی بن کعب" کے دیوان اور دفتر میں میری تنخواہ تحریر کی۔ یہ اثر غریب ہے۔ اس میں غرابت عجیب ہے اور سند نکمی ہے۔

وفات رسول اللہ ﷺ کے بعد ارتداد کا دور اور مکہ میں سہیل رضی اللہ عنہ کا کردار... محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد عرب میں ارتداد کی لہر دوڑ گئی۔ یہودیت اور عیسائیت سر بلند ہو گئی اور نفاق غالب آ گیا اور نبی علیہ السلام کی وفات کی وجہ سے مسلمانوں کی حالت کثرت اور سردی کی رات میں بارش زدہ بکریوں کی سی تھی۔ اس حال میں اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت پر متفق اور متحد کر دیا۔

ابن ہشام نے ابوعبیدہ وغیرہ اہل علم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اکثر اہل مکہ نے مرتد ہونے اور اسلام سے پھر جانے کا ارادہ کر لیا تھا یہاں تک کہ امیر مکہ عتاب بن اسید ان سے خوف زدہ ہو کر چھپ گیا اور حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے خطاب کیا۔ حمد و ثنا کے بعد انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کا ذکر کیا اور کہا کہ یہ بات اسلام میں قوت کی ہی موجب ہے جو شخص ہم میں بدگمانی پیدا کرے گا ہم اس کا سر قلم کر دیں گے۔ چنانچہ لوگ اپنے ارادے سے باز آ گئے اور مرتد ہونے سے رک گئے اور عتاب بن اسید ظاہر ہو کر لوگوں کے سامنے آ گئے۔ سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں اسیر ہو کر آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے دانت اکھاڑ دینے کا مشورہ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ممکن ہے کہ وہ ایسے مقام پر فائز ہو کہ تم اس کی مذمت نہ کرو۔ یہ وہی مقام ہے جس کی رسول اللہ ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اکثر عرب قبائل میں ارتداد اور اسلام سے انحراف کا آغاز ہوا ہم انشاء اللہ عنقریب بیان کریں گے۔ یمامہ میں مسیلمہ کذاب اور یمن میں اسود عنسی اور دیگر علاقوں میں انحراف اور اسلام سے اعراض کا حال بیان کریں گے، یہاں تک کہ توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کے دین اسلام کی طرف لوٹ آئے اور ارتداد کی حماقت اور جہالت کی حالت جس پر شیطان نے ان کو ابھارا تھا، چھوڑ کر اسلام کی طرف آ گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی نصرت کی اور ان کو دین اسلام پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ذریعے ثابت قدم کر دیا۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا کلام... ابن اسحاق وغیرہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بارے میں جیسا کہ عنقریب مفصل آئے گا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بہت سے قصیدے بیان کیے ہیں سب سے اہم اور فصیح و بلیغ وہ قصیدہ ہے جو عبدالملک بن ہشام نے ابوزید انصاری سے نقل کیا ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ پر اشکبار ہو کے کہا:

بطيبة رسم للرسول ومعهد
منير وقد تعفو الرسوم وتهمد
ولا تمتحي الآيات من دار حرمة
بها منبر الهادي الذي كان يصعد
وواضح آيات وباقي معالم
وربع له فيه مصلى ومسجد
بها حجرات كان ينزل وسطها
من الله نور يستضاء ويوقد
معارف لم تطمس على العهد آيها
أتاها البلى فالآي منها تجدد

"مدینہ اور طیبہ میں رسول اللہ ﷺ کے آثار ہیں اور منزل ہے جو پُرنور ہے اور کبھی نشانات مٹ جاتے ہیں اور پامال ہو جاتے

ہیں اور محترم منزل کے نشانات ٹوٹ پھوٹ ہو گئے ہیں حالانکہ وہاں پر "ہادی" کا وہ منبر ہے جس پر چڑھا کرتے تھے۔ واضح نشانات اور باقی رہنے والے معاملات اور ان کی منزل ہے جس میں جائے نماز اور مسجد ہے۔ دونوں حجرے ہیں ان کے درمیان اللہ تعالیٰ کا نور نازل ہوتا ہے جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ معروف مقامات ہیں ہر زمانے کے باوصف اس کے نشانات ٹوٹ پھوٹ ہوئے ان پر آفت آئی زمان سے دوبارہ تازہ ہو گئے۔

عرفت بها رسم الرسول وعهده
وقبراً بها واراه في الترب ملحد
ظللت بها أبكي الرسول فأسعدت
عيون ومثلاها من الجفن تسعد
يذكرن آلاء الرسول وما أرى
لها محصياً نفسي فنفسي تبلد
مفجعة قد شفها فقد أحمد
فظلت لآلاء الرسول تعدد
وما بلغت من كل أمر عشيره
ولكن لنفسي بعد ما قد توجد

"میں نے ان میں رسول اللہ ﷺ کے عہد مسعود کے آثار اور قبر کو دیکھا جس میں آپ کو قبر بنانے والے نے مٹی میں دفن کر دیا ہے۔ میں وہاں رسول اللہ ﷺ پر اشکبار ہوں اور آنکھیں مدد کر گئیں اور اس سے دو چند جنات کی آنکھوں سے مدد کی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے احسانات یاد دلاتے ہیں اور ان کو شمار نہیں کر سکتا اور میں ناکام ہوں۔ وہ درد مند ہیں احمد ﷺ کی وفات نے ان کو لاغر کر دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے احسانات کو شمار کرنے لگتی ہیں۔ اور ان کی ہر بات وہ میرا حصہ بھی نہیں پا سکتی لیکن میرا دل غمناک ہے۔"

أطالت وقوفاً تذرف العين جهدها
على طلل القبر الذي فيه أحمد
فبوركت يا قبر الرسول وبوركت
بلاد ثوى فيها الرشيد المسدد
تهيل عليه الترب أيد وأعين
عليه ... وقد غارت بذلك أسعد
لقد غيبوا حلماً وعلماً ورحمة
عشية علوه الثرى لا يوسد
وراحوا بحزن ليس فيهم نبيهم
وقد وهنت منهم ظهور وأعضد

"وہ اپنی کوشش سے دیر تک آنسو بہاتی رہی اس قبر کے نشانات پر جس میں احمد ﷺ مدفون ہیں۔ اے قبر رسول! تجھ پر برکات نازل ہوں اور بابرکت ہو وہ علاقہ جس میں ہدایت راستہ دکھانے والا مقیم ہے۔ بانہوں پر مٹی ڈالے ہیں اور آنکھیں اس پر روتی ہیں اور وہ چھپ گئی ہیں۔ بردباری علم اور رحمت کو انہوں نے عشاء کے وقت دفن کر دیا ہے۔ اس کے اوپر مٹی ڈالی گئی

نازل ہوتی تھی ۔ جب ان کو وہ سارا اور کچھ نہیں ہے ۔ وہ اندھا ہو کر وادی میں چلے آئے ۔ ان میں ان کا نبی ﷺ موجود نہیں تھا ان کی کمریں اور بازو کمزور ہو چکے ہیں۔''

يبكون من تبكي السموات يومه
ومن قد بكته الأرض فالناس أكمد
وهل عدلت يوما رزية هالك
رزية يوم مات فيه محمد
تقطع فيه منزل الوحي عنهم
وقد كان ذا نور يغور وينجد
يدل على الرحمن من يقتدي به
وينقذ من هول الخزايا ويرشد
إمام لهم يهديهم الحق جاهدا
معلم صدق إن يطيعوه يسعدوا

''اور وہ اس ذات پر رو رہے ہیں جس پر آسمان اور زمین رو رہے ہیں اور سب لوگ غمناک ہیں کیا کسی ہلاک ہونے والے کی مصیبت اس مصیبت کے برابر ہو سکتی ہے جس دن محمد ﷺ فوت ہوئے۔ اس دن جبریل علیہ السلام ان سے منقطع ہو گیا اور وہ صاحب نور تھا جس کا غور اور نجد بھی تھا۔ جو اس کی اتباع کرے اس کو وہ خدائے رحمن کا راستہ بتاتا ہے اور راہنمائی کرتا ہے اور رسوائیوں کی ہولناکیوں سے نجات دلاتا ہے۔ وہ ان کا امام ہے جو ان کو کوشش سے حق کی طرف لے جاتا ہے۔ اگر وہ اس کی اطاعت کریں تو سعادت مند ہو جائیں۔

عفو عن الزلات يقبل عذرهم
وإن يحسنوا فالله بالخير أجود
وإن ناب أمر لم يقوموا بحمله
فمن عنده تيسير ما يتشدد
فبيناهم في نعمة الله وسطهم
دليل به نهج الطريقة يقصد
عزيز عليه أن يجوروا عن الهدى
حريص على أن يستقيموا ويهتدوا
عطوف عليهم لا يثني جناحه
إلى كنف يحنو عليهم ويمهد

''خطاؤں سے درگزر کرنے والے معذرت قبول کرتے ہیں اگر وہ نیک کام کریں تو اللہ تعالیٰ بہت فیاض ہے۔ اگر ان کو کوئی مشکل درپیش ہو تو وہ اس کو برداشت نہیں کر سکتے۔ پس وہ ان سب کے پاس مشکل کے حل ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات میں تھے ان کے درمیان وہ نمایاں تھا جس کے ذریعے سیدھے راستہ پر چلنے کا ارادہ کیا جاتا ہے۔ ان کا ہدایت سے ہٹنا اس کو ناگوار ہے۔ ان کی استقامت اور ہدایت کا حریص ہے اور آپ نرم ہیں۔ وہ ان پر مہربان ہے وہ اپنے بازو کے ساتھ نرمی والا اور مشفق ہے اور ان کو ہدایت میں رکھتا ہے۔

فبينا هم في ذلك النور إذ غدا
إلى نورهم سهم من الموت مقصد
فأصبح محمودا إلى الله راجعا
يبكيه حق المرسلات ويحمد
وأمست بلاد الحرم وحشا بقاعها
لغيبة ما كانت من الوحي تعهد
قفارا سوى معمورة اللحد ضافها
فقيد يبكيه بلاط وغرقد
ومسجده فالموحشات لفقده
خلاء له فيها مقام ومقعد

"وہ اسی حالت میں برابر رہے تھے کہ اچانک ان کے نور کی طرف موت کا تیر آیا جو جان لیوا ثابت ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف چلے ستائش کیا ہوا، اس پر فرشتوں کی آنکھیں روتی ہیں اور تعریف کرتی ہیں۔ سرزمین حرم کے خالی ہونے کے مقامات وحشت ناک ہو گئے ہیں وحی کے غائب ہونے کی وجہ سے جو معہود تھی۔ وہ ویران ہے سوائے قبر کے جس کے مکان میں ایک فقید المثال چلا گیا ہے جس پر بلاط اور غرقد روتے ہیں اور اس کی مسجد یہ مقامات ان کے نہ ہونے کی وجہ سے وحشت ناک ہیں، خالی ہیں، ان کی ان مقامات میں نشست تھی"۔

وبالجمرة الكبرى له ثم أوحشت
ديار وعرصات وربع ومولد
فبكي رسول الله يا عين عبرة
ولا أعرفنك الدهر دمعك يجمد
ومالك لا تبكين ذا النعمة التي
على الناس منها سابغ يتغمد
فجودي عليه بالدموع وأعولي
لفقد الذي لا مثله الدهر يوجد
وما فقد الماضون مثل محمد
ولا مثله حتى القيامة يفقد

"اور جمرہ کبریٰ میں بھی ان کا قیام تھا۔ پھر صحن اور حویلیاں اور گھر اور جائے ولادت خالی ہو چکے ہیں۔ اے آنکھ! تو رسول اللہ ﷺ پر آنسو بہا اور میں تیرے آنسوؤں کو کبھی خشک نہ پاؤں۔ اور تجھے کیا ہے کہ تو نہیں روتی اس منعم پر جس کے لوگوں پر انعامات بہت زیادہ ہیں۔ اس پر آنسو بہا اور آہ و فغاں کر بے مثال انسان کے مفقود ہونے پر۔ سابقہ امتوں کے لوگوں نے محمد ﷺ جیسا کبھی نہیں پایا اور نہ ہی قیامت تک ان جیسا کوئی مفقود ہو سکتا ہے"۔

أعف وأوفى ذمة بعد ذمة
وأقرب منه نائلا لا ينكد
وأبذل منه للطريف وتالد

إذا ضن معطاء بما كان يتلد
وأكرم صيتا في البيوت إذا انتمى
وأكرم جدا أبطحيا يسود
وأمنع ذروات وأثبت في العلى
دعائم عز شاهقات تشيد
وأثبت فرعا في الفروع ومنبتا
وعودا غذاه المزن فالعود أغيد

"نہایت مہربان اور پاکباز اور ایک کے بعد دوسرے عہد کو پورا کرنے والے اور عطیہ میں کوئی ان سے قریب نہیں ہے اور نہ ہی ان پر بخل کی تہمت لگائی جاتی ہے اور بہت خرچ کرنے والا ان سے بڑھ کر نہ تھا اور پرانے مال کو جب سخی اپنے مال سے بخل کرے، جب نسب بیان کرے تو خاندان میں معزز ترین ہیں اور بزرگی کے لحاظ سے افضل سردار ہیں، اور بلندیوں کے محفوظ مقامات کی حفاظت کرنے والے اعلیٰ ہیں نیز بلندی میں عزت کے بلند و مضبوط ترین ستون قائم کرتے ہیں اور شاخوں میں مضبوط شاخ اور اُگنے میں ایسی لکڑی کو جسے بارش کے پانی نے سیراب کیا اور لکڑی تر و تازہ ہے۔"

رباه وليدا فاستتم تمامه
على أكرم الخيرات رب ممجد
تناهت وصاة المسلمين بكفه
فلا العلم محبوس ولا الرأي يفند
أقول ولا يلقى لقولي عائب
من الناس إلا عازب العقل مبعد
وليس هواي نازعا عن ثنائه
لعلي به في جنة الخلد أخلد
مع المصطفى أرجو بذاك جواره
وفي نيل ذاك اليوم أسعى وأجهد

"رب مجید نے ان کی بچپن میں ہی بھلائیوں پر تربیت کی ہے اور ان کی تکمیل کو پہنچایا، ان کے دست مبارک سے مسلمانوں کی وصیت الٰہی مکمل ہو گئی۔ نہ علم پر پابندی ہے اور نہ ہی رائے غلط ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں اور میری بات پر نکتہ چینی دور کی سوچ رکھنے والے اور عقلمندی کے کوئی ناسمجھ نہیں کر سکتا ہے اور میری خواہش ہے کہ اس کی تعریف میں تا زندگی بسر ہو جائے شاید میں اس کی بدولت جنت خلد میں ہمیشہ رہوں۔ مصطفیٰ ﷺ کے ہمراہ اس میں سے میں ان کی ہمسائیگی کا امیدوار ہوں اور آج میں اسی کے حاصل کرنے میں کوشاں ہوں"۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا اظہار غم [illegible] امام بیہقی کا بیان ہے کہ حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ پر مرثیہ کہتے ہوئے کہا:

أرقت فبات ليلي لا يزول
وليل أخي المصيبة فيه طول

وأسعدني البكاء وذاك فيما
أصيب المسلمون به قليل
لقد عظمت مصيبتنا وجلت
عشية قيل قد قبض الرسول
وأضحت أرضنا مما عراها
تكاد بنا جوانبها تميل
فقدنا الوحي والتنزيل فينا
يروح به ويغدو جبرئيل

"مجھے نیند نہ آئی اور میری رات ختم ہونے کا نام نہیں لیتی تھی اور مصیبت زدہ کی رات لمبی ہوتی ہے اور مجھے بے ساختہ رونا آیا اور یہ رونا مسلمانوں کی نسبت بہت معمولی ہے اس وقت ہماری مصیبت بے پناہ ہو گئی جب کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ وفات ہو چکے ہیں۔ اور ہمارا علاقہ اس مصیبت کی وجہ سے جو ہمیں پہنچی ہے قریب تھا کہ ہمیں اس کے اطراف و اکناف پر لرزہ طاری ہو جائے ہم نے وحی اور قرآن شریف کے نازل ہونے کو مفقود پایا جس کو صبح شام حضرت جبرئیل علیہ السلام لاتے تھے۔"

وذاك أحق ما سالت عليه
نفوس الناس أو كربت تسيل
نبي كان يجلو الشك عنا
بما يوحى إليه وما يقول
ويهدينا فلا نخشى ضلالا
علينا والرسول لنا دليل
أفاطم إن جزعت فذاك عذر
وإن لم تجزعي ذاك السبيل
فقبر أبيك سيد كل قبر
وفيه سيد الناس الرسول

"یہ حادثہ اس سے زیادہ مستحق ہے کہ اس پر لوگوں کا دم نکل جائے یا اس کے قریب ہو بہت نکل جائے۔ نبی علیہ السلام ہمارے شک کو وحی اور اپنے فرمان کی بدولت دور کرتے۔ وہ ہمارے راہنما تھے ہماری ضلالت کا ہمیں اندیشہ نہ تھا اور رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے دلیل راہ تھے۔ اے فاطمہ رضی اللہ عنہا اگر تو جزع فزع کرے تو یہ تیرا عذر ہے اگر جزع فزع نہ کرے تو یہی طریقہ اچھا ہے۔ تیرے والد کی قبر کائنات کی تمام قبروں کی سردار ہے اور اس میں سید عالم رسول اللہ ﷺ مدفون ہیں۔"

نبی علیہ السلام کے ترکے کا بیان

نبی علیہ السلام نے کوئی درہم و دینار بطور ترکہ کے نہ چھوڑا نہ غلام اور کنیز اور نہ بکری اور شتر اور نہ کوئی کسی قسم کی چیز جو آپ ﷺ کی وفات کے بعد باقی رہی البتہ آپ ﷺ نے کچھ جائیداد چھوڑی جس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کر دیا کیونکہ پہلے ہی آپ ﷺ کی خواہش یہی تھی۔ (جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نزدیک کر کے کے چاہتے تھے) کہ آپ ﷺ اس کے حصول کے لئے کوشش کرتے یا یہ سامان ان کے لئے بطور وراثت چھوڑ جاتے۔

(۱) ... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (قتیبہ، ابوالاحوص، ابو اسحاق) عمرو بن حارث سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے نہ درہم چھوڑا نہ دینار اور نہ غلام اور نہ کنیز، صرف ایک سفید خچر جس پر آپ ﷺ سوار ہوتے تھے، ہتھیار اور زمین جس کو آپ ﷺ نے فی سبیل اللہ وقف کر دیا تھا۔

اس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ منفرد ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو متعدد مقامات سے بیان کیا ہے۔ ابوالاحوص، سفیان ثوری اور زہیر بن معاویہ سے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث اسرائیل سے اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یونس بن اسحاق سے یہ پانچوں راوی ابو اسحاق عمرو بن عبداللہ سبیعی سے روایت کرتے ہیں اور یہ عمرو بن حارث بن المصطلق بن ابی ضرار برادر ام المومنین جویریہ بنت حارث سے۔

(۲) ... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابومعاویہ، اعمش اور ابن نمیر، اعمش، شقیق، مسروق) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ دینار چھوڑا نہ درہم اور نہ بکری اور اونٹ اور نہ کسی چیز کی وصیت کی۔

یہ مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں متعدد طرق سے (سلیمان بن مہران اعمش، شقیق بن سلمہ ابووائل، مسروق بن اجدع) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت صدیق رضی اللہ عنہ حبیبہ محبوب خدا جن کی براءت و اعتبار ساتویں آسمان سے نازل ہوئی رضی اللہ عنہا وارضاہا سے مروی ہے۔

(۳) ... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (اسحاق بن یوسف، سفیان، عاصم، زر بن حبیش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے درہم و دینار، بکری اور اونٹ نہیں چھوڑے۔

(۴) ... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرحمان، سفیان، عاصم، زر) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے درہم و دینار، بکری اور اونٹ نہیں چھوڑے۔ زر راوی کہتے ہیں مجھے اسی طرح معلوم ہے۔ عبدالرحمان کے ذکر میں مجھے شک لاحق ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح بسند بندار عبدالرحمان بن مہدی سے نقل کیا ہے۔

(۵) ... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (وکیع، مسعر، عاصم بن ابی النجود، زر) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے درہم و دینار، غلام اور کنیز، بکری اور اونٹ نہیں چھوڑا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت یحییٰ بن قطان سے روایت کی ہے۔

(۶) ... حافظ بیہقی (ابوزکریا یحییٰ بن ابی اسحاق مزکی، ابو عبداللہ محمد بن یعقوب، محمد بن عبدالوہاب، جعفر بن عون، مسعر، عاصم، زر) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تم مجھ سے رسول اللہ ﷺ کی میراث کی بابت پوچھتے ہو۔ معلوم ہو رسول اللہ ﷺ نے درہم و دینار، غلام و کنیز کچھ نہیں چھوڑا۔ مسعر راوی کہتا ہے میرا خیال ہے کہ عاصم نے بکری اور اونٹ کا نام بھی لیا۔

(۷) ... مسعر (عدی بن ثابت، علی بن حسین) سے مروی ہے کہ اس نے کہا رسول اللہ ﷺ نے درہم، دینار اور غلام، کنیز کچھ بھی نہیں چھوڑا۔

(۸) ... امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (اعمش، ابراہیم، اسود) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے مدت معینہ تک طعام خریدا اور اس کے عوض لوہے کی زرہ گروی رکھی۔

(۹) ... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (قبیصہ، ثوری، اعمش، ابراہیم، اسود) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت بھی ایک یہودی کے پاس تیس صاع کے عوض آپ کی زرہ گروی تھی۔

(۱۰) ... حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (یزید بن ہارون، ثوری، اعمش، ابراہیم، اسود) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت بھی آپ ﷺ کی زرہ تیس صاع جو کے عوض گروی رکھی تھی۔

(۱) ... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (علی بن احمد بن عبدان، احمد بن عبید صفار، محمد بن غالب، جعفر بن محمد قلانسی، آدم، شیبان، قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جو کی روٹی اور بدمزہ چربی کی دعوت میں بھی چلے جاتے۔ حضرت انس کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: والذی نفس محمد بیدہ! آل محمد ﷺ کے پاس گندم اور کھجور کا ایک صاع نہیں ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ کی اس وقت نو بیویاں تھیں اور آپ ﷺ نے ایک یہودی کے پاس مدینہ میں ایک زرہ گروی رکھی اور اس سے غلہ لیا اور وفات تک آپ ﷺ اس زرہ کو آزاد نہ کرا سکے۔ ابن ماجہ نے اس روایت کو بعض اسناد شیبان بن عبدالرحمان نحوی، قتادہ سے روایت کیا ہے۔

(۱۲) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالصمد، ثابت، ہلال، عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے جبل احد کی طرف دیکھ کر فرمایا واللہ کی قسم! میرے لئے باعث مسرت نہیں ہے کہ آل محمد ﷺ کے پاس یہ احد جبل سونا ہو اور میں اس کو فی سبیل اللہ صرف کردوں اور وفات کے دن میرے پاس صرف ۲ دینار ہوں جن کو میں نے قرضہ چکانے کے لئے رکھا ہو چنانچہ جب آپ ﷺ فوت ہوئے تو آپ ﷺ نے نہ درہم و دینار چھوڑا نہ غلام اور لونڈی اور ایک زرہ بھی یہودی کے پاس تیس صاع جو کے عوض گروی کردی تھی۔

اس حدیث کا آخری حصہ ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن معاویہ، ثابت بن یزید) ہلال بن خباب عبدی کوفی سے روایت کرتے ہیں اور پہلا حصہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(۱۳) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالصمد، ابو سعید، عفان، ثابت بن یزید، ہلال بن خباب، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے پاس ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور آپ ﷺ چٹائی پر لیٹے تھے اور آپ ﷺ کے پہلو مبارک پر چٹائی کے نشانات تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کاش! آپ ﷺ اس سے نرم بستر بنا لیتے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا میرا دنیا سے کیا تعلق؟ میری اور دنیا کی مثال ایک سوار کی ہے۔ جو گرمی کے دن میں دوپہر کے وقت چلا اور اس نے دن میں معمولی وقت درخت کے سایہ کے نیچے بسر کیا اور پھر چھوڑ کر چل دیا۔ (تفرد بہ احمد)

اس کی سند جید ہے اور اس کا شاہد قصہ ایلاء میں موجود ہے۔ آپ ﷺ کے زہد اور ترک دنیا کے بارے میں اور اعراض عن الدنیا اور اس کے نظر انداز کرنے کے بارے میں باب الاحادیث کے ساتھ اس کا تذکرہ ہوگا اور یہ ہمارے مدعا کی دلیل ہے کہ نبی علیہ السلام کے نزدیک مال دنیا کی کوئی حیثیت نہ تھی۔

(۱۴) ... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (سفیان، عبدالعزیز بن رفیع) سے روایت کرتے ہیں کہ میں اور شداد بن معقل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ نہیں چھوڑا سوائے اس کے جو دو لوحوں کے درمیان ہے۔ پھر ہم محمد بن علی یعنی ابن حنفیہ کے پاس گئے تو اس نے بھی یہی کہا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قتیبہ از سفیان بن عیینہ کی طرح سے روایت کیا ہے۔

(۱۵) ... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ابونعیم، مالک بن مغول) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے پوچھا کیا نبی ﷺ نے کوئی وصیت کی تھی؟ تو اس نے کہا نہیں تو میں نے پوچھا پھر لوگوں پر وصیت کیوں فرض کی یا وصیت کا حکم کیوں دیا گیا؟ تو اس نے کہا کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی تھی اس کے علاوہ سب اہل سنن اور مسلم، بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو متعدد طریقہ سے مالک بن مغول سے روایت کیا ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو حسن صحیح غریب کہا ہے کہ ہم مالک بن مغول کی سند کے علاوہ کوئی سند نہیں جانتے۔

نوٹ:۔ ... امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس فصل کے بعد ہم بہت سی ایسی احادیث بیان کریں گے جن میں متعدد اشیاء کا ذکر ہے جو رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ کے ساتھ مخصوص تھیں۔ مثلاً ازواج مطہرات کے گھر، کنیزیں، غلام، گھوڑے، اونٹ، بکریاں، اسلحہ، خچر، گدھا، لباس، گھر کا اثاثہ اور انگوٹھی وغیرہ ہم ان کو علیحدہ باب میں ان شاء اللہ بیان کریں گے۔

ان میں سے اکثر نبی علیہ السلام نے اپنی زندگی میں اللہ کی رضا کی خاطر خیرات کر دی تھیں۔ لونڈیاں اور غلام آزاد کر دیئے تھے اور کچھ سامان رہا وہ بیع اراضی یعنی خیبر اور فدک کے مسلمانوں کی مصلحت اور مفاد کے لئے رکھا ہوا تھا۔ جیسے کہ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ تفصیلاً بیان کریں گے کہ آپ ﷺ نے اس اراضی میں سے اپنے گزارہ کے لئے رکھا تھا! کچھ بھی نہ چھوڑنا مستحسن تھا۔

فرمان رسول ''لا نورث'' کا بیان ...... (۱) ..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (سفیان، ابو الزناد، اعرج) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے وارث درہم و دینار تقسیم نہ کریں گے۔ ازواج مطہرات اور عاملین کے اخراجات کے بعد جو کچھ بچے وہ صدقہ ہے۔

(۲) . . امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، مسلم اور ابوداؤد کی ایک سند سے (مالک بن انس، ابوالزناد، عبداللہ بن ذکوان، عبدالرحمان بن ہرمز الاعرج) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے وارث دینار تقسیم نہ کریں، میرے اہل وعیال اور عاملین کے اخراجات کے بعد جو کچھ بچے وہ صدقہ ہے۔ (متفق علیہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجنے کا عزم ...... (۳) . امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن مسلمہ، مالک، زہری، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات نے عزم کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس میراث کی بابت بھیجیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا "لا نورث ما ترکنا صدقة" ہم انبیاء کی جماعت کے وارث نہیں ہوتے ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں ہے؟ یہ روایت مسلم نے یحییٰ بن یحییٰ اور ابوداؤد نے قعنبی اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے قتیبہ یعنی ان تینوں نے مالک سے روایت کی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک ازواج مطہرات میں سے ہیں۔ بفرض محال اگر وراثت ہوتی بھی تو انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ترکہ صدقہ ہے مال وراثت نہیں۔ ظاہر ہے کہ دیگر امہات المومنین نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی موافقت کی ہوگی اور ان کی بات سے ان کو یہ مسئلہ بتا دیا ہوگا کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ ان کے نزدیک طے شدہ تھا واللہ اعلم۔

(۴) . . امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (اسماعیل بن ابان، عبداللہ بن مبارک، یونس، زہری، عروہ) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: "لا نورث ما ترکنا صدقة"

(۵) . فرمان رسول اللہ ﷺ "لا نورث ما ترکنا صدقة" کے عنوان کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن محمد، ہشام، معمر، زہری، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی وراثت کے مطالبے کے لئے آئے وہ اس وقت فدک اور خیبر کی اراضی کا مطالبہ کر رہے تھے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے "لا نورث ما ترکنا صدقة" اس مال سے آل محمد ﷺ گزران چلائیں گے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، واللہ اس کے بارے میں وہی کروں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا ہے چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان سے ملاقات چھوڑ دی اور مرتے دم تک ان سے بات چیت نہیں کی۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرزاق از معمر بیان کیا ہے۔

(۶) . امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یعقوب بن ابراہیم، ابراہیم، صالح بن کیسان، زہری، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے ترکے سے وراثت کا مطالبہ کیا تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ہمارے وارث نہیں ہوتے ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔ یہ سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غصہ آگیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات چھوڑ دی اور مرتے دم تک ان سے ملاقات نہیں کی وہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

(۷) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث بخاری شریف "کتاب المغازی" میں (ابن بکیر، لیث، عقیل، زہری، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سابقہ روایت کی طرح بیان کرتے ہیں اور اس میں اضافہ ہے کہ جب ان کی وفات ہوئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی لوگوں میں وجاہت تھی۔ جب وہ فوت ہو گئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں انحراف اور اعراض محسوس کیا تو اس وقت انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مصالحت اور بیعت کرنے کا خیال کیا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لائیے اور آپ کے ساتھ کوئی اور نہ ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی معیت کی حاضری کی وجہ سے ان کے ساتھ آنے کو ناگوار سمجھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جانے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ان کے پاس اکیلے نہ جائیں تو انہوں نے کہا ممکن نہیں کہ وہ میرے ساتھ کچھ کریں بخدا میں ان کے پاس اکیلا ہی جاؤں گا۔

چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ چلے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیں آپ کی فضیلت اور بزرگی معلوم ہے اور جو مقام اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمایا ہے ہم خلافت پر جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے حسد نہیں کرتے۔ لیکن آپ لوگوں نے اکیلے ہی خلافت کا فیصلہ کر لیا اور ہمیں نظر انداز کر دیا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قرابت اور رشتہ کی وجہ سے یہ سمجھتے تھے کہ ہمارا بھی اس میں حق ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسی ہی باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رو پڑے پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا والذی نفسی بیدہ بے شک رسول اللہ ﷺ کی قرابت کا خیال تو مجھے اپنی قرابت سے بھی زیادہ ہے باقی رہا وہ نزاع جو اموال کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے، میں نے اس میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ میں نے وہی کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نماز ظہر پڑھ لی تو منبر پر تشریف لائے خطبہ مسنونہ پڑھا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حال بیان کیا، بیعت نہ کرنے کا ذکر کیا اور ان کا عذر بیان کیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطاب کیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی عظمت بیان کی ان کے فضائل کا ذکر کیا اور بتایا کہ بیعت نہ کرنے کی وجہ یہ نہ تھی کہ مجھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے حسد تھا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور لوگوں نے اس بات کی تحسین کی اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اچھا طریقہ اختیار کر لیا تو لوگ آپ سے زیادہ محبت کرنے لگے۔

بخاری، مسلم، ابو داؤد اور نسائی نے اس روایت کو مختلف طریق سے (از زہری از عائشہ رضی اللہ عنہا) اسی طرح روایت کیا ہے۔

یہ بیعت ابو بکر رضی اللہ عنہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد کی تھی مصالحت کی بیعت تھی اور دوسری بیعت تھی۔ اس بیعت کے خلاف سے جو سقیفہ بنی ساعدہ کے دن آپ نے کی تھی جیسا کہ ابن خزیمہ اور امام مسلم رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے۔ ان چھ ماہ کے عرصے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے الگ نہیں رہے بلکہ ان کی اقتداء میں نماز پڑھتے رہے اور مشورہ کی خاطر ان کے پاس جاتے رہے اور ذی القصہ میں ان کے ساتھ گئے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

(۸) بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے چند دن بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز عصر سے فارغ ہو کر مسجد سے باہر آئے تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے پایا تو انہیں اپنے کندھے پر اٹھا کر کہنے لگے اے حسن رضی اللہ عنہ میرے ماں باپ قربان، نبی علیہ السلام کے شبیہ ہو، علی کے شبیہ نہیں ہو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پاس کھڑے مسکرا رہے تھے۔ (یعنی تمہاری صورت نبی کے مشابہ ہے علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں ہے اور حضرت علی قریب ہی کھڑے مسکرا رہے تھے)۔

بیعت ثانی ...... یہ دوسری بیعت سقیفہ کے بعد جب معرض وجود میں آئی تو بعض لوگوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے پہلے بیعت نہ کی تھی۔ اور انہوں نے پہلی بیعت کی نفی کر دی اور یہ اصول ہے کہ مثبت نفی سے مقدم ہوا کرتا ہے یا اثبات نفی سے بہتر ہے۔ باقی رہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ناراض اور غصہ ہونا تو مجھے اس کا سبب معلوم نہیں کہ وراثت کے مطالبے کو مسترد کر دینے کی وجہ سے تھا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس جا کر عذر پیش کیا تھا جس کا قبول کرنا بہت ضروری تھا وہ عذر ان کے والد ماجد رسول اللہ ﷺ سے مروی تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا "ہم انبیاء کی جماعت کے وارث نہیں ہوتے جو ہم چھوڑ کر جائیں صدقہ ہوتا ہے"۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مطالبہ وراثت سے پہلے یہ حدیث معلوم نہیں تھی، سنتے ہی انہوں نے سر تسلیم خم کر دیا جیسا کہ بعض ازواج مطہرات کو معلوم نہیں تھا یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو بتایا اور انہوں نے اس کی تصدیق کی۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر یہ بدگمانی لائق نہیں کہ انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حدیث کے بارے میں متہم کیا ہو۔ ہرگز نہیں یہ بات ان کی شان سے بہت بعید ہے۔ یہ کس طرح ممکن ہے حالانکہ اس حدیث کی روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی موافقت کی ہے۔ اگر اس روایت کو تنہا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی بیان کرتے تو سب مسلمانوں پر اس کو قبول کرنا واجب تھا اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ایک ضروری امر تھا۔

روافض کے لیے غور کرنے کا مقام ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ناراضگی اگر اس بنا پر تھی کہ انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جو درخواست کی تھی کہ یہ اراضی تو قابل وراثت نہیں صدقہ و خیرات ہیں تو اس کے نگران حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے معذرت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے جانشین و خلیفہ ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے کام کے مطابق ان کو عمل کرنا واجب ہے اور جس چیز کی رسول اللہ ﷺ نگرانی کرتے تھے وہ اس کی نگرانی کریں گے۔ اس لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! جو کام رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے میں بھی وہی کروں گا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان سے ملاقات نہیں کی اور وفات تک بات نہیں کی۔ ان حالات میں قطع تعلق اور ناراضگی نے روافض کے لیے شر و فساد اور جہل و نادانی کا وسیع دروازہ کھول دیا اور اس سبب سے وہ ایسی باتوں میں الجھ گئے۔ اگر وہ حقائق کو سمجھتے اور صحیح حال سے آگاہ ہوتے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت و عظمت کے قائل ہو جاتے اور ان کا عذر خندہ پیشانی سے قبول کر لیتے جس کا قبول کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے لیکن روافض ایک عجیب قوم ہیں اور گمراہ جماعت ہے متشابہ پر عمل کرتا ہے اور محکم امور کو چھوڑ دیتا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور بعد کے معتبر علماء کے فیصلے کی مخالفت و دشمنی کرتا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روایت کی متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے تائید اور موافقت...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن بکیر، لیث، عقیل) زہری سے روایت کرتے ہیں کہ مالک بن اوس بن حدثان نے مجھے بتایا (اور محمد بن جبیر بن مطعم نے اس حدیث کا ذکر میرے پاس کیا تو چنانچہ میں اس کے پاس گیا اور اس سے یہ حدیث پوچھی) تو اس نے بتایا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان کا دربان "یرفا" بھی آ گیا۔ اس نے عرض کیا کیا آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو ملاقات کی اجازت دیں گے تو انہوں نے کہا "ہاں" اور یرفا نے ان کو اجازت دے دی۔ پھر پوچھا کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی اجازت دیں گے تو ان کو بھی اندر آنے کی اجازت دے دی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب امیر المومنین! میرے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہے کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا "لا نورث ما ترکنا صدقۃ" ہم جماعت انبیاء علیہم السلام کے وارث نہیں ہوتے ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔ اس سے رسول اللہ ﷺ کی اپنی ذات مراد تھی۔ حاضرین نے تائید کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث بیان فرمائی تھی تو انہوں نے بھی تصدیق و تائید کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں یہ قصہ آپ کے گوش گزار کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے "مال فیٔ" کو رسول اللہ ﷺ کے لیے مختص فرمایا، کسی کو اس میں حصہ دار نہ بنایا (۵۹:۶) اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ان سے مفت دلایا سو تم نے اس پر گھوڑے نہیں دوڑائے اور نہ اونٹ۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو غالب کر دیتا ہے جس پر چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

یہ مال "فے" تو محض رسول اللہ ﷺ کا تھا، بخدا یہ مال آپ نے تمہارے بغیر خاص اپنے لیے جمع نہیں کیا اور نہ تم پر کسی کو ترجیح دی۔ بلکہ تم کو دیا اور تم میں تقسیم کر دیا اور پھیلا دیا یہاں تک کہ اس میں سے یہ مال بچ گیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اس مال سے اپنے اہل و عیال کا سال بھر کے لیے خرچ لیتے تھے اور باقی ماندہ مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی بھر اس پر عمل کیا۔ خدا کا واسطہ! کیا تم اس کو جانتے ہو؟ انہوں نے "ہاں" میں جواب دیا تو آپ نے بالخصوص حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو کہا خدا کا واسطہ! کیا آپ اس بات کو جانتے ہیں؟ تو انہوں نے "ہاں" کہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کا جانشین ہوں چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس مال کو قبضہ میں کر لیا اور رسول اللہ ﷺ کے کام کے مطابق اس میں عمل کیا۔ پھر وہ فوت ہو گئے تو میں نے کہا میں بھی رسول اللہ ﷺ کے جانشین کا جانشین ہوں دو سال وہ میرے قبضہ میں رہا اور میں نے اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کے عمل کے مطابق عمل کیا پھر تم دونوں میرے پاس آئے تمہارا معاملہ ایک ہی تھا اور تمہارا مقصد بھی ایک تھا۔ اے عباس رضی اللہ عنہ! آپ اپنے بھتیجے

کا حق وراثت لینے آئے تھے اور یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کا حق وراثت لینے آیا جو ان کو اپنے والد سے ملا ہے۔ میں نے اس وقت کہا تھا اگر چاہو تو میں یہ اس کو اسی طرز عمل پر تمہارے حوالے کر دیتا ہوں اس کے علاوہ تم مجھ سے کسی فیصلہ کی امید رکھو تو اس خدا کی قسم! جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہے میں اس کے علاوہ قیامت تک کوئی فیصلہ نہیں کروں گا۔ اب اگر تم دونوں اس طرز عمل سے عاجز آ گئے ہو تو وہ میرے حوالے کر دو۔ میں تم دونوں کو اس عمل سے بری کر دوں گا۔

اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "صحیح" میں متعدد مقامات پر بیان کیا ہے۔ مسلم، ابو داؤد اور نسائی نے زہری سے کئی ایک اسناد سے روایت کی ہے۔

صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے عمل کے مطابق کیا۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ راست گو، ہدایت یافتہ اور حق راستے پر چلنے والے تھے۔ پھر تم میرے پاس آئے اور میں نے وہ تمہارے حوالے کر دیا کہ تم اس میں میرے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل کے مطابق عمل کرو۔ خدارا بتاؤ کیا میں نے وہ اس شرط پر تمہارے حوالے کر دیا تھا ان دونوں نے "جی" کہا پھر ان دونوں کو مخاطب کر کے کہا خدارا بتاؤ کیا میں نے یہ تمہارے حوالے کر دیا تھا ان دونوں نے "ہاں" کہا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم مجھ سے اس کے علاوہ کسی فیصلہ کی امید رکھتے ہو۔ بالکل نہیں اس خدا کی قسم جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہے۔

امام احمد رضی اللہ عنہ (سفیان، عمرو بن دینار، مالک بن اوس) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہہ رہے تھے میں آپ کو اس خدا کے نام سے پوچھتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہے کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جماعت انبیاء علیہم السلام کے وارث نہیں ہوتے، ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔ سب نے کہا "ہاں" (یہ حدیث بخاری کی شرط پر ہے) امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ نگرانی کی سپردگی کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی تھی کہ ان کے درمیان نگرانی تقسیم کر دیں اور ہر ایک کو اس کی ہدایت کے مطابق نگرانی حوالے کر دیں پھر انہوں نے اپنے جانے سے پہلے چند صحابہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا جن میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے درمیان مشترکہ نگرانی کے دوران سخت جھگڑا ہو گیا تھا۔ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ان دونوں سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تھے انہوں نے کہا جناب امیر المومنین! ان کے درمیان فیصلہ کیجئے تا کہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو سکیں۔

گو یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر دو کی نظر میں بھی منصب وراثت کی نگرانی کو تقسیم کرنے سے گریز کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان لا نورث ما ترکنا صدقۃ کی مکمل موافقت کی خاطر، پس آپ ؓ نے ان کی بات تسلیم کرنے سے سختی سے انکار کر دیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت تک مشترکہ نگرانی کرتے رہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس اراضی پر غالب آ گئے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کے مشورہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو گئے (جیسا کہ امام احمد رضی اللہ عنہ نے مسند میں بیان کیا ہے) پھر یہ اراضی مسلسل اہل بیت کی زیر نگرانی رہی۔

مسند شیخین..... مسند شیخین (ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ) میں، میں نے اس حدیث کی سب اسناد و الفاظ کا بالاستیعاب جمع کی ہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ میں نے ہر مسند کی ایک ضخیم جلد تیار کر لی ہے جو ان کی رسول اللہ ﷺ سے روایات اور ان کے فقہ پر مشتمل ہے اور اس کو میں نے آج کل کی اصطلاحی "ابواب فقہ" پر مرتب کیا ہے۔ مروی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے تو اپنے کلام میں قیاس اور آیت وراثت کے عموم سے استدلال کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کے ساتھ جواب دیا جو خصوصی طور پر رسول اللہ ﷺ کے حق وراثت کی ممانعت پر دلالت کرتی تھی اور انہوں نے فرمان حضرت [illegible] (رضی اللہ عنہا) کے متعلق فرمان ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (عفان بن حماد بن سلمہ محمد بن عمرو ابو سلمہ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ جب آپ فوت ہو جائیں گے تو آپ کا وارث کون ہوگا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا "میری اولاد اور گھر والے" تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا وجہ ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے وارث نہ ہوں؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نبی کی وراثت نہیں ہوتی (ان النبی لا یورث) لیکن میں ان کی پرورش کروں گا جن کی رسول اللہ ﷺ پرورش کیا کرتے تھے اور ان پر خرچ کروں گا جن پر رسول اللہ ﷺ خرچ کیا کرتے تھے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے "جامع ترمذی" میں (محمد بن مثنی ابوالولید طیالسی محمد بن عمرو ابو سلمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مفصل روایت کی ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو حسن صحیح غریب کہا ہے۔

حدیث ابوبکر محل نظر ہے ... : اور یہ وہ حدیث جو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ محمد بن فضیل ولید بن جمیع) ابو الطفیل سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کیا رسول اللہ ﷺ کے آپ رضی اللہ عنہ وارث ہیں یا ان کے اہل و عیال؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نہیں بلکہ ان کے اہل و عیال وارث ہوں گے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ ﷺ کا حصہ کہاں ہے؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ جب کسی نبی علیہ السلام کو کوئی روزی دیتا ہے پھر اس کی روح قبض کر لیتا ہے تو وہ وراثت اور روزی اس کے حوالے کر دیتا ہے جو اس کا جانشین ہوتا۔ چنانچہ میری رائے ہے کہ میں اس کو مسلمانوں کو واپس لوٹا دوں۔ یہ سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے (فرمان رسول اللہ ﷺ پر) سر تسلیم خم کرتے ہوئے کہا آپ جانیں اور جو آپ نے رسول خدا سے سنا ہے۔ (انت وما سمعت من رسول اللّٰہ)

ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی عثمان بن ابی شیبہ از محمد بن فضیل سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے متن اور الفاظ میں غرابت و نکارت اجنبیت اور عجیب پن ہے۔ ممکن ہے کہ بعض راویوں نے اس کو اپنے حسب فہم بیان کر دیا ہو اور یاد رہے کہ اس کی سند میں بعض شیعہ راوی بھی ہیں اور اس حدیث میں یہ بہترین جملہ ہے (انت وما سمعت من رسول اللّٰہ) بھی درست ہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق گمان ہو سکتا ہے یہ ان کی عزت، سیادت، فضیلت اور دیانت کے پیش نظر بہت لائق ہے۔

پھر بعد ازاں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی تھی کہ ان کے شوہر کو اس اراضی کا نگران مقرر کر دیں مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کی درخواست قبول نہیں کی۔ اسی باعث وہ ان سے ناراض ہو گئیں۔ حالانکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی عورت ہی ہیں اور آدمی کی اولاد ہیں۔ اولاد آدم کی طرح وہ بھی ناراض ہوتی ہیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا معصوم نہیں کہ کوئی غلطی سرزد نہیں ہو سکتی۔ حدیث رسول اللہ ﷺ کی مخالفت خلیفہ رسول اللہ ﷺ کے باوجود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وفات سے پہلے راضی کر لیا اور ان سے بہتر سلوک کیا تھا اور وہ رضامند ہو گئیں۔ رضی اللہ عنہا وارضاھا۔

فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضامندی حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو عبداللہ محمد بن یعقوب محمد بن عبدالوہاب عبدان بن عثمان عتکی ابو حمزہ اسماعیل بن ابی خالد) شعبی سے روایت کرتے ہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیمار پرسی کے لئے آئے اور اجازت طلب کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیمار پرسی کے لئے آئے ہیں اجازت کے طلبگار ہیں تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ میرے ان کو اجازت دینے کو پسند کرتے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے "ہاں" میں جواب دیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں اجازت دے دی۔ وہ اندر آئے اور ان کو راضی کرنے کی خاطر کہا میں نے گھر، مال، اہل و عیال اور قبیلہ و خاندان صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی، رسول اللہ کی خوشنودی اور اہل بیت کی مسرت و خوشنودی کی طلب میں ترک کیا ہے پھر آپ نے ان کو رضامند کیا اور وہ راضی ہو گئیں۔ یہ سند قوی اور جید ہے اور ظاہر ہے کہ امام شعبی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا ہوگا یا اس سے جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا ہوگا۔

فیصلہ کی توثیق...... اور علمائے اہل بیت نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کے صحیح ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ حافظ بیہقی (محمد بن عبداللہ ابی نوح ابو عبداللہ حافظ، اسماعیل بن اسحاق قاضی، نصر بن علی، ابن داؤد) فضیل بن مرزوق سے نقل کیا ہے کہ زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جگہ خلیفہ ہوتا تو فدک کے بارے میں وہی فیصلہ کرتا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا۔

روافض کا استدلال اور اس کا جواب...... روافض نے اس مقام پر بے جا کلام کیا ہے اور بے وقوفی کا مظاہرہ کیا ہے اور انہوں نے اس چیز کو جھٹلایا جسے وہ جانتے نہیں تھے اور ابھی اس کی حقیقت ان پر کھلی نہیں ہے بلکہ اور فضول باتوں میں خود کو الجھایا ہے اور ان میں سے بعض نے حدیث حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تردید کی سعی لاحاصل کی ہے کہ یہ نص قرآن شریف کے خلاف ہے کیونکہ فرمان الٰہی ہے **وورث سلیمان داود** (۲۷/۱۶) اور سلیمان داؤد کا وارث ہوا اور زکریا علیہ السلام سے مذکور ہے **فہب لی من لدنک ولیا یرثنی** (۱۹/۵) تو مجھے اپنے پاس سے ایک وارث عطا فرما۔ کہا جاتا ہے کہ ان کا استدلال بوجوہ باطل ہے۔ داؤد علیہ السلام سے سلیمان علیہ السلام کی وراثت سے مراد حکومت و نبوت ہے کہ ہم نے سلیمان علیہ السلام کو داؤد علیہ السلام کا حکومت اور دوبارہ کے مسائل سکھانے اور بنی اسرائیل کے نزاع نمٹانے میں قائم مقام اور نائب بنایا اور ہمیں کو اللہ ماجد کی طرح "نبی کریم" بنایا اور وہ باپ کی طرح حکومت و نبوت سے سرفراز تھے۔ اس سے مال و دولت کی وراثت مراد نہیں ہے کیونکہ بکثرت مفسرین کے قول کے مطابق ان کی اولاد بہت تھی بعض کہتے ہیں سو افراد پر مشتمل تھی۔ اگر مال و زر کی وراثت مراد ہوتی تو صرف حضرت سلیمان علیہ السلام کے ذکر پر کیوں اکتفا کرتے۔ اس سے مقصد صرف اپنے بعد حکومت و نبوت کی وراثت کا قیام ہے اس لئے فرمایا **وورث سلیمان داؤد** (۲۷/۱۶) اور سلیمان داؤد کا وارث ہوا **واوتینا من کل شیء** ہم کو ہر چیز عطا کی گئی ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں ہم نے اس بات پر مکمل بحث کی ہے۔ **وللہ الحمد والمنۃ کثیرا۔**

باقی رہا حضرت زکریا علیہ السلام کا قصہ تو ان کا شمار انبیاء کرام میں سے ہے دنیا کا مال و متاع ان کی نگاہ میں حقیر اور ہیچ ہوتا ہے۔ یہ بات ہے وہ اللہ تعالیٰ سے بیٹے کی دعا کریں جو ان کے مال و متاع کا وارث بنے یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ آپ صرف نجار اور بڑھئی تھے جو اپنے ہاتھ سے کمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ ان کے پاس اپنے معاش اور روزی سے زائد نہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ترکہ کے طالب رہیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے صرف ایک نیک بیٹے کا سوال کیا تو جو ان کی نبوت کا وارث ہو اور بنی اسرائیل کے امور کو سنبھالے اور ان کو سیدھے راستے پر گامزن کر سکے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے **یرثنی و یرث من آل یعقوب** (۱۹/۶) جو مجھے اور یعقوب کے خاندان کا وارث ہو۔ یعنی نبوت کا وارث ہو۔ جیسا کہ ہم نے تفسیر میں بیان کیا ہے اس سے پہلے ابو سلمہ ابو ہریرہ (از ابوبکر) بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (**النبی لا یورث**) لفظ نبی اسم جنس ہے اور جملہ انبیاء علیہم السلام کو محیط ہے۔ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو حسن کہا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے **نحن معاشر الانبیاء لا نورث** ہم انبیاء علیہم السلام کی جماعت کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔

نبی علیہ السلام دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے بعض احکام میں منفرد ہیں وہ آپ کا خاصہ ہے اور دیگر انبیاء علیہم السلام ان احکام میں آپ کے ساتھ شرکت نہیں رکھتے جیسا کہ ہم سیرت کے آخر میں ان شاء اللہ تعالیٰ ایک مستقل عنوان قائم کریں گے۔ بالفرض اگر آپ کے علاوہ دیگر انبیاء علیہ السلام کے وارث ہوتے تو اصل یہ ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کا یہ خاصہ ضرور بیان کرتے جن میں خلفاء اربعہ شامل ہیں۔

حدیث "**لا نورث**" پر عمل واجب ہے اور اس کے مقتضیٰ کے مطابق فیصلہ کرنا ضروری ہے جیسا کہ خلفاء نے فیصلہ کیا اور علمائے اہل بیت نے اس مسئلہ کی صحت کا اعتراف کیا ہے۔ آپ کا یہ خاصہ ہونا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے "**لا نورث ما ترکنا صدقۃ**" ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔

"**ما ترکنا صدقۃ**" میں لفظ "ترکنا" کے الفاظ سے احتمال ہے کہ یہ صرف آپ کے متعلق خبر ہو یا آپ کے ہمراہ جملہ انبیاء علیہم السلام کی خبر ہو اور یہی ظاہر مفہوم ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ **ما ترکنا صدقۃ** سے وصیت کی انشاء اور ایجاد مقصود ہو گویا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "**لا نورث**"

ہونے والے حدیث میں ہوتے ہیں کہ [illegible] صدقہ ہوتا ہے اور تعامل کا صدقہ قرار دینے کا جواز آپ کا خاصہ ہے جیسا کہ آیت [illegible] سے واضح ہے اور جمہور کا مسلک ہے۔

اور دوسرے ائمہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ مسلم وغیرہ (ابو الزناد) اعرج، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے ورثاء دینار [illegible] تقسیم نہ کریں، میری بیویوں اور عاملین کے اخراجات کے بعد جو باقی ماندہ مال ہو وہ صدقہ ہے۔ یہ روایت بھی [illegible] اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ اس حدیث میں رد ہے ان جاہل شیعوں پر جنہوں نے اس حدیث میں تبدیلی کی ہے کہ "ما ترکنا صدقة" [illegible] صدقہ کو بھی ہم نے نہیں چھوڑا، یہ تحریف حدیث کے پہلے جملہ "لا نورث" کا کیا جواب دے گا اور مذکورہ بالا روایت (ما ترکت بعد نفقة نسائي ومؤونة عاملي فهو صدقة) کا کیا مفہوم بیان کرے گا؟

یہ تحریف کی وہ نوعیت ہے جو کسی معتزلی سے منقول ہے کہ اس نے کسی اہل سنت کے عالم کے پاس (وكلم الله موسى تكليما) پڑھا "اللہ" منصوب اور "موسیٰ" مرفوع (یعنی موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے کلام کیا) تو اہل سنت عالم نے کہا یہ تم اس آیت (وكلمه ربه) کا کیا جواب دو گے، یہ تحریف "لا نورث ما تركنا صدقة" [illegible] حدیث لفظ اور معنی کے اعتبار سے باطل ہے "[illegible]" کی تخصیص کرتی ہے اور آپ ﷺ کی ذات کو اس سے مستثنیٰ قرار دیتی ہے حالانکہ آپ ﷺ کی تمام ازواج کرام بھی دوسرے انبیاء علیہم السلام کے حکم میں شامل ہیں، واللہ اعلم۔

نبی علیہ السلام کی ازواج مطہرات اور اولاد کا بیان

[illegible] نبی ﷺ نے [illegible] بیویاں [illegible] رضی اللہ عنہن [illegible] سے اللہ تعالیٰ نے [illegible] عورتوں میں [illegible] آپ ﷺ کی ازواج [illegible] حیثیت [illegible] رسول اللہ ﷺ کے [illegible] بعد [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] نبی ﷺ کے گھروں میں [illegible] گھروں میں جو اللہ تعالیٰ کی آیتیں اور حکمت کی باتیں پڑھی جاتی ہیں انہیں یاد رکھو، بے شک اللہ تعالیٰ باریک بین اور باخبر ہے۔ (۳۳/۳۴)

چنانچہ بالاتفاق مروی ہے کہ بوقت وفات نبی علیہ السلام کی نو بیویاں تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ متوفی ۵۸ھ [illegible] حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت عمر رضی اللہ عنہ متوفی ۴۱ھ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت ابی سفیان رضی اللہ عنہ [illegible] ۴۴ھ حضرت زینب بنت جحش اسدیہ ۲۰ھ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہند بنت ابی امیہ مخزومیہ رضی اللہ عنہا [illegible] حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حارث ہلالیہ رضی اللہ عنہا [illegible] حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ عامریہ رضی اللہ عنہا [illegible] حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث بن ابی ضرار رضی اللہ عنہا مصطلقیہ ۵۶ھ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی [illegible]

[illegible] ان کے علاوہ دو بیویاں تھیں حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا بنت شمعون قرظیہ (نضریہ) [illegible] [illegible] حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا [illegible] حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت خزیمہ [illegible] آپ ﷺ کی زندگی میں فوت ہو گئی تھیں۔ آپ ﷺ نے ان [illegible] ان بیویوں کے [illegible] کا یہ خیال ہے کہ وہ ان کے ہاں [illegible] واللہ اعلم۔ اس باب میں ہم مفصل اور [illegible] [illegible] بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ المستعان۔

[illegible] رحمۃ اللہ علیہ سعید بن ابی عروبہ [illegible] رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پندرہ [illegible] [illegible] کو [illegible] ازواج مطہرات [illegible] اور نو بیویاں چھوڑ کر فوت ہوئے جن کے اسماء گرامی ہم بیان کر چکے ہیں۔

یہ روایت (سیف بن عمر، سعید، قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ [illegible] [illegible] (سیف بن عمر کی سعید قتادہ، انس اور ابن عباس)

○ شادی کرنے سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دو خاوندوں سے شادی کی۔

(١) عتیق بن عابد (دوسری الانف میں عائذ ہے) جس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ جو محمد بن صیفی کی والدہ ہے۔

(٢)... ابو ہالہ تمیمی سے نکاح کیا۔ اس سے ہند بن ہند پیدا ہوا۔ ابن اسحاق نے اس کا نام ذکر کیا ہے۔

پہلے خاوند ابن عابد کی وفات کے بعد ابو ہالہ نباش بن زرارہ بن وقدان بن عمرو بن تمیم حلیف بنی عبدالدار سے نکاح کیا اس سے ایک لڑکا اور لڑکی پیدا ہوئے، پھر وہ فوت ہو گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا سے شادی کی اور آپ رضی اللہ عنہا سے چار لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ان کے بعد حضرت قاسم رضی اللہ عنہ حضرت طیب رضی اللہ عنہ اور حضرت طاہر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ شیر خوارگی کے دنوں میں سب لڑکے فوت ہو گئے۔ میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ نبی علیہ السلام نے ان کی زندگی میں کوئی دوسری شادی نہیں کی۔ (عبدالرزاق، معمر از زہری از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح مذکور ہے۔ ہم ان سے شادی کی تفصیل اور ان کے فضائل پہلی جلدوں میں بیان کر چکے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ...... امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے شادی کی۔ ان کے علاوہ کسی اور کنواری لڑکی سے شادی نہیں کی۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق ان سے کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ بعض لوگ کہتے ہیں ایک بچہ ساقط ہو گیا تھا رسول ﷺ نے اس بچے کا نام عبداللہ رکھا۔ اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کنیت "ام عبداللہ" تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ اپنی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن زبیر بن العوام کے نام سے منسوب تھی۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق بعض کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہلے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ سے شادی کی تھی۔ (قالہ ابن اسحاق وغیرہ) ہم یہ اختلاف اس سے پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم۔ ہجرت سے پہلے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی ہوئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہجرت کے بعد ہوئی۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ... رسول اللہ ﷺ کی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر رضی اللہ عنہ سے شادی ہوئی۔ وہ اس سے پہلے حضرت خنیس رضی اللہ عنہ بن حذافہ بن قیس بن عدی کی بیوی تھیں۔ وہ جنگ احد میں زخمی ہو کر فوت ہو گئے تھے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ... آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہ ہند رضی اللہ عنہا بنت ابی امیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم سے شادی کی وہ اس سے پہلے اپنے چچا زاد ابو سلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ کی زوجیت میں تھیں۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ...... نبی علیہ السلام نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس سے شادی کی۔ اور وہ اس سے پہلے حضرت سکران رضی اللہ عنہ بن عمرو بن عبد شمس کی بیوی تھیں۔ یہ دونوں میاں بیوی ہجرت سے حبشہ کو آ گئے اور حضرت سکران رضی اللہ عنہ مکہ میں اللہ کو پیارے ہوئے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ... رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام حبیبہ رملہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہ بن حرب بن امیہ سے شادی کی۔ وہ اس سے پہلے عبیداللہ بن جحش بن رئاب کے ازدی اسدی کی بیوی تھیں۔ وہ حبشہ میں بحالت عیسائیت ہلاک ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے سرزمین حبشہ میں حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن امیہ ضمری کو روانہ کیا۔ اس نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کی نسبت کا پیغام دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان رضی اللہ عنہ نے نکاح کے فرائض سر انجام دیئے۔ (اسی طرح منقول ہے) لیکن صحیح یہ ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن سعید بن العاص نے نکاح پڑھایا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے نجاشی نے چار سو دینار مہر ادا کیا۔ اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو حضرت شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا۔ ہم یہ واقعہ تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔ وللہ الحمد۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا: نبی علیہ السلام نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش بن رئاب بن اسد بن خزیمہ سے شادی کی۔ ان کی والدہ آپ ﷺ کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب تھیں وہ اس سے پہلے آپ ﷺ کے غلام حضرت زید بن حارثہ کی بیوی تھیں۔ ازواج مطہرات میں سے سب سے پہلے ۲۰ھ میں فوت ہوئیں۔ اور سب سے پہلے ان کے لئے تابوت بنایا گیا۔ حضرت اسماء بنت عمیس نے یہ بنوایا جیسا انہوں نے سرزمین حبشہ میں دیکھا تھا۔

ام المساکین حضرت زینب رضی اللہ عنہا...... اس سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے ام المساکین حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت خزیمہ بن الحارث بن عبد مناف بن ہلال سے شادی کی وہ اس سے پہلے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں وہ جنگ احد ۳ھ میں شہید ہوئے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے ہاں ۲ یا ۳ ماہ کی مختصر مدت رہنے کے بعد ۳ھ میں انتقال کر گئیں۔ یونس بن بکیر ابن اسحاق سے نقل کرتے ہیں کہ وہ اس سے پہلے حصین بن حارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف یا اس کے بھائی طفیل بن حارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف کی بیوی تھیں اور ابن ہشام کہتے ہیں کہ وہ اس سے پہلے عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف کی بیوی تھیں اور عبیدہ سے پہلے وہ اپنے ابن عم جہم بن عمرو بن حارث کی بیوی تھیں۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا: زہری کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حارث بن حزن سے شادی کی اور آپ ہی نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی ذات ہبہ کی تھی۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:... امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں درست بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا تھا اور پیغام رساں آپ ﷺ کا خادم حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ تھا جیسا کہ عمرۃ القضاء میں تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔ زہری کا بیان ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے خود کو ہبہ کیا تھا۔ پہلے ابن عبد العزیٰ سے اور سیف بن عمر کا بیان ہے کہ وہ پہلے عمیر بن عمرو ثقفی کی بیوی تھیں وہ وفات ہو گئے تو ابورہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤی سے نکاح کر لیا۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا...... رسول اللہ ﷺ نے جنگ مریسیع میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث بن ابی ضرار بن حارث بن عائذ بن مالک بن مصطلق خزاعیہ کو اسیر بنایا پھر آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا والد حارث اپنے خاندان کا سردار تھا وہ خود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اپنی بیٹی کا رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں نکاح کر دیا۔ اس سے پہلے وہ اپنے ابن عم صفوان بن ابی الشفر کی بیوی تھیں۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن مسیب، شعبی اور ابن اسحاق وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ حارث کا یہ خاندان رسول اللہ ﷺ کے برخلاف ابوسفیان کا حلیف تھا اسی بنا پر حسان نے کہا

وحلف الحارث بن ابی ضرار وحلف قریظة فیکم سواء

سیف بن عمر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جویریہ رضی اللہ عنہا اپنے ابن عم مالک بن صفوان بن ذی الشفر بن ابی سرح بن مالک بن مصطلق کی بیوی تھیں۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا: حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی بن اخطب بنی نضیر جنگ خیبر میں قید ہو گئیں۔ اور یہ کنانہ بن ابی الحقیق کی بیوی تھیں اور سیف بن عمر نے ایک روایت میں بیان کیا ہے کہ وہ کنانہ سے پہلے سلام بن مشکم کی بیوی تھیں۔ واللہ اعلم۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں بیویاں تھیں۔ جو آپ ﷺ کے گھر آباد ہوئیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ہر ایک کو بارہ بارہ ہزار خرچہ دیا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو چھ چھ ہزار دیا گیا کیونکہ قیدی ہو کر آئی تھیں۔ زہری رحمۃ اللہ علیہ کے قول

کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے ان کو باپردہ رکھا اور ان کے لئے باری تقسیم کرتے تھے۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم ازواج مطہرات میں سے ہر ایک کے تفصیلی حالات پہلے بیان کر چکے ہیں۔

عالیہ ۔۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ کئی علماء نے عالیہ بنت ظبیان ۔۔ بنی عمرو بن بکر بن کلاب سے شادی کی اور پھر ساتھ پھر اسے طلاق دے دی۔ بعض حفاظ رحمۃ اللہ علیہ۔ میری کتاب میں اس طرح مذکور ہے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس کو جمع کیا اور اسے طلاق دے دی۔ محمد بن سعد (وہ ہشام بن محمد بن سائب کلبی) سے بیان کرتے ہیں ابو بکر بن کلاب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عالیہ بنت ظبیان سے نکاح کیا اور وہ کافی مدت آپ ﷺ کے گھر آباد رہی۔ پھر آپ ﷺ نے اس کو طلاق دے دی۔

یعقوب بن سفیان (یونس بن ابی اسحٰق اپنے والد از زہری از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ضحاک بن سفیان کلابی نے نبی علیہ السلام کو عالیہ کے متعلق بتایا اور اس کی یاد دہانی کی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ﷺ ام شبیب کی ہمشیرہ سے رغبت ہے اور ام شبیب ضحاک کی بیوی تھی۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہ منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی عمرو بن کلاب کی ایک خاتون سے شادی کی آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ اس کے جسم پر برص کے داغ ہیں تو آپ ﷺ نے اس کو طلاق دے دی اور گھر نہیں لائے۔ بقول ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ شاید یہ وہی عورت ہے جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

اسماء بنت نعمان ۔۔ نبی علیہ السلام نے اسماء بنت نعمان بن جون کندیہ کے قبیلہ بنی جون کندی سے شادی کی۔ یہ قبیلہ بنی فزارہ کا حلیف تھا اس نے رسول اللہ ﷺ سے پناہ مانگی اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے عظیم ہستی کی پناہ مانگی ہے۔ تم اپنے خاندان میں چلی جاؤ۔ آپ ﷺ نے اس کو طلاق دے دی اور گھر نہیں بسایا۔

حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا ۔۔ رسول اللہ ﷺ کی کنیز، ماریہ رضی اللہ عنہا تھیں، ان کے شکم سے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ وہ ۱۸ ماہ کی عمر میں فوت ہو گئے اور گہوارہ میں ہی تھے۔

حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا ۔۔ رسول اللہ ﷺ کی ایک لونڈی ریحانہ بنت شمعون تھیں جو یہودی قبیلہ بنی قریظہ کا ایک خاندان ہے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا تھا۔ بعض محدثین کا خیال ہے کہ وہ پردہ کرتی تھیں۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا ۔۔ ابن عساکر نے اپنی سند سے علی بن مجاہد سے روایت کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت ہذیل بن ہبیرہ تغلبی سے شادی کی۔ اس کی والدہ دحیہ بن خلیفہ کلبی کی ہمشیرہ خرنق بنت خلیفہ ہے۔ یہ ملک شام سے آپ ﷺ کی خدمت میں آرہی تھیں کہ راستہ میں فوت ہو گئیں۔

شراف رضی اللہ عنہا ۔۔۔ پھر دحیہ کی ہمشیرہ شراف بنت خلیفہ بن خلیفہ سے نکاح کیا وہ بھی شام سے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوئی اور راستہ میں فوت ہو گئیں۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ۔۔ یونس بن بکیر ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسماء رضی اللہ عنہا بنت کعب جونیہ سے شادی کی اور گھر بسانے سے پہلے طلاق دے دی۔ [illegible] ہے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت نعمان بن جون کندیہ ہے۔

حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا ۔۔۔ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ بنت یزید سے جو از خواتین بنی کلاب ہے، شادی کی۔ ان کو گھر بسانے سے پہلے طلاق دے دی، اور وہ اس سے پہلے فضل بن عباس بن عبدالمطلب کی بیوی تھی۔ بقول بیہقی کے یہی وہ (اسماء اور عمرہ) خواتین ہیں جن کا امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان نہیں کیا۔ اس کے علاوہ ابن اسحاق نے عالیہ کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا ...... بیہقی (حاکم، اصم، احمد بن عبدالجبار، یونس بن بکیر، زکریا بن ابی زائدہ) شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ چند عورتوں نے اپنی ذات رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دی۔ آپ ﷺ نے بعض کو گھر بسایا اور بعض کو نظر انداز کر دیا۔ فوت ہونے تک ان کے قریب نہیں گئے اور انہوں نے ان کے بعد کسی سے شادی کی۔ ان میں حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا بھی ہے۔ فرمان الٰہی ہے (۳۳:۵۱) کہ پیچھے ہٹا دو ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو۔ اور جسے تم نے کنارے کر دیا تھا اسے تم بلا لو تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں۔

اسماء جونیہ ...... بیہقی نے کہا ہمیں ہشام بن عروہ از عروہ بتایا گیا ہے کہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم ان عورتوں میں شامل ہیں جنہوں نے اپنی ذات رسول اللہ ﷺ کے نذر کر دی تھی۔ نیز حافظ بیہقی ابو اسید طرق سے اس جونیہ کے قصے کی روایت کرتے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ سے پناہ مانگی تھی۔ آپ ﷺ نے اس کو اس کے اہل کے پاس بھیج دیا تھا کہ اس کا نام ہے اسماء بنت نعمان بن شراحیل۔

امیمہ ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو احمد زبیری، عبدالرحمان بن غسیل، حمزہ بن ابی اسید، عباس بن سہل) ابواسید اور سہل سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمارے پاس سے گزرے ہم بھی آپ کے ساتھ ہو گئے۔ ہم "شوط" باغ کی طرف روانہ ہو کر دو باغوں کے درمیان بیٹھ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم یہیں بیٹھو اور خود آپ ﷺ باغ میں چلے گئے اور جونیہ کو لایا گیا اور وہ امیمہ بنت نعمان بن شراحیل کے مکان میں بیٹھ رہی۔ اس کے ساتھ اس کی دایہ بھی تھی۔ جب آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے تو فرمایا اپنی ذات مجھے ہبہ کر دے تو اس نے کہا کیا ملکہ اپنی ذات بازاری آدمی کو ہبہ کر سکتی ہے نیز اس نے کہا میں تجھ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگتی ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا تو نے مجھ سے پناہ مانگی ہے۔ پھر آپ ﷺ وہاں سے نکل کر ہمارے پاس آ گئے اور فرمایا اے ابو اسید اس کو دو کپڑے دے دو اور اس کے گھر پہنچا دو۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ راوی کہتے ہیں کہ بنی جون کی خاتون کا نام امیمہ ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ابونعیم، عبدالرحمان بن غسیل، حمزہ بن ابی اسید) ابی اسید سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے "شوط" باغ سے گزر کر دو باغوں کے درمیان پہنچ کر بیٹھ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم یہاں بیٹھو اور خود آپ ﷺ باغ کے اندر چلے گئے وہاں جونیہ کو لایا گیا۔ امیمہ بنت نعمان بن شراحیل کے مکان میں اتارا وہ اس کے ساتھ اس کی دایہ بھی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ اس کے پاس گئے تو اس کو کہا اپنی ذات مجھے نذر کر دو۔ تو اس نے کہا کیا ملکہ بھی اپنی ذات بازاری کو ہبہ کرتی ہے؟ اور رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اس کی جانب بڑھایا تا کہ اس کے جسم پر سکون کی خاطر رکھیں تو اس نے کہا میں آپ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگتی ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا تو نے خدا تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگی ہے پھر آپ ﷺ ہمارے پاس چلے آئے اور فرمایا اے ابو اسید اس کو دو کپڑے دے کر اس کو گھر پہنچا دو۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (حسین بن ولید، عبدالرحمان بن غسیل، عباس بن سہل بن سعد) سہل بن سعد اور ابو اسید سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے امیمہ بنت شراحیل سے شادی کی۔ جب وہ آپ ﷺ کے پاس آئی تو آپ ﷺ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا گویا اس نے یہ گوارا نہ سمجھا تو آپ ﷺ نے ابو اسید کو ارشاد فرمایا کہ وہ اس کو دو کپڑے دے کر تیار کرے گھر جانے کے لئے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن محمد، ابراہیم بن ابی الوزیر، عبدالرحمان بن غسیل، حمزہ اور عباس بن سہل بن سعد) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ان سے روایات میں منفرد ہیں دوسرے اصحاب کتب سے۔

پناہ مانگنے والی کون تھی؟ ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (حمیدی، ولید) اوزاعی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ نبی علیہ السلام کی وہ کون سی بیوی ہے جس نے رسول اللہ ﷺ سے پناہ مانگی تھی تو امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بتایا کہ بنت جون جب رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں آئی تو اس نے کہا "اعوذ باللہ منک" تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے عظیم ہستی کے ساتھ پناہ مانگی ہے اپنے خاندان میں چلی جا۔

یہ حدیث (محمد بن ابی ذئب، ولید از زہری، عروہ) سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو بتایا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

اس میں مسلم سے منفرد ہیں۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ نے ابو عبداللہ محمد بن اسحاق بن مندہ کی کتاب المعرفہ میں دیکھا ہے کہ پناہ مانگنے والی خاتون کا نام امیمہ بنت نعمان بن شراحیل ہے۔ بعض لوگ فاطمہ بنت ضحاک کہتے ہیں لیکن صحیح یہی ہے کہ اس کا نام امیمہ ہے واللہ اعلم۔

عمرہ کلابیہ۔۔۔۔ ابن عمر کا خیال ہے کہ عمرہ کلابیہ کی ماں کے والد نے تعریف کی کہ وہ کبھی بیمار نہیں ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے بے رغبتی اور نفرت کا اظہار کیا۔

محمد بن سعد زہری سے روایت کرتے ہیں کہ فاطمہ بنت ضحاک بن سفیان نے رسول اللہ ﷺ سے پناہ مانگی تو آپ ﷺ نے اس کو طلاق دے دی۔ وہ مینگنیاں چنا کرتی تھی اور کہا کرتی تھی ”انا الشقیہ“ ”میں بدنصیب ہوں“۔ آپ ﷺ نے اس سے ذی القعدہ ۸ھ میں نکاح کیا اور وہ ۶۰ھ میں فوت ہوئی۔

وہ خواتین جن سے آپ ﷺ نے نکاح کیا اور گھر میں نہیں بسایا۔۔۔۔ یونس نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ وہ عورتیں جن سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا اور گھر آباد نہیں کیا۔ حضرت اسماء بنت کعب جونیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عمرہ بنت یزید کلابیہ رضی اللہ عنہا ہے (ابن ہشام نے اسماء بنت نعمان بن جون کندیہ بیان کیا ہے) ابن عباس رضی اللہ عنہ اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ وہ اسماء بنت نعمان بن ابی الجون ہے واللہ اعلم۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب اس خاتون نے پناہ مانگی تو آپ ﷺ ناراض ہو کر اس کے پاس سے چلے آئے تو اشعث نے کہا یا رسول اللہ ﷺ رنجیدہ نہ ہوں میرے پاس اس سے زیادہ خوبصورت عورت ہے چنانچہ اس نے اپنی بہن قتیلہ کا آپ ﷺ سے نکاح کر دیا۔ زہری کے علاوہ معمر کا بیان ہے کہ یہ واقعہ ۹ھ کا ہے۔ سعید بن ابی عروبہ قتادہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ۱۵ خواتین سے شادیاں کیں ان میں حضرت ام شریک انصاریہ نجاریہ رضی اللہ عنہا شامل ہے اس کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں انصار میں شادی کرنا چاہتا ہوں لیکن میں ان کی خواتین کی غیرت کو پسند نہیں کرتا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کو گھر نہ بسایا۔ اسماء بنت صلت سلمیہ (از بنی حرام) سے شادی کی اور اس کو گھر آباد نہ کیا اور عمرہ بنت حارث عرب کو شادی کا پیغام بھیجا۔

آپ ﷺ نے ۱۸ عورتوں سے شادی کی۔۔۔ امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ اور ابو عبیدہ معمر بن مثنی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اٹھارہ عورتوں سے شادی کی ان میں اشعث بن قیس کی ہمشیرہ قتیلہ بھی شامل ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے وفات سے دو ماہ پہلے اس سے شادی کی اور بعض کہتے ہیں کہ مرض الوفات میں اس سے شادی کی تھی۔ نہ آپ ﷺ کے پاس آئی نہ آپ ﷺ نے اسے دیکھا نہ اس کو گھر بسایا۔

بعض کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی کہ قتیلہ کو اختیار ہے چاہے تو وہ پردہ کرے اور حضرات امہات المؤمنین کی طرح وہ بھی امت پر حرام ہو گی، چاہے وہ نکاح کر لے۔ اس نے نکاح کرنے کو ترجیح دی اور حضر موت میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل سے نکاح کر لیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی تو انہوں نے کہا میرا عزم ہے کہ ان دونوں کو جلا کر بھسم کر دوں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ امہات المؤمنین میں شامل نہیں ہے رسول اللہ ﷺ نے اس کو گھر بسایا نہ اس کو پردہ میں داخل کیا۔

ابو عبیدہ کا بیان ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں کوئی وصیت نہیں کی تھی آپ ﷺ کے بعد مرتد ہو گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ استدلال پیش کیا چونکہ مرتد ہو گئی ہے اس لئے وہ امہات المؤمنین کے سبب سے ساقط ہے۔ محمد بن ابن مندہ کا بیان ہے کہ وہ عورت مرتد ہوئی تھی وہ ”برہوتہ“ ہے۔ حافظ ابن عساکر نے حضرت داؤد بن ابی ہند کے طریق سے (داؤد بن ابی ہند عن عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اشعث بن قیس کی بہن قتیلہ سے نکاح کیا اور اسے اختیار دینے سے پہلے آپ ﷺ فوت ہو گئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس سے خلاصی دے دی۔

حماد بن سلمہ (داؤد بن ابی ہند) شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل نے جب قتیلہ سے شادی کر لی تو حضرت ابوبکر

رضی اللہ عنہ نے اس کا سر قلم کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو گھر نہیں بسایا اور وہ اپنے بھائی کے ساتھ مرتد ہوگئی ہے لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ذمہ سے بری ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بار بار یہ کہتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سر قلم کرنے سے باز آگئے۔

فاطمہ اور سبا کا اضافہ: ... امام حاکم کا بیان ہے کہ ابوعبیدہ نے ازواج مطہرات کی تعداد میں فاطمہ بنت شریح اور سبا بنت اسماء بن صلت سلمیہ کا اضافہ بیان کیا ہے (کامل میں ہے کہ سنی بنت صلت یا سنا بنت اسماء بنت صلت) ابن عساکر نے اپنی سند سے جو جابر بن سند قتادہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ نیز ابن الکلبی سے محمد بن سعد نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ ابن سعد نے بیان کیا ہے کہ یہ "سبا" ہے اور ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے کہ اس کا نسب یوں ہے سبا بنت صلت بن حبیب بن حارثہ بن ہلال بن حرام بن سماک بن عوف سلمی۔

ہشام بن محمد بن سائب کلبی، عرزمی، نافع، ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیویوں میں حضرت سبا رضی اللہ عنہا بنت سفیان بن عوف بن کعب بن ابی بکر بن کلاب شامل ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو اسید کی ایک عامری خاتون عمرہ بنت یزید بن رواس بن کلاب کی طرف نکاح کا پیغام دے کر بھیجا اور آپ ﷺ نے اس سے نکاح کر لیا۔ آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ اس کے جسم پر برص کے داغ ہیں چنانچہ آپ ﷺ نے اس کو طلاق دے دی۔

حضرت ملیکہ رضی اللہ عنہا: ... محمد بن سعد واقدی ابو معشر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ملیکہ رضی اللہ عنہا بنت کعب سے نکاح کیا، یہ بڑی حسین و جمال ضرب المثل تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے پاس گئیں اور اس کو کہا کیا تجھے حیا نہیں آتی کہ اپنے والد کے قاتل کی منکوحہ ہو (فتح مکہ کے دن حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے اس کے والد کو قتل کر دیا تھا) چنانچہ جب اس نے آپ ﷺ سے پناہ مانگی اور آپ ﷺ نے اس کو طلاق دے دی۔ اس کے خاندان کے لوگ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کم سن ہے۔ کوئی عقل و فکر نہیں رکھتی اور دھوکہ میں آگئی ہے آپ ﷺ رجوع فرما لیں۔ آپ ﷺ نے رجوع سے انکار کر دیا تو انہوں نے اجازت طلب کی کہ بنی عذرہ کے کسی عزیز سے شادی کر دیں تو آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی۔

واقدی (عبدالعزیز جندعی، والد) عطاء بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو رمضان ۸ھ میں گھر بسایا اور وہ آپ ﷺ کے پاس فوت ہوئی۔ واقدی کا بیان ہے کہ ہمارے اصحاب اس بات کا انکار کرتے ہیں۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا نکاح مکہ مکرمہ میں ہوا: ...... حافظ ابن عساکر (ابوالفتح یوسف بن عبدالواحد ماہانی، شجاع بن علی، ابوعبداللہ بن مندہ، حسن بن محمد بن حکیم مروزی، ابوالموجہ محمد بن عمرو فزاری، عبداللہ بن عثمان، عبداللہ بن مبارک، یونس بن یزید) زہری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مکہ میں شادی کی اور وہ اس سے پہلے عتیق بن عائذ مخزومی کی بیوی تھیں۔ پھر مکہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا اس کے بعد مدینہ میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر رضی اللہ عنہ سے شادی کی وہ اس سے پہلے خنیس بن حذافہ سہمی کی زوجہ تھیں۔ پھر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ سے شادی کی اور وہ اس سے پہلے سکران بن عمرو برادر بنی عامر بن لؤی کی بیوی تھی۔ پھر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے شادی کی اور وہ اس سے پہلے عبیداللہ بن جحش اسدی کی بیوی تھیں۔ پھر حضرت ام سلمہ ہند رضی اللہ عنہا بنت ابی امیہ سے شادی کی اور وہ پہلے از بنی ابو سلمہ رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عبدالاسد بن مخزومی کی بیوی تھیں۔ پھر حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش رضی اللہ عنہا سے شادی کی اور حضرت عالیہ رضی اللہ عنہا بنت ظبیان سے جو بنی ابی بکر بن عمرو بن کلاب سے شادی کی اور بنی جون کندی کی ایک خاتون سے نکاح کیا غزوہ سے پہلے (جس نے "معاذ" کا سہارا لیا) حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث بن ابی ضرار کے جو بنی مصطلق غزوہ کی اسیر تھیں اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی بن اخطب جو بنی نضیر کی گرفتار کی۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا دونوں مال غنیمت سے تھیں تو آپ ﷺ ان کے لئے باری تقسیم کرتے تھے۔

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو سریہ اور لونڈی بنایا اور ان کے شکم سے ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور حضرت ریحانہ بنت زید کو گرفتار کیا پھر ان کو آزاد کر دیا اور وہ اپنے خاندان میں چلی گئیں اور باپردہ رہتی تھیں۔

آپ ﷺ نے عالیہ بنت ظبیان کو طلاق دی اور بنی عمرو بن کلاب کی خاتون سے علیحدگی اختیار کی، نیز بنو جون کندیہ کی خاتون سے برص کے باعث علیحدگی پسند کی۔ حضرت زینب بنت خزیمہ ہلالیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ۴ھ میں فوت ہو گئیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ عالیہ بنت ظبیان جس کو طلاق دی تھی وہ تحریم نساء سے پہلے اس سے شادی کی تھی، چنانچہ اس نے اپنے ابن عم سے شادی کر لی اور اس سے اولاد پیدا ہوئی۔ اس حدیث میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے مدینہ میں نکاح ہونے کی غرابت کی وجہ سے ہم نے یہ بیان کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ آپ کا نکاح مکہ میں ہوا، جیسا کہ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم۔

نکاح کی بہترین ترتیب ... یونس بن بکیر محمد بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہجرت سے تین سال قبل مکہ میں فوت ہو گئیں، آپ ﷺ نے ان کی زندگی میں کوئی نکاح نہیں کیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ابو طالب ایک ہی سال میں فوت ہوئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ...

(۱) حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ سے شادی کی۔

(۲) ... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا۔ ان کے علاوہ کسی کنواری لڑکی سے شادی نہیں کی اور ان سے کوئی اولاد بھی نہیں ہوئی۔

(۳) .. حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔

(۴) ... حضرت زینب بنت خزیمہ ہلالیہ رضی اللہ عنہ سے شادی کی۔

(۵)..... حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے شادی کی۔

(۶) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہند بنت ابی امیہ سے۔

(۷) ... حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش سے شادی کی۔

(۸) .. حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا۔

(۹) .. حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب سے۔ آپ کے بعد حضرت میمونہ بنت حارث ہلالیہ رضی اللہ عنہ سے شادی کی۔

یہ ترتیب زہری کی ترتیب کی نسبت احسن اور صحت و درستگی کے زیادہ قریب ہے۔ واللہ اعلم۔

بنی غفار کی خاتون ... یونس بن بکیر (ابو یحییٰ جمیل بن زید طائی) حضرت کعب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی غفار کی خاتون سے شادی کی، آپ ﷺ اس کو گھر لائے تو معلوم ہوا کہ اس کے سینے میں برص کا داغ ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس سے علیحدہ ہو گئے اور صبح کو آپ ﷺ نے فرمایا اپنے خاندان میں چلی جا۔ آپ ﷺ نے اس کو کامل مہر ادا کیا۔ ابو نعیم نے حدیث جمیل طائی، کعب بن زید انصاری (ان لوگوں میں سے ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کا شرف حاصل ہے) سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی غفار کی خاتون سے شادی کی۔ پھر یہی حدیث بیان کی۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے جن عورتوں سے نکاح کیا اور گھر آباد نہیں کیا، ان میں سے حضرت ام شریک رضی اللہ عنہ ازدیہ شامل ہے۔ بقول واقدی یہ بات ثابت ہے کہ وہ دوسیہ تھی۔ بعض اس کو انصاریہ کہتے ہیں اور "عامریہ" بھی کہا گیا ہے اور اس کو حضرت خولہ رضی اللہ عنہ بنت حکیم سلمی بھی کہا گیا ہے۔ واقدی کے قول کے مطابق اس کا نام غزیہ بنت جابر بن حکیم ہے۔

ابن اسحاق (حکیم بن حکیم، محمد بن علی بن حسین) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چودہ خواتین سے شادی کی، ان میں حضرت ام شریک غزیہ بھی شامل ہے۔ جس نے اپنی ذات رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دی تھی۔ سعید بن ابی عروبہ قتادہ سے روایت کرتے

ہیں کہ حضرت ام شریک انصاریہ نجاریہ سے رسول اللہ ﷺ نے شادی کی (اور فرمایا کہ میں انصار میں شادی کرنا پسند کرتا ہوں لیکن مجھے ان عورتوں کی غیرت پسند نہیں) اور ان کو گھر نہیں بسایا۔

محمد بن اسحاق (از حکیم از محمد بن علی از یزید الاصم یا ازعلی) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لیلیٰ بنت خطیم انصاریہ سے شادی کی وہ بڑی غیرت مند خاتون تھیں۔ اس کو آپ ﷺ سے اندیشہ لاحق ہوا تو اس نے نکاح کے فسخ کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے وہ درخواست منظور فرمائی۔

وہ خواتین جن کو آپ ﷺ نے نکاح کا پیغام بھیجا اور ان سے نکاح نہیں کیا اسماعیل بن ابی خالد، ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو نکاح کا پیغام بھیجا اور اس نے معذرت کر دی کہ اس کی چھوٹی چھوٹی اولاد ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ خیال ترک کر دیا اور فرمایا اونٹ پر سواری کرنے والی بہترین عورتوں میں سے قریش کی نیک عورتیں ہیں جو بچوں پر شفیق مہربان اور شوہر کے مال کی محافظ نگران ہیں۔

عبدالرزاق (معمر، زہری، سعید بن مسیب) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ام ہانی بنت ابی طالب کو نکاح کا خط بھیجا تو اس نے معذرت کر لی یا رسول اللہ ﷺ! میں عمر رسیدہ اور عیال دار ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (عبد بن حمید، عبیداللہ بن موسیٰ، اسرائیل، سدی، ابو صالح) ام ہانی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا میں نے معذرت کی اور آپ ﷺ نے عذر قبول کر لیا پھر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی (۳۳/۵۰) "ہم نے تمہارے لیے حلال فرما دی ہیں تمہاری وہ بیویاں جن کو تم مہر دو اور تمہارے ہاتھ کا مال یعنی کنیزیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں غنیمت میں دی ہیں اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی" ام ہانی کا بیان ہے کہ میں ان کے لیے حلال نہ تھی کیونکہ میں نے آپ ﷺ کے ہمراہ ہجرت نہ کی۔ میں تو فتح مکہ کے آزاد شدہ لوگوں میں سے تھی۔ یہ حدیث حسن ہے صرف سدی کی سند سے ہم اس کو جانتے ہیں۔

غیر مہاجر خواتین اس روایت کا تقاضا ہے کہ غیر مہاجر عورتیں آپ ﷺ کے لیے حلال نہ تھیں۔ قاضی ماوردی نے اپنی تفسیر میں مطلقاً یہ مسلک بعض علماء سے بیان کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اللاتی ہاجرن معک (۳۳/۵۰) سے مراد وہ قرابت دار ہیں جو قرآن کریم میں مذکور ہیں۔

جملہ اللاتی "ہاجرن" بمعنی "اسلمن" ہے یعنی قوم میں سے مسلمان خواتین آپ ﷺ کے لیے حلال ہیں کفار کے علاوہ، وہ سب انصاری عورتیں آپ سے شادی کرنے سے یہ آیت مانع نہیں اگرچہ انصار میں شادی کرنے کی حدیث صحیح ہو لیکن آپ ﷺ نے کسی انصاری عورت کو گھر میں نہیں بسایا۔

ماوردی نے شعبی سے نقل کیا ہے کہ ام المساکین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا انصاری عورت ہے یہ درست نہیں کیونکہ وہ بلا اختلاف ہلالیہ ہیں۔ واللہ اعلم۔

پیش گوئی ...... محمد بن سعد (ہشام بن کلبی، ابیہ، ابو صالح) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سورج کی طرف پشت کیے تشریف فرما تھے کہ لیلیٰ بنت خطیم آئی اور اس نے آپ ﷺ کے کندھے پر ہاتھ مارا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کون ہے؟ اس کو شیر پھاڑ کھائے۔ اس نے کہا میں ہوں پرندوں کو کھلانے والے اور ہوا سے مقابلہ کرنے والے کی بیٹی! میں ہوں لیلیٰ بنت خطیم۔ میں اپنی ذات آپ کے سپرد کرنے آئی ہوں آپ مجھ سے نکاح کر لیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے قبول کر لیا۔ وہ اپنی قوم کے پاس گئی اور اس نے بتایا کہ میں نے نبی علیہ السلام سے شادی کر لی ہے تو قوم نے کہا کہ تم نے برا کیا تو غیرت مند عورت ہے اور رسول اللہ ﷺ کی بیویاں ہیں تو ان سے غیرت کرے گی تو رسول اللہ ﷺ بددعا کریں گے اس لیے تو ان سے نکاح کی فسخ کی درخواست کر۔ پھر وہ واپس آئی اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا نکاح فسخ کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے اس کی درخواست قبول فرما لی۔ پھر اس نے مسعود بن اوس بن سواد بن ظفر سے نکاح کر لیا اور اس کے ہاں اولاد ہوئی۔ وہ ایک مرتبہ مدینہ کے ایک باغ میں نہا رہی تھی کہ اس پر بھیڑیا آیا اور اس نے حملہ کیا اور اس کے جسم کا کچھ حصہ کھا گیا اور وہ فوت ہو گئی۔

ضباعہ: مذکورہ بالا سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ضباعہ بنت عامر بن قرط، عبداللہ بن جدعان کی بیوی تھیں۔ اس نے ضباعہ کو طلاق دے دی تو اس سے ہشام بن مغیرہ نے شادی کر لی اور سلمہ بن ہشام پیدا ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کو اس کے بیٹے سلمہ کی معرفت نکاح کا پیغام دیا تو اس کے بیٹے نے کہا میں مشورہ کر لوں۔ اس نے والدہ سے اجازت طلب کی تو والدہ نے کہا بیٹا کیا تو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں مجھ سے اجازت طلب کرتا ہے؟ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، خاموش رہا اور کوئی جواب نہ دیا۔

گویا بیٹے کا خیال تھا وہ عمر رسیدہ ہو گئی ہے اور رسول اللہ ﷺ بھی خاموش رہے۔ (دوبارہ نہ پوچھا)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ...... بسند بالا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفیہ بنت بشامہ بن نضلہ عنبری کو اپنے نکاح کا پیغام بھیجا، رسول اللہ ﷺ نے اس کو اختیار دیتے ہوئے کہا چاہے تو مجھے پسند کر لے یا اپنے شوہر کو تو اس نے کہا میں اپنے خاوند کو پسند کرتی ہوں۔ تو آپ ﷺ نے اس کو خاوند کے پاس بھیج دیا اور بنی تمیم نے اس کو لعن طعن کی۔

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا ...... محمد بن سعد (واقدی موسیٰ بن محمد بن ابراہیم تیمی) محمد بن ابراہیم تیمی سے روایت کرتے ہیں کہ خاتون ام شریک جو کہ بنی عامر بن لوی سے تھی اپنی ذات کو رسول اللہ ﷺ کی نذر کر دیا آپ ﷺ نے اس کو قبول نہ فرمایا وہ شادی کے بغیر ہی فوت ہو گئی۔ محمد بن سعد (وکیع، شریک، جابر، جعفر) علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ام شریک دوسیہ سے شادی کی۔ جعفر، واقدی ہمارے نزدیک یہ بات محقق ہے کہ وہ قبیلہ کے دوسی خاندان میں سے تھیں۔ محمد بن سعد کے مطابق ان کا نام غزیہ بنت جابر بن حکیم ہے۔

محمد بن سعد ہشام بن محمد (الکلبی) بیان کرتے ہیں کہ کسی نے بتایا حضرت ام شریک نے اپنی ذات کو رسول اللہ ﷺ کے لئے پیش کیا اور وہ صالح عورت تھی۔

جن کو پیغام نکاح دیا ...... ان خواتین میں سے جن کو پیغام دیا اور ان سے نکاح نہ ہوا۔ وہ جمرہ بنت حارث بن عوف بن ابی حارثہ مری ہے۔ اس کے والد نے کہا اس کو برص ہے۔ حالانکہ برص نہ تھی۔ وہ واپس گیا تو وہ برص میں مبتلا ہو چکی تھی۔ اور یہ شبیب بن برصاء شاعر کی والدہ ہے۔ سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ کے رضاعی بھائی ...... آپ ﷺ نے حبیبہ بنت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کو نکاح کا پیغام دیا پھر معلوم ہوا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی ہیں کیونکہ ابولہب کی کنیز ثوبیہ نے دودھ پلایا تھا۔

آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کی تین اقسام ...... یہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کا تذکرہ ہے اور یہ تین قسم پر منقسم ہیں:

(۱) ...... جن کو گھر بسایا اور ان کو چھوڑ کر فوت ہوئے۔ یہ کل نو حرم ہیں اور یہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد بالاجماع امت پر حرام ہیں اور ان کی عدت ان کی موت تک ہے اور تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم رسول اللہ ﷺ کو ایذا دو اور نہ یہ کہ تم آپ ﷺ کی بیویوں سے آپ ﷺ کے بعد کبھی نکاح کرو بے شک یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔ (۳۳/۵۳)

(۲) ...... وہ بیویاں جن کو گھر آباد کیا اور ان کو طلاق دے دی۔ کیا ان کی عدت گزر جانے کے بعد ان سے نکاح جائز ہے؟

اس میں دو مسلک ہیں۔

(۱) ...... ما بقا آیت کے عموم کی وجہ سے نکاح بالکل ناجائز ہے۔

(۲) ...... آیت تخییر (۳۳/۲۸) کی وجہ سے جائز ہے۔ اے نبی (ﷺ) اپنی بیویوں سے کہہ دو اگر تمہیں دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش منظور ہے تو میں تمہیں کچھ دے کر اچھی طرح سے رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیک عمل

کے نے جو ذکر کیا ہے۔ (۳۲/۳۹) اگر رسول اللہ ﷺ سے فراق اور طلاق کے بعد ان کو نکاح کرنا روا نہ ہوتا تو دنیا اور آخرت میں سے ایک کو منتخب کرنے میں اس کو کوئی فائدہ نہ تھا کیونکہ آپ ﷺ کی طلاق غیر سے نکاح کو مباح نہیں کرتی تو ان کو کوئی فائدہ نہ ہوگا اور یہی قوی مسلک ہے۔ واللہ اعلم۔

(۳) جس خاتون سے آپ ﷺ نے نکاح کیا اور گھر بسانے سے پہلے اس کو طلاق دے دی تو اس کو کسی سے نکاح کرنا جائز ہے۔ اس تیسری قسم میں میرے علم کے مطابق کوئی نزاع نہیں۔ باقی رہی وہ خاتون جس کو آپ ﷺ نے نکاح کا پیغام بھیجا اور نکاح نہیں کیا تو اس کو کسی سے نکاح کرنا بالاولیٰ جائز ہے۔ "کتاب الخصائص" میں ان مسائل سے متعلق آئندہ ایک باب مستقل ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

نبی علیہ السلام کی لونڈیوں کے بیان میں

نبی علیہ السلام کی دو لونڈیاں تھیں۔

حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا۔۔۔ حضرت ماریہ بنت شمعون قبطیہ اسکندریہ کے حکمران جریج بن مینا نے آپ ﷺ کی خدمت میں بطور تحفہ ارسال کیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی بہن شیریں کو بھی تحفہ میں شامل کر دیا تھا۔ ابو نعیم کا بیان ہے کہ اس نے آپ ﷺ کو دو لونڈیاں تحفہ ارسال کی تھیں۔ واللہ اعلم۔ اور ایک خصی غلام مابور اور ایک خچر جس کو "دلدل" کہتے تھے آپ ﷺ نے اس تحفہ کو قبول فرمایا اور اپنی ذات کے لیے ماریہ کو منتخب فرمایا۔ یہ وہ مصر کی علاقہ "انصنا" کی بستی "حفن" کی رہنے والی تھیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خراج معاف کر دیا۔۔۔۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد حکومت میں ایک بستی کا خراج حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کی تعظیم و تکریم کی خاطر معاف کر دیا تھا کیونکہ ان کے بطن سے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بن محمد ﷺ پیدا ہوئے تھے۔

مابور و دلدل و ماریہ و شیریں۔۔۔۔ ماریہ نہایت حسین و جمیل اور سفید فام تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کو پسند تھیں اور آپ ﷺ ان سے محبت کرتے تھے اور ان کی آپ ﷺ کے ہاں قدر و منزلت تھی۔ خصوصاً حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت کے بعد۔ ان کی بہن شیریں کو آپ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ہبہ کر دیا تھا اس سے عبدالرحمن بن حسان پیدا ہوئے۔ مابور خصی غلام مصر کی اپنی عادت کے مطابق حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا و شیریں کے ہاں بغیر کسی کی اجازت کے آتا جاتا تھا۔ اس وجہ سے لوگوں نے حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں باتیں بنانی شروع کیں۔ ان کو معلوم نہیں تھا کہ وہ خصی ہے۔ یہاں تک کہ صورت حال واضح ہو گئی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ ہم یہ عنقریب بیان کریں گے) خچر پر رسول اللہ ﷺ سوار ہوا کرتے تھے۔ واضح رہے کہ جنگ حنین میں آپ ﷺ اسی پر سوار تھے واللہ اعلم۔ یہ خچر مدت دراز تک زندہ رہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ان کے پاس تھا اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے پاس رہا اور اس قدر عمر رسیدہ ہو گیا تھا کہ جو کا دلیہ اس کے لیے چارہ کے طور پر تیار کیا جاتا تھا۔

ابو بکر بن خزیمہ (محمد بن زیاد بن عبید اللہ، سفیان بن عیینہ، بشیر بن مہاجر، عبداللہ بن بریدہ، ابی حصیب) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ امیر قبط نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دو لونڈیاں جو بہنیں تھیں اور ایک خچر کا تحفہ ارسال کیا۔ مدینہ میں خچر پر رسول اللہ ﷺ سوار ہوا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک لونڈی اپنے پاس رکھ لی اس سے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور دوسری ہبہ کر دی۔

آپ ﷺ کا حضرت ماریہ اور ان کی بہن شیریں کو اسلام کی دعوت دینا۔۔۔۔۔ واقدی عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی صعصعہ سے روایت کرتے ہیں کہ ماریہ قبطیہ حسین و جمیل سفید فام اور گھنگھریالے بالوں والی تھیں۔ آپ ﷺ ان کو پسند کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ماریہ اور ان کی بہن شیریں کو ام سلیم بنت ملحان کے مکان پر رکھا۔ آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو اسلام کی دعوت پیش کی وہ مسلمان ہو گئیں۔ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کو جو نہایت شریف تھیں بطور کنیز اپنے گھر بسایا (اور ان کو "عالیہ" مقام میں منتقل کر دیا) اپنی ذاتی ملکیت میں جو بنی نضیر کی اراضی

تھی سے آپ ﷺ کے پاس تھی۔ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا وہاں موسم گرما میں کھجور کے پھل کی کٹائی کے موسم میں مقیم تھیں۔ رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔

حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بن رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے۔ ساتویں دن ان کا عقیقہ کیا۔ سر کے بال منڈوا کر ان کے وزن کے برابر چاندی خیرات اہل مساکین میں تقسیم کی اور بالوں کو زمین میں دفن کرنے کا ارشاد فرمایا اور ان کا نام حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ رکھا۔ رسول اللہ ﷺ کی کنیز سلمیٰ دایہ تھی اس نے بچے کی ولادت پر ابو رافع کو بتایا کہ اس نے ایک بچے کو جنم دیا ہے۔

ابو رافع نے رسول اللہ ﷺ کو خوشخبری سنائی تو آپ ﷺ نے اس کو ہبہ فرمایا۔ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے یہ بچہ پیدا ہوا تو رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات نے غیرت محسوس کی اور ان کو بہت گراں گزرا۔

حافظ دارقطنی (ابو عبید قاسم بن اسماعیل محاملی، زیاد بن ایوب، سعد بن زکریا مدائنی، ابن ابی سارہ، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اس کے بچے نے اس کو آزادی سے ہمکنار کر دیا''۔

بقول دارقطنی زیاد بن ایوب ثقہ ہے اور اس میں وہ متفرد ہے اس روایت کو امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے (حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ از عکرمہ) از ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور یہ ایک دوسری سند سے بھی مروی ہے۔

ہم (ابن کثیر) نے ''امہات الاولاد'' کی خرید و فروخت کا مسئلہ ایک مستقل تصنیف میں بیان کیا ہے۔ اور اس میں اہل علم کے تمام اقوال بیان کیے ہیں۔ جن کا خلاصہ آٹھ اقوال ہیں اور ہر قول و مسلک کی دلیل و حجت بیان کی ہے وللہ الحمد۔

حضرت یونس بن بکیر (محمد بن اسحاق، ابراہیم بن محمد بن علی بن ابی طالب، محمد) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے ام ابراہیم ماریہ کے بارے میں ان کے ابن عم، جو قبطی تھا، کی بابت چہ میگوئیاں کیں جو ان کے پاس آمد و رفت رکھتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے علی! یہ تلوار لو اور جاؤ اگر وہ ان کے پاس ہو تو اسے قتل کر دو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل میں گرم لوہے کی طرح ہوں۔ مجھے آپ ﷺ کے ارشاد پر عمل درآمد کرنے سے کوئی چیز مانع نہ ہوگی۔ کیا حاضر وہ چیز دیکھتا ہے جو غائب نہیں دیکھ سکتا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں! بلکہ شاہد و حاضر وہ دیکھتا ہے جس کے دیکھنے سے غائب عاجز ہوتا ہے۔ میں تلوار لٹکائے ہوئے اس کے پاس آیا تو ''ابن'' وہ ام ابراہیم کے پاس تھا میں نے تلوار سونتی تو وہ گھبرا گیا اور سمجھ گیا کہ میں اسے قتل کرنا چاہتا ہوں تو وہ دوڑ کر ایک کھجور پر چڑھ گیا پھر اس نے خود کو گدی کے بل گرا دیا اور اپنی ٹانگیں اوپر اٹھا دیں۔ دیکھا تو اس کا آلہ تناسل کٹا ہوا تھا وہ مردوں والی صفات سے قطع کردہ ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ آپ ﷺ کو بیان کیا تو آپ علیہ السلام نے شکر ادا کیا کہ سب تعریف خدا کی ہے جس نے ہم ''اہل بیت'' سے اس تہمت کو دفع فرما دیا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن سعید، سفیان، محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جب آپ مجھے روانہ فرماتے ہیں تو میں آپ کے حکم کی تعمیل میں گرم لوہے کی طرح ہوں گا۔ کیا شاہد وہ ملاحظہ کرتا ہے جو غائب نہیں کر سکتا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شاہد وہ کچھ دیکھتا ہے جو غائب نہیں دیکھ سکتا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث مختصر بیان کی ہے۔ یہ مذکورہ سابق طویل حدیث (جو ہم نے ذکر کی ہے) کا خلاصہ ہے۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

طبرانی (محمد بن عمرو بن خالد حرانی، عمرو حرانی، ابن لہیعہ، یزید بن ابی حبیب اور عقیل، زہری) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا نے جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو جنم دیا تو قریب تھا کہ آپ کے دل میں کوئی شبہ پڑ جائے۔ یہاں تک کہ حضرت جبرئیل آئے اور اے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے والد! کہہ کر السلام علیکم کہا تو آپ کا وسوسہ دور ہو گیا۔

ابو نعیم، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ام ابراہیم کے ماموں زاد اور قبطی تھے۔ ان کے ساتھ ان کو بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تحفہ ارسال کیا گیا۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تنہائی میں گئے وہ امید سے ہو گئیں اور جب حمل واضح ہو گیا تو وہ پریشان ہو گئی اور رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ ان کی چھاتی میں دودھ نہیں تھا چنانچہ ایک بکری دودھ والی خریدی جس سے بچہ دودھ حاصل کرتا۔ پھر اس غذا سے بچہ کا جسم تیار ہو گیا۔ رنگ نکھر آیا اور خوبصورت ہو گیا۔ ایک دن بچے کو کندھے پر اٹھائے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے

عائشہ رضی اللہ عنہا! تو کیسی مشابہت دیکھتی ہے؟ تو میں نے عرض کیا میں اور میرے علاوہ کوئی بھی مشابہت نہیں پاتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جسمانی ڈیل ڈول بھی نہیں آتا؟ میں نے عرض کیا جو بھی بکری کے دودھ کی غذا پائے اس کا جسم بڑا ہوتا ہے۔

حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کی وفات ...... بقول واقدی حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا محرم ۱۶ھ میں فوت ہوئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کیا۔ مفضل بن غسان غلابی کا بھی یہی قول ہے۔ اور بقول خلیفہ، ابو عبیدہ، یعقوب بن سفیان ۱۵ھ میں فوت ہوئیں۔ رحمہا اللہ تعالیٰ۔

ریحانہ بنت زید نضیریہ یا قریظیہ ۱۰ھ ...... واقدی کے قول کے مطابق ریحانہ بنت زید یا زید نضیریہ اپنے خاندان میں شادی شدہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنا لیا تھا۔ اسے اپنے لئے منتخب فرمایا تھا وہ ایک خوب صورت عورت تھی۔ آپ ﷺ نے اس کے سامنے اسلام پیش کیا تو اس نے یہودیت ترک کرنے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے علیحدہ مکان میں اس کی رہائش کا انتظام کر دیا اور اسلام قبول نہ کرنے کی وجہ سے کافی غمگین ہوئے۔ ثعلبہ بن سعیہ کو بلایا اور اس صورت حال سے آگاہ کیا تو اس نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان، ان شاء اللہ تعالیٰ اسلام قبول کر لے گی۔ چنانچہ وہ اس کے پاس گئے اور تبلیغ کرنے لگے کہا اپنی قوم کے دین کی پیروی نہ کر، تجھے معلوم ہے کہ حیی بن اخطب کی وجہ سے تم پر کیسے مصائب نازل ہوئے ہیں، اسلام قبول کر لے، رسول اللہ ﷺ تجھے اپنے لئے منتخب کر لیں گے۔ ابھی رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ نے پاؤں کی آہٹ سنی تو فرمایا ابن سعیہ کے پاؤں کی آہٹ ہے وہ مجھے ریحانہ کے اسلام قبول کرنے کی بشارت دینے آیا ہے۔ چنانچہ وہ آئے اور انہوں نے حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا کے اسلام قبول کرنے کا مژدہ سنایا اور آپ ﷺ یہ سن کر خوش ہوئے۔

آپ ﷺ کا بنی قریظہ پر فتح پانے کے بعد حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا کا آپ ﷺ کی ملکیت میں آنا

محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بنی قریظہ پر فتح یاب ہوئے تو ریحانہ بنت عمرو بن خنافہ کو اپنے لئے منتخب فرما لیا۔ وہ تاحیات آپ ﷺ کی ملکیت میں رہیں۔ آپ ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت پیش کی تھی اس کے بعد اس سے شادی کا اظہار کیا تھا لیکن اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ پھر ابن اسحاق نے گزشتہ واقدی کی طرح روایت بیان کی ہے۔

واقدی (عبدالملک بن سلیمان، ایوب بن عبدالرحمان بن ابی صعصعہ) ایوب بن بشیر انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا کو ام منذر سلمی بنت قیس کے مکان پر منتقل کر دیا تھا۔ وہاں اس نے ایک حیض کے ایام گزارے۔ اس کے بعد ام منذر نے رسول اللہ ﷺ کو صورت حال سے آگاہ کیا تو آپ ﷺ ام منذر کے مکان پر تشریف لائے اور اس سے مخاطب ہوئے کہ اگر پسند ہو تو میں تجھے آزاد کر کے نکاح کر لوں، یہ بھی ہو سکتا ہے اگر چاہو تو کنیز بن کر رہو، تو میں تم سے کنیز کا سا معاملہ کروں گا۔ یہ سن کر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے ہاں کنیز رہنا میرے اور آپ کے لئے مفید اور آسان ہے۔ چنانچہ وہ تاحیات آپ ﷺ کی ملک میں رہی۔

واقدی ابن ابی ذئب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی کنیز تھی۔ آپ ﷺ نے اس کو آزاد کر کے نکاح کر لیا اور اپنے خاندان میں پردہ میں قیام پذیر تھی اور کہا کرتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد مجھے کوئی بے پردہ نہ دیکھے گا۔ واقدی کا بیان ہے کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک زیادہ ثابت ہے۔ اس سے پہلے حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا حکم کی بیوی تھی۔

واقدی (عاصم بن عبداللہ بن حکم) عمر بن حکم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا بنت زید بن عمرو بن خنافہ کو آزاد کر دیا۔ وہ اپنے خاندان کی محبوب اور محترم عورت تھیں۔ اس نے کہا کہ میں اس کے بعد کسی کی بیوی بننا نہیں چاہتی۔ وہ حسین و جمال

سے بیوہ ہو گئی۔ جب بنو قریظہ قیدی بنا لئے گئے تو سب قیدی رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کئے گئے۔ حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں بھی ان قیدیوں میں شامل تھی، جو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کئے گئے۔ آپ ﷺ نے میرے بارے میں حکم صادر فرمایا مجھے علیحدہ کر دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ ہر مال غنیمت میں کچھ خصوصی حصہ ہوتا تھا۔ جب میں باقی قیدیوں سے الگ کر دی گئی اور مجھے ام منذر کے مکان پر کئی دنوں کے لئے بھیج دیا یہاں تک کہ بالغ مرد قیدیوں کو قتل کر دیا اور قیدی عورتوں کو تقسیم کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں نے شرم و حیا کے باعث آپ ﷺ سے اجتناب کیا تو آپ ﷺ نے مجھے سامنے بٹھا کر فرمایا اگر تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے دین کو پسند کرے گی تو رسول اللہ ﷺ تجھے اپنی ذات کے لئے پسند کر لیں گے۔ میں نے عرض کیا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے دین کو پسند کرتی ہوں جب میں مسلمان ہو کر اسلام میں داخل ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے آزاد کر کے میرے ساتھ نکاح کر لیا اور مجھے ۱۲ اوقیے سے کچھ زائد مہر دیا جیسے آپ ﷺ اپنی ازواج کو دیا کرتے تھے اور ام منذر کے مکان میں رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ شب باشی کی۔ اور باقی بیویوں کی طرح میرے لئے بھی باری تقسیم فرمایا کرتے تھے اور میرے پردہ کا اہتمام کیا۔ رسول اللہ ﷺ الفت و محبت سے پیش آتے اور جو چیز مانگی آپ ﷺ اسے دے دیتے (اس صورت حال کو دیکھ کر) کسی نے کہا اگر تو رسول اللہ ﷺ سے بنی قریظہ کی رہائی اور آزادی کا سوال کرتی تو رسول اللہ ﷺ ان کو آزاد فرما دیتے تو وہ جواب میں کہتی قیدی عورتوں کی تقسیم کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے خلوت فرمائی اور بکثرت خلوت فرمایا کرتے تھے۔ وہ مسلسل آپ ﷺ کی خدمت میں رہی۔ اور حجۃ الوداع سے واپسی کے بعد فوت ہوئی اور اس کو جنت البقیع میں دفن کیا اور اس سے شادی محرم ۶ھ میں کی تھی۔

حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا کس قبیلہ سے ہیں؟ ...... ابن وہب (یونس بن یزید) از زہری سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ریحانہ بنی قریظہ کو بطور کنیز رکھا، پھر اس کو آزاد کر دیا اور وہ اپنے خاندان میں چلی گئی اور ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ کے قول کے مطابق ریحانہ بنت زید بن شمعون قبیلہ بنی نضیر میں سے تھی اور بعض کا خیال ہے کہ بنو قریظہ میں سے تھی یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس صدقہ کے نخلستان میں رہا کرتی تھیں۔ اور رسول اللہ ﷺ اس کے پاس کبھی کبھی قیلولہ (دوپہر کا آرام) فرمایا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے اس کو شوال ۶ھ میں قیدی بنایا تھا۔

ابو بکر بن خیثمہ (احمد بن مقدام از زہیر و سعید) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ماریہ اور ریحانہ دو لونڈیاں تھیں اور ریحانہ اس سے پہلے عبدالحکم کی بیوی تھیں جو اس کا چچا زاد بھائی تھا اور رسول اللہ ﷺ کی وفات سے پہلے فوت ہو گئی۔

آپ ﷺ کی چار لونڈیاں ...... ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی چار لونڈیاں تھیں ماریہ، ریحانہ قرظیہ، ایک اور حسین و جمیل کنیز تھی، بعض ازواج مطہرات نے اس سے کوئی تدبیر کی جس کا اندیشہ تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر ان سے غالب آ جائے گی۔ اور ایک "نفیسہ" لونڈی تھی جو ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو ہبہ کی تھی۔

آپ ﷺ کا ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے تین ماہ کا بائیکاٹ ...... ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کچھ نازیبا کلمات کہے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے ذوالحجہ، محرم اور صفر تین ماہ تعلق قطع رکھا اور ربیع الاول جس ماہ میں آپ ﷺ فوت ہوئے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے رضامند ہوئے اور ان کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کیا مجھے اپنی خوشی کا اندازہ نہیں کر سکتی آپ ﷺ کی رضا و خوشنودی کا کیا صلہ دوں، پھر انہوں نے آپ ﷺ کو اپنی "نفیسہ" لونڈی ہبہ کی۔ سیف بن عمر (سعید بن عبداللہ اعمی از ابن ابی ملیکہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا کو ایک باری تقسیم کرتے اور کبھی ان سے تجاوز کرتے۔

ابو نعیم نے واقدی سے نقل کیا ہے کہ حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا ۱۰ھ میں فوت ہوئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کیا۔ واللہ اعلم۔

نبی علیہ السلام کی اولاد کا بیان

بلا اختلاف نبی علیہ السلام کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئی سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے جو حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئے۔

حضرت قاسم مکہ میں سب اولاد سے پہلے فوت ہوئے ..... محمد بن سعد (ہشام بن کلبی، ابوہ، ابو صالح) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا بڑا لڑکا حضرت قاسم رضی اللہ عنہ تھا، پھر حضرت زینب رضی اللہ عنہا، پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، پھر حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، پھر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں اور آپ ﷺ کی اولاد میں سے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ مکہ میں پہلے فوت ہوئے، پھر حضرت عبداللہ فوت ہوئے تو عاص بن وائل سہمی نے طعن مارا کہ اس (نبی علیہ السلام) کی نسل منقطع ہو گئی ہے۔

یہ لا ولد و ابتر ہے تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ کوثر نازل فرمائی (انا اعطیناک الکوثر فصل لربک وانحر ان شانئک هو الابتر) اس کے بعد مدینہ میں آپ ﷺ کے ہاں حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ذوالحجہ ۸ھ میں پیدا ہوئے اور اٹھارہ ماہ کی عمر میں فوت ہو گئے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے والدہ کا دودھ پیا ..... ابوالفرج المعافی بن زکریا جریری (عبدالباقی بن نافع، محمد بن زکریا، عباس بن بکار، محمد بن زیاد، فرات بن سائب، میمون بن مہران) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے نبی علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن محمد ﷺ پیدا ہوئے۔ پھر ان کے ہاں دیر تک ولادت نہ ہوئی تو اس دوران رسول اللہ ﷺ کو بہت تکلیف دہ بات سننی پڑی۔ عاص بن وائل نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تھا کہ کسی نے اس سے پوچھا یہ کون ہے؟ تو عاص نے کہا یہ "ابتر" ہے۔ (قریش کا دستور تھا جب کسی کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا اس کے بعد دوسرا لڑکا دیر بعد پیدا ہوتا تو وہ اس شخص کو ابتر کہتے ہیں) پھر اللہ تعالیٰ نے "ان شانئک هو الابتر" نازل فرمائی یعنی محمد ﷺ سے بغض رکھنے والا ہر خیر و برکت سے محروم ہے۔

پھر حضرت زینب رضی اللہ عنہا، پھر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، پھر حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، پھر حضرت طاہر رضی اللہ عنہ، پھر حضرت مطہر رضی اللہ عنہ، پھر حضرت طیب رضی اللہ عنہ، پھر حضرت مطیب رضی اللہ عنہ، پھر ام کلثوم رضی اللہ عنہا، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جب بچہ پیدا ہوتا تو اس کو مرضعہ اور دایہ کے حوالے کر دیتی تھیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خود دودھ پلایا۔

ہیثم بن عدی (ہشام بن عروہ، سعید بن مسیب) مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے دو بیٹے تھے حضرت طاہر رضی اللہ عنہ اور حضرت طیب رضی اللہ عنہ، ایک کا نام عبدشمس تھا اور دوسرے کا عبدالعزیٰ (اس روایت میں نکارت اور عجیب پن ہے۔ واللہ اعلم)۔

محمد بن عائذ (سعید بن عبدالعزیز) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، حضرت طیب رضی اللہ عنہ، حضرت طاہر رضی اللہ عنہ، حضرت مطہر رضی اللہ عنہ، حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا پیدا ہوئے۔

زبیر بن بکار اپنے چچا مصعب بن عبداللہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت قاسم رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ پیدا ہوئے۔ طاہر کو طیب بھی کہتے ہیں یہ بعثت کے بعد پیدا ہوئے تھے، بچپن میں ہی فوت ہو گئے۔ ان کا نام عبداللہ ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا چار لڑکیاں پیدا ہوئیں۔

زبیر (ابراہیم بن منذر، ابن وہب، ابن لہیعہ) ابوالاسود سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، حضرت طاہر رضی اللہ عنہ، حضرت طیب رضی اللہ عنہ، حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور

ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

محمد بن فضالہ، بعض مشائخ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت قاسم اور حضرت عبداللہ پیدا ہوئے تو قاسم چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا تھا (جب فوت ہوگیا) اور عبداللہ بالکل بچپن میں فوت ہو گیا تھا۔

زبیر بن بکار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا [illegible] بعثت سے قبل [illegible] سے [illegible] کی [illegible] سے ان کے ہاں حضرت قاسم رضی اللہ عنہ پیدا ہوا، آپ ﷺ کا پہلا بیٹا تھا اور اسی کے نام سے آپ ﷺ کی کنیت ابوالقاسم ہوئی۔ پھر حضرت زینب رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔ عبداللہ جو طیب و طاہر کے لقب سے معروف ہیں بعثت کے بعد پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔ پھر حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پھر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔ اسی ترتیب سے یکے بعد دیگرے پیدا ہوئے۔ پھر مکہ میں حضرت قاسم سب سے پہلے فوت ہوئے۔ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے۔ پھر حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جنہیں مقوقس شاہ اسکندریہ نے بطور تحفہ ارسال کیا تھا اس کے ساتھ اس کی ہمشیرہ شیریں اور ایک خواجہ سرا بھی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے شیریں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ہبہ کر دی، اس کے بطن سے عبدالرحمٰن بن حسان رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی نسل ختم ہو چکی ہے۔

ابوبکر برقی کا بیان ہے کہ حضرت طاہر اور حضرت طیب رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ کے لقب ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں طیب اور مطیب توام پیدا ہوئے۔ نیز حضرت طاہر اور مطہر جڑواں پیدا ہوئے۔ مفضل بن غسان، امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ بن جنبل (عبدالرزاق ابن جریج) مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ کل سات اولاد مذکور ہے۔

تعاقب ...... ابن غسان کا بیان ہے کہ یہ غلط ہے اور مجھے یہ [illegible] معلوم ہوتا ہے نیز حافظ ابو نعیم نے اس کو بغیر سند کے نقل کیا ہے کہ قاسم پیدا ہوئے۔ سات دن زندہ رہ کر فوت ہو گئے۔ اور زہری کا بیان ہے کہ وہ دو سال کی عمر میں فوت ہو گئے اور مجاہد کا قول ہے وہ اس قدر زندہ رہے کہ پاؤں پر چلنے لگ گئے تھے۔ ہشام بن عروہ کا بیان ہے کہ زبیریوں نے طیب اور طاہر کا نام ترک کر دیا ہے اور مفضل کا قول ہے کہ [illegible] عبد مناف اور قاسم تھا اور لڑکیوں کے نام حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، ام کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ ابن عساکر نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے اور یہ منکر اور غیر معروف ہے۔ اس کو [illegible] معروف مسلک ہے۔

نوٹ ... حضرت زینب کا تذکرہ پہلے کیا جانا ضروری ہے واللہ اعلم۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا ...... عبدالرزاق نے ابن جریج کی معرفت متعدد مشائخ سے بیان کیا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی بڑی صاحبزادی تھیں اور حضرت فاطمہ چھوٹی اور رسول اللہ ﷺ کو سب سے پیاری تھیں۔

ابو العاص بن ربیع نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔ اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امامہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئے اور حضرت امامہ رضی اللہ عنہا وہی بچی ہے جسے رسول اللہ ﷺ نماز میں گود میں اٹھا لیتے تھے، جب سجدہ کرتے تو زمین پر بٹھا دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو گود میں اٹھا لیتے۔ غالباً یہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد کا واقعہ ہے۔ [illegible] واللہ اعلم۔ جیسا کہ [illegible] کا بیان ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امامہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔

[illegible] عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے جب مکہ سے ہجرت کی [illegible] ہبار بن اسود نے [illegible] آپ رضی اللہ عنہا [illegible] تکلیف [illegible] فوت ہو گئیں اور [illegible] شہید [illegible] کرتے ہیں۔ حضرت قتادہ [illegible] آپ رضی اللہ عنہا [illegible] سے نقل کیا ہے کہ وہ [illegible] شروع میں فوت ہو گئیں۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ۔۔ عتبہ بن ابی لہب سے پہلے ان کا نکاح ہوا جیسا کہ ان کی ہمشیرہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا عتیبہ بن ابی لہب سے نکاح ہوا تھا پھر جب سورۃ تبت یدا ابی لہب (الخ) نازل ہوئی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بغض اور عداوت کی وجہ سے ان کو گھر بسانے سے پہلے ہی طلاق دے دی تھی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی اور ان کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے۔

مشہور ہے کہ آپ حبشہ کی طرف پہلے ہجرت کرنے والے تھے پھر مکہ کی طرف واپس چلے آئے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، پھر مدینہ کی جانب ہجرت کی۔ ان کے ہاں عبداللہ بن عثمان پیدا ہوا اور وہ چھ سال کا ہوا تو مرغ نے اس کی آنکھوں میں ٹھونگا مارا اور وہ فوت ہو گیا۔ پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ تھی پھر انہوں نے ابو عمرو کنیت رکھ لی۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا ۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا جنگ بدر کے دن فوت ہو گئیں۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جب جنگ بدر کی فتح کی خوشخبری اور بشارت لے کر مدینہ آئے تو وہ ان کو دفن کر چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مدینہ میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کے لئے ٹھہر رہے اور آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مال غنیمت سے حصہ دیا اور ان کو اجر کی بھی خوشخبری سنائی۔ رسول اللہ ﷺ جب بدر سے واپس مدینہ تشریف لے آئے تو حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو ان کی زوجیت میں دے دیا۔ اسی لئے حضرت عثمان کو "ذوالنورین" کہتے ہیں۔ پھر حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی شعبان ۹ھ میں فوت ہو گئیں اور ان کے بطن سے کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر ہمارے پاس کوئی اور لڑکی ہوتی تو ہم عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں دے دیتے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اگر ہماری دس لڑکیاں ہوتیں تو ان سب کو ایک کے بعد دوسرے کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں دے دیتے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ۔ ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے بعد نکاح کیا۔ ان کی اولاد حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ (تیسرے محسن کا نام بھی بیان ہوا ہے) حضرت ام کلثوم اور حضرت زینب پیدا ہوئیں اور حضرت ام کلثوم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں شادی کی۔ اور ان کی خوب تعظیم و تکریم کی اور رسول اللہ ﷺ کے نسب میں ہونے کے باعث ان کو چالیس ہزار درہم مہر دیا اور ان کے بطن سے زید بن عمر بن خطاب پیدا ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد عون بن جعفر، محمد بن جعفر اور عبداللہ بن جعفر سے یکے بعد دیگرے شادی کی اور عبداللہ بن جعفر کی زوجیت میں ام کلثوم بیمار ہو گئیں۔ نیز عبداللہ بن جعفر نے زینب بنت علی رضی اللہ عنہ (بنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) سے بھی شادی کی اور ان کی زوجیت میں ہی فوت ہوئیں۔ (ان سے علی پیدا ہوئے۔ از مترجم)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تاریخ وفات ۔ رسول اللہ ﷺ کے چھ ماہ بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں۔ مشہور قول کے مطابق یہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جیسا کہ زہری رحمۃ اللہ علیہ اور ابو جعفر باقر سے بھی منقول ہے۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے ۳ ماہ بعد کی تاریخ بھی منقول ہے اور ابو الزبیر سے ۲ ماہ بعد بھی مذکور ہے اور حضرت ابو بریدہ کا بیان ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ستر دن تک زندہ رہیں اور عمرو بن دینار کا قول ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آٹھ ماہ زندہ رہیں۔ نیز عبداللہ بن حارث کا بھی یہی قول ہے ایک اور روایت میں عمرو بن دینار سے چار ماہ بھی منقول ہیں۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ۔ یہ ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے تھے۔ ذوالحجہ ۸ھ میں ابن سعد وغیرہ نے عبدالرحمن بن زید سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا حمل برقرار ہوا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا السلام علیک یا ابا ابراہیم! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ام ولد حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے ایک بچہ عنایت فرمایا اور اس کا نام ابراہیم رکھنے کا حکم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اس میں خیر و برکت کرے اور آپ کو دنیا

آخرت میں آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو گئے۔

حافظ بزار (محمد بن مسکین، عثمان بن صالح، ابن لہیعہ، عقیل اور یزید بن ابی حبیب، زہری) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم بن محمد ﷺ پیدا ہوا تو آپ کے دل میں کچھ وسوسہ پیدا ہوا تو جبریل نے آ کر کہا: اے ابراہیم کے والد! السلام علیکم۔

اسباط نے اسماعیل بن عبدالرحمٰن سدی سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے پوچھا کہ حضرت ابراہیم بن محمد ﷺ وفات کے وقت کتنی عمر کے تھے؟ انہوں نے کہا کہ اس نے (اپنے جسم سے) گہوارہ بھر دیا تھا، اگر وہ زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ لیکن وہ زندہ کیسے رہتا کیونکہ نبی علیہ السلام آخری نبی ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرزاق بن مہدی، سفیان، سدی) حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ اگر ابراہیم بن محمد ﷺ زندہ رہتے تو وہ "صدیق نبی ہوتے"۔ ابو عبیدہ بن منذری (محمد بن سعد، ورد، محمد بن ابراہیم، محمد بن عثمان بن جناب، ابو عامر اسدی، سفیان، سدی) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابراہیم بن محمد ﷺ ۱۸ ماہ کی عمر میں فوت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو جنت البقیع میں دفن کر دو، اس کو دودھ پلانے والی جنت میں ہے وہ اس کی مدت رضاعت جنت میں پوری کرے گی۔

ابو یعلیٰ (ابو خیثمہ، اسماعیل بن ابراہیم، ایوب، عمرو بن سعید) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کو نبی علیہ السلام سے زیادہ اپنے اہل و عیال پر رحم کرنے والا نہیں پایا۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا "عوالی مدینہ" میں شیر خوارگی کا انتظام کیا گیا تھا، آپ ﷺ کے ساتھ ہم بھی جاتے۔ آپ ﷺ ایک دھوئیں والے مکان میں تشریف لے جاتے کیونکہ دایہ کا شوہر لوہار تھا۔ پھر آپ ﷺ اس کو گود میں لیتے اور بوسہ دیتے پھر واپس چلے آتے۔ عمرو کا بیان ہے کہ جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابراہیم رضی اللہ عنہ میرا بیٹا ہے، وہ شیر خوارگی کے دنوں میں فوت ہوا ہے، اس کی دو دایہ ہیں جو جنت میں اس کی مدت رضاعت کی تکمیل کریں گی۔

جریر اور ابو عوانہ (اعمش، مسلم بن صبیح ابو الضحیٰ) حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ ۱۶ ماہ کی عمر میں فوت ہوئے تو آپ نے فرمایا اس کو "بقیع" میں دفن کر دو، جنت میں اس کی دایہ ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت (از عامر از براء) بیان کیا ہے اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی (از فراس از شعبی از براء بن عازب) اسی طرح بیان کیا ہے۔ نیز ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے از ابو اسحاق از حضرت براء رضی اللہ عنہ بھی بیان کیا ہے۔

ابن عساکر نے بسند عتاب بن محمد بن شوذب از عبداللہ بن ابی اوفیٰ بیان کیا ہے کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی باقی ماندہ مدت رضاعت جنت میں پوری ہوگی۔

ابو یعلیٰ موصلی (زکریا بن یحییٰ، ہشیم، اسماعیل) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن ابی اوفیٰ سے پوچھا یا ان سے کسی نے سوال کیا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے بارے میں تو میں نے جواب سنا کہ وہ بچپن میں فوت ہو گئے اگر نبی علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ کو نبی منظور ہوتا تو وہ زندہ رہتا۔ ابن عساکر (احمد بن محمد بن سعید، عبید بن ابراہیم جعفی، حسن بن ابی عبداللہ فراء، مصعب بن سلام، ابو حمزہ ثمالی، ابو جعفر محمد بن علی) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ رہتا تو وہ نبی ہوتا۔ ابن عساکر (محمد بن اسماعیل بن سمرہ، محمد بن حسن اسدی، ابو شیبہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا سے کفن میں مت لپیٹو یہاں تک کہ میں اس کو دیکھ لوں۔ چنانچہ آپ ﷺ تشریف لائے اور اس پر جھک کر اس قدر روئے کہ آپ ﷺ کے دونوں جبڑے اور دونوں پسلیوں میں اضطراب اور حرکت پیدا ہو گیا۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ابو شیبہ سے اس کی روایت پر اعتماد نہیں۔ ابن عساکر (مسلم بن خالد زنجی، ابن خثیم، شہر بن حوشب، اسماء بنت یزید بن سکن) سے روایت کرتے ہیں کہ ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوا تو رسول اللہ ﷺ رو دیئے، آپ ﷺ کے آنسو جاری ہو گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ﷺ اللہ کے حق کے زیادہ لائق اور اہل ہیں اور آپ بھی رو رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا آنکھیں اشکبار ہیں، دل غمناک ہے اور ہم وہ بات نہیں کہتے جو خدا کو ناپسند ہو، اگر موت کا سچا وعدہ اور باہمی مجتمع ہونا اور پچھلے کے پہلے کے ساتھ ملنا نہ ہوتا تو اے ابراہیم رضی اللہ عنہ! ہم اس

سے کئی دیگر طرق پر مشتمل ہیں جو اسناد ابراہیم رضی اللہ عنہ کی تدفین وغیرہ سے متعلق ہیں۔

آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (اسود بن عامر، اسرائیل، جابر، شعبی) براء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سولہ ماہ کی عمر میں فوت ہوئے اور نبی علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھائی، اور فرمایا کہ جنت میں اس کی دایہ ہے جو مدت رضاعت پوری کرے گی اور وہ صدیق کے مرتبہ پر فائز ہے۔ شعبی سے کئی لوگ اس روایت کو بھی بیان کرتے ہیں۔

ابو یعلیٰ (قواریری، اسماعیل بن ابی خالد) ابن ابی اوفیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لخت جگر حضرت ابراہیم نے چھوٹی عمر میں وفات پائی اور اگر آپ کے بعد کسی نبی کی ضرورت ہوتی تو آپ ﷺ کے بیٹے زندہ رہتے۔

یونس بن بکیر (محمد بن اسحاق، محمد بن عمرو بن حزم، عمرہ) حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ اٹھارہ ماہ کی عمر میں فوت ہوئے تو آپ نے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

ابن عساکر (ابو اسحاق بن محمد بن فروی، حسین بن عبداللہ، عکرمہ، علی بن ابی طالب، عبداللہ بن محمد) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم بن محمد ﷺ فوت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کی والدہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو غسل دیا اور قمیص میں کفنایا، پھر ان کو اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے، آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ قبر میں اترے اور ان کو دفن کیا، پھر ان کی قبر پر پانی چھڑکا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپ ﷺ نے فرمایا کہ آنکھیں اشکبار ہیں اور دل غمگین ہے مگر ہم وہی کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا ہو اور اے ابراہیم! ہم تیری جدائی سے غمگین ہیں۔

واقدی کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ منگل کے روز دس ربیع الاول ۱۰ھ کو اٹھارہ ماہ کی عمر میں فوت ہوئے بنی مازن بن نجار کے محلے میں ام بردہ بنت منذر کے مکان پر اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ جس روز حضرت ابراہیم فوت ہوئے اس دن سورج کو گرہن لگ گیا تو لوگ کہنے لگے ابراہیم کی وفات کی وجہ سے سورج گرہن ہوا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں کسی کی موت و حیات کی وجہ سے ان کو گرہن نہیں لگتا۔

نبی علیہ السلام کے غلاموں کا بیان

ہم ان کے اسمائے گرامی حروف تہجی کی ترتیب سے بیان کرتے ہیں۔ وباللہ المستعان۔

(۱) حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید بن حارثہ الکلبی: ان کی کنیت ابو محمد اور ابو زید بھی بیان کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے محبوب اور محبوب کے بیٹے تھے۔ ان کی والدہ ام ایمن ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی دایہ تھیں۔ آپ ﷺ کی وفات کے وقت یہ بیس برس کے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کا امیر مقرر کیا تھا جو شام کی طرف جانا تھا جہاں ان کے والد جنگ موتہ کے دوران شہید ہوئے، جس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (اور دیگر صحابہ) شامل تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اس لشکر کو روانہ کیا تھا۔

جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا لشکر "جرف" میں مقیم تھا (جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے) تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مستثنیٰ کروالیا کہ ان کی رائے کی روشنی میں فیصلے کر سکیں، چنانچہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مدینے میں رہنے کی اجازت دے دی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تکرار اور مذاکرات کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کر دیا۔ بہرحال آپ نے اعتراض کو رد فرما کر کہتے خدا کی قسم! میں اس علم کو نہیں کھولوں گا جس کو رسول اللہ ﷺ نے باندھا۔ چنانچہ لشکر روانہ ہو کر علاقہ شام کی حدود "بلقاء" میں مقیم ہو گیا۔ جہاں حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ، حضرت جعفر طیار اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ شہید ہوئے تھے۔ پھر اس نے علاقہ پر حملہ کیا مال غنیمت جمع کیا دشمنوں کو قیدی بنایا صحیح سالم اور فتح و نصرت سے ہمکنار ہو کر واپس چلے آئے۔ اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے جب بھی ملتے تو ان کو کہتے اے امیر! السلام علیکم۔

امیر جیش بنانے پر نکتہ چینی رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو امیر جیش مقرر کیا تو بعض نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی امارت پر اعتراض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے خطاب میں فرمایا اگر تم نے اس امارت پر نکتہ چینی کی ہے تو کوئی عجب بات نہیں "تم اس کے باپ کی امارت پر اس سے پہلے نکتہ چینی کر چکے ہو۔ واللہ وہ امارت کا اہل ہے اور وہ مجھے زید رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے محبوب ہے" اور یہ صحیح بخاری میں (موسیٰ بن عقبہ، سالم، ابیہ) مذکور ہے۔ نیز صحیح بخاری میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے اور حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں لے کر فرماتے الٰہی! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان کو محبوب بنا اور شعبی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ہے اس کو اسامہ رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا چاہیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معیار محبت اسی لئے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قومی رجسٹر وظیفہ خواروں کی فہرست تیار کی تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی پانچ ہزار تنخواہ مقرر کی اور اپنے بیٹے عبداللہ کی چار ہزار تنخواہ مقرر کی۔ اس کے بارے میں جب پوچھا گیا تو فرمایا وہ رسول اللہ ﷺ کو ابن عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ پیارا تھا اور اس کا باپ عبداللہ کے باپ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو پیارا تھا۔

عبدالرزاق (معمر، زہری، عروہ) حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر سے پہلے فدک کے گدھے پر اپنے پیچھے سوار کیا جب سعد بن عبادہ کی عیادت کو بنو حارث کے ہاں گئے۔

میں (ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح عرفات سے واپسی کے وقت بھی مزدلفہ تک حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنی سواری پر ردیف بنایا تھا۔ (جیسا کہ حجۃ الوداع میں بیان ہو چکا ہے)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ میں شرکت سے معذرت ...... علاوہ ازیں یہ بیان ہے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے اور یہ معذرت پیش کی کہ جب اس نے ایک "لا الہ الا اللہ" کہنے والے کو قتل کر دیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ قیامت کے دن لا الہ الا اللہ کے مقابلہ میں تیرا کیا حال ہو گا؟ کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا۔ بہرحال ان کے بیشتر فضائل احادیث میں بیان کئے گئے ہیں۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید کے اوصاف سیاہ فام پختہ رنگ، شیریں کلام، ذہین اور ہوشیار تھے ان کے باپ حضرت زید رضی اللہ عنہ بھی انہی اوصاف سے متصف تھے مگر وہ سفید فام تھے۔ اسی لئے بعض نادان لوگوں نے ان کے نسب کے بارے میں نکتہ چینی کی۔ جب یہ دونوں باپ بیٹے چادر اوڑھے سو رہے تھے اور ان کے قدم کھلے تھے

حضرت اسامہ کے سیاہ اور زید کے سفید ہونے کے باوجود ان کے پاس مجزز مدلجی گزرے تو ان دونوں کو دیکھ کر کہا واللہ ان کے قدم ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر بہت مسرور ہوئے اور ہشاش بشاش حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے تو آپ ﷺ کے چہرۂ انور کی شکنیں روشن تھیں۔ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خطاب کر کے فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ مجزز قائف نے ابھی ابھی حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما کے پاؤں دیکھ کر کہا کہ یہ قدم ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ جیسے فقہاء محدثین نے اس حدیث سے قائف کے حکم کو معتبر رکھا ہے اور اس پر مسرت کے اظہار کی حیثیت سے نسب کے بارے میں اختلاف کے موقع پر کام کرنے کا استنباط کیا ہے جیسا کہ یہ مسئلہ اپنے مقام پر محقق ہے۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی سن وفات ...... بہت سے مؤرخین نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی وفات کو ۵۴ھ میں صحیح قرار دیا ہے اور بعض نے سن وفات ۵۸ھ یا ۵۹ھ بیان کیا ہے اور بعض کا بیان ہے کہ شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۳۵ھ سے پہلے فوت ہوئے۔ واللہ اعلم۔ صحاح ستہ میں ان کی روایات مذکور ہیں۔

اسلم ابو رافع قبطی ...... بعض ان کا نام ابراہیم یا ثابت یا ہرمز بتاتے ہیں۔ غزوہ بدر سے پہلے مسلمان ہوئے مگر اس میں شامل نہیں ہوئے کیونکہ وہ اپنے سادات آل عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ میں مقیم تھے اور تیر بنایا کرتے تھے۔ جب غزوہ بدر کی فتح کی خوشخبری مکہ میں آئی تو خبیث ابولہب کے ساتھ ان کا قصہ مشہور ہے جیسا کہ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے اس کے بعد انہوں نے ہجرت کی۔ غزوہ احد اور اس کے بعد غزوات میں شریک ہوئے۔ وہ کاتب اور فاضل تھے کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے کتابت کا کام سرانجام دیا۔ مفضل بن غسان غلابی کے قول کے مطابق۔ اور عہد فاروقی میں فتوحات مصر میں شامل ہوئے۔

(۲) ...... حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کی بیوی ...... پہلے یہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیا اور آپ ﷺ نے آزاد کر کے اپنی لونڈی سلمیٰ سے نکاح کر دیا اور سلمیٰ کے بطن سے ان کی اولاد پیدا ہوئی۔ وہ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے مؤذنوں کے کام آتے تھے۔

امام احمد، محمد بن جعفر اور محمد بن شعبہ حکم سے ابن ابی رافع کے واسطے ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی مخزومی کو صدقات کی وصولی کے لئے مقرر کیا۔ اور حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کو کہا کہ میرے ساتھ چلے چلو کہ تمہیں بھی کچھ مل جائے گا۔ انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھے بغیر نہیں جا سکتا۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدقہ ہمارے لئے حلال نہیں اور قوم کا غلام بھی ان میں شمار ہوتا ہے۔ اس روایت کو ثوری نے محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی معرفت حکم سے بیان کیا ہے۔

سانپ کا واقعہ ...... مسند ابو یعلیٰ میں ابو رافع سے منقول ہے کہ خیبر میں تھا۔ کہ ان دنوں سردی کا موسم تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے پاس لحاف ہے وہ اس شخص کو لحاف دے دے جس کے پاس نہیں ہے۔ ابو رافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے لحاف میسر نہیں ہوا تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ نے مجھ پر لحاف ڈال دیا حتیٰ کہ ہم سو گئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاؤں کے پاس سانپ دیکھا تو فرمایا اے ابو رافع اسے مارو مارو۔ اس کی روایت کتب حدیث میں ایک جماعت سے مروی ہے۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فوت ہوئے۔

(۳) ...... انسہ رضی اللہ عنہ بن زیاد بن مشرح یا ابو مسرح ...... اہل سراۃ کے مولدین میں سے یہ حبشی ہیں۔ عروہ بن زبیر، موسیٰ بن عقبہ، محمد بن اسحاق اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے قول کے مطابق وہ غزوہ بدر میں شامل ہوئے۔ بعض کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مقام پر تشریف فرما ہوتے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی دربانی کے فرائض سر انجام دیتے تھے۔

اپنی کتاب میں خلیفہ بن خیاط (علی بن محمد، عبدالرحمن بن ابی ثابت، داؤد بن حصین، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انسہ غلام رسول اللہ ﷺ غزوہ بدر میں شہید ہوا۔ واقدی کا بیان ہے کہ یہ بات ہمارے نزدیک پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی۔ (اور میں نے دیکھا ہے کہ اہل علم ان کی غزوہ احد میں شمولیت بھی ثابت کرتے ہیں) اور وہ دیر تک زندہ رہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں فوت ہوئے۔

(۴) .... ایمن رضی اللہ عنہ بن عبید بن زید حبشی ...... ابن مندہ نے ان کا نسب عوف بن خزرج تک بیان کیا ہے جو محل نظر ہے۔ یہ ام ایمن برکت کا بیٹا ہے اور اسامہ بن زید کا ماں جایا بھائی ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ نبی علیہ السلام کے وضو کا اہتمام کیا کرتا تھا اور غزوہ حنین میں ثابت قدم رہا۔ کہا جاتا ہے کہ ایمن اور اس کے رفقاء کے بارے میں "فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً" (۱۸/۱۱۰) آیت نازل ہوئی۔

مجاہد کی منقطع روایت ...... امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایمن غزوہ حنین میں شہید ہوا۔ یہ غیر مجاہد کی روایت ہے یہ منقطع ہے یعنی وہ روایت جو (ثوری، منصور، مجاہد، عطاء) ایمن حبشی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف ڈھال کی چوری پر ہاتھ قطع کیا۔ اس زمانے میں ڈھال کی قیمت ایک دینار تھی۔ معجم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ابوالقاسم بغوی (ہارون بن عبداللہ، اسود بن عامر، حسن بن صالح، منصور، حکم، مجاہد، عطاء) ایمن سے نبی علیہ السلام سے اسی طرح روایت بیان کرتے ہیں۔ اس سند کا تقاضا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد فوت ہوئے ہوں بشرطیکہ حدیث میں تدلیس نہ ہو۔ یہ بھی امکان ہے کہ اس سے مراد کوئی دوسرا ایمن ہو۔ ابن اسحاق وغیرہ جمہور نے ان کو شہدائے حنین میں شمار کیا ہے واللہ اعلم۔ حجاج بن ایمن کا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک مشہور واقعہ ہے۔

(۵) .... باذام ...... باذام کا تذکرہ طہمان کے ترجمہ تعارف میں بیان ہوگا۔

(۶) ثوبان بن بجدد یا ابن جحدر ابوعبداللہ ...... بعض ان کی کنیت ابو عبدالکریم یا ابو عبدالرحمان بھی بیان کرتے ہیں۔ وہ مکہ اور یمن کے مابین "سراۃ" کے مقام کے باشندوں میں سے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں یمن میں حمیر قبیلہ میں سے ہیں۔ بعض "الہان" قبیلہ میں سے بیان کرتے ہیں اور بعض مذحج کے قبیلہ حکم بن سعد العشیرہ سے ذکر کرتے ہیں کہ وہ دور جاہلیت میں قید ہوئے تو ان کو رسول اللہ ﷺ نے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ اور اختیار دیا کہ چاہے تو وہ اپنی قوم میں واپس چلا جائے اور اگر چاہے تو یہاں مقیم رہے، یہ ہم اہل بیت میں سے ہیں۔
چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے "مولا" بن کر مدینہ میں مقیم رہے اور رسول اللہ ﷺ کی وفات تک سفر و حضر میں آپ ﷺ کی خدمت میں رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں فتوحات مصر میں شامل تھے۔ اس کے بعد حمص میں چلے آئے وہاں اپنا مکان تعمیر کر لیا اور تادم وفات وہاں ہی مقیم رہے اور بعض لوگ ان کی وفات ۵۴ھ بیان کرتے ہیں جو غلط ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ مصر میں فوت ہوئے۔ مگر حمص میں ان کی وفات ہونا صحیح ہے جیسا کہ اس سے پہلے ہم نے بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم۔
الادب المفرد میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی روایت نقل کی ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے صحیح میں، نیز سنن اربعہ میں بھی ان کی روایت مذکور ہے۔

(۷) حنین غلام رسول اللہ ﷺ ...... (یہ ابراہیم بن عبداللہ بن حنین کے جد امجد ہیں) مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتے اور وضو کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ نبی علیہ السلام جب وضو سے فارغ ہوتے تو وہ وضو کا باقی ماندہ پانی لے کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس آ جاتے۔ بعض لوگ اس پانی کو پی لیتے اور بعض حضرات اس کو جسم پر چھڑک کر مل لیتے اور حنین نے یہ پانی ایک کمرے میں اپنے پاس محفوظ کر لیا یہاں تک کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کا شکوہ کیا تو آپ ﷺ نے پوچھا اس پانی کا کیا کرتے ہو؟ تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اس ذخیرہ شدہ پانی کو پیتا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے کوئی ایسا غلام دیکھا ہے جس نے وہ محفوظ کیا ہو جو اس نے محفوظ کر لیا ہے؟ اس کے بعد

رسول اللہ ﷺ نے انہیں، بیچ یا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ہبہ کر دیا اور انہوں نے انہیں آزاد کر دیا۔

(۸) ..... ذکوان: ..... ان کا ذکر اور تعارف طہمان کے حالات میں بیان ہوگا۔

(۹) ..... رافع یا ابو رافع، ابوالبہی کنیت سے بھی معروف ہے ..... ابوبکر بن ابی خیثمہ کا بیان ہے کہ وہ ابو احیحہ سعید بن عاص اکبر کا غلام تھا۔ اس کے بیٹے اس کے وارث ہوئے، ان میں سے تین نے اپنا حصہ آزاد کر دیا وہ ان کے ساتھ جنگ بدر میں شامل ہوا اور وہ تینوں کام آ گئے، پھر اس نے اپنے آقا سعید کی اولاد سے تمام حصص کو خرید لیا سوائے خالد بن سعید کے حصے کے، اور خالد بن سعید نے اپنا حصہ رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیا۔ آپ ﷺ نے ہبہ قبول فرما کر ان کو آزاد کر دیا اور وہ کہا کرتے تھے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں۔ اس کے بعد بنی سعید بھی اسی طرح کہا کرتے تھے۔

(۱۰) رباح اسود: ..... نبی علیہ السلام کے ہاں اندر آنے کی اجازت دیا کرتے تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بالا خانے میں آنے کی اجازت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دی تھی، جب آپ ﷺ ازواج مطہرات سے "ایلاء" کر کے بالا خانے میں علیحدہ ہو گئے تھے۔ حدیث (عکرمہ بن عمار از سماک بن ولید از ابن عباس رضی اللہ عنہ از عمر رضی اللہ عنہ) میں ان کا نام اسی طرح صراحت آیا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (وکیع، عکرمہ بن عمار، ایاس بن سلمہ بن اکوع) حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے ایک غلام کا نام رباح تھا۔

(۱۱) رویفع غلام رسول اللہ ﷺ: ..... مصعب بن عبداللہ زبیری اور ابوبکر بن ابی خیثمہ نے ان کو موالی رسول اللہ ﷺ اور غلامان رسول ﷺ میں شمار کیا ہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے عہد خلافت میں ان کا بیٹا ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے ان کا وظیفہ مقرر کر دیا اور ان کا بیان ہے کہ یہ واقعہ۔

مکتوب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ: امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ غلامان رسول ﷺ کا خوب خیال رکھتے تھے، ان کو تلاش کر کے ان کے ساتھ حسن سلوک کیا کرتے تھے، انہوں نے اپنے دور خلافت میں "ابوبکر بن حزم" حاکم مدینہ اور یمن کے حکام کو ایک مکتوب تحریر کیا کہ وہ غلامان رسول ﷺ مرد و عورت اور خدام کو تلاش کرے۔ (از واقدی) پھر مؤلف نے رویفع کا بیان کر کے کہا ہے کہ مجھے ان کی روایت کا علم نہیں۔ "اسد الغابہ" میں ابن اثیر نے ان کا بیان کیا ہے۔

(۱۲) حضرت زید بن حارثہ کلبی رضی اللہ عنہ: ..... جمادی الاولیٰ ۸ھ "غزوہ موتہ" کے دوران ان کی شہادت کے بیان میں ان کے حالات کا ذکر ہو چکا ہے۔ وہ لشکر کے اولین امیر تھے، پھر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو جس لشکر میں روانہ کیا امیر ہی نامزد کیا، اگر وہ زندہ رہتے تو رسول اللہ ﷺ ان کو خلیفہ نامزد کرتے، رواہ احمد۔

(۱۳) ..... زید ابو یسار رضی اللہ عنہ: ..... "معجم صحابہ" میں ابوالقاسم بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ وہ مدینہ میں قیام پذیر تھے اور ان سے صرف ایک حدیث مروی ہے۔ محمد بن علی جوزجانی (ابوسلمہ تبوذکی، حفص بن عمر شنی، عمر بن مرہ، بلال بن یسار بن زید غلام رسول اللہ ﷺ) اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جو شخص (استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ہو الحی القیوم واتوب الیہ) کا وظیفہ کرے گا اس کو بخش دیا جائے گا خواہ وہ میدان جنگ سے فرار ہوا ہو۔ امام ابوداؤد نے بھی اس روایت کو ابوسلمہ سے نقل کیا ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابوسلمہ موسیٰ بن اسماعیل سے نقل کر کے اس حدیث کو غریب کہا ہے کہ ہم صرف اسی سند سے اس حدیث کو جانتے ہیں۔

(۱۴) حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ ابو عبدالرحمان مہران ...... ان کی کنیت ابو البختری بھی ہے۔ اور نام مہران یا عبس یا احمر یا رومان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو آزاد کر دیا۔ بعد ازاں آپ کا سفینہ کا لقب دیا (جو ہم ابھی بیان کریں گے) جو ان کے نام پر غالب آ گیا (اور وہ اسی سے معروف ہو گئے) یہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو تاحیات رسول اللہ ﷺ کی خدمت گزاری کے ساتھ مشروط آزاد کیا تھا۔ انہوں نے یہ شرط قبول کرتے ہوئے کہا اگر آپ رضی اللہ عنہا یہ شرط عائد نہ بھی کرتیں تو میں پھر بھی آپ ﷺ سے جدا نہ ہوتا (یہ حدیث حسن بھی ہے)۔

یہ جلیل القدر صحابی ہیں جن سے چند احادیث "اعلام النبوۃ" میں سے ہیں۔ سعید بن جمہان۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو النضر، حشرج بن نباتہ العبسی کوفی، سعید بن جمہان) حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں خلافت تیس برس ہوگی اس کے بعد ملوکیت ہوگی۔ پھر مجھے سفینہ نے کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت شمار کر۔ پھر میں نے کہا ہم نے شمار کیا تو (قریباً) تیس سال مدت خلافت پائی۔ پھر اس کے بعد میں نے خلفاء کے بارے میں غور کیا تو تیس کی تعداد پر ٹھیک آ۔ انہوں کو متفق پایا۔ حشرج کوفی کا بیان ہے کہ میں نے سعید سے پوچھا آپ کی ملاقات سفینہ سے کہاں ہوئی تو اس نے کہا حجاج کے عہد میں، بطن نخلہ میں، میں نے ان کے پاس تین راتیں بسر کیں۔ اور حدیث رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پوچھتا رہا۔ میں نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا میں اپنا نام تمہیں نہ بتاؤں گا، میرا نام رسول اللہ ﷺ نے سفینہ رکھا ہے۔ میں نے وجہ تسمیہ پوچھی تو انہوں نے کہا سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام بھی تھے ان پر ان کا سامان گراں اور بوجھل ہو گیا تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی چادر بچھاؤ، میں نے چادر بچھائی تو سب نے اپنا سامان اس میں ڈال دیا اور مجھ پر لاد دیا اور مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اٹھا لے تو سفینہ ہے۔ اس دن اگر میں ایک یا دو یا تین یا چار یا پانچ یا چھ یا سات اونٹوں کا بوجھ اٹھا لیتا تو مجھ پر گراں نہیں گزرتا۔ (میں کسی کو نہ بتاؤں گا) کا کہہ کر اصرار سے پوچھیں۔ یہ حدیث ابو داؤد، ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ سے مذکور ہے۔ ان میں یہ الفاظ ہیں (خلافة النبوة ثلاثون سنة ثم تكون ملكا)

امام احمد (بہز، حماد بن سلمہ، سعید بن جمہان) سفینہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم سفر میں تھے، جب بھی کوئی ساتھی تھک جاتا وہ اپنا سامان اور ڈھال یا تلوار مجھ پر ڈال دیتا یہاں تک کہ میں بہت سا سامان اٹھائے ہوئے تھا کہ مجھے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو سفینہ رحمۃ اللہ علیہ، کشتی ہے۔ سفینہ کی وجہ تسمیہ میں یہ بات مشہور ہے۔

ابو القاسم بغوی رحمۃ اللہ علیہ (ابو الربیع سلیمان بن داؤد زہرانی اور محمد بن جعفر ورکانی، شریک بن عبد اللہ، عمران بجلی) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام سے روایت کرتے ہیں کہ ہم سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ہم نے ایک وادی یا نہر پار کی اور میں پار کرنے میں سب سے زیادہ تیز تھا تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس دن تو تو سفینہ اور کشتی ہے۔ اسی طرح امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسود بن عامر از شریک سے نقل کیا ہے۔

شیر کا واقعہ۔۔۔۔۔ ابو عبد اللہ بن منصور (حسن بن مکرم، عثمان بن عمر، اسامہ بن زید، محمد بن منکدر) حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں سمندر میں کشتی پر سوار ہوا اور وہ کشتی ٹوٹ گئی اور میں اس کے ایک تختے پر بیٹھ گیا۔ اس نے مجھے ایک ایسے جنگل میں لا پھینکا جس میں شیر تھا میں اچانک اس سے ڈر گیا۔ پھر میں نے کہا اے ابو الحارث! اے شیر! میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں۔ پھر وہ اپنے کندھے سے چھو کر مجھے اشارہ کرنے لگا کہ مجھے اس نے راستے پر ڈال دیا پھر وہ دھاڑا میں سمجھا کہ وہ الوداع کہہ کر سلام کہہ رہا ہے۔ یہ روایت ابو القاسم بغوی نے رحمۃ اللہ علیہ (ابراہیم بن ہانی، عبید اللہ بن موسیٰ، اسامہ بن زید، محمد بن منکدر) سے نقل کی ہے۔ نیز یہ روایت بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن عبد اللہ مخرمی (حسین بن محمد، عبد العزیز بن عبد اللہ بن ابی سلمہ، محمد بن منکدر) حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کی ہے۔ نیز یہ حدیث ابو القاسم بغوی (ہارون بن عبد اللہ، علی بن عاصم، ابو ریحانہ) حضرت سفینہ غلام رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے شیر ملا تو میں نے کہا میں حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ ہوں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں تو اس نے دم ہلائی پھر راہ میں بیٹھ گیا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور اصحاب سنن نے سفینہ کی روایت نقل کی ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات میں بیان ہو چکا ہے کہ [illegible]

گیا یہ بات محل نظر ہے یہ تو حجاج کے عہد تک زندہ رہے۔

(۱۵) ۔۔ حضرت سلمان فارسی رحمۃ اللہ علیہ ابو عبداللہ مولائے اسلام۔۔۔ ان کا اصل وطن فارس ہے گردش ایام کا شکار ہو کر زمانہ سے اور مدینہ کے ایک یہودی کے غلام بن گئے رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو یہ حاضر ہوئے اور اسلام میں داخل ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ارشاد فرمایا تو انہوں نے اپنے یہودی آقا سے مکاتبت کر لی اور رسول اللہ ﷺ نے مکاتبت کی رقم کی ادائیگی میں ان کی مدد فرمائی پھر وہ آپ ﷺ کی طرف منسوب ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (سلمان منا اہل البیت) سلمان ہم اہل بیت میں سے ہے اس سے آگے (امام ابن کثیر) ان کے ہجرت کرنے اور ایک کے بعد دوسرے کے پاس رہنے کا واقعہ بیان کر چکے ہیں۔ یہاں تک کہ حالات کے تھپیڑوں نے انہیں مدینہ منورہ میں پہنچا دیا اور شروع ہجرت رسول اللہ ﷺ میں ان کے مسلمان ہونے کا واقعہ بھی درج کر چکے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے آخری دنوں میں ۳۵ھ میں یا ۳۶ھ کے شروع میں یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں فوت ہوئے لیکن پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔

عباس بن یزید بحرانی کا بیان ہے کہ محدثین کا قول ہے اور ارباب روایت کرتے ہیں کہ وہ ۲۵۰ سال زندہ رہے اور ۳۵۰ سال تک زندہ رہنے میں اختلاف ہے اور بعض متاخرین حفاظ کا دعویٰ ہے کہ ان کی عمر سو سال سے زائد نہیں تھی واللہ اعلم بالصواب۔

(۱۶) ۔۔۔ شقران حبشی رضی اللہ عنہ ۔۔۔۔ ان کا نام صالح بن عدی ہے رسول اللہ ﷺ کو اپنے والد ماجد کے ترکہ سے ورثہ میں ملے بقول مصعب زبیری اور محمد بن سعد یہ غلام حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کیا تھا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بن حنبل نے اسحاق بن عیسیٰ کی معرفت ابو جعفر سے نقل کیا ہے کہ غزوہ بدر میں شامل ہونے والوں میں سے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کو مال غنیمت سے حصہ نہیں دیا۔

اسی طرح محمد بن سعد نے بھی ان کو شرکاء بدر میں شمار کیا ہے۔ وہ غلام تھے لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کو مال غنیمت سے حصہ نہیں دیا بلکہ ان کو بدر کے قیدیوں پر عامل اور نگران مقرر کیا۔ ہر قیدی کے وارث نے ان کو کچھ دیا یہاں تک کہ ان کو مال غنیمت کے حصے سے زائد مال مل گیا۔

غزوہ بدر میں غلاموں کی شرکت ۔۔۔ ان کے علاوہ غزوہ بدر میں تین غلام شریک ہوئے۔

(۱) حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ بن عوف کا غلام۔

(۲) ۔۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ بن ابی بلتعہ کا غلام۔

(۳) ۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کا غلام۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کو جنگ میں استعمال کا سامان دیا اور پورا حصہ نہیں دیا۔

ابو القاسم بغوی کا بیان ہے کہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اور ابن اسحاق کی کتاب میں جنگ بدر میں شامل ہونے والوں میں ان کا نام نہیں۔ نیز واقدی رحمۃ اللہ علیہ (ابو بکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ) ابو عمر بن عبداللہ بن ابی جہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے غلام شقران کو غزوہ مریسیع کے دوران تمام مال غنیمت اور جنگی قیدیوں پر نگران اور عامل مقرر کیا اور بنو مصطلق کے خمس کو بھی جمع کیا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (اسود بن عامر، مسلم بن خالد، عمرو بن یحییٰ مازنی، عیسیٰ) شقران غلام رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام کو خیبر کی جانب جاتے ہوئے گدھے پر نماز پڑھتے دیکھا آپ ﷺ اشارہ سے نماز ادا کر رہے تھے۔ ان احادیث میں اس بات کے دلائل موجود ہیں کہ حضرت شقران رضی اللہ عنہ ان جنگوں میں شریک ہوئے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ (زید بن اخزم، عثمان بن فرقد، جعفر بن محمد، ابن ابی رافع) شقران سے روایت کرتے ہیں کہ واللہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی قبر میں چادر بچھائی تھی نیز جعفر بن محمد اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی قبر بنائی اور شقران نے نیچے چادر بچھائی۔ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ شقران نبی علیہ السلام کی قبر میں اترے اور انہوں نے قبر میں وہ چادر ڈالی جس پر آپ ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے اور کہا

واللہ آپ ﷺ کے بعد میں کسی سے سوال نہیں کرے گا۔

اسد الغابہ میں حافظ ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ ان کی نسل منقطع ہو گئی ہے خلیفہ ہارون رشید رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں وہ مدینہ میں سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آخر میں فوت ہوئے۔

(۱۷) ..... ضمیرہ بن ابی ضمیرہ حمیری ..... یہ جاہلیت کے زمانے میں قید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا۔ مصعب زبیری نے ان کے تعارف میں بتایا ہے کہ ان کا البقیع میں گھر تھا اور صاحب اولاد تھے عبداللہ بن وہب (ابن ابی ذئب حسین بن عبداللہ بن ضمیرہ) ابو ضمیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ام ضمیرہ کے پاس سے گزرے اور وہ رو رہی تھی۔ اس کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیوں رو رہی ہو؟ کیا بھوکی ہے یا کپڑے نہیں ہیں؟ تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے بچے سے جدا کر دیا گیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ماں اور بیٹے کے درمیان تفریق نہیں کی جائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو بلایا جس کے پاس ضمیرہ تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے ایک اونٹ کے عوض خرید لیا۔

مکتوب نبوی ﷺ ..... ابن ابی ذئب کا بیان ہے کہ حسین بن عبداللہ بن ضمیرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک "مکتوب نبوی" پڑھوایا۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ابو ضمیرہ اور اس کے خاندان کے لیے مکتوب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا ہے اور وہ عرب خاندان سے منسوب ہے اگر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قیام کریں تو بہتر ہے اگر اپنوں کے پاس جانا پسند کریں تو بہتر ہے حق کے علاوہ کوئی تعرض ان سے نہ کیا جائے کہ مسلمان کی نہ ہو اور جو مسلمان ان سے ملے وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ وکتب ابی بن کعب۔

(۱۸) ..... طہمان ..... ان کا نام ذکوان، مہران، میمون، کیسان اور ہرمز بھی ہے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ صدقہ میرے اور میرے اہل بیت کے لیے حلال نہیں۔ اور قوم کا غلام قوم میں شمار ہوتا ہے۔

اس روایت کو ثوری، محمد بن فضیل (منصور بن حارث وغیرہ شریک عطاء بن سائب) حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے غلام طہمان یا ذکوان نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان الصدقة لا تحل لي ولا لاهل بيتي وان مولى القوم منهم

(۱۹) ..... عبید غلام رسول اللہ ﷺ ..... ابو داؤد طیالسی (شعبہ سلیمان تیمی) شیخ کلام سے روایت کرتے ہیں کہ کسی نے عبید غلام رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ فرض نماز کے علاوہ بھی کسی نماز کے پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے؟ اس نے کہا مغرب اور عشاء کے درمیان نماز پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

تعاقب ..... ابو القاسم بغوی کا بیان ہے مجھے معلوم نہیں کہ کسی اور نے بھی یہ روایت نقل کی ہو اور ابن عساکر کا بیان ہے کہ یہ روایت اس طرح کسی نے بیان نہیں کی جیسے اس نے بیان کی۔

پھر ابن عساکر (ابو یعلی موصلی عبدالاعلیٰ بن حماد معتمر بن سلیمان تیمی) عبید غلام رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ دو عورتوں نے روزہ رکھا تھا اور لوگوں کی چغلی کھاتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پیالہ منگوا کر ان کو کہا اس میں قے کرو تو دونوں عورتوں نے خون اور تازہ گوشت کی قے کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان عورتوں نے حلال چیز سے روزہ رکھا اور حرام پر افطار کیا۔ اس حدیث کو امام احمد (یزید بن ہارون اور ابن ابی عدی سلیمان تیمی کے کسی آدمی اور بحوالہ ابی عثمان) عبید غلام رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ نیز امام احمد رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو غندر کی معرفت عثمان بن غیاث سے نقل کیا ہے کہ شیخ ابو عثمان کے ساتھ مذکور کسی شخص نے کہا کہ سعید یا عبید غلام رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا ہے اور یہ شک عثمان بن غیاث کی جانب سے ہے۔

(۲۰)۔۔۔ فضالہ غلام رسول اللہ ﷺ ۔۔۔ (محمد بن سعد، واقدی، یعقوب بن محمد ظفری) سے روایت کرتے ہیں کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو مکتوب لکھا کہ میرے لئے رسول اللہ ﷺ کے خدام مرد و زن اور موالی کو تلاش کرو۔ چنانچہ انہوں نے تحریر کیا۔ فضالہ رسول اللہ ﷺ کا یمنی غلام تھا جو شام میں مقیم ہو گیا تھا اور ابو مویہبہ مزینہ کے مولدین میں سے تھا (آپ ﷺ نے اس کو خرید کر آزاد کر دیا تھا) مصنف کا بیان ہے کہ میں نے صرف ابن منذہ کی مسند میں فضالہ کو موالی کی فہرست میں دیکھا ہے۔

(۲۱) حضرت قفیز رضی اللہ عنہ۔۔۔ ابو عبداللہ بن مندہ (حسن بن مرزوق، احمد بن محمد بن مخلد، محمد بن یحییٰ، محمد بن سلیمان حرانی، مزید بن محمد) ابوبکر بن عبداللہ بن انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا غلام "قفیز" تھا تفرد بہ محمد بن سلیمان حرانی۔

(۲۲) کرکرہ۔۔۔ بعض غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے سامان کا نگران تھا اور ابوبکر بن حزم نے اس کا نام صرف موالی کی فہرست میں درج کیا ہے جو خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو ارسال کی تھی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (سفیان، عمرو، سالم بن ابی الجعد) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے سامان کا کرکرہ نامی آدمی نگران تھا، وہ فوت ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ آتش جہنم میں ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے دیکھا تو وہ چوغہ یا چادر پہنے ہوئے ہے جو اس نے مال غنیمت سے چرائی تھی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت علی بن مدینی کی معرفت سفیان سے نقل کی ہے۔ میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ یہ قصہ اس مدعم غلام کے قصہ کے مشابہ ہے جو آپ ﷺ کو رفاعہ کلبی نے تحفہ دیا تھا۔

(۲۳)۔۔ کیسان۔۔۔ بغوی (ابوبکر بن ابی خیثمہ، ابن فضیل) عطاء بن سائب سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے غلام کیسان کو صدقہ کے بارے میں بتایا کہ ہم اہل بیت کو صدقہ کھانے سے منع کیا گیا ہے۔ ہمارا غلام بھی ہم میں شمار ہے لہٰذا تو صدقہ کا مال نہ کھا۔

(۲۴)۔۔ حضرت مابور خصی رضی اللہ عنہ ۔۔۔ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا شیریں رضی اللہ عنہا اور دلدل (خچر) کے ساتھ والی اسکندریہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تحفہ ارسال کیا تھا۔ ہم اس کے حالات حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے ترجمہ و حالات میں بیان کر چکے ہیں جو کافی ہیں۔

(۲۵)۔۔۔۔حضرت مدعم ۔۔۔ یہ غلام سیاہ فام تھا حسمی کے مولدین میں سے (علاقہ شام میں حسمی اور وادی القریٰ کے درمیان دو رات کی مسافت کا فاصلہ ہے یہاں جذام قبیلہ سکونت پذیر ہے) خیبر سے واپسی کے دوران وہ رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارک میں ہی فوت ہو گیا جب وہ خیبر سے واپسی کے دوران "وادی القریٰ" میں فروکش ہوئے تو "مدعم" رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی سے پالان اتار رہا تھا کہ اچانک ایک نامعلوم تیر آیا جس سے وہ ہلاک ہو گیا تو لوگوں نے کہا اسے شہادت مبارک ہو۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں بخدا! واللہ کی قسم! جو چادر اس نے خیبر کے مال غنیمت سے مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اچک لی تھی وہ چادر اس پر شعلہ زن ہے۔ یہ سن کر ایک شخص نے ایک دو تسمے لئے آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا آگ کا ایک تسمہ ہے یا دو۔ یہ حدیث مسلم بخاری رحمۃ اللہ علیہ میں (مالک، ثور بن زید، ابوالغیث سالم، ابوہریرہ) مروی ہے۔

(۲۵)۔۔۔۔ مہران۔۔۔ جن کو طہمان بھی کہتے ہیں اسی سے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا دختر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بنی ہاشم اور ان کے غلاموں پر صدقہ کی حرمت کی روایت بیان کی ہے کما تقدم۔

(۲۶)۔ میمون۔۔۔ یہ وہی ہے جس کا تذکرہ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے۔

(۲۷)۔۔ نافع غلام رسول اللہ ﷺ۔۔۔۔ حافظ ابن عساکر (ابو الفتح ماہانی، شجاع صوفی، محمد بن اسحاق، احمد بن محمد بن زیاد، محمد بن عبدالملک بن مروان، یزید بن ہارون، ابو مالک واسطی، یوسف بن میمون) نافع مولائے نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے کہ بوڑھا بدکار اور زانی، متکبر مسکین اور اپنے عمل کا اللہ تعالیٰ پر احسان کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(۲۸)۔ نفیع بعض حضرات اور بعض نافع بن مسروح کہتے ہیں صحیح نام ہے نافع بن حارث بن کلدہ بن عمرو بن علاج بن ابی سلمہ بن عبدالعزیٰ بن غیرہ بن عوف بن قیس (اور یہ ثقفی ہیں اور غلط مشہور نافع کی بجائے نفیع ہے۔ اور قیس بن ثقیف تو وہ ہے) ابو بکرہ رضی اللہ عنہ ثقفی ان کی والدہ سمیہ ام زیاد ہے وہ غلاموں کی ایک جماعت کے ساتھ قلعہ طائف کی فصیل سے نیچے اتر آیا رسول اللہ ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا اور چونکہ ایک چرخی کے ذریعے نیچے اترے تھے اس لئے حضور اقدس ﷺ نے ان کی کنیت ابو بکرہ رکھ دی۔ بقول مؤلف وہ ایک نیک مرد تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ابو برزہ اسلمی اور ان کے درمیان مواخات قائم کی۔ میں (ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں ایک وصیت کے مطابق ابو برزہ اسلمی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور یہ جنگ جمل اور صفین میں شامل نہیں ہوئے۔ ان کی وفات ۵۱ھ میں یا ۵۲ھ میں۔

(۲۹)۔۔ واقد یا ابو واقد حضور اقدس ﷺ کا غلام۔۔۔۔ حافظ ابو نعیم اصفہانی (ابو عمرو بن حمدان، حسن بن سفیان، محمد بن یحییٰ بن عبدالکریم، حسین بن محمد، مسلم بن خالد، حارث بن غسان، ایک مدنی قریشی، زاذان) واقد غلام نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا خواہ اس کی نماز، تلاوت اور روزہ کم ہی کیوں نہ ہو۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی معصیت کی اس نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا خواہ اس کی نماز، تلاوت اور روزہ بہت زیادہ ہو۔

(۳۰)۔۔۔۔ ہرمز ابو کیسان ۔۔۔ ہرمز یا کیسان بھی ان کا نام لیا جاتا ہے اور ان کو طہمان بھی کہتے ہیں۔ ابن وہب (علی بن عباس، عطاء بن سائب) فاطمہ بنت حضرت علی رضی اللہ عنہ یا حضرت ام کلثوم بنت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے اپنے غلام کیسان ہرمز سے سنا وہ کہہ رہا تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ہم اہل بیت کے لئے صدقہ حلال نہیں اور ہمارے غلام بھی ہم سے ہوتے ہیں۔ پس تم صدقہ کا مال نہیں کھاؤ۔

ربیع بن سلیمان (اسد بن موسیٰ، ورقاء، عطاء بن سائب) سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت ام کلثوم دختر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے بتایا کہ ہرمز یا کیسان نے حضور اقدس ﷺ کا فرمان بیان کیا ہے کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔

جنگ بدر میں ۲۰ غلام شامل ہوئے۔۔۔ ابو القاسم بغوی (منصور بن ابی مزاحم، ابو حفص، ابن ابی زیاد) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں جو غلام شریک ہوئے ان میں سے ہرمز بھی ہے۔ جس کو رسول اللہ ﷺ نے آزاد کر دیا تھا اور نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے آزاد کیا ہے اور قوم کا غلام قوم میں شمار ہوتا ہے اور ہم اہل بیت ہیں ہم صدقہ کا مال نہیں کھاتے تو تم صدقہ نہیں کھا۔

(۳۱)۔۔۔ رسول اللہ ﷺ کا غلام ہشام ۔۔۔ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (سلیمان بن عبداللہ الرقی، محمد بن ایوب رقی، سفیان، عبدالکریم، ابو الزبیر) ہشام غلام نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری بیوی کسی چھونے والے کے ہاتھ کو نہیں روکتی (یعنی بد چلن ہے) تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو طلاق دے دے تو اس نے عرض کیا وہ مجھے بھلی لگتی ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اس سے تمتع اور فائدہ اٹھا۔ بغوی ابن سعد وغیرہ ثوری سے متعدد علماء نے ابو الزبیر کی معرفت ہشام غلام الرسول ﷺ سے نقل کیا ہے اور اس کو صحیح نہیں لیا اور اس روایت کو عبیداللہ بن عمرو نے عبدالکریم از ابو الزبیر از جابر سے بھی نقل کیا ہے۔

(۳۲) یسار۔۔۔۔ کہتے ہیں کہ اسی غلام کو "عرنیین" نے قتل کر کے آنکھ کان کاٹ کر مثلہ کیا تھا۔ واقدی نے اپنی سند سے یعقوب بن عتبہ

سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (محرم ۷ ھ میں) ان کو بنی غطفان اور جذیمہ کے لوگوں کے ساتھ گرفتار کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو ہبہ کیا آپ ﷺ نے ان سے یہ قبول فرمایا کیونکہ آپ ﷺ نے انہیں دیکھا تھا کہ وہ نماز اور طریق سے پڑھتے ہیں۔ پھر آپ نے ان کو آزاد کر دیا پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو غنیمت کے حصہ میں تقسیم کیا یہ بنی کے حصہ میں ساتھ آ گئے اور لشکر کی تعداد ہو گئی۔

(۳۳) ابو الحمراء ... بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام ہلال بن حارث یا ہلال بن ظفر اور بعض کہتے ہیں ہلال بن حارث بن ظفر ہے۔ یہ حمص میں اور بعد میں گرفتار ہوئے۔

ابو جعفر محمد بن علی بن ابیحم (احمد بن حازم، عبید اللہ بن موسیٰ اور فضل بن دکین، یونس بن ابی اسحاق، ابو داؤد نفیع) ابو الحمراء سے روایت کرتے ہیں کہ میں مدینہ میں سات ماہ تک رہا (اور بعض روایت کے مطابق) پورا مہینہ ہر ایک دن کے بعد نبی علیہ السلام صبح کی نماز کے لئے نکلتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازہ پر تشریف لے جاتے اور کہتے:

الصلاۃ، الصلاۃ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔

احمد بن حازم (عبید اللہ بن موسیٰ اور فضل بن دکین واللفظ له، یونس بن ابی اسحاق) ابو داؤد حضرت ابو الحمراء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک تاجر کے پاس سے گزرے اس کے پاس بوری میں غلہ تھا آپ نے اس کے اندر ہاتھ ڈال کر کہا تو نے اس کو دھوکہ دیا ہے جو شخص ہم مسلمانوں کو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت از ابن ابی شیبہ از ابی نعیم بیان کی ہے اس کے علاوہ ابن ماجہ میں ان کی کوئی روایت نہیں۔ یہ ابو داؤد نفیع ابو الحارث بن حارث الاعمی ہے جو ضعیف اور متروک لوگوں میں سے ہے۔

عباس دوری ابن معین سے روایت کرتے ہیں کہ ابو الحمراء صحابی رسول کا نام ہلال بن حارث رضی اللہ عنہ ہے۔ وہ حمص میں مقیم تھے میں نے وہاں ان کا گھر دیکھا اور بعض حمصی روایت کرتے ہیں کہ ان کی قیام گاہ "باب حمص" کے بیرون کی تھی۔ ابو الحمراء کا قبر حمص میں ہے۔

(۳۴) ... ابو سلمیٰ رسول اللہ ﷺ کا چرواہا ... بعض ابو سلام بھی کہتے ہیں ان کا نام حریث ہے۔ ابو القاسم بغوی (کامل بن طلحہ، عباد بن عبد الصمد) ابو سلمیٰ رسول اللہ ﷺ کے چرواہے سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص کلمہ طیبہ کا قائل ہے اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا معتقد ہے۔ دوبارہ مرنے کے بعد اٹھنے پر اور حساب و کتاب پر ایمان رکھتا ہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

عباد بن عبد الصمد کہتے ہیں ہم نے اس سے پوچھا کیا تم نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اس نے کانوں میں انگلیاں ڈال کر کہا میں نے حضور اقدس ﷺ سے یہ حدیث کئی بار سنی۔ ابن عساکر نے اس سے صرف یہی ایک حدیث نقل کی ہے۔ نیز الطبرانی میں نسائی نے ایک اور روایت بھی بیان کی ہے اور امام ابن ماجہ نے اس سے تیسری حدیث بھی نقل کی ہے۔

(۳۵) ... ابو صفیہ ...... ابو القاسم بغوی (احمد بن مقدام مصری، ابو کعب، اپنے دادا بقیہ سے) ابو صفیہ مولائے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ ان کے سامنے چمڑے کا ایک ٹکڑا بچھا دیا جاتا اور کنکریوں سے بھری زنبیل اس میں ڈال دی جاتی وہ آدھے دن تک تسبیح پڑھتے رہتے پھر یہ اٹھا دیا جاتا۔ ظہر کے بعد پھر شام تک تسبیح میں مصروف رہتے۔

(۳۶) ... ابو ضمیرہ غلام رسول اللہ ﷺ ... سابق بیان شدہ ضمیرہ کا والد ہے اور ام ضمیرہ کا شوہر ہے۔ ضمیرہ کے حالات میں ابو ضمیرہ کے حالات بھی بیان ہو چکے ہیں۔

مکتوب رسول اللہ ﷺ کی قدر و منزلت ۔ طبقات میں (محمد بن سعد، اسماعیل بن عبد اللہ بن ابی اویس مدنی، حسین بن عبد اللہ بن ابی ضمیرہ) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مکتوب جو رسول اللہ ﷺ نے ابو ضمیرہ کے لئے تحریر کیا تھا یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم کتاب من محمد رسول اللہ لابی ضمیرۃ واھل بیتہ انھم کانوا اھل بیت

من العرب وكانوا ممن أفاء الله على رسوله فأعتقهم ثم خير أبا ضميرة إن أحب أن يلحق بقومه فقد أذن له وإن أحب أن يمكث مع رسول الله فيكونوا من أهل بيته فاختار الله ورسوله ودخل في الإسلام، فلا يعرض لهم أحد إلا بخير، ومن لقيهم من المسلمين فليستوص بهم خيرًا وكتب أبي بن كعب

{اس کا ترجمہ اوپر بھی گزر چکا ہے}۔

اسمٰعیل بن ابی اویس کا بیان ہے کہ ابوضمیرہ رسول اللہ ﷺ کا غلام ہے اور حمیری ہے۔ یہ [illegible] تھے۔ یہ مکتوب [illegible] ان کے ساتھ [illegible] جب [illegible] نے ان کا [illegible] انھوں نے یہ مکتوب [illegible] کو دکھایا تو مکتوب [illegible] ان سے چھینا ہوا [illegible] سے [illegible] حسین بن عبد اللہ بن ابی ضمیرہ یہ مکتوب [illegible] کے [illegible] مہدی [illegible] یہ مکتوب لے کر [illegible] آنکھوں پر رکھا اور حسین کو تین سو دینار بھی دیئے گئے۔

(۴۷) **ابو عبید غلام رسول اللہ ﷺ** امام احمد عفان، ابان عطار، قتادہ، شہر بن حوشب، ابو عبید سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ہانڈی میں گوشت پکایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اس کی دستی دو۔ آپ علیہ السلام کو دستی پسند تھی۔ آپ علیہ السلام نے وہ تناول فرمائی اور پھر دستی طلب کی تو میں نے دوسری دستی پیش کر دی۔ آپ ﷺ نے وہ بھی کھا لی۔ پھر تیسری دستی طلب کی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بکری کی کتنی دستیاں ہوتی ہیں؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تو خاموش رہتا تو مجھے دستیاں پیش کرتا رہتا جب تک میں طلب کرتا رہتا۔ امام ترمذی نے یہ روایت بندار از مسلم از ابان بن یزید [illegible] اسناد سے نقل کی ہے۔

(۴۸) **ابو عسیب** بعض محدثین کہتے ہیں کہ ان کا نام احمر ہے۔ بعض نے [illegible] بیان کیا ہے۔ [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] آپ ﷺ کے [illegible] امام احمد یزید بن ہارون، مسلم بن عبید ابو نصیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ [illegible] ابو عسیب سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس بخار اور طاعون لے کر آئے [illegible] میں نے بخار مدینہ میں رکھ لیا اور طاعون کو شام کی طرف بھیج دیا۔ سو طاعون میری امت کے لئے شہادت اور رحمت ہے اور کافروں پر عذاب ہے۔ امام احمد [illegible] نے [illegible] اسناد سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

قیامت کے دن دنیا کی آرام و راحت سے باز پرس ہوگی امام احمد [illegible] ابو نصیرہ [illegible] ابو عسیب [illegible] رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت باہر نکلے [illegible] ان کے پاس سے گزرے [illegible] مجھے بلایا [illegible] پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے [illegible] پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ [illegible] انصاری کے باغ میں [illegible] آپ ﷺ نے [illegible] رسول اللہ ﷺ کے سامنے [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] پانی [illegible] قیامت کے دن [illegible] حضرت عمر [illegible] زمین [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] قیامت [illegible] تین [illegible]

(۱) [illegible]

[illegible]

[illegible]

(۳۹) [illegible] الغفاری [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ ابو کبشہ رضی اللہ عنہ نے آ کر مجھے کہا کہ اپنا گھوڑا مجھے مادہ پر چڑھانے کے لیے دو، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کو اپنا گھوڑا مادہ پر چڑھانے کے لیے دیتا ہے اور اس کی وجہ سے بچہ پیدا ہوا تو اس کو ستر گھوڑوں کا ثواب ہوگا جو اس نے اللہ کے راستے تعالیٰ میں فی سبیل اللہ تعالیٰ دیے۔

سوال فقر پیدا کرتا ہے ...... امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن اسماعیل، ابو نعیم، عبادہ بن مسلم، یونس بن خباب، سعید ابو البختری طائی) ابو کبشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ تین باتوں کی میں قسم کھاتا ہوں اور تمہیں حدیث بیان کرتا ہوں تم اس کو یاد کرو۔ صدقہ و خیرات کسی انسان کے مال میں کمی پیدا نہیں کرتا۔ کوئی انسان ظلم و تعدی پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت و عظمت میں اضافہ فرماتا ہے، کوئی شخص سوال اور بھیک مانگنے کا راستہ اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر فقر اور غربت کا دروازہ کھول دیتا ہے (الحدیث یہ حسن صحیح ہے)۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ منذر، شعبہ، اعمش، سالم بن الجعد سے بھی یہ روایت نقل کرتے ہیں۔

ابو داؤد اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (ولید بن مسلم، ابن ثوبان، ثوبان) ابو کبشہ رضی اللہ عنہ انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سینگی اپنے سر اور کندھوں کے درمیان لگوایا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (حمید بن مسعدہ، محمد بن حمران، ابو سعید عبد اللہ بن بسر) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو کبشہ رضی اللہ عنہ انصاری سے سنا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ٹوپیاں سروں سے چپکی ہوئی ہوتی تھیں، بلند نہ ہوتی تھیں۔

(۴۰) ...... **ابو مویہبہ رضی اللہ عنہ غلام رسول اللہ ﷺ** ...... مزینہ کے مولدین میں سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا، ان کا نام معلوم نہیں۔ بقول ابو مصعب زبیری وہ غزوہ مریسیع میں شامل تھے، وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سواری کے ساربان تھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند سے روایت نقل کی ہے جو آغاز مرض وفات کے سلسلہ میں بیان ہو چکی ہے کہ میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات کو جنت البقیع قبرستان میں گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر اہل جنت البقیع کے لیے دعا کی اور استغفار کیا۔ اس کے بعد فرمایا دنیا میں مقیم لوگوں کے حالات کی بہ نسبت تمہارے حالات تم کو مبارک ہوں، اندھیری رات کے ٹکڑے کی طرح ایک کے بعد دوسرا فتنہ مسلسل آ رہا ہے، دوسرا فتنہ پہلے سے سخت ہوگا۔ پس تم کو تمہاری حالت مبارک ہو۔ پھر آپ ﷺ دعا سے فارغ ہو کر آئے تو فرمایا اے ابو مویہبہ رضی اللہ عنہ میری امت کے بعد دنیا کی فتوحات کی چابیاں مجھے پیش کی گئی پھر جنت اور موت پیش کر کے مجھے اختیار دیا گیا میں نے جنت اور موت کو پسند کر لیا ہے۔ ابو مویہبہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس کے بعد سات یا آٹھ دن بعد فوت ہو گئے۔

بس یہ ہے غلامان رسول اللہ ﷺ کی فہرست رضی اللہ عنہم۔

نبی علیہ السلام کی کنیزوں کا بیان

(۱) ...... **امۃ اللہ بنت رزینہ رضی اللہ عنہ** ...... درست بات یہ ہے کہ صحابیت اور خدمت کا شرف ان کی والدہ رزینہ کو حاصل ہے۔ ابن ابی عاصم (عقبہ بن مکرم، محمد بن موسیٰ، علیلہ بنت کمیت عتکیہ) رسول اللہ ﷺ کی خادمہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم قریظہ [illegible] حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا قیدی ہو کر آئیں تو [illegible] یہ حدیث کی سند ضعیف ہے [illegible] نے رزینہ ایک الگ کنیز کا ذکر کیا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ رزینہ ہی وہ کنیز ہے۔

(۲) ...... **امیمہ** ...... شامی لوگ ان کی حدیث روایت کرتے ہیں اور جبیر بن نفیر نے ان سے نقل کیا ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کو وضو کرایا کرتی تھیں، ایک دن ایک شخص نے آ کر عرض کیا مجھے آپ علیہ السلام وصیت فرمائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنانا

تیرا ٹکڑا ٹکڑا کر دیا جائے یا تو آگ میں جلا دیا جائے اور جان بوجھ کر نماز ترک نہ کر جس شخص نے نماز ترک کر دی وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ کی امان اور ذمہ داری سے بری ہے۔ شراب ہرگز نہ پینا کیونکہ وہ ہر برائی کی بنیاد ہے۔ اپنے والدین کی نافرمانی نہ کر خواہ وہ تجھے بیوی اور مال و دولت سے نکل جانے کا حکم دیں۔

(۳) ... برکت حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا والدہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید رضی اللہ عنہ۔ ... یہ برکت بنت ثعلبہ بن عمرو بن حصین (اصابہ میں حصین کی بجائے حصن ہے) بن مالک بن سلمہ بن عمرو بن نعمان حبشیہ۔ ان کی کنیت ام ایمن رضی اللہ عنہا ان کے نام پر غالب آ گئی ہے۔ ان کا بیٹا ایمن ان کے پہلے خاوند عبید بن زید حبشی کا تھا۔ اس کے بعد حضرت زید بن حارثہ نے ان سے شادی کی تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ جو "حب الحب" کی کنیت سے بھی معروف ہیں۔ انہوں نے دو مرتبہ ہجرت کی۔ رسول اللہ ﷺ کی والدہ آمنہ بنت وہب کے ساتھ یہ رسول اللہ ﷺ کی دایہ یا کھلائی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنے والد عبداللہ کے ترکہ سے ان کے وارث ہوئے۔ یہ واقدی کا بیان ہے اور واقدی کے علاوہ دوسروں کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی والدہ محترمہ کی جانب سے ان کے وارث ہوئے۔ بعض کا بیان ہے کہ وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی کنیز یا لونڈی تھیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دی۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا شروع اسلام میں دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں اور ہجرت کی اور نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد دیر تک زندہ رہیں۔

اس سے پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ان سے ملاقات کی اور وہ اشکبار ہو گئیں۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے بہتر ہے تو انہوں نے کہا کیوں نہیں لیکن میں تو اس وجہ سے اشکبار ہوں کہ آسمان سے وحی منقطع ہو گئی ہے۔ یہ سن کر وہ دونوں بھی ام ایمن کے ساتھ رونے لگے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں (عبداللہ بن یوسف، ابن وہب، یونس بن یزید) زہری سے روایت کرتے ہیں کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نبی علیہ السلام کی کھلائی تھی کہ آپ علیہ السلام بڑے ہو گئے پھر آپ علیہ السلام نے ان کو آزاد کر کے زید بن حارثہ کی زوجیت میں دے دیا اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے پانچ ماہ بعد فوت ہو گئیں۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد تک زندہ رہیں۔ یہ روایت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے (ابوالطاہر و حرملہ، ابن وہب، یونس بن یزید) زہری سے نقل کی ہے۔ محمد بن سعد، واقدی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں فوت ہو گئیں۔

واقدی (سعید بن دینار) شیخ کے از بنی سعد بن بکر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو "یا امی" اے میری ماں کہہ کر پکارتے تھے اور ان کو دیکھ کر فرمایا کرتے تھے یہ میرے اہل بیت اور خاندان کا حصہ ہے۔ ابوبکر بن ابی خیثمہ، سلیمان بن ابی شیخ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے ام ایمن میری ماں کے بعد میری ماں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو پانی پلایا ... واقدی، یحییٰ مولیٰ ساعدہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پانی نوش فرما رہے تھے تو ام ایمن رضی اللہ عنہا نے عرض کیا مجھے بھی پلائیے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا (آپ بھی عجیب ہیں) کیا تم رسول اللہ ﷺ کو پانی پلانے کے لئے کہہ رہی ہو؟ تو انہوں نے کہا آپ ﷺ کے لئے میری خدمات بہت زیادہ ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ام ایمن رضی اللہ عنہا نے سچ کہا ہے پھر آپ ﷺ نے پانی لا کر ان کو پلایا۔

کرامت ...... مفضل بن غسان (وہب بن جریر) عثمان بن قاسم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا ہجرت کے ارادہ سے نکلیں تو "روحاء" سے ادھر "منصرف" مقام میں شام کے وقت پیاس لگی اور وہ روزہ سے تھیں تو ان کو پیاس نے لاچار کر دیا۔ عثمان کا بیان ہے کہ ان پر آسمان سے پانی کا بھرا ہوا ڈول رسی کے ساتھ اترا۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے وہ پی لیا اس کے بعد مجھے کبھی پیاس محسوس نہیں ہوئی۔ میں روزہ رکھ کر دو

کے وقت کام کرتی اور پیاس کی طلب بھی ہوتی مگر مجھے اس کے بعد پیاس نہ لگی۔

حافظ ابو یعلیٰ (محمد بن ابی بکر مقدمی، مسلم بن قتیبہ، حسین بن حرب، یعلیٰ بن عطاء، ولید بن عبدالرحمن) حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک برتن تھا اس میں پیشاب کیا کرتے اور صبح کے وقت فرماتے اے ام ایمن رضی اللہ عنہا جو برتن میں ہے اسے انڈیل دے۔ ایک رات میں اٹھی اور مجھے پانی پینے کی ضرورت تھی۔ میں نے اس برتن سے پی لیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا برتن انڈیل دو۔ عرض کیا، رسول اللہ ﷺ مجھے رات کو پانی پینے کی ضرورت محسوس ہوئی تھی میں نے وہ پی لیا تو آپ نے فرمایا آج کے بعد تجھے پیٹ کا عارضہ نہ ہوگا۔

اسد الغابہ میں ابن اثیر کا بیان ہے کہ (ابو بکر بن محمد، ابن جریج، حکیمہ بنت امیمہ) امیمہ بنت رقیقہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا لکڑی کا برتن تھا آپ ﷺ اس میں پیشاب کر کے چارپائی کے نیچے رکھ دیتے ایک عورت مسماۃ برکت آئی اس نے وہ پی لیا آپ ﷺ نے دیکھا تو وہاں نہیں پایا تو معلوم ہوا کہ وہ تو برکت نے پی لیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ دوزخ کی آگ سے آڑ اور حصار میں محفوظ ہو گئی ہے۔

حافظ ابن اثیر کا بیان ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ جس عورت نے آپ ﷺ کا پیشاب پیا تھا وہ برکت حبشیہ ہے جو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حبشہ سے آئی تھی اور ان دونوں برکت حبشیہ اور حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے درمیان فرق بیان کیا گیا ہے واللہ اعلم۔

(۴) حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا آل ابو احمد بن جحش کی لونڈی تھی۔ انہوں نے ان سے مکاتبت کی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو ان سے خرید لیا اور آزاد کر دیا چنانچہ اس کی "ولاء" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاصل تھی جیسا کہ صحیحین میں یہ روایت مروی ہے لیکن ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے اس کو بیان نہیں کیا۔

(۵) خضرہ رضی اللہ عنہا اس کا نام ابن مندہ نے بیان کیا ہے۔ معافیٰ (ہشام بن حسان، جعفر بن محمد) محمد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خادمہ جس کا نام ہے خضرہ۔

محمد بن سعد واقدی، موسیٰ بن عبداللہ بن علی بن ابی رافع اپنی دادی سلمیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ میں، خضرہ رضی اللہ عنہا اور میمونہ رضی اللہ عنہا بنت سعد سب آپ ﷺ کی لونڈیاں تھیں رسول اللہ ﷺ نے ان سب کو آزاد کر دیا۔

(۶) خلیسہ رضی اللہ عنہا اصل میں یہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی لونڈی ہیں۔ اسد الغابہ میں ہے کہ خلیسہ بنت کیسہ ابی وائل کی معرفت خلیسہ۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی باندی سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک واقعہ مزاح حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ کے ساتھ بیان کرتی ہیں کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ دجال ظاہر ہو چکا ہے وہ ڈر کے مارے ایک خیمہ نما گھر میں گھس گئیں جس میں وہ آگ جلایا کرتی تھیں اور وہ ہنستی رہیں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ان سے پوچھا کیا بات ہے؟ تو انہوں نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ سے مذاق کا واقعہ بتایا۔ رسول اللہ ﷺ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا دجال کا خروج ہو چکا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں لیکن اس کے خروج کا وقت قریب ہے۔ چنانچہ وہ باہر نکلیں اور اپنے جسم اور بالوں کو مکڑی کے جالے سے اور جالے صاف کرنے لگیں۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی والدہ خلیسہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے خلیسہ کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ کہا [illegible] حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے [illegible] میں موجود ہے اور [illegible] ابن اثیر نے ان کا تذکرہ [illegible] بیان کیا ہے۔

(۷)... خولہ رضی اللہ عنہا...... ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ اس کی حدیث حافظ ابو نعیم (حفص بن سعید قرشی والدہ ان کی والدہ کی والدہ) خولہ رضی اللہ عنہا خادمہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر کچھ دن وحی نازل نہ ہوئی کتے کے ایک بچے کے سبب جو رسول اللہ ﷺ کی چارپائی کے نیچے مر گیا تھا اور معلوم نہ ہو سکا جب اس کو باہر نکال کر پھینکا تو وحی نازل ہوئی۔ والضحیٰ والیل اذا سجی۔ یہ حدیث غریب ہے۔

لیکن سورہ والضحیٰ کا شان نزول مشہور ہے واللہ اعلم۔

(۸) رزینہ ...... رسول اللہ ﷺ کی خادمہ۔ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کے خیال کے مطابق درست بات یہ ہے کہ وہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی کی کنیز تھی اور وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتی تھی۔ جب کہ ہم نے رزینہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی امۃ اللہ کے ترجمہ میں روایت بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیوی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اس کی والدہ رزینہ بطور مہر دیا تھا۔ اس لئے معلوم ہوا کہ اصل میں وہ نبی علیہ السلام کی لونڈی تھی۔

حافظ ابو یعلیٰ (ابو سعید جشمی علیلہ بنت کمیت والدہ امیمہ) امۃ اللہ بنت رزینہ رسول اللہ ﷺ کی لونڈی سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ بنو قریظہ اور نضیر میں نبی علیہ السلام نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو قیدی بنایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فتح نصیب کی تو آپ علیہ السلام ان کو لے آئے۔ جب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے مقتولوں کو دیکھا تو وہ کلمہ توحید اور رسالت کا اقرار کر کے اسلام کے دائرہ میں داخل ہو گئیں۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں ان کا بازو تھا۔ پھر آپ علیہ السلام نے اسے چھوڑ دیا اور انہیں آزاد کر کے نکاح کا پیغام بھیجا۔ پھر ان سے نکاح کیا اور حضرت رزینہ رضی اللہ عنہا لونڈی کو بطور مہر دیا۔

اس متن میں اسی طرح منقول ہے اور یہ باقی ابن ابی عاصم کی ماقبل روایت سے زیادہ بعید ہے۔

لیکن درست یہی ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو خیبر کے دن غنیمت سے صفی کے طور پر لیا تھا پھر ان کو آزاد کیا اور ان کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا اور اس روایت میں جو بنو قریظہ اور نضیر کا ذکر واقع ہے وہ غلط اور خلاف واقعہ ہے کیونکہ یہ دونوں واقعے ہیں ان کے نکاح کے درمیان دو سال کا وقفہ ہے واللہ اعلم۔

حضور اقدس ﷺ نے شیر خوار بچوں کو بھی روزہ کی مشق کرائی...... دلائل میں حافظ بیہقی (ابن عبدان احمد بن عبید صفار علی بن حسن سکری عبید اللہ بن عمر قواریری علیلہ بنت کمیت علیلہ) والدہ امینہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امۃ اللہ بنت رزینہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی کنیز سے پوچھا اے امۃ اللہ کیا تم نے اپنی والدہ رزینہ سے سنا ہے کہ وہ بیان کرتی تھیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ عاشوراء کے روزہ کا ذکر کر رہے تھے؟ اس نے کہا ہاں۔ میں نے کہا آپ ﷺ اس کی خوب تعظیم کرتے تھے۔ اپنے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شیر خوار بچوں کو بلا کر ان کے منہ میں لعاب دہن ڈالتے اور ان کی ماؤں کو کہتے کہ ان کو مغرب تک دودھ نہ پلانا۔ اس روایت کا شاہد بخاری میں موجود ہے۔

(۹) رضوی ...... ابن اثیر کہتے ہیں کہ عبید اللہ بن رضوی بنت کعب سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا حیض والی عورت جنابت کا غسل کرے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ [رواہ الطبرانی]

(۱۰) ریحانہ بنت شمعون قرظیہ اس کا ذکر ازواج مطہرات کے بعد گذر چکا ہے۔

(۱۱) سلامہ رسول اللہ ﷺ کی کنیز...... اس نے نبی علیہ السلام سے فضائل کے بارے میں حدیث نقل کی ہے اور اس سے طارق بن عبدالرحمن نے یہ روایت نقل کی ہے۔ اس کی یہ حدیث ابو موسیٰ مدینی نے بیان کی ہے اور مختصراً ابن اثیر نے اسی طرح نقل کیا ہے۔

(۱۲) سدیسہ انصاریہ: بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر رضی اللہ عنہ کی کنیز ہے۔ اس نے حضور اقدس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب سے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ہیں شیطان ان کو دیکھ کر منہ کے بل گر پڑتا ہے۔ ابن اثیر کے قول کے مطابق اس روایت کو (عبدالرحمن بن فضل بن موفق، فضل بن موفق، اسرائیل، ابواسحاق، سالم) سدیسہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ اس روایت کو اسحاق بن یسار (فضل، سدیسہ رضی اللہ عنہا) نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے۔ پھر دو مماثل روایت بیان کی۔ اسے ابونعیم نے بھی بیان کیا ہے۔

(۱۳) سلامہ: ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کی دایہ اور کھلائی۔ اس نے نبی علیہ السلام سے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں حمل، ولادت، رضاعت اور بچے کے لئے رات کو بیداری کی فضیلت مذکور ہے۔ اس حدیث میں سند اور متن دونوں لحاظ سے غرابت اور نکارت موجود ہے۔ اس روایت کو ابونعیم اور ابن مندہ نے (ہشام بن عمار، مسلمہ خشنی دمشقی، عمرو بن سعید خولانی، انس) سلامہ سے روایت کیا ہے۔ (ذکرہ ابن الاثیر)

(۱۴) سلمیٰ ام رافع زوجہ ابو رافع: واقدی کی روایت کے مطابق اس کا بیان ہے کہ میں، خضرہ، رضوی، اور میمونہ بنت سعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتی تھیں۔ ہم سب کو رسول اللہ ﷺ نے آزاد فرما دیا تھا۔ (ابو عامر عقدی، ابوسعید مولیٰ بنی ہاشم، عبدالرحمن بن ابی الموال، فائد مولیٰ عبیداللہ بن علی بن ابی رافع) اپنی دادی سلمیٰ رسول اللہ ﷺ کی خادمہ سے روایت کرتے ہیں کہ کوئی شخص بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس سر درد کا شکوہ کرتا تو آپ ﷺ اسے فرماتے سینگی لگواؤ، اور کوئی پاؤں میں درد کا شکوہ کرتا تو آپ ﷺ فرماتے مہندی لگاؤ۔

اسی طرح امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے ابن ابی الموال سے، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ و ابن ماجہ نے (زید بن حباب، فائد اپنے مولیٰ عبیداللہ بن علی بن ابی رافع، سلمیٰ) نقل کیا ہے۔ امام ترمذی نے اس کو ضعیف کہا ہے نیز یہ بھی کہا کہ ہم اس حدیث کو صرف فائد سے جانتے ہیں۔ سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے متعدد روایت نقل کی ہیں، ان کا استیعاب اور استقصا طوالت طلب ہے۔ صاحب تہذیب کے قول کے مطابق سلمیٰ رضی اللہ عنہا غزوہ خیبر میں شامل تھیں۔

امام ابن اثیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مذکور ہے کہ وہ نبی علیہ السلام کے لئے جو آٹے، روغن اور پانی سے تیار کردہ حلوا تیار کیا کرتی تھیں، آپ علیہ السلام اسے خوب پسند کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد وہ حیات تھیں، حضرت فاطمہ کی وفات کے وقت موجود تھیں۔ نیز ابتداء میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب، رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی کی لونڈی تھیں، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی ملکیت میں منتقل ہو گئیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تمام اولاد کی دایہ اور قابلہ ہیں اور یہ حضرت ابراہیم بن محمد ﷺ کی بھی دایہ و قابلہ ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد انہوں نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس زوجہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو جعفر، ابراہیم بن سعد، محمد بن اسحاق، عبیداللہ بن علی بن ابی رافع، علی) حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مرض وفات میں بیمار ہوئیں، میں ان کی تیمارداری کرتی تھی۔ چنانچہ وہ ایک دن حسب سابق بیماری میں مبتلا تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی ضرورت سے باہر گئے ہوئے تھے، انہوں نے مجھے کہا امی! غسل کے لئے پانی رکھو۔ میں نے ان کے غسل کے لئے پانی رکھا تو انہوں نے نہایت عمدہ طریقے سے غسل کیا، پھر انہوں نے کہا امی! مجھے میرا نیا لباس دو۔ چنانچہ انہوں نے نیا لباس پہن لیا۔ پھر انہوں نے کہا امی! گھر کے درمیان میرا بستر بچھا دو۔ میں نے حسب طلب بستر بچھا دیا اور وہ قبلہ رخ ہو کر گال کے نیچے ہاتھ رکھ کر لیٹ گئیں۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا امی! میں اب چند لمحوں کی مہمان ہوں، میں غسل کر چکی ہوں میرا لباس کوئی نہ کھولے۔ پس وہ اسی جگہ فوت ہو گئیں۔ حضرت سلمیٰ کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میں نے انہیں تمام صورتحال سے آگاہ کر دیا۔ یہ حدیث نہایت ضعیف ہے۔

(۱۵) شیرین: بعض شیرین کہتے ہیں۔ ماریہ قبطیہ کی ہمشیرہ، حضرت ابراہیم بن محمد ﷺ کی خالہ، ان کا ذکر پہلے بیان ہو چکا ہے کہ

مقوقس شاہ مصر اسکندریہ نے ماریہ اور سیرین کے ساتھ ایک غلام مابور اور خچر دلدل کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تحفہ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے سیرین حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو ہبہ کر دی آپ سے عبدالرحمٰن بن حسان پیدا ہوئے۔

(۱۶) **عنقودہ ام صالح حبشیہ:** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کنیز تھی اس کا نام ''عنب'' تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام عنقودہ رکھ دیا بعض کہتے ہیں اس کا نام ہے ضمیرہ والدہ ابو ضمیرہ رضی اللہ عنہ۔

(۱۷) **فضہ نوبیہ علیہا السلام کی مرضعہ اور رضاعی ماں:** ان کا بیان ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تو بستر پر سوئے تو قل یا ایہا الکافرون پڑھ لیا کر یہ شرک سے براءت ہے ابو احمد عسکری نے اس کو نقل کیا ہے اور اسد الغابہ میں ابن الاثیر نے ذکر کیا ہے۔ بعض مؤلفین نے فضہ نوبیہ کا قصہ ذکر کیا ہے اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ فضہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھی۔ اور ایک لاوارث ضعیف ترین سند (محبوب بن حمید بصری قاسم بن بہرام لیث مجاہد) سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا کا شان نزول روایت کیا ہے۔ اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ دونوں بھائی بیمار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ اور تمام عرب ان کی عیادت کے لئے آئے اور عیادت کرنے والوں میں سے ایک نے کہا اے ابو الحسن تم نذر مانو تو چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر دونوں اس مرض سے صحت یاب ہو گئے تو میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تین روزے رکھوں گا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی اسی طرح نذر مانی اور فضہ نوبیہ نے بھی نذر مانی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو صحت یاب فرما دیا تو ان سب نے روزے رکھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شمعون یہودی سے تین صاع جو قرض لیے۔ پھر ایک صاع کا انہوں نے کھانا تیار کیا اور افطار کرنے کے لئے اپنے سامنے رکھا تو دروازہ پر سائل نے آواز دی کہ مسکین کو کھانا کھلاؤ تمہیں اللہ تعالیٰ جنت کے دسترخوان پر کھانا کھلائے گا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا اور سارا کھانا اس سائل کو دے دیا اور سب نے صبر کیا۔ دوسری رات ہوئی تو دوسرے صاع سے کھانا تیار کیا جب سامنے کھانا رکھا گیا تو سائل نے دروازے پر آواز دی یتیم کو کھانا کھلاؤ تو سب نے سارا کھانا اس کو دے دیا اور خود بھوکے رہے۔ جب تیسری رات ہوئی تو سائل نے آواز دی قیدی کو کھانا کھلاؤ چنانچہ انہوں نے سارا کھانا اسے دے دیا اور تیسری شب بھی بھوکے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں سورۂ دہر (۷۶) ہل اتی علی الانسان سے (۱۲۹) تک آیات نازل فرمائیں۔ یہ حدیث منکر ہے بعض آئمہ نے اس کو موضوع قرار دیا ہے اس کی رکاکت الفاظ اس کے موضوع ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ یہ سورۃ مکی ہے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت اور بیماری کا واقعہ مدینہ میں ظاہر ہے واللہ اعلم۔

(۱۸) **لیلیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کنیز:** ان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلا سے فارغ ہو کر باہر تشریف لائے تو میں آپ ﷺ کے بعد بیت الخلا میں داخل ہوئی تو سوائے کستوری کی مہک کے کوئی چیز نہ پائی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تو فرمایا ہم انبیاء کے جسم جنتیوں کی ارواح کے مطابق ہوتے ہیں۔ ہمارے جسموں سے جو چیز خارج ہوتی ہے اسے زمین نگل جاتی ہے اس روایت کو ابو نعیم رضی اللہ عنہ نے ابو عبداللہ المدنی سے نقل کیا ہے وہ ایک مجہول راوی ہے اور اس سے یہ روایت نقل کرتا ہے۔

(۱۹) **حضرت ماریہ قبطیہ:** ان کا ذکر اصحاب الوجوہ نے بیان کیا ہے۔ ابن اثیر رضی اللہ عنہ نے ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ ماریہ کا ذکر کیا ہے یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی خادمہ تھی۔ اس کی حدیث اہل بصرہ سے (عبداللہ بن حبیب) نے اپنی دادی ماریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جس رات رسول اللہ ﷺ ہجرت کے لئے نکلے میں نے آپ ﷺ کو کندھوں پر اٹھایا تو آپ دیوار پر چڑھ گئے۔ ابو عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی خادمہ تھی۔ حضرت ابو عمر رضی اللہ عنہ نے ماریہ بنت شمعون سے نقل کیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہتی تھی۔ میں نے اپنے ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی کو چھوا تو اس سے زیادہ نرم کوئی چیز نہ تھی۔

استیعاب میں ابن عبدالبر کا بیان ہے معلوم نہیں کہ یہ وہی ہے جس کا اس سے پہلے تذکرہ ہو چکا ہے یا کوئی اور ہے۔

(۴۰) **حضرت میمونہ بنت سعد** ۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (علی بن بحر، عیسیٰ بن یونس، ثور بن یزید) زیاد بن ابی سودہ کے بھائی سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی لونڈی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بیت المقدس کے بارے میں ارشاد فرمائیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ محشر و نشر کی سرزمین ہے۔ وہاں جاؤ اور اس میں نماز پڑھو اس میں ایک نماز ہزار نماز کے برابر ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جو شخص وہاں کی استطاعت نہ رکھتا ہو (تو وہ کیا کرے) تو آپ ﷺ نے فرمایا وہاں چراغ جلانے کی خاطر تیل ارسال کرے۔ جس نے چراغ روشن کرنے کے لئے وہاں تیل بھیجا اس کو وہاں نماز پڑھنے والے کے جیسا ثواب ملے گا۔

دو اسناد کا موازنہ ۔ ۔ اسی طرح امام ابن ماجہ نے (اسماعیل بن عبداللہ رقی، عیسیٰ بن یونس، ثور، زیاد، عثمان بن ابی سودہ) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا رسول ﷺ کی کنیز سے نقل کیا ہے۔

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے (نفیلی، مسکین بن بکیر، سعید بن عبدالعزیز، ثور، زیاد) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے مگر زیاد اور میمونہ رضی اللہ عنہا کے درمیانی راوی عثمان بن ابی سودہ کا ذکر نہیں کیا واللہ اعلم۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (حسین، ابو نعیم، اسرائیل، زید بن جبیر، ابو یزید ضبی) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنت سعد رسول اللہ ﷺ کی کنیز سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ولد زنا اور حرامزادے کے بارے میں دریافت ہوا تو آپ نے فرمایا "لا خیر فیہ" اس میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے جوتے کا جوڑا جس کو پہن کر میں فی سبیل اللہ جہاد کروں وہ مجھے "ولد زنا" کے آزاد کرنے سے زیادہ اچھا اور محبوب ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو عباس دوری اور ابن ماجہ نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے اور ان دونوں نے ابو نعیم فضل بن دکین سے نقل کیا ہے۔

حافظ ابو یعلیٰ موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے (ابوبکر بن ابی شیبہ، زید بن حباب، موسیٰ بن عبیدہ، ایوب بن خالد) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت گزار تھیں ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غیر محرموں میں خوبصورتی کا اظہار کرنے والی عورت کی مثال روز قیامت میں اس تاریکی جیسی ہے جس میں کوئی روشنی نہیں۔ امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے اس کو موسیٰ بن عبیدہ سے نقل کر کے کہا ہے کہ میرے علم کے مطابق یہ روایت صرف اسی سے مروی ہے اور موسیٰ حدیث کے بیان میں ضعیف اور بعض راویوں نے اس کو موقوف بیان کیا ہے۔

(۴۱)۔۔۔۔ **شفا بخش دعا** ...... میمونہ بنت ابی عسیب یا عنبہ ابو عمرو بن مندہ کے قول کے مطابق ابو نعیم نے تصحیف کی ہے یہ غلط ہے صحیح نام میمونہ بنت ابی عسیب ہے اسی نام سے اس کی روایت شیخ بن مصعب ابو عبداللہ العبسی ربیعہ بنت یزید سے روایت کرتے ہیں کہ وہ قریش کے محل میں رہائش پذیر تھی۔ اس کو مصعب نے میمونہ بنت ابی عسیب یا بنت ابی عنبہ کنیز رسول اللہ ﷺ سے بتایا کہ ایک قریشی خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا اے عائشہ رضی اللہ عنہا آپ رسول اللہ ﷺ سے دعا کرائیں کہ میری اعانت فرما دیں کہ مجھے سکون و اطمینان حاصل ہو۔ یہ سن کر حضور اقدس ﷺ نے اس کو کہا اپنا ہاتھ اپنے دل پر رکھ کر پھیر لو اور کہو۔ یہ دعا پڑھو **بسم اللہ اللھم داونی بدوائک واشفنی بشفائک واغننی بفضلک عمن سواک** ربیعہ بنت یزید کا بیان ہے کہ یہ دعا پڑھ کر اس کی حالت اچھی ہو گئی۔

(۴۲)۔۔۔۔ **حضرت ام ضمیرہ زوجہ ابو ضمیرہ** ۔۔۔۔ ان کا تذکرہ پہلے بیان ہو چکا ہے رضی اللہ عنہم۔

(۴۳)۔۔۔۔ **حضرت ام عیاش** ۔۔۔۔ رسول اللہ ﷺ نے رقیہ اپنی بیٹی کے ساتھ حضرت عثمان کے پاس بھیجا تھا جب ان کو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں دیا تھا۔

ابو القاسم بغوی (عکرمہ، عبدالواحد بن صفوان، اپنے والد سے) اپنی دادی ام عیاش سے روایت کرتے ہیں کہ وہ آپ ﷺ کی خدمت

کرتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی لخت جگر کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تھا۔ ان کا بیان ہے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے صبح کو کھجوریں بھگو دیتی اور آپ رضی اللہ عنہ شام کو نوش فرما لیتے اور شام کو بھگو دیتی اور آپ رضی اللہ عنہ صبح کو پی لیتے۔ ایک دن مجھ سے آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا اس مشروب میں کسی چیز کا آمیزہ کرتی ہو؟ انہوں نے اس کا جواب دیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا آئندہ ایسا نہ کرنا۔ یہ ہے رسول اللہ ﷺ کی لونڈیوں کی فہرست رضی اللہ عنہن۔

امام احمد (وکیع، قاسم بن فضل، ثمامہ بن حزن) سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے "نبیذ" کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو انہوں نے کہا اس حبشیہ لونڈی سے پوچھو جو رسول اللہ ﷺ کی خادمہ تھی۔ اس نے بتایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے لئے رات کو ایک مشکیزہ میں کھجوریں ڈال کر مشکیزہ کا منہ بند کر دیتی تھی صبح سویرے آپ نوش فرما لیتے تھے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو قاسم بن فضل سے روایت کیا ہے۔ "اصحاب الاطراف" نے اس روایت کو "مسند حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا" میں ذکر کیا ہے۔ حالانکہ حبشیہ کی مسند میں اسے درج کرنا زیادہ مناسب تھا۔ جو حبشیہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتی تھی۔ یہ گذشتہ بیان کردہ لونڈیوں کی فہرست میں شامل ہے یا ان سے الگ ہے۔ واللہ اعلم۔

حضور اقدس ﷺ کے ان خادموں کا بیان جو آپ ﷺ کے غلام نہیں تھے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ...... بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار، انصاری نجاری، ابو حمزہ مدنی نزیل بصرہ۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کی دس سال قیام مدینہ کے دوران خدمت کی۔ آپ ﷺ نے اس قدر لمبا عرصہ ان کو کسی معاملہ میں ڈانٹ ڈپٹ تک نہیں کی اور نہ ان کے کسی کام پر کبھی تنبیہ کی اور نہ کسی کام نہ کرنے پر ان سے باز پرس کی۔ ان کی والدہ محترمہ ام سلیم بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور آپ ﷺ نے بطور خادم قبول فرما لیا۔ نیز اس نے درخواست پیش کی کہ آپ ﷺ انس رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے خیر فرما دیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے دعا فرمائی: الٰہی! اس کے مال اولاد اور اہل و عیال میں برکت اور کثرت عطا فرما اور اس کی عمر بھی دراز کر اور اس کو جنت نصیب کر۔ انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ دو باتیں مل گئیں تو میں رسول اللہ ﷺ کی دعا کی قبولیت کی دیکھ چکا ہوں اور تیسری کا منتظر ہوں۔ واللہ تعالیٰ میرا مال کثیر ہے میری اولاد اور پوتے سو سے بھی زائد ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ میرے باغ سال میں دو بار پھل دیتے ہیں اور میرے حقیقی بیٹے ۱۰۶ ہیں۔

جنگ بدر میں ان کے شامل ہونے کے بارے میں اختلاف منقول ہے۔ انصاری نے اپنے والد کی معرفت ثمامہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کیا آپ رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں شامل تھے؟ تو انہوں نے کہا: ام لک! تیری ماں مرے! میں جنگ بدر سے کہاں غائب ہو سکتا تھا۔ مشہور قول یہ ہے کہ وہ کم سنی کی وجہ سے جنگ بدر میں شریک نہیں ہو سکے، نیز جنگ احد میں بھی وہ شامل نہیں ہو سکے۔ اس کے علاوہ صلح حدیبیہ، عمرۃ القضاء، فتح مکہ، حنین اور طائف وغیرہ غزوات میں شریک ہوئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی نماز ...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک سے زیادہ کسی کو حضور اقدس ﷺ کی نماز کے مشابہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ ابن سیرین کے قول کے مطابق حضرت انس رضی اللہ عنہ سفر اور حضر میں لوگوں سے بہت اچھی نماز پڑھتے تھے۔ علی بن مدینی کے قول کے مطابق بصرہ میں وہ آخری صحابی تھے جو فوت ہوئے ۹۰ھ میں یا ۹۱ھ میں یا ۹۲ھ یا ۹۳ھ میں اور قول مشہور ہے اور اکثر مورخین سے منقول ہے۔ ان کی عمر کے بارے میں امام احمد بن حنبل، معتمر بن سلیمان، حمید سے روایت کرتے ہیں ۹۹ سال تھی۔ نیز کم از کم ان کی عمر ۱۰۷ سال منقول ہے اور بعض ایک سو تین سال بھی نقل کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(۲) ...... **حضرت اسلع بن شریک بن عوف اعرجی رضی اللہ عنہ** ...... ابن سعد کے قول کے مطابق ان کا نام ہے میمون؛

سجادة (ربیع بن بدر اعرجی، وہ اپنے باپ اعرجی، وہ اسلع اعرجی) سے روایت کرتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کا خدمت گزار تھا اور آپ ﷺ کے ساتھ سفر کرتا تھا ایک رات مجھے آپ ﷺ نے فرمایا اے اسلع اٹھو اور کجاوہ ڈالو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں جنبی ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام آیت تیمم لے کر نازل ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے اسلع تیمم کر لے۔ حضرت اسلع اعرجی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تیمم کر کے دکھایا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھ زمین پر مارے، پھر ان کو جھاڑا اور منہ پر مسح کیا۔ پھر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ زمین پر مارے ان کو جھاڑا اور بازوؤں پر مسح کیا۔ دایاں ہاتھ بائیں پر اور بایاں دائیں پر اندر والی اور بیرونی دونوں طرف۔

اس روایت کے راوی کا بیان ہے کہ مجھے میرے باپ نے تیمم کر کے دکھایا جیسا کہ اس اعرجی نے ان کو بتایا اور اسلع نے ان کو تیمم کر کے دکھایا جیسا کہ حضور اقدس ﷺ نے ان کو تیمم کر کے دکھایا۔ ربیع اعرجی کا بیان ہے کہ میں نے یہ حدیث عوف بن ابی جمیلہ کو سنائی تو اس نے کہا میں نے حضرت حسن بصری کو اسی طرح تیمم کرتے دیکھا۔ ابن منده اور بغوی نے "تیمم کا باب" میں ربیع بن بدر اعرجی کی یہ روایت نقل کی ہے اور بغوی نے مزید کہا ہے کہ میرے علم میں اس حدیث کو کسی اور نے روایت نہیں کیا۔ ابن عساکر کا بیان ہے کہ اس حدیث کو ہیثم بن رزیق مالکی مدلجی نے اپنے والد کی معرفت اسلع بن شریک سے نقل کیا۔

(۳) ...... حضرت اسماء بن حارثہ رضی اللہ عنہ ...... اسماء بن حارثہ بن سعد بن عبداللہ بن عباد بن سعد بن عمرو بن عامر بن ثعلبہ بن مالک بن افصی اسلمی، یہ اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے ابن سعد کا بیان ہے کہ یہ اور ان کا بھائی ہند بن حارثہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے خدمت گزار تھے۔

صوم عاشوراء ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عفان، وہیب، عبدالرحمان بن حرملہ، یحییٰ بن ہند بن حارثہ) (ہند صلح حدیبیہ میں شریک تھا) حضور اقدس ﷺ نے اس کے بھائی اسماء بن حارثہ کو اس کی قوم کے پاس عاشوراء کا روزہ رکھنے کا پیغام دے کر روانہ کیا کہ اپنی قوم کو حکم دو کہ عاشوراء کا روزہ رکھیں تو اس نے عرض کیا اگر وہ اس دن کھانا کھا چکے ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا بقیہ دن کا روزہ مکمل کر لیں۔

اس روایت کو احمد بن خالد وہبی (محمد بن اسحاق، عبداللہ بن ابی بکر، حبیب بن ہند بن اسماء اسلمی) ہند اسلمی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے "اسلم قوم" کی طرف یہ پیغام دے کر روانہ فرمایا کہ اپنی قوم کو حکم دے کہ وہ اس دن کا روزہ رکھے جس شخص نے دن کے ابتدائی حصے میں کھانا کھا لیا ہو وہ باقی دن کا روزہ رکھے۔

محمد بن سعد (واقدی، محمد بن نعیم بن عبداللہ مجمر، نعیم بن عبداللہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں کہتا تھا کہ ہند اور اسماء پسران حارثہ حضور اقدس ﷺ کے غلام ہی ہیں۔ واقدی کہتے ہیں کہ یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے خدمت گزار تھے۔ وہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سب رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر حاضر رہتے تھے۔ محمد بن سعد کے قول کے مطابق حضرت اسماء بن حارثہ رضی اللہ عنہ ۸۰ سال کی عمر میں بصرہ میں ۶۶ھ میں فوت ہوئے۔

(۴) ...... حضرت بکیر بن شداخ لیثی رضی اللہ عنہ ...... (ابن منده بحوالہ مدائنی) عبدالملک بن یعلی لیثی سے روایت کرتے ہیں کہ بکیر لیثی آپ ﷺ کا خادم تھا جب بالغ ہو گیا تو اس نے آپ ﷺ کو بتایا کہ میں آپ ﷺ کے اہل و عیال کے پاس آتا جاتا ہوں اور اب میں یا رسول اللہ ﷺ بالغ ہو چکا ہوں تو آپ ﷺ نے اس کو دعا دی الٰہی! اس کی بات کو صداقت کا جامہ پہنا اور اس کو کامیابی سے ہمکنار کر۔

یہودی کا قتل ...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک یہودی قتل ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ کے دوران فرمایا، خدارا! جس شخص کو اس قتل کے بارے میں علم ہو بتا دے تو حضرت بکیر رضی اللہ عنہ نے کہا امیرالمومنین رضی اللہ عنہ میں نے اس کو قتل کیا

سے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے اس کے قتل کا اعتراف کر لیا ہے اب تم سے قصاص لیا جائے گا۔ اس نے عرض کیا یا امیر المومنین رضی اللہ عنہ! ایک مجاہد نے مجھے اپنے اہل و عیال کا جانشین اور نگران مقرر کیا تو جب میں مجاہد کے گھر آیا تو یہودی اس کی عورت کے پاس موجود تھا اور وہ یہ اشعار کہہ رہا تھا

واشعث غرہ الاسلام منی
خلوت بعرسہ لیل التمام
ابیت علی ترائبہا ویمسی
علی جرداء لاحقۃ الحزام
کان مجامع الربلات منہا
فئام ینہضون الی فئام

"پراگندہ بال اور مجاہد، اس کو اسلام نے میرے بارے میں دھوکہ دیا ہے۔ میں اس کی بیوی کے ساتھ تمام رات تنہا رہا ہوں۔ میں اس کی چھاتی پر رات گزارتا ہوں اور وہ گھوڑے کی لگام پر رہ جاتا ہے"۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کی بات کو صحیح تسلیم کر لیا اور یہودی کے خون کو رائیگاں قرار دے دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی دعا کی بدولت۔

(۵) حضرت بلال بن رباح حبشی عرف بلال بن حمامہ رضی اللہ عنہ حمامہ ان کی والدہ کا نام ہے۔ مکہ میں پیدا ہوئے۔ امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے جو ان کو خرید لیا کیونکہ امیہ ان کو سخت تکلیف پہنچایا کرتا تھا کہ وہ اسلام سے پھر جائیں اور وہ اسلام پر جان سے فدا تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید کر لوجہ اللہ تعالیٰ آزاد کر دیا۔ انہوں نے لوگوں کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ جنگ بدر اور احد وغیرہ میں شرکت کی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ فصیح اور بلیغ تھے۔ بعض لوگوں کے غلط وہم نے مشہور کر دیا ہے کہ وہ "ش" "شین" زبان سے ادا نہ کر سکتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض واعظوں نے ایک بے بنیاد حدیث بھی رسول اللہ ﷺ سے منسوب کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "ان سین بلال شینا" "بلال کا سین شین کا حکم رکھتا ہے"۔ آپ رضی اللہ عنہ بہترین مؤذن تھے اور حضور اکرم ﷺ کے مؤذن مشہور ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے اہل و عیال کے نان نفقہ کے نگران تھے اور آپ ﷺ کے خزانچی تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ملک شام میں جہاد کے لئے چلے گئے تھے۔

بعض کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں وہ اذان دیتے رہے لیکن پہلا قول صحیح اور مشہور ہے۔

واقدی کے قول کے مطابق وہ دمشق میں ۶۰ سال کی عمر میں ۲۰ھ میں فوت ہوئے۔ علاوہ ازیں یہ بھی ہے کہ ان کی قبر دمشق میں باب صغیر میں ہے۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ وہ "حلب" میں فوت ہوئے مگر صحیح بات یہ ہے کہ حلب میں ان کے بھائی خالد فوت ہوئے۔

مکحول کا قول ہے کہ جس شخص نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا اس نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ نہایت سیاہ فام کچھ دراز اور خمیدہ کمر تھے۔ گھنے بال تھے اور خضاب نہیں لگاتے تھے۔

(۶/۷) حضرت حبہ اور سواء پسران خالد رضی اللہ عنہما...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو معاویہ، وکیع، اعمش، سلام بن شرحبیل): آپ ﷺ کے پاس آئے۔ ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ کوئی چیز درست فرما رہے تھے ہم نے آپ کی مدد کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا جب تک تمہارے سر ہلتے رہیں رزق سے نا امید نہ ہونا۔ انسان کو اس کی والدہ "سرخ" جنم دیتی ہے اس پر کوئی چھلکا تک نہیں ہوتا پھر اللہ تعالیٰ اس کو روزی اور رزق سے نوازتا ہے۔

(۸)...... حضرت ذو مخبر یا ذو مخمر رضی اللہ عنہ...... یہ نجاشی شاہ حبشہ کے برادر زادے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ بھانجے ہیں مگر پہلا صحیح ہے۔ نجاشی نے انہیں اپنی جگہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کے لئے مقرر کیا تھا۔

سورج نکلنے کے بعد نماز فجر...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو جعفر، حریز بن عثمان، یزید بن صبیح) ذو مخمر حبشی خادم رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ نہایت تیز رفتار تھے، یہ تیز رفتاری زادراہ کے باعث تھی۔ آپ ﷺ سفر سے فارغ ہوئے تو کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ لوگ پیچھے رہ گئے ہیں۔ پھر حضور اقدس ﷺ ٹھہر گئے اور سب لوگوں کو اپنے پاس جمع کر لیا تو ان کو کہا کیا تم تھوڑی دیر کے لئے یہاں قیام کرو گے؟ چنانچہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے رفقاء سواریوں سے اتر پڑے تو انہوں نے کہا رات ہماری حفاظت کون کرے گا؟ تو میں نے عرض کیا میں، آپ پر قربان! میں حفاظت کے فرائض انجام دوں گا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی سواری کی مہار تھما دی اور فرمایا کہ سستی سے بچو اور ندامت اٹھانی نہ پڑے (لا تکونن لکعا)۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے اپنی اور رسول اللہ ﷺ کی سواری کی مہار پکڑی، تھوڑی دور جا کر ان کو چرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ میں ان کی نگرانی کر رہا تھا کہ مجھے نیند آ گئی، مجھے چہرے پر سورج کی تپش کا احساس ہوا، میں بیدار ہوا اور میں نے دائیں بائیں دیکھا تو سواریاں قریب ہی موجود تھیں۔ میں ان کو لے کر آیا اور سب سے نزدیک آدمی کو جگا کر پوچھا کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر لوگوں نے ایک دوسرے کو جگایا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے بیدار ہو کر فرمایا: بلال، کیا تمہارے برتن میں پانی ہے؟ اس نے کہا کہ میں قربان ہو جاؤں، ہاں ہے۔ پھر وہ وضو کا پانی لایا، آپ ﷺ نے وضو کیا اور نیچے سے مٹی بھی نہ دھوئی۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کا حکم فرمایا، اس نے اذان دی، پھر آپ ﷺ نے صبح کی دو رکعتیں اطمینان سے پڑھیں۔ پھر آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو تکبیر اقامت کہنے کا حکم فرمایا، اس نے تکبیر کہی اور پھر بڑے اطمینان اور سکون سے نماز پڑھی۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم سے کوتاہی ہوئی، کیا ہم مجرم ہوئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بالکل نہیں، اللہ تعالیٰ نے ہماری روحوں کو قبض کر لیا اور پھر لوٹا دیا اور ہم نے نماز پڑھ لی۔

(۸) **حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی ابو فراس رضی اللہ عنہ** ...... اوزاعی (یحییٰ بن ابی کثیر، ابو سلمہ) ربیعہ بن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس رات گزارتا تھا۔ میں آپ ﷺ کے پاس وضو کا پانی لاتا اور ضروری اشیاء۔ آپ رات کو بیدار ہو کر دیر تک "سبحان ربی وبحمدہ اور سبحان رب العالمین" کہتے رہتے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا کوئی ضرورت اور حاجت ہے؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! جنت میں آپ کی رفاقت کا طالب ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کثرت نماز سے اپنی مدد کر۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یعقوب بن ابراہیم، ابراہیم، محمد بن اسحاق، محمد بن عمرو بن عطاء، نعیم بن مجمر) ربیعہ بن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ میں دن بھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتا رہتا حتیٰ کہ آپ ﷺ عشاء کی نماز پڑھتے تو میں آپ علیہ السلام کے دروازے پر بیٹھ جاتا، جب وہ گھر میں داخل ہوتے تو سوچتا شاید رسول اللہ ﷺ کو کوئی ضرورت پیش آ جائے۔ میں رسول اللہ ﷺ کو "سبحان اللہ وبحمدہ" کہتے سنتا رہتا حتیٰ کہ میں اکتا کر واپس چلا آتا یا وہیں نیند آ جاتی اور میں سو جاتا۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے میری خدمت اور اخلاص کے پیش نظر فرمایا اے ربیعہ! مجھ سے مانگو، میں عطا کروں گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں غور کروں گا اور پھر آپ ﷺ کو آگاہ کروں گا۔ میں نے دل میں سوچا کہ دنیا ختم ہونے والی اور زوال پذیر ہے مجھے اس میں رزق بقدر کفایت ملتا رہے گا۔ پھر میں نے ارادہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے آخرت کے لئے سوال کروں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ ﷺ کی ایک خاص قدر و منزلت ہے۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے پوچھا ربیعہ! تم نے کیا سوچا؟ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ میرا سوال ہے کہ آپ میری بابت اپنے پروردگار کے پاس سفارش کریں کہ مجھے جہنم سے آزاد کر دے۔ یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ بات تجھے کس نے بتائی ہے۔ میں نے عرض کیا، "والذی بعثک بالحق" مجھے کسی نے یہ بات نہیں بتائی جب آپ نے مجھے فرمایا کہ سوال کرو اور آپ ﷺ کا مرتبہ اللہ کے ہاں ہے وہ آپ جانتے ہیں پھر میں نے غور و خوض کیا اور مجھ کو پتہ چلا کہ دنیا فانی، زوال پذیر ہے اور دنیا میں مجھے بقدر کفایت روزی ملتی رہے گی۔ تو میں نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ سے آخرت کے بارے میں سوال کروں گا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ یہ بات سن کر کافی دیر تک خاموش کھڑے رہے پھر مجھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہاری آرزو کے لئے دعا کروں گا، کثرت نماز سے اپنی ذات کے لئے میرے ساتھ تعاون کر۔

ربیعہ کی شادی ...... حافظ ابو یعلیٰ (ابو خیثمہ، یزید بن ہارون، مبارک بن فضالہ، ابو عمران جونی) ربیعہ اسلمی خادم رسول اللہ ﷺ سے روایت

کرتے تھے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا ربیعہ! کیا شادی نہیں کرو گے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نہیں چاہتا کہ کوئی چیز آپ کی خدمت کرنے میں مانع ہو نیز میرے پاس بیوی کا حق مہر ادا کرنے کے لئے کوئی مال نہیں ہے اس کے بعد میں نے دل میں سوچا کہ رسول اللہ ﷺ میرے بارے میں مجھ سے زیادہ باخبر ہیں۔ مجھے آپ ﷺ شادی کی پیشکش فرما رہے ہیں اگر مجھے دوبارہ پیشکش کی تو میں ضرور قبول کروں گا اس کا یقین ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ربیعہ! شادی نہیں کرو گے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کون رشتہ دے گا؟ میرے پاس تو کوئی مال کی حیثیت سے بھی کچھ نہیں چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا "بنی فلاں" کے پاس جا کر ان کو پیغام دو کہ رسول اللہ ﷺ حکم فرما رہے ہیں کہ تم اپنی فلاں دوشیزہ کا مجھ سے نکاح کر دو۔ چنانچہ میں حسب ارشاد "بنی فلاں" کے پاس گیا اور رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچایا تو انہوں نے استفسار کیا کہ "فلاں دوشیزہ" میں نے کہا کہ ہاں، تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور ان کے پیغام بر کو خوش آمدید کہا اور انہوں نے میرا نکاح کر دیا۔

پھر میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں ایک بہترین خاندان کی طرف سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں انہوں نے مجھے سچا قرار دیا اور میرا نکاح کر دیا۔ فرمایئے حق مہر ادا کرنے کا کیا بندوبست ہے؟ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کو فرمایا ربیعہ رضی اللہ عنہ کے حق مہر کے لئے گٹھلی کے وزن کے برابر سونا جمع کرو پھر انہوں نے چندہ جمع کر کے سونا مجھے دے دیا میں یہ سونا دوشیزہ کے رشتہ داروں کے پاس لے گیا انہوں نے قبول کر لیا پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتائی اور عرض کیا کہ اب میں ولیمہ کہاں سے کروں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ربیعہ رضی اللہ عنہ کے لئے ایک مینڈھے کی قیمت جمع کرو چنانچہ انہوں نے یہ قیمت جمع کر کے مجھے دے دی اور مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان کو کہو کہ ان کے پاس "جو" پڑے ہیں وہ دے دیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور انہوں نے مجھے "جو" مرحمت کر دیے۔ پھر میں مینڈھا اور "جو" لے کر حاضر ہوا تو انہوں نے کہا کہ "جو" ہم تیار کر دیتے ہیں اور مینڈھے کے بارے میں اپنے احباب کو کہو وہ ذبح کر دیں۔ انہوں نے ذبح کر دیا۔ پھر ولیمہ ہمارے پاس جو کی روٹیاں اور گوشت موجود تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمت: ...... پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی اراضی میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ایک ٹکڑا زمین دے دیا۔ میرا کھجور کے ایک درخت میں جھگڑا پیدا ہو گیا میں نے کہا کہ وہ درخت میری زمین میں واقع ہے۔ اسی جھگڑے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک ناگوار بات کہی، پھر وہ شرمندہ ہوئے اور مجھے بلا کر کہا جیسا میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو ناگوار کہا ہے آپ بھی مجھے کہہ دیں۔ میں نے کہا خدا کی قسم! میں آپ کو ناگوار نہیں کہوں گا جو آپ نے مجھے کہا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تم ایسا نہیں کرو گے تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوئے اور میں بھی ان کے پیچھے ہو لیا اور میری قوم کے افراد میرے پیچھے تھے اور کہہ رہے تھے وہ خود ہی زیادتی کرتے ہیں اور خود ہی رسول اللہ ﷺ کے پاس شکایت کر رہے ہیں۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے ان کو مخاطب کر کے کہا جانتے ہو یہ کون ہیں؟ یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور مسلمانوں کے بزرگ ہیں تم واپس لوٹ جاؤ وہ مڑ کر تمہیں دیکھ نہ لیں اور وہ یہ سمجھیں کہ تم میری مدد کے لئے آئے ہو اور وہ ناراض ہو جائیں پھر رسول اللہ ﷺ ناراض ہو جائیں اور ربیعہ رضی اللہ عنہ ہلاک اور تباہ ہو جائے۔

چنانچہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے ربیعہ رضی اللہ عنہ کو ایک ناگوار بات کی ہے میں نے اسے کہا وہ بھی مجھے کہے جیسا کہ میں نے اسے کہا ہے مگر وہ اس بات سے انکار کر رہا ہے چنانچہ آپ علیہ السلام نے فرمایا اے ربیعہ رضی اللہ عنہ! تیرا صدیق رضی اللہ عنہ سے کیا نسبت ہے؟ ربیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ناشائستہ کلمہ کہا ہے میں نے انہیں نہیں کہوں گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں تو اس کو وہ نہ کہنا جو اس نے تجھے کہا تھا لیکن تو کہہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ غفر اللہ لک۔ اللہ تعالیٰ تجھے معاف کرے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ غلام ابوبکر رضی اللہ عنہ: ...... بعض لوگ انہیں رسول اللہ ﷺ کا غلام بھی کہتے ہیں۔ ابوداؤد طیالسی (ابو) عامر

حسن) سعد رضی اللہ عنہ غلام ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعد کو آزاد کر دو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو اس کی خدمت بہت اچھی اور بہت پسند تھی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس یہاں کوئی اور غلام نہیں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اتتک الرجال؛ تیرے پاس بہت سے آدمی آئیں گے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ابوداؤد طیالسی سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

ابوداؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ (ابو عامر حسن) حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھجوریں پیش کیں دسترخوان پر بیٹھے تناول کرنے والے دو دو کھجوریں ملا کر کھانے لگے تو حضور اقدس ﷺ نے دو کھجوریں ملا کر کھانے سے روک دیا۔ اس روایت کو امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بنداری کی معرفت ابوداؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ: عمرۃ القضاء کے دن مکہ میں داخل ہوتے ہوئے آپ علیہ السلام کی سواری کی مہار پکڑے آگے بڑھتے ہوئے کہہ رہے تھے:

خلوا بني الكفار عن سبيله
اليوم نضربكم على تأويله
كما ضربناكم على تنزيله
ضربا يزيل الهام عن مقيله
ويذهل الخليل عن خليله

"اے اولاد کفار! تم ان کا راستہ خالی کر دو آج ہم تم کو قرآن کریم کے احکام کے مطابق قتل کریں گے، جیسا کہ اس کے نزول کے مطابق تم کو قتل کیا، ایسے قتل کریں کہ سر گردن سے الگ کر دے اور دوست کو دوست سے بے نیاز کر دے"۔

یہ قصہ ہم مکمل بیان کر چکے ہیں، چند ماہ بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ جنگ موتہ میں شہید ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بن غافل بن حبیب شمخ ابو عبدالرحمان ھذلی: بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک ہیں، ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ سے سرفراز، جنگ بدر اور دوسرے غزوات میں شامل رہے، نبی علیہ السلام کے پاپوش مبارک کے حامل تھے، آپ ﷺ کے وضو کا اہتمام کیا کرتے تھے، سواری پر کجاوہ کستے تھے جب آپ علیہ السلام سوار ہونا چاہتے تھے، قرآن کریم کے معلم اور جید مفسر تھے، آپ رضی اللہ عنہ بڑے عالم و فاضل اور نہایت علیم و بردبار تھے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی نحیف پتلی اور باریک پنڈلیوں کو دیکھ کر حیران ہو رہے تھے مخاطب کر کے فرمایا، اس خدا کی قسم! والذی نفسی بیدہ یہ پنڈلیاں قیامت کے دن میزان میں کوہ احد سے بھی گراں اور بھاری ہوں گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا وہ علم کا ایک بھرا ہوا تھیلا ہیں۔

اہل علم ان کا حلیہ بیان کرتے ہیں کہ وہ لمبے چھوٹے اور خوش اخلاق انسان تھے، نیز جب بیٹھتے تو بیٹھے ہوئے آدمی کے برابر ہوتے تھے اور وہ نبی علیہ السلام کے مشابہ تھے سیرت میں، خصلت میں، اور چال ڈھال میں بھی آپ کی حرکات و سکنات میں اور کلام میں، آپ علیہ السلام کے مشابہ تھے اور حسب استطاعت آپ کی عبادات میں بھی مشابہت کی کوشش کرتے تھے۔ عہد عثمانی رضی اللہ عنہ میں ۳۲ھ یا ۳۳ھ میں مدینہ منورہ میں ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ کوفہ میں فوت ہوئے مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

(۱۴) **حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ:** امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ولید بن مسلم، ابن جابر، قاسم ابو عبدالرحمن) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ان گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی (وہ راستہ جو دو پہاڑوں کے درمیان ہوتا ہے) میں رسول اللہ

اللہ کی عبادت کے لئے کھڑے ہو گئے پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا [illegible] تم سورہ [illegible] پڑھو۔ [illegible] کہتے ہیں کہ مجھے یہ پتہ تھا کہ یہ سورہ بڑی مصیبت ہو گی لیکن رسول اللہ ﷺ کی خاطر میں نے [illegible] پڑھ دی۔ پھر آپ علیہ السلام نے [illegible] فرمایا اے [illegible] مجھے [illegible] تھی کہ [illegible] نماز پڑھتے ہیں؟ عرض کیا کہ [illegible] رسول اللہ [illegible]۔ پھر آپ علیہ السلام نے مجھے [illegible] پڑھائی [illegible] جماعت [illegible] رسول اللہ ﷺ نے ان کی قرأت [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] کے پاس سے گزرے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا [illegible] اور [illegible] وقت ان کو پڑھو۔

یہ حدیث [illegible] نے بھی [illegible] محمد بن [illegible] بیان کی ہے۔ [illegible] رحمۃ اللہ علیہ اور [illegible] رحمۃ اللہ علیہ نے (ابن [illegible] سعید بن [illegible] عبدالرحمن [illegible]) بھی نقل کی ہے۔

حضرت قیس بن سعد بن عبادہ انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت قیس رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں ایسا تھا جیسا امیر کے پاس پولیس افسر کا ہوتا ہے۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نہایت [illegible] تھے کہ مجھے صرف [illegible] تھے لیکن [illegible] شخص بھی ان کی شلوار پہنتا [illegible] جاتی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی شلوار روم کے بادشاہ کو بھیجی کہ تمہارے ہاں کوئی اس قد والا آدمی ہے؟ جس پر یہ شلوار پوری آ سکے۔ شاہ روم [illegible] حضرت قیس رضی اللہ عنہ نہایت کریم اور فیاض تھے اور دانشمند اور بہادر تھے۔ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرفدار تھے۔ مسعر نے معبد بن خالد سے نقل کیا ہے کہ حضرت قیس رضی اللہ عنہ شہادت والی انگلی کو مسلسل اٹھاتے ہوئے دعا کرتے تھے۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق وہ خلیفہ [illegible] وہ مدینہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دور میں فوت ہوئے۔

حافظ ابوبکر رضی اللہ عنہ بزار (محمد بن [illegible] سعید بن [illegible] ابو سفیان) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قیس بن سعد انصاری رسول اللہ ﷺ کی ضروریات کے لئے حاضر رہتے تھے آپ علیہ السلام کو جب کوئی امر درپیش ہوتا تو آپ علیہ السلام ان کو روانہ فرماتے۔

(۱۴) ۔۔ **حضرت مغیرہ بن شعبہ ثقفی رضی اللہ عنہ** ۔۔۔ آپ بھی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ [illegible]۔ جیسا کہ [illegible] شمشیر بکف حدیبیہ کے دن [illegible] آپ علیہ السلام کے سر پر کھڑے تھے۔ ان کا چچا عروہ بن مسعود ثقفی جب پیغام لے کر آیا [illegible] عرب کے اعتقاد کے مطابق بات کرتا ہوا رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک کی طرف ہاتھ بڑھاتا تو وہ اس کے ہاتھ کو تلوار [illegible] کہا اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی سے پیچھے ہٹا لو اس سے پہلے کہ تجھے [illegible] نہ ہو جائے [illegible]۔

محمد بن سعد وغیرہ کے قول کے مطابق [illegible] غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شامل تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے ساتھ [illegible] جب وہ اہل طائف کے [illegible] کو مسمار کرنے کی غرض سے گئے تھے۔ آپ عرب کے [illegible] تھے۔ شعبی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ مجھ پر کوئی غالب نہیں آیا۔

شعبی کا بیان ہے کہ قبیصہ بن جابر نے کہا میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا ہوں اگر شہر کے آٹھ دروازے ہوں اور کسی سے بھی بغیر عقل و فکر اور سوچ و تدبر کے نکلنا [illegible] تو وہ مغیرہ [illegible] تمام دروازوں میں سے کسی سے باہر نکل آتے۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول [illegible] چار ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ۔ دانشمند اور مدبر بھی چار ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص، حضرت [illegible] حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن بدیل بن ورقاء۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نکاح کے رسیا تھے وہ کہتے تھے کہ ایک بیوی والا مرد تو ایسا ہے کہ اگر اس کی بیوی حیض سے ہو گئی تو وہ بھی حیض میں مبتلا ہو گیا اور بیمار ہو گئی تو وہ بھی بیمار ہو گیا۔ اور دو بیویوں والا مرد دو سلگتی آگوں کے درمیان ہے [illegible] نکاح کرتے اور چار کو اکٹھا [illegible] طلاق دے دیتے۔ [illegible] کا بیان ہے کہ انہوں نے اسی خواتین سے نکاح کیا۔ بعض لوگ

تین سو [illegible] قولوں سے ثابت کرنے کو روایت کرتے ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک ہزار قولوں سے ثابت کی [illegible]۔ ان کے سال وفات میں شدید اختلاف ہے۔ صحیح اور مشہور قول یہ ہے جس پر خطیب بغدادی نے اعتماد کیا ہے کہ وہ [illegible] میں فوت ہوا ہے۔

(۱۵) حضرت مقداد بن اسود ابو سعید کندی حلیف بنی زہرہ رضی اللہ عنہ

[illegible] (حضرت عثمان [illegible])۔ [illegible] عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ (حضرت مقداد بن اسود) سے روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے دو ساتھیوں [illegible] لوگوں سے ملاقات کی [illegible] نے ہماری مہمانی نہیں کی۔ پھر ہم نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے [illegible] آپ علیہ السلام ہمیں اپنے دولت کدہ پر لے گئے۔ آپ ﷺ کے پاس چار بکریاں موجود تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا [illegible] مقداد [illegible] اور ہر ایک اپنا حصہ [illegible] چنانچہ میں ایسے ہی کرتا تھا۔ ایک رات میں نے نبی علیہ السلام کا حصہ رکھ دیا آپ علیہ السلام [illegible] تشریف نہیں لائے۔ میں اپنے بستر پر لیٹ گیا۔ میرے دل میں آیا کہ نبی علیہ السلام کسی انصاری کے ہاں تشریف لے گئے ہیں [illegible] گے۔ آخر میں [illegible] جب میں [illegible] نبی علیہ السلام [illegible] تشریف لائیں گے [illegible] چنانچہ میں نے [illegible] نبی علیہ السلام تشریف لائے۔ آپ علیہ السلام نے [illegible] آپ علیہ السلام نے [illegible] آپ علیہ السلام [illegible] ہے۔ [illegible] آپ علیہ السلام [illegible] کسی سے پرواہ نہیں۔

نیز اس واقعہ کو امام [illegible] (ابو النضر [illegible] سلیمان بن مغیرہ [illegible] ثابت [illegible] عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ) حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے [illegible] روایت کرتے ہیں۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ انہوں نے [illegible] آپ علیہ السلام [illegible] آپ علیہ السلام نے [illegible] گئی ہے۔

(۱۶) حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]

[illegible] بن [illegible] تھے۔ اپنا [illegible] رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی [illegible] سال خدمت کی۔ [illegible] آپ ﷺ نے [illegible] کسی کام کے [illegible] کرنے پر [illegible]۔ ایک روایت میں ہے کہ میں نے آپ علیہ السلام کی [illegible] سال خدمت کی۔

(۱۷) حضرت ابو السمح رضی اللہ عنہ: ابو العباس محمد بن اسحاق ثقفی روایت کرتے ہیں: مجاہد بن موسیٰ، عبد الرحمان بن مہدی، یحییٰ بن ولید، محل بن خلیفہ، حضرت ابو السمح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتا تھا۔ جب آپ علیہ السلام غسل کا ارادہ فرماتے تو مجھے [illegible] میں [illegible] آپ ﷺ کو پردہ مہیا کرتا تھا۔ ایک دن حضرت حسن رضی اللہ عنہ یا حسین رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس لائے گئے انہوں نے آپ ﷺ کے سینہ مبارک پر پیشاب کر دیا۔ میں اس کو دھونے لگا تو آپ نے فرمایا کہ لڑکی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے اور لڑکے [illegible] پانی کا چھینٹا مارا جاتا ہے۔ ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہم نے اس روایت کو مجاہد بن موسیٰ سے نقل کیا ہے۔

(۱۸) خلیفہ رسول اللہ ﷺ یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: آپ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مطلقاً افضل و برتر ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سفر ہجرت میں حضور ﷺ کی بہترین خدمت کی خصوصاً غار ثور میں اور وہاں سے نکلنے کے بعد بھی یہاں تک کہ آپ بخیریت مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ آپ [illegible] مقامات پر آپ ﷺ کی خدمت کرنے کا مفصل بیان ہو چکا ہے۔

وحی اور مکاتیب وغیرہ لکھنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

خلفاء اربعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ [illegible] درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہ: حضرت ابان بن سعید بن عاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی اموی [illegible] حضرت خالد رضی اللہ عنہ [illegible] کے بعد [illegible] اسلام میں داخل ہوئے۔ [illegible] حدیبیہ [illegible] کیونکہ انہوں نے [illegible] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پناہ دی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کے پاس [illegible] اور خیبر سے پہلے [illegible] فتح خیبر کی تقسیم [illegible] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی [illegible] موجود تھے۔

حضرت ابان رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا: آپ کے اسلام قبول کرنے کا سبب یہ ہے کہ وہ شام میں تجارت کے سلسلہ میں گئے۔ [illegible] انہوں نے [illegible] کے پاس رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کیا۔ راہب نے پوچھا ان کا نام کیا ہے؟ بتایا گیا محمد ﷺ تو [illegible] صفات بیان کیں۔ چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی جو جو صفات بیان کیں [illegible] مسلمان ہو گئے اور حضرت ابان رضی اللہ عنہ [illegible] کے بعد [illegible] نقل کیا ہے۔

کاتب وحی: [illegible] رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے پہلا کاتب وحی ابی بن کعب ہے۔ [illegible] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت خالد بن سعید اور حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہ بھی مدینہ میں آپ ﷺ کے کاتب تھے۔ [illegible] تو وہ بھی [illegible] کے کام [illegible]۔

حضرت ابان بن سعید کی وفات: حضرت ابان رضی اللہ عنہ کے سن وفات میں شدید اختلاف ہے۔ موسیٰ بن عقبہ کے قول کے

مطابق مصعب بن زبیر، زبیر بن بکار اور کئی اہل نسب کے وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے [illegible] جنگ "مرج صفر" میں ۱۳ھ میں شہید ہوئے۔ محمد بن اسحاق کے قول کے مطابق وہ دونوں کے بھائی [illegible] شہید ہوئے۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں فوت ہوئے۔ "مصحف امام" حضرت زید [illegible] کرتے تھے ۲۹ھ میں فوت ہوئے، واللہ اعلم۔

(۶) ... سید القراء حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ: حضرت ابی بن کعب بن قیس [illegible] بیعت عقبہ ثانیہ میں شامل تھے۔ جنگ بدر اور اس کے بعد تمام غزوات میں شریک تھے۔ [illegible] ابو الطفیل [illegible] کرتے تھے۔

حضرت ابی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ [illegible] نے قرآن کریم [illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ اور حضرت زید [illegible] رضی اللہ عنہم (متفق علیہ)

"قرآن سنانا" کا مطلب: ... صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ [illegible] مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں تجھے قرآن کریم سناؤں۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے [illegible] آپ ﷺ نے [illegible] حضرت سے [illegible] تعلیم اور سیکھنے کے لئے [illegible] قرآن [illegible] سمجھنا [illegible]

تلاوت کا سبب: ... علماء نے [illegible] لم یکن الذین کفروا من اهل الکتاب والمشرکین منفکین [illegible] حضرت ابی رضی اللہ عنہ [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] حضرت ابی رضی اللہ عنہ [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] تلاوت [illegible] قرأت [illegible] رسول اللہ ﷺ کے [illegible]

حضرت ابی رضی اللہ عنہ بن کعب کی وفات: [illegible] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ [illegible] واللہ اعلم۔

(۷) حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ: [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] تمام غزوات [illegible]

درمیان رسول اللہ ﷺ نے اخوت قائم کی۔ حضرت ارقم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی سے عظیم بن حارث محاربی کے نام قطعات زمین تحریر کی۔ یہ [illegible] عساکر رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن یعقوب زہری، عبدالملک بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم [illegible] ابوبکر) عبد اللہ بن عمرو بن حزم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ارقم رضی اللہ عنہ ۸۵ سال کی عمر میں ۵۳ھ یا ۵۵ھ میں فوت ہو گئے۔

روایت حدیث: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی دو احادیث نقل کی ہیں۔

(۱) امام احمد [illegible] (ابوالنضر [illegible] ہشام بن [illegible] عثمان بن ارقم) حضرت ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آگے گزرتا ہے اور امام کے خطبہ کے لئے آنے کے بعد [illegible] ایسا ہے جیسا دوزخ میں آنتیں گھسیٹنے والا ہوتا ہے۔

(۲) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عصام بن خالد، عطاف بن خالد، یحییٰ بن عمران، عبد اللہ بن عثمان بن ارقم) حضرت ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہاں [illegible] بیت المقدس کی جانب اشارہ کیا۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا کیا تجارت کی غرض سے جا رہے ہو؟ اس نے عرض کیا جی نہیں، بلکہ صرف وہاں نماز پڑھنے کی خاطر جانا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہاں نماز پڑھنا (ہاتھ سے مکہ کی جانب اشارہ فرمایا) ہزار نمازوں سے بہتر ہے اور ہاتھ سے شام کی جانب اشارہ فرمایا۔ (تفرد بہ احمد)

(۸) **حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ:** حضرت ثابت بن قیس بن شماس انصاری خزرجی ابو عبدالرحمن یا ابو محمد مدنی خطیب انصار بلکہ خطیب النبی ﷺ کہلاتے ہیں۔

مختصر سوانح حیات: محمد بن سعد [illegible] ان کی اولاد [illegible] روایت کرتے ہیں کہ [illegible] خدمت میں [illegible] عبد اللہ بن [illegible] اور مصعب بن [illegible] اپنی قوم کے وفد میں [illegible] کے بعد حضور اقدس ﷺ کی [illegible] رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ آپ علیہ السلام نے ان کا ایک قطعہ [illegible] ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور [illegible] علی رضی اللہ عنہ [illegible] شامل ہوا ہو [illegible]۔

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ حدیث ہے کہ ان کو حضور اقدس ﷺ نے جنت کی بشارت دی۔ جامع ترمذی میں امام ترمذی رحمۃ اللہ [illegible] سے [illegible] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اچھے شخص ہیں [illegible] اچھے شخص ہیں [illegible] اچھے شخص ہیں، ثابت بن قیس بن شماس اچھے آدمی ہیں [illegible] حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ دور خلافت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے۔

(۹) **حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ:** حضرت [illegible] بن [illegible] بن ربیعہ بن حارث بن [illegible] معاویہ بن [illegible] [illegible] واقدی کے قول کے [illegible] بیان کرتے ہیں کہ ان کو رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف کی طرف [illegible] کے لئے روانہ کیا [illegible] شامل ہوئے۔

[illegible] عہد خلافت میں [illegible] تھے [illegible] میں ان کے ساتھ جنگ میں شریک نہیں ہوئے اور جب

کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ کے [illegible]

[illegible]

اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا ہے کہ ان کی وفات کے بعد [illegible] کہا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"[illegible] حضرت علی [illegible]"

[illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]

(۱) [illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]

(۲) [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]

(۳) [illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]

تیسری روایت پر بحث اور تحقیق [illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ احمد بن عبداللہ برقی کا قول ٹھیک ثابت ہوا کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ سے صرف دو ہی روایات مروی ہیں۔

حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ ...... حضرت خالد بن سعید بن عاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ابو سعید اموی ابتدائے اسلام میں ہی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد تین یا چار یا پانچ آدمیوں کے بعد مسلمان ہوئے۔

حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کا ایک عجیب خواب ...... اور ان کے اسلام قبول کرنے کا سبب یہ ہوا کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ دوزخ کے کنارے کھڑے ہیں، اور انہوں نے دوزخ کی اس قدر وسعت بیان کی کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کو جانتا ہے اور انہوں نے کہا گویا میرا والد مجھے اس میں دھکیل رہا ہے۔ اور حضور اقدس ﷺ میرا ہاتھ تھامے ہیں۔ مجھے گرنے سے روک رہے ہیں انہوں نے یہ خواب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تو انہوں نے کہا تمہاری خیر خواہی مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ موجود ہیں۔ ان کی پیروی کر کے خوفناک چیز سے نجات پا جاؤ گے۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔ جب ان کے مسلمان ہونے کی اطلاع والد کو ملی تو وہ بہت برہم ہو گیا اور ہاتھ میں موجود عصا سے اس قدر مارا کہ عصا ان کے سر پر توڑ دیا اور ان کو گھر بدر کر دیا۔ خوراک بھی بند کر دی اور باقی بھائیوں کو بات چیت کرنے سے روک دیا۔

چنانچہ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ صبح شام رسول اللہ ﷺ کے پاس رہنے لگے۔ اس کے بعد ان کے بھائی عمرو بھی مسلمان ہو گئے۔ پھر انہوں نے لوگوں کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکاح میں وکیل بنے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ پھر وہ حبشہ سے جعفر وغیرہ کے ساتھ ہجرت کر کے چلے آئے اور خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے۔ آپ ﷺ نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو مسلمانوں کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد غنیمت خیبر سے دیا اور ان کو صنعاء کا عامل بنا دیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک وہاں حکومت کرتے رہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں وہ شام کی طرف جہاد کے لیے گئے اور اجنادین میں شہید ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ مرج صفر میں شہید ہوئے تھے واللہ اعلم۔

مکتوب نبوی ﷺ ...... حمیدی بن یعقوب رضی اللہ عنہ (عبدالملک بن ابی بکر بن ابی بکر بن عبد) عمرو بن حزم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن سعید رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ایک مکتوب تحریر کیا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ عطیہ ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے راشد بن عبد رب سلمی کو عطا کیا۔ اس کو رہاط مقام میں تین بار پتھر پھینکنے کی مسافت تک اور تین بار تیر پھینکنے کی مسافت عطا کیا جو شخص اس کو اس کا کوئی حق نہیں ہوگا۔" یہ تحریر خالد بن سعید نے تحریر کی۔

محمد بن سعد (واقدی) جعفر بن محمد بن خالد (محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ حبشہ سے واپسی کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ مدینہ میں مقیم ہو گئے اور وہ حضور اقدس ﷺ کے سامنے لکھا کرتے تھے۔ انہی نے وفد ثقیف کے لیے اہل طائف کو تحریر لکھ کر دی تھی اور انہوں نے ہی ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صلح کی گفتگو انجام دی تھی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی صفات ...... حضرت خالد بن ولید بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم ابو سلیمان مخزومی، وہ ہیں فاتح اسلام، جنگی لشکروں کے قائد، قابل ستائش لشکروں اور کامیاب معرکوں کے امیر اور سپہ سالار، وہ صاحب اقدام نہایت جری اور دلیر اور عمدہ طرز زندگی کے حامل۔

مشہور ہے کہ وہ جس لشکر میں شامل ہوتے وہ لشکر شکست سے دوچار نہیں ہوتا تھا۔ نہ اسلام کے زمانے میں اور نہ جاہلیت کے زمانے میں۔ زبیر بن بکار کے قول کے مطابق قریش میں خیمہ جات اور گھوڑوں کی لگامیں ان کے حوالے تھیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن

ماں ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن طلحہ بن ابی طلحہ کے ساتھ صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے۔ بعض کہتے ہیں خیبر میں مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ آپ کو لشکر کا سپہ سالار اور امیر فوج مقرر کرکے روانہ کرتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں وہ تمام عساکر اسلامیہ کے سربراہ اور امیر تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو معزول کرکے ان کی جگہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو امیر عساکر مقرر کیا۔ اس پر بھی حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی رائے سے اختلاف نہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ۲۱ھ یا ۲۲ھ میں فوت ہوئے۔ (پہلا قول زیادہ صحیح ہے) آپ حمص سے ایک میل کی مسافت پر ایک بستی میں۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے اس بستی کے بارے میں دریافت کیا تو معلوم ہوا وہ برباد ہو چکی ہے۔ دحیم کے قول کے مطابق مدینہ میں فوت ہوئے مگر پہلا قول صحیح تر ہے۔ حضور ﷺ سے احادیث روایت کی ہیں جن کا استیعاب طوالت کا باعث ہے۔

مکتوب نبوی ﷺ ... یحییٰ بن یعقوب (عبدالملک بن ابی ابراہیم بحدہ) عمرو بن حزم سے روایت کرتے ہیں کہ کچھ قطعات اراضی [illegible] ہیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے عام اہل اسلام کے لئے، بے شک وادی "صید وج" [illegible] اس کا درخت کاٹنا اور اس کا شکار کیا جانا۔ جو شخص ان کا ارتکاب کرے اسے کوڑے لگائے جائیں گے اور اس کا لباس اتار لیا جائے گا۔ اگر کوئی حد سے تجاوز کرے تو اسے پکڑ کر حضور اقدس ﷺ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ یہ حکم محمد نبی علیہ السلام کی جانب سے ہے۔ اسے حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے تحریر کیا۔ کوئی اس سے تجاوز نہ کرے۔ جو تجاوز کرے گا وہ خود پر ظلم کرے گا، کہ محمد ﷺ کے حکم کی مخالفت و نافرمانی کرے۔

(۱۴) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ... حضرت زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی ابو عبداللہ القرشی الاسدی۔ یہ عشرہ مبشرہ اور اصحاب شوریٰ میں سے ہیں جن سے بوقت وفات رسول اللہ ﷺ خوش و خرم تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے حواری اور معاون ہیں۔ آپ ﷺ کی پھوپھی صفیہ کے لخت جگر اور حضرت ابوبکر کی صاحبزادی اسماء کے شوہر نامدار ہیں۔ یحییٰ بن یعقوب نے اپنی کتاب میں سند سے نقل کیا ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام نے بنی معاویہ [illegible] کو مکتوب تحریر کیا جس کا رسول اللہ ﷺ نے حکم صادر فرمایا تھا۔ ابن عساکر نے بھی یحییٰ سے نقل کیا ہے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آٹھ یا سولہ سال کی عمر میں ابتدائے اسلام کے شروع میں مسلمان ہوئے۔ دو ہجرتیں کیں۔ تمام غزوات میں شریک ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے خدا کے راستے میں تلوار سونتی۔ جنگ یرموک میں شریک ہوئے اور کارکردگی میں سب سے افضل تھے۔ دشمن کی صفوں کو چیرتے ہوئے دو مرتبہ [illegible] دوسری جانب نکل گئے۔ [illegible] جنگ خندق میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو کہا تھا "فداک ابی وامی" میرے ماں باپ تجھ پر قربان! نیز آپ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کا حواری ہوتا ہے میرا حواری زبیر ہے۔ آپ کے بے شمار فضائل و مناقب بیان کئے گئے ہیں۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی وفات ... جنگ جمل میں شہید ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ جنگ سے واپس آرہے تھے کہ وادی سباع میں آپ رضی اللہ عنہ کو عمرو بن جرموز [illegible] نے [illegible] حملہ کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو نیند کی حالت میں قتل کر دیا۔ بروز جمعرات ۱۰ جمادی الاول ۳۶ھ میں ۶۷ سال کی عمر میں۔

حضرت زبیر بن عوام کا ترکہ ... آپ رضی اللہ عنہ نے وفات کے بعد کثیر سرمایہ چھوڑا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ نے [illegible] قرض ادا کرنے کے بعد ایک تہائی مال کی وصیت فرمائی۔ قرض کی ادائیگی اور وصیت شدہ مال نکالنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی چار بیویوں میں سے ہر بیوی کے حصہ ایک ایک ملین اور دو لاکھ آیا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا کل ترکہ ۵۹ کروڑ [illegible] یہ سارا سرمایہ جائز ذرائع سے حاصل کیا تھا۔ مال غنیمت اور تجارتی منافع کی آمدنی سے یہ سارا سرمایہ اکٹھا کیا۔ زکوٰۃ کی ادائیگی واجب اور ضرورت مند لوگوں

نے عمرہ روایت پورا کرنے کے بعد واپس ہوا تھا، رضی اللہ عنہ وارضاہ وجعل الجنۃ مثواہ) اللہ تعالیٰ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو جنت عطا فرمائی ہے کیونکہ سید الکائنات ﷺ نے آپ کو جنت کا مژدہ سنایا تھا وللہ الحمد والمنۃ۔

اسد الغابہ میں ابن اثیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ایک ہزار غلام تھے جو خراج ادا کرتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ یہ خراج صدقہ و خیرات میں صرف کر دیتے تھے حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے آپ کی تعریف میں اشعار کہا۔

اقام علی عہد النبی وہدیہ
حواریہ والقول بالفعل یعدل
اقام علی منہاجہ وطریقہ
یوالی ولی الحق والحق اعدل
ہو الفارس المشہور والبطل الذی
یصول اذا ما کان یوم محجل
وان امرا کانت صفیۃ امہ
ومن اسد فی بیتہ لمرسل

”آپ نبی کے حواری ہیں، نبی کے عہد اور سیرت پر قائم رہے، ان کی خوبی اور بڑائی بیان کرنا عین انصاف ہے۔ وہ آپ ﷺ کے منہج اور راہ پر قائم رہے، وہ حق دار کی حق رسی کرتا تھا اور صداقت، عدالت انصاف کا جانب ہے۔ وہ مشہور آفاق شہسوار اور بہادر ہے۔ وہ ایسا جری بہادر ہے جو گھمسان کی جنگ میں حملہ آور ہوتا ہے۔ بے شک وہ شخص جس کی والدہ صفیہ ہے اور وہ اسدی خاندان سے ہے اپنے گھر میں قوی تر ہے“۔

لہ من رسول اللہ قربی قریبۃ
ومن نصرۃ الاسلام مجد مؤثل
فکم کربۃ ذب الزبیر بسیفہ
عن المصطفی واللہ یعطی فیجزل
اذا کشفت عن ساقہا الحرب حشہا
بابیض سباق الی الموت یرقل
فما مثلہ فیہم ولا کان قبلہ
ولیس یکون الدہر مادام یذبل

”ان کی رسول اللہ ﷺ سے قریبی رشتہ داری ہے اور اسلام کی نصرت و مدد میں ان کی قدیم عزت ہے۔ کتنی ہی مصائب اس نے شخص اقدس ﷺ سے اپنی تلوار سے دور کیں، اللہ تعالیٰ اس کا اجر دے گا اور بہت دے گا۔ جب جنگ شدید ہو جاتی ہے تو چمکدار تیغ سے موت کی طرف بڑھ کر دوڑتا ہے۔ اس کی مثل ان میں کوئی تھا نہ اس سے پہلے کوئی تھا اور نہ ہی جب تک زمانہ باقی رہے گا، ہوگا“۔

اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ وادی سباع میں ابن جرموز کی نے بحالت نماز قتل کر دیا تھا۔ یہ بھی منقول ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ میدان جنگ سے ہٹ گئے تھے اور گھوڑے پر سوار ہو گئے تھے اور ابن جرموز نے آپ رضی اللہ عنہ کا پیچھا کیا اور آپ کے سامنے لڑائی کی، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جب اس پر حملہ کیا تو ابن جرموز کے دو ساتھیوں نے اس کی مدد کی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ ابن جرموز نے آپ رضی اللہ عنہ کا سر اور تلوار لے لی جب سر اور تلوار لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ

کی تلوار دیکھ کر کہا: بے شک اس تلوار نے بارہا حضور اقدس ﷺ کی ذات سے مصائب کو دفع کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اور باتوں کے علاوہ یہ بھی کہا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے قاتل کو دوزخ کا مژدہ دو۔ کہتے ہیں کہ ابن جرموز نے پھر خودکشی کر لی۔

مگر صحیح بات یہ ہے کہ وہ دیر تک زندہ رہا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں حضرت مصعب بن زبیر کو عراق کا گورنر مقرر کیا تو وہ اس خطرہ سے روپوش ہو گیا کہ وہ اپنے والد کے عوض اس کو قتل کر دیں گے۔ لیکن مصعب نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اعلان کیا کہ اس کو بتا دو وہ امن و امان میں ہے کیا اس کا گمان ہے کہ میں اس کو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بدلے قتل کر دوں گا۔ ہرگز نہیں! اللہ تعالیٰ دونوں ایک جیسے نہیں:

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

یہ مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہما کا حلم، تدبر اور فہم و فراست ہے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ سے متعدد احادیث بیان کی ہیں جن کا ذکر طوالت کا باعث ہے۔ بخاری صحاح میں ان کی شہادت کے بعد ان کی زوجہ محترمہ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل نے مرثیہ کہا:

غدر ابن جرموز بفارس بهمة
یوم اللقاء وکان غیر معرد
یا عمرو لو نبهته لوجدته
لا طائشا رعش الجنان ولا الید
کم غمرة قد خاضها لم یثنه
عنها طرادک یا ابن فقع القردد
ثکلتک امک ان ظفرت بمثله
فیمن مضی فیمن یروح ویغتدی
واللہ ربک ان قتلت لمسلما
حلت علیک عقوبة المتعمد

ملعون ابن جرموز نے بے مثال شہسوار سے جنگ کے دن غداری کی اور وہ بزدل نہ تھا اے عمرو بن جرموز! تو اگر اسے بیدار کر دیتا تو اسے پریشان اور کمزور دل والا نہ پاتا کتنی ہی مشکلات میں وہ بے خطر کود پڑا کسی دھتکارنے والے نے اس کو پیچھے نہیں ہٹایا اے ذلیل میدان کی کھمبی کے بیٹے! تیری ماں تجھے گم پائے! اگر تو کسی ایسے شخص میں کامیاب ہوا ان میں جو صبح شام جنگ میں مصروف ہوتے ہیں۔ تیرے پروردگار خدا تعالیٰ کی قسم! تو نے ایک مسلم کو قتل کیا ہے تجھ پر قصداً قتل کرنے والے کی سزا نازل ہو"۔

(۱۳)۔۔۔۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ۔۔۔۔ زید بن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبید بن عوف بن غنم بن مالک بن نجار نجاری انصاری ابو سعید یا ابو خارجہ یا ابو عبدالرحمن مدنی حضور اقدس ﷺ مدینہ تشریف لائے تو حضرت زید گیارہ برس کے تھے اس لئے وہ بدر میں کم سنی کی وجہ سے شامل نہ ہو سکے بعض کہتے ہیں غزوہ احد میں بھی شریک نہ ہوئے اور پہلی بار غزوہ خندق میں شامل ہوئے، پھر اس کے بعد تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ ذہین ممتاز عالم اور قوت حافظہ سے بہرہ ور تھے بخاری میں مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ان کو یہود کا طرز نوشت سیکھنے کا ارشاد فرمایا کہ جب یہود آپ کو کوئی تحریر ارسال کریں تو وہ آپ ﷺ کو پڑھ کر سنایا کریں چنانچہ انہوں نے صرف ۱۵ یوم میں یہود کی زبان سیکھ لی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (سلیمان بن داؤد، عبدالرحمن، ابو الزناد) حضرت خارجہ رضی اللہ عنہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے

والد نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ میں تشریف لائے تو وہ مجھے حضور اقدس ﷺ کے پاس لے گئے حضور اقدس ﷺ مجھے دیکھ کر خوش ہوئے۔ قبیلہ بنی نجار نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ بنو نجار کا لڑکا ہے۔ اس کو دس سے زائد سورتیں یاد ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر مسرت سے فرمایا: حضرت زید میری خاطر یہودی زبان سیکھو۔ واللہ تعالیٰ مجھے یہودی تحریر پر اعتماد نہیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے ان کی زبان اور لکھنے میں صرف پندرہ دن میں مہارت حاصل کرلی۔ جب یہود آپ ﷺ کے پاس کوئی تحریر ارسال کرتے تو وہ میں آپ ﷺ کے سامنے پڑھ کر سناتا تھا اور آپ ﷺ کی طرف سے خطوط کا جواب لکھا کرتا تھا۔

اس روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (شریح بن نعمان ابن ابی الزناد) کے واسطے سے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ احکام میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو حضرت خارجہ رضی اللہ عنہ بن زید سے بصیغہ جزم (قال) کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن یونس سے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے (علی بن حجر سے اور انہوں نے) عبدالرحمان سے۔ آپ کی جلدی زبان سیکھ جانا بہت ذکاوت اور ذہانت کی علامت ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ قراء اور حفاظ میں شمار کیے جاتے تھے جنہوں نے حضور اقدس کے عہد مبارک میں قرآن جمع کیا تھا جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ روایت میں ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو قلابہ کی معرفت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ہیں اور دین کے کام میں سب سے زیادہ سخت حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور سب سے زیادہ حیادار عثمان ہیں اور سب سے زیادہ منصف و عادل حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں حلال اور حرام کے سب سے زیادہ جاننے والے حضرت معاذ بن جبل ہیں۔ فرائض اور وراثت کے مسائل کے سب سے زیادہ عالم حضرت زید بن ثابت ہیں۔ ہر قوم کا ایک امین ہوتا ہے۔ امت محمد ﷺ کا امین حضرت ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔ بعض حفاظ نے اس روایت کو مرسل بیان کیا ہے اس کے علاوہ اس فقرے کے جو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے۔ یہ روایت صحیح بخاری میں بھی کئی سند سے مروی ہے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے سامنے ہر وحی تحریر کی۔ اس میں واضح ترین وہ روایت ہے جو بخاری رحمۃ اللہ علیہ میں مروی ہے کہ جب «لا یستوی القاعدون من المومنین» (الخ) نازل ہوئی تو حضور اقدس ﷺ نے مجھے بلا کر فرمایا لکھو، «لا یستوی القاعدون من المومنین والمجاہدون فی سبیل اللہ» میں لکھ چکا تو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آگئے جو نابینا تھے وہ اپنی بصارت کا شکوہ کرنے لگے چنانچہ پھر وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ کی ران میری ران پر تھی مجھ پر اتنا بوجھ پڑا قریب تھا کہ میری ران چور چور ہو جائے پھر «غیر اولی الضرر» فقرہ نازل ہوا علیحدہ اسلام سے مجھے اس فقرے کے الحاق کا حکم فرمایا حضرت زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے گویا اب بھی میں اس فقرے کے الحاق کی جگہ اب بھی جانتا ہوں کہ وہ شگاف کے قریب تھا (الحدیث)

حضرت زید جنگ یمامہ میں شریک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو ایک تجربہ کار اور رسول خدا ﷺ کے ہمراز ہونے کی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ وہ قرآن شریف کی آیات کو تلاش کر کے جمع کریں۔ مزید فرمایا آپ ذہین نوجوان ہیں ہم آپ کو متہم نہیں سمجھتے آپ رسول اللہ ﷺ کے لئے وحی لکھا کرتے تھے لہٰذا آپ قرآنی آیات کو تلاش کر کے جمع کیجئے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے کہنے پر آپ رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا جس میں امت کی بہت بھلائی تھی وللہ الحمد والمنۃ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو دارالقضاء و فتویٰ میں مدینہ کا نائب مقرر کیا اور جب شام کی طرف روانہ ہوئے تو بھی آپ رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کو نائب متعین کرتے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ رضی اللہ عنہ سے پیار کرتے تھے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ بھی ان کی تعظیم و تکریم کرتے تھے مگر آپ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگوں میں شامل نہ ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد تک بقید حیات رہے ۴۵ھ یا ۵۱ھ یا ۵۵ھ میں فوت ہوئے۔ ہمارے "مصاحف ائمہ" کے کتابت کرنے والوں میں شامل تھے جن کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے آفاق و اطراف میں روانہ کیا تھا جن کے رسم الخط کے مطابق تلاوت پر اتفاق واقع ہو چکا ہے جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب "فضائل القرآن" میں بیان کیا ہے جو "تفسیر ابن کثیر" کا مقدمہ اور دیباچہ ہے وللہ الحمد۔

(۱۴)۔۔۔ سجل ۔۔۔۔ ان کے بارے میں ابن عباس سے ایک روایت مروی ہے کہ وہ قابل اعتراض ہے۔ ابوداؤد کی مختصر روایت ابوداؤد (قتیبہ بن سعید، نوح بن قیس، یزید بن کعب، عمرو بن مالک، ابوالجوزاء) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سجل نبی علیہ السلام کا کاتب ہے۔

اسی طرح امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے (قتیبہ، ابوالجوزاء) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ آیت یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب کی تفسیر میں کہتے ہیں سجل ایک شخص ہے (مختصراً)

ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر میں (یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب) کے تحت نصر بن علی کی معرفت نوح بن قیس سے روایت نقل کی ہے۔ نوح ثقہ ہے اور مسلم شریف کے راویوں میں سے ہے۔ ابن معین نے ان کو ایک روایت میں ضعیف قرار دیا ہے۔ باقی رہا ابو یزید بن کعب عوفی بصری اس سے بجز نوح بن قیس کے کسی نے یہ روایت نقل نہیں کی اس کے علاوہ ابن حبان نے ان کو ثقات میں بیان کیا ہے۔

میں نے یہ حدیث اپنے استاد حافظ کبیر ابوالحجاج مزی کے سامنے پیش کی، آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر سخت نکیر کی۔ نیز میں نے ان کو بتایا کہ ہمارے شیخ علامہ ابن تیمیہ نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے اگرچہ سنن ابوداؤد میں مذکور ہے۔ شیخ مزی نے کہا میں بھی اس کو موضوع کہتا ہوں۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو "کامل" میں حافظ ابن عدی نے (محمد بن سلیمان ملقب "بحمدیہ" یحییٰ بن عمرو بن مالک نکری، ابوالجوزاء) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کا کاتب سجل تھا اور اس کی تفسیر (یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب) سے متعلق ہے فرمایا جیسے سجل کتاب کو لپیٹتا ہے ایسے ہی آسمان لپیٹ دیا جائے گا۔

امام بیہقی رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو اسی طرح (ابو نصر بن قتادہ، ابو علی الرفاء، علی بن عبدالعزیز، مسلم بن ابراہیم) یحییٰ بن عمرو بن مالک سے نقل کیا ہے یحییٰ مذکور کی روایت ضعیف ہے جیسا کہ حدیث کی معرفت رکھنے والوں کا علم ہے اس سے بھی عجیب تر وہ روایت ہے جو حافظ ابوبکر خطیب بغدادی نے (احمد بن سعید بغدادی عرف "حمدان" نے حمید، عبداللہ بن نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام کا ایک کاتب سجل تھا اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی: یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب ابن مندہ کے قول کے مطابق یہ روایت غریب ہے جب کہ اس میں راوی "حمدان" منکر ہے۔ برقانی نے ابوالفتح ازدی سے نقل کیا ہے کہ ابن نمیر اس میں منکر ہے۔ خطیب یہ روایت ضعیف ہے۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منکر ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منکر اور قابل اعتراض ہے۔

دوسرا مسلک۔۔۔۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ان کے برخلاف بھی مروی ہے۔ والبی اور عوفی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ کطی الصحیفۃ علی الکتب (جیسے اوراق کتاب لپیٹ دیا جاتا ہے) مجاہد کا بھی یہی قول ہے۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ لغت میں یہی معروف ہے کہ سجل کا معنی ورق ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کسی کا نام "سجل" نہیں۔ نیز سجل کسی فرشتہ کا نام بھی نہیں جیسا کہ ابو کریب (ابن یمان، ابوالوفاء، ابوجعفر باقر) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے (یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب) کی تفسیر میں مروی ہے کہ سجل ایک فرشتہ ہے جب وہ استغفار لے کر اللہ تعالیٰ کے پاس جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کو نور سے لکھ کر رکھ۔

سدی (حکم، سفیان، اسماعیل) سے بھی اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ابوجعفر باقر نے ابو کریب سے مرسلاً بیان کیا ہے جس نے ابوجعفر سے سنا ہے کہ سجل ایک فرشتہ ہے۔ اسی روایت کا ابن جریر نے انکار کیا ہے کہ سجل کسی صحابی یا فرشتہ کا نام ہو۔ صحیح بات معلوم ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ لیکن حافظ ابونعیم اصفہانی اور ابوموسیٰ اصفہانی نے معرفۃ الصحابہ میں حافظ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے سجل کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام گرامی میں بیان کیا ہے۔ محض اس حدیث پر حسن ظن کرتے ہوئے اور اس حدیث کی صحت پر ہم نے گفتگو کر دی ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ۔۔۔۔ خلیفہ بن خیاط کے قول کے مطابق سعد کاتب تھے مگر ان سے غلطی ہو گئی ہے۔ سعد ان کا

جیسا کہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کا قصہ ہے جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب بیان ہوگا۔

(۱۵)...... حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ غلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرزاق، معمر، زہری، عبدالملک بن مالک مدلجی، برادر زادہ سراقہ بن مالک مدلجی) سراقہ سے نبی علیہ السلام کی ہجرت کا واقعہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے آپ علیہ السلام سے عرض کیا کہ قریش نے آپ ﷺ کے بارے میں "دیت" کا انعام مقرر کیا ہے اور میں نے بھی ان لوگوں کے سفر کے بارے میں بتایا اور ان کے عزائم سے آگاہ کیا اور میں نے زاد راہ اور سامان استعمال کی بھی پیشکش کی۔ آپ نے کچھ نہ لیا اور صرف یہ کہا کہ ہمارا سفر لوگوں سے راز میں رکھو پھر میں نے پروانہ امن کی درخواست کی جس کے باعث میں امن میں رہوں چنانچہ آپ علیہ السلام نے عامر بن فہیرہ کو ارشاد فرمایا اور انہوں نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر "امان نامہ" لکھ دیا پھر آپ روانہ ہو گئے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہجرت کے بیان میں یہ حدیث مکمل بیان ہو چکی ہے اور یہ بیان ہو چکا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سراقہ کو یہ امان نامہ لکھ کر دیا تھا۔ واللہ اعلم۔

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ابو عمرو رضی اللہ عنہ قبیلہ ازد کے مولدین میں سے تھے سیاہ فام تھے۔ ابتداء میں طفیل بن حارث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ماں جائے بھائی، غلام تھے۔ حضور اقدس ﷺ کے دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے (جس میں آپ روپوش تھے) اسلام قبول کر چکے تھے۔ حضرت عامر رضی اللہ عنہ کا مکہ کے کمزور مسلمانوں میں شمار ہوتا تھا ان مسلمانوں کو سخت تکلیف و اذیت میں مبتلا کیا جاتا تھا کہ وہ اپنے دین سے پھر جائیں اور مرتد ہو جائیں لیکن وہ مرتد ہونے سے انکار کرتے تھے چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا پھر وہ آپ رضی اللہ عنہ کی بکریاں مکہ کے باہر چرایا کرتے تھے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی تو آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت عامر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ردیف تھے تیسرا ان کے ساتھ صرف دلیل بطور راہنما تھا جیسا کہ تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔

مدینہ میں پہنچے تو حضرت عامر، سعد بن خیثمہ کے ہاں بطور مہمان ٹھہرے۔ حضور اقدس ﷺ نے حضرت عامر رضی اللہ عنہ اور حضرت اوس رضی اللہ عنہ بن معاذ کے درمیان اخوت قائم کی۔ وہ جنگ بدر اور احد میں شامل ہوئے اور ۴ھ میں جنگ معونہ میں چالیس سال کی عمر میں شہید ہوئے۔ واللہ اعلم۔

محمد بن اسحاق اور واقدی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا بیان ہے کہ جنگ بئر معونہ میں حضرت عامر رضی اللہ عنہ کو جبار بن سلمی کلابی نے قتل کیا تھا۔ جب اس نے نیزہ مارا تو انہوں نے بے ساختہ کہا: "فزت ورب الکعبہ" (رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب و کامران ہو گیا) پھر آپ رضی اللہ عنہ کی لاش کو آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا یہاں تک کہ وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔ حضرت عامر بن طفیل کا بیان ہے کہ لاش اس قدر اونچے اٹھائے گئے کہ میں نے بادلوں کو ان کے نیچے دیکھا۔ حضرت عروہ کا بیان ہے کہ ان کے بارے میں اس وقت علم ہوا تو وہ ہم سے افضل اور اولیٰ تھے اور نبی علیہ السلام کے اولین اہل بیت میں سے تھے۔

حضرت جبار رحمۃ اللہ علیہ کا اسلام قبول کرنا ...... جبار کا بیان ہے کہ میں نے ضحاک بن سفیان سے حضرت عامر رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب پوچھا تو اس نے کہا اس کا مقصد تو جنت ہے پھر مجھے ضحاک نے اسلام کی دعوت پیش کی اور میں حضرت عامر بن فہیرہ کے قتل کا منظر دیکھنے کی وجہ سے مسلمان ہو گیا اور ضحاک نے میرے اسلام قبول کرنے کی اطلاع بذریعہ خط رسول اللہ ﷺ کو دی اور حضرت عامر رضی اللہ عنہ کے قتل کا منظر بھی تحریر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "ان کو فرشتوں نے دفن کر دیا ہے اور علیین میں اتار دیا گیا ہے" اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ روایت میں ہے کہ ان کے بارے میں قرآن شریف نازل ہوا تھا کہ "ہماری طرف سے قوم کو یہ پیغام دو کہ ہم اپنے رب سے ملاقات کر چکے ہیں وہ ہم سے راضی ہو گیا ہے اور اس نے ہمیں بھی راضی کر دیا ہے" (غزوہ بئر معونہ میں یہ مکمل بیان ہو چکا ہے)۔

محمد بن اسحاق (ہشام بن عروہ، عروہ سے) بیان کرتے ہیں کہ حضرت عامر بن طفیل پوچھا کرتا کہ تم میں سے وہ کون شخص ہے جب وہ قتل

ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ خطا تھی جو لکھا گیا یوں تھا کہ میں نے ایسا کیا تھا۔ ان کے دروازے پر تو مسلمانوں نے کہا وہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ہے۔

واقدی رضی اللہ عنہ (محمد بن عبداللہ زہری از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا۔ زمین پر ان کی لاش دستیاب نہ ہوئی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خیال ہے کہ فرشتوں نے ان کو دفن کیا۔

(۱۶) ... حضرت عبداللہ بن ارقم بن ابی ارقم مخزومی رضی اللہ عنہ ... فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے اور حضور اقدس ﷺ کے کاتب تھے۔ امام مالک کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے خطوط جو وہ تحریر کرتے اس کو اچھے طریقے سے انجام دیتے کہ آپ ﷺ تک پہنچاتے تھے۔ سلمہ (محمد بن اسحاق بن یسار، محمد بن جعفر بن زبیر) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن ارقم کو کاتب مقرر کیا۔ وہ آپ کی جانب سے بادشاہوں کے مکاتیب کے جوابات تحریر کیا کرتے تھے اور وہ دیانت داری میں مشہور اور معتمد تھے حضور اقدس ﷺ ان کو کسی شاہ کے خط کا جواب تحریر کرنے کو فرماتے وہ جواب لکھ دیتے تو ان کی امانت و دیانت کی وجہ سے اس کے پڑھے بغیر ہی مہر لگا دیتے۔ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بھی کاتب تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خزانہ ان کے حوالے کیا ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ان کو اسی منصب پر تا آخر رکھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو دونوں منصبوں سے علیحدہ کر دیا۔ ابن جریر کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو استعفیٰ کے بعد معزول کر دیا تھا بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو تیس ہزار درہم ان کے کام کی اجرت پیش کی تو حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور عرض کیا کہ میں تو یہ کام خدا کی رضا میں مفت کرتا ہوں۔ میرا اجر صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مدینہ میں سب سے پہلے حضور اقدس ﷺ کے کاتب تھے اور جب ابن ارقم موجود نہ ہوتے تو حاضرین میں سے کوئی کاتب لکھ دیتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زید رضی اللہ عنہ، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن سعید بن العاص وغیرہ جن کا اہل عرب نے نام لیا ہے سب کاتب تھے۔

اعمش کا بیان ہے کہ میں نے شقیق بن سلمہ سے پوچھا کہ حضور اقدس ﷺ کا کاتب کون تھا؟ اس نے بتایا عبداللہ بن ارقم۔ ہمارے پاس ایک خط موصول ہوا اور اس کے آخر میں تحریر تھا (وکتب عبداللہ بن الارقم) عبداللہ بن ارقم اس کا کاتب ہے۔

امام بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ، محمد بن صالح بن ہانی، فضل بن محمد بیہقی، عبداللہ بن صالح، عبدالعزیز بن ابی سلمہ ماجشون، عبدالواحد بن ابی عون، قاسم بن محمد) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کسی کا خط آیا آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن الارقم رضی اللہ عنہ کو فرمایا اس کا جواب لکھو۔ چنانچہ انہوں نے جواب لکھ کر حضور اقدس ﷺ کو سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے درست لکھا ہے اور عمدہ تحریر کیا ہے۔ الٰہی! اس کو توفیق عطا کر۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلافت پر متمکن ہوئے تو ان سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اس سے زیادہ حکومت کے کارکنوں میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا نہیں دیکھا۔ وفات سے پہلے بصارت سے محروم ہو گئے تھے۔

(۱۷) ... حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ انصاری خزرجی ... صاحب اذان شروع اسلام میں ہی اسلام قبول کیا۔ ستر افراد کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے، جنگ بدر اور دوسرے غزوات میں شریک ہوئے۔ ان کی عظیم منقبت اور فضیلت میں اذان اور تکبیر کہا ہے، پھر رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ خواب پیش کیا اور رسول اللہ ﷺ اس خواب کو صحیح قرار دیا اور حکم دیا اور رسول اللہ ﷺ ان کو بشارت دی کہ یہ خواب سچا ہے یہ اذان کے کلمات حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سکھاؤ تاکہ وہ اذان کہیں کیونکہ اس کی آواز تم سے بلند اور اونچی ہے۔ یہ واقعہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

واقدی محمد بن عبداللہ نے اپنے والد سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے حرث قبیلہ کے مسلمانوں کے لئے ایک خط لکھا اس میں ان کے لئے حکم تھا نماز قائم کرنے کا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ ادا کریں۔ وہ ۶۴ سال کی عمر میں ۳۲ھ میں فوت ہوئے۔

نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

(۱۸) **حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح قرشی عامری رضی اللہ عنہ**: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی تھے۔ حضرت ام عثمان رضی اللہ عنہا نے ان کو اپنا دودھ پلایا تھا۔ کاتب وحی تھے۔ پھر مرتد ہو کر مکہ میں مشرکین کے ساتھ جا ملے۔ فتح مکہ کے دن حضور اقدس ﷺ نے جن لوگوں کا قتل مباح کیا تھا یہ بھی ان میں شامل تھے۔ یہ حضرت عثمان کے پاس آئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے امن طلب کیا تو حضور اقدس ﷺ نے ان کو امان دے دی جیسا کہ فتح مکہ میں بیان کر چکے ہیں۔ پھر وہ بہت اچھے مسلمان بن گئے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (احمد بن محمد مروزی، علی بن حسین بن واقد کی سند سے یزید نحوی، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رسول اللہ ﷺ کے کاتب وحی تھے شیطان نے ان کو بہکا دیا اور وہ کافروں کے ساتھ جا ملے حضور اقدس ﷺ نے ان کے قتل کا حکم صادر فرمایا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے پناہ طلب کی تو آپ ﷺ نے ان کو پناہ دے دی۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو علی بن حسین بن واقد سے نقل کیا ہے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ۲۰ھ میں حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص نے مصر فتح کیا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سعد لشکر کے میمنہ پر مامور تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو وہاں کا حاکم مقرر کر دیا۔ جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا تو آپ نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص کو معزول کر کے ۲۵ھ میں عبداللہ بن سعد کو والی مقرر کر دیا اور افریقہ میں جہاد کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے افریقہ کو فتح کر لیا اور وہاں سے غیر معمولی مال غنیمت ہاتھ آیا۔ بادشاہ جرجیر کو قتل کیا گھڑ سوار کو تین ہزار مثقال سونا دیا اور پیدل کو ایک ہزار، اس لشکر میں ان کے ساتھ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ افریقہ کے بعد سوڈان کے علاقہ اساود میں جہاد کیا پھر ان سے ۳۱ھ میں صلح کر لی جو آج تک قائم ہے پھر بحری راستے سے روم کے ساتھ "صواری" میں جہاد کیا یہ ایک عظیم جہاد تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جب لوگوں نے اختلاف برپا کیا تو یہ اپنا نائب مقرر کر کے مصر سے چلے آئے اور جب ان کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع راستے میں پہنچی تو یہ عسقلان پہنچ کر مقیم ہو گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ نماز میں ان کی روح پرواز کرے۔ چنانچہ آپ نے ایک دن فجر کی نماز میں پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ عادیات کی تلاوت کی اور دوسری میں فاتحہ کے علاوہ کوئی اور سورت، تشہد سے فارغ ہو کر دائیں طرف سلام پھیرا اور بائیں طرف سلام پھیرنے سے پہلے روح پرواز کر گئی ۳۶ھ یا ۳۷ھ میں بعض کہتے ہیں ۵۹ھ میں افریقہ میں فوت ہوئے مگر پہلا قول صحیح ہے۔ امام ابن کثیر کے قول کے مطابق صحاح ستہ اور مسند احمد میں ان کی کوئی روایت منقول نہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ: ... حضرت عبداللہ بن عثمان یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم نے ان کی سیرت ایک مجلد میں جمع کی ہے اس میں ان کی سوانح اور روایات جمع کی ہیں۔

ان کے کاتب ہونے کی دلیل وہ روایت ہے جو موسیٰ بن عقبہ زہری، عبدالرحمن بن مالک بن جعشم، ابو سراقہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے نکل کر ان کے علاقے کے پاس سے گزرے تو ان کے پیچھے ہو لیا جب ان کے قریب پہنچا تو میرا گھوڑا زمین میں دھنس گیا تو رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ وہ پروانہ امن تحریر کر دیں چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کہا انہوں نے پروانہ لکھ کر مجھے دے دیا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سند بھی نقل کی ہے کہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ نے یہ پروانہ تحریر کیا تھا تو یہ احتمال ہے کہ پروانہ کا کچھ حصہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تحریر کیا ہو اور باقی حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ نے مکمل کیا ہو۔ واللہ اعلم۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ امیر المومنین: ...... ان کا ترجمہ مفصل ہے جو ہم بیان کر چکے ہیں، ہم نے ایک مستقل کتاب میں ان

کی سیرت بیان کی ہے۔ اس میں وہ احادیث بیان کی ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں آپ کے امراء و حکام اور کاتبوں سے متعلق ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کے ترجمہ تعارف میں ان کے کاتب ہونے کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ۔ ان کا مکمل ترجمہ و تعارف ان کے دور خلافت میں بیان ہوگا۔ ان کا آپ کی کتابت کا ایک مشہور واقعہ ہے۔ واقدی نے اپنی اسانید سے نقل کیا ہے کہ جب نہشل بن مالک وائلی رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک خط تحریر کر دیا اس میں اسلام کے اصول و ضوابط بیان تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ..... صلح حدیبیہ میں بیان ہو چکا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ اور قریش کے درمیان صلح نامہ تحریر کیا تھا کہ سب لوگ امن و امان میں ہوں گے، خیانت اور چوری چکاری نہ ہوگی، اور دس سال تک جنگ بند رہے گی۔ اس کے علاوہ مکاتیب بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے سامنے تحریر کئے۔

یہود کا ایک جعلی خط ..... باقی رہا وہ خط جس کا ادعا خیبر کے یہود کا ایک گروہ کرتا ہے کہ ان کے پاس ابن ابی طالب کی تحریر ہے کہ اس میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا نام بھی گواہان کی فہرست میں ہے۔ یہ خط خود ساختہ، مصنوعی اور جعلی ہے، کذب اور بہتان کا پلندہ ہے۔ بعض حنفی علماء نے اس سے دھوکہ کھایا ہے اور یہود سے جزیہ کے معاف ہونے کا کہا ہے۔ اکثر اہل علم نے اس کے باطل ہونے کا ذکر کیا ہے۔ میں نے اس کے بارے میں ایک مستقل تصنیف کیا ہے۔ اس میں اس کے باطل ہونے کے دلائل بیان کئے ہیں یہ خود ساختہ ہے۔ اور یہود اس کے ارتکاب کے مجرم ہیں۔ میں نے علماء کرام پر کلام کو بیان کیا ہے والحمد للہ۔

(۱۹) ... **حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ** ..... حضرمی کا نام عبد اللہ ہے بعض لوگ یہ نسب بیان کرتے ہیں: عبد اللہ بن عماد بن اکبر بن ربیعہ بن مالک بن عویف بن مالک بن خزرج بن اباد بن الصدف بن اسلم بن زید بن مالک بن حضرموت۔ اس کے علاوہ نسب بھی بیان کئے گئے ہیں۔ آپ بنو امیہ کے حلیف تھے۔ ابان بن سعید کے حالات میں ان کے کاتب ہونے کا بیان ہو چکا ہے۔

علاء بن حضرمی کے بھائی تھے عمرو بن حضرمی، مشرکین کا یہ پہلا مقتول ہے جس کو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن جحش کے سریہ میں شامل مسلمانوں نے قتل کر دیا تھا اور یہ پہلا سریہ تھا جو حضور اقدس ﷺ نے بھیجا تھا۔

عامر بن حضرمی جس کو ابو جہل ملعون نے اکسایا اور اس نے بلند آواز سے کہا وا عمراہ ہائے عمرو بن حضرمی، جب مسلمان و مشرک غزوہ بدر کے دن آمنے سامنے صف بستہ کھڑے تھے لڑائی برپا ہوگئی اور گھمسان کا رن پڑا جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں۔

حضرت شریح بن حضرمی رضی اللہ عنہ ... حضرمی صحابہ کرام میں سے تھے۔ ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ قرآن کریم کو تکیہ نہیں بناتا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت ترک نہیں کرتا بلکہ رات دن تلاوت کرکے قیام کرتا ہے۔ ان کی ایک طویل حدیث ہے جس کا [illegible] حضرمی ام طلق بن عبید اللہ ہے۔

حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو حضور اقدس ﷺ نے بادشاہ بحرین منذر بن ساوی کے پاس بھیجا تھا۔ پھر آپ علیہ السلام نے ان کو فتح کے بعد گورنر مقرر کر دیا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو برقرار رکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ان کو اس منصب پر بحال رکھا۔ پھر معزول کرکے بصرہ کا گورنر مقرر کر دیا۔ مگر وہ وہاں پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں ۱۴ھ کو وفات ہو گئے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ان کی بہت سی روایات بیان کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ سمندر کی سطح پر اپنے لشکر کو لے کر روانہ ہوئے اور ان گھوڑوں کے گھٹنوں تک بھی پانی نہ آیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کے گھوڑوں کی ٹاپیں بھی تر نہ ہوئیں اور سب کے سب یہ وظیفہ پڑھتے تھے یا علی یا حکیم یا علیم یا عظیم، اور اپنے لشکر میں موجود تھے کہ پانی کی ضرورت شدت سے محسوس ہوئی۔ انہوں نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے بقدر کفایت بارش

پر سادی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا تو بعد میں قبر کا نام و نشان تک نہ ملا کہ انہوں نے دعا کی تھی کہ قبر کا نشان نہ ہو۔ یہ بیان دلائل نبوت میں بعض حصے بیان ہوں گے ان شاء اللہ۔

ان سے تین احادیث مروی ہیں:......(۱) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (سفیان بن عیینہ، عبدالرحمان بن حمید بن عبدالرحمان بن عوف، سائب بن یزید) علاء بن حضرمی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہاجر حج کے بعد تین دن مکہ میں قیام کر سکتا ہے۔ ایک جماعت نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

(۲) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ہشیم، منصور، ابن سیرین) ابن علاء بن حضرمی سے روایت کرتے ہیں کہ انہی کے والد نے حضور اقدس ﷺ کو خط لکھا تو اپنے نام سے خط کا آغاز کیا۔

(۳) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن زید، حمید بن اعرج) حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بحرین سے ایک خط حضور اقدس ﷺ کو تحریر کیا کہ باغ کے دو بھائی مالک ہیں، ایک مسلمان ہے دوسرا غیر مسلم۔ تو آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ مسلمان سے عشر لے اور غیر مسلم سے خراج۔

(۲۰) **حضرت علاء بن عقبہ رضی اللہ عنہ۔** حضرت ابن عساکر کے قول کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے کاتب تھے۔ ابن عساکر کے علاوہ کسی نے بیان نقل کیا۔ انہوں نے تحقیق ابو یعقوب (عبدالملک بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم، والد، جد) عمرو بن حزم سے نقل کیا ہے کہ قطعات یعنی اراضی جو رسول اللہ ﷺ نے دی تھیں وہ مذکور ہے۔ پھر ان کو ذکر کیا ہے۔ اس میں مکتوب بھی بیان کیا ہے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" یہ سب قطعات اراضی جو رسول اللہ ﷺ نے عباس بن مرداس سلمی کو عطا کیے۔ جو شخص ان سے نزاع پیدا کرے گا اس کا کوئی حق نہیں۔ حق اور عمل انہی کا ہے۔ حضرت علاء بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے تحریر کیا اور گواہ بنے۔"

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اسانید سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے قبیلہ قبیصہ کے بنی ... کا قطعہ اراضی دیا اور یہ تحریر حضرت علاء بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے تحریر کی اور گواہ ہوئے۔

اسد الغابہ میں ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علاء بن عقبہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نہایت مختصر بیان کیا ہے کہ وہ نبی علیہ السلام کے کاتب تھے۔ ان کا عمرو بن حزم کی حدیث میں ذکر کیا ہے جسے ابن جعفر نے بھی بیان کیا ہے۔ ابو موسیٰ مدینی نے ان کا اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔

(۲۱) **حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ۔** بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن خزرج انصاری حارثی، ابو عبداللہ یا ابو عبدالرحمان یا ابو سعید، بنی عبدالاشہل کے حلیف تھے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر مسلمان ہوئے۔ بعض کا بیان ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسید بن حضیر کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ مدینہ آنے کے بعد ان کے اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات قائم کی۔ بدر اور دوسرے غزوات میں بھی شریک ہوئے۔ حضور اقدس ﷺ نے ان کو غزوہ تبوک کے سال اپنا جانشین مقرر کیا۔

استیعاب میں حضرت ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ وہ نہایت گندم گوں اور لمبے قد والے تھے، سر کے اگلے حصے کے بال کم تھے اور موٹے جسم والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار فضلاء صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھا۔ آپ فتنہ سے الگ تھلگ رہے۔ لکڑی کی تلوار بنائی تھی۔ جمہور کے نزدیک مدینہ میں ۴۳ھ میں وفات ہوئے۔ نماز جنازہ مروان نے پڑھائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے چند روایات نقل کی ہیں۔ محمد بن سعد، علی بن محمد مدائنی سے اپنی اسانید کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے مرہ کے وفد کو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے مکتوب تحریر کر کے دیا تھا۔

(۲۲) **حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ۔** حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ اموی، ان کا ترجمہ

معارف ان کے دور حکومت میں بیان ہوں گے انشاء اللہ۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا اپنی کتاب صحیح مسلم میں نبی علیہ السلام کے کاتب ہونا بھی ذکر کیا ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (عکرمہ بن عمار، ابو زمیل سماک بن ولید) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے تین سوال پورے فرما دیں۔ آپ علیہ السلام نے اثبات میں جواب دیا تو انہوں نے عرض کیا کہ آپ مجھے حکم دیں کہ میں کافروں سے اسی طرح جہاد کروں جیسے کہ میں مسلمانوں سے کیا کرتا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ٹھیک ہے پھر عرض کیا کہ آپ ﷺ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنے روبرو کاتب مقرر فرما دیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اچھا ٹھیک ہے۔ غالباً اس حدیث کے متعلق ایک رسالہ مرتب کیا ہے۔ اس وجہ سے کہ اس میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کے عقد نکاح کا بھی سوال ہے۔ لیکن اس روایت میں حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کرنے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو منصب کتابت عطا کرنے کا ذکر محفوظ ہے اور اس قدر حدیث پر سب کا اتفاق ہے۔

باقی رہی یہ حدیث جو ابن عساکر نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں بیان کی ہے کہ (ابو غالب بن بنا، ابو محمد جوہری، ابو الفضل محمد بن احمد بن یحییٰ بن عبداللہ ﷺ، احمد بن محمد بن نوح، سری بن عاصم، حسن بن زیاد، قاسم بن بہرام، ابو الزبیر) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتب مقرر کرنے کے بارے میں مشورہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ان کو کاتب بنا لیجئے وہ امین ہیں۔ یہ حدیث غریب بلکہ منکر ہے۔

تحقیق حدیث۔ ۔ راوی سری بن عاصم ابو عاصم ہمدانی ہے۔ معتصم باللہ کا اتالیق تھا ابن خراش نے اس کو حدیث میں "کذاب" کہا ہے۔ ابن حبان اور ابن عدی کے قول کے مطابق یہ حدیث کا سرقہ کرتا ہے۔ ابن حبان نے مزید بیان کیا ہے کہ وہ موقوف روایات کو مرفوع بنا دیتا ہے۔ یہ قابل حجت نہیں۔ بقول دار قطنی ضعیف الحدیث ہے اور اس کا شیخ حسن بن زیاد ہے۔ اگر یہ لؤلؤی ہے تو اس کو معتمد ائمہ کرام نے متروک قرار دیا ہے اور اکثر نے اس کے کذاب ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔ اگر کوئی اور ہے تو وہ مجہول اور گمنام ہے۔

قاسم بن بہرام دو ہیں۔

(۱) قاسم بن بہرام اصبہانی اعمی الاعرج ہے جو اصفہانی ہے اور مزنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے طویل حدیث قنوت نقل کی ہے۔ ابن معین، ابو حاتم، ابو زرعہ اور ابن حبان نے اس کی توثیق کی ہے۔

(۲) قاسم بن بہرام ابو ہمدان قاضی ہیت ہے۔ ابن معین کے قول کے مطابق وہ کذاب ہے۔ غالب ہے کہ یہ حدیث اسی کی ہے۔ ممکن ہے کہ اس نے اسے گھڑ کر بنایا ہو۔

حافظ ابن عساکر کی عظمت شان اور معاصرین پر فوقیت، حفاظ حدیث کی نسبت اپنی حدیث میں مہارت تامہ کے باوجود حیرت ہے کہ انہوں نے یہ حدیث ہماری تحقیق کی دوسری احادیث کی طرح بلا تنقید و تبصرہ اور حدیث کے منکر ہونے کی طرف اشارہ کئے بغیر بیان کیا ہے۔ ان کا یہ سب بیان قابل اعتراض ہے۔ واللہ اعلم۔

(۲۳) **حضرت مغیرہ بن شعبہ الثقفی رضی اللہ عنہ**۔ ۔ ان کا تعارف ان خدمت گار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بیان میں ہو چکا ہے جو آپ ﷺ کے خادم تھے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے بطور محافظ تلوار لے کر کھڑے رہتے تھے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی ابن یعقوب سے گمشدہ سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ، حصین بن نمیر اسدی وقتاً فوقتاً نبی علیہ السلام کے حکم سے تحریر کر دیتے تھے۔

یہ ہیں نبی علیہ السلام کے کاتبوں کی فہرست جو آپ علیہ السلام کے سامنے آپ علیہ السلام کے حکم سے لکھا کرتے تھے۔

نبی علیہ السلام کے امین افراد

ابن عساکر نے آپ ﷺ کے امینوں کی فہرست میں حضرت ابو عبیدہ عامر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بن جراح قرشی فہری کا ذکر کیا ہے۔ عشرہ مبشرہ [illegible] حضرت عبیدہ [illegible] کا ذکر کیا ہے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو قلابہ کی معرفت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہر قوم کا ایک امین ہوتا ہے۔ اس امت کا امین حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے نجران کے عبدالقیس سے [illegible] تمہارے ساتھ ایک امین شخص کو روانہ کروں گا۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے ان کے ساتھ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

حضرت معیقیب بن ابی فاطمہ دوسی رضی اللہ عنہ غلام بنی عبد شمس...... آپ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی اور مہر کے بھی امین تھے۔ [illegible] آپ خدمت گزار تھے۔

موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ شروع اسلام میں ہی اسلام قبول کر چکے تھے۔ حبشہ کی طرف ہجرت کی [illegible] ہجرت کرنے [illegible] غزوات میں شریک ہوئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو بیت المال کا نگران مقرر کیا۔ مورخین نے بیان کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو مرض جذام لاحق ہو گیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا اطباء سے علاج کرانے کا حکم دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے علاج کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان بن عفان کے عہد خلافت میں فوت ہوئے یا ۴۰ھ میں انتقال ہوا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (وکیع، ہشام، شیبان، یحییٰ بن ابی کثیر، ابو سلمہ) حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے [illegible] کے متعلق فرمایا جو سجدہ والی جگہ سے کنکر ہٹاتا ہے کہ اگر ضروری ہو تو صرف ایک بار کرے۔ شیخین نے بھی اس کو [illegible] روایت کیا ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے سند میں ہشام دستوائی کا اضافہ کیا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے [illegible] (شیبان نحوی، ہشام دستوائی، اوزاعی) نے یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت کی ہے۔ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن صحیح کہا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (خلف بن ولید، ابو ایوب، عتبہ، یحییٰ بن ابی کثیر، ابو سلمہ) حضرت معیقیب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایڑیوں کے لئے آگ کا عذاب ہے۔ (تفرد بہ احمد)

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ([illegible] ایاس بن حارث بن معیقیب) حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور اقدس ﷺ کی انگوٹھی کا نگران تھا۔ وہ انگوٹھی لوہے کی تھی جس پر چاندی کا پتر چڑھا ہوا تھا۔ بعض اوقات وہ میرے ہاتھ میں بھی ہوتی تھی۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ [illegible] کے مطابق درست یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے [illegible] سب سے پہلے سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی۔ آپ علیہ السلام نے [illegible] اس کو پھینک [illegible] میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔ پھر چاندی کی انگوٹھی بنوا لی۔ اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا اس پر محمد رسول اللہ ﷺ منقش تھا۔ ایک سطر میں محمد ﷺ اور دوسری میں رسول اور تیسری میں اللہ (کے الفاظ نقش تھے)۔

یہ انگوٹھی رسول ﷺ کے دست مبارک میں تھی پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں چھ سال رہی پھر اریس نامی ایک کنوئیں میں گر پڑی۔ بہت تلاش کرنے کے باوجود نہ ملی۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے صرف انگوٹھی کے بارے میں ایک مستقل باب باندھا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے حسب ضرورت [illegible] بیان کریں گے۔ باقی رہا حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ کا اس انگوٹھی کو پہننا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے جذام میں [illegible]

جیسا کہ ابن عبدالبر وغیرہ نے نقل کیا ہے لیکن یہ ایک مشہور واقعہ ہے۔ شاید ان کو یہ مرض نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد لاحق ہوا ہو یا وہ اس مرض میں مبتلا ہوں اور وہ مستعمل تھا۔ یا لاکلام قول کی صحت نبی علیہ السلام کے خصائص میں سے ہو۔ جیسا کہ آپ علیہ السلام نے مجذوم کا ہاتھ پیالہ میں رکھ کر کہا تھا "اللہ پر بھروسہ اور توکل کرتے ہوئے کھاؤ" (رواہ ابوداؤد)۔ چنانچہ صحیح مسلم میں مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا

"فر من المجذوم فرارک من الاسد" کوڑھی سے اس طرح فرار اختیار کر جیسا کہ شیر سے کرتا ہے۔

باقی رہی نبی علیہ السلام کی عمر اس کا ذکر ہم نے تاریخ وفات اور روایت ہجرت کے مقام پر کیا ہے۔

تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین..... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد میں اختلاف ہے۔ ابوزرعہ سے منقول ہے کہ وہ ایک لاکھ بیس ہزار ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت آپ علیہ السلام کو دیکھنے اور سننے والوں کی تعداد اندازاً ساٹھ ہزار تھی۔ امام حاکم ابوعبداللہ کا بیان ہے کہ تقریباً چار ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے حدیث مروی ہے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کثیر جماعت سے حدیث روایت کی ہے۔ وسعت روایت اور فن حدیث میں امامت کے مقام پر فائز ہونے کے باوجود جن صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے وہ ۹۸۷ افراد ہیں اور صحاح ستہ میں تقریباً تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے زیادہ ہیں۔

حافظ ان حدیث کی ایک جماعت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام ان کے ایام اور ان کی وفیات کے ذکر کا خوب اہتمام کیا ہے۔ ان میں سے جلیل القدر شیخ ابن عبدالبر نے "الاستیعاب" میں اور ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن مندہ اور ابوموسیٰ مدینی نے خوب تذکرہ کیا ہے۔ پھر ان تمام معلومات کو حافظ عزالدین ابی الحسن علی بن محمد بن عبدالکریم جزری معروف "ابن اثیر" نے اپنی کتاب "اسد الغابہ" میں جمع کر دیا ہے۔ اس عمدہ اور مفید کام کیا خوب مرتب اور مدون کیا اور اپنے گوہر مقصود کو پا لیا۔

ورحمہ اللہ وایاہ وجمیع الصحابۃ، آمین یارب العٰلمین

ختم شد
البدایہ معروف بہ تاریخ ابن کثیر
حصہ پنجم

البدایہ والنہایہ

(معروف بہ)

تاریخ ابن کثیر

(حصہ ششم)

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی ۷۷۴ھ

حضور اکرم ﷺ کی سیرت و معجزات کا بیان

تاریخ ابن کثیر ... حصہ ششم

حضور اقدس ﷺ کے لباس، اسلحہ اور سواریوں کا بیان

اس انگوٹھی کا بیان جو آپ علیہ السلام پہنتے تھے ۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے سنن میں اس بارے میں ایک مستقل عنوان قائم کیا ہے ہم کچھ اضافے کے ساتھ ان کے بیان [illegible] کا ذکر کریں گے۔ اور اس سلسلے میں ہم نے ان پر اعتماد کیا ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرحیم [illegible] عیسیٰ [illegible] سعید، قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض عجمیوں کی طرف خط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ وہ لوگ بغیر مہر کے خط نہیں پڑھتے (اور نہ قبول کرتے ہیں) تو آپ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اس میں (محمد رسول اللہ) کندہ تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی طرح (عبدالاعلیٰ [illegible] سعید [illegible] قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (وھب بن بقیہ، خالد، سعید، قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عیسیٰ بن یونس کی روایت کے معنی کے مطابق روایت بیان کرتے ہیں اور اس میں اضافہ بھی کرتے ہیں کہ وہ انگوٹھی رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک میں تھی، یہاں تک کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا پھر وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی شہادت تک رہی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس رہی، ایک مرتبہ وہ اریس کنویں کے منڈیر پر تشریف فرما تھے انگوٹھی ان کے ہاتھ سے گر گئی تو وہ کنویں میں گر گئی۔ آپ نے اس کنویں کا سارا پانی نکلوایا لیکن پھر بھی نہ ملی۔ (تفرد بہ ابوداؤد من ہذا الوجہ)۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (احمد بن صالح، ابن وھب، یونس، ابن شہاب زہری) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کی انگوٹھی چاندی کی تھی اس کا نگینہ حبشی تھا۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن ایوب، طلحہ بن یحییٰ انصاری اور عثمان بن [illegible] ابی شیبہ نے عمرو سے ان سب نے یونس بن یزید ایلی سے روایت بیان کی ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سند سے اس حدیث کو حسن صحیح اور غریب کہا ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (نصر بن علی [illegible] حمید طویل) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔ امام ترمذی [illegible] نسائی نے [illegible] حمید [illegible] سے روایت کیا ہے بقول امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ یہ اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (اسحاق، ابو الوارث [illegible] عبدالعزیز بن صہیب) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انگوٹھی بنوائی اور فرمایا ہم نے انگوٹھی بنوائی ہے اور اس پر نقش کندہ کیا ہے لہٰذا کوئی اور یہ نقش کندہ نہ کرے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں گویا میں انگوٹھی کی چمک کو آپ ﷺ کی چھنگلی میں دیکھ رہا ہوں۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ [illegible] حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے [illegible] انگوٹھی [illegible]

بنوالیں۔ جب آپ ﷺ نے ان کو پہنے دیکھا تو آپ علیہ السلام نے سونے کی انگوٹھی کو پھینک کر فرمایا میں اسے کبھی نہ پہنوں گا۔ پھر آپ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اس میں نقش تھا "محمد رسول اللہ" پھر یہ انگوٹھی رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہنی، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حتیٰ کہ وہ اریس کنویں میں گر پڑی۔ اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یوسف بن موسیٰ کی معرفت ابواسامہ حماد بن اسامہ سے بیان کیا ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (عثمان بن ابی شیبہ، سفیان بن عیینہ، ایوب بن موسیٰ، نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس انگوٹھی میں "محمد رسول اللہ" کندہ تھا اور آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی بھی اس انگوٹھی کے نقش کی طرح نقش نہ بنوائے۔ اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور اصحاب سنن اربعہ نے سفیان بن عیینہ سے بھی بیان کیا ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن یحییٰ بن فارس، ابوعاصم، مغیرہ بن زیاد، نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو نبی علیہ السلام سے بیان کرتے ہیں کہ وہ انگوٹھی چاہ اریس میں گر پڑی۔ بہت تلاش کرنے کے بعد اس کو نہ پایا چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نئی انگوٹھی بنوائی اس پر "محمد رسول اللہ" نقش تھا آپ اس سے مہر لگاتے اور پہنا کرتے تھے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو محمد بن معمر کی معرفت ابوعاصم ضحاک بن مخلد سے نقل کیا ہے۔

انگوٹھی کو ترک کرنے کا بیان امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن سلیمان لوین، ابراہیم بن سعد، امام زہری) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے بھی ایسی انگوٹھیاں بنوا کر پہن لیں، پھر نبی علیہ السلام نے وہ انگوٹھی پھینک دی تو صحابہ رضی اللہ عنہ نے بھی وہ انگوٹھیاں پھینک دیں۔ زیاد بن سعد، شعیب اور ابن مسافر نے بھی امام زہری سے "چاندی کی انگوٹھی" بیان کی ہے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن بکیر، لیث، یونس، ابن شہاب زہری) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی علیہ السلام کے ہاتھ میں ایک دن چاندی کی انگوٹھی دیکھی، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوا کر پہن لیں تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگوٹھی پھینک دی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم بن سعد زہری مدنی، شعیب بن ابی حمزہ اور زیاد بن سعد خراسانی سے معلق بیان کیا ہے۔ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی زہری کی روایت بیان کی ہے۔ اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ عبدالرحمن بن خالد بن مسافر سے اس روایت میں منفرد ہیں۔ ان سب راویوں نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے "چاندی کی انگوٹھی" بیان کی ہے جیسا کہ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق صحیح بات یہ ہے کہ جو انگوٹھی نبی علیہ السلام نے ایک دن پہن کر پھینک دی تھی وہ "سونے کی تھی" چاندی کی نہ تھی۔ کیونکہ متفق علیہ روایت (مالک، عبداللہ بن دینار) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سونے کی انگوٹھی پہنا کرتے تھے، پھر آپ علیہ السلام نے اس کو پھینک کر فرمایا میں اسے کبھی نہ پہنوں گا تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں اتار کر پھینک دیں۔ رسول اللہ ﷺ چاندی کی انگوٹھی بکثرت پہنا کرتے تھے اور وفات تک آپ علیہ السلام کے ہاتھ میں رہی۔ اس کا نگینہ چاندی کا تھا کسی اور دھات کا نہ تھا۔

انگوٹھی پر تصویر یا نقش ہے اور جس نے یہ بیان کیا ہے کہ اس میں کسی کی تصویر تھی اس نے بیہودہ کلام بہت کیا اور غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ وہ انگوٹھی مکمل چاندی کی تھی۔ اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا اور اس میں تین سطریں "محمد رسول اللہ ﷺ" نقش تھا۔ ایک میں "محمد" دوسری میں "رسول" تیسری میں "اللہ" اور یہ الفاظ اوپر نیچے کندہ تھے (واللہ اعلم) اور ان کی کتابت الٹی تھی تاکہ حسب دستور اس کی مہر سیدھی لگے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کی کتابت سیدھی تھی اور وہ اسی طرح لگتی تھی مگر اس کی صحت میں نظر ہے میری نظر میں اس حدیث کی کوئی سند نہیں ہے صحیح نہ ضعیف۔

لوہے کی نہیں تھی ۔۔۔۔ یہ تمام احادیث جو ہم نے بیان کی ہیں کہ نبی علیہ السلام کی چاندی کی انگوٹھی تھی۔ ان احادیث کی تردید کرتی ہیں جو ہم نے سنن ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور سنن نسائی رحمۃ اللہ علیہ سے (ابو عتاب سہل بن حماد و ابو مکین نوح بن ربیعہ) ایاس بن حارث بن معیقیب عن ابی نانا جدہ سے نقل کی ہیں کہ نبی علیہ السلام کی انگوٹھی لوہے کی تھی اس پر چاندی چڑھی ہوئی تھی۔ اس حدیث کے ضعف میں وہ روایت مزید اضافہ کرتی ہے جو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ (ابو طیبہ عبداللہ بن مسلم سلمی مروزی، عبداللہ بن بریدہ) حضرت بریدہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص پیتل کی انگوٹھی پہن کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے کہ تم سے بتوں کی بو آرہی ہے؟ اس نے وہ پھینک دی پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں تجھ پر دوزخیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں؟ پھر اس نے اتار کر پھینک دی اور دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ میں کس دھات کی انگوٹھی بناؤں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا چاندی کی اور مثقال سے کم ہو۔

نبی علیہ السلام یہ نگین ہاتھ میں پہنا کرتے تھے جیسا کہ امام مسلم، ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے شمائل میں نقل کیا ہے۔

حضور اقدس ﷺ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے یا بائیں ہاتھ میں ۔۔۔۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ (شریک بن علی بن عبد الرحمان قاضی ابراہیم بن عبدالرحمان بن عبداللہ بن حسین ابیہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ بائیں ہاتھ میں پہننا بھی مروی ہے جو ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالعزیز بن ابی رواد نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے اور اس کا نگینہ آپ ﷺ کی ہتھیلی کی جانب ہوتا ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ ابو اسحاق اور اسامہ بن زید کی معرفت نافع سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بائیں میں پہنا کرتے تھے۔ اور رواد و عبید اللہ نافع سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن سعید، یونس بن بکیر) حضرت محمد بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے صلت بن عبداللہ بن نوفل بن عبدالمطلب کی دائیں چھنگلی میں انگوٹھی دیکھ کر پوچھا یہ کیا ہے؟ تو اس نے بتایا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اسی طرح پہنے دیکھا ہے اور انھوں نے نگینہ باہر کی طرف کیا تھا۔ اس کا بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہی گمان ہے کہ وہ بیان کرتے تھے کہ حضور اقدس ﷺ اسی طرح پہنا کرتے تھے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح محمد بن اسحاق سے نقل کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ حضرت ابن اسحاق سے صحت سند سے حدیث نقل کی ہے اور حدیث حسن ہے۔

شمائل میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی علیہ السلام دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن عبداللہ انصاری، ابیہ، ثمامہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر سرفراز ہوئے تو آپ کے لئے تحریر کیا یا (اور آپ اس پر مہر لگاتے) اور انگوٹھی پر تین سطر نقش تھیں ایک میں "محمد" دوسری میں "رسول" تیسری میں "اللہ"

ابو عبداللہ کا بیان ہے کہ (ابو احمد انصاری، ابیہ، ثمامہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ اضافہ روایت کرتے ہیں کہ انگوٹھی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں تھی۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلافت پر متمکن ہوئے اس اثناء میں آپ چاہ اریس کے منڈیر پر تشریف فرما تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ انگوٹھی کو ہاتھ سے اتار کر ادھر ادھر الٹ پلٹ کر دیکھنے لگے تو وہ چاہ اریس میں گر پڑی۔ ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین دن جاتے رہے اور پانی کھینچا، مگر وہ دستیاب نہ ہوئی۔

یہ حدیث جو شمائل میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (قتیبہ، عبدالوارث، ابو بشر، نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی تھی۔ آپ ﷺ اس سے مہر لگایا کرتے تھے، پہنتے نہیں تھے نہایت ضعیف ہے۔ سنن میں ابن جریج زہری کی معرفت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب قضائے حاجت کے لئے بیت الخلا میں جاتے تو انگوٹھی ہاتھ سے اتار لیتے تھے۔

نبی علیہ السلام کی تلوار کا بیان ---- امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (شریح، ابن ابی الزناد، عبد الرحمٰن، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی تلوار "ذوالفقار" جنگ بدر کی غنیمت سے حاصل کی تھی۔

حضور اقدس ﷺ کا خواب ..... یہ وہی تلوار ہے جس کے متعلق آپ ﷺ نے جنگ احد میں خواب دیکھا تھا کہ میں نے اپنی تلوار ذوالفقار میں دندانہ دیکھا ہے۔ میں نے اس خواب کی تعبیر کی ہے کہ تم کو شکست ہوگی۔ نیز میں نے دیکھا ہے کہ میں نے ایک مینڈھے کو سواری کے پیچھے بٹھایا ہوا ہے میں نے اس کی تعبیر کی ہے کہ وہ فوج کا کبش ہے۔
نیز میں نے اپنے آپ کو مضبوط زرہ میں ملبوس دیکھا ہے میں نے اس کی تعبیر کی ہے "مدینہ" اور میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گائیں ذبح کی جا رہی ہیں۔ بخدا گائیں باعث خیر ہیں بخدا باعث خیر ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا تھا وہی ہوا یہ روایت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبد الرحمٰن بن ابی الزناد سے نقل کی ہے اصحاب سنن نے بیان کیا ہے کہ کسی کو کہتے ہوئے سنا گیا کہ تلوار صرف ذوالفقار ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی فخر جوان ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن عبد اللہ بن سعید) حضرت جد مزیدہ بن جابر عبدی عصری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ علیہ السلام کی تلوار پر سونا اور چاندی تھا (بقول امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث غریب ہے)۔
شمائل میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن بشار، معاذ بن ہشام، ہشام، قتادہ) سعید بن ابی الحسن سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کا دستہ چاندی کا تھا۔

حضور اقدس ﷺ کی تلوار کربلا میں ... نیز عثمان بن سعد ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنی تلوار حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی تلوار کے نمونہ کی بنائی اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنی تلوار حضور اقدس ﷺ کے نمونہ پر بنوائی اور وہ تلوار حنفی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی ایک تلوار آل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھی جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں شہید ہوئے تو یہ تلوار ان کے پاس تھی۔ پھر اس کو حضرت علی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ بن حسین رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ دمشق میں لائے جب یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے پھر اس کو مدینہ منورہ لے گئے۔
صحیحین میں حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ حضرت علی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کو راستہ میں ملے تو ان سے عرض کیا کیا آپ کو مجھ سے کوئی ضرورت ہے؟ تو حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کوئی نہیں۔ تو حضرت مسور رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی تلوار دے دیں گے۔ مجھے خطرہ ہے کہ لوگ آپ سے یہ چھین نہ لیں۔ واللہ اگر آپ مجھے دے دیں تو میری زندگی میں مجھ سے کوئی چھین نہیں سکتا۔
ان کے علاوہ بھی نبی علیہ السلام کے پاس اور بھی اسلحہ تھا مثلاً آپ کے پاس زرہیں تھیں جیسا کہ قبل ازیں آپ کا بیان کیا جا چکا ہے [illegible] اور حضرت عبد اللہ بن یزید رضی اللہ عنہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد میں دو زرہیں پہن رکھی تھیں۔
صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں آئے تو آپ علیہ السلام کے سر مبارک پر خود تھا۔ جب آپ نے خود اتار دیا تو کسی نے کہا ابن خطل کعبہ کے غلاف سے لپٹا ہوا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اسے قتل کر دو [illegible] صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں تشریف لائے تو آپ علیہ السلام کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔
نیز عمرو بن حریث سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ علیہ السلام کے سر مبارک پر [illegible] سیاہ عمامہ تھا۔

ان روایات کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے "شمائل" میں بیان کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (ہارون، یحییٰ، عبید اللہ، نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عمامہ باندھتے تو اس کا ایک کنارہ کو کندھوں کے درمیان لٹکاتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس عصا تھا ...... اپنی مسند میں ابو بکر بزار (ابو ہشام ابراہیم بن عبداللہ بن محمد بن ابراہیم اسرائیل، عاصم، محمد بن سیرین) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کا ایک چھوٹا سا عصا تھا جب وہ فوت ہوئے تو ان کے ساتھ قمیص اور پہلو کے درمیان دفن کر دیا گیا۔

بزار کا بیان ہے کہ ہمارے علم میں محمد بن ابو عبداللہ کے علاوہ کسی نے اس کو بیان نہیں کیا۔ وہ صدوق ہے اور اس میں تشیع ہے اس پر غلطی کا احتمال کیا گیا ہے۔ حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "شمائل" میں حدیث کو بیان کرنے کے بعد کہا ہے کہ وہ شیعہ ہے اور ثقات سے ایسی منکر روایات نقل کرتا ہے جو کوئی نقل نہیں کرتا ہے اس کی روایات پر ضعف واضح اور بین ہے۔

نبی علیہ السلام کے جوتوں کا بیان جن کو پہن کر آپ ﷺ چلتے تھے ...... صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا جوتا پہنتے تھے جس پر بال نہیں تھے۔

اپنی صحیح میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن مقاتل، عبداللہ بن مبارک) حضرت عیسیٰ بن طہمان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہمارے پاس دو بغیر بال کے جوتے لے کر آئے تو ثابت بنانی نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ کا جوتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الخمس" میں اس روایت کو (عبداللہ بن محمد، ابو احمد زبیری، عیسیٰ بن طہمان) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ہمیں بغیر بال کے جوتے دکھائے ان کے دو تسمے تھے اس کے بعد ثابت بنانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی معرفت بتایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا جوتا ہے۔ "شمائل" میں اس روایت کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن منیع کی معرفت ابو احمد زبیری سے نقل کیا ہے۔

"شمائل" میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (ابو کریب، وکیع، سفیان، خالد حذاء، عبداللہ بن حارث) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے جوتے کے دو تسمے تھے جن کا تسمہ دوہرا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (اسحاق بن منصور، عبدالرزاق، معمر، ابن ابی ذئب، صالح مولی التوأمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے جوتے کے دو تسمے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن مرزوق ابو عبداللہ، عبدالرحمن بن قیس ابو معاویہ، ہشام، محمد) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے جوتے کے دو تسمے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جوتے کے بھی دو تسمے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے ایک تسمہ بنایا۔ یہ جوہری لغوی کے قول کے مطابق قبال سے مراد وہ تسمہ ہے جو درمیانی انگلی اور انگوٹھے کے درمیان ہوتا ہے۔

۶۰۰ھ میں رسول اللہ ﷺ کے جوتے کا انکشاف ...... امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۶۰۰ھ کے بعد ہمارے شہر دمشق کا ایک تاجر ابن ابی الحدید کے پاس جوتے کا ایک جوڑا تھا جو کہتا ہے کہ یہ نبی علیہ السلام کا جوتا ہے۔ الملک الاشرف موسیٰ بن الملک العادل ابی بکر بن ایوب نے کثیر مال دے کر اسے خریدنا چاہا مگر اس نے فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ معمولی عرصہ بعد وہ فوت ہو گیا تو وہ جوتا الملک الاشرف مذکور کو حاصل ہو گیا۔

اس نے خوب تعظیم و تکریم کی۔ جب اس نے قلعہ کے ایک گوشہ میں "دار الحدیث الاشرفیہ" کا سنگ بنیاد رکھا تو اسے ایک کمرے میں محفوظ کر دیا اور ایک خادم مقرر کر دیا جس کا مشاہرہ ہر ماہ چالیس درہم تھا۔ یہ آج تک دار الحدیث الاشرفیہ میں موجود ہے۔

خوشبودان...... شمائل میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن رافع وغیرہ ، ابو احمد زبیری ، شیبان ، عبد اللہ بن مختار ، موسیٰ بن انس) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے پاس ایک سکہ تھا آپ علیہ السلام اس سے خوشبو استعمال کیا کرتے تھے۔

نبی علیہ السلام کے پیالے کا بیان...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن آدم ، شریک) حضرت عاصم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس نبی علیہ السلام کا ایک پیالہ دیکھا اس میں چاندی کی تار کا جوڑ لگا ہوا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی مصنوعات کو خریدنا...... حافظ بیہقی (ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ ، محمد بن محمد نسوی ، حماد بن شاکر ، محمد بن اسماعیل امام بخاری ، حسن بن مدرک ، یحییٰ بن حماد ، ابو عوانہ) حضرت عاصم احول سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کا پیالہ دیکھا وہ ٹوٹ چکا تھا پھر اس کو چاندی کی تار سے جوڑ دیا۔ راوی عاصم کا بیان ہے وہ بہت عمدہ اور چوڑا سا درخت کی لکڑی کا پیالہ تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اس پیالہ میں رسول اللہ ﷺ کو کئی بار پانی پلایا۔ ابن سیرین کا بیان ہے کہ اس میں لوہے کا حلقہ تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ارادہ ہوا کہ لوہے کی بجائے اس میں سونے چاندی کا حلقہ ڈال دے تو حضرت ابو طلحہ نے کہا کہ جو چیز رسول اللہ ﷺ نے بنائی ہے اسے تبدیل نہ کرنا چنانچہ انہوں نے اس تبدیلی کا خیال چھوڑ دیا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (روح بن عبادہ ، حجاج بن حسان) سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک برتن منگوایا اس میں لوہے کی تار کے تین جوڑ تھے اور لوہے کا حلقہ اور چھلا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو سیاہ غلاف سے باہر نکالا وہ درمیانے پیالے سے کم تھا اور درمیانے کے نصف سے زائد تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس سیاہ غلاف سے باہر نکالا وہ درمیانے پیالہ سے کم تھا اور درمیانے کے نصف سے زائد تھا۔ پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس میں پانی لانے کو کہا تو اس میں پانی لایا گیا۔ ہم نے پانی پیا سروں اور چہروں پر چھڑکا اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا۔ (انفرد بہ احمد)

نبی علیہ السلام کی سرمہ دانی...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یزید ، عباد بن منصور ، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی سرمہ دانی تھی جس سے آپ علیہ السلام سوتے وقت سرمہ لگایا کرتے تھے ہر آنکھ میں تین سلائی۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن ماجہ نے اس روایت کو یزید بن ہارون سے نقل کیا ہے۔ حضرت علی بن مدینی کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے سنا ، کہتے ہیں کہ میں نے عباد بن منصور سے پوچھا کیا آپ نے یہ حدیث عکرمہ سے سنی ہے تو اس نے کہا مجھے یہ حدیث ابن ابی یحییٰ نے داؤد بن حصین کی معرفت عکرمہ سے نقل کی ہے۔
امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا کہ مصری علاقہ میں ایک مزار ہے اس میں حضور اقدس ﷺ کی بہت سی یادگار اشیاء ہیں بعض متاخرین وزراء نے ان کے جمع کرنے کا خوب اہتمام کیا تھا ان میں جبہ ، آئینہ اور ایک سرمہ دانی ہے بعض کہتے ہیں کہ اس میں کنگھی بھی ہے۔ واللہ اعلم۔

حضور اقدس ﷺ کی چادر مبارک...... وہ بردہ اور چادر جو عباسی خلفاء کے پاس تھی اس کے بارے میں محمد بن اسحاق بن یسار نے قصہ تبوک میں بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے "ایلہ" کے باشندوں کو پروانہ امن کے ساتھ ایک چادر بھی دی تھی۔ ابو العباس عبد اللہ بن محمد "سفاح" عباسیہ کے اول خلیفہ نے اس کو ان سے تین سو دینار کے عوض خرید لیا تھا آپ کے بعد دوسرے عباسی خلفاء اس کے وارث بنتے رہے۔ خلیفہ وقت اس کو عید کے دن اپنے کندھوں پر ڈالتا اور ایک ہاتھ میں وہ عصا اور چھڑی پکڑتا جو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب تھی اور آپ علیہ السلام کی ملکیت بتائی جاتی تھی۔

خلفاء کا سیاہ لباس...... خلفاء اس سج دھج سے عوام کے سامنے آتے کہ ان پر رعب ، جلال اور ہیبت و شوکت کا پرتو ہوتا تھا جس کے رعب داب سے دل مرعوب ہو جاتے اور آنکھیں خیرہ۔

خلفاء جمعہ اور عید کے دن سیاہ لباس پہنا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ سید عالم کی اقتدا اور اتباع کی خاطر کیونکہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری نے (زہری از انس) امام مالک سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں تشریف لائے تو آپ ﷺ کے سر مبارک پر خود تھا (اور ایک روایت میں ہے) سیاہ عمامہ تھا (اور دوسری روایت میں ہے) کہ اس کا ایک کنارہ کندھوں کے درمیان لٹکا ہوا تھا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (مسدد، حماد، ایوب، محمد) حضرت ابو بردہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کا کمبل اور موٹا تہبند نکال کر دکھایا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی روح ان کپڑوں میں پرواز ہوئی تھی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (زہری، عبید اللہ بن عبد اللہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ شدید مرض میں مبتلا ہوئے تو آپ علیہ السلام اپنے چہرے مبارک پر چادر ڈال لیتے اور جب مرض شدت ہوتی تو اس کو چہرہ اقدس سے ہٹا دیتے۔ آپ علیہ السلام نے اس کیفیت میں فرمایا یہود و نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد اور عبادت گاہ بنا لیا آپ علیہ السلام ان کی اس قبیح حرکت سے آگاہ فرما رہے تھے اور متنبہ کر رہے تھے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان تین چیزوں (کساء، ازار تہبند اور قمیص) کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ان کا کیا حال ہوا۔

اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ علیہ السلام کی قبر مبارک کے نیچے سرخ چادر بچھا دی گئی تھی۔ اگر ہم رسول اللہ ﷺ کی زندگی اور حیات طیبہ کے تمام لباسوں کو جو آپ علیہ السلام پہنا کرتے تھے بیان کریں تو یہ باب نہایت طویل ہو جائے گا۔ اور اس کے بیان کرنے کا مقام (کتاب الاحکام کبیر) میں کتاب اللباس ہے۔ وباللہ الثقۃ و علیہ التکلان۔

نبی علیہ السلام کے گھوڑوں اور سواریوں کا بیان...... امام ابن اسحاق (یزید بن حبیب، مرثد بن عبد اللہ مزنی، عبد اللہ بن رزین) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کا ایک گھوڑا تھا "مرتجز" نامی اور گدھا تھا "عفیر" نامی اور خچر تھا دلدل نامی اور آپ علیہ السلام کی تلوار ذوالفقار تھی اور زرہ ذات الفضول تھی۔ اس روایت کو حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے (حکم از یحییٰ بن جزار از علی رضی اللہ عنہ) اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں "کتاب السنن" میں ہم نے آپ ﷺ کے گھوڑوں کے نام بیان کئے ہیں جو بنی ساعدہ کے پاس تھے لزاز اور لحیف۔ بعض کہتے ہیں لخیف اور ظرب۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے جس گھوڑے پر آپ علیہ السلام سوار ہوئے تھے اس کا نام تو مندوب تھا آپ علیہ السلام کی اونٹنی کا نام قصواء، عضباء اور جدعاء تھا اور آپ ﷺ کا خچر شہباء اور بیضاء تھا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کسی روایت میں یہ مذکور نہیں کہ آپ علیہ السلام ان اشیاء کو ترکہ میں چھوڑ کر فوت ہوئے بجز اس روایت کے جس میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے اپنا سفید خچر، ہتھیار اور اراضی صدقہ کر دیا تھا نیز آپ علیہ السلام کا لباس، خچر اور انگوٹھی جو اس باب میں بیان کر چکے ہیں۔

ابو داؤد طیالسی (زمعہ بن صالح، ابو حازم) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو آپ علیہ السلام کا ایک اونی جبہ بنا جا رہا تھا۔ (علاوہ ازیں) "مسند" میں حافظ ابو یعلیٰ (مجاہد بن موسیٰ، علی بن ثابت، غالب جزری) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے اور آپ علیہ السلام کے لئے ایک اونی کمبل بنا جا رہا تھا۔ (یہ روایت سہل کی شاہد ہے)

ابو سعید اعرابی (سعدان بن نصر، سفیان بن عیینہ، ولید بن کثیر، حسین) حضرت فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا بنت حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے اور آپ علیہ السلام کے لئے "حفش" میں اون کی تھیلی بنائی جا رہی تھی (یہ روایت مرسل ہے)۔

حضور اقدس ﷺ کے آثار کے نام...... ابو القاسم طبرانی (حسن بن اسحاق تستری، ابو امیہ عمرو بن ہشام حرانی، عثمان بن عبد الرحمٰن، علی بن عروہ، عبد الملک بن ابی سلیمان، عطاء اور عمرو بن دینار) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کا قبضہ اور نوک چاندی کی تھی۔ آپ علیہ السلام اس کو ذوالفقار کہتے تھے۔ اور آپ علیہ السلام کی کمان تھی اس کا نام "سداد" تھا آپ علیہ السلام کا ایک ترکش تھا اس کا نام "جمع" تھا آپ علیہ السلام کی ایک زرہ تھی جس پر تانبے کا کام کیا ہوا تھا "ذات الفضول" اس کا نام تھا آپ علیہ السلام کے نیزہ کا نام "مثنیٰ" تھا اور آپ علیہ السلام کی ڈھال کو "ذقن" کہا جاتا تھا نیز سفید ڈھال کا نام "موجز" تھا۔ آپ علیہ السلام کے کمیت گھوڑے کا نام "سکب" تھا اور آپ علیہ

بطن سر کی زمین کو "اذاخ" کہا جاتا تھا۔ آپ علیہ السلام کے سفید خچر کا نام "دلدل" تھا۔ آپ علیہ السلام کی اونٹنی کا نام "قصواء" اور آپ علیہ السلام کے گدھے کو "یعفور" کہا جاتا تھا۔ آپ علیہ السلام کے بستر کا نام "الکز" تھا۔ آپ علیہ السلام کی دھاری دار چادر کا نام "الکز" تھا۔ آپ علیہ السلام کے ایک چھاگل ہوا کرتی تھی جس کا نام "صادر" تھا۔ آپ کے آئینہ کا نام "مرآۃ" اور قینچی کا نام "الجامع" اور آپ علیہ السلام کی چھڑی کا نام "ممشوق" تھا۔

متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بیان نقل ہو چکا ہے کہ نبی علیہ السلام نے درہم، دینار، غلام، بکری، اونٹ کچھ نہیں چھوڑا۔ سوائے اس کے علاوہ خچر اور اراضی کے، وہ بھی صدقہ قرار دے گئے تھے۔ اس حدیث کا خلاصہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ تمام غلام اور لونڈیاں آزاد فرما دی تھیں۔ اور تمام ہتھیار اور سواری اور گھر کا مال، متاع سب صدقہ کر دیا تھا جو ہم نے ذکر کیا۔ ہم یا بھی۔

حضور اقدس ﷺ کا خچر ۔۔۔ آپ ﷺ کا خچر سفید تھا (اور اس کو بیضا بھی کہتے ہیں واللہ اعلم) مقوقس جریج بن میناء اسکندریہ نے تحفۃً ارسال کیا تھا دیگر تحائف کے ساتھ۔ غزوہ حنین میں آپ علیہ السلام اسی پر سوار تھے ثابت قدمی، بہادری، شجاعت اور توکل کا مظاہرہ کرتے ہوئے دشمن کے سامنے بار بار اپنا اسم گرامی کو دہرا رہے تھے۔ روایت کرتے ہیں کہ وہ خچر آپ علیہ السلام کے بعد دیر تک زندہ رہا۔ خلافت کے ایام میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ ضعف کی وجہ سے بطور چارہ اس کے لئے جو کے دلیہ کا اہتمام کیا جاتا تھا۔

آپ ﷺ کا گدھا ۔۔۔ اس کا نام یعفور ہے یا عفیر۔ رسول اللہ ﷺ بعض اوقات اس پر سوار ہوتے تھے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن اسحاق، یزید بن ابی حبیب، یزید بن عبد شرحبیل مولیٰ عبداللہ بن رزین) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ "عفیر" نامی گدھے پر سوار ہوتے تھے۔ ابو داؤد طیالسی نے ابن عون، ابن عبداللہ بن معرفت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے نیز متعدد احادیث میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ گدھے پر سوار ہوئے۔

متفق علیہ حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام گدھے پر سوار ایک مجلس کے پاس سے گزرے اس میں عبداللہ بن ابی ابن سلول، مسلمان، مشرک اور یہود ملے جلے اور گھلے ملے تھے۔ وہاں آپ علیہ السلام سواری سے اترے اور ان کو اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت پیش کی (یہ غزوہ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے اور آپ ﷺ کا ارادہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت و بیمار پرسی کا تھا۔)

عبداللہ بن ابی ابن سلول نے کہا جناب والا! آپ علیہ السلام کی باتوں کو اچھا نہیں سمجھتا اگر یہ درست بھی ہوں، آپ علیہ السلام ہماری مجلسوں میں مت تشریف لائیے۔ یہ اسلام کے تعصب اور بول بالا سے پہلے کا واقعہ ہے۔ مورخ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی سواری کے غبار کی وجہ سے اس نے اپنی ناک کو ڈھانپ کر کہا جناب! اپنے گدھے کی بدبو سے ہمیں اذیت نہ پہنچائیں۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! رسول اللہ ﷺ کے گدھے کی بدبو تیری خوشبو سے بہتر اور عمدہ ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ ہماری مجالس میں تشریف لائیے ہم آپ ﷺ کی تشریف آوری کو پسند کرتے ہیں۔ دونوں طرف لوگ آپس میں جھگڑنے لگے اور ایک دوسرے پر حملہ آور ہونے کو تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو صبر و سکون کی تلقین کی۔

پھر آپ علیہ السلام حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ ان کے پاس عبداللہ بن ابی ابن سلول کا شکوہ کیا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اس سے نرمی کا برتاؤ کیجئے۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو حق و صداقت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ اہل مدینہ اس کو سردار مقرر کرنے کے انتظامات کر رہے تھے (کہ آپ تشریف لے آئے) جب اللہ تعالیٰ نے مدینہ میں حق و صداقت کا بول بالا کیا تو اس کا حلق خشک ہو گیا۔

اس سے پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ نبی علیہ السلام خیبر میں بعض دن گدھے پر سوار رہے۔ اور یہ بھی منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو گدھے پر اپنے پیچھے بٹھایا اگر ہم یہ سارے واقعات متعلقہ حدیثوں سمیت درج کریں تو بحث طویل ہو جائے گی۔ واللہ اعلم۔

شفاء کے ایک قصے کی تردید ۔۔۔ وہ ترا ہوا قصہ جو "شفا" میں قاضی عیاض بن موسیٰ سبتی اور اس سے پہلے امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ نے

" اصول علمہ یعنی "زکیرہ" میں بیان کیا ہے کہ نبی علیہ السلام کا ایک گدھا تھا اس کا نام یزید بن شہاب تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس کو مطلوب شخص کی تلاش میں روانہ کرتے تھے وہ اس کے گھر کے دروازے پر کھٹکھٹاتا اور صاحب خانہ سمجھ جاتا کہ رسول اللہ ﷺ اس کو بلا رہے ہیں۔ اس گدھے نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ میرے دادا پشت در پشت ایسے ساٹھ گدھوں کی اولاد ہے جن پر کوئی نبی سوار ہوا ہے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو وہ کنوئیں میں گر کر مر گیا۔ اس کی سند قطعی معروف نہیں۔ متعدد حفاظ حدیث نے اس کا انکار کیا ہے، جن میں عبد الرحمان بن ابی حاتم باپ بیٹے دونوں شامل ہیں۔

میں نے اپنے استاذ ابو الحجاج مزی سے کئی بار سنا ہے وہ اس قصہ کا شدت سے انکار کیا کرتے تھے۔ دلائل النبوۃ میں حافظ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ (ابوبکر احمد بن محمد بن موسیٰ خوارزمی، احمد بن محمد بن یوسف، ابراہیم بن سوید جذوعی، عبداللہ بن اذین طائی، ثور بن یزید، خالد بن معدان) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ خیبر میں نبی علیہ السلام کے سامنے ایک سیاہ گدھا کھڑا ہو گیا آپ علیہ السلام نے پوچھا تو کون ہے؟ تو اس نے کہا میں عمرو بن فلاں ہوں، ہم سات بھائی تھے ہر ایک پر نبی سوار ہوا ہے۔ میں سب سے چھوٹا تھا اور میں آپ علیہ السلام کی سواری کے لئے تھا ایک یہودی میرا مالک بن گیا تھا۔ جب آپ علیہ السلام کو یاد کرتا تو میں اسے گرا دیتا تھا اور وہ مجھے خوب مارتا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو اب یعفور ہے۔ یہ حدیث نہایت ضعیف ہے۔

سیرت النبی ﷺ کے متعلقہ مباحث و معلومات کے بیان کرنے کا یہ مقام ہے اور یہ چار حصوں میں ہے۔

(۱)... کتاب شمائل۔
(۲)... کتاب دلائل۔
(۳)... کتاب فضائل۔
(۴)... اور کتاب خصائص۔

وباللہ المستعان وعلیہ التکلان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم

کتاب الشمائل

رسول اللہ ﷺ کی عادات و شمائل اور آپ ﷺ کے پاک اخلاق کا ذکر

اس عنوان پر متقدمین اور متاخرین سب لوگوں نے بیشتر کتب تصنیف کی ہیں۔ مستقل طور پر بھی اور ضمناً بھی۔ سب سے بہترین مفید اور عمدہ کتاب اس عنوان پر امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی کی کتاب ہے جو شمائل کے نام سے مشہور ہے۔ اور ہمیں اس کے سماع کا متصل سند کے ساتھ شرف حاصل ہے۔ ہم ان کے تذکرے کے مسائل بیان کریں گے اور اس پر کافی مقدار اضافہ کریں گے جس سے کوئی محدث اور فقیہ جو اس کا ارادہ کرے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ شروع میں ہم آپ ﷺ کے حسن کمال اور حسن عمل کا بیان کریں گے پھر اس کو مفصل بیان کریں گے۔ واللہ حسبنا ونعم الوکیل۔

نبی علیہ السلام کے حسن رو روشن کا بیان ... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت براء بن عازب سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کا چہرہ سب لوگوں سے خوبصورت تھا اور اخلاق سب سے اعلیٰ و ارفع تھے۔ نہ آپ ﷺ زیادہ طویل تھے اور نہ پست قد۔ اسی روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ابوکریب کی معرفت اسحاق بن منصور سے نقل کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت براء بن عازب سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام قد و قامت میں معتدل تھے۔

آپ علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے درمیان کچھ بعد تھا۔ آپ علیہ السلام کے بال کانوں کی لو تک تھے میں نے آپ علیہ السلام کو سرخ جوڑے میں دیکھا، میں نے کوئی آپ علیہ السلام سے زیادہ حسین و جمیل نہیں دیکھا اور یوسف بن ابی اسحاق اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ بال

کندھوں تک تھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (وکیع، اسرائیل، ابواسحاق) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کسی طویل قد والے شخص کو سرخ حلہ (جوڑا) میں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا۔ آپ علیہ السلام کے بال کندھوں تک تھے دونوں کندھوں کے درمیان معمولی فاصلہ تھا۔ آپ علیہ السلام نہ طویل تھے نہ پست قامت۔ اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے وکیع سے نقل کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (اسود بن عامر، اسرائیل، ابواسحاق، براء رضی اللہ عنہ، یحییٰ بن ابی بکیر، اسرائیل، ابواسحاق) حضرت براء سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کائنات میں سے سرخ جوڑے میں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہیں دیکھا اور آپ علیہ السلام کے بال کندھوں پر پڑتے تھے اور ابن ابی بکیر کے قول کے مطابق کندھوں کے قریب تھے۔ ابواسحاق کا بیان ہے کہ میں نے براء سے یہ حدیث بارہا سنی وہ جب بھی یہ حدیث بیان کرتے تو مسکرا اٹھتے۔ اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب اللباس میں، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے شمائل میں، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الزینۃ میں، اسرائیل از ابواسحاق نقل کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، ابواسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور تلوار جیسا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا نہیں مثل قمر اور چاند کی مثل تھا۔ اس روایت کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے زہیر بن معاویہ جعفی کوفی کی معرفت ابواسحاق عمرو بن عبداللہ سبیعی کوفی سے اس نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور اس کو حسن صحیح کہا ہے۔

دلائل میں حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابوالحسین بن الفضل قطان، درستویہ، عبداللہ بن جعفر بن درستویہ، ابو یوسف یعقوب بن سفیان، ابونعیم اور عبید اللہ، اسرائیل، سماک) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے کسی آدمی نے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور تلوار جیسا تھا؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں بلکہ سورج اور چاند جیسا مدور تھا۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو اسی طرح ابوبکر بن ابی شیبہ کی معرفت عبید اللہ بن موسیٰ سے روایت کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس طویل حدیث کو بیان کیا ہے وہ (عبدالرزاق، اسرائیل، سماک) حضرت جابر بن سمرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سر اور داڑھی مبارک کے اگلے حصے کے کچھ سفید بال سیاہ بالوں میں ملے ہوئے تھے۔ جب تیل لگا کر کنگھی کرتے تو نمایاں نہیں ہوتے اور جب بال پراگندہ ہو جاتے تو وہ سفید بال واضح ہو جاتے۔ آپ علیہ السلام کے سر مبارک اور داڑھی کے بال گھنے تھے۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا آپ علیہ السلام کا چہرہ انور تلوار جیسا تھا تو انہوں نے کہا نہیں بلکہ سورج اور چاند کی طرح گول تھا۔ نیز انہوں نے کہا کہ میں نے مہر نبوت آپ کے کندھے کے پاس دیکھی۔ کبوتری کے انڈے جیسی جو آپ علیہ السلام کے جسم کے رنگ کے مشابہ تھی۔

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابوطاہر فقیہ، ابوحامد بن بلال، محمد بن اسماعیل احمسی، محاربی، اشعث، ابواسحاق) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن سمرہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو چاندنی رات میں سرخ "حلے" میں دیکھا۔ میں چاند کو دیکھنے لگا۔ پھر آپ علیہ السلام میری نگاہ میں چاند سے زیادہ حسین و جمیل ہیں۔

مؤلف کہتا ہے . . . یہ روایت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی (ہناد بن سری، عبثر بن قاسم) اشعث بن سوار سے نقل کی ہے۔ بقول امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعث ضعیف راوی ہے اور اس نے غلطی کی ہے اور صحیح یہ بات ہے کہ ابواسحاق حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور یہ حدیث حسن ہے اور میری نظر میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق اسے صرف اشعث ہی بیان کرتا ہے۔ اور میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کیا ابواسحاق از براء رضی اللہ عنہ زیادہ صحیح ہے یا از جابر؟ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں روایات کو صحیح سمجھا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "صحیح" میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مسرور اور خوش ہوتے تو

آپ علیہ السلام کا چہرہ گویا چاند کا ٹکڑا۔ اسی طرح مختلف الفاظ سے احادیث ہیں۔ یہ پہلے بیان ہو چکی ہیں۔

یعقوب بن سفیان (سعید بن منصور، یونس بن ابی یعفور عبدی، ابو اسحاق ہمدانی) ہمدانی خاتون (جس کا اس نے نام لیا تھا) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ میں نے آپ علیہ السلام کو خچر پر سوار دیکھا۔ آپ علیہ السلام بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے اور آپ علیہ السلام کے ہاتھ میں عصا ہے۔ آپ علیہ السلام دو سرخ چادروں میں ملبوس تھے جو آپ علیہ السلام کے کندھوں پر تھیں۔ جب حجر اسود کے پاس سے گزرتے تو عصا سے اس کو چھوتے اور اس کو قریب کر کے چوم لیتے۔

ابو اسحاق نے اس عورت سے پوچھا کہ تو نے آپ علیہ السلام کو کس سے تشبیہ دی ہے؟ اس نے کہا چودھویں رات کے چاند کی طرح، وہ بے نظیر تھے۔ آپ علیہ السلام جیسے حسین و جمیل نہ پہلے تھے نہ آپ علیہ السلام جیسا کوئی بعد میں۔

یعقوب بن سفیان (ابراہیم بن منذر، عبداللہ بن موسیٰ تیمی، اسامہ بن زید) ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ربیع بنت معوذ سے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا حلیہ بیان فرمائیے۔ تو انہوں نے کہا بیٹا! اگر تو آپ ﷺ کو دیکھ لیتا تو کہتا کہ سورج طلوع ہو رہا ہے۔

اس روایت کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن موسیٰ تیمی سے اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ ہمدانی خاتون نے کہا اگر تو آپ علیہ السلام کو دیکھ پاتا تو کہتا کہ آفتاب طلوع ہو رہا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق شدہ روایت میں عروہ کی معرفت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس ہشاش بشاش تشریف لائے، آپ علیہ السلام کے رخ زیبا کی شکنیں چمک رہی تھیں۔

نبی علیہ السلام کے رنگ کا بیان...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن بکیر، لیث، خالد بن یزید، سعید بن ہلال، ربیعہ بن ابی عبدالرحمن) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا حلیہ بیان کر رہے تھے کہ آپ علیہ السلام درمیانہ قامت تھے، نہ لمبے نہ پست، رنگ صاف تھا، نہ بالکل سفید نہ گندم گوں اور آپ علیہ السلام کے بال نہ گھنگریالے تھے نہ سیدھے۔ آپ علیہ السلام چالیس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز ہوئے۔ دس سال آپ علیہ السلام پر مکہ میں وحی نازل ہوتی اور دس سال مدینہ میں۔ آپ علیہ السلام کے سر اور داڑھی میں بیس بال سفید نہیں تھے۔ ربیعہ کا بیان ہے کہ میں نے آپ علیہ السلام کا سرخ بال دیکھا، میں نے پوچھا کیا وجہ ہے؟ تو مجھے کسی نے بتایا کہ وہ خوشبو کے کثرت استعمال کی وجہ سے سرخ ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن یوسف، مالک بن انس، ربیعہ بن ابی عبدالرحمان) حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ تو دراز قد تھے نہ پست قامت، رنگ نہ تو بالکل سفید تھا نہ گندم گوں اور بال نہ گھنگریالے تھے نہ بالکل سیدھے۔ آپ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چالیس سال کی عمر میں مبعوث فرمایا۔ مکہ میں دس سال قیام کیا اور مدینہ میں بھی دس سال۔ آپ علیہ السلام فوت ہوئے تو آپ علیہ السلام کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ کی معرفت) مالک بن انس سے روایت کرتے ہیں۔ نیز امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (قتیبہ، یحییٰ بن ایوب اور علی بن حجر بن جعفر اور قاسم بن زکریا، خالد بن مخلد، سلیمان بن بلال) اور یہ تینوں ربیعہ بن ابی عبدالرحمان سے روایت کرتے ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ قتیبہ کی معرفت مالک بن انس سے روایت کرتے ہیں اور امام ترمذی کے قول کے مطابق یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا رنگ صاف تھا اور چمکیلا (بیان کرتے ہیں کہ ثابت کی طرح حمید طویل نے بھی بیان کیا ہے) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گندم گوں تھے۔ اس حدیث کو حافظ بزار نے (علی، خالد بن عبداللہ، حمید، انس) سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

حافظ بزار رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن مثنیٰ، عبدالوہاب ثقفی، حمید) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ طویل قامت تھے نہ

پست۔ جب آپ علیہ السلام چلتے تو جھک کر چلتے اور آپ علیہ السلام گندم گوں تھے۔ حافظ بزار کا بیان ہے کہ ہماری نظر میں یہ ہے کہ سوائے خالد اور عبدالوہاب کے کسی نے حمید سے یہ روایت نہیں کی ہے۔

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابوالحسین بن بشران، ابوجعفر رزاز، یحییٰ بن جعفر، علی بن عاصم، حمید) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کا حلیہ بیان کیا کہ آپ علیہ السلام سفید، گندمی مائل تھے۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ یہ فقرہ پہلے فقرہ سے بہتر ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر گندمی رنگ نمایاں رہتا تھا کثرت اسفار اور دھوپ میں چلنے پھرنے کی وجہ سے رونما تھا۔

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ آخری صحابی رضی اللہ عنہ ...یعقوب بن سفیان فسوی (عمرو بن عون اور سعید بن منصور، خالد بن عبداللہ، جریری) حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے میرے علاوہ اب سطح زمین پر ان کو دیکھنے والا زندہ نہیں ہے۔ ہم نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کیجئے۔ انھوں نے کہا آپ علیہ السلام سفید فام اور خوبرو تھے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو سعید بن منصور سے نقل کیا ہے۔ نیز اس کو امام احمد نے سعید بن ایاس جریری کی معرفت حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفید فام خوبصورت تھے، جب چلتے تو تیز چلتے گویا آپ علیہ السلام ڈھلوان میں اتر رہے ہیں۔ (لفظ ابی داؤد) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ یزید بن ہارون، جریری سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ کے ساتھ طواف کر رہا تھا تو انھوں نے بتایا کہ دنیا میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے والا میرے سوا کوئی زندہ نہیں۔ میں نے پوچھا: آپ رضی اللہ عنہ نے آپ علیہ السلام کو دیکھا ہے؟ انھوں نے اثبات میں جواب دیا۔ میں نے پوچھا آپ ﷺ کا حلیہ کیسا تھا؟ تو انھوں نے کہا آپ علیہ السلام سفید فام خوبصورت اور معتدل قامت تھے۔ اس روایت کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے سفیان بن وکیع اور محمد بن بشار کی معرفت یزید بن ہارون سے نقل کیا ہے۔

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو عبداللہ الحافظ، ابو عبداللہ بن یعقوب، ابوالفضل محمد بن ابراہیم، احمد بن حفص، واصل بن عبدالاعلیٰ اسدی، محمد بن فضیل، اسماعیل بن ابی خالد) حضرت ابوجحیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ علیہ السلام سفید فام اور بال کچھ سفید ہو چکے ہیں۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ علیہ السلام کے مشابہ تھے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو واصل بن عبدالاعلیٰ سے نقل کیا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن علی کی معرفت محمد بن فضیل سے یہ روایت نقل کی ہے اور یہ اصل حدیث صحیحین میں مذکور ہے لیکن اور الفاظ کے ساتھ جیسا کہ آئندہ بیان ہوگی۔ محمد بن اسحاق (زہری، عبدالرحمان بن مالک بن جعشم، باپ) سے روایت کرتے ہیں کہ سراقہ بن مالک نے بتایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا اور آپ علیہ السلام اونٹنی پر سوار تھے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلی دیکھ رہا تھا گویا کہ وہ کھجور کا گابھہ ہے (اور یونس کی روایت میں ابن اسحاق سے ہے) واللہ گویا میں آپ علیہ السلام کی پنڈلی رکاب میں دیکھ رہا ہوں گویا کہ وہ کھجور کا گابھہ ہے (سفید سفید چمکدار) یعنی بافراط سفید ہونے کی وجہ سے گویا وہ کھجور کا گابھہ ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرزاق، ابن جریج، عبداللہ بن عبید بن سیار، یحییٰ ازدی، محرش کعبی یا محرش) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام جعرانہ سے رات کو عمرہ کیا اور واپس چلے آئے وہیں آپ علیہ السلام نے صبح کی جیسا کہ کسی نے رات بسر کی ہو۔ میں نے آپ علیہ السلام کی پشت دیکھی گویا وہ چاندی ہو۔ اس حدیث کو یعقوب بن سفیان نے حمیدی کی معرفت سفیان بن عیینہ سے نقل کیا ہے۔

یعقوب بن سفیان (اسحاق بن ابراہیم بن علاء، عمرو بن حارث، عبداللہ بن سالم، زبیدی، محمد بن مسلم) سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ آپ علیہ السلام بہت سفید تھے یہ سند حسن ہے مگر اصحاب صحاح ستہ نے اس کو بیان نہیں کیا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (حسن، عبداللہ بن لہیعہ، ابو یونس سلیم بن جبیر مولیٰ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو خوبصورت نہیں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے تھے گویا سورج کی چمک آپ علیہ السلام کی پیشانی میں رواں ہے، آپ علیہ السلام سے تیز رفتار میں نے کسی کو نہیں دیکھا گویا زمین آپ علیہ السلام کے لیے لپیٹی جا رہی ہے اور ہم تو بہت تھک جاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رفتار سے چل رہے ہوتے تھے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو قتیبہ کی معرفت ابن لہیعہ سے نقل کیا ہے اور اس میں ہے گویا سورج کی چمک آپ علیہ السلام کے رخ زیبا میں رواں ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ضعیف کہا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو (عبداللہ بن مبارک، رشدین بن سعد مصری، عمرو بن حارث، ابو یونس) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، حافظ ابن عساکر نے اسی طرح (حرملہ، ابن وہب، عمرو بن حارث، ابو یونس) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (علی بن احمد بن عبدان، احمد بن عبید صفار، ابراہیم بن عبداللہ قبانی، عبداللہ بن محمد بن عقیل، محمد بن علی ابن الحنفیہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ چمکدار تھا، اور امام بیہقی (مسعودی، عثمان بن عبداللہ بن ہرمز، نافع بن جبیر) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سرخی مائل تھا۔

یعقوب بن سفیان (ابن اصبہانی، شریک، عبدالملک بن عمیر، نافع بن جبیر) سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کیا کہ آپ علیہ السلام کا رنگ سفید سرخی مائل تھا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح مسعودی، عثمان بن مسلم بن ہرمز سے بیان کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند سے بھی روایت ہوئی ہے۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ اس حدیث کو ابن جریج (صالح بن سعید، نافع بن جبیر) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے اور کہا گیا ہے کہ سرخی مائل وہ حصہ تھا جو دھوپ اور ہوا کے سامنے کھلا رہتا تھا اور جو لباس کے اندر پوشیدہ رہتا تھا وہ سفید پرنور تھا۔

نبی علیہ السلام کے چہرہ مبارک کی خوبیوں اور محاسن کا بیان

اس سے پہلے حضرت ابوالطفیل کا قول بیان ہو چکا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفید فام خوبرو تھے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول بھی بیان ہو چکا ہے کہ آپ علیہ السلام کا رنگ صاف ستھرا تھا اور حضرت براء رضی اللہ عنہ کا قول بھی کہ ان سے پوچھا گیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چمک دمک میں تلوار کی مانند تھا تو انہوں نے کہا نہیں! بلکہ وہ چودھویں کے چاند کی طرح تھا۔ نیز حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا قول بھی بیان ہو چکا ہے کہ ان سے اسی قسم کا سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا تلوار جیسا نہیں بلکہ سورج اور چاند کی طرح روشن تھا اور حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کا قول بھی گزر چکا ہے کہ انہوں نے کہا اگر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیتا تو کہتا کہ آفتاب طلوع ہو رہا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ گویا سورج طلوع ہو رہا ہے اور ابو اسحاق نے ہمدان کی ایک عورت سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا اور ابو اسحاق نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا گویا کہ آپ علیہ السلام کا چہرہ مبارک بدر منیر ہے جو میں نے اس سے پہلے ایسا نہیں دیکھا اور نہ اس کے بعد۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے گویا کہ سورج کی چمک آپ علیہ السلام کے چہرہ مبارک میں رواں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ علیہ السلام کی پیشانی میں سورج کی چمک رواں ہے۔

امام [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں [illegible] [illegible] [illegible]

ابو یعلیٰ (زکریا، یحییٰ، واسطی، عمرو بن عوام، مجالد، عامر شعبی، ابن حنیفہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک پوچھا گیا تو بتایا کہ پست قامت تھے نہ طویل القامت، خوبصورت، بال معمولی گھنگریالے، چہرہ مبارک سرخی مائل، ضخیم جوڑوں والے، ہتھیلیاں اور قدم پر گوشت ہونے، سر ضخیم، سینے سے ناف تک بالوں کی طویل لکیر، میں نے اس سے پہلے آپ جیسا دیکھا نہ اس کے بعد، جب آپ چلتے تو جھک کر گویا ڈھلوان سے اتر رہے ہیں۔

محمد بن سعد (واقدی، عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی رضی اللہ عنہ، ابیہ، جدہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن میں قاصد مقرر کیا۔ میں ایک دن خطبہ دے رہا تھا اور ایک یہودی عالم ہاتھ میں کتاب لئے کھڑا دیکھ رہا تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو پوچھا ابوالقاسم کا حلیہ مبارک بتائیے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ پست قد تھے نہ دراز قامت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نہ زیادہ گھنگریالے نہ بالکل سیدھے تھے، آپ علیہ السلام کے بال سیاہ معمولی گھنگریالے تھے، سر ضخیم تھا، آپ علیہ السلام کا رنگ سرخی مائل تھا، آپ علیہ السلام کے مفاصل اور جوڑ بڑے تھے، ہتھیلیاں اور قدم پر گوشت ہوتے تھے، سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی لمبی لکیر تھی، پلکوں کے بال لمبے تھے، دونوں ابرو ملے ہوئے تھے، پیشانی روشن کشادہ، دونوں کندھوں کے درمیان معمولی فاصلہ تھا، جب چلتے تو جھک کر مستعد ہو کر چلتے گویا کہ ڈھلوان سے اتر رہے ہیں، میں نے آپ علیہ السلام کے مثل کسی کو نہ اس سے پہلے دیکھا نہ اس کے بعد۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں خاموش ہو گیا تو یہودی عالم نے کہا ’’اور‘‘ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا بس مجھے یاد ہے تو یہودی عالم نے کہا آپ علیہ السلام کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ہیں، داڑھی اور منہ خوبصورت ہے، کان پورے ہیں، کلی طور پر سامنے آتے اور اسی طرح پیٹھ پھیرتے ہیں، یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! یہی آپ صلی اللہ علیہ السلام کی صفات ہیں۔ یہودی عالم نے مزید پوچھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اور کیا؟ تو یہودی عالم نے کہا آپ علیہ السلام میں جھکاؤ ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہی بات تو میں نے بتائی ہے گویا آپ ڈھلوان سے اتر رہے ہیں۔ یہ سن کر یہودی عالم نے کہا یہ آپ علیہ السلام کی صفات ہیں جو ہمارے آباء کی کتاب میں تحریر ہیں۔ ہم آپ علیہ السلام کی جگہ صفت یہ بھی موجود پاتے ہیں کہ آپ علیہ السلام اللہ کے حرم، امن کے مقام اور بیت اللہ کے حرم کی طرف ہجرت کر جائیں گے۔

ہم یہ بھی تحریر پاتے ہیں کہ انصار کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کریں گے وہ عمرو بن عامر کی اولاد ہیں نخلستان والے اور ان سے پہلے وہاں یہود آباد تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے کہا یہی وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ سن کر یہودی عالم نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اور سب لوگوں کے رسول ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس عقیدہ پر میں مروں گا، اسی پر جیوں گا اور اسی پر حشر ہوگا، پھر وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا آپ رضی اللہ عنہ اس کو قرآن شریف پڑھاتے اور اسلامی عقائد سے آگاہ فرماتے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور یہودی عالم وہاں سے چلے آئے اور وہ یہودی عالم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے اور وہ مشرف بہ اسلام تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مذکورہ صفات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متعدد اسناد سے مروی ہیں۔

یعقوب بن سفیان (سعید بن منصور، خالد بن عبداللہ، عبیداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب، محمد بن عمر، ابیہ) روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا یا گزارش کی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک کہتے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے بتایا آپ علیہ السلام سفید فام سرخی مائل تھے، آنکھیں سیاہ اور پلکیں لمبی تھیں۔

یعقوب (عبداللہ بن مسلمہ، عیسیٰ بن یونس، عمر بن عبداللہ مولیٰ غفرہ، ابراہیم بن محمد) اولاد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کرتے تو کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ اور سفید تھا، آنکھیں سیاہ اور پلکیں لمبی، جوہری نحوی کے قول کے مطابق ادعج بمعنی آنکھوں کی سیاہی میں فراخی ہے۔ امام ابو داؤد طیالسی (شعبہ، سماک، جابر بن سمرہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی سیاہی میں سرخی تھی، ایڑیوں پر گوشت کم تھا اور کشادہ دہن تھے ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں شعبہ سے منقول ہے اشکل العینین۔

شہلہ اور شکلہ کا معنی ابو عبید ہروی کے قول کے مطابق شہلہ کا معنی ہے آنکھ کی سیاہی میں سرخی اور شکلہ کا مفہوم ہے آنکھ کی سفیدی میں سرخی۔ (ابن کثیر) کہتا ہوں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں (ابوموسیٰ اور بندار از محمد بن ابو قطن) شعبہ سے روایت کیا ہے اور اس نے اشکل العینین نقل کیا ہے اور اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے علاوہ ازیں مسلم میں "شکلہ" کا معنی "طویل الشق" بیان کیا ہے اور یہ کسی راوی کی تفسیر ہے اور ابو عبید کا قول اور معنی "حمرۃ فی بیاض العین" آنکھ کی سفیدی میں سرخ ڈورے ہونا زیادہ مشہور اور صحیح تر ہے اور آنکھوں کی یہ کیفیت قوت شجاعت اور طاقت کا مظہر ہوتی ہے واللہ اعلم۔

یعقوب بن سفیان (اسحاق بن ابراہیم، عمرو بن حارث، عبداللہ بن سالم، زبیدی، زہری، سعید بن مسیب) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ پیشانی تھے، پلکوں کے بال لمبے تھے۔ یعقوب بن سفیان (ابو غسان، جمیع بن عمر بن عبدالرحمن عجلی، ایک راوی ولد ابو ہالہ تمیمی کا بیٹا، حسن بن علی) اپنے ماموں سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ پیشانی، لمبے ابرو، پورے باہم متصل نہ تھے ان کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر جاتی، بلند بینی، اس پر نور برستا رہتا تھا، آپ علیہ السلام کو غور سے نہ دیکھنے والا بلند بینی سمجھتا، گھنی ریش، ہموار رخسار، کشادہ دہن اور کشادہ دانت تھے۔

یعقوب (ابراہیم بن منذر، عبدالعزیز بن ابی ثابت زہری، اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ، موسیٰ بن عقبہ، کریب) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے والے دانتوں میں کشادگی تھی، آپ علیہ السلام بات کرتے تو آپ علیہ السلام کے سامنے والے دانتوں سے نور کی طرح چمک دکھائی دیتی تھی۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو عبداللہ بن عبدالرحمن کی معرفت ابراہیم بن منذر سے نقل کیا ہے۔

یعقوب بن سفیان (ابوبکر بن ابی شیبہ، عباد بن عوام، حجاج، سماک) حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو کہتا آنکھوں میں کاجل ڈالا ہے حالانکہ آپ علیہ السلام نے سرمہ نہ لگایا ہوتا تھا، آپ علیہ السلام کی پنڈلیاں باریک تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے اور مسکراتے تھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (وکیع، مجمع بن یحییٰ، عبداللہ بن عمران انصاری، علی اور مسعودی، عثمان بن مسلم، ہرمز، نافع بن جبیر) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ چھوٹے قد تھے نہ لمبے تھے، آپ علیہ السلام کے بال نہ خمدار گھنگریالے تھے نہ بالکل سیدھے تھے۔ آپ علیہ السلام کے زلف مبارک معمولی گھنگریالے تھے، سر ضخیم تھا، آپ علیہ السلام کا رنگ سرخی مائل تھا، آپ علیہ السلام کے مفاصل اور جوڑ بڑے تھے، ہتھیلیاں اور قدم پر گوشت ہوتے تھے، سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی لمبی لکیر تھی، پلکوں کے بال لمبے تھے، ابرو ملے ہوئے تھے، پیشانی روشن کشادہ، دونوں کندھوں کے درمیان معمولی فاصلہ تھا، جب چلتے تو جھک کر مستعد ہو کر چلتے گویا کہ ڈھلوان سے اتر رہے ہیں، میں نے آپ علیہ السلام کی مثل کسی کو نہ اس سے پہلے دیکھا نہ اس کے بعد۔

سند... ابن عساکر کے قول کے مطابق اس روایت کو عبیداللہ اشجعی اور ترمذی نے مجمع بن یحییٰ سے نقل کیا ہے، ابن عمران انصاری اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک مجہول راوی کا اضافہ کیا ہے۔

پھر آپ نے (عمرو بن علی فلاس، عبداللہ بن داؤد، مجمع بن یحییٰ انصاری، عبداللہ بن عمران انصاری) ایک انصاری راوی سے متصل نقل کر کے کہا ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حلیہ مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا اور آپ رضی اللہ عنہ کوفہ کی مسجد میں تلوار کے پرتلہ سے گوٹ مار کر بیٹھے ہوئے تھے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا آپ علیہ السلام کا رنگ سفید تھا سرخی مائل، آنکھیں موٹی، بال قدرے سیدھے، سینہ سے ناف تک بالوں کی پتلی دھاری تھی، اور کم گوشت رخسار، داڑھی گھنی، سر کے بال کانوں کی لو تک، گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن چاندی کی صراحی ہے، سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی ایک لکیر اور دھاری، آپ علیہ السلام کے شکم اور سینہ پر اس کے علاوہ بال نہ تھے، ہتھیلیاں اور قدم پر گوشت تھے، جب آپ علیہ السلام چلتے تو گویا ڈھلوان سے اتر رہے ہیں اور جب چلتے تو گویا سختی سے پہاڑ سے کھنچ رہے ہیں اور جب مڑتے

تو صاف ہوتے۔ نہ زیادہ لمبے تھے نہ پست قد تھے بلکہ درمیانہ قد تھے گویا کہ آپ علیہ السلام کا پسینہ چہرہ مبارک پر آتا تو موتی ہوتا اور آپ کے پسینے کی خوشبو کستوری سے زیادہ عمدہ اور مہک دار ہے میں نے ان کی مثل نہ پہلے دیکھا نہ بعد میں۔

یعقوب بن سفیان (سعید بن منصور، نوح بن قیس حدانی، خالد بن خالد تمیمی) یوسف بن مازن راسبی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان فرما دیں تو بتایا آپ علیہ السلام سفید فام تھے سرخی مائل سر بڑا، چہرہ مبارک بڑا تھا، پلکیں دراز تھیں۔

ابو عبدالرحمٰن اللہ علیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر ضخیم تھا رنگ سفید سرخی مائل تھا ہتھیلیاں اور پاؤں پر گوشت اور موٹے تھے داڑھی گھنی تھی سینہ سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی، جسم مبارک کے جوڑ بڑے تھے، ڈھلوان میں چلتے معلوم ہوتے آگے کو جھک کر چلتے نہ پست قد تھے نہ لمبا قد، میں نے اس سے پہلے آپ علیہ السلام جیسا کوئی نہیں دیکھا اور نہ ہی بعد میں، یہ روایت کئی اسناد سے حضرت علی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں۔

خضاب ... واقدی زیاد بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا؟ تو آپ نے فرمایا نہ لگایا اور نہ ہی اس کا ارادہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چیچی اور (داڑھی کے) چند بال ہی سفید تھے۔ اگر میں ان کو شمار کرنا چاہتا تو شمار کر لیتا۔ میں نے مزید پوچھا آپ علیہ السلام کا حلیہ مبارک بتائیے تو انہوں نے بتایا آپ درمیانہ قد تھے، نہ زیادہ پست اور نہ ہی زیادہ سفید اور نہ ہی گندم گوں، اور آپ علیہ السلام کے بال نہ گھنگریالے تھے نہ سیدھے تھے آپ کی داڑھی خوبصورت تھی آپ علیہ السلام کی پیشانی روشن تھی رنگ سفید سرخی مائل تھا، ہتھیلیاں پر گوشت تھیں اور اعضاء کے جوڑ بڑے ہی تھے۔

پہلی ملاقات ... ابو نعیم اصبہانی (ابو محمد عبداللہ بن جعفر بن احمد بن فارس، یحییٰ بن حاتم عسکری، بشر بن مہران، شریک، عثمان بن مغیرہ، زید بن وہب) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلی بات جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں معلوم ہوئی ... میں اپنے چچاؤں کے ساتھ مکہ آیا لوگوں نے حضرت عباس بن عبدالمطلب کی طرف ہماری راہنمائی کی۔ ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ زمزم کے پاس تشریف فرما تھے ہم ان کے پاس بیٹھ گئے ہم ان کے پاس بیٹھے ہی تھے کہ "صفا" سے ایک شخص آیا سفید رنگ جو سرخی مائل تھا اس کے بال نصف کانوں تک، ناک بلند تھی، آگے کے دانت چمکدار، آنکھیں سیاہ، داڑھی گھنی، سینہ مبارک میں ناف تک بالوں کی باریک لکیر تھی ہتھیلیاں اور قدم پر گوشت تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو چادریں اوڑھے ہوئے تھے گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چودھویں کا چاند ہیں۔

اس نے پوری حدیث بیان کی ہے اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا طواف کرنا ... اللہ کے پاس نماز پڑھنا مذکور ہے، پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے آپ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ میرا بھتیجا ہے محمد بن عبداللہ اور اس کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔

خواب ... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (جعفر بن عوف، ابن ابی جمیلہ) یزید فارسی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، یزید فارسی قرآن پاک کی کتابت کیا کرتا تھا، اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ شیطان میرا روپ اختیار کرنے کی طاقت نہیں رکھتا جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے مجھے ہی دیکھا۔ اے یزید فارسی! کیا تو نے جس کو خواب میں دیکھا ہے اس کا حلیہ بیان کر سکتا ہے؟ میں نے بتایا ہاں میں حلیہ بیان کرتا ہوں کہ میں نے معتدل قامت انسان دیکھا ہے۔ اس کا جسم گندم گوں سفیدی مائل ہے، سرمگیں آنکھیں، مسکراتا چہرہ، داڑھی خوبصورت اور گھنی تھی۔ سینے تک بھری ہوئی۔

اسی روایت میں ہے کہ میں نے جو حلیہ مبارک بیان کیا اس کے ساتھ اور کیا بیان تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ خواب سن کر

اگر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری کے عالم میں دیکھتا تو اس سے زیادہ بیان نہیں کر سکتا۔

محمد بن یحییٰ ذہلی (عبدالرزاق، معمر) زہری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ دریافت کیا گیا تو انہوں نے بتایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت حسین و جمیل تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانہ قد والے تھے دونوں کندھوں کے درمیان قدرے فاصلہ تھا رخسار پر گوشت نہ تھے، بال بہت سیاہ، سرمگیں آنکھوں والے، لمبی پلکوں والے، زمین پر پورا پاؤں لگاتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں ایڑی اور پنجہ کے درمیان خلا نہ تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کندھوں پر چادر رکھتے تو گویا کہ چاندی کی ڈلی ہے اور جب مسکراتے تو قریب تھا کہ دیواریں چمک اٹھیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہیں دیکھا۔ یعنی آپ علیہ السلام فقید المثال تھے۔

محمد بن یحییٰ ذہلی نے اس روایت کو اور متصل سند کے ساتھ (اسحاق بن ابراہیم زبیدی، عمرو بن حارث، عبداللہ بن سالم، زبیدی، زہری، سعید بن مسیب) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا روایت کی طرح نقل کیا ہے۔ اس حدیث کو امام ذہلی نے (اسحاق بن راہویہ، نضر بن شمیل، صالح ابوالاخضر، زہری، ابو سلمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق گویا چاندی سے ہے قریباً سیدھے بال، پیٹ سینے کے برابر تھا، موٹے کندھوں کی ہڈیاں بڑی تھیں، زمین پر پورے قدم سے چلتے تھے جب متوجہ ہوتے تو پوری طرح متوجہ ہوتے اور جب مڑتے تو پوری طرح مڑتے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ (عبدالملک، سعید بن عبید بن سباق) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں اور ہتھیلیاں پر گوشت تھیں، پنڈلیاں مضبوط تھیں، کلائیاں لمبی تھیں، بازو اور کندھے ضخیم تھے اور کندھوں کے درمیان زیادہ فاصلہ تھا۔ سینہ چوڑا، سر کے بال قدرے سیدھے تھے، گھنی پلکیں، بہت خوبصورت دانت، خوبصورت کان، پورے درمیانہ قد نہ لمبے نہ پست کہ لوگوں میں سب سے اعلیٰ، اچانک متوجہ ہوتے اور اچانک مڑتے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند نہیں دیکھا تھا۔

حافظ بیہقی (ابوعبدالرحمن سلمی، ابوالحسن محمودی المروزی، ابوعبداللہ محمد بن علی الحافظ، محمد بن مثنیٰ، عثمان بن عمر ... عن مرجا، صاحب کلواذی) مجہول راوی اپنے والد سے روایت کرتا ہے کہ میں مدینہ کی جانب روانہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیدار کی بات یاد کرتے ہوئے، چنانچہ میری ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی جو خوبصورت ہے، جس کی ناک پتلی ہے، ابرو باریک، ناک سیدھی، ان کے سینے سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر ہے، دو چادروں کے درمیان میں۔ انہوں نے میرے قریب ہو کر "السلام علیکم" کہا۔

نبی علیہ السلام کے موئے مبارک کا بیان

زہری کی متفق علیہ روایت میں عبیداللہ بن عبداللہ کی معرفت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس مسئلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نہیں نازل ہوتی تو اس مسئلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب کی موافقت پسند کرتے تھے اہل کتاب اپنے بالوں کو لٹکاتے تھے اور مشرکین مانگ نکالتے تھے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پیشانی پر بال لٹکائے اور بعد میں مانگ نکالی۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (حماد بن خالد، مالک، زیاد بن سعد) زہری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تک چاہا پیشانی پر بال لٹکائے رکھے بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مانگ نکالنے لگے۔ [تفرد بہ من ہذا الوجہ]

محمد بن اسحاق (محمد بن جعفر بن زبیر، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی مانگ نکالی، میں نے سر کی چوٹی سے بالوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور پیشانی کے بالوں کو آنکھوں کے درمیان سے الگ کر دیا۔

فیشن ۔ محمد بن جعفر بن زبیر جو ایک پابند اسلام شخص ہیں کا مقولہ ہے کہ موجودہ فیشن عیسائیوں کا شعار ہے جس کو عیسائیوں نے اختیار کیا

ہے۔ صحیحین میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کندھوں تک ہوتے تھے اور بخاری میں حضرت براء رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نصف کندھوں تک تھے۔ ان دونوں روایتوں میں تضاد اور ایک دوسرے کی نفی نہیں کیونکہ بال کبھی لمبے ہو جاتے اور کبھی چھوٹے۔ پس ہر ایک نے اپنا مشاہدہ بیان فرمایا۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ (ابن نفیل، ابن ابی زناد، ہشام بن عروہ، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال "وفرہ" اور "جمہ" (کانوں کی لو) سے زیادہ ہوتے اور کندھوں سے کم ہوتے تھے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حج کے علاوہ بال رکھا کرتے تھے اور یہ ثابت ہے کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا سر منڈوا دیا اور (۸۱) دن بعد وفات ہو گئی۔ (صلوات اللہ علیہ الی یوم الدین)

یعقوب بن سفیان (عبداللہ بن مسلم اور یحییٰ بن عبدالحمید، سفیان، ابن ابی نجیح) مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ مکے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار مکہ سے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بالوں کے چار حصے اور گیسو تھے الخ۔ نے بھی روایت کو سفیان بن عیینہ سے نقل کیا ہے صحیحین میں حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کے بارے میں (کہ آپ کے بال نہ سیدھے تھے نہ گھنگریالے) کے جو بیان کیا ہے کہ وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔

خضاب صحیح بخاری میں ایوب سختیانی محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تھا؟ تو انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند بال سفید تھے۔ اسی طرح بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔ حماد بن زید ثابت انس رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے۔ حماد بن سلمہ ثابت سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے ہو گئے تھے اور بال سفید ہو گئے تھے؟ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے کے عیب سے محفوظ رکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں صرف ۱۷ یا ۲۰ بال سفید تھے۔

مسلم میں (ابو موسیٰ، محمد بن سعید، ربیعہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں لگایا آپ علیہ السلام کے ہونٹ کے نیچے چند بال سفید تھے اسی طرح کنپٹی اور سر میں بھی معمولی بال سفید تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (عصام بن خالد، حریز بن عثمان) روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن بسر سلمی رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے ہو گئے تھے تو انہوں نے فرمایا آپ علیہ السلام کے ہونٹ کے نیچے چند بال سفید تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسے الفاظ بیان ہو چکے ہیں۔

ابو اسحاق کی متفق علیہ روایت میں حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر لب عنفقہ میں چند بال سفید دیکھے۔ یعقوب بن سفیان (عبداللہ بن عثمان ابو عمرو مقری) عثمان بن عبداللہ بن موہب قرشی سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال لائیں وہ مہندی سے رنگے ہوئے سرخ تھے۔ اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (موسیٰ بن اسماعیل، سلام بن ابی مطیع، عثمان بن عبداللہ بن موہب) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔

بال سے شفا حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو عبداللہ الحافظ، ابو العباس محمد بن یعقوب، محمد بن اسحاق صنعانی، یحییٰ بن بکیر، اسرائیل) عثمان بن موہب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس چاندی کی گھنگرو دار ڈبیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تھے۔ کسی کو نظر لگ جاتی یا کوئی بیمار ہو جاتا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی کو بھیجتے وہ (پانی کا) برتن بھیجتیں۔ میں نے برتن دیکھا تو اس میں چند سرخ بال تھے۔ عثمان کا بیان ہے کہ مجھے میرے گھر والوں نے ام سلمہ کے پاس بھیجا تو انہوں نے وہ بال نکالے، وہ گھنگرو دار ڈبیا تھا (اور اسرائیل راوی نے تین انگلیوں سے اشارہ کر کے بتایا کہ) ان میں پانچ بال تھے۔ اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مالک بن اسماعیل

از اسرائیل سے نقل کیا ہے۔

یعقوب بن سفیان (ابونعیم، عبید اللہ بن ایاد بن لقیط، ایاد) ابو رمثہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو میرے والد نے کہا جانتے ہو یہ کون ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں تو والد نے کہا آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ سن کر مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا میں سمجھتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ایسی نرالی شئی ہیں جو آدمیوں کے مشابہ نہیں ہوتی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر اور انسان ہیں۔ کانوں کی لو تک بال ہیں۔ ان پر مہندی کے نشان ہیں اور دو سبز چادروں میں ملبوس ہیں۔

یہ روایت ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے (عبید اللہ بن ایاد بن لقیط عن ابیہ) ابو رمثہ حبیب بن حیان (ان کا نام رفاعہ بن یثربی بھی بتایا گیا ہے) سے روایت کی ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں کہا ہے۔ یہ حدیث ہم صرف ایاد بن لقیط سے ہی جانتے ہیں۔ (نیز اسی روایت کے بعض حصے کو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ سفیان ثوری اور عبد الملک بن عمیر کی معرفت ایاد بن لقیط سے بھی روایت کرتے ہیں) نیز اسی روایت کو یعقوب بن سفیان بھی (محمد بن عبد اللہ مخرمی، ابو سفیان حمیری، ضحاک بن حمزہ، غیلان بن جامع) ایاد بن لقیط ابو رمثہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہندی اور وسمہ لگایا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کندھوں تک تھے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (عبد الرحیم بن مطرف بن سفیان، عمرو بن محمد عنقزی، ابن ابی رواد، نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبتی (بالوں کے بغیر چمڑے) جوتے پہنتے اور داڑھی کو ورس اور زعفران لگاتے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی دستور تھا۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو عبدہ بن عبد الرحیم مروزی از عمرو بن محمد عنقزی سے نقل کیا ہے۔ حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو عبد اللہ حافظ، ابو الفضل محمد بن ابراہیم، حسین بن محمد بن زیاد، اسحاق بن ابراہیم، عیسیٰ بن یونس، عبد العزیز بن ابی رواد) (دوسری سند) (ابو الحسین بن الفضل، عبد اللہ بن جعفر، یعقوب بن سفیان، ابو جعفر محمد بن عمر بن ولید کندی کوفی، یحییٰ بن آدم، شریک، عبد اللہ بن عمر، نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریباً بیس بال سفید تھے اور اسحاق بن ابراہیم کی روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے اگلے حصے میں تقریباً بیس بال سفید دیکھے۔

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو عبد اللہ حافظ، محمد بن سلیمان بن قتیبہ، ہلال بن علاء رقی، حسین بن عباس رقی، جعفر بن برقان) عبد اللہ بن محمد بن عقیل سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ گورنر تھے تو حضرت عمر نے ایک قاصد روانہ کیا اور اس کو کہا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کرو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خضاب لگایا کرتے تھے؟ میں نے آپ علیہ السلام کے موئے مبارک رنگین دیکھے ہیں۔ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ خضاب سے منع فرمایا تھا۔ اگر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی اور سر کے سفید بال شمار کرتا تو وہ گیارہ سے زیادہ نہ ہوتے اور بالوں پر جو رنگ ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو کے باعث تھا اسی خوشبو سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال رنگین ہو گئے تھے۔

مسلمہ اصول۔ میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا خضاب کی نفی کرنا خضاب لگانے کی گذشتہ روایات کے منافی ہے اور مسلمہ اصول یہ ہے کہ اثبات نفی پر مقدم اور راجح ہوتا ہے کیونکہ اثبات والے کے پاس وہ مزید علم ہوتا ہے جو نفی کرنے والے کے پاس نہیں ہوتا۔

اسی طرح دیگر حضرات انس رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا قول مقدم ہو گا اور بڑی عمر کے باعث خصوصاً حضرت ابن عمر سے یہ منقول ہے کہ مہندی کے بارے میں غالب گمان یہ ہے کہ انہوں نے یہ بات اپنی ہمشیرہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین سے دریافت کی ہو گی کیونکہ ان کی اطلاع و واقفیت حضرت انس رضی اللہ عنہ کے علم و آگہی سے زیادہ ہے کہ بسا اوقات انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک سے جوؤں کو ڈھونڈ نکالا ہو گا۔

نبی علیہ السلام کے اعضاء کے بارے میں احادیث سر کی تفصیل میں روایت جو ابو اسحاق از براء بن عازب مروی ہے۔ جیسا کہ

سے پہلے بیان ہو چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانہ قامت تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان معمولی سا فاصلہ تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ابو النعمان، جریر، قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کا سر اور پاؤں ضخیم تھے اور ہتھیلیاں بھی تھیں۔ یہ متعدد اسناد سے بیان ہو چکا ہے کہ نبی علیہ السلام کی ہتھیلیاں اور پاؤں پر گوشت تھے اور ایک روایت میں ہے کہ ہتھیلیاں اور پاؤں ضخیم تھے۔

یعقوب بن سفیان (آدم اور عاصم بن علی، ابن ابی ذئب) حضرت صالح مولیٰ التوامہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بازو لمبے تھے کندھوں کے درمیان کچھ فاصلہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پلکیں لمبی اور گھنی تھیں۔ نافع بن جبیر، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں اور قدم پر گوشت تھے سر بڑا اور جوڑ مضبوط تھے سینہ سے ناف تک بالوں کی ایک لمبی لکیر تھی۔ حجاج از سماک از جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت میں بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیاں باریک تھیں یعنی ضخیم نہیں تھیں۔ سراقہ بن مالک بن جعشم کی روایت میں گزر چکا ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں رکاب میں دیکھے گویا وہ سفید ہونے کی وجہ سے کھجور کا گابھا ہے۔

چند الفاظ کی تشریح: ...... صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ دہن تھے "ضلیع الفم" کی تشریح کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم "عظیم الفم" تھے "اشکل العینین" کی تشریح کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کا شگاف ابرو سے طویل تھا "طویل شق العینین" اور "منہوس العقب" کی تفسیر بیان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایڑیاں ہلکی تھیں کم گوشت "قلیل لحم العقب" ایڑی کا پتلا اور باریک ہونا مردوں کے لئے زیادہ اچھا اور مناسب ہے۔

وارث بن ابی اسامہ (عبداللہ بن بکر سہمی) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے وقت حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کاتب لڑکا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے آپ علیہ السلام کی نو سالہ خدمت کی میرے کسی کام پر تو کبھی نہیں کہا اور نہ ہی میرے کام کو برا کہا۔ میں نے کسی ریشم اور کمخواب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہیں پایا اور نہ ہی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے کسی عنبر اور کستوری کو زیادہ خوشبودار پایا۔ یہ حدیث ان الفاظ سے منفرد ہے اور یہ بالکل اسی طرح یہ روایت (مختصر) ابن حبان از علی بن عاصم، مروان بن معاویہ فزاری اور ابراہیم بن طہمان نے حمید از انس رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی کی نرمی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو کے بارے میں نقل کیا ہے۔

زہری (زہری، سعید) حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پورا پاؤں زمین پر لگاتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تلوے کا خمص نہیں (وہ حصہ جو ایڑی اور پنجے کے درمیان ہوتا ہے اور خالی رہتا ہے) اس کے برعکس بھی روایت مروی ہے۔

یزید بن ہارون (عبداللہ بن یزید بن مقسم، اپنی پھوپھی سارہ بنت مقسم) حضرت میمونہ بنت کردم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں اونٹنی پر سوار دیکھا میں اپنے والد کے ساتھ تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں سانٹے کی طرح درہ تھا، میرے والد آپ کے قریب ہوئے اور آپ کے قدم مبارک کو پکڑ لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے رک گئے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے اب تک یاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کی درمیانی انگلی باقی انگلیوں سے دراز تھی۔

اس روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے یزید بن ہارون سے طویل نقل کیا ہے اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے یزید بن ہارون سے اس روایت کا بعض حصہ نقل کیا ہے۔ امام احمد (عبدالرزاق، ابن جریج، ابراہیم بن میسرہ، اپنی خالہ) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان دونوں سندوں سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (علی بن احمد بن عبداللہ بن حمدان، احمد بن عبید، محمد بن اسحاق، ابو یحییٰ، سلیمان بن قیس، سعد بن یحییٰ بن قیس، اپنے والد) حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کی چھنگلی دوسری انگلی پر چڑھی ہوئی تھی۔

نبی علیہ السلام کے قامت اور عمدہ خوشبو کا بیان

بخاری میں ربیعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے نہ لمبے نہ پست قامت۔ ابو اسحاق، حضرت براء رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سب سے خوبصورت تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ با اخلاق تھے آپ علیہ السلام نہ لمبے تھے نہ پست قامت اور چھوٹے (ابو نعیم، مسعر، نافع بن جبیر) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ لمبے قامت تھے نہ پست قامت میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہ پہلے دیکھا نہ بعد میں (آپ فقیہ الکلام تھے)

سعید بن منصور (خالد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی رضی اللہ عنہ، ابو عبداللہ عمر) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ نہایت لمبے تھے، نہ کوتاہ قامت، اور لمبے قد کے قریب تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ موتی جیسا تھا۔ سعید (نوح بن قیس، خالد بن خالد تمیمی، یوسف بن مازن راسبی) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ لمبے نہ تھے اور میانہ قامت سے کچھ زائد تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں ہوتے تو ان کو ڈھانپ دیتے آپ علیہ السلام کا پسینہ آپ علیہ السلام کے چہرہ پر موتی کی مانند تھا۔ (الخ)

زبیدی (زہری، سعید) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قامت تھے اور آپ علیہ السلام طویل قامت کے قریب تر تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اچانک متوجہ ہوتے اور یکبارگی مڑ جاتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے مثال تھے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہ پہلے دیکھا نہ بعد میں۔ بخاری میں (حماد بن زید، ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے دیباج، ریشم اور اس سے کسی نرم و نازک چیز کو نہیں چھوا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم و گداز ہو، اور میں نے عنبر اور کستوری کو سونگھا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ معطر اور خوشبودار ہو، امام مسلم رضی اللہ عنہ نے اس روایت کو (سلیمان بن مغیرہ از ثابت از انس) روایت کیا ہے نیز امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو (حماد بن سلمہ اور سلیمان بن مغیرہ از ثابت از انس رضی اللہ عنہ) سے بھی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ صاف ستھرا تھا، آپ علیہ السلام کے پسینے کے قطرات گویا آبدار موتی تھے، جب آپ علیہ السلام چلتے تو آگے جھک کر چلتے، میں نے کسی ریشم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہیں پایا اور نہ میں نے کسی خوشبو کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار محسوس کیا۔

ثلاثی مسند... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابن ابی عدی، حمید) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ریشم اور دیباج کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم محسوس کیا اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ کسی خوشبو کو سونگھا، یہ سند ثلاثی ہے اور شرط شیخین پر ہے مگر اس سند سے کتب ستہ میں مروی نہیں۔

یعقوب بن سفیان (عمرو بن حماد بن طلحہ القناد) اور بیہقی نے اس روایت کو احمد بن حازم بن ابی غرزہ از عمرو سے بیان کیا ہے (اسباط بن نصر، سماک) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہلی نماز ظہر پڑھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو لیا۔ بچوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کے بعد دوسرے ہر ایک کے رخسار کو سہلانے لگے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرے رخسار کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہلایا، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی ٹھنڈک اور خوشبو کو ایسے محسوس کیا گویا عطار کے عطر دان سے نکالا ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو عمرو بن حماد سے روایت کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن جعفر، شعبہ، حجاج، حکم) حضرت ابو جحیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطحا کی طرف دوپہر کے وقت نکلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور نماز ظہر دوگانہ ادا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عنزہ گڑا ہوا تھا (اس حدیث میں عون راوی نے مزید

سے اضافہ مروی ہے کہ میں آپ کے پیچھے سے گزرتے ہوئے خوشبو محسوس کر رہا تھا۔ جابر راوی کے علاوہ دیگر الفاظ کے بعد ازاں نماز سے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دست مبارک کو پکڑتے ہوا اپنے چہرے پر رکھا۔ حضرت ابو جحیفہ کا بیان ہے میں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے چہرے پر رکھا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ اسی روایت کو اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (حسن بن منصور، حجاج بن محمد اور شعبہ) سے روایت کرتے ہیں۔ مسلم، بخاری میں اصل حدیث بھی اسی طرح مذکور ہے۔

جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنا ۔۔۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یزید بن ہارون، ہشام بن حسان، شعبہ اور شریک، یعلیٰ بن عطاء، جابر بن یزید بن) حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "منیٰ" میں نماز پڑھی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد دو آدمیوں کو نمازیوں کے پیچھے بیٹھا ہوا پایا، پھر ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا تو ان کے کندھوں کا گوشت ڈر کے مارے پھڑک رہا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم کو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کیا امر مانع تھا؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے اپنے گھر میں نماز پڑھ لی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کرو جب تم میں سے کوئی مسلمان اپنے گھر میں نماز پڑھ لے پھر وہ جماعت کو پالے تو وہ اس کے ساتھ نماز پڑھے یہ نماز اس کے لئے نفلی عبادت ہوگی۔ ان میں سے ایک نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے استغفار کیا، اس کے بعد لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اٹھے اور میں بھی ان کے ساتھ ہو گیا۔ میں اس وقت خوب تندرست جوان تھا میں لوگوں کو چیرتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پکڑ کر اپنے چہرے یا سینے پر لگایا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے کوئی چیز زیادہ معطر اور ٹھنڈی محسوس نہ کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت منیٰ کی مسجد خیف میں تشریف فرما تھے۔

نیز امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو (اسود بن عامر اور ابو النضر، شعبہ، یعلیٰ بن عطاء، جابر بن یزید بن اسود) حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی، پھر انہوں نے حسب سابق روایت بیان کی۔ نیز اس روایت کو ابو داؤد نے شعبہ سے، ترمذی و نسائی نے ہشیم از یعلیٰ سے روایت کیا ہے، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔

پانی سے خوشبو ۔۔۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو نعیم، مسعر) حضرت عبد الجبار بن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے اہل خانہ نے مجھے میرے والد کی بات بتائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی کا ڈول لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نوش فرمایا اور ڈول میں کلی کی، پھر وہ ڈول کنوئیں میں ڈال دیا گیا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈول سے پانی پیا پھر کنوئیں میں کلی کر دی تو اس سے کستوری کی خوشبو مہک اٹھی۔ اس روایت کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یعقوب بن سفیان کی معرفت ابو نعیم فضل بن دکین سے نقل کیا ہے۔

تبرک ۔۔۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو النضر، سلیمان، ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز سے فارغ ہو جاتے تو مدینہ کے خادم اپنے اپنے برتنوں میں پانی لے کر حاضر ہو جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر برتن میں اپنا ہاتھ ڈال دیتے، بسا اوقات وہ سخت سردی میں پانی لاتے تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اپنا ہاتھ ڈال دیتے۔ اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے (ابو النضر ہاشم بن قاسم) سے روایت کیا ہے۔

پسینہ مبارک ۔۔۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ([illegible]، عبد العزیز بن ابی سلمہ ماجشون، اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لاتے اور ان کی عدم موجودگی میں ان کے بستر پر سو جاتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسب معمول ان کے بستر پر سو گئے، وہ گھر میں آئیں تو کسی نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آپ کے بستر پر سوئے ہوئے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا، چنانچہ وہ آگئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پسینہ میں شرابور تھے اور آپ کا پسینہ بستر پر چمڑے کے ایک ٹکڑے پر جمع ہو چکا تھا۔ اس نے اپنی خوشبو والی شیشی کھولی اور وہ پسینہ پونچھ کر اپنی شیشی

میں ڈالنے لگیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھبرا کر کہا اے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا یہ کیا کر رہی ہو؟ تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اپنے بچوں کے لئے پسینہ کی برکت کے خواہاں ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو مقصد میں کامیاب و کامران ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو محمد بن رافع کی معرفت حجین سے روایت کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ہاشم بن قاسم، سلیمان، ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اور قیلولہ (دوپہر کو سونا) فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ آیا اور میری والدہ شیشی لے آئی اور اس میں پسینہ ڈالنے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوگئے اور پوچھا اے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا یہ کیا کر رہی ہو؟ تو اس نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ ہم اپنی خوشبو میں ڈالتے ہیں اور یہ بہترین خوشبو ہے۔ اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے زہیر بن حرب کی معرفت ابوالنضر ہاشم بن قاسم سے روایت کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (اسحاق بن منصور السلولی، عمارہ بن زاذان، ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہ کے ہاں قیلولہ فرمایا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ پسینہ آتا تھا۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چمڑے کا بستر تیار کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بستر پر سوتے تھے اور وہ بستر بچھا دیتی تھیں اور پسینے کو پونچھ کر اٹھا لیتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا یہ کیا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ ہے میں اس کو اپنی خوشبو میں ڈال لیتی ہوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا خیر کی۔ تفرد بہ احمد من ہذا الوجہ۔

ثلاثی سند...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن عبداللہ، حمید) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سو جاتے تو پسینے میں شرابور ہو جاتے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا روئی کے پھوئے سے پسینہ کو شیشی میں ڈال لیتی پھر اپنی خوشبو میں ملا لیتی۔ یہ سند ثلاثی ہے اور مسلم اور بخاری کی شرط کے مطابق ہے لیکن مسلم اور بخاری میں مذکور نہیں۔

حافظ بیہقی (محمد بن عبداللہ الحافظ، ابو عمرو مطری، حسن بن سفیان، ابوبکر بن ابی شیبہ (امام مسلم نے بیان کیا ابوبکر بن ابی شیبہ) عفان، وہیب، ایوب، ابوقلابہ، انس رضی اللہ عنہ) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لاتے اور قیلولہ کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہ چمڑے کا بستر بچھا دیتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سو جاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ بہت آتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ اکٹھا کر کے اپنی خوشبو اور عطر کی شیشیوں میں ڈال لیتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا یہ کیا ہے؟ کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ میں اپنی خوشبو میں ملا رہی ہوں۔ (لفظ مسلم)

شادی میں تعاون کیا...... اپنی مسند میں ابو یعلی موصلی (بسر، حلبس بن غالب، سفیان ثوری، ابوالزناد) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بچی کی شادی میں تعاون کی درخواست کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب میرے پاس کچھ نہیں لیکن کل میرے پاس کھلے منہ والی شیشی اور درخت کی لکڑی لانا اور ہمارے مابین علامت یہ ہے کہ دروازے کا ایک کنارے سے دستک دینا چنانچہ حسب فرمان شیشی اور لکڑی لے کر حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بازوں سے پسینہ پونچھ کر شیشی میں ڈالنے لگے یہاں تک کہ شیشی بھر گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے لے جاؤ اور اپنی بچی کو کہنا کہ یہ لکڑی شیشی میں ڈالے اور اس کے ذریعے خوشبو استعمال کرے چنانچہ جب وہ خوشبو استعمال کرتی تو اہل مدینہ اس کی خوشبو سے محظوظ ہوتے اور اہل مدینہ نے ان کا نام (بیت المطیبین) رکھ دیا۔ یہ حدیث نہایت غریب ہے۔

راستہ معطر ہو جاتا...... ابوبکر بزار (محمد بن ہشام، موسیٰ بن عبداللہ، عمر بن سعید، سعید، قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینے کے کسی راستے سے گزرتے تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو پاتے اور کہتے کہ اس راستے سے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے ہیں۔ غرض اس حدیث کو (معاذ بن ہشام، ہشام ابیہ . .) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کی وجہ سے پہچانے جاتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طیب طاہر تھے اور آپ علیہ السلام کی خوشبو بھی طاہر ہی تھی اور یہی وجہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو پسند بھی فرماتے تھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو عبیدہ، سلام ابو المنذر، ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے عورت اور خوشبو محبوب ہے اور نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

ابو سعید بن الاعرابی (سلام ابو المنذر، ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا اور اس عالم رنگ و بو میں سے مجھے عورتیں اور خوشبو پسند ہیں۔ جبکہ نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے یہی الفاظ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے (حسین بن عیسیٰ قومسی، عفان بن مسلم، سلام بن سلیمان ابو المنذر . . ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

اور ایک سند سے یہ الفاظ منقول ہیں (حبب الی من دنیاکم ثلاث الطیب والنساء وجعل قرۃ عینی فی الصلوٰۃ) کہ تمہاری دنیاوی چیزوں میں سے مجھے تین چیزیں "خوشبو، عورتیں اور نماز میں آنکھوں کی ٹھنڈک" محبوب ہیں اس سند سے یہ الفاظ غلط ہیں کیونکہ نماز دنیاوی امور میں سے نہیں ہے بلکہ یہ آخرت کے کام اور اعمالی امور میں سے ہے

نبی علیہ السلام کی مہر نبوت کا بیان جو کندھوں کے درمیان تھی

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن عبید اللہ، حاتم، جعد) حضرت سائب بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے میری خالہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا بھانجا بیمار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے خیر و برکت کی دعا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا مستعمل پانی پیا، پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک کے پیچھے کھڑا ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت کو دیکھا جیسے چھپر کھٹ کی گھنڈی۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو قتیبہ اور محمد بن عباد کے ذریعہ حاتم بن اسماعیل سے نقل کیا ہے بقول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "حجل" گھوڑے کی اس "حجل" سفیدی سے ماخوذ ہے جو آنکھوں کے مابین ہوتی ہے۔ لیکن ابن حمزہ "زر الحجلۃ" پڑھتے ہیں اور بقول امام ابو عبد اللہ "ر" "ز" سے پہلے ہے واللہ اعلم۔

"زر الحجلۃ" سے مراد وہ گھنڈی ہے جو دلہن کے لئے پردہ لٹکا کر تیار کی جاتی ہے اور پردوں کے بڑی بڑی گھنڈیاں ہوتی ہیں اور دوسری روایت میں ہے "الحجل" چکور کے انڈے کی طرح تھا۔ حجل سے مراد چکور ہے جو مرغی کی طرح جنگل میں ہوتا ہے اس کا انڈہ بڑا ہوتا ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (ابوبکر بن ابی شیبہ، عبید اللہ، اسرائیل، سماک) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے اگلے حصہ میں اور داڑھی میں چند بال سفید تھے جب تیل لگا لیتے تو نمایاں نہ ہوتے اور جب بال پراگندہ ہوتے تو سفید بال نمایاں ہو جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی گھنی تھی، حاضرین میں سے کسی نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ انور تلوار جیسا تھا تو اس نے کہا نہیں بلکہ آفتاب و ماہتاب جیسا اور گول چمکدار تھا اور میں نے آپ کی مہر نبوت کندھے کے پاس دیکھی کبوتری کے انڈے جیسی اس کی رنگت جسم کے رنگ کے مشابہ تھی۔

ترمذی (محمد بن بشار، شعبہ، سماک) حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر مہر نبوت دیکھی تو وہ کبوتری کا انڈا ہے۔ ترمذی نے نیز عبید اللہ بن موسیٰ، حسن بن صالح، سماک سے بھی اس سند کے ساتھ حسب سابق بیان کیا ہے

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبد الرزاق، معمر، عاصم بن سلیمان) حضرت عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی ذات کی طرف اشارہ کر کے کہا اس بوڑھے کو دیکھو جو کہ نبی علیہ السلام کے ساتھ کلام کرنے اور کھانا کھانے کا شرف حاصل ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت دیکھی تھی جو بائیں کندھے کی پتلی ہڈی کے پاس تھی گویا مٹھی تھی (اور انہوں نے اپنی مٹھی بند کر کے دکھائی) اس پر تل تھے مسوں اور

جوزری کی شکل و صورت پر

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ہاشم بن قاسم، ابو داؤد اسود بن عامر، شریک، عاصم) حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے وہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خورد و نوش کا شرف حاصل ہے اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت دیکھی ہے۔ ہاشم کہتے ہیں کہ راوی کا بیان ہے کہ وہ بائیں کندھے کی پتلی ہڈی پر تھی گویا وہ مٹھی ہے جس پر سیاہ تل ایسے تھے گویا کہ وہ جوزری کی گھنڈی سی ہے۔

یہ روایت (غندر از شعبہ از عاصم از عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ) مروی ہے اس میں ہے کہ شعبہ نے اپنی شک بیان کیا ہے کہ مہر نبوت بائیں یا دائیں کندھے کی پتلی ہڈی پر تھی۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (حماد بن یزید، علی بن مسہر اور عبدالواحد بن زیاد، عاصم) حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روٹی اور گوشت یا ثرید کھایا۔ میں نے دعا کی غفر اللہ لک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ولک۔ مجھے کسی نے کہا تجھے عاصم نے پوچھا کیا تیرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استغفار کیا؟ اثبات میں جواب دے کر کہا اور تمہارے لئے بھی پھر یہ آیت پڑھی و استغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت کی طرف ہوا تو میں نے بائیں کندھے کی پتلی ہڈی کے پاس مہر نبوت دیکھی، مٹھی کی طرح اس پر تل ہیں، اور مسوں جیسے جوزی کی طرح ابھری ہوئی نظر آتی ہے۔

ابوداؤد طیالسی (قرہ بن خالد، معاویہ بن قرہ) حضرت قرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے مہر نبوت دکھائیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا ہاتھ کپڑے کے اندر داخل کر لے چنانچہ میں نے اپنا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کے گریبان میں ڈالا اور مہر نبوت کو ٹٹولنے لگا تو معلوم ہوا کہ وہ آپ علیہ السلام کے کندھے کی چوٹی پر گلٹی کی طرح ہے۔ اسی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے دعا فرماتے رہے اور میرا ہاتھ آپ علیہ السلام کے گریبان میں تھا۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو (احمد بن سعید، وہب بن جریر) قرہ بن خالد سے روایت کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (وکیع، سفیان، ایاد بن لقیط سدوسی) حضرت ابو رمثہ تیمی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ علیہ السلام کے سر پر مہندی کا نشان دیکھا اور آپ علیہ السلام کے کندھے پر ابھری ہوئی مہر نبوت دیکھی تو میرے والد نے کہا میں ماہر طبیب ہوں کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس آزار کا علاج نہ کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا طبیب اس کا خالق ہے اور میرے والد سے پوچھا یہ تیرا بیٹا ہے؟ میرے والد نے اعتراف کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار وہ تجھ پہ زیادتی نہ کرے گا اور تو اس پر زیادتی نہ کرے۔

یعقوب بن سفیان (ابو نعیم، عبید اللہ بن ایاد، ایاد) ابی رمثہ تیمی رضی اللہ عنہ یا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا میرے والد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان رسولی کی طرح غدود دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ماہر طبیب ہوں کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس آزار کا علاج کر دوں؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں اس کا طبیب وہی اس کا خالق ہی ہے۔

امام بیہقی کا بیان ہے کہ اس حدیث میں ثوری نے ''ایاد'' سے روایت کیا ہے کہ آپ علیہ السلام کے کندھوں کے پیچھے سیب کی مانند مہر نبوت تھی۔ اور عاصم بن بہدلہ نے ابو رمثہ سے روایت کیا ہے کہ آپ علیہ السلام کے کندھے کی پتلی ہڈی پر مہر نبوت تھی اونٹ کی مینگنی یا کبوتری کے انڈے کے مانند۔ حافظ بیہقی (حاکم، ابن وہب، ابن منیع) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ علیہ السلام نے اپنی چادر کندھے سے اتار کر فرمایا اے سلمان رضی اللہ عنہ! اسے دیکھ جس کے دیکھنے کا تجھے حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت کو دیکھا جو کبوتری کے انڈے کے مانند تھی۔

یعقوب بن سفیان (حمیدی، یحییٰ بن سلیم، ابن خثیم) سعید بن ابی راشد کی روایت ہے کہ تنوخی کو ہرقل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تبوک میں بھیجا تھا، اس نے طویل حدیث بیان کی جو ہم غزوہ تبوک میں بیان کر چکے ہیں یہاں تک کہ اس نے کہا کہ آپ نے گٹھڑی والی چادر کو پشت سے الگ کیا اور فرمایا جس بات کے تم مامور ہو وہ اب کر گزرو، چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت کو پیچھے جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ مہر نبوت ہے کندھے کی پتلی ہڈی کے مقام پر ضخیم سینگی جیسی۔

یعقوب بن سفیان (مسلم بن ابراہیم، عبداللہ بن میسرہ، عتاب) ابو سعید سے روایت کرتے ہیں کہ مہر نبوت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان تھی، ابھرا ہوا گوشت تھا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (شریح، ابو لیلیٰ عبداللہ بن میسرہ، ابو اسانی) غیاث بکری سے روایت کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ہم حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی مجلس میں جایا کرتے تھے، میں نے ان سے خاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت دریافت کیا جو آپ علیہ السلام کے کندھوں کے درمیان تھی تو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کر کے بتایا کہ اس طرح کندھوں کے درمیان گوشت ابھرا ہوا تھا۔ (تفرد بہ احمد من ھذا الوجہ)

مہر نبوت کی تحریر.... التنویر فی مولد البشیر النذیر میں حافظ ابوالخطاب بن دحیہ مصری نے ابو عبداللہ محمد بن علی بن حسین بن بشر عرف "حکیم ترمذی" سے روایت کیا ہے کہ وہ مہر نبوت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان موجود تھی گویا وہ کبوتری کا انڈا ہے جس کے اندرونی حصہ میں "اللہ وحدہ" مکتوب تھا اور بیرونی حصہ پر تحریر تھا "توجہ حیث شئت فانک منصور" آپ جہاں چاہیں جائیں، آپ کامیاب ہیں۔ پھر اس نے کہا ہے کہ یہ حدیث بہت ضعیف اور اس کو منکر قرار دیا ہے۔ ابن دحیہ کا بیان ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ نور سے چمکتی تھی، اس قول کو ابو زکریا یحییٰ بن مالک بن عائذ نے اپنی کتاب (تنقل الانوار) میں ذکر کیا ہے نیز اس نے اس کے علاوہ بہت عجیب و ضعیف اقوال نقل کئے ہیں۔

مہر نبوت کا فلسفہ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت کے واقع ہونے کا سبب سب سے بہترین فلسفہ ہے جو ابن دحیہ وغیرہ کئی اہل علم نے بیان کیا ہے کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آئے اور کندھے کی پتلی ہڈی پر واقع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس مقام سے شیطان انسان کے جسم کے اندر داخل ہوتا ہے چنانچہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شیطان سے عصمت کا باعث تھی۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ "ما کان محمد ابا احد من رجالکم۔ الخ (۳۳/۴۰) کے تحت وہ تمام احادیث بیان کر دی ہیں جن سے واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول آنے کا نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات میں متفرق احادیث کا بیان

نافع بن جبیر از حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں گزشتہ بیان ہو چکا ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا پہلے دیکھا نہ بعد میں۔

یعقوب بن سفیان (عبداللہ بن مسلمہ قعنبی اور سعید بن منصور، عمر بن یونس، عمر بن عبداللہ مولیٰ غفرہ) ابراہیم بن محمد علوی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کرتے تو کہتے آپ علیہ السلام نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ بہت چھوٹے پست قامت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد و قامت رکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فربہ جسم نہ تھے اور نہ چہرہ بالکل گول مٹول تھا، چہرہ مناسب مدور تھا، رنگ سفید سرخی مائل تھا، آنکھیں سیاہ تھیں، پلکیں لمبی تھیں، اعضاء جوڑ اور مفاصل موٹے تھے، کہنیاں اور کندھے اور ان سے متصل جسم کے حصے مضبوط اور ضخیم تھے، جسم پر بال کم تھے، سینہ سے ناف تک بالوں کی ایک طویل لکیر تھی، کف دست اور پیر پُر گوشت اور ضخیم تھے، جب چلتے تو آگے جھک کر چلتے گویا ڈھلوان سے اتر

رہے ہیں، جب کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو فوراً متوجہ ہو جاتے، کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی، سب سے فیاض اور سچے تھے، فراخ دل، نرم خو تھے، راست باز، وفا شعار تھے، نرم طبیعت تھے، حسن معاشرت کے دلدادہ تھے، جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچانک دیکھتا مرعوب ہو جاتا، جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے میل جول کرتا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا، ان کا ہر وصف بیان کرنے والا یہ کہتا ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہ پہلے دیکھا اور نہ بعد میں۔ اس حدیث کو "کتاب الغریب" میں امام ابو عبید قاسم بن سلام نے نقل کیا ہے، کسائی، اصمعی اور ابو عمرو وغیرہ نے اس کے غریب اور نادر الفاظ کی تشریح نقل کی ہے، اس کے بیان کا خلاصہ اور ماحصل یہ ہے، المطہم: فربہ جسم، المکلثم: گول مٹول چہرہ، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بالکل فربہ اندام تھے نہ بالکل دبلے پتلے بلکہ اس کے بین بین تھے اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ بالکل مدور گول تھا بلکہ اس کے درمیان تھا، یہ عرب اور حسن و جمال کے شائقین کے نزدیک نہایت عمدہ وصف ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سفید سرخی مائل تھا اور یہ بہترین رنگ ہے لہٰذا آپ علیہ السلام کا رنگ بالکل سفید نہ تھا، ادعج: آنکھ کی سیاہی نہایت شدید تھی، جلیل المشاش گھٹنوں، کہنیوں اور جوڑوں کے سروں والا یعنی جسم کے مفاصل اور جوڑ مضبوط اور گٹھے ہوئے تھے، والکتد: کندھا، الشثن: ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں پر گوشت، متکفئا: جھک کر چلنا، تیز رفتار اور تیز گام، اور خطبہ کا مطلب معلوم ہی ہے، ان کا باقی تفاوت پہلے بیان ہو چکا ہے، اور اس سے آنکھوں کی پتلی اندر دھنسی ہوئی نہ ہو اور نہ گالوں پر گوشت زیادہ ہو، واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کے بارے میں حدیث...... حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا سے مدینہ کی طرف ہجرت کے باب میں یہ حدیث مفصل گزر چکی ہے، جب نبی علیہ السلام، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ غلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، دلیل راہ اور راہنما عبداللہ بن اریقط دیلی، حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور ان سے پوچھا آپ کے پاس دودھ یا گوشت ہے جو ہم خرید لیں۔ اس کے پاس کھانے پینے کا سامان نہیں تھا اور اس نے عرض کیا کہ اگر ہمارے پاس کچھ ہوتا تو آپ کی مہمان نوازی کرنے میں کوتاہی نہ کرتی، یہ لوگ قحط زدہ تھے، نبی علیہ السلام نے اس کے خیمے کے کونے میں ایک بکری دیکھی، کہا یہ کیسی بکری ہے؟ حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، یہ بکری کمزوری اور لاغری کے باعث ریوڑ کے ساتھ نہ جا سکی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا اس کے دودھ ہے؟ اور اس کے دوہنے کی اجازت ہے؟ تو اس نے کہا اگر دودھ ہو تو بصد شوق دوہ لیجئے! چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کو منگوایا اور بسم اللہ پڑھ کر اس پر ہاتھ پھیرا، پھر اس نے اس قدر دودھ دیا کہ وہ سب کے لئے کافی تھا، اس کے بعد پھر اس کو دوہا، دودھ سے لبالب برتن بھر دیا جو ایک خاندان کو کافی تھا، جب اس کا شوہر آیا تو وہ دودھ دیکھ کر حیران رہ گیا اور پوچھا اے ام معبد رضی اللہ عنہا یہ دودھ کہاں سے آیا؟ بکریاں جنگل میں تھیں، گھر میں کوئی دودھیل جانور نہ تھا، اس نے عرض کیا واللہ! ہمارے پاس سے ایک بزرگ اور مبارک شخص گزرا ہے، اس کی ایسی ایسی حالت اور کیفیت ہے، تو اس نے کہا ذرا اس کا حلیہ مبارک بیان کرو، واللہ! میرا خیال ہے کہ وہ قریش کی مطلوبہ شخصیت ہے، پھر حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے ایسا شخص دیکھا ہے، جو حسن و جمال اور خوش اخلاقی کا پیکر ہے، خوبصورت چہرہ ہے، نہ توند بڑھی ہوئی ہے نہ سر چھوٹا ہے، خوبصورت، حسین، بڑی آنکھیں سرمگیں ہیں، پلکیں لمبی ہیں، آواز بھاری ہے، کالی آنکھیں سرمگیں، ابرو گھنے، باہم ملے ہوئے، لمبی گردن، گھنی داڑھی۔ خاموش ہوں تو پروقار، جب گفتگو کریں تو چھا جائے، چہرہ مبارک پر رونق اور خوبصورت، شیریں کلام، گفتگو واضح، نہ کم گوئی نہ زیادہ گوئی، گفتگو ایسی گویا موتی کے بکھرے ہوئے دانے ہیں، دور سے لوگوں سے حسین ترین اور سب سے خوبصورت، قریب سے شیریں کلام اور خوش گفتار، میانہ قامت، نہ طویل القامت کہ آنکھ کو برا لگے اور نہ پستہ قد کہ آنکھ حقیر سمجھے، وہ شاخوں اور ٹہنیوں کے درمیان سرسبز شاخ ہے، دیکھنے میں سب سے تروتازہ اور حسین قامت، رفقاء اس کو گھیرے ہوتے ہیں، بات کرے تو کان لگا کر سنتے ہیں، حکم دے تو لپک کر تعمیل کرتے ہیں اور حکم بجا لاتے ہیں، مخدوم اور مرجع خلائق، نہ ترش رو اور نہ ہی بات کو ناپسند کرنے والا، یہ سن کر اس کے شوہر نے کہا بخدا یہ تو قریش کا وہی شخص ہے جس کی وہ تلاش کر رہے ہیں، اگر میں اس کو پاتا تو رفاقت کی درخواست کرتا، اگر مجھے کوئی موقعہ ملا تو ہاتھ سے نہ جانے دوں گا، اس بات کا پتہ یوں ہے کہ مکہ کی فضا سے لوگ ایک بلند آواز سن رہے تھے اور آواز دینے والا دکھائی نہیں دیتا تھا، وہ کہہ رہا تھا۔

جزى الله رب الناس خير جزائه
رفيقين حلا خيمتي ام معبد
هما نزلا بالبر وارتحلا به
فافلح من امسى رفيق محمد
فيا لقصي ما زوى الله عنكم
به من فعال لا تجارى وسؤدد
سلوا اختكم عن شاتها وانائها
فانكم ان تسألوا الشاة تشهد

"اللہ پروردگار عالم دو ساتھیوں کو بہترین جزائے خیر سے نوازے جو ام معبد کے دو خیموں میں فروکش ہوئے، وہ دونوں نیکی اور تقویٰ کے ساتھ اترے اور کوچ کر گئے، جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اختیار کی وہ کامیاب ہو گیا، ہائے آل قصی! اللہ تعالیٰ نے تم کو لاجواب کارناموں اور سیادت و قیادت سے محروم کر دیا ہے اپنی بہن حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا سے بکری اور دودھ کے برتن کے بارے میں پوچھو، اگر تم بکری سے بھی پوچھو تو وہ بھی گواہی دے گی۔"

فغادرها رهنا لديها لحالب
يرددها في مصدر ثم مورد
دعاها بشاة حائل فتحلبت
له بصريح ضرة الشاة مزبد

"اس نے ام معبد سے دودھ نہ دینے والی بکری کو بلایا اس کے تھن خالص جھاگ دار دودھ سے بھر گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاس دوہنے والے کے لئے چھوڑ دیا وہ ہر آنے اور جانے کے وقت اس کو دوہتی ہے۔"

ان مبارک اشعار کا حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے جواب اپنے فصیح اشعار میں ظاہر کیا تھا ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں، الغرض حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو (عبدالملک بن وہب مذحجی، حسن بن صباح) ابو معبد خزاعی سے روایت کیا ہے جو ہم ذکر کر چکے ہیں، نیز حافظ یعقوب بن سفیان نسوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو بیان کیا ہے اور حافظ ابو نعیم نے اس روایت کو "دلائل النبوۃ" میں نقل کیا ہے۔

عبدالملک کا بیان ہے کہ مجھے کسی نے بتایا کہ ابو معبد اس کے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا تھا۔ نیز ام معبد رحمۃ اللہ علیہا نے ہجرت اختیار کی اور مشرف بہ اسلام ہوئی۔

ضعیف اور نادر الفاظ کی تشریح:... حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث بیان کر کے ان کے ضعیف اور نادر الفاظ کی تشریح کی ہے ان میں سے بعض ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں اب ان کے بعض کلمات دوبارہ یہاں بھی بیان کرتے ہیں۔

"ظاہر الوضاءۃ" یعنی حسن و جمال ظاہر و باہر تھا، "ابلج الوجہ" یعنی منور اور پر نور چہرہ، "لم تعبہ ثجلۃ" بقول ابو عبید اس کو توند کے عیب نے عیب دار نہیں بنایا، بعض کہتے ہیں کہ "ثجلہ" کا معنی ہے "بڑا سر" بعض راوی نے اس لفظ "ثجلہ" کو "ث" کی بجائے "ن" سے "نحلۃ" پڑھا ہے یعنی نحیف و لاغر۔ تحقیق نون ساکن کی ابو عبید لغوی نے خوب تردید کی ہے۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی جو تشریح کی ہے اور ابو عبید لغوی کا قول صحیح ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات میں یہ بیان کیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر بڑا تھا تو یہ مفہوم بھی درست اور بجا ہے کیونکہ اس سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ اس نے بیان کیا "لم تزر بہ صعلۃ" اور "صعلۃ" کا معنی بلا اختلاف "چھوٹا سر" ہے چنانچہ چھوٹے سر کی وجہ سے شتر مرغ کے بچے کو "صعل" کہتے ہیں اور

اس کو شکیم بھی کہا جاتا ہے۔

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''لم تعبہ ثجلۃ'' روایت کیا مشتق از ثجول بہ معنی ضعف اور ''لم تزر بہ صعلۃ'' یعنی ان کا پہلو لاغر نہ تھا، غرضیکہ آپ علیہ السلام میانہ قد فربہ بدن والے تھے اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ لم تعبہ نجلۃ اور لم تزر بہ صعلۃ بھی مروی ہے۔ (اس کا معنی پہلے بیان ہو چکا ہے)

باقی رہا ''قسیم'' اور ''وسیم'' تو اس کا معنی حسین وجمیل ''دعج'' آنکھ کی پتلی کا انتہائی سیاہ ہونا اور ''وطف'' کا معنی ہے پلکوں کا دراز ہونا۔ بعض لغوی نے بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پلکیں خمدار تھیں اور حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی اتباع کی ہے۔ اور ابن قتیبہ لغوی کا بیان ہے کہ یہ میری نظر میں نہیں کیونکہ اس کی روایت میں غلطی واقع ہوئی ہے اور وہ اس کی تفسیر وتشریح میں حیران و پریشان ہو گیا ہے، صواب و صحیح وہی ہے جو ہم نے بیان کیا، واللہ اعلم۔

''وفی صوتہ صحل'' آواز قدرے بھاری تھی اور یہ بہ نسبت تیز آواز کے شیریں اور خوش الحان ہوتی ہے۔ ابو عبیدہ کے قول کے مطابق: ایسی آواز غزالوں اور ہرنوں کی صفات میں بیان کی جاتی ہے اور ''صہل'' بیان کرنے والا غلط کار ہے۔ کیونکہ صہیل گھوڑے کی آواز کو کہتے ہیں نہ کہ انسان کی آواز کو۔ میں (ابن کثیر) کہتا ہوں یہی حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ صہل بھی مروی ہے لیکن ابو عبیدہ کا قول درست ہے، واللہ اعلم۔ ''احور'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک میں عجیب ہے اور وہ آنکھ میں ناک کی جانب سیاہی جو خوشنما ہے بھینگا پن کی طرح بدنما نہیں۔ ''ازج'' ابو عبید کے قول کے مطابق وہ ہے کمان کی طرح خمدار ابرو ''اقرن'' آنکھ کے دونوں ابروؤں کا باہم ملنا، نبی علیہ السلام کی یہ صفت اس حدیث کے علاوہ معروف نہیں، نبی علیہ السلام کی صفات میں ازج الحاجبین (ابرو جدا جدا تھے) معروف ہے ''فی عنقہ سطع'' ابو عبید کے قول کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن لمبی تھی۔ اور بعض نے ''سطع'' کا معنی ''نور'' بیان کیا ہے، میں (ابن کثیر) کہتا ہوں ان دونوں صفات کا اجتماع ممکن ہے بلکہ مسلم ہے۔

''اذا صمت فعلیہ الوقار'' خاموشی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر ہیبت ہوتی تھی ''واذا تکلم سما'' گفتگو کے دوران ماحول پر چھا جاتے ''علاہ البہاء'' چہرہ مبارک پر رونق تازگی اور خوشگواری ہوتی۔ ''حلو المنطق'' شیریں کلام ''فصل'' فصیح بلیغ ایک کلمہ دوسرے سے ممتاز ''لانزر ولا ھذر'' افراط تفریط اور کمی بیشی سے مبرا، ''کان منطقہ خرزات نظم'' گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام فصاحت وبلاغت، حسن بیان اور شیریں زبانی کی بدولت موتیوں کا ہار ہے ''اجمل الناس واجملہ من بعید'' اور ''واحلاہ واحسنہ من قریب'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم قریب اور دور ہر حالت میں حسین وجمیل تھے۔ نہ لمبے قامت تھے نہ پست قامت بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر لمبے اور کوتاہ قامت سے حسین وجمیل تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر بجا لاتے، خدمت کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وپیروی کرتے اور یہ تعلق ان کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے باعث تھا اور آپ علیہ السلام کی قدر ومنزلت اور عظمت کی بدولت تھا۔ ''لیس لعابس'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ترش رو نہ تھے ''ولا مفند'' کسی پر نکتہ چینی نہ کرتے اور کم عقل نہیں کہتے، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسن معاشرت اور خوش اطواری کا مجسمہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عزیز اور حبیب ہوتا تھا۔

حدیث حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ حضرت ہند رضی اللہ عنہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر ابو ہالہ کے فرزند اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ربیب ہیں۔

یعقوب بن سفیان فسوی رضی اللہ عنہ نے (سعید بن حماد انصاری مصری اور ابو غسان مالک بن اسماعیل ہندی، جمیع بن عمر بن عبدالرحمٰن عجلی، مجہول راوی، از فرزندان ابو ہالہ تمیمی) حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں حضرت ہند رضی اللہ عنہ بن ابی ہالہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک پوچھا، وہ حلیہ بیان کرتے ہوئے گویا تصویر کھینچ دیتے تھے، میری یہ خواہش تھی کہ وہ میرے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اوصاف بیان کریں جن کو میں ذہن نشین کر لوں اور یاد رکھوں چنانچہ انہوں نے بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخیم و مفخم تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک بدر منیر کی طرح منور تھا، میانہ قد سے کچھ لمبے، لمبے قد سے کم، سر بڑا، بال قدرے پیچدار تھے، جب سر کے

[illegible] ہو جاتی تو مانگ نکال لیتے ورنہ نہ نکالتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کان کی لو سے تجاوز نہ کرتے تھے، کانوں کے نصف تک ہوتے، رنگ [illegible] پیشانی [illegible] خمدار ہوئے تھے، باہم متصل نہ تھے، دونوں ابروؤں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت پھول جاتی تھی، [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نور برستا رہتا تھا، جو کوئی غور سے نہ دیکھتا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند بینی خیال کرتا تھا، داڑھی گھنی، رخسار ہلکے [illegible] پر گوشت نہ تھے، دہانہ کشادہ، دندان مبارک آبدار، چمکدار اور کشادہ، سینے سے ناف تک بالوں کی باریک تحریر، گردن گویا [illegible] کی طرح [illegible] پر گوشت، گٹھا ہوا بدن، پیٹ اور سینہ برابر، اور سینہ چوڑا اور دونوں کندھوں کے درمیان کچھ فاصلہ تھا، اور جوڑ ضخیم، بالوں سے [illegible] اور [illegible] نورانی اور چمکدار تھا، سینہ اور ناف کے مابین لکیر کی طرح بالوں کی دھاری تھی، اس کے علاوہ سینہ اور پیٹ پر بال نہیں تھے، بازو، کندھے اور سینے کے بالائی حصہ پر بال تھے، کلائیاں لمبی اور [illegible] ہتھیلی فراخ اور کشادہ، بازو اور پنڈلیاں سیدھی اور لمبی، ہتھیلیاں اور قدم پر گوشت، لمبی انگلیاں، [illegible] (پنجے اور ایڑی کے درمیان) خلا تھا، پاؤں کے تلوے ہموار اور سپاٹ تھے، پاؤں سے پانی ڈھلک جاتا (مگر یہ خمصان الاخمصین کے برعکس ہے، مترجم) جب چلتے تو قوت سے [illegible] ہوئے اور آگے کو جھک کر چلتے، متواضع چلتے، قدم بڑھا کر تیز رفتار، جب چلتے گویا ڈھلوان سے اتر رہے ہیں اور جب مڑتے اور متوجہ ہوتے تو یکبارگی مڑتے اور التفات کرتے، نگاہ نیچی، آسمان کی طرف نگاہ کی نسبت زمین کی طرف نگاہ زیادہ رہتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا گوشہ چشم سے تھا جو نیچی کی طرف تھا، اور متواضع، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے پیچھے چلتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام میں سبقت کرتے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتار: ... عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتار و گویائی کے بارے میں بتائیے تو انہوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ غمگین اور متفکر رہتے تھے، آپ کو کسی وقت آرام و راحت نہ تھی، بے ضرورت بات نہ کرتے، زیادہ تر خاموش رہتے تھے، کلام کی ابتدا اور خاتمہ [illegible] کرتے، [illegible] زبان سے جامع کلمات (الفاظ کم معنی زیادہ) بولتے، آپ کا ہر لفظ دوسرے سے الگ ہوتا، کلام میں کمی بیشی نہیں ہوتی، نرم مزاج تھے، سخت مزاج نہیں تھے، کسی کو ذلیل و حقیر نہیں کرتے، معمولی احسان کی بھی قدر کرتے، مذمت نہیں کرتے اور بے جا تعریف نہ کرتے، جب حق کے نفاذ میں کوئی امر مانع ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیظ و غضب کے سامنے کوئی چیز ٹک نہ سکتی اور [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشتعل اور غضبناک نہیں کرتے، [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درپے تھے، جب حق سے [illegible] ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درپے ہو جاتے یہاں تک کہ آپ علیہ السلام اس کا بدلہ لیتے، اپنی ذات کے لئے ناراض نہ ہوتے اور نہ ہی بدلہ لیتے، جب اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے، کسی بات پر تعجب کا اظہار کرتے تو ہتھیلی کو الٹ دیتے۔

تقریر کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پر مارنا: ... اور جب تقریر کرتے تو دائیں ہتھیلی کو بائیں انگوٹھے کی اندرونی جانب مارتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہوتے تو منہ پھیر لیتے اور ناگواری کے ساتھ روگردانی کرتے اور جب مسرت کی کیفیت طاری ہوتی تو نگاہ نیچی کر لیتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر تبسم اور مسکراہٹ ہوتی، اولوں کی طرح دندان مبارک تبسم کے وقت چمکتے۔

[illegible] کا بیان ہے کہ میں نے اس حدیث کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ سے عرصہ تک مخفی رکھا، پھر میں نے انہیں یہ حدیث سنائی تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے ہی یہ معلوم کر چکے ہیں [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد و رفت، نشست و برخاست اور شکل و صورت [illegible] کے متعلق [illegible] چکے تھے اور [illegible] کوئی کمی نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک گھریلو اوقات میں: ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں آمد کے بارے میں پوچھا تو بتایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی راحت کے لئے گھر تشریف لاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر کی اجازت مرحمت تھی، گھر میں تشریف لاتے تو اوقات کو تین حصوں میں تقسیم فرما لیتے، ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت کے لئے، ایک حصہ اہل و عیال کے لئے اور ایک حصہ اپنے لئے، پھر [illegible] راحت کے اوقات میں سے ایک حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عوام و خواص کے لئے صرف فرماتے اور اس میں آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کا طریق کار یہ تھا کہ اہل علم و فضل کو آداب و اطوار سے روشناس کرانے میں ترجیح دیتے، دینی حالت و مرتبہ کے موافق ان کی تربیت میں اس وقت کو تقسیم کرتے بعض لوگوں کو ایک ضرورت لاحق ہوتی اور بعض لوگوں کو دو اور بعض لوگوں متعدد ضروریات میں مبتلا ہوتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ مشغول ہو جاتے اور ان کو اصلاحی امور میں مصروف رکھتے اور ان کو مناسب احوال سے آگاہ کرتے اور ان کو مسائل سے باخبر کر کے فرماتے (لیبلغ الشاھد الغائب) ''حاضر کو چاہیے کہ غائب تک یہ بات پہنچا دے'' جو شخص اپنی ضرورت د   شرم کی وجہ سے مجھے نہیں بتا سکتا اس کی ضرورت سے مجھے مطلع کریں کیونکہ جو شخص ایسے ضرورت مند اور درماندہ شخص کی خواہش بادشاہ کے سامنے پیش کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو ثابت قدم رکھے گا، صرف ایسی ہی ضروری باتوں کا تذکرہ ہوتا تھا اس کے علاوہ کسی بات کو قبول نہیں فرماتے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے آتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے علوم و آداب حاصل کر کے جاتے (اور ایک روایت میں ہے) کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور حاصل کر کے جاتے، فقہاء و علماء بن کر جاتے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے باہر آنے کے بعد ...... میں نے حضرت ہند رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے باہر نکلنے کے بارے میں سوال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں کیا کیا امور انجام دیتے تھے؟ تو فرمایا کہ آپ علیہ السلام بلا ضرورت بات نہیں کرتے، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں الفت و محبت پیدا کرتے، نفرت و کدورت دور رکھتے، ہر قوم کے معزز شخص کی تعظیم و تکریم کرتے اور اس کو ان کا امیر اور حاکم مقرر کرتے، بد اعمالی پر لوگوں کو تنبیہ کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے حزم و احتیاط کرتے، اپنی خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے محروم کئے بغیر، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حالات کی جستجو اور خبر گیری کرتے اور لوگوں سے پبلک کے حالات پوچھا کرتے، اچھی بات کی تحسین و ستائش کرتے اور اس کی تقویت و تائید فرماتے، بری بات کی مذمت کرتے اور واہیات قرار دیتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امور معتدل اور میانہ تھے، متضاد نہ تھے، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی غفلت کے خطرے اور ملال و رجحان سے غافل نہ تھے، ہر حال اور مقام کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں خاص انتظام تھا، حق بات میں نہ کوتاہی کرتے اور نہ حد سے تجاوز کرتے، کائنات کے بہترین افراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے، ان میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اعلیٰ اور افضل وہ شخص ہوتا تھا، جو لوگوں کا زیادہ خیر خواہ اور غمگسار تھا، اور سب سے زیادہ وقعت و منزلت والا وہ شخص تھا جو لوگوں کا زیادہ ہمدرد و معاون ہو۔

آداب مجلس ...... پھر میں نے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کی کیفیت دریافت کی تو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھتے اٹھتے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے، کسی مقام کو مخصوص نہیں فرماتے تھے اور کسی مقام کے مخصوص کرنے کو منع فرماتے تھے اور جب کسی مجلس میں جاتے تو جہاں جگہ ملتی، بیٹھ جاتے اور اسی بات کی تلقین کرتے تھے مجلس میں ہر ہم نشین کا حق ادا کرتے اور ہر ساتھی اور جلیس یہ سمجھتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے زیادہ کوئی عزیز نہیں، جو شخص کسی ضرورت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھتا یا کھڑا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ رہتے یہاں تک کہ وہ خود چلا جاتا، جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے مرحمت فرما دیتے (اگر کچھ پاس نہ ہوتا تو) نرمی سے جواب فرماتے، آپ علیہ السلام کی خوش کلامی اور خوش اخلاقی سب کے لئے عام تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے روحانی پیشوا اور باپ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب کے حقوق برابر تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس فیصلے کرنے، شرم و حیا، صبر و سکون اور امانت و دیانت کی مجلس تھی، اس میں شور و غل نہ ہوتا تھا اس میں خواتین کی بدگوئی نہیں ہوتی تھی اور نہ کسی کی لغزشوں اور عیبوں کی تشہیر اور اشاعت کی جاتی تھی، باہم مساوی اور یکساں تھے، دین اور تقویٰ کے لحاظ سے ایک دوسرے پر فضیلت و برتری رکھتے تھے آپس میں تواضع سے پیش آتے تھے، بڑوں کی تعظیم اور تکریم کرتے، چھوٹے پر شفقت کرتے، ضرورت مند پر ایثار کرتے اور اس کو ترجیح دیتے اور اجنبی مسافر کی حفاظت اور خبر گیری کرتے۔

ہم نشینوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک ...... میں نے پوچھا کہ اہل مجلس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا سلوک تھا بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہشاش بشاش رہتے تھے، خوش اخلاق اور نرم مزاج تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم درشت گو اور سنگدل نہیں تھے نہ

کی چاہت نہ ہوتی اس سے بحث نہ کرتے تھے نہ بد خلق تھے اور نہ عیب گیر تھے اور نہ ہی بخل نہ مذاق کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فضول اور غیر ضروری بات سے خاموش رہتے تھے، امیدوار کو مایوس اور نامراد نہیں کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین باتوں سے اجتناب فرماتے تھے، جھگڑے، [illegible] اور غیر ضروری باتوں سے۔ اور تین باتوں میں لوگوں سے علیحدہ رہتے تھے کسی کی مذمت نہیں فرماتے، کسی پر نکتہ چینی نہیں کرتے اور نہ ہی کسی کے عیب کی ٹوہ کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہی بات کرتے جس سے ثواب کی امید ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بات کرتے تو حاضرین مجلس سر جھکا لیتے، خاموش بے حس و حرکت بات سنتے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں کہ سر ہلایا تو وہ اڑ جائیں گے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بات کر کے خاموش ہو جاتے تو وہ بولتے، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی بات میں تنازع نہیں کرتے تھے، جس بات پر حاضرین مجلس ہنستے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسکراتے اور جس بات سے وہ تعجب اور حیرت کا اظہار کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس سے تعجب کا اظہار کرتے، باہر سے مسافر کی درشت گوئی اور بدتمیزی پر مبنی سوال پر صبر فرماتے، یہاں تک کہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ان کی گفتگو سے لطف اندوز ہوتے (کیونکہ وہ ایسے سوالات پوچھنے) سے ادب کی وجہ سے مجلس میں پوچھ نہ سکتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: جب تم کسی حاجت مند کو دیکھو تو اس کی اعانت کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ممنون اور احسان مند کی تعریف ہی منظور کرتے۔ کسی کی بات قطع نہ کرتے۔ یہاں تک کہ وہ خود بات ختم کر لیتا یا مجلس سے اٹھ جاتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سکوت کی کیفیت ...... پھر میں نے ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سکوت اور خاموشی کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سکوت چار امور پر مبنی تھا، حلم اور بچاؤ پر مبنی اور لوگوں کا اندازہ کرنا اور فیصلہ سوچ اور آپ کا اندازہ یہ تھا کہ لوگوں کے حالات سنتے اور ان کے فیصلہ میں غور و فکر کرنے میں برابری اور مساوات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوچ و بچار فانی اور باقی چیز میں غور و فکر ہوتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات حلم و صبر کی جامع تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی چیز غضبناک نہیں کرتی اور نہ کوئی بے چین کرتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حذر اور بچاؤ چار امور پر تھا اچھی بات کو اختیار کرنا اور اقتدا کی جائے، لوگوں کے لئے دنیا اور آخرت کے منافع کا اہتمام کرنا۔

''شمائل ترمذی'' میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث ہے (سفیان بن وکیع بن الجراح، جمیع بن عمر بن عبدالرحمن عجلی، بنی تمیم کے ایک آدمی از اولاد ابو ہالہ شوہر خدیجہ جن کی کنیت ابوعبداللہ، یزید بن عمر، از ابن ابی ہالہ) حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں سے پوچھا اور انہوں نے حدیث بیان کی اور اس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ کی روایت بھی شامل ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو عبداللہ الحاکم نیشاپوری، ابو محمد الحسن بن محمد بن یحییٰ بن حسن بن جعفر بن عبیداللہ بن حسین بن علی بن ابی طالب [illegible] ابو محمد اسماعیل بن محمد بن اسحاق بن جعفر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب در مدینہ ۲۶۶ھ، علی بن جعفر بن محمد، [illegible] جعفر بن محمد، علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہ، محمد بن علی بن حسین) حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے پوچھا پھر انہوں نے مکمل حدیث بیان کی۔

[illegible] شیخ الاسلام ابوالحجاج مزی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دو اسناد کے بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ (اسماعیل بن مسلم بن قعنب قعنبی، اسماعیل بن [illegible] یعقوب تیمی) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ہند بن ابی ہالہ سے جو بڑی کثرت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک خوب بیان کرتے تھے، مجھے انہوں نے مذکورہ حدیث [illegible]۔

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ([illegible] (ایک ضعیف راوی) عبدالعزیز بن عبدالصمد، جعفر بن محمد، ابو جعفر، ہشام بن عروہ، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں تقریباً ہند کی حدیث کے برابر، حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو مکمل بیان کیا ہے اور اس کے ہر ایک غریب الفاظ کی تشریح بیان کی ہے اور ہم نے جو بیان کیا ہے یہ اس سے مستغنی اور بے نیاز کرتا ہے واللہ اعلم۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ابو عاصم ضحاک، عمر بن سعید بن ابی حسین، ابن ابی ملیکہ) عقبہ بن حارث سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چند دن بعد، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز عصر پڑھائی اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دونوں مسجد کے باہر چلے آئے، دیکھا تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ بچوں کے ساتھ کھیل کود رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو کندھے پر اٹھا کر کہنے لگے، میرے ماں باپ قربان! نبی علیہ السلام کے مشابہ ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شبیہ نہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو دیکھ کر ہنس رہے تھے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (احمد بن یونس، زہیر، اسماعیل) ابوجحیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابوعلی روذباری، عبداللہ بن جعفر بن شوذب واسطی، شعیب بن ایوب صریفینی، عبیداللہ بن موسیٰ، اسرائیل، ابواسحاق، ہانی) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سینہ سے سر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ مشابہ تھے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نیچے والے جسم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ مشابہ تھے۔

نبی علیہ السلام کے اخلاق اور پاکیزہ عادات کا بیان

ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلہ اور خاندان، نسب اور ولادت کی پاکیزگی کا ذکر کر چکے ہیں اور قرآن شریف (۶/۱۲۴) میں ہے اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اپنی پیغمبری کا کام کس سے لے۔

(۱) .... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بنی آدم کے بہتر قرنوں میں مبعوث کیا گیا ایک قرن کے بعد دوسرے قرن میں یہاں تک کہ میں اس قرن اور صدی میں ہوں جس میں مبعوث ہوا۔

(۲) .... صحیح مسلم میں حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ بن اسقع سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کو بنی اسماعیل سے ممتاز کیا اور بنی ہاشم کو قریش سے منتخب کیا اور بنی ہاشم سے مجھ کو پسند کیا۔

(۳) .... ارشاد الٰہی انک لعلی خلق عظیم (۶۸/۴) کی تفسیر میں عوفی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ خلق عظیم سے مراد ''دین عظیم'' ہے یعنی اسلام، یہی تفسیر مجاہد، ابن مالک، سدی، ضحاک اور عبدالرحمان بن زید بن اسلم سے منقول ہے اور بقول ابن عطیہ مفسر خلق سے ''ادب'' مراد ہے۔

(۴) .... امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ سعد بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ''خلق'' سے آگاہ کیجئے تو فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ قرآن شریف نہیں پڑھتے تو عرض کیا کیوں نہیں؟ تو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ''خلق'' قرآن تھا۔

(۵) .... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (اسماعیل بن علیہ، یونس بن عبید) حضرت حسن البصری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے خلق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت دریافت ہوا تو فرمایا ''کان خلقہ القرآن'' آپ کا خلق قرآن تھا۔

(۶) .... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ عبدالرحمان بن مہدی، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بھی عبدالرحمان سے اور ابن جریر ابن وہب سے، یہ دونوں (معاویہ بن صالح، ابوالزاہریہ) جبیر بن نفیر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حج کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کان خلقہ القرآن۔

خلق کا مطلب .... یہ ہے کہ قرآن شریف نے جو بھی آپ علیہ السلام کو حکم دیا آپ علیہ السلام نے اس پر عمل کیا اور جس بات سے منع کیا آپ علیہ السلام نے اس سے اجتناب کیا، یہ ہیں وہ فطری اور طبعی اخلاق فاضلہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جبلت میں ودیعت کئے جو کسی انسان میں موجود نہیں تھے اور نہ ہی کوئی اس سے بہتر اخلاق کا حامل ہوگا، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہ ''دین عظیم'' مشروع کیا جو اس

سے پہلے کسی کے لئے مشروع اور منتخب نہیں ہوئیں یہ ایسی صفات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول اور نبی مبعوث ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں شرم و حیاء، کرم، شجاعت، شہامت، حلم و بردباری، عفو و درگزر اور دیگر بہت سے اخلاق کا اختلاط موجود تھے جن کا حصر و شمار ناممکن ہے۔

(۷) یعقوب بن سفیان (سلیمان، عبدالرحمن، حسن بن یحییٰ، زید بن واقد، بشر بن عبیداللہ، ابو ادریس خولانی) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "خلق" کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا "خلق" قرآن تھا۔ رب کی رضا پر راضی اور اس کی ناراضگی پر ناراض۔

(۸) حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابوعبداللہ الحافظ، احمد بن کامل فقیہ، بغدادی، قیس بن انیف، قتیبہ بن سعید، جعفر بن سلیمان، ابو عمران) یزید بن بابنوس سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اے ام المومنین! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق کیسا تھا تو آپ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن تھا، پھر فرمایا کیا تم سورہ مومنون کی تلاوت کرتے ہو، شروع سے دس آیات تک پڑھو، پھر فرمایا اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق تھے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو قتیبہ بن سعید سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

(۹) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ، وکیع، ہشام بن عروہ، والد) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین (۱۹۹/۷) کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کے مامور تھے کہ لوگوں کے اخلاق میں سے "عفو" کو اختیار کریں۔

(۱۰) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (سعید بن منصور، عبدالعزیز بن محمد، محمد بن عجلان، قعقاع بن حکیم، ابو صالح) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عمدہ اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ "تفرد بہ" حافظ ابوبکر خرائطی نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے "انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق"

(۱۱) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث ابواسحاق از حضرت براء رضی اللہ عنہ میں بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ میں سب سے حسین تھے اور خلق میں سب سے اچھا اور عمدہ تھے۔

آسان بات پر عمل کرنا: (۱۲) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (زہری، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو باتوں میں ایک کو اختیار کرنے کا حکم دیا جاتا تو ان میں سے آسان بات کو منتخب کرتے بشرطیکہ گناہ نہ ہو۔ اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بہت دور رہتے۔ اپنی ذات کے لئے کبھی انتقام نہیں لیا الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حرمت کا ارتکاب ہوتا پھر محض اللہ تعالیٰ کی خاطر اس سے انتقام لیتے۔ اس روایت کو بخاری اور مسلم نے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔

(۱۳) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (ابو کریب، ابو اسامہ، ہشام، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے کبھی کسی خادم اور خادمہ کو نہیں مارا، الا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم راہ خدا میں جہاد کر رہے ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی تکلیف کا انتقام نہیں لیا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حرمات میں سے کسی کا ارتکاب ہوتا تو آپ اللہ تعالیٰ کی خاطر اس سے انتقام لیتے۔

(۱۴) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرزاق، معمر، زہری، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے کبھی کسی خادم اور عورت کو نہیں مارا سوائے اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم راہ خدا میں جہاد کر رہے ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو چیزوں میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کا حکم دیا گیا تو ان میں سے آسان تر آپ کو زیادہ مرغوب ہوتی تھی۔ الا یہ کہ گناہ ہو، جب گناہ ہوتا تو آپ سب لوگوں سے زیادہ اس سے کنارہ کش رہتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی تکلیف کا انتقام نہیں لیا یہاں تک کہ اللہ کی حرمات کا ارتکاب ہو تو آپ اللہ تعالیٰ کی خاطر انتقام لیتے۔

(۱۵) امام ابوداؤد طیالسی (شعبہ، ابو اسحاق) ابو عبداللہ جدلی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے "خلق" کے بارے میں پوچھا تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحش گو نہیں تھے اور نہ ہی بدزبان اور بازاروں میں شور کرنے والے تھے، برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے بلکہ معاف فرما دیتے اور درگزر کرتے۔ (راوی کا گمان ہے "صخاب" کی بجائے "فحاش" کا لفظ ہے اور یہ حدیث ابو داؤد طیالسی کی جانب سے ہے) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے شعبہ سے نقل کر کے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔

(۱۶) یعقوب بن سفیان (ابو داؤد اور عاصم بن علی از ابن ابی ذئب از صالح مولی التوأمہ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت و برکات بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوتے اور اچانک تیز چلتے میرے ماں باپ قربان ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی فحش گو نہیں تھے اور نہ ہی فحش بکنے والے تھے اور نہ ہی بازاروں میں شور مچانے والے تھے۔ (یہ اضافہ راوی کا ہے) انہوں نے آپ جیسا پہلے دیکھا تھا اور نہ بعد میں دیکھا۔

(۱۷) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام بد گو فحش گو تھے نہ خواہ مخواہ فحش بکتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے تم میں سے بہترین شخص خوش اخلاق ہے۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اعمش سے روایت کیا ہے۔

(۱۸) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت تورات میں اتنی مذکور ہیں جو قرآن شریف میں (۴۵:۳۳) ہے یعنی شاہد، مبشر اور نذیر بھی موجود ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پڑھوں کے لئے پناہ اور پشت پناہ تھے، فرمان الٰہی ہے کہ تو میرا بندہ ہے اور رسول بھی ہے آپ کا نام متوکل رکھا ہے نہ آپ تند خو تھے اور نہ ہی سنگدل اور نہ ہی بازاروں میں شور و غل کرنے والے برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے مگر معاف اور درگزر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح ہرگز قبض نہ کرے گا یہاں تک کہ آپ کی بدولت ٹیڑھی ملت سیدھی ہو جائے اور وہ "لا الہ الا اللہ" پڑھنے لگیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اندھی آنکھوں کو بینائی عطا کرے گا اور بہرے کانوں کو سماعت عطا کرے گا اور بند دلوں کو کشادگی عطا کرے گا اور ابن جریر کی روایت عبداللہ بن سلام اور کعب احبار سے بھی مروی ہے۔

(۱۹) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام پردہ نشین دوشیزہ سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔

(۲۰) ابن بشار (یحییٰ اور عبدالرحمٰن، شعبہ رحمۃ اللہ علیہ) سے مذکورہ بالا روایت کی مثل روایت کرتے ہیں (اس میں یہ اضافہ ہے) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کو ناپسند سمجھتے تو ناگواری کے آثار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور سے ہویدا ہوتے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو شعبہ سے روایت کیا ہے۔

(۲۱) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو عامر، فلیح، ہلال بن علی) حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ گالی دیتے نہ لعن طعن کرتے اور نہ ہی فحش گو تھے، عتاب اور ناراضگی کے وقت (زیادہ سے زیادہ) یہ کہتے "اسے کیا ہو گیا ہے اس کی پیشانی خاک آلود ہو"۔ اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن سنان کے ذریعے فلیح سے نقل کیا ہے۔

ابو طلحہ کا گھوڑا۔ (۲۲) صحیحین میں (الفاظ مسلم کے ہیں۔ حماد بن زید از ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حسین، سب سے زیادہ سخی اور فیاض، شجاع اور بہادر تھے، ایک رات مدینہ کے باشندے ایک آواز سن کر گھبرا گئے لوگ آواز کی جانب حقیقت حال معلوم کرنے کی خاطر چل پڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے واپس آتے ہوئے ملے آپ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے بے زین گھوڑے پر سوار تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن میں تلوار حمائل تھی آپ علیہ السلام فرما رہے تھے تمہیں کوئی خوف و خطر نہیں، کوئی ڈر نہیں، تو پھر بھی ہم نے اس گھوڑے کو دریا کی طرح رواں پایا (یا فرمایا) یہ تو دریا ہے حالانکہ یہ گھوڑا سست رفتاری کے لئے مشہور تھا اور حقیقت میں یہ گھوڑا سست رفتار تھا۔

(۲۳) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مدینہ میں لوگ خوف و ہراس میں مبتلا تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا "مندوب" نامی گھوڑا عاریۃً لیا اور اس پر سوار ہو کر خطرے کے مقام پر گئے اور واپس چلے آئے تو فرمایا ہم نے گھبراہٹ کی کوئی بات محسوس نہیں کی اور اس گھوڑے کو ہم نے دریا پایا۔ نیز فرمایا جب جنگ تیز ہو جاتی تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بچاؤ بناتے۔

(۲۴) ابو اسحاق (یعنی حارثہ بن مضرب) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ لیتے اور مشرکین سے اپنا بچاؤ کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ بہادر تھے، روایت صحیح ہے۔

(۲۵) غزوۂ حنین میں بیان ہو چکا ہے کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم پسپا ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن خچر پر سوار ثابت قدم رہے اور آپ خچر کو دشمن کی جانب بڑھاتے ہوئے یہ فرما رہے تھے: انا النبی لا کذب میں نبی ہوں کذب بیانی نہیں انا ابن عبد المطلب میں عبد المطلب کا بہادر بیٹا ہوں اور یہ عظیم شجاعت اور کامل توکل کا اظہار ہو رہا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت گاری

(۲۶) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (اسماعیل بن علیہ، عبد العزیز) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ میرا ہاتھ پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ! انس رضی اللہ عنہ ذہین لڑکا ہے وہ آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضر میں اور سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔ خدا کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کسی کام پر نکتہ چینی نہیں کی کہ یہ کام اس طرح کیوں کیا ہے اور کسی کام کے نہ کرنے پر بلکہ یہ بھی نہیں کہا کہ یہ کام کیوں نہیں کیا۔

(۲۷) مسلم میں سعید بن ابی بردہ کی معرفت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نو سال خدمت کی، مجھے معلوم نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کبھی یہ کہا ہو کہ تو نے ایسا کیوں کیا اور نہ ہی کسی کام پر حرف گیری کی ہے۔

(۲۸) مسلم میں حدیث (عکرمہ بن عمار، اسحاق) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے خوش اخلاق تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک دن کسی ضرورت کے لئے بھیجا تو میں نے (از راہِ پیار و محبت کہا) واللہ! میں نہ جاؤں گا (میرے دل میں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کے لئے جاؤں گا) میں وہاں سے روانہ ہوا اور راستے میں سے گزرا جہاں بازار میں بچے کھیل رہے تھے (میں دیکھنے کے لئے رک گیا) تو اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے میری گدی پکڑ لی اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ مسکرا رہے ہیں اور فرمایا اے انیس! میں نے جہاں بھیجا تھا تو وہاں گیا ہے؟ عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ! جاتا ہوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! میں نے آپ کی نو سال خدمت کی، مجھے یاد نہیں کہ آپ نے کسی کام پر نکتہ چینی کی یا کبھی جواب طلبی اور باز پرس کی ہو۔

(۲۹) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (کثیر بن ہشام، جعفر، عمران قصیر) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی، میں نے کسی کام میں سستی یا غفلت کی ہو یا میں نے کوئی کام خراب کر دیا ہو تو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ملامت نہ کی۔ اگر آپ کے گھر والوں میں سے کوئی مجھ کو ملامت کرتا تو آپ فرماتے اسے چھوڑ دو اگر اس کا ہونا مقدر میں ہوتا تو ہو جاتا۔ اس روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے (علی بن ثابت، جعفر ابن برقان، عمران بن بصری القصیر) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی بیان کیا ہے۔ (تفرد بہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ)

(۳۰) امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ (عبد الصمد، والد، ابو التیاح) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ خوش اخلاق تھے۔ میرا ایک بھائی ابو عمیر تھا (راوی کا خیال ہے کہ اس کی مدت رضاعت ختم ہو چکی تھی) جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لاتے تو اسے یوں فرماتے ابو عمیر کیا ہوا نغیر؟ (نغیر ایک چڑیا تھی جس کے ساتھ وہ کھیلا کرتا تھا) بسا اوقات نماز کا وقت آ جاتا اور آپ ہمارے گھر میں ہی تشریف فرما ہوتے تو آپ نیچے والے بستر کے متعلق حکم فرماتے اسے جھاڑا جاتا پھر اس پر پانی چھڑکا جاتا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نماز پڑھا رہے تھے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہوتے، آپ علیہ السلام ہمیں نماز پڑھاتے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے کبھی کسی خوش الحان کی قراءت اس روایت کو ابوداؤد کے علاوہ اصحاب ستہ نے متعدد اسناد سے (از ابواسحاق از عدی بن ثابت از براء بن عازب رضی اللہ عنہ) بیان کیا ہے۔

سخاوت ۔۔۔ (۳۶) صحیحین میں حدیث ہے (زہری از عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ) حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں جب جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کا دور کیا کرتے تھے تو آپ علیہ السلام اور بھی سخی ہوتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیز رفتار ہوا سے بھی زیادہ کار خیر کا مظاہرہ کرتے تھے۔

ناگوار بات ۔۔۔ (۳۷) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو کامل، حماد بن زید، سلم علوی) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ایک شخص کے لباس پر پیلے رنگ کا داغ دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ناگوار محسوس کیا، جب وہ مجلس سے اٹھ کر چلا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر تم اس شخص کو کہتے کہ وہ اس داغ کو دھو ڈالے (تو بہتر ہے) انس کا بیان ہے کہ نبی علیہ السلام کسی کے سامنے ناگوار بات نہ کرتے تھے۔ اس روایت کو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے شمائل میں اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے (الیوم واللیلۃ) میں حماد بن زید از سلم بن قیس علوی البصری سے بیان کیا ہے۔

سلم بن قیس علوی بصری ۔۔۔ بقول امام ابوداؤد یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے نہیں ہے علم نجوم کا ماہر تھا اس نے چاند دیکھنے کی گواہی عدی بن ارطاۃ کے پاس دی انہوں نے اس کی گواہی قبول نہ کی۔

(۳۸) امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (عثمان بن ابی شیبہ، یحییٰ بن عبدالحمید حمانی، اعمش، مسلم، مسروق) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ناگوار بات کی خبر ہوتی تو آپ یوں ارشاد نہ فرماتے کہ فلاں شخص کا کیا حال ہے بلکہ آپ فرماتے ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اس طرح کہتے ہیں۔

(۳۹) صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص مجھے کسی کی غلط اطلاع فراہم نہ کرے میری خواہش ہے کہ میں آپ لوگوں کے پاس آؤں تو میرا دل صاف ہو۔

آپ علیہ السلام کا درگزر کرنا ۔۔۔ (۴۰) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا جا رہا تھا آپ کے کندھوں پر موٹے کنارے والی ایک چادر تھی، ایک دیہاتی شخص آپ کو ملا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کو نہایت زور سے کھینچا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے کے پہلو کو دیکھا (سخت کھینچنے کی وجہ سے کندھے پر چادر کا نشان پڑ گیا ہے) پھر اس دیہاتی نے کہا: محمد! اللہ کا مال جو آپ کے پاس ہے اس میں سے مجھے عطا فرمائیے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے اس کی جانب متوجہ ہوئے اور اس کو ’’عطیہ‘‘ کا حکم فرمایا اس روایت کو مسلم رحمۃ اللہ علیہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مالک سے بیان کیا ہے۔

(۴۱) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (زید بن حباب، محمد بن ہلال قرشی، ہلال قرشی) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مسجد میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے جب آپ علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے تو ہم بھی اٹھ کھڑے ہوئے، پھر ایک دیہاتی آیا اس نے کہا: محمد! مجھے کچھ دو! آپ نے فرمایا لا، استغفر اللہ نہیں اور میں اللہ سے مغفرت کا طالب ہوں، پھر اس نے آپ کا قمیص اس زور سے کھینچا کہ آپ کا بدن چھل گیا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ لوگوں نے اس کو مارنے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دو، پھر آپ نے اس کو عطیہ دیا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ’’لا استغفر اللہ‘‘ آپ کے قسم کھانے کے الفاظ تھے۔ اس حدیث کو ابوداؤد، نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ماجہ نے متعدد طرق سے (محمد بن ہلال عن ابیہ ہلال مدنی ابن کعب ابوہلال) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مانند بیان کیا ہے۔

سحر اور اس کی تاثیر اور آپ کی خندہ پیشانی ...... (۳۷) یعقوب بن سفیان (عبیداللہ بن موسیٰ، شیبان، اعمش، ثمامہ بن عقبہ) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آمد و رفت تھی اور وہ آپ علیہ السلام کو امین سمجھتا تھا اس نے آپ کے لئے بالوں میں گرہ لگائی اور اس کو کنوئیں میں ڈال دیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذہنی پریشانی میں مبتلا کر دیا پھر آپ کے پاس دو فرشتے مزاج پرسی کے لئے آئے تو انہوں نے بتایا کہ فلاں نے آپ کے لئے بالوں میں گرہ لگائی ہے اور یہ فلاں کنوئیں میں ہے اور اس گرہ کی تاثیر سے کنوئیں کا پانی زرد ہو گیا ہے چنانچہ نبی علیہ السلام نے کسی کو بھیجا اور اس نے کنوئیں سے وہ گرہ نکالی اور کنوئیں کا پانی واقعی زرد ہو چکا تھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرہ کھول دی اور آپ اطمینان سے سو گئے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں نے دیکھا وہ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا جاتا تھا لیکن میں نے آپ کے چہرہ پر ناگواری کے آثار نہیں دیکھے حتیٰ کہ آپ فوت ہو گئے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، صحیح بخاری میں مشہور روایت یہ ہے کہ لبید بن اعصم یہودی نے نبی علیہ السلام پر کنگھی اور ان بالوں میں جو کنگھی کرنے کے دوران جھڑتے ہیں، مادہ کھجور کے خوشے کے غلاف میں رکھ کر جادو کیا تھا اور اس کو "ذروان نامی کنوئیں" کے پتھر کے نیچے دبا دیا اور یہ کیفیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریباً چھ ماہ تک طاری رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس نازل فرمائیں۔ اور یہ بات مشہور ہے کہ ان دونوں سورتوں میں گیارہ آیات ہیں اور جادو کی گیارہ گرہیں تھیں۔ ہم نے ان سب کو تفسیر ابن کثیر میں بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے جو کافی وافی ہے، واللہ اعلم۔

ہم مجلس کے ساتھ بیٹھنے کا انداز ...... (۳۸) ...... یعقوب بن سفیان (ابو نعیم، عمران بن زید ابو یحییٰ ملائی، زید العمی) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سے مصافحہ کرتے یا کوئی آپ سے مصافحہ کرتا تو آپ اپنا دست مبارک اس وقت تک علیحدہ نہ کرتے جب تک وہ خود اپنا ہاتھ نہ کھینچ لیتا۔ اگر آپ کسی کے سامنے ہوتے تو آپ اس سے چہرہ انور نہ پھیرتے جب تک کہ وہ خود روگردانی نہ کرتا اور اپنے ہم مجلس اور ہم نشین کے سامنے پاؤں اور گھٹنے دراز نہ فرماتے۔ اس روایت کو ترمذی اور ابن ماجہ نے (عمران بن زید ثعلبی ابو یحییٰ الطویل کوفی، زید بن حواری العمی) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

عاجزی ...... (۳۹) ابو داؤد (احمد بن منیع، ابو قطن، مبارک بن فضالہ، ثابت بنانی) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی آدمی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اس سے علیحدہ کر لیا ہو، جب تک کہ وہ آدمی خود ہی اپنے سر کو علیحدہ نہ کرے اور میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کا ہاتھ تھاما ہو اور چھوڑ دیا ہو یہاں تک کہ وہ خود ہی اپنا ہاتھ چھوڑ دیتا۔ (تفرد بہ ابو داؤد)

(۴۰) ...... امام احمد (محمد بن جعفر اور حجاج، شعبہ، علی بن زید) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ کی کوئی بچی آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیتی، آپ اس سے اپنا ہاتھ نہ چھڑاتے یہاں تک کہ وہ آپ کو جہاں چاہتی لے جاتی۔ ابن ماجہ نے اس کو شعبہ سے روایت کیا ہے۔

(۴۱) ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ہشیم، حمید) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ کی کوئی بچی (لونڈی) آتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پکڑ کر اپنے کام میں لے جاتی۔ اس روایت کو امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کے "کتاب الادب" میں معلق بیان کیا ہے کہ محمد بن عیسیٰ بن طباع نے ہشیم سے یہ روایت بیان کی ہے۔

جذبۂ ایثار ...... (۴۲) ...... طبرانی (ابو شعیب حرانی، یحییٰ بن عبداللہ بابلتی، ایوب بن نہیک، عطاء بن ابی رباح) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے ایک کپڑا بیچنے والے کو دیکھا، آپ نے چار درہم میں قمیص خرید لی اور آپ اسے پہنے ہوئے حجرے سے باہر تشریف لائے تو ایک انصاری صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے یہ قمیص دیجئے اللہ تعالیٰ آپ کو جنت کا

لیکن عطا فرمائیں گے چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں اٹھا کر واپس کر دیا پھر آپ نے ان میں سے چار درہم کے بدلے ایک اور قمیص خرید لی پھر آپ کے پاس دو درہم باقی رہ گئے تو دیکھا تو راستے میں ایک لڑکی رو رہی ہے؟ پوچھا کیوں رو رہی ہو؟ اس نے بتایا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے گھر والوں نے دو درہم خریدنے کے لئے دیئے تھے وہ گم ہو گئے تو آپ ﷺ نے اس کو باقی بچے ہوئے دو درہم عطا کر دیئے پھر وہ روتی ہوئی آگے بڑھی تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا اب تو تجھے مل گئے۔ اب کیوں رو رہی ہو؟ اس نے کہا مجھے ڈر ہے کہ گھر والے مجھے ماریں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ اس کے ہمراہ اس کے گھر والوں کے پاس گئے آپ نے السلام علیکم کہا تو وہ آپ کی آواز پہچان گئے۔ آپ ﷺ نے مسلسل تین بار السلام علیکم کہا جب انہوں نے جواب دیا پھر آپ نے پوچھا کیا تم نے پہلا سلام سنا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں، لیکن ہماری خواہش تھی کہ آپ ہم پر زیادہ سلام بھیجیں، آپ پر ہمارے ماں باپ قربان! آپ کیسے تشریف لائے؟؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بچی کو یہ ڈر تھا کہ تم اسے مارو گے یہ سن کر اس کے آقا نے کہا یہ اللہ کی رضا کے لئے آزاد ہے بوجہ اس کے کہ اس کے ہمراہ آپ تشریف لائے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خیر و برکت کی دعا دی اور جنت کی خوشخبری سنائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے دس درہموں میں برکت عطا کی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور انصاری کو قمیص عنایت کی اور ان سے ایک باندی آزاد فرمائی۔ میں اس ذات اقدس کی حمد و ستائش کرتا ہوں جس نے اپنی قدرت و طاقت سے اس رزق سے نوازا۔

ایوب حلبی: ...... طبرانی نے اس روایت کو اسی طرح بیان کیا ہے کہ اس کی سند میں ایوب بن نہیک حلبی ہے جس کو ابو حاتم نے ضعیف کہا ہے اور ابو زرعہ نے حدیث کا انکار کرنے والا کہا ہے اور ازدی نے اس کو متروک قرار دیا ہے۔

دلجوئی ...... (۳۳) امام احمد (عفان، حماد، ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت کی عقل میں کچھ فتور تھا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ایک حاجت ہے تو آپ نے فرمایا اے ام فلاں! دیکھو جس طریقہ سے بھی چاہو! پھر آپ اس کے ساتھ سرگوشی کرنے لگے حتیٰ کہ اس نے اپنی بات پوری کر لی۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو حماد بن سلمہ سے بیان کیا ہے۔

پسندیدہ کھانا ...... (۳۴) ...... صحیحین میں (اعمش) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا، اگر خواہش ہوئی تو کھا لیا ورنہ چھوڑ دیا۔

گوشت کے بارے میں پسندیدگی ...... (۳۵) ...... ثوری (اسود بن قیس، نبیح عنزی ۔۔ غالباً یہ نبیح کوفی ہے جنہیں ابن ملحاء اسدی یا واللہ اعلم کیونکہ حالات نا معلوم ہیں۔ اسود بن قیس کے ثقہ (محترم) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ ہم نے آپ کی خاطر بکری ذبح کی سو دیکھ کر آپ نے فرمایا یوں لگتا ہے جیسے تمہیں پتا تھا کہ ہم گوشت پسند کرتے ہیں۔ (الحدیث)

آسمان کی طرف نگاہ ...... (۳۶) محمد بن اسحاق (یعقوب بن عتبہ، عمر بن عبدالعزیز، یوسف بن عبداللہ بن سلام) حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ مجلس میں گفتگو کرتے تو اکثر آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتے۔ یہ روایت سنن ابوداؤد کی کتاب الادب میں محمد بن اسحاق سے مروی ہے۔

گوٹ ...... (۳۷) ... امام ابوداؤد (ہارون بن شعیب، عبداللہ بن ابراہیم، اسحاق بن محمد انصاری، ربیح بن عبدالرحمن، ابوہ ...) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھتے تو اپنے ہاتھ مبارک سے گوٹ مار لیتے اور بزار نے اپنی "مسند" میں روایت کیا ہے کہ جب بیٹھتے تو گھٹنے کھڑے کر لیتے اور ہاتھوں سے گوٹ مار لیتے۔

(۳۸) ...... ابوداؤد (حفص بن عمر اور موسیٰ بن اسماعیل، عبداللہ بن حسان عنبری، اپنی دو دادیاں صفیہ اور دحیبہ دختران علیبہ، موسیٰ راوی نے بنت حرملہ بتایا ہے) اور یہ دونوں قیلہ بنت مخرمہ کی ربیبہ تھیں اور قیلہ نے جو ان کے والد کی والدہ تھی، نے ان کو بتایا کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو

گوٹ مار کر بیٹھے دیکھ کر بولی کہ میں نے آپ کو نہایت خشوع و خضوع سے بیٹھے دیکھا تو خوف سے مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے "کتاب الشمائل" اور "جامع" میں از عبد بن حمید از عفان بن مسلم از عبد اللہ بن حسان کا بیان کیا ہے اور یہ طویل حدیث کا ایک حصہ ہے جس کو امام طبرانی نے "معجم کبیر" میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

ٹھہر ٹھہر کر بولنا ..(۴۹) امام بخاری، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے تھے، کوئی شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا۔

(۵۰) امام بخاری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کیا "ابو فلاں" نے تجھے تعجب میں نہیں ڈال دیا؟ وہ آیا اور میرے گھر کے پہلو میں بیٹھ کر مجھے سنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کر رہا تھا اور میں نماز پڑھنے میں مشغول تھی، نماز ختم ہونے سے پہلے ہی وہ اٹھ کر چلا گیا، اگر میں اس کو حدیث بیان کرتے ہوئے پا لیتی تو اس کا تعاقب کرتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح جلدی جلدی حدیث بیان نہیں کیا کرتے تھے۔ اس روایت کو امام احمد رحمہ اللہ نے علی بن اسحاق سے، امام مسلم رحمہ اللہ نے حرملہ سے اور امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے سلیمان بن داؤد سے اور یہ تینوں ابن وہب کی معرفت یونس بن یزید از زہری بیان کرتے ہیں۔ ابو داؤد کی روایت میں "ابو فلاں" کی بجائے ابو ہریرہ کی تصریح ہے۔

(۵۱) امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ (وکیع، سفیان، اسامہ، زہری، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کا کلام ٹھہر ٹھہر کر واضح تھا، ہر کوئی سمجھ لیتا تھا، جلدی جلدی نہیں بیان فرماتے تھے۔ یہ روایت امام ابو داؤد نے ابن ابی شیبہ کی معرفت وکیع سے بیان کی ہے۔

(۵۲) ابو یعلیٰ (عبد اللہ بن محمد بن یحییٰ، عبد اللہ بن مسعر بن کدام) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ یا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں آہستگی و ٹھہراؤ تھا۔

(۵۳) امام احمد (عبد الصمد، عبد اللہ بن مثنیٰ، ثمامہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بولتے تو کلام کو تین بار دہراتے اور جب کسی قوم کے پاس تشریف لے جاتے تو تین بار سلام کہتے۔ اس روایت کو امام بخاری نے عبد الصمد سے بیان کیا ہے۔

(۵۴) امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ (ابو سعید مولیٰ بنی ہاشم، عبد اللہ بن مثنیٰ) ثمامہ بن انس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کلام کو تین بار دہراتے اور فرماتے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی کلام کو تین بار دہراتے اور تین دفعہ اجازت طلب کرتے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے (عبد اللہ بن مثنیٰ، ثمامہ، انس رضی اللہ عنہ) بیان کی ہے اس میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بات کو تین بار دہراتے تاکہ سمجھی جائے اور امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح غریب کہا ہے۔

(۵۵) بخاری شریف میں ہے کہ مجھے جوامع الکلمات دیے گئے ہیں یعنی حکمت و دانائی کی باتوں کا اختصار کے ساتھ بیان کرتا ہوں۔

روئے زمین کے خزانے مجھے دیے گئے ...... (۵۶) امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ (حجاج، لیث، عقیل بن خالد، زہری) سعید بن مسیب سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے جامع کلمات دے کر مبعوث کیا گیا ہے، رعب اور ہیبت سے میری مدد کی گئی ہے، میں سو رہا تھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں مجھے دی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔ امام بخاری نے لیث سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

(۵۷) امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ (اسحاق بن عیسیٰ، ابن لہیعہ، عبد الرحمان الاعرج) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جامع کلمات دے کر مبعوث کیا گیا ہے، رعب اور ہیبت سے میری نصرت کی گئی ہے، میں سو رہا تھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں مجھے دی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔ (امام احمد اس سند میں منفرد ہیں)

(۵۸) امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ (یزید، محمد بن عمرو، ابو سلمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ

نے فرمایا رعب اور ہیبت سے میری اعانت کی گئی ہے مجھے جامع کلمات مرحمت کئے گئے، زمین میرے لئے عبادت گاہ اور پاک بنا دی گئی ہے، میں نیند میں مشغول تھا کہ روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔ (تفرد بہ احمد من ھذا الوجہ وھو علی شرط مسلم)

مسکراہٹ ...... (۵۹) ...... مسلم، بخاری (ابن وھب، عمرو بن حرث، ابو النضر، سلیمان بن یسار) عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر کھل کھلا کر ہنستے کبھی نہیں دیکھا کہ میں نے آپ کے مسوڑھے کو دیکھا ہو، آپ صرف تبسم فرماتے تھے۔

(۶۰) ...... امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ (قتیبہ، ابن لھیعہ، عبید اللہ بن مغیرہ، عبد اللہ بن حرث) جزء رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مسکرانے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

(۶۱) ...... امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ (لیث، یزید بن ابی حبیب) عبد اللہ بن حرث بن جزء رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف تبسم ہی فرماتے تھے، ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔

(۶۲) ...... امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ (یحییٰ بن یحییٰ، ابو خیثمہ) سماک بن حرب سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شرکت کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں! بکثرت۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جہاں فجر کی نماز پڑھاتے وہاں سے سورج طلوع ہونے کے بعد اٹھتے۔ جاہلیت کے دور کی باتوں کا تذکرہ کرکے مسکراتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے تھے۔

(۶۳) ...... ابو داؤد طیالسی (شریک اور قیس بن سعد) سماک بن حرب سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے؟ تو انہوں نے ہاں میں جواب دے کر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کم بولتے اور کم ہنستے، بسا اوقات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کے پاس اشعار پڑھتے اور بعض اوقات آپ بھی ان کی بات میں حصہ لیتے، صحابہ رضی اللہ عنہ ہنستے اور آپ بکثرت مسکراتے۔

(۶۴) ...... بیہقی (ابو عبد اللہ الحافظ اور ابو سعید بن عمرو، ابو العباس محمد بن یعقوب، محمد بن اسحاق، ابو عبد الرحمان مقری، لیث بن سعد) ولید بن ابی الولید سے روایت کرتے ہیں کہ سلیمان بن خارجہ نے اس کو کہا کہ خارجہ بن زید بن ثابت نے اس کو بتایا کہ چند لوگ اس کے والد محترم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں کچھ بتائیں تو اس نے کہا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسایہ تھا، جب آپ پر وحی نازل ہوتی تو آپ مجھے پیغام بھیج کر بلا لیتے میں حاضر ہوتا اور وحی کی کتابت کرتا جب ہم دنیاوی کاموں کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ شامل ہو جاتے اور جب اخروی باتوں کا تذکرہ کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ ان کا تذکرہ فرماتے اور جب کھانے پینے کی اشیا کا بیان کرتے تو آپ بھی اس کا ذکر کرتے، یہ سب باتیں میں آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرکے سنا رہا ہوں۔ "شمائل" میں امام ترمذی نے اس روایت کو (عباس دوری، ابو عبد الرحمان، عبد اللہ بن یزید مقری) سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جود وسخا کا تذکرہ ...... (۱) ...... اس سے پہلے صحیحین کی وہ روایت بیان ہو چکی ہے جو (زہری از عبید اللہ بن عبد اللہ از ابن عباس) سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے تھے اور رمضان شریف میں جب جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید کا دور کرتے تو آپ تیز ہوا سے بھی زیادہ سخاوت کرتے تھے۔

تشبیہ ...... یہ تشبیہ انتہائی بلیغ ہے کہ آپ کے کرم وسخا کو مسلسل اور تیز و تند ہوا سے تشبیہ اس کے عام ہونے اور مسلسل چلنے کی وجہ سے ہے۔

(۲) ...... بخاری و مسلم (سفیان بن سعید ثوری، محمد بن منکدر) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سوال کے جواب میں "لا (نہ)" نہیں کہا۔

(۳) ...... امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ (ابن ابی عدی، حمید، موسیٰ بن انس) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے اسلام کے نام پر کسی چیز کا سوال کیا جاتا تو آپ وہ چیز عطا فرما دیتے۔ آپ کے پاس ایک سائل آیا تو آپ نے اس کو بکریاں دلوا دیں بکریاں جو دو پہاڑوں کے درمیان بہت سی بکریاں تھیں، اسے دے دیں۔ وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور کہا لوگو! تم اسلام میں داخل ہو جاؤ، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر دیتے ہیں کہ فقر و فاقہ کی فکر نہیں کرتے۔ اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے (عاصم بن نضر از خالد بن حارث از حمید) کی روایت کیا ہے۔

بے تحاشا سخاوت کی حکمت اور توجیہ.....(۴) امام احمد رحمہ اللہ (عفان از حماد از ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سائل آیا تو آپ نے اس کو دو پہاڑوں کے درمیان بکریوں کا ایک گلہ عطا فرما دیا۔ وہ اپنے قبیلے کے پاس گیا اور اس نے کہا اے لوگو! اسلام قبول کر لو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر عطا فرماتے ہیں کہ فقر و فاقہ کا اندیشہ محسوس نہیں کرتے۔ کوئی شخص محض دنیا کی خاطر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تو شام سے پہلے ہی دین اسلام اس کو تمام دنیا سے محبوب اور پیارا ہو جاتا۔ اس روایت کو مسلم نے حماد از ثابت کی سند سے بیان کیا ہے

یہ عطیات اسلام کے بارے میں تھے۔ کمزور ایمان والوں کی دلجوئی اور مجلس کے لئے غیروں کے ساتھ الفت و پیار کی خاطر تاکہ وہ لوگ اسلام کے دائرے میں داخل ہو جائیں جیسا کہ غزوہ حنین کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے حساب عطا فرمایا ہے۔ جب بے شمار اونٹ اور بکریاں بہت بڑی مقدار میں تھیں اور چونکہ کمزور دل مسلمانوں میں تقسیم کیا اس کی وجہ سے مہاجرین اور انصار جیسے جو اس کے حصہ دار تھے بلکہ سارا مال ان لوگوں میں تقسیم کر دیا جن کی اسلام کے بارے میں دلجوئی مقصود تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص اہل ایمان لوگوں کو نظر انداز کر دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں مستقل ایمان اور پختگی پیدا کر دی تھی۔

انصار کے بعض حضرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تقسیم پر کچھ ناراضگی اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو آپ نے ان کو اس فیاضانہ تقسیم کی حکمت سے آگاہ کیا اور ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ لوگ مال مویشی اور اونٹ وغیرہ لے جائیں اور تم اپنے گھروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت کو لے جاؤ۔ یہ سن کر سب نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر راضی اور خوش و خرم ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مال کثیر عطا کرنا..... اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مسلمان ہونے کے بعد بہت زیادہ مال عطا فرمایا۔ جب آپ ﷺ کے پاس "بحرین" سے مال آیا تو آپ نے اس کو مسجد میں اپنے سامنے رکھوایا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ رسول اللہ ﷺ مجھے عطا فرمائیے میں نے اپنا اور عقیل کا فدیہ ادا کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لو" تو انہوں نے اپنی چادر اتار کر اس میں ڈالنے لگے پھر اٹھانے لگے تو اٹھا نہ سکے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اس کو اٹھا کر میرے کندھے پر رکھ دیں۔ آپ نے فرمایا میں ایسا نہ کروں گا تو انہوں نے عرض کیا آپ کسی کو فرمائیں کہ وہ میرے کندھوں پر رکھ دے۔ آپ نے فرمایا ایسا بھی نہیں کروں گا، چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے کچھ مال کم کر دیا اور اٹھانے لگے پھر بھی نہ اٹھا سکے دوبارہ کہا یا رسول اللہ! آپ میرے کندھوں پر رکھوا دیجئے یا کسی کو حکم دیں کہ وہ میرے کندھے پر اٹھا کر رکھ دے۔ آپ نے ایسا کرنے سے صاف انکار کر دیا تو اس میں سے مزید مال کم کر دیا اور باقی بچا ہوا مال اٹھا لیا اور اس کو لے کر مسجد سے باہر نکل گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی حرص پر حیرت و تعجب کا اظہار کرتے ہوئے ان کی طرف نگاہ اٹھائے ہوئے تھے۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ طویل قامت، زبردست اور طاقتور آدمی تھے کم از کم یہ مال جو آپ نے اٹھایا وہ تقریباً چالیس ہزار درہم کا ہوگا واللہ اعلم۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو صحیح بخاری میں متعدد مقامات پر "صیغہ جزم" کے ساتھ تعلیقاً بیان کیا ہے اور یہ واقعہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مناقب و فضائل میں بیان کیا جاتا ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ (۸/۷۰) میں ہے "اے نبی! جو قیدی تمہارے ہاتھ میں ہیں ان سے کہہ دو کہ اگر اللہ تمہارے دلوں میں نیکی معلوم کرے گا تو تمہیں اس سے بہتر دے گا جو تم سے لیا گیا ہے اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

(د) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا قول بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ شجاع تھے (الحدیث) یہ کامل صفات آپ میں کیونکر نہ ہوں آپ اللہ کے رسول ہیں اکمل ترین صفت پر سب کی تخلیق ہوئی ہے آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے مقصد پر پورا اعتماد و یقین ہے جس نے تمہیں قرآن اور کتاب عزیز میں یہ فرمایا ہے اور تمہیں نصیحت کی گئی ہے کہ تم راہ خدا میں خرچ کیا کرتے۔ اور جو چیز بھی تم خرچ کرو گے وہ اس کا بدلہ عطا کرے گا اور وہ رزق دینے والوں میں سے بہتر ہے اور آپ ہی نے اپنے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا اور آپ اپنے وعدہ اور قول میں صادق اور مصدوق ہیں: اے بلال! خرچ کر اور عرش والے پروردگار سے قلت و تنگی کا اندیشہ نہ کر اور آپ ہی کا یہ فرمان مبارک ہے کہ روزانہ دو فرشتے صدا دیتے ہیں ایک ان میں سے کہتا ہے اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا نعم البدل دے اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ! بخیل اور کنجوس کو تلف اور ضائع کر۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے فرمایا تو اسے جمع کر کے حفاظت سے نہ رکھ ورنہ اللہ بھی تجھ سے اپنا مال تھام کر رکھے گا اور اپنی تھیلی میں بند کر کے نہ رکھ ورنہ اللہ بھی اپنا مال تجھ سے بند کر رکھے گا اور بخاری میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا تعالیٰ کا فرمان ہے اے ابن آدم! تو اللہ کے راستے میں خرچ کر میں بھی تجھے عطا کروں گا۔

لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ شجاع و بہادر تھے کیونکر نہ ہوں کہ آپ ہی اعظم متوکل ہیں جن سے زیادہ کسی کا توکل و اعتماد نہیں اور آپ ہی کو اللہ تعالیٰ کے رزق اور نصرت پر سب سے زیادہ اعتماد و یقین ہے اور آپ ہی تمام امور میں اللہ تعالیٰ سے اعانت و نصرت کے طالب ہیں۔ اس کے علاوہ آپ بعثت سے قبل اور نبوت کے بعد اور قبل از ہجرت فقیروں، بیواؤں، یتیموں، ضعیفوں اور مسکینوں کے ملجا و ماویٰ تھے جیسا کہ آپ کے چچا ابو طالب نے ''قصیدہ لامیہ'' میں کہا:

وما ترك قوم لا أبا لك سيدا
يحوط الذمار غير ذرب موكل
وأبيض يستسقى الغمام بوجهه
ثمال اليتامى عصمة للأرامل
يلوذ به الهلاك من آل هاشم
فهم عنده في نعمة وفواضل

''تیرا باپ نہ رہے قوم ایسے سردار کو فراموش نہیں کر سکتی جو اپنی ذمہ داریوں کی حفاظت کرتا ہے نہ تیز زبان ہے نہ کسی پر سہارا کرتا ہے سفید رنگ ہے اس کے چہرہ انور کی برکت سے بارش طلب کی جاتی ہے یتیموں کا فریاد رس اور بیواؤں کا محافظ ہے۔ آل ہاشم کے کمزور لوگ اس کے ساتھ پناہ لیتے ہیں اور وہ اس کے پاس آسائش اور فراخی میں ہیں۔''

تواضع اور انکساری...... امام احمد رحمہ اللہ (حماد بن سلمہ ثابت البنانی اور حمید) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ''یا سیدنا وابن سیدنا'' کے لقب سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا تو آپ نے فرمایا اے لوگو! تم اپنی بات کہو شیطان تم کو دھوکہ نہ دے میں محمد بن عبداللہ ہوں اور اللہ کا رسول ہوں واللہ! میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے میرے مقام اور مرتبہ سے بلند کرو جس پر مجھے اللہ تعالیٰ نے فائز کیا ہے۔

مسلم شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری تعریف و توصیف میں حد سے تجاوز نہ کرو جیسا عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا ہے میں صرف اللہ کا بندہ ہوں تم کہو ''عبداللہ ورسولہ'' اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔

خانگی زندگی...... امام احمد رحمہ اللہ (یحییٰ شعبہ حکم ابراہیم) اسود سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل و عیال میں کیا کرتے تھے؟ تو بتایا کہ اہل و عیال کی ضروریات میں مصروف رہتے تھے اور جب نماز کا وقت آتا تو نماز کے لئے باہر تشریف لے جاتے۔ وکیع اور محمد بن جعفر (شعبہ حکم ابراہیم) اسود سے بیان روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر تشریف لاتے تو کیا کرتے تھے تو بتایا اہل خانہ کے کام کاج میں مصروف رہتے تھے، جب نماز کا وقت آتا تو نماز کے لئے چلے جاتے امام بخاری نے اس کو آدم کی معرفت شعبہ سے روایت کیا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ (عبدہ، ہشام بن عروہ) عروہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کرتے تھے تو بتایا کہ کپڑا کو پیوند لگاتے اور جوتا درست کرتے اور اسی طرح کے گھر کا سب کام سرانجام دیتے (اس سند سے یہ متفق ہے) عبد الرزاق (معمر، زہری، عروہ اور ہشام بن عروہ) از عروہ روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کام کاج کیا کرتے تھے؟ تو اثبات میں جواب دیا۔ بلکہ ارشاد فرمایا جوتا کو پیوند لگاتے، کپڑا سلائی کرتے جیسا کہ تم میں سے ہر کوئی اپنے گھر کے کام کاج کرتا ہے بیہقی نے اس کو روایت کیا ہے اور سند کو متصل بیان کیا ہے۔

حافظ بیہقی (ابو الحسین بن بشران، ابو جعفر محمد بن عمرو رزاز بختری، محمد بن اسماعیل سلمی، ابو صالح، معاویہ بن صالح، یحییٰ بن سعید) عمرہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کام کرتے تھے تو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے، کپڑا سے جوئیں صاف کرتے، بکری کا دودھ دوہ لیتے تھے اور اپنا کام خود سرانجام دیتے تھے۔ شمائل میں اس روایت کو امام ترمذی (محمد بن اسماعیل، عبداللہ بن صالح، معاویہ بن صالح، یحییٰ بن سعید) عمرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کرتے تھے؟ تو بتایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے۔ کپڑے سے جوئیں صاف کرتے، بکری کا دودھ دوہتے تھے اور اپنا کام خود کرتے تھے۔

ابن عساکر (ابو اسامہ، حارثہ بن محمد انصاری) عمرہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل و عیال میں کس طرح رہتے تھے تو فرمایا آپ سب سے زیادہ نرم خو تھے اور سب سے زیادہ کریم اور مہربان تھے آپ خندہ رو اور ہنس مکھ تھے۔

ذکر و اذکار ..... امام ابو داؤد طیالسی (شعبہ، مسلم ابو عبداللہ اعور) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت ذکر و اذکار میں مصروف رہتے تھے اور بے ہودہ باتیں نہ کرتے تھے، گدھے پر سواری کرتے تھے، اونی لباس زیب تن فرماتے تھے، غلام کی دعوت قبول کرتے تھے، اگر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ خیبر کے موقع گدھے پر سوار دیکھتا جس کی لگام کھجور کی رسی کی تھی تو عجیب منظر دیکھتا۔ ترمذی اور ابن ماجہ میں مسلم بن کیسان ملائی از انس رضی اللہ عنہ کی روایت کا بعض حصہ مذکور ہے۔

امام بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ، ابو بکر محمد بن جعفر الادمی القاری، ابو قلابہ عبدالملک بن محمد بن عبداللہ الرقاشی، احمد بن نصر بن مالک خزاعی، علی بن حسین بن واقد، حسین بن واقد، یحییٰ بن عقیل) عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے ذکر الٰہی کرتے تھے اور بے ہودہ باتیں نہ کرتے تھے، نماز لمبی پڑھتے تھے اور خطبہ مختصر دیتے تھے، غلاموں، بیواؤں کے ہمراہ جا کر ان کے کام کاج کرنے کو عار نہ سمجھتے تھے۔ امام نسائی نے اس روایت کو (محمد بن عبدالعزیز بن ابی رزمہ، فضل بن موسیٰ، حسین بن واقد، یحییٰ بن عقیل خزاعی بصری) ابن ابی اوفیٰ سے مذکور بالا روایت کے مطابق بیان کیا ہے۔

بیہقی (ابو محمد عبداللہ بن یوسف، ابو بکر محمد بن اسماعیل الفقیہ، ابو بکر محمد بن الفرج الازرق، ہاشم بن قاسم، شیبان ابو معاویہ، اشعث بن ابی الشعثاء، ابو بردہ) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سواری فرماتے، اون کا لباس پہنتے، بکری باندھتے اور مہمان کی خاطر تواضع کرتے۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور اصحاب صحاح نے اس کو تخریج نہیں کیا، اس کی سند جید ہے۔

ایک عیسائی کے پاس حلیہ مبارک کی تحریر ..... محمد بن سعد (اسماعیل بن ابی فدیک، موسیٰ بن یعقوب زمعی) سہل مولیٰ عتبہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ باشندگان مریس میں سے عیسائی تھا اپنے چچا کے پاس رہتا تھا۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک روز اپنے چچا کی کتاب میں پڑھا کہ اس میں ایک ورق ہے کتاب کی تحریر کے علاوہ اور اس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک لکھا ہوا ہے کہ وہ نہ پستہ قامت ہیں نہ

زیادہ طویل قامت سفید فام، وہ گیسو ہیں ان کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے، بکثرت گوٹ مار کر بیٹھتے ہیں، صدقہ و خیرات قبول نہیں کرتے، گدھے اور اونٹ پر سواری کرتے ہیں، بکری کا دودھ دوہتے ہیں، پیوند شدہ قمیص پہنتے ہیں، ان صفات کا حامل کبر و غرور سے بیزار ہوتا ہے، وہ اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے ہے، اس کا نام ہے احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

میرا چچا گھر آیا اور اس نے مجھے یہ پڑھتا ہوا دیکھ کر مارا اور کہا کہ تیرا اس کے کھولنے سے کیا سروکار تھا؟ میں نے عرض کیا اس میں احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک تحریر ہے تو اس نے کہا وہ ابھی مبعوث نہیں ہوا۔

امام احمد (اسماعیل، ایوب، عمرو، سعید) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اپنے اہل و عیال پر مہربان ہو اور اس نے مفصل حدیث بیان کی اور اس روایت کو امام مسلم نے زہیر بن حرب از اسماعیل بن علیہ بیان کیا ہے۔

تہبند کہاں تک ہونا چاہیے ...... شمائل میں امام ترمذی رحمہ اللہ (محمود بن غیلان، ابوداؤد، شعبہ، اشعث بن سلیم) اپنی پھوپھی، وہ اپنے چچا سے بیان کرتی ہیں کہ اس نے کہا میں مدینہ منورہ میں —— کسی راہ پر —— چل رہا تھا کہ میرے پیچھے سے کوئی شخص کہہ رہا ہے، اپنا تہبند اونچا کر، تہبند کا اونچا ہونا صاف تر رہتا ہے اور بقا کا موجب ہے، میں نے دیکھا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو ایک سیاہ و سفید دھاری دار چادر ہے، آپ نے فرمایا کیا تیرے لئے میرا عمل نمونہ نہیں ہے؟ میں نے دیکھا تو آپ کا تہبند نصف پنڈلی تک ہے۔

ترمذی (سوید بن نصر، عبداللہ بن مبارک، موسیٰ بن عبیدہ، ایاس بن سلمہ) سلمہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نصف پنڈلی تک تہبند باندھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تہبند ایسا ہی ہوتا تھا۔

امام ترمذی (یوسف بن عیسیٰ، وکیع، ربیع بن صبیح، یزید بن ابان) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے چادر اوڑھے رہتے تھے گویا آپ کا لباس ایک تیلی کا لباس ہے، اس حدیث میں غرابت اور نکارت ہے، واللہ اعلم۔

بچوں سے شفقت کا معاملہ ...... امام بخاری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھیلنے والے بچوں کے پاس سے گزرے اور ان کو السلام علیکم کہا۔ امام مسلم نے اس روایت کو شعبہ سے دوسری سند سے بیان کیا ہے۔

نبی علیہ السلام کی خوش مزاجی ...... ابن لہیعہ (عمارہ بن غزیہ، اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے ساتھ سب سے زیادہ خوش مزاج تھے۔ قبل ازیں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان ہو چکی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بھائی ابوعمیر کے ساتھ ہنسی مزاح فرمایا کرتے تھے اور اس کو ...... اے ابوعمیر نغیر چڑیا کو کیا ہوا ...... کہہ کر اس چڑیا کی موت یاد دلاتے جس کے ساتھ وہ کھیلا کرتا، ہنسی مزاح کی خاطر جیسا کہ چھوٹے بچوں کے ساتھ بڑوں کا ہنسی مزاح کا دستور ہے۔

اونٹنی کا بچہ ...... امام احمد (خلف بن ولید، خالد بن عبداللہ، حمید طویل) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے آپ سے سواری مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم آپ کو سواری کے لئے "اونٹنی کا بچہ" دیں گے تو اس نے کہا یا رسول اللہ! میں "اونٹنی کے بچے" کو کیا کروں گا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اونٹ اونٹنی سے پیدا ہوتے ہیں۔" اس روایت کو ابوداؤد نے وہب بن بقیہ سے اور ترمذی نے قتیبہ سے اور ان دونوں نے خالد بن عبداللہ واسطی الطحان سے بیان کیا ہے۔ اور ترمذی نے صحیح غریب کہا ہے۔

بیچ بچاؤ ...... اس عنوان میں ابوداؤد (یحییٰ بن معین، حجاج بن محمد، یونس بن ابی اسحاق، ابی اسحاق، ...... بن حریث) حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بن بشیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ اتفاق سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی تھی، اجازت کے بعد اندر داخل ہوئے تو حضرت عائشہ رضی

اللہ عنہا نے [illegible] پکائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چل کر [illegible] ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہمان تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ [illegible] سے [illegible] بیٹھے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب پہنچ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانا [illegible] سے [illegible] چنانچہ [illegible] بعد پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے [illegible] طلب کی اور [illegible] میں پایا تو عرض کیا آپ ایسا کھانا [illegible] جیسا کہ اپنی [illegible] اور [illegible] سے شریک کیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں [illegible] صبح میں بھی آپ [illegible] کر لیا۔

پورے کے پورے آ جاؤ ۔۔ ابوداؤد (مؤمل بن الفضل، ولید بن مسلم، عبداللہ بن علاء، بسر بن عبیداللہ، ابو ادریس خولانی) حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چمڑے کے خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ میں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سلام کیا۔ آپ نے جواب دے کر فرمایا "اندر آ جاؤ" میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! کیا پورا اندر آ جاؤں؟ تو آپ نے فرمایا ہاں پورے کے پورے، پھر میں اندر داخل ہو گیا۔ عثمان بن ابی العاتکہ، ولید بن عثمان بن ابی العاتکہ کا بیان ہے کہ انہوں نے "سارا اندر آ جاؤں" خیمہ کے چھوٹے ہونے کی بنا پر کہا تھا۔

ابوداؤد (ابراہیم بن مہدی، شریک، عاصم) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "اے دو کانوں والے" کہا۔ یہ جملہ مزاحاً ہے۔ امام احمد (عبدالرزاق، معمر، ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک زاہر نامی دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دیہات سے تحفے لایا کرتے تھے۔ جب وہ واپس جاتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسے تحفہ دیتے۔ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زاہر ہمارا دیہاتی ہے اور ہم اس کے شہری ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پیار کرتے تھے وہ بد صورت اور [illegible] آدمی تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے وہ اپنا تجارت کا سامان فروخت کر رہا تھا آپ نے اس کو پیچھے سے گود میں لے لیا اور وہ آپ کو دیکھ نہیں سکتا تھا اس نے کہا مجھے چھوڑو، کون ہے؟ اس نے مڑ کر دیکھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا۔ پہچاننے کے بعد وہ اپنی پیٹھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے خوب لگانے لگا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے اس غلام کو کون خریدے گا؟ تو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! تب آپ مجھے [illegible] کم قیمت پائیں گے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے مگر تو اللہ تعالیٰ کے ہاں [illegible] کم قیمت نہیں۔ (یا فرمایا) مگر تو اللہ تعالیٰ کے ہاں [illegible] ہے۔ اس سند کے سب راوی ثقہ ہیں، صحیحین کی شرط پر ہے، صرف امام ترمذی نے اس کو [illegible] بیان کیا ہے اور [illegible] نے اپنی [illegible] میں ذکر کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دل لگی کرنا ۔۔ امام بخاری نے صحیح میں بیان کیا ہے کہ ایک شخص عبداللہ نامی جس کا لقب "حمار" تھا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دل لگی کیا کرتا تھا۔ اس کو شراب نوشی کے سلسلہ میں لایا جاتا تھا۔ چنانچہ ایک روز اس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو کسی نے کہا اس پر لعنت کرو، اس جرم میں اس کو بار بار لایا جاتا ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر لعنت نہ کرو، واللہ اس کو اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے۔

آبگینوں پر رحم ۔۔ امام احمد (یحییٰ، شعبہ، ثابت بنانی) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کی معیت میں ایک حدی خوان [illegible] انجشہ تھا [illegible] سے حدی پڑھ کر اونٹ چلا رہا تھا امہات المومنین سوار تھیں [illegible] تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انجشہ! [illegible] آبگینوں پر رحم کرو۔ یہ حدیث صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام کا ایک حدی خواں انجشہ تھا جو امہات المومنین کی سواریوں کو چلایا کرتا تھا اس نے حدی گائی تو سواریاں تیز ہو گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انجشہ! [illegible] آبگینوں پر شفقت کرو۔ آپ کا یہ [illegible] ہے اور [illegible] نبی علیہ السلام کا مزاح [illegible] تھا۔

آپ کی دل لگی، حسن اخلاق اور اچھی عادات کی بنا پر تھا۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے "ام زرع" کی بابت طویل حدیث کا سننا اور بعض روایات میں ہے کہ خود نبی علیہ السلام نے ام زرع کا واقعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سنایا تھا۔

حدیث خرافہ: ...امام احمد (ابو النضر، ابو عقیل عبداللہ بن عقیل ثقفی، مجالد بن سعید، شعبی، مسروق) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ گھر والوں کو ایک بات سنائی تو ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ! یہ حدیث تو حدیث خرافہ ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو جانتی ہے خرافہ کون ہے؟ خرافہ بنو عذرہ کا ایک آدمی تھا جاہلیت میں اسے جنات پکڑ کر لے گئے وہ ان کے پاس ایک مدت تک رہا پھر وہ اس کو چھوڑ گئے تو وہ لوگوں کو عجیب و غریب باتیں سنایا کرتا تھا جو اس نے وہاں دیکھی تھیں (اور لوگ حیران رہ جاتے تھے) پھر ہر عجیب و غریب واقعہ کو لوگ "حدیث خرافہ" کہنے لگے۔ شمائل میں اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے (حسن بن صباح از ابو النضر ہاشم بن قاسم) بیان کیا ہے۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ یہ بہت غرائب حدیث میں سے ہے اور اس میں نکارت ہے نیز اس میں مجالد بن سعید راوی مجروح اور متکلم فیہ ہے واللہ اعلم۔

عمر رسیدہ عورت جنت میں نہ داخل ہو گی: ...شمائل کے باب مزاح النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں امام ترمذی (عبد بن حمید، مصعب بن مقدام، مبارک بن فضالہ) حسن بصری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بوڑھی عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ دعا فرمائیے اللہ تعالیٰ مجھے جنت نصیب کرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام فلاں! جنت میں بوڑھی اور عمر رسیدہ عورت داخل نہیں ہو گی تو وہ عورت روتی ہوئی واپس چلی گئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو بتا دو کہ وہ جنت میں بڑھاپے کی حالت میں داخل نہیں ہو گی۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے بے شک ہم نے ان کو ایک عجیب انداز سے پیدا کیا ہے پس ہم نے انہیں کنواریاں بنا دیا ہے (۵۶/۳۵) یہ حدیث اس سند سے مرسل ہے۔

امام ترمذی (عباس بن محمد دوری، علی بن حسن بن شقیق، عبداللہ بن مبارک، اسامہ بن زید، سعید مقبری) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہم سے مزاح اور مذاق فرماتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مزاح میں بھی سچی اور حق بات کہتا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زہد اور دنیا سے بے رغبتی کا بیان

اور تو اپنی آنکھیں اٹھا کر ان چیزوں کو نہ دیکھ جو ہم نے مختلف قسم کے کافروں کو استعمال کیلئے دے رکھی ہیں اور ان پر غم نہ کر اور اپنے بازو مومنوں کے لئے جھکا دے۔ (۱۵/۸۸) اور تو اپنی نظر ان چیزوں کی طرف نہ دوڑا جو ہم نے مختلف قسم کے لوگوں کو دنیاوی زندگی کی رونق کے سامان دے رکھے ہیں تاکہ ہم انہیں اس میں آزمائیں اور تیرے رب کا رزق بہتر اور دیرپا ہے (۲۰/۱۳۱) اور تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا مندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت چاہنے لگ جائے اور اس شخص کا کہنا مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے (۱۸/۲۸) پھر تو اس کی پروا نہ کر جس نے ہماری یاد سے منہ پھیر لیا ہے اور صرف دنیا کی زندگی چاہتا ہے۔ ان کے علم کی پہنچ یہیں تک ہے۔ (۵۳/۲۹) اس مضمون پر بہت سی آیات موجود ہیں۔

عبودیت اور نبوت: ...یعقوب بن سفیان (ابو العباس حیوہ بن شریح، بقیہ، زبیدی، زہری) محمد بن عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے

جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کی طرف ایک فرشتہ بھیجا جس کے ساتھ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی تھے تو فرشتے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عبد ہونے اور نبی ہونے اور بادشاہ نبی ہونے کے درمیان اختیار دیا ہے جس کو آپ پسند کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشورہ طلب کرنے کے انداز سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اشارہ سے بتایا کہ تواضع اختیار کیجئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیتے ہوئے فرمایا میں نبی عبد ہونا پسند کرتا ہوں اس کے جواب کے بعد آپ نے ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھایا۔ اس روایت کو امام بخاری نے تاریخ میں اسی طرح سے بیان کیا ہے اور امام نسائی نے اس کو زبیدی عن الزہری کی سند سے نقل کیا ہے [illegible] [illegible] سے روایت کرتے ہیں اور یہ حدیث زہری کی طریق سے کئی الگ الفاظ میں مروی ہے۔

امام احمد (محمد بن فضیل عن عمارہ [illegible]) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ نے آسمان کی طرف دیکھا تو ایک فرشتہ آسمان سے اتر رہا تھا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ فرشتہ جب سے پیدا ہوا ہے اس وقت سے اب تک کبھی نہیں اترا۔ جب وہ اترا تو کہنے لگا اے محمد! آپ کے رب نے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ وہ آپ کو بادشاہ اور نبی بنا دے یا عبد اور رسول بنا دے؟ [illegible] نے "متواضع" کے الفاظ کی جگہ "عبد رسول" کے الفاظ بیان کئے ہیں اسی طرح نقل کیا ہے اور یہاں سند سے ان کے الفاظ نقل کئے ہیں۔

بے سروسامانی کی زندگی: محمد بن عمرو بن علقمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے "حدیث ایلا" کی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک ازواج مطہرات کے پاس نہ جانے کی قسم اٹھائی اور بالا خانہ میں ان سے علیحدہ ہو گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب اس بالا خانہ میں آئے تو دیکھا وہاں "قرظ" درخت کے پتوں کا ایک ڈھیر اور کچھ سامان کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں جس کی بنائی کے نشانات آپ کے پہلو پر نمایاں ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا بات ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ! آپ بھی کائنات میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور منتخب ہیں (اور اس فقر و فاقہ کی حالت میں ہیں) کسریٰ اور قیصر بے پناہ دولت سے لطف اٹھا رہے ہیں۔ یہ صورت حال دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ ہو گیا اور ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا اے ابن خطاب! کیا تم شک میں ہو؟ یہ لوگ ہیں جن کو ان کی "طیبات" دنیا ہی میں دے دی گئی ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے مغفرت کی دعا کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کا شکر کرو۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ازواج مطہرات کو اختیار دینے کا حکم دیا "اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دو اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش کی خواہش مند ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ مال دوں اور اچھی طرح سے رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لئے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے" (۳۳/۲۸) ہم نے یہ مسئلہ اپنی تفسیر "ابن کثیر" میں تفصیل اور سند سے بیان کیا ہے۔

آپ نے اس بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابتداء کی اور ان سے کہا کہ میں تم سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں لیکن اس کا جواب جلد بازی سے کام لے کر نہ دینا بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کر لینا پھر جب آیت سنائی تو انہوں نے عرض کیا کیا اس معاملہ میں بھی اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ میں اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور دار آخرت کو پسند کرتی ہوں۔ پھر باقی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے یہی جواب دیا۔

مبارک بن فضالہ [illegible] حسن سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں گیا آپ کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے آپ کے سر کے نیچے چمڑے کا ایک تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے آپ نے کروٹ بدلی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے پہلو پر

نے چٹائی کے نشانات دیکھے تو رو پڑے آپ نے پوچھا اے عمر! کیوں رو رہے ہو؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں کیوں نہ روؤں، کسریٰ اور قیصر دنیا کی سلطنت میں خوب عیش کر رہے ہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں اور بے سروسامانی کی حالت میں ہیں جس کو میں دیکھ رہا ہوں آپ نے فرمایا اے عمر! کیا تجھے پسند نہیں کہ ان کے لئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں تو آپ نے فرمایا یہ اسی طرح ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ (ابو النضر، مبارک، حسن بصری) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، آپ کھجور کی بٹی ہوئی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور آپ کے سر کے نیچے چمڑے کا تکیہ تھا اس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ چند صحابہ کرام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کروٹ بدلی تو معلوم ہوا کہ چارپائی پر کوئی کپڑا نہ بچھا تھا اور کھجور کے چھلکے کے نشانات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مبارک پر نمایاں اور واضح تھے یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر گریہ طاری ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے عمر رضی اللہ عنہ کیوں رو رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا اللہ! میں اسی وجہ سے رو رہا ہوں کہ مجھے معلوم ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کی قدر و منزلت کسریٰ اور قیصر سے بڑھ چڑھ کر اور بلند ہے وہ دنیا میں عیش و عشرت کے مزے لوٹ رہے ہیں اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جس مقام اور تنگی میں ہیں وہ میں دیکھ رہا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر! کیا تجھے پسند نہیں کہ دنیا ان کے لئے ہو اور آخرت ہمارے لئے؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا یہ اسی طرح ہے۔

میرا دنیا سے کیا واسطہ: امام ترمذی (مسعودی، عمرو بن مرہ، ابراہیم، علقمہ) عبداللہ بن مسعود سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر لیٹے اور جب اٹھے تو آپ کے جسم مبارک پر نشان پڑ گئے تھے۔ آپ پر میرے ماں باپ قربان "کیا ہوا آپ کے جسم مبارک پر" نشانات اور عرض کیا آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں ہم کچھ بچھا دیتے جس سے آپ کو تکلیف نہ ہوتی اور آپ آرام سے اس پر سو جاتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا دنیا سے کیا واسطہ، میری اور دنیا کی آپس میں مناسبت کی مثال ایک مسافر سوار کی طرح ہے جو درخت کے سایہ کے نیچے کچھ دیر آرام کرتا ہے پھر اسے چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ ابن ماجہ نے بھی یہ روایت کی ہے اور امام ترمذی نے موسیٰ بن عبدالرحمن کندی از زید بن حباب بیان کیا ہے اور (عمار) انہوں نے مسعودی سے نقل کیا ہے یہ بقول امام ترمذی حسن صحیح ہے۔ امام احمد (ابو احمد، سعید، ثابت، ہلال، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ چٹائی پر لیٹے تھے اور آپ ﷺ کے جسم پر چٹائی کے نشانات نمایاں تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ اس سے نرم بستر بنا لیتے تو اچھا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا دنیا سے کیا واسطہ، میری اور دنیا کی مثال اس سوار کی ہے جو گرمی کے موسم میں دوپہر کو چلتا ہوا درخت کے سایہ تلے آرام کیا پھر اس کو چھوڑ کر چل دیا۔ (تفرد به احمد)

بے انتہا سخاوت: صحیح بخاری میں (زہری، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو مجھے یہ پسند نہیں کہ تین راتیں گزر جائیں اور میرے پاس اس میں سے کچھ بھی باقی رہے سوائے اس چیز کے جو قرض کی ادائیگی کے لئے محفوظ رکھ لوں۔ صحیحین میں (عمارہ بن قعقاع، ابوزرعہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اللھم اجعل رزق آل محمد قوتا اے اللہ! آل محمد کا رزق گزارے کے مطابق ہو۔

ضعیف حدیث: ابن ماجہ (...) حضرت ابوسعید سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی "اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین" "ضعیف ہے" سند کے لحاظ سے یہ غریب ہے۔ اس کی سند میں یزید بن سنان ابو فروہ الرہاوی ہے وہ ضعیف ہے واللہ اعلم۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اور سند سے بیان کیا ہے (عبدالاعلیٰ بن واصل کوفی، ثابت بن محمد عابد کوفی، حارث بن نعمان لیثی) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی **اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین یوم القیامۃ** یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کیوں یا رسول اللہ! تو آپ نے فرمایا مساکین اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! مسکین کو خالی ہاتھ واپس نہ کر خواہ کھجور کا ٹکڑا ہی ہو۔ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! مساکین پر شفقت کر اور ان کو اپنے قریب کر۔ اللہ تعالیٰ روز قیامت تجھے اپنے قریب کرے گا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو غریب کہا ہے۔ میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ اس حدیث کی سند میں ضعف ہے اور متن میں نکارت ہے۔ واللہ اعلم۔

چھلنیاں نہ تھیں: ۔۔۔ امام احمد (عبدالصمد، ابو عبدالرحمن بن عبداللہ بن دینار، ابو حازم) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "میدہ" دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں میدہ نہیں دیکھا۔ ان سے دریافت کیا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چھلنیاں تھیں؟ تو انہوں نے کہا نہ تھیں۔ پھر پوچھا گیا آپ جو کے آٹے کو کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے بتایا ہم اس کو پھونکتے تھے جو اڑنا ہوتا اڑ جاتا۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو عبدالرحمن بن عبداللہ بن دینار سے بیان کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے "ہم اس کو صاف کر کے گوندھ لیتے" اور اس کو حسن صحیح کہا ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے اس روایت کو ابو حازم سے روایت کیا ہے۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں اس روایت کو امام بخاری نے (سعید بن ابی مریم، محمد بن مطرف بن غسان مدنی، ابو حازم) سہل بن سعد سے بیان کیا ہے نیز امام بخاری اور نسائی نے اس کو (قتیبہ، یعقوب بن عبدالرحمن قاری، ابو حازم) سہل سے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ (عباس بن محمد دوری، یحییٰ بن ابی بکیر، حریز بن عثمان، سلیم بن عامر) ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے جو کی روٹی بھی زائد نہ بچتی تھی۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح غریب کہا ہے۔

گندم کی روٹی سے شکم سیری: ۔۔۔ امام احمد (یحییٰ بن سعید، یزید بن کیسان، ابو حازم) سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنی انگلی سے کئی بار اشارہ کرتے دیکھا وہ کہہ رہے تھے بخدا! والذی نفس ابی ہریرۃ بیدہ! کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا خاندان مسلسل تین روز تک بھی گندم کی روٹی سے شکم سیر نہیں ہوا۔ اس روایت کو امام مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے یزید بن کیسان سے نقل کیا ہے۔

صحیحین میں (جریر بن عبدالحمید، منصور، ابراہیم، اسود) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں خاندان محمد صلی اللہ علیہ وسلم گندم کی روٹی سے سیر نہیں ہوا یہاں تک کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کے دستر خوان سے روٹی کا ٹکڑا آپ کی وفات تک اٹھایا نہ گیا۔

امام احمد (محمد بن عبید، مطیع غزال، کردوس) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک آپ کا خاندان گندم کی روٹی سے مسلسل تین روز شکم سیر نہیں ہوا۔

امام احمد (حسن، ابن لہیعہ، ابوالاسود، سلیمان بن یسار مولیٰ عروہ، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو برحق مبعوث فرمایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے وفات تک چھلنی نہیں دیکھی اور نہ ہی چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کھائی۔ میں نے پوچھا آپ جو کا آٹا کیسے کھاتے تھے؟ تو انہوں نے کہا ہم اس کو پھونک لیتے تھے۔ (تفرد بہ احمد من ہذا الوجہ)

بکری کا پایہ: ۔۔۔ امام ترمذی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں ہم پندرہ دن بعد بکری کا پایہ گھر سے نکال کر کھا لیتے تھے۔ میں نے عرض کیا آپ لوگ پایہ یوں کھاتے تھے؟ تو انہوں نے مسکرا کر کہا آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سالن والی روٹی سے شکم سیر نہیں ہوئے یہاں تک کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

امام احمد (یحییٰ، ہشام، ابوہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ آل محمد پر ایک ماہ گزر جاتا تھا کہ وہ چولہے میں آگ نہ جلاتے تھے ان کا کھانے پینے کا سامان صرف کھجور اور پانی ہوتا تھا سوائے اس کے کہ کہیں سے گوشت آ جائے۔ صحیحین میں (ہشام بن عروہ، عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آل محمد پر یکے بعد دیگرے مہینہ گزر جاتا تھا کہ چولہے میں آگ نہ سلگاتے تھے، ان کی خوراک صرف کھجور اور پانی تھی ہاں ہمارے ہمسایہ انصار آباد تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ بھیجا کرتے تھے آپ خود نوش فرماتے اور ہمیں بھی پلاتے۔ اس روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے (یزید از محمد بن عمرو از ابی سلمہ) اس کی مثل بیان کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبد الصمد، ابو حسین محمد بن مطرف، ابو حازم) عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ دو مہینے گزر جاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں آگ نہ سلگتی تھی میں نے پوچھا خالہ جی! آپ کا کس چیز پر گزارہ ہوتا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا کھجور اور پانی پر۔ (تفرد بہ احمد) ابوداؤد طیالسی (شعبہ، ابو اسحاق، عبد الرحمن بن یزید، اسود) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل دو روز جو کی روٹی سے تاحیات شکم سیر نہیں ہوئے۔ امام مسلم نے اس روایت کو شعبہ سے روایت کیا ہے۔

چراغ نہ تھا...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبد اللہ، ابو بکر، سلیمان بن مغیرہ) حمید بن ہلال سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ آل ابوبکر نے ہمارے ہاں رات کو بکری کی ایک ران بھیجی، میں نے اسے پکڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت کاٹا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکڑا اور میں نے کاٹا۔ مخاطب نے پوچھا کیا یہ کام چراغ کی روشنی کے بغیر اندھیرے میں کیا (اور ایک روایت میں ہے) اگر چراغ ہوتا اور اس میں تیل ہوتا تو ہم اس کا سالن بنا لیتے، دراصل خاندان محمد ﷺ پر ایک ماہ گزر جاتا تھا وہ سالن اور روٹی نہ پکاتے تھے۔ اس روایت کو امام احمد نے محمد بن اسد از سلیمان بن مغیرہ بھی بیان کیا ہے اور ایک روایت میں "دو ماہ" کا ذکر ہے۔ (تفرد بہ احمد)

دودھ کا تحفہ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (خلف ابو المعمر، سعید بن ابی سعید) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں "آل رسول ﷺ پر دو مہینے گزر جاتے، ان کے گھروں میں آگ نہ سلگاتے نہ روٹی پکاتے نہ سالن بناتے۔ پوچھا جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! کس چیز پر زندگی گزارتے تھے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کھجور اور پانی پر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسایہ انصار تھے (اللہ ان کو جزائے خیر دے) وہ آپ کے پاس دودھ بھیج دیا کرتے تھے۔ (تفرد بہ احمد) امام مسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو لوگوں کی خوراک صرف کھجور اور پانی پر تھی۔

گرم کھانا کھانا...... ابن ماجہ (سوید بن سعید، علی بن مسہر، اعمش، ابو صالح) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک روز "گرم کھانا" پیش کیا گیا آپ نے کھانے کے بعد "الحمد للہ" کہا اور فرمایا کئی روز کے بعد گرم کھانا کھایا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبد الصمد، عمارہ ابو ہاشم صاحب "الزعفرانی") حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں "جو کی روٹی" کا ٹکڑا پیش کیا تو آپ نے فرمایا تیرے والد کا تین روز سے یہ پہلا کھانا ہے۔ (تفرد بہ احمد)

امام احمد از عفان، ترمذی اور ابن ماجہ از عبد اللہ بن معاویہ جمحی (ثابت بن یزید از ہلال بن خباب عبدی کوفی، عکرمہ) از ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل کئی راتیں بھوکے سوتے اور اہل خانہ کے پاس بھی رات کا کھانا نہ ہوتا، اکثر جو کی روٹی ہی دستیاب تھی۔ (صححہ الترمذی)

"شمائل" میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی، عمر بن حفص بن غیاث، ابو حفص، محمد بن ابی یحییٰ اسلمی، یزید بن اعور، ابو یوسف عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا لیا اور اس پر کھجور رکھ کر فرمایا یہ اس کا سالن ہے پھر کھا لیا۔

مرغوب مشروب … صحیحین میں (زہری از عروہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرغوب مشروب ٹھنڈا میٹھا پانی تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث قتادہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میری دانست میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری زندگی چپاتی نہیں دیکھی اور نہ ہی بھنی ہوئی بکری۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستر خوان پر نہ کھایا، نہ چھوٹی پلیٹ میں سالن کھایا اور نہ ہی آپ کے لئے چپاتی تیار کی گئی۔ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا وہ کھانا کس چیز پر کھاتے تھے انہوں نے بتایا (ان سفروں پر) یعنی زمین پر کپڑا بچھا کر۔

نیز بخاری میں بروایت قتادہ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو کی روٹی اور باسی چربی لے کر حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی کے ہاں زرہ گروی رکھ کر اہل خانہ کے لئے جو خریدے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دن سنا کہ آل محمد ﷺ کے پاس گیہوں کا صاع اور نہ غلے کا صاع موجود ہے۔

بیک وقت روٹی سالن … امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عفان، ابان بن یزید، قتادہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح اور شام بیک وقت روٹی اور گوشت کبھی نہیں کھایا سوائے دعوت ہونے کے۔ اس روایت کو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے شمائل میں از عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی از عفان بیان کیا ہے اور یہ سند صحیحین کی شرط پر ہے۔ ابوداؤد طیالسی (شعبہ، سماک بن حرب) نعمان بن بشیر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خطبہ سنا آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خوشحالی کا ذکر کیا اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ علیہ السلام بھوک کی وجہ سے بے قرار رہتے تھے اور بھوک کو دور کرنے کے لئے آپ ﷺ کے پاس ادنیٰ درجہ کی کھجور بھی نہ تھی۔ (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو شعبہ سے بیان کیا ہے)

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کمزور سنی ہے، میں نے اس میں بھوک کا اثر محسوس کیا۔ یہ حدیث ''معجزات'' میں بیان ہوگی۔

ابوالہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ کے قصہ میں مذکور ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھوک کی وجہ سے گھر سے باہر آئے، ابھی کھڑے ہی تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی گھر سے باہر نکلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا گھر سے باہر کیوں؟ … انہوں نے بتایا بھوک کی وجہ سے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم! مجھے بھی بھوک نے گھر سے باہر نکلنے پر مجبور کیا ہے۔ چنانچہ ابوالہیثم بن تیہان کے باغ میں تشریف لے گئے اس نے ان کو تازہ کھجوریں کھلائیں اور ان کے لئے بکری ذبح کی۔ چنانچہ سب حضرات نے کھایا اور ٹھنڈا پانی پیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کھانا پانی ان ''نعیم'' (۸/۱۰۲) میں سے ہے جس کی تم سے باز پرس ہوگی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن ابی زیاد، سیار، سہل بن اسلم، یزید بن ابی منصور، انس) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھوک کا شکوہ کیا اور اپنے پیٹوں پر بندھے ہوئے ایک ایک پتھر سے کپڑا اٹھایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ پر بندھے ہوئے دو پتھروں سے کپڑا اٹھایا۔ (یہ حدیث غریب ہے)

نبی علیہ السلام کا بستر مبارک … صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا وہ چمڑے کا تھا اور اس بستر میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

سونے چاندی کے پہاڑ … حسن بن عرفہ (عباد بن عباد مہلبی، مجالد بن سعید، شعبی، مسروق) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری خاتون میرے پاس آئی اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر دیکھا وہ دوہرا کمبل تھا۔ وہ اپنے گھر واپس گئی اور بستر بھیج دیا جس میں اون بھری ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا عائشہ رضی اللہ عنہا یہ کیا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں انصاری عورت میرے پاس آئی تھی اس نے آپ کا بستر دیکھا اور واپس چلی گئی پھر اس نے یہ بستر مجھے بھیج دیا ہے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

سے نقل فرماتے ہیں کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے وہ انصاری عورت کا بستر میرے گھر میں رہا تو یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا اے عائشہ اس کو واپس کر دو خدا کی قسم اگر میں چاہوں تو سونے چاندی کے پہاڑ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ کر دے۔

نرم اور نازک بستر: "شمائل" میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (ابو الخطاب زیاد بن یحییٰ بصری، عبداللہ بن مہدی، جعفر بن محمد) محمد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا آپ کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر کیسا تھا؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اسی طرح حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا ایک ٹاٹ تھا جس کو دوہرا کر دیتے تھے آپ علیہ السلام اس پر سو جاتے تھے ایک رات میں نے سوچا کہ اگر اس کو چوہرا کر دوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نرم ہو جائے گا چنانچہ میں نے اس کو چوہرا کر دیا صبح ہوئی تو پوچھا میرے لئے کیا بچھایا تھا عرض کیا وہی بستر ہے لیکن ہم نے اس کو چوہرا کر دیا تھا یہ سوچ کر کہ وہ آپ علیہ السلام کے لئے نرم اور گداز ہوگا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پہلی حالت میں کر دو اس کی نرمی نے مجھے آج رات اپنے وقت پر نماز پڑھنے سے مانع کر دیا۔

ذی یزن کا حلہ: ...... حافظ طبرانی (محمد بن یحییٰ، ابراہیم، ابن اسحاق، عراک بن مالک) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں مکہ میں گیا اور "ذی یزن شاہ یمن" کا حلہ خرید کر لایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا پھر میں نے اس کو فروخت کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خرید لیا اور پہن کر صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لائے اور میں نے اس صورت میں کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین و جمیل نہ دیکھا اور میں نے فی البدیہہ یہ شعر کہے:

ما ينظر الحكام بالفضل بعدما
بدا واضح من غرة وحجول
إذا قايسوه المجد أربى عليهم
بمستفرغ ماء الذناب سجيل

"روشن پیشانی اور حسین و جمیل بدن کے نمایاں ہونے کے بعد منصف مزاج کس کو خوبی دیتے ہیں، جب وہ اس کی عظمت و رفعت کا مقابلہ کرتے ہیں تو وہ اپنی خوبیوں کی وجہ سے ان کے ہر دشمن پر غالب آ جاتا ہے جیسا کہ ڈول پر ڈول ملتا"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشعار سماعت فرمائے اور میری جانب متوجہ ہو کر مسکرائے، پھر گھر تشریف لے گئے اور اس کو اسامہ بن زید کو پہنا دیا۔

مال و دولت کے متعلق پوچھ گچھ: ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (حسین بن علی، زائدہ، عبدالملک بن عمیر، ربعی بن حراش) حضرت ام سلمہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس متغیر تھا میں نے یہ خیال کیا کہ درد کی وجہ سے ہے پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر دیکھ رہی ہوں کیا کسی بیماری کی وجہ سے ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بات یہ ہے کہ وہ سات دینار جو کل ہمارے پاس آئے تھے ہم نے ان کو شام تک خرچ نہیں کیا اور بستر کے کونے میں بھول گئے تھے اسی فکر میں تھا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو سلمہ، بکر بن مضر، موسیٰ بن جبیر، ابو امامہ بن سہل رحمۃ اللہ علیہ) سے بیان کرتے ہیں کہ میں اور عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک روز دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کاش تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرض بیماری کی حالت میں دیکھتے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا میرے پاس چھ دینار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے (یا سات مجھے یاد نہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ان کے خیرات کرنے کا حکم فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی وجہ سے ان کو

تقسیم کر دئیے یہاں تک کہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحت یاب کر دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت کیا: ان سات یا نو دیناروں کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: واللہ! آپ کی بیماری کی وجہ سے میں ان سے غافل ہو گئی، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منگوایا اور ہتھیلی میں رکھ کر پھیلا کر فرمایا: ان دیناروں کے ہوتے ہوئے اگر اللہ کا رسول فوت ہو جاتا تو اس کا کیا گمان ہوتا۔ (تفرد بہ احمد)

مال کی ذخیرہ اندوزی کا مطلب ۔ قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ (جعفر بن سلیمان، ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل کے لئے کسی چیز کا ذخیرہ نہیں کرتے تھے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ ہمارا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلد خراب ہونے والی اشیاء کا ذخیرہ نہ کرتے تھے مثلاً خورد و نوش وغیرہ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی متفق علیہ حدیث سے ثابت ہے کہ بنی نضیر کی اراضی میں سے (جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مفت میں دی تھی جس پر مسلمانوں نے نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل کا ایک سال کا خرچ الگ کر لیتے تھے اور باقی ماندہ کو گھوڑوں اور اسلحہ کی خرید میں جہاد کے مصارف میں خرچ کر دیتے تھے اور ہمارے اس بیان کی تائید امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی درج ذیل روایت سے بھی ہوتی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (مروان بن معاویہ، ہلال بن سوید ابو معلّی) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے تین پرندے ہدیہ کئے، ایک پرندہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم کو کھلایا، دوسرے روز وہ پرندہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں نے کل کے لئے ذخیرہ کرنے سے منع نہیں کیا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر روز کا رزق بھیجتا ہے۔

حدیث بلال رضی اللہ عنہ اور ادائیگی قرض کی فکر ...... بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو حسین بن بشران، ابو محمد بن جعفر بن نصیر، ابراہیم بن عبداللہ بصری، بکار بن محمد، عبداللہ بن عون، ابن سیرین) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو آپ کے خازن تھے) کے پاس تشریف لائے، ان کے پاس کھجوروں کا ایک ڈھیر دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا بلال! یہ کیا ہے؟ تو بلال نے عرض کیا ان کھجوروں کا ذخیرہ کر رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ستیاناس! اے بلال! کیا تجھے خوف نہیں کہ اس کی بھاپ دوزخ میں ہلاکت کے درمیان میں جا آئے۔ بلال اسے خدا کی راہ میں خرچ کر اور عرش والے سے کمی کا اندیشہ نہ کر۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ (ابو داؤد، بحستانی، ابو توبہ، ربیع بن نافع، معاویہ بن سلام، زید بن سلام) عبداللہ ہوزنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کرتے ہیں کہ حلب شہر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے میں ملا میں نے پوچھا بلال! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخراجات کے بارے میں کچھ فرمائیں؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے لے کر وفات تک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخراجات کا نگران تھا، جب کوئی مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے تنگ دست دیکھتے تو مجھے حکم دیتے، میں جاتا اور قرض لے کر اس کے لئے چادر یا خورد و نوش کی کوئی چیز خرید کر لاتا اور اسے پہناتا اور کھلاتا۔ یہاں تک میرے پاس ایک مشرک آیا اور اس نے کہا: اے بلال! میں سرمایہ دار ہوں، مجھ سے ہی قرض لیا کر۔ چنانچہ میں اس کے قول کے مطابق اس سے قرضہ لینے لگا۔ ایک روز میں وضو کر کے اذان دینے لگا تو دیکھا کہ وہ مشرک تجار کے گروہ کے ساتھ موجود ہے، اس نے مجھے دیکھ کر کہا او حبشی! میں نے کہا حاضر ہوں، اس نے مجھے ناشائستہ بات اور نازیبا کلمات کہے اور پوچھا معلوم ہے کہ ماہ کے کتنے دن باقی ہیں، میں نے عرض کیا: ختم ہونے کے قریب ہے۔ اس نے بڑی ہی سختی کا مظاہرہ کر کے کہا صرف چار روز باقی ہیں، تب تجھے قرضہ کے عوض غلام بنا لوں گا۔ میں نے یہ قرض تیری عزت اور تیرے رسول کی عزت و احترام کی خاطر نہیں دیا بلکہ میں نے تو صرف اس لئے دیا تھا کہ تو میرا غلام بن جائے اور تجھے بکریوں کا چرواہا مقرر کروں جیسا کہ تو پہلے بکریاں چرایا کرتا تھا۔ یہ تہذیب سے گری ہوئی بات سن کر میرے دل پر وہی گزری جو عام لوگوں کے دلوں پر گزرتی ہے۔ پھر میں نے جا کر اذان کہی اور عشاء کی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے گھر جا چکے تھے، میں نے حاضری کی اجازت طلب کی، مجھے اجازت مرحمت فرمائی۔ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ مشرک جس کا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تذکرہ کیا تھا کہ میں اس سے قرض لیتا ہوں اس نے اس طرح مجھے غیر مہذبانہ باتیں کہی ہیں۔ قرض کی ادائیگی کے لئے نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ ہے اور نہ ہی میرے پاس

چنانچہ وہ مجھے رسوا کرے گا۔ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں مسلمان قبائل کے پاس روپوش ہو جاتا ہوں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو اس قدر مال عطا فرما دے کہ میرا قرض ادا کر دیں۔

چنانچہ میں چلا آیا اور گھر پہنچ کر سونے کا عزم کر لیا۔ تکیے کے پاس اپنی تلوار، نیزہ، جوتا اور ڈھال رکھ کر لیٹ گیا اور منہ مشرق کی طرف کر کے سو گیا جب بھی میری آنکھ کھلتی میں معلوم کرتا کہ ابھی کافی رات ہے پھر سو جاتا یہاں تک کہ "صبح کاذب" کا ستون نمودار ہوا تو میں سفر کی تیاری کرنے لگا، تو محسوس ہوا کہ کوئی شخص بلا رہا ہے: اے بلال! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنو۔ چنانچہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ دیکھا تو وہاں چار اونٹ سامان سے لدے ہوئے بیٹھے موجود ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تمہارے قرض کی ادائیگی کا سامان کر دیا ہے۔ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم چار بیٹھے ہوئے اونٹوں کے پاس سے نہیں گزرے؟ عرض کیا: کیوں نہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اونٹ اور سامان جو لدا ہوا ہے سب تمہارا ہے۔ ان پر پارچہ جات اور غلہ لدا ہوا تھا۔ یہ "عظیم فدک" نے تحفہ بھیجا ہے۔ اس سامان کو اپنے قبضہ میں لے لو اور قرض ادا کرو۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ان کو اپنے قبضہ میں لے کر سامان اتارا اور اونٹوں کو چارہ ڈالا۔ پھر میں نے فجر کی اذان دی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے تو میں بقیع میں چلا آیا اور کانوں میں انگلیاں ڈال کر اعلان کیا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرض وصول کرنا چاہتا ہے وہ آ جائے۔ چنانچہ میں فروخت کرتا رہا اور قرض ادا کرتا رہا اور سامان تجارت کے لئے پیش کرتا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب قرض بے باق ہو گیا صرف دو یا ڈیڑھ اوقیہ بچ گئے۔

پھر میں مسجد میں چلا آیا اور دن کا اکثر حصہ گزر چکا تھا دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا مسجد میں موجود ہیں۔ میں نے سلام کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: قرض کا کیا ہوا؟ تو میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب قرض کا اہتمام کر دیا ہے۔ سب قرض بے باق ہو گیا ہے۔ پوچھا: کچھ بچا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو (اس کو بھی راہ خدا میں تقسیم کر دو) کہ مجھے اس سے راحت ملے۔ جب تک ان کو تقسیم کر کے مجھے راحت میسر نہ کرو گے میں اپنے اہل وعیال میں سے کسی کے پاس نہیں جاؤں گا، چنانچہ کوئی سوالی لینے والا نہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح تک مسجد میں سوئے اور دوسرے روز بھی مسجد میں قیام فرمایا۔ پچھلے پہر دو سوار آئے میں ان کو ساتھ لے گیا اور ان کے لباس و طعام کا انتظام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عشاء کی نماز پڑھی تو مجھے بلا کر پوچھا تمہارے پاس جو رقم تھی اس کا کیا ہوا؟ عرض کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی ذمہ داری سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سبکدوش کر دیا ہے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور اللہ کا شکر ادا کیا اس بات سے کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہ ہو جائیں اور ان کے پاس یہ مال موجود ہو۔

پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہو گیا۔ آپ ایک ایک کر کے سب ازواج مطہرات کے ہاں گئے اور ان کو سلام کیا پھر اپنی شب باشی کے مقام پر پہنچ گئے۔ یہ ہے وہ معاملہ جس کے بارے میں تم نے مجھ سے دریافت کیا۔

فراخ دلی ..... شمائل میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (ہارون بن موسیٰ بن ابی علقمہ الفروی، ابیہ، ہشام بن سعد، زید بن اسلم، اسلم) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک سائل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس کچھ موجود نہیں تم میرے نام پر خرید لو، جب میرے پاس مال آئے گا تو میں قرض ادا کر دوں گا۔ یہ مشورہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو آپ کے پاس تھا آپ دے چکے ہیں جو آپ کی قدرت میں نہیں اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا مکلف نہیں بنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ مقولہ ناگوار گزرا۔ پھر ایک انصاری نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خرچ کیجئے عرش والے سے کمی کا اندیشہ نہ کیجئے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انصاری کا یہ قول پسند آیا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور انصاری کے قول کی وجہ سے آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی دریا دلی اور سخاوت کا مجھے حکم ہوا ہے۔

حدیث میں ہے کہ خواہ وہ لوگ مجھ سے سوال کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے میری سرشت میں بخل پیدا نہیں کیا۔ اور نبی علیہ السلام نے غزوہ حنین

میں ان غنیمت کی تقسیم کے وقت وہ مسلسل سوال کر رہے تھے فرمایا تھا کہ اگر میرے پاس ان تہامہ والے درختوں کے کانٹوں کے برابر اونٹ ہوتے تو میں تم میں تقسیم کر دیتا اور تم مجھے بخیل، بزدل اور جھوٹا نہ پاتے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (علی بن حجر، شریک، عبداللہ بن محمد بن عقیل) ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجوروں کا طبق اور چھوٹی چھوٹی ککڑیاں لے کر حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مٹھی بھر زیور یا سونا عطا کیا۔

ہر لحظہ فکر آخرت...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (سفیان، مطرف، عطیہ) حضرت ابو سعید سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کیسے خوش و خرم رہ سکتا ہوں حالانکہ صور والا فرشتہ صور منہ میں لئے کھڑا ہے اس نے اپنی پیشانی جھکائی ہوئی ہے اور کان لگائے ہوئے منتظر ہے کہ کب حکم ہو کہ میں اسی وقت پھونک شروع کر دوں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان حالات میں ہم کیا کہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کہو:

حسبنا اللہ ونعم الوکیل وعلی اللہ توکلنا (۳/۱۷۳)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے (ابن ابی عمر، سفیان بن عیینہ، مطرف اور خالد بن طہمان) سے اور یہ دونوں عطیہ اور ابو سعید عوفی کی سے بیان کرتے ہیں اور ابو الحسن الکوفی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت ابو سعید خدری سے بیان کرتے ہیں بقول ترمذی رحمۃ اللہ علیہ یہ حسن ہے۔ میں (ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث دوسری سند سے بھی مروی ہے اور یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے۔

نبی علیہ السلام کی تواضع اور انکساری...... امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (احمد بن محمد بن یحییٰ بن سعید قطان، عمرو بن محمد عنقزی، اسباط بن نصر، سدی، ابو سعد ازدی جو قبیلہ ازد کا قاری تھا، ابو الکنود) خباب رضی اللہ عنہ سے: ولا تطرد الذین یدعون ربھم (۶/۵۲) کی تفسیر میں منقول ہے کہ اقرع بن حابس تمیمی اور عیینہ بن حصن فزاری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صہیب، حضرت بلال، حضرت عمار اور حضرت خباب وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ناتواں اور کمزور مسلمانوں کے ہمراہ بیٹھے ہوئے پایا ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد و پیش بیٹھے ہوئے دیکھا تو ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تنہائی میں عرض کیا، ہماری تمنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے "مخصوص نشست" کا اہتمام کریں جس کی وجہ سے عرب ہماری فضیلت و برتری کے معترف ہوں کیونکہ عرب کے وفد آپ کی خدمت میں آتے ہیں ہمیں شرم آتی ہے کہ وہ ہمیں ان "غلاموں" کے ہمراہ بیٹھے ہوئے دیکھیں۔

چنانچہ جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اٹھا دیں اور جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات سے فارغ ہو جائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ اگر چاہیں تو تشریف رکھیں (جیسے کہ آپ کی مرضی ہو)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "ہاں" میں جواب دیا تو انہوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ معاہدہ تحریر کر دیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاغذ منگوایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا کہ وہ یہ معاہدہ لکھ دیں اور ہم مسجد کے کونے میں بیٹھے ہوئے (یہ منظر دیکھ رہے تھے) کہ جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا "اور جو لوگ اپنے رب کو صبح اور شام پکارتے ہیں ان کو اپنے سے دور نہ کر، جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں، تیرے ذمہ ان کا کوئی حساب نہیں، نہ تیرا کوئی حساب ان کے ذمہ ہے اگر تو نے ان کو دور ہٹایا تو بے انصافوں میں سے ہوگا (پھر اقرع اور عیینہ کا ذکر کیا) اور اسی طرح ہم نے بعض کو بعض کے ذریعے سے آزمایا ہے تاکہ یہ لوگ کہیں کیا یہی ہیں ہم میں سے جن پر اللہ نے فضل کیا ہے، کیا اللہ شکر گزاروں کو جاننے والا نہیں اور ہماری آیتوں کے ماننے والے جب تیرے پاس آئیں تو کہہ دو کہ تم پر سلام ہے تمہارے رب نے اپنے ذمہ رحمت لازم کی ہے۔ (۶/۵۳)

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر قریب ہو کر بیٹھتے تھے کہ ہمارے گھٹنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے ملے ہوتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ تشریف رکھتے اور جب اٹھنے کا ارادہ ہوتا تو اٹھ کر چلے جاتے اور ہمیں مجلس میں چھوڑ جاتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا۔۔۔ اور اشراف کے ساتھ مت بیٹھ اور اس شخص کا کہنا مت مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے (یعنی عیینہ اور اقرع) اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے بڑھا ہوا ہے۔" (۱۸/۲۸)

پھر سورہ کہف میں آیت ۳۲ سے لے کر ۴۴ تک دو آدمیوں کی مثال بیان کی گئی ہے آیت ۴۵ سے حیات دنیا کا تذکرہ (تلخیص) حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھتے جب اٹھنے کا وقت آتا تو ہم پہلے اٹھتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا چھوڑ دیتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر اٹھتے۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ (یحییٰ بن حکیم، ابو داؤد، قیس بن ربیع، مقدام بن شریح، شریح) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ سورہ انعام (۶/۵۳) کی آیات میرے، ابن مسعود، صہیب، عمار، مقداد اور بلال (رضی اللہ عنہم) کے بارے میں نازل ہوئیں۔ قریش نے مطالبہ کیا یا رسول اللہ! ہم پسند نہیں کرتے کہ ان غلاموں کے تابع ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مجلس سے دور کر دیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبیدہ خاطر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:

ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ۔ (۶/۵۲)

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی، ابو سعید بن اعرابی، ابو الحسن طلحہ بن محمد ...، یزید بن ہارون، جعفر بن سلیمان ضبعی، معلی بن زیاد، علاء بن بشیر مازنی، ابو الصدیق ناجی) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں مہاجرین کے ایک گروہ میں بیٹھا ہوا تھا اور برہنگی کی وجہ سے ایک دوسرے کی اوٹ لیتے تھے اور ایک قاری ہمیں تلاوت کر رہا تھا اور ہم سن رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے میری امت میں ایسے لوگ منتخب کیے ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے کا حکم ہوا ہے۔ پھر مجلس وسیع ہو گئی اور سب لوگوں کے چہرے نمایاں ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے علاوہ کسی کو نہ پہچانا اور فرمایا اے مہاجرین کے گروہ! قیامت کے روز تم "نور" کی بشارت قبول کرو مالداروں سے نصف یوم پہلے تم جنت میں جاؤ گے اور نصف یوم ۵۰۰ برس یا پانچ سو سال ہے۔

کسی کے لیے قیام مکروہ ہے۔۔۔۔ امام احمد، ابو داؤد اور ترمذی رحمہم اللہ اجمعین (حماد بن سلمہ، حمید) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر کھڑے نہ ہوتے تھے کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قیام کو بنظر کراہت دیکھتے ہیں۔

نبی علیہ السلام کا طریقہ عبادت۔۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متواتر روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ ترک نہ کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل متعدد ایام بے روزہ رہتے تھے اور ہم کہتے کہ اب روزہ نہ رکھیں گے۔ رات کو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیام کی حالت میں دیکھنا چاہو تو دیکھ سکتے۔ اسی طرح قیام اور نیند کی حالت میں دیکھنا چاہو تو دیکھ سکتے۔

۸ تراویح ۳ وتر۔۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ رمضان اور غیر رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ رکعت سے زیادہ کبھی نماز نہیں پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت پڑھتے تم ان کی حسن و خوبی اور درازی کے بارے میں کچھ نہ پوچھو پھر تین رکعت وتر پڑھتے اور ایک سورت کو اس طرح آہستہ آہستہ پڑھتے تھے کہ وہ طویل سے بھی طویل تر ہو جاتی۔

نہایت طویل نماز۔۔۔۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں ایک رات نماز پڑھی۔ پہلی رکعت میں سورۃ بقرہ، نساء اور آل عمران تلاوت فرمائی اور رکوع بھی اس کے قریب طویل کیا اور قومہ بھی نیز سجدہ بھی۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات قیام کیا اور (۵/۱۱۸) آیت کو بار بار صبح تک پڑھتے رہے ان تعذبہم فانہم عبادک وان

تغفر لهم فإنک انت العزیز الحکیم (رواه احمد) یہ تمام روایات صحیحین کے علاوہ دوسری صحاح کتب میں بھی موجود ہیں ان کی تفصیل کتاب الاحکام الکبیر میں ہے۔

صحیحین میں (سفیان بن عیینہ از زیاد بن علاقہ) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی دیر تک قیام کرتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں پھٹ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طویل قیام کی بات عرض کیا گیا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف نہیں کر دیئے گئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں شکرگزار بندہ نہ ہوں۔ سلام بن سلیمان از ثابت از انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے خوشبو اور خواتین محبوب ہیں اور نماز میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔ (احمد و نسائی)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عفان، حماد بن سلمہ، علی بن زید، یوسف بن مہران) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز سب اعمال سے محبوب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس قدر چاہیں پڑھیں۔ صحیحین میں ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مذکور ہے کہ شدید گرمی کے موسم میں ماہ رمضان میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں تھے۔ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزہ دار تھے۔

صحیحین میں (منصور از ابراہیم از علقمہ) مروی ہے کہ اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض ایام کو اعمال کے لیے ساتھ مخصوص کیا کرتے تھے؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: "نہیں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کا معمول ہمیشگی اور مداومت تھا۔ جس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعمال کی استطاعت تھی تم میں سے کوئی ایسی ہمت رکھتا ہے؟

وصال صیام..... صحیحین میں حضرت انس، حضرت ابن عمر، حضرت ابوہریرہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متواتر روزے رکھتے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو وصال اور مسلسل روزہ رکھنے سے منع فرماتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اعمال میں تم میں سے کسی ایک فرد کے مشابہ نہیں ہوں۔ میں پروردگار کی عنایت میں رات بسر کرتا ہوں وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ دراصل یہ کھلانا اور پلانا معنوی ہے جیسا کہ ابن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مریضوں کو کھانے پینے پر مجبور نہ کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کو کھلاتا پلاتا ہے۔ کسی شاعر نے کیا اچھا کہا:

لها احادیث من ذکراک یشغلها   عن الشراب ویلهیها عن الزاد

"تیری یاد میں اس کی نیاز مندانہ باتیں، اس کو خورد و نوش اور سامان سفر سے غافل اور بے نیاز کر دیتی ہیں"۔

استغفار..... (نضر بن شمیل، محمد بن عمرو، ابوسلمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک روز میں سو بار اللہ سے توبہ اور استغفار کرتا ہوں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (فریابی، ثوری، اعمش، ابراہیم، عبیدہ) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے قرآن سناؤ، میں نے عرض کیا: کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سناؤں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دوسرے سے قرآن سننا پسند کرتا ہوں۔ چنانچہ میں نے سورہ نساء سے تلاوت کی اور فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید وجئنا بک علی هؤلاء شهیدا (۴/۴۱) آیت تلاوت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بس۔ میں نے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اشکبار ہیں۔

مال زکوۃ سے اجتناب اور احتیاط..... صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر کھجور پا کر فرماتے کہ مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ صدقہ و زکوۃ میں سے ہو گی تو میں اس کو کھا لیتا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (وکیع، اسامہ بن زید، عمرو بن شعیب، ابوہ) جدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

رات کو اپنے پہلو کے نیچے ایک کھجور پڑی ہوئی دیکھی اور کھالی، پھر رات بھر نیند نہ آئی تو کسی بیوی نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ رات بھر کیوں بیدار رہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ میں نے رات کو اپنے پہلو کے نیچے کھجور پڑی ہوئی کھالی اور ہمارے ہاں زکوۃ کی کھجوریں بھی تھیں۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ زکوۃ میں سے ہوگی (تفرد بہ احمد اسناد میں اسامہ بن زید لیثی، مسلم کے رجال میں سے ہے)۔ الحاصل یہ ہے کہ یہ کھجور زکوۃ کی نہ تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت اور صیانت کی وجہ سے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ورع اور تقویٰ کے کمال درجہ پر فائز ہونے کی بناء پر رات بھر بے خواب اور بیدار رہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ! میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور تم سب سے زیادہ جانتا ہوں کہ میں کس چیز سے پرہیز کروں اور بچوں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ مشتبہ، مشکوک کو چھوڑ کر غیر مشتبہ صحیح کام اختیار کروں۔

نماز کے دوران ہنڈیا کے ابال کی آواز..... حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ (ثابت، مطرف بن عبداللہ شخیر) ابوہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ سے ہانڈی کے جوش مارنے کی سی آواز آرہی تھی (ایک روایت میں ہے) کہ رونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے میں سے چکی کی سی آواز آرہی تھی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابوکریب محمد بن علاء، معاویہ بن ہشام، شیبان، ابو اسحاق، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے ہو رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سورہ ہود، سورہ واقعہ، مرسلات، عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت کے مضامین اور معانی نے بوڑھا کر دیا ہے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابوکریب، معاویہ بن ہشام، شیبان، فراس، عطیہ، ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ بڑھاپا آپ پر تیزی سے طاری ہو رہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے سورہ ہود اور اس کے ہم مثل سورہ واقعہ، عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا ہے۔

نبی علیہ السلام کی شجاعت و جسارت کا بیان ..... ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں بعض اسلاف سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے لا تکلف الا نفسک (۴/۸۴) سے استنباط کیا ہے کہ جب مشرکین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر و ثبات اور استقامت کا حکم فرمایا خواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ شجاع اور دلیر تھے اور سب سے زیادہ صبر مند تھے اور سب سے زیادہ طاقتور تھے میدان جنگ سے کبھی فرار نہیں کیا اگرچہ ساتھی پسپا ہو جائیں۔ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مٹھی بھر کنکر یا ایک بار مشرکین کی طرف پھینکے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "شاہت الوجوہ" (چہرے بدشکل ہو گئے) فرمایا: تو وہ سب پراگندہ ہو گئے۔ یہی واقعہ جنگ حنین کا ہے۔ (کما تقدم)

غزوہ احد میں اکثر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، بعض میں پسپا ہو گئے اور خود نبی علیہ السلام بنفس نفیس ثابت قدم رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صرف بارہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم! بعض نے صبر و استقلال کا مظاہرہ کیا۔ سات شہید ہو گئے اور پانچ باقی بچے اور زندہ رہے۔ ابی بن خلف ملعون اسی وقت جہنم رسید ہوا۔ جنگ حنین میں اسلامی فوج بارہ ہزار افراد پر مشتمل تھی اکثر لوگ پسپا ہو گئے اور نبی علیہ السلام تقریباً سو صحابہ رضی اللہ عنہ کی جماعت میں ثابت قدم رہے۔ آپ علیہ السلام اس روز "دلدل" خچر پر سوار تھے اور اس کو دشمن کی سمت آگے بڑھا رہے تھے اور بلند آواز سے اعلان فرما رہے تھے انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب، یہاں تک کہ حضرت عباس، حضرت علی اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہم بعض اس خچر سے چمٹے رہے تھے کہ اس کی رفتار کو کم کریں مبادا کوئی دشمن آپ علیہ السلام پر حملہ آور ہو جائے۔ آپ علیہ السلام بدستور جوش و جذبہ کا اظہار فرما رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اس میدان میں فتح و کامرانی کے ساتھ ہمکنار کیا۔ لوگ واپس لوٹے تو آپ علیہ السلام کے سامنے اسیر "اعداء" بکھرے پڑے تھے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ (عباس بن ولید بن مزید دمشقی، مروان بن محمد، سعید بن بشیر، قتادہ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سب لوگوں سے زیادہ دانشور، شیریں گفتار اور حسب نسب میں ممتاز ہوں۔

سابقہ کتابوں میں نبی علیہ السلام کی صفات اور حلیہ مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے سے قبل ہم "بشارات" میں قدرے وضاحت اور چیدہ چیدہ اقتباسات بیان کر چکے ہیں اور اب ہم اس سے چند اقتباسات بیان کریں گے۔

بخاری اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ جمیعاً (فلیح بن سلیمان، ہلال بن علی) عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے تورات کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے کہا واللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تورات میں بیان شدہ صفات میں سے بعض قرآن میں بھی موجود ہیں۔ اے نبی! ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا ہے شاہد، مبشر، نذیر اور ناخواندہ قوم کا محافظ اور پشت پناہ۔ میرا بندہ اور رسول ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام متوکل رکھا ہے۔ نہ تند خو، سنگدل، نہ بازاروں میں چلانے والا ہے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتا ہے بلکہ معاف اور درگزر کرتا ہے اس کی بجائے "ملت عوجاء" اور ٹیڑھی ملت کو درست کرے گا کہ وہ کلمہ توحید کے قائل ہو جائیں گے پھر ان کی روح قبض کروں گا۔ ان کے کلمہ توحید سے اندھی آنکھوں کو بینائی بخشوں گا اور بہرے کانوں کو سماعت سے نوازوں گا اور بیمار دلوں کو شفایاب کروں گا۔

عطاء بن یسار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ پھر میری "کعب احبار رضی اللہ عنہ" سے ملاقات ہوئی اور ان سے دریافت کیا تو انہوں نے ابو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سا جواب دیا، البتہ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف "عمیا" کو بلفظ "عمومیا" کہا۔

متن بخاری کا ایک نکتہ ...... نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو "عبداللہ رضی اللہ عنہ" سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت ہلال بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے۔ سند میں عبداللہ غیر منسوب ہے کے بیان ہے بعض عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں اور بعض عبداللہ بن صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یہی ارجح اور درست ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (سعید، ہلال، عطاء، عبداللہ بن سلام) سے مختصر بیان کیا ہے (بجائے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے)۔

بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ (یعقوب بن سفیان، ابو صالح عبداللہ بن صالح کاتب لیث، خالد بن یزید، سعید بن ابی ہلال، اسامہ، عطاء بن یسار) عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (یہ) صفات (تورات) میں پاتے ہیں میں نے آپ علیہ السلام کو رسول بنا کر مبعوث کیا شاہد، مبشر اور نذیر۔ تو میرا بندہ اور رسول ہے میں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے۔ آپ علیہ السلام تند خو اور سنگدل نہیں۔ بازاروں میں شور و غل نہیں کرتے۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے مگر معاف اور درگزر کرتے ہیں میں اس کی روح کو قبض نہ کروں گا یہاں تک کہ وہ "ملت عوجاء" کو سیدھا کر دے کہ لوگ کلمہ توحید کے قائل ہو جائیں اس سے اندھی آنکھوں، بہرے کانوں اور بیمار دلوں کو شفایاب کروں گا۔

عطاء بن یسار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ مجھے لیثی نے آگاہ کیا کہ اس نے کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح سنا ہے۔ یہ قصہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور سند سے بھی مروی ہے۔

- **حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے** ...... امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (زید بن اخزم طائی بصری، مسلم بن قتیبہ، ابو مودود مدنی، عثمان بن ضحاک، محمد بن یوسف، عبداللہ بن سلام، ابو، جد) بیان کرتے ہیں کہ تورات میں یہ تحریر موجود ہے کہ محمد علیہ السلام کے ساتھ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دفن ہوں گے، ابو مودود کا بیان ہے کہ روضہ اطہر میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے علاوہ ازیں سند میں معروف و مشہور ضحاک بن عثمان مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہے ہمارے شیخ حافظ ابوالحجاج مزی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "اطراف" میں ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ سے امام ترمذی رحمہ اللہ علیہ کے موافق نقل کیا ہے انہوں نے تحریر کیا ہے کہ یہ راوی اور شخص ہے جو ضحاک بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ سے مقدم ہے ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو عثمان سے ان لوگوں کی فہرست میں بیان کیا جن کا نام عثمان ہے۔

ان صفات کے راوی ..... یہ صفات حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں۔ (آپ کا شمار ان اہل کتاب میں سے ہے جو مسلمان ہو گئے) اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی۔ آپ ان صفات پر مطلع اسی بنا پر ہوئے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ یرموک میں اہل کتاب کی کتب کے دو تھیلے حاصل کئے تھے اور ان کے باعث اہل کتاب سے نقل کرتے تھے۔ نیز کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی (یہ صفات مروی ہیں) اور متقدمین کے اقوال کے ساتھ ملتبس ہیں" جو ان میں غلط بحث، غلط بیانی اور تحریف و تبدیلی ہے۔ کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغیر کسی تمیز و تنقید کے نقل کرتے تھے اور بعض اسلاف نے ان پر حسن ظن کرتے ہوئے ان کو بعینہٖ نقل کر دیا ہے۔ اور ان کا بیشتر حصہ قرآن و حدیث کے مخالف اور متضاد ہے۔ مگر تحقیق سے ان کا ذکر کیجئے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (حاکم، اصم، احمد بن عبدالجبار، یونس بن بکیر، ابن اسحاق، محمد بن ثابت بن شرحبیل) ام الدرداء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ تورات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک کیسے مذکور ہے تو انہوں نے بتایا کہ ہم آپ کا نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مذکور پاتے ہیں آپ علیہ السلام کا صفاتی نام متوکل ہے آپ علیہ السلام تند خو ہیں اور نہ ہی سنگ دل اور نہ ہی بازاروں میں چلانے والے ان کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں۔ اللہ نے ان کو مبعوث فرمایا ہے کہ اندھی آنکھوں، بہرے کانوں اور کج زبانوں کو کھول کر صحیح و درست کریں۔ مظلوم کے معاون ہوں گے اور ان کی حفاظت کریں گے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (یونس بن بکیر، یونس بن عمرو، عیزار بن حریث) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انجیل میں ہے کہ آپ علیہ السلام تند خو ہیں نہ سنگ دل اور نہ بازاروں میں چلانے والے اور بدی کا بدلہ بدی سے نہیں دیتے بلکہ معاف اور درگزر کرتے ہیں۔

یعقوب بن سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (فیض البجلی، سلام بن مسکین) مقاتل بن حیان سے بیان کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے عیسیٰ علیہ السلام کو وحی کی "اے ابن بتول! اسے پاکدامن مریم کے بیٹے میرے کام میں سنجیدگی اختیار کرو، نہیں مزاح سے اجتناب کرو اور اس کی اطاعت کرو میں نے تجھے بن باپ کے پیدا کیا ہے۔ میں نے تجھے کائنات کا عجوبہ قرار دیا ہے پس تو میری ہی عبادت کر اور صرف مجھ پر اعتماد و توکل کر اور "اہل سوران" کو بتلا دے کہ میں بزرگ و برتر ہوں تم اس نبی کی تصدیق کرو جو اونٹ والا ہے، زرہ پوش ہے، تاج، عمامہ والا، صاحب عصا، سر کے بال گھنگریالے، پیشانی کشادہ، دونوں ابرو باہم پیوستہ، سرمگیں آنکھیں، بلند بینی، رخسار صاف، ریش مبارک گھنی، رخ زیبا پر پسینہ موتیوں کی مانند، جسم سے کستوری کی مہک، گردن گویا چاندی کی صراحی، حلق اور ہنسلیوں میں جاری سا ہے، سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی باریک دھاری، سینہ اور پیٹ بالوں سے عاری، قدم اور ہتھیلیاں مضبوط اور پر گوشت، جب لوگوں میں شامل ہو تو ان پر چھا جائے، جب چلے تو آگے کو جھکتا ہوا گویا بلندی سے اتر رہا ہے اور اصلاب کی جانب جا رہا ہے اور ان کی نسل تھوڑی ہوگی۔"

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے وہب بن منبہ یمانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مناجات کے لئے قریب کیا تو انہوں نے کہا:

(۱) اے پروردگار! مجھے تورات میں ایک قوم کا ذکر ملتا ہے "جو سب سے بہتر ہے لوگوں کے مفاد کے لئے پیدا کی گئی ہے" معروف کا حکم دیں گے اور منکر اور برائی سے منع کریں گے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں گے، ان لوگوں کو میری امت بنا دے" اللہ نے بتایا یہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے رب! میں تورات میں ایک ایسی قوم کا ذکر پاتا ہوں جو خیر الامم ہے، بہتر ہے جو سب اقوام کے بعد پیدا ہوگی اور روز قیامت سب سے اول ہوگی، خدایا! ان کو میری امت بنا دے۔ اللہ نے فرمایا یہ امت احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے رب! میں تورات میں ایک ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں جن کا قرآن ان کے سینوں میں ہوگا وہ اس کی تلاوت کریں گے۔ ان سے پہلے لوگ کتاب کو دیکھ کر پڑھتے تھے۔ حفظ نہیں کرتے تھے الہٰی! ان کو میری امت بنا دے۔ اللہ نے فرمایا یہ امت احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

(۴) اے رب! میں تورات میں ایسی قوم کا تذکرہ پاتا ہوں جو پہلی اور آخری تمام کتب پر ایمان لائیں گے جو ضلالت اور گمراہی کے

بدکاروں سے جنگ کریں گے یہاں تک کہ ایک چشم دجال سے جنگ کریں گے ان کو میری امت بنا دے فرمایا وہ امت احمد ﷺ ہے۔

(۵) اے رب! میں تورات میں ایک امت کا ذکر پڑھتا ہوں جو اپنے صدقات کھاتی ہے پہلے لوگ جب کوئی صدقہ نکالتا تو اللہ اس پر آگ بھیجتا وہ اسے کھا جاتی اور اگر وہ صدقہ مقبول نہ ہوتا تو اس کو آگ نہیں کھاتی ان لوگوں کو میری امت بنا دے اللہ نے فرمایا یہ امت احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

(۶) یا رب! میں تورات میں ایک امت کا ذکر پاتا ہوں جب کوئی ان میں سے برائی کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس کے نامہ اعمال میں نہیں لکھی جاتی اگر اس پر عمل کرے تو اس کے نامہ اعمال میں ایک برائی درج کی جاتی ہے اور جب نیکی کا ارادہ کرتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا تو اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اگر وہ اس پر عمل پیرا ہو جائے تو دس نیکی اس کے نامہ اعمال میں "سب سے زیادہ" دس سے لے کر سات سو تک نیکی درج کی جاتی ہے ان کو میری امت بنا دے۔ اللہ نے فرمایا یہ امت احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

(۷) موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا رب! میں تورات میں ایک امت کا ذکر پاتا ہوں وہ سفارش کریں گے اور ان کی سفارش قبول ہوگی۔ خدایا ان کو میری امت بنا دے۔ اللہ نے فرمایا وہ امت احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا مژدہ.... وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے داؤد علیہ السلام اور زبور میں ان کی طرف وحی کے بارے میں بیان کیا ہے۔ اے داؤد علیہ السلام! تیرے بعد ایک نبی آئے گا اس کا نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور محمد ہے صادق و سردار ہے میں اس پر کبھی ناراض نہ ہوں گا۔ اس کی امت مرحومہ ہے (مغفور ہیں) میں ان پر ایسی نوافل کی بشارت کروں گا جیسی بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام پر کی ہیں۔ میں نے ان پر وہ فرائض و واجبات مقرر کئے ہیں جو پہلے انبیاء و رسل پر مقرر کئے تھے وہ میرے پاس قیامت کے روز آئیں گے ان کا نور انبیاء علیہم السلام کے نور کی طرح ہوگا کیونکہ میں نے ان پر لازم مقرر اور معین کیا ہے کہ وہ ہر نماز کے لئے وضو کریں جیسا کہ میں نے ان سے قبل انبیاء علیہم السلام پر واجب کیا تھا۔ میں نے ان کو جنابت سے غسل کرنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ ان سے قبل انبیاء علیہم السلام کو دیا ہے۔ میں نے ان پر حج فرض کیا ہے جیسا کہ ان سے قبل انبیاء علیہم السلام پر فرض کیا تھا۔ میں نے ان کو "جہاد" کا حکم دیا ہے جیسا کہ ان سے قبل انبیاء و رسل علیہم السلام کو حکم دیا تھا۔

اے داؤد علیہ السلام میں نے محمد علیہ السلام اور امت محمد کو اقوام عالم سے ممتاز کیا ہے میں نے ان کو چھ خوبیاں عطا کی ہیں جو کسی کو عطا نہیں کیں:

(۱) میں ان کی خطاء و نسیان پر گرفت نہ کروں گا۔

(۲) جو گناہ وہ نادانستہ کریں گے اگر وہ مجھ سے بخشش کے طلب گار ہوں گے تو وہ بھی معاف کر دوں گا۔

(۳) جو عمل انہوں نے اپنی آخرت کی خاطر بطیب خاطر کیا اس میں ان کے لئے بے حساب اضافہ کروں گا ان کے لئے میرے پاس ذخیرہ شدہ اعمال میں کئی گنا اضافہ ہے اور مزید برآں۔

(۴) مصائب و آلام کے وقت جب وہ صبر کریں گے اور زبان سے انا للہ وانا الیہ راجعون کہیں گے میں ان کو بخشش، رحمت اور جنت کی طرف رہنمائی سے نوازوں گا، اگر وہ مجھ سے دعا کریں گے تو میں ان کی دعا قبول کروں گا، یا تو فوراً دکھا کے یا ان سے کسی مصیبت کو دور کر دوں گا، یا ان کے لئے آخرت میں ذخیرہ کر دوں گا۔

(۵) اے داؤد علیہ السلام! امت محمدیہ کا جو فرد بھی لا الہ الا اللہ کا سچے دل سے اعتراف و اقرار کرتا ہوا مجھے ملے گا وہ جنت اور نعمت میں میرے ہمراہ ہوگا۔

(۶) اور جو شخص محمد علیہ السلام اور قرآن کی تکذیب اور ان کا مذاق اور تمسخر کرتا ہوا میرے پاس آئے گا میں اس کو سخت ترین عذاب قبر میں مبتلا کروں گا اور قبر سے حشر کے وقت ملائکہ علیہم السلام اس کے چہرے اور پشت پر ماریں گے پھر اس کو میں جہنم کے زیریں طبقے میں داخل کروں گا۔

انبیاء علیہم السلام کی تصدیق.... حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو الفتح کروخی، عبدالرحمن بن ابی شریح ہروی، یحییٰ بن محمد بن صاعد، حمید

اللہ بن شبیب ابو سعید محمد بن عمر بن سعید بن محمد بن جبیر بن مطعم، ام عثمان، بنت سعید بن محمد، ابو عاصم سعید بن محمد) ابو محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور مکہ میں آپ علیہ السلام کا بول بالا ہوا میں شام کی طرف روانہ ہوا جب میں "بصریٰ" پہنچا تو میرے پاس نصاریٰ کا ایک وفد آیا اور اس نے مجھ سے پوچھا کیا تو حرم کا باشندہ ہے میں نے "ہاں" میں جواب دیا تو انہوں نے پوچھا: جس شخص نے تم میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے اسکو جانتے ہو؟ میں نے ہاں میں جواب دیا۔ تو وہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے معبد میں لے گئے۔ اس میں بہت سی مورتیاں اور تصویریں تھیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا: "دیکھ" کیا تجھے ان میں اس نبی علیہ السلام کی صورت نظر آرہی ہے جو تم میں مبعوث ہوا ہے؟ میں نے غور سے دیکھا اور آپ علیہ السلام کی تصویر ان میں نہ پائی تو بتایا مجھے ان کی تصویر نہیں ملی تو وہ مجھے اس سے بڑے گرجا میں لے گئے، کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں پہلے معبد کی نسبت زیادہ تصاویر اور مورتیاں ہیں۔ انہوں نے مجھے کہا: غور کرو کیا ان میں بھی وہ نظر آرہے ہیں؟ میں نے دیکھا تو اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کی حامل ہے، نیز میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تصویر مع ان کی صفات و حلیہ کے دیکھی۔ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایڑی کو پکڑے ہوئے ہیں۔

پھر انہوں نے مجھ سے دریافت کیا ان کی تصویر دیکھ رہے ہو؟ میں نے اثبات میں جواب دیا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کی طرف اشارہ کر کے کہا" وہ یہ ہیں" میں نے کہا ہاں" بخدا" میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ وہی ہیں" پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا اس شخص کو جانتے ہو جو ان کی ایڑی پکڑے ہوئے ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں پھر انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں یہ تمہارے نبی ہیں اور یہ ان کے بعد خلیفہ ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو "تاریخ" میں محمد سے (جس کی ولدیت ذکر نہیں کی اس محمد بن عمر سے) مختصر بیان کیا ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ پہلے ہر نبی کے بعد نبی ہوتا تھا مگر اس نبی کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ابن کثیر نے تفسیر میں سورہ اعراف (۷۔۱۵۷) کی تشریح کرتے ہوئے حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے بہ سند ابو امامہ باہلی، ہشام بن عاص اموی رضی اللہ عنہ سے یہ ذکر کیا ہے کہ میرے ہمراہ ایک قریشی کو ہرقل شاہ روم کی طرف بھیجا گیا کہ ہم اسکو "اسلام" کی دعوت پیش کریں۔ پھر اس نے ہرقل کے پاس اپنی آمد کا ذکر کیا ہے کہ جب اس کے پاس کلمۂ توحید پڑھا تو میں پہچان گیا کہ اس کی طبیعت پریشان اور مکدر ہوگئی ہے۔ پھر شاہ ہرقل نے ہمیں اپنے مہمان خانہ میں ٹھہرایا اور تین روز کے بعد اپنے دربار میں بلوایا۔ ہم پہنچ گئے تو اس نے مربع شکل کا بڑا سا صندوق منگوایا اس میں چھوٹے چھوٹے خانے ہیں اور ہر خانے پر دروازہ آراستہ ہے ان میں انبیاء کی منقش تصاویر ہیں جو ریشمی پارچہ جات پر بنی ہوئی ہیں از آدم علیہ السلام تا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

وہ ایک ایک کر کے تمام تصاویر نکالنے لگا اور ان کی تفصیل سے آگاہ کرنے لگا اس نے پہلے آدم، نوح اور ابراہیم علیہم السلام کی تصاویر دکھائیں پھر اس نے جلدی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر دکھانے کا ارادہ کیا اور ایک دروازہ کھولا اس خانہ میں "سفید تصویر" ہے واللہ! ناگاہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس نے پوچھا کیا تم اس کو جانتے ہو؟ ہم نے کہا "ہاں" "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ہم اشکبار ہو گئے۔ (ہشام اموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے) بخدا! وہ کچھ دیر کھڑا رہا پھر بیٹھ گیا اور اس نے پوچھا: واللہ! یہ وہی ہیں! ہم نے اس کی تصدیق و تائید کی کہ یہ وہی ہیں جیسا کہ ہم دیکھ رہے ہیں پھر اس نے تصویر کو ذرا دیکھ کر کہا: یہ آخری خانہ میں تھی لیکن میں نے اس کو جلدی سے اس وجہ سے نکالا کہ تمہارا عندیہ معلوم کر سکوں پھر اس نے انبیاء علیہم السلام کی باقی ماندہ تصاویر کے بارے میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ (اور آخر میں یہ ہے) کہ ہم نے اس سے دریافت کیا کہ آپ کو یہ تصاویر کہاں سے حاصل ہوئیں؟ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ یہ تصاویر انبیاء علیہم السلام کی شکل و صورت کے مطابق ہیں۔ اس لئے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کو آپ علیہ السلام کے حلیہ مبارک کے بالکل موافق پایا ہے۔ اس نے بتایا کہ آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ بنی آدم سے جو انبیاء علیہم السلام ہوں گے وہ دکھائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تصاویر آدم علیہ السلام پر نازل فرمائیں اور یہ تصاویر حضرت آدم علیہ السلام کے خزانے میں تھیں جو "مغرب شمس" کے قریب ہے ان تصاویر کو وہاں سے "شاہ ذوالقرنین" نے نکالا اور دانیال علیہ السلام کے سپرد کر دیا۔

پھر اس نے کہا: واللہ! میرا دل چاہتا ہے کہ میں ملک اور حکومت کو خیرباد کہہ دوں اور تم سے بڑے آدمی کا غلام بن کر رہوں یہاں تک کہ مجھے موت آجائے۔

ہشام رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ پھر اس نے ہمیں عمدہ عمدہ عطیات دے کر الوداع کیا۔ جب ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے

ارمیاہ کی پوری عبارت یاد نہ رہی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کہا یہ وہ شخص ہے جن پر اللہ تعالیٰ کی رشد و ہدایت منظور ہوتی تو وہ ایمان کر لیتا ہے مگر افسوس! اے ہشام کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں بتا دیا کہ تم نے تصدیق کر لی اور یہ حضور کے پاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ ان کی کتابوں میں موجود ہے۔

زید بن عمرو کا قبول اسلام اور پیغام واقدی بسند خود (جو بنی عدی کے حلیف ہیں) عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل سے سنا کہ میں اولاد اسماعیل میں سے ایک نبی کا منتظر ہوں۔ غالباً میں ان کا عہد مسعود نہ پا سکوں گا۔ میں ان پر ایمان لاتا ہوں، ان کی تصدیق کرتا ہوں اور ان کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔ اے عامر بن ربیعہ! اگر تمہاری عمر دراز ہو اور تمہاری ان سے ملاقات ہو جائے تو ان کو میرا اسلام کہنا اور میں تجھے ان کا حلیہ بتاتا ہوں تا کہ تمہیں ان کی پہچان میں اشتباہ نہ ہو۔

میں نے عرض کیا بتائیے، انہوں نے بتایا وہ درمیانہ قد ہوں گے، نہ طویل اور نہ پست قد، سر کے بال نہ بہت گھنے اور نہ باریک، ان کی آنکھوں میں ہر وقت سرخی ہوگی، ان کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے، ان کا نام احمد ہے، یہ شہر ان کی جائے ولادت اور یہی جائے بعثت ہے، ان کی قوم ان کو شہر بدر کر دے گی اور وہ ان کے دین کو ناپسند کرے گی، پھر وہ یثرب کی طرف ہجرت کریں گے اور پھر ان کا بول بالا ہو جائے گا۔ ان کے بارے میں دھوکے اور فریب میں مت آنا، میں نے دین ابراہیم کی جستجو میں تمام دنیا چھان ماری ہے، میں نے جس یہودی، عیسائی اور مجوسی سے دین کے بارے میں پوچھا وہ سب یہی کہتے ہیں کہ ابھی یہ دین آگے آنے والا ہے اور وہ نبی صادق ہے اور جیسا میں نے حلیہ بیان کیا ہے وہ بھی ایسا ہی بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ آخری نبی ہے۔

عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیغام پہنچایا اور ان کا سلام عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سلام کا جواب دیا اور ان کے لئے رحمت کی دعا کی اور فرمایا میں نے اس کو جنت میں دامن کھینچتے ہوئے دیکھا ہے۔

معجزات نبی علیہ السلام

قرآن بطور ایک عظیم معجزہ معجزات و نبوت کے دلائل دو قسم کے ہیں معنوی یا باطنی اور حسی یا مادی۔ معنوی معجزات میں سے قرآن پاک کا نزول ہے اور یہ سب سے عظیم معجزہ، روشن دلیل اور نمایاں برہان ہے اور وہ ایسا فصیح و بلیغ کلام ہے جس کی نظیر نہیں۔ یہ عرب کی زبان میں ہے جہاں زبان دان شعراء اور آتش بیان خطیب موجود تھے اور وہ پیغمبر اسلام کی مخالفت اور عداوت میں پیش پیش تھے مگر سب کے سب اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز اور درماندہ ہیں۔

> قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظہیرا (۱۷/۸۸)
>
> "کہہ دو کہ اگر انسان اور جن اس بات پر مجتمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہ لا سکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔"
>
> ام یقولون تقولہ بل لا یؤمنون فلیاتوا بحدیث مثلہ ان کانوا صادقین (۵۲/۳۴)
>
> "کیا کہتے ہیں کہ اس نے قرآن از خود بنا لیا ہے بات یہ ہے کہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے، اگر یہ سچے ہیں تو ایسا کلام بنا تو لائیں۔"

یعنی اگر تم درست کہتے ہو کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بنایا ہوا ہے تو محمد تو تمہارے جیسا انسان ہے، تم بھی ویسا کلام تصنیف کر کے لے آؤ، تمہیں اپنی فصاحت و بلاغت پر ناز ہے۔

أم يقولون افتراه قل فأتوا بعشر سور مثله مفتريات (سورۂ ہود آیت ۱۳)

"کیا کہتے ہیں کہ اس نے قرآن از خود بنا لیا ہے فرما دیجئے تو تم بھی ایسی دس سورتیں بنا لاؤ"۔

مثل اس کی کتاب تو کجا بلکہ دس سورتیں ہی بنا لاؤ۔ پھر اس چیلنج کا اعلان عام کر دیا گیا کہ صرف ایک سورت کا مطالبہ کیا کہ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو اس طرح کی ایک سورت ہی بنا لاؤ۔

قل فأتوا بسورة مثله (۱۰/۳۸) وإن كنتم في ريب مما نزلنا على عبدنا فأتوا بسورة من مثله (۲/۲۳)

اگر تم اس کتاب میں جو ہم نے محمد علیہ السلام پر نازل فرمائی ہے کچھ شک ہو تو اس کی طرح کی ایک سورت تم بھی بنا لاؤ۔ فرمایا: فإن لم تفعلوا ولن تفعلوا اگر تم ایک سورت نہ لا سکو تو اور کبھی تم پیش نہیں کر سکو گے یہ آپ ﷺ کا دوسرا معجزہ ہے کہ قرآن کا مقابلہ ایک محال امر ہے اور یہ غیب کی بات ہے اس کا معارضہ اب ہو سکتا ہے نہ کبھی آئندہ ہو سکے گا۔ ایسا اعلان وہی کر سکتا ہے جو اپنی بات پر پورا اعتماد اور پورا وثوق رکھتا ہے۔ جس کو پورا یقین ہو کہ کوئی انسان اس جیسی کوئی چیز پیش کرنے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔

بالفرض اگر یہ انسان کا کلام ہوتا تو اس جیسے اور مقابلے کا کلام بنانے کی کسی نہ کسی کو سعادت مل جاتی۔ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ کسی مخلوق کا کلام خالق کے کلام کے مقابلہ سے زیادہ واضح اور کامل تر انسان ہیں۔ آپ علیہ السلام نے بھی ﷺ اس کا جواب دیا کہ اس کا مقابلہ کرنے کی وہ قدرت نہیں رکھتے اور قیامت تک دنیا میں کسی میں یہ ہمت نہ ہوگی کہ اس کے مقابلہ کلام پیش کرے یا اس کی نظیر پیش کرے کیونکہ رب العالمین کا کلام ہے مخلوق میں سے کسی کی ذات، صفات اور افعال میں اس کا کوئی ہمسر اور مثیل نہیں تو پھر کلام الٰہی کا معارضہ کیسے ممکن ہے۔

ایک دعویٰ ..... لو نشاء لقلنا مثل هذا إن هذا إلا أساطير الأولين (۸/۳۱)

"اگر ہم چاہیں تو اسی طرح کا کلام ہم بھی کہہ دیں اور یہ کچھ نہیں مگر صرف اگلے لوگوں کی حکایتیں ہیں"۔ ایک سراسر جھوٹ بات اور باطل دعویٰ ہے اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچے ہوتے تو اس چیلنج کا مقابلہ کرتے۔ وہ صرف زبانی جمع خرچ کرتے ہیں اور حقیقت میں وہ جانتے ہیں کہ ان کا یہ دعویٰ غلط ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ وہ اس جیسی بات پیش نہیں کر سکتے۔

وقالوا أساطير الأولين اكتتبها فهي تملى عليه بكرة وأصيلا

"یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں جن کو اس نے لکھوا رکھا ہے اور وہ صبح و شام اس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں"۔

قل أنزله الذي يعلم السر في السموات والأرض (۲۵/۶)

"کہہ دو کہ اس کو اس نے اتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے"۔

یعنی اس قرآن پاک کو غیب جاننے والے نے اتارا ہے اور اس میں ماضی کے واقعات اور مستقبل کی غیب کی باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس "کتاب" کو اپنے نبی محمد رسول اللہ ﷺ پر اتارا ہے جو کوئی کتاب بھی نہیں پڑھ سکتے تھے اور ماضی کی تاریخ سے بھی ناواقف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان واقعات کو بیان کیا ہے اور ماضی کے واقعات کی صحیح صحیح حقیقت بیان کر دی ہے اور سابقہ اہل کتب کے اختلافات کا فیصلہ کرتا ہے:

تلك من أنباء الغيب نوحيها إليك ما كنت تعلمها أنت ولا قومك من قبل هذا (۱۱/۴۹)

"یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں اور اس سے پہلے نہ تم ہی ان کو جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم"۔

وكذلك نقص عليك من أنباء ما قد سبق (۲۰/۹۹)

"اسی طرح ہم تم سے وہ حالات بیان کرتے ہیں جو گزر چکے ہیں"۔

وأنزلنا إليك الكتاب بالحق مصدقا لما بين يديه من الكتاب ومهيمنا عليه (۵/۴۸)

"ہم نے تجھ پر بھی کتاب اتاری جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کے مضامین پر نگہبانی کرنے والی ہے۔"

وما كنت تتلو من قبله من كتب ولا تخطه بيمينك اذا لارتاب المبطلون. بل هو ايت بينت في صدور الذين اوتوا العلم وما يجحد بايتنا الا الظالمون، وقالوا لو لا انزل عليه ايت من ربه قل انما الايت عند الله وانما انا نذير مبين او لم يكفهم انا انزلنا عليك الكتاب يتلى عليهم ان في ذلك لرحمة وذكرى لقوم يومنون (۲۹/۴۸)

"اور اس سے پہلے تو نہ کوئی کتاب پڑھتا تھا اور نہ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے لکھتا تھا، ایسا ہوتا تو اہل باطل ضرور شک کرتے، بلکہ واضح آیتیں ہیں ان کے سینوں میں جنہیں علم دیا گیا اور ہماری آیتوں کا صرف ظالم لوگ ہی انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں آپ پر اس کے رب کی طرف سے نشانیاں کیوں نہ اتریں۔ کہہ دو کہ نشانیاں تو اللہ ہی کے اختیار میں ہیں اور میں تو کھول کر ڈرانے والا ہوں۔"

یعنی امی ہونے کے باوجود قرآن جیسی جامع کتاب کا اترنا ایک بڑا معجزہ ہے۔ جو آپ ﷺ کی صداقت کی علامت ہے:

واذا تتلى عليهم اياتنا بينات قال الذين لا يرجون لقاءنا ائت بقرآن غير هذا او بدله قل ما يكون لي ان ابدله من تلقاء نفسي ان اتبع الا ما يوحى الي اني اخاف ان عصيت ربي عذاب يوم عظيم قل لو شاء الله ما تلوته عليكم ولا ادراكم به فقد لبثت فيكم عمرا من قبله افلا تعقلون (۱۰/۱۶)

"اور جب ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی امید نہیں وہ کہتے ہیں کہ یا تو اس کے سوا کوئی اور قرآن بنا لاؤ یا اس کو بدل دو۔ کہہ دو کہ مجھ کو اختیار نہیں ہے کہ اسے اپنی طرف سے بدل دوں۔ میں تو اسی کے حکم کا تابع ہوں جو میری طرف آتا ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے سخت دن کے عذاب سے خوف آتا ہے یہ بھی کہہ دو کہ اگر خدا چاہتا تو (نہ تو) میں ہی یہ کتاب تم کو پڑھ کر سناتا اور نہ وہی تمہیں اس سے واقف کرتا میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر رہا ہوں اور کبھی ایک کلمہ بھی اس طرح کا نہیں کہا۔ بھلا تم سمجھتے نہیں۔"

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا پر جھوٹ افترا کرے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے۔ بے شک گنہگار فلاح نہیں پائیں گے۔ یعنی میں اپنی طرف سے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا، اس میں ردوبدل صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ میں تو محض ایک پیامبر ہوں اور تم میری صداقت و دیانت کے قائل ہو، میری ساری زندگی کے حالات تمہارے سامنے ہیں، تم میرے حسب نسب اور دیانتداری سے خوب آگاہ ہو، میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تو پھر مجھے یہ زیب کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ پر کذب و بہتان کا افترا کروں جو ہر چیز کا مالک ہے، ہر چیز اس کی دسترس میں ہے اور ہر چیز اس کا علم محیط ہے۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ پر تہمت لگانے سے بڑھ کر کوئی جرم ہے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولو تقول علينا بعض الاقاويل لاخذنا منه باليمين ثم لقطعنا منه الوتين فما منكم من احد عنه حاجزين (۶۹/۴۴)

"اگر یہ پیغمبر ہماری نسبت کوئی بات جھوٹ بنا لاتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے پھر ان کی رگ گردن کاٹ ڈالتے پھر تم میں سے کوئی بھی اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔"

یعنی وہ کچھ جھوٹ افترا کرتے تو ہم ان سے سخت انتقام لیتے اور کوئی بھی اسے ہمارے عذاب سے بچا نہ سکتا۔

ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا او قال اوحي الي ولم يوح اليه شيء ومن قال سانزل مثل ما انزل الله (۶/۹۳)

"اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا پر جھوٹ افترا کرے یا یہ کہے کہ مجھ پر وحی آئی۔ حالانکہ اس پر کچھ بھی وحی نہ آئی ہو اور جو یہ کہے کہ جس طرح کی کتاب خدا نے نازل فرمائی ہے اس طرح کی میں بھی بنا لیتا ہوں"

قل ای شیء اکبر شھادۃ قل اللہ شھید بینی وبینکم واوحی الی ھذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ (۶/۱۹)

"ان سے پوچھو سب سے بڑھ کر کس کی شہادت ہے؟ کہہ دو کہ خدا ہی میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اور یہ قرآن مجھ پر اس لئے اتارا گیا ہے کہ اس کے ذریعے سے تم کو اور جس شخص تک وہ پہنچ سکے اس کو آگاہ کروں۔"

یعنی اللہ تعالیٰ جو میرا اور تمہارا گواہ ہے اس سے بڑھ کر کسی کی گواہی نہیں، وہ ہر چیز سے آگاہ ہے۔

شہادت اللہ پر عطف کے مفہوم کو متضمن ہے یعنی میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ اس نے مجھے مخلوق کی جانب مبعوث کیا ہے تا کہ تم کو اس قرآن سے آگاہ کروں گویا جس تک یہ قرآن پاک پہنچ گیا ہے میں اس کے لئے نذیر ہوں۔

ومن یکفر بہ من الاحزاب فالنار موعدہ (۱۱/۱۷)

"اور ان کافرقوں میں سے جو کوئی اس قرآن پاک کا منکر ہو جائے تو اس کا ٹھکانا آگ ہے۔"

الغرض قرآن پاک جس میں الوہیت باری تعالیٰ، ملائکہ، عرش، کرسی، ارض و سماء اور اس کے مابین ہر چیز کے متعلق علم و آگہی سے بھرپور کرتا ہے۔ یہ (۱۷/۸۹) "اور ہم نے اس قرآن حکیم میں سب باتیں طرح طرح سے ذکر کر دی ہیں۔" (۱۷/۸۹) اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے سمجھانے کے لئے بیان کرتے ہیں اور اسے اہل دانش ہی سمجھتے ہیں۔ (۲۹/۴۳)

قرآن پاک گذشتہ واقعات کا صحیح حامل ہے اور اہل کتاب کی منزل کتب کا شاہد عدل ہے اس کے ساتھ ساتھ وہ ایسے امی نبی علیہ السلام پر نازل ہوا ہے جو فن کتابت سے مستغنی اور علم تاریخ سے بالکل بے بہرہ تھے۔ الغرض قرآن پاک ان بحر بیکراں اور الٰہی علوم پر مشتمل ہے جس میں گذشتہ قوموں اور نبیوں علیہم السلام کا تذکرہ ہے اور ان کے حالات اور سوانح حیات کا تذکرہ ہے مسلمانوں کی سرفرازی اور کافروں کی ذلت و تباہی کا آئینہ دار ہے اور ایسا شستہ اور شگفتہ انداز کہ انسان کا منظر ان کے سامنے کھینچ دیا ہے ایک ہی واقعہ مختلف پیرایوں سے بیان ہوا ہے مختصر کا بھی طویل اور مفصل بیان نہایت عمدہ و شیریں اور شگفتہ و پاکیزہ عبارت، مختصر الفاظ جیسے واقعہ کا مختصر پیرایہ اور بعض مفصل ہے۔

وما کنت بجانب الطور اذ نادینا ولکن رحمۃ من ربک (۲۸/۴۶)

"اور جب وہ لوگ اپنے قلم بطور قرعہ کے ڈال رہے تھے کہ مریم کا کفیل کون بنے تو تم ان کے پاس نہیں تھے۔"

وما کنت لدیھم اذ اجمعوا امرھم وھم یمکرون (۱۲/۱۰۲)

اور جب برادران یوسف نے اپنی بات پر اتفاق کیا تھا اور وہ فریب کر رہے تھے تم ہرگز ان کے پاس نہ تھے ان کے قصے میں عقل مندوں کے لئے عبرت ہے۔ یہ قرآن ایسی بات نہیں ہے جو اپنے دل سے بنائی گئی ہو" (۱۲/۱۱۱) "اور کہتے ہیں کہ پیغمبر اپنے پروردگار کی جانب سے ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے کیا ان کے پاس پہلی کتابوں کی کھلی نشانی نہیں آئی۔"

قل ارءیتم ان کان من عند اللہ ثم کفرتم بہ من اضل ممن ھو فی شقاق بعید سنریھم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق (۴۱/۵۲)

"کہو بھلا دیکھو تو اگر یہ قرآن خدا تعالیٰ کی جانب سے ہو پھر تم اس سے انکار کرو تو اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہے جو حق کی پرلے درجے کی مخالفت میں ہو۔ ہم عنقریب ان کو اطراف عالم میں اور ان کی ذات میں بھی نشانیاں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ یہ قرآن حق ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ عنقریب ان کے گرد و پیش میں ایسے حالات ظاہر ہوں گے جن سے واضح ہو جائے گا کہ قرآن اور پیغمبر برحق تھے۔

اولم یکف بربک انہ علی کل شیء شھید (۴۱/۵۳)

"کیا تم کو یہ کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار ہر چیز سے باخبر ہے اور ہر دل سے خبردار ہے اگر آپ علیہ السلام (معاذ اللہ) افترا

ہو [illegible] سے ہو سکے تو آپ علیہ السلام پر خدا نے رفعت مقبول کر لیتا۔"

قرآن پاک میں غیب کی خبریں اور پیش گوئیاں ہیں جو سب کی سب آپ کی زندگی کے حرف بحرف پوری اتریں مثلاً۔

وآخرون یقاتلون فی سبیل اللہ (۲۰/۷۳)

"اور دوسرے اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہوں گے" یہ سورت مکی زندگی کے آغاز میں نازل ہوئی اور یہ پیش گوئی مدنی زندگی میں ظہور پذیر ہوئی اسی طرح:

سیہزم الجمع ویولون الدبر (۴۵/۵۴)

"عنقریب یہ جماعت شکست کھا جائے گی اور یہ لوگ پیٹھ پھیر جائیں گے" یہ سورت قمر (جو مکی ہے) کی یہ پیش گوئی کچھ عرصہ بعد بدر اور دیگر غزوات میں لفظ بلفظ صحیح ثابت ہوئی۔ جس کا حال تفصیل کے ساتھ بیان ہوگا۔ قرآن پاک عدل و انصاف پر مبنی نظام و مسائل کا مجموعہ ہے جس کے بارے میں مسلمان اور غیر مسلم سب کا قطعی فیصلہ ہے کہ یہ کامل شریعت اور انسانی مشکل کا حل ہے اور سمجھ کر اس کا اعلان ہوا ہے جو دعویٰ ہے وہ بیان کر ثابت ہوتا ہے۔

وتمت کلمات ربک صدقا وعدلا (۶/۱)

"تیرے رب کی باتیں صداقت اور عدل کی انتہائی حد تک پہنچی ہوئی ہیں۔"

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق (۹/۳۳)

"اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر مبعوث کیا ہے۔" علم نافع اور عمل صالح سے آراستہ کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کمیل بن زیاد کے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا "قرآن پاک گذشتہ اقوام کا آئینہ دار ہے حالات حاضرہ کا حل ہے اور آئندہ کے واقعات کی پیش گوئی ہے۔"

قرآن پاک کئی وجوہ سے معجزہ ہے: فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے بے مثل اور انوکھے نظم و نسق کی بدولت، غیب اور ماضی کے قصوں کے لحاظ سے، بعید و قریب پیش گوئیوں اور ترغیب و ترہیب کی بدولت، اعلیٰ ترغیب اور پیش گوئی کی بدولت، احکام و مسائل اور آئین و قوانین و ترغیبات کی بدولت قرآن پاک کی فصاحت و شائستگی، الفاظ کی شیرینی اور کلام کے اعجاز، نظم و نسق کے انوکھے پن کے آگے چیلنج کے مخاطب فصحائے عرب عاجز ہیں۔ اس کے علاوہ اس کے معانی اور قوانین و ترغیبات کی قسم کے وجوہ اعجاز کا چیلنج سارے جہاں اور اقوام عالم کو ہے۔

بڑی غلطی: بعض متکلمین کے نزدیک وجہ اعجاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے انکار کے باوصف چیلنج قبول کرنے سے باز رکھا یا ان کی قوت گویائی کو سلب کر لیا اور ان کی زبان گنگ کر دی۔ یہ بات بالکل غلط اور باطل ہے اور قرآن کے مخلوق ہونے کے عقیدہ کی بنا پر ہے اور حقیقت کے خلاف ہے بلکہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام اور غیر مخلوق ہے اللہ تعالیٰ کے حسب مشیت و ارادہ اس کا صدور ہوا ہے۔ تمام کائنات [illegible] اور قرآن پاک کا معارضہ کرنے سے قاصر اور عاجز ہے بلکہ انبیاء علیہم السلام جو فصاحت و بلاغت کا سرچشمہ اور بہترین بیان ہوتے ہیں وہ بھی قرآن کے مقابلے کی قدرت نہیں رکھتے۔ ان کا سب سے عمدہ طرز تکلم اللہ کے کلام کا اسلوب اور ایسا طرز کلام ان سے ممکن نہیں ہوتا۔

اسی طرح نبی علیہ السلام کی فصاحت و بلاغت کا کوئی ہمسر نہیں باوجود اس کے آپ ﷺ کی احادیث بھی قرآن جیسی نہیں اور اسی طرح صحابہ کرام کا اسلوب بیان آپ ﷺ کے طرز کلام سے جدا ہے اور اسی طرح صحف سابقین کا اسلوب بیان حدیث کے طرز گفتار سے ناواقف ہے جیسا کہ صحیح حدیث سے معلوم ہوتا ہے جو صحیح و بلیغ ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ علیہ السلام سے بیان کرتے ہیں "ہر نبی علیہ السلام کو ایسے معجزات عطا فرمائے گئے کہ ان کو دیکھ کر لوگ ایمان لائے۔ مجھے قرآن کا معجزہ عطا کیا گیا ہے مجھے امید ہے کہ قیامت کے روز میرے تابعدار سب نبیوں سے زیادہ ہوں گے۔" (بخاری، مسلم)

نبی علیہ السلام کے حسی معجزات اور کرامات بے شمار ہیں [illegible] کے لحاظ سے معجزات [illegible] بعض لوگ ان کی تصدیق [illegible]

ہوئے اور بعض ان کی تکذیب و تردید کر کے تباہ و برباد ہوئے اور ان کے یہ معجزات وقتی اور عارضی تھے جو ختم ہو گئے۔ اب صرف ان کی یاد باقی ہے۔ باقی رہا قرآن مجید تو یہ ایک ابدی و دائمی اور سرمدی معجزہ ہے گویا کہ ساتھ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہمارے درمیان ہے اور یہ تا قیامت باقی رہے گا اور ہر زمانے کے لوگوں کو اپنی معجزانہ کشش اور تاثیر سے متاثر اور مسحور کرتا رہے گا۔ اور اس کی صداقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعداروں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا رہے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عمل معجزہ ہے...... آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن اخلاق، عادات، خصائل اور جملہ گفتار و کردار معجزہ ہیں۔ غرضیکہ آپ علیہ السلام کی زندگی کا ہر نقش اعجاز کا حامل ہے۔ اس سلسلہ میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب "الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح" (ج ۴ ص ۹۰) میں ایک عمدہ اور قابل قدر بحث قلم بند فرمائی ہے وہ ہم یہاں ذکر کرتے ہیں۔

سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم...... آپ علیہ السلام کے اخلاق اور اقوال و افعال بھی آپ علیہ السلام کا معجزہ ہیں۔ آپ علیہ السلام کی شریعت بھی آپ علیہ السلام کا ایک مستقل معجزہ ہے اور آپ کی امت کا علم اور ان کی دینداری اور زندگی بھی آپ کا ایک معجزہ ہے اور آپ علیہ السلام کی امت کے صالحین کی کرامات بھی آپ علیہ السلام کا ایک معجزہ ہے۔ آپ علیہ السلام کی ولادت سے بعثت تک اور بعثت سے وفات تک پوری سیرت کے مطالعہ سے اور آپ علیہ السلام کے وطن مالوف اور حسب و نسب میں غور و فکر سے بالکل واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات معجزہ ہے اور ساری کائنات سے افضل ہے۔
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

آپ علیہ السلام ابو الانبیاء حضرت ابراہیم کے خاندان سے ہیں جن کی اولاد کو اللہ رب العزت نے کتاب اور نبوت سے نوازا اور ہر نبی آل ابراہیم میں سے آیا۔ اسماعیل اور اسحاق آپ کے دو فرزند ارجمند ہیں جن کا تذکرہ تورات میں موجود ہے۔

تورات میں آل اسماعیل کے مناقب و محاسن بیان ہوئے ہیں ان کا مصداق سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نہیں۔ نیز حضرت ابراہیم کی دعا کی وجہ سے ذریت اسماعیل سے رسول مبعوث ہوئے۔ آل ابراہیم سے معزز و محترم قریش ہیں اور قریش میں سے بنی ہاشم قبیلہ اور بنی ہاشم میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب عمل میں آیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش مکہ ام القریٰ ہے جہاں بیت اللہ ہے جس کے معمار ابراہیم علیہ السلام ہیں جو حج کے داعی ہیں۔ عہد ابراہیم سے آج تک حج قائم اور جاری ہے اور تمام کتب میں مذکور ہے پھر وہ جہاں سے آپ کی تربیت و پرورش عالی اور عمدہ تھی اور نشو و نما بھی نرالی تھی۔ آپ علیہ السلام کے اقوال و افعال اور اخلاق معیوب نہ تھے۔ آپ علیہ السلام جھوٹ، ظلم و تعدی اور فحش گوئی سے مبرا اور پاک تھے۔ سچائی اور نیکی میں آپ مسلّم اور ضرب المثل تھے۔ عدل و انصاف کے پیکر اور اعلیٰ اخلاق سے آراستہ تھے۔ اپنے اور بیگانے مسلم اور کافر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند اخلاقی اور اعمال فطری کے قائل تھے۔ شکل و صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اعلیٰ تھے۔ حسن و جمال میں آپ کمال کے مظہر تھے۔ جاہل اور ناخواندہ قوم کے ایک فرد تھے۔ تورات، انجیل، علماء اور علمی مجالس سے بالکل بے خبر تھے۔

چالیس سالہ بے داغ زندگی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت و رسالت کا اعلان کیا اور ایسے عظیم کام پیش کیا، ایسی عظمت کی کا آغاز کیا جو سب سے نرالی اور انوکھی تھی۔ ما قبل کے نبیوں کے بھی یہی کارہائے کردار اور تا قیامت انسان۔ سید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی شریفانہ اور جس آپ کی دل آزاری کے درپے تھے، صحابہ اور آپ کی اہانت کے لئے ہر طرح کی کوشش کرتے تھے جیسا کہ گذشتہ نبیوں کے ساتھ ان کے مخالفین کا طریقہ تھا، آپ کے تابعدار اور پیروکار کسی قسم کے خوف و خطر سے عاری اور خواہش و لالچ سے بے نیاز تھے ان کو آپ علیہ السلام سے کسی مال کا طمع تھا نہ منصب کا۔ بلکہ تو ہر شان و شوکت اور دولت و حشمت کے قابض کفار تھے جو صحابہ اور آپ کو تنگ کرنے کے درپے تھے مگر رنج اور اذیت ان کو ہرگز اسلام سے برگشتہ نہ کر سکا اور ان کے ایمان کی حلاوت کو زائل نہ کر سکے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد سے عرب لوگ بیت اللہ کا حج کیا کرتے تھے اور موسم حج میں عرب قبائل جمع ہوا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے توحید کی دعوت اور رسالت کا پیغام پیش کرتے تھے اور ہر قسم کی تکلیف اور مخالفت برداشت کرتے تھے، حسن اخلاق سے آپ کی

ملاقات یثرب (مدینہ منورہ) کے باشندوں سے ہوئی جو یہود کے ہمسایہ تھے اور ان سے ایک نبی کی آمد کے متعلق سنتے رہتے تھے جب آپ نے ان کو دعوت پیش کی تو وہ سمجھ گئے کہ وہی نبی منتظر ہیں جن کا چرچا یہودی کر رہے ہیں۔ چنانچہ وہ آپ کی تعلیمات سے متاثر ہوئے اور آپ کی قدر و منزلت کے معترف ہوئے کہ تھوڑے عرصہ میں آپ کی دعوت کا دائرہ اس قدر وسیع ہو گیا کہ انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کی بیعت کی اور نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں آباد ہوں گے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سمیت مدینہ کی جانب ہجرت کی، وہاں مہاجرین و انصار سب متحد اور آباد تھے وہ دنیاوی مال و متاع اور منصب کے لالچ سے پاک تھے سوائے چند انصار صحابہ کے جن میں سے بعض کو پھر اقتدار نصیب ہوا۔

اس کے بعد آپ ﷺ کو جنگ و جہاد کی اجازت ملی، آپ اور امت اسلامیہ کی خاطر مقدور بھر جہاد کرتے رہے اور اس کے اصول و قواعد کے پابند رہے، غلط بیانی، غداری اور بے وفائی کے داغ سے پاک رہے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے عہد اور معاہدہ و اصول پر قائم رہے۔ اسلام کی دعوت پوری سرزمین عرب پر پھیل گئی جو اس سے پہلے بتوں کی پرستش، کاہنوں کی خبریں، خالق کے بجائے مخلوق کی اطاعت، خونریزی اور قطع رحمی سے بھری ہوئی تھی نہ کسی کو آخرت کا علم تھا نہ زندگی بعد موت کا ہوش، یہ جاہل اور بے سمجھ آپ کی تعلیم کے طفیل سے روئے زمین کے سب سے بڑے عالم سب سے بڑے بیدار، سب سے بڑے عابد، سب سے بڑے متقی بن گئے، عیسائیوں نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب شام میں دیکھا تو انہوں نے کہا کہ یہ بات تو سچ ہے کہ مسیح کے حواری ان لوگوں سے افضل نہ تھے، یہاں کے علم اور عمل کی یادگاریں ہیں جو تمام دنیا میں روشن و درخشاں ہیں ان کے مقابلہ میں دوسری قوموں کی یادگاریں اور آثار دیکھو، عقلمندوں کو دونوں میں زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے۔

سرداری، دولتمندی اور صحابہ کی جان نثاری اور فدائیت کے باوجود آپ علیہ السلام نے پسماندگان کے لئے درہم و دینار، مویشی کوئی ترکہ نہیں چھوڑا سوائے ایک خچر اور سامان حرب کے، حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ تیس وسق جو کے عوض ایک یہودی کے پاس گروی رکھی ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر تصرف چند کھجوروں کی اس کی پیداوار سے اہل خانہ کا خرچ چلتا تھا اور باقی ماندہ ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا، اس جائیداد کے متعلق وصیت فرمائی کہ [illegible] اس میں حصہ داروں کے [illegible] ہوگا۔

ہر وقت آپ علیہ السلام معجزات و آیات کا مظہر تھے، ماضی اور مستقبل کے واقعات سے آگاہ کرتے تھے، نیکی کی تلقین کرتے اور برائی سے منع کرتے، پاکیزہ اشیاء کے استعمال کو حلال قرار دیتے اور ناپاک کو حرام کرتے اور حسب ضرورت شرعی احکام نافذ فرماتے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے دین محمدی ﷺ کی تکمیل کا اعلان کر دیا اور آپ کی شریعت جیسی کوئی شریعت نہیں، کوئی ایسی معقول اور سچی بات نہیں جو عقلی طور پر معقول اور مستحسن ہو اور آپ نے حکم نہ دیا ہو اور کوئی ایسی نامناسب اور غیر صحیح بات نہیں جس کو عقل درست سمجھے اور آپ نے اس سے منع نہ کیا ہو تو آپ نے کسی ایسی بات کا حکم نہیں دیا جس کے متعلق یہ کہنے کا موقع ہو کہ کاش آپ اس کا حکم نہ دیتے اور نہ کسی ایسی چیز کی ممانعت کی کہ کاش یہ کہا جائے کہ کاش آپ اس کی ممانعت نہ کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام پاکیزہ صاف ستھری چیزوں کو حلال کیا اور ان میں سے کسی چیز کو حرام نہیں کیا، جیسا کہ بعض شریعتوں میں حرام کیا گیا تھا اور تمام ناپاک اور گندی چیزوں کو حرام کیا ان میں سے کسی چیز کو حلال نہیں کیا جیسے کہ بعض شریعتوں میں حلال ہوئیں، دنیا کی تمام قوموں کے پاس جتنی خوبیاں اور محاسن ہیں اس شریعت میں وہ سب جمع ہیں، تورات، انجیل، زبور میں اس کے فرشتوں اور یوم آخرت کے متعلق جو خبریں ہیں وہ مکمل طور پر قرآن کریم میں اور آپ کی شریعت میں آ گئی ہیں۔ اور بہت سی چیزوں کی تو وضاحت کی گئی ہے جن کا ان کتابوں میں تذکرہ نہیں، ان کتابوں میں عمل کی ضرورت، صحیح فیصلے، خدا کی عبادت اور صفات کی جو کچھ ترغیب آئی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے اور اس پر اضافہ کیا اگر کوئی عقلمند ان ہدایات میں غور کرے گا تو اسلامی عبادات کی حقیقت اور فوقیت ظاہر ہوگی، یہی حال تمام معاملات و احکام شریعت کے مسائل کی حقانیت کا ہے۔

امت محمدیہ علیہ السلام کی فضیلت ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہر فضیلت میں تمام امتوں سے زیادہ مکمل ہے، اگر تمام دنیا کی قوموں کے علم کو ان کے علم سے مقابلہ کیا جائے تو ان کے علم کی برتری ثابت ہوگی، اگر ان کے دین، عبادات اور طاعت الٰہی کو ان کے دین، عبادات و اطاعت الٰہی کے مقابلہ میں لایا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوسروں سے زیادہ دیندار ہیں، اگر شجاعت و جہاد فی سبیل اللہ کے راستے میں صبر

علی الاعلان اور جنگی کو دیکھا جائے تو ان کا پلہ بھاری معلوم ہوتا ہے۔ یہ تمام فضائل و مکارم اخلاق ان مسلمانوں کو آپ ہی کی غلامی سے حاصل ہوئے اور آپ ﷺ ہی کی ذات سے انہوں نے اخذ کئے اور آپ ہی نے ان کو ان کا حکم دیا۔ آپ کی بعثت و نبوت سے پہلے وہ کسی کتاب کے پیرو نہ تھے، جس کی آپ نے تکمیل فرمائی ہو جیسے کہ حضرت مسیح تورات کی شریعت کی تکمیل کے لئے تشریف لائے۔ حضرت مسیح کے متبعین کے تمام علوم کچھ تورات سے ماخوذ تھے، کچھ زبور سے، کچھ انبیاء کی تعلیمات سے، اور کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اور کچھ حواریوں کے بعد بعض دوسرے قسیسوں و فلاسفہ وغیرہ کے کلام سے ماخوذ۔ لیکن امت محمدیہ میں آپ سے پہلے نہ کسی کتاب کا وجود تھا اور نہ کسی نبی کی تعلیم تھی، بلکہ ان میں سے اکثر تو موسیٰ، عیسیٰ اور داؤد علیہم السلام اور تورات و زبور پر بھی آپ ہی کے ذریعہ سے ایمان لائے۔ آپ ہی نے ان کو تمام انبیاء پر ایمان لانے اور تمام سماوی کتابوں کے اقرار کا حکم دیا اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان تفریق کرنے کی ممانعت کی۔

قولوا آمنا باللّٰه وما انزل الینا وما انزل الی ابراهیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربهم لا نفرق بین احد منهم ونحن له مسلمون (۲/۱۳۶)

"کہو ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر جو ہم پر اتارا گیا ہے اور جو ابراہیم، اسماعیل، اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد (علیہم السلام) پر اتارا گیا اور جو موسیٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) کو دیا گیا اور جو دوسرے نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا ہم کسی ایک میں ان میں سے فرق نہیں کرتے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔"

سب نے اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو مان لیا ہے۔ ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے (کہ ایک کو مانا دوسرے کو نہ مانا)۔ (۲/۲۸۵)

امت محمدیہ کی جو حقیقی ملت اور جماعت ہے وہ کسی بدعت کی قائل نہیں ہے اور نہ دین میں نئی ایجادات کی روادار ہے بلکہ صرف انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات سے عبرت آموز۔ اہل کتاب کی تعلیمات جو مسلمانوں کی تعلیمات کے مطابق ہوں ان کی تصدیق کرتے ہیں اور جو مشکوک ہوں ان سے خاموش رہتے ہیں اور جو باطل ہوں ان کی تردید کرتے ہیں اور اسلام میں کسی قسم کے اضافے کو گناہ اور بدعت قرار دیتے ہیں۔ یہی وہ دین ہے جس پر جلیل القدر صحابہ، تابعین، علماء اور ائمہ کرام گامزن تھے اور جو اس سیدھے راستے سے بھٹک گیا وہ ذلیل و خوار ہوا۔ یہی اہل السنۃ والجماعت کا مسلک ہے جو قیامت تک اسی اتفاق پر رہے گا جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی کہ "امت محمدیہ کا ایک گروہ حق پر قائم رہے گا، قیامت تک ان کا مخالف اور دشمن ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا"۔

انبیاء علیہم السلام کی ذات اور توحید پر اتفاق کے باوجود بعض مسلمانوں میں اختلاف و تنازعہ پیدا ہوتا ہے ان میں جو فرقہ ذات انبیاء اور توحید کا مخالف ہو وہ ظاہر ہے۔ یہی ہوتا ہے کہ مسلمان عیسائیوں کی طرح بدعات و خرافات کے عادی ہیں جنہوں نے بدعت اور بدعت گری کو رواج دیا اور ان کی حمایت کی شاہان وقت نے ان کی خاطر جنگ و جدال کیا اور عیسائیوں کی اکثریت نے ان کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ موجودہ عیسائیت بدعت بدعت کا مجموعہ اور ملغوبہ ہے۔ یہ حضرت عیسیٰ کا دین نہیں ہے جو سابقہ انبیاء کی تعلیم تھا، اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو علم نافع اور عمل صالح عطا فرما کر مبعوث کیا، جس نے ان کی اطاعت و اتباع کی اسے دارین کی سرفرازی عطا ہوئی، بدعات و خرافات کا مرتکب وہی ہوتا ہے جو انبیاء کی تعلیمات سے دور ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا دین اور ہدایت دے کر مبعوث فرمایا اور امت محمدیہ نے آپ کی ہدایت اور دین حق کو آپ سے اخذ کیا: نتیجہ یہ کہ علم نافع اور عمل صالح امت مسلمہ کا ورثہ اور حق ہے، اور یہ حقیقت بالکل ظاہر ہے کہ علم کا ہر کمال ہر دور اور ہر قوم میں علم اور اعمال صالحہ کا مرہون منت رہا ہے لہٰذا واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم علمی اور عملی، ذاتی اور اقتداری سب پہلوؤں سے کامل ترین انسان تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و شمائل سے واضح یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آپ کا ختم رسالت کے اعلان:

یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا (۷/۱۵۸)

میں بالکل صادق اور حق گو ہیں جھوٹے اور کذاب نہیں ہیں کیونکہ رسول ہونے کا اعلان اور دعویٰ صرف بہترین بشر اور کامل ترین انسان کرتا ہے یا بدترین انسان سے بھی ممکن ہے جو مکار اور جھوٹا ہے۔ آپ کے متعدد صفات حمیدہ، خصائل پسندیدہ اور کمالات و فضائل سے روز روشن کی

طرح اس سے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رشد و ہدایت اور جہالت سے دوری کا اظہار ہوتا ہے، یعنی واضح ہوا کہ آپ دین اور علم و عمل کے اعتبار سے روشن دلیل پر قائم تھے اور تبلیغ رسالت کے اعلان میں سچے اور حق پر تھے، جیسا جھوٹ بولنے والا اور گمراہ ہوتا ہے، گمراہی جہالت کی وجہ سے ہوتی ہے اور غوایت کی علامت ارادۃً جان بوجھ کر بھٹکنا ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ضلالت (یعنی جہالت کی وجہ سے بھٹک جانے) اور غوایت (یعنی جان بوجھ کر راہ راست سے بھٹک جانے) سے پاک رکھا ہے۔

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ (۵۳/۲)

''تمہارا ساتھی نہ تو بہکا ہے نہ بھٹکا۔''

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ (۸۱/۲۲)

''وہ دیوانہ نہیں ہے۔''

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام سفارت کار فرشتہ کو کریم، معتبر اور امین جیسے معزز القاب سے نوازا اور فرمایا کہ یہ پیغام لاتا ہے، یہ شیطان کا قول نہیں بلکہ ایک معزز اور مکرم رسول کا قول ہے جو رب العالمین کا اتارا ہوا ہے جسے امانت دار فرشتہ لے کر اترا ہے۔ (۲۶/۱۹۳)

''قرآن کو شیطان لے کر نہیں اترے اور نہ ان کو یہ کام سزاوار ہے اور نہ وہ ایسا کر سکتے ہیں''۔ (۲۶/۲۱۰-۲۱۱)

''میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں، وہ ہر جھوٹے گنہگار پر اترتے ہیں اور اکثر ان میں سے جھوٹے ہوتے ہیں''۔ (۲۶/۲۲۱-۲۲۳)

یعنی شیطان کا تعلق شریر اور فاسق لوگوں سے ہوتا ہے جو ان کی شرارت کی اشاعت اور جھوٹ کو مزید مشتہر کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں، جیسے مسیلمہ کذاب وغیرہ، ان پر شیطان کی طرف سے القاء ہوتا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا تھا کہ یہ میری رائے ہے اگر یہ درست اور حق ہے تو یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر غلط ہے تو یہ میری اور شیطان کی طرف سے ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول شیطان سے بیزار ہیں کیونکہ نبی کا رسول ہر حال میں شیطان کی ذات اور فتنے سے دور ہوتا ہے، برخلاف عام مسلمان کے کہ اس سے غلطی کا امکان ہے، اگرچہ کہ اس کی خطا معاف ہو جائے۔ واضح ہوا کہ شیطان کبھی بھی علیہ السلام کے پاس آ ہی نہیں سکتا، ان کے پاس تو فرشتہ پیغام لاتا ہے۔ نیز (۶۹/۴۰-۴۳) میں ہے ''اور یہ فرشتہ عالی مقام کا پیغام ہے اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں لیکن تم لوگ بہت کم ایمان لاتے ہو اور نہ یہ کسی کاہن کا قول ہے مگر تم بہت کم غور کرتے ہو۔ یہ پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے۔''

شق القمر کا معجزہ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ''قیامت قریب آ گئی اور چاند شق ہو گیا''۔ کی طرح اس بات پر سب حضرات کا اتفاق ہے کہ چاند کا شق ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد زندگی میں رونما ہوا۔ اس سلسلہ میں متعدد احادیث کی ایک جماعت سے مروی ہیں جو یقین اور قطعی علم کا سبب ہیں۔ مسند احمد اور صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل مکہ نے آپ علیہ السلام سے معجزہ کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے ان کو چاند دو ٹکڑے کر کے دکھایا اور دونوں کے درمیان کوہ حرا نظر آیا۔ مسند احمد میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہوا، ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر اور دوسرا دوسرے پہاڑ پر، یہ منظر دیکھ کر کفار نے کہا محمد ﷺ نے ہم پر جادو کر دیا ہے تو بعض لوگوں نے کہا اگر ہم پر جادو کر دیا ہے تو سب پر جادو نہیں کر سکتے۔

ابن جریر ابو عبدالرحمن سلمی سے روایت کرتے ہیں کہ ہم مدائن سے ایک فرسخ کی مسافت پر مقیم تھے، جمعہ کا وقت ہوا تو میں اپنے والد کے ساتھ نماز جمعہ میں حاضر ہوا۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے خطبہ کے دوران ارشاد فرمایا اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۔ قیامت قریب آ گئی ہے اور شق قمر کا معجزہ ظاہر ہو چکا ہے، خبردار! دنیا فانی ہے، آج تیاری کا میدان ہے اور کل مقابلہ سبقت کا نتیجہ ظاہر ہوگا۔

میں نے عرض کیا ابا جان! کیا لوگ دوڑیں گے؟ تو والد صاحب نے کہا بیٹا! تم جاہل ہو، یہ اعمال و کردار کی دوڑ ہے جیسا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا۔

دلائل النبوۃ میں ابوزرعہ رازی نے متعدد طرق سے یہ روایت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے کہ چاند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو ٹکڑے ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت قریب آ گئی ہے اور چاند پھٹ گیا! آگاہ ہو قیامت قریب آ گئی ہے۔ آگاہ ہو دنیا فراق کی اطلاع دے رہی ہے۔ آج کا دن میدان ہے کل دوڑ ہوگی کسی نے کہا کہ کیا کل لوگ دوڑیں گے؟ فرمایا دوڑ سے مراد اعمال کی دوڑ ہے۔

الا وان اليوم المضمار، وغدا السباق الا وان الغاية النار والسابق من سبق الى الجنة

مسلم اور بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام کے زمانہ میں چاند شق ہوا دوسری روایت میں ہے کہ شق قمر کا معجزہ ہجرت سے پہلے رونما ہوا۔

طبرانی (احمد بن عمرو بزار، محمد بن یحییٰ القطعی، محمد بن بکر، ابن جریج، عمرو بن دینار، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں چاند گرہن ہوا تو کفار نے کہا چاند پر جادو چل گیا ہے تو اقتربت الساعۃ وانشق القمر آیات نازل ہوئیں، یہ سند قریب ہے، ہو سکتا ہے کہ شق قمر کے وقت گرہن بھی لگا ہو، اس سے واضح ہوا کہ شق قمر چاندنی راتوں میں واقع ہوا واللہ اعلم۔

سنن بیہقی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چاند دو ٹکڑے ہوا، ایک ٹکڑا پہاڑ کے اس طرف اور دوسرا پہاڑ کے عقب میں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ! گواہ رہ اللهم اشهد ([illegible])

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں چاند دو ٹکڑے ہوا اور لوگوں نے دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! گواہ رہو۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک معلق روایت بیان کی ہے جو ابوداؤد طیالسی نے مسند میں (ابوعوانہ، مغیرہ، ابی الضحیٰ، مسروق) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہوا تو کفار نے کہا یہ ابن ابی کبشہ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جادو ہے تو باقی لوگوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا پر جادو نہیں کر سکتے، دوسرے مقامات سے مسافروں کو آنے دو وہ دیکھو کیا کہتے ہیں چنانچہ مختلف اطراف سے مسافر آئے تو سب لوگوں نے اس بات کی تصدیق کی۔

سنن بیہقی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مکہ مکرمہ میں چاند دو ٹکڑے ہوا تو کفار قریش نے کہا یہ ابن ابی کبشہ کا جادو ہے، مسافروں سے پوچھو اگر انہوں نے بھی اس کا مشاہدہ کیا ہو تو معجزہ سچا ہے اگر انہوں نے دیکھا نہ ہو تو یہ صرف جادو ہے چنانچہ ہر سمت سے آنے والے مسافروں سے پوچھا گیا تو انہوں نے چاند کے دو ٹکڑے دیکھنے کا اقرار کیا اور اس وقت سورۂ قمر کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔ مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند شق ہوا اور میں نے چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان سے پہاڑ دیکھا۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ چاند کے شق ہونے کا معجزہ واقع ہو چکا ہے۔ بخاری شریف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے جو سورۂ دخان کی تفسیر کے ذیل میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ معجزات واقع ہو چکے ہیں، جو کہ یہ ہیں:

(۱) ... غلبہ روم۔
(۲) ... لزام یعنی مکی زندگی میں خشک سالی کا دور۔
(۳) ... بطشہ جنگ بدر۔
(۴) ... دخان یعنی بھوک کی شدت سے دھواں نظر آنا۔
(۵) ... چاند کا پھٹنا۔

دلائل النبوۃ میں ابوزرعہ رازی نے ابن بکر سے نقل کیا ہے کہ شق قمر کا معجزہ مکہ میں ہجرت سے پہلے رونما ہوا تو مشرکین نے کہا چاند پر بھی ابن ابی کبشہ کا جادو چل گیا ہے شق قمر کا واقعہ قرآن پاک میں بصراحت مذکور ہے اسکے علاوہ متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے دوسری بات یہ کہ اس کی شہرت اور تواتر کی وجہ سے اسناد کی بھی ضرورت نہیں۔

موضوع روایت: ......اور بعض واعظ حضرات جو یہ بیان کرتے ہیں کہ چاند نبی علیہ السلام کے گریبان میں داخل ہو کر آستین سے خارج ہو گیا یہ بالکل بے بنیاد اور موضوع قصہ ہے۔ چاند جب دو ٹکڑے ہوا تو آسمان سے نیچے زمین پر نہیں آیا بلکہ آسمان پر ہی قائم رہا، ایک ٹکڑا پہاڑ کے اس جانب تھا اور دوسرا اس کے پیچھے اور حرا ان دونوں کے درمیان سے نظر آیا۔ کفار نے یہ منظر دیکھ کر کہا ہماری نگاہ پر جادو چل گیا ہے باہر سے آنے والے مسافروں سے پوچھا تو انہوں نے تصدیق کی تب کہیں جا کر ان کو اعتبار آیا۔

تنبیہ: یہ اعتراض کہ یہ درست نہیں کہ چاند کا ایک شب پھٹ جانا شق قمر کیوں معروف محسوسہ امر ہے کسی کی تاریخ اور آثار میں کیوں نہیں ہے اگر یہ واقعہ تذکرہ کیا ہوتا طویل مدت بیت چکی ہے ممکن ہے کہ ان کے مخفی آثار و نشانات ضائع ہو گئے ہوں۔ کفار اور منکرین نبوت آیات الٰہی کے منکر تھے غالب امکان ہے کہ جب ان کو شق قمر کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے اسے چھپا لیا اور بھلا دیا ہو۔ اس کے علاوہ مشہور یہ ہے کہ ہندوستان میں ایک عالیشان اور دیرینہ عمارت ہے جس پر یہ تحریر کندہ ہے کہ شق قمر کی رات میں) اس کی بنیاد رکھا گیا۔ نیز یہ واقعہ شب بہت رات گئے وقوع ہوا کی دعوت دی جا رہی ہے: ممکن ہے کہ بعض ممالک کے لوگ مصروف ہو گئے ہوں کہ آسمان ابر آلود ہو۔ کچھ لوگ محو خواب ہوں، مختلف ممالک میں چاند کے طلوع اور غروب میں بھی خاصا فرق ہوتا ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت سی توجیہات ہو سکتی ہیں۔ واللہ اعلم۔

سورج کے پلٹنے کی موضوع روایت: بہاؤ الدین القاسم بن المظفر بن تاج الامناء ابن عساکر (ابو عبداللہ محمد بن احمد بالترتیب ابو المظفر بن قشیری اور ابو القاسم مستملی، ابو عثمان محمد، ابو محمد عبداللہ بن محمد، حسن بن محمد بن احمد بن محبوب، ابو نصر قشیری، ابو العباس محمد بن ابی سعید بن مسعود والد تمام ابو القاسم بن عساکر، حضرت الامام ابو الحسن ماوانی، محمد بن علی، ابو عبداللہ بن مندہ، عثمان بن احمد تنیسی، ابو امیہ محمد بن ابراہیم، عبیداللہ بن موسیٰ، فضیل بن مرزوق، ابراہیم بن حسن، فاطمہ بنت حسین) حضرت اسماء بنت عمیس سے نقل کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام پر وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز عصر نہ پڑھی تھی اور سورج غروب ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: نماز عصر پڑھ چکے ہو؟ عرض کیا نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی الٰہی! وہ تیری اور تیرے نبی کی اطاعت میں تھا، آفتاب لوٹا دے۔ حضرت اسماء کا بیان ہے کہ میں نے سورج غروب ہوتے دیکھا اور پھر غروب کے بعد طلوع ہوتے دیکھا۔

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ: امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ابو عبداللہ بن مندہ کی سند سے موضوعات میں درج کیا ہے، نیز دوسری سند (ابو جعفر عقیلی، احمد بن داؤد، عمار بن مطر، فضیل بن مرزوق) سے روایت کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے دیگر سند میں شدید اضطراب اور الجھن ہے کہ سعید بن مسعود، عبیداللہ بن موسیٰ کی معرفت فضیل بن مرزوق سے روایت کرتے ہوئے فضیل کا استاد ابراہیم کے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار بتاتے ہیں اور عبدالرحمٰن کا استاد علی بن حسین اور ان کی استاد فاطمہ بنت علی اسماء سے روایت کرتی ہیں۔

نیز گزشتہ سند میں احمد بن داؤد بقول امام دار قطنی متروک اور کذاب ہے اور بقول ابن حبان حدیث وضع کرتا ہے اور عمار بن مطر بقول حافظ عقیلی ثقہ لوگوں سے منکر روایات بیان کرتا ہے اور ابن عدی کے قول کے مطابق متروک ہے اور فضیل بن مرزوق کو یحییٰ بن معین نے ضعیف کہا ہے (تاریخ عثمان دارمی عن یحییٰ ص ۱۹۱) اور بقول ابن حبان موضوع روایت بیان کرتا ہے اور ثقہ راویوں سے غلط روایت بیان کرتا ہے۔

ابن عساکر (ابو محمد بن طاؤس، عاصم بن حسن، ابو عمرو بن مہدی، احمد بن محمد ابو العباس بن عقدہ، احمد بن یحییٰ صوفی، عبدالرحمٰن بن شریک، شریک ابو) اسحاق عتی اور عروہ بن عبداللہ بن قشیر کہتے ہیں کہ میں فاطمہ بنت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اس وقت وہ بہت بوڑھی ہو چکی تھیں ان کے گلے میں ہڈی کا ہار اور ہاتھوں میں ہاتھی دانت کے کنگن تھے میں نے عرض کیا اس بڑھاپے میں یہ کیوں؟ تو فرمایا عورتوں کے لئے مردوں سے مشابہت ممنوع ہے۔ پھر انہوں نے مجھے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس سے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور ان پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ آپ پر چادر ڈال دی گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ پاس رہے اور سورج غروب ہو گیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ

فراغت کے بعد پوچھا علی! نماز پڑھی؟ تو عرض کیا نہیں پڑھی تو آپ علیہ السلام نے دعا فرمائی اور سورج واپس پلٹ آیا۔ حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یہ حدیث منکر ہے اور اس میں کئی ایک راوی مجہول ہیں۔

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے...... امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن شاہین م ۳۸۵ھ نے یہ حدیث ابو العباس بن عقدہ م ۳۳۲ھ سے روایت کی ہے اور اسے باطل کہا ہے اس میں متہم اور مشکوک راوی ابن عقدہ ہے جو رافضی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عیوب و مثالب بیان کرتا رہتا ہے خطیب بغدادی (تاریخ بغداد ص ۲۲ جلد ۵) علی بن محمد بن نصر بمعرفت حمزہ بن یوسف سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عقدہ براثا کی جامع مسجد میں صحابہ کرام اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عیوب بیان کرتا تھا میں نے اسے ترک کر دیا اور بقول امام دارقطنی وہ بدترین انسان تھا۔

امام ابن عدی ابو بکر بن ابی غالب سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عقدہ حدیث کا احترام نہیں کرتا تھا حدیث کے نسخے جمع کر کے لوگوں کو اسے بیان کرنے کو کہتا تھا اور مشہور شیوخ سے کوفہ میں ہم اس کے جھوٹ کو بیان کر چکے ہیں۔

الذریۃ الطاہرۃ میں حافظ ابو بشر دولابی م ۳۱۰ھ (اسحاق بن یونس، سوید بن سعید، مطلب بن زیاد، ابن حبان، عبد اللہ بن حسن، فاطمہ بنت حسین) حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آغوش میں تھا اور آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی اسی اثنا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز فوت ہو گئی۔

محاکمہ...... امام دارقطنی وغیرہ۔ نیز امام ابن حبان کو متروک قرار دیا ہے اور حافظ محمد بن ناصر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے اور امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی تصدیق کی ہے۔

ابن مردویہ (اپنی سند سے) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حسب سابق متن بیان کرتے ہیں بقول امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ شعبہ نے راوی کو ضعیف قرار دیا ہے نیز فرماتے ہیں کہ حدیث گھڑنے والے کی یہ کس قدر عجیب غفلت ہے کہ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو تو مد نظر رکھا مگر سورج کے لوٹانے کے بے فائدہ ہونے پر غور نہیں کیا، کیونکہ سورج غروب ہونے سے تو نماز قضا ہو گئی، سورج کے دوبارہ طلوع سے ادا نہ ہوگی نیز صحیح حدیث میں ہے کہ سورج کی رفتار صرف یوشع علیہ السلام کے لئے رکی، سچ ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی کوئی سند بھی ضعف و رقت و نکارت سے خالی نہیں، ایک میں متروک راوی ہے تو دوسری میں مجہول اور شیعہ ہے تو ایسے مقام پر اس قدر ضعیف اور کمزور روایت کیا قابل قبول ہو۔ یہ تو کیا ایک ایسا عجیب اور انوکھا واقعہ ہے جس کے راوی کثیر ہونے چاہئیں، سورج کے پلٹنے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے پیش نظر ناممکن نہیں اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مستجاب کے منافی ہے لیکن صحیح روایت میں ہے کہ حضرت یوشع علیہ السلام نے بیت المقدس کے محاصرہ کے دوران بروز جمعہ چھپنے پر (وہ ہفتہ کے روز جنگ کو حرام سمجھتے تھے) سورج کو غروب ہوتے دیکھ کر دعا کی اے آفتاب! تو بھی اللہ تعالیٰ کا تابع فرمان ہے اور میں بھی، الٰہی! اس کی حرکت روک دے، چنانچہ حرکت رک گئی اور غروب آفتاب سے پہلے اسے فتح کر لیا۔

غور کیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت یوشع علیہ السلام بن نون سے بلند و برتر اور فائق ہیں بلکہ مطلقاً تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل اور اعلیٰ ہیں لیکن ہم وہی حدیث بیان کرتے ہیں اور وہی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہو، اگر سورج پلٹنے کی روایت صحیح ثابت ہو جاتی تو ہم سب سے پہلے اس کی تصدیق کریں گے اور اس کی صحت کے قائل ہوں گے۔

سوال و جواب...... اثبات امامۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ میں حافظ ابو بکر محمد بن حاتم بن زنجویہ بخاری بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی رافضی اعتراض کرے کہ سورج کے پلٹنے کی روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت و امامت پر ایک مستحکم دلیل ہے تو عرض ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ثابت ہوتی تو ہم یہود و نصاریٰ کے سامنے اتمام حجت کی خاطر امت محمدیہ کی فضیلت و کرامت کے طور پر یہ حدیث پیش کریں لیکن صد افسوس! کہ یہ حدیث موضوع اور

بالکل بے بنیاد ہے اور بعض لوگوں کی حرکت ہے اور سورج اگر غروب کے بعد ظاہر ہوتا تو سب مخلوق اس کو نظر سے دیکھتے اور اس کی تفصیل بیان کرتے۔ دیگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز عصر کی خاطر تو سورج لوٹایا گیا مگر غزوہ خندق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مجاہدین جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے نماز ظہر، عصر اور مغرب قضا ہوگئی اور سورج نہیں لوٹایا گیا۔

نیز غزوہ خیبر سے واپسی کے دوران ایک مرتبہ صبح کی نماز قضا ہوگئی۔ دوسری جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سورج نکلنے کے بعد بیدار ہوئے تو رات نہیں لوٹائی گئی اگر دن اور رات کو لوٹانا فضیلت کا سبب ہوتا تو لوٹائے جاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس فضیلت کے سبب سے زیادہ لائق اور مستحق تھے۔

ابراہیم بن یعقوب جوزجانی ۲۵۹ھ نے محمد بن عبید طنافسی ۲۰۴ھ سے معلوم کیا کہ نماز عصر کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے سورج کے لوٹنے اور دوبارہ طلوع ہونے کے قائل کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ تو طنافسی نے کہا یہ کذب اور جھوٹ ہے اور یعلیٰ طنافسی ۲۰۹ھ سے پوچھا گیا کہ ہمارے ہاں ایسے لوگ ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی اور جانشین تصور کرتے ہیں اور ان کی خاطر سورج کے پلٹنے کے قائل ہیں تو انہوں نے فرمایا یہ سب داستان اور بناوٹ فروغ ہے۔

تصحیح ردالشمس و ترغیم النواصب الشمس

(۱) مصنف ابو القاسم عبید اللہ بن عبد اللہ حسکانی (احمد بن صالح مصری، احمد بن ولید انطاکی، حسن بن داؤد، محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک، محمد بن موسیٰ فطری ثقہ، عون بن محمد حنفیہ، والدہ ام جعفر بنت محمد بن جعفر بن ابی طالب) حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے علاقہ صہباء میں نماز ظہر پڑھی بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی ضرورت کے تحت کہیں روانہ کر دیا، جب وہ واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز سے فارغ ہو چکے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آغوش میں سر رکھا اور سورج کے غروب ہونے تک وہیں لیٹے رہے۔ پھر بیداری کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی الٰہی! تیرا بندہ علی رضی اللہ عنہ نبی کی خدمت میں مصروف تھا (اس کی نماز قضا ہوگئی ہے) سورج کو لوٹا دے، بقول حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سورج پلٹا اور وادی کے پہاڑ روشن ہوگئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وضو کر کے نماز پڑھی پھر اس کے بعد سورج غروب ہوا۔

رد ۱..... عون اور اس کی والدہ ام جعفر کے حافظہ، یادداشت اور عدالت کے متعلق کچھ معلوم نہیں جس کی وجہ سے ان کی اکیلی اہم روایت قبول کیا جائے جو کسی صحابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نہ سنن اور مسانید میں مذکور ہے، دوسرا یہ بھی معلوم نہیں کہ ام جعفر کا اسماء بنت عمیس سے سماع بھی ہے یا نہیں۔

ایک اور سند کی تحقیق..... (۲) (حسین بن حسن اشقر، عبید بن حوی حمصی شیعہ ۲۱۳ھ، فضیل بن مرزوق، ابراہیم بن حسن بن حسن، فاطمہ بنت حسین، اسماء بنت عمیس) اس روایت میں حسین اشقر غالی شیعہ ہے اور متروک ہے (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۲۵) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (تاریخ صغیر ص ۲۳۰) میں اسے ضعیف قرار دیا ہے اور قاضی ابن عدی (ذکرہ ابن عدی) میں ہے وہ اہل خیر کو سب و شتم کیا کرتا تھا، امام ابوداؤد نے اسے ضعیف کہا ہے اور اس کا بھائی محمد کہتا ہے حسین اشقر کذاب ہے اس سے حدیث تحریر نہ کیا کرو۔

فضیل بن مرزوق ..... الاغر رقاشی، ابو عبدالرحمن کوفی، بنو عنزہ کا غلام، سفیان ثوری اور ابن عیینہ سے ثقہ کہتے ہیں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میرے علم میں وہ اچھا ہے یحییٰ بن معین نے ایک دفعہ اسے ثقہ کہا، پھر صالح، اچھا اور بعد ازاں یہ بھی "کوئی بات نہیں" کہا ہے، ابو حاتم کہتے ہیں کہ وہ سچا ہے، خطا کرتا ہے اس کی روایت لکھی جاتی ہے اور اس کی حدیث قابل تحریر ہے لیکن قابل حجت نہیں۔

عثمان بن سعید دارمی اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف کہا ہے امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں "ارجو انہ لا باس بہ" امید ہے کہ اس کی روایت میں کوئی حرج نہ ہوگا۔ امام ابن حبان کہتے ہیں اس کی حدیث نہایت منکر ہے، ثقہ راویوں سے غلط روایت بیان کرتا ہے اور عطیہ سے موضوع

روایت بیان کرتا ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صحیح میں ان سے روایت نقل کی ہے تو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ پر اس کی حدیث بیان کرنے کے سبب تنقید کی گئی ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۱۹۹)

ایسے راوی کے بارے میں جان بوجھ کر غلط بیانی کا تو شبہ نہیں کر سکتے مگر کبھی وہ تساہل سے کام لیتا ہے۔ بالخصوص ایسی روایت جو اس کے عقیدہ کے مطابق ہو چنانچہ وہ کسی غیر معروف راوی سے بیان کرتا ہے یا حسن ظن کی بنا پر مجروح راوی سے روایت کرتا ہے اور تدلیس کر کے اس کا نام حذف کر جاتا ہے اور اس کے شیخ کو نامعلوم کر دیتا ہے۔ اسی طرح اس نے سورج کے پلٹنے والی روایت (جس میں شدید احتیاط کی ضرورت تھی اور کذب بیانی کے الزام سے بچنے کی اشد ضرورت تھی) کو صیغہ تدلیس (عن) سے بیان کیا ہے اور لفظ حدثنا یا اخبرنا نہیں بولا پس احتمال ہے کہ ان کے درمیان کوئی مجہول اور مجروح راوی کا واسطہ ہو۔

ابراہیم: باقی رہا اس کا شیخ ابراہیم تو اس کا حال معروف نہیں اور نہ کسی مستند کتاب میں اس کی روایت موجود ہے۔ فضیل اور یحییٰ بن متوکل کے علاوہ کوئی اس سے روایت نہیں کرتا، چنانچہ امام ابو حاتم رازی اور ابو زرعہ رازی نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے مگر جرح و تعدیل کے سلسلہ میں کوئی بیان نہیں دیا۔

فاطمہ بنت حسین: آپ علی زین العابدین کی ہمشیرہ ہیں، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد دمشق میں دیگر افراد کے ساتھ تشریف لائیں تھیں ثقہ ہیں۔ سنن اربعہ میں ان کی روایت موجود ہے۔ لیکن ان کا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے سماع معلوم نہیں۔ واللہ اعلم۔ غور حاشیہ الفوائد المجموعہ للشوکانی ص ۳۵۳ میں ہے [illegible] واللہ اعلم۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس: آپ آغاز اسلام میں مسلمان ہوئیں۔ پہلے شوہر جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت کی، فتح خیبر کے موقع پر مدینہ آئیں۔ ۸ھ میں غزوہ موتہ میں ان کے شوہر شہید ہو گئے جعفر طیار سے عبداللہ، عون اور محمد ان کے تین لڑکے تھے، ان کے پیچھے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے شادی کی اور ایک لڑکا محمد بن ابی بکر پیدا ہوا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عقد میں آئیں اور ایک لڑکا یحییٰ پیدا ہوا اور ۴۰ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فوت ہوئیں۔

ابوحفص کتانی (محمد بن عمر قاضی، محمد بن قاسم بن جعفر عسکری، احمد بن محمد بن یزید بن سلیم، خلف بن سالم، عبدالرزاق، سفیان ثوری، اشعث بن ابی الشعثاء، ام جعفر، فاطمہ بنت حسین) حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور سورج پلٹ آیا۔

تبصرہ: عبدالرزاق اور سفیان ثوری کی سب روایات محدثین کے ہاں مشہور و معروف ہیں۔ [illegible] یہ روایت ان سے [illegible] مخفی [illegible] روایت خلف بن سالم سے [illegible] عبدالرزاق سے [illegible] نقل [illegible] یہ روایت بھی ان کی منفرد [illegible] واللہ اعلم۔

(۲) محمد بن مرزوق، حسین اشقر، علی بن ہاشم، [illegible] عبدالرحمن [illegible] یحییٰ بن حسین، فاطمہ بنت علی، حضرت اسماء بنت عمیس سے مذکورہ بالا حدیث روایت کرتے ہیں۔

تبصرہ: حسین اشقر کا حال بیان ہو چکا ہے بقول ابن حبان علی بن ہاشم غالی شیعہ ہے۔ ثقہ راویوں سے منکر اور [illegible] روایت بیان کرتا ہے اور عبدالرحمن [illegible] (تہذیب [illegible] ج ۱۰) علی بن حسین سے عبدالرحمن کا سماع ثابت نہیں۔ الفوائد المجموعہ للشوکانی ص ۳۵۳ میں [illegible] ثابت نہیں۔

(۵) عبدالرحمن بن شریک، ابو شریک، عروہ بن عبداللہ بن قشیر، فاطمہ بنت علی، اسماء بنت عمیس سے بیان ہے کہ سورج پلٹا اور اس کی دھوپ مسجد کے آدھے صحن تک پہنچ گئی۔

تبصرہ: عبدالرحمن بن شریک ۲۲۷ھ سے اسد نے حدیث نقل کی ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب المفرد میں اس سے روایت بیان کی ہے امام ابو حاتم رازی اس کی حدیث واہی اور کمزور ہے۔ امام ابن حبان نے اسے ثقات میں بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے (ربما اخطاء) بعض اوقات وہ غلطی کرتا ہے مگر یہ روایت ان سے اس عقدہ بیان کرتا ہے جس کے متعلق ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا متن گذشتہ روایت (کہ یہ واقعہ خیبر میں پیش آیا) کے خلاف ہے اور اس قسم کا تضاد اور اختلاف حدیث کے ضعیف اور واہی ہونے کا باعث ہوتا ہے۔

محمد بن عمر (قاضی ابو الحسن علی بن عباس بن ولید، عباد بن یعقوب، علی بن ہاشم، صباح، عبداللہ بن حسن، ابو جعفر، حسین رضی اللہ عنہ، فاطمہ) اسماء بنت عمیس کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مال غنیمت کی تقسیم میں اس قدر مصروف رہے کہ سورج غروب ہو گیا یا غروب کے قریب تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کیا عصر نہیں پڑھی؟ عرض کیا جی نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی سورج واپس پلٹ آیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی تو سورج غروب ہونے کی آواز آئی جیسا کہ [illegible] میں آرہ چلتی۔

سند حدیث پر تبصرہ: محمد بن عمر [illegible] الدین ہے دیوان الضعفاء والمتروکین [illegible] عباد بن یعقوب رواجنی متوفی ۲۵۰ھ غالی شیعہ ہے اسلاف کو سب و شتم کرتا ہے ابن حبان کہتے ہیں رافضی ہے اپنے مذہب کا داعی ہے اور مشاہیر سے منکر روایات بیان کرتا ہے چنانچہ محدثین کے نزدیک ناقابل اعتبار اور متروک ہے تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۱۰۹، علی بن ہاشم کے متعلق آپ پڑھ چکے ہیں [illegible] کے محض بیان ہے حسن بن فضیل نے [illegible] صباح بن یحییٰ لکھا ہے الفوائد المجموعہ [illegible] ص ۳۵۰ [illegible] ج ۳ ص ۱۸۲ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "فیہ نظر" اور [illegible] کہا ہے [illegible] رحمۃ اللہ علیہ نے [illegible] (ج ۲ ص ۱۴۲) پر صباح کے بارے میں [illegible] بحث کی ہے مگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس واقعہ کے متعلق [illegible] سے زیادہ باخبر ہوتے اور یہ واقعہ اگر صحیح ہوتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] روایت بیان کرتے۔

اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] غنیمت کی تقسیم میں مصروف رہے جس سے نماز عصر قضا ہو گئی [illegible] تقسیم غنیمت کی خاطر نماز کے قضا کرنے کا قائل نہیں [illegible] رضی اللہ عنہ کا مسلک امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جنگ [illegible] کے سلسلہ میں نماز کو مؤخر کرنے کا بیان کیا ہے اور غزوہ خندق کے قصہ سے استدلال کیا ہے [illegible] قریظہ کے محاصرہ کے وقت آپ کا فرمان نقل کیا ہے کہ کوئی بھی [illegible] عصر نہ پڑھے۔ اور بعض اہل علم کا مسلک ہے کہ نماز کو تاخیر سے پڑھنا نماز خوف سے منسوخ ہو چکا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ [illegible] صاحب [illegible] مال غنیمت کی تقسیم کے عذر کی وجہ سے نماز کو مؤخر کرنے کے جواز کے قائل نہیں اور یہی صورت ہے کہ یہ فعل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب ہے جو الصلوٰۃ الوسطیٰ (۲/۲۳۸) سے نماز عصر کے قائل ہیں [illegible] کے مطابق اگر نماز عصر کا جان [illegible] اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] تو یہ واقعہ [illegible] ہوا اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل سے بھی قوی [illegible] نماز خوف اس سے پہلے مشروع ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نسیان کا شکار ہو گئے اور نماز قضا ہو گئی تو آپ معذور ہیں۔

بعض [illegible] بلکہ [illegible] غروب کے بعد بھی [illegible] نماز کا وقت ہے (جیسا [illegible]) پس یہ توجیہات حدیث شمس کے ضعف پر [illegible] سورج کے [illegible] کا کوئی بھی قائل نہیں۔

اس مسئلہ پر [illegible] کا واقعہ کسی مشہور اور صحیح کتاب میں منقول نہیں صرف [illegible] یہ قصہ بیان کرتے ہیں جن میں بعض مجہول اور کمزور ہیں اور بعض [illegible] متروک اور متہم ہیں۔

(۷) علامہ حسکانی ابن عقدہ (یحییٰ بن زکریا، یعقوب بن سعید، عمرو بن ثابت) سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن حسن بن حسن

علی رضی اللہ عنہ سے عبد اللہ بن حسن سے اس حدیث کے بارے میں معلوم کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ ٹھیک ہے میں نے کہا قربان جاؤں اگر آپ نے بیان کیا ہے لیکن میں آپ سے اس روایت کا معنی پوچھتا ہوں؟ آپ نے اپنے والد حسن کی معرفت حضرت اسماء بنت عمیس سے بیان کیا کہ حضرت علی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ظہر پڑھ کر کسی غرض سے گئے اور واپس لوٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر سے فارغ ہو چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ران پر آپ علیہ السلام کا سر تھامے بیٹھے رہے حتیٰ کہ وحی سے فراغت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تم نے عصر پڑھی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں آپ کو ٹیک لگائے بیٹھا رہا اور سورج غروب ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی الٰہی! علی تیری طاعت میں مصروف تھا اور تیرے رسول کی خاطر لگا رہا۔ بقول حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سورج لوٹ آیا اور عصر کے وقت کے موافق ہو گیا اور چلنے کی گڑگڑاہٹ جیسی آواز سنی گئی۔

جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو اندھیرا چھا گیا اور آسمان پر ستارے نمودار ہو گئے۔ یہ روایت سند و متن دونوں لحاظ سے غلط اور منکر ہے اور دیگر صحیح احادیث کے خلاف اور متضاد ہے۔

عمرو بن ثابت عن عمرو بن ثابت کوفی، ابن ابی المقدام الحداد کے نام سے بھی معروف ہے یہ متعدد تابعین سے روایت کرتا ہے اور اس سے ابو داؤد اور ابوالولید طیالسی روایت کرتے ہیں۔ محدثین اس روایت کے ذیل میں کہتے ہیں کہ مرتکب ہے عبداللہ بن مبارک نے اس کو متروک کہا ہے اور فرمایا کہ اس سے کوئی روایت نقل نہ کرو کیونکہ وہ اسلاف کو سب و شتم کرتا تھا۔ آپ نے اس کے جنازہ میں بھی شرکت نہ کی۔ عبداللہ بن مہدی نے بھی اس کو متروک کہا ہے۔

یحییٰ بن معین اور امام نسائی کا فرمان ہے کہ وہ غیر ثقہ اور ناقابل اعتبار ہے اور اس کی روایت تحریر کے قابل نہیں اور ابو داؤد، ابو حاتم اور ابو زرعہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ بقول ابو حاتم غالی شیعہ اور بدعتی تھا اس سے روایت نہ کی جائے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں محدثین کے نزدیک وہ قوی اور مستحکم نہیں۔ ابو داؤد فرماتے ہیں کہ یہ خبیث رافضی اور برا آدمی تھا۔ جب وہ فوت ہوا تو میں نے اس کی نماز جنازہ میں شرکت نہیں کی کیونکہ اس کا اعتقاد تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد پانچ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ سب کے سب مرتد اور کافر ہو گئے تھے۔

امام ابن حبان فرماتے ہیں کہ وہ مشاہیر ثقات سے موضوع روایات بیان کرتا ہے اور۔ یہ حدیث پرکھ کے قابل بالکل نہیں ہے اس لئے شیخ الاسلام ابو العباس ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو محض اعتقادان کے لئے۔ نیز اس موضوع روایت کے بیان سے کوئی فائدہ نہیں یہ اس کی وفات کے بعد بھی ہوتی اگر تنبیہ ضروری ہو یہ ہے کہ اس کی ذات سے ہوا بھی ہوتی۔

(۸) علامہ حسکانی نے (عقیل بن حسن عسکری، ابو محمد صالح بن فتح نسائی، احمد بن عمر بن حوصا، ابراہیم بن سعید جوہری، یحییٰ بن یزید بن عبدالملک نوفلی، یزید نوفلی، داؤد بن فراہیج) عمارہ بن برد اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رد شمس والی روایت نقل کی ہے۔ امام ابن جوزی نے بھی یہ روایت موضوعات میں ابن مردویہ کی سند سے بیان کی ہے۔ یہ سند نکمی ہے۔ یحییٰ بن یزید، یزید بن عبدالملک نوفلی اور داؤد سب کے سب ضعیف ہیں۔ ابن مدینی اور شعبہ نے بھی داؤد کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اس روایت کا خود ساختہ اور موضوع ہونا بالکل واضح ہے یا ممکن ہے کسی راوی سے اس کے بیان کرنے میں غلطی ہوئی ہو۔ واللہ اعلم۔

(۹) محمد بن اسماعیل جرجانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ کہتے سنا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ علیہ السلام کا سر مبارک علی رضی اللہ عنہ کی آغوش میں تھا اس وقت سورج غروب ہو چکا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا علی! نماز پڑھ لی ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی تکلیف کے ڈر سے سر مبارک کو ہلانا گوارا نہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی! اٹھو۔ یہ سنتے ہی علی رضی اللہ عنہ نے وضو کیا آپ نے دعا کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اللھم ان عبدک علیا احتبس نفسہ علی نبیک فرد علیه الشمس۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سورج کو [illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت [illegible] باقی حضرت [illegible]

[illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]

(۱۰) [illegible] ابوالحسن [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] قاضی عیاض [illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] فضیلت [illegible]

[illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] صحیح [illegible]

[illegible] ضعیف [illegible] حدیث [illegible] منکر [illegible]

[illegible] ضعیف اور موضوع [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت [illegible]

[illegible] حدیث [illegible] محدثین [illegible] ابن جوزی [illegible]

[illegible] ابن تیمیہ [illegible] موضوع [illegible]

[illegible]

[illegible]

۲ جب آنکھ کا درد تکلیف دہ ہو تو بیٹے کا تھوک ہی علاج ہوتا ہے۔
۳ سورج حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خاطر پلٹنا۔
۴ اللہ تعالیٰ مجھے اس سال سے زیادہ دیر تک تم میں نہیں رکھے گا۔
۵ مجھے قتل کرنے والا دو رنگ والے اونٹوں کا ہے وہ سمجھتا ہے کہ وہ نجات پا رہے تھے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ابو جعفر طحاوی کا میلان اگرچہ حدیث رد شمس کی جانب واضح ہے مگر وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث رد شمس کا انکار اور اس کے راویوں کا تمسخر اڑانا نقل کرتے ہیں۔

ابو العباس بن عقدہ (جعفر بن محمد بن عمیر، سلیمان بن عباد، بشار بن دراع) سے روایت کرتا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن نعمان سے پوچھا حدیث رد شمس تم کن راویوں سے نقل کرتے ہو تو اس نے جواب دیا جن سے تم "یا ساریۃ الجبل" نقل کرتے ہو۔

یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ اہل کوفہ کے باشندے ہیں جلیل القدر امام ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کی محبت و عقیدت ہر قسم کے شبہ سے بالاتر ہے۔ اس سب کے باوجود وہ اس روایت کے راوی کو منکر اور ناپسند سمجھتے ہیں۔ باقی رہا محمد بن نعمان کا جواب تو یہ کوئی معقول جواب نہیں بلکہ صرف ایک بے کار معارضہ ہے۔ کیا یہ سند اور متن جو دونوں موضوع اور جعلی ہیں اور کیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مکاشفہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت شدہ معجزہ ہو۔

یاد رہے کہ یوشع علیہ السلام کے لئے بھی سورج واپس نہیں لوٹا تھا بلکہ اس کی طبعی رفتار ذرا دھیمی ہو گئی تھی۔

ابن جوزی نے کتاب الموضوعات میں جو روایت حضرت حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور حقیقت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ واللہ اعلم۔

منہاج الکرامہ فی اثبات الامامہ میں ابن مطہر حلی، جس کا رد شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے منہاج السنہ کے نام سے لکھا ہے، ابن مطہر حلی نے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے دو مرتبہ سورج واپس لوٹا (ایک مرتبہ کی تفصیل گزشتہ اوراق میں ملاحظہ کر چکے ہیں) دوسری دفعہ جب بابل میں آپ نے فرات عبور کیا اور چند رفقاء کے ساتھ نماز عصر ادا کی اور اکثر لوگ نماز میں شامل نہ ہو سکے تو انہوں نے نماز باجماعت کا مطالبہ کیا تو آپ نے دعا فرمائی دوبارہ سورج پلٹ آیا اور ان کو نماز پڑھائی اس قصہ کو حمیری نے نظم کیا ہے

ردت عليه الشمس لما فاته
وقت الصلاة وقد دنت للمغرب
حتى تبلج نورها في وقتها
للعصر ثم هوت هوي الكوكب
وعليه قد ردت ببابل مرة
أخرى وما ردت لخلق معرب

"جب نماز عصر کا وقت فوت ہو گیا اور سورج غروب کے قریب ہو گیا تو وہ آپ کے لئے واپس لوٹا دیا گیا۔ وقت عصر کے آخر تک اس کی چمک دمک رہی اس کے بعد پھر غروب ہو گیا۔ اور دوسری بار بابل میں واپس لوٹا دیا گیا اور کسی بھی عرب انسان کے لئے نہیں لوٹایا گیا۔"

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہت فضیلت اور مناقب و خصوصیات صحیح اسناد سے مروی ہیں جن کے ہوتے ہوئے ان من گھڑت موضوع اور جھوٹی روایات سے ان کی فضیلت ثابت کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں۔

امام ابو جعفر طحاوی اور قاضی عیاض وغیرہ نے اس روایت کا ذکر کیا ہے اور اس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں شمار کیا ہے۔

منہاج السنۃ ج ۴ ص ۱۸۵ پر حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے تمام طرق بیان کر کے ان کی خوب تردید کی ہے اور ابوالقاسم حسکانی کی یہ بات کا جواب بالکل درست دیا ہے جو ہم نے ابتدائیہ میں بتفصیل بیان کر دیا ہے اور جرح ہو گئی۔

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احمد بن صالح مصری نے حدیث رد شمس کو اس وجہ سے صحیح قرار دیا ہے کہ ان کو سند میں دھوکہ ہو گیا۔ یہ امام ابو جعفر طحاوی کا اہل تحقیق حفاظ حدیث کی طرح سند میں مہارت تامہ نہیں ہے۔ قطعی اور یقینی بات معروف بھی ہے کہ یہ کذب و افترا کا پلندہ ہے۔

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل علم نے جو حدیث جابر بیان کی ہے وہ غریب ہے اور اس کی سند بھی بیان نہیں کی۔ تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رد شمس کی دعا خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کی جو دوسری روایت کے مخالف ہے۔ درحقیقت اس کا بطلان یہیں سے ظاہر ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی زندیق شیعہ کا گھڑا ہوا ہے۔ جبکہ غزوہ خندق میں ایک دن سورج غروب ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے) نماز عصر نہ پڑھ سکے، چنانچہ سب نے نماز بعد میں قضا کی اور سورج غروب ہونے کے بعد نماز ادا کی۔ اسی طرح جنگ بنو قریظہ میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بنی قریظہ کی جانب گئے اور نماز عصر فوت ہو گئی مگر ان کی خاطر بھی سورج واپس نہیں کیا گیا۔

غزوہ خیبر سے واپسی کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم طلوع شمس کے بعد بیدار ہوئے۔ سب نے دن چڑھے نماز پڑھی اور سورج واپس نہیں لوٹایا گیا۔ جو فضیلت درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عطا نہیں فرمائی گئی وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی عطا نہیں ہوئی۔ نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ مشہور ہے جو شرح طحاوی میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ آپ بابل کے علاقہ میں تھے تو عصر کا وقت ہو گیا تو آپ نے عبور کرنے کے بعد نماز پڑھی اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارض بابل میں نماز پڑھنے سے منع کیا تھا کیونکہ یہ ملعون ہے۔ باقی رہے حمیری کے اشعار تو وہ بالکل ناقابل حجت ہیں بلکہ یہ علم کلام کی ترکیب کی طرح یعنی بیان کردہ منقول ہیں بلکہ حقیقت سے بعید تر ہیں

إن كنت أدري فعلي بدنه من كثرة التخليط أني من أنه

الملل والنحل میں حافظ ابن حزم نے رد شمس کی روایت کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ان پڑھ صوفیوں کی بھیڑیے سے بات کرنا اور مُردے کو زندہ کرنے وغیرہ امور کے کسی بزرگ کی جانب نسبت کرنے اور روافض کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے دو مرتبہ رد شمس کے دعوے میں زیادہ فرق نہیں۔ جیسے بقول ان کے حبیب بن اوس نے الگ کہا ہے جس میں برکت اور ہمدردی کے آثار نمایاں ہیں۔

فردت علينا الشمس والليل راغم
بشمس لهم من جانب الخدر تطلع
نضا ضوؤها صبغ الدجنة وانطوى
لبهجتها نور السماء المرصع
فوالله ما أدري علي بدا لنا فردت
له أم كان في القوم يوشع

"رات کے برعکس پھر آفتاب لوٹ گیا جو ان کے لئے ایک پردے سے طلوع ہوا ہے۔ اس کی روشنی نے رات کی تاریکی کو بدل دیا اور آسمان کی ترو تازگی کی ہیئت سے تاروں کی روشنی ماند پڑ گئی ہے۔ خدا کی قسم معلوم نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سامنے ہیں جن کی خاطر سورج لوٹا ہے یا قوم میں یوشع علیہ السلام موجود ہیں۔"

بارش سے متعلق معجزات

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امت کے لئے بارش کی دعا کی اور وہ قبول ہوئی کہ منبر سے اترنے بھی نہ پائے تھے کہ بارش ریش مبارک سے ٹپکنے لگی تھی، اسی طرح بارش کے تھم جانے کی دعا وغیرہ کا بیان۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن دینار سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ابو طالب کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے یہ شعر سنا

وأبيض يستسقى الغمام بوجهه ثمال اليتامى عصمة للأرامل

"آپ گورے ہیں جن کی بدولت بارش کا پانی طلب کیا جاتا ہے، یتیموں کو پناہ دینے والے اور بیواؤں کا محافظ ہیں۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو استسقاء کی دعا کرتے دیکھتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک دیکھ کر مجھے شاعر کا یہ شعر یاد آ جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر سے اترنے سے پہلے بارش شروع ہو جاتی اور پرنالے زور سے بہنے لگتے۔

وأبيض يستسقى الغمام بوجهه ثمال اليتامى عصمة للأرامل

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس معلق روایت کو امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے متصل اور پوری سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو باب ما جاء فی الدعاء فی الاستسقاء)

بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ ایک شخص جمعہ کے دن منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے والے دروازے سے مسجد نبوی میں داخل ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، اس نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مال مویشی ہلاک ہو گئے ہیں، راستے بند ہو گئے ہیں، آپ اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں ہمیں بارش دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی: اللھم اسقنا (تین بار)۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آسمان پر قطعاً کوئی بادل نہ تھا، اس وقت ہمارے اور سلع پہاڑ کے درمیان کوئی مکان نہ تھا، اس کے پیچھے سے ڈھال جیسا بادل نمودار ہوا، جب آسمان کے بیچ میں آیا تو پھیل گیا اور خوب برسا، ہم نے ہفتہ بھر سورج نہ دیکھا، پھر آئندہ جمعہ کو وہی آدمی اسی دروازے سے داخل ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے خطبہ دے رہے تھے، اس نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! بارش کی وجہ سے مال مویشی مر گئے، مکانات گر گئے، راستے بند ہو گئے، دعا فرمائیے کہ بارش بند ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی: اللھم حوالینا ولا علینا، اللھم علی الآکام والظراب وبطون الاودیۃ ومنابت الشجر "اے اللہ! ہمارے ارد گرد برسا، ہم پر نہ برسا، اے اللہ! ٹیلوں، پہاڑیوں، وادیوں اور درختوں کے اگنے کی جگہوں پر برسا۔"

بارش بند ہو گئی اور ہم دھوپ میں چلتے ہوئے نکلے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے شریک نے پوچھا کہ پہلے والا شخص ہی دوسرے جمعہ کو سوالی تھا؟ تو آپ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

کئی راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر کے علاوہ ثابت، اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ، یحییٰ بن سعید [illegible] بھی بیان کرتے ہیں۔ الفاظ میں معمولی تبدیلی ہے اور صحاح ستہ میں بھی [illegible] مسند احمد [illegible] حضرت انس رضی اللہ عنہ سے [illegible] بیان ہے [illegible] حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ شعر پڑھے

أتيناك والعذراء يدمى لبانها
وقد شغلت أم الصبي عن الطفل
وألقى بكفيه الفتى لاستكانة
من الجوع ضعفا ما يمر ولا يحلي
ولا شيء مما يأكل الناس عندنا
سوى الحنظل العامي والعلهز الفسل
وليس لنا إلا إليك فرارنا

وأين فرار الناس إلا إلى الرسل

"ہم آپ کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوئے ہیں کہ کنواری لڑکی کا دل بھی گھائل اور زخمی ہے۔ بچے والی بھی بچے کو دودھ پلانے سے بیزار ہے اور نوجوان نے بھوک کی وجہ سے ہتھیلیاں ڈال دی ہیں اور وہ بس گھٹنوں پر آ گئیں۔ ہمارے کھانے کو کچھ نہیں سوائے قحط سالی کے اندرائن کے اور خراب گوند کے۔ آپ کی خدمت میں تو ہمارا حاضر ہونا ہے تو بچے لوگ رسولوں کے علاوہ کس کے پاس جا سکتے ہیں"۔

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی:

"الٰہی! ضرورت کے مطابق فوراً بارش برسا جو خوشگوار اور خوب اگانے والی موسلا دھار ہو، زمین جلدی اور دیر سے نہ ہو، مفید ہو نقصان دہ نہ ہو جس سے مویشیوں کے تھن بھر جائیں، کھیتی خوب ہو اور زمین زندہ ہو"۔

خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ نیچے بھی نہیں کئے تھے کہ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی اور لوگ چلاتے آئے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الغرق، الغرق، سیلاب آ گیا، طوفان آ گیا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ہاتھ اٹھایا اور دعا فرمائی: اللّٰھم حوالینا ولا علینا "الٰہی! بارش ہمارے گرد و نواح میں ہو، ہم پر نہ ہو"۔ چنانچہ بادل فوراً چھٹ گئے اور تاج کی طرح مدینہ منورہ کا مطلع صاف ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھلکھلا کر ہنسے اور فرمایا: ابو طالب زندہ ہوتے تو ان کو خوب مسرت ہوتی اور آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ تم میں سے کون ان کا کلام پیش کرتا ہے؟ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا:

وأبيض يستسقى الغمام بوجهه
ثمال اليتامى عصمة للأرامل
يلوذ به الهلاك من آل هاشم
فهم عنده في نعمة وفواضل
كذبتم وبيت الله نبزي محمدا
ولما نطاعن دونه ونناضل
ونسلمه حتى نصرع حوله
ونذهل عن أبنائنا والحلائل

"سپید چہرہ جس کی بدولت ابر رحمت سے بارش طلب کی جاتی ہے، یتیموں کا جائے پناہ اور بیواؤں کا نگہبان اور سہارا ہے۔ آل ہاشم کے لوگ اس کی پناہ لیتے ہیں اور ان کے ہاں خوب انعام و اکرام سے بہرہ مند ہیں۔ بیت اللہ کی قسم! تم جھوٹے ہو، کیا محمد تم سے چھین لیں گے حالانکہ ابھی ہم نے ان کی حفاظت کی خاطر نیزے نہیں چلائے۔ کیا ہم ان کے گرد اپنے اہل و عیال کے غفلت سے پہلے ہی ان کو بے یار و مددگار چھوڑ دیں گے"۔

پھر بنی کنانہ کے شاعر نے یہ شعر پڑھا:

لك الحمد والحمد ممن شكر
سقينا بوجه النبي المطر
دعا الله خالقه دعوة
إليه وأشخص منه البصر
فلم يك إلا كلف الرداء
وأسرع حتى رأينا الدرر

دفاق العزالی جم البعاق
أغاث به الله علیا مضر

”تیری حمد و ثنا اور یہ حمد ہے ایک شکر گزار کی۔ نبی اکرم کے منہ کی آبرو کی بدولت باران رحمت برسی۔ آپ نے اپنے خالق کو پکارا اور اس کی جانب نگاہ لگالی۔ چادر کے تہہ کرنے کے مانند تھا اس سے بھی جلد بارش شروع ہوگئی اور ہم نے بارش دیکھی۔ موٹا مشک ترم زمین پر آئی جو سب علاقہ پر محیط تھی اللہ تعالیٰ نے مضر قوم کی مدد فرمائی“۔

وکان کما قاله عمه
أبو طالب أبیض ذو غرر
به الله یسقی صوب الغمام
وهذا العیان کذاک الخبر
فمن یشکر الله یلقی المزید
ومن یکفر الله یلقی الغیر

”اور یہ اسی طرح ہوا جیسے آپ کے چچا ابو طالب نے کہا تھا کہ سپید روشن چہرہ ہے۔ جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے بارش برسائی یہ چشم دید ہے اور اس طرح سنا گیا ہے۔ جو شخص خدا کا شکر گزار ہوگا وہ مزید عطا کا مستحق ہوتا ہے اور جو ناشکری کرے گا وہ سختیوں اور مصیبتوں میں پڑے گا“۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کی اس کی تعریف فرمائی اور تعریفی کلمات ارشاد فرمائے۔ اس روایت میں غرابت اور عجوبہ پن ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایات کے مشابہ نہیں بالفرض اگر یہ قصہ صحیح ہو تو یہ کوئی دوسرا واقعہ ہوگا۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابوبکر بن حارث اصبہانی ابو محمد بن حیان عبداللہ بن مصعب عبدالجبار مروان بن معاویہ محمد بن ابی ذئب المدنی عبداللہ بن محمد بن عمر بن حاطب کی) وہ ابو وجزہ یزید بن عبید سلمی کی روایت کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے تو آپ علیہ السلام کی خدمت میں بنی فزارہ کا ایک مسلمان وفد حاضر ہوا جس میں خارجہ بن حصین اور عیینہ بن حصن کا برادر زادہ حر بن قیس تھا وہ رملہ بنت حارث انصاریہ کے احاطے میں قیام پذیر ہوئے ان کی سواریاں نہایت لاغر اور کمزور تھیں یا وہ لوگ قحط سالی میں مبتلا تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے علاقہ کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ ہمارا علاقہ قحط سالی سے متاثر ہے اہل و عیال بدحال ہے مال مویشی تباہ ہے ہمارا علاقہ ویران ہے ہمارے رب کے پاس سفارش کیجئے اور اللہ تعالیٰ آپ سے سفارش کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ! ہائے افسوس! میں نے تو اللہ تعالیٰ کے پاس سفارش کی مگر اللہ تعالیٰ کس سے سفارش کرے، اس کے بغیر تو کوئی کارساز نہیں اس کی کرسی طاقت تو زمین و آسمان سے بھی وسیع ہے اور وہ اس کی عظمت و ہیبت سے نئے پالان کی طرح چرچرا رہی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری پریشانی، تنگ دستی اور قریب فریاد رسی پر مسکراتا ہے۔ یہ سن کر اعرابی نے عرض کیا کیا ہمارا پروردگار مسکراتا ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں تو پھر اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم ایسے قادر رب کی خیر و برکت سے محروم نہ رہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بات سن کر مسکرائے اور منبر پر جلوہ افروز ہوکر کچھ کلمات ارشاد فرمائے اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اس قدر ہاتھ بلند کئے کہ بغلوں کی سپیدی نظر آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

اللهم اسق بلادک وبهائمک وانشر رحمتک واحی بلدک المیت اللهم اسقنا غیثا مغیثا مریئا
مریعا طبقا واسعا عاجلا غیر آجل نافعا غیر ضار اللهم سقیا رحمة ولا سقیا عذاب ولا هدم ولا
غرق ولا محق اللهم اسقنا الغیث وانصرنا علی الاعداء

یہ دعا سن کر ابولبابہ ابن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کھجوریں سوکھنے کے لئے باہر کھلی جگہ میں رکھی ہوئی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر باران رحمت کی دعا کی اور ابولبابہ نے تین مرتبہ یہ جملہ دہرایا اور آپ نے بھی اسی طرح دعا کی۔ آخر کار آپ علیہ السلام نے فرمایا: الٰہی! اس قدر بارش برسا کہ ابولبابہ قمیص اتار کر اپنے کھیت کا سوراخ اپنی ازار سے بند کرے۔ خدا کی قسم! آسمان بالکل صاف تھا بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا اس زمانہ میں مسجد نبوی علیہ السلام اور سلع پہاڑ کے درمیان کوئی آبادی نہیں تھی۔

سلع پہاڑ کے پیچھے سے چھوٹا سا بادل نمودار ہوا، آسمان کے وسط میں آ کر پھیل گیا اور خوب برسا۔ مسلسل چھ دن تک بارش ہوتی رہی اور سورج نظر نہ آیا۔ ابولبابہ نے قمیص اتار کر اپنے کھیت کا سوراخ بند کیا کہ سوراخ سے کھجوریں بہہ رہی تھیں۔ پھر ایک آدمی نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مال مویشی ہلاک ہو گئے ہیں، سب رستے سیلاب کی وجہ سے بند ہو گئے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے، دونوں ہاتھ بلند کئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں کی سپیدی نظر آئی اور دعا کی الٰہی! ہمارے گرد و نواح بارش برسا، الٰہی! ٹیلوں، پہاڑوں، نالوں، وادیوں میں رحمت کی بارش نازل فرما۔ تو فوراً کپڑے کے تھان کی طرح بادل پھٹ گئے۔ یہ مضمون حدیث مسلم وغیرہ کی گذشتہ روایت سے ملتی جلتی ہے اور یہ حدیث شیخین اور امام احمد بن حنبل کی روایت کے علاوہ ہے۔

دلائل میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن حاطب سے ابولبابہ انصاری سے روایت بیان کی ہے کہ جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باران رحمت کی دعا فرمائی۔ الٰہی! بارش برسا، اللّٰھم اسقنا مطرًا۔ ابولبابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ابھی تو کھجوریں کھلیان میں پڑی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دعا فرمائی تو ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے پھر یہی عرض کیا کہ کھجوریں کھلیان میں پڑی ہیں۔ آپ نے پھر دعا فرمائی الٰہی! اس قدر بارش برسا کہ ابولبابہ اپنے تہبند سے کھیت کے سوراخ بند کرے۔ چنانچہ خوب بارش ہوئی اور آپ جمعہ کی نماز سے فارغ ہوئے تو لوگ ابولبابہ کے پاس آئے۔ واللہ بارش نہ رکے گی جب تک تم ایسے نہ کرو جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے قمیص اتار کر اپنے کھلیان کا سوراخ بند کرو گے۔ چنانچہ ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے کھلیان کا سوراخ بند کیا اور بارش تھم گئی۔ یہ سند حسن ہے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دوسرے علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے بیان کیا ہے عنقریب معجزات کی کتاب میں ہم اسے بیان کریں گے ان شاء اللہ۔

غزوہ تبوک کے سفر کے دوران بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا: چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جنگ تبوک میں بہت شدید گرمی کا موسم تھا۔ ایک جگہ نزول ہوا تو پیاس کے مارے جان نکلی جا رہی تھی۔ اور اس قدر پیاس کی شدت تھی کہ انہیں اپنے پالان اور کجاوے نظر نہیں آتے تھے اور اونٹ کو ذبح کر کے اس کے اوجھ کو نچوڑ کر پانی پینے پر مجبور تھے۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ آپ کی دعا قبول فرماتا ہے، دعا فرمائیے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہاری خواہش ہے؟ عرض کیا جی ہاں! تو آپ علیہ السلام نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فوراً بارش آ گئی اور ہم نے سب برتن پانی سے بھر لئے پھر ہم نے اس کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ صرف اسلامی لشکر پر ہی بارش ہوئی ہے (اس کی سند بھی بہت قوی ہے) مگر کتب صحاح میں اس کی تخریج نہیں۔ محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق اس جنگ میں ۳۰ ہزار فوج تھی اور دس ہزار گھوڑے اور بارہ ہزار شتر تھے۔ شدید گرمی کا موسم تھا۔ اس قدر بارش ہوئی کہ تمام تالاب اور نشیب و فراز پانی سے بھر گئے۔ یاد رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ایسے کئی واقعات پیش آئے جو صحیح احادیث میں مروی ہیں۔ گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکا ہے کہ جب قریش حق و اطاعت پر نہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان پر سات سال قحط ڈالے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں پڑا تھا چنانچہ ان پر ایسا قحط پڑا کہ وہ مردار اور ہڈیاں کوٹ کر کھاتے اور ان کے خون کے کھانے پر مجبور ہو گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی خواہش پر دعا فرمائی اور بارش ہوئی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قحط سالی سے دوچار ہوئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ذریعہ بارش کی دعا کیا کرتے۔ الٰہی! ہم اپنے نبی کے ذریعے تجھ سے بارش کی دعا کیا کرتے تھے تو تو ہم پر بارش برسا دیتا تھا اور اب ہم تیرے نبی کے چچا عباس کی معرفت بارش کی دعا مانگتے ہیں تو ہمیں بارش سے سیراب فرما دے چنانچہ دعا قبول ہوئی اور خوب بارش ہوئی۔ (تفرد بہ البخاری)

انگلیوں سے پانی کا فوارہ (۱)... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عصر کی نماز کا وقت آ گیا تھا وضو کے لئے پانی موجود نہ تھا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وضو کے پانی کا برتن پیش کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنا دست مبارک رکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وضو کرنے کا کہا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے آنحضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا فوارہ نکلتا دیکھا، چنانچہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وضو کیا۔ مسلم، نسائی اور سنن ترمذی میں یہ روایت موجود ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔

(۲)... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یونس بن محمد، حزم، حسن) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن کسی مہم میں مدینہ سے باہر تشریف لے گئے اور نماز کا وقت ہو گیا اور وضو کے لئے پانی نہ تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کا پانی نہیں ہے۔ تو آپ نے ان کے چہروں سے ناگواری محسوس کی پھر ایک آدمی نے ایک پیالہ میں معمولی سا پانی پیش کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وضو کر لیا اور بعد میں پیالہ پر اپنی انگلیاں پھیلا دیں اور فرمایا آؤ وضو کرو، چنانچہ سب حاضرین نے وضو کر لیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ وہ لوگ کتنے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ ستر یا اسی تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت حزم سے بواسطہ عبدالرحمٰن بن مبارک عیشی بیان کی ہے۔

(۳)... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابن ابی عدی، حمید وغیرہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مسجد میں اذان ہوئی تو جن کے گھر قریب تھے وہ گھر سے وضو کر آئے اور دور دراز کے لوگ مسجد میں باقی رہ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پتھر کا پیالہ لایا گیا جس میں آپ علیہ السلام کی انگلیاں بھی نہ سما سکیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں بند کر کے اس میں [illegible] سب صحابہ رضی اللہ عنہم نے وضو کر لیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان کی تعداد کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا اسی یا کچھ زائد ہوں گے۔

(۴)... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (عبداللہ بن منیر، یزید بن ہارون، حمید) انس رضی اللہ عنہ سے یہی واقعہ نقل کیا ہے اس میں صرف اسی افراد بتائے ہیں۔

(۵)... امام احمد (محمد بن جعفر، سعید، قتادہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چھوٹا سا پیالہ پانی کا لایا گیا جس میں انگلیاں بھی سما نہ سکتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں دست مبارک رکھا اور فرمایا وضو کرو اور پانی انگلیوں کے درمیان اور اس کے اطراف سے پھوٹنے لگا۔ چنانچہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وضو کر لیا تو قتادہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ لوگ کتنے افراد تھے فرمایا تقریباً تین سو یا تین سو تھے۔

صحیحین میں بھی یہ مختلف سند سے روایت موجود ہے اس میں تین سو یا قریب تین سو کے الفاظ ہیں۔

(۶)... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم حدیبیہ کے کنوئیں پر چودہ سو افراد مقیم تھے اور اس کا پانی ختم ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی منڈیر پر بیٹھ کر اس میں کلی ڈالی، معمولی وقفے کے بعد ہم اور ہماری سواریوں نے اس سے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔

(۷)... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عفان، حماد، سلیمان بن مغیرہ، حمید بن ہلال، یونس بن عبید، مولیٰ محمد بن قاسم) حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے چنانچہ سفر کے دوران ایک معمولی پانی والے کنوئیں پر قیام ہوا ہم چھ افراد اس کنوئیں میں اترے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنوئیں کے منڈیر پر تشریف فرما تھے ہم نے کنوئیں سے پانی کا ڈول نصف یا اس سے کم بھرا اور اس کے بعد کنوئیں میں نہ تو پانی بھی باقی نہ رہا کہ ہم سے حلق بھی تر ہو سکے اور ڈول آپ کی جانب اٹھایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈول میں ہاتھ ڈالا اور کچھ پڑھا اور ڈول واپس کنوئیں میں لوٹا دیا گیا، پھر اچانک اتنا پانی جمع ہو گیا کہ ڈوبنے کے خطرے سے ہم نے فوراً کپڑے باہر نکال لئے اور وہ ایک نہر بن گیا (یہ ایک الگ واقعہ ہے)۔

(۸)... مسند احمد (حسان بن حاتم، جعفر بن سلیمان، جعد ابو عثمان، انس بن مالک) جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکوہ کیا، چنانچہ آپ علیہ السلام کی خدمت میں ایک پیالے میں تھوڑا سا پانی پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں دست مبارک ڈالا اور فرمایا پیو، چنانچہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پی لیا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان پانی کے سوتے پھوٹتے دیکھ رہا تھا۔

درخت، عذاب قبر، پانی اور مچھلی کا معجزہ: ....(۹) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے اور میں پانی کا لوٹا لے کر آپ علیہ السلام کے ساتھ ہو لیا اور وہاں کوئی چیز اوٹ کے لئے نظر نہ آئی اور وادی کے کنارے صرف دو درخت تھے چنانچہ آپ ایک درخت کے پاس گئے اور اس کی ایک شاخ پکڑ کر کہا ”اللہ تعالیٰ کے حکم سے میری اطاعت کر“ وہ نکیل والے فرمانبردار اونٹ کی طرح آپ علیہ السلام کے ساتھ ہو لیا۔ پھر آپ علیہ السلام نے دوسرے درخت کی شاخ پکڑ کر کہا (انقادی باذن اللہ) چنانچہ وہ بھی آپ کے ساتھ چلا آیا۔ جب وہ دونوں درخت قریب ہو گئے تو فرمایا ”اللہ کے حکم سے تم دونوں مجھ پر چھا جاؤ“ چنانچہ وہ دونوں آپس میں بالکل مل گئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں وہاں سے دور ہٹ کر بیٹھ گیا کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے محسوس کر کے دور نہ چلے جائیں پھر میں نے اچانک دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آ رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک سے یوں اشارہ کیا اور دونوں درخت الگ الگ اپنی جگہ پر پہنچ گئے۔ پھر آپ علیہ السلام میرے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا جابر! تو نے میرے جانے کی جگہ کو دیکھا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! پھر آپ نے فرمایا دونوں درختوں سے ایک ایک شاخ کاٹ لے آؤ جہاں میں کھڑا تھا وہاں ایک شاخ دائیں جانب ڈال دے اور ایک بائیں جانب۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے پتھر کی نوک کو تیز کیا اور ہر درخت سے ایک ایک شاخ کاٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جائے قیام کے دائیں بائیں ڈال دیں پھر میں نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں وہ کام سرانجام دے چکا ہوں۔ میں نے اس کام کی حکمت دریافت کی تو فرمایا ان دو قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے میں نے چاہا کہ جب تک یہ شاخیں تر و تازہ رہیں میری سفارش کی بدولت ان سے عذاب ہلکا ہو جائے۔

ہم لشکر میں واپس پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جابر! وضو کا اعلان کرو۔ میں نے وضو کا اعلان کر کے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قافلہ میں پانی بالکل نہیں۔ ایک انصاری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مشکیزے میں پانی کا انتظام کیا کرتا تھا، آپ علیہ السلام نے فرمایا اس انصاری صحابی کے پاس جاؤ اور پانی لے آؤ میں اس کے پاس گیا تو اس کے پاس بھی تھوڑا سا پانی پایا۔ اگر میں اس کو دوسرے برتن میں ڈالتا تو وہ برتن کے خشک حصے میں ہی جذب ہو کر ختم ہو جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ لے آؤ، میں نے وہ تھوڑا سا پانی لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے اس میں کچھ پڑھا اور مجھے پکار کر کہا جابر! کوئی بڑا طشت منگواؤ۔ چنانچہ وہ طشت آپ علیہ السلام کے سامنے رکھا گیا۔ آپ نے طشت میں دست مبارک کی انگلیاں پھیلا کر رکھ دیں اور فرمایا جابر! بسم اللہ پڑھ کر یہ تھوڑا سا پانی میرے ہاتھ پر ڈالو چنانچہ میں نے بسم اللہ پڑھ کر دست مبارک پر پانی ڈالا تو انگلیوں کے درمیان سے پانی کا فوارہ پھوٹ پڑا اور طشت بھر گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جابر! اعلان کرو جسے پانی کی ضرورت ہو وہ آ جائے، چنانچہ سب نے حسب ضرورت پانی استعمال کر لیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طشت سے ہاتھ اٹھا لیا اور وہ طشت پانی سے بھرا ہوا تھا۔

پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ علیہ السلام سے بھوک کا شکوہ کیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور کھلائے گا۔ پھر ہم سمندر کے ساحل پر پہنچے اس نے موج ماری اور ایک بہت بڑی مچھلی باہر آ پڑی، ہم نے اس کے ایک پہلو پر آگ جلائی اور بھون کر خوب کھایا، ہم پانچ شخص اس کی ایک چشم خانہ میں جا گھسے پھر ہم نے اس کی ایک پسلی کو کمان بنا کر کھڑا کیا تو اس کے نیچے سے ایک شخص شتر سوار سر نیچے کئے بغیر گزر گیا۔

(۱۰) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے وضو فرما رہے تھے اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، دریافت کیا گیا کیا بات ہے؟ سب لوگوں نے عرض کیا وضو اور پینے کے لئے

پانی میں تھیں جو [illegible] پھر انہوں نے [illegible] برتن میں [illegible] ڈالا اور کلی کی۔ وہ پانی [illegible] جوش مارنے لگا [illegible] تو خوب سیراب ہو کر پانی ہو گئے تھے۔ پھر پیالہ کو کسی اور نے [illegible] تو پانی کم ہو گیا [illegible] سے یہ روایت [illegible] تھے۔

(۱۱) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن حماد، ابو عوانہ، اسود بن قیس، نبیح عنزی) حضرت جابر بن عبداللہ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے نماز کا وقت آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کسی کے پاس پانی ہے؟ تو ایک صحابی ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لے کر آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پانی ایک پیالے میں انڈیل لیا اور اس سے وضو کیا [illegible] اس کے بعد [illegible] پاک صاف کر دینے والا ہے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] جو لوگ [illegible] وضو کر لیا۔ حضرت جابر کہتے ہیں خدا کی قسم میں نے اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی نکلتے دیکھا اور جب سب لوگوں نے وضو کر لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا لیا۔ (امام احمد اس حدیث میں منفرد ہیں) [illegible] ایک الگ معجزہ ہے۔

(۱۲) مسلم شریف میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں [illegible] پانی بہت کم تھا جو [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] اور فرمایا [illegible] اس چشمہ میں [illegible] جوش مارنے لگا کہ تمام لوگ سیراب ہو گئے اور [illegible]

(۱۳) بخاری شریف کی صلح حدیبیہ والی طویل حدیث میں جو مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم سے مروی ہے، یہ ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں ایک جگہ ٹھہرے جہاں ایک کنویں میں تھوڑا پانی تھا لوگ تھوڑا تھوڑا لے رہے تھے پھر جب وہ بالکل ختم ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانی کا شکوہ کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترکش سے ایک تیر کھینچا اور فرمایا کہ اسے کنویں میں گاڑ دو۔ پھر کنویں کا پانی خوب جوش سے نکلتا رہا یہاں تک کہ سب سیراب ہو گئے۔ کنویں میں تیر گاڑنے والے [illegible] بعض لوگوں سے [illegible] منقول ہے۔

(۱۴) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (حسین اشقر، ابو کدینہ، عطاء، ابو الضحیٰ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن لشکر میں پانی ختم ہو گیا تھا۔ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر میں پانی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] کسی کے پاس پانی ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ لے آؤ چنانچہ برتن میں تھوڑا سا پانی لایا گیا آپ علیہ السلام نے برتن میں انگلیاں ڈال کر پھیلا دیں اور انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ لوگوں میں اعلان کر رہے تھے [illegible]۔ طبرانی میں بھی مذکور ہیں۔

(۱۵) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم معجزات کو خیر و برکت شمار کرتے تھے اور تم لوگ ان کو خوف کی [illegible] سمجھتے ہو۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے پانی کی شدید قلت تھی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کچھ پانی تلاش کرو۔ چنانچہ لوگ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنا دست مبارک ڈالا اور فرمایا [illegible] پانی کی طرف چلے آؤ میں نے دیکھا کہ پانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے ابل رہا تھا اور ہم [illegible] کھانے کو تسبیح کرتے [illegible] سنتے تھے۔ (ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو حسن صحیح کہا ہے)

(۱۶) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ساری رات چلتے رہے پھر صبح صادق سے کچھ دیر پہلے آرام کے لئے لیٹ گئے ایسے سوئے کہ سورج طلوع ہونے کے بعد آنکھ کھلی اور سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار نہیں کرتے تھے جب تک کہ آپ خود ہی بیدار ہو جاتے۔ پھر حضرت عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب [illegible] میں مشغول ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیدار ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی۔ ایک صحابی جماعت سے الگ ہو گئے تھے آپ کے ساتھ نماز نہ پڑھی۔ نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]

خدمت پیش کیا۔ آپ علیہ السلام نے سب سے پہلے اسے کنویں میں ڈالنے کا حکم فرمایا۔ پھر وہاں۔ یہ واقعہ ہے۔

حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم لوگ پیاس سے بیتاب تھے چلتے چلتے راستہ میں ایک عورت ملی جو اونٹ پر دو مشکیزے لٹکائے پانی لا رہی تھی ہم نے اس سے چشمہ کا پتہ پوچھا اس نے کہا یہاں پانی نہیں ہے۔ ہم نے پوچھا تمہارے گھر اور چشمے کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ اس نے کہا ایک دن اور رات کی مسافت تک۔ ہم نے کہا ہمارے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو اس نے کہا (یا رسول اللہ) رسول اللہ کیا ہے؟ بالآخر ہم اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے اور اس نے آپ کو بھی وہی کچھ بتایا جو ہمیں بتا چکی تھی۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے مشکیزے اتارنے کا حکم دیا اور بسم اللہ پڑھ کر ان کو منہ کو اپنے دست مبارک سے چھوا۔ ہم چالیس افراد نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور اپنے مشکیزے اور برتن سب بھر لیے اور وہ پہلے سے بھی زیادہ بھری معلوم ہوتی تھیں۔ پھر آپ ﷺ نے سب سے کھجور اور روٹی کے ٹکڑے جمع کر کے اس عورت کو دے دیے اور اسے کہا یہ اپنے اہل و عیال کے لئے لے جاؤ اور سنو! ہم نے تمہارا پانی کم نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پلایا ہے۔ وہ عورت حیرت و استعجاب کے ملے جلے جذبات سے اپنے قبیلہ میں چلی آئی اور اس نے کہا میں ایک عظیم جادوگر کے پاس سے آئی ہوں یا ان کے رفقاء کے قول کے مطابق وہ پیغمبر ہیں۔ اس معجزہ کی برکت سے وہ عورت اور اس کا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

(۱۵) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یزید بن ہارون، حماد بن سلمہ، ثابت، عبداللہ بن رباح) ابو قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (آج) اگر پانی میسر نہ آیا تو کل پیاسے رہو گے۔ چنانچہ تیز رفتار لوگ پانی کی تلاش میں روانہ ہو گئے اور میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلتا رہا۔ آپ ﷺ کو سواری پر اونگھ آ گئی۔ میں نے سہارا دیا تو آپ سنبھل گئے۔ پھر جھکنے لگے میں نے پھر سہارا دیا اور آپ سنبھل گئے۔ پھر نیند کی وجہ سے سواری سے گرنے کے قریب ہو گئے تو میں نے سہارا دیا تو آپ بیدار ہو گئے اور پوچھا کون؟ عرض کیا ابو قتادہ۔ دریافت کیا تم کب سے میرے ساتھ ہو؟ عرض کیا تمام رات سے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے محفوظ رکھے جیسے تو نے اس کے رسول کی حفاظت و نگہداشت کی۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر ہم آرام کر لیں (تو بہتر ہو)۔ چنانچہ آپ ﷺ ایک درخت کے قریب آ کر فروکش ہوئے اور پوچھا دیکھو کوئی اور ہے قریب؟ عرض کیا یہ چند سوار افراد اور ہیں قریب ہی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا نماز کے وقت کا خیال رکھنا۔ چنانچہ ہم سب سو گئے اور سورج کی تپش و حرارت نے ہی ہمیں بیدار کیا۔ پھر وہاں سے تھوڑی دور چل کر پڑاؤ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ کہنے لگے ہاں۔ آپ نے فرمایا وہ لوٹا اور اس کا پانی لے کر آؤ۔ یہ ایک عجیب بات ظاہر ہو گی۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی اور دو رکعت سنت کے بعد فرض پڑھے۔

پھر وہاں سے کوچ کیا لوگ آپس میں چپکے چپکے باتیں کرنے لگے آپ ﷺ نے پوچھا کیا سرگوشیاں کر رہے ہو؟ اگر کوئی دنیاوی بات ہے تو جائز ہے اور اگر دینی مسئلہ ہے تو مجھ سے پوچھ لو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم سے نماز میں کوتاہی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کوتاہی اور غفلت بیداری کی حالت میں ہوتی ہے۔ نیند میں غفلت کا دخل نہیں ہوتا۔ جب ایسا موقع پیش آ جائے تو بیداری کے وقت ہی نماز ادا کر لو اور آئندہ اس کے اپنے وقت پر ہی پڑھو۔ پھر پوچھا باقی لوگ کہاں ہیں؟ عرض کیا آپ نے تو کل فرمایا تھا اگر آج پانی نہ ملا تو کل پیاسے رہو گے چنانچہ لوگ پانی کی تلاش میں ہیں۔

صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کو مفقود پایا اور لوگ آپس میں کہنے لگے رسول اللہ ﷺ پانی کے چشمے پر قیام پذیر ہیں۔ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا لوگو! رسول اللہ ﷺ تمہارے بغیر چشمے پر مقیم ہونے کے نہیں۔ اگر لوگ ابوبکر اور عمر کی بات تسلیم کریں تو رشد و ہدایت پر رہیں گے۔ دوپہر کے بعد رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پیاس سے جان نکل رہی ہے، حلق سوکھے جا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری کوئی ہلاکت نہیں۔ آپ نے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو پانی کا برتن لانے کا ارشاد فرمایا اور پیالہ بھی لے آئے۔ چنانچہ پیالے میں پانی ڈالتے جاتے تھے اور لوگ پی رہے تھے (پانی کی قلت محسوس کرتے ہوئے) لوگوں نے ہجوم کیا تو فرمایا تحمل و تحمل سے سب سیراب ہو جاؤ گے۔

ابو قتادہ کہتے ہیں میرے اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ سب حضرات نے پی لیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا پیو میں نے

عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے آپ پئیں تو فرمایا دستور یہ ہے کہ پلانے والا بعد میں پیے۔ چنانچہ میں نے پیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں پیا اور برتن میں پانی اسی طرح بھرا تھا جیسے پہلے تھا اور ہماری تعداد تین سو تھی۔

ابو قتادہ سے روایت کرنے والے عبداللہ بن رباح انصاری کہتے ہیں کہ میں جامع مسجد میں یہ حدیث بیان کر رہا تھا تو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا میں عبداللہ بن رباح انصاری ہوں۔ تو انہوں نے کہا لوگوں کو اپنی بات خوب یاد ہوتی ہے دھیان سے بیان کرو میں بھی اس رات سواروں میں شامل تھا۔ جب میں بیان کر چکا تو حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے کہا میں سمجھتا تھا کہ میرے علاوہ یہ حدیث کسی کو یاد نہ ہوگی۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں جب رات کو کہیں قیام کرتے تو دائیں پہلو کا تکیہ بنا لیتے اور صبح کے قریب آرام کرتے تو بازو کھڑا کر کے اپنی ہتھیلی پر سر رکھ لیتے تاکہ زیادہ غفلت کی نیند نہ آئے۔

(۱۸) ۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو یعلی موصلی شیبان سعید بن سلیمان ضبعی) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی جانب ایک لشکر روانہ کیا (جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھے) آپ علیہ السلام نے ان کو فرمایا تیز قدم چلو وہاں ایک چشمہ ہے اگر مشرکین نے وہاں قبضہ کر لیا تو تمہیں سخت مشقت اٹھانی پڑے گی انسانوں اور جانوروں کو شدید پیاس ستائے گی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں ہم آٹھ آدمی رہ گئے اور آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا ہم تھوڑی دیر یہاں آرام کر لیں پھر قافلہ سے جا ملیں گے۔ ہم سب نے "ہاں" میں جواب دیا تو ہم سب وہیں آرام کے لئے اتر گئے (اتفاقاً ایسی نیند سوئے) کہ سورج کی تپش سے ہی بیدار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگے چلو اور حاجت ضروریہ سے فارغ ہو آؤ۔ پھر آپ علیہ السلام نے پوچھا کیا کسی شخص کے پاس پانی ہے؟ تو ایک صحابی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس برتن میں کچھ پانی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا لے آؤ وہ لے آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر دعا فرمائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا وضو کرو۔ وہ وضو کرتے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی ڈالتے رہے اذان اور اقامت کے بعد آپ علیہ السلام نے نماز پڑھائی اور پانی والے صحابی کو تاکید کی کہ اسے حفاظت سے رکھو اس سے ایک عجیب بات ظاہر ہوگی۔ پھر آپ علیہ السلام سوار ہو کر قافلہ کے پیچھے چل پڑے۔ راستہ میں ان سے کہا کیا خیال ہے ہمارا قافلہ چشمہ پر قابض ہو گیا ہوگا؟ وہ کہنے لگے اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قافلہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ ہیں لوگ رشد و ہدایت میں ہوں گے۔

اتفاق سے اس چشمہ پر کفار قابض ہو گئے اور مسلمان سخت پیاس سے دوچار ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ پانی والا صحابی کہاں ہے؟ لوگوں نے بتایا وہ یہ ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا وہ برتن لاؤ وہ لے آیا تو اس میں تھوڑا سا پانی تھا آپ نے فرمایا آؤ پیو۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے پانی ڈالتے رہے اور لوگ پیتے رہے یہاں تک کہ سب لوگ اور چوپائے خوب سیراب ہو گئے۔ مشکیزے اور برتن بھی بھر لئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کفار کے مقابلے میں آئے تو اللہ تعالیٰ نے تیز ہوا چلائی، مشرکوں کو بہت بڑی شکست سے دوچار کیا اور مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار کیا۔ بہت سے کفار کو موت کے گھاٹ اتارا اور اکثر قیدی کر لئے اور بہت مال غنیمت قبضہ میں لیا اور قافلہ صحیح سلامت واپس لوٹ آیا۔

(۱۹) مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی کہ ان شاء اللہ کل چاشت کے وقت تم تبوک کے چشمہ پر پہنچو گے مگر میرے آنے تک کوئی پانی کو نہ چھوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو دو آدمی وہاں پہلے پہنچے ہوئے تھے اور چشمہ جوتی کے تسمہ کی طرح تھا جس سے قطرہ قطرہ پانی رس رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کیا تم نے پانی کو چھوا ہے۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے ان کو برا بھلا کہا پھر چشمہ سے تھوڑا پانی جمع ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پانی سے ہاتھ منہ دھو کر مستعمل پانی کنویں میں ڈال دیا اور چشمہ پانی سے خوب بھر گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خوب پانی پیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! اگر تیری عمر دراز ہوئی تو عنقریب یہ سرسبز باغ اور گلزار بن جائے گا۔

(۲۰) ۔ زیاد بن حارث صدائی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موسم سرما میں ہمارے کنوئیں کا پانی کافی مقدار میں ہوتا ہے اور ہم اکٹھے

وہ شکایت کرتے ہیں: وہ کہتے ہیں کہ یہاں کا پانی کم ہو جاتا ہے اور ہم مختلف چشموں پر پانی کے لئے مجبور ہو جاتے ہیں۔ تب ہم مسلمان ہو چکے ہیں وہ ہم سے گروہوں نکالتے ہیں۔ دعا فرمائیے اللہ تعالیٰ ہمارے کنوئیں کا پانی زیادہ کر دے اور ہم سب اکٹھے اس پر رہ سکیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات کنکریاں منگوائیں انہیں اپنے ہاتھ میں مسلا اور ان پر دعا کر کے فرمایا یہ لے جاؤ بسم اللہ پڑھ کر ایک ایک کنکری کنوئیں میں ڈال دو۔

صدائی کہتے ہیں ہم نے حسب فرمان عمل کیا اس کے بعد اس کنوئیں کا قعر اور تہہ نظر نہیں آئی۔ یہ حدیث مسند احمد، سنن ابی داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں مختصر ہے بیہقی کی "دلائل النبوۃ" میں طویل روایت ہے۔

قبا کا کنواں (۲)..... بیہقی میں ہے کہ یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ قبا میں تشریف لائے اور کنوئیں کے بارے میں پوچھا تو میں نے ان کو وہ کنواں بتایا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کنوئیں کا پانی ختم ہو جاتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈول پانی کھینچنے کا حکم دیا۔ آپ علیہ السلام نے اس سے وضو کیا اس میں لعاب ڈالا اور پھر وہ مستعمل پانی اس میں ڈال دیا گیا اس کے بعد اس کا پانی ختم نہیں ہوا۔

(۳) ابوبکر بزار حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے ہم نے ہمارے "نزوز" نامی کنوئیں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی پلایا اور آپ علیہ السلام نے اس میں لعاب دہن ڈالا پھر اس کنوئیں کا پانی کبھی ختم نہیں ہوا۔

دودھ میں برکت .....(۱) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (روح، عمر بن ذر) مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ خدا کی قسم میں اپنا پیٹ بھوک کے مارے زمین سے لگاتا (کہ ذرا تسلی ہو جائے) اور کبھی بھوک کے مارے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا۔ میں ایک دن راستہ پر بیٹھ گیا حضرت ابوبکر گزرے تو میں نے ان سے ایک آیت کی تفسیر پوچھی اور میرا مقصد یہ تھا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ کھانا کھانے کے لئے لے چلیں مگر وہ ساتھ نہ لے گئے۔

پھر اسی غرض سے حضرت عمر سے ایک آیت کا مطلب پوچھا وہ بھی ساتھ نہ لے گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرا چہرہ دیکھ کر بھانپ گئے اور میرے دل کی بات جان گئے فرمایا ابوہریرہ! میں نے لبیک کہا پھر فرمایا آؤ، میں اجازت کے بعد اندر چلا آیا۔ وہاں ایک پیالہ دودھ کا پایا آپ نے پوچھا کہاں سے آیا ہے؟ جواب ملا کہ فلاں صاحب تحفہ دے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا ابوہریرہ! عرض کیا لبیک یا رسول اللہ! فرمایا اصحاب صفہ کو بلا لاؤ۔

اصحاب صفہ اسلامی مہمان تھے ان کا کوئی گھربار نہ تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہدیہ آتا تو اس سے خود کھاتے اور اصحاب صفہ کو بھی بھیج دیتے اور جب صدقہ آتا تو سب ان کے پاس ارسال کر دیتے۔ میں غمگین ہوا میری خواہش تھی کہ میں پی لیتا تو ایک رات دن کا گزارہ ہو جاتا اور یہ لوگ آ گئے تو مجھ ہی ان کو پیش کرنا ہوگا ان کے بعد میرے لئے کیا بچے گا؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بھی ایک ضروری امر تھا۔ میں نہ چاہتے ہوئے بھی چلا گیا وہ آ گئے اور اجازت لے کر گھر میں بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا ابوہریرہ! یہ پیالہ اٹھاؤ اور ان کو پلاؤ۔ میں ایک کے بعد دیگرے سب کو پلاتا رہا وہ سب سیر ہو گئے پھر میں نے پیالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ علیہ السلام نے اسے ہتھیلی پر رکھ کر میری جانب نگاہ اٹھائی اور مسکرا کر مجھے فرمایا ابوہریرہ! میں نے کہا لبیک! فرمایا اب میں اور تم دونوں پینے والے باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا درست یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا تم بیٹھ کر پیو۔ میں نے پی لیا تو پھر مجھے بار بار کہتے رہے اور پیو، پیو! آخر میں نے عرض کیا اب پیٹ میں گنجائش نہیں۔

پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا اب مجھے دے دو چنانچہ آپ علیہ السلام نے باقی ماندہ دودھ نوش فرما لیا۔ اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

(۲) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابوبکر بن عیاش، عاصم) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور فرمایا کیا تمہارے پاس دودھ ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں وہ امانت ہے

ہے کہ میں [illegible] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی ایسی بکری ہے جس سے کسی نر نے جفتی نہ کی ہو؟ میں نے کہا ہاں ہے۔ چنانچہ میں نے [illegible] آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کی تو آپ علیہ السلام نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا تو دودھ اتر آیا۔ ایک برتن میں دودھ دوہا، خود پیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی پلایا۔ پھر تھنوں سے کہا سمٹ جاؤ چنانچہ وہ سمٹ گئے۔

پھر میں آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا [illegible] آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: [illegible] آپ علیہ السلام سے [illegible]۔

(۳) بیہقی میں ہے کہ [illegible] جب رسول اللہ ﷺ [illegible] کے خیمے کے پاس پہنچے تو آپ علیہ السلام نے ان سے [illegible] ان کے پاس [illegible] کے خیمے میں ایک بکری [illegible] آپ نے پوچھا [illegible] اس نے کہا [illegible] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا [illegible] چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے [illegible] اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا [illegible] آپ علیہ السلام نے [illegible] سب سے پہلے [illegible] پھر [illegible] گئے۔

(۴) امام بیہقی [illegible] روایت کرتے ہیں کہ [illegible] رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں [illegible] آپ علیہ السلام نے [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible]۔

ایک دفعہ میں نے رسول اللہ ﷺ [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] آپ ﷺ [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] آپ علیہ السلام [illegible]۔

[illegible] آپ علیہ السلام [illegible] معلوم ہوا [illegible] آپ ﷺ کی خدمت میں [illegible] آپ علیہ السلام نے [illegible] آپ علیہ السلام [illegible] رسول اللہ [illegible] آپ علیہ السلام نے [illegible]۔

(۵) [illegible] رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں [illegible] آپ علیہ السلام نے [illegible]۔

(۶) امام بیہقی [illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے [illegible] رسول اللہ ﷺ نے [illegible] آپ علیہ السلام نے [illegible]

خوب پلایا، فرمایا تھا اسے قابو کرو اور مجھے معلوم ہے کہ تم اس کی حفاظت نہ کر سکو گے۔ وہ کہتے ہیں میں نے اس بکری کو رسی سے باندھا پھر میں بات بھول گیا تو اسے نہ پایا اور [illegible] کوئی چیز کیا ہوئی پائی۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ قصہ بتایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اسے لا کر دیا تھا وہی اسے لے گیا ہے۔ یہ حدیث منقطع ہے۔ کیونکہ [illegible] عجیب ہے

(۱۰) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بواسطہ سعید بن حکم ابو احمد بن عدی [illegible] سعید بن ابی مریم ابو حفص [illegible] ابن ابی [illegible] ابو الحسن [illegible] سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بکری کا دودھ دو۔ [illegible] ایک بکری [illegible] میں نے [illegible] کہا مجھ کو بکری ہے اور اس نے [illegible] میں ہے میں نے اس کو [illegible] اس کی حفاظت کرنے کو [illegible] اس کی حفاظت میں مشغول ہو گئے [illegible] میں نے رسول اللہ ﷺ کو [illegible] بتلایا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو [illegible] لے گیا ہے۔ یہ حدیث نہایت غریب ہے اور اس کی سند میں مجہول راوی ہیں۔

گھی کے متعلق معجزات

(۱) حافظ بیہقی (سفیان بن محمد بن یزید [illegible]) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے [illegible] کا ایک برتن [illegible] کے ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ بھیجا [illegible] یہ گھی ام سلیم نے آپ کے لئے بھیجا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا [illegible] برتن خالی کر کے [illegible] اس وقت ام سلیم گھر میں نہ تھیں [illegible] وہ برتن [illegible] لٹکا دیا۔

ام سلیم گھر آئیں تو انہوں نے وہ برتن گھی سے لبالب بھرا ہوا [illegible] کہا میں نے تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گھی دے کر نہیں بھیجا تھا؟ وہ [illegible] رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی [illegible] سے معلوم کرو۔ چنانچہ ام سلیم [illegible] رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں [illegible] یا رسول اللہ میں نے اس کے ہاتھ آپ ﷺ کی خدمت میں گھی کا [illegible] بھیجا تھا آپ علیہ السلام نے فرمایا [illegible] گھی [illegible] ام سلیم نے کہا اس ذات کی قسم [illegible] آپ کو [illegible] بھیجا ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا [illegible] اس میں تعجب کی کیا بات ہے [illegible] اللہ نے تجھے کھلایا [illegible] وہ کہتی ہیں میں نے گھر آ کر اس سے گھی استعمال کے لئے نکالا [illegible] تک [illegible] کھاتے رہے۔

(۲) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بواسطہ [illegible] حمزہ [illegible] روایت کرتے ہیں کہ میں نے گھی صاف کر کے ایک [illegible] میں ڈالا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا آپ علیہ السلام نے اسے تھوڑا سا [illegible] باقی [illegible] واپس میں آپ علیہ السلام نے دم کیا اور برکت کی دعا کی [illegible] مجھے [illegible] دیکھا تو وہ گھی سے بھرا ہوا تھا میں [illegible] رسول اللہ ﷺ نے میرا یہ قول [illegible] فرمایا [illegible] چلو [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] آپ کے کھانے کے لئے لائی تھی۔ رسول اللہ ﷺ [illegible] وہ قبول ہو گئی [illegible] فرمایا [illegible] رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے [illegible] تک اس میں سے کھاتی رہیں

(۳) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ دوس قبیلہ کی خاتون ام شریک رمضان میں [illegible] ہجرت کر کے [illegible] ایک یہودی سے پانی [illegible] اس نے کہا [illegible] پانی [illegible] چنانچہ [illegible] پانی [illegible] رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور یہ قصہ بتایا تو آپ علیہ السلام نے [illegible] سے [illegible] آپ [illegible] چنانچہ آپ ﷺ [illegible] زید رضی اللہ عنہ [illegible]

[illegible]

[illegible] رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں [illegible] کے ہاتھ گھی کا [illegible] آپ علیہ السلام نے [illegible] خالی کر [illegible]

[illegible] گھی [illegible] کہا میں نے [illegible] ﷺ کی خدمت میں [illegible]

سے جو کچھ بھی دے گا وہ کافی ہوں گے۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ علیہ السلام نے فرمایا [illegible] کہ جب [illegible] نے اس کو [illegible] وہ ختم ہو گیا اسی طرح انہوں نے بتایا کہ وہ بھی پورے ۲۰ سال بعد زمانے کی نذر ہو گئے۔

(۴) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ام مالک بہزیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ام مالک ایک چمڑے کے برتن میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گھی تحفۃً ارسال کیا کرتی تھیں اور جب ان کے بیٹے سالن مانگتے اور سالن نہ ہوتا تو وہ اسی برتن کی طرف جاتیں جس میں تحفہ بھیجا کرتی تھیں تو اس میں گھی پاتیں اور یوں ضرورت پوری ہو جاتی ایک دن انہوں نے وہ برتن نچوڑ لیا اور وہ ختم ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم نے اسے نچوڑ دیا؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں! آپ علیہ السلام نے فرمایا: اگر تم اسے چھوڑ دیتیں تو وہ ہمیشہ قائم رہتا۔

(۵) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ علیہ السلام سے کھانا طلب کیا آپ نے اس کو آدھا وسق جو دیے۔ اس میں سے وہ شخص اپنی بیوی اور مہمان کھاتے رہے یہاں تک کہ اس نے ایک دن ان کو ناپا تو وہ جلدی ختم ہو گئے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم ان کو نہ ناپتے تو تم ان سے کھاتے رہتے اور وہ تمہارے لیے باقی رہتے۔ یہ روایت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو الزبیر کی حدیث سے بیان کی ہے۔

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ انصاری کے گھر میں معجزہ دعوت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو طلحہ نے ام سلیم سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز ضعیف سنی ہے میں سمجھتا ہوں کہ آپ بھوکے ہیں، کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ تو انہوں نے جو کی چند روٹیاں نکالیں پھر اپنا دوپٹہ لے کر ان کو اس میں لپیٹ کر مجھے آپ علیہ السلام کی خدمت میں بھیج دیا میں وہاں پہنچا تو آپ علیہ السلام مسجد میں لوگوں کے ساتھ تشریف فرما تھے میں ان کے پاس کھڑا ہو گیا تو آپ علیہ السلام نے پوچھا: کیا تمہیں ابو طلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! رسول اللہ ﷺ نے سب سے کہا اٹھو! اور وہ سب ابو طلحہ کے مکان پر تشریف لے آئے۔ میں نے ابو طلحہ کو اس کی خبر دی تو ابو طلحہ نے ام سلیم سے کہا رسول اللہ ﷺ ایک جماعت کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس کھانا نہیں ہے [illegible]۔ ام سلیم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ ابو طلحہ نے جا کر رسول اللہ ﷺ کا استقبال کیا اور آنحضور ﷺ ابو طلحہ کے ساتھ آئے اور ام سلیم سے کہا جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ، ام سلیم وہی روٹیاں لے آئیں رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ان کو چورا کیا گیا اور ام سلیم نے اس پر گھی کی کپی نچوڑ کر سالن بنایا پھر رسول اللہ ﷺ نے اس پر جو اللہ نے چاہا پڑھا پھر فرمایا دس آدمیوں کو اجازت دو [illegible] انہوں نے سیر ہو کر کھایا اور چلے گئے اور پھر دس کو [illegible] وہ بھی کھا کر چلے گئے، اسی طرح حتیٰ کہ تمام آدمیوں نے کھایا۔

(۶) ...ابو یعلیٰ (جو یہ دونوں تمام صحابہ سے متصل طور پر روایت کرتے ہیں) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ابو طلحہ رسول اللہ ﷺ کو بھوک کی حالت میں دیکھ کر ام سلیم کے پاس آئے اور کہا رسول اللہ ﷺ [illegible] تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ [illegible] ابو طلحہ نے [illegible] تم جاؤ اور رسول اللہ ﷺ کو بلا لاؤ [illegible] حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ علیہ السلام اپنے اصحاب کے ساتھ تھے جن کی تعداد تقریباً (۸۰) سے [illegible] آپ علیہ السلام نے [illegible] سب [illegible]۔

[illegible]

(۳) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن نمیر، سعد بن سعید بن قیس) کہتے ہیں کہ مجھے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ابوطلحہ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ میں آپ کو بلا لاؤں میں آیا اور رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت سے تشریف فرما تھے آپ علیہ السلام نے مجھے دیکھا اور میں نے شرماتے ہوئے کہا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ یاد کر رہے ہیں آپ علیہ السلام نے سب کو کہا چلو تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! میں نے تو صرف آپ کے لئے ہی کھانا تیار کیا ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے تھیلی دبائی اور خیر و برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا دس آدمیوں کو بلاؤ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے دس بلائے چنانچہ دس دس آدمی آ کر کھاتے رہے اور سب کے سب سیر ہو گئے اور کھانا جوں کا توں رہا اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو سعد بن سعید سے روایت کیا ہے۔

(۴) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (عبد بن حمید، خالد بن مخلد، محمد بن موسیٰ، عبداللہ بن عبداللہ بن ابی طلحہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ

(۵) ابو یعلیٰ موصلی (محمد بن عباد مکی، حاتم، معاویہ بن ابی مزرد، یعقوب بن عبداللہ بن ابی طلحہ، عبداللہ) ابوطلحہ رضی اللہ عنہ

(۶) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (علی بن عاصم، حصین بن عبدالرحمٰن، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حسب سابق حدیث بیان کرتے ہیں مگر اس میں [illegible] کا تذکرہ ہے۔

(۷) باب الاطعمۃ میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ابن ابی لیلیٰ سے یہی روایت بیان کی ہے اور اس میں ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم کو کہا رسول اللہ ﷺ کے لئے خاص کھانا تیار کرے۔

(۸) ابو یعلیٰ (شہاب بن عباد، عبد بن حمید، یعقوب بن عمرو بن عبداللہ بن ابی طلحہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں لیٹے دیکھا آپ علیہ السلام بھوک سے کروٹ بدل رہے تھے گھر آ کر ام سلیم سے کہا انہوں نے روٹی پکائی اور مجھے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا جاؤ رسول اللہ ﷺ کو بلا لاؤ میں آیا تو آپ علیہ السلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ابوطلحہ آپ کو بلا رہے ہیں۔ آپ علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ہو لئے میں دوڑتا ہوا ابوطلحہ کے پاس آیا اور بتایا کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ سمیت تشریف لا رہے ہیں۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے استقبال کر کے عرض کیا وہ تو صرف ایک روٹی ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے گا۔ آپ علیہ السلام کی خدمت میں ایک برتن میں روٹی پیش کی گئی۔

اور گھی بھی چنانچہ گھی کی کپی اوندھا دی آپ علیہ السلام نے انگلی سے مالیدہ بنا کر چورا کر کے سب نے کھایا پھر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ نے بھی سیر ہو کر کھایا اور جو بچ گیا وہ پڑوسیوں کو بھیج دیا۔ باب الاطعمۃ میں مسلم میں بھی یہ عمرو بن عبداللہ سے مروی ہے۔

(۹) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یونس بن محمد، حماد بن زید، ہشام، محمد بن سیرین) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ام سلیم نے آٹے کا ایک مد لے کر اس کا خزیرہ تیار کیا اور مجھے رسول اللہ ﷺ کو بلانے کے لئے بھیجا میں آیا تو آپ علیہ السلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے فرمایا میں اور یہ ساتھی آ رہے ہیں۔ چنانچہ آپ علیہ السلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت اٹھ کھڑے ہوئے اور میں نے ابوطلحہ کو بتایا رسول اللہ ﷺ بمع صحابہ تشریف لا رہے ہیں۔

ابوطلحہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! یہ تو صرف ایک مالیدہ ہے جو ام سلیم نے آپ کے لئے تیار کیا تھا پھر آپ ﷺ نے اس میں برکت کی دعا فرمائی اور دس دس آدمی اندر بلائے۔ چنانچہ چالیس یا اسی آدمیوں نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور کھانا جوں کا توں موجود تھا۔

(۱۰) یہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہشام، محمد، جعد ابی عثمان اور عمرو بن سعید کے حوالہ سے بیان کی ہے۔

(۱۱) ابو یعلیٰ موصلی (عمرو بن ضحاک، ابو عاصم، حرب، محمد بن سیرین) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوطلحہ کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں کھانا نہیں ہے۔ انہوں نے مزدوری سے ایک صاع جو حاصل کئے اور ام سلیم نے اس کا خطیفہ اور حریرہ بنا دیا اور سے پہلی حدیث بیان کی ہے۔

(۱۲) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یونس بن محمد، حرب بن میمون، نضر بن انس) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے ام سلیم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ اگر آپ ہمارے یہاں کھانا تناول فرمائیں تو یہ ہمارے لئے بڑی خوش نصیبی کی بات ہوگی۔ میں نے پیغام دیا تو آپ علیہ السلام نے کہا ہم اور جو لوگ ہمارے پاس ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں! آپ علیہ السلام نے حاضرین مجلس سے کہا اٹھو! چلو! میں پریشان سا ام سلیم کے پاس آیا تو ام سلیم نے پوچھا انس! کیا پیغام لائے ہو۔ میرے جواب سے پہلے رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے تو ام سلیم سے پوچھا کیا ہے؟ اس نے عرض کیا توشہ دان ہے آپ نے فرمایا وہ لے آؤ اس کا ڈھکن کھول کر آپ ﷺ نے بسم اللہ اللھم اعظم فیھا البرکۃ پڑھ کر فرمایا اس کو ختم کرو، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اللہ کا نام لے کر دعا کی اور پھر دس دس کو اس سے کھلایا اسی آدمی سیر ہو گئے اور کچھ بچ گیا تو ام سلیم کے حوالے کر دیا کہ خود کھاؤ اور کھلاؤ۔

مسلم نے یہ باب الاطعمہ میں یہ روایت یونس بن محمد مودب سے بیان کی ہے۔

(۱۳) ابو القاسم بغوی (علی بن مدینی، عبد العزیز بن محمد دراوردی، عمرو بن یحییٰ بن عمارہ انصاری مازنی، یحییٰ بن عمارہ) حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ میری والدہ ام سلیم نے حلیم تیار کیا اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا بیٹا! جاؤ رسول اللہ ﷺ کو بلا لاؤ میں آیا تو آپ علیہ السلام صحابہ کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا ابا جی آپ کو دعوت میں بلا رہے ہیں آپ علیہ السلام نے سب حاضرین سے کہا چلو۔ جب میں نے آپ کے ساتھ سب کو آتے دیکھا تو (اندر) دوڑ کر عرض کیا ابا جی! رسول اللہ ﷺ سب حاضرین سمیت تشریف لا رہے ہیں۔

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر دروازے پر حضور ﷺ کا استقبال کر کے عرض کی کہ معمولی سا کھانا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا لاؤ اللہ تعالیٰ اس میں خیر و برکت کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس میں اپنا مبارک ہاتھ ڈالا اور دعا فرما کر کہا دس دس آدمی آتے جائیں۔ چنانچہ اسی طرح اسی (۸۰) اشخاص نے کھانا کھایا۔ یہ روایت بھی باب الاطعمہ میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ دراوردی سے قتیبہ کی معرفت بیان کرتے ہیں۔

(۱۴) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ باب الاطعمہ میں (حرملہ، ابن وہب، اسامہ بن زید لیثی، یعقوب بن عبد اللہ بن ابی طلحہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سابق روایت کے مطابق روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: ... یہ معجزہ حضرت انس سے مختلف طرق اور اسانید سے مروی ہے جو حد تواتر کو پہنچے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان کے بیٹے نضر کے علاوہ ان کے ماں شریک بھائی عبد اللہ بن ابو طلحہ انصاری کے پانچ بیٹے اسحاق، عمرو، یعقوب، عبد اللہ اور محمد بیان کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ثابت بنانی، جعد ابو عثمان، ہشام بن محمد، سنان بن ربیعہ، یحییٰ بن عمارہ بن ابی الحسن انصاری بھی بیان کرتے ہیں۔

غزوہ خندق میں معجزانہ دعوت ..... بخاری شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خندق کی کھدائی ہو رہی تھی تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ سخت بھوکے ہیں۔ میں نے بیوی سے پوچھا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ تو اس نے ایک صاع جو نکالے اور گھر میں ایک بکری کا بچہ تھا جس کو میں نے ذبح کیا۔ اس نے آٹا پیس کر تیار کیا اور گوشت ہانڈی میں ڈال دیا اور میں رسول اللہ ﷺ کو لینے کے لئے چلا تو بیوی نے کہا آپ کے ساتھ اور لوگوں کو لا کر مجھے رسوا نہ کرنا۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آہستہ سے آپ کے کان میں کہا کہ میں نے کھانا تیار کیا ہے۔ آپ چند صحابہ کے ساتھ تشریف لے چلئے۔ آپ علیہ السلام نے پکار کر تمام اہل خندق کو کہا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے دعوت کا اہتمام کیا ہے۔ پھر فرمایا میرے آنے تک ہانڈی نہ اتاری جائے اور روٹی نہ پکے۔ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں کو لے کر روانہ ہوئے۔ میں نے گھر میں آ کر بتایا تو بیوی نے برا بھلا کہا۔ میں نے کہا میں نے تمہاری بات کی تعمیل کی ہے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام آئے تو بیوی نے آٹا آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ آپ علیہ السلام نے اس میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی اسی طرح ہانڈی میں بھی لعاب مبارک ڈالا اور خیر و برکت کی دعا کی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کسی روٹی پکانے والی کو بلا لو جو تمہارے ساتھ روٹی پکائے اور ہانڈی کو نیچے نہ اتارنا۔ یہ سب ساتھی تقریباً ایک ہزار آدمی تھے (سب کھا کر فارغ ہو گئے) لیکن ہانڈی اور آٹے میں کوئی کمی نہ تھی۔

العجائب الغریبۃ...... میں حافظ ابو عبدالرحمٰن بن محمد بن منذر ہروی معروف بہ شکر ایک عجیب و غریب واقعہ نقل کرتے ہیں کہ (محمد بن علی بن طرخان، محمد بن مسرور، ابو بزہ ہاشم، عبداللہ بن کعب، یہ اصل میں عتبہ کا انصاری مدنی ہے بعد میں (ہارون رشید کے حکم سے بغداد میں منتقل ہو چکے تھے) اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک، عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے نقل کیا ہے) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک سے بھوک کی شدت محسوس کی اور گھر آ کر بکری ذبح کر کے اس کو پکایا اور پھر اس کا ثرید کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا تو آپ علیہ السلام نے اسے کہا کہ سب انصار کو بلا لے چنانچہ وہ جماعت کی صورت آتے رہے اور سب کھا کر چلے گئے اور کھانا جوں کا توں اسی طرح موجود تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے تاکید فرمائی تھی کہ گوشت کھاتے وقت ہڈی مت توڑیں چنانچہ آپ علیہ السلام نے سب ہڈیوں کو جمع کر کے ان پر دست مبارک رکھا اور دعا فرمائی اور بکری کان جھاڑتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی تو آپ علیہ السلام نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہا اپنی بکری لے جاؤ اللہ تعالیٰ اس میں برکت کرے۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اسے پکڑ کر گھر لے آیا اور وہ راستے میں مجھ سے کان چھڑا رہی تھی، مجھے بیوی نے کہا جابر! یہ کیا ہے؟ میں نے کہا خدا کی قسم! یہ ہماری بکری ہے جو ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ذبح کی تھی تو آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے زندہ کر دیا ہے یہ سن کر اس کی بیوی نے کہا "میں گواہی دیتی ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں"۔

دعوت ولیمہ میں آپ علیہ السلام کا معجزہ ...... ابو یعلیٰ اور بیہقی (از شیبان، محمد بن عیسیٰ بصری) ثابت بنانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کوئی عجیب واقعہ سنائیے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال خدمت کی ہے آپ علیہ السلام نے مجھے کبھی ملامت نہیں کی اور نہ برا بھلا کہا۔ جب رسول اکرم ﷺ نے زینب بنت جحش سے شادی کی تو میری والدہ نے مجھے کہا بیٹا رسول اللہ ﷺ نے شادی کی ہے معلوم نہیں آپ علیہ السلام کے پاس کھانا ہے یا نہیں، گھی کا ڈبہ لاؤ۔ میں نے گھی اور کھجور والدہ کے سامنے پیش کیا تو اس نے دونوں کو ملا کر مالیدہ بنایا اور مجھے کہا رسول اللہ ﷺ اور ان کی بیوی کے پاس لے جا۔ جب میں یہ کھانا لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ کھانا ایک طرف رکھ دو اور ابوبکر، عمر، علی اور عثمان رضی اللہ عنہم اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلا لاؤ جو تمہیں مسجد میں ملیں ان کو بھی بلا لاؤ اور جو شخص راستے میں ملے اسے بھی بلا لاؤ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں حیران تھا کہ کھانا تو معمولی اور تھوڑا سا ہے اور دعوت بے شمار لوگوں کی ہے چنانچہ گھر کا صحن اور مسجد بھر گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ برتن لاؤ میں نے وہ برتن آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا آپ علیہ السلام نے اس میں تین انگلیاں ڈالیں تو کھانے میں اضافہ ہونے لگا وہ سب کھا کر واپس چلے گئے تو برتن میں اتنا کھانا موجود تھا جتنا میں لایا تھا پھر آپ ﷺ نے فرمایا زینب کے پاس لے جاؤ۔ چنانچہ وہاں رکھ کر دروازہ بند کر کے چلا آیا۔ ثابت کہتے ہیں کہ میں نے ابوحمزہ انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کتنے افراد تھے؟ تو انھوں نے کہا کہ بہتر یا اکہتر آدمی تھے۔

ایک مد جو میں حیرت انگیز اضافہ ...... جعفر بن محمد فریابی (عثمان بن ابی شیبہ، محمد بن فضیل، اعمش، انس بن ابی یحییٰ، اسحاق بن سالم) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اصحاب صفہ کو بلا کر لانے کا حکم فرمایا میں ان سب کو تلاش کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا پھر اجازت طلب کی۔ آپ علیہ السلام نے اجازت مرحمت فرمادی پھر ہمارے سامنے ایک برتن میں کھانا رکھا جو تقریباً ایک مد جو سے تیار ہوا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس میں اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ ہم نے خوب پیٹ بھر کر کھایا اور رسول اللہ ﷺ نے کھانا ہمارے سامنے رکھتے وقت یہ فرمایا تھا ہمارے گھر میں صرف یہی کھانا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ جب آپ کھا کر فارغ ہوئے تو کتنا کھانا باقی بچ گیا تھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اتنا تھا مگر پیچھے صرف ہماری انگلیوں کے نشانات نظر آ رہے تھے۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر میں دعوت ...... جعفر فریابی (ابو سلمہ یحییٰ بن خلف، عبدالاعلیٰ، سعید بن جریری، ابوالورد، ابو محمد حضرمی) حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دعوت کی اور صرف ان کی قدر کھانا تیار کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا انصار میں سے تیس معززین کو بلا لاؤ اور میرے اوپر یہ شاق گزرا کہ میرے پاس اس کے سوا اور کھانا نہ تھا اور

میں نے کچھ تنگی محسوس کی تو آپ نے دوبارہ فرمایا کہ تیس معزز انصاری کو بلا لاؤ۔ وہ تشریف لائے تو جب کھا چکے تو انھوں نے آپ علیہ السلام کی رسالت کا اقرار و بیعت کی پھر فرمایا ساٹھ معزز انصار کو بلا لاؤ۔ ابو ایوب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے ساٹھ آدمی بلانے میں اتنی تنگی نہیں تھی جتنی پہلے بلانے میں تھی وہ بھی آئے اور شکم سیر ہو کر کھانا تناول کیا اور جانے سے پہلے وہ بھی آپ علیہ السلام کی رسالت پر ایمان لائے اور بیعت کر کے گئے۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا نوے انصاریوں اور بلا لاؤ ان کو بلایا وہ بھی کھا چکے اور جانے سے پہلے آپ کی رسالت کے اقرار اور بیعت کی الغرض اس معمولی طعام سے ایک سو اسی انصاری شکم سیر ہوئے۔ یہ حدیث سند اور متن دونوں لحاظ سے نہایت غریب ہے اور امام بیہقی نے بھی اس کو عبد الاعلیٰ سے روایت کیا ہے یہ بذریعہ محمد بن ابی بکر مقدمی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کھانے میں معجزانہ اضافہ...... حافظ ابو یعلیٰ (سہل بن حنظلہ، عبد اللہ بن صالح، ابن لہیعہ، محمد بن منکدر) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کئی دنوں سے کھانا نہیں کھایا تھا اور یہ حالت آپ علیہ السلام پر شاق تھی چنانچہ آپ ﷺ نے سب ازواج مطہرات سے کھانے کے بارے میں معلوم کیا اور کسی کے پاس کچھ نہ پایا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا بیٹی! تمہارے پاس کوئی چیز کھانے کو ہے مجھے بھوک لگی ہے تو انھوں نے کہا میں آپ پر قربان، خدا کی قسم! میرے پاس کچھ نہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ واپس چلے گئے تو کسی پڑوسی عورت نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دو روٹیاں اور کچھ گوشت تحفہ بھیجا تو آپ رضی اللہ عنہا نے برتن میں رکھا اور ڈھانپ کر کہا میں یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گی (حالانکہ تمام اہل خانہ بھوکے تھے)۔

چنانچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ یا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور آپ واپس چلے آئے تو عرض کیا کچھ تحفہ ادھر سے آیا تھا میں نے آپ کے لئے چھپا رکھا ہے۔ فرمایا لاؤ بیٹی! جب برتن سے کپڑا سرکایا تو وہ گوشت اور روٹیوں سے لبریز تھا۔ جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو بھونچکی رہ گئیں کہ یہ برکت منجانب اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے حمد و ثنا کے بعد معلوم کیا بیٹی یہ حیرت انگیز اضافہ کہاں سے ہے؟ تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ابا جی! اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے حمد و ثنا کے بعد کہا اس خدا کی تعریف و حمد ثنا ہے جس نے تمہیں مریم علیہا السلام کی شبیہ بنایا جب اسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے رزق ملتا تو وہ بھی کہتی تھیں کہ اللہ کی طرف سے ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر میں نہ تھے ان کو بلایا پھر رسول اللہ ﷺ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما سب نے کھایا اور سب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے بھی کھایا اور پیالہ اسی طرح بھرا ہوا تھا جیسے کہ شروع میں تھا اور جو باقی بچ گیا وہ پڑوسیوں میں تقسیم کیا۔ یہ حدیث سند اور متن دونوں لحاظ سے غریب ہے۔

آغاز اسلام میں دعوت...... (وانذر عشیرتک الاقربین) آیت مبارکہ نازل ہوئی تو آپ علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہا ایک بکری کا گوشت، ایک صاع گندم اور دودھ کا انتظام کرو اور بنو عبد المطلب کو دعوت دو چنانچہ چالیس افراد جمع ہو گئے اور ان سب نے خوب کھایا پیا کھانا جوں کا توں باقی تھا اور اسی طرح دودھ بھی پھر تمام سلسلہ تفصیل سے بیان کیا اور ان کو دعوت توحید پیش کی۔

ثرید کے پیالے میں برکت...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (علی بن عاصم، سلیمان تیمی، ابو العلاء بن الشخیر) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر تھے کہ آپ علیہ السلام کی خدمت میں ثرید کا ایک پیالہ پیش کیا گیا آپ ﷺ نے اس سے تناول فرمایا اور سب حاضرین مجلس نے کھایا اور بعد ظہر تک کھاتے رہے کسی نے پوچھا اس پیالے میں اور کھانا ڈالا جاتا تھا؟ فرمایا اور کہاں سے ڈالا جاتا تھا؟ تعجب ہے؟ البتہ آسمان اور پردہ غیب سے ڈالا جاتا تھا۔

ترمذی اور نسائی میں یہ روایت معتمر بن سلیمان بذریعہ سلیمان مروی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاں معجزانہ طعام...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اصحاب صفہ نادار محتاج لوگ تھے رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا جو آدمی اپنے ساتھ ان میں سے کسی کو لے جانا چاہے

رسول اللہ ﷺ دس اشخاص کو ساتھ لے گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تین آدمیوں کو اپنے ساتھ لے گئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رات کا کھانا نبی علیہ السلام کے پاس کھا لیا اور رسول اللہ ﷺ کے کھانا کھانے تک وہیں ٹھہرے رہے۔ رات کا کچھ حصہ گزر جانے کے بعد گھر تشریف لائے تو بیوی نے کہا تم نے مہمانوں کو کھانا کیوں نہیں کھلایا؟ اس نے کہا جناب! انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آئیں گے تو کھائیں گے اور میں ڈر کے مارے چھپ گیا تو آپ نے مجھے برا بھلا کہا اور جلی کٹی سنائیں اور مہمانوں سے کہا کھاؤ خدا کی قسم! میں نہیں کھاؤں گا۔

حضرت عبدالرحمن کہتے ہیں کہ کھانے سے ہم ایک لقمہ اٹھاتے تو نیچے سے اس سے زیادہ بڑھ جاتا۔ ہم سب شکم سیر ہو گئے اور کھانا پہلے سے زیادہ تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ منظر دیکھ کر اپنی بیوی سے کہا یہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا یہ تو پہلے سے تین گنا ہے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھایا اور فرمایا قسم ایک شیطانی حرکت تھی۔ پھر آپ نے یہ کھانا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا۔ مسلمانوں کا ایک قوم کے ساتھ معاہدہ تھا جس کی مدت ختم ہو چکی تھی۔ ان کے بارہ نمائندے آئے، ہر ایک کے ساتھ متعدد اشخاص تھے، اللہ جانے وہ کتنے تھے؟ آپ نے وہ کھانا ان کے لئے بھیج دیا چنانچہ ان سب لوگوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور مسلم شریف میں بھی یہ واقعہ عبدالرحمن کی طویل تفصیل سے مذکور ہے۔

کلیجی میں حیرت انگیز اضافہ ..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عارم، معتمر بن سلیمان، سلیمان، ابو عثمان) عبدالرحمن بن ابی بکر سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ۱۳۰ اشخاص تھے۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا تمہارے پاس کچھ کھانے کا سامان ہے؟ چنانچہ ایک شخص کے پاس ایک صاع آٹا تھا، وہ گوندھا گیا۔ اسی اثنا میں ایک پریشان بال، لمبا تڑنگا (بکریاں ہانکتا ہوا) آیا، آپ علیہ السلام نے فرمایا: فروخت کرو گے یا تحفہ پیش کرو گے؟ اس نے کہا بیچتا ہوں چنانچہ آپ ﷺ نے اس سے ایک بکری خریدی اور ذبح کر کے اس کی کلیجی بھوننے کا حکم دیا اور ہر شخص کو تقسیم کی پھر گوشت دو بڑے برتنوں میں ڈالا گیا سب لوگوں نے شکم سیر ہو کر کھایا اور جو باقی بچ رہا اپنے ساتھ اٹھا لیا۔ بخاری اور مسلم میں بھی معتمر سے مروی ہے۔

کھانے میں غیر معمولی برکت ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (فزارہ بن عمر، فلیح، سہیل بن ابی صالح) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنگ میں تشریف لے گئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خوراک کی اتنی تکلیف اور تنگی ہوئی کہ لوگوں نے سواریوں کو ذبح کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا، عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! سواریاں ذبح کر دیں گے تو جنگ کیسے کریں گے؟ آپ بچا ہوا زاد راہ طلب فرمائیں اور برکت کی دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے بچا ہوا زاد سفر منگوایا تو سب لوگ ادھر سے لے آئے، آپ علیہ السلام نے اس پر برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا اپنے اپنے برتن بھر لیں، پھر بھی کثرت سے کھانا بچ گیا۔ یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے اور میں اس کا بندہ اور رسول ہوں، جس شخص کو توحید اور میری رسالت پر یقین ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور فریابی نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے لیکن حافظ ابو یعلیٰ نے اس سند کو اعمش سے شک کے ساتھ بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ ابو صالح از ابو سعید سے مروی ہے یا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور اس میں غزوہ تبوک کی صراحت ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ یہ روایت اسی طرح شک کے ساتھ بھی بیان کرتے ہیں، واللہ اعلم۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر عمل ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (علی بن اسحاق، عبداللہ بن مبارک، اوزاعی، مطلب بن حنطب مخزومی، عبدالرحمن بن ابی عمرہ انصاری) ابو عمرہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک غزوہ میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، لوگوں کو اس قدر خوراک کی تنگی ہوئی کہ سواریاں ذبح کرنے کی اجازت طلب کی۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرما دی ہے تو آکر عرض کیا کل دشمن سے ہم پیادہ اور بھوکے کیسے جنگ کریں گے؟ آپ کا خیال ہو تو لوگوں کو باقی ماندہ زاد راہ طلب فرما کر دعا فرمائیں، یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کی دعا سے اس میں برکت کرے گا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی ماندہ زاد راہ

کے جمع کرنے کا اعلان کر دیا۔ ایک آدمی جو سب سے زیادہ کھانا لے کر آیا کھجوروں کا ایک صاع تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر برکت کی دعا کی۔ پھر لشکر کو برتن لانے کا حکم دیا۔ چنانچہ سب کے سب برتن بھر لے گئے اور کھانا جوں کا توں باقی تھا یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت نظر آنے لگے اور کلمہ شہادت پڑھ کر فرمایا کہ اس کلمہ کی وجہ سے انسان دوزخ سے محفوظ رہے گا۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو ابن مبارک سے بیان کیا ہے۔

ابوبکر بزار رحمۃ اللہ علیہ (احمد بن معلّی ادمی، عبداللہ بن رجاء، سعید بن سلمہ، ابوبکر قرشی، ابراہیم بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن ابی ربیعہ) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو خنیس غفاری سے سنا کہ ہم جنگ تہامہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ جب ہم لوگ مقام عسفان میں پہنچے تو لوگوں نے بھوک کا شکوہ کیا تو آپ علیہ السلام نے سواریوں کے ذبح کرنے کی اجازت دے دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب اس بات کا پتہ چلا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ نے سواریوں کے ذبح کرنے کی اجازت فرما دی ہے پھر یہ لوگ کس پر سوار ہوں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تمہاری کیا رائے ہے؟

عرض کیا کہ آپ لوگوں سے بچا ہوا زاد راہ طلب فرمائیں اور اس پر دعائے برکت فرمائیں۔ چنانچہ بچا ہوا سامان سفر ایک کپڑے میں جمع کیا پھر دعا کے بعد فرمایا اپنے اپنے برتن لے آؤ سب برتن بھر کر لے گئے تو کوچ کا اعلان فرمایا۔ راستے میں بارش ہوئی تو سب نے سیر ہو کر پانی پیا۔ پھر تین شخص آئے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے اور تیسرا اعراض کر کے چلا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے ایک نے اللہ تعالیٰ سے شرمایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے حیا کی لاج رکھی، دوسرے نے توبہ کی اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول فرمائی، جب کہ تیسرا تو اس نے روگردانی کی اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے اعراض فرمایا۔

ہمارے علم میں اس سند سے صرف ابو خنیس سے یہ حدیث مروی ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ حدیث ابو خنیس غفاری سے بیان کی ہے۔

حافظ ابو یعلیٰ (محمد بن حمید مفوّی، ابن فضیل، یزید بن ابی زیاد، عاصم بن عبیداللہ بن عاصم، عبیداللہ بن عاصم) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک جنگ میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن حاضر ہو گیا اور تازہ دم ہے لیکن ہم لوگ کمزور اور لاغر ہیں بھوکے ہیں۔ انصار نے عرض کیا ہم اپنی سواریاں ذبح کر کے لوگوں کو کھلا دیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس زائد طعام ہو وہ لے آئے چنانچہ پورے لشکر سے ۲۰ صاع خوراک جمع ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر دعائے برکت کی اور فرمایا آرام سے لو اور لوٹ نہ مچاؤ۔ چنانچہ سارے برتن بھر لیے حتیٰ کہ سپاہیوں میں بعض اٹھا لے گئے جبکہ کھانا جوں کا توں باقی تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ شہادت پڑھ کر فرمایا کہ جو شخص اس کا صدق دل سے قائل ہو گا وہ دوزخ کی حرارت سے محفوظ رہے گا۔ حافظ ابو یعلیٰ نے یہ روایت اسحاق بن اسماعیل طالقانی، جریر، یزید بن ابی زیاد سے بھی بیان کی ہے جو سابق روایت کی طرح ہے واللہ اعلم۔

غزوہ خیبر میں زاد سفر کا معجزہ:... حافظ ابو یعلیٰ (محمد بن بشار، یعقوب بن حضرمی، عکرمہ بن عمار، ایاس بن سلمہ بن الاکوع) حضرت سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم جنگ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زاد سفر جمع کرنے کا حکم فرمایا ایک دسترخوان پر وہ جمع کیا۔ اس کی مجموعی مقدار میرے اندازے کے مطابق بیٹھی ہوئی بکری کے برابر تھی ہم چودہ سو افراد نے پیٹ بھر کر کھایا میں نے پھر اندازہ لگایا تو بھی بکری کے جسم کے برابر مقدار کھانا موجود تھا اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں۔ ہم نے توشہ دان بھر لیے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وضو کے لیے پانی ہے چنانچہ ایک شخص ڈول میں معمولی سا پانی لایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پانی برتن میں انڈیل دیا۔ چودہ سو اشخاص نے خوب وضو مکمل کر لیا۔

خندق کی کھدائی کے دوران معجزہ:... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ نعمان رضی اللہ عنہ بن بشیر کی بہن کہتی ہیں کہ میری والدہ (عمرہ بنت رواحہ) نے مجھے کچھ کھجوریں دے کر کہا اپنے والد اور ماموں عبداللہ کے پاس لے جاؤ۔ وہ کہتی ہیں میں کھجوریں لے کر جا رہی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری

تھوڑے سے برتن جانب کو تلاش کرتے ہوئے گزری تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: بیٹی! یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: میری ماں نے ابا اور ماموں کے لئے بھیجا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ادھر لاؤ، میں نے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں میں ڈال دیا، وہ بھرے بھی نہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دسترخوان بچھایا اور اس پر ڈال دیا، پھر آپ علیہ السلام نے اعلان کروایا کہ سب خندق والے کھانے کے لئے چلے آئیں۔ سب خوب سیر ہو گئے جبکہ دسترخوان سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے کھایا ہی نہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی کھجوروں میں عجیب اضافہ...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میرے والد عبداللہ احد میں شہید ہو گئے اور وہ مقروض تھے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے پاس کھجوروں کی پیداوار کے علاوہ قرض ادا کرنے کا کوئی سامان نہیں اور اس پیداوار سے کئی سالوں تک قرض ادا نہیں ہو سکتا۔ آپ میرے ساتھ تشریف لے چلیں (کیونکہ آپ کا احترام ہے) تو قرضدار مجھ سے بدکلامی نہیں کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ تشریف لے گئے اور کھجوروں کے ڈھیر کے گرد چکر لگا کر دعا فرمائی اور ایک ڈھیر پر بیٹھ گئے فرمایا اپنے قرض لیتے جاؤ، قرض بھی پورا ہو گیا اور اتنی ہی کھجوریں باقی بچ رہیں۔ یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے متعدد طرق سے مروی ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا قصہ...... مسند احمد میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا قصہ منقول ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے کی اس معمولی سی ڈلی سے میرا قرض کیسے ادا ہو سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پکڑ کر اپنی زبان پر پھیر کر فرمایا یہ لے جاؤ اور قرض ادا کرو۔ چنانچہ میں نے اس معمولی سی ڈلی سے چالیس اوقیہ قرض ادا کیا (اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا توشہ دان...... (۱) مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں معمولی سی کھجوریں لایا اور عرض کی ان میں دعائے برکت فرما دیجئے تو آپ علیہ السلام نے ان کو جمع کر کے دعا کی اور فرمایا اسے توشہ دان میں رکھ لو، ہاتھ ڈال کر نکالتے رہو، لیکن جھاڑنا نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ توشہ دان ہمیشہ میری کمر سے بندھا رہتا تھا، ہم اس سے کھاتے اور کھلاتے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دوران یہ توشہ دان میری کمر سے کٹ کر گر گیا۔

سنن ترمذی میں بھی یہ قصہ ابو العالیہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن غریب کہا ہے۔

(۲) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ابو الفتح ہلال بن محمد بن جعفر حفار، حسین بن یحییٰ بن عیاش قطان، حفص بن عمر، سہل بن زیاد، ایوب سختیانی، محمد بن سیرین، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں شامل تھے، بھوک کی شدت نے جب ستایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو ہریرہ! کچھ کھانا تمہارے پاس ہے؟ عرض کیا توشہ دان میں کچھ کھجوریں ہیں، فرمایا لاؤ، میں نے لا کر پیش کیں، فرمایا چمڑے کا دسترخوان بچھاؤ، میں نے بچھا دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توشہ دان میں سے سب کھجوریں نکالیں جو ۲۱ تھیں، اور ہر ایک کو بسم اللہ پڑھ کر الگ الگ رکھ دیا، اس کے بعد جمع کر کے فرمایا فلاں بن فلاں اور اس کے ساتھی کو بلاؤ، وہ خوب سیر ہو کر چلے گئے تو فرمایا فلاں آدمی اور اس کے ساتھیوں کو بلاؤ، وہ بھی کھا کر سیر ہو کر چلے گئے تو فرمایا فلاں اور اس کے دوستوں کو بلاؤ، وہ بھی کھا کر چلے گئے لیکن کھجوریں بچ گئیں مجھے فرمایا بیٹھ جاؤ، میں بیٹھ گیا تو ہم دونوں نے کھایا اور باقی ماندہ کھجوریں میں نے توشہ دان میں رکھ لیں اور مجھے نصیحت فرمائی ابو ہریرہ! اس میں سے ہاتھ ڈال کر نکالنا، الٹانا نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس میں سے ہاتھ ڈال کر نکالتا رہا، ہمیشہ اس سے ۵۰ وسق کھجوریں راہ خدا میں خیرات کیں۔ توشہ دان میرے پالان کے ساتھ بندھا رہتا تھا حضرت عثمان کے زمانے میں گر کر ضائع ہو گیا۔ ایک روایت میں تقریباً دو سو وسق کا ذکر ہے۔

(۳)...... حافظ ابو بکر بیہقی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں اسلامی زندگی میں مجھ پر تین مصیبتیں نہایت سخت آئیں۔

(۱)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات۔

(۲) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت اور

(۳) توشہ دان۔

توشہ دان کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ علیہ السلام نے فرمایا تیرے پاس کچھ ہے؟ عرض کیا توشہ دان میں کھجور ہے۔ فرمایا اسے لاؤ میں لے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کھجور نکال کر دعائے برکت کی اور فرمایا دس آدمیوں کو بلاؤ وہ کھا کر چلے گئے تو یکے بعد دیگرے دس دس افراد کو بلایا حتی کہ سارا لشکر خوب سیر ہو گیا اور کھجوریں باقی بچ گئیں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس میں ہاتھ ڈال کر نکالتے رہو اور الٹ کر خالی نہ کرو۔ چنانچہ میں اس میں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک کھاتا رہا اور عثمان کی شہادت کے بعد میرا سامان چھن گیا اور توشہ دان بھی لوٹ لیا گیا۔ میں نے اس سے کم از کم دو وسق کھجور کھائی ہوگی۔

(۴) مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چند کھجوریں عطا کیں میں نے ان کو تھیلے میں ڈال کر رکھ لیں۔ ہم اسے لٹکائے رہتے اور اس میں سے کھاتے رہے یہاں تک کہ آخر مدینہ پر شامیوں کے حملے کے دوران وہ ضائع ہو گئیں یا لٹ گیا تھا۔

سات کھجوروں کا معجزہ...... حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے عرباض بن ساریہ کے ترجمہ میں یہ قصہ نقل کیا ہے کہ میں سفر و حضر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے دروازے پر رہتا تھا تبوک میں ایک رات کسی ضرورت کے لئے چلا گیا واپس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کھانے سے فارغ ہو چکے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہاں تھا؟ میں نے بتایا تو اتنے میں جعال بن سراقہ اور عبداللہ بن معقل مزنی بھی نکلے، ہم تینوں بھوکے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کھانے کے لئے کچھ طلب کیا مگر نہ ملا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے تھیلی سے ٹٹول کر سات کھجوریں نکالیں اور ایک پلیٹ میں رکھ دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر دست مبارک رکھ کر کچھ پڑھا اور فرمایا شروع کیجئے، میں نے کھانا شروع کیا اور گٹھلیاں بائیں ہاتھ میں رکھتا جاتا تھا میں نے ۵۴ کھجوریں کھائیں اور میرے ساتھیوں نے بھی ایسا ہی کیا ہم خوب سیر ہو چکے تھے کھجوریں ویسے کی ویسے پڑی تھیں۔ پہلی سات کھجوریں تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو فرمایا اسے تھیلی میں رکھ دو دوسرے دن پھر پلیٹ میں رکھ کر فرمایا کھاؤ دس آدمیوں نے خوب سیر ہو کر کھجوریں کھائیں بعد کھجوریں بدستور اسی طرح تھیں۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ورنہ ہم مدینہ واپسی تک انہی سے کھاتے رہتے۔ چنانچہ جب آپ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو ایک لڑکے کو دے دیں وہ چباتا ہوا چلا گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلہ میں برکت۔ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے میرے گھر میں صرف تھوڑے سے جو تھے جو طاق پر رکھے تھے میں دیر تک کھاتی رہی (وہ ختم نہ ہوئے) میں نے جب وہ ماپے تو ان کی برکت جاتی رہی اور وہ ختم ہو گئے۔

شادی میں معجزانہ تعاون...... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کا قصہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کے سلسلہ میں تعاون طلب کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت کچھ نہ تھا تو ابو رافع اور ابو ایوب کو زرہ دے کر ایک یہودی کے پاس بھیجا وہ رہن رکھ کے تیس صاع جو لے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نوفل کے حوالے کر دیئے۔

نوفل کہتے ہیں میں نے نصف سال تک کھائے پھر تولے تو پورے تیس صاع تھے۔ نوفل کہتے ہیں میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم نے تولے نہ ہوتے تو زندگی بھر اس سے کھاتے رہتے۔

چکی کا عجیب و غریب واقعہ...... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک شخص اپنے گھر آیا اہل خانہ کو احتیاج و خستہ حالت میں پایا وہ جنگل میں نکل گیا اس کی بیوی نے [illegible] دیکھتی ہے کہ چکی چلنے لگی آٹا لے

سے برتن بھر گیا تو روغن اور گوشت سے بھرا ہوا ہے۔ وہ جنگل سے واپس آیا اور پوچھا یہ کیا ہے؟ بیوی نے کہا جی ہاں! اللہ کا دیا سب کچھ ہے۔ اس نے چکی اٹھا کر سارا آٹا جمع کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا اگر وہ چکی نہ اٹھاتی تو یہ چکی قیامت تک چلتی رہتی (ولو ترکھا لدارت الی یوم القیامۃ)۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک انصاری فاقہ میں مبتلا اور محتاج تھا بے چارگی کی حالت میں گھر سے باہر چلا گیا۔ اس کی بیوی کو خیال آیا اگر چکی چلاؤں اور تنور میں آگ جلاؤں تو پڑوسی پر ہمارے فقر و فاقہ کا راز فاش نہ ہوگا وہ یہی خیال کریں گے چنانچہ اس نے آگ جلائی اور چکی چلائی۔ اسی حال میں شوہر گھر آیا اور دیکھا تو بے چینی سے چکی کی آواز سن کر کہا کیا پیس رہی ہو؟ اس نے اپنا خیال بتایا تو کہا دیکھتے ہیں کہ چکی سے آٹا نکل رہا ہے چنانچہ انہوں نے سب برتن آٹے سے بھر لیے پھر تنور دیکھا تو اس میں گوشت روٹیاں موجود ہیں۔ اس نیک مرد نے یہ ماجرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو پوچھا اب چکی چل رہی ہے؟ تو اس نے کہا جی نہیں ہم نے وہ اٹھا کر آٹا صاف کر لیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اس کو نہ اٹھاتے تو وہ میری زندگی تک چلتی رہتی یا تمہاری زندگی تک۔ هذا الحديث غريب سندا و متنا۔

کافر مہمان مسلمان ہو گیا رضی اللہ عنہ: .... مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی علیہ السلام کے ہاں ایک کافر شخص مہمان آیا وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ وہ صبح کو مسلمان ہو گیا تو صرف ایک بکری کے دودھ سے ہی سیر ہو گیا اور دوسری کا دودھ پی نہ سکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان ایک آنت میں کھاتا ہے اور غیر مسلم سات آنت میں۔ یعنی مسلمان ایمان کی برکت سے تھوڑا کم کھاتا ہے اور کافر زیادہ کھانے والا اور حریص ہوتا ہے۔

امام بیہقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں ایک دیہاتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں مہمان ٹھہرا تو آپ علیہ السلام نے بہت دودھ کے بعد تھوڑا سا پانی کا گھونٹ پیا پھر اس کے معدہ پر ہاتھ رکھ کر دعا فرمائی۔ اس نے کھایا تو بکری کی بچ گیا تو اس نے کہا اے محمد ﷺ آپ صالح انسان ہیں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا مسلمان ہو جاؤ اس نے بکری کی تھوڑی برکات کے ساتھ چلا گیا۔

امام بیہقی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک مہمان آیا تو آپ علیہ السلام نے گھر کے بعد کھانے کو کچھ نہ پایا تو دعا کی:

اللهم اني اسئلك من فضلك ورحمتك فانه لا يملكها الا انت

اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھنی ہوئی سالم بکری کا تحفہ آیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ اللہ کا فضل و کرم ہے اور ہم اس کے انتظار میں ہیں۔

یہ روایت عبادہ مرفوعا کے مرسل روایت ہے اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ہی ایک واقعہ واثلہ بن اسقع سے بیان کیا ہے کہ اس کو اصحاب صفہ کا واقعہ ہے کہ رمضان میں افطاری کے بعد ان کو ہر کوئی حسب استطاعت اپنے ساتھ لے جاتا تھا مگر مسلسل تین دن ان کو کسی نے کچھ نہ کھلایا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا اظہار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بہت تلاش کے بعد گھر میں کچھ نہ پایا تو آپ علیہ السلام نے دعا فرمائی الٰہی! ہم تیرے فضل و کرم کے مانگنے والے ہیں جو تیرے قبضہ میں ہے تیرے علاوہ کسی کے قبضہ میں کچھ نہیں چنانچہ ایک بھنی ہوئی سالم بکری کا تحفہ آیا سب نے سیر ہو کر کھایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے اللہ تعالیٰ سے فضل و رحمت کا سوال کیا تھا یہ اس کا فضل ہے اور رحمت اس کے پاس ہمارے لیے ذخیرہ ہے۔

بکری کی دستی ......(۱) .... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو کامل، یحییٰ بن اسحاق، حماد) سالم بن عبداللہ کی مجلس میں کسی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہانڈی اور گوشت پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دستی اٹھا دو دوسری دستی طلب کی تو دے دی پھر تیسری دستی طلب فرمائی تو اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کے دو ہی دست ہوتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے باپ کی قسم! اگر تو خاموش رہتا تو میں جس قدر مانگتا تو دیتا۔

یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آباؤ اجداد کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے، مگر اس سند میں دو راوی مبہم ہیں۔

(۲) .. امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (خلف بن ولید، ابو جعفر رازی، شرحبیل) ابی رافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں ایک بکری تحفہ میں آئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر آئے تو معلوم کیا یہ کیا ہے؟ عرض کیا گیا تحفہ ہے۔ چنانچہ میں نے وہ پکائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو رافع دستی لاؤ، میں نے پیش کی تو فرمایا دوسری بھی لاؤ، چنانچہ میں نے وہ پیش کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو رافع دستی لاؤ، میں نے پیش کی تو فرمایا دوسری بھی لاؤ، میں وہ بھی پیش کر دی تو فرمایا اور لاؤ، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کی دستی دو ہی ہوتی ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم خاموش رہتے تو میں مانگتا رہتا تم دیتے رہتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی کر کے ہاتھ دھوئے اور نماز پڑھی پھر ٹھنڈا سالن کھا کر مسجد میں چلے گئے، نماز پڑھائی اور دوبارہ وضو نہیں کیا۔

(۳) .. امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ابی رافع سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ثابت بکری کا گوشت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا دستی لاؤ، میں نے وہ پیش کر دی، پھر دوسری دستی طلب کی میں نے وہ بھی پیش کر دی، تیسری طلب کی تو میں نے عرض کیا بکری کے دو ہی ہاتھ ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم خاموش رہتا تو میں جب تک مانگتا رہتا تو دیتا رہتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دستی کا گوشت پسند تھا اسی وجہ سے تو یہود نے خیبر میں دستی کے گوشت میں زہر ملا رکھا تھا۔ جب آپ علیہ السلام نے ایک لقمہ کھایا تو اسی لقمے نے ہی آپ کو زہر سے مطلع کر دیا تھا۔

(۴) .. بیہقی و حافظ ابو یعلیٰ ابو رافع سے منقطع اور موصول دو طرق سے روایت کرتے ہیں اور ایسا ہی ایک واقعہ مسند احمد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جس میں ہے اگر تم اور تلاش کرتے تو موجود پاتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کھجوروں میں معجزانہ برکت

مسند احمد میں دکین بن سعید خثعمی کا بیان ہے کہ ہم چار سو چالیس افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے کھانے کی درخواست کی تو آپ علیہ السلام نے حضرت عمر کو فرمایا جاؤ ان کو کھلا دو، انہوں نے کہا میرے پاس تو صرف اہل خانہ کے لئے ہی غلہ موجود ہے اور گھر والے بھی تعداد میں زیادہ ہیں۔

آپ نے فرمایا جاؤ ان کو حسب ضرورت دو، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد کی تعمیل کی اور ان کو ساتھ لے کر چلے آئے اور اپنے بالا خانہ میں لے گئے، جیب سے چابی نکال کر تالا کھولا تو وہ کھجوریں اونٹ کے بچے کے بیٹھنے کی جگہ کے برابر تھیں۔ آپ نے فرمایا اٹھالو، ہم نے حسب منشاء اٹھا لیں اور میں سب سے آخر میں نکلا تو میں نے دیکھا کہ کھجوروں میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوئی۔ دوسرا امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحیم سے روایت کی۔

کھجوروں میں برکت..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کسی انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے اور انصاری سے کہا اگر ہم اس باغ کو سیراب کر دیں تو کیا اجرت ہوگی؟ اس نے عرض کیا میں تو اسے بڑی محنت سے بھی سیراب نہیں کر سکا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا فلاں قسم کی سو کھجوروں کے بدلے ہم اسے سیراب کر دیتے ہیں۔ اس نے عرض کیا جیسے چاہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تھوڑی دیر میں سیراب کر دیا اور مالک کہتے تھے کہ باغ تو ڈوب گیا۔ پھر آپ علیہ السلام نے سو عمدہ قسم کی کھجوریں پسند فرمائیں۔ سب لوگوں نے خوب سیر ہو کر کھائی اور باقی بچی ہوئی سو کھجوریں اسے واپس فرما دیں۔ یہ حدیث غریب ہے، اس کو ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں محمد بن عمیر بن عبد العزیز العطوی سے بیان کیا۔

درخت کا چلنا..... (۱)..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو معاویہ، اعمش، ابو سفیان، طلحہ بن نافع) حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام ایک دن خون میں لت پت غمگین بیٹھے تھے، جبرائیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کیا بات ہے؟ فرمایا ان کفار مکہ نے مجھے بدحال کر دیا ہے

جبرائیل علیہ السلام نے کہا کیا کوئی معجزہ دیکھنا چاہتے ہیں؟ آپ نے اثبات میں جواب دیا تو جبرائیل علیہ السلام نے ایک درخت کو دیکھ کر فرمایا اسے بلائیں۔ آپ علیہ السلام نے بلایا تو وہ چلا آیا اور سامنے آ کھڑا ہو گیا، جبرائیل علیہ السلام نے کہا اب اسے واپس جانے کا حکم دیجئے، وہ واپس چلا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا بس کافی ہے، یہ سند شرط مسلم کی حامل ہے صرف ابن ماجہ میں مذکور ہے۔

(۲) ...... بیہقی، حماد بن سلمہ سے بواسطہ علی بن زید، ابو رافع سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان نقل کرتے ہیں کہ کفار مکہ کی تکالیف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پریشان ہو کر حجون پر بیٹھے تھے، دعا فرمائی، الٰہی! مجھے آج کوئی نشانی دکھا دیجئے، اس کے بعد مجھے کسی تکذیب کرنے والے کی پرواہ نہ ہوگی۔ چنانچہ آپ علیہ السلام کو اشارہ ہوا کہ فلاں درخت کو بلا لیجئے، چنانچہ وہ درخت زمین کو چیرتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا آیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا وہ واپس اسی مقام پر چلا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا مجھے اب کسی تکذیب کرنے والے کی پرواہ نہیں۔

(۳) ...... امام بیہقی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار مکہ کی تکذیب سے پریشان ہو کر کسی شعب میں جا رہے تھے، انہوں نے آپ علیہ السلام کو طعنہ دیا تھا جناب! کیا آپ اپنے آباؤ اجداد سے بھی افضل ہیں تو اسی وقت افغیر اللہ تامرونی اعبد ایہا الجاھلون نازل ہوئی۔ آپ علیہ السلام نے دعا کی، الٰہی! مجھے کوئی اطمینان بخش معجزہ دکھا جس سے غم کافور ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اس درخت کی جس شاخ کو چاہو بلاؤ چنانچہ آپ علیہ السلام نے ایک شاخ کو بلایا تو وہ ٹوٹ کر زمین کو پھاڑتی ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کھڑی ہوئی تو آپ نے خدا کا شکر کیا اور طبیعت خوش ہو گئی اور پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے واپس چلی گئی۔

کھجور کے خوشہ کا آنا ...... (۱) ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو معاویہ، اعمش، ابو ظبیان حصین بن جندب) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک عامری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مہر نبوت دکھائیے جو آپ کے شانہ مبارک پر ہے، میں ایک ماہر طبیب ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا میں آپ کو ایک معجزہ دکھاؤں اس نے کہا بالکل دکھائیے اس نے کھجور کے خوشے کو دیکھ کر کہا اسے بلائیے آپ علیہ السلام نے اسے بلایا وہ زمین چیرتا ہوا آپ کے سامنے آ گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واپس چلا جا وہ واپس چلا گیا تو عامری نے کہا اے آل عامر! میں نے اس سے بڑا جادوگر آج تک نہیں دیکھا۔

(۲) ...... امام بیہقی کی روایت (بذریعہ ابی ظبیان) میں ہے کہ اس عامری نے معجزہ خود طلب کیا تھا اور ابو ظبیان سے سماک یہ بھی روایت کرتا ہے کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیا اور ایمان لے آیا۔ تاریخ بخاری میں یہ محمد بن سعید اصبہانی سے منقول ہے، امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابتداء میں اس نے آپ علیہ السلام کو ساحر سمجھا، پھر وہ اپنی بصیرت سے مسلمان ہو گیا۔

(۳) ...... امام بیہقی نے بواسطہ سالم بن ابی الجعد، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ خوشہ زمین چیرتا ہوا آپ کے سامنے کھڑا ہو کر سجدہ ریز ہوا اور سر اٹھایا اور پھر کھڑا ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس جانے کا حکم فرمایا یہ منظر دیکھ کر عامر نے کہا اے آل عامر! آئندہ میں آپ کی کبھی تکذیب نہیں کروں گا۔

درخت کا شہادت دینا ...... امام حاکم، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کسی سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ایک دیہاتی شخص سے آپ علیہ السلام نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا گھر کا، آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا کسی نیک کام کی بھی ضرورت ہے؟ اس نے پوچھا وہ کیا؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا تو میری رسالت اور اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اقرار کر لے اس نے کہا کیا اس پر کوئی دلیل بھی ہے؟ فرمایا یہ درخت گواہ ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا وہ زمین چیرتا ہوا آپ علیہ السلام کے سامنے کھڑا ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تین مرتبہ اللہ کی الوہیت اور رسول کی رسالت کی شہادت طلب کی، اس نے شہادت دی اور اپنے اصل مقام پر لوٹ گیا۔ اس دیہاتی نے وعدہ کیا اگر میری قوم نے میری بات مان لی تو پوری قوم کو آپ کی خدمت میں لے آؤں گا ورنہ میں تنہا واپس چلا آؤں گا اور آپ کی رفاقت اختیار کروں گا۔ (یہ سند جید ہے)

ستون کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشتیاق میں رونا اور درد فراق سے جزع فزع کرنا

(۱) حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ امام شافعی (ابراہیم بن محمد، عبداللہ بن محمد بن عقیل، طفیل بن ابی) ابی بن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ مسجد نبوی کی چھت جب کھجور کے تنوں اور ڈالیوں کی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے تنے کی جانب رخ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے اور اسی سے ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے، ایک صحابی نے پوچھا کہ منبر تیار کریں جس پر آپ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمائیں۔ آپ علیہ السلام نے منظور فرمائی تو تین منزلہ منبر تیار کیا گیا، مسجد نبوی میں رکھوا دیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر کھڑے ہو کر خطبہ دینے کا ارادہ ہوا اور اس کے پاس سے گزر کر منبر پر بیٹھ گئے تو اس ستون سے بیل کے ڈکارنے کی سی آواز آئی اور وہ ستون پھٹ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے رونے کی آواز سنتے ہی منبر سے اتر کر اس پر ہاتھ پھیرا (اور وہ چپ ہو گیا) تو پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے۔

فائدہ جب مسجد کی تجدید و مرمت کا ارادہ ہوا تو یہ کھجور کا ستون حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اپنی اقامت گاہ میں رکھ لیا ان کے پاس اسے دیمک نے چاٹ لیا اور بوسیدہ ہو کر چورہ چورہ ہو گیا۔ اور وہ چپ ہو گیا (ثم سکن) کا اضافہ سندی نمبر ۳ کا شاگرد عبیداللہ بن عمرو الرقی بیان کرتا ہے جسے امام محمد زکریا بن عدی سے نقل کرتے ہیں اور یہ مجموعہ سنن ابن ماجہ باب ما جاء فی بدء شان المنبر۔

حدیث انس رضی اللہ عنہ۔۔۔ (۱) حافظ ابو یعلیٰ (ابو خیثمہ، عمر بن یونس الیمامی، عکرمہ بن عمار، اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن مسجد میں نبی علیہ السلام ایک ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے، ایک رومی شخص نے کہا کیا آپ کے لئے میں منبر تیار کر دوں جس پر آپ خطبہ دیا کریں چنانچہ جب منبر تیار ہو گیا اور آپ علیہ السلام اس پر خطبہ کے لئے تشریف لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کی وجہ سے وہ بیل کی طرح ڈکارنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر کر اس سے لپٹ گئے تو اس کی آواز بند ہو گئی۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میں اسے سینے سے نہ لگاتا تو قیامت تک درد فراق سے روتا رہتا پھر آپ علیہ السلام کے حکم سے اسے دفن کر دیا گیا۔ عمر بن یونس سے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بذریعہ محمود بن غیلان یہ روایت بیان کی ہے اور اس کی سند کو غریب کہا ہے۔

(۲) ابوبکر بزار (مسند میں) (حرمی بن عمارہ، ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب منبر تیار ہو گیا تو اس پر خطبہ دینے لگے وہ ستون رونے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اسے گود میں نہ لیتا تو روز قیامت تک روتا رہتا اور یہ روایت ابن ماجہ نے بھی حماد سے بذریعہ بہز بن اسد ابوبکر بن خلاد سے بیان کی ہے۔

(۳) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ہاشم، مبارک، حسن بصری) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے وقت ایک ستون سے ٹیک لگاتے تھے جب سامعین زیادہ ہو گئے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا منبر تیار کر دو تاکہ سب لوگ سن سکیں۔ جب منبر تیار ہو گیا تو آپ علیہ السلام منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس ستون سے اچانک کسی والہ عورت کی طرح رونے کی آواز آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اتر کر اسے گود میں لے لیا تو اس کی آواز تھم گئی۔ بقول امام بغوی نے حسن بصری سے اس حدیث میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ وہ جب یہ حدیث بیان کرتے تو زار و قطار رونے لگتے اور فرماتے لوگو! ایک بے جان لکڑی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درد فراق سے رونے لگی تو پھر مسلمان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کا درد زیادہ ہونا چاہئے۔

(۴)۔۔۔ حافظ ابو نعیم نے یہ حدیث (ولید بن مسلم، مبارک بن عبداللہ، ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے۔

(۵)۔۔۔ بیہقی (ابوبکر بن خلاد، حارث بن محمد بن ابی اسامہ، یعلیٰ بن عباد، حکم) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

حدیث جابر رضی اللہ عنہ۔۔۔۔۔ (۱) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (وکیع، عبدالواحد بن ایمن، ابو ایمن حبشی کا مولیٰ، ابن ابی عمرو مخزومی،

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ درخت کے تنے سے ٹیک لگا کر دیتے تھے۔ ایک انصاری خاتون نے کہا جس کا غلام بڑھئی تھا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم آپ کے لئے منبر نہ بنا دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں۔ چنانچہ منبر تیار ہوا تو جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اچانک تنا بچے کی طرح رونے لگا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور اس کو پہلو سے لگایا اور وہ بچے کی طرح سسکیاں بھر رہا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ اس لئے رو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر سنا کرتا تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت صحیح میں متعدد مقامات پر درج کی ہے۔

(۷)۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مسجد نبوی ﷺ کی چھت کھجور کے ستونوں پر قائم تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ستون کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منبر تیار ہوا اور آپ اس پر تشریف فرما ہوئے تو ہم نے اس ستون سے اونٹنیوں کی طرح رونے کی آواز سنی۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اس پر اپنا دست مبارک رکھا تو وہ چپ ہو گیا۔

(۸) حافظ ابوبکر بزار نے (محمد بن مثنیٰ، ابو النضر، ابو عوانہ، اعمش، ابو صالح، جابر بن عبداللہ) اور یہ مسند (اعمش از ابی اسحاق از کریب از جابر) بھی منقول ہے اور اس شبہ کریب کی بجائے سعید بن ابی کریب درست ہے جیسا کہ (محمد بن عثمان بن کرامہ، عبیداللہ بن موسیٰ، اسرائیل، ابی اسحاق، سعید بن ابی کریب) جابر سے مروی ہے نیز سعید بن ابی کریب سے صرف اسحاق ہی روایت کرتا ہے باقی رہا متن حدیث تو وہ حسب سابق ہے۔

(۹)۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن آدم، اسرائیل، ابو اسحاق، سعید بن ابی کریب) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

كان النبي يخطب الى خشبة فلما جعل له منبر حنت حنين الناقة فأتاها فوضع يده عليها فسكنت

(۱۰)۔ ابوبکر بزار (محمد بن معمر، محمد بن کثیر، سلیمان بن کثیر، زہری، سعید بن مسیب) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ منبر تیار ہونے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستون کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے منبر پر خطبہ شروع کیا تو ستون سے رونے کی آواز آئی جو سب حضرات نے سنی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا۔

(۱۱)۔ ابو نعیم (دارقطنی، عبدالرزاق، معمر، زہری، کسی مدنی سے) جابر رضی اللہ عنہ۔

(۱۲) ... ابو نعیم (ابی عمر بن علی، سفیان بن کثیر، یحییٰ بن سعید، سعید بن مسیب) جابر رضی اللہ عنہ۔

(۱۳)..... ابوبکر بن خلاد (احمد بن علی بن الخزاز، عیسیٰ بن مساور، ولید بن مسلم، اوزاعی، یحییٰ بن ابی کثیر، ابی سلمہ) جابر رضی اللہ عنہ۔

(۱۴) ۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرزاق، ابن جریج، ابو الزبیر) جابر رضی اللہ عنہ

(۱۵)... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابن ابی عدی، سلیمان، ابو نضرہ) جابر اور یہ ابن ماجہ میں باب بدء شأن المنبر کی آخری روایت ہے ابوبکر بن خلاد از ابن ابی عدی ان پانچوں اسناد کا متن قریباً ایک ہی ہے۔ معمولی الفاظ کا فرق ہے اور یہ روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے دیگر اسناد سے مروی ہے۔

حدیث سہل بن سعد رضی اللہ عنہ... (۱۶)... ابوبکر بن ابی شیبہ، سفیان بن عیینہ، ابی حازم کہتے ہیں کہ منبر رسول اللہ ﷺ کی لکڑی کے متعلق اختلاف ہوا تو وہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ تو مقام غابہ کے جھاڑ سے تھا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے خرما کے تنے سے سہارا لگا کر خطبہ دیا کرتے اور اس کی جانب رخ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے جب (تیار) کا منبر بنا تو آپ اس پر خطبہ کے لئے تشریف فرما ہوئے تو اس ستون سے رونے کی آواز آئی۔ آپ علیہ السلام نے ہاتھ رکھا تو وہ خاموش ہو گیا۔ یہ حدیث سہل بن سعد سے ان کا بیٹا عباس بھی روایت کرتا ہے عباس سے کئی راوی بیان کرتے ہیں۔

حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ... (۱۷)... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عفان، حماد، عمار بن ابی عمار) حضرت ابن عباس رضی اللہ

عنہ سے روایت کرتے ہیں:

ان رسول اللّٰہ کان یخطب الی جذع قبل ان یتخذ المنبر فلما اتخذ المنبر وتحول الیہ حن علیہ فاتاہ فاحتضنہ فسکن قال ولو لم احتضنہ لحن الی یوم القیامۃ

یہ حدیث شرط مسلم کی حامل ہے اور امام ابن ماجہ نے اسے ابن عیینہ سے بروایت ہشام مختصراً بھی ذکر کی ہے۔

حدیث عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر رضی اللہ عنہ (۱۸) باب "علامات النبوۃ" میں امام بخاری حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام ستون کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے، جب منبر تیار ہو گیا اور اس پر خطبہ دینے لگے تو ستون رو پڑا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ ساکن ہو گیا)۔

(۱۹) عبدالحمید نے یہ (عثمان بن عمر، معاذ بن علاء، نافع) نافع رضی اللہ عنہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

(۲۰) ابو عاصم (ابن ابی رواد، نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

(۲۱) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (عمرو بن علی الفلاس، عثمان بن عمر اور یحییٰ بن کثیر ابو غسان العنبری، معاذ بن العلاء، نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور اس حدیث کو حسن صحیح غریب کہا ہے۔

(۲۲) استاذ ابو الحجاج مزی اطراف میں (علی بن نصر بن علی جہضمی اور احمد بن خالد الخلال، عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی، عثمان بن عمر، معاذ بن علاء) حضرت نافع رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔

تنبیہ...... بقول ابو الحجاج مزی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو عبدالحمید ذکر کیا ہے وہ دراصل عبد بن حمید متوفی ۲۴۹ھ ہے، تاہم نیز ہمارے استاذ ابو الحجاج مزی کہتے ہیں کہ بعض علماء سے منقول ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے جو نسخہ منقول ہے اس میں ابو عاصم کے بجائے ابو حفص ہے، تاہم راجح یہ ہے کہ معاذ ہے جیسا کہ ترمذی میں ہے۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بخاری شریف کے تمام نسخوں میں بھی نہیں۔ بخاری شریف کے جو نسخے میرے مطالعہ میں رہے ہیں میں نے ان میں سے کسی نسخہ میں بھی یہ سند نہیں دیکھی واللہ اعلم۔

نیز یہ حدیث حافظ ابو نعیم نے دوسری سند سے نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے اس میں ہے کہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ہم منبر بنا دیں؟

(۲۳) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (حسین، خلف، ابو خباب یحییٰ بن ابی حیہ، ابی مذکور) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں:

کان جذع نخلۃ فی المسجد یسند رسول اللّٰہ ظہرہ الیہ اذ کان یوم جمعۃ او حدث امر یرید ان یکلم الناس فقالوا الا نجعل لک یا رسول اللّٰہ شیئا کقدر قیامک قال لا علیکم ان تفعلوا فصنعوا لہ منبر ثلاث مراق قال فجلس علیہ فخار الجذع کما تخور البقرۃ جزعا علی رسول اللّٰہ فالتزمہ ومسحہ حتی سکن

(ترجمہ سابقہ احادیث والا ہی ہے)۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ...... (۲۴) عبد بن حمید الکشی (علی بن عاصم، جریری، ابو نضرہ العبدی) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن ایک درخت کے تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی تعداد میں بہت زیادہ اضافہ ہو چکا ہے اور سب لوگ آپ کے دیدار کے مشتاق ہیں۔ اگر منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ فرمائیں تو سب آپ کا دیدار کر سکتے ہیں، آپ نے فرمایا ٹھیک ہے، اچھا کون منبر تیار کرے گا؟ ایک صحابی نے عرض کیا میں! آپ نے فرمایا تو اسے بنا سکے گا؟ اس نے جواب دیا جی ہاں! مگر اس نے ان شاء اللہ نہ کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تیرا کیا نام ہے؟

[illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] آپ علیہ السلام [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] منبر [illegible] آپ علیہ السلام [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آپ علیہ السلام [illegible] ستون [illegible] ہے۔

(۲۵) حافظ ابو یعلیٰ [illegible] ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ [illegible] آپ علیہ السلام [illegible] ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے [illegible] آپ کے لیے ایک منبر [illegible] آپ علیہ السلام [illegible] منبر [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ [illegible] یہ حدیث بھی غریب ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ...... (۲۶) حافظ ابو القاسم [illegible] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں [illegible] آپ علیہ السلام نے [illegible] آخرت [illegible] اختیار [illegible] یہ حدیث [illegible] ضعیف ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ...... (۲۷) [illegible] حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے جب [illegible] آپ علیہ السلام [illegible] منبر پر تشریف [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] تو وہ چپ کر گیا۔

[illegible] حضرت ام سلمہ [illegible] ہے۔

امام بیہقی نے [illegible] حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] عطا فرمایا۔

[illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام [illegible] محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آپ علیہ السلام [illegible] ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی میں کنکریوں کا تسبیح کرنا ...... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ [illegible] حضرت ابو ذر [illegible]

سنا کہ ایک حیرت انگیز واقعہ دیکھنے کے بعد میں تو عثمان رضی اللہ عنہ کا نام نہایت ادب و احترام سے لیتا ہوں۔ وہ اس طرح کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنہائیوں کا متلاشی رہتا تھا، میں نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا بیٹھے دیکھ کر موقع غنیمت سمجھا اور آپ علیہ السلام کے پاس آ کر بیٹھ گیا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور سلام کے بعد آپ علیہ السلام کے دائیں طرف بیٹھ گئے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دائیں طرف بیٹھ گئے۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے وہ عمر رضی اللہ عنہ کی دائیں طرف بیٹھ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سامنے سے سات یا نو کنکریاں پکڑیں تو ان سے مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح تسبیح کی آواز آنے لگی پھر آپ علیہ السلام نے ان کو نیچے رکھ دیا تو وہ آواز بند ہو گئی پھر آپ علیہ السلام نے ان کو پکڑ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہتھیلی پر رکھ دیا تو ان سے اسی طرح تسبیح کی آواز آنے لگی پھر ان کو زمین پر رکھ دیا تو ان کی آواز رک گئی۔ پھر ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہتھیلی پر رکھ دیا تو پھر بھی ان سے اسی طرح تسبیح کی آواز آنے لگی پھر ان کو نیچے رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئیں پھر پکڑ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ہتھیلی میں رکھ دیں تو اسی طرح ان سے تسبیح کی آواز آنے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام نے فرمایا یہ نبوت کی طرز پر خلافت ہے۔ امام بیہقی کہتے ہیں صالح بن ابی الاخضر کا حافظہ قوی نہ تھا اور محفوظ سند یہ ہے کہ صالح ابوحمزہ کے واسطے سے زہری سے روایت کرتا ہے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ محمد بن یحییٰ ذہلی م ۲۵۸ھ (مجموعہ زہریات میں ہے) ابوالیمان شعیب سے روایت کرتے ہیں کہ ولید بن سوید نے کہا کسی سلیمی بوڑھے کا بیان ہے جس نے ابوذر سے ربذہ میں ملاقات کی، اتفاقاً ایک مجلس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر آیا جس میں ابوذر بھی موجود تھے (تو سلیمی نے کہا میرے خیال میں تھا کہ ابوذر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوں گے کہ ان کو ربذہ میں پابند مسکن کر دیا تھا) تو آپ نے کہا عثمان رضی اللہ عنہ کو ایسا ویسا مت کہو میں نے ان کا ایک حیرت انگیز واقعہ دیکھا ہے۔ اسے زندگی بھر نہیں بھلا سکوں گا پھر انہوں نے سابق روایت کی طرح سارا قصہ بیان کیا۔

درودیوار کا آمین کہنا...... حافظ بیہقی (عبداللہ بن عثمان بن اسحاق بن سعد بن ابی وقاص، اپنے نانا مالک بن حمزہ بن ابی اسید ساعدی، حمزہ) ابی اسید ساعدی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کل آپ اہل و عیال سمیت میرے آنے تک گھر میں ہی رہیں، مجھے ضرورت ہے، چنانچہ آپ علیہ السلام تشریف لائے، سلام کے بعد رسمی بات چیت کے بعد فرمایا قریب قریب ہو جاؤ۔ ہم باہم قریب ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر چادر پھیلا کر دعا فرمائی، الٰہی! یہ میرا چچا ہے اور باپ کی جگہ پر ہے اور میرا کنبہ ہے ان کو آگ سے بچا اور محفوظ رکھ جیسے میں نے ان پر اپنی چادر پھیلا دی ہے اور گھر کے درودیوار سے آمین کی تین مرتبہ آواز آئی۔ ابن ماجہ میں یہ مختصر ہے۔

عبداللہ بن عثمان بن اسحاق راوی حدیث کے بارے میں ابن معین کہتے ہیں میں اسے جانتا نہیں، ابوحاتم کہتے ہیں یہ مشتبہ روایات بیان کرتا ہے۔

پتھروں کا سلام کرنا...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابوداؤد طیالسی نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اس پتھر کو اب بھی پہچانتا ہوں جو مجھے بعثت سے پہلے سلام کیا کرتا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (عباد بن یعقوب کوفی، ولید بن ابی ثور، سدی، عباد بن ابی یزید) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، ہم ایک جانب کو نکل گئے، راستے میں ہر پہاڑ اور درخت آپ علیہ السلام کو سلام عرض کرتا اور السلام علیکم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ولید بن ابی ثور کے علاوہ فروہ بن ابی المغراء وغیرہ عباد سے سدی کے واسطے کے بغیر روایت بیان کرتے ہیں اور حافظ ابونعیم (زیاد بن خیثمہ، سدی، ابی عمارہ حیوانی) حضرت علی سے سابق روایت کے موافق بیان کرتے ہیں۔

مشت خاک...... بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشت خاک کفار کی جانب پھینکی، کفار کا زور ٹوٹ گیا اور مسلمانوں کو فتح اور کامرانی نصیب ہوئی۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی آپ علیہ السلام نے نہیں پھینکا جب آپ نے پھینکا بلکہ خدا نے پھینکا اور غزوہ حنین میں بھی ایسا

تنگ ہو گیا ایک مشت خاک اٹھائی اور دشمن کی جانب پھینکی اور فوراً جنگ کا نقشہ بدل گیا اور دشمن کو شکست فاش ہوئی۔

بتوں کا اشارہ سے گرنا: فتح مکہ کے بعد جب آپ علیہ السلام مسجد حرام میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بت کی جانب جاء الحق و زھق الباطل (بنی اسرائیل: ۸۱) پڑھتے ہوئے چھڑی سے اشارہ کرتے تو وہ گر پڑتا۔

تصویر کا مٹ جانا: امام بیہقی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرے پاس ایک پردہ پر تصویر تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھاڑ کر فرمایا قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب مصور کو ہوگا۔
ایک روایت میں ہے عقاب کی تصویر تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر دست مبارک رکھا تو وہ تصویر مٹ گئی۔

اونٹ کا آپ علیہ السلام کو سجدہ کرنا: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کسی انصاری کا شتر تھا وہ اس سے آب پاشی کا کام لیتا تھا، وہ بگڑ کر سرکش ہو گیا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ کھیتی باڑی اور باغ خشک ہو رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا چلو! چنانچہ جب وہ باغ میں داخل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ کی جانب بڑھے تو انصار پکارے کہ وہ کتے کی طرح باؤلا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا خطرہ ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے اس سے کوئی خطرہ نہیں۔ اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر آپ کی جانب لپکا آپ کے سامنے اس نے گردن جھکا دی اور سجدہ میں گر پڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر اسے کام میں جوت دیا۔ یہ منظر دیکھ کر صحابہ کرام میں سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بے شعور جانور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرتا ہے تو ہم باشعور انسان آپ علیہ السلام کو سجدہ کرنے کے بالاولیٰ مستحق ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر کسی انسان کا دوسرے انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ شوہر کے حقوق کی ادائیگی کی خاطر اسے سجدہ کرے۔ خدا کی قسم اگر وہ سر تا پا زخمی ہو اور زخموں سے پیپ بہہ رہی ہو اور عورت اس کے زخم زبان سے چاٹ کر صاف کرے تو بھی اس کا حق ادا نہیں کر سکتی۔ یہ سند عمدہ ہے۔ نسائی میں اس کا بعض حصہ خلف سے مروی ہے۔

رسالت سے سب واقف ہیں: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (مصعب بن سلام، اجلح، ذیال بن حرملہ) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم کسی سفر سے واپس آ رہے تھے، جب ہم بنی نجار کے نخلستان کے پاس سے گزرے وہاں ایک مست اونٹ تھا کسی کے قابو میں نہ آتا تھا۔ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو آپ علیہ السلام نے باغ میں جا کر اونٹ کو بلایا تو وہ زمین چومتا ہوا آپ کی جانب چلا آیا اور سامنے بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مہار منگوا کر اسے ڈال دی اور مالک کے حوالے کر دیا اور لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا زمین و آسمان کے درمیان ہر مخلوق سوائے گنہگار جن اور نافرمان انسان کے جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔
طبرانی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی واقعہ مروی ہے کہ مست اونٹ نے آپ علیہ السلام کے سامنے سر جھکا دیا اور آپ علیہ السلام نے اسے مالک کے حوالے کر دیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ گویا کہ وہ جانتا ہے کہ آپ نبی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا ”گنہگار جن اور انسان کے علاوہ سب جانتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں“ (یہ روایت غریب ہے)۔

دو اونٹوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سجدہ کرنا: طبرانی (عباس بن فضل اسفاطی، محمد بن عون زیادی، [illegible] مدینی، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کسی انصاری کے دو اونٹ مست تھے ان کو باغ میں بند کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ آپ دعا فرمائیں۔ جب وہ آیا تو نبی علیہ السلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما تھے اس نے اپنی کہانی سنائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آؤ چلیں آپ باغ کے دروازے پر پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھول دو اس نے خطرہ محسوس کرتے ہوئے تردد کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کھولو چنانچہ اس نے دروازہ کھولا تو ایک اونٹ جو دروازے کے قریب تھا وہ آپ علیہ السلام کو دیکھ کر

سجدہ ریز ہو گیا، آپ نے مہار منگوا کر اسے مالک کے سپرد کر دیا پھر دوسرے اونٹ کے پاس گئے تو وہ بھی آپ علیہ السلام کو دیکھ کر سجدہ میں گر گیا پھر اسے مہار ڈال کر مالک کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا یہ تیرے مطیع فرمان رہیں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے یہ منظر دیکھ کر کہا یا رسول اللہ ان بدمست اونٹوں نے آپ کو سجدہ کیا ہے۔ کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کریں؟ تو آپ نے فرمایا میں کسی انسان کو دوسرے کے لئے سجدہ کا حکم نہیں دیتا۔ اگر کسی کو دوسرے کے لئے سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے شوہر کو سامنے سجدہ کریں۔ (اس حدیث کا متن اور سند دونوں غریب ہیں) اور دلائل النبوۃ میں فقیہ ابو محمد عبداللہ بن حامد نے اسے بیان کیا ہے اور قریباً یہی روایت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کی ہے۔

ابو محمد عبداللہ بن حامد فقیہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے باہر ایک باغ کی جانب گئے، وہاں ایک اونٹ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سر اٹھا کر دیکھا تو زمین پر گردن رکھ دی، صحابہ رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس شتر کی نسبت ہم آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ لائق ہیں، تو آپ علیہ السلام نے حیرت آمیز انداز میں فرمایا، سبحان اللہ، کیا اللہ کے بغیر مجھے سجدہ کیا جائے؟ کسی بشر کو جائز نہیں کہ دوسرے کو سجدہ کرے، اگر میں ایک انسان کا دوسرے کو سجدہ جائز سمجھتا تو عورت کو حکم دیتا وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

اونٹ کا شکوہ کرنا..... مسند احمد میں عبداللہ بن جعفر کا قصہ ہے کہ مجھے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری کے پیچھے بٹھایا اور ایک راز کی بات بتائی وہ میں زندگی بھر کو نہیں بتاؤں گا۔

رفع حاجت کے لئے کسی مخفی مقام کو تلاش کرنا آپ علیہ السلام کا دستور تھا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے، وہاں ایک اونٹ آپ کو دیکھ کر بلبلانے لگا اور اس کی آنکھوں میں آنسو اتر آئے۔ آپ علیہ السلام نے قریب جا کر اس کی گردن اور کنپٹی پر ہاتھ پھیرا تو وہ چپ ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اس کا مالک کون ہے؟ ایک نوخیز انصاری نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہے، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ان جانوروں پر جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے حوالہ کر دیا ہے رحم کیا کرو۔ اس نے مجھ سے شکوہ کیا ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے اور سخت مشقت لیتا ہے۔ (رواہ مسلم)

اکرموا اخاکم..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالصمد، عفان، حماد بن سلمہ، علی بن زید، سعید بن مسیب) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار اور مہاجروں کی مجلس میں تشریف فرما تھے، اونٹ آیا اور وہ سجدہ ریز ہو گیا، صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درخت اور جانور آپ علیہ السلام کو سجدہ کرتے ہیں تو ہمیں بدرجہ اولیٰ آپ کو سجدہ کرنا چاہئے، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا عبادت اور سجدہ اللہ تعالیٰ کے لئے کرو، اور اپنے بھائی کا احترام بجالاؤ، میں اگر ایک انسان کو دوسرے انسان کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو صرف عورت کو شوہر کے لئے سجدہ کا حکم دیتا، اگر شوہر عورت کو زرد پہاڑ کو سیاہ پہاڑ پر اور سیاہ کو سفید پر منتقل کرنے کا حکم دے تو بھی اسے شوہر کا حکم بجالانا چاہئے، یہ سند شرط سنن کی حامل ہے۔

درخت، اونٹ اور قبر کا قصہ..... مسند احمد میں یعلیٰ بن سیابہ کا بیان ہے کہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ علیہ السلام نے رفع حاجت کا ارادہ کیا تو دو درختوں کو حکم دیا وہ آپس میں مل گئے۔ آپ علیہ السلام نے فراغت کے بعد ان کو واپس چلے جانے کا حکم دیا وہ اپنے مقام پر چلے گئے، ایک اونٹ بلبلاتا ہوا آپ علیہ السلام کی خدمت میں آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معلوم ہے یہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے؟ یہ اپنے مالک کی شکایت کر رہا ہے کہ وہ مجھے ذبح کرنا چاہتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک کو بلا کر کہا کیا تجھے یہ ہبہ کر سکتے ہو؟ تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی اچھی طرح پرورش کرو، اس نے عرض کیا بہت بہتر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، پھر ایک قبر کے پاس سے گزرے، جس میں میت کو عذاب ہو رہا تھا آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ "معمولی" بات کے عذاب میں مبتلا ہے آپ نے اس پر تر شاخ گاڑنے کا حکم دیا اور فرمایا ممکن ہے جب تک یہ تازہ رہے اس کے عذاب سے تخفیف رہے۔

آپ علیہ السلام کے تین معجزے ...... (۱) ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرزاق، معمر، عطاء بن سائب، عبداللہ بن حفص) یعلیٰ بن مرہ ثقفی سے ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے آپ علیہ السلام کے تین معجزے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ ہم آپ کے ساتھ سفر کر رہے تھے آپ ایک آبکشی والے اونٹ کے پاس سے گزرے تو وہ آپ علیہ السلام کو دیکھ کر بلبلایا اور گردن زمین پر رکھ دی آپ علیہ السلام وہاں رک گئے اور اس کے مالک کو بلوایا اور اسے کہا یہ اسے ہاتھ فروخت کر دو اس نے عرض کیا نہیں ہم آپ کو ہبہ کرتے ہیں لیکن اس کے مالک کی اس کے علاوہ کوئی گزر اوقات نہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو سنو اس نے شکوہ کیا ہے مشقت زیادہ لیتے ہو اور چارہ کم دیتے ہو فرمایا اس سے حسن سلوک کرو پھر ہم ایک منزل پر آرام کے لیے اترے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے کے لیے لیٹ گئے تو ایک درخت زمین چیرتا ہوا آیا اور آپ پر سایہ فگن ہوا پھر اسی طرح واپس لوٹ گیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو میں نے یہ بات عرض کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے مجھے سلام کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی تھی اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت فرما دی۔

پھر وہاں سے روانہ ہو کر ایک چشمہ پر اترے ایک عورت آسیب زدہ بیٹے کو لائی آپ نے اس کی ناک پکڑ کر فرمایا نکل جا میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں۔ واپسی پر اسی چشمہ کے پاس وہ عورت آئی ایک بکری اور دودھ کا تحفہ لائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بکری واپس کر دو اور دودھ پی لو پھر اس بچے کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا خدا کی قسم (والذی بعثک بالحق) آپ کے جانے کے بعد کوئی شکایت لاحق نہیں ہوئی۔

(۲) ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن نمیر، عثمان بن حکیم، عبدالرحمن بن عبدالعزیز کی معرفت) یعلیٰ بن مرہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین چیزیں دیکھیں جو کسی نے نہیں دیکھیں اور نہ کوئی آئندہ دیکھے گا۔ ہم سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مقام پر گزرے وہاں ایک عورت بیٹھی تھی اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بچہ آسیب زدہ ہے اور تنگ کرتا ہے اور اس کو روزانہ کئی مرتبہ دورہ پڑتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا مجھے دو آپ نے اسے پکڑ کر اس کا منہ کھولا اور تین بار "بسم اللہ انا عبد اللہ اخسأ عدو اللہ" پڑھ کر پھونکا اور فرمایا واپسی میں ہمیں یہاں ملنا اور صحت حال [illegible] واپسی میں ہم یہاں آئے تو وہ تین بکریوں کے ساتھ موجود تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا اس دن سے آج تک اسے کوئی تکلیف نہیں ہوئی ہے اور یہ بکریاں قبول فرمایئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک بکری لے لو اور باقی واپس کر دو۔

ایک دن ہم جنگل کی جانب نکلے دور تک چلے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو کوئی اوٹ ہے میں نے عرض کیا صرف یہ ایک جھاڑی نظر آ رہی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے قریب کیا ہے عرض کیا اس کی ایک جھاڑی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے تم اللہ تعالیٰ کے حکم سے باہم مل جاؤ وہ آپس میں مل گئیں اور آپ علیہ السلام رفع حاجت سے فارغ ہوئے تو مجھے کہا ان کو کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ اللہ کے حکم سے الگ اپنے مقام پر چلی جاؤ۔ چنانچہ وہ واپس چلی گئیں۔

ایک دن میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا ایک اونٹ آیا۔ آپ علیہ السلام کے سامنے اپنی گردن ڈال دی اور اس کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی حالت عجیب ہے معلوم کرو اس کا مالک کون ہے میں انصار کے ایک شخص کو تلاش کر کے لے آیا آپ نے پوچھا اس اونٹ کا معاملہ کیا ہے اس نے عرض کیا مجھے صرف یہی معلوم ہے کہ ہم اس سے پانی لانے کی مشقت لیتے تھے اب یہ کمزور ہو گیا ہے ہم نے مشورہ کیا تھا کہ اس کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کر دیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ایسا نہ کرو مجھے ہبہ کر دو یا بیچ دو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کا ہی ہے۔ چنانچہ آپ نے اس پر صدقہ کا نشان لگا کر اسے صدقات کے اونٹوں میں شامل کر دیا۔

(۳) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (وکیع، اعمش، منہال بن عمرو) یعلیٰ بن مرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خاتون آسیب زدہ بچہ لائی آپ علیہ السلام نے فرمایا نکل جا اللہ کے دشمن میں اللہ کا سچا رسول ہوں۔ چنانچہ وہ بچہ تندرست ہو گیا اس نے دو مینڈھے کچھ پنیر اور گھی آپ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں پیش کیا آپ علیہ السلام نے ایک مینڈھا واپس کر دیا اور باقی سب قبول کر لیا (نیز اس روایت میں درختوں کا قصہ بھی ہے)

(۴) ...... احمد رحمۃ اللہ علیہ (اسود، ابوبکر بن عیاش، حبیب بن ابی عمرہ، منہال بن عمرو) یعلیٰ سے روایت کرتے ہیں اس روایت میں بھی یعلیٰ

روایت کی طرح معجزات بیان ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا اونٹ میرا گلہ کرتا ہے کہ جوانی میں تو مجھ سے کام لیتا رہا اب بوڑھا ہو گیا تو اسے ذبح کرنا چاہتا ہے اس نے عرض کیا خدا کی قسم! آپ نے درست فرمایا ہے واللہ میں اب اسے ذبح نہ کروں گا۔

(۵)...... امام بیہقی (حاکم وغیرہ سے حمید بن محمد دوری عثمان بن عمر اصبہانی، عمر بن عبداللہ بن یعلیٰ بن مرہ عن ابیہ عن جدہ یعلیٰ) یعلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین معجزے دیکھے ایک اونٹ، دوسرا درختوں والا، تیسرا آسیب زدہ بچے کا واقعہ۔

تبصرہ: یہ عمدہ اور بہترین سلسلہ نقلی اور صحیح طریقہ کا موجب ہے کہ یعلیٰ کا بیان کسی قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ صحاح ستہ میں یہ واقعہ مذکور نہیں، صرف ابن ماجہ میں اس کے بعض الفاظ (کان اذا ذھب الی الغائط ابعد) مذکور ہیں اور جابر رضی اللہ عنہ سے ابوداؤد میں بھی مذکور ہیں، دلائل النبوۃ میں حافظ ابونعیم نے حدیث جابر کو متعدد طرق سے بیان کیا ہے اور عبداللہ بن قرط ثمالی رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ بھی بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانچ اونٹ پیش کئے گئے ہر اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے ذبح ہونے کے لئے پہل کرتا تھا۔

سست اونٹ کا تیز ہونا...... حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا سست رفتار گھوڑا تھا ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں شور و غل ہوا لوگ اس شور کی جانب روانہ ہوئے تو آپ ﷺ ابوطلحہ کے بے زین گھوڑے پر سوار ہوئے اور چکر لگا کر واپس آ رہے تھے فرمایا کوئی خطرہ نہیں گھبراؤ نہیں اور فرمایا یہ گھوڑا تو دریا کے پانی کی روانی کی طرح تیز ہے (وان وجدناہ لبحرا) بعد ازاں آپ ﷺ کی برکت سے اس قدر تیز رفتار ہو گیا کہ کوئی گھوڑا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

اونٹ کا دعا کرنا اور آپ علیہ السلام کا آمین کہنا...... دلائل النبوۃ میں ابوبکر عبداللہ بن محمد الطلحی کی سند سے (ابو علی فارسی، ابوسعید عبدالعزیز بن شہلان قواس، ابوعمرو عثمان بن محمد بن خالد راسبی، عبدالرحمن بن علی بصری، سلامہ بن سعید بن زیاد بن ابی ہند رازی، ابیہ عن جدہ، نعیم بن ابی ہند رازی) سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک اونٹ دوڑتا ہوا آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر گھبراہٹ کے عالم میں کھڑا ہو گیا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا شتر! رک جا اگر تو سچا ہے تو یہ سچ تیرے لئے مفید ہے اگر تو جھوٹا ہے تو یہ جھوٹ بولنا تیرے لئے وبال جان ہے اللہ تعالیٰ نے ہم سے پناہ لینے والوں کو امن عطا کیا ہے اور ہماری آغوش میں آنے والا بے خوف ہوتا ہے۔

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا کہہ رہا ہے؟ آپ نے فرمایا اسے ذبح کرنے لگے تھے یہ بھاگ آیا ہے اور تمہارے نبی کے پاس فریاد لایا ہے۔ ہم بیٹھے ہی تھے کہ اس کے مالک دوڑتے ہوئے آئے اونٹ ان کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گیا انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا یہ اونٹ تین دن سے غائب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آپ کا سخت شکوہ کر رہا ہے اور فریاد کر رہا ہے کہ گرمی کے موسم میں تم اس پر سامان لاد کر سبزہ زار کی جانب سفر کرتے ہو اور سردیوں میں اس پر گرم مقامات کی جانب سفر کرتے ہو۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل درست ہے۔ اب ہم اسے ذبح کریں گے اور فروخت کریں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے تم سے فریاد کی تم نے اس کی فریاد رسی نہیں کی، میں تم سے زیادہ مہربان ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے دل سے نرمی و رحمت کو سلب کر لیا ہے اور مسلمانوں کے دلوں میں بسا دیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سو درہم کے عوض خرید لیا اور اس کو فرمایا چل اللہ کا آزاد کردہ ہے۔ اونٹ نے آپ علیہ السلام کے قریب ہو کر کچھ بولا تو آپ علیہ السلام نے آمین کہا پھر دوسری بار بولا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہا پھر تیسری بار اس نے آواز نکالی تو بھی آپ نے آمین کہا پھر چوتھی بار اس نے آواز نکالی تو آپ نے رو کر آمین کہا۔

عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا کہہ رہا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس نے کہا اے نبی ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور قرآن کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے، تو میں نے آمین کہا پھر اس نے کہا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن میری امت کا خوف و دہشت دور کرے جیسے آپ نے میری دہشت دور کر دی ہے تو میں نے آمین کہا پھر اس نے کہا اللہ تعالیٰ تیری امت کو دشمنوں سے محفوظ رکھے جیسے تو نے میری جان کو محفوظ رکھا تو میں نے پھر آمین کہا پھر اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی آپس میں قتل و قتال اور باہمی خانہ جنگی دور کرے تو مجھ پر گریہ و زاری طاری ہو گئی۔ کی

معروضات میں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے تین قبول فرما لیں اور ایک منظور نہ فرمائی اور جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا ہے کہ امت محمدیہ کی ہلاکت آپس کی جنگ و جدال میں ہے اور یہ تقدیر میں لکھی ہوئی ہے۔

یہ حدیث نہایت غریب ہے ان کے علاوہ کسی مؤلف نے بیان نہیں کی۔ اس کی سند اور متن دونوں میں نہایت عجوبہ پن اور نکارت ہے۔

بکریاں سجدہ کرتی ہیں ...... شیخ ابن حامد الفقیہ (یحییٰ بن صاعد، محمد بن عوف حمصی، ابراہیم بن علاء زبیدی، ابوعثمان عباد بن یوسف کندی، ابوجعفر رازی، ربیع بن انس) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام، ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کسی انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں بکریاں تھیں وہ بکریاں سجدہ ریز ہو گئیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ان لاشعور بکریوں سے آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ حق دار ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک انسان کا دوسرے انسان کو سجدہ جائز نہیں اگر ایک انسان کا دوسرے کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ یہ غریب ہے اس کی سند میں غیر معروف اور مجہول راوی ہیں۔

بھیڑیئے کا کلام کرنا اور رسالت کی شہادت دینا ...... (۱) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بکری پر بھیڑیا حملہ آور ہوا۔ چرواہے نے آگے بڑھ کر اس سے بکری چھین لی تو بھیڑیئے نے چرواہے کو مخاطب کر کے کہا کیا تجھے خدا کا خوف نہیں تم نے میرا رزق چھین لیا ہے؟ چرواہے نے کہا تعجب ہے کہ ایک بھیڑیا آدمیوں کی طرح کلام کرتا ہے تو بھیڑیئے نے کہا اس سے زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ محمد ﷺ یثرب میں گزشتہ واقعات بتاتا ہے۔ وہ چرواہا بکریاں ہانکتا ہوا مدینے میں چلا آیا۔ بکریاں ایک جگہ روک کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ آپ علیہ السلام کو سنایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوری اجلاس کا اعلان کروایا۔ لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے چرواہے سے کہا ان کو وہ واقعہ بتاؤ وہ بتا چکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے خدا کی قسم والذی نفس محمد بیدہ قیامت سے پہلے درندے چوپائے آدمیوں سے کلام کریں گے اور اس کے کوڑے کا پھندنا اور جوتی کا تسمہ بھی اس سے بات کریگا اور اس کی ران اس کے گھر کا حال بتائے گی۔

یہ حدیث صحیح بخاری کی شرط پر ہے۔ بیہقی نے اس کو صحیح کہا ہے، ترمذی میں اس کا آخری حصہ مروی ہے۔ قاسم بن فضل سے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حسن غریب صحیح کہا ہے۔ یاد رہے قاسم بن فضل محدثین کے نزدیک ثقہ اور مامون ہے امام یحییٰ بن معین اور ابن مہدی نے اس کی توثیق کی ہے۔

(۲) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابوالیمان، شعیب، عبداللہ بن ابی حسین، شہر بن حوشب) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی مدینے کے مضافات میں بکریوں کی رکھوالی کر رہا تھا۔ بھیڑیئے نے ایک بکری کو پکڑ لیا۔ دیہاتی نے دوڑ کر اسے چھڑا لیا اسے ڈانٹا اور للکارا، بھیڑیا تھوڑی دور ہٹ کر بیٹھ گیا اور اس سے مخاطب ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جو رزق مجھے دیا تھا وہ تو نے چھین لیا ہے۔

اس نے کہا بڑے تعجب کی بات ہے کہ بھیڑیا بات کرتا ہے تو بھیڑیئے نے کہا خدا کی قسم! تو نے اس سے بھی تعجب خیز بات کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اس نے پوچھا وہ کیا ہے؟ تو بھیڑیئے نے کہا مدینے کے باغات میں اللہ کا رسول لوگوں کو گزشتہ اور مستقبل کے حالات سے آگاہ کرتا ہے۔ چنانچہ اس دیہاتی نے بکریوں کو ایک جگہ چھوڑا اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر جا کر دستک دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا بکریوں والا دیہاتی کہاں ہے؟ تو دیہاتی سامنے کھڑا ہو گیا آپ ﷺ نے فرمایا جو تم نے دیکھا اور سنا ہے وہ لوگوں کو بتاؤ چنانچہ دیہاتی نے وہ سارا قصہ سنا دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا واقعی اس نے سچ کہا ہے ایسے واقعات قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گے خدا کی قسم! قیامت سے پہلے یہ ہوگا کہ آدمی اپنے گھر سے باہر جائے گا اس کا جوتا اور عصا اس کو گھر والوں کی خبر دیں گے (یہ حدیث حسن اور بعض کی شرط پر صحیح ہے) امام بیہقی، امام حاکم اور حافظ ابو نعیم نے اس واقعہ کو حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔

(۳) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرزاق، معمر، اشعث بن عبدالملک، شہر بن حوشب) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بھیڑیئے نے ایک بکری کو پکڑ لیا چرواہے نے تعاقب کر کے وہ بکری اس سے چھڑا لی۔ بھیڑیئے نے ایک ٹیلے پر بیٹھ کر چرواہے کو مخاطب کیا اللہ تعالیٰ نے جو رزق مجھے دیا تھا وہ تو نے چھین لیا ہے تو چرواہے نے تعجب سے کہا بھیڑیا بات کرتا ہے تو بھیڑیئے نے کہا اس سے بھی

حیرت ناک بات یہ ہے کہ ایک آدمی تمہیں ماضی اور مستقبل کے حالات سے باخبر کرتا ہے وہ چرواہا یہودی تھا، نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اسلام لایا اور سارا ماجرا عرض کیا، نبی علیہ السلام نے اس کی تصدیق فرمائی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انها امارة من امارات بين يدى الساعة قد اوشك الرجل ان يخرج فلا يرجع حتى تحدثه نعلاه وسوطه بما احدثه اهله بعده

یہ روایت حسن کی شرط کے حامل ہے، دیگر غالب امکان ہے کہ یہ واقعہ شہر بن حوشب نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی سنا ہو، واللہ اعلم۔

(۳) ...... ابونعیم دلائل النبوۃ میں (عبداللہ بن محمد بن جعفر، محمد بن یحییٰ بن مندہ، علی بن حسن بن سالم، حسین بن سلیمان الرقاؔ کوفی، عبدالملک بن عمیر، انس بن مالک، (سلیمان طبرانی بھی باترتیب عبداللہ بن محمد بن ناجیہ اور ہشام ابو الولید کی معرفت حسین الرقا) حضرت انس سے اسی طرح روایت کرتے ہیں کہ میں غزوہ تبوک میں آنحضور ﷺ کے ساتھ تھا، ریوڑ سے بکریاں ادھر ادھر بھاگ گئیں، بھیڑیے نے ان سے ایک بکری جھپٹ لی، چرواہا اس کے پیچھے دوڑا تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے رزق دیا تم مجھ سے چھین رہے ہو، یہ سن کر وہ حیران رہ گئے تو اس نے کہا بھیڑیے کی بات سن کر تم کیوں تعجب کر رہے ہو یہ کتنی تعجب خیز بات ہے کہ محمد ﷺ پر وحی آ رہی ہے بعض لوگ تصدیق کرتے ہیں اور بعض تکذیب کرتے ہیں، بقول حافظ ابونعیم اس سند میں حسین بن سلیمان منفرد ہے، امام ابن کثیر فرماتے ہیں حافظ ابن عدی نے "حسین عن عبدالملک" چند روایات بیان کر کے فرمایا ہے کہ ان کی روایات کی متابعت اور تائید نہیں ہوتی۔

بھیڑیے سے بات کرنے والا ...... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابوسعید مالینی، ابو احمد بن عدی، عبداللہ بن ابی داؤد سجستانی، یعقوب بن یوسف بن ابی عیسیٰ، جعفر بن حسن، ابو حسن، عبدالرحمن بن حرملہ، سعید بن مسیب) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانے میں ایک چرواہا تھا، ریوڑ سے ایک بکری بھیڑیے نے اچک لی اور چرواہے نے اس کے منہ سے چھڑا لی تو بھیڑیے نے کہا کیا تجھے خدا کا خوف نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو رزق مجھے دیا ہے تم نے مجھ سے چھین لیا تو چرواہے نے کہا بڑی تعجب خیز بات ہے کہ بھیڑیا بات کرتا ہے، بھیڑیے نے کہا اس سے بھی زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ محمد ﷺ اس نخلستان میں ماضی اور مستقبل کی باتیں بتاتے ہیں اس چرواہے نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ساری بات بتائی اور مسلمان ہو گیا۔

حافظ ابن عدی کہتے ہیں کہ مجھے ابوبکر بن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ اس چرواہا کا نام اھبان خزاعی ہے، اس کی اولاد "بنی مکلم الذئب" کے نام سے مشہور ہے، محمد بن اشعث خزاعی اس کی نسل سے ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ بات حدیث کے قوی اور شہرہ آفاق ہونے کی دلیل ہے، تاریخ میں یہی واقعہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اھبان بن اوس رضی اللہ عنہ سے بیان کر کے فرمایا ہے "**اسنادہ لیس بالقوی**" یہ سند قوی نہیں ہے۔

گدھا باتیں کرتا ہے ...... امام بیہقی، حسین بن احمد رازی سے ابوسلیمان مقری کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں گدھے پر سوار تھا، گدھا دائیں بائیں ادھر ادھر راستہ اختیار کرنے لگا تو میں نے اس کے سر پر کافی ضربیں لگائیں تو وہ میری جانب متوجہ ہو کر کہنے لگا خوب مار ابوسلیمان! تیرے دماغ پر بھی ایسی ضربیں لگیں گی، شاگرد نے پوچھا جناب! یہ بات قابل فہم تھی؟ تو ابوسلیمان نے کہا بالکل جیسے ہم آپس میں باتیں کرتے ہیں۔

بھیڑیوں کا نمائندہ ...... سعید بن مسعود (حبان بن علی، عبدالملک بن عمیر، ابو الاوس حارثی) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بھیڑیا آیا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ کر دم ہلانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو طلب کر کے فرمایا یہ بھیڑیوں کا نمائندہ ہے تمہارے مویشیوں میں سے کچھ حصہ مانگنے آیا ہے پھر وہ اپنے حصہ پر قناعت کریں گے زائد مویشیوں پر حملہ آور نہ ہوں گے لوگوں نے کہا یہ نامنظور ہے، چنانچہ ایک آدمی نے اسے پتھر مارا وہ چیختا چلاتا بھاگ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیسا عجیب بھیڑیا تھا۔

یہ واقعہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالملک بن عمیر سے ایک گمنام راوی کی معرفت بیان کیا ہے اور امام بزار نے بھی یہ واقعہ عبدالملک بن عمیر سے ایک گمنام راوی کے ذریعہ مجہول از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے اور (یوسف بن موسیٰ، جریر بن عبدالحمید، عبدالملک بن عمیر ابوالادبر) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز ادا کی۔ پھر فرمایا یہ بھیڑیا ہے اور کیسی عجیب بات ہے تمہارے مویشیوں میں سے ایک بکری اٹھا کر لے گیا ہے پھر ایک آدمی نے اسے پتھر مارا اور چھڑا لیا گیا۔ محمد بن اسحاق نے امام زہری کی معرفت حمزہ بن ابی اسید سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بقیع میں کسی انصاری کے جنازہ میں تشریف لے گئے راستہ میں بھیڑیا ہاتھ پھیلائے بیٹھا تھا آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ تم سے کچھ مانگنے آیا ہے مطالبہ کیا ہے صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جیسے آپ کی رائے آپ نے فرمایا ایک سال میں ہر ریوڑ سے ایک بکری۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے کہا حضور یہ تو زیادہ ہے آپ ﷺ نے یوں کہ اشارہ فرمایا ان سے اچک لے چنانچہ بھیڑیا چلا گیا۔ (سنن بیہقی)

واقدی بیان کرتے ہیں کہ مسجد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک بھیڑیا حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بھیڑیوں کا نمائندہ ہے اگر تم اس کا حصہ مقرر کر دو وہ زیادتی نہیں کریں گے چونکہ ایسا نہ ہو سکا چنانچہ تم اپنے مال کی حفاظت کرو جو چھین کر لے جائیں وہ ان کا حصہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے کہا ہم حصہ مقرر نہیں کرنا چاہتے۔ آپ علیہ السلام نے اس کی جانب تین انگلیوں سے اشارہ کیا اچھا تو پھر ان سے چھین کر لے جاؤ، وہ غراتا ہوا چلا گیا۔

حافظ ابونعیم نے ایک مجہول سند سے بیان کیا ہے کہ جہینہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے غزوہ سے فراغت کے بعد قریباً سو بھیڑیوں کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ وفد تم لوگوں سے اپنا حصہ مانگنے آیا ہے وہ حسب مقررہ حصہ لیں گے باقی مال چاہے مال سے محفوظ رہیں گے جب لوگ گھٹنے لگے تو وہ آوازیں نکالتے ہوئے چلے گئے۔ "شفا" میں قاضی عیاض (۴۷۶-۵۴۴ھ) نے حدیث ذئب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور حضرت اہبان بن اوس مکلم الذئب سے نقل کی ہے۔

ایک عجیب واقعہ...... ابن وہب بیان کرتے ہیں کہ ایسا ہی ایک واقعہ ابوسفیان اور صفوان بن امیہ کو پیش آیا، بھیڑیا ہرن کے بچے کا پیچھا کر رہا تھا وہ حرم میں داخل ہو گیا تو بھیڑیا واپس چلا گیا یہ دیکھ کر ان کو بہت حیرت ہوئی تو بھیڑیے نے کہا اس سے عجیب تر بات یہ ہے کہ محمد ﷺ مدینہ میں تمہیں جنت کی دعوت پیش کرتے ہیں اور تم دوزخ کی طرف جاتے ہو، یہ سن کر ابوسفیان نے کہا لات اور عزیٰ کی قسم یہ بات تم نے اہل مکہ کے سامنے کی ہوئی تو وہ سب یہاں سے کوچ کر جائے۔

وحشی جانور...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابونعیم، یونس بن ابی اسحاق، مجاہد) انہوں نے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہمارا ایک وحشی جانور تھا رسول اللہ ﷺ جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو وہ کھیلتا کودتا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لاتے تو وہ آرام سے بیٹھا رہتا اس خیال سے کہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف نہ ہو یہ حدیث مشہور ہے واللہ اعلم۔

شیر راہنمائی کر رہا ہے...... رسول اللہ ﷺ کا غلام ایک کشتی میں سوار تھا وہ کشتی ساحل کے قریب ٹوٹ گئی وہ ایک تختہ پر بیٹھ کر ساحل پر آ گیا وہاں ایک شیر تھا آپ نے اسے کہا میں ابو سفینہ ہوں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں یہ سن کر اس نے ان کے کندھے پر ہلکی سی دم ماری اور ساتھ ہو لیا اور راستے پر پہنچا کر ہلکی سی آواز نکالی۔ سفینہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے الوداع کہہ رہا ہے۔

مسند عبدالرزاق میں محمد بن منکدر سے مذکور ہے سفینہ رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ کا بیان ہے میں لشکر سے بچھڑ گیا یا وہاں گرفتار ہو گیا تو وہاں سے بھاگ کر نکلا راستے میں ایک شیر ملا آپ نے فرمایا میں سفینہ رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں اور اسے حالات بتلائے چنانچہ وہ آپ کے پہلو میں آ کر غرایا اور ساتھ ساتھ چلا آپ کی حفاظت کرتا رہا تا آنکہ آپ کو لشکر میں پہنچا کر واپس ہو گیا۔ (سنن بیہقی)

ہرنی کا واقعہ ( )...... حافظ ابونعیم دلائل النبوۃ میں (سلیمان بن احمد، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، ابراہیم بن محمد بن میمون، عبدالکریم بن ہلال جعفی، صالح مری، ثابت بنانی) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے ہرنی پکڑ کر خیمے کے ستون سے باندھ

دی۔ رسول اللہ ﷺ وہاں سے گزرے تو ہرنی نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ میں ان کے قبضہ میں ہوں اور میرے دو بچے ہیں آپ ان سے مجھے اجازت لے دیجئے، میں دودھ پلا کر واپس چلی آؤں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا مالک کہاں ہے؟ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم حاضر ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو وہ بچوں کو دودھ پلا کر واپس چلی آئے گی، انھوں نے کہا اس بات کا ضامن کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ہوں، چنانچہ انھوں نے اسے چھوڑ دیا تو وہ دودھ پلا کر واپس چلی آئی اور انھوں نے اس کو باندھ دیا، پھر جب رسول اللہ ﷺ وہاں سے گزرے تو بندھا ہوا دیکھ کر پوچھا کہ اس کا مالک کہاں ہے؟ انھوں نے کہا عرض کیا کہ ہم ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا مجھے فروخت کر دو، انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ ہی کی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو، چنانچہ اسے چھوڑ دیا اور وہ بھاگ گئی۔

(۲) ... حافظ ابو نعیم (ابو محمد بن مظفر، علی بن احمد بن موسیٰ بن اسحاق بن عمر بن عبید اللہ [illegible] زکریا بن یحییٰ بن خلاد، حبان بن اغلب بن تمیم، ابوہ، ہشام بن حسان، حسن، ضبہ بن محصن) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جنگل کے علاقہ میں تھے کہ کسی نے دو مرتبہ یا رسول اللہ ﷺ کہا، آپ ﷺ ادھر ادھر دیکھنے لگے تو کوئی نظر نہ آیا، تھوڑی دور چلے تو پھر وہی آواز آئی آپ نے دائیں بائیں دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا۔ چنانچہ آواز کی جانب چل دیے تو وہاں ایک ہرنی بندھی ہوئی تھی اور ایک دیہاتی کمبل میں دھوپ میں چادر اوڑھے لیٹا ہوا تھا، ہرنی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس نے مجھے پکڑ رکھا ہے اس پہاڑ کے اندر میرے دو بچے ہیں آپ مجھے کھول دیں میں دودھ پلا کر واپس چلی آؤں گی، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو واپس چلی آئے گی؟ تو اس نے کہا کہ میں وعدہ خلافی کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے ٹیکس گیر کا عذاب کرے، چنانچہ آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا تو وہ دودھ پلا کر واپس چلی آئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے باندھ رہے تھے تو وہ دیہاتی بھی بیدار ہو گیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے ابھی شکار کیا تھا آپ کو ضرورت ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، اس نے کہا قبول فرمائیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھول دیا تو وہ نہایت پھرتی سے جنگل میں خوشی خوشی دوڑ گئی۔

(۳) ... حافظ ابو نعیم دوسری سند (ابی [illegible] حبان بن اغلب بن تمیم، ہشام بن حسان) سے یہ کل واقعہ بیان کرتے ہیں۔

(۴) ... [illegible] نے (ابراہیم بن مہدی، حبان بن اغلب، ابوہ، ہشام بن حسان) حسن عن ضبہ عن ام سلمہ سے یہ واقعہ نقل کیا ہے۔

(۵) ... امام بیہقی (ابو عبد اللہ الحافظ، ابو جعفر محمد بن علی بن دحیم شیبانی، احمد بن حازم بن ابی غرزہ غفاری، علی بن قادم، ابو العلاء خالد بن طہمان، عطیہ) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک خیمہ کے پاس سے گزرے تو ایک ہرنی بندھی ہوئی تھی تو ہرنی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے کھول دیں میں بچوں کو دودھ پلا کر واپس چلی آؤں گی پھر آپ مجھے دوبارہ باندھ دیں، آپ ﷺ نے اس سے پختہ وعدہ لے کر کھول دیا تھوڑی دیر بعد وہ دودھ پلا کر واپس چلی آئی اور اس کے تھنوں میں دودھ ختم تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ باندھ دیا پھر آپ ﷺ نے مالکان سے ہبہ لے کر آزاد کر دیا اور فرمایا اگر چوپایوں کو انسانوں کی طرح موت کی تکلیف معلوم ہو جاتی تو کبھی موٹے تازے نہ ہوں۔

(۶) ... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابوبکر احمد بن حسن قاضی، ابو علی حامد بن محمد ہروی، بشر بن موسیٰ، ابو حفص عمر بن علی، یعلیٰ بن ابراہیم غزالی، ہیثم بن حماد، ابی کثیر) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ کی گلی میں تھا، ایک دیہاتی کا خیمہ تھا خیمہ کے ستون سے ایک ہرنی بندھی ہوئی تھی ہرنی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اس نے پکڑا ہے حالانکہ میرے دو بچے ہیں تھنوں میں دودھ جمع ہو چکا ہے یہ مجھے نہ ذبح کرتا ہے کہ مجھے استراحت ہو اور نہ ہی مجھے چھوڑتا ہے تاکہ بچوں کو دودھ پلا آؤں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں کھول دوں تو تو واپس چلی آئے گی؟ اس نے کہا جی ہاں، اگر میں واپس نہ آؤں تو مجھے اللہ تعالیٰ ٹیکس گیروں کے عذاب میں مبتلا کرے، چنانچہ آپ علیہ السلام نے اسے چھوڑ دیا وہ واپس آئی تو آپ ﷺ نے خیمے سے باندھ دیا پھر آپ نے اس دیہاتی سے کہا اسے فروخت کر دو؟ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ ہی کی ہے آپ نے اسے کھول کر آزاد کر دیا۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا وہ جنگل میں [illegible] جا رہی تھی۔ حافظ ابو نعیم نے بھی اس واقعہ کو بشر بن موسیٰ سے بیان کیا ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حدیث کے بعض اسنادات کی تقویت درجہ کو پہنچتا ہے واللہ اعلم۔

حدیث ضب اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ...... امام بیہقی (ابو منصور احمد بن علی اصفہانی سکنہ بیہق) میں متصل بیہقی، امام ابو احمد عبد اللہ بن عدی ور شعبان ۲۰۳ھ محمد بن ولید سلمی، محمد بن عبد الاعلیٰ، معتمر بن سلیمان، کھمس، داؤد بن ابی ہند، عامر بن عمر) حضرت عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ بنی سلیم کا ایک دیہاتی گوہ شکار کر کے کھانے کے لئے گھر لے جا رہا تھا، نبی علیہ السلام صحابہ کرام کی ایک مجلس میں تشریف فرما تھے اس نے مجمع میں رسول اللہ ﷺ کی جانب اشارہ کر کے پوچھا یہ کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے بتایا یہ رسول اللہ ﷺ ہیں، وہ مجمع کو چیرتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا لات اور عزیٰ کی قسم! آسمان تلے کوئی سانس لینے والا اور مشتمل مجھے آپ سے زیادہ ناپسند اور برا نہیں۔ لوگ مجھے جلد بازی کا طعنہ دیتے تو میں تم کو قتل کر کے عرب و عجم کی مسرت کا سامان مہیا کر دیتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت فرمایئے میں اس کا سر قلم کر دوں، آپ علیہ السلام نے فرمایا تمہیں معلوم نہیں کہ بردباری اور عقلمندی نبوت کا ایک جزو ہے۔

پھر آپ ﷺ دیہاتی سے مخاطب ہوئے، تم نے اس قدر سخت بات کی ہے اور میری توقیر اور تعظیم کیوں نہ کی تو اس نے کہا آپ مجھے مرعوب کرنا چاہتے ہیں؟ اس نے آپ کے سامنے گوہ پھینکتے ہوئے لات اور عزیٰ کی قسم اٹھاتے ہوئے کہا جب تک یہ گوہ ایمان نہیں لائے گی اس وقت تک میں بھی ایمان نہ لاؤں گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ضب، ضب نے سلیس عربی زبان میں جواب دیا جسے حاضرین مجلس نے سنا (لبیک وسعدیک) اے حاضرین محشر کی زیب و زینت! آپ علیہ السلام نے اس سے پوچھا اے ضب! تو کس کی عبادت گزار ہے؟ اس نے کہا جس کا عرش آسمان میں ہے، جس کی حکومت زمین پر ہے اور سمندر میں اس کا (بنایا ہوا) راستہ ہے، بہشت میں اس کی رحمت ہے دوزخ میں اس کا عذاب ہے پھر آپ ﷺ نے پوچھا میں کون ہوں؟ تو اس نے جواب دیا آپ رب العالمین کے رسول اور آخری نبی ہیں، آپ کی تصدیق کرنے والا کامیاب اور تکذیب کرنے والا ناکام و نامراد ہے، یہ سن کر دیہاتی نے کہا اللہ کی قسم اب میری کایا ہی پلٹ گئی ہے آیا تھا تو میری نگاہ میں آپ روئے زمین کے بدترین شخص تھے اور اب آپ مجھے میری ذات اور باپ سے بھی پیارے ہیں اور اب میں آپ کو تہ دل سے چاہتا ہوں توحید اور رسالت کی شہادت دیتا ہوں۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میری بدولت آپ کو ہدایت نصیب فرمائی یہ دین غالب ہوگا مغلوب نہیں ہوگا، نماز اس کا اہم شعار ہے اور نماز قرآن کی تلاوت کے بغیر قبول نہیں اس نے عرض کیا مجھے قرآن سکھایئے، آپ ﷺ نے اسے سورۃ اخلاص پڑھائی اس نے کہا مزید بتایئے، میں نے لبید اور طویل وجیز اور مختصر کلام اس سے بہتر نہیں سنا تو آپ ﷺ نے فرمایا سنو! یہ اللہ کا کلام ہے شعر و اشعار نہیں، سورۃ اخلاص کا ایک بار پڑھنا قرآن کریم کے تہائی، دوبارہ تلاوت کرنا دو تہائی قرآن کے ثواب کے مترادف ہے اور تین بار قرآت کرنا پورے قرآن کے برابر ہے۔

تو دیہاتی نے کہا ہمارا خدا بہت اچھا ہے معمولی عمل کا غیر معمولی اجر دیتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تمہاری گذر اوقات کیا ہے؟ اس نے عرض کیا پورے قبیلہ میں میں نادار اور فقیر ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے گزارہ کے لئے کچھ دو، چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے اتنا دیا کہ وہ مالا مال ہو کر اترانے لگا۔

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس دس ماہ کی گابھن اونٹنی ہے نہایت تیز گام ہے جو آپ نے غزوہ تبوک میں عطا کی تھی میں اسے دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسی عمدہ اونٹنی کے عوض تجھے بروز محشر ایک کھوکھلے اور جوف دار موتی کی اونٹنی عطا ہوگی جس کے پاؤں سبز زبرجد کے ہوں گے اور گردن سرخ موتی کی ہودج پر ریشمی غالیچے ہوں گے، تمہیں دوزخ کے پل سے بجلی کی طرح پار لے جائے گی، ہر شخص تمہیں رشک کی نگاہ سے دیکھے گا۔

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا اس میں تہ دل سے خوش ہوں چنانچہ وہ دیہاتی چلا گیا اور راستہ میں اسے ایک ہزار سلیم قبیلہ کے سوار ملے جو سیف و سنان سے مسلح تھے اس نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا ایسا نہ کرو آ جاؤ میں خود اس کا کلمہ پڑھتا ہوں اور اس کی رسالت کا معتقد ہوں پھر اس نے سارا ماجرا سنایا تو وہ سب لوگ مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کا استقبال کیا وہ سواریوں سے اتر کر پیادہ آپ کی خدمت میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہوئے آئے پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا تم خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جہاد کرو، یاد رہے کہ اس سے پہلے عرب و عجم سے بیک وقت اس قدر مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

امام بیہقی کہتے ہیں الشیخ ابو عبد اللہ الحافظ نے معجزات میں اس کو امام ابن عدی سے بیان کیا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو ہریرہ

رضی اللہ عنہ سے بھی یہ مروی ہے امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حافظ ابونعیم نے دلائل میں ابوالقاسم بن احمد طبرانی کی معرفت محمد بن علی بن ولید سلمی سے بیان کیا ہے نیز ابوبکر اسماعیلی نے بھی محمد بن علی بن ولید سلمی سے بیان کیا ہے، اور جو سند ہم نے نقل کی ہے وہ سب سے بہتر ہے لیکن اس کے باوجود ضعیف ہے اس میں ضعف محمد بن علی بن ولید سلمی کی وجہ سے ہے۔ واللہ اعلم۔

گدھے والی حدیث ...... (گدھے والی حدیث کا اکثر محدثین نے انکار کیا ہے) ابومحمد بن عبداللہ بن حامد فقیہ (ابوالحسن احمد بن حمدان نحوی، عمر بن محمد بن بجیر، ابوجعفر محمد بن یزید، ابوعبداللہ محمد بن عقبہ بن ابی الصہباء، ابوحذیفہ، عبداللہ بن حبیب ہذلی، ابوعبدالرحمن سلمی) ابومنظور سے روایت کرتے ہیں کہ خیبر کی غنیمت میں سے نبی علیہ السلام کے حصہ میں یہ اشیاء آئیں ۴ خچر، ۴ جوڑے موزے، دس اوقیہ سونا چاندی ایک پیالہ ایک سیاہ گدھا، آپ ﷺ گدھے سے ہم کلام ہوئے اور اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا میرا نام یزید بن شہاب، میرے آباؤ اجداد سے ساٹھ گدھا ایسے تھے جن پر انبیاء سوار ہوئے اور اس نسل سے صرف میں باقی ہوں اور جملہ انبیاء میں اب صرف آپ ہی روئے زمین پر زندہ ہیں، مجھے توقع تھی کہ آپ مجھ پر سوار ہوں گے، اس سے پہلے میں ایک یہودی کی ملکیت تھا میں اس کو جان بوجھ کر اپنی پشت سے گرا دیا کرتا تھا وہ مجھے بھوکا پیاسا رکھتا اور مارتا تھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا میں نے تیرا نام یعفور رکھ دیا ہے اس نے لبیک کہا آپ علیہ السلام نے پوچھا جفتی کی خواہش ہے اس نے کہا جی نہیں۔

چنانچہ آپ ﷺ اس پر حسب ضرورت سوار ہوتے اور کسی صحابی کو بلانا چاہتے تو اسے بھیج دیتے وہ دوسرے دروازہ کھٹکھٹاتا وہ باہر آتا تو اسے سر کے اشارے سے بتا دیتا کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ بلا رہے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد وہ آپ کی جدائی کے غم میں ابوالہیثم بن تیہان کے کنویں میں گر کر ہلاک ہو گیا، اور وہی اس کا مدفن بن گیا۔

(زاد المعاد ا ص ۳۴ پر ہے یہ گدھا آپ ﷺ کو مقوقس شاہ قبط نے بھیجا تھا، جو حدیث حمار قاضی عیاض نے شفا میں اور امام الحرمین م ۴۷۸ھ نے الارشاد فی اصول الدین میں بیان کی ہے اس کی سند قطعاً غیر معروف ہے، ابن ابی حاتم اور ابوحاتم وغیرہ حفاظ حدیث نے اس کا انکار کیا ہے اور حافظ ابوالحجاج مزی نے اس کا کئی مرتبہ شدومد سے انکار فرمایا ہے، دلائل طبع ۳ میں حافظ ابونعیم نے جو حدیث حمار معاذ بن جبل سے بیان کی ہے وہ بھی نہایت غریب ہے۔ مترجم)

چڑیا ...... ابوداؤد طیالسی (مسعودی، حسن بن سعد) عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ ایک صاحب باغ میں گئے اور چڑیا کے انڈے اٹھا لائے اور چڑیا فضا میں رسول اللہ ﷺ کے قافلے کے اوپر گھومنے لگی تو آپ ﷺ نے کہا اسے کس نے پریشان کیا ہے؟ ایک صاحب بولے میں اس کا انڈا اٹھا لایا ہوں آپ ﷺ نے مہربان ہو کر فرمایا اسے وہیں رکھ دو۔

امام بیہقی (حاکم وغیرہ، اصم، احمد بن عبدالجبار، ابومعاویہ، ابواسحاق شیبانی، عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود) اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، ایک درخت پر ایک گھونسلے سے ہم نے چڑیا کے دو بچے اٹھا لئے، وہ چڑیا پر پھیلائے رسول اللہ ﷺ کی جانب لپکی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کے بچے اٹھا کر کس نے پریشان کیا ہے؟ عرض کیا ہم اٹھا لائے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا وہیں لوٹا دو، چنانچہ وہ وہیں رکھ دیئے۔

پرندہ اور سانپ والا واقعہ ...... امام بیہقی (ابوعبداللہ الحافظ، محمد بن حسین علوی، ابوالعباس محمد بن یعقوب اموی، محمد بن عبید بن عتبہ کندی، محمد بن صلت، حبان، ابوسعید، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رفع حاجت کے لئے دور چلا جایا کرتے تھے ایک دن رفع حاجت کے لئے گئے اور کیکر کے سایہ تلے آرام کی خاطر بیٹھ کر موزے اتار دیئے پھر ایک موزہ پہنا تو دوسرے کو پرندہ اٹھا کر فضا میں لے گیا اس سے سیاہ سانپ نیچے گر پڑا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی مجھ پر نوازش تھی۔ (اللھم انی اعوذ بک من شر ما یمشی علی رجلیہ ومن شر ما یمشی علی بطنہ)

روشنی ...... بخاری شریف باب علامات نبوت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو صحابی رسول اللہ ﷺ کی مجلس سے فارغ

ہو کر باہر نکلے (تو رات اندھیری تھی) اور رستہ بھر ان کے سامنے روشنیاں تھیں جب ان کا راستہ جدا ہو گیا (تو ہر ایک کے ساتھ گھر پہنچنے تک ایک ایک روشن چراغ رہا۔

عبدالرزاق (معمر ثابت) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اسید بن حضیر اور ایک انصاری (جس کا نام بخاری کی معلق روایت میں عباد بن بشر بتایا گیا ہے) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باتیں کرتے رہے رات اندھیری تھی ہر ایک کے پاس عصا تھا وہ آپ سے فارغ ہو کر باہر نکلے تو ایک کا عصا روشن ہو گیا، جب راستہ جدا ہوا تو دوسرے کا عصا بھی روشن ہو گیا اور اپنے گھر کو چلے گئے۔ (بخاری اور نسائی میں یہ مذکور ہے)

آسمانی بجلی کی چمک...... امام بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھا کرتے تھے جب آپ ﷺ سجدہ میں جاتے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی پشت مبارک پر چڑھ جاتے جب آپ سجدے سے سر اٹھاتے ان کو آہستہ سے نیچے بٹھا دیتے ایک مرتبہ نماز سے فراغت کے بعد ان کو اپنی رانوں پر بٹھا لیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کی والدہ کے پاس پہنچا آؤں؟ اتنے میں بجلی کی کرن نمودار ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا والدہ کے پاس چلے جاؤ، گھر پہنچنے تک بجلی کی روشنی برابر قائم رہی۔

روشن انگلیاں..... تاریخ بخاری میں حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے ہم ایک سفر میں تھے، ایک رات تھی، ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے اور بکھر گئے تو میری انگلیاں روشن ہو گئیں اور ان کی روشنی سے جمع ہو گئے۔ (روایت بخاری طبرانی)

عصا روشن ہونا..... بیہقی میں ہے کہ ابو عبس بن جبر صحابی رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں سب نمازیں ادا کرتا تھا ایک مرتبہ اندھیری رات میں بارش ہو رہی تھی تو راستہ میں اس کا عصا روشن ہو گیا اور وہ اس روشنی میں گھر پہنچ گیا۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی اسود تابعی کی جو تابعی بصری ہیں محلہ سے نماز کے لئے آیا کرتا تھا بسا اوقات اندھیری رات میں اس کے پاؤں کا انگوٹھا روشن ہو جاتا۔

حضرت طفیل دوسی رضی اللہ عنہ...... مکہ مکرمہ میں مسلمان ہو کے وطن واپس ہونے لگے تو آنحضور ﷺ سے کسی کرامت کے طالب ہوئے راہ میں پہنچے تو آنکھ کی پیشانی روشن ہو گئی پھر دعا کی تو یہ روشنی عصا میں تبدیل ہو گئی اور وہ قندیل کی طرح چمکتا تھا۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی کرامت...... امام بیہقی (عفان بن مسلم حماد بن سلمہ جریری) معاویہ بن حرمل سے نقل کرتے ہیں وادی حرہ میں آگ نمودار ہوئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کو کہا اس کو ٹھیک کرو تو انہوں نے عرض کیا جناب امیر المومنین! میں کون ہوں اور کیا ہوں (کسی امر پر قادر ہو سکوں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ دونوں تیار ہو گئے پھر دونوں آگ کی جانب چلے اور تمیم داری رضی اللہ عنہ اس کو اپنے ہاتھوں سے جمع کرتے رہے یہاں تک کہ وہ غار میں داخل ہو گئی اور تمیم داری بھی اس کے پیچھے داخل ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ کہا دیکھا ہوا اور سنا کتنا فرق ہے۔

دعا کی قبولیت کا ایک عجیب واقعہ...... حسن بن ابی الربیع (عبداللہ بن ادریس، اسماعیل بن ابی خالد) ابو سبرہ نخعی سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص یمن سے روانہ ہوا راستہ میں اس کا گدھا مر گیا اس نے دو رکعت نماز کے بعد دعا کی یا الٰہی! میں وطن سے تیری راہ میں جہاد کے لئے آیا ہوں اور تیری ''رضا کا'' خواہشمند ہوں مجھے یقین ہے کہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے اور ان کو میدان محشر میں جمع کرے گا آج مجھے کسی کا ممنون نہ کر میں اپنے گدھے کی زندگی کا امیدوار ہوں، چنانچہ وہ گدھا کان جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ قول امام بیہقی یہ سند صحیح ہے اور یہ محمد بن یحییٰ ذہلی وغیرہ محمد بن عبید اسماعیل بن ابی خالد شعبی سے بھی روایت کرتے ہیں۔

ابن ابی الدنیا اسحاق بن اسماعیل وغیرہ محمد بن عبید اسماعیل بن ابی خالد شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ یمن سے کچھ رضاکار جہاد کی خاطر آئے راستہ میں کسی کا گدھا مر گیا رفقاء نے سواری کی پیشکش کی اس نے ٹھہر کر وضو اور نماز کے بعد دعا کی یا الٰہی! میں وطن سے تیری راہ میں جہاد کے لئے آیا ہوں اور تیری رضا کا طلبگار ہوں، مجھے یقین ہے کہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے اور قبروں سے محشر میں جمع کرے گا آج مجھے کسی کا ممنون نہ کر میں

اپنے گدھے کی زندگی کا طلب گار ہوں۔ یہ دعا کرنے کے بعد وہ گدھے کے پاس آیا تو وہ کان جھاڑتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہوا اور گدھے پر سوار ہو کر ساتھیوں سے جا ملا اور ان کے پوچھنے پر گدھے کے زندہ ہونے کا واقعہ سنایا۔

امام شعبی کہتے ہیں میں نے یہ گدھا کوفہ کے بازار میں فروخت ہوتے دیکھا ہے۔ ابن ابی الدنیا کہتے ہیں کہ یہ بات بیان کی جاتی ہے، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جہاد کے لئے آیا تھا کناسہ (کوفہ کا بازار) میں وہ اسے فروخت کرنے لگا تو کسی نے کہا یہ تو وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تیری خاطر زندہ کیا تھا اب تو اسے فروخت کر رہا ہے؟ آپ نے کہا پھر کیسے کروں۔

ان کے کسی عزیز نے اس واقعہ کو ان اشعار میں منظوم کیا ہے جس میں سے ایک یہ ہے:

ومنا الذی احیا الالٰہ حمارہ   وقد مات منہ کل عضو ومفصل

"ہم میں سے ایک شخص ایسا ہے جس کے مرے ہوئے پارہ پارہ شدہ گدھے کو اللہ نے زندہ کیا ہے"

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی گدھی ...... حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی دبلی اور ناتواں گدھی واپسی کے وقت رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے سب سے تیز رفتار تھی اسی طرح ان کے مال مویشی اور لاغر جانوروں کے دودھ اور تھنوں میں اضافہ بھی آپ ﷺ کی برکت سے تھا۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ

بچے کا دعا سے زندہ ہونا ...... (۱) ... ابوبکر بن ابی الدنیا، حضرت انس بن مالک سے نقل کرتے ہیں کہ ہم ایک انصاری نوجوان کی عیادت کے لئے گئے تو وہ جلد ہی مر گیا ہم نے اس کی آنکھیں بند کر کے اس کو کپڑا اوڑھا دیا اور اس کی والدہ کو تسلی دی اس نے پوچھا فوت ہو گیا؟ عرض کیا کہ ہاں، اس نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی یا الٰہی! میں ایمان لائی ہوں اور تیرے رسول کے پاس ہجرت کر کے آئی ہوں جب مجھے کوئی مصیبت در پیش آئی تو نے دور فرمائی، الٰہی! میری التجا ہے کہ اس سخت مصیبت سے نجات فرما چنانچہ اس نے چہرے سے کپڑا سرکایا (تو وہ زندہ سلامت تھا) اور ہم نے ایک ساتھ کھانا کھایا۔

(۲) .... امام بیہقی (ابو سعید الٰہی، ابن عدی، محمد بن طاہر بن ابی الدمیل، عبد اللہ بن عائشہ، صالح بن بشیر مری بصری (یہ ایک عابد و زاہد اور کمزور راوی ہے) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اس میں ہے والدہ نابینا ایک بوڑھی تھی۔

تین عجیب امور ...... امام بیہقی ایک منقطع روایت عبد اللہ بن عون کی معرفت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، امت مسلمہ میں تین ایسی باتیں دیکھی ہیں کہ اگر وہ بنی اسرائیل میں رونما ہوتے تو کوئی قوم بھی ان کی مد مقابل نہ ہوتی۔ ابن عون نے پوچھا جناب ابو حمزہ! وہ کیا ہیں؟ بتایا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس اصحاب صفہ میں تھے، ایک خاتون نوجوان بیٹے کے ساتھ ہجرت کر کے آئی، اس خاتون کو تو ازواج مطہرات کے پاس بھیج دیا اور نوجوان کو اصحاب صفہ میں شامل کر دیا تھوڑے دنوں بعد وہ وبائی مرض سے فوت ہو گیا رسول اللہ ﷺ نے اس کے کفن دفن کا حکم دیا ہم نے جب اس کے غسل کی تیاری کی تو آپ ﷺ نے فرمایا انس! اس کی والدہ کو اطلاع کر دو، میں نے انہیں مطلع کیا تو وہ آ کر اس کے پاس بیٹھ گئی اور اس کے قدموں کو پکڑ کر کہنے لگی یا الٰہی! میں بخوشی مسلمان ہوئی، بتوں کی مخالفت کی اور بڑے شوق سے ہجرت کی، الٰہی! مجھے مصیبت میں مبتلا کر کے بت پرستوں کو خوشی کا موقع فراہم نہ کر اور جو ناقابل برداشت مصیبت سے نجات دے۔ ابھی وہ دعا سے فارغ نہیں ہو پائی تھی کہ اس کے لڑکے کے پاؤں میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا اور رسول اللہ ﷺ اور اپنی والدہ کے انتقال کے بعد تک زندہ رہا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر تیار کیا میں اس میں شامل تھا علاء بن حضرمی امیر لشکر تھے ہم میدان جنگ میں اترے شدید گرمی کا موسم تھا پانی کا نام و نشان تک نہ تھا انسان اور حیوانات سب پیاس سے بے حد بے تاب تھے جمعہ کا دن تھا امیر لشکر نے زوال کے بعد دو رکعت نماز جمعہ پڑھائی پھر آسمان کی طرف دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے، مطلع بالکل صاف تھا، ابھی دعا سے فارغ بھی نہیں ہوئے تھے کہ آسمان پر بادل چھا گئے، بارش ہوئی اور جل تھل ہو گیا ہم نے خوب پیا اور جانوروں کو بھی پلایا۔

پھر سمندر کی طرف بڑھے تاکہ دارین عبور کر سکیں تو آپ سمندر کے ساحل پر کھڑے ہوئے اور دعا کی (یا علیم یا حلیم یا علی یا عظیم) اور فرمایا اللہ کا نام لے کر عبور کرو، چنانچہ ہم عبور کر گئے، گھوڑوں کے سم بھی تر نہ ہوئے، دشمن پر حملہ آور ہوئے، قتل و غارت کے بعد ان کو قیدی بنا لیا۔

پھر خلیج کے ساحل پر آئے وہی دعا کی اور عبور کرنے کا حکم دیا، پھر بھی گھوڑوں کے پاؤں تر نہ ہوئے، پھر امیر لشکر علاء بن حضرمی اللہ کو پیارے ہو گئے، ہم نے نماز جنازہ کے بعد دفن کر دیا تو ایک شخص نے پوچھا یہ کون ہے؟ بتایا یہ بحرین کا نائب حضرت حضرمی ہے۔ اس نے کہا یہ دیار کا ساحل ہے قبر محفوظ نہیں رہتی مردہ باہر ہو جاتا ہے بہتر ہے کہ دوسری جگہ دفن کرو، چنانچہ ہم نے قبر کھودی تو وہ لحد میں موجود نہیں اور لحد حد نظر تک نور سے پُر ہے پھر ہم نے قبر کو ہموار کیا اور واپس چلے آئے۔

موت اور قبر کے بغیر یہ روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں اس کو دوسری سند کے ساتھ بیان کیا ہے اور ابن ابی الدنیا نے ابو کریب عن منجاب سے یہ واقعہ نقل کیا ہے اس میں دعائیہ کلمات میں کچھ اختلاف ہے۔

امام بیہقی (حسین بن بشران، اسماعیل صفار، حسن بن علی بن عفان، ابن نمیر) اعمش کے کسی ساتھی سے روایت کرتے ہیں کہ ہم دریائے دجلہ کے کنارے پہنچے اس میں شدید طغیانی تھی اور مجوسی اس کے پار تھے ایک مسلمان نے بسم اللہ پڑھ کر گھوڑا دریا میں ڈال دیا اور وہ پانی کی سطح پر تیرنے لگا باقی فوج نے بھی اپنے گھوڑے اسی طرح دریا میں ڈال دیئے اور تیرنے لگے یہ منظر دیکھ کر فارسی کہنے لگے دیوانے دیوانے پاگل پاگل اور دریا عبور کیا تو صرف ایک پیالہ گم تھا فارسی میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اور مسلمانوں نے اتنا مال غنیمت جمع کیا کہ مال ان کی نگاہوں میں بالکل حقیر چیز ہو گیا۔

ابو مسلم خولانی۔۔۔ امام بیہقی، سلیمان بن مغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو مسلم خولانی جن کا نام عبداللہ بن ثوب ہے وہ دجلہ کے ساحل پر آئے تند طوفان تھا وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اسے پیدل عبور کر گئے اور پوچھا کوئی سامان تو گم نہیں ہوا تاکہ دعا کریں اللہ تعالیٰ واپس لوٹا دیں۔ (ھذا اسناد صحیح)

زید بن خارجہ کا دوبارہ زندہ ہونا۔۔۔۔۔ امام بیہقی (ابو صالح بن ابی طاہر عنبری، اپنے دادا قاضی یحییٰ منصور، ابو علی محمد بن عمرو بن کشمرد قعنبی، سلیمان بن بلال، یحییٰ بن سعید) سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ زید بن خارجہ انصاری خزرجی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فوت ہوئے اور ان کی نعش کو کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا ان کے سینے سے گھنگھناہٹ کی آواز آئی پھر انہوں نے کہا: "محمد ﷺ احمد رسول اللہ ہیں لوح محفوظ میں ایسا ہی ثبت ہے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سچے ہیں کمزور ہیں لیکن اللہ کے احکام کے نفاذ میں خوب طاقتور ہیں یہ کتاب اول کا نوشتہ ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ صادق امین ہیں لوح تقدیر میں ان کی صفت قوی امین ہے عثمان رضی اللہ عنہ بھی ان کے طریقہ پر ہیں تم ایک سچے زمانہ میں ہو، چار برس گزر گئے دو رہ گئے پھر فتنے آئیں گے طاقتور کمزور کو ہڑپ کر جائے گا اور قیامت کے آثار ہویدا ہوں گے اور اسلامی لشکر کی خبر عنقریب آئے گی اور بیر اریس کے متعلق بھی، اریس ایک کنواں ہے وہ عجیب ہے اس میں نبی علیہ السلام کی انگوٹھی گم ہوئی۔

سعید بن مسیب کہتے ہیں پھر بنی خطمہ کا ایک شخص فوت ہوا اور اسے چادر سے ڈھانپ دیا گیا تو اس کے سینے میں سے گھنگھناہٹ کی آواز آئی پھر اس نے کہا واقعی زید خزرجی نے سچ کہا ہے۔

امام بیہقی نے یہ روایت ایک اور سند سے بیان کرنے کے بعد کہا ہے یہ سند درست ہے اور اس کے شواہد موجود ہیں، "من عاش بعد الموت" میں ابن ابی الدنیا (ابو مسلم عبدالرحمن بن یونس، عبداللہ بن ادریس، اسماعیل بن ابی خالد) سے نقل کرتے ہیں کہ یزید بن نعمان بن بشیر اپنے والد کا مکتوب قاسم بن عبدالرحمن کے حلقہ درس میں زید کی والدہ کے نام لے کر حاضر ہوئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم مکتوب نعمان بن بشیر بنام بنت عبداللہ بن ابی ہاشم، سلام علیک میں تمہارے سامنے وحدہ لا شریک کی حمد و ثنا کا ہدیہ پیش کرتا ہوں آپ نے تحریر کیا ہے کہ میں زید بن خارجہ (برادر حبیبہ بنت خارجہ زوجہ ابی بکر صدیق و والدہ ام کلثوم بنت صدیق رضی اللہ عنہ) کا ماجرائے وفات تحریر کر کے ارسال کروں۔

جناب زید رضی اللہ عنہ بالکل تندرست تھے اچانک ان کے حلق میں شدید درد محسوس ہوا اور وہ ظہر اور عصر کے درمیان انتقال کر گئے، ان کو ہم نے لٹا کر

کے اصحاب دیا گیا، مغرب کے بعد مجھے کسی شخص نے بتایا کہ زید رضی اللہ عنہ فوت ہونے کے بعد بول رہا ہے، میں فوراً آیا وہاں چند انصاری بھی موجود تھے وہ کہہ رہا تھا (یا اس کی بات دہرائی جا رہی تھی) تینوں خلفاء میں سے درمیانی خلیفہ زیادہ قوی ہے وہ دین کے معاملہ میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتا، وہ طاقتور کو کمزور کا مال ہضم کرنے نہیں دیتا، یہ اللہ کا بندہ امیر المومنین سچا تھا اور لوح محفوظ میں اسی طرح لکھا ہوا ہے۔

امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کی اکثر کوتاہیاں معاف کرتے ہیں، دو برس گزر گئے چار برس باقی ہیں پھر خانہ جنگی ہوگی، طاقتور کمزور کو تہ تیغ بنائے گا، ملک کا نظام درہم برہم ہوگا، خفیہ دشمنی رنگ لائے گی، پھر باہمی دشمنی سے باز آجائیں گے، یہ اللہ کا فیصلہ ہے، اے لوگو! اپنے امیر کی بات کو قبول کرو، غور سے سنو اور اطاعت کرو، جو شخص پہلو تہی کرے گا اس کا جان و مال محفوظ نہ ہوگا، یہ بھی اللہ تعالیٰ کا دو ٹوک فیصلہ ہے۔

اللہ اکبر! یہ جنت ہے، وہ دوزخ ہے، نبی اور صدیق سلامتی کا سوال کریں گے، اے عبداللہ بن رواحہ! آپ نے میرے والد خارجہ اور سعد بن ربیع کو یہاں پایا جو جنگ احد میں شہید ہوئے اور ایک ہی قبر میں دفن ہوئے۔

یہ ہرگز نہ ہوگا وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے کھال ادھیڑنے والی ان لوگوں کو اپنی جانب بلائے گی جنہوں نے دین حق سے اعراض کیا اور مال جمع کیا (۷۰/۱۵) پھر اس کی آواز بند ہوگئی۔ حاضرین سے میں نے بات کا آغاز پوچھا تو بتایا کہ اس نے کہا انصتوا انصتوا! خاموش! خاموش! ہم ایک دوسرے کی جانب حیرانی کے ساتھ دیکھنے لگے تو معلوم ہوا کہ آواز لباس کے نیچے سے آرہی ہے اس کے چہرے سے کپڑا سرکایا تو اس نے کہا: آپ ہیں احمد، اللہ کے رسول، یا رسول اللہ! آپ پر اللہ کی رحمت و برکت ہو، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امین ہیں، رسول اللہ ﷺ کا جانشین ہے، جسم کا تو کمزور تھا احکام الٰہی میں طاقتور، درست ہے اور یہ لوح محفوظ میں ہے۔

امام بیہقی نے اس واقعہ کو ایک اور سند سے بیان کیا ہے اور اس کو درست قرار دیا ہے "کتاب البعث" میں ہشام بن عمار نے (ولید بن مسلم، عبدالرحمن بن یزید بن جابر، عمیر بن ہانی) نعمان بن بشیر سے یہ واقعہ نقل کیا ہے۔ امام بیہقی کہتے ہیں سعید بن مسیب کی طرح حبیب بن سالم بھی نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، اس میں اریس نامی کنویں کا ذکر ہے، وہ یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انگوٹھی تیار کروائی وہ آپ کے پاس رہی پھر یکے بعد دیگرے خلفاء کے پاس رہی اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئی ان کی خلافت کے چھ سال بعد وہ اریس نامی کنویں میں گر گئی (بہت تلاش کے بعد بھی نہ ملی) تو پھر ان کی خلافت کے حالات برے ہو گئے اور فتنہ و فساد کا دور دورہ ہو گیا جیسا کہ زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کی زبانی معلوم ہوا اور یہ مطلب ہے "دو سال گذر گئے، چار سال باقی ہیں" کا۔ تاریخ بخاری میں ہے کہ زید بن خارجہ انصاری خزرجی بدری ہیں، خلافت عثمان رضی اللہ عنہ میں فوت ہوئے اور فوت ہونے کے بعد انہوں نے کلام کیا۔ بقول امام بیہقی ان کا موت کے بعد کلام کیا متعدد صحیح اسناد سے مروی ہے۔

ایک سلمی کا کلام کرنا...... ابن ابی الدنیا (خلف بن ہشام بزار، خالد طحان، حصین) عبداللہ بن عبید انصاری سے نقل کرتے ہیں کہ بنی سلمہ کے ایک شخص نے اپنی موت کے بعد یہ کلام کیا:

محمد رسول الله، ابوبکر صدیق، عثمان اللین الرحیم ولا ادری ایش قال فی عمر

بیہقی نے عبداللہ بن عبید انصاری سے ایک روایت بیان کی ہے کہ جب جنگ صفین یا جنگ جمل کے مقتولین کو دفن کیا جانے لگا تو ایک مقتول انصاری نے یہ کلام کیا

محمد رسول الله ابوبکر الصدیق عمر الشهید عثمان الرحیم

پھر وہ دوبارہ خاموش ہو گیا

ربیع کا موت کے بعد بولنا...... کتاب البعث میں (ہشام بن عمار، حکم بن ہشام ثقفی، عبدالملک بن عمیر) ربعی بن حراش عبسی سے روایت کرتے ہیں کہ میرا بھائی ربیع بیمار ہو گیا، موت کے بعد تجہیز و تکفین کی تیاری کرنے لگے تو اس نے چہرے سے کپڑا اٹھا کر السلام علیکم کہا ہم نے وعلیکم السلام کے بعد پوچھا موت کے بعد آ گئے ہو؟ تو اس نے کہا ہاں کیوں نہیں، مجھے اللہ تعالیٰ سے ملاقات نصیب ہوئی ہے اس نے مجھے اپنی شفقت و رحمت سے نوازا مجھے

یہ بیان ہے جو میرے سامنے کیا گیا اس پر میں نے ان سے آپ کو خوشخبری سنانے کی اجازت طلب کی تو اجازت مرحمت ہوئی بات ایسی ہی ہے جیسا کہ تمہارا خیال ہے بحوالہ ... اختیار کریں خوشخبری سنا کر حضرت ... کے آنسو پانی میں گر کر رہے تھے۔

نوزائیدہ بچے کا بولنا...... بیہقی (ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان احمد بن عبید صفار محمد بن یونس کدیمی شاصونہ بن عبید ابو محمد یمانی (ہمیں گاؤں) معرض بن عبداللہ بن معرض بن معیقیب یمامی) معرض سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کیا آپ ﷺ سے ایک گھر میں ملاقات ہوئی آپ کا چہرہ چودھویں کا چاند تھا ایک یمامی آپ کے پاس نوزائیدہ بچہ لایا آپ نے پوچھا میں کون ہوں؟ اس بچے نے جواب دیا آپ خدا کے رسول ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا درست ہے اللہ برکت دے پھر اس بچے نے جوان ہونے تک بات نہ کی ہم اسے مبارک یمامہ کہتے ہیں۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں محمد بن یونس کدیمی اس کے شیخ کی وجہ سے اس حدیث پر لوگ جرح کرتے ہیں مگر شرعی اور عقلی طور پر اس میں کوئی قباحت نہیں۔ شیخ بیہقی نے یہ قصہ دوسری سند سے بیان کیا ہے جس میں ہے کہ بچے نے کہا میں نے اس کے علاوہ یہ حدیث کوئی کی جانب سے بھی شاصونہ سے بھی روایت کرتے ہیں مگر یہ سند غریب ہے۔ (امام بیہقی)

امام بیہقی نے یہ سند بھی نقل کی ہے (شیخ ابو عبداللہ الحافظ ابو الحسن علی بن عباس وراق ابو الفضل احمد بن خلف بن محمد مقری قزوینی ابو الفضل العباس بن محمد بن شاصونہ)

ابو عاصم محمد بن حمدون ابو محمد سے روایت کرتے ہیں میں یمامہ کی طرف گیا تھا یہ حدیث معلوم کی اور شاصونہ کی قبر کی زیارت کی وہاں اس کی نسل آباد ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث کو ایک کوفی کی ایک سند میں مرسل روایت سے تقویت ملتی ہے البتہ اس میں نوزائیدہ بچے کی بجائے نوجوان کا ذکر ہے۔

وکیع (اعمش شمر بن عطیہ) کے شیخ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت ایک نوجوان کو لے کر آئی اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یہ بچہ گونگا ہے آپ ﷺ نے اس سے پوچھا میں کون ہوں؟ تو اس نے جواب دیا آپ رسول اللہ ﷺ ہیں سچ ہے!

امام حاکم (اصم احمد بن عبدالجبار یونس بن بکیر اعمش شمر بن عطیہ) کے شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کیا کہ بچہ بولتا نہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے میرے قریب کرو اس نے قریب کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں کون ہوں؟ تو بچے نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں۔

آسیب زدہ بچہ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یزید حماد بن سلمہ فرقد سبخی سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بچے کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائی اور عرض کیا میرا بچہ پاگل ہے کھانا کھاتا ہے تو خراب کر دیتا ہے رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی تب اس نے قے کی اور اس کے پیٹ سے کالے کتے کے بچے کی مثل شکل نکلا۔ فرقد سبخی نیک آدمی ہے مگر اس کا حافظہ کمزور ہے۔

ایک خبیث جن...... بزار (محمد بن مرزوق مسلم بن ابراہیم صدقہ بن موسیٰ فرقد سبخی سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک انصاری عورت آئی اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ خبیث جن مجھ پر غالب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس حالت پر صبر کرے تو قیامت کے دن تجھ پر کوئی حساب نہ ہوگا تو اس نے کہا خدا کی قسم! میں صبر کروں گی مگر مجھے خطرہ ہے کہ یہ خبیث مجھے برہنہ کر دے چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے لئے دعا کی جب اس کو اس کا خطرہ لاحق ہوتا تو کعبہ کے پردے سے چمٹ کر دعا کرتی تو وہ اس کو چھوڑ جاتا۔ بزار فرماتے ہیں صدقہ ... فرقد سبخی کے علاوہ ... حماد بن سلمہ و شعبہ وغیرہ اس سے حدیث بیان کرتے ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ عمران ابی بکر عطا بن ابی رباح) سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے ابن عباس نے کہا میں آپ کو جنتی عورت نہ دکھاؤں؟

میں نے عرض کیا کیوں نہیں؟ فرمایا اس سیاہ فام عورت نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ دیوانگی میں میرا ستر کھل جاتا ہے دعا فرمائیے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا چاہو تو اس حال پر صبر کرو اور جنت کی خوشخبری سن لو، چاہو تو میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ تمہیں صحت دے گا۔ اس نے کہا میں اس حالت میں صبر کر لیتی ہوں لیکن آپ صرف یہ دعا فرمائیں کہ میرا ستر نہ کھلے پھر آپ ﷺ نے اس کے لئے یہ دعا فرمائی۔

بخاری اور مسلم میں بھی یہ روایت (عطاء بن ابی رباح عن ابن عباس) مذکور ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (محمد، مخلد، ابن جریج) سے روایت کرتے ہیں کہ عطاء نے مجھے بتایا کہ میں نے کعبہ کے پاس یہ سیاہ فام دراز قامت ام زفر عورت دیکھی۔ حافظ ابن اثیر کے اسد الغابہ میں ہے کہ یہ ام زفر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مشاطہ تھی اور کنگھی چوٹی کرتی تھی اس کی عمر اس قدر دراز ہوئی کہ عطاء بن ابی رباح نے اس کا زمانہ پایا۔ واللہ اعلم۔

بخار...... (۱) ۔ امام بیہقی (علی بن احمد بن عبدان، احمد بن عبید، محمد بن یونس کدیمی، قرۃ بن حبیب الغنوی، ایاس بن ابی تمیمہ، عطاء) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بخار نے رسول اللہ ﷺ سے یہ درخواست کی: آپ مجھے اپنے محبوب تر احباب کے پاس بھیجئے، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا انصار کے پاس چلا جا، چنانچہ وہ انصار کو لاحق ہوا اور وہ اس بخار سے نڈھال ہو گئے انہوں نے عرض کیا بخار نے ہمیں لاچار کر دیا ہے دعا فرمایئے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی تو وہ تندرست ہو گئے اسی طرح ایک انصاری عورت نے بھی دعا کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا دعا کروں اور مرض دور ہو جائے یا صبر کر لو اور جنت مل جائے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں صبر کرتی ہوں۔ اس کی سند میں محمد بن یونس کدیمی ضعیف ہے۔

(۲)...... بیہقی (علی بن احمد بن عبدان، احمد بن عبید، تمتام، موسیٰ بن اسماعیل ابو سلمہ، ہشام بن لاحق، عاصم احول، ابو عثمان نہدی) سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں کہ بخار نے آپ ﷺ سے اجازت طلب کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ام ملدم بخار ہوں میں جسم کو ہلا کر رکھ دیتا ہوں اور خون چوس لیتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اہل قبا کے پاس جا، وہ بخار میں مبتلا ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے چہرے زرد پڑ چکے تھے، بخار کے عارضہ کی شکایت کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا چاہو تو میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ بخار دفع فرما دے گا، چاہو تو اسی حالت میں رہو یہ تمہارے گناہوں کا کفارہ ہو گا۔ سب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اسی حالت پر صبر کرتے ہیں۔ یہ حدیث مسند احمد میں ہے اور صحاح ستہ میں نہیں ہے۔

مدینہ کی آب و ہوا...... مدینہ منورہ کی فضا خراب تھی، وبائی امراض کی آماجگاہ تھی، آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے صحت افزا مقام بن گیا۔ **صلوات اللہ وسلامہ علیہ**

بینائی بحال ہونا...... (۱) ۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (روح، عثمان بن عمر، ابو جعفر مدنی، عمارہ بن خزیمہ بن ثابت) عثمان بن حنیف سے روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا کی درخواست کی، آپ ﷺ نے فرمایا اگر ارادہ ہو تو دعا نہ کروں اور یہ تیری آخرت کی زندگی کے لئے بہتر ہے لیکن اگر چاہو تو دعا کرتا ہوں اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دعا فرمایئے تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا کہ وضو کے بعد دو رکعت نماز پڑھ اور یہ دعا کر۔

الٰہی! میں تیری ذات سے سوال کرتا ہوں اور تیرے رحمت والے نبی ﷺ کی سفارش کے ساتھ تیری جانب متوجہ ہوتا ہوں اے محمد! میں اپنی اس ضرورت میں متوجہ کرتا ہوں کہ وہ پوری ہو، اور آپ میری اس میں سفارش کریں اور آپ کی سفارش میرے حق میں قبول ہو، وہ مسلسل یہ دعا پڑھتا رہا۔ اس نے کہا میرا یقین ہے کہ آپ کی سفارش میرے حق میں ضرور قبول ہوگی چنانچہ اس نے یہ عمل کیا تو وہ بالکل تندرست ہو گیا اس کی بینائی بحال ہو گئی۔

(۲)...... ترمذی اور نسائی میں محمود بن غیلان اور ابن ماجہ میں احمد بن منصور بن سیار سے یہ قول عثمان بن عمر سے شعبہ کے واسطے سے روایت کرتے ہیں امام ترمذی نے اس کو حسن غریب کہا ہے کہ یہ صرف ابو جعفر خطمی ہی سے مروی ہے۔

(۳)...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (مؤمل، حماد بن سلمہ، ابو جعفر خطمی، عمارہ بن خزیمہ) عثمان بن حنیف سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔

(۴)...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن عمر، سلیمان، حماد بن سلمہ، ابو جعفر) سے حسب سابق روایت کرتے ہیں۔

(۵) نیز امام نسائی (زکریا بن یحییٰ، محمد بن مثنیٰ، معاذ بن ہشام، ہشام، ابوجعفر، ابوامامہ بن سہل بن حنیف، اپنے چچا عثمان بن حنیف سے) ممکن ہے ابوجعفر کا سماع ابوامامہ اور عمارہ بن خزیمہ دونوں سے ہو واللہ اعلم۔

امام بیہقی اور حاکم (یعقوب بن سفیان، احمد بن شبیب، سعید بن شبیب، روح بن قاسم، ابوجعفر) ابوامامہ بن سہل بن حنیف، عثمان بن حنیف سے روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی آپ ﷺ کی خدمت میں آیا اور بینائی ختم ہونے کی تکلیف کا اظہار کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا کوئی خدمت گار بھی نہیں ہے مجھے بہت سخت تکلیف ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا وضوخانہ میں جاؤ اور وضو کرو اور پھر یہ دعا پڑھو:

اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فیجلی بصری اللھم فشفعہ فی وشفعنی فی نفسی

عثمان کہتے ہیں کہ ہم ابھی مجلس سے اٹھے ہی نہیں اور نہ ہی کچھ زیادہ باتیں کیں کہ وہ بینا آیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ نابینا تھا ہی نہیں۔

امام بیہقی کہتے ہیں کہ ابوجعفر سے یہ روایت روح کے علاوہ ہشام دستوائی بھی بیان کرتے ہیں۔

لعاب مبارک سے بینائی بحال کرنا ۔۔۔ ابن ابی شیبہ، حبیب بن مریط سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کی آنکھیں بالکل سفید تھیں کچھ بھی نظر نہیں آتا تھا، آپ ﷺ نے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے بتایا میں اونٹوں کو چرا رہا تھا میرا پاؤں سانپ پر پڑا تو میری بینائی ختم ہوگئی، رسول اللہ ﷺ نے دم کیا تو اس کی بینائی بحال ہوگئی اور اس کی بینائی اتنی تیز ہوگئی کہ وہ اسی برس کی عمر میں سوئی میں دھاگہ پرو لیا کرتا تھا۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں بعض لوگ حبیب بن مریط کی بجائے حبیب بن مدرک کہتے ہیں۔

آنکھ کا باہر نکلنا ۔۔۔ قتادہ بن نعمان کی آنکھ جنگ میں حلقہ چشم سے باہر نکل آئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے حلقہ چشم میں ڈال دیا تو معلوم نہیں ہوتا تھا کہ کون سی آنکھ نکلی تھی۔

پنڈلی کا درست ہونا ۔۔۔ ابورافع یہودی کے معاملہ میں محمد بن عتیک کی پنڈلی ٹوٹ گئی تو آپ ﷺ نے دست مبارک پھیرا اور وہ فوراً ٹھیک ہوگئی۔

جلا ہوا ہاتھ ۔۔۔ محمد بن حاطب کا ہاتھ آگ میں جل گیا، آپ ﷺ نے دم کیا تو وہ فوراً ٹھیک ہوگیا۔ **ہتھیلی کا غدود** ۔۔۔ شرحبیل جعفی کے ہاتھ میں غدود تھی آپ ﷺ نے چھوا تو وہ غدود ختم ہوگئی۔

آنکھ کا درست ہونا ۔۔۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آشوب زدہ آنکھ پر لعاب لگایا تو وہ بالکل ٹھیک ہوگئی۔ **حافظے کا تیز ہونا** ۔۔۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھولنے کا شکوہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے اس کو ایک دعا بتائی

پھر یہ مرض دور ہوگیا، اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی چادر پر دم کیا اور وہ اس کے بعد کسی بات کو بھولتے نہ تھے۔

ابوطالب کے لئے دعا ۔۔۔ بیہقی میں ہے کہ اپنے چچا ابوطالب کے مرض کے بارے میں دعا کی وہ فوراً تندرست ہوگئے اس قسم کے اور بیشتر واقعات بیہقی نے بیان کئے ہیں ہم نے ان کو ضعف سند کی وجہ سے قلم زد کر دیا ہے۔

کمزور گھوڑی کا تیز ہونا ۔۔۔ (۱) امام بیہقی (ابوبکر قاضی، حامد بن محمد ہروی، علی بن عبدالعزیز، محمد بن عبداللہ رقاشی، رافع بن سلمہ بن زیاد، عبداللہ بن ابی الجعد) جعیل اشجعی سے روایت کرتے ہیں کہ میں کسی جہاد میں آپ کے ساتھ تھا اور میری گھوڑی دبلی پتلی اور کمزور تھی، اور میں سب لوگوں سے پیچھے چل رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیز چلو، میں نے عرض کیا حضور یہ نہایت کمزور ہے، رسول اللہ ﷺ نے چابک سا کوڑا مار کر برکت کی دعا فرمائی وہ گھوڑی اتنی تیز رفتار ہوگئی کہ وہ آگے سے بھی نہ رکتی تھی اور اس کا ایک بچہ بارہ ہزار میں فروخت کیا۔

(۲) ... امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ محمد بن رافع کی معرفت محمد بن عبداللہ رقاشی سے بیان کیا ہے۔

(۳) ... امام ابن خزیمہ نے صحیح میں اسمٰعیل بن بشر بن منصور کے واسطے سے رقاشی سے بیان کیا ہے۔

(۴) تاریخ میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (راشد بن یزید بن جعفر بن ابی جعفر اشجعی عن ابیہ جعفر عبداللہ بن ابی جعفر بن سالم) کی سند سے یہ واقعہ بیان کیا ہے۔ کہ میں جابر بن عبداللہ کی روایت ہے کہ وہ اپنے ساتھ اونٹ پر سوار ہو کر جا رہے تھے آپ کا ارادہ تھا کہ اس کو آزاد کر دیں گے۔ راستہ میں جناب نبی کریم ﷺ سے ملاقات ہو گئی۔ آپ ﷺ نے اس لاغر سست اونٹ کو ایک ضرب لگائی اور میرے لیے دعا فرمائی۔ پھر تو وہ اونٹ ایسا چلا کہ سنبھالنا مشکل ہو گیا اور اس سے جو اونٹ آگے نکلے جاتے تھے اب وہ سب سے آگے ہو جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے اس اونٹ کے بارے میں دریافت فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ آپ کی برکت حاصل ہو گئی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے وہ اونٹ خرید لیا۔ راویوں نے اس کی قیمت کی مقدار میں اختلاف کیا ہے۔ پھر جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے اس کی قیمت کے علاوہ مزید تحفہ عطا فرمایا اور اونٹ کو بھی اسی طرح آزاد چھوڑ دیا۔

اونٹنی کا تیز چلنا ... صحیح بخاری اور مسلم شریف میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے انصار میں سے ایک عورت سے رشتہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے بیوی کو پہلے کہیں دیکھا ہے؟ انصار کی عورتوں کی آنکھوں میں کچھ نقص ہوتا ہے۔ اس نے کہا میں نے دیکھ لیا (مہر کے سلسلہ میں تعاون فرمائیں) پوچھا کتنا؟ تو اس نے اپنی حیثیت سے زیادہ بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے تم ان پہاڑوں سے سونا چاندی کاٹ کر لاتے ہو، اس وقت ہمارے پاس کچھ نہیں ہے ممکن ہے کہ میں تمہیں کسی مہم میں روانہ کر دوں تو وہاں سے کچھ حاصل ہو جائے۔

چنانچہ آپ ﷺ نے بنی عبس کی جانب جہاد کے لیے روانہ ہونے کا ارادہ کیا تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری سواری تو تھک کر رہ گئی ہے میں کس طرح جا سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے سہارا دے کے اٹھنے کے لیے ہاتھ پکڑا اور پھر اس کی اونٹنی کے پاس پہنچے تو اسے ایک چھڑی سے ٹھوکا مارا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وہ اونٹنی اتنی تیز رفتار ہو گئی کہ پھر لشکر سے بھی آگے نکل گئی۔

ایک عجیب دعا ... امام بیہقی مجاہد سے ایک مرسل روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک اونٹ خریدا اور رسول اللہ ﷺ سے برکت کی دعا کا سوال کیا۔ آپ علیہ السلام نے برکت کی دعا فرمائی تو وہ مر گیا۔ اس نے ایک اور اونٹ خریدا اور برکت کی دعا کا طلبگار ہوا۔ آپ علیہ السلام نے دعا فرمائی تو وہ مر گیا۔ پھر اس نے تیسرا اونٹ خرید کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے دو اونٹوں میں برکت کی دعا فرمائی، اب یہ دعا فرمائیے کہ وہ میری سواری کے قابل ہو تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی تو وہ بیس سال تک اس کے پاس رہا۔ بقول امام بیہقی پہلی دو دعائیں اجر آخرت کے متعلق تھیں۔

دم جھاڑ سے آپ کی شفا ..... امام بیہقی حبیب بن یساف رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں اور میری قوم کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس کسی جہاد میں شرکت کی غرض سے آئے تو آپ علیہ السلام نے پوچھا تم مسلمان ہو؟ ہم نے کہا نہیں تو فرمایا ہم مشرکوں کے خلاف مشرکوں سے تعاون نہیں لیتے چنانچہ ہم مسلمان ہو گئے اور جنگ میں شریک ہوئے میرے کندھے پر ایک کاری ضرب لگی کہ میرا بازو کٹ کر لٹک گیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے تھوکتے ہوئے اسے جوڑ کر دم کیا تو وہ بالکل اچھا ہو گیا اور میں نے ضرب لگانے والے کو قتل کر دیا پھر اتفاق سے اس کی بیٹی سے شادی کی تو وہ کہتی:

لا عدمت رجلا وشحک هذا الوشاح

میں کہتا

لا عدمت رجلا عجل اباک الی النار

"تمہیں اس آدمی کا فقدان نہ ہو جس نے تجھے یہ ہار پہنایا ہے۔ اور میں کہتا کہ تم اس آدمی کا فقدان نہ کرو جس نے تیرے باپ

تو یہ دماغ کی طرف سے گیا ہے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا بخاری کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو پانی موجود پایا پوچھا کون لایا معلوم ہوا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے رکھا تو آپ نے دعا دی الٰہی! اسے دین کی سمجھ عطا فرما اور علم تاویل سکھا دے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ۶۸ھ سے قبل یہ بیان کرتے تھے کہ یہ دعا میرے سر پر دست مبارک رکھ کر فرمائی۔

آپ رضی اللہ عنہ شرعی علوم کے مقتدا اور پیشوا تھے خصوصاً قرآن فہمی اور تفسیر میں اپنی عقل و دانش سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مسلمہ ماہر اور مفتی تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ متوفی ۳۲ھ کا مقولہ ہے کہ اگر ابن عباس رضی اللہ عنہ ہماری عمر کو پہنچتے تو ان کے علم کا عشر عشیر بھی کسی کو حاصل نہ ہوتا آپ رضی اللہ عنہ قرآن کریم کے بہترین ترجمان ہیں۔

یاد رہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بعد ۳۶ سال بقید حیات رہے اندازہ کیجئے کہ ۳۶ سال کے اس عرصہ میں آپ رضی اللہ عنہ کی شرعی علوم اور قرآن فہمی میں کس قدر ترقی ہوئی ہوگی۔

منقول ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے میدان عرفات میں خطبہ کے دوران قرآن پاک کی ایسی تفسیر بیان فرمائی وہ تفسیر اگر روم، ترک اور دیلم والے سن لیتے تو مسلمان ہو جاتے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

دعا کی تاثیر بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حق میں مال اور کثرت اولاد کی دعا فرمائی ترمذی میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی دس برس خدمت کی اور آپ ﷺ نے ان کے لئے کثرت مال و عیال کی دعا فرمائی ان کا ایک باغ تھا جس میں سال میں دو بار پھل آتا تھا اور اس میں ایک ریحان سے کستوری کی مہک آتی تھی ان کی صلبی اولاد تقریباً سو سے زائد تھی اور ان کی ایک سو سال عمر ہوئی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا واطل عمرہ

دعا کی قبولیت ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے لئے آپ علیہ السلام نے دعا کی ایک بچہ پیدا ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام عبداللہ رکھا اور عبداللہ کے نو بیٹے حافظ قرآن تھے۔

دعا کی درخواست مسلم شریف میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی والدہ کے مسلمان ہونے کی دعا کی درخواست کی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ گھر واپس آئے تو والدہ کو غسل میں مشغول پایا۔ غسل سے فارغ ہو کر اس نے کلمہ پڑھا۔ خوشی سے میری آنکھوں میں آنسو چھلک پڑے اور رسول اللہ ﷺ کو بتایا اور دعا کی درخواست کی کہ مومن مسلمانوں کے دلوں میں ہماری محبت ڈال دے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور قبول ہوئی چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر مومن مرد اور عورت ہم سے محبت رکھتا ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ ہر جمعہ کے خطبات میں اور دینی مجالس میں ان کا تذکرہ خیر آتا ہے اور یہی تقبل اللہ کا نتیجہ ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ..... آپ رضی اللہ عنہ بیمار تھے رسول اللہ ﷺ کی دعا سے شفایاب ہوئے اور آپ نے دعا فرمائی الٰہی! اس کی دعا مستجاب ہو اور اس کا نشانہ درست ہو اور تیر دل میں لگے چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی آپ رضی اللہ عنہ فاتح ایران سپہ سالار تھے مستجاب الدعوات تھے ایک شخص نے جب جھوٹی تہمت لگائی تو آپ نے اس کو بددعا دی اور وہ عمر بھر فقر و فاقہ سے دوچار ہوا آنکھیں جاتی رہیں اور بڑھاپے میں گلیوں میں لڑکیوں کو چھیڑتا اور کہتا کہ میں فتنہ میں مبتلا ہوں مجھے سعد کی بددعا لگی ہے۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سائب رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کی اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرا چنانچہ وہ ۹۴ سال کی عمر میں صحت مند تھے ہوش و حواس قائم تھے اور سر کے جس حصہ پر رسول اللہ ﷺ کا دست مبارک پہنچا اس کے بال سیاہ رہے۔

حضرت ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ ...... روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ذرا قریب آؤ میں قریب ہوا تو آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر دعا فرمائی الہی اسے حسن و جمال بخش اور جمال کو دوام بخش ان کی عمر سو سال سے متجاوز تھی داڑھی میں چند بال سفید تھے۔ ہشاش بشاش چہرہ تھا آخر دم تک جھریوں کا نام و نشان تک نہ تھا

قال السهيلي اسناده صحيح موصول

حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ابو العلاء سے نقل کرتے ہیں جہاں قتادہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے میں وہاں موجود تھا ایک شخص ان کے پاس سے گزرا میں نے قتادہ کے چہرے میں (آئینہ کی طرح) اس کا عکس دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا ان کا چہرہ تروتازہ رہتا۔ سب دیکھتا جیسا کہ ابھی ابھی تیل استعمال کیا ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ۔ متفق علیہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لباس پر (شادی کے سلسلہ میں) زعفران کے نشانات دیکھ کر برکت کی دعا فرمائی چنانچہ انہیں تجارت اور مال غنیمت سے اس قدر مال حاصل ہوا کہ ان کی وفات کے بعد ان کی چار بیویوں میں سے ایک کو اسی ہزار دینار پر مصالحت کیا جا سکا۔ یہ حصہ ثمن کا چوتھائی تھا۔

تجارت میں برکت۔ شبیب بن غرقدہ روایت کرتے ہیں کہ عروہ بن ابی جعد بارقی کو رسول اللہ ﷺ نے ایک بکری خریدنے کے لئے ایک دینار دیا چنانچہ اس نے ایک دینار سے دو بکریاں خریدیں۔ ایک کو دو دینار میں فروخت کر دیا اور ایک دینار اور ایک بکری لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اس کی تجارت میں برکت کی دعا فرمائی چنانچہ وہ اگر مٹی بھی خرید لیتے تو ان کو منافع ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ۔ اپنے پوتے ابو عقیل کو بازار میں ساتھ لے جاتے اور غلہ وغیرہ خریدتے۔ ان کو ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ملتے تو وہ ان سے تجارت میں شراکت کی درخواست کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں برکت کی دعا فرمائی تھی۔ وہ ان سے شریک ہو جاتے۔ بعض اوقات عبداللہ بن ہشام ایک سواری کا منافع کما لیتے۔

بے پناہ سردی۔ امام بیہقی حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سخت سردی کی صبح میں نے فجر کی اذان کہی رسول اللہ ﷺ تشریف لائے مسجد میں کوئی نمازی نہ تھا، پوچھا نمازی کہاں ہیں؟ کہا شدید سردی کی وجہ سے نہیں آئے۔ دعا کی یا الہی سردی ختم کر دے۔ چنانچہ لوگ چاشت کو پنکھا جھلتے دیکھے گئے۔

باہمی محبت کا دم۔ امام بیہقی (ابو عبد اللہ الحافظ، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ صفار، ابو اسماعیل ترمذی محمد بن اسماعیل، عبد العزیز بن عبد اللہ، یحیی بن علی بن ابی طالب، ابی عبد اللہ، نافع) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دونوں جا رہے تھے کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں مسلمان عورت ہوں میرا شوہر بڑا سخت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے بلاؤ اس نے بلایا (وہ جوتے بنانے کا کام کرتا تھا) آپ ﷺ نے پوچھا اپنی بیوی کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اس نے کہا خدا کی قسم! اس نے کبھی غسل نہیں کیا۔ بیوی نے کہا مہینہ میں صرف ایک مرتبہ ... تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم اسے ناپسند کرتی ہو؟ اس نے عرض کیا ہاں تو رسول اللہ ﷺ نے عورت کی پیشانی اور مرد کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر دعا فرمائی الہی ان کے درمیان محبت پیدا فرما اور ایک دوسرے کا محبوب بنا۔ پھر کسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ وہی عورت سر پر چمڑا اٹھائے سامنے سے آ رہی تھی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر چمڑا سر سے اتار دیا اور آپ ﷺ کے قدم چوم لیے۔ آپ ﷺ نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے کہا اب وہ شوہر مجھے بہت عزیز ہے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں (یہ روایت غریب ہے) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی

شہادت دی۔

اس سند میں علی بن حکیم روایت کا راوی ہے، بقول امام بیہقی یہ قصہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے بھی منقول ہے مگر اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام مذکور نہیں۔

نو زائیدہ بچے کے لئے دعا: ... امام بیہقی حضرت ابو الطفیل سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنے نو زائیدہ بچے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے اس کی پیشانی پکڑ کر برکت کی دعا فرمائی اور اس کی پیشانی پر بالوں کا "گچھا" اگ آیا، جب خوارج سے جنگ ہو گئی تو اس کا میلان خوارج کی جانب ہو گیا تو وہ بالوں کا گچھا غائب ہو گیا۔ اس کے والد نے اسے گھر میں بند کر دیا کہ کہیں یہ ان لوگوں کے ساتھ چلا جائے پھر وہ ان کے نظریات سے باز آ گیا تو بالوں کا گچھا دوبارہ نمودار ہو گیا۔

درد سر امام بیہقی نے حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ فراس بن عمرو لیثی کو شدید سر درد لاحق ہوا، اس کے والد نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے لا کر بٹھا دیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کی آنکھوں کے درمیانی کھال کو پکڑ کر کھینچا تو وہ اسی وقت ٹھیک ہو گئے اور سر کا درد بالکل غائب ہو گیا۔

آپ کی دعا سے دانت کا سلامت رہنا ... حافظ ابو بکر بزار اور حافظ بیہقی نے اپنی اپنی سند سے یعلی بن اشدق کی معرفت نابغہ جعدی سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا قصیدہ رائیہ پیش کیا

بلغنا السماء عفة وتكرما وانا لنرجو فوق ذلك مظهرا

"ہم پاکدامنی اور بزرگی میں آسمان کی بلندی کو چھو چکے ہیں اور اب ہم اس سے اوپر پرواز کرنے کے امیدوار ہیں"۔

آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو لیلیٰ این المظہر! یعنی اور پرواز کہاں! عرض کیا "جنت" آپ ﷺ نے تصدیق فرمائی، ہاں ہاں ان شاء اللہ پھر میں نے پڑھا

ولا خير في حلم اذا لم يكن له بوادر تحمي صفوه ان يكدرا

ولا خير في جهل اذا لم يكن له حليم اذا ما اورد الامر اصدرا

"اور اس حلم میں کچھ بھلائی نہیں جب تک اس کے پاس وہ سبقت کرنے والے اشتعال نہ ہوں جو اس کی صفائی کو کدورت سے بچائیں۔ اور اس جہل میں کچھ بھلائی ہے جب تک اس کے پاس وہ بردبار نہ ہو جو معاملہ پیش آنے کے بعد اسے واپس لا سکے"۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا خوب بہت خوب (لا یفضض اللہ فاک) اللہ تعالیٰ تیرے دانت سلامت رکھے۔ یعلی بن اشدق کہتے ہیں وہ ۱۲۰ برس کی عمر میں فوت ہوئے ان کے دانت نبی علیہ السلام کی دعا کی برکت سے بالکل صحیح سلامت اولے کی طرح شفاف تھے۔"

مقبول دعا (۱) امام بیہقی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے عراق، شام اور یمن (ترتیب مختلف ہے) کی جانب نظر اٹھا کر دعا فرمائی الٰہی ان کے دلوں کو اپنی طاعت و بندگی کی جانب مائل کر اور ان کے گناہوں کو معاف فرما۔

(۲) امام ابو داؤد طیالسی، زید بن ثابت سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یمن کی جانب نگاہ اٹھا کر دعا فرمائی

اللهم اقبل بقلوبهم

پھر شام کی جانب نظر دوڑا کر دعا فرمائی۔

اللهم اقبل بقلوبهم

پھر عراق کی جانب دیکھ کر دعا کی

اللهم اقبل بقلوبهم

چنانچہ بحمد اللہ ہوا کہ اہل شام سب سے پہلے یمنی مسلمان ہوئے اور آخر میں عراقی مسلمان ہوئے۔ مسند احمد میں ہے کہ قیامت سے پہلے [illegible]

گے پس اور اچھے لوگ شام میں منتقل ہو جائیں گے اور شام سے بدترین و خبیث لوگ عراق میں چلے جائیں گے۔

بددعا سے ہاتھ شل ہو گیا: مسلم شریف میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا شروع کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا "کل بیمینک" دائیں ہاتھ سے کھاؤ اس نے کہا میں اس سے نہیں کھا سکتا چونکہ اس نے غرور سے کہا تھا آپ علیہ السلام نے بددعا کی "لا استطعت" خدا کرے تو نہ کھا سکے۔ چنانچہ اس کا ہاتھ بیکار ہو گیا وہ منہ تک نہ لے جا سکا۔

مسلم شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں چھپ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے میری گردن پکڑ کر ہلایا اور مجھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلانے کے لئے بھیجا جب میں آیا تو وہ کھانا کھا رہے تھے میں نے واپس آ کر نبی علیہ السلام کو اطلاع دی کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ پھر دوبارہ بھیجا میں آیا تو وہ ابھی کھا رہے تھے۔ میں نے پھر آ کر بتایا کہ وہ ابھی بھی کھا رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لا اشبع اللہ بطنہ

امام بیہقی نے یہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے (الفاظ میں معمولی تبدیلی ہے)۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ نہیں بھرتا تھا وہ شام میں روزانہ سات مرتبہ گوشت کے ساتھ کھانا تناول فرماتے اور کہتے میرا پیٹ نہیں بھرتا میں کھاتے کھاتے تھک جاتا ہوں۔

اپاہج ...... جنگ تبوک میں آپ باجماعت نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک لڑکا آگے سے گزرا۔ آپ ﷺ نے بددعا فرمائی تو وہ اپاہج ہو گیا پھر کبھی نہ چل سکا۔

نقال ...... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نبی علیہ السلام کی گفتگو کی نقل اتارتا اور منہ چڑاتا آپ ﷺ نے دیکھ کر بددعا فرمائی (کن کذلک) ایسے ہی ہو جا چنانچہ وہ تا دم مرگ اسی بیماری میں مبتلا رہا۔ بعض روایات میں تصریح ہے کہ وہ شخص حکم بن ابی العاص بن امیہ تھا۔

شہادت کی دعا ...... امام مالک رحمۃ اللہ علیہ موطا میں بحوالہ معرفت حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کو نبی علیہ السلام نے پہاڑ کے پاس بیٹھے دیکھا جبکہ اس کے پاس دشمن موجود تھا۔ آپ علیہ السلام نے اسے بلایا وہ پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ کیسا ہے اور اسے موت طاری کر دے کہ اسے کہا خدا کی راہ میں (فی سبیل اللہ)؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں (فی سبیل اللہ) چنانچہ وہ جہاد میں شہید ہو گیا۔

دعائے مستجاب ...... نبی علیہ السلام کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے ابوجہل اور اس کے رفقاء نے اونٹ کی اوجھڑی لا کر آپ علیہ السلام کی پشت پر سجدہ کی حالت میں اوجھڑی رکھ دی۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا تو انہوں نے آپ ﷺ کی پشت سے اوجھڑی ہٹا دی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو بددعا فرمائی اے اللہ قریش کو پکڑ لے، خداوندا ابوجہل بن ہشام، شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط، ولید بن عتبہ وغیرہ سب کو ہلاک کر۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں خدا کی قسم میں نے ان سب کو بدر کے پانی کے کنوئیں میں پڑے دیکھے۔ متفق علیہ

مرتد ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کا کاتب تھا اور سورہ بقرہ اور آل عمران پڑھا ہوا تھا اور ایسے آدمی کو لوگ افضل سمجھتے تھے۔ نبی علیہ السلام آیت املاء کراتے "غفورا رحیما" تو وہ "علیما حکیما" لکھ لیتا۔ نبی علیہ السلام اس کو لکھنے کی ہدایت فرما کر کہتے "اکتب کیف شئت" جیسے چاہو لکھو۔ آپ "علیما حکیما" لکھواتے تو وہ "سمیعا بصیرا" لکھ لیتا پس اللہ تعالیٰ کی

کہ مجھے کسی چیز کا علم نہیں ہے سوائے اس کے جو آپ نے سکھایا۔ وہ مرتد ہو گیا اور مشرکوں کے ساتھ جا ملا اور ڈینگیں مارنے لگا۔ میں محمد ﷺ کے متعلق تم سے زیادہ جانتا ہوں کیونکہ جو میرے دل میں آتا وہی لکھ دیتا تھا

پھر رسول اللہ ﷺ نے بددعا فرمائی کہ زمین اسے قبول نہ کرے گی۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اس علاقے میں جہاں وہ مرا تھا وہاں گیا اس کی لاش باہر پڑی تھی۔ جب میں نے پوچھا تو معلوم ہوا کہ لوگوں نے اسے کئی بار دفن کیا ہے مگر زمین اسے باہر پھینک دیتی ہے۔

بخاری میں ہے کہ ایک عیسائی شخص مسلمان ہو گیا اور اس نے سورۂ بقرہ اور آل عمران پڑھ لی وہ کاتب وحی بھی تھا پھر وہ نصرانی ہو گیا اور کہا کرتا تھا کہ محمد ﷺ تو وہی جانتے ہیں جو میں تحریر کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کر دیا پھر اسے دفن کیا گیا تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا۔ اس کے وارثوں نے کہا کہ یہ مسلمانوں کی کارستانی ہے چنانچہ انہوں نے اس کی قبر بہت گہری کھود کر دفن کیا کہ کوئی باہر نہ نکال سکے چنانچہ صبح کو دیکھا تو وہ زمین پر پڑا ہوا تھا وہ سمجھ گئے کہ یہ کسی انسان کی کارروائی نہیں پھر وہ یونہی پڑا رہا۔

آسمانی کتب میں بیان شدہ مسائل کے مطابق سوالات کا جواب دینا

قریش نے مدینہ میں یہود کے پاس ایک وفد بھیجا جو ان سے ایسے مسائل معلوم کرے جو وہ رسول اللہ ﷺ سے بطور امتحان معلوم کریں چنانچہ یہود نے کہا کہ ان سے روح کے متعلق سوال کرو اور ان نوجوانوں کے متعلق دریافت کرو جو گوشہ نشین ہو کر چلے گئے معلوم نہیں ان کا کیا ہوا اور ایک آدمی کے متعلق سوال کرو جس نے روئے زمین کا سفر کیا۔ جب وہ واپس آئے تو یہ سوالات رسول اللہ ﷺ سے معلوم کئے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے روح کے متعلق قرآن میں نازل فرمایا: قل الروح من امر ربی [۱۷/۸۵] اور سورۂ کہف میں ان نوجوانوں کا قصہ ۹ تا ۲۶ [۱۸] آیات میں بیان کیا اور بتایا کہ وہ ۳۰۹ سال کی نیند کے بعد بیدار ہوئے۔ پھر ان شاء اللہ کا ذکر ۲۳، ۲۴ آیات میں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ ۶۰ تا ۸۲ آیات میں بیان کیا اور ذوالقرنین کا بیان ۸۳ تا ۹۸ والی آیات میں ذکر کیا۔

سابقہ آسمانی کتب کے بیانات جو قرآن پاک کے مطابق ہیں وہ بالکل برحق ہیں اور جو قرآن کریم کے خلاف ہیں وہ مردود اور ناقابل قبول ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حق اور سچ دے کر مبعوث فرمایا ہے اور ایسی کتاب نازل فرمائی ہے جو اختلافی مسائل میں دو ٹوک فیصلہ کرتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سوالات ... جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو لوگ جلدی جلدی آپ کی جانب دوڑے اور میں (عبداللہ بن سلام) بھی لوگوں کی جانب چلا اور جب میں نے پہلی مرتبہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھا تو میں نے یہ محسوس کیا یہ چہرہ جھوٹے شخص کا چہرہ نہیں۔ سب سے پہلا فرمان جو میں نے آپ علیہ السلام سے سنا سلام عام کرو، رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو، کھانا کھلاؤ، رات کو نماز پڑھو جب لوگ نیند میں ہوں۔

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سلام کے سوالات کا واقعہ مذکور ہے کہ تین سوال ایسے ہیں جن کا جواب پیغمبر کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

(۱) قیامت کی علامت کیا ہے؟
(۲) جنتیوں کی پہلی غذا کیا ہے؟
(۳) بچہ کبھی باپ کے کبھی ماں کے مشابہ ہوتا ہے؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا قیامت کی پہلی علامت ایک آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی جانب لے جائے گی اور اہل جنت کی پہلی غذا مچھلی کا جگر ہے۔ والدین سے بچے کی مشابہت کی وجہ یہ ہے کہ جب باپ کا نطفہ رحم میں پہلے داخل ہو جائے تو بچہ باپ سے مشابہ ہوتا ہے اور جب

ماں کا نطفہ سبقت لے جائے تو ماں سے مشابہ ہوتا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے چند واسطوں سے سعید مقبری سے یہ روایت بیان کی ہے مگر اس میں قیامت کی علامت کے بجائے چاند کی سیاہی کے بارے میں سوال ہے آپ ﷺ نے فرمایا چاند میں سیاہی کی وجہ یہ ہے کہ چاند اور سورج دونوں روشن ستارے تھے (۱۷/۱۲) ہم نے رات اور دن کے دو نشان بنا دیے پھر رات کے نشان کو ماند کر دیا چاند کی سیاہی جو تمھیں نظر آتی ہے وہ ماند ہونا ہی ہے۔ یہ جواب سن کر عبداللہ بن سلام نے کہا میں اللہ کی الوہیت اور آپ علیہ السلام کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔

ایک یہودی عالم…… سنن بیہقی اور مسلم شریف میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے قریب کھڑا ہوا تھا تو ایک یہودی عالم نے کہا السلام علیک یا محمد ﷺ۔ میں نے اسے دھکا دیا وہ گرتے گرتے بچا۔ اس نے کہا تم نے مجھے کیوں دھکا دیا؟ میں نے کہا تو رسول اللہ ﷺ کیوں نہیں کہتا؟ تو اس نے کہا میں نے اسی نام سے پکارا ہے جو ان کے گھر والوں نے تجویز کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا واقعی میرا نام گھر والوں نے محمد تجویز کیا ہے۔

یہودی عالم نے کہا میں آپ سے چند سوالات معلوم کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بتاؤں تو تجھے کچھ فائدہ ہوگا تو اس نے کہا میں غور سے سنوں گا اور وہ تنکے سے زمین کریدنے لگا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا پوچھو! تو یہودی نے کہا قیامت کے دن جب زمین و آسمان بدل جائیں گے تو لوگ کہاں ہوں گے؟ فرمایا پل کے پیچھے تاریکی میں۔ پھر پوچھا سب سے پہلے جنت میں جانے کی کس کو اجازت ہوگی؟ فرمایا فقیر اور مفلس مہاجرین کو۔ پوچھا جنت میں داخلہ کے بعد ان کو کیا تحفہ ملے گا؟ فرمایا مچھلی کا جگر۔ پوچھا اس کے بعد ان کو کیا خوراک ملے گی؟ فرمایا جنت کا بیل جو وہاں چرتا رہتا ہے وہ ان کی خاطر ذبح کیا جائے گا۔ پوچھا پھر وہ لوگ کیا پئیں گے؟ فرمایا سلسبیل چشمہ سے۔ اس نے ان مسائل کی تصدیق کر کے کہا اب میں ایک بات پوچھتا ہوں جو صرف ایک دو آدمی ہی جانتے ہیں فرمایا بتاؤں تو تجھے مفید ہوگا؟ اس نے کہا غور سے سنوں گا پھر اس نے عرض کیا بچہ کبھی لڑکا اور لڑکی کیوں ہوتا ہے؟ فرمایا آدمی کی منی سفید ہوتی ہے عورت کی منی زرد ہوتی ہے ملاپ کے وقت اگر آدمی کی منی غالب آ جائے تو اللہ کے حکم سے بچہ ہوتا ہے اور اس کے برعکس ہو تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بچی پیدا ہوتی ہے۔ پھر یہودی نے کہا واقعی آپ نبی ہیں پھر وہ چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ جوابات اب مجھے اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں اس سے پہلے مجھے معلوم نہ تھے۔ یہ سائل ممکن ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سلام یا کوئی اور ہو۔

چند اور سوالات…… امام احمد اور طبرانی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دن یہودی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا ہم کچھ باتیں دریافت کرنا چاہتے ہیں جن کو نبی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا فرمایا جو چاہو پوچھ سکتے ہو۔ لیکن تم مجھے اللہ کا عہد و پیمان دو جو یعقوب نے اپنی اولاد سے لیا تھا کہ اگر ان کو سچ سمجھو تو مسلمان ہو جاؤ گے انھوں نے کہا یہ شرط منظور ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا جو چاہو، انھوں نے پوچھا فرمایئے؟

(۱)…… یعقوب علیہ السلام نے تورات کے نازل ہونے سے پہلے کون سا کھانا اپنی طرف سے حرام کر لیا تھا
(۲) بتایئے منی سے کیسے لڑکا پیدا ہوتا ہے اور کیسے لڑکی۔
(۳) نبی کی نیند کے متعلق بتایئے۔
(۴) کون سا فرشتہ آپ کا دوست ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اللہ سے پختہ عہد کرو کہ میں نے صحیح بتا دیا تو تم میری اطاعت کرو گے۔

سب نے پختہ عہد و پیمان دیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا میں تمھیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جس نے موسیٰ پر تورات نازل کی کیا تمھیں معلوم ہے کہ یعقوب علیہ السلام کی علالت طویل ہو گئی تو انھوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا بخشی تو میں اپنا پسندیدہ کھانا پینا ترک کر دوں گا اور تمھیں معلوم ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا محبوب ترین کھانا اور پینا اونٹ کا گوشت اور دودھ تھا۔ سب لوگوں نے تصدیق کی تو رسول اللہ ﷺ نے اعلان کیا الٰہی! ان پر گواہ رہ۔

پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا میں تمہیں وحدہٗ لاشریک خدا کے تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی کیا تم جانتے ہو کہ مرد کی منی سفید ہوتی ہے اور عورت کی پتلی زرد ہوتی ہے۔ کہ جو غالب آ جائے گی اسی سے اولاد کی مشابہت ہو جاتی ہے۔ مرد کی منی غالب آ جائے تو خدا کے حکم سے بچہ پیدا ہوتا ہے اور اگر عورت کی منی غالب آ جائے تو حکم الٰہی سے بچی پیدا ہوتی ہے۔ سب لوگوں نے کہا ہاں خدا گواہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے کہا اے اللہ! گواہ رہ۔

پھر آپ علیہ السلام نے ان کو اللہ تعالیٰ اور تورات کا واسطہ دے کر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اس نبی کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے؟ سب نے بالاتفاق تصدیق کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا الٰہی! ان پر گواہ رہ۔

پھر سب نے کہا اب آپ فرمائیے کہ آپ کا دوست کون سا فرشتہ ہے؟ اس پر ہی ایک جواب منحصر ہے اگر وہ آپ کا ہو تو ہم تسلیم کر لیں گے یا چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرا دوست جبرائیل علیہ السلام ہے اور ہر نبی کا یہی مہربان دوست ہے۔ یہود نے کہا بس یہی جواب ہمارے ترک کا موجب ہے اگر کوئی دوسرا فرشتہ آپ کا دوست ہوتا تو ہم مسلمان ہو کر آپ کی تصدیق کرتے۔ آپ نے پوچھا اس کی تصدیق کرنے میں کیا مانع ہے؟ سب نے کہا وہ ہمارا دشمن ہے تو اسی وقت قل من كان عدوا لجبريل فانه نزله على قلبك باذن الله (۲/۹۷) آیت نازل ہوئی۔

نو معجزات: ۔۔۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یزید، شعبہ، عمرو بن مرہ، عبد اللہ بن سلمہ) صفوان بن عسال مرادی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے دوست سے کہا چلو نبی علیہ السلام سے (ولقد اٰتینا موسیٰ تسع اٰیات) کے متعلق دریافت کریں تو اس نے کہا نبی مت کہو اگر اس نے یہ بات سن لی تو اس کی آنکھیں چار ہو جائیں گی۔ تو آخر انھوں نے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(۱) شرک نہ کرو۔ (۲) چوری نہ کرو۔
(۳) زنا نہ کرو۔ (۴) ناحق قتل نہ کرو۔
(۵) جادو نہ کرو۔ (۶) سود نہ کھاؤ۔
(۷) بے گناہ پر مقدمہ نہ کرو کہ اس کے قتل کا موجب ہو۔
(۸) پاکدامن عورت پر تہمت نہ لگاؤ یا فرمایا میدان جنگ سے فرار نہ کرو (شعبہ راوی کو شک ہے)۔
(۹) اور خصوصاً تمہارے لئے اے یہود! یہ حکم ہے کہ ہفتہ کے دن شرارت نہ کرو۔

یہودیوں نے آگے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں کے بوسے لیے اور آپ علیہ السلام نے نبی ہونے کی تصدیق کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا مسلمان ہونے سے کیا امر مانع ہے؟ یہودیوں نے کہا کہ داؤد علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ نبوت ان کی نسل میں رہے گی اور دوسری بات یہ ہے کہ ہم مسلمان ہو گئے تو خطرہ ہے کہ یہودی ہمیں موت کے گھاٹ اتار دیں۔ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، حاکم اور بیہقی نے متعدد اسناد سے بواسطہ شعبہ روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کی سند میں عبد اللہ بن سلمہ راوی ہیں اور ان کا حافظہ کمزور ہے شاید ان کو نو معجزات اور دس کلمات میں التباس ہو گیا ہے یہ دس کلمات اور وصیتیں ہیں جو مصر سے ہجرت کے بعد طور پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کے دوران عطا فرمائی تھیں اس وقت ہارون علیہ السلام اور بنی اسرائیل کوہ طور پر موجود تھے۔ اصل میں نو معجزات اور خوارق عادات جن کا ظہور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ذات گرامی اور معرفت بطور تائید الٰہی کا ظہور ہوئے تھے وہ یہ ہیں:

(۱) عصا علیہ السلام (۲) ید بیضا (۳) طوفان۔
(۴) ٹڈی۔ (۵) جوئیں۔ (۶) مینڈک۔
(۷) خون۔ (۸) قحط سالی۔ (۹) نقص ثمرات۔

مباہلہ سے انحراف کرنا: ۔۔۔ نجران کے عیسائی علماء کو جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو مباہلہ کی دعوت دی کہ باطل پرست پر اللہ تعالیٰ لعنت [illegible]

وہ بجز نبی کی فضیلت کا اعتراف کرتے ہوئے مباہلہ سے معذرت خواہ ہو گئے کہ کہیں یہ بات نہ ہو کہ اس دعا کا وبال ان پر پڑے۔ یہ معجزہ سورۃ بقرہ (۹۴) اور سورۃ جمعہ میں مذکور ہے اور تفسیر ابن کثیر میں یہ تفصیل موجود ہے۔

وفد نجران.... ۹ھ میں عیسائیوں کا مذہبی وفد نجران سے آیا، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انہوں نے بحث و مباحثہ حضرت مسیح کے بارے کیا تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ان سے مباہلہ کرنے کا حکم دیا جب آپ علیہ السلام حسب وعدہ مباہلہ کے لئے تشریف لائے تو وہ ڈر کر مباہلہ سے دستبردار ہو گئے اور جزیہ ادا کرنے پر راضی ہو گئے یہ معجزہ سورۃ آل عمران (۶۱) میں مذکور ہے، عیسائی حلقوں میں کھلبلی مچ گئی، اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے مباہلہ کے انداز میں مشرکین کے حق میں بددعا کی۔ (قل من کان فی الضللۃ فلیمدد لہ الرحمن مدا (۱۹:۷۵)) کہ جو شخص گمراہی میں پڑا ہوا ہے تو رحمٰن اسے ڈھیل دے رہا ہے۔

حد زنا کا معجزانہ فیصلہ.... عبداللہ بن مبارک، معمر کی معرفت امام زہری سے نقل کرتے ہیں کہ میں سعید بن مسیب کے پاس تھا ان کے پاس مزینہ قبیلہ کا ایک آدمی تھا جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں سے تھا جن کی وہ بہت تعظیم کیا کرتے تھے۔ اس کا والد صلح حدیبیہ میں شامل تھا وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا تھا کہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھے یہودیوں کا ایک وفد زنا کا مسئلہ لے کر حاضر ہوا ان کا آپس میں یہ مشورہ تھا کہ ان کے شرعی احکام ہلکے پھلکے ہوتے ہیں اگر وہ رجم کے علاوہ کوئی فیصلہ دیں تو اس پر عمل کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک نبی کی تصدیق کرنے پر سرخرو ہوں گے۔ اگر وہ رجم کا فیصلہ کریں تو ہم قبول نہیں کریں گے کیونکہ ہم تورات کے اس فیصلہ کی پہلے ہی مخالفت کر چکے ہیں۔

چنانچہ انہوں نے مسجد میں رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں یہ مقدمہ پیش کیا کہ جناب شادی شدہ زانی کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور صحابہ سمیت اٹھ کر یہودی درس گاہ میں چلے آئے۔ وہ تورات پڑھ رہے تھے تو آپ ﷺ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا اے یہود کے گروہ میں آپ لوگوں کو اس خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی کہ شادی شدہ زانی کی تورات میں کیا سزا ہے؟

انہوں نے بتایا کہ منہ کالا کر کے گدھے پر الٹا سوار کر کے جلوس نکالتے ہیں لیکن اس دوران ان کا نوجوان استاد خاموش رہا۔ آپ علیہ السلام نے اسے خاموش دیکھ کر کہا خدا کیلئے بتائیے تو اس نے کہا آپ نے خدا کا واسطہ دے کر پوچھا ہے تو اصل بات یہ ہے کہ تورات میں ایسے زانی کی سزا رجم ہے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا اس جلوس کا آغاز کیسے ہوا؟ اس نے بتایا کہ ایک شہزادے نے زنا کیا لیکن اس کو رجم نہیں کیا گیا۔ پھر عوام میں سے کسی نے زنا کیا تو بادشاہ نے اسے رجم کرنا چاہا تو اس کی قوم اس کے آڑے آئی کہ پہلے شہزادہ رجم ہو گا پھر یہ ہو گا اس طرح چنانچہ صلح ہو کر ان میں تخفیف ہو کر یہ سزا مقرر ہوئی کہ مجرم کا منہ کالا کر کے گدھے پر بٹھا کر جلوس نکالا جائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تورات کے غیر ترمیم شدہ حکم کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق رجم کر دیئے گئے۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اسی مقدمہ پر "انا انزلنا التوراۃ فیہا ھدی ونور یحکم بہا النبیون الذین اسلموا للذین ھادوا" (۵:۴۴) آیت نازل ہوئی۔ امام محمد بن اسحاق (م ۱۵۱ھ) نے بھی یہ روایت امام زہری سے بیان کی ہے اس میں ہے کہ عبداللہ بن صوریا اعور اس کے بعد کافر اور منکر ہو گیا اور سورۃ مائدہ (۵:۴۱) کی چند آیات نازل ہوئیں۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان آیات مقدسہ (۵:۴۱-۴۴) کے ذیل میں ہم نے اس کے متعلق سب روایات تفسیر ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ میں بیان کر دی ہیں۔

یہودی لڑکے کا صفات رسول اللہ ﷺ کا اعتراف اور اسلام قبول کرنا (۱)..... حماد بن سلمہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا رسول اللہ ﷺ کا خدمت گار تھا رسول اللہ ﷺ اس کی عیادت کو بیماری کے لئے گئے تو اس کا باپ سرہانے کھڑا تھا

رات پڑھ رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو تورات میں میری صفت، علامات اور میری جائے پیدائش کا ذکر پاتا ہے؟ اس نے سر سے نفی میں اشارہ کیا تو اس کے بیٹے نے کہا، کیوں نہیں، خدا کی قسم یا رسول اللہ! ہم تورات میں ہیں اور میں آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں اور کلمہ بھی پڑھتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا اس یہودی کو اس کے پاس سے اٹھاؤ اور اپنے بھائی کی خدمت کرو۔ ([illegible])

(۲) ابن ابی شیبہ، عفان، حماد بن سلمہ، عطاء بن سائب، ابو عبیدہ بن عبداللہ، عبداللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کے بہشت میں داخل کرنے کے لئے مبعوث فرمایا۔ چنانچہ آپ علیہ السلام ایک کنیسہ میں تشریف لائے وہاں ایک یہودی شخص تورات پڑھ رہا تھا جب وہ آپ علیہ السلام کی صفات کے بیان پر آیا تو چپ ہو گیا اور وہاں ایک بیمار آدمی تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے پوچھا چپ کیوں ہو گئے تو مریض نے کہا یہ لوگ ایک نبی کے صفات کے بیان پر آ گیا تھا، مریض گھٹنوں کے بل گھسٹتا ہوا آیا اور یہودی سے کتاب لے لی، چنانچہ اس نے پڑھ کر کہا یہ آپ کی اور آپ کی امت کی صفات ہیں، میں اللہ کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں اور کلمہ پڑھتا ہوں پھر وہ فوت ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنے دینی بھائی کی تجہیز و تکفین کا انتظام کرو۔

(۳) رسول اللہ ﷺ نے یہودی دو عالموں سے فرمایا اے یہودیو! اسماعیل و اسحاق کی اولاد کی قسم تم خوب جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ انھوں نے کہا جناب ابو القاسم! آپ نے تبلیغ کا فریضہ ادا کر دیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا "بالکل یہی" میرا بھی مقصد ہے۔

عالمگیر رسول ﷺ: کتاب و سنت سے یہ بات قطعی طور پر پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی آمد کی بشارت اور اطلاع تمام انبیاء علیہم السلام نے دی اور ان کی امتیں اس امر سے بخوبی واقف تھیں لیکن ان کے اکثر علماء نے حسد و بغض سے اسے چھپا رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی عالمگیر رسالت کا تذکرہ ان آیات مقدسہ: اعراف ۱۵۸، انعام ۱۹، بقرہ ۱۲۰، آل عمران ۲۰ میں بصراحت موجود ہے۔

رسول اللہ ﷺ عربی، عجمی، کتابی، مشرک، ساری کائنات کی طرف بھیجے گئے ہیں اور جس شخص کے کان میں آپ علیہ السلام کی آواز پہنچ گئی وہ آپ علیہ السلام کا مخاطب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، جسے میری تبلیغ کی آواز کسی یہودی یا عیسائی الغرض کسی تک بھی پہنچ گئی اور اسے ایمان نصیب نہ ہوا تو وہ دوزخی ہوگا۔ متفق علیہ روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری پانچ خصوصیات ہیں جو کسی اور نبی کو عطا نہیں کی گئیں

(۱) ایک ماہ کی مسافت تک دشمن مجھ سے مرعوب ہے۔

(۲) غنیمت کا مال میرے لئے حلال اور گزشتہ نبیوں پر حرام تھا۔

(۳) روئے زمین میرے لئے جائے نماز اور پاک ہے۔

(۴) شفاعت کا حق مجھے عطا ہوا ہے ہر نبی صرف اپنی قوم کا رسول ہوتا تھا اور میں ساری دنیا کا نبی ہوں۔ کالے گورے عربی عجمی جن اور انسان غرض ساری کائنات کے لئے رسول ہوں۔ اور آپ علیہ السلام کے متعلق سابقہ کتب میں بشارات و اطلاعات موجود ہیں اور بنی اسرائیل کے آخری نبی عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل میں اس کا اعلان ان الفاظ میں کیا تھا: اے بنی اسرائیل! بلاشبہ میں اللہ کا تمہاری جانب رسول ہوں، تورات جو مجھ سے پہلے ہے اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور ایک رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا۔ (۶۱/۶)

خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صدق و حقانیت کا موافق و مخالف سب لوگوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ آپ ﷺ ساری کائنات سے دانشور اور بزرگ انسان ہیں آپ علیہ السلام کی دعوت و تبلیغ اطراف عالم میں پھیل چکی ہے اور مشرق و مغرب میں ان کی حکومت قائم ہے۔ بفرض محال اگر آپ علیہ السلام کی دعوت جھوٹی ہوتی تو آپ کی ذات سب سے زیادہ نقصان دہ ہوتی اور گزشتہ انبیاء آپ کی مخالفت کی تاکید کرتے اور اپنی قوم کو اس سے خبردار کرتے اور نفرت دلاتے کیونکہ ہر نبی نے اپنی امت کو گمراہ قیادت سے باخبر کیا ہے یہاں تک کہ تمام انبیاء اور پہلے رسول آدم کے بعد نوح علیہ السلام نے بھی دجال سے باخبر

کیا یہ بات واضح ہے کہ کسی نبی نے بھی محمد ﷺ کی اتباع سے عذر حضرت علائی شیخ الاسلام کی تاکید کی صورت ان کی شان میں؟ مناسب ہے بلکہ ان کی اطاعت کا حکم دیا اور مخالفت سے منع کیا گیا ہے۔

> "اور جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا البتہ جو کچھ میں تمہیں کتاب اور علم دوں پھر تمہارے پاس پیغمبر آئے جو اس چیز کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے البتہ تم اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا عہد قبول کیا؟ انہوں نے کہا ہم نے اقرار کیا، اللہ نے فرمایا تو اب گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں"۔ (۳/۸۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہر نبی سے اللہ تعالیٰ نے یہ عہد لیا کہ اگر ان کی زندگی میں محمد ﷺ مبعوث ہو گئے تو وہ ان پر ایمان لائیں گے اور ان کی اعانت کریں گے اور سب کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی امتوں سے بھی یہ عہد لیں۔ (ابن جریر)

گزشتہ انبیاء کی بشارت اور پیش گوئیاں ...... حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ میں موجودہ تورات کے سفر اول میں ہے کہ آتش نمرود کی آزمائش سے نجات کے بعد اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو یوں فرمایا "اٹھو اور بیٹے کی خاطر مشرق و مغرب میں چل۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اس وحی سے اپنی بیوی سارہ کو آگاہ کیا تو اس کی خواہش ہوئی کہ یہ بشارت اسکے بیٹے کو حاصل ہو حضرت ہاجرہ اور ان کے بیٹے (علیہما السلام) کو یہاں سے اور مقام پر منتقل کرنے کا اظہار کیا چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو حجاز کے چٹیل میدان اور فاران کے پہاڑ پر چھوڑ آئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی خیال تھا کہ اس بشارت کا مصداق اسحاق علیہ السلام ہوگا۔ (لیکن وحی کے صریح الفاظ یہاں کو صاف کرتی ہے) اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ آپ کے لڑکے اسحاق علیہ السلام ہی تیری اولاد ہوگی۔

باقی رہا آپ کا فرزند اسماعیل علیہ السلام تو میں اسے برکت دوں گا اور بڑا کروں گا اس سے بہت بڑی قوم بناؤں گا اور اس کی اولاد سے "ماذ ماذ" یعنی محمد ﷺ پیدا کروں گا اس کی اولاد سے بارہ سردار پیدا کروں گا اور اس کی عظیم امت ہوگی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کے پاس ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو چھوڑ آئے تو (مشکیزے کا پانی ختم ہو گیا) پیاس نے ستایا اور بیٹے کے غم نے رلایا۔ فرشتہ آیا اس نے چشمہ زمزم جاری کیا اور بچے کی حفاظت کا حکم دیا کہ عنقریب اس کی نسل سے عظیم بچہ پیدا ہوگا۔ مشعل کی طرح اس کی اولاد بے شمار ہوگی۔ اور یہ مسلم حقیقت ہے کہ اولاد اسماعیل علیہ السلام میں اولاد آدم کوئی بجز محمد ﷺ سے جلیل القدر عالی مرتبت اعلیٰ منصب نہیں آپ کی امت کی حکومت مشرق و مغرب پر محیط ہوئی اور کل اقوام ان کے ماتحت ہو گئیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام ... تورات کے سفر ثانی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ہے اے موسیٰ علیہ السلام! میں ان کے عزیز و اقارب سے تیرے جیسا ایک معزز نبی منتخب کروں گا اور اپنا کلام ان کی زبان پر جاری کروں گا اور تم سنو گے اور سفر خامس یعنی سفر حدود میں ہے کہ میدان تیہ کے ۳۹ ویں سال حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو خطبہ کے دوران کہا سنو! اللہ تعالیٰ تمہارے عزیز و اقارب میں سے میرے جیسا ایک نبی تمہاری جانب مبعوث کرے گا وہ نیکی کی اشاعت کرے گا، برائی سے منع کرے گا، پاکیزہ چیزیں حلال کرے گا اور خبیث چیزیں ان پر حرام کرے گا۔ اس کی معصیت دنیا میں رسوائی اور آخرت میں شدید عذاب ہے۔

موجودہ تورات کے سفر خامس کے آخری حصہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ (کی شریعت اور اس کا دین) طور سینا سے آیا، ساعیر (جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قیام گاہ ہے) سے طلوع ہوا اور کوہ فاران (جو مکہ میں ہے) سے ظاہر ہو کر بلند ہوا کا مصداق صرف رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔

سورت والتین والزیتون میں بھی پیش گوئی کا اتفاقی ترتیب کے لحاظ سے عطف کے ساتھ تذکرہ کے مطابق ذکر ہے کہ پہلے فاضل (عیسیٰ علیہ السلام) پھر افضل (موسیٰ علیہ السلام) کا اور پھر افضل ترین کا بیان کیا۔

چنانچہ تین اور زیتون سے مراد بیت المقدس میں باغات ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مولد تھا ہے اور طور سینین سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ ہم کلام ہوا اور "بلد امین" سے مراد مکہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مرکز ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام: ۔ زبور میں ہے کہ امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کا ہونا ابراہیم کا باب ہے۔ علاوہ ازیں نبی کریم کی ایک مثال بیان ہے کہ آپ علیہ السلام انبیاء علیہم السلام کے تعمیر شدہ گنبد کی آخری اینٹ ہیں جس سے وہ پایہ تکمیل تک پہنچا۔ جیسا کہ متفق علیہ روایت میں ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میری اور گذشتہ انبیاء کی مثال ایک معمار کی ہے جس نے عمارت کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیا سوائے ایک اینٹ کے مقام کے۔ لوگ اسے گھوم پھر کر دیکھنے لگے اور کہنے لگے یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی؟ تو میں وہ اینٹ ہوں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (۳۳/۴۰ الاحزاب) "لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں اور ان کی مہر ہیں"۔

زبور میں آنحضور ﷺ کی یہ صفات ہیں کہ آپ کی نبوت اور دولت خوب پھیلے گی اور ایک سمندر سے لے کر دوسرے تک آپ کی شریعت کا نفاذ ہو گا۔ ہر جانب ... شاہ اس کے پاس نذرانے اور تحائف لے کر پیش ہوں گے۔ وہ پریشان حال کی امداد کرے گا۔ اقوام عالم کی تکلیفیں دور کرے گا۔ ضعیف اور بے سہارا کا مددگار ہو گا ... ہر وقت اللہ تعالیٰ کی اس پر برکت ہو گی۔ سال کا ذکر اور ... کے لئے ہو گا۔ اس پیشین گوئی کا مصداق محمد ﷺ کے سوا کون ہو سکتا ہے۔

شعیا علیہ السلام ..... شعیا علیہ السلام کے صحف میں ہے کہ میں اقوام عالم کی طرف ایک امی نبی مبعوث کروں گا۔ وہ بد خلق، سنگدل، بازاروں میں شور کرنے والا نہ ہو گا۔ ہر اچھے کام میں اسے استعمال کروں گا اور خوش خلق عطا کروں گا۔ وقار اور سنجیدگی اس کی پوشاک ہے۔ نیکی اس کا شعار ہے۔ تقویٰ اس کے دل میں ہے۔ حکمت و دانائی اس کی جبلت ہے۔ وفا اس کی طبیعت ہے۔ عدل و انصاف اس کی سیرت ہے۔ حق و صداقت اس کی شریعت ہے۔ رشد و ہدایت اس کی ملت ہے۔ اسلام اس کا طریقہ اور دین ہے۔ قرآن اس کی طرف نازل شدہ کتاب ہے۔ احمد ﷺ اس کا نام ہے۔ ان کے ذریعے میں گمراہی سے راہ راست پر لاؤں گا۔ گمنام لوگوں کو شہرت عطا کروں گا۔ اس کی بدولت انتشار کے بعد کثیر اور جدا جدا کو جمع کروں گا اور رنجیدہ دلوں میں ان کے ذریعے الفت و محبت پیدا کروں گا۔ اس کی قوم امت اقوام عالم سے بہتر ہو گی۔ ان کی قربانیاں ان کی جانیں ہوں گی۔ قرآن ان کے سینوں میں ہو گا۔ رات کو شب زندہ دار اور دن کو میدان جنگ کے شاہسوار۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اللہ بڑا صاحب فضل و کرم ہے۔ تورات کی دوسری فصل میں ہے: وہ جن اقوام کو روند ڈالے گا اور مشرکین عرب کو قتل کرے گا وہ تب سے ... پورا کرے گا اور وہ سب قتل کئے جائیں گے۔ اور ۲۰ ویں فصل میں ہے: بے شک بیابان کو خوش و خرم ہونا چاہئے۔ احمد علیہ السلام اسے لبنان کی تمام سرسبزی و شادابی بخشے گا۔ اور لوگ ان کے چہرے سے اللہ کا جلال پھیلتا دیکھیں گے۔

حضرت الیاس علیہ السلام کے صحیفے میں ہے کہ وہ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ سیر کے لئے نکلا تو عرب کے علاقہ کو دیکھ کر اپنے صحابہ سے کہا: غور کرو یہ وہ زمین ہے جو تمہارے قلعوں پر غالب آ جائیں گے۔ انہوں نے پوچھا اے نبی اللہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کیسے کرتے ہوں گے؟ فرمایا وہ ہر بلند مقام پر اپنے رب العزت کی تعظیم بانگ تکبیر سے بجا لائیں گے۔

صحیفہ حضرت حزقیل علیہ السلام ..... حزقیل علیہ السلام کے صحیفہ میں ہے کہ میرا بندہ برگزیدہ میرا محبوب ہے جس پر وحی کا نزول ہو گا اور اقوام عالم میں میرا عدل و انصاف ظاہر کرے گا۔ میں نے اسے پسند کر لیا ہے اور اپنی ذات کے لئے اسے منتخب کر لیا۔ میں اسے برحق دین و شریعت عطا کر کے اس عالم کی طرف بھیجوں گا۔

کتاب الصلوات میں ہے کہ ایک نبی بنی اسرائیل کا بیت المقدس سے گزر ہوا اور وہ رو رہے تھے ان کی رونے کی آواز سن کر انہوں نے ان کو بلا کر پوچھا: نبی اللہ! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے عرب کی طرف سے ایک نبی بھیجے گا جو تمہارے گھروں کو برباد کرے گا اور تمہاری عورتوں کو گرفتار کرے گا۔ یہ سن کر یہود نے ان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو وہ فرار ہو گئے۔

حزقیل علیہ السلام کے کلام میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے شکم مادر میں تیری تصویر بنانے سے پہلے تجھے پاک کیا اور نبی بنایا اور تمام اقوام کی جانب ... بنا کر بھیجا۔

صحیفہ شعیا علیہ السلام ...... ان کے صحیفے میں مکہ کی ایک ضرب المثل ہے: اے مکہ کی سرزمین! اٹھ اور شکر ادا کر، اس بچے کی وجہ سے جو تجھے تیرا پروردگار عطا کرے، مسرت کے شادیانے بجا، اس کی برکت سے تیرا صدقہ آتش ہو جائے گا، تیرا ملک بیٹھ جائے گا؟ تیرے بچے شہروں کے دروازوں اور دیواروں پر بڑی شان سے ہوں گے، وہ بے خوف ہیں گے، بادشاہ جب وراست سے تحائف لے کر تیرے صدر میں حاضر ہوں گے، بیکرانی قدر بچہ [illegible] نام ہوگا، وہ شہروں اور محلوں پر قابض ہوگا۔ رحمت [illegible] حضرت کرے گا، تیرا علم [illegible] تجھے کبھی کوئی غم نہیں ستائے گا اور گزشتہ مصائب کا ازالہ ہو جائے گا۔

یہ سب الفاظ حضرت نبی علیہ السلام کے مبارک زمانے کے [illegible] ہوئے اور مکہ مکرمہ اس کا صحیح مصداق ہے، یہودی اگر اس کلام کا مصداق بیت المقدس قرار دیں تو یہ بالکل غلط اور نامناسب ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت ارمیا علیہ السلام ...... ان کے صحیفہ میں ہے کہ ایک درخشندہ ستارہ جنوب سے ظاہر ہوا، اس کی شعاعیں [illegible] کی طرف ہیں۔ اس کے عہد سے خلاف کرنے والے ہیں اور پہاڑ اس کی بدولت ہموار ہو گئے ہیں (اس سے مکی نبی علیہ السلام مراد ہیں)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ...... ان کا بیان انجیل میں ہے کہ میں جنت کی جانب جا رہا ہوں اور تمہاری طرف فارقلیط کو روانہ کروں گا، جو تمہیں ہر قسم کی تعلیم دے گا (فارقلیط سے مراد احمد ﷺ ہیں) جیسا کہ (۶۱/۶) میں مذکور ہے (ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد)

اس قسم کے اقتباسات بعض آسمانی کتب میں مذکور ہیں، ہم طوالت کے خوف سے [illegible] اہل کتاب علماء ان سے خوب آگاہ ہیں مگر ان کو صیغہ راز میں رکھتے ہیں۔

حافظ ابوبکر بیہقی فلتان بن عاصم رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم [illegible] خدمت میں تھے، آپ ﷺ نے ایک شخص [illegible] وہ یہودی قمیص، شلوار پہنے اور جوتے پہنے ہوئے آ رہا تھا، وہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے [illegible] اے یہودی! [illegible] رسول اللہ ﷺ ہوں؟ آپ علیہ السلام نے پوچھا کہ [illegible] تو تورات کی تلاوت کرتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا اور انجیل؟ تو اس نے کہا: انجیل بھی [illegible]، مجھے رب کی قسم [illegible] آپ کے سامنے پڑھ سکتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: [illegible] تورات اور انجیل میں میری صفت پڑھتا ہے؟ اس نے کہا: ہم آپ جیسی صفات ان میں پاتے ہیں مگر ہم سمجھتے تھے کہ وہ اسرائیلی ہوگا، جب آپ ﷺ کی نبوت منظر عام پر آئی تو ہم سمجھے کہ آپ وہی ہیں، ہم نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ آپ وہ نہیں۔ آپ نے پوچھا کیوں معلوم ہوا؟ تو اس نے کہا اس کی امت میں ستر ہزار اشخاص جنت میں بلا حساب داخل ہوں گے اور آپ کی تعداد [illegible] امت کی تعداد بہت قلیل ہے، آپ ﷺ نے فرمایا قسم بخدا [illegible] میری امت کی تعداد [illegible] ستر ہزار سے بھی زیادہ [illegible] ہوں (جس کی یہ صفات تورات میں پڑھتے ہو) اور میری امت میں سے جنت میں [illegible] اور بھی [illegible] ہیں [illegible] ہے اور مکرر۔

نیکی کیا ہے؟ ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (علامات النبوۃ [illegible]) [illegible] وابصہ اسدی رضی اللہ عنہ سے [illegible] خود نہیں بلکہ آپ کے کسی اہم شخص نے بتایا اور وابصہ سے یہ بیان کرتے ہیں [illegible] انجیلی شہادت میں آپ [illegible] ہر نیکی [illegible] پوچھنا چاہتا تھا اور آپ کے [illegible] سوال [illegible] مجھے [illegible] [illegible] [illegible] اللہ [illegible] [illegible] [illegible] سے پوچھنے [illegible] [illegible]

کتاب و سنت سے ثابت شدہ صرف چند پیش گوئیوں کا بیان

جہاد کی پیش گوئی: ... ابتداء اسلام میں تہجد کی نماز فرض تھی یہ حکم تقریباً ایک سال رہا پھر سورت مزمل (جو مکی ہے) کی آخری آیت (وآخرون یقاتلون فی سبیل اللہ) اور بعض اللہ تعالیٰ کی راہ میں کافروں سے لڑتے ہوں گے نازل ہوئی تو فرضیت تہجد ساقط ہو گئی اور تہجد نفل حیثیت میں باقی رہ گئی اور یہ واضح ہے کہ مکی زندگی میں جہاد کا تصور نہیں تھا جہاد ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں شروع ہوا ہے۔

جنگ بدر کی پیش گوئی: ... ام یقولون نحن جمیع منتصر۔ سیھزم الجمع ویولون الدبر (۵۴/۴۴-۴۵)

"کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم زبردست جماعت ہیں عنقریب یہ جماعت بھی شکست کھائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔"

یہ سورت القمر کی آیات ہیں جو مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں۔ یہ پیش گوئی جنگ بدر میں پوری ہوئی جنگ بدر کے دوران یہ آیات تلاوت کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ خیمہ سے باہر تشریف لائے اور ان کو عرب کے لشکر پر بڑی کم تعداد کے باوجود فتح و کامیابی ہوئی۔

ابولہب اور اس کی بیوی کے بارے میں پیش گوئی: ... سورت لہب مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اس میں پیش گوئی کی گئی کہ ابولہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب اور اس کی بیوی دوزخ میں جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مرتے دم تک مسلمان نہ ہوئے اور مشرک مرے۔

تین پیش گوئیاں: ... اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرے کہ انہیں ضرور حکومت عطا کرے گا جیسا کہ ان سے پہلوں کو عطا کی تھی اور ان کے لئے جس دین کو پسند کیا ہے اسے ضرور مستحکم کرے گا اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔

یہ پیش گوئیاں حرف بحرف پوری ہو گئیں، اسلامی خلافت قائم ہوئی، اسلام کو دین میں اللہ تعالیٰ نے مستحکم و غالب کیا اور دنیا میں اس کی نشر و اشاعت کے اسباب پیدا کئے۔ بعض مفسرین حضرات نے بیان کیا ہے کہ اس آیت سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی پیش گوئی کی ہے۔ بلاشبہ خلافت صدیقی پر یہ وعدہ صادق آتا ہے کہ یہ وعدہ اور بشارت تمام امت مسلمہ کو شامل ہے جیسے کہ صحیح بخاری میں ہے "جب قیصر ختم ہو گیا تو اس کے بعد قیصر نہ ہوگا اسی طرح جب کسریٰ ختم ہو گیا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا والذی نفسی بیدہ خدائی قسم ان کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیئے جائیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ادوار خلافت میں یہ فتوحات ہوئیں۔

اسلام کا غلبہ: ... وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو سب دینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرک برا مانیں (۶۱/۹)۔ بالکل اسی طرح یہ پیش گوئی واقع ہوئی اور دین اسلام سب ادیان پر مشرق و مغرب میں پھیل گیا، تمام عالم پر چھا گیا۔ بعض لوگ تھے جو منافق بن کر اسلام میں داخل ہوئے، بعض جزیہ ادا کر کے صلح کرنے والے تھے، بعض اسلام کے غلبہ اور طاقت سے خائف و مغلوب تھے جیسے کہ حدیث ہے: میرے لئے اللہ تعالیٰ نے زمین سمیٹ دی تو میں نے اس کے مشرق اور مغرب کو دیکھا، جہاں تک یہ زمین دکھائی گئی ہے میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچ گئی۔

جنگجو قوم سے پالا پڑے گا: ... "اعراب (بدوؤں) میں سے جو پیچھے رہ گئے تھے ان سے کہہ دو کہ عنقریب تم ایک سخت جنگجو قوم سے لڑنے کے لئے بلائے جاؤ گے کہ تم ان سے لڑو گے یا وہ اطاعت قبول کر لیں گے۔" (۴۸/۱۶)

یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی، جنگجو قوم کا مصداق قبیلہ ہوازن ہیں یا بنو حنیفہ ہیں۔

فتح مکہ کی پیش گوئی: ... اللہ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جن کو تم حاصل کرو گے پھر تمہیں اس نے یہ غنیمت خیبر جلدی دی

کردی اور اس نے تم سے لوگوں کے ہاتھ روک دیئے تاکہ یہ ایمان والوں کے لئے ایک معجزہ ہو اور تمہیں سیدھے راستہ پر چلائے (اور بھی فتوحات ہیں کہ جن پر تم قادر نہیں ہو سکے ان کو بھی آنے کا یقینی اللہ کے علم میں ہیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہیں) (۴۸/۲۰) واخریٰ لم تقدروا علیہا سے مراد فتح مکہ کی پیش گوئی ہے جو لفظ بہ لفظ پوری ہوئی۔

مسجد حرام میں داخلے کی پیش گوئی.... سورت فتح (۴۸/۲۷) میں ہے کہ اگر اللہ نے چاہا تو تم مسجد حرام میں ضرور داخل ہو گے، یہ پیش گوئی ۷ ھ میں پوری ہوئی اور یہ عمرہ عمرۃ القضاء کی صورت میں صرف دو برس کے اندر آئی۔ صلح حدیبیہ میں جب عمرہ نہ ہو سکا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اعتراض کرتے ہوئے فرمایا تھا: ہم بیت اللہ کا طواف اور عمرہ کریں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے کب کہا تھا کہ تم اسی سال عمرہ کرو گے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں، واقعی یہ نہیں کہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: آئندہ عمرہ ضرور ہوگا۔

تجارتی قافلہ یا مال غنیمت - رسول اللہ ﷺ کو ابو سفیان کے تجارتی قافلہ کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ اس کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے، ابو سفیان کو تعاقب کی خبر ہوئی تو اس نے فوراً مکہ خبر بھیج دی اور اپنا راستہ تبدیل کر لیا چنانچہ قریش قریباً ہزار مسلح افراد لے کر روانہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کو بھی ان کے بارے میں معلوم ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تجارتی قافلہ یا مال غنیمت میں سے ایک پر فتح کا وعدہ فرمایا ہے، اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خیال تھا کہ تجارتی قافلہ کا تعاقب جاری رکھا جائے مگر اللہ کو مسلح لشکر سے قتال کرانا منظور تھا چنانچہ دشمن کو مقابلے میں شکست ہوئی اور مال غنیمت کے علاوہ ستر قتل کئے، ستر گرفتار کئے اور گرفتار شدگان کا فدیہ وصول ہوا، جبکہ تم چاہتے تھے کہ غیر مسلح تجارتی قافلہ ہاتھ لگے مگر اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ حق بات قائم ہو اور کافروں کی جڑ کٹ جائے۔

> وإذ یعدکم اللہ إحدی الطائفتین أنها لکم وتودون أن غیر ذات الشوکة تکون لکم ویرید اللہ أن
> یحق الحق بکلماته ویقطع دابر الکافرین (۸/۷)

فدیہ ادا کرنے والے قیدیوں سے وعدہ.... "اے نبی! جو قیدی تمہارے قبضہ میں ہیں ان سے کہہ دیجئے کہ اگر اللہ تمہارے دلوں میں نیکی معلوم کرے گا تو تمہیں اس سے بہتر دے گا جو تم سے لیا گیا ہے" (۸/۷۰) فدیہ ادا کرتے وقت بعض نے اظہار کیا کہ ہم تو مسلمان تھے ہم سے فدیہ کیوں لیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنا اور عقیل کا فدیہ ادا کیا، مسلمان ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اتنا مال دیا کہ وہ بمشکل اسے اٹھا کر لے گئے۔

فقر سے خوف.... ۹ ھ میں مشرکین کی عدم شرکت سے معیشت متاثر ہونے کا اندیشہ لاحق ہوا تو اللہ نے فرمایا (۹/۲۸) "اگر آپ ﷺ کو فقر و فاقہ کا خطرہ ہے تو اگر مشیت خداوندی نے چاہا تو اپنے فضل و کرم سے تمہیں مستغنی کر دے گا" یعنی جزیہ اور مال غنیمت سے مالا مال کر دے گا اور حج میں مشرکین کے نہ آنے سے کاروبار و معیشت پر جو اثر پڑے گا اس کا ازالہ ہو جائے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا جزیہ اور مال غنیمت خوب ملا اور سارا عرب مسلمان ہوا اور کئی ممالک میں اسلام بھی پھیل گیا۔

حیلے بہانے کی پیش گوئی غزوہ تبوک میں چند منافقین شریک نہ ہوئے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مطلع فرما دیا کہ واپسی میں یہ لوگ جھوٹی معذرت پیش کریں گے آپ ﷺ ان سے کوئی تعرض نہ کریں ان کو حسب حال چھوڑ دیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ سیحلفون باللہ لکم اذا انقلبتم الیہم لتعرضوا عنهم فاعرضوا عنهم انهم رجس (۹/۹۵) اور آپ ﷺ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ان کی پہچان سے آگاہ بھی کر دیا تھا۔

[illegible] ہجرت کی پیش گوئی۔ [illegible] رسول اللہ ﷺ پر [illegible] سے پہلے [illegible] ہوئے بالآخر آپ ﷺ ہجرت کرنے والے [illegible] مجھے [illegible]

[illegible] بیعت کی [illegible] (مسند احمد) کی تفسیر ہے۔

چنانچہ یہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی جو لوگ بھی اس معاہدہ میں شریک تھے وہ سب کے سب غزوہ بدر میں ہلاک ہو گئے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے [illegible] فرمایا تھا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے امیہ بن خلف سے کہا تھا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ وہ تجھے قتل کریں گے [illegible] انہوں نے [illegible] پس ایسا ہی ہوا [illegible] آپ ﷺ نے جنگ بدر سے پہلے [illegible] بتا دیا تھا کہ فلاں فلاں کافر اس مقام پر قتل ہوں گے۔

روم کے فاتح ہونے کی پیشین گوئی فارس اور روم کی سلطنتیں دنیا کی بڑی طاقتیں تھیں ان دونوں سلطنتوں کی آپس میں چھیڑ چھاڑ جاری تھی۔ بعثت نبوی ﷺ کے پانچویں سال آپس میں جنگ شروع ہوئی اور مسلسل تین سال جاری رہی جس کے نتیجے میں فارس روم کے اکثر و بیشتر علاقے عراق، شام، فلسطین، مصر اور ایشیائے کوچک پر غالب آ گیا اس کامیابی سے مشرکین خوش ہوئے [illegible] آتش پرست آج غالب آ چکے ہیں تو [illegible] بھی مسلمانوں پر غالب آ جائیں گے جو اہل کتاب کے دینی بھائی ہیں۔

[illegible] قرآن پاک نے پیشین گوئی فرمائی کہ اہل روم قریب ترین زمین پر مغلوب ہو چکے ہیں لیکن وہ چند سال مغلوب رہنے کے بعد غالب [illegible] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسی قرآن کی پیشین گوئی کے متعلق کفار مکہ سے [illegible] شرط لگائی کہ [illegible] سال کے عرصہ میں [illegible] غالب آ جائے گا۔ چنانچہ غزوہ بدر کے موقع پر [illegible] غالب آ گیا اور قرآن کی یہ پیشین گوئی عین وقت پر حرف بحرف وجود میں آئی۔

آفاق و انفس میں آیات کے ظہور کی پیشین گوئی ... "ترجمہ: [illegible] ہم [illegible] اطراف عالم میں اور خود ان کی ذات میں بھی نشانیاں [illegible] یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ وہ (محمد ﷺ) برحق ہیں"۔ (۵۳)

یہ پیشین گوئی بھی [illegible] اطراف [illegible] اسلام [illegible] ہو گئے اور [illegible] مشرکین غزوہ بدر میں ہلاک ہو گئے [illegible] جب آپ ﷺ کی قوم سے [illegible] ظاہر ہو گیا کہ محمد ﷺ برحق رسول ہیں اور قرآن اللہ کا کلام ہے۔

عہد نامہ کو دیمک کا چاٹنا کفار قریش نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو سماجی اور معاشی بائیکاٹ کرنے کی دستاویز لکھ کر [illegible] چنانچہ [illegible] بنو مطلب مسلمان ہوں یا کافر سب کے سب رسول اللہ ﷺ کی حمایت میں شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے [illegible] تین سال [illegible] عہد نامہ [illegible]

[illegible] کے متعلق [illegible] اللہ تعالیٰ نے دیمک کو حکم دیا [illegible] اللہ کے [illegible] سب عہد نامہ [illegible] رسول اللہ ﷺ نے [illegible] بتایا [illegible] دیمک کھا گئی ہے صرف اس میں [illegible] آپ ﷺ کے بیان کے مطابق ہے [illegible] عہد نامہ منسوخ کر دیا [illegible] بنو ہاشم اور بنو مطلب گھاٹی سے نکل کر [illegible] آ گئے۔

امن و امان کی پیشین گوئی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ [illegible] حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول [illegible] آپ ﷺ [illegible] [illegible] [illegible] آ گئے [illegible] (مسند احمد) [illegible]

پہنچ گئے۔ ([illegible] ص ۱۶۱)

رسول اللہ ﷺ کے خواب (۱) بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں مجھے خواب آیا کہ میری ہجرت کا وقت قریب ہے تو میرے ذہن میں آیا کہ وہ یمامہ ہے یا ہجر لیکن وہ مدینہ ہے۔

(۲) مجھے خواب آیا کہ میں نے تلوار کو حرکت دی تو اس کا اوپر کا حصہ ٹوٹ گیا تو اس خواب کی تعبیر جنگ احد میں مسلمانوں کے نقصان کی ہے اور پھر اسے دوبارہ حرکت دی تو وہ پہلے سے عمدہ ہو گئی اس کی تعبیر اللہ کی فتوحات اور مسلمانوں کی [illegible] ہے۔

امیہ بن خلف کے قتل کی پیشین گوئی بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سعد بن معاذ عمرہ کی خاطر امیہ بن خلف کے پاس مہمان ٹھہرے [illegible] امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا دوپہر کو جب لوگ غافل ہوں تو طواف کر لینا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ طواف کر رہے تھے تو ابوجہل نے کہا یہ کون شخص طواف کر رہا ہے سعد رضی اللہ عنہ نے کہا میں ہوں سعد بن معاذ۔

ابوجہل نے کہا تم بے خوف ہو کر طواف کر رہے ہو [illegible] سعد رضی اللہ عنہ [illegible] امیہ نے [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] قتل [illegible]

جنگ بدر کا جب اعلان ہوا اور لوگ مکہ سے نکلنے لگے [illegible] امیہ [illegible] ابوجہل [illegible] جنگ میں مارا گیا [illegible] امیہ بن خلف [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] قتل [illegible] کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا [illegible]۔

ایک جری بہادر کے بارے میں پیشگوئی جنگ احد و خیبر [illegible] ایک شخص "قزمان" نے بڑی بہادری کا مظاہرہ کیا [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] دوزخی [illegible] زخمی [illegible] اپنی تلوار [illegible] خودکشی [illegible] آپ ﷺ نے [illegible]۔

جبلے سے پیشگوئی [illegible] آپ علیہ السلام نے فرمایا [illegible]۔

[illegible] آپ علیہ السلام [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] خوراک سے فارغ ہو گئے۔

کشتی کا ساحل پر پہنچنا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فرطكم [illegible] واني والله لانظر الى حوضي الآن واني قد اعطيت مفاتيح [illegible]

[illegible] ان تشركوا ولكني اخاف [illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو جنت کا مژدہ: بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے منقول ہے [illegible]

[illegible] ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ [illegible] چنانچہ وہ [illegible] کے گھر گیا تو [illegible] [illegible] [illegible] ہو گئے۔ فانا للہ و انا الیہ راجعون

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اسی طرح آپ ﷺ [illegible] حضرت عبداللہ [illegible] کو بھی اسلام پر فوت ہونے کی بشارت دی [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] [illegible] والحقنا بالصالحین آمین۔

خودکشی کا واقعہ [illegible] آپ ﷺ [illegible] [illegible] نماز جنازہ نہ پڑھی۔

عجیب قصہ [illegible] فرمایا صاحب الصحیفہ [illegible] [illegible]

احتیاط [illegible] حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔

بلا اجازت بکری ذبح کرنے کا علم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

قیامت تک کے واقعات پر پیشگوئی [illegible] [illegible]

بھولی ہوئی بات یاد آجاتی ہے جیسے کہ آدمی کسی کا چہرہ دیکھ کر پہچان لیتا ہے۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کی باتیں دریافت کرتے تھے اور میں شر و فتن کے امور پوچھتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے وہ پیش آ جائیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم جاہلیت اور برائی میں تھے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ذریعے بھلائی کا یہ دور عطا ہوا ہے۔ کیا اس بھلائی کے بعد برائی آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ میں نے پھر عرض کیا کیا اس برائی کے بعد پھر بھلائی بھی آئے گی؟ فرمایا ہاں لیکن اس میں کچھ آمیزش ہوگی۔ میں نے پوچھا وہ ملاوٹ کیا ہے؟ فرمایا لوگ میری سنتوں کو ترک کر کے دوسری راہ پر چلیں گے۔ میں نے عرض کیا کیا اس کے بعد بھی کوئی برائی آنے والی ہے؟ فرمایا ہاں! دوزخ کے دروازوں کی طرف لوگ بلاتے ہوں گے جو ان کی بات مانے گا وہ دوزخی ہوگا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیسے ہوں گے؟ فرمایا وہ لوگ ہماری قوم سے ہوں گے اور ہماری ہی زبان سے باتیں کریں گے۔ میں نے دریافت کیا کہ اگر میری زندگی میں یہ دور آجائے تو آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کی اطاعت کو لازم پکڑو۔ میں نے عرض کیا اگر جماعت نہ ہو اور نہ کوئی امام ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان سب گروہوں کو چھوڑ کر گوشہ تنہائی میں زندگی بسر کرو اگرچہ کوئی معاش نہ ہو اور درخت کی جڑ چبانا پڑے اور موت آئے تو اسی پر زندگی کا خاتمہ ہو۔ امام بخاری رحمۃ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میرے ساتھیوں نے حضور ﷺ سے خیر کا علم حاصل کیا اور میں نے شر کا علم حاصل کیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت بیان کی ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس کے متعلق آپ ﷺ نے مجھے بتایا ہے مگر میں نے اس بات کے متعلق دریافت نہیں کیا کہ اہل مدینہ کو مدینہ سے کون نکالے گا۔

نعمات کے فتنہ سے بچنے کی پیشگوئی۔ مسلم شریف میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا بہت سرسبز و شاداب اور شیریں ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس میں جانشین کرنے والا ہے اور تمہارا امتحان لینے والا ہے پس دنیا کی نعمتوں سے بچو اور عورتوں کے فتنہ سے بچو بنی اسرائیل میں پہلا فتنہ عورتوں ہی کی جہت سے پیدا ہوا۔ مسلم نے اپنی صحیح میں کئی طریقوں سے عورتوں کے فتنہ اور [illegible] کی فراوانی بھی ہو [illegible]

مال و دولت کی فراوانی کا خطرہ۔ متفق علیہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ کی قسم! مجھے تمہارے فقر و فاقہ کا اندیشہ نہیں ہے، مجھے یہ خطرہ ہے کہ جس طرح تم سے پہلے لوگ مال و دولت اور دنیا کے حریص بن گئے تھے اسی طرح تم تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔

انماط اور قالین کی پیشگوئی۔ متفق علیہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تمہارے پاس قالین ہیں؟ میں نے عرض کیا ہمارے پاس قالین کہاں سے آئے؟ فرمایا عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے [illegible] میں اپنی بیوی کو کہتا ہوں کہ اپنے قالین مجھ سے دور کر دو [illegible] رسول اللہ ﷺ نے [illegible] تو ان کو رہنے دیتا ہوں۔

فتح [illegible] کی پیشگوئی۔ صحیحین میں حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا [illegible] لوگ اپنے اہل و عیال [illegible] حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہے [illegible] اگر وہ جانتے۔

[illegible] [illegible] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا [illegible]

گے سیلاد قادسی کی تمام دولت ان کو پسند آئے گی، حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہوتا اگر وہ جانتے، پھر عراق فتح ہوگا وہاں بھی لوگ ہجرت کر جائیں گے حالانکہ مدینہ ہی تمام ان کے لئے بہتر تھا اگر وہ جانتے۔

قیامت سے قبل چھ امور کا ظہور..... بخاری شریف میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک میں فرمایا قیامت سے پہلے چھ باتیں شمار کرو۔

(۱) میرا وصال۔ (۲) بیت المقدس کی فتح۔
(۳) وبائی مرض کا پھیل جانا۔ (۴) کثرت مال و دولت۔
(۵) فتنہ و فساد۔ (۶) مسلمانوں اور رومیوں کے مابین صلح۔

مصر کی فتح کا معجزہ..... مسلم شریف میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم عنقریب ایک ایسا علاقہ فتح کرو گے جہاں قیراط کا رواج عام ہوگا ان لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا کیونکہ وہ امن والے ہیں اور ان کے ساتھ ناطہ بھی ہے اور جب وہاں ایک اینٹ بھر کی جگہ کا جھگڑا دو آدمیوں کا دیکھو تو وہاں سے نکل جانا۔

مصر کو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فتح کیا، جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے ربیعہ اور عبدالرحمن بن شرحبیل بن حسنہ کو ایک اینٹ بھر جگہ میں تنازع کرتے دیکھا تو وہاں سے چلے آئے۔

ذمت ورحم کا معنی اذا افتتحتم مصر فاستوصوا بالقبط خیرا فان لھم ذمۃ ورحما ([illegible])

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سفیان بن عیینہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے زہری سے رحم کا معنی دریافت کیا تو فرمایا: اسماعیل علیہ السلام کی والدہ قبطیہ تھیں یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ماریہ قبطیہ تھیں، بلکہ صحیح یہ ہے کہ یہاں دونوں ہی مراد ہوں، باقی رہا ذمہ تو مقوقس کا ہدیہ ارسال کرنا اور آپ علیہ السلام کا قبول کرنا ایک قسم کی صلح اور عہد و امان ہے، واللہ اعلم۔

بارہ خلفاء..... مسلم شریف میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ دین قائم رہے گا جب تک بارہ خلیفہ ہوں گے اور یہ سب قریش سے ہوں گے اور قبل از قیامت جھوٹے نبی آئیں گے اور مسلمانوں کی ایک جماعت کسریٰ کے خزانے فتح کرے گی اور میں تمہارا حوض کوثر پر منتظر ہوں۔

کسریٰ کی ہلاکت..... آپ ﷺ نے فرمایا قیصر ہلاک ہو گیا تو پھر دوبارہ قیصر نہ ہوگا اور کسریٰ کی تباہی کے بعد دوبارہ کسریٰ نہ آئے گا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں کسریٰ کا لباس، کمر بند، تاج اور کنگن لائے گئے تو سراقہ رضی اللہ عنہ کو پہنائے گئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے کسریٰ کا لباس ایک بدوی کو پہنا دیا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یہ اس لئے ان کو پہنایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بازو دیکھ کر فرمایا تھا گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تجھے کسریٰ کے کنگن پہنائے گئے ہیں۔

حیرہ کی فتح کی پیشگوئی..... حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کتے کے دانتوں کی طرح یہ میرے سامنے حیرہ کی شکل پیش کی گئی ہے عنقریب تم لوگ اس کو فتح کرو گے تو ایک بدوی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! بقیلہ کی بیٹی مجھے ہبہ کیجئے آپ علیہ السلام نے اسے ہبہ کر دی۔

چنانچہ جب وہ اس کے قبضہ میں آئی تو اس کے والد نے کہا کیا تم اسے فروخت کرو گے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا تو کہا جتنا جی چاہے مانگو، چنانچہ اس نے ہزار درہم طلب کئے سودا طے ہو گیا تو احباب نے کہا تم تیس ہزار بھی مانگتے تو قبول ہو جاتا تو اس نے کہا کیا کوئی ہزار سے بھی زائد ہوتا ہے؟

فتوحات کی پیشگوئی ...... مسند احمد میں عبداللہ بن حوالہ ازدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پیدل غنیمت حاصل کرنے کے لیے بھیجا ہم خالی ہاتھ لوٹ آئے تو آپ ﷺ نے ہمارے چہروں پر مشقت کے آثار دیکھے تو کھڑے ہوئے اور فرمایا الٰہی! ان کو میرے سپرد نہ کر کہ میں ان سے کمزور ہو جاؤں اور نہ ان کو ان کے نفسوں کے حوالے کر کہ یہ عاجز آ جائیں اور نہ لوگوں کے حوالے کر کہ وہ ان پر ترجیح دیں، پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور پھر کہیں ہے۔

پھر آپ علیہ السلام نے بشارت فرمائی شام و روم اور فارس سب کے سب فتح ہوں گے تمہیں خیرات، غنیمت اور مال غنیمت میں ملے گا یہاں تک کہ ایک آدمی کو سو دینار دیے جائیں گے تو وہ ان پر بھی ناراض ہوگا۔ پھر آپ علیہ السلام نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: اے ابن حوالہ! جب تم خلافت کو ارض مقدس میں اترتے دیکھو تو زلزلے، مصائب اور عظیم واقعات کا ظہور ہوگا، اس وقت قیامت لوگوں کے اتنی قریب ہوگی جتنا میرا ہاتھ تیرے سر سے قریب ہے۔ ......

مسند احمد میں ابن حوالہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب ایک اسلامی لشکر شام میں ہوگا، ایک یمن میں اور ایک عراق میں۔ ابن حوالہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں ان میں شامل ہوں تو فرمایا تو شام کے لشکر میں شرکت کرنا یہ بہترین ملک ہے جہاں بہترین آدمی آباد ہوں گے اگر تمہیں یہ پسند نہ ہو تو یمن چلے جاؤ اور اپنے تالابوں سے پانی پیو اور سکونت اختیار کرو، اللہ تعالیٰ نے مجھے شام اور اس کے باشندوں کی حفاظت کی ضمانت دی ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں ہم حاضر تھے تو ہم نے فقر و فاقہ، تنگ دستی کا شکوہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا خوشخبری سنو! واللہ! مجھے تمہاری تنگ دستی کی نسبت مال کی فراوانی کا زیادہ خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ واللہ یہ امر تم میں استوار رہے گا حتیٰ کہ تمہارے لیے فارس، روم اور حمیر کے علاقے فتح ہو جائیں گے، پھر تمہارا ایک لشکر شام میں ہوگا ایک عراق میں اور ایک یمن میں اور تم ایک سو دینار پر بھی قناعت نہ کرو گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! شام سے مقابلہ کون کرے گا؟ وہاں تو رومی بڑے طاقتور ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ یہ علاقے ضرور فتح کرے گا اور تم ان کے حکمران ہو گے۔

وہ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ صحابہ کرام جب مسجد میں بیٹھے ہوتے تو جزء بن سہیل سلمی کو اس حدیث کا مصداق سمجھتے تھے جو کہ عجمیوں پر حکمران تھے اور یہ منظر دیکھ کر متعجب ہوتے۔

مسند احمد میں عبداللہ بن حوالہ ازدی سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص تین چیزوں سے محفوظ رہا وہ کامیاب اور سرخرو ہے

(۱) میری موت کے غم سے۔

(۲) مظلوم خلیفہ کی شہادت کے انکار سے۔

(۳) مسیح دجال کی آزمائش سے۔

مسند احمد میں عبداللہ بن حوالہ ازدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کھجور کے درخت کے سایہ میں تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کاتب کو املا کرا رہے تھے۔ مجھے فرمایا ابن حوالہ! تجھے بھی تحریر کر دیں؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کس بارے میں؟ آپ ﷺ پھر کاتب کو تحریر کروانے میں مشغول ہو گئے پھر دوبارہ فرمایا ابن حوالہ! تجھے بھی تحریر کر دیں؟ میں نے دل میں سوچا نامعلوم اللہ اور اس کے رسول کو کیا منظور ہے۔ پھر آپ ﷺ کاتب کی طرف متوجہ ہو گئے اسی طرح دو مرتبہ ہوا، پھر فرمایا ابن حوالہ! تیرے اگر دو فتنے گائے کے سینگ کی طرح فتنہ ہو جائے تو تیرا کیا طرز عمل ہوگا؟ عرض کیا جو آپ علیہ السلام پسند فرمائیں۔

پھر فرمایا اور دوسرے فتنہ میں تمہارا طریق کار کیا ہے جو پہلے کی نسبت ایسے ہوگا؟ عرض کیا کیا معلوم؟ جو بھی آپ علیہ السلام تجویز فرمائیں فرمایا اس کی اتباع کرنا اور اس وقت ایک شخص منہ پھیرے جا رہا تھا میں نے دوڑ کر اس کو کندھوں سے پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف چہرہ کر کے کہا یہ؟ فرمایا ہاں وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔

فتوحات کے بعد ارکان کی تجویز کی پیشگوئی ...... مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ عراق نے "قفیز" او پیمانہ روک لیا ہے، ملک شام نے اپنے "مُدی" کا اضافہ روک لیا ہے، مصر نے اپنے "اردب" کا اضافہ روک لیا [illegible] ہے اور تم پھر ویسے ہی ہو گئے جیسے شروع میں تھے [illegible] یہ پیش گوئی پوری ہوئی اور [illegible] معروف ہو جائے گا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مضمون کو ترجیح دی ہے [illegible] جیسا کہ [illegible] بیان کرتے ہیں [illegible] کہ اس نے قرآن کو مجبور کرنے سے انکار کر دیا ہے [illegible] اور عجمی [illegible] پیچھے [illegible] ہے کہ اسلام کو آخر زمانہ میں [illegible] کے عالم میں [illegible] بیان [illegible] کے مطابق [illegible] سے طویل بحث ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے اس مضمون کی تائید ہوتی ہے جو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا قریب ہے اہل عراق کو قفیز اور درہم نہ دیا جائے؟ ہم نے پوچھا کہاں سے؟ فرمایا عجمیوں سے وہ روک لیں گے۔ پھر فرمایا اہل شام کو دینار اور مُدی نہ ملے گا، پوچھا کہاں سے؟ تو فرمایا اہل روم سے وہ روک لیں گے۔ پھر کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے آخری دور میں ایک خلیفہ ہوگا جو مال لپ بھر بھر کر عطا کرے گا اور گنے گا نہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے شاگردوں (ابونضرہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابوالعلاء رحمۃ اللہ علیہ) [illegible] نے پوچھا اس کا مصداق عمر بن عبدالعزیز ہیں؟ تو فرمایا نہیں۔

میقات حج حج کے احرام کے لئے میقات مقرر کرنا بھی اسلام کے پھیلنے اور فتوحات کی واضح پیش گوئی ہے۔ متفق علیہ روایت میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ والوں کے لئے "ذوالحلیفہ" میقات مقرر کی، شامیوں کے لئے "جحفہ" اور [illegible] کے لئے [illegible] اور (مسلم میں ہے) عراقیوں کے لئے "ذات عرق"۔

صحابی، تابعی اور تبع تابعی کی برکت کی پیش گوئی حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک وقت آئے گا جس میں لوگوں کا بڑا لشکر جہاد میں مصروف ہوگا ان سے دریافت کیا جائے گا کیا تم میں کوئی صحابی موجود ہے؟ جو نبی ﷺ کا [illegible] تو اللہ تعالیٰ اس لشکر کو صحابی کی برکت سے فتح و کامیابی نصیب کرے گا۔

پھر ایک زمانہ آدمیوں کا لشکر جنگ کر رہا ہوگا تو دریافت ہوگا کہ اس لشکر میں کوئی تابعی ہے؟ اثبات میں جواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ ان کی برکت وسعادت سے کامرانی عطا فرمائے گا۔ پھر تیسرا [illegible] جنگ میں مصروف ہوگی۔

دوسرا [illegible] تو سوال ہوگا کیا اس لشکر میں کوئی تبع تابعی ہے؟ جب اس کی موجودگی معلوم ہوگی (اور وہ دعا کرے گا) تو اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے فتح نصیب کرے گا۔

اہل فارس کی ایمانی جذبے کی پیش گوئی .... متفق علیہ روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے اور "وآخرین منہم لما یلحقوا بہم" (۶۲:۳) اور دوسروں کے لئے بھی نبی ہیں جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ آیت نازل ہوئی تو ایک آدمی نے پوچھا دوسرے کون ہیں یا رسول اللہ ﷺ؟ آپ ﷺ نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اگر ایمان ثریا ستارے کی بلندی پر بھی ہو تو [illegible] کے لوگ اسے ضرور حاصل کریں گے یہ پیش گوئی لفظاً لفظاً پوری ہوئی۔

کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ نہ پڑھنے کی پیش گوئی امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے فارس اور روم فتح ہوں گے طعام کی کثرت ہوگی اور کھانے پر بسم اللہ

پیش کی جا سکتی۔

مرو کی فضیلت حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد لشکر روانہ کئے جائیں گے، بریدہ رضی اللہ عنہم خراسان کے لشکر میں شامل ہوئے اور مرو میں ہی رہائش رکھی کہ اس کو بہتر و افضل سمجھا اور انہوں نے اس کے حق میں فیصلہ دیا اور یہ بات کہا کرتے تھے، شہروں پر فضیلت دیا کرتے۔

(یہ مسند احمد کی غریب حدیث ہے اور بعض اس کو موضوع اور منکر کہتے ہیں)۔

ظالم حکمرانوں کی پیش گوئی بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء کیا کرتے تھے ان کا ملکی انتظام اور حکومت کرتے تھے، جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا اس کا جانشین ہو جاتا، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، خلیفہ ہوں گے اور بہت ہوں گے، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا پہلے خلیفہ کی بیعت پوری کرنا اور ان کو ان کا حق دینا، اور ان کے حقوق اور فرائض بجالاؤ، اللہ تعالیٰ ان سے رعایا کی بابت باز پرس کرے گا۔ مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر نبی کے حواری اور خاص لوگ ہوتے ہیں جو اس کی سیرت پر چلتے ہیں اور سنت پر عمل کرتے ہیں پھر ان کے بعد ناخلف اور نالائق جانشین نکمے پیدا ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کرتے نہیں اور بے حکم کرتے ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انبیاء کے بعد خلیفہ ہوں گے جو کتاب و سنت پر عمل کریں گے اور بادشاہ انصاف کریں گے پھر خلفاء کے بعد بادشاہ ہوں گے جو ظلم کریں گے اور ناحق قتل کریں گے اور اپنے گروہ اور اقارب پر مال خرچ کریں گے، ان سے دل و ایمان سے نفرت کرنے والے ہوں گے۔

ابوداؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ نے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ اسلام کا آغاز نبوت اور رحمت سے ہے پھر خلافت اور رحمت ہوگی اور پھر ظلم و ناروا بادشاہت ہوگی اور پھر استبداد میں طاقت کا مظاہرہ اور فتنہ و فساد برپا ہوگا، شراب نوشی اور ریشمی لباس کو حلال سمجھیں گے بایں ہمہ مال و دولت اور رزق کی فراوانی ہوگی۔ یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی ہے اور اس میں ذرا برابر فرق نہیں۔

مدت خلافت کی پیش گوئی مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی میں حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے غلام سے بیان ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا خلافت میرے بعد تیس برس ہوگی پھر بادشاہت ہو جائے گی (ایک روایت میں ہے) اور پھر اللہ تعالیٰ اپنا ملک جسے چاہے دے گا۔ یہ بات بھی لفظاً پوری ہوئی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت ۲ سال ۳ ماہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت ۱۰ سال ۶ ماہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت ۱۲ سال اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت ۴ سال ۹ ماہ پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت قریباً ۶ ماہ رہی پھر آپ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو گئے۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا روایت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیان کی تو آپ نے فرمایا "رضینا بالملک" ہم بادشاہت پر ہی قناعت کرتے ہیں۔ جو رافضی شیعہ تینوں خلفاء کی خلافت کے منکر ہیں اور جو ناصبی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے خلاف ہیں، اس مذکورہ حدیث میں ان سب کی تردید بالصراحت موجود ہے۔

تطبیق مسلم شریف میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ یہ دین اسلام قائم رہے گا جب تک کہ بارہ خلفاء حکومت کریں گے اور یہ تمام قریشی ہوں گے اور حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت کے ساتھ تطبیق یہ ہے کہ دین اسلام غالب اور قائم رہے گا جب تک کہ بارہ خلفاء حکومت پر متمکن رہیں، پھر بنی امیہ کے عہد میں کچھ گڑبڑ واقع ہوئی اور بعض علماء کہتے ہیں کہ اس حدیث میں بارہ عادل قریشی خلفاء کی خلافت کی بشارت ہے مگر ترتیب شرط نہیں۔

چنانچہ خلافت راشدہ انہی تیس سال مدت میں چار خلفاء اور پانچویں عادل خلیفہ ہوں گے جن میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت ہے

ابو داؤد نے ثوری سے یہاں تک نقل کیا ہے اور احمد بن حنبل نے کہا ہے کہ تابعین میں صرف حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا قول بھی حجت ہے — بعض لوگوں نے مہدی عباسی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی نام لیا ہے جس کی خلافت ۱۵۸ھ سے ۱۶۹ھ تک رہی اور آخری دور میں ظاہر ہونے والے مہدی بھی ان میں شمار ہیں۔

اس سے واضح ہو گیا کہ حدیث میں بارہ کا اتفاق نہیں جو ان کی ترتیب میں ہو یہی احتمال ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی پیش گوئی ۔۔۔ بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے متفق علیہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا ارادہ تھا کہ میں تمہارے بھائی اور باپ کو بلا کر تحریر کر دوں تاکہ کوئی معترض اعتراض نہ کرے یا کوئی خواہش مند تمنا نہ کرے۔ پھر فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کی امامت اللہ نامنظور کرے گا اور تمام مسلمان۔

اسی طرح آپ علیہ السلام کی بات کی تصدیق ہوئی اور سب مسلمانوں نے آپ ﷺ کی بیعت کی۔ بخاری شریف میں ہے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں (تو کیا کروں؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بشارت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنویں پر ڈول کھینچ رہا ہوں جتنا اللہ نے چاہا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ڈول لیا انہوں نے ایک یا دو ڈول کھینچے اللہ معاف کرے ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور وہ بڑا ڈول بن گیا میں نے کسی جوان کو ایسا کھینچتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ لوگوں نے بھی اونٹوں کو خوب سیراب کیا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبیوں کا خواب برحق ہوتا ہے ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی تو اس کا مطلب ہے کہ ان کی مدت کم رہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت لمبی رہی اور فتوحات ہوئیں۔ یہ خواب دونوں کی خلافت کی بشارت اور پیش گوئی ہے۔

مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی اقتدا کرو۔

نیز ابوبکر کی نسبت بھی اسی روایت میں ذکر ہے صحیح بخاری میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے اور مجھے دروازے پر بٹھا دیا ایک شخص آیا اور دروازہ کھولنے کو کہا آپ ﷺ نے فرمایا کھول دو اور جنت کی خوشخبری دو میں نے دیکھا تو وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے ان کو بھی اسی طرح جنت کی بشارت دی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو فرمایا ان کو اجازت دو اور جنت کی بشارت دو اور مصیبت اور آزمائش کے ساتھ تو انہوں نے اللہ المستعان پڑھا۔

بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ احد پر تشریف لے گئے آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) بھی تھے تو پہاڑ کو جنبش ہوئی تو آپ علیہ السلام نے پیر مار کر فرمایا ٹھہر جا تیری پشت پر ایک نبی ہے ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ حضرت سہل بن سعد کہتے ہیں کہ حراء ہلنے لگا اور آپ علیہ السلام کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ موجود تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا ٹھہر جا تیری پشت پر ایک نبی، ایک صدیق اور شہید ہیں۔ مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا بھی اضافہ ہے۔

حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کو بشارت ..... بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ میری امت کے ستر ہزار لوگ بلاحساب جنت میں داخل ہوں گے ان کے چہرے چاند کی طرح روشن ہوں گے، حضرت عکاشہ بن محصن

عکاشہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان کی رفاقت نصیب فرمائے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے دعا کی یا اللہ اس کو ان میں شامل فرمادے، پھر ایک انصاری نے کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا عکاشہ رضی اللہ عنہ بازی لے گیا۔

چنانچہ یہ صحیح ہے حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ طلیحہ کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ بعد ازاں طلیحہ اسدی نبوت کے دعویٰ سے توبہ کر کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا۔

دو طلائی کنگن ... صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میری کلائی میں دو کنگن ہیں مجھے ان کا وزن ناگوار محسوس ہوا تو مجھے خواب میں بتایا گیا کہ ان پر پھونک مارو۔ میں نے پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ وہ دو جھوٹے نبی ہیں صاحب صنعاء اور صاحب یمامہ۔

مسیلمہ کذاب ... اپنی قوم کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نے عرض کیا "اگر محمد ﷺ اپنے بعد حکومت میرے نام منتقل کر دیں تو میں آپ ﷺ کا تابع فرمان ہوں" (رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک میں ایک شاخ تھی۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) "اگر تو مجھ سے یہ شاخ بھی مانگے تو میں دینے کے لئے تیار نہیں اور اگر تو نے اسلام سے منہ موڑا تو تجھے اللہ تعالیٰ ہلاک کر دے گا اور میں تجھے وہی کچھ دیکھ رہا ہوں جو مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اسود عنسی صاحب صنعاء کی طرح مسیلمہ کذاب بھی جنگ میں جہنم رسید ہوا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کیا آپ میری رسالت کے گواہ ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اسے اپنی قوم میں مہلت ملی ہوئی ہے جو اس کے خاتمہ کا باعث بنی ہے۔ (ورنہ ابھی ہلاک ہو جاتا)

مکتوب مسیلمہ ... بعد ازیں اس نے یہ مکتوب تحریر کیا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم از جانب مسیلمہ رسول اللہ (نعوذ باللہ) بنام محمد رسول اللہ سلام علیک، بعد ازیں عرض ہے کہ آپ ﷺ کے بعد میری حکومت ہو گی اور آپ کے زیر فرمان شہر اور قصبات تین حصے میرے اور باقی جنگلات ہیں میں یہ تحریر کر رہا ہوں مگر مجھے یقین نہیں کہ قریش مان جائیں گے کیونکہ قریش تو ظلم اور تعدی کی عادی ہے۔

جواب مکتوب مسیلمہ .... رسول اللہ ﷺ نے اس کا جواب تحریر فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم منجانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنام مسیلمہ کذاب۔ رشد و ہدایت کے تابع لوگوں کو سلام، امابعد ساری زمین اللہ کی ملکیت ہے اپنے بندوں میں سے جسے وہ چاہتا ہے اسے وارث بنا دیتا ہے اور اچھا انجام صرف خدا ترس لوگوں کا ہے۔ چنانچہ اچھا انجام صرف رسول اللہ ﷺ اور آپ کے تابع فرمان لوگوں کو میسر ہوا کیونکہ وہ متقی اور خدا ترس ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اکثر عرب مرتد ہو گئے تو خلیفہ اول حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے جہاد کیا اور وہ پھر از سر نو اسلام میں داخل ہو گئے چنانچہ درج ذیل آیت (۵۴:۵) کا مصداق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء ہیں۔

یا ایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین
عزۃ علی الکافرین۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بشارت . متفق علیہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ جبرائیل علیہ السلام مجھ سے ہر سال میں ایک بار قرآن شریف کا دور کیا کرتے تھے اور اب کے دو مرتبہ دور کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ میری وفات کا وقت قریب ہے چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں اور پھر ان کو چپکے سے بتایا کہ تم جنتی عورتوں کی سردار ہو اور اہل بیت میں سے سب سے پہلے تم مجھ

سے ملاقات ہوگی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آٹھ یا ۲ ماہ یا ۶ ماہ بعد فوت ہو گئیں اور یہ چھ ماہ والی روایت صحیح ہے جو زہری از عروہ از عائشہ رضی اللہ عنہا منقول ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں...... متفق علیہ روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گزشتہ اقوام میں محدث اور روشن ضمیر لوگ گزرے ہیں اگر میری امت میں بھی کوئی محدث اور روشن ضمیر ہو تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم صحابہ کرام اس بات کو بعید از عقل نہیں سمجھتے تھے کہ سکینت اور طمانیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے بولتی ہے ان السكينة تنطق على لسان عمر، طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرشتے کی زبان میں گفتگو کرتے تھے اور حق بات کہتے تھے۔

دراز ہاتھ والی کے بارے میں پیش گوئی...... بخاری شریف میں ہے کہ سب ازواج مطہرات نبی علیہ السلام کے پاس جمع تھیں انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے کون سب سے پہلے آپ سے ملے گی؟ فرمایا جس کا ہاتھ سب سے لمبا ہوگا۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ سب سے لمبا تھا لہٰذا وہ سب سے پہلے فوت ہوئیں۔

یونس بن بکیر زکریا بن ابی زائدہ رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مرسل روایت بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو پتہ چلا کہ ہاتھ کی لمبائی سے مراد سخاوت اور فیاضی تھی کہ زینب رضی اللہ عنہا خیرات و صدقات میں سب سے زیادہ فراخ دست تھیں اور مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ زینب رضی اللہ عنہا ہم سب سے زیادہ کشادہ دست اور سخی تھیں کیونکہ وہ دست کاری اور دباغت کا کام جانتی تھیں اور خوب صدقہ و خیرات کرتی تھیں۔

تاریخ دان حضرات میں بھی مشہور ہے کہ ازواج مطہرات میں سے سب سے اول (بقول واقدی رحمۃ اللہ علیہ ۲۰ھ میں) حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بھی (بقول ابن ابی خیثمہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے آخری دور میں فوت ہو گئی تھیں۔

اویس قرنی رضی اللہ عنہ...... مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی کہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ یمن کی امدادی جماعت میں آئیں گے ان کو برص کی بیماری تھی اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو مرض سے شفا ہو گئی صرف بقدر درہم مرض باقی رہ گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان سے مغفرت کی دعا کرانے کا حکم فرمایا، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آپ مدینہ میں آئے۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یہ حدیث ہم نے مسند عمر میں یہ تفصیل بیان کی ہے۔

ام ورقہ بنت نوفل رضی اللہ عنہا...... ابو داؤد میں ام ورقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ جنگ بدر میں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے علاج معالجہ کی خاطر جہاد میں جانے کی اجازت طلب کی کہ شاید مجھے بھی شہادت کا درجہ نصیب ہو، آپ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی اپنے گھر ہی رہو، اللہ تعالیٰ آپ کو شہادت نصیب کرے گا، چنانچہ وہ شہیدہ کے لقب سے معروف تھیں، قرآن کی قاریہ تھیں اور رسول اللہ ﷺ سے اپنے گھر میں مؤذن رکھنے کی اجازت طلب کی تھی انہوں نے اپنی وفات کے بعد اپنے غلام اور لونڈی کو آزاد کرنے کی وصیت کی تھی۔ ان دونوں نے قتل کر کے ایک رات ان کی چادر سے منہ دبا دیا حتیٰ کہ دم گھٹنے سے مر گئیں اور وہ دونوں فرار ہو گئے صبح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا کسی نے ان کو دیکھا ہو یا ان کے بارے میں کچھ معلوم ہو تو ان کو حاضر کرے، چنانچہ ان کو پیش کیا گیا تو آپ نے ان کو سولی چڑھا دیا، مدینہ کی تاریخ میں یہ پہلے مجرم تھے جن کو سولی کی سزا دی گئی۔

تنقیح میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمر و ذات کو تکلیف سے جاتے اور ان کو شہید قرار دیا کرتے۔
باقی رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا کہ وہ شہید ہے وہ آپ علیہ السلام ظاہر کرتے تھے کہ شہید کی زیارت کے لئے گئیں۔

وبا کی پیش گوئی بخاری شریف میں عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں چھ پیش گوئیوں میں ایک یہ ہے کہ وبا پھیلے گی چنانچہ وہ عمواس میں شدید وبا پھیلی اور اس میں ہزاروں لوگوں نے جو مدینہ والی جلیل القدر صحابہ کرام شہید ہوئے معاذ بن جبل، ابو عبیدہ، یزید بن ابی سفیان، شرحبیل بن حسنہ، فضل بن عباس، ابو جندل، سہل بن عمرو اور ان کے والد حارث (رضی اللہ عنہم اجمعین)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے سلیمان بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ طارق بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطاب کیا ہے کہ یہ تکلیف ایک عذاب ہے اور یہ بخت ہے کہ اس سے دور بھاگ جاؤ۔ یہ سن کر شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے گمراہی کی بات کی ہے۔ میں مسلمان ہوا ہوں اور تمہارے اونٹ سے بھی زیادہ بھٹکا ہوا ہے۔ یہ تو اللہ کی جانب سے ایک رحمت ہے۔ پھر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے آپ لوگوں کی بات سن لی ہے۔ یہ تمہارے رب کی رحمت ہے اور تمہارے نبی علیہ السلام کی پیش گوئی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ تم شام میں آؤ گے اور وہاں ایک بیماری ظاہر ہوگی جو جسم میں پھوڑے کی طرح نکلے گی اس کی تکلیف پھوڑے کی سی ہوگی یہ مرنے والے کے لئے شہادت کا باعث ہوگی۔

الٰہی اگر تجھے معلوم ہے کہ میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تو مجھے اور میرے گھر والوں کو اس میں سے حصہ عطا فرما۔ چنانچہ ان کی انگلی میں طاعون کا دانہ پھوٹ پڑا اور وہ کہنے لگے مجھے خوشی ہے کہ اس میں برکت ہو، اور جب اس میں برکت کرے گا تو یہ بڑا ہوگا۔ پھر ان کے بیٹے کو یہ تکلیف ہوئی تو وہ کہنے لگے

الحق من ربك فلا تكونن من الممترين
پروردگار کی طرف سے حق ہے لہٰذا شک میں مبتلا نہ ہو بیٹے نے کہا
ستجدني ان شاء الله من الصابرين

فتنہ کا بند ۔۔۔ شقیق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا فتنہ کے بارے میں کسی کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث یاد ہے؟ میں نے کہا مجھے یاد ہے۔ میں بیان کروں گا بڑی اہم باتیں ہیں۔ میں نے عرض کیا آدمی کے بیوی بچوں اور مال و دولت کے فتنہ کا کفارہ نماز، روزہ، صدقات اور تبلیغ ہے فرمایا میں یہ نہیں پوچھتا میں تو اس فتنہ کو پوچھتا ہوں جو سمندر کی طرح موجیں مارے گا۔ میں نے کہا کہ اس فتنے کے درمیان ایک دروازہ حائل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہائے افسوس! کیا دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا؟ میں نے عرض کیا توڑا جائے گا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر کبھی بند نہ ہوگا میں نے عرض کیا جی ہاں۔ شقیق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ یہ دروازہ کون ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ یہ باتصحیح حدیث ہے۔

پھر ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی ہیبت کے باعث پوچھ نہ سکے کہ دروازہ کون ہے، ہم نے مسروق رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت پوچھا تو معلوم ہوا دروازہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ہی ہوا کہ فتنہ فساد برپا ہو گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مزید اضافہ ہو گیا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے خطبہ کے دوران کہا کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے شام کی طرف روانہ کیا جب وہاں کے لوگ مطیع اور شہد کی مانند ہو گئے تو مجھے معزول کر دیا۔ تو ایک آدمی نے کہا مجھے ہندوستان کی طرف بھیجنا چاہتے ہیں کسی کی طاقت نہیں۔ تو کہا جناب امیر مجھے فتنوں کا ڈر ہے۔ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے کہا جب تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ زندہ ہیں تو نہ آئے گا البتہ ان کی وفات کے بعد آئے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیش گوئی …… امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرزاق، معمر، زہری، سالم) عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک کپڑا پہنے دیکھ کر پوچھا نیا ہے یا دھلا ہوا؟ عرض کیا حضور! دھلا ہوا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا نیا پہن، محمود زندگی بسر کر اور شہادت کی موت نصیب ہو اور فرمایا تجھے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں آنکھوں کی ٹھنڈک اور آرام و راحت نصیب کرے۔

تبصرہ …… امام نسائی اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی عبدالرزاق کی روایت بیان کی ہے اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو منکر کہا ہے اور یحییٰ قطان نے بھی اس کو منکر کہا ہے اور یہ روایت امام زہری سے ایک اور سند سے مرسل مذکور ہے، حمزہ بن محمد الکنانی الحافظ فرماتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ زہری سے معمر کے علاوہ کسی نے بھی یہ روایت بیان کی ہو، اور میں اسے صحیح نہیں سمجھتا، واللہ اعلم۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سند کے راوی اور اس کا متصل ہونا صحیحین کی شرط پر ہے، نیز متعدد روایات میں امام زہری سے معمر کے منفرد ہونے اور تنہا روایت کرنے کو شیخین نے قبول کیا ہے، یہ حدیث امام بزار نے جابر جعفی (ایک ضعیف راوی) کی سند سے عبدالرحمن بن سابط از جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بعینہ اسی طرح مرفوع بیان کی ہے، اور یہ پیش گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی، آپ مسجد نبوی کے محراب میں فجر کی نماز کی امامت کے دوران شہید ہوئے۔

تین خلفاء کی پیشگوئی …… نعیم بن حماد رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن مبارک، [illegible]، سعید بن جمہان) حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک پتھر لا کر رکھا، بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ایک پتھر لائے اور رکھا، اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی ایک پتھر لا کر رکھ دیا، بعد ازاں [illegible] فرمایا یہ لوگ میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔

تین قبریں روضہ اطہر میں …… صحیحین میں سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں گھر سے وضو کر کے اس ارادہ سے نکلا کہ آج کا دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بسر کروں چنانچہ میں نے مسجد میں آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ اس سمت چلے گئے ہیں چنانچہ میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے چلا آیا اور بئر اریس کے پاس پہنچ گیا اور اس کے دروازے پر بیٹھ گیا اور میں نے انتظار کیا کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہو چکے ہیں، تو آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور آپ ﷺ چبوترے اریس کی منڈیر پر پاؤں لٹکائے پنڈلیاں برہنہ کیے بیٹھے ہیں اور میں واپس آ کر دروازے پر نگہبان کی حیثیت سے بیٹھ گیا، ابھی بیٹھا ہی تھا کہ دروازے پر دستک آئی، پوچھا کون؟ آواز آئی ابوبکر، میں نے کہا ذرا ٹھہریے، میں نے جا کر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ اجازت طلب کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا اسے اندر آنے کی اجازت دو اور جنت کا مژدہ سنا دو، میں جلدی سے واپس آیا اور جنت کا مژدہ سنایا اور اندر تشریف لائے تو کنویں پر آپ ﷺ کی دائیں جانب پنڈلیاں ننگی کر کے پاؤں لٹکا کر آپ کی طرح بیٹھ گئے اور میں واپس چلا آیا۔

میں اپنے بھائی کو وضو کرتے چھوڑ آیا تھا اس نے مجھے کہا تھا آپ چلیں میں بھی آپ کے پیچھے آتا ہوں، میں نے دل میں کہا اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو آ جائے گا، میں اسی خیال میں تھا کہ دروازے پر دستک کی آواز آئی، پوچھا کون؟ آواز آئی عمر، میں نے کہا ذرا ٹھہریے، میں نے سلام کے بعد رسول اللہ ﷺ کو بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اندر آنے کی اجازت دو، جنت کی خوشخبری سنا دو، چنانچہ میں نے آ کر خوشخبری سنائی اور اندر آنے کی اجازت دی، آپ تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ کے بائیں جانب منڈیر پر بیٹھ گئے، وہ بھی اسی طرح پنڈلیاں ننگی کر کے بیٹھے، رسول کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے، میں واپس آ کر دروازے پر بیٹھ گیا، پھر دروازے پر دستک کی آواز آئی، پوچھا کون؟ آواز آئی عثمان، میں نے عرض کیا ذرا ٹھہریے، رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا عثمان رضی اللہ عنہ اجازت طلب کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا اسے اجازت دو اور جنت کی خوشخبری [illegible] کے ساتھ، میں نے [illegible] آپ نے اللہ المستعان کہتے ہوئے اندر چلے آئے [illegible] منڈیر پر پنڈلیاں ننگی کر کے پاؤں لٹکا کر [illegible] بیٹھ گئے بالکل اسی طرح جیسے رسول اللہ ﷺ، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ میں نے ان کی نشست سے یہ مطلب سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبریں اکٹھی ہوں گی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر جدا ہوگی۔

جنت کی خوشخبری...... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (عبدالاعلیٰ بن ابی مساور، ابراہیم بن محمد بن حاطب، عبدالرحمن بن بجیر) زید بن ارقم سے نقل کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور کہا وہ گھر میں گوٹھ مار کر بیٹھے ہوں گے ان کو میرا اسلام کہو اور جنت کی خوشخبری سناؤ، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ، وہ تمہیں گدھے پر سوار ملیں گے ان کا گنجا پن چمک رہا ہوگا ان کو بھی میرا اسلام کہو اور جنت کا مژدہ سناؤ، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ، وہ تجھے بازار میں خرید و فروخت کرتے ہوئے ملیں گے ان کو میرا اسلام کہو اور بڑی مصیبت کے بعد جنت کے حصول کی خوشخبری سناؤ، چنانچہ ان صاحبان کو اسی حالت میں پایا جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھی اور ہر ایک نے رسول اللہ ﷺ کے جائے [illegible] سے پوچھا اور وہ آپ کی خدمت میں چلا آیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے واپسی پر پوچھا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کون سی مصیبت پہنچے گی، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو برحق رسول بنا کر بھیجا ہے میں کسی جنگ سے غائب نہیں ہوا اور نہ کبھی جھوٹ بولا ہے اور جب سے آپ ﷺ کی دائیں ہاتھ سے بیعت کی ہے کبھی اس ہاتھ سے شرمگاہ کو نہیں چھوا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بس وہی ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عبدالاعلیٰ ضعیف راوی ہے، اگر اسے یہ حدیث واقعی یاد ہے تو ممکن ہے رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو بھیجا ہوگا اور ابو موسیٰ ازخود نگہبانی اور دربان کی حیثیت سے چلا آیا ہو۔

مسند احمد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی صحابی کو بلاؤ، میں نے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو؟ فرمایا نہیں، میں نے کہا عمر رضی اللہ عنہ کو؟ فرمایا نہیں، پھر عرض کیا علی رضی اللہ عنہ کو؟ بتایا نہیں، میں نے آخر کار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو؟ کہا تو فرمایا ہاں عثمان رضی اللہ عنہ! جب وہ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ذرا ہٹ جاؤ، پھر آپ ان سے چپکے چپکے باتیں کرنے لگے اور عثمان رضی اللہ عنہ کا چہرہ متغیر ہو رہا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام ابو سہلہ کہتے ہیں جب آپ تاریخی یوم میں محصور ہوئے تو عرض کیا گیا آپ ان سے مقابلہ نہ کریں گے؟ فرمایا نہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی تھی اور میں اس کا پابند ہوں۔ آپ کی خلافت کے بیان میں تفصیل سے اس کا ذکر آئے گا۔

ابن عدی الکامل میں (نعیم بن حماد، عتاب بن بشیر اموی، خصیف، مجاہد) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھی آپ علیہ السلام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سرگوشی کر رہے تھے میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے صرف یہ الفاظ سنے ظلماً وعدواناً یعنی اے اللہ! مجھ پر زیادتی ہوگی یا رسول اللہ ﷺ، جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو مجھے ان الفاظ کا مطلب سمجھ آیا۔

جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہودج میں اس قدر تیر پیوست ہوئے کہ وہ خار پشت کی طرح ہو گیا تو فرمایا میری آرزو تھی کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح قتل کر دی جاؤں گی ان (قاتلوں) کے سوا ان شاء اللہ سب جانتے ہیں کہ میں ان کے قتل سے خوش نہ تھی اگر میں ان کے قتل کی خواہشمند ہوتی تو قتل کر دی جاتی۔

ابو داؤد طیالسی میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت سے قبل تم اپنے امام اور خلیفہ کو قتل کرو گے اور آپس میں لڑو گے اور بدترین لوگ دنیا کے حکمران ہوں گے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ تم میں بارہ خلفاء ہوں گے، ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت بالکل معمولی ہے اور چکی والے صاحب خوشگوار زندگی بسر کریں گے اور شہید ہوں گے کسی نے پوچھا کون یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا عمر رضی اللہ عنہ، پھر عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا لوگ تم سے خلعت خلافت جو اللہ نے عنایت فرمائی ہے اتروانا چاہیں گے، خدا کی قسم! اگر تم نے اتار پھینکا تو جنت میں تب داخل ہو گے جس وقت سوئی کے سوراخ سے اونٹ گزر جائے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رفاقت: امام احمد نے [illegible] موسیٰ بن عقبہ سے ان کے دادا ابو حبیبہ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ [illegible] کے پاس گئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بات کرنے کی اجازت طلب کی [illegible] کے بعد فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ تم لوگ میرے بعد [illegible] اور اختلاف سے دوچار ہو گے کسی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "اس امین اور اس کے ساتھیوں کی رفاقت اختیار کرنا"۔

ایک اور پیشگوئی: مسند احمد اور ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام کی چکی ۳۵ یا ۳۶ یا ۳۷ سال تک چلتی رہے گی پھر اگر لوگ ہلاک ہو گئے تو ہلاک شدگان کی طرح ہلاک ہو جائیں گے اور اگر ان کا دین قائم رہا تو ستر سال تک قائم رہے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ ستر سال گزشتہ سمیت ہیں یا اس کے علاوہ ہیں؟ [illegible] کے علاوہ ہیں۔

اس حدیث میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت، جنگ جمل اور جنگ صفین کی طرف اشارہ ہے اور ستر سال سے بنی امیہ کی مدت حکومت کی طرف اشارہ ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کی پیشگوئی: [illegible]

[illegible] (انا للہ وانا الیہ راجعون)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے بارے میں پیشگوئی: امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں [illegible]

[illegible] کی پیشگوئی: [illegible]

اللہ بہتر جانتا ہے [illegible] بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے [illegible] کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جنگ جمل اور جنگ صفین سے قبل وفات پا گئے۔ [illegible] کا بیان ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے [illegible]

[illegible] سفیان [illegible] ام المؤمنین [illegible] رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام [illegible]

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ [illegible] ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے [illegible]

عجیب اتفاق [illegible] سفیان بن عیینہ [illegible]

[illegible]

عامہ فتنہ کی پیشین گوئی [illegible] حضرت زبیر رضی اللہ عنہ [illegible] واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة آیت کی [illegible] جنگ جمل [illegible] (یہ سند ضعیف ہے) لیکن امام احمد [illegible]

[illegible] حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible]

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں [illegible] محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے [illegible] محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ [illegible]

[illegible]

سند پر تبصرہ: امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ سجستانی بذریعہ عمرو بن مرزوق اور ابوداؤد طیالسی بواسطہ شعبہ سے اور وہ اشعث ابو بردہ ثعلبہ بن ضبیعہ اور حضرت حذیفہ سے روایت کرتے ہیں

نیز امام ابوداؤد سجستانی (مسدد ابو عوانہ اشعث بن سلیم ابی بردہ ضبیعہ بن حصین ثعلبی) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ تاریخ میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی یہ [illegible] سند [illegible] اعلیٰ ہے۔

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ ابی بردہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم ربذہ میں ایک خیمہ کے پاس سے گزرے، میں نے پوچھا یہ کس کا خیمہ ہے؟ معلوم ہوا کہ محمد بن مسلمہ کا ہے، میں اجازت لے کر اندر گیا اور عرض کیا خدا رحمت کرے آپ بلند مرتبہ صحابی ہیں [illegible] کی دعوت دیں [illegible] یہ کیا [illegible] انہوں نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ عنقریب فتنہ ہوگا اور اختلاف اور انتشار ہوگا [illegible] ہو جائے تو اپنی تلوار کو احد پہاڑ پر مار کر توڑ دینا [illegible] کمان کی تانت کاٹ دینا اور گھر میں بیٹھ رہنا یہاں تک کہ کوئی خطاکار ہاتھ تجھے قتل کر دے یا فیصلہ کن موت آ جائے، رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی پوری ہو چکی ہے اور میں نے آپ ﷺ کی وصیت پر عمل کیا ہے۔ پھر انہوں نے خیمہ سے [illegible] تلوار [illegible] لکڑی کی [illegible] کرنے کی خاطر ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ جب لوگوں میں اختلاف رونما ہو تو میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تلوار کو توڑ کر گھر میں بیٹھ جانا یہاں تک کہ کوئی خطاکار ہاتھ قتل کر دے یا موت آ جائے۔

مسند احمد کی روایت: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عبدالصمد [illegible]) [illegible] صنعانی سے بیان کرتے ہیں کہ [illegible] رضی اللہ عنہ سے [illegible] حضرت عبداللہ بن [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] اور [illegible] فتنہ [illegible] میں [illegible] آپ [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] تلوار [illegible] گھر میں بیٹھ جانا [illegible] گھر میں [illegible] کوئی [illegible] گھر میں بیٹھ رہو۔

تبصرہ: یہ حدیث امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے [illegible] محمد بن مسلمہ [illegible] کی ہے [illegible] محمد بن مسلمہ [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] بیان کرتے ہیں [illegible] محمد بن مسلمہ [illegible] کی [illegible] ہے۔

اہبان کی وصیت: [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ اہبان بن صیفی رضی اللہ عنہ [illegible] اہبان [illegible] مجھے [illegible] آپ ﷺ نے [illegible] عنقریب [illegible] اختلاف [illegible] گھر میں بیٹھ جانا [illegible] روایت میں ہے: حتی یاتیک ید خاطئۃ او منیۃ قاضیۃ

فتنے سے بچنے کی ترغیب: [illegible] حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ [illegible] فتنے [illegible] بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر [illegible] چلنے والے [illegible] بہتر ہوگا [illegible] بہتر ہوگا۔

[illegible]: [illegible] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا [illegible] قتل [illegible] اللہ کا بندہ [illegible]

پورا کرو اپنے حقوق اور مسائل صرف اللہ تعالیٰ سے سوال کرو۔

فتنے کے زمانے کا پروگرام ...... مسند احمد میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب فتنوں کا دور آنے والا ہے، سنو! اس پرفتن دور میں پیادہ چلنے والا ان فتنوں کی طرف دوڑنے والے سے بہتر ہوگا، بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا، اور لیٹنے والا بیٹھنے والے سے بہتر ہوگا، سنو! جب یہ فتنے کا دور آ جائے تو جس شخص کے پاس بکریاں یا اونٹ ہوں وہ ان میں رہائش اختیار کرے، اور جس کے پاس زرعی رقبہ ہو وہ اس میں سکونت اختیار کرے، اور جس شخص کے پاس اونٹ ہوں وہ خالی چراگاہ میں مقیم ہو جائے۔

ایک صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ تو آپ بتلائیں جس کے پاس بکریاں اونٹ اور زمین وغیرہ کچھ نہ ہو وہ کیا کرے؟ فرمایا: وہ اپنی تلوار کی دھار کو پتھر پر مار کر کند کر دے اور ان فتنوں سے کنارہ کش ہو جائے پھر فرمایا:

میں نے ان فتنوں سے آگاہ کر دیا ہے پھر ایک صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ (مجھے اللہ تعالیٰ آپ پر قربان کرے) اگر کوئی مجھے ان فتنوں میں گھیر لے جائے اور میں قتل کر دیا جاؤں تو میری پوزیشن کیا ہوگی فرمایا گناہوں کا بوجھ اور اس کے اپنے گناہوں کا بوجھ اس پر ہوگا اور وہ شخص دوزخی ہوگا۔

حواب کے کتے ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ یحییٰ بن اسماعیل کے معروف قیس بن ابی حازم سے بیان کرتے ہیں کہ جنگ جمل کے سفر کے دوران حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رات کو بنی عامر کی آبادی میں پہنچیں اور کتے بھونکے تو پوچھا یہ کون سی آبادی ہے؟ تو معلوم ہوا یہ "حواب" ہے (تو) آپ نے یہ سن کر فرمایا مجھے واپس لے چلو "تم میں سے کون سی بیوی ہے جس پر حواب کے کتے بھونکیں گے" یہ کہہ کر واپسی کا ارادہ کیا تو ہم سفروں نے کہا واپس نہیں بلکہ ہمارے ساتھ تشریف لے چلیے آپ رضی اللہ عنہا کو دونوں مسلمان اپنے درمیان پائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان میں صلح کا سبب پیدا کر دے گا پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات کو ایک روز خطاب کر کے فرمایا تھا

کیف باحداکن تنبح علیها کلاب الحوءب الفلس والسلاسل

یہ پیش گوئی ابو نعیم بن حماد نے یزید بن ہارون سے اسماعیل کے معروف قیس مذکور سے بیان کی ہے اور امام احمد رضی اللہ عنہ نے (محمد و شعبہ، اسماعیل بن ابی خالد) قیس سے بھی روایت کی ہے یہ سند صحیحین کی شرط کے مطابق ہے لیکن انہوں نے اسے روایت نہیں کیا ہے حافظ ابوبکر بزار (محمد بن عثمان بن کرامہ، عبداللہ بن موسیٰ، عصام بن قدامہ البجلی، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قریباً یہی حدیث بیان کر کے فرماتے ہیں ہمارے علم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے صرف اسی سند سے مروی ہے۔

جنگ جمل میں پیشین گوئی ...... طبرانی میں ابن عباس سے منقول ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں یہ خبر پہنچی کہ بصرہ کے لوگ طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے زیر قیادت جنگ کے لیے جمع ہو چکے ہیں تو ہم سب پریشان ہو کر گھبرا گئے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم اہل بصرہ مغلوب ہوں گے اور شکست کھا جائیں گے طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما شہید ہو جائیں گے اور اہل کوفہ سے تمہاری امداد کے لئے چھ ہزار پانچ سو پینسٹھ افراد آئیں گے یا پانچ ہزار پانچ سو پینسٹھ (یا پانچ راوی کی طرف سے شک ہے)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر میرے دل میں کچھ شک سا پیدا ہوا تھا پھر جب کوفہ پہنچے تو میں نے کہا اب اگر یہ تعداد ہو جائے گی اور کوفے سے مدد ملے تو ٹھیک ہے تو یہ پیشین گوئی ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوگی ورنہ یہ صرف ایک جنگی چال ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ایک فوجی سے پوچھا لشکر کی گنتی کتنی ہے تو اس نے وہی تعداد بیان کی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمائی تھی پھر میں نے کہا یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے بتائی تھی۔

جنگ جمل کے بارے میں ایک وصیت ...... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ایک نہایت غریب سند سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ازواج مطہرات میں سے کسی ایک کی جنگ میں شمولیت کا تذکرہ کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہنس پڑیں تو فرمایا اے عائشہ!

دیکھو! اے حمیرا تم ہی نہ ہو۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اگر ان کا معاملہ تمہارے سپرد ہو تو ان سے حسن سلوک و نرمی اختیار کرنا۔

اس سے بھی زیادہ ضعیف حکم والی روایت وہ ہے جو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی۔ کہتے ہیں کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے جنگ جمل میں کیوں شرکت نہیں کی؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: ایک قوم جنگ کے لئے نکلے گی وہ ہلاک ہو گی ان کی قائد ایک عورت ہو گی اور وہ جنت میں ہو گی، اور اصل حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے محفوظ روایت وہ ہے جو صحیح بخاری میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے لئے رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث نہایت مفید ثابت ہوئی۔ جب نبی علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ اہل فارس نے حکومت کا سربراہ کسریٰ کی بیٹی کو بنا دیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس قوم نے اپنی حکومت عورت کے سپرد کر دی وہ فلاح و کامیابی کبھی نہیں پا سکتی۔ (لن یفلح قوم ولوا امرھم امرأۃ)

مسند احمد میں ابو وائل سے منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو کوفہ بھیجا کہ اہل کوفہ کو جنگ کے لئے تیار کریں۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے (اپنی تقریر میں) کہا میں خوب جانتا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہا دنیا و آخرت میں آپ ﷺ کی بیوی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو تمہارا امتحان مطلوب ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتے ہو یا ان کی کی۔ یہ بخاری کی روایت ہے اور صحت سند کے لحاظ سے بہت اعلیٰ۔

ایک پیشین گوئی کا یاد کرانا ۔ عبد الرزاق معمر کی معرفت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگ جمل سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی واپسی کا علم ہوا تو فرمایا: اگر ابن صفیہ جانتے کہ وہ حق پر ہیں تو وہ واپس نہ ہوتے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا: کیا آپ علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ کیوں نہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سوچو! تمہارا کیا حال ہو گا جب تم اس سے جنگ لڑنے کے لئے نکلو گے؟ کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت زبیر میدان جنگ سے واپس چلے گئے (یہ روایت مرسل ہے)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ضعیف حدیث کو ابو الاسود دیلی سے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ جب حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بالمقابل میدان جنگ میں اترے اور دونوں فریق ایک دوسرے کے سامنے آ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خچر پر سوار ہو کر اعلان کیا کہ زبیر رضی اللہ عنہ کو بلایا جائے۔ چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آئے اور اتنا قریب ہو گئے کہ ان کی سواریوں کی گردنیں مل گئیں۔ حضرت علی نے کہا اے زبیر! خدارا بتاؤ کیا یاد ہے جس دن فلاں مقام پر رسول اللہ ﷺ نے کہا تھا اے زبیر! کیا تم علی سے دوستی رکھتے ہو؟ تو تم نے کہا تھا کہ میں اپنے ماموں زاد بھائی اور ہم مذہب کو کیسے دوست نہ رکھوں؟ پھر مجھے مخاطب کر کے کہا تھا کیا تم زبیر رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہو؟ تو میں نے کہا تھا کہ میں اپنے پھوپھی زاد بھائی اور ہم مذہب سے محبت کیوں نہ کروں! تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں کہا تھا۔ میں بھول گیا تھا اور اب تم نے مجھے یاد دلا دیا۔ اللہ کی قسم! میں آپ سے جنگ نہ کروں گا۔ چنانچہ حضرت زبیر سواری پر سوار ہو کر میدان جنگ چھوڑ کر چلے گئے تو عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا مجھے علی رضی اللہ عنہ نے وہ حدیث یاد دلائی ہے جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔

چنانچہ میں اب جنگ نہ کروں گا تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ لڑائی کے لئے آئے ہیں؟ آپ تو صرف صلح کی خاطر تشریف لائے تھے پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں جنگ نہ کرنے پر حلف اٹھا چکا ہوں۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا غلام آزاد کر دیجئے اور صلح تک ٹھہریئے چنانچہ غلام آزاد کر کے ٹھہر گئے لیکن جب معلوم ہوا کہ جنگ چھڑ گئی تو واپس چلے گئے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے (ایک ضعیف سند کے ساتھ) ابو وجزہ مازنی سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا جب زبیر رضی اللہ عنہ اعتدال پر ٹھہرے کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ تم علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرو گے اور تم ظالم ہو گے؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں! لیکن مجھے یہ بھول گئی تھی۔

زید بن صوحان کے بارے میں پیشین گوئی ۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ذیل میں) ایک ضعیف سند سے عبد الرحمن بن مسعود،

[illegible] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا [illegible] جنت [illegible] جنگ جمل ۳۶ھ میں شہید ہو گئے

جنگ جمل اور صفین کی پیشین گوئی: صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] قیامت [illegible] جنگ [illegible] جنگ جمل اور صفین [illegible] اسلام [illegible] (تاریخ [illegible])۔

تعداد: [illegible] ہزار [illegible] شہید [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت ابو [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]۔
[illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] روایت [illegible] یوم القیامۃ [illegible]۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت: [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] جنگ صفین میں [illegible] شہید ہو گئے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ [illegible]

[illegible] حین [illegible]

[illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ [illegible] شہید [illegible]

ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ: [illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] "دماءکم واموالکم علیکم حرام" [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible]

اطاعت کرو تو قرآن نے میں چنانچہ میں آپ کے ہمراہ ہوں اور جنگ سے بیزار ہوں۔

امام احمد عبد الصمد بن عبد الوارث سے بیان کرتے ہیں کہ بعض لوگ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے درمیان تھے تو عمرو نے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا جب آپ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو کہا تھا:

"ویحک یا ابن سمیۃ تقتلک الفئۃ الباغیۃ"

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ اس کی بات نہ سنیں، کیا ہم نے اسے قتل کیا ہے؟ اسے تو اس نے قتل کیا ہے جو اسے لایا۔

"او نحن قتلناہ انما قتلہ من جاء بہ"

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ تاویل اور تشریح بعید از قیاس ہے، بطور فرض اگر اسے تسلیم کر لیا جائے تو پھر شہدائے اسلام کا قاتل بھی رسول اللہ ﷺ ہوگا۔

عبد الرزاق، مسعود بن مخرمہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کو معلوم ہے کہ ہم "وجاھدوا فی اللہ حق جھادہ" (۲۲/۷۸) کے متعلق پڑھا کرتے تھے "فی آخر الزمان کما جاھدتم فی اولہ" یعنی آخری زمانہ میں بھی ایسے ہی جہاد کرو جیسے تم پہلے زمانہ میں جہاد کیا کرتے تھے۔ عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کب ہوگا؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب بنی امیہ امیر ہوں گے اور بنی مغیرہ وزیر۔

دو ثالثوں کی پیشین گوئی۔۔۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (علی بن احمد بن عبدان، احمد بن عبید صفار، ... بن فضل، قتیبہ بن سعید، جریر، زکریا بن یحییٰ، عبد اللہ بن یزید و حبیب بن یسار) سے ابو مالک سے بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ فرات کے ساحل پر تھا تو آپ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ بنی اسرائیل میں اختلاف واقع ہوا تو انہوں نے دو ثالث مقرر کئے چنانچہ وہ خود گمراہ تھے اور انہوں نے اپنی پیروی کرنے والوں کو بھی گمراہ کر دیا اور امت محمدیہ میں بھی اختلاف برپا ہوگا تو وہ بھی دو ثالث مقرر کریں گے وہ خود گمراہ ہوں گے اور اپنے پیروکاروں کو گمراہ کریں گے۔

یہ حدیث نہایت منکر ہے اس کا باعث زکریا بن یحییٰ کندی حمیری اعمیٰ ہے جس کو یحییٰ بن معین کچھ بھی نہیں کہتے ہیں۔

غرض! حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما ثالث تھے یہ دونوں بڑے اخیار صحابہ میں سے ہیں (جیسا کہ روایات سے ثابت ہیں) ان کی ثالثی کی تجویز سے صلح اور جنگ بندی پر کچھ اتفاق ہوا اور ان کی وجہ سے سوائے اہل خوارج کے کوئی فریق گمراہ نہیں ہوا۔ ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ثالثی کے موضوع پر مناظرہ کیا چنانچہ ان کی اکثریت تائب ہو کر راہ راست پر آگئی اور باقی ماندہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جہاد کیا ان میں سے اکثر لوگ نہروان میں قتل ہو گئے۔

خوارج کے بارے میں پیشین گوئی۔۔۔ امام بخاری حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ سب کے سامنے رسول اللہ ﷺ مال تقسیم کر رہے تھے کہ ذوالخویصرہ تمیمی نے آکر کہا یا رسول اللہ ﷺ انصاف فرمائیے! آپ علیہ السلام نے فرمایا: تجھے خرابی ہو اگر میں عدل و انصاف نہ کروں تو کون کرے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا یا رسول اللہ ﷺ اجازت فرمائیے اس منافق کا سر قلم کر دوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: چھوڑو اس شخص کے ایسے ساتھی ہوں گے جن کی نمازوں کے مقابلہ میں تم لوگوں کو اپنی نمازیں حقیر اور روزے معمولی معلوم ہوں گے وہ قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے جب تیر کا ملاحظہ کیا جائے تو اس کے پر، پھل اور لکڑی پر خون کا دھبہ تک نہ ہوگا ان کی علامت یہ ہے کہ ان میں ایک سیاہ فام آدمی ہوگا اس کا ایک بازو عورت کے پستان کی طرح حرکت کرتا ہوگا اور یہ لوگوں کے افتراق کے وقت خروج کریں گے ابو سعید کہتے ہیں میں ...

حق کے زیادہ قریب ہوگا وہ ان کو قتل کرے گا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے یہ حدیث خود رسول اللہ ﷺ سے سنی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑائی کی، میں اس میں خود شریک تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے حکم سے ان علامات والے آدمی کو تلاش کر کے لایا گیا، اس میں وہی صفات تھیں جو رسول اللہ ﷺ نے بیان کی۔

یہ حدیث مسلم اور بخاری میں بہت اسناد سے مذکور ہے۔ مسلم شریف میں ہے کہ بشیر بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ نے یہ حدیث خوارج رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں سنی ہے اور عراق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تھا وہ لوگ زبان سے تلاوت کریں گے حلق کے نیچے ان پر اثر نہ ہوگا وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے ان کے سر منڈے ہوئے ہوں گے۔ صحیحین میں یہ روایت حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے اس میں ہے کہ یہ لوگ نو عمر کم عقل ہوں گے زبان سے اسلام کے دعویدار ہوں گے مگر وہ ایمان سے خالی ہوں گے ان کو جہاں پاؤ تہ تیغ کر دو ان کے قتل میں ثواب ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ روایت متعدد بار بیان کی ہے کہ میں نے یہ حدیث خود رسول اللہ ﷺ سے سنی۔

یعقوب بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ المخدج کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ پہاڑی شیطان ہے گھوڑوں کے چرواہے جیسا ہے۔ یہ بجیلہ قبیلہ کا اعرابی ذی الثدیہ ہوگا۔ سفیان رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر نے شیطان ردھہ کو قتل کیا۔

ملعون لشکر ۔ علی بن عیاش، حبیب کی معرفت مسلم رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ مروہ والا لشکر اور نہروان کے مقتولین کو رسول اللہ ﷺ نے ملعون کہا ہے بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ مروہ کے لشکر سے مراد قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ (بیہقی)

قرآن کریم کی تشریح ۔ امام بیہقی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جیسے میں نے قرآن کریم کے نزول پر جنگ کی ہے بعض لوگ تم میں سے اس کی تاویل (تفسیر) پر جنگ لڑیں گے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ میرے حق میں ہے؟ فرمایا نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس سے مراد میری ذات ہے۔ فرمایا نہیں، بلکہ اس سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں جو قریب بیٹھے جوتا ٹھیک کر رہے تھے۔ یعقوب بن سفیان، لاحق سے نقل کرتے ہیں خوارج کی تعداد چار ہزار تھی نہروان میں مسلمانوں نے ان کو نیست و نابود کر دیا اور مسلمانوں سے صرف نو آدمی شہید ہوئے چاہو تو ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کر لو وہ اس بات کی تائید و تصدیق کریں گے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خوارج کے ساتھ جنگ و جدال کی روایات رسول اللہ ﷺ سے حد تواتر کو پہنچی ہے جو کہ قطعی علم کے موجب ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیشن گوئی ۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ غزوہ عشیرہ سے واپسی کے دوران رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خاک آلود دیکھ کر فرمایا اے ابوتراب اٹھو! میں تم کو بتاؤں کہ سب سے شقی و بد بخت دو انسان کون ہیں؟ عرض کیا فرمایئے! تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک قوم ثمود کا احمر جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں دوسرا اے علی! جو تیرے سر پر تلوار مار کر داڑھی کو رنگین کرے گا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فضالہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں اپنے والد ابو فضالہ انصاری بدری کے ہمراہ "ینبع" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے گیا آپ خطرناک اور مہلک مرض میں مبتلا تھے میرے والد نے کہا جناب! آپ یہاں کیوں مقیم ہیں؟ خدانخواستہ فوت ہو گئے تو یہاں جہینہ قبیلے کے لوگ ہی کفن دفن کا انتظام کریں گے لہذا فوراً مدینہ روانہ ہو جائیے، اگر موت آگئی تو اپنے گھر والے کفن دفن اور نماز جنازہ کا اہتمام کریں گے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا تھا کہ تجھے موت تب آئے گی جب سر کے زخم سے

داڑھی تر تر ہو جائے گی۔

ابو داؤد طیالسی نے زید بن وہب سے بیان کیا ہے کہ ایک خارجی سردار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا اللہ سے ڈریں آپ تو موت کے منہ میں آنے والے ہیں تو آپ نے کہا اللہ کی قسم قتل ہوں گا سر پر ایک کاری ضرب سے جس سے یہ میری داڑھی رنگین ہو جائے گی یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان اور قضا مبرم ہے غلط بیانی کرنے والا خائب و خاسر ہے۔

امام بیہقی ابو غسان نہدی کی معرفت ادریس اودی، حکیم بن جبیر ثعلبہ الحمانی سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد تم سے میری امت بے وفائی کرے گی۔ بقول امام بخاری ثعلبہ محل نظر ہے اور اس کی صحت محل نظر ہے نیز امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سر اور داڑھی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

واللہ یہ سر کے خون سے تر ہو گی اور قاتل بچ کر نہ جائے گا راوی بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جناب امیر المؤمنین واللہ اگر کسی نے یہ حرکت کی تو ہم اس کے قبیلے سے بدلہ لیں گے آپ نے فرمایا میرے قاتل کے علاوہ کسی اور کو قتل نہ کرنا۔

حاضرین نے کہا آپ خلیفہ نامزد کر دیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق کسی کو اپنا خلیفہ نامزد نہ کروں گا، لوگوں نے کہا نامزدگی کے بغیر فوت ہو گئے تو خدا کے ہاں کیا جواب دیں گے تو فرمایا میں عرض کروں گا اے خدا! جب تک تو نے مجھے زندگی بخشی میں خلافت کے امور سر انجام دیتا رہا، جب تو نے مجھے اپنے ہاں بلا لیا تو وہ تیرے سپرد ہیں اگر چاہے تو ان کو فساد سے بچا کر سنوارے اور اگر چاہے تو ان میں فتنہ فساد بپا کر دے۔

یہ روایت موقوف ہے الفاظ اور معانی دونوں لحاظ سے عجوبہ پن کا مظہر ہے مگر مشہور بات یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز فجر کے لیے گھر سے باہر نکلے تو مکان کے چوکھٹ کے پاس ابن ملجم نے خنجر مارا، آپ دو دن زندہ رہے ابن ملجم کو گرفتار کر لیا گیا اور آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو وصی اور جانشین مقرر فرمایا، جب آپ فوت ہو گئے تو ابن ملجم کو بطور قصاص کے بدلہ میں قتل کر دیا گیا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں پیشین گوئی ... بخاری شریف میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو گھر سے لے کر نکلے اور ان کو ساتھ لے کر منبر پر چڑھے پھر فرمایا یہ میرا بیٹا سید ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان مصالحت کرا دے گا (کتاب الصلح) بخاری شریف میں ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ایک لشکر جرار لے کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے برسر پیکار ہوئے۔ تو حضرت عمرو بن العاص نے کہا میرے خیال میں یہ لشکر اپنے مد مقابل کو شکست دیے بغیر واپس نہیں لوٹے گا تو امیر معاویہ نے (واللہ وہ بہترین انسان تھے) کہا جناب! اگر فریقین شہید ہو گئے تو ہمارے لیے امور کون سنبھالے گا عورتوں اور بچوں کا کون والی ہو گا ان کی کون خبر لے گا؟ چنانچہ آپ نے عبدالرحمن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں صلح کی خاطر بھیجا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صلح کا مطالبہ کیا تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمارا جانی و مالی بے شمار نقصان ہو چکا ہے تو دونوں قاصدوں نے کہا امیر معاویہ اس کی تلافی کریں گے آپ نے فرمایا کہ بات کا ضامن کون ہے تو انہوں نے اس کی ذمہ داری اٹھائی تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے صلح فرمائی۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے منبر پر رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں تھے کبھی تو آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف، اور آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ میرا بیٹا سید ہے ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کرا دے۔

فائدہ: ... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں علی بن عبداللہ نے مجھے بتایا کہ اس حدیث سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہوتا ہے۔

بخاری، ابو داؤد، ترمذی اور نسائی یہ روایت ابی موسیٰ اسرائیل بن موسیٰ، اشعث اور علی بن زید بن جدعان، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے

تھے۔ چنانچہ یہ پیشگوئی حرف بحرف سچ ثابت ہوئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو ایک عظیم لشکر لے کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف چلے اور امیر معاویہ بھی اپنا لشکر لے آئے اور دونوں صفین میں فروکش ہو گئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مصالحت قبول کر لی اور امور سلطنت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیے چنانچہ دونوں فریقوں نے آپ کی متفقہ طور پر بیعت کر لی۔ اس لیے اس سال کا نام عام الجماعت مشہور ہوا کہ ایک امیر پر سب کا اتفاق ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق دونوں فریق مسلمان تھے ان دونوں میں ایک فریق کو کافر کہنے والا خطا کار ہے اور فرمان رسول کا مخالف نیز حدیث سفینہ میں جو مدت خلافت ۳۰ برس مذکور ہے وہ پایہ تکمیل کو پہنچی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پیشین گوئی .. الفتن والملاحم میں نعیم بن حماد (محمد بن فضیل، سری بن اسمٰعیل، عامر شعبی، سفیان بن عیینہ، حسن بن علی) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ ایام دنیا ختم ہونے سے قبل امت مسلمہ کا اتفاق امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت پر ہوگا۔

ابو بکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بسند ضعیف، راوی اسمٰعیل بن ابراہیم بن مہاجر کی معرفت عبد الملک بن عمیر سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں، واللہ! مجھے حکومت پر رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان نے آمادہ کیا معاویہ! اگر حکومت میسر ہو تو لوگوں سے اچھا سلوک کرنا۔

حضرت سعید بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پانی کا لوٹا لے کر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ہو لیے تو آپ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا معاویہ! اگر حکومت ملے تو خدا ترسی سے کام لینا اور انصاف کرنا۔ حضرت امیر معاویہ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ کی بات پر یقین ہو گیا کہ سلطنت سے میری آزمائش ہو گی۔

راشد بن سعد امیر معاویہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا معاویہ! اگر تو لوگوں کے مخفی عیوب کی ٹوہ میں لگا رہا تو ان کو خراب کر دے گا یا خرابی کے قریب پہنچا دے گا۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک بات سنی جو ان کو مفید رہی۔

شام کے بارے میں پیشین گوئی امام بیہقی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خلافت مدینہ منورہ میں ہو گی اور شام میں حکومت اور سلطنت۔ امام احمد حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کتاب کا ستون میرے تکیے کے نیچے سے اٹھا لیا گیا ہے مجھے گمان ہوا کہ وہ چلا جائے گا۔ پھر میں نے دیکھا کہ اسے شام کو لے جایا گیا سن رکھو جب فتنے برپا ہوں تو ایمان شام میں ہو گا۔

امام بیہقی نے تقریباً یہی روایت حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مختلف سندوں سے بیان کی ہے۔

شام میں ابدال عبد الرزاق، عبد اللہ بن صفوان سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے جنگ صفین میں کہا: الٰہی! اہل شام پر لعنت بھیج تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اہل شام کو سب و شتم نہ کرو وہاں ابدال ہیں، یہ تین بار کہا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ شریح بن عبید حضرمی سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس عراق میں اہل شام کا تذکرہ ہوا تو لوگوں نے عرض کیا ان پر لعنت بھیجیے تو آپ نے لعنت سے انکار کر کے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ شام میں یکے بعد دیگرے چالیس ابدال ہوں گے۔ ان کی وجہ سے باران رحمت نازل ہوگا، دشمن پر فتح ہو گی اور اللہ تعالیٰ کا عذاب رفع ہو گا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اس میں منفرد ہیں اور اس میں انقطاع ہے۔ ابو حاتم رازی نے بیان کیا ہے کہ یہ روایت منقطع ہے اور شریح حضرمی کا سماع حضرت ابو امامہ اور حضرت ابو مالک اشعری سے ثابت نہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیونکر ممکن ہے جو ان سے قبل فوت ہو چکے ہیں۔

قبرص کے بارے میں پیش گوئی: ...... امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز قبا گئے ام حرام بنت ملحان زوجہ عبادہ بن صامت کے پاس تشریف لے گئے انہوں نے آپ کو کھانا کھلایا اور سر سے جوئیں نکالیں پھر آپ سو گئے اور خوب راحت سے مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے انہوں نے آپ علیہ السلام سے مسکرانے کی وجہ پوچھی تو فرمایا میری امت سے لوگ مجھے دکھائے گئے ہیں جو بحر اخضر میں جہاد کے لئے سوار ہوں گے جیسے بادشاہوں کی طرح تخت پر متمکن ہیں۔

ام حرام نے ان میں شمولیت کی خاطر دعا کی درخواست کی تو آپ نے دعا فرمائی۔ پھر آپ لیٹ کر سو گئے اور پھر حسب سابق مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے تو پھر ام حرام نے ہنسی کی وجہ پوچھی تو فرمایا میری امت کے لوگ مجھے دکھائے گئے ہیں جو حسب سابق سوار ہیں جہاد کی خاطر۔ ام حرام نے پھر وہی دعا کی درخواست پیش کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا تو پہلے گروہ میں شامل ہے چنانچہ ام حرام رضی اللہ عنہا امیر معاویہ کے عہد خلافت میں بحری جہاد میں گئیں واپسی میں سمندر سے برآمد ہوتے وقت سواری سے گر کر فوت ہو گئیں۔

اسحاق بن یزید دمشقی (یحییٰ بن حمزہ قاضی، ثور بن یزید، خالد بن معدان) سے بیان کرتے ہیں کہ عمیر بن اسود عنسی، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ ایک خیمہ میں اپنی بیوی کے ہمراہ ہوتے تھے جو حمص کے ساحل پر تھا ان کی بیوی ام حرام نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ میری امت میں سے پہلا لشکر جو سمندری جہاد کرے گا اس کے لئے جنت واجب ہے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں ان میں ہوں؟ فرمایا تو ان میں شامل ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے پہلا لشکر جو قیصر کے شہر میں جنگ کرے گا وہ بخشا ہوا ہے۔ میں نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں بھی ان میں شامل ہوں؟ فرمایا نہیں۔ یہ روایت کتب ستہ میں سے صرف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی ہے انہوں نے اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے یحییٰ بن حمزہ قاضی سے یہ الگ ہی روایت ذکر کی ہے۔

یہ پہلا بحری جہاد تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امیر شام تھے ام حرام رضی اللہ عنہا اپنے خاوند کے ہمراہ گئیں اور وہیں فوت ہو گئیں اور دوسرا جہاد قسطنطنیہ کی جانب کیا گیا جس کا امیر یزید بن معاویہ تھے ان کے ہمراہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی جہاد میں شریک ہوئے اور وہیں فوت ہوئے۔

ہندوستان کے بارے میں پیشگوئی: ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن اسحاق، براء، حسن بن عبیدہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے ہند کے غزوہ کا وعدہ فرمایا اگر میں نے وہ زمانہ پایا اور وہاں شہید ہو گیا تو بہترین شہیدوں میں ہوں گا اور اگر زندہ واپس لوٹ آیا تو میں آزاد ابو ہریرہ ہوں گا۔

نسائی ۲/۳ نے بھی یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن اسحاق، براء، حسن بصری) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میرے خلیل صادق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ سندھ اور ہند میں جہاد کے لئے جائے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر میں زندہ رہا اور وہاں شہید ہو گیا تو یہی مطلوب ہے۔ اور اگر میں زندہ واپس چلا آیا تو ابو ہریرہ محرر ہوں گا جسے اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے آزاد کیا ہوگا۔ ۴۴ھ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں ہندوستان سے جنگ ہوئی ۳۹۳ھ میں سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان کی حکومت سے جنگ کی اور سومنات فتح کیا بتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور بے شمار اسیر اور مال غنیمت لے کر فتح مند واپس آیا۔

ترک سے جہاد کی پیش گوئی: ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا قیامت سے قبل تم ترک قوم سے جنگ کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے تم چھوٹی آنکھوں والے سرخ چہروں والے، چپٹی ناکوں والے (گویا ان کے چہرے چمڑا چڑھی ہوئی ڈھالیں ہیں) تم ان سے جنگ کرو گے۔

خوز اور کرمان سے جہاد کی پیش گوئی: ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

زمین روز محشر سے پہلے تم خوز اور کرمان کی عجمی اقوام سے جہاد کرو گے جو سرخ چہرے، چپٹی ناکیں، چھوٹی آنکھیں ہیں گویا ان کے چہرے چوڑے چپٹے پٹی ہوئی ڈھال کی طرح ہیں اور ان کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ "خوزا" "کرمان" کے ساتھ عبدالرزاق راوی نے بیان کرنے میں غلطی کی ہے، دراصل وہ عجم ہے یعنی خوز اور کرمان مشرق کا معروف شہر ہے۔ واللہ اعلم۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی رفاقت تین سال نصیب ہوئی اور مجھے حدیث یاد کرنے کا بڑا شوق تھا، رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا

"قیامت سے قبل تم ان لوگوں سے جہاد کرو گے جن کے جوتے بال کے ہوں گے۔"

سفیان سے "وہم اہل البارز" بھی مروی ہے۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مشہور روایت "راء" مہملہ کے بعد "زاء" معجمہ ہے شاید یہ کسی سے تصحیف اور تبدیلی ہوئی ہے، دراصل "بازر" سوق یعنی بازار کے معنی میں ہے۔ واللہ اعلم۔

غرضیکہ صحابہ کرام کے آخری دور میں ترک سے جنگ ہوئی اور ان کو شکست ہوئی اور نبی علیہ السلام کی پیش گوئی پوری ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بارے میں پیش گوئی ..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (اسحاق بن یوسف الازرق، ابن عون، محمد ابن سیرین) قیس بن عباد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا کہ ایک آدمی آیا اس نے دو رکعت مختصر نماز پڑھی اس کے چہرے پر خشوع و خضوع کے آثار نمایاں تھے لوگوں نے کہا یہ جنتی شخص ہے جب وہ مسجد سے باہر نکلا تو میں اس کی اجازت سے اس کے ساتھ چلا آیا، گھر جا کر میں نے عرض کیا: جب آپ مسجد میں آئے تو لوگوں نے آپ کو جنتی کہا۔ اس نے کہا: سبحان اللہ! بغیر علم کے بات کرنا مناسب نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ میں نے عہد نبوی ﷺ میں ایک خواب دیکھا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس بیان کیا کہ میں ایک سرسبز باغ میں ہوں

اس کے وسط میں ایک فولادی ستون ہے اس ستون کی چوٹی پر ایک کڑا ہے مجھے کسی نے کہا اس پر چڑھو، میں نے عرض کیا مجھ میں سکت نہیں، تو وہ ایک خادم لایا اس نے مجھے پیچھے سے اٹھا کر کہا چڑھو میں نے اوپر چڑھ کر کڑا پکڑ لیا اس نے کہا مضبوطی سے پکڑو، میں خواب سے بیدار ہوا تو وہ کڑا میرے ہاتھ میں تھا۔

میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ خواب بیان کیا تو آپ ﷺ نے تعبیر بتائی باغ۔ سے مراد دین اسلام۔ عمود ستون۔ سے مراد اسلام کا ستون۔ عروہ کڑا سے مراد ایمان ہے، آپ کی وفات اسلام پر ہوگی، یہ خواب دیکھنے والے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے۔

شہادت کا رتبہ نہ ملے گا ..... امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ مجھے ایک پہاڑ کے پاس لے کر پہنچ گیا اس پر چڑھو، میں نے چڑھنے کی مسلسل کوشش کی مگر چڑھ نہ سکا اور سرین کے بل گر پڑا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ شہیدوں کا رتبہ ہے آپ اس سے محروم ہوں گے۔

چنانچہ یہ پیش گوئی اور خواب کی تعبیر اسی طرح واقع ہوئی کہ آپ کو شہادت کا رتبہ نہ ملا اور ۴۳ھ میں فوت ہوئے۔ (مقول قدم بن سلام)

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں پیش گوئی ..... تاریخ میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ یزید بن اصم سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا مکہ میں بیمار پڑ گئیں اور وہاں کوئی ان کا بھانجا بھی موجود نہ تھا تو آپ نے کہا مجھے یہاں سے لے چلو مجھے یہاں موت نہ آئے گی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں مکہ میں فوت نہ ہوں گی چنانچہ آپ کو سرف مقام میں لے آئے جہاں رسول اللہ ﷺ نے آپ سے شادی کی تھی، چنانچہ ۵۱ھ میں سرف مقام میں فوت ہوئیں۔

حجر بن عدی اور دیگر احباب ..... یعقوب بن سفیان (ابن بکیر، ابن لہیعہ، حارث بن یزید) عبداللہ بن رزین غافقی سے بیان کرتے ہیں

گئے میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بات سنی کہ اے عراق والو! تم میں سے سات آدمی عذراء میں قتل کیے جائیں گے اور ان کی مثال "اصحاب اخدود" یعنی کھائی والوں کی ہے۔

یعقوب بن سفیان کہتے ہیں کہ ابونعیم نے ہمیں بتایا ہے کہ زیاد بن سمیہ نے برسرِ منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نازیبا کلمات سے تذکرہ کیا تو حجر بن عدی رضی اللہ عنہ نے کچھ کنکریاں اٹھائیں پھر وہیں پھینک دیں اور ان کے آس پاس سے لوگوں نے زیاد کو کنکریاں ماریں تو زیاد نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا کہ مجھے منبر پر حجر نے کنکریاں ماری تھیں (اور میری توہین کی ہے) چنانچہ امیر معاویہ نے یہ جواب تحریر کیا کہ حجر وغیرہ کو میرے پاس بھیج دو چنانچہ جب حجر وغیرہ دمشق کے قریب عذراء مقام پر پہنچے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کروا دیا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس قسم کی باتیں کوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے سنے بغیر بیان نہیں کر سکتے۔

یعقوب بن سفیان (حرملہ، ابن وہب، ابن لہیعہ، ابوالاسود) سے بیان کرتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کے لئے تشریف لائے تو آپ نے کہا: تم نے حجر رضی اللہ عنہ وغیرہ کو کیوں قتل کیا؟ تو عرض کیا، اے ام المومنین! تو بہتر اصلاح کی خاطر ان کا قتل ہے کیونکہ ان کی زندگی فتنہ کی موجب تھی یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ عذراء مقام پر لوگ قتل ہوں گے اللہ تعالیٰ اور آسمان والے ان کی خاطر ناراض ہوں گے۔

یعقوب بن سفیان، مروان بن حکم سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کی تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: معاویہ! تم نے حجر وغیرہ کو قتل کر کے ایک ناگوار حرکت کی ہے مجھے خطرہ لاحق نہ ہوا کہ میں یہاں کوئی قاتل چھپا کر تجھے قتل کرا دیتی تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھے کوئی اندیشہ نہیں، میں تو دارالامن میں ہوں، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ایمان اچانک غفلت کی حالت میں مار ڈالنے سے مانع ہے، عام مومن اور مومن غفلت میں کسی کو نہیں مارتا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا! اپنی ضروریات کے سلسلے میں مجھے آپ نے کیسا پایا؟ فرمایا صحیح اور اچھا۔

دسویں آدمی کی موت آگ سے ہوگی...... یعقوب بن سفیان (عبیداللہ بن معاذ، ابوہ، شعبہ، ابی مسلمہ، ابونضرہ عبدی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دس صحابہ کرام کی موجودگی میں فرمایا (ان میں ایک سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ تھے) "تم میں سے آخری آدمی کی موت آگ سے ہوگی" اس روایت کے راوی ثقہ ہیں صرف ابونضرہ عبدی کا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے واللہ اعلم۔

انس بن حکیم کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں آتا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوتی جب بھی تو وہ دریافت کرتے۔ سب سے پہلے حضرت سمرہ بن جندب کا حال ضرور پوچھتے۔ جب ان کو ٹھیک ٹھاک صحت مند بتاتا تو وہ خوش ہوتے۔ ایک دفعہ بتایا کہ ہم ایک مکان میں دس افراد تھے رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، ہمارے چہروں کو دیکھا اور دروازے کے دونوں بازوؤں کو پکڑ کر کہا: تم سے آخری شخص کی موت آگ سے ہوگی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آٹھ اشخاص کی وفات ہو چکی ہے میرے اور سمرہ رضی اللہ عنہ کے بغیر کوئی زندہ نہیں اب مجھے بھی موت کے علاوہ کوئی چیز عزیز نہیں، یعقوب بن سفیان ہلال بن خالد سے بیان کرتے ہیں جب میری ملاقات حضرت ابومحذورہ سے ہوئی تو وہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کا حال پوچھتے۔

میں نے ان سے دریافت کیا: کیا راز ہے جب میں آپ کے پاس آتا ہوں تو آپ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کا حال پوچھتے ہیں اور جب ان کے پاس جاتا ہوں تو وہ آپ کا حال دریافت کرتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں سمرہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک مکان میں تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "آخرکم موتا فی النار" چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۵۸ھ میں فوت ہوئے پھر ابومحذورہ ۵۹ھ میں فوت ہوئے بعد ازیں سمرہ رضی اللہ عنہ ۶۰ھ میں فوت ہوئے۔

عبدالرزاق، معمر، ابن طاؤس وغیرہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ اور ایک

آدمی کو مخاطب کر کے فرمایا تم سب سے آخری شخص آگ سے فوت ہوگا۔ چنانچہ آدمی مرتے گئے حتیٰ کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ زندہ تھے۔ جب کوئی آدمی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ناراض کرنا چاہتا تو کہتا کہ سمرہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں تو وہ بے ہوش ہو جاتے اور ان پر غشی طاری ہو جاتی حتیٰ کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے پہلے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے بہت سے خوارج کو قتل کیا اور پھر آگ سے فوت ہو گئے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت میں سے آخری الفاظ اور معنی کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ یہ احتمال ہے کہ بعض کی آواز کی ہے [illegible] بیانات اور [illegible] شیعوں کی مفارش سے ثابت ہو گئی (واللہ اعلم) اگر یہ احتمال درست نہیں [illegible] بیان کرتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے حوالے سے بتایا کہ سمرہ رضی اللہ عنہ نے [illegible] کے تھے جس سے [illegible] اہل خانہ کی غفلت کی وجہ سے وہ اس میں گر کر فوت ہو گئے۔

ابن ہلال رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کو مرض کزاز (جو کہ سردی سے پیدا ہونے والی بیماری ہے) تھا۔ [illegible] گرم پانی [illegible] حاصل کرنے کی خاطر بیٹھ کرتے تھے [illegible] اس میں گر کر فوت ہو گئے۔ آپ [illegible] خوارج [illegible] کرتے تھے [illegible] ابن سیرین بصری وغیرہ علماء بصرہ آپ کی تعریف کرتے اور [illegible] بیان کرتے ہیں۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی شہادت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ [illegible] عمران بن مرزوق [illegible] یحییٰ بن عبدالحمید بن رافع (حضرت رافع رضی اللہ عنہ) سے نقل کرتے ہیں کہ غزوہ احد یا حنین میں ان کی چھاتی پر تیر لگا وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ تیر سینہ سے نکال دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا رافع! چاہو تو تیر اور دستہ کے ساتھ نکال دیتا ہوں [illegible] چاہو تو صرف تیر نکال دوں اور دستہ جسم میں چھوڑ دوں اور میں قیامت کے دن تمہاری شہادت کا گواہ ہوں گا۔ تو رافع رضی اللہ عنہ نے عرض کیا صرف تیر نکال دیں اور دستہ جسم میں چھوڑ دیں اور میری شہادت کے گواہ رہیں۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ان کا زخم ہرا ہو گیا اور وہ عصر کے بعد فوت ہو گئے۔ واقدی وغیرہ کا بیان ہے کہ وہ ۷۴ھ میں ۸۶ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

بنی ہاشم کے قتل و اخراج کے واقعہ کی پیش گوئی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب میرے بعد ترجیحی سلوک اور ایسے امور ہوں گے جو تمہیں ناگوار ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا تو پھر کیا حکم ہے؟ فرمایا تم اپنے فرائض پورے کرو اور اپنے حقوق اللہ سے مانگو۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں کو یہ قریشی قبیلہ برباد کرے گا۔ صحابہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ! آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کاش لوگ ان سے جدا رہیں۔

مسند اور بخاری میں سعید اموی سے مذکور ہے کہ ایک بار میں مروان اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے صادق و مصدوق رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے میری امت کی بربادی قریش کے چند نوجوانوں کے ہاتھ سے ہوگی۔ مروان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ان نوجوانوں پر اللہ کی لعنت ہو تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں چاہوں تو ان کے نام گنوا دوں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "هلكة امتي على يدي غلمة" تو مروان نے تب علامت پر [illegible] ان لڑکوں پر لعنت کی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں چاہوں تو ان کا حسب نسب بیان کر دوں۔ [illegible] میں اپنے دادا کے ساتھ ملک شام میں بنی مروان کے حکمرانوں کے پاس جایا کرتا تھا وہ ان کو نوعمر دیکھ کر کہتے کہ شاید یہی [illegible] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا مصداق ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو عبدالرحمٰن [illegible]) [illegible] بن ابی عمرو سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے ولید بن قیس تجیبی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ میں نے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث مروی ہے کہ ساٹھ سال کے بعد ایسے ناخلف اور نالائق پیدا ہوں گے جو نماز کو ضائع کریں گے اور شہوتوں میں گم ہو جائیں گے پھر ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو تلاوت کریں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا قرآن کریم کی تلاوت تین قسم کے لوگ کرتے ہیں مومن، منافق، فاجر۔

بشیر نے ولید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا یہ تین قسمیں کیا ہیں؟ تو فرمایا منافق اس کا منکر ہوتا ہے، فاجر کا یہ ذریعہ معاش اور مومن کا اس پر ایمان [illegible] امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعبی سے بیان کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین سے واپس ہوئے تو فرمایا اے لوگو! امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کو ناپسند نہ کرو [illegible] کھو دو گے تو [illegible] دیکھو گے [illegible] حنظل گرتے ہیں۔

[illegible] سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ کے بازار میں چلتے ہوئے دعا کیا کرتے تھے الٰہی! میری زندگی میں ساٹھواں سال نہ آئے [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ [illegible] اپنی طرف سے [illegible] رسول اللہ ﷺ سے [illegible] فرمائی ہوئی۔

[illegible] بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلامی نظام [illegible] درست رہے گا یہاں تک کہ بنو امیہ کا ایک آدمی اس میں رخنہ انداز ہوگا۔

ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ [illegible] ابوذر رضی اللہ عنہ [illegible] رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ پہلا شخص جو میری سنت [illegible] بنو امیہ کا [illegible] ہوگا۔

[illegible] حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ [illegible] (البدایہ [illegible])

[illegible] اہل شام [illegible] محبت اور عقیدت رکھتے ہیں [illegible] عقیدت رکھتے [illegible] کا عقیدہ ہے۔

[illegible] حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا [illegible] ناپاک [illegible] اور انکار کرتے [illegible] کہا ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیش گوئی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ([illegible])

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ فرشتہ باران نے حضور ﷺ سے زیارت کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے اجازت مرحمت کی اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ دروازے کا خیال رکھنا کوئی اندر نہ آنے پائے پھر حسین رضی اللہ عنہ کودتے ہوئے اندر چلے گئے اور رسول اللہ ﷺ کے کندھوں پر چڑھنے لگے تو فرشتے نے کہا کیا آپ اس سے پیار کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! تو فرشتے نے کہا آپ کی امت اسے قتل کر دے گی [illegible] آپ کو [illegible] دکھا دوں [illegible] حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے [illegible]

[illegible] ایک اور حضرت [illegible] حضرت [illegible] اس کی [illegible] اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔

مقتل کی مٹی　امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ([illegible] موسیٰ بن یعقوب، ہاشم بن ہاشم عتبہ بن ابی وقاص) عبداللہ بن وہب بن زمعہ سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز لیٹے اور پریشانی کی حالت میں بیدار ہوئے پھر لیٹ کر سو گئے پھر بے چینی اور حیرانی سے بیدار ہوئے لیکن یہ حیرانی پہلی سی نہ تھی۔ پھر آپ ﷺ لیٹے اور بیدار ہوئے۔ آپ علیہ السلام کے دست مبارک میں سرخ مٹی تھی آپ اسے الٹ پلٹ رہے تھے میں نے پوچھا یا رسول اللہ یہ مٹی کیسی ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے جبرائیل نے بتایا کہ یہ عراق میں حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کی جگہ ہے میں نے جبرائیل علیہ السلام کو کہا کہ مجھے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل گاہ کی مٹی دکھاؤ چنانچہ یہ وہی مٹی ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت [illegible] عبداللہ بن نجی سے بھی منقول ہے۔

مسند ابوبکر بزار میں (ابراہیم بن یوسف صیرفی، حسین بن عیسیٰ، حکم بن ابان، عکرمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی گود میں بیٹھے تھے، جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا کیا آپ اس سے پیار و محبت رکھتے ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں یہ میرا لخت جگر ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا آپ کی امت اسے قتل کرے گی، کیا آپ کو اس کی قبر کی مٹی دکھاؤں؟ چنانچہ ایک مٹھی سرخ مٹی دکھائی۔

امام بزار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے علم میں یہ حدیث اسی سند سے مروی ہے اور حسین بن عیسیٰ نے حکم بن ابان سے ایسی روایت بیان کی ہے [illegible] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ [illegible] امام ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ اسے منکر الحدیث کہتے ہیں [illegible] امام ابن عدی کہتے ہیں کہ [illegible] ہیں اور ابن حبان نے اسے ثقات میں ذکر کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ([illegible]، محمد بن مصعب، اوزاعی، ابو عمار شداد بن عبداللہ) ام فضل بنت حارث سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا آج رات مجھے برا خواب آیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا خواب؟ میں نے عرض کیا آپ کے جسد اطہر کا ایک ٹکڑا کٹ کر میری آغوش میں آ گرا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ خواب بہت اچھا ہے، فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ان شاء اللہ بچہ پیدا ہوگا اور وہ تیری گود میں ہوگا چنانچہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور میری گود میں [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] میں نے عرض کیا [illegible] کیا بات ہے؟ فرمایا جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا ہے کہ میری امت اسے قتل کرے گی [illegible]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب کی تعبیر بیان کی　امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ام فضل رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کا ایک عضو میرے گھر میں ہے، آپ نے تعبیر بتائی کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بچہ پیدا ہوگا اس کی کفالت تم کرو گی۔

چنانچہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو ام فضل نے انہیں قثم بن عباس کے ہمراہ اپنا دودھ پلایا، وہ کہتی ہیں کہ ایک روز میں حسین رضی اللہ عنہ کو [illegible] کے لئے لائی تو آپ علیہ السلام نے اسے سینے پر بٹھایا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پیشاب کر دیا [illegible] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تجھ پر رحم کرے تو نے میرے بیٹے کو تکلیف دی۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اپنا ازار اتار دیجئے [illegible] آپ علیہ السلام نے فرمایا لڑکی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر

پھینکا کیا جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا خواب ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بذریعہ عمار، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔ میں نے دوپہر کے وقت خواب میں رسول اللہ ﷺ کو پراگندہ اور غبار آلود دیکھا، آپ علیہ السلام کے ہاتھ میں شیشی ہے اور اس میں خون ہے، عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ حسین رضی اللہ عنہ اور اس کے رفقاء کا خون ہے جو آج صبح سے میرے پاس ہے۔
عمار کا بیان ہے کہ ہم نے وہ تاریخ شمار کی تو حسین رضی اللہ عنہ کا قتل ٹھیک اسی روز واقع ہوا۔

یوم شہادت ...... اکثر روایات میں ابو بکر عیاش، خلیفہ بن خیاط، ابو معشر وغیرہ کا بیان ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا قتل یوم جمعہ عاشورہ کے دن ۶۱ھ میں ہوا اور یہی درست ہے بعض ہفتہ کا روز بتاتے ہیں۔

بے سروپا باتیں ...... عاشورہ کے دن سورج گرہن ہو جانا، آسمان سے خون برسنا، جس پتھر کو اٹھانا نیچے سے خون نکلنا، بعض لوگ خون نکلنے کو بیت المقدس کے پتھروں کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں نیز اس کی خوشبو کا راکھ بن جانا، گوشت کا حنظل اور اس کا کڑوا ہو جانا وغیرہ ایسی باتیں ہیں جو بالکل بے سروپا اور خانہ ساز ہیں۔ (واللہ اعلم)

غور کریں! سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو ایسی چیزوں کا ظہور نہیں ہوا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول فوت ہوئے تو ان امور میں سے کوئی بات بھی معرض وجود میں نہ آئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فجر کی نماز مسجد کے محراب میں پڑھتے ہوئے شہید ہوئے اور ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں ہوا اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور کوئی عجیب واقعہ رونما نہیں ہوا۔

حماد بن سلمہ عمار رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں، ام سلمہ نے جنات کو حسین پر روتے اور نوحہ کرتے سنا، شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو قتل حسین کی خبر معلوم ہوئی تو بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔

شہادت کے اسباب ...... کوفی خواہشمند تھے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ وہاں چلے آئیں اور تخت خلافت پر متمکن ہو جائیں، اس سلسلہ میں آپ رضی اللہ عنہ کو تابڑتوڑ خطوط اور مسلم بن عقیل کی جانب سے مسلسل خطوط اور دعوت نامے موصول ہو رہے تھے جب اس سازش کا عبید اللہ بن زیاد حاکم کوفہ کو علم ہوا تو اس نے فی الفور حکمت عملی سے مسلم بن عقیل کو قتل کر کے پیچھے پھینک دیا، چنانچہ مسلم کے حامی منتشر ہو گئے اور ان کا منصوبہ ناکام ہو گیا۔

کسی کا مشورہ قبول نہ کیا ...... اس صورت حال سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ بالکل بے خبر تھے اور مکہ سے تقریباً ۳۰۰ افراد کے ساتھ کوفہ کے لئے روانگی کا ساز و سامان مہیا کر رہے تھے جب صحابہ کرام کو اس روانگی کا علم ہوا تو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ نے منع کیا مگر آپ نے کسی کی بات تسلیم نہیں کی۔

اس سلسلہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا استدلال نہایت دلنشیں اور عجیب تھا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کرتے ہیں: ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں آئے تو ان کو معلوم ہوا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ عراق روانہ ہو چکے ہیں مدینہ سے دو تین مراحل پر جا کر راستے میں ملے پوچھا کہاں جانے کا قصد ہے؟ فرمایا عراق کا، آپ رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت بے شمار خطوط اور دعوت نامے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ان کے پاس ہرگز نہ جائیں، حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہ جاؤں، یہ ان کی بیعت کے خطوط ہیں تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو دنیا اور آخرت دونوں میں سے کسی ایک کو پسند کرنے کا اختیار دیا تو آپ علیہ السلام نے دنیا کی بجائے آخرت کو پسند فرمایا اور دنیا کی حکومت کو پسند نہیں کیا اور آپ رضی اللہ عنہ آنحضور ﷺ کے لخت جگر ہیں واللہ آپ میں سے کوئی بھی شخص اس کا والی نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکومت و خلافت سے محروم کر کے دنیا اور آخرت کے بہترین سرمایہ سے سرفراز فرمایا ہے لہٰذا آپ واپس چلے جائیں، تو آپ کسی طرح سفر سے باز نہ آئے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آپ سے بغل گیر ہو گئے اور

[illegible] شہید ہو [illegible] یہ بات حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھی پیش آیا۔

الغرض [illegible] حضرت عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کا قول [illegible] اہل بیت میں سے کوئی بھی تخت و تاج کا والی نہ ہوگا۔

[illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] اہل بیت میں کسی [illegible] خاندان [illegible] خلافت [illegible] حکومت [illegible] اسلامی سلطنت [illegible] حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خلیفہ ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ [illegible] خلافت سے ایک بڑی سلطنت کے [illegible] اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عراق جانے سے منع کیا [illegible] آپ نے ان کا [illegible] ایک شہید [illegible] حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔

جب آپ رضی اللہ عنہ کوفہ کی جانب روانہ ہوگئے تو عمرو بن سعد بن ابی وقاص کی زیر قیادت ابن زیاد نے چار ہزار افراد کا لشکر روانہ کیا [illegible] کربلا میں یہ معرکہ پیش آیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ [illegible] پشت کی جانب [illegible] کی طرف [illegible] حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے مخالف فریق کو تین میں سے کسی ایک شرط پر صلح کی پیشکش کی

(۱) کوئی مزاحمت نہ ہوگی جہاں سے آیا ہوں وہیں واپس چلا جاتا ہوں۔

(۲) ملک کی کسی سرحد پر چلا جاؤں وہاں کفار سے جہاد میں مصروف رہوں۔

(۳) یا مجھے یزید کے پاس جانے دو میں اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھ دوں گا جو چاہے گا میرے بارے میں فیصلہ کرے۔

ظالموں نے ان شرائط میں سے کسی ایک کو بھی قبول [illegible] ابن زیاد کے [illegible] غیر مشروط طور پر [illegible] آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے اس مطالبہ کو ٹھکرا دیا اور جنگ [illegible] آپ شہید ہوگئے۔ ظالم آپ کا سر مبارک کاٹ کر ابن زیاد کے پاس لے گئے [illegible] چھڑی سے [illegible] حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا [illegible] رسول اللہ ﷺ ان [illegible] کا بوسہ لیتے تھے۔

پھر ابن زیاد نے آپ رضی اللہ عنہ کے باقی ماندہ اہل و عیال کو اور آپ رضی اللہ عنہ کا سر مبارک بھی شام میں یزید کے پاس روانہ کردیا [illegible] سر مبارک [illegible] یہ شعر پڑھا

نفلق هاماً من رجال أعزة علينا وهم كانوا أعق وأظلما

"ہم ان سرکشوں کے سر پھوڑتے ہیں [illegible] تھے"

پھر یزید نے سب اہل بیت [illegible] مدینہ منورہ کی جانب روانہ کردیا جب یہ لوگ مدینہ [illegible] پہنچے تو خاندان عبدالمطلب کی ایک خاتون [illegible] یہ شعر پڑھتی ہوئی آئی

ماذا تقولون إن قال النبي لكم
ماذا فعلتم وأنتم آخر الأمم
بعترتي وبأهلي بعد مفتقدي
منهم أسارى ومنهم ضرجوا بدم

"[illegible] نبی ﷺ [illegible] کہ تم نے آخری امت ہو کر میرے بعد میرے اہل اور خاندان [illegible] خون میں لت پت ہیں۔"

حادثہ کربلا کی پیشین گوئی یعقوب بن سفیان [illegible] سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ [illegible]

مدینہ سے باہر نکلے جب میدان حرہ کے پاس گزرے تو انا للہ پڑھا رفقاء سفر نے یہ سنا تو فکر مند ہوئے کہ آنحضور ﷺ کو اس سفر سے کچھ اذیت ہوئی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جرات کر کے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا بات ہے؟ فرمایا اس سفر سے متعلق بات نہیں، پھر دریافت کیا تو پھر کس کے متعلق ہے؟ بتایا اس میدان میں میری امت کے بہترین اشخاص شہید ہوں گے۔ (یہ حدیث مرسل ہے)

یعقوب بن سفیان، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ:

"ولو دخلت علیہم من اقطارھا ثم سئلوا الفتنۃ لآتوھا" (۳۳:۱۴)

اور اگر فوج بعض اطراف مدینہ سے ان پر آ داخل ہوں پھر ان سے خانہ جنگی کے لئے کہا جائے تو وہ فوراً کرنے لگیں، کی تفسیر اور تاویل ۶۳ھ کے آخر میں ظاہر ہوئی کہ بنی حارثہ نے اہل شام سے مدینہ میں مداخلت کی التجا کی۔

یہ سند صحیح ہے اور اکثر علماء کے نزدیک صحابی کی تفسیر مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتی ہے۔

الفتن والملاحم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر رضی اللہ عنہ لوگ اس قدر قتل ہوں گے کہ "احجار زیت" خون سے ڈھک جائے گا تو تم اس وقت کیا رویہ اختیار کرو گے؟ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ اور بہتر علم ہے فرمایا اپنے گھر میں گھس جانا، عرض کیا اگر کوئی میرے گھر پر حملہ آور ہو تو میں اس کا مقابلہ کروں فرمایا: کیا تو اس جیسا گناہ گار ہوگا؟ عرض کیا پھر کیا کروں؟ فرمایا تجھے اندیشہ ہوگا کہ تلوار کی چمک تیری آنکھوں کو چکا چوند کر دے گی تو اپنے چہرے کو کپڑے سے ڈھانپ لینا، وہ تیرے اور اپنے گناہ کو وہاں لے کر لوٹ جائے گا، مسند احمد میں یہ روایت ابی عمران جونی سے مفصل مذکور ہے۔

اسباب معرکہ...... امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کا ایک وفد دمشق میں یزید کے پاس آیا، یزید نے ان کی نہایت خاطر تواضع کی اور امیر وفد حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کو قریباً ایک لاکھ کا عطیہ پیش کیا جب یہ وفد مدینہ منورہ واپس آیا تو اہل مدینہ کے سامنے یزید کا کردار پیش کیا کہ یزید شراب پیتا ہے، نہایت قبیح اور برے افعال کا ارتکاب کرتا ہے اور سب سے بری بات یہ ہے کہ وہ شراب کے نشہ کی وجہ سے نماز بھی بے وقت ادا کرتا ہے۔

چنانچہ اکثر لوگوں نے منبر نبوی کے پاس یزید کی بیعت توڑ کر اعلان بغاوت کر دیا، جب یزید کو یہ اطلاع ہوئی تو اس نے مسلم بن عقبہ (جسے اسلاف مسرف بن عقبہ کہتے ہیں) کے زیر قیادت ایک لشکر روانہ کیا اہل مدینہ کو زیر کرنے اور شکست دینے کے بعد اس نے مدینہ میں اپنے لشکر کو تین روز تک کھلی چھٹی دے دی، چنانچہ ان ایام میں بے شمار لوگ تہ تیغ کر دیے گئے، بقول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تین صحابہ کرام کے علاوہ سات سو قاری شہید کر دیے گئے، سعید بن کثیر انصاری کہتے ہیں حادثہ حرہ رحمۃ اللہ علیہ میں عبداللہ بن یزید مازنی معقل بن سنان اشجعی رضی اللہ عنہ، قاری معاذ بن حارث رضی اللہ عنہ، اور عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ شہید کر دیے، بقول امام لیث رحمۃ اللہ علیہ واقعہ حرہ ۲۷ ذوالحجہ ۶۳ھ میں رونما ہوا۔

پھر مسرف بن عقبہ مکہ مکرمہ روانہ ہو گیا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو زیر کرنے کے لئے کیونکہ وہ یزید کی بیعت سے فرار ہو کر مکہ میں پناہ گزین تھے، مکہ مکرمہ کے محاصرہ کے دوران یزید انتقال کر گیا، بعد ازیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا دائرہ خلافت اور وسیع ہو گیا، عراق اور مصر پر بھی ان کا قبضہ ہو گیا، ۷۳ھ میں حجاج رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مکہ میں شہید ہوئے، عبدالملک کے عہد حکومت میں یزید کے انتقال ہونے کے بعد معاویہ بن یزید تخت نشین ہوا، یہ نوجوان ایک پارسا اور صالح انسان تھا وہ تخت نشینی کے بعد صرف ۲۰ یا ۴۰ روز زندہ رہا اور اللہ کو پیارا ہو گیا۔ (رحمہ اللہ) پھر مروان بن حکم حکومت پر قابض ہو گیا اور نو ماہ میں فوت ہو گیا پھر اس کا بیٹا عبدالملک حکومت پر متمکن ہوا۔

عمرو بن سعید اشدق جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت سے ۶۵ھ تک مدینہ کا حاکم اعلیٰ چلا آ رہا تھا اس نے بزعم خود حسب وصیت مروان عبدالملک کے بعد ولی عہد اور جانشین ہونے کا اعلان کر دیا، اس اعلان کی وجہ سے عبدالملک کو شدید صدمہ پہنچا چنانچہ عبدالملک اسی فکر میں مبتلا رہا حتیٰ کہ اسے ۶۹ یا ۷۰ھ میں موت کے گھاٹ اتار دیا، پھر عبدالملک م ۸۶ھ نے اپنے بعد ولید، سلیمان، یزید اور ہشام اپنے تمام بیٹوں کو یکے

بعد کا دور بھی اور جو خبیث تر ہوگا رہے۔

نوجوانوں کی حکومت سے پناہ مانگنے کا ارشاد: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (اسود اور یحییٰ بن ابی بکیر، کامل ابوالعلاء، ابو صالح مؤذن الجامع) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ۷۰ھ کے آغاز سے پناہ مانگو اور بچوں کی حکومت سے بھی۔ ابو یعلیٰ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سند سے یہ دوسری ذیل کی حدیث بیان کی ہے: "عمر امتی من ستین سنة الی سبعین سنة وقال حسن غریب"

بر سر منبر نکسیر پھوٹنے کی پیشین گوئی: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عفان، عبدالصمد، حماد بن سلمہ، علی بن زید بن جدعان) کے اسناد سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کی کہ میرے اسی منبر پر ایک جابر حاکم کی نکسیر پھوٹے گی یہاں تک کہ اس کی نکسیر بہہ پڑے گی، چنانچہ بیان کیا گیا ہے کہ منبر نبوی علیہ السلام پر عمرو بن سعید اشدق کی نکسیر پھوٹی۔ بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ علی بن جدعان کی روایت میں کچھ عجیب اور غرابت ہیں جو اس کی شیعیت کی طرف میلان ہے۔

عمرو بن سعید بن عاص اموی مدنی اشدق: عبدالملک بن مروان رحمۃ اللہ علیہ کی پھوپھی ام البنین کا بیٹا، عاص بن امیہ جنگ بدر میں کفار کی جانب سے مقتول ہوا، ان کا باپ قوی اخلاق اور شریف انسان تھا، متعدد صحابہ کرام سے تربیت یافتہ تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ان کی ایک روایت فضیلت وضو کے بارے میں صحیح مسلم میں منقول ہے۔

وفات سے قبل حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں سے کہا: (عمرو اشدق حاضر تھا) کون میرا قرض ادا کرے گا؟ تو عمرو نے کہا: ابا جان کتنا قرض ہے؟ کہا ۳۰ ہزار دینار۔ وصیت کی کہ میرے احباب میرے بعد بھی عزیز رہیں، میری تجہیز و تکفین اور ان کا کوئی خیال رکھنا، ان کی عزت کرنا اور ان کا کوئی نقصان نہ ہو۔ ان کی بیٹیوں کا نکاح ان کے ہم پلہ لوگوں سے کرنا، ان کی جرات اور دیانت داری کا حق ادا کرنا، بے شک تو بہت کچھ نیکی تیرے سپرد ہے جو تیرا فرض ہے۔

تورات میں پیشین گوئی: بیہقی میں محمد بن یزید بن ابی زیاد ثقفی رحمۃ اللہ علیہ سے مذکور ہے کہ قیس بن خرشہ اور کعب احبار رضی اللہ عنہ ۳۳ھ میں کسی سفر میں صفین کے مقام پر پہنچے تو کعب رضی اللہ عنہ نے کہا یہاں ستر ہزار مسلمانوں کی خونریزی ہوگی، یہ بات تورات میں موجود ہے۔

حضرت قیس رضی اللہ عنہ کے بارے میں پیشین گوئی: حضرت قیس رضی اللہ عنہ بن خرشہ نے رسول اللہ ﷺ سے حق گوئی پر بیعت کی تو آپ نے فرمایا: قیس! ممکن ہے میرے بعد حالات بگڑ جائیں تو تو ان کے سامنے حق بات کہنے کی جرات نہ کر سکے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم جس بات پر بیعت کر رہا ہوں اسے ضرور پورا کروں گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر تجھے ضرر بھی کوئی نہیں پہنچا سکے گا۔

حضرت قیس رضی اللہ عنہ ابن زیاد کے زمانہ میں بقید حیات تھے، ابن زیاد کو کسی معاملے میں ان پر تنقید کی اطلاع ملی تو حکومت میں بلا کر کہا: تو وہ ہے جو یہ کہتا ہے کہ مجھے کوئی شخص ضرر نہیں پہنچا سکتا؟ تو حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے کہا: بالکل یہی بات ہے۔ ابن زیاد نے کہا: آج پتا چل جائے گا کہ تو ایک جھوٹا انسان ہے، جلاد کو بلاؤ، چنانچہ جلاد کے آنے سے پہلے ہی وہ اپنے اللہ کو پیارے ہو گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نابینا ہونے کی پیشین گوئی: بیہقی رحمۃ اللہ علیہ میں مذکور ہے کہ حضرت عباس نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کسی ضرورت کے لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا، دیکھا آپ کے پاس ایک آدمی ہے تو بات کئے بغیر واپس چلے آئے، پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس بات کا رسول اللہ ﷺ کے پاس تذکرہ کیا تو آپ علیہ السلام نے پوچھا عبداللہ نے دیکھا تھا؟ تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! آپ علیہ السلام نے فرمایا معلوم ہے کہ وہ کون تھا؟ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ بصارت جانے کے بعد فوت ہوں گے اور ان کو علم عطا ہوگا، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ۶۸ھ میں نابینا ہونے کے بعد فوت ہوئے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے بارے میں پیشین گوئی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کی بیٹی انیسہ اپنے باپ سے بیان کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے اور فرمایا: اس بیماری سے کوئی خطرہ نہیں لیکن اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میرے بعد زندہ رہو گے اور نابینا ہو جاؤ گے؟ تو انہوں نے عرض کیا: میں صبر کر کے ثواب کا آرزومند ہوں گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: تم بغیر حساب کے جنت میں جاؤ گے، چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اندھے ہو گئے اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی بحال کر دی اور پھر وہ ۶۸ھ میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔

دجال کے بارے میں پیشین گوئی...... بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت سے قبل تیس کذاب اور دجال پیدا ہوں گے اور وہ سب نبوت کے دعویدار ہوں گے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے تیس کذاب پیدا ہوں گے ان میں سے مسیلمہ کذاب، اسود عنسی اور مختار ثقفی ہے اور عرب کے بدترین قبائل میں بنو امیہ، بنو حنیفہ اور ثقیف ہیں۔ اس روایت میں ابن عدی اور محمد بن حسن اسدی ہیں۔

بقول ابن عدی محمد بن حسن اسدی کے کچھ افرادات ہیں اور ثقہ راوی ان سے روایت کرتے ہیں لہٰذا میں ان سے حدیث بیان کرنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتا۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کی حدیث کے کئی شواہد موجود ہیں۔

مختار اور حجاج...... ابو داؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا سے مذکور ہے کہ انہوں نے حجاج کو مخاطب کر کے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا کہ قبیلہ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک بے جا ہلاک کرنے والا پیدا ہوگا۔ کذاب تو ہم دیکھ چکے ہیں رہا ہلاک کرنے والا، میرا غالب گمان ہے کہ وہ تو ہی ہے۔

ابو داؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ شریک نے ابو علوان عبد اللہ بن عصمہ کے حوالہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک جھوٹا اور برباد کرنے والا بنو ثقیف میں ہے۔

اور مختار بن ابی عبید کذاب کے متعلق متواتر احادیث بیان ہوئی ہیں۔ اس کا خیال تھا کہ وہ نبی ہے اور جبریل امین اس کے پاس وحی لے کر آتے ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں مختار کی بہن تھیں اور وہ مختار کے مخلص دوستوں میں سے تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ مختار کا خیال ہے کہ اس کے پاس وحی آتی ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ ٹھیک کہتا ہے۔ ان شیاطین کے بارے میں اللہ کا پاک فرمان ہے

وان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم

"شیاطین اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں۔"

ابو داؤد طیالسی بحوالہ رفاعہ بن شداد بیان کرتے ہیں کہ میں مختار کے ساتھ نشست و برخاست رکھتا تھا۔ ایک دن اس کے پاس گیا، کہنے لگا کہ تیرے داخل ہونے سے تھوڑی دیر پہلے جبریل امین یہاں اس کرسی سے اٹھ کر گئے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے اسے مارنے کے لئے تلوار کے دستے کی طرف ہاتھ بڑھایا تو مجھے آپ ﷺ کی یہ حدیث مبارک یاد آ گئی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص کسی کو جان کی امان دینے کے بعد قتل کر دے تو قیامت کے دن اس کے لئے خیانت اور بدعہدی کا جھنڈا بلند کیا جائے گا۔ پس میں اس وجہ سے رک گیا۔

جندب بن سفیان بحوالہ شعبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اہل بصرہ کی فخر و مباہات میں بیان کیا اور انہیں اہل کوفہ پر فوقیت دی۔ احنف خاموش رہا اور کوئی بات نہ کی۔ لیکن جب اس نے مجھے دیکھا کہ میں نے انہیں فوقیت دی ہے تو اس نے اپنے ایک غلام کو میرے پاس بھیجا اور وہ ایک خط لے کر آیا۔ کہنے لگا اسے پڑھئے۔ میں نے خط پڑھا تو اس میں لکھا تھا "مختار کی طرف سے، بعد ازاں مجھ کو کہا گیا ہے کہ میں نبی ہوں۔" احنف بیان کرتا ہے کہ ہم میں اس جیسا شخص کہاں ہو سکتا ہے۔

حجاج کے متعلق حدیث پہلے بیان ہو چکی ہے کہ "ثقیف کا ایک ہلاکو جوان ہوگا" ہم اس کی فصاحت و بلاغت اور سرکشی جیسے اوصاف

ان کے حالات میں بیان کی گئی ہے۔

ابو عذبہ [illegible] بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو آ کر بتایا کہ اہل عراق نے اپنے امیر کو کنکر مارے ہیں [illegible] آپ غصے کی حالت میں [illegible] اور ہمیں نماز پڑھائی۔ آپ نماز میں بھول گئے [illegible] سبحان اللہ [illegible] آپ متوجہ ہوئے [illegible] آپ نے [illegible] اہل شام [illegible] اہل عراق کے لیے تیاری کرو [illegible] شیطان نے ان میں انڈے بچے دیے ہیں۔ پھر آپ نے [illegible] اے اللہ! انہوں نے مجھ پر [illegible] پس تو ان پر بھی [illegible] اور ان کے لیے ثقفی نوجوان کو جلدی بھیج [illegible] جو ان میں جاہلیت کے حکم کے مطابق فیصلہ کرے گا [illegible] ان کے محسن کی نیکی کو قبول نہیں کرے گا اور ان کے بدکار سے درگزر نہیں کرے گا [illegible] بیان کی ہے۔ ابوالیمان کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو علم ہو گیا تھا کہ [illegible] ہونے والا ہے۔ [illegible] آپ نے [illegible] کی دعا کی۔

ابن [illegible] کہتے ہیں کہ حضرت عمر کی [illegible] حضرت [illegible] ایک [illegible] بیان [illegible] روایت [illegible] ہے۔

عبدالرزاق [illegible] مالک بن دینار [illegible] حسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ سے کہا اے اللہ! جس طرح تو نے [illegible] انہوں نے میری خیانت کی [illegible] ان پر ثقیف کے [illegible] نوجوان کو مسلط کر دے جو اس کی سرسبزی کو کھائے گا اور اس کی پوستین پہنے گا اور ان میں جاہلیت کے حکم کے مطابق فیصلہ کرے گا [illegible] حسن کہتے ہیں کہ [illegible] حجاج پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔ یہ حدیث منقطع ہے۔

[illegible] بیان کرتے ہیں [illegible] حجاج [illegible] ہوا [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] حجاج [illegible] اہل [illegible] ثقیف [illegible]

[illegible] فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین [illegible] حجاج کی وفات [illegible] ہے۔

عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ [illegible] [illegible] حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ [illegible] بیان کرتے ہیں کہ [illegible] آپ [illegible] سے پوچھا [illegible] شر کے بعد [illegible] ہاں [illegible] میں نے پوچھا "دخن" کیا ہے؟ آپ نے فرمایا [illegible] کی سنت کے [illegible]

ہدایت کے بغیر ہدایت دیں گے اور ان میں سے جانے والے اور نہ جانے والے ہوں گے۔ (الحدیث)

حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کی تشریح از اوزاعی...... امام ولید بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا اوزاعی سے مطلب دریافت ہوا کہ "ثم الشر الذی یکون بعد الخیر" بہتر دور کے بعد جو دور ہوگا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا: اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ارتداد کا زمانہ ہوگا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا اس بہتر زمانے کے بعد پھر برا دور ہوگا؟ فرمایا ہاں، لیکن اس میں کچھ خرابی کی آمیزش ہوگی۔ فھل بعد ذالک الشر من خیر قال نعم وفیہ دخن کا اوزاعی نے کہا: اچھے دور سے مراد ملی جلی زندگی ہے اور ابتدائی زندگی کے برعکس بعض اچھے عمل کے اور بعض ناپسندیدہ۔ مطلب "نعم فیہ دخن" کا یعنی اس میں بدعت و خرابی کی آمیزش ہوگی۔ نیز اسلامی حکام سے بغاوت ہرگز درست نہیں، جب تک کہ وہ نماز پڑھتے رہیں۔

ابوداؤد طیالسی، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا تم میں عہد نبوت کی رہے گی پھر اللہ تعالیٰ اس دور کو ختم کر دے گا پھر خلافت نبوت کے طریق پر ہوگی۔ حبیب کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھے یزید بن نعمان بن بشیر ان کے پاس تشریف لائے تو میں نے یہ حدیث لکھ کر یہ تحریر کیا کہ غالب امید ہے کہ آپ اس عہد سعید کے بعد امیر المومنین ہوں، یہ تحریر پہنچنے پر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو سنائی تو وہ بہت مسرور ہوئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا خواب...... حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا اور قریب ہو جاؤ میں قدرے قریب ہوا کہ آپ علیہ السلام کے سامنے کھڑا ہو گیا پھر آپ علیہ السلام نے میری طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا اور فرمایا عنقریب تجھے حکومت نصیب ہوگی اور تو عدل و انصاف کرے گا۔

امام بیہقی نافع کی وساطت سے ابن عمر، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میری نسل سے ایک ایسا شخص حکمران ہوگا اس کے چہرے پر داغ ہوگا جو ساری زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ نافع راوی نے کہا یہ شخص عمر بن عبدالعزیز ہی ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کاش! مجھے معلوم ہوتا کہ نسل فاروق سے کون شخص ہے جس کے چہرے پر داغ ہے جو ساری سلطنت میں عدل و انصاف کرے گا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے پہلے ہی یہ بات مشہور تھی کہ مروان کی نسل سے اشج (سر پر زخم کے داغ والا) حکمران ہوگا۔ آپ کی والدہ لیلیٰ بنت عاصم بن عمر بن خطاب ہے اور والد عبدالعزیز ہیں جو اپنے برادر خلیفہ عبدالملک کے مصر میں نائب اور حاکم اعلیٰ تھے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی تعظیم و تکریم کرتے اور اکثر تحفے تحائف بھیجتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بچپن میں اپنے والد عبدالعزیز کے اصطبل میں آئے تو انہیں ایک گھوڑے نے لات ماری اور پیشانی زخمی ہوگئی، عبدالعزیز نے زخم سے خون صاف کرتے ہوئے کہا کہ اگر تو ہی مروان کا اشج ہے تو تو سعادت مند اور نیک بخت ہے۔

یہ بات عام تھی کہ اشج اور ناقص بنی مروان کے عادل حکمران ہیں۔ اشج سے مراد عمر بن عبدالعزیز اور ناقص سے مراد یزید بن ولید بن عبدالملک ہے جس کے بارے میں یہ شعر ہے:

رأیت الیزید بن الولید مبارکا   شدیدا باعباء الخلافۃ کاھلہ

امام ابن کثیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سلیمان بن عبدالملک ۹۹ھ کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ۱۰۱ھ تک خلافت پر متمکن رہے اور ساری قلمرو میں عدل و انصاف کا چرچا تھا دو سالہ دور حکومت میں اس قدر ارزانی تھی کہ صدقہ و خیرات لینے والا مشکل سے دستیاب ہوتا تھا۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ امت مسلمہ کے بہترین فرد ہیں...... امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اصحاب سے یوں کہا ہے کہ عمر بن

عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ مکرمہ کا عزم کیا راستہ میں ایک مردہ سانپ دیکھ کر کہا: "کدال لاؤ اسے دفن کر دیں" ہم سفر ساتھیوں نے کہا: جناب ہم دفن کر دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں میں خود دفن کروں گا پھر آپ نے اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفنا دیا تو غیبی آواز آئی "رحمۃ اللہ علیک یا سرق" سرق تجھ پر خدا کی رحمت ہو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: تو کون ہے؟ تو اس نے کہا: میں جن ہوں اور یہ مردہ سانپ بھی سرق نامی جن ہے جن جنات نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی ان میں سے صرف میں اور یہ باقی تھے اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا سرق تو ایک جنگل بیابان میں فوت ہوگا اور تجھے میری امت کا بہترین آدمی دفن کرے گا۔

دوسری روایت میں ہے کہ وہ بیعت کرنے والے ۹ جن تھے اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حلفاً پوچھا کیا واقعی رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا؟ جب اس نے قسم کھائی تو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرط مسرت سے اشکبار ہو گئے امام بیہقی نے اس کو حسن کہا ہے واللہ اعلم۔

وھب اور غیلان: ۔۔۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ہشام بن عمار، ولید بن مسلم، مروان بن سالم قرقسانی، احوص بن حکیم، خالد بن معدان) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں "وھب" نامی ایک شخص پیدا ہوگا اللہ تعالیٰ اسے علم و حکمت عطا فرمائے گا، اور ایک "غیلان" نامی شخص ہوگا جو میری امت کے لئے ابلیس سے بھی زیادہ نقصان دہ ہوگا، یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ اس میں مروان بن سالم متروک راوی ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ہشام بن عمار، ولید بن مسلم، ابن لہیعہ، موسیٰ بن وردان) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ شام میں غیلان ایک دفعہ جائے گا تو وہاں کے لوگ قضا و قدر کی تکذیب کر دیں گے اس قسم کی روایات سے غیلان مراد ہے جو شام میں پیدا ہوا اور قضا و قدر کے انکار کے باعث قتل ہوا۔

محمد بن کعب قرظی کے بارے میں پیش گوئی ...... حرملہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: قریظہ قبیلے سے ایک بے نظیر عالم پیدا ہوگا اور قرآن کریم کا ماہر ہوگا۔

اہل علم کہتے ہیں کہ اس سے مراد محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ ہے جو قرآن پاک کا بے مثال عالم تھا عون بن عبداللہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابن کعب رضی اللہ عنہ جیسا مفسر قرآن کریم نہیں دیکھا۔

ایک صدی کے اختتام کی پیش گوئی ...... بخاری اور مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آخری ایام میں عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر کھڑے ہوئے تو فرمایا "تم نے یہ رات دیکھی؟ (اس کی عبرت یاد رہے) جو شخص آج روئے زمین پر بقید حیات ہے وہ ایک صدی تک زندہ باقی نہ رہے گا" حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے غلط فہمی ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد تھا اس صدی کے لوگوں کا ختم ہو جانا۔

مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے ایک ماہ پہلے فرمایا "تم مجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھا کرتے ہو اس کا علم تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے بخدا! روئے زمین پر آج جو شخص زندہ ہے وہ ایک صدی تک فوت ہو جائے گا" سالم کی روایت سے اہل علم یہ استدلال کرتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام اب دنیا میں بقید حیات نہیں۔

اس حدیث سے صاف واضح ہے کہ روئے زمین پر جو لوگ زندہ ہیں وہ ایک صدی تک فوت ہو جائیں گے یہ پیش گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی صدی کے اختتام تک سب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فوت ہو گئے، بعض علماء نے "حدیث مائۃ" کا اطلاق ہر صدی پر کیا ہے مگر حدیث میں اس کی کوئی صراحت نہیں واللہ اعلم۔

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں پیش گوئی ...... محمد بن عمرو القرشی رضی اللہ عنہ (شریح بن یزید، ابراہیم بن محمد بن زیاد الالہانی، محمد بن زیاد الالہانی) عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سر پر

دعا کر کے فرمایا یہ لڑکا ایک صدی زندہ رہے گا، چنانچہ وہ سو سال یعنی ایک صدی تک زندہ رہے۔

تاریخ بخاری میں ہے کہ ان کے چہرے پر رسولی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت سے پہلے یہ رسولی ختم ہو جائے گی، چنانچہ موت سے پہلے یہ رسولی ختم ہو گئی۔ یہ سند حسن اور بعض قرائن کی حامل ہے مگر ان میں مذکور نہیں۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مذکورہ بالا سند سے یہ روایت نقل کی ہے، واقدی کے قول کے مطابق عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ حمص میں ۸۸ھ میں ۹۴ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور شام میں آپ رضی اللہ عنہ آخری صحابی تھے۔

ولید کے بارے میں پیش گوئی...... یعقوب بن سفیان رضی اللہ عنہ (محمد بن خالد بن عباس سکسکی، ولید بن مسلم، ابو عمرو اوزاعی، ابن شہاب) سعید بن مسیب سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام ولید رکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اپنی اولاد کے نام عجم کے فرعونوں کے نام پر رکھتے ہو عنقریب میری امت میں ایک شخص ولید نامی ہوگا وہ فرعون سے بھی زیادہ ظالم ہوگا۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے مراد ولید بن عبدالملک ہے پھر واضح ہوا کہ اس سے مراد وہ نہیں بلکہ ولید بن یزید مراد ہے کہ اس کے عہد میں لوگ مصائب میں مبتلا ہوئے اور بار بار فرمانروا موت کے گھاٹ اتارے گئے اور بہت سے فتنے امت کے خلاف ہو گئے۔ یہ روایت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کی ہے مگر اوزاعی کا مقولہ بیان نہیں کیا اور اس مرسل روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

نعیم بن حماد (ہشیم، ابو حمزہ) حسن بصری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ایک شخص ولید نامی ہوگا۔ اس سے جہنم کا ایک زاویہ بھر جائے گا یہ حدیث بھی مرسل ہے۔

ابو العاص کی اولاد کے بارے میں...... سلیمان بن بلال رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابو العاص کی نسل کے چالیس افراد پورے ہو جائیں گے تو دین میں بگاڑ پیدا کر دیں گے اور لوگوں کو اپنے خادم اور نوکر سمجھیں گے بیت المال اور سرکاری خزانے کو اپنا سرمایہ سمجھیں گے۔

نعیم بن حماد رضی اللہ عنہ (بقیہ بن ولید، عبدالقدوس، ابو بکر بن ابی مریم، راشد بن سعد) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ جب بنو امیہ چالیس اشخاص تک ہو جائیں گے تو وہ اللہ کے بندوں کو اپنے نوکر چاکر سمجھیں گے اور سرکاری خزانہ کو عطیہ سمجھیں گے اور کتاب اللہ کو بگاڑ دیں گے۔ یہ روایت منقطع ہے راشد کا ابوذر رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عثمان بن ابی شیبہ، اسحاق بن راہویہ، جریر، اعمش، عطیہ) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مذکورہ روایت میں چالیس کے بجائے تیس کا ذکر ہے۔

حکم بن ابی العاص والد مروان کی نسل کے بارے میں...... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (علی بن احمد بن عبدان، احمد بن عبید صفار، [illegible] ابن لہیعہ، ابو قبیل) ابن موہب سے نقل کرتے ہیں کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ مروان آیا اور اس نے کوئی ضرورت پیش کر کے کہا مجھے سخت تکلیف ہے میں دس بچوں کا باپ ہوں اور دس بچوں کا چچا ہوں اور دس بھائی ہیں، اس وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے مروان یہ کہہ کر واپس چلا گیا تو حضرت امیر معاویہ نے کہا اے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ خدا را بتائیے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جب حکم کی نسل میں سے تیس آدمی پیدا ہو جائیں گے تو وہ مال غنیمت کو اپنی دولت سمجھیں گے اور دعا کو دھوکا اور اللہ کے بندوں کو غلام سمجھیں گے اور کتاب اللہ کو بگاڑ دیں گے اور جب ان کی تعداد ۴۹۹ ہو جائے گی تو ان کی ہلاکت دو بار کی کھجور چبانے کے عرصے سے بھی پہلے ہو جائے گی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی۔ مروان نے جا کر عبدالملک رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا اور اس نے اپنی ضرورت کے بارے میں گفتگو کی اور واپس چلا آیا تو

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو طلب کر کے کہا فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کا ذکر کر کے فرمایا تیرا یہ بیٹا [illegible] آپ نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تصدیق کی۔ اس حدیث میں نکارت اور عجیب پن ہے اور اس کے [illegible] روایت کرنے والے ضعیف ہیں۔

امام ابو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ بن ابراہیم [illegible] (مسلم بن [illegible] بن زید [illegible]) عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حکم بن ابی العاص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے اس کی آواز پہچان کر فرمایا اسے اندر آنے کی اجازت دو اور کہا یہ سانپ کی نسل (راوی کو اس میں شک ہے) ہے۔ اس پر اور اس کی اولاد پر اللہ کی لعنت ہو سوائے مسلمانوں کے، لیکن ان میں سے مسلمان بہت کم ہیں۔ دنیا میں ان کو خوب ملے گا اور آخرت میں بہت کم۔ مکار اور دھوکے باز ہیں، دنیا میں خوش نصیب اور آخرت میں بدنصیب۔

الغرض امام [illegible] بن حماد رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن مروان [illegible] ابوبکر [illegible]) [illegible] بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں مروان بن حکم [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو آپ ﷺ نے اس کے [illegible] فرمایا یہ ازرق [illegible] کا بیٹا ہے، اس کے ہاتھوں میری امت ہلاک ہوگی۔ یہ روایت مرسل ہے۔

خلفاء بنی امیہ کے بارے میں یعقوب بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خواب بیان فرمایا کہ میں نے حکم بن ابی العاص کی اولاد کو اپنے منبر پر بندروں کی طرح اچھلتے کودتے دیکھا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وفات تک مجھے کھل کر ہنستے نہیں دیکھا۔

ثوری علی بن زید بن جدعان سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں منبر پر بنی امیہ کو دیکھا تو آپ ﷺ کو رنج و ملال لاحق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی یہ صرف دنیا کا حصہ ہے جو ان کو دیا گیا ہے تو آپ ﷺ یہ سن کر خوش ہو گئے اور یہی ہے تفسیر ہے وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس کی یعنی بلاء للناس کی۔

اس میں علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے اور مرسل ہے۔

بروایت ترمذی [illegible] قاسم بن فضل حدانی، یوسف بن مازن راسبی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت ہو جانے کے بعد کسی نے کہا اے مسلمانوں کو رسوا کرنے والے! تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے ملامت نہ کرو اللہ تم پر رحم کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی امیہ کو خواب میں اپنے منبر پر دیکھا اور غمزدہ ہوئے تو سورۃ قدر نازل ہوئی کہ لیلۃ القدر بنی امیہ کی ہزار ماہ کی حکمرانی سے کہیں بہتر ہے۔ یہ روایت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، ابن جریر طبری اور حاکم نے اپنی مستدرک میں [illegible] قاسم رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں یحییٰ بن سعید قطان اور ابن مہدی نے اس کی توثیق کی ہے۔

مجہول راوی باقی رہا یوسف بن مازن راسبی کا نام تو بعض روایات میں یوسف بن سعد بھی ہے۔ جب کہ ابن جریر طبری نے عیسیٰ بن مازن کہا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ مجہول ہے اور اس کی سند سے معلوم ہے نقل کرنے والے [illegible] امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اسے مجہول کہنا مشکل ہے البتہ مجہول الحال ہو سکتا ہے کیونکہ اس سے [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] اور یونس بن عبید رضی اللہ عنہ وغیرہ روایت نقل کرتے ہیں۔ یحییٰ بن معین اسے مشہور کہتے ہیں اور ایک روایت میں اسے ثقہ بتایا ہے لہٰذا جہالت کا ازالہ ہو گیا۔ (بقول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ) لیکن [illegible] کا [illegible] موضوع [illegible] ہے کسی غیر معتبر راوی سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ [illegible] مزی رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اسے منکر کہا۔

قاسم بن فضل کا یہ بیان ہے کہ حکومت بنی امیہ کا حساب کیا گیا تو وہ پورے ہزار ماہ رہی [illegible] یہ بھی عجیب و غریب اور محل نظر ہے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا ۱۲ سالہ دورِ حکومت اس میں کسی طرح بھی شامل نہ ہوگا کیونکہ ان کا دورِ خلافت عدل اور قابل تعریف ہے اور خلفاء راشدین میں شمار ہے جو عدل و انصاف کے جادۂ مستقیم پر قائم رہے، نیز یہ حدیث بنو امیہ کے دورِ حکومت کے لئے نقل ہوئی ہے اس سے مذمت کا پہلو بھی نکل آتا ہے جو کہ لیلۃ القدر ان کی ہزار ماہ کی حکومت سے افضل ہے اور لیلۃ القدر کی فضیلت مسلم ہے مگر یہ فضیلت ان کی حکومت کی مذمت کو مستلزم اور ضروری نہیں ہے، بہرحال غور کیجئے ایسا کلام کیا گیا ہے جس سے اس حدیث کی صحت مشکوک نظر آتی ہے۔

واللہ اعلم۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی دستبرداری اور اتفاق کے سال سے ان کی حکومت کا آغاز شمار کیا جائے جو ۱۳۲ھ تک مسلسل قائم رہی تو ان کی حکومت کا عرصہ ۹۲ سال بنتا ہے جو ہزار ماہ کے مساوی تراسی سال ۴ ماہ کے بالکل مطابق نہیں۔ بصورت دیگر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ۹ سالہ دورِ حکومت کو اس مدت سے خارج کر دیا جائے تو ان کی حکومت کا عرصہ ۸۳ سال بنتا ہے یہ بھی ہزار ماہ کے قریب تو ہے مگر پوری طرح مساوی نہیں جیسا کہ قاسم کے قول کے مطابق "اس میں معمولی کمی بیشی بھی نہیں"۔

اس کے علاوہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ۹ سالہ دورِ حکومت (جس میں حجاز، اہواز، عراق اور بقول بعض مصر تک ان کی حکومت تھی) اور دوری میں بھی بنی امیہ کی حکومت شام میں منحصر رہی۔ نیز بنی امیہ کی مذموم حکومت میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ڈھائی سال دورِ اقتدار کا زمانہ بھی اس میں شمار ہوگا کیونکہ وہ بھی اموی ہیں۔

مگر اس کا کوئی شخص بھی قائل نہیں بلکہ ائمہ اسلام کی صراحت موجود ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا شمار خلفائے راشدین میں ہے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ تابعین میں سے صرف عمر بن عبدالعزیز کے قول کو حجت سمجھتا ہوں۔

غور کیجئے! اب یہ ڈھائی سال اس دورِ حکومت سے خارج کر دیا جائے تو حساب میں خاصا خلل واقع ہوگا، اگر ان میں داخل سمجھا جائے تو ان کے ڈھائی سالہ دورِ حکومت کا مذموم ہونا لازم آتا ہے جو ائمہ کرام کی صراحت کے برعکس ہے۔ ان وجوہات سے اس حدیث کی غرابت اور نکارت بالکل واضح ہے۔

اختلاف تک حکومت ۔۔۔ نعیم بن حماد (سفیان بن عیینہ، علی بن زید، ابو الطفیل) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب تک بنو امیہ میں باہمی اختلاف نہ پیدا ہوا اس وقت تک یہ حکومت ان میں قائم رہے گی۔

ابو سالم جیشانی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں حکومت بنی امیہ میں قائم رہے گی یہاں تک کہ وہ اپنے حکمران کو قتل کریں گے اور آپس میں حسد کریں گے، جب یہ صورت حال پیدا ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ ان پر مشرقی اقوام کو مسلط کر دے گا جو ان کو ختم کر دیں گے اور ان کا محاصرہ کریں گے۔

بخدا وہ ایک سال حکومت کریں گے تو ہم دو سال حکمران ہوں گے دو سال حکمران رہیں گے تو ہم چار سال حکومت کریں گے۔

نعیم بن حماد رحمۃ اللہ علیہ (ولید بن مسلم، حسین بن ولید، زہری بن عبد الحمید، ام الدرداء) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب شام اور عراق کے درمیان نوجوان مظلوم خلیفہ (ولید بن یزید) قتل کر دیا گیا تو قتل و غارت اور خونریزی ہوگی اور حکومت کی اطاعت ختم ہوگی۔

عباسی حکومت کے بارے میں ۔۔۔ یعقوب بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن خالد بن عباس، ولید بن مسلم، ابو عبد اللہ ولید بن ہشام معیطی) ابان بن ولید بن عقبہ بن ابی معیط سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ کے پاس "میری موجودگی میں" تشریف لائے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خوب عطیات پیش کئے پھر پوچھا: اے ابن عباس رضی اللہ عنہ کیا آپ کی نسل میں حکومت ہوگی؟ فرمایا جناب امیر المومنین مجھے اس سے معاف رکھیں، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اصرار کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں ہماری حکومت ہوگی پوچھا آپ رضی اللہ عنہ کے معاون کون ہوں گے؟ فرمایا خراسانی اور بنو امیہ کے دشمنوں سے معاملہ پڑے گا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے گزرا، آپ ﷺ کے ہمراہ جبرائیل امین کے ساتھ غلطی میں سمجھا کہ دحیہ کلبی ہے، تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی علیہ السلام کو بتایا اس کا لباس میلا کچیلا ہے اس کی نسل کا لباس سیاہ

ﷺ۔ اس کی سند میں حجاج بن تمیم رضی اللہ عنہ ایک ضعیف نقل کرنے والے ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (حاکم، ابو بکر بن اسحاق، ابو بکر بن ولید وغیرہ، عبداللہ بن محمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، عبید اللہ بن ابی قرۃ، لیث بن سعید، ابو قبیل، ابو میسرہ غلام عباس) حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا آپ ﷺ نے فرمایا: آسمان پر کوئی چیز نظر آ رہی ہے؟ عرض کیا جی ہاں، پوچھا کیا ہے؟ عرض کیا ثریا ہے۔ پھر فرمایا تیری نسل سے کہکشاں کے ستاروں کے موافق امت ہوگی۔ یہ اجنبی اور حکمران ہوں گے عبید اللہ بن ابی قرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں کسی نے متابعت نہیں کی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ضعیف محمد بن عبدالرحمٰن عامری کی سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا تمہارے خاندان میں نبوت اور سلطنت ہے۔ ابو بکر بن خیثمہ رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح ہمارے خاندان میں حکمرانی کا آغاز کیا ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر ہی اس کا اختتام کرے گا۔ یہ سند عمدہ ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اپنا کلام ہے۔

سفاح اور منصور ..... یعقوب بن سفیان رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ ہم آپس میں باتیں کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ "امیر عرب کے اور بارہ پھر قیامت ہوگی"۔ یہ بات سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کیسے بیوقوف ہو! ابھی قیامت؟ اس کے بعد ہمارے خاندان سے منصور، سفاح اور مہدی علیہ السلام ہوں گے کہ اسی طرح یہ عیسیٰ علیہ السلام تک۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (اعمش، ضحاک) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ ہمارے خاندان سے سفاح، منصور اور مہدی ہے۔ یہ سند ضعیف اور منقطع ہے کہ ضحاک کا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔

مہدی علیہ السلام ..... عبدالرزاق رضی اللہ عنہ (ثوری، خالد حذاء، ابو قلابہ، ابو اسماء) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے اس خزانہ کے پاس خلیفہ کے تین بیٹے قتل ہوں گے۔ ان کا کوئی فیصلہ نہ ہوگا پھر خراسان سے سیاہ علم والے لوگ آئیں گے ان سے عظیم جنگ ہوگی پھر خلیفہ مہدی علیہ السلام آئیں گے۔ جب ان کی آمد کی خبر سنو! تو ان کی بیعت کے لئے جاؤ خواہ برف پر چل کر آنا پڑے۔

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت احمد بن یوسف سلمی رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن یحییٰ ذہلی کی معرفت عبدالرزاق رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو عبدالرزاق رضی اللہ عنہ سے نقل کر کے یہ کہا ہے کہ عبدالرزاق رضی اللہ عنہ اس میں اکیلے ہیں اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے (عبدالوہاب بن عطاء، خالد حذاء، ابو قلابہ، ابو اسماء) موقوف بھی نقل کی ہے۔

سیاہ جھنڈے ..... حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (علی بن احمد بن عبدان، احمد بن عبید صفار، محمد بن غالب، کثیر بن یحییٰ، شریک، علی بن زید، ابو قلابہ، ابو اسماء) حضرت ثوبان سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب خراسان کی جانب سے سیاہ جھنڈے آئیں تو تم ان کی طرف چلو خواہ برف پر چل کر آنا پڑے ان میں خلیفہ مہدی علیہ السلام ہے۔

حافظ بزار رحمۃ اللہ علیہ (فضل بن سہل، عبد المؤمن، احمد رازی، عمرو بن یحییٰ، ساری، ابن ابی لیلیٰ، حکم، ابراہیم) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ہاشم کے نوجوانوں کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ آبدیدہ ہو گئے اور جھنڈوں کا تذکرہ کر کے فرمایا جو شخص ان کو پائے وہ ان کی طرف جائے خواہ برف پر چل کر آنا پڑے۔

حافظ بزار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمارے علم کے مطابق یہ حدیث حکم سے صرف ابن ابی لیلیٰ ہی نقل کرتے ہیں اور ان سے صرف عمرو بن یحییٰ رازی ہی نقل کرتے ہیں جو اہل رے میں سے ہے اور اس کی حدیث درست ہے۔

حافظ ابو یعلیٰ (ابو ہشام، ابن فضیل، یزید بن ابی زیاد، ابراہیم، علقمہ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

کرتے ہیں کہ سیاہ جھنڈے مشرق کی جانب سے آئیں گے وہ جنگ میں مصروف رہیں گے عدل و انصاف کے غالب ہونے تک اور عدل و انصاف کا مطالبہ کریں گے مگر وہ منظور نہ ہوگا پھر وہ غالب آ جائیں گے ان سے بھی عدل کا مطالبہ ہوگا وہ بھی پورا نہیں کریں گے یہ سند حسن ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (یحییٰ بن غیلان اور قتیبہ بن سعید رشدین بن سعد یونس بن یزید ابن شہاب قبیصہ بن ذؤیب خزاعی) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے۔ کوئی ان کا مقابلہ نہ کر سکے گا یہاں تک کہ ایلیا میں گاڑ دیئے جائیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے قتیبہ سے نقل کیا ہے اور غریب کہا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بروایت رشدین بن سعد کی سند سے نقل کی۔ جبکہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ رشدین بن سعد متفرد ہوا ہے۔

تقریباً اسی مضمون کی حامل روایت کعب بن احبار سے مروی ہے اور احتمال ہے کہ یہی درست ہو۔ واللہ اعلم۔

یعقوب بن سفیان رضی اللہ عنہ (محمد ابوالمغیرہ عبدالقدوس، اسماعیل بن عیاش کے ذکا رادہ کعب احبار) کعب احبار سے نقل کرتے ہیں کہ عباسیہ کے سیاہ جھنڈے آئیں گے اور وہ شام میں فروکش ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں ہر جابر اور ہر ظالم کو قتل کرا دے گا۔

سفاح.....امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (عثمان بن ابی شیبہ، جریر، اعمش، عطیہ عوفی) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آخری زمانہ اور پر آشوب زمانے میں سفاح ظاہر ہوگا وہ خوب مال و دولت تقسیم کرے گا۔

سفاح ابو العباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب ۱۳۰ھ میں ظاہر ہوا ان کے سیاہ علم تھے اور سیاہ لباس تھا جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ عمامہ باندھے ہوئے فتح کے دن مکہ میں داخل ہوئے تھے پھر اس نے بنی امیہ کے ساتھ جنگ و جدال کے لئے اپنے چچا عبداللہ کو روانہ کیا اور ۱۳۲ھ میں ان کو شکست فاش دی اور بنی امیہ کا آخری خلیفہ مروان حمار میدان جنگ سے فرار ہو گیا۔ بعض اسے مروان جعدی بھی کہتے ہیں کہ وہ جعد بن درہم سے بہرہ ور تھا اور عبداللہ دمشق میں ان کے تمام ممالک پر قابض ہو گیا۔ الفتن والملاحم میں نعیم بن حماد رضی اللہ عنہ نے سیاہ علم والی روایات کا استقصا کیا اور بہت سی نقل کی ہیں۔ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ سیاہ علم ابھی ظاہر نہیں ہوا بلکہ آخری زمانہ میں ظہور پذیر ہوگا۔

ذلیل بن ذلیل.....عبدالرزاق، معمر، زہری رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت سے پہلے حکومت لکع بن لکع ذلیل بن ذلیل کے ہاتھ میں ہوگی یعنی ابو مسلم خراسانی جو عباسی حکومت قائم کرنے میں بنیادی کردار کا حامل تھا۔

انتقال اقتدار.....غرضیکہ ۱۳۲ھ میں اقتدار بنو امیہ سے بنو عباس میں منتقل ہو گیا اور درج ذیل خلفاء تخت حکومت پر متمکن ہوئے ابو العباس سفاح، ابو جعفر عبداللہ منصور، مہدی محمد بن عبداللہ، ہادی، ہارون الرشید وغیرہ۔ گذشتہ روایات میں جو مہدی منقول ہے اس سے مراد بھی بنی عباس کا تیسرا خلیفہ ہے مہدی آخر الزمان علیہ السلام مراد نہیں جو بھی دنیا میں عدل و انصاف قائم کریں گے۔

مہدی علیہ السلام.....مہدی علیہ السلام کے بارے میں جو روایات منقول ہیں ان کو ہم (امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک مستقل تصنیف میں نقل کر دیا ہے اور امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنن میں کئی روایات کو ایک مستقل باب میں جمع کر دیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ مہدی علیہ السلام یہ اقتدار عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے کر دیں گے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی گذشتہ روایت "یخرج عند انقطاع من الزمان وظهور من الفتن رجل یقال له السفاح" میں منقول سفاح سے پہلا عباسی خلیفہ مراد لینا اور بعید از عقل ہے اس کو آخری زمانہ پر محمول کرنا قرین قیاس ہے کہ نعیم بن حماد رضی اللہ عنہ تبیع بن عامر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ سفاح ۴۰ برس زندہ رہے گا اس کا نام تورات یعنی آسمانی کتاب میں "طائر السماء" ہے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ممکن ہے مستحق "قوم ہیں" آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والے مہدی علیہ السلام کی صفت ہو اس لیے کہ وہ عدل و انصاف قائم کریں گے اور مال کثرت سے خرچ کریں گے پیغمبر ﷺ ان کے ہم نام ہوں گے (جیسا کہ حدیث میں ہے) سب سے اول وہ مکہ مکرمہ میں ظاہر ہوں گے پھر ان کے معاون اور مددگار اہل مشرق ہوں گے جیسا کہ پہلے ہی خلیفہ کے لیے آئے۔ مذکورہ بالا احادیث و روایات کی کوئی خاص بات ہی فراہم ہے سے مراد نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بارہ امام کون ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی سے مراد شیعوں کے بارہ امام مراد نہیں بلکہ خلفاء راشدین (یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہم ہیں) اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ وغیرہ مراد ہیں۔ بخاری اور مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بارہ خلفاء ہوں گے" پھر آہستہ سے کچھ فرمایا جو میں نہ سمجھ سکا" پوچھنے سے معلوم ہوا کہ یہ سب قریشی ہوں گے۔

الفتن والملاحم میں نعیم بن حماد رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے خلفاء کی تعداد بھی موسیٰ کے نقیبوں اور سرداروں جتنی ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے بھی ایسے اقوال منقول ہیں۔ امام ابوداؤد، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا کہ دین ہمیشہ قائم رہے گا یہاں تک کہ ان میں بارہ خلفاء گزر جائیں اور امت کا ان پر اتفاق ہوگا" میں ایک بات نہ سمجھ سکا اپنے والد سے پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ سب قریشی ہوں گے۔

امام ابوداؤد حضرت شعبی (ایک اور سند سے) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امت مسلمہ کا دین مستقل اور درست ہوگا اپنے دشمن پر غالب ہوگا یہاں تک کہ بارہ خلیفہ گزر جائیں اور وہ سب قریشی ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد گھر تشریف لے آئے تو قریش نے گھر میں آ کر پوچھا کہ پھر کیا ہوگا فرمایا پھر قتل و غارت۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پہلی روایت میں بارہ کی تعداد مذکور ہے، دوسری میں دین کا معزز اور غالب ہونا اور تیسری میں اس کے بعد قتل و غارت کا ذکر ہے۔

ولید بن یزید بن عبدالملک کے عہد تک یہ صفت بدرجہ اتم موجود رہی پھر فتنہ و فساد کا زمانہ آیا اس کے بعد عباسیہ کا دور آیا۔ حدیث مذکورہ کی صفت نظر انداز کر دی جائے یا اس وقت کے بعد والے خلفاء اس میں شمار کر لیے جائیں تو بارہ سے تجاوز ہو جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حکومت قریش میں قائم رہے گی جب تک لوگوں میں سے دو شخص بھی باقی ہوں گے۔ بخاری شریف میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان سے مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلافت قریش میں ہوگی، ان سے جو کوئی دشمنی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اوندھا گرا دے گا جب تک وہ دین کے پابند رہیں۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تک وہ شریعت کے احکام کے پابند رہیں گے گو ان میں کوئی کمی کوتاہی ہو۔

بارہ خلفاء: امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا یہ مسلک ہے کہ بارہ خلفاء سے مراد مسلسل خلفاء مراد ہیں جو ولید بن یزید بن عبدالملک کے عہد تک ہوئے۔ یہ مسلک محل نظر اور قابل اعتراض ہے کیونکہ ولید بن یزید کے عہد تک خلفاء کی تعداد بارہ سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ حدیث سفینہ کے مطابق تیس سال تک چار خلفاء راشدین پانچویں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ حسب وصیت حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

(بخاری شریف میں حدیث ابی بکرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق) پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پھر یزید رضی اللہ عنہ اس کے بعد معاویہ بن یزید رضی اللہ عنہ پھر مروان بن حکم رضی اللہ عنہ پھر عبدالملک رضی اللہ عنہ پھر ولید بن عبدالملک پھر سلیمان بن عبدالملک رضی اللہ عنہ پھر عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ پھر یزید بن عبدالملک رضی اللہ عنہ پھر ہشام بن عبدالملک رضی اللہ عنہ پھر ولید بن یزید رضی اللہ عنہ یہ ولید سے پہلے چودہ خلفاء ہوئے۔

اگر ان میں ابن زبیر کو شمار کر لیا جائے تو پندرہ ہو گئے۔ بہر حال بارہ کی تعداد حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے پہلے ہی پوری ہو جاتی ہے

جس میں یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ تو شامل ہے اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ خارج ہیں جن کے متعلق تمام امامات کا اجماع ہے کہ وہ خلفاء راشدین میں سے ہیں اور ان کا دورِ خلافت کا بہترین زمانہ ہے جس کے شیعہ بھی معترف ہیں۔

اگر امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ یہ فرمائیں کہ بارہ خلفاء سے مراد وہ ہیں جن پر تمام امت کا اجماع اور اتفاق ہو تو یہ مسلک درست نہیں کہ اس اصول کے پیش نظر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ دونوں کا شمار سے اخراج لازم آتا ہے کیونکہ تمام اہل شام نے ان کی بیعت نہیں کی اور ساری امت کا ان پر اتفاق نہیں ہو سکا۔ اس قاعدہ کے تحت بارہ کی تعداد یوں ہو گی، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت یزید رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالملک رضی اللہ عنہ، حضرت ولید رضی اللہ عنہ، سلیمان، حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ، حضرت یزید رضی اللہ عنہ، حضرت ہشام رضی اللہ عنہ یہ دس ہوئے پھر ولید بن یزید رضی اللہ عنہ بن عبدالملک رضی اللہ عنہ۔ مگر یہ بھی قابل ترجیح نہیں ہے کیونکہ اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا بارہ خلفاء سے اخراج کے علاوہ حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت لازم آتی ہے جس میں ہے کہ آپ ﷺ کے بعد خلافت تیس سال تک قائم رہے گی پھر بادشاہت آ جائے گی۔ اس کے پیش نظر حضرت معاویہ کا خلیفہ کہنا بھی درست نہیں ہو گا۔

راجح مسلک ...... خلافت مسلسل تیس سال تک قائم رہی پھر اس میں وقفہ آ گیا اور انقطاع پیدا ہو گیا۔ آئندہ پھر بھی راشد خلفاء پیدا ہوں گے جیسے کہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ میں مذکور ہے۔

نعیم بن حماد رضی اللہ عنہ نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد بنی امیہ سے بارہ حکمران اور بادشاہ ہوں گے۔ کسی نے کہا یعنی خلفاء؟ فرمایا نہیں بلکہ بادشاہ۔

ابوالجلد کی رائے ...... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حاتم بن صفرہ رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت ابو بحر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے اپنے مصاحب ابوالجلد سے سنا ہے وہ یقین سے کہا کرتا تھا کہ قیامت سے پہلے امت محمدیہ میں بارہ خلفاء ضرور پیدا ہوں گے اور وہ سب شریعت کے پابند ہوں گے ان میں سے دو اہل بیت سے ہوں گے ایک کی مدت ۴۰ سال ہو گی اور دوسرے کی ۳۰ سال۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالجلد کے اس مسلک (کہ بارہ خلفاء ضرور پیدا ہوں گے گو تسلسل شرط نہیں) کی خوب تنقید کی ہے مگر ممکن نہیں چونکہ ابوالجلد کے اس مسلک کی بیشتر علماء نے تائید کی ہے اور سابقہ ارشادات کے پیش نظر یہی مسلک قابل ترجیح ہے۔ ابوالجلد مطالعہ کا شوقین تھا اس کے زیر مطالعہ سابقہ آسمانی کتب بھی تھیں چنانچہ موجودہ تورات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اسماعیل علیہ السلام کی بشارت دی اور بتایا کہ اس کی نسل کو خوب پھیلائے گا اور اس کی اولاد میں سے بارہ عظیم لوگ پیدا ہوں گے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ وہی بارہ خلفاء ہیں جن کی بشارت اور پیش گوئی حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ میں منقول ہے یہ مسلسل نہیں بلکہ الگ الگ زمانے میں پیدا ہوں گے۔

مغالطہ ...... یہودیت کے بعد اسلام قبول کرنے والے بیشتر مسلمانوں کو یہ مغالطہ پیدا ہوا کہ بارہ خلفاء سے مراد وہ امام ہیں جن کی امامت کے شیعہ بھی قائل ہیں۔ نعیم بن حماد رضی اللہ عنہ کعب احبار سے نقل کرتے ہیں کہ اسماعیل کی نسل سے بارہ قیم اور حکمران پیدا ہوں گے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان میں سب سے افضل اور اول ہیں۔

نعیم بن حماد یحییٰ بن عمرو شیبانی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس کے زیر حکومت حرم شریف نہیں وہ خلیفہ نہیں۔

عباسی دور کے بارے میں پیش گوئی ...... الفتن والملاحم میں نعیم بن حماد رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میرے پاس حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے کہ ایک صاحب نے مجھ سے "منتقم" کے بارے میں کچھ

سوال کیا جواب نہ ملا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ کے بار بار سوال کرنے کی وجہ سمجھ گیا ہوں مجھے اہل بیت میں سے عبداللہ یا عبیداللہ نامی حکمران کے بارے میں بتائی ہوئی ہے وہ ایک مشرقی نہر پر قابض ہوگا اور اس کے دونوں ساحلوں پر وہ شہر تعمیر کرے گا ان میں بڑا متکبر اور ضدی شخص آباد ہوگا۔

من گھڑت روایت (اپنے سے بنائی ہوئی روایات)..... ابوالقاسم طبرانی (احمد بن عبدالوہاب بن نجدہ حوطی، ابوالمغیرہ، عبداللہ بن سعد، صالح بن علی ہاشمی، علی ہاشمی) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "۱۴۰ھ کے بعد اپنی نسل اولاد کی پرورش سے کتے کا پالنا بہتر ہے" یہ حدیث موضوع (یعنی ضعیف) ہے اور عبداللہ بن سعد کی کارستانی ہے۔

الفتن والملاحم میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد نعیم بن حماد خزاعی نے ابوعمر والبصری، ابو بیان معافری، بقیہ، کعب احبار رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے "[illegible]ھ میں عقل مند لوگوں کے علاوہ دانشوروں کی دنیا میں کمی کا دور پیدا ہو جائے گی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پیش گوئی..... امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (ابن عیینہ، ابن جریج، ابوالزبیر، ابوصالح) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں "عنقریب لوگ علم کی تلاش میں دور دراز کا سفر کریں گے" لیکن مدینے کے عالم سے کوئی زیادہ علم والا نہیں پائیں گے" یہ حدیث حسن ہے۔ بقول ابن عیینہ اور عبدالرزاق اس سے مراد امام مالک رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

امام شافعی..... ابوداؤد طیالسی نے عبداللہ سے اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا قریش کو برا بھلا مت کہو ان کا عالم روئے زمین کو علم سے معمور اور مالا مال کر دے گا۔ الٰہی! قریش کے اول طبقہ کو تو نے عذاب سے دوچار کیا ہے تو ان کے بعد آنے والی نسل کو خوشحال بنا دے تو ابونعیم کے قول کے مطابق ابونعیم اصبہانی ہیں۔ مراد امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور محمد شافعی ۲۰۴ھ ہیں ہم "امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تلامذہ کے حالات و تراجم ایک مستقل تصنیف میں مرتب اور جمع کئے ہیں۔

کم عیالی..... رواد ابن جراح، حضرت حذیفہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ ۲۰۰ھ کے بعد خفیف الحاذ اور کم عیال شخص سب سے بہتر ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت ہوا خفیف الحاذ کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا جس کا اہل وعیال اور مال کم ہو۔

کرامات..... ابن ماجہ میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کرامات کا ظہور ۲۰۰ھ کے بعد ہوگا۔

طبقات..... نصر بن علی جہضمی (نوح بن قیس، عبداللہ بن معقل، یزید رقاشی) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے پانچ طبقے ہیں۔ پہلا طبقہ چالیس سال کا نیک اور متقی لوگوں کا، دوسرا ایک سو بیس تک باہمی رحمت و محبت اور صلہ رحمی کا، تیسرا ایک سو ساٹھ تک منافرت اور قطع رحمی کا زمانہ، پھر قتل و غارت کا زمانہ ہوگا، نجات اور اپنی حفاظت کے لئے مرتے دم تک کوشش کرو۔

نصر بن علی جہضمی (خازم ابو محمد عنزی، مسعود بن یزید، ابو معن) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے پانچ زمانے ہیں ہر دور چالیس سال کا ہے، میرا (صلی اللہ علیہ وسلم) اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ اہل علم اور اہل ایمان کا زمانہ ہے اسی سال تک، دوسرا زمانہ نیک اور متقی لوگوں کا زمانہ ہے، پھر مذکورہ روایت کی طرح بیان کی ہے

یہ حدیث دونوں سندوں سے ضعیف ہے علاوہ ازیں اس کی نکارت و غرابت بھی بہت واضح ہے واللہ اعلم۔

تین زمانے..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (وکیع بن اعمش، ہلال بن یساف) حضرت عمران بن حصین سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کا بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر ان لوگوں کا جو اس زمانے کے ساتھ متصل ہیں پھر ان لوگوں کا جو اس زمانہ کے بعد ہوں گے پھر ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو پیٹ کو موٹا کرنا چاہیں گے موٹاپے کو پسند کریں گے گواہی دینے کے لئے بلانے سے پہلے (یعنی کذاب و افتراء

کے لئے ہر وقت تیار اور مستعد رہیں۔

مسلم اور بخاری میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر ان لوگوں کا زمانہ جو میرے بعد ہیں پھر ان لوگوں کا زمانہ جو ان کے بعد ہیں پھر ان لوگوں کا جو ان کے بعد ہیں پھر ایسے بے دین لوگ آئیں گے جو گواہی اور قسم دینے میں نہایت بے باک ہوں گے۔

ابراہیم نخعی کہتے ہیں ابتدائی دنوں میں ہمیں گواہی اور عہد دینے پر مار پڑتی تھی۔

مامون کے بارے میں ..... نعیم بن حماد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ساتواں خلیفہ لوگوں کو کفر کی دعوت دے گا لوگ اس کی بات تسلیم نہیں کریں گے اور اس کے اہل خانہ کہیں گے تو ہمیں اپنی زندگی سے محروم کرنا چاہتا ہے وہ کہے گا میں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت پر چلنا چاہتا ہوں لوگ اس کی دعوت کا انکار کر دیں گے"۔

اس پیشین گوئی کا مصداق خلیفہ مامون ہے جس نے قرآن کریم کے مخلوق ہونے کے عقیدہ کی لوگوں کو دعوت دی اور اللہ تعالیٰ نے اس غلط عقیدہ سے لوگوں کو محفوظ رکھا۔

پانچ سو سال ..... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو قسطنطنیہ کے جہاد کے لئے روانہ کیا تو اور عہد معاویہ میں۔ میں نے خیمے کے اندر ابو ثعلبہ خشنی سے سنا واللہ اعلم "مسلمان قوم نصف یوم یعنی پانچ سو سے کم زندگی نہیں پائے گی جب شام ایک خاندان کے زیر حکومت ہوگا اس وقت قسطنطنیہ فتح ہوگا"۔

ابوداؤد میں حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مسلمان قوم کو نصف یوم تک ضرور باقی رکھے گا۔ نیز امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمان قوم کو نصف یوم تک ضرور قائم رکھے گا۔ حضرت سعد سے نصف یوم کی مدت پوچھی گئی تو فرمایا پانچ سو سال۔

اس سے معلوم ہوا کہ امت محمدیہ پانچ سو سال تک ضرور باقی رہے گی۔ نیز پانچ سو سال تک بقا اور تمام مذکورہ مدت کے مطابق تھیں۔ اور یہ نصف یوم سے پانچ سو سال کا مطلب بیان ہوا وان یوما عند ربک کالف سنة مما تعدون (۲۲: ۴۷) سے ماخوذ ہے کہ ایک دن تمہارے حساب کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہزار برس کے برابر ہے۔

ہزار سال ..... "انه علیه السلام لا یولف فی قبره الفا" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک میں ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ نہیں گزاریں گے" یہ ایک بے بنیاد بات ہے، اسلامی کتب میں موجود نہیں صرف لوگوں کی زبان پر عام ہے۔ حجاز سے آگ کے ظہور کی پیشین گوئی بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت سے پہلے ایک آگ نکلے گی جس کی روشنی سے بصرہ ملک شام کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔

شیخ شہاب الدین ابو شامہ ۶۶۵ھ تاریخ میں رقم طراز ہیں کہ [illegible] ۶۵۴ھ مدینہ میں آگ نکلی اور یہ ایک ماہ یا اس سے زیادہ عرصہ رہی اور مدینہ سے متعدد خطوط موصول ہوئے جن میں مدینہ سے مشرق کی جانب ظاہر ہونے والی آگ کا ذکر تھا جس کے سامنے اس کے ظاہر ہونے کی کیفیت یوں ہے کہ وادی سے میدان میں بجلی کی [illegible] پھر یہ آگ ظاہر ہو گئی۔

بدھ تین جمادی الاخریٰ ۶۵۴ھ میں تحت [illegible] یہاں تک کہ [illegible] آگ ظاہر ہوئی، آگ کی شدت سے وادی قتادہ کے پہاڑ [illegible] کی طرح پگھل کر بہہ رہے تھے اور [illegible] کی طرح [illegible] اس کی روشنی [illegible] وقت لوگوں نے اس کی روشنی میں خط [illegible]

[illegible]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن سعید اموی [illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

ہر صدی کے اختتام پر مجدد: امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ (سلیمان بن [illegible]) [illegible] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ [illegible] اس امت کے لیے [illegible] ان کے دین کو تازہ کرے گا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] روایت والی حدیث: [illegible]

[illegible] تمام مسلمانوں کا قلعہ ہوگا۔

نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی: [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم [illegible] دمشق میں شرقی [illegible]

[illegible] صحیح مسلم میں ہے "انہ ینزل من السماء علی المنارۃ البیضاء شرقی دمشق" [illegible] "علی المنارۃ البیضاء الشرقیہ بدمشق" [illegible]

[illegible]

[illegible] "صلوات اللہ علیہ وسلامہ دائما"

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا دیگر انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے تقابل

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی امتیازات: [illegible]

وبرہان۔ یہ معجزہ بے مثل کلام ہے جس نے انسانوں سب کو چیلنج ہے کہ اس کی لاجواب کتاب لاؤ (کتاب ممکن نہیں) تو دس سورتیں ہی بنا لاؤ (یہ بھی دشوار ہے) تو کم از کم ایک سورت ہی مرتب کر لاؤ مگر وہ سب اس سے عاجز و درماندہ ہو گئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر معجزات عطا فرمائے ہیں کہ ان کو دیکھ کر لوگ ایمان لائے، مجھے قرآن کریم کا معجزہ عطا ہوا ہے، مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے تابعداروں کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی۔

یعنی ہر نبی کو خارق عادات معجزات سے نوازا گیا ہے جو عقل مند اور باشعور لوگوں کو ایمان کی اپیل کرتے تھے قرآن کریم مجسم معجزہ ہے جو نبی پاک ﷺ کو ملا ہے وہ ایک لازوال ابدی اور دائمی معجزہ ہے پہلے انبیاء کے معجزات کی طرح وقتی اور عارضی معجزہ نہیں جو ان کی وفات کے ساتھ ختم ہو چکے اب صرف ان کی یاد باقی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی معجزات...... بخاری و مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ معجزات عطا ہوئے ہیں، مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں ہوئے: ایک ماہ کی مسافت پر دشمن مجھ سے مرعوب اور لرزہ براندام رہتا ہے تمام روئے زمین میرے لئے مسجد (اور اس کی مٹی تیمم کے لئے) پاک ہے، مسلمان کو جہاں وقت نماز آ جائے وہیں پڑھ لے، میرے لئے مال غنیمت حلال اور پاک ہے، مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوا، مجھے شفاعت کی اجازت عطا ہوئی ہے، پہلے نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے، میں عالمگیر نبی اور رسول ہوں۔

سابقہ انبیاء علیہم السلام کا ہر معجزہ رسول خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کا بھی معجزہ ہے کیونکہ ہر نبی نے آپ ﷺ کی آمد کی خوشخبری سنائی اور آپ ﷺ کی متابعت اور پیروی کا حکم دیا اور سب خدا نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت و دانائی عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو تمہیں ضرور اس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اس کی مدد کرنی ہوگی اور (عہد لینے کے بعد) پوچھا کہ بھلا تم نے اقرار کیا اور اس اقرار پر میرا ذمہ لیا یعنی مجھے ضامن ٹھہرایا؟ انہوں نے کہا "ہاں" ہم نے اقرار کیا، خدا نے فرمایا کہ تم اس عہد و پیمان کے گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ (۳/۸۱)

بخاری وغیرہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پہلے سب انبیاء علیہم السلام سے فرداً فرداً عہد و پیمان لیا گیا تھا کہ اگر ان کے زمانے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوں تو لازماً ان پر ایمان لا کر ان کی اتباع کا عہد کریں۔

بیشتر اہل علم سے منقول ہے کہ ہر امتی اور ولی کی کرامت نبی کا معجزہ شمار ہوتی ہے کیونکہ ولی اور امتی کا یہ شرف اور کرامت محض نبی کی متابعت اور پیروی کی برکت کا نتیجہ اور اس کے ایمان کا ثمرہ ہے۔

"آنحضور ﷺ کے معجزات کو دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات پر ترجیح اور موازنہ" کے اضافہ کا خیال مجھے استاذ گرامی شیخ الاسلام کمال الدین ابوالمعالی محمد بن علی انصاری سماکی عرف زملکانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا رسالہ دیکھ کر ہوا جو سیرت ابن ہشام وغیرہ کا خلاصہ اور اختصار ہے یہ کتاب معلومات افزا اور اکثر فوائد کی حامل ہے مگر ناتمام اور ناقص ہے شاید کچھ اوراق گم ہو گئے یا کسی اور وجہ سے نامکمل رہ گئی بعض صاحب نے مجھ سے اس کی تکمیل کا تقاضا کیا میں نے بحول اللہ وقوتہ اس کی خاطر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر یہ کام شروع کر دیا۔

معجزات میں موازنہ کے بانی...... استاذ گرامی امام ابو الحجاج مزی رحمۃ اللہ علیہ ۷۴۲ھ سے میں نے ایک روز میں سنا تھا کہ معجزات میں تقابل اور موازنہ کے موسس اور بانی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، دلائل النبوۃ میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن سواد سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقولہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو معجزہ کسی نبی کو عطا کیا اس جیسا معجزہ محمد ﷺ کو بھی عطا کیا ہے میں نے استفسار کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردوں کے زندہ کرنے کا جو معجزہ عطا ہوا؟ تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا حنانہ ستون جو منبر کے بننے کے بعد رونے لگا تھا کیا خوب ہے یہ بے جان اور خشک لکڑی کا رونا مردوں کے زندہ کرنے سے بہت بڑا معجزہ ہے، تین جلدوں کی ضخیم کتاب "دلائل النبوۃ" میں حافظ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک فصل میں

معجزات کا نہایت عمدہ تجزیہ اور تقابل پیش کیا ہے اور امام فقیہ ابو محمد عبداللہ بن حامد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی تصنیف دلائل النبوۃ میں جو ایک نہایت ضخیم اور کثیر الفوائد کتاب ہے اس مسئلہ پر قلم اٹھایا ہے اسی طرح صرصری شاعر نے بھی اپنے بعض قصائد میں یہ تقابل پیش کیا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم [illegible] سے یہ قصائد مع اقتباسات پیش کریں گے۔

واللّٰہ المستعان وعلیہ التکلان ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ۔

حضرت نوح علیہ السلام کے معجزات کے بارے میں : جب حضرت نوح علیہ السلام قوم کی تکذیب اور عناد سے مایوس ہو گئے اور ان کی رشد و ہدایت سے ناامید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی آنّی مغلوب (میں ان کے مقابلہ میں کمزور ہوں تو ان سے بدلہ لے لے) پس ہم نے زور کے مینہ سے آسمان کے دہانے کھول دیئے اور زمین میں چشمے جاری کر دیئے تو پانی ایک کام کے لئے جو مقدر ہو چکا تھا جمع ہو گیا اور ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کو ایک کشتی پر سوار کر لیا جو تختوں اور میخوں سے تیار کی گئی تھی۔ (۱۰-۱۲) پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے رفقاء کو غرق ہونے سے بچا لیا اور کفار کو تہس نہس کر دیا۔

شیخ ابو اسحاق زملکانی رحمۃ اللہ علیہ کے مخطوطے میں یہ نقل کیا گیا ہے کہ ہر نبی کے معجزہ کے موافق ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی معجزات ہیں بشرطیکہ آپ خیال سے اور غور تو فرمائیں۔ مفصل بیان کرنا تو بڑی طوالت کا باعث ہے جو کئی جلدوں میں بھی ختم نہیں ہو سکتا، ہم قدرِ مختصر بیان کرتے ہیں مثلاً سفینۂ نوح کا قصہ۔

[illegible] پانی کی سطح پر کشتی کے بغیر چلنا کشتی پر سوار ہو کر چلنے سے نہایت عجیب و غریب اور قوی اعجاز ہے۔ امت محمدیہ کے متعدد بزرگ پانی میں اترے اور صحیح سلامت ساحل پر پہنچے کہ ان کی کوئی چیز بھی نہیں بھیگی تھی۔ منجاب بیان کرتے ہیں کہ دارین میں ہم حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاد میں مصروف تھے آپ نے تین دعائیں کیں اور وہ سب قبول ہوئیں۔ ہم ایک منزل میں قیام پذیر ہوئے تو وہاں پانی نہیں تھا حضرت نے دو رکعت نماز کے بعد دعا کی الٰہی! ہم تیرے بندے ہیں اور تیری راہ میں دشمن سے جہاد کر رہے ہیں ہمیں بارش عطا فرما ہم وضو کریں اور پئیں اور ہمارے علاوہ کسی کا حصہ نہ ہو۔

ہم تھوڑی دور چلے تو ایک میدان میں بارش ہو چکی تھی ہم نے وضو کیا اور حسب ضرورت پانی پیا، راوی کہتا ہے کہ میں نے آزمائش کے لئے اپنا برتن پانی سے بھر کر وہیں چھوڑ دیا اور تھوڑی دور چلنے کے بعد میں نے کہا میں اس منزل پر اپنا برتن بھول آیا ہوں، دوسرے کو کہہ کر میں واپس گیا تو وہاں بارش کا نام و نشان نہیں تھا (گویا وہ صرف ہمارے ہی لئے تھی) پھر ہم چلتے چلتے سمندر کے ساحل پر پہنچے تو علاء بن حضرمی نے دعا کی اے اللہ! ہم تیرے غلام ہیں اور تیری راہ میں مجاہد ہیں، الٰہی! ہمارے لئے دشمن کی طرف راستہ بنا دے چنانچہ ہم سمندر میں داخل ہو گئے اور پار کر گئے اور ہماری کوئی چیز پانی میں بھیگی نہیں۔

یہ کرامت کشتی پر سوار ہو کر پار ہونے سے بدرجہا افضل ہے کیونکہ کشتی پر سوار ہو کر پار ہونا تو ایک متداول و معروف امر اور عام بات ہے غور کریں تو یہ کرامت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے بحر قلزم کے پھٹنے سے بھی عجیب تر ہے کیونکہ سمندر کے خشک ہونے کے بعد پار ہونے اور اس کرامت سے پانی زمین کی طرح جامد ہو گیا اس کرامت کا ظہور بھی نبی علیہ السلام کی برکت سے ہوا۔

یہ مذکورہ بالا واقعہ دلائل النبوۃ میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابن ابی الدنیا، ابو کریب، محمد بن فضیل، الصلت بن مطر عجلی، عبدالملک ابن اخت سہم) سہم بن منجاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں اور تاریخ کبیر میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند سے نقل کیا ہے، نیز امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں بھی علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا۔

کرامات امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (حسن بن زیاد، عبداللہ بن عون) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں میں نے اس امت میں تین کرامات دیکھی ہیں اگر وہ بنی اسرائیل میں ظاہر ہوتیں تو کوئی قوم بھی ان کے مقابل نہ ہوتی۔

حاضرین نے پوچھا جناب وہ کیا ہیں؟ فرمایا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس اصحاب صفہ میں تھے۔ ایک نابینا عورت کا جوان بیٹا [illegible]

نے اپنی خاتون بیوہ اور اس نابینا ماں کے ساتھ ہجرت کی، اور اس نوجوان کو اصحاب صفہ میں شامل کر دیا تھوڑے ہی عرصہ وہ کسی مرض سے فوت ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کی آنکھیں بند کر دیں، ہم نے اس کے غسل کی تیاری کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی والدہ کو اطلاع کر دو، میں نے مطلع کیا تو وہ آئی اور اس کے پاس بیٹھ گئی اور اس نے قدموں کو پکڑ کر دعا کی:

الٰہی! میں تو خوشی سے مسلمان ہوئی، بتوں کی ناقدری کی، سچے دل سے ہجرت کی، مجھے ایسی مصیبت میں مبتلا نہ کر جسے میں برداشت نہ کر سکوں۔

واللہ! اس کی دعا ابھی پوری طرح ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ اس نے پاؤں کو ہلایا اور چہرے سے کپڑا اتار دیا، وہ رسول اللہ ﷺ کے وصال اور اپنی والدہ کے انتقال کے بعد تک زندہ رہا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر تیار کیا، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بھی اس میں شامل تھا اور حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ اس کے امیر تھے، ہم میدان جنگ میں آئے تو پانی کا ملنا بہت مشکل تھا اور شدید گرمی کا موسم تھا انسان اور حیوان سب پیاس سے بلک رہے تھے۔

نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا: یہ واقعہ جمعہ کے دن پیش آیا نماز کے بعد امیر کارواں نے دو رکعت نماز جمعہ پڑھا کر ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی، نماز دعا کے وقت مطلع بالکل صاف تھا، ابھی دعا سے فارغ بھی نہیں ہوئے، ہوا آئی اور آسمان ابر آلود ہو گیا، بارش آئی اور ہر طرف خوب تر ہو گئی خوب پیا اور جانوروں کو پلایا، پھر دشمن کی طرف بڑھے تو وہ خلیج عبور کر چکا تھا امیر کارواں نے خلیج کے ساحل پر کھڑے ہو کر دعا کی (یا علی یا عظیم یا حلیم یا کریم) اور فرمایا بسم اللہ پڑھ کر پار کرو، چنانچہ ہم سب پار کر گئے اور گھوڑوں کے پاؤں بھی تر نہ ہوئے دشمن پر ٹوٹ پڑے، قتل و قتال کے بعد واپس آ کر قبضہ کر لیا پھر خلیج کے ساحل پر واپس آئے تو اسی طرح دعا کی اور پار کر آئے تو پھر بھی گھوڑوں کے پاؤں تر نہ ہوئے۔

پھر امیر کارواں علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا ہم نے نماز جنازہ کے بعد دفن کر دیا تو ایک اجنبی شخص نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا یہ بہترین انسان ابن حضرمی رضی اللہ عنہ ہے، اس نے کہا یہ وہ سر زمین ہے جو مردوں کو باہر پھینک دیتی ہے، اسے منتقل کر کے دفن کرنا بہتر ہے چنانچہ ہم نے قبر کھودی تو وہ لحد میں موجود نہیں اور لحد حد نظر تک منور ہے پھر ہم نے قبر برابر کی اور واپس چلے آئے۔

دلائل النبوۃ میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ابو حمزہ کے کسی استاذ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم دجلہ کے ساحل پر پہنچے اس میں شدید طغیانی تھی اور دشمن اس پار تھا، ایک مسلمان نے بسم اللہ پڑھ کر گھوڑا پانی میں ڈال دیا اور پانی کے اوپر تیرنے لگا باقی مسلمانوں نے بھی گھوڑے پانی میں ڈال دیے اور تیرنے لگے تو یہ منظر دیکھ کر دشمن کہنے لگے دیوانے، دیوانے، پاگل، پاگل۔ اور بھاگ گئے تو صرف ایک پیالہ گم ہوا جو زین کے ساتھ لٹکا ہوا تھا جب پار ہو گئے تو مال غنیمت خوب ملا۔

تفسیر میں مذکور ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ابوعبید ثقفی رحمۃ اللہ علیہ امیر کارواں نے آیت "وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللّٰہ کتابا مؤجلا" پڑھ کر سب سے پہلے گھوڑا دریا میں ڈالا اور پھر سارے لشکر نے ان کے پیچھے گھوڑے ڈال دیے عجمیوں نے یہ منظر دیکھا تو دیوانے دیوانے کہہ کر فرار ہو گئے پھر وہ پسپا ہو گئے، مسلمانوں نے ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ابو عبداللہ بن ایوب خولانی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں یہ نقل کیا ہے کہ ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ روم کے علاقہ میں جہاد میں مصروف تھے ایک نہر کے پاس آئے تو ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بسم اللہ پڑھ کر پار کرو خود آگے چلے گئے اور دوسرے آپ کے پیچھے، جب پار ہو گئے تو پوچھا کسی کا کوئی سامان تو گم نہیں ہوا، گم شدہ کا میں ضامن ہوں، چنانچہ ایک آدمی نے اپنا تھیلا عمداً پھینک دیا تھوڑی دور گئے تو اس نے کہا میرا تھیلا گر پڑا ہے تو آپ نے فرمایا وہ سامنے تھیلا ہے، ایسا واقعہ دوسری جگہ بھی مروی ہے۔

سلیمان بن مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ حمید بن ہلال رحمۃ اللہ علیہ عدوی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ ابو مسلم خراسانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہی ایک جنگ میں ہم ایک عظیم نہر کے پاس آئے تو ہم نے وہاں کے باشندوں سے پوچھا گھاٹ کہاں ہے؟ معلوم ہوا کہ گھاٹ یہاں سے دو رات کی مسافت پر ہے تو ابو مسلم خراسانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا الٰہی! تو نے اسرائیل کو بحر قلزم پار کرا دیا تھا ہم بھی تیرے بندے ہیں اور تیرے راستے میں جہاد کے لئے آئے ہیں ہمیں بھی یہ نہر پار کرا دیں پھر انہوں نے کہا بسم اللہ پڑھ کر پار کرو چنانچہ ہم سب پار کر گئے اور پانی کی سطح گھوڑوں کے گھٹنوں سے ذرا نیچے

بھی پار کرنے کے بعد پوچھا کوئی چیز گم ہوگئی ہو تو بتا دیا کریں۔

حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے یہ واقعات رسول اللہ ﷺ کے قولی معجزات ہیں کہ یہ سب رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور پیروی کا ثمرہ اور آپ ﷺ کی رسالت کی برکت ہے یہ واقعات حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے معجزات اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سمندر پھٹنے کے اعجاز کے عین مشابہ ہیں بلکہ یہ اس سے بھی عجیب تر ہے کہ وہ کشتی کے بغیر ہی آب پر چلے اور یہ گھوڑوں پر، دوسرے سمندر کا پانی ساکن اور غیر متحرک (یعنی ٹھہرا ہوا) تھا اور یہ بہتی ندی تھی، جاری پانی پر چلنا ساکن پانی کی نسبت مشکل ہوتا ہے گو طوفان نوح عظیم اور بے مثال تھا اور یہاں کی نسبت معمولی مگر اعجاز اور خرق عادت میں قلیل کثیر کا کوئی تفاوت نہیں۔

اسی طرح بحر قلزم میں راستے بن گئے اور راستوں میں کوئی کیچڑ نہیں تھا، بلکہ صاف اور خشک ان پر سواریاں بلا جھجک عبور کر گئیں، جس سے سب پار ہو گئے تو فرعون نے دیکھا تو آگے بڑھا اور وہ سب سمندر کی موجوں کی نذر ہو گئے جیسے اسرائیل بالکل درست سب پار کر گئے اسی طرح فرعون سب کے سب غرق ہو گئے۔

غرض حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ، حضرت ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی اور حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ تابعی کا پانی کی سطح پر چلنا اور صحیح سلامت پار کر جانا ایک عظیم کرامت ہے، گو رسول اللہ ﷺ سید الانبیاء خاتم الانبیاء صاحب معراج، امام شب معراج، خطیب محشر، صاحب شفاعت، صاحب مقام محمود کے عظیم کارناموں میں اس جیسے معجزہ کی ضرورت لاحق ہوتی تو آپ ﷺ سے بھی صادر ہو جاتے۔

دلائل النبوۃ..... از ابو نعیم اصفہانی کی ۳۳ ویں فصل بعنوان ''معجزات مصطفیٰ ﷺ اور دوسرے انبیاء کرام کے معجزات میں موازنہ'' مذکور ہے کہ نوح علیہ السلام کی بددعا ان کے غیظ و غضب کی انتہا کے طور پر ہوئی کہ روئے زمین سے نیست و نابود کر دیا اور مومنوں کو کچھ تکلیف نہ پہنچا یہ ایک عظیم معجزہ ہے جو قضا و قدر کے موافق رونما ہوا۔

ابوجہل کا واقعہ..... ایسے ہی نبی کریم ﷺ کی جب کفار قریش نے تکذیب کی، تکلیفیں پہنچائیں، ذلت و رسوائی سے ہمکنار کیا یہاں تک کہ ایک وقت عقبہ نے بحالت سجدہ آپ کی پشت مبارک پر اوجھڑی ڈال دی، کسی کو اتار پھینکنے کی ہمت نہ ہوئی بلکہ کفار اس منظر سے ایسے لطف اندوز اور مسرور تھے کہ ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو رہے تھے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور پشت سے اوجھڑی اتار کر ان کفار کو برا بھلا کہا، سلام کے بعد نبی علیہ السلام نے حمد و ثنا کر کے دعا فرمائی اور نام بنام بددعا کی، یعنی ابوجہل، عتبہ، شیبہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف، عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کو پکڑ لے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برحق نبی مبعوث کیا یہ سب جنگ بدر میں ہلاک ہو گئے اور بدر کے بے آباد کنوئیں میں پھینک دیئے گئے۔

جنگ بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا..... قریش بڑی شان و شوکت اور بڑی آن بان سے میدان بدر میں آئے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے صف آراء ہوئے تو آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی الٰہی! یہ قریش جو بڑے فخر و غرور سے آئے ہیں تیرے نبی کی تکذیب کر رہے ہیں اور جنگ و جدال پر آمادہ ہیں الٰہی آج مصیبت نازل کر چنانچہ ان میں سے بہت قتل ہوئے اور بہت گرفتار ہوئے اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب ہلاک ہو جاتے لیکن قدرت کو یہ منظور تھا کہ بعض ان سے مسلمان ہوں گے۔

عتبہ بن ابی لہب..... عتبہ بن ابی لہب نے جب رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی اور نازیبا الفاظ کہے تو رسول اللہ ﷺ نے بددعا فرمائی، الٰہی! اس پر اپنا کوئی کتا مسلط کر دے چنانچہ شہر بصریٰ کے قریب وادی زرقاء میں اسے شیر نے پھاڑ ڈالا اسی طرح کہ قریش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے قحط سالی کا شکار ہوئے ان کی التجا پر آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور خشک سالی رفع ہوئی (ایسے ہی بیشتر واقعات ہیں)۔

امام الفقیہ ابو محمد عبداللہ بن حامد رحمۃ اللہ علیہ دلائل النبوۃ میں رسول اکرم ﷺ کے معجزات اور دوسرے انبیاء کرام کے معجزات میں موازنہ اور

مقابلہ کے سلسلے میں رقم طراز ہیں کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کو قوم کی جانب سے ناقابل برداشت اذیت، بے حد رسوائی اور ذلت، شریعت سے انحراف، کفر پر اصرار سے دل برداشتہ ہو گئے تو ان پر بددعا کی ’’رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا‘‘ (۲۶ نوح) ’’میرے پروردگار کسی کافر کو روئے زمین پر باقی نہ رہنے دے‘‘ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی سب غرقاب ہو گئے، جانور تک کوئی زندہ نہ بچا۔

اور رسول اللہ ﷺ کو بھی جب قریش ستانے سے پیش آئے اور آپ ﷺ کی بات قبول نہیں کی تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتہ کو بھیج دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو مجسم صبر و بردباری تھے آپ نے بددعا نہیں کی، بلکہ صبر کیا اور ان کے لئے ہدایت کی دعا فرمائی۔

امام ابن کثیر کے قول کے مطابق یہ روایت پہلے بیان ہو چکی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ طائف تشریف لے گئے ان کو دعوت توحید پیش کی تو وہ درپے آزار ہوئے، آپ نہایت مغموم اور بے چینی کے عالم میں تھے کہ قرن الثعالب کے قریب آپ ﷺ سے پہاڑوں کے فرشتے نے عرض کیا حضور ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کے احوال سے خوب باخبر ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ آپ کا حکم بجا لاؤں، اگر آپ کہیں تو ان پر پہاڑ گرا کر کچل دوں، آپ ﷺ نے فرمایا کوئی ضرورت نہیں، انہیں مہلت دیجئے، امید ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے کوئی توحید پرست پیدا کر دے۔

موسلادھار بارش ... حضرت نوح علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور ان کے لئے موسلادھار بارش کے ساتھ آسمان کے دہانے کھول دیئے ففتحنا ابواب السماء بماء منهمر ’’اس کے مقابلہ میں حافظ ابو نعیم نے احادیث متعددہ پیش کی ہیں مثلاً ایک دیہاتی نے خشک سالی اور قحط زدگی کا شکوہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی الٰہی بارش برسا، اللھم اسقنا آپ ﷺ منبر سے اترنے بھی نہیں پائے تھے کہ آپ ﷺ کی ریش مبارک سے پانی کے قطرے ٹپکنے لگے، اس موقع کی مناسبت سے کسی نے جناب ابوطالب کے قصیدہ لامیہ کے دو شعر پڑھے:

وابيض يستسقى الغمام بوجهه
ثمال اليتامى عصمة للارامل
يلوذ به الهلاك من آل هاشم
فهم عنده في نعمة وفواضل

’’سپید رو چہرہ جس کی بدولت ابر باراں طلب کیا جاتا ہے یتیموں کا والی، بیواؤں کا بچاؤ اور سہارا ہے، تباہ حال آل ہاشم اس کی پناہ لیتے ہیں وہ اس کے پاس خوب انعام و اکرام سے بہرہ مند ہیں‘‘۔

اس طرح بارش کی آپ ﷺ نے بارہا دعا کی اور قبول ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے بارش کی دعا کروایا کرتے تھے اور بارش برس جاتی تھی نیز سارا دنیا میں مسلمان بارش کی دعا کیا کرتے ہیں اللہ خوب بارش برساتا ہے جب کہ غیر مسلموں کی اکثر دعا قبول نہیں، وللہ الحمد اس کے علاوہ بارش کا پانی رحمت اور برکت کا تھا جبکہ طوفان کا پانی آفت اور نقمت کا مظہر ہوتا ہے۔

مدت رسالت میں تقابل ... حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ اصبہانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام مسلسل ۹۵۰ سال وعظ و تبلیغ کرتے رہے، بایں ہمہ گنتی کے چند لوگ ہی مسلمان ہوئے اور ۲۳ سالہ زندگی میں رسول اللہ ﷺ پر مشرق و مغرب کے لاتعداد لوگ (یعنی جن کی کوئی شمار نہیں) ایمان لائے، بڑے بڑے جابر حکمران مطیع ہوئے، قیصر و کسریٰ لرزہ براندام تھے نجاشی وغیرہ نے ایمان قبول کیا اور بہت مسلمان ہوئے، جزیرۃ العرب کی شرک سے محروم ہے ہوا جزیہ اور نصاریٰ پر آمادہ ہوئے مثلاً اہل نجران، ہجر، حمیر اور امراء کے شہنشاہ سب کے سب آپ ﷺ سے مرعوب اور خوف زدہ تھے اور لوگ جوق در جوق مسلمان ہو رہے تھے جیسا کہ سورۃ النصر میں مذکور ہے

ورأيت الناس يدخلون في دين الله افواجا (۱۱۰:۲)

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ہی مدینہ منورہ، خیبر، مکہ مکرمہ، یمن کا بیشتر علاقہ اور حضرموت تک پہنچ چکا تھا اور ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا جم غفیر آپ ﷺ پر فدا اور جاں نثار تھا، زندگی کے آخری دنوں میں

مختلف حکمرانوں اور بادشاہوں کو مکتوبات اور خطوط کے ذریعہ اسلام کی دعوت پیش کی، بعض مشرف بہ اسلام ہوئے اور بعض خاطر داری اور حسن اخلاق سے پیش آئے بعض نے غرور اور گھمنڈ دکھایا اور اپنے کئے کا مزہ چکھا اور کسریٰ نے مکتوب گرامی کو پرزہ پرزہ نہیں کیا بلکہ اپنی سلطنت پرزہ پرزہ کر دی۔

پھر خلفاء راشدین کے عہد مسعود میں بحر غربی سے لے کر بحر شرقی تک فتوحات کا دائرہ وسیع ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا کہ مجھے روئے زمین کا مشرق و مغرب سمیٹ کر دکھایا گیا ہے میری امت کی عملداری کا دائرہ وہاں تک وسیع ہو گا، قیصر و کسریٰ ہلاک ہو جائیں گے ان کے خزانے فی سبیل اللہ لٹا دیئے جائیں گے۔

یہ پیشین گوئیاں حرف بحرف سچ ثابت ہوئیں، ۳۰ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت تک قیصر و کسریٰ کے سارے علاقے مفتوح ہو کر زیر نگیں ہو گئے قسطنطنیہ کے علاوہ، جس قدر حضرت نوح علیہ السلام کی بددعا سے روئے زمین پر طوفان اور تباہی مچی اسی قدر رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور رحمت کی برکت سے رحمت و سعادت عام ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انا الرحمۃ المہداۃ میں تو دنیا کے لئے مجسم رحمت کا تحفہ ہوں جیسے کہ قرآن کریم میں آیا ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین (۲۱/۱۰۷) اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

کتاب البعث میں ہشام بن عمار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ مسلمان کے لئے تو آپ ﷺ دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں رحمت ہیں اور کافروں کے لئے اس طرح کہ سابقہ اقوام کی طرح فوری عذاب کا جو مستحق تھا وہ آپ کی بدولت روک دیا گیا اور الم تر الی الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا واحلوا قومھم دار البوار (۱۴/۲۸) "کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے نعمت الٰہی کی ناشکری کی اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اتارا" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق آیت میں نعمت اللہ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور الذین بدلوا سے کفار قریش ہیں جیسا کہ "ومن یکفر بہ من العذاب فالنار موعدہ" میں ہے۔

نام میں موازنہ...... حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے ایک صفاتی نام سے یاد کیا انہ کان عبدا شکورا (۱۷/۳) تو یاد رہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دو صفاتی نام عطا ہوئے بالمومنین رؤف رحیم (۹/۱۲۸)۔

دیگر انبیاء کرام کو نام لے کر پکارا مثلاً یا نوح علیہ السلام، یا ابراہیم علیہ السلام، یا موسیٰ علیہ السلام، یا داؤد علیہ السلام، یا عیسیٰ علیہ السلام (علیہم السلام) مگر آپ ﷺ کو معزز القاب کے ساتھ "یا ایھا الرسول، یا ایھا النبی، یا ایھا المزمل، یا ایھا المدثر" سے یاد کیا جو فضیلت کے لائق مقام ہیں۔

دفاع میں موازنہ...... متعدد انبیاء کرام علیہم السلام کو مشرکین نے بے وقوف اور دیوانہ کہا تو انبیاء کرام نے خود ہی اس کا جواب دیا کہ ہم سلامت طبع اور جنون سے پاک ہیں، مثلاً نوح علیہ السلام نے کہا لیس بی سفاھۃ (۷/۶۷) مجھ میں بے وقوفی نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار نے مجنون کاہن اور شاعر کہا (۱۵/۶، ۵۲/۳۰) اور دیوانہ ہونے کا الزامات لگائے تو خود ہی اللہ تعالیٰ نے ان کے جوابات دیئے اور نبی علیہ السلام کو دیگر انبیاء کرام کی طرح خود دینے کی زحمت نہیں اٹھانی پڑی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ہود علیہ السلام کے معجزات میں موازنہ...... جب ہم نے قوم عاد پر منحوس ہوا چلائی (۵۱/۴۱) جس نے ہر چیز کو چورا چورا کر دیا اور محمد ﷺ کی مدد فرمائی احزاب میں پروائی ہوا نے، ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ غزوہ احزاب میں دکھنی ہوا نے شمالی سے کہا آؤ رسول اللہ ﷺ کی مدد کریں تو شمالی ہوا نے دکھنی کو جواب دیا کہ حرارت رات کو نقصان نہیں کرتی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان پر صبا اور پروائی ہوا چلائی۔

فارسلنا علیہم ریحا (۳۳/۹) ہم نے ان پر ہوا بھیجی، حدیث میں ہے نصرت بالصبا واھلکت عاد بالدبور میری مدد پروائی ہوا سے ہوئی اور عاد پچھم والی ہوا سے تباہ ہوئے۔

حضور اکرم ﷺ اور حضرت صالح علیہ السلام کے معجزات میں تقابل ..... اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام کے لئے بطور معجزہ پہاڑ

سے اونٹنی پیدا کی گئی تو عرض ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی اعلیٰ معجزہ سے نوازے گئے، اگر اونٹنی پہاڑ سے پیدا ہوئی تو اس اونٹنی نے حضرت صالح علیہ السلام کی رسالت اور نبوت کی شہادت نہیں دی اور محمد ﷺ سے ایک اونٹ نے مالکان کا شکوہ کیا کہ کام لیا جاتا ہے اور چارہ کم دیتے ہیں اور اب ذبح کرنا چاہتے ہیں اور بکری نے آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی بھی دی ہے۔ اس کے علاوہ اسی قسم کی حدیثیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے (گزر) بھی مذکور ہے اور صحیح مسلم میں مذکور ہے کہ بعثت سے پہلے پتھر آپ کو سلام کہتے تھے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزات میں تقابل

شیخ زملکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کے آگ میں ڈالنے سے آگ کے ٹھنڈا اور بے ضرر ہو جانے سے نہایت عجیب تر واقعہ یہ ہے کہ محمد ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت بعثت سے ۴۰ سال پہلے آتش کدہ فارس بجھ گیا جو کئی ماہ کی مسافت پر تھا (سیرت نبوی کے آغاز میں یہ حدیث مع اسناد مذکور ہے) اور آپ کی امت کے بعض افراد پر رسول اللہ ﷺ کی برکت اور متابعت کی بدولت آگ اثر انداز نہیں ہوئی مثلاً ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ داریا (دمشق) میں مقیم تھے، فجر کی نماز کے لئے سب سے پہلے جامع دمشق میں پہنچتے تھے، روم کے علاقہ میں جہاد میں مصروف رہتے تھے وہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں فوت ہوئے یا ۶۱ھ کے بعد واللہ اعلم۔

یمن میں اسود عنسی کذاب مدعی نبوت نے ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس بلا کر پوچھا کیا تو محمد ﷺ کی رسالت کی شہادت دیتا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ پھر اس نے پوچھا تو میری رسالت کی بھی شہادت دیتا ہے؟ اس نے کہا مجھے سنائی نہیں دیتا، چار بار تکرار کے بعد اس نے ایک الاؤ جلانے کا حکم دیا پھر اس میں ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کو پھینک دیا۔ آگ نے ان کو کوئی نقصان نہ پہنچایا تو اس کو کسی نے مشورہ دیا کہ اسے جلاوطن کر دو ورنہ سارے علاقہ میں بغاوت پھیل جائے گی۔

چنانچہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ منورہ میں آئے اور مسجد نبوی میں ایک ستون کے سامنے نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کون صاحب ہیں؟ عرض کیا یمن سے آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا اس شخص کا کیا حال ہے جس پر آگ اثر انداز نہیں ہوئی؟ عرض کیا وہ عبداللہ بن ثوب رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا خدارا بتائیے آپ وہی ہیں؟ عرض کیا جی ہاں۔ پھر ان کی پیشانی کو چوم لیا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان بٹھا کر خدا کا شکر ادا کیا کہ زندگی میں اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کی زیارت نصیب کی جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح آگ اثر انداز نہیں ہوئی۔

تاریخ میں حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ بن محمد بن اسماعیل بن عیاش حمصی کی شرحبیل بن ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ واقعہ نقل کیا ہے اسماعیل حمصی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ یمن کے قبیلہ خولان کے چند آدمی کسی بات پر جھگڑ کر کہنے لگے کہ تمہارے ہی نے ہمارے خولانی کو آگ میں پھینک دیا اور وہ صحیح سالم رہا۔

حافظ ابوالقاسم ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ تاریخ میں ابوالبشر جعفر بن ابی وحشیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی مسلمان ہوا، قوم نے اسے مرتد ہو جانے پر مجبور کیا بالآخر اسے آگ میں پھینک دیا، اس کے ایک پورے کے سوا آگ اس پر اثر انداز نہ ہوئی، پھر اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے لئے بخشش کی دعا کی گزارش کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ہمارے لئے دعا کیجئے، آپ پر تو آگ اثر انداز نہیں ہوئی چنانچہ اس نے آپ کے لئے مغفرت کی دعا کی اور شام کو چلا گیا، لوگ اسے ابراہیم کہتے، یہ شخص رسول اللہ ﷺ کی متابعت اور پیروی کی برکت کا ثمرہ ہے جیسے کہ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سجدہ کے اعضا کو آگ پر حرام کر دیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق سے پھینکنا ۔۔۔ یہاں ایک واقعہ حضرت براء رضی اللہ عنہ بن مالک برادر حضرت انس رضی اللہ عنہ

بن مالک کو مسیلمہ کذاب کے بالمقابل جنگ یمامہ میں پیش آیا، جب مسیلمہ اور اس کے ساتھیوں نے قلعہ میں داخل ہو کر دروازے بند کر لئے تو حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے چمڑے میں لپیٹ کر نیزوں سے اوپر اٹھا کر دیوار کے اوپر سے اندر پھینک دو۔ چنانچہ مسلمانوں نے اسے اسی طرح اندر پھینک دیا انہوں نے خوب جوہر دکھائے اور مسیلمہ قتل ہو گیا۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو مسیلمہ اور بنی حنیفہ کے بالمقابل جنگ کے لئے روانہ کیا وہ ایک لاکھ سے زائد تھے اور مسلمان دس ہزار سے زیادہ تھے۔ جب میدان جنگ میں معرکہ ہوا تو اکثر دیہاتی اور اعرابی میدان سے فرار ہو گئے تو صحابہ کرام جم گئے اور ڈٹ گئے اور ان کو پسپا کر کے قلعہ میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا جو حدیقۃ الموت کے نام سے معروف ہے پھر حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ نے مذکورہ ترکیب سے اندر داخل ہو کر خوب جوہر دکھائے جب قلعہ کا دروازہ کھول دیا مسلمان قلعہ کے اندر داخل ہو گئے مسیلمہ اپنے محل کے پاس کھڑا ہوا تھا وحشی قاتل حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسے تیر مارا اور ابودجانہ رضی اللہ عنہ انصاری نے تلوار سے حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دیا اس وقت مسیلمہ کی عمر ایک سو چالیس سال تھی اس اتنی طویل عمر اور بڑے بوڑھے پر خدا کی لعنت ہے۔ قبحہ اللہ۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں ...... اور اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو بھی خلیل اور حبیب بنایا اور حبیب کا مقام خلیل سے بالاتر ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا مگر میں تمہارا رفیق اللہ تعالیٰ کا خلیل ہوں۔

ابونعیم (عبداللہ بن زحر علی بن یزید قاسم ابوامامہ) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ امت میں سے ہر نبی کا خلیل ہوتا ہے اور میرا خلیل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے رفیق یعنی مجھے خلیل بنایا ہے۔

(یہ سند ضعیف ہے)۔

محمد بن عثمان بن ابی شیبہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (غریب سند سے مروی ہے) سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لکل نبی خلیل و خلیلی ابو بکر بن ابی قحافة و خلیل صاحبکم الرحمن"

عبدالوہاب بن ضحاک (اسماعیل بن عیاش صفوان بن عمرو عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر کثیر بن مرہ) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم خلیل اللہ کی طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی خلیل بنایا ہے جنت میں میرا اور حضرت ابراہیم کا محل آمنے سامنے ہوگا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ دو خلیلوں کے درمیان مومن ہوں گے یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کی سند منکر ہے۔

مسلم شریف میں حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے پانچ یوم پہلے فرمایا میں تم سے کسی کو خلیل بنانے سے بیزار ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اپنا خلیل بنایا ہے اگر میں امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوتے۔ سنو! گزشتہ اقوام اپنے انبیاء اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ اور عبادت گاہ بنا لیتے تھے تم ایسا نہ کرنا میں تمہیں اس سے باز رہنے کی تاکید کرتا ہوں۔ باقی رہا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خلیل بنانا مگر اس کی سند ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے نقل نہیں کی۔

کتاب البعث میں ہشام بن عمار نے عمرو بن واقد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری ذات سے نوشتہ اجل پورا کیا ہے اور مجھے اپنے قرب کا ذریعہ بنایا ہے اور پردہ غیب سے وہ مختصر کیا ہے ہم دنیا میں سب سے آخر میں ہیں اور قیامت کے دن سب سے اول ہوں گے۔ میں ایک بات کہتا ہوں حقیقت ہے فخر و مباہات نہیں۔ حضرت ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں، حضرت موسیٰ صفی اللہ ہیں اور میں حبیب اللہ ہوں، قیامت کے دن فرزندان آدم کا سردار ہوں میرے ہاتھ میں حمد کا علم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے میری امت کو تین باتوں سے محفوظ رکھنے کا وعدہ کیا ہے (۱) عام قحط سے ہلاک نہیں کرے گا (۲) دشمن ان کی بیخ کنی نہ کر سکے گا (۳) ضلالت و گمراہی پر

سب کا ادراک نہ ہوا۔

خلیل اور حبیب..... فقیہ ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن حامد بیان کرتے ہیں خلیل وہ ہے جو شوق اور خوف سے عبادت کرے اور حبیب وہ ہے جو محبت اور شوق دیدار سے عبادت میں مگن ہے بعض کہتے ہیں خلیل وہ ہے جو عطیہ کا منتظر ہو اور حبیب وہ ہے جو ملاقات کا مشتاق ہو۔

بالواسطہ اور بلاواسطہ..... بعض کہتے ہیں خلیل وہ ہے جس کا بالواسطہ وصل ہو کہ حضرت ابراہیم کو زمین اور آسمان کے ملکوت دکھائے گئے اس کے لئے ایمان و یقین کا سبب ہوں (۶:۷۵) اور حبیب وہ ہے جس کا بلاواسطہ وصال ہو فکان قاب قوسین او ادنی (۵۳:۹) اور فاصلہ دو کمان کے برابر تھا یا اس سے بھی کم۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے گناہ قیامت کے دن بخش دے گا (۲۶:۸۲) اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سے خود ہم کلام ہوا "تاکہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دے" (۴۸:۲) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خود ہی ولا تخزنی کی دعا کی "مجھے رسوا نہ کر جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے۔" (۲۶:۸۷) اور رسول اللہ ﷺ کے حق میں فرمایا "جس دن اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو اور ان کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے رسوا نہیں کرے گا۔" (۶۶:۸)

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کہا میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں وہ مجھے راستہ دکھائے گا (۳۷:۹۹) اور محمد ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور آپ ﷺ بے خبر تھے اور راستہ بتا دیا (۹۳:۷) حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے دعا کی مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا (۱۴:۳۵) اور اپنے حبیب کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے اے اہل بیت! تم سے ناپاکی دور کرے اور تمہیں خوب پاک کرے (۳۳:۳۳)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی، مجھے جنت نعیم کے وارثوں میں کر دے (۲۶:۸۵) اور محمد ﷺ کے بارے میں فرمایا بے شک ہم نے آپ کو کوثر دیا (۱۰۸:۱) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی آئندہ آنے والی نسلوں میں میرا ذکر خیر باقی رکھ (۲۶:۸۴) اور اپنے حبیب محمد ﷺ کے بارے میں فرمایا اور ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا (۹۴:۴) مسلم شریف میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک ایسا مقام آئے گا کہ سب مخلوق حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی میری طرف رغبت کریں گے اس سے واضح ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں کیونکہ وہاں سب آپ ﷺ کی شفاعت کے محتاج ہوں گے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ ﷺ کے بعد افضل کائنات ہیں۔

حجابات..... ابو نعیم اصبہانی فرماتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام تین حجابات میں نمرود سے محفوظ رہے اسی طرح محمد ﷺ بھی اپنے دشمنوں سے پانچ حجابات میں محفوظ رہے ہم نے ان کے سامنے ایک دیوار کھڑی کر دی اور ان کے پیچھے بھی ایک دیوار ہے اور ہم نے انہیں ڈھانک دیا ہے کہ وہ نہیں دیکھ سکتے (۳۶:۹) یعنی یہ بہرے گونگے اندھے ہیں (۲:۱۸) اور جب قرآن کریم پڑھتا ہے ہم تیرے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت کو نہیں مانتے ایک گہرا پردہ کر دیتے ہیں (۱۷:۴۵)

یہ جو پانچ حجابات ہیں فقیہ ابن حامد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی بیان کیا ہے امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں معلوم نہیں ان دونوں میں سے سابق اور پہلا کون ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حجابات سے پوشیدگی کیا مراد ہے اور آیات میں مذکور پانچ حجابات سے مراد حسی اور معنوی حجابات ہیں حسی اور کفار حق کی دعوت بات سے بے بہرہ ہیں گویا بات ان کے دلوں پر اثر انداز نہیں ہوتی جیسے کہ وہ کہتے ہیں ہمارے دل اس بات سے کہ جس کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان پردہ حائل ہے (۴۱:۵)

ام جمیل..... ام جمیل ابولہب کی بیوی کا بیان ہے اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب سورۂ تبت نازل ہوئی تو آپ ﷺ کو برا بھلا کہنے کے لئے آئی آپ

کے پاس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ موجود تھے ام جمیل نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تمہارے ساتھی کہاں ہیں؟ مجھے معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے میری ہجو کی ہے۔ ام جمیل نے کہا انہوں نے میری ہجو کی ہے؟ آپ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم آپ ﷺ نے تمہاری ہجو نہیں کی اس نے کہا [illegible] حالانکہ آپ ﷺ موجود تھے۔ پتہ چلا وہ "مذمما ابینا ودینہ قلینا" کہتی ہوئی واپس چلی گئی۔

ابو جہل: ابو جہل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کی حالت میں پاؤں سے کچلنا چاہا تو کھائی میں آگ اور دہشت ناک عذاب دیکھ کر پلٹ آیا تو وہ پیچھے کے بل ہاتھوں سے بچاؤ کرتا تھا۔ اس سے پوچھا گیا [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ قریب آتا تو فرشتے اس کی تکا بوٹی کر ڈالتے۔

ہجرت کی رات: کفار نے آپ ﷺ کا محاصرہ کیا اور رات بھر جاگتے رہے تاکہ صبح کو رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر نکلیں تو قتل کر دیں مگر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بستر پر سلا دیا اور خود مٹھی بھر خاک لے کر ان کے سروں پر ڈالتے ہوئے ان کے درمیان سے نکل گئے اور آپ ﷺ کو وہ دیکھ نہ پائے پھر آپ ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ غار ثور میں پناہ گزیں ہو گئے اور مکڑی نے جالا تن دیا اور کبوتری نے انڈے دیئے۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر کسی نے نیچے جھانکا تو ہم کو دیکھ لے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فکر نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

نسج داود ما حمى صاحب الغار وكان الفخار للعنكبوت

"داؤد نے غار والوں کی حفاظت و صیانت نہ کی، یہ فخر و منقبت مکڑی کے حصہ میں ہے۔"

سراقہ: اسی طرح سراقہ بن مالک بن جعشم کا قصہ ہے جو ہجرت کے سفر میں آپ کو پکڑنے آیا اور رسول اللہ ﷺ کی بد دعا سے اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔

ذبح: یہ عجیب امر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کو چھری چلانے کے بالمقابل ہے نبی علیہ السلام کا شق صدر جس میں بالذات شامل ہوا اور سینہ مبارک پر چھری چلی اور راحت کا [illegible]۔

آگ کا سرد ہونا: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے نمرود کی آگ کا سرد اور سلامتی والی ہو جانا اسی طرح آپ ﷺ کے کھانے میں زہر ملا دیا گیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے بچا لیا گیا۔ زہر آلود گوشت کھانے سے [illegible] آپ ﷺ کے ساتھ کھانے میں شریک تھے وہ فوت ہو گئے اور زہر آلود گوشت کی ران نے خود رسول اللہ ﷺ سے کہہ دیا کہ میں زہر آلود ہوں اور آپ ﷺ اس زہر کے اثر سے تا حیات محفوظ رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے دنیا کے عالم میں اس زہر کی تکلیف محسوس فرمائی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ ... نے بھی تمام لوگوں کے سامنے زہر کھا لیا اور آپ کو زہر سے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معجزات سے مقابلہ ... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود سے مناظرہ کیا تو وہ لاجواب ہو گیا یہی حال ابی بن خلف کا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک بوسیدہ ہڈی لا کر اسے مسل کر کہنے لگا [illegible] من يحيي العظام وهي رميم (۳۶/۷۸) اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی اور یہ جواب دیا کہ اے محمد ﷺ آپ کہہ دیجئے قل يحييها الذي انشاها اول مرة (۳۶/۷۹) چنانچہ وہ حیران اور پریشان ہو کر واپس چلا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن اسے اپنے دست مبارک سے تیر مار کر گھوڑے سے گرا دیا، ساتھیوں سے کہنے لگا یہ معمولی بات نہیں، محمد ﷺ نے کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا، اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتے تو بھی مر جاتا۔

نظری یا بدیہی ۔۔۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ ایک [illegible] مشہور اور ثقہ ہے یہ استدلال ایک عمدہ اور لطیف دلیل ہے جس نے معرفت و عرفان سے [illegible] کو ثابت کیا اور وجود بخشا وہ اسے دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔ ملاحظہ ہو سورۃ یٰسین کی آیت (۷۸-۸۱) اور (بقرہ ۲۵۸)۔

اہل منطق و متکلمین کے نزدیک یہ مشہور [illegible] دوبارہ زندہ ہونے کا مسئلہ نظری ہے بدیہی اور فطری نہیں اور نمرود کے ہاں یہ معاملہ مستقل ایک بدیہی اور فطری امر ہے جس کے اثبات کے لئے دلیل اور حجت کی ضرورت نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مدمقابل ایک ضدی اور معاند شخص تھا کیونکہ یہ مسئلہ ایک فطری اور عقلی بات ہے جو کوئی جاہل ہی [illegible] جو شخص [illegible] ماحول سے متاثر ہو جائے اس کے نزدیک یہ مسئلہ نظری ہے۔

بہرحال اس کا مردے کو زندہ کرنے کا دعویٰ عقل اور نقل ہر لحاظ سے ناقابل قبول تھا اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دوسرا اسلوب بیان اختیار کیا کہ [illegible] سورج کو مغرب سے طلوع کر کے دکھا تب وہ کافر حیران اور لاجواب ہو گیا۔

بت شکنی ۔۔۔ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی رضا کی خاطر بت توڑ دیئے تھے تو عرض ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے ۳۶۰ بت توڑ دیئے تھے آپ ﷺ جاء الحق وزھق الباطل پڑھ کر اشارہ کرتے تو وہ بت خود بخود منہ کے بل گر جاتے تھے اور آپ ﷺ نے ان کی [illegible] جڑیں اکھاڑ دیں۔

بعض علماء سیرت نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت بھی بت گر پڑے تھے اور فارس کا آتش کدہ بجھ گیا تھا جو ایک ہزار سال سے روشن تھا اور کسریٰ کے محل کے چودہ کنگرے گر پڑے تھے جو [illegible] حکومت کے معمولی عرصہ میں چودہ سلاطین کے بعد ختم ہونے کی علامت تھے۔

عجائبات عالم ۔۔۔ اور ہم نے اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمین کے عجائبات دکھائے اور دکھانے کا مقصد تھا کہ وہ یقین کرنے والوں میں ہو جائے۔ (۶/۷۵)

اور حضرت محمد ﷺ کو معراج کی رات مکہ سے بیت المقدس تک ساتوں آسمانوں، جنت و جہنم وغیرہ سب عجائبات عالم سے آگاہ فرمایا گیا ہے۔ مسند میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ [illegible] ہے میرے سامنے ہر چیز ظاہر ہو گئی اور میں نے پہچان لیا۔ فتجلی لی کل شئی وعرفت

حضرت یعقوب علیہ السلام ۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق اور گمشدگی سے یعقوب علیہ السلام رنج و الم میں مبتلا ہو گئے اور صبر کیا اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم کی وفات پر صبر کیا اور فرمایا آنکھیں اشکبار ہیں دل غمناک ہے اور مرضی مولیٰ سب سے اولیٰ ہے اے ابراہیم! ہم تیرے فراق سے بے حد غمزدہ ہیں۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق بعثت کے بعد آپ ﷺ کی تین بیٹیاں فوت ہوئیں اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، آپ ﷺ نے صبر کیا اور اللہ تعالیٰ سے اجر طلب کیا (چند دنوں کے وقفے میں شفیق اور مہربان چچا ابو طالب اور غمگسار بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا فوت ہو گئیں)۔

حضرت یوسف علیہ السلام ۔۔۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کے بالمقابل رسول اللہ ﷺ کا حسن و کمال اعلیٰ تھا [illegible] ابن مسعود کے قول کے مطابق [illegible] آپ سورج کی طرح منور ہوتے، حضرت یوسف علیہ السلام [illegible] حضرت محمد ﷺ [illegible] دیکھنے [illegible] ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات آپ کے معجزات کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد ہے:

"تحقیق ہم نے حضرت موسیٰ کو نو واضح معجزات دیئے۔"

ہم نے اس کی تفسیر اور اقوال سلف اور اختلاف بھی ذکر کئے ہیں۔ جمہور کے خیال میں وہ معجزات یہ ہیں۔

عصا، سانپ، ہاتھ، طوفان، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک، خون، قحط، خشک سالی، پہاڑ کی بلندی، موت، بنی اسرائیل کو عبور اور آل فرعون کو غرق کرنے کے لئے سمندر کا پھٹنا، جس میں بنی اسرائیل کو بچا دیا۔ من و سلویٰ اور بادل کی طلب سے پانی دینے پتھروں کا نظام جس سے پانی ابلتا تھا اور وہ ان کو اپنے ساتھ مویشی کے جانور پر اٹھائے ہوئے تھے۔ اس پتھر کے چار منہ تھے اور حضرت موسیٰ جب اس پر اپنا عصا مارتے تو اس کے چاروں طرف سے پانی پھوٹ پڑتا۔ ہر قبیلے کے لئے ایک ایک چشمہ، پھر آپ عصا مارتے تو پانی بند ہو جاتا۔ اس قسم کے دیگر معجزات موسیٰ کے علاوہ معجزات انبیاء کرام میں تفصیل سے بیان کئے ہیں۔

یہ کہا جاتا ہے کہ جن لوگوں نے گوسالہ کی پرستش کی تھی اللہ نے ان کو مار دیا تھا۔ پھر ان کو زندہ کر دیا تھا اور گائے کا واقعہ وغیرہ۔ آپ کی زندگی کے بارے میں ہمارے شیخ زملکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا میں زندگی کے آثار نمایاں ہونا یہ ایک عظیم معجزہ ہے۔ سنگریزوں نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک میں تسبیحات کہیں، پھر اسی طرح کے بعد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں بھی، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ھٰذہٖ خلافۃ النبوۃ۔ یعنی یہ نبوت کے بعد خلافت ہے۔

۲ ابو مسلم خولانی کے ہاتھ میں تسبیح تھی، آپ کو نیند آ گئی، پھر جاگے تو تسبیح ہاتھ میں گھوم رہی تھی اور اس سے "سبحانک یا منبت النبات ویا دائم الثبات" کی صدائیں آ رہی ہیں۔ آپ نے ام مسلم کو بلایا اور کہا یہ عجیب منظر ہے، آؤ دیکھو، تسبیح گھوم رہی تھی اور اس سے تسبیح کی آواز آ رہی تھی۔ جب ام مسلم قریب بیٹھیں تو خاموش ہو گئی۔

۳ بخاری شریف میں ابن مسعود سے مروی ہے کہ ہم کھانے میں تسبیحات کی آواز سنا کرتے تھے۔

۴ مسلم شریف میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بعثت سے پہلے مجھے ایک پتھر سلام کیا کرتا تھا میں اب بھی اسے پہچانتا ہوں۔ بعض کے قول کے مطابق یہ حجر اسود ہے۔

۵ ترمذی شریف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کے کسی گوشے میں تھا، ہر درخت اور پتھر کہتا: السلام علیک یا رسول اللہ!

۶۔ دلائل النبوۃ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا، راستے میں ہر پتھر، درخت وغیرہ آپ ﷺ کو السلام علیک یا رسول اللہ! کہہ رہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کو بلایا تو وہ آپ کے پاس آیا۔ اس میں دو درختوں کو رفع حاجت کے لئے اکٹھا ہو جانے کا حکم بھی ہے اور اس روایت میں "انقادی علی باذن اللہ" یعنی اللہ کے حکم سے میرے تابع ہو جاؤ، سے صاف واضح ہے کہ ان میں آپ ﷺ کا کلام سمجھنے کی اہلیت تھی کہ وہ آپ ﷺ کے حکم کے تابع ہو گئے۔

۷۔ آپ ﷺ نے کھجور کے ایک درخت کو بلایا وہ زمین چیرتا ہوا آپ ﷺ کے سامنے آ کھڑا ہوا اور آپ ﷺ کی رسالت کی تین بار شہادت دی، پھر واپس اپنے مقام پر چلا گیا۔

۸ مسند احمد، صحیح بخاری، ترمذی اور بیہقی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنو عامر قبیلے کے ایک دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا آپ کی رسالت کی کیا علامت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کھجور کے خوشے کو اپنے پاس بلاؤں تو کیا میری رسالت کو مان جاؤ گے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے خوشے کو بلایا تو خوشہ درخت سے گر کر اچھلتا ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پھر آپ ﷺ نے اسے واپس لوٹ جانے کا حکم دیا تو وہ واپس چلا گیا تو وہ دیہاتی مسلمان ہو گیا۔

۹ بیہقی کی ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنو عامر کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس نخلستان میں آیا اور پوچھا کہ آپ ﷺ کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیا کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی معجزہ دکھاؤں؟ اس نے کہا ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے کھجور کی ایک شاخ کو بلایا وہ زمین چیرتی ہوئی آپ ﷺ کے سامنے کھڑی ہو گئی ... آپ ﷺ ... پھر آپ ﷺ نے واپس

لوٹ جانے کا ارشاد فرمایا تو وہ اپنی جگہ چلی گئی اور اعرابی بھی یہ کہتا ہوا گیا کہ اللہ کی قسم! آپ ﷺ کی کبھی تکذیب نہیں کروں گا۔

۔۔۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر سے مستدرک میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اسلام کی دعوت پیش کی تو اس نے کہا کوئی دلیل بھی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ درخت جو وادی کے کنارے پر کھڑا ہے بلاؤ تو آپ ﷺ نے اسے بلایا وہ زمین چیرتا ہوا آپ ﷺ کے سامنے آ کھڑا ہوا آپ ﷺ نے اس سے تین بار شہادت طلب کی تو اس نے آپ ﷺ کے حسب فرمان گواہی دی پھر وہ واپس اپنے مکان پر چلا گیا اور بدوی نے کہا میں اپنی قوم کے پاس جاتا ہوں اگر وہ میری بات مان گئے تو ان کو ساتھ لے آؤں گا ورنہ میں تنہا واپس چلا آؤں گا۔

ستون حنانہ ۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے، منبر تیار ہو گیا اور آپ ﷺ اس پر خطبہ دینے کے لئے چڑھے تو وہ اونٹنی کی طرح بلبلانے لگا۔ سب حاضرین سن رہے تھے، پھر رسول اللہ ﷺ نے اتر کر اسے گلے لگایا اور خاموش کرایا اور اسے دنیا کی شادابی یا جنت میں پھل دار درخت جس کا پھل اولیاء تناول فرمائیں گے کا اختیار دیا تو اس نے آخرت کو ترجیح دی اور چپ ہو گیا۔

ائمہ میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ حدیث مشہور و معروف اور متواتر ہے، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، انس بن مالک رضی اللہ عنہ، بریدہ، سہل بن سعد، ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ، عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا وغیرہ صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے مروی ہے، ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متعدد تابعین نقل کرتے ہیں اور ان سے بے شمار راوی روایت کرتے ہیں جن کا کذب پر متفق ہونا محال امر ہے۔

باقی رہا ستون کے احیاء کا مسئلہ یہ متواتر نہیں بلکہ اس کی سند میں بھی کچھ کمی ہے، جمادات کا تسبیح کہنا، نبوت کا ثبوت اور رسالت کی شہادت دینا عصائے موسیٰ کے سانپ بننے سے کم نہیں۔

بیہقی میں عمرو بن سواد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مجھے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ جس قدر معجزات محمد ﷺ کو عطا ہوئے ہیں اس قدر کسی نبی کو عطا نہیں ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ زندہ کرنے کا معجزہ عطا ہوا تو آپ نے فرمایا کہ محمد ﷺ کو ستون حنانہ کا معجزہ عطا ہوا یہ مردہ کے زندہ کرنے کی نسبت عظیم معجزہ ہے کیونکہ ستون انسانی زندگی کا مظہر نہیں بایں ہمہ اسے شعور پیدا ہوا اور غمگین ہو کر رو دیا اور رسول اللہ ﷺ کے بغل گیر ہونے سے خاموش ہوا۔ حسن بصری فرمایا کرتے تھے جب بے جان لکڑی رسول اللہ ﷺ کے فراق میں روئی تو تم لوگوں کو تو بالاولیٰ رونا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ایسا [illegible] موافقت سے بھی [illegible] سال رہے تھے۔ آپ ﷺ کا ایک معجزہ تھا جب کوئی حضرت [illegible] نماز کے اوقات سے [illegible] لیتے۔ آپ ﷺ کا ایک عصا تھا جس پر آپ ﷺ ٹیک لگا کر بیٹھتے تھے یہی وہ عصا ہے جس کا تذکرہ [illegible] کا جن نے اپنے [illegible] سے کہا تھا جب علامات ظاہر ہوں گی وہ صاحب عصا ظاہر ہو جائے گا اور یہی وہ وصف ہو جائے گا [illegible] بے جان اشیاء سے مختلف مقامات میں بہ نسبت ایک عصا کے زندگی کے آثار ظاہر ہونا عظیم معجزات میں شمار ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی ۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا، معراج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمکلامی کے علاوہ رؤیت کا بھی شرف حاصل ہوا۔

دیدار الٰہی ۔۔ اللہ تعالیٰ کے دیدار کے بارے میں سلف و خلف میں مشہور اختلاف ہے، امام الائمہ ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے دیدار کی حمایت کی ہے، قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دیدار کی تصدیق منقول ہے اور ان کے لئے بھی [illegible] ہے یہ دونوں قول مسلم شریف میں ہیں اور بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رؤیت کا انکار منقول ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سورۃ نجم کی آیت (۱۳:۵۳) سے مراد حضرت جبرائیل کا دیدار ہے۔

مسلم شریف میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ کو دیدار الٰہی کا شرف حاصل ہے؟ فرمایا وہ تو نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔ ایک روایت میں ہے: رایت نورا میں نے نور دیکھا۔

اللہ تعالیٰ کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہوا [illegible] حضرت محمد ﷺ سے معراج کی رات [illegible] جب آپ [illegible] مقام پر [illegible] جہاں قلموں کی [illegible] کی آواز آ رہی تھی [illegible] کا شرف بھی حاصل ہوا [illegible] بے انتہا ہے۔

پیار اور محبت: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا

وألقيت عليك محبة مني

"میں نے تیرے چہرے پر اپنی طرف سے ایک محبت ڈال دی۔"

اور جناب نبی کریم ﷺ کے بارے میں فرمایا

"محمد ﷺ فرما دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ کی محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا (۳:۳۱)"

ید بیضا: جب آپ نے گریبان میں اپنا ہاتھ ڈالا تو وہ بغیر کسی عیب کے چمکتا ہوا نکلا۔ (۲۷:۱۲)

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو شق قمر [illegible] آپ نے انگلی سے [illegible] دو ٹکڑے ہو گیا [illegible] قرآن کے علاوہ متواتر روایات سے ثابت ہے [illegible] حضرت طفیل رضی اللہ عنہ [illegible] جب گاؤں آئے تو چابک کا سرا چراغ کی طرح چمکتا تھا۔

ایک عجیب و غریب بات: ابن حامد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] [illegible] آپ ﷺ کے [illegible] عجیب و غریب ہے۔

ذو النور: حضرت طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی نشانی اور علامت طلب کی [illegible] قوم مسلمان ہو جائے [illegible] چراغ کی طرح چمکنے [illegible] دعا کی [illegible] چنانچہ [illegible] کی طرح [illegible] مسلمان ہو گئے [illegible] طفیل رضی اللہ عنہ کو ذو النور کہتے تھے

لاٹھی کا روشن ہونا: [illegible] حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہما [illegible] رات [illegible] روشن [illegible] دونوں کے [illegible] ہو گئے۔

انگلیوں کا روشن ہونا: حضرت حمزہ بن عمرو الاسلمی رضی اللہ عنہ [illegible] رسول اللہ ﷺ کے [illegible] انگلیاں روشن ہو گئیں [illegible]

خواب میں مردوں سے ہم کلام ہونا: [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] فارسلنا عليهم الطوفان [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] موسیٰ علیہ السلام کے لئے [illegible] اسی طرح نبوت سے پہلے بارہ سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ [illegible]

[illegible] اللهم حوالينا ولا علينا [illegible]

[illegible]

ہوئے اور ایک مٹھی بھر خوراک پورے قافلے کو کفایت کر گئے۔

محنت اور مشقت کے بغیر روزی۔۔۔ حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ اور المفضل ابن حماد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ کسی دسوقی سے مروی بغیر محنت اور مزدوری کے خوراک ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے لئے مال غنیمت حلال ہوا تھا اس سے پہلے کسی امت کیلئے حلال نہیں تھا اور ایک لشکر کو بڑی سی مچھلی بلا مشقت سمندر سے مہیا کی گئی تین سو آدمی رات دن مچھلی کھاتے رہے اور خوب موٹے تازے ہو گئے۔

ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ۔۔۔ ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ حج کا قافلہ لے کر چلے اور ان کو تلقین کی کہ بغیر زاد اور سامان چلیں۔ چنانچہ جس منزل میں اترتے حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ دو رکعت کے بعد دعا کرتے تو کھانے پینے کے علاوہ جانوروں کے لئے چارہ بھی مہیا ہو جاتا تھا تمام سفر میں ان کو کبھی بھی مشکل نہ ہوئی۔

عصا کی ایک ضرب سے بارہ چشمے پھوٹنا۔۔۔ اور ہر گروہ کے لئے جدا گھاٹ بن جانا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک عظیم معجزہ ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹے سے برتن میں جس میں آپ ﷺ کا ہاتھ بھی نہیں سما سکتا تھا دست مبارک رکھا اور انگلیوں سے پانی کے سوتے پھوٹ پڑے اسی طرح ایک عورت اونٹ پر دو مشک میں پانی لا رہی تھی آپ ﷺ کی دعا سے سارے کے سارے لشکر نے اس سے پانی استعمال کیا اور دونوں مشکوں میں پانی جوں کا توں تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی کا نکلنا۔۔۔ صلح حدیبیہ میں بھی پانی کا واقعہ پیش آیا اور کئی مقام پر ایسے واقعات پیش آئے گوشت پوست کی انگلیوں سے پانی کے سوتے پھوٹنا ایک پتھر سے جو قدرتی طور پر پانی بہہ نکلنے سے کہیں عظیم تر معجزہ ہے۔
حضرت ابو عمرہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جہاد میں تھے لوگ شدید پیاس میں مبتلا ہو رہے تھے آپ ﷺ نے ایک برتن طلب فرمایا پھر پانی منگوا کر اس میں معمولی سا پانی ڈالا پھر برتن میں تھوڑا سا پانی ڈالا اور اس میں دست مبارک رکھا کہ آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے پھر آپ ﷺ نے سب کو استعمال کی اجازت فرمائی چنانچہ لوگوں نے حسب ضرورت استعمال کیا اور پیا اور برتن بھر لئے۔

آنکھ خواب میں ہے اور دل تو بیدار ہے۔۔۔ کتاب المبعث میں ہشام بن عمار بیان کرتے ہیں سب انبیاء کرام رضی اللہ عنہم کو جو معجزات ملے وہ حضور ﷺ کو بھی عطا ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے خزانوں میں سے ایک آیت عطا ہوئی وہ یہ ہے اللھم لا تولج الشیطان فی قلبی واعصمنی منہ ومن کل سوء فان لک الید والسلطان والملک والملکوت دھر الداھرین وابد الآبدین۔ آمین۔ نقش اور حضرت محمد ﷺ کو سورۃ بقرہ کی دو آخری آیات عرش کے خزانوں میں سے عطا ہوئیں۔

حضرت یوشع بن نون بن افرائیم بن یوسف علیہم السلام۔۔۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے نبی تھے بنی اسرائیل میدان تیہ سے باہر انہی کی زیر قیادت نکلے۔ خونریز جہاد اور محاصرے کے بعد بیت المقدس میں داخل ہوئے معرکہ جمعہ کے دن عصر کے بعد بھی جاری رہا۔ سورج غروب ہونے کے قریب تھا ہفتہ کے شروع ہونے کا خطرہ تھا جس میں جنگ و جدال ممنوع تھا تو سورج کو مخاطب کیا تو بھی اللہ تعالیٰ کا تابع فرمان ہے اور میں بھی۔ پھر دعا کی یا اللہ اس کی رفتار روک دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی رفتار موقوف کر دی حتیٰ کہ فتح ہو گئی اور پھر سورج غروب ہوا۔

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نبی نے جنگ کی اور عصر کے وقت فتح قریب ہونے کے قریب تھا تو اس نے سورج کو خطاب کیا تو بھی مامور ہے اور میں بھی مامور ہوں یا الٰہی! اس کی رفتار روک دے چنانچہ اس کی رفتار روک دی گئی حتیٰ کہ ان کو فتح ہو گئی۔
اس حدیث میں نبی سے مراد یوشع علیہ السلام ہیں کیونکہ مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ سورج کی رفتار صرف

یوشع علیہ السلام کے لئے سورج روک دی گئی ہے۔ اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ چاند کا دو ٹکڑے ہونا سورج کی معمولی رفتار روکنے کے بالمقابل ایک عظیم تر معجزہ ہے۔

شیخ ابو المعالی بن زملکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جنگ جبابرہ اور فتح بیت المقدس کی خاطر سورج کی حرکت حضرت یوشع علیہ السلام کے لئے موقوف ہونا ایک عظیم معجزہ اور اس کے بالمقابل محمد ﷺ کے اشارے سے چاند کا دو لخت ہو جانا اس سے بڑھ کر اعلیٰ معجزہ ہے اقتربت الساعۃ وانشق القمر دیگر رسول اللہ ﷺ کے لئے دو مرتبہ سورج پر معجزانہ عمل ہوا۔

۱ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ ﷺ کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آغوش میں تھا۔ آپ ﷺ نے غروب کے بعد سر اٹھایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز عصر نہ پڑھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی یا الٰہی! وہ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا پس اس پر سورج لوٹا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورج لوٹایا اور سورج نظر آیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز عصر ادا کی اور پھر غروب ہو گیا۔

۲ ... شب معراج کی صبح (سورج کچھ دیر سے طلوع ہوا) آپ نے قریش کو اپنے اسراء اور بیت المقدس کے سفر کے بارے میں بتایا۔ متعدد اشیاء کے علاوہ انہوں نے اپنے قافلے کی بابت پوچھا جو راستہ میں تھا اور آ رہا تھا تو آپ نے فرمایا وہ طلوع شمس کے وقت ہی پہنچ جائے گا۔ قافلے کے کچھ دیر کی اللہ تعالیٰ نے سورج کے طلوع کو کچھ دیر کے لئے موخر کر دیا۔ یہ روایت "زیادات علی السنن" میں ابن بکیر نے بیان کی ہے۔

تبصرہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے رد شمس والی روایت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ یہ تمام طرق اور اسانید منکر اور تاریک ہیں۔ ہاں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ، احمد بن صالح مصری، قاضی عیاض اور ابن مطہر وغیرہ کا میلان اس کی صحت و ثبوت کی طرف ہے لیکن بڑے بڑے حفاظ حدیث اور جرح و تنقید کے ائمہ نے رد شمس کی حدیث کو باطل کہا ہے اور اس کو ضعیف اور بعض نے موضوع قرار دیا ہے مثلاً علی بن مدینی، ابراہیم بن یعقوب جوزجانی، محمد بن عبید طنافسی، ابوبکر محمد بن حاتم بخاری معروف بہ ابن زنجویہ، ابو القاسم ابن عساکر اور ابن جوزی نے تو اسے اپنی کتاب موضوعات میں ذکر کیا ہے۔ حافظ ابو الحجاج مزی اور امام ابو عبداللہ ذہبی نے بھی اس کے موضوع ہونے کی صراحت کی ہے۔ یہ تمام بحث پہلے بیان ہو چکی ہے۔ اور یونس بن بکیر کا "زیادات علی السنن" میں بیان کہ سورج کا تھوڑی دیر کے لئے مؤخر طلوع ہوا تھا اس کے علاوہ کسی سے بیان نہیں، اس کے علاوہ دیر سے طلوع ہونا ثابت نہیں۔

دو مرتبہ سورج کا پلٹنا ...... ابن مطہر رافضی نے تو اس سے بھی عجیب (من گھڑت قصہ) بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے سورج دو دفعہ پلٹا، ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں اور دوسری دفعہ جب دریائے فرات پار کیا اور اکثر لوگ پیچھے کام کاج میں مصروف ہو گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چند رفقاء کو نماز با جماعت پڑھائی پھر دیگر رفقاء کے مطالبہ پر دعا کی اور سورج پلٹا اور آپ نے ان کو نماز پڑھائی۔

حضرت ادریس علیہ السلام ...... ورفعناہ مکانا علیا (۱۹/۵۷) اور ہم نے اسے بلند مرتبہ پر پہنچایا اور عالی مقام پر سرفراز فرمایا اور حضرت محمد ﷺ کو اس سے بھی اعلیٰ اور افضل مقام عطا فرمایا۔ آپ ﷺ کا اسم مبارک اذان و قرأت میں بلند فرمایا ورفعنا لک ذکرک (۹۴/۴) اور ہم نے آپ کا ذکر بلند فرمایا ہر موذن و خطیب اور نمازی آپ ﷺ کا نام ضرور لیتا ہے اور اشہد ان محمدا رسول اللہ کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام مبارک کے ساتھ آپ ﷺ کا اسم گرامی بھی لیا ہے خصوصاً اذان میں جو باجماعت نماز کے آغاز کی علامت اور مقدمہ ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ورفعنا لک ذکرک کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میرا ذکر کیا جائے گا تو آپ ﷺ کا بھی ذکر ہوگا۔

ابو نعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ (ابو احمد محمد بن احمد غطریفی، موسیٰ بن سہل جونی، احمد بن قاسم بن بہرام ہیتی، نصر بن حماد، عثمان بن عطاء زہری) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میں زمینوں اور آسمانوں کی آیات اور قدرت کی علامات امور کے منظر سے فارغ ہو گیا تو میں نے عرض کیا پروردگار! سابقہ انبیاء کو تیری طرف سے عزت و اکرام ملا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم کر دیا، حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا اور شیاطین کو تابع کیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو

مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ عطا کیا تو فرمایئے! مجھے کیا عطا کیا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے آپ کو ان سب سے افضل مرتبہ پر فائز کیا کہ میرے نام کے ساتھ تیرا نام بھی لیا جائے اور میں نے تیری امت کے سینوں کو قرآن کریم کا سفینہ بنا دیا ہے۔ یہ معجزہ کسی امت کو نصیب نہیں اور میں نے آپ کو عرش کے خزانوں میں سے ایک عظیم تحفہ دیا ہے وہ ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

اس سند میں غرابت ہے لیکن امام ابو نعیم نے اس کا شاہد پیش کیا ہے (ابو القاسم بن احمد مسیح جوئی سلیمان بن داؤد، عبدالرحمن بن زید، عطا بن سائب، سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً حسب سابق روایت کرتے ہیں۔

عجیب مذاکرہ ...... دلائل النبوۃ میں امام ابو زرعہ رازی نے یہ حدیث درج ذیل سند سے نقل کی ہے مگر وہ بھی منقطع ہے (ہشام بن عمار دمشقی عبداللہ بن ... ولید بن مسلم، شعیب بن زریق، عطا خراسانی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک سے حدیث معراج نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب میں اللہ تعالیٰ کی آیات و عجائبات دیکھ کر واپس لوٹا تو آپ کو ایک مہک آئی میں نے پوچھا جناب حضرت جبرائیل علیہ السلام! یہ کیا ہے فرمایا یہ جنت کی مہک ہے۔

میں نے عرض کیا یارب! میرے اہل و عیال سے میری ملاقات ہو! اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ ﷺ کا وعدہ ہر مومن مرد و عورت سے ہے جو اللہ کے ساتھ شریک نہ کرے، جنا قرب بخشوں گا اور جس نے مجھ پر اعتماد کیا میں اس کے لئے کافی ہوں، جس نے سوال کیا میں اسے عطا کروں گا، آپ متقی لوگوں کا بہترین مرکز اور ملجا ہیں، میں نے عرض کیا خداوندا شب معراج میں ہو چکا ہوں، جب سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر پہنچا تو سجدہ میں گر گیا اور عرض کیا یارب! ابراہیم کو خلیل بنایا ہے اور حضرت موسیٰ کو کلیم ہونے کا شرف عطا کیا ہے اور سلیمان علیہ السلام کو بادشاہت سے نوازا ہے فرمایئے مجھے کیا عطا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تیرا نام بلند کیا ہے کہ کسی خطیب کا خطبہ تیری رسالت کی شہادت کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا ہے اور تیری امت کے سینوں میں قرآن کریم کو محفوظ کیا ہے اور سورۃ البقرہ کی دو آخری آیات اپنے عرش کے خزانے سے عطا کی ہیں۔

پھر آپ کی انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی ہر نبی نے اپنے پروردگار کی حمد و ثنا بیان کی چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا سب تعریف اس ذات کی ہے جس نے مجھے خلیل بنایا اور عظیم ملک عطا کیا اور مجھے فرمانبردار امت کا پیشوا مقرر کیا اور میرا اعتماد صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے مجھے آتش نمرود سے نجات بخشی اور میرے لئے اس کو ٹھنڈک اور راحت بنا دیا۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا سب تعریف ہے اس ذات کی جس نے مجھے ہم کلامی کا شرف بخشا اور مجھے رسالت اور نبوت کے لئے منتخب فرمایا اور مجھ سے سرگوشی کی اور مجھے تورات سے نوازا اور میرے ہاتھوں فرعون کو ہلاک کیا۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا سب ستائش اس ذات کے لئے ہے جس نے مجھے عظیم مملکت عطا فرمائی اور مجھے زبور سے بھی نوازا اور میرے لئے لوہا موم کر دیا اور پرندے میرے تابع کئے جو تسبیحات کیا کرتے تھے اور مجھے حکمت و دانائی اور فیصلہ کن بات عطا کی۔

پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا سب حمد و ثنا اس ذات کی ہے جس نے ہوا جن اور انسان کو میرے تابع کئے اور شیطانوں کو میرے تابع فرمایا، یہ میرے حسب منشا عالی شان محل تیار کرتے تھے، بڑے بڑے تالاب جیسے لگن اور پہاڑوں پر جمی ہوئی دیگیں بناتے تھے اور سب تعریفیں اس ذات کی ہیں جس نے مجھے پرندوں کی بولی سکھائی اور مجھے ایسی سلطنت عطا کی جو میرے بعد کسی کو بھی شایان شان نہ ہو۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا سب تعریف اس ذات کی ہے جس نے مجھے تورات اور انجیل کی تعلیم دی اور جس نے مجھے مادر زاد اندھے اور برص والے کو تندرست کرنے کا معجزہ عطا فرمایا اور بحکم الٰہی مردوں کو زندہ کرنے کا اعجاز عطا کیا اور سب حمد و ثنا اس ذات کی ہے جس نے مجھے گناہوں سے پاک صاف کیا کافروں میں سے اوپر اٹھا لیا اور شیطان مردود سے پناہ دی اور مجھ پر شیطان کا عمل دخل نہ تھا۔

پھر محمد ﷺ نے فرمایا کہ آپ سب نے اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی ہے اب میں بھی حمد و ثنا بیان کرتا ہوں سب ستائش اس ذات کی ہے جس نے مجھے رحمت و منبع رحمت بنا کر بھیجا اور سارے جہان کے لئے بشیر اور نذیر بنایا اور مجھ پر قرآن کریم کو نازل کیا جس میں ہر چیز کی وضاحت ہے اور میری امت کو بہترین امت بنایا جو لوگوں کے لئے بہترین امت اور معتدل بنایا اور میری امت کو ایسا منصب عطا کیا کہ وہ جنت میں اول داخل ہوں گے اور دنیا میں بالکل آخر میں آئے ہیں اور سب تعریف اس

ذات کی ہے جس نے میرا سینہ کشادہ کیا اور مجھ سے میرا بوجھ ہٹا دیا اور میرے نام کو بلند کیا اور سب تعریف اس ذات کی ہے جس نے مجھے فاتح و خاتم بنایا اور آخری نبی بنایا ہے یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ان فضیلت میں محمد ﷺ سب سے ممتاز اور منفرد ہیں۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرحمن بن زید بن اسلم عن ابیہ عن جدہ عن عمر رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے کہا یارب! میں محمد کے واسطہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میری لغزش بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تم نے محمد ﷺ کو پیدا بھی نہیں کیا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟ تو حضرت آدم علیہ السلام نے کہا میں نے عرش کے پایوں پر لکھا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے اپنے اسم گرامی کی نسبت اپنی محبوب ترین مخلوق کی طرف ہی کی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم علیہ السلام! لولا محمد ما خلقتک۔ اگر محمد ﷺ موجود نہ ہوتا تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔ (یہ حدیث من گھڑت ہے نص قرآنی کے بھی خلاف ہے ملاحظہ ہو سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ از البانی ص ۳۸ اور سیرت انبیاء ص ۱۲۳)

رفع ذکر...... اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کا نام بلند کیا ہے اور دنیا میں اپنے نام کے ساتھ ملحق کیا ہے اسی طرح قیامت میں آپ کی قدر و منزلت کو بلند کرے گا اور آپ ﷺ کو مقام محمود پر سرفراز کرے گا۔ جس کا سب رشک کریں گے اور حشر کے دن ساری مخلوق حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی آپ ﷺ کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

گزشتہ اقوام میں حضرت محمد ﷺ کی عزت و عظمت بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے یہ عہد و پیمان لیا تھا کہ اگر اس کی زندگی میں محمد ﷺ مبعوث ہوں تو وہ لازماً آپ پر ایمان لائے گا آپ ﷺ کی پیروی ضرور کرے گا اور نیز آپ ﷺ کا تعاون کرے گا، پھر اس کو پابند کیا کہ اپنی امت سے بھی یہ پختہ عہد لے کہ اگر ان کی زندگی میں محمد ﷺ مبعوث ہوں تو وہ سب ان پر ضرور ایمان لائیں گے اور ان کی حمایت و مدد کریں گے گزشتہ انبیاء کرام نے آپ کی بعثت کی بشارت دی یہاں تک کہ بنی اسرائیل کے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی آپ ﷺ کی بعثت کی خوشخبری سنائی اسی طرح آپ کی آمد کی اطلاع یہودی علماء کاہنوں اور راہبوں نے بھی دی۔

معراج کی رات حضرت محمد ﷺ معراج کی رات ایک کے بعد دوسرے آسمانوں سے گزرتے ہوئے حضرت ادریس علیہ السلام سے بلند درجہ پر پہنچے، پھر چھٹے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی پھر ساتویں آسمان پر بیت المعمور کے پاس حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی پھر وہاں سے بھی اوپر اور ایسے بلند مقام پر پہنچ گئے جس میں قلموں کی آواز سنائی دے رہی تھی، پھر سدرۃ المنتہیٰ پر تشریف لائے جنت جہنم اور عظیم آیات دیکھیں اور انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی اور ہر ایک نے آپ کو خوش آمدید کہا، رضوان فرشتہ نگران جنت اور مالک فرشتہ خازن جہنم نے آپ کو سلام کیا۔

یہ ہے رفعت و بلندی عظمت جو تمام علو مرتبت اور رفعت نبی صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی سائر الانبیاء۔

آخری زمانہ میں رفعت کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا دین قیامت تک باقی رہے گا اور سب ادیان منسوخ ہو جائیں گے اور آپ کی امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا قیامت تک اس گروہ کو کوئی دشمن اور مخالف نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور اذان میں پنج وقتہ بلند مقام پر آپ کا اسم گرامی پکارا جاتا ہے اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ اسی طرح ہر خطیب خطبہ میں آپ کے اسم گرامی کا ذکر کرتا ہے اور درود بھیجتا ہے۔ حضرت حسان نے کیا خوب کہا:

اغر علیہ للنبوۃ خاتم
من اللہ مشہود یلوح ویشہد
وضم الالہ اسم النبی الی اسمہ
اذا قال فی الخمس المؤذن اشہد

وشق لہ من اسمہ لیجلہ
فذو العرش محمود وھذا محمد

"اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے اسم گرامی کو اپنے اسم گرامی کے ساتھ اذان میں شامل کر دیا ہے عزت و احترام کی خاطر اپنے اسم مبارک سے آپ کا نام مشتق کیا ہے عرش والا محمود ہے اور آپ کا نام محمد ہے۔"

صرصری مرحوم کا کلام۔۔۔

الم تر انا لا یصح اذاننا ولا فرضنا ان لم نکررہ فیھما
"کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہماری اذان اور نماز بغیر آپ کے گرامی نام مبارک کے پوری اور درست نہیں ہوتی"۔

حضرت داؤد علیہ السلام۔۔۔ حضرت داؤد علیہ السلام نہایت خوش آواز تھے اور حضرت محمد ﷺ کے بارے میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مغرب کی نماز میں آپ ﷺ نے سورۃ والتین تلاوت فرمائی میں نے آپ ﷺ سے زیادہ عمدہ آواز کسی کی نہیں سنی اور آپ ﷺ احکام الٰہی کے مطابق صاف صاف اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتے تھے۔

عجیب معجزہ۔۔۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ پرندے بھی تسبیح کہتے تھے اور ٹھوس پہاڑوں کا تسبیح کہنا اس سے بھی عجیب تر ہے گزشتہ اوراق میں بیان ہو چکا ہے کہ محمد ﷺ کی ہتھیلی میں سنگریزوں نے تسبیح کہی حافظ ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یہ حدیث مشہور و معروف ہے شجر و حجر اور مٹی کے ڈھیلے بھی آپ ﷺ کو سلام عرض کرتے تھے اور بخاری شریف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دستر خوان پر طعام کھاتے تو کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے زہر آلود گوشت کی ران آپ ﷺ سے ہم کلام ہوئی اور آپ ﷺ کو زہر کی بابت بتا دیا پتھر درخت اور وحشی درندوں اور جمادات تک نے آپ کی رسالت کی شہادت دی۔

توجیہ۔۔۔ چھوٹے چھوٹے ٹھوس سنگریزوں سے تسبیح کی آواز کا صادر ہونا بجائے خود عجیب ہے بیانات میں گو کہ پہاڑ کی آواز بازگشت اور تسبیح کی صدا ہوتی ہے جیسے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر امیر مکہ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو جبل ابی قبیس اور زرود پہاڑ گونج اٹھتے تھے لیکن اس گونج میں تسبیح کی آواز نہ ہوتی تھی کیونکہ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا معجزہ ہے
نیز یہ صرف حضرت محمد ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں سنگریزوں کی تسبیح کی آواز اور بھی عجیب تر معجزہ ہے۔

خود کمانا۔۔۔۔ حضرت داؤد علیہ السلام مزدوری کیا کرتے تھے (خود کما کر کھانا نہایت پاکیزہ رزق ہے)۔
اس طرح حضرت محمد ﷺ بھی خود کما کر کھایا کرتے تھے قراریط پر اہل مکہ کی بکریاں چراتے رہے اور فرمایا ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں اسی طرح شام کے تجارتی قافلے میں بھی آپ تشریف لے گئے سورۃ الفرقان میں ہے یمشی فی الاسواق (۷) اور یمشون فی الاسواق (۲۰) تمام انبیاء کرام علیہم السلام پاکیزہ اور حلال روزی کی خاطر بازاروں میں کاروبار کیا کرتے تھے۔
جب جہاد شروع ہوا تو مال غنیمت میں سے آپ کا حصہ مقرر تھا اور اسی سے بسر اوقات تھا۔
مسند احمد اور ترمذی میں حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے قیامت کے قریب جہاد کا حکم دے کر مبعوث کیا گیا ہے قیامت تک یہ جہاد جاری رہے گا اور میرا رزق میرے نیزے کے سایے تلے ہے ذلت و رسوائی میرے مخالف کا مقدر ہے جو شخص کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے گا اس کا شمار اسی قوم میں ہو گا۔

زرہ بنانا۔۔۔۔۔ آگ میں گرم کئے بغیر لوہا آٹے کی طرح نرم ہو جاتا (حضرت داؤد علیہ السلام کا معجزہ تھا) آپ اس سے زرہیں تیار کیا

کرتے تھے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ کڑیوں کو اپنے اندازے سے جوڑو کہ کڑیاں باریک نہ ہوں کہ ٹوٹ جائیں اور موٹا بھی نہ ہو کہ ٹوٹ جائے بلکہ متوسط اور درمیانہ ہو، جس طرح کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے، اور قرآن کریم میں ہے "اور ہم نے اسے تمہارے لئے زرہیں بنانا بھی سکھایا"۔ (۲۱/۸۰)

نسج داود ما حمی صاحب الغا   ر وکان الفخار للعنکبوت

"داؤد کی زرہ نے صاحب غار کی حفاظت نہ کی بلکہ یہ کارنامہ عنکبوت کو نصیب ہوا"۔

غرضیکہ لوہا حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے (دھاگے کی طرح) نرم تھا اور حضرت محمد ﷺ کے لئے پتھر (جو لوہے سے سخت ہے) ریت کی طرح نرم تھا، جیسا کہ صحیح میں خندق کی کھدائی کے دوران ایک سخت پتھر نمودار ہوا تھا۔ جسے کوئی بھی نہ توڑ سکا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، فاقہ کی وجہ سے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا، پہلی ضرب سے ایک روشنی پیدا ہوئی اور شام کے محلات نظر آئے، دوسری ضرب سے چنگاری نکلی اور فارس کے محلات دکھائی دیئے، تیسری ضرب سے وہ ریزہ ریزہ ہو کر ریت کا ٹیلہ ہو گیا۔

پتھر کی چٹان کا (جس کی کسی کو بھی سمجھ نہیں تھی) آپ ﷺ کی ضرب سے ریزہ ریزہ ہو جانا لوہے کے نرم ہونے سے (جو آگ سے نرم ہو سکتا ہے) زیادہ تعجب انگیز ہے کیونکہ پتھر لوہے سے زیادہ سخت اور ناقابل شکست ہوتا ہے۔

فلو ان ما عالجت لین فؤادها   بنفسي للان الجندل

"اگر اس کے دل کو نرم کرنے کی تدبیر کرتا (تو وہ نرم نہ ہوتا) البتہ پتھر ضرور نرم ہو جاتا"۔

یعنی شاعر کی نگاہ میں کوئی چیز پتھر سے زیادہ سخت ہوتی تو وہ ضرور بیان کرتا۔

سورۃ بقرہ میں ہے "اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے گویا وہ پتھر ہیں یا ان سے بھی زیادہ سخت"۔

باقی رہا قول کونوا حجارۃ او حدیدا او خلقا مما یکبر فی صدورکم (۱۷/۵۰) کہ تم پتھر بن جاؤ یا لوہا یا کوئی اور سخت مخلوق تو اس سے مقصد اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا اظہار ہے کسی مخلوق کا سخت اور نرم بیان کرنا مقصود نہیں، الغرض لوہا کسی قسم کی تدبیر سے پتھر سے کم سخت ہوتا ہے، اگر کوئی تدبیر ہونے کا امکان پایا جائے تو وہ بہر حال متاثر ہوتا ہے۔

توجیہ...... حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ لوہا حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے اس قدر نرم تھا کہ اس سے کڑیاں بنا کر زرہ تیار کر لیتے تھے اور حضرت محمد ﷺ کے لئے پتھر موم بن گئے تو آپ ﷺ کے نشان قدم سے وہ غار کی شکل اختیار کر گئے اور بعض اوقات آپ ﷺ اس میں چھپ گئے۔

پتھر کا نرم ہونا لوہے کے نرم ہونے سے زیادہ حیرت انگیز ہے کیونکہ لوہا آگ سے نرم ہو جاتا ہے اور پتھر آگ سے متاثر نہیں ہوتا۔

ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق یہ غار اب تک باقی ہے لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں۔ اسی طرح مکہ کی کسی وادی میں آپ ﷺ نے ایک پہاڑ کو ہاتھوں سے دھکیلا اور وہ نرم ہو گیا، یہ بھی مشہور واقعہ ہے بلکہ کرام کی زیارت گاہ ہے، اسی طرح معراج کی رات ایک پتھر آٹے کی طرح نرم ہو گیا تو آپ ﷺ نے اس کے سوراخ میں براق (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کا نام) کا لگام باندھ دیا اور اس مقام کو لوگ آج تک تبرک سمجھ کر چھوتے ہیں۔

تبصرہ...... جنگ احد اور مکہ کی کسی وادی کا واقعہ نہایت غریب ہے اور سیرت کی کسی مشہور و معروف کتاب میں منقول نہیں، البتہ بیت المقدس میں براق کے باندھنے کا واقعہ درست ہے جبرائیل علیہ السلام نے باندھا تھا جس طرح صحیح مسلم کی روایت ہے۔

حکمت و دانائی...... حضرت داؤد علیہ السلام کو حکمت و دانائی عطا ہوئی اور حضرت محمد ﷺ کو سب سابقہ انبیاء کرام سے بڑھ کر اکمل شریعت اور حکمت و دانائی عطا ہوئی اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام کے محاسن اور مناقب آپ ﷺ کو عطا فرمائے اور مزید وہ کچھ بھی عطا کیا جو کسی کو بھی عطا نہیں ہوا آپ

نے فرمایا مجھے جامع کلمات کا معجزہ عطا ہوا ہے میرا کلام مختصر اور جامع مگر بہت بلند ہوتا ہے۔

یہ بات مسلّم ہے کہ عرب تمام اقوام سے فصیح و بلیغ ہیں اور نبی علیہ السلام ان سے فصیح و بلیغ اور حسن تکلم سے آراستہ ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام... امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ سورۃ ۳۴: ۱۲، ۲۱/۸۱، ۲۷/۱۸، ۳۸/۳۶ کی متعدد آیات درج کرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت نقل کرتے ہیں جو مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان اور مستدرک میں منقول ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جب بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے تین سوال کئے (۱) ایسی قوت فیصلہ جو منشاء الٰہی کے موافق ہو (۲) ایسی حکومت جو ان کے بعد کسی کو شایان نہ ہو (۳) بیت المقدس کی زیارت کے لئے جو آئے وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جیسے وہ آج پیدا ہوا ہے۔

ہوا کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع ہونا... حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کا مسخر اور تابع ہونا ایک عظیم معجزہ ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جنگ احزاب میں ہوا سے حضرت محمد ﷺ کی نصرت فرمائی قرآن کی آیت ہے **فارسلنا علیہم ریحا** (۳۳/۹) ہم نے ان پر آندھی بھیجی۔ مسلم شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے **نصرت بالصبا واهلکت عاد بالدبور** اور متفق علیہ روایت میں ہے **نصرت بالرعب مسیرة شهر** اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کافر قوم سے جہاد کا ارادہ فرماتے تو ایک ماہ کی مسافت تک کافر قوم مرعوب و لرزاں و براندام ہو جاتی جس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہوا کو تابع کر دیا تھا جس کی صبح کی منزل مہینے بھر کی راہ اور شام کی منزل بھی مہینے بھر کی راہ تھی (۳۴/۱۲) اور رسول اللہ ﷺ کے لئے بادل رحمت برسانے کی خاطر ہوا کو مسخر کیا اور رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اور بارش ہوئی۔

ایک اور موازنہ... حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو تابع کیا اس کا صبح کا سفر ایک ماہ کی مسافت تھا اسی طرح زوال کے بعد۔

لیکن رسول اللہ ﷺ کو اس سے عظیم اور وسیع معجزہ سے نوازا گیا آپ ﷺ نے رات کے معمولی حصہ میں مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک سفر کیا جو ایک ماہ کا سفر ہے اور آپ ﷺ نے معراج کا پچاس ہزار سال کا سفر رات کے ایک تہائی سے بھی کم وقت میں طے کیا، ہر آسمان کے عجائبات دیکھے، جنت اور جہنم کا ملاحظہ فرمایا، انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت کرائی اور یہ سب کمالات رات کے معمولی حصہ میں وقوع پذیر ہوا۔

شیطانوں کا حضرت سلیمان علیہ السلام کا تابع ہونا... اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی حسب منشا مختلف مصنوعات تیار کرنا بھی ایک معجزہ ہے اور حضرت محمد ﷺ کی نصرت و معاونت کی خاطر اللہ تعالیٰ نے متعدد غزوات میں مقرب ملائکہ کو بھیجا اور یہ شیاطین کے تابع ہونے سے بڑا اور افضل معجزہ ہے۔ ایک متفق علیہ روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گزشتہ رات ایک سرکش جن نے میری نماز میں خلل انداز ہونے کی کوشش کی اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت بخشی میرا ارادہ ہوا کہ میں اسے پکڑ کر مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دوں کہ لوگ اسے دیکھیں مگر مجھے حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آئی کہ میرے بعد ایسی حکومت کسی کو عطا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ نے مردود کو ذلیل و رسوا کر کے لوٹا دیا۔

مسلم شریف میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے بھی یہی روایت منقول ہے اور مسند احمد میں نہایت عمدہ سند سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

حدیث کی دیگر متعدد کتب میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ماہ رمضان آ جائے تو جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں یہ بھی روزے اور قیام رمضان کی برکت کا ثمرہ ہے

جنات کا اسلام لانا...... اللہ تعالیٰ نے کچھ جن بھیجے قرآن کریم کی سماعت کے لئے وہ مشرف بہ اسلام ہوئے انہوں نے اپنی قوم کو

اسلام کی تبلیغ اور رغبت دلائی اور مخالفت کے انجام سے آگاہ کیا کیونکہ آپ ﷺ جن اور انسان دونوں کی طرف مبعوث ہیں، چنانچہ جنات کے بہت سے گروہ مسلمان ہوگئے اور بعض ان میں سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے ان کے سامنے سورہ رحمٰن کی تلاوت کی، مومنوں کو جنت کی خوشخبری سنائی اور کافروں کو جہنم کی وعید سنائی، تو ان کے کھانے اور ان کے مال مویشی کے چارے کی بابت بتایا اور ان کو ہر قسم کے اہم امور سے آگاہ کر دیا۔

جن کا واقعہ...... بیت المال کی حفاظت و نگہداشت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مقرر فرمائے مگر چور ہوشیار تھا کہ آنکھوں میں دھول جھونک جاتا، آخر پکڑا گیا، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لانے کی کوشش کی گئی، وہ آپ کے سامنے حاضر ہونے سے ڈرتا تھا، اس نے ایک حیلہ بتا کر اپنی خلاصی چاہی کہ آیت الکرسی کی تلاوت کرنے والے کے پاس شیطان نہیں پھٹک سکتا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام...... ابوجہل رسول اللہ ﷺ کا بدترین مخالف تھا، آپ ﷺ کے در پے آزار رہتا تھا، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کی حمایت و نصرت کی اس طرح روز احد میں حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے ساتھ ہو کر لڑتے رہے۔

نبوت و بادشاہت...... اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو نبوت کے ساتھ حکمرانی سے بھی سرفراز فرمایا اور حضرت محمد ﷺ کو اختیار دیا گیا کہ نبوت کے ساتھ ملوکیت یا عبدیت و فقیری کو پسند کرتے ہو تو آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے مشورہ طلب کیا تو انہوں نے اشارہ سے بتایا کہ تواضع اور انکساری اختیار کرو، چنانچہ آپ ﷺ نے رسالت کے ساتھ عبد ہونے کو پسند فرمایا، یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

زمین کے خزانے...... رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں زمین کے مدفون خزانے اور مسرتیات پیش کئے گئے مگر آپ ﷺ نے ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا میں چاہتا تو اللہ تعالیٰ میرے لئے پہاڑوں کو سونا بنا دیتا مگر میری خواہش ہے کہ میں ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن شکم سیر۔

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے (عبدالرزاق، معمر، زہری، سعید) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خواب میں مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں میرے حوالے کر دی گئی ہیں۔

مسکین بن واقد، حضرت جابر رحمۃ اللہ علیہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام، ریشمی لباس میں ملبوس ابلق گھوڑے پر سوار میرے پاس دنیا کے خزانوں کی چابیاں لائے ہیں۔

قاسم ابو امامہ رحمۃ اللہ علیہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ پیشکش کی ہے کہ بطحاء مکہ کو سونا بنا دے، میں نے عرض کیا نہیں یا رب! بلکہ میری آرزو ہے کہ ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن سیر ہو کر کھاؤں، بھوکا ہوں تو عاجزی اختیار کروں اور اگر شکم سیر ہوں تو شکر بجا لاؤں۔

پرندوں کی بولی...... حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں اور جانوروں کی بولی سمجھتے تھے، یہ ایک قسم کا اعجاز ہے کہ حضرت محمد ﷺ کو بھی اس اعجاز سے سرفراز فرمایا گیا بلکہ مزید برآں کہ جانوروں اور پرندوں نے آپ ﷺ سے بات کی، پتھر اور سنگریزوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ میں تسبیح کی، اونٹ نے آپ ﷺ سے مالک کی شکایت کی، گوہ نے آپ صلی اللہ ﷺ کے رسول ہونے کی گواہی دی، بکری کی دستی نے آپ کو بتایا کہ مجھ میں زہر ملا ہوا ہے، اور جب قریش کے حلیف بنی بکر نے صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کی تو آپ ﷺ کے حلیف عمرو بن سالم خزاعی نے آپ ﷺ سے شکوہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ بادل آپ کی نصرت و حمایت کے لئے گرج رہا ہے۔ یاد رہے کہ یہی خلاف ورزی فتح مکہ کا باعث ہوئی۔

پتھر کا سلام کہنا...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک پتھر مجھے بعثت سے پہلے سلام کہا کرتا تھا اب بھی میں اس کو پہچانتا ہوں۔

یہ سلام زبان حال سے تھا اور رسول اللہ ﷺ نے سمجھ لیا تو یہ جانوروں کی بولی سمجھنے سے بھی اعلیٰ اور افضل معجزہ ہے کیونکہ یہ پتھر جمادات کی نوع سے ہے جو بے ذہن ہے جبکہ پرندے جانور اور وحوش ذہن رکھنے والی مخلوق۔ یہاں اگر یہ سلام زبان قال سے ہو (اور یہی قرین قیاس ہے) تو یہ بھی بڑا انوکھا معجزہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کی کسی شعب میں جا رہا تھا تو راستے میں ہر شجر، حجر اور مدر آپ کو السلام علیک یا رسول اللہ! کہہ رہا تھا یہ سلام زبان قال سے رسول اللہ ﷺ نے بھی سنا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی۔

یعفور گدھا ...... ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن احمد بن حارث جبرلی / احمد بن یوسف بن سفیان / ابراہیم بن سوید نخعی / عبداللہ بن اذینہ طائی / ثور بن یزید / خالد بن معدان) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک سیاہ فام گدھا حاضر ہوا آپ ﷺ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ عرض کیا عمرو بن فہران، ہم سات بھائی تھے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی سواری تھے میں سب سے چھوٹا ہوں اور آپ ﷺ کا خادم ہوں میرا مالک یہودی تھا جب مجھے آپ یاد آتے تو میں اسے گرا دیتا تھا اور وہ مجھے خوب پیٹتا تھا۔ یہ داستان سن کر آپ نے فرمایا تیرا نام یعفور ہے۔

تبصرہ ...... معجزات کی متعدد صحیح روایات کے دستیاب ہوتے ہوئے ایسی واہیات اور منکر روایت نقل کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں اس کی اور سند بھی روایت کی گئی ہے اس کو بھی ابن ابی حاتم نے منکر کہا ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات ...... بقول حافظ ابو نعیم اصفہانی علیہ الرحمۃ مسیح کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ علیہ السلام عموماً سیر و سیاحت میں رہتے تھے، آپ علیہ السلام کے پاؤں سپاٹ تھے، بوقت ولادت آپ کے جسم پر تیل کی مالش تھی، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مبارک ہاتھوں سے چھوا اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہ معاف کر دیئے تھے جسے چھوتے وہ شفایاب ہو جاتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خصائص ...... آپ علیہ السلام باپ کے بغیر مریم کے بطن سے کلمہ کن کے ذریعہ مخلوق ہیں جیسے حوا آدم سے بغیر ماں کے پیدا ہوئیں اور جس طرح حضرت آدم علیہ السلام بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کا جسم مٹی سے تیار کر کے کن کہا وہ معرض وجود میں آ گئے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت جبرائیل علیہ السلام کی پھونک کے ذریعہ کلمہ کن کی پیداوار ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ولادت کے وقت ابلیس ملعون کے وار سے محفوظ ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مارنے کا تو وہ سوچ بھی نہ سکا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک پہلے آسمان میں جسمانی طور پر زندہ ہیں اور سب سے پہلے قیامت کے قریب دمشق میں سفید شرقی منارہ پر نزول فرمائیں گے دنیا میں جس قدر ظلم و ستم ہوا ہوگا اسے ختم کر کے دنیا کو عدل و انصاف کا نمونہ بنائیں گے شریعت محمدیہ کے قانون کو جاری کریں گے اور بعد ازاں روضہ اطہر میں دفن ہوں گے (کما رواہ الترمذی)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ مردوں کو زندہ کرنا ...... یہ ایک عظیم معجزہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوا اور حضرت محمد ﷺ کے اس نوع کے کئی معجزات ہیں بلکہ جمادات کا زندہ کرنا مردہ انسان کے زندہ کرنے کی نسبت زیادہ اعلیٰ معجزہ ہے۔

زہر آلود بکری کی دستی کا گوشت آپ ﷺ سے ہم کلام ہوا، یہ ایسے ہے کہ گوشت کے ٹکڑے کو زندہ کرنا ایک مردہ انسان کے زندہ کرنے سے بڑھ کر اعلیٰ معجزہ ہے مردہ وہ بے جان جانور کے ایک حصے کو زندہ کرنا جس پر موت طاری ہو اور زندگی میں بھی اس کی حیات ذہنی سے عقل و ادراک کے قابل نہ ہو، بلکہ یہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پرندے کو زندہ کرنے سے بھی اعلیٰ اور بہتر معجزہ ہے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کھجور کا تنا جو درخت کی شاخ تھی، کھجور کے تنے میں زندگی اور عشق پیدا ہوا اور آپ کے فراق میں رونے لگا جبکہ وہ اس سے پہلے زندگی کی حرارت سے بالکل ناآشنا تھا، بہ نسبت مردہ زندہ کرنے کے جو حیات و زندگی کا مرکز تھا بالکل ایک اعلیٰ معجزہ اور حیرت انگیز اعجاز ہے۔

"من عاش بعد الموت" میں ابن ابی الدنیا نے ایسے متعدد معجزات بیان کئے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک انصاری مریض کی عیادت کے لئے گئے اور وہ فوت ہو گیا ہم نے نعش پر کپڑا بچھا کر دعا مانگی (اس کے سرہانے اس کی بوڑھی والدہ بیٹھی ہوئی تھی اور بیہقی میں ہے کہ وہ اندھی تھی) والدہ سے کسی نے کہا صبر کرو اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر طلب کرو اس نے پوچھا کیا بات ہے؟ کیا میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے؟ ہم نے عرض کیا ہاں، بوڑھی عورت نے پھر پوچھا کیا وہ فوت ہو گیا ہے؟ ہم نے کہا ہاں، پھر اس نے ہاتھ پھیلا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی یا الٰہی! تیری ذات کو خوب معلوم ہے کہ میں نے تیرے رسول ﷺ کے پاس ہجرت محض اس امید سے کی کہ تو ہر ایک مصیبت میں کام آئے گا، اے خدایا! اس ناقابل برداشت اور سخت مصیبت میں مجھے مبتلا نہ کر۔

چنانچہ اس کا مردہ بیٹا کپڑا اتار کر بیٹھ گیا اور ہم سب نے ایک ہی دستر خوان پر کھانا کھایا۔

یہ واقعہ ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے (صالح بن بشیر مری (ایک عابد و زاہد مگر کمزور راوی ہے) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اس میں ہے علی انه کانت عجوزا عمیاء۔

اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے (عیسیٰ بن یونس، عبداللہ بن عون، انس رضی اللہ عنہ) سے بھی نقل کیا ہے۔ جس میں ہے کہ یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ہوا سب راوی ثقہ ہیں مگر اس میں عبداللہ بن عون رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع ہے واللہ اعلم۔

گدھے کا زندہ ہونا ... حسن بن عرفہ (عبداللہ بن ادریس، اسماعیل بن ابی خالد) ابو سبرہ نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ یمن کا ایک شخص محو سفر تھا اس کا گدھا مر گیا اس نے وضو کیا دو رکعت نماز کے بعد دعا کی یا الٰہی! میں گھر سے تیرے راستہ میں جہاد کرنے کی خاطر نکلا ہوں صرف تیری رضا طلب کی ہے اور میرا ایمان ہے کہ تو ہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور مردوں کو قبروں سے زندہ کر کے اٹھائے گا آج مجھ پر کسی کا احسان مت ڈال آج میں آپ سے گدھے کی زندگی کا طلب گار ہوں، چنانچہ گدھا کان جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یہ سند درست ہے اس طرح کی کرامت نبی کا معجزہ ہوتی ہے، بعد ازاں بیان ہے کہ اسماعیل بن ابی خالد یہ واقعہ شعبی سے بھی نقل کرتے ہیں۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ شعبی سے نقل کیا ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ شعبی نے یہ گدھا کوفہ کے بازار میں فروخت ہوتے دیکھا، ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند سے بھی یہ نقل کیا ہے اس میں ہے کہ یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ظاہر ہوا اور کسی نخعی کا شعر ہے:

ومنا الذی احیی الالٰه حمارہ وقد مات منہ کل عضو ومفصل

ہم میں سے ایک صاحب ایسے ہیں کہ جن کے گدھے کو اللہ تعالیٰ نے مرنے کے بعد دنیا میں زندگی دی۔

زید بن خارجہ کا موت کے بعد کلام کرنا ... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ کبیر میں ہے کہ زید بن خارجہ انصاری بدری عہد عثمان رضی اللہ عنہ میں فوت ہوا اور وفات کے بعد انہوں نے کلام کیا۔

مستدرک میں امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اور دلائل النبوۃ میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی (سلیمان بن بلال، یحییٰ بن سعید انصاری) سعید بن مسیب سے نقل کیا ہے کہ زید بن خارجہ انصاری خزرجی عہد عثمان میں فوت ہوا اور اس کی نعش پر کپڑا ڈال دیا گیا، پھر حاضرین نے اس کے سینے سے آواز سنی پھر اس نے کہا احمد احمد ﷺ ہے پہلی کتاب میں یہ بات لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے سچ ہے اور صادق ہیں۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ خود ضعیف ہیں مگر اللہ کے معاملے میں طاقتور ہیں، یہ کتاب اول کی نوشت ہے، بالکل درست ہے، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ طاقتور ہیں پہلی کتاب میں ہے، بالکل سچ ہے، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی ان کے طرز خلافت پر قائم ہیں چار سال گزر چکے ہیں اور دو باقی ہیں پھر فتنے کا زمانہ آئے گا طاقتور کمزور کو کھا جائیں گے اور قیامت برپا ہو جائے گی، عنقریب تمہارے لشکر کے بارے میں خبر آئے گی۔

یحییٰ بن سعید انصاری، سعید بن مسیب سے نقل کرتے ہیں، بنو حارث بن خزرج کا ایک آدمی فوت ہوا اس کی نعش پر کپڑا ڈال دیا گیا اس کے سینے میں آواز پیدا ہوئی پھر اس نے بات کی کہ بلحارث انصاری خزرجی نے سچ کہا ہے ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو ایک دوسری سند

سے اس سے بھی متصل روایت کیا ہے اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو صحیح قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ بعد از موت کلام کرنے کا واقعہ ایک جماعت سے صحیح سندوں کے ساتھ مروی ہے۔ واللہ اعلم۔

بکری کا زندہ ہونا ..... امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غزوہ خندق میں ایک بکری ذبح کر کے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے دعوت کی اور معمول سے جو کھانا تھا ہزار افراد دعوت میں شریک تھے سب نے خوب کھایا۔

کتاب الغرائب میں حافظ محمد بن منذر وراق شکر نے اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ بکری کی ہڈیوں کو جمع کر کے رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی تو وہ بکری زندہ ہو گئی اور وہ اپنے گھر لے گئے۔ واللہ اعلم۔

دیوانے کا تندرست ہونا ..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پاگل کے تندرست ہونے کے بارے میں کوئی خاص واقعہ منقول نہیں۔ آپ مادر زاد اندھے اور ابرص کو تندرست فرماتے تھے مگر بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ امراض لاینحل بیماریوں کا علاج فرمایا کرتے تھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد اسناد سے یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ایک عورت اپنے ننھے بچے کو لے کر آئی، وہ وقت جو کی ایک سبب میں مبتلا تھا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا یہ بیٹا بڑی مصیبت میں مبتلا ہے، ہمیں تنگ کرتا ہے، ایک دن میں بار بار دورہ پڑتا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بچہ مجھے پکڑا دو۔ آپ ﷺ نے اسے پکڑا اور منہ کھول کر اس میں تین بار پھونکا اور فرمایا بسم اللہ انا عبد اللہ اخسأ عدو اللہ۔ پھر اسے بچہ لوٹا دیا تو وہ تندرست ہو گیا اور پھر یہ تکلیف کبھی نہ ہوئی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (بہ روایت حماد بن سلمہ فرقد سبخی، سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بچے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یہ دیوانہ ہے کھانے پینے کے وقت اسے دورہ پڑتا ہے جو ہمارا کھانا چوپٹ کر دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینہ پر ہاتھ پھیر کر دعا کی اسے قے آئی اور سگ کے کالے بچے کی طرح اس کے پیٹ سے کوئی چیز نکلی اور وہ تندرست ہو گیا (غریب من هذا الوجہ) فرقد سبخی م ۱۳۱ھ گو صالح آدمی ہے مگر اس کا حافظہ درست نہیں، ہاں البتہ مذکورہ بالا واقعہ اس کا شاہد ہے، اگر قصہ ایک ہی ہو۔ واللہ اعلم۔

جن ..... مسند بزار میں فرقد سبخی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ کے پاس ایک انصاری عورت آئی اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایک خبیث جن مجھ پر غالب ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر اس حالت پر صبر کرو تو قیامت کے دن تمہارا کوئی حساب کتاب نہ ہوگا تو اس نے کہا اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو برحق مبعوث فرمایا ہے میں صبر کروں گی۔ پھر اس نے عرض کیا مجھے اندیشہ ہے کہ یہ خبیث برہنہ کر دے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی جب اس کو دورہ پڑتا تو وہ کعبہ کے پردے سے چمٹ کر دعا کرتی اخسأ تو وہ دفع ہو جاتا تو وہ خبیث جن دفع ہو جاتا۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ فرقد کو یہ واقعہ یاد ہے۔ مسلم اور بخاری میں عطاء بن ابی رباح سے اس کا شاہد موجود ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں آپ کو ایک جنتی عورت دکھاؤں؟ عرض کیا ضرور! تو انہوں نے کہا یہ سیاہ فام عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اس نے عرض کیا مجھے دورہ پڑتا ہے اور میں برہنہ ہو جاتی ہوں آپ میرے لئے دعا فرمائیے آپ نے فرمایا صبر کرو تو تمہارا صلہ جنت ہے، مرضی ہو تو میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ تجھے شفا دے۔ اس نے کہا میں صبر کروں گی لیکن آپ دعا کیجئے کہ میں برہنہ نہ ہوں چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے حق میں دعا فرمائی پھر وہ برہنہ نہیں ہوتی تھی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابن جریج سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے عطاء نے بتایا کہ میں نے وہ دراز قامت سیاہ فام ام زفر کو کعبہ کے پردے سے چمٹی ہوئی دیکھی ہے۔ اسد الغابہ میں حافظ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ یہ ام زفر رضی اللہ عنہا حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کی مشاطہ اور کنگھی چوٹی کرتی تھی اس کی عمر دراز تھی وہ اتنی معمر ہوئی کہ عطاء بن ابی رباح م ۱۱۴ھ نے اس کا زمانہ پایا۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

اکمہ ...... اور برص والے: کہتے ہیں کہ وہ شخص ہے جو پیدائشی اندھا ہو، ابرص وہ ہے جس کے جسم پر برص یعنی پھلبہری کے سفید داغ ہوں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے تمام مریض شفایاب ہو جاتے تھے۔

جنگ احد میں حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ چشم خانہ سے باہر نکل کر رخسار پر لٹک گئی، رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے دست مبارک سے چشم خانہ میں رکھ دیا، وہ دوسری آنکھ سے بھی زیادہ خوبصورت ہو گئی۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا پوتا عاصم بن عمر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا، آپ نے پوچھا کون صاحب ہیں؟ تو اس نے کہا

انا ابن الذی سالت علی الخد عینہ
فردت بکف المصطفی احسن الرد
فعادت کما کانت لاول امرھا
فیا حسن ما عین ویا حسن ما رد

"میں اس شخص کا بیٹا ہوں جس کی آنکھ رخسار سے لٹک گئی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اسے چشم خانہ میں رکھ دیا تھا، وہ بالکل پہلے کی طرح خوبصورت ہو گئی، دیکھنے والی آنکھ کیسی خوبصورت تھی اور طریقہ علاج کیا عمدہ تھا"۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا:

تلک المکارم لا قعبان من لبن شیبا بماء فعادا بعد ابوالا

"یہ فضائل اور خوبیاں ہیں نہ کہ دودھ کے دو پیالے جن کو پانی ملا کر پیا اور پیشاب بن کر خارج ہو گئے"۔

پھر آپ نے اسے خوب انعام و اکرام سے نوازا۔ دار قطنی میں ہے کہ دونوں آنکھیں لٹک گئی تھیں اور رسول اللہ ﷺ نے درست فرما دیں مگر مشہور منقول یہی ہے جس طرح کہ ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے۔

اندھے کا واقعہ ...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (روح، عثمان بن عمر، شعبہ، ابو جعفر مدنی، عمارہ بن خزیمہ بن ثابت) حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارش کی، دعا فرمائیے اللہ مجھے عافیت بخشے، آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہے میں آپ کی آخرت کے لئے دعا کروں اور یہ تمہاری آخرت کے لئے بہتر ہے، یا چاہو تو عافیت کی دعا کر دیتا ہوں۔ اس نے عرض کیا حضور! آپ دعا فرما دیجئے (میری بینائی بحال ہو جائے) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا کرے **اللھم انی اسئلک و اتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ، انی اتوجہ بہ فی حاجتی ھذہ فتقضی** اور بروایت عثمان بن عمر رضی اللہ عنہ "فتقضی لی" عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس نے یہ عمل کیا اور شفایاب ہو گیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے نقل کر کے فرمایا، حدیث حسن اور صحیح غریب ہے، ہمارے علم میں صرف ابو جعفر خطمی سے مروی ہے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ابو جعفر خطمی رحمۃ اللہ علیہ، ابو امامہ بن سہل بن حنیف رحمۃ اللہ علیہ، ان کے چچا عثمان بن حنیف سے اسی طرح روایت کی ہے، اس میں ہے کہ عثمان بن حنیف نے کہا ہم اسی مجلس میں بیٹھے تھے وہ شخص دوبارہ آیا تو وہ بالکل درست تھا گویا کبھی اس کو کوئی تکلیف نہ تھی۔

ابن ابی شیبہ (محمد بن بشر، عبدالعزیز بن عمر، ایک اذنی سلامان، ابی دالدہ سے راوی) حبیب بن فریک سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد نابینا تھے، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا میرا پاؤں سانپ کے انڈوں پر پڑ گیا ہے اور میری بینائی چلی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی آنکھوں پر دم کیا اور اس کی بینائی بحال ہو گئی، وہ اسی سال کی عمر میں سوئی میں دھاگہ پرو لیتا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں درد ...... صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خیبر میں آنکھیں دکھ رہی تھیں، آپ ﷺ نے دم کیا تو ٹھیک ہو گئے پھر کبھی درد نہیں ہوا۔

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ...... رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر ہاتھ پھیرا اور وہ درست ہو گیا۔ جابر نے ابو رافع یہودی کو جو رسول اللہ ﷺ کو سب و شتم کیا کرتا تھا، حضرت جابر نے اس کو قتل کر کے چھت کے اوپر سے چھلانگ لگائی اور پاؤں ٹوٹ گیا۔

حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ...... رسول اللہ ﷺ نے حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ کے جلے ہوئے ہاتھ پر ہاتھ پھیرا تو وہ فوراً درست ہو گیا۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ...... آپ ﷺ نے حضرت سلمہ بن اکوع کے پاؤں کو جو جنگ خیبر میں چوٹ لگی تھی دم کیا تو وہ فوراً صحیح ہو گیا اسی طرح حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی وہ صحت یاب ہو گئے۔

ابو طالب...... بیہقی میں ہے کہ آپ ﷺ کے چچا ابو طالب بیمار ہو گئے انہوں نے آپ ﷺ سے دعا کی درخواست کی تو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی تو وہ فوراً شفا یاب ہو گئے۔

ابو مسلم خولانی...... حافظ ابن عساکر (ابو سعید بن اعرابی، ابو داؤد، عمرو بن عثمان، بقیہ) محمد بن زیاد سے روایت کرتے ہیں کہ ابو مسلم خولانی کی بیوی کو کسی عورت نے ان کے خلاف بہکا دیا تو آپ نے اس عورت کو بددعا دی اس کی آنکھیں اندھی ہو گئیں پھر اس نے آپ سے گزارش کی اور اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور شرمندہ ہوا کہ دوبارہ ایسی غلطی نہ کرے گی تو آپ نے دعا کی یا الٰہی! اگر یہ سچی ہے تو اس کی بینائی بحال کر دے چنانچہ آپ کی دعا سے اس کی بینائی بحال ہو گئی۔

ابن ابی الدنیا (عبد الرحمٰن بن واقد، ضمرہ، عثمان) عثمان بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ ابو مسلم خولانی کا دستور تھا جب وہ گھر میں داخل ہو کر وسط گھر میں پہنچ جاتے تو اللہ اکبر کہتے اور ان کی بیوی بھی اسی طرح اللہ اکبر کہتی، پھر جب وہ کمرے میں داخل ہو کر بیٹھ جاتے تو وہ آپ کا جوتا اتارتی اور کھانا پیش کرتی۔

ایک رات آپ گھر تشریف لائے اور حسب دستور تکبیر کہی اور بیوی نے جواب نہ دیا پھر آپ نے کمرے میں داخل ہو کر تکبیر کے بعد سلام کہا تو پھر بھی جواب نہ ملا وہ حسب عادت اندر بیٹھی تھی۔ سر جھکائے ہوئے جب کہ گھر میں کوئی دیا جلا کر روشنی نہ کی تھی تو آپ نے پوچھا خیر تو ہے؟ اس نے کہا سب لوگ آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور ہم اور تم بھی ہو کہ بڑی مشکل سے وقت گزرتا ہے کیا اچھا ہوتا اگر آپ امیر معاویہ کے پاس جاتے تو وہ آپ کو ایک خادم عنایت کر دیتے اور کچھ وظیفہ بھی دیتے اور ہم عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتے، یہ کلام سن کر آپ نے دعا فرمائی یا الٰہی! جس نے میری بیوی کو ورغلا کر پھسلایا ہے اس کی بینائی سلب کر دے۔

کوئی عورت خولانی کی بیوی کے پاس آئی تھی کہ تم اپنے خاوند سے مطالبہ کرو کہ وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے اپنی ضروریات سے آگاہ کریں وہ آپ کی تمام ضروریات پوری کر دیں گے۔

وہ عورت اپنے مکان پر بیٹھی ہوئی تھی کہ اچانک اس کی بینائی ختم ہو گئی وہ فوراً ابو مسلم خولانی کی خدمت میں حاضر ہوئی اللہ کا واسطہ دے کر منت سماجت کرنے لگی تو آپ نے دعا فرمائی اور اس کی بینائی بحال ہو گئی اور
آپ کی بیوی کی طبیعت بھی حسب سابق ٹھیک ہو گئی۔

مائدہ یعنی دستر خوان...... دستر خوان جس کا تذکرہ سورۃ المائدہ میں [۱۱۲ تا ۱۱۵] کی چار آیات میں ہے علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ دستر خوان اترا بھی یا نہیں؟ جمہور کا مشہور قول ہے کہ نازل ہوا جیسا کہ آیت کے ظاہر سے عیاں ہے جس پر سب کا اتفاق ہے۔

عام تاریخ میں ہے کہ بنو امیہ کے دور حکومت میں موسیٰ بن نصیر نے مغرب کے علاقہ میں یہ دستر خوان کسی زمانے میں پایا تھا جو خالص سونے کا تھا

لگے ہوئے تھے موسیٰ بن نصیر نے یہ دستر خوان ولید بن عبد الملک کی خدمت میں ارسال کیا وہ ان کے پاس رہا ان کے بعد سلیمان بن عبد الملک کے قبضہ میں رہا۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا دستر خوان تھا اور بعض مورخ (تاریخ لکھنے والے) یہ کہتے ہیں کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دستر خوان تھا بقول امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ یہ بات بعید از قیاس ہے کیونکہ جسمانی مادی (دستر خوان) کا قصہ ہے قطعاً بعید ہیں واللہ اعلم۔

المختصر ان کے حصول میں اختلاف پایا جاتا ہے جیسا کہ روایات کہ رسول اللہ ﷺ کے دستر خوان میں اللہ تعالیٰ کی برکت سے بارہا ایسا ہوا ہے کہ تھوڑے سے کھانے کے وقت تسبیح کی آواز سنائی دیتی تھی اور معمولی طعام (تھوڑے سے کھانے) سے متعدد دفعہ ہزاروں افراد نے کھانا تناول فرمایا اور کھانا جوں کا توں باقی بچا ہوا تھا۔

ابو مسلم خولانی کا ایک عجیب و غریب واقعہ: حافظ ابن عساکر اسحاق بن یحییٰ ملطی کی معرفت اوزاعی سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے قبیلے کے چند لوگوں نے پوچھا کیا ارادہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حج بیت اللہ کا ارادہ ہے۔ سب نے کہا ہم تیار ہیں کیا ہم آپ کے ہمسفر ہیں؟ ابو مسلم خولانی نے کہا آپ میرے ساتھ نہیں چل سکتے میرے ساتھی وہ ہیں جو زاد سفر (سفر کا سامان) کا سامان ساتھ نہیں لیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کیا (زاد اور سامان) کے بغیر بھی سفر طے ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں پرندوں کو نہیں دیکھتے صبح و شام سامان کے بغیر چلتے پھرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو رزق مہیا کرتا ہے نہ خرید و فروخت سے نہ کھیتی باڑی سے بالکل مستغنی ہیں انہوں نے کہا اچھا ہم سب آپ کے ہمراہ سفر کے لئے تیار ہیں تو آپ نے فرمایا تیار ہو جاؤ چنانچہ وہ خوش و خرم سفر پر روانہ ہوئے تو بالکل بے سر و سامان تھے جب ایک منزل طے کر لی تو ابو مسلم خولانی سے عرض کیا کھانا اور جانوروں کے لئے چارہ ضروری ہے تو آپ نے فرمایا ہاں ضرور ملے گا۔ پھر دور ہٹ کر مسجد کا رخ کیا اس میں دو رکعت نماز کے بعد دعا کی کہ الٰہی! تیری ذات میرے مقصد سفر سے آگاہ ہے میں تیری راہ میں محبت اور ثواب کے لئے گھر سے نکلا ہوں میں نے بڑے بخیل اور کنجوس لوگ دیکھے ہیں ان کے پاس مہمان آئے تو وہ بھی ان کی مہمان نوازی کرتے ہیں ہم تیرے مہمان اور زائر ہیں ہمارے خورد و نوش کا اہتمام کر اور چوپایوں کے لئے چارہ بھی چنانچہ ان کے سامنے دستر خوان بچھا دیا گیا ثرید اور گوشت سے بھرپور برتن اور ان کی ضرورت کے مطابق پانی مہیا کر دیا گیا اور جانوروں کو بھی گھاس چارہ مل گیا اور ... یہ معاملہ واپسی تک مسلسل اسی طرح جاری رہا۔

بہر حال اس وقت سب پر دستر خوان نازل ہوتا تھا اور جانوروں کے لئے چارہ وغیرہ یہ سب نبی کریم ﷺ کی سنت اور اتباع و اطاعت کا نتیجہ ہے۔

مغیبات آپ کے واقعات بذریعہ وحی بتانا: میں تمہیں بتا دیتا ہوں جو تم کھا کر آتے ہو اور جو اپنے گھر میں رکھ آتے ہو (۳/۴۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ فرمایا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے قیدیوں کو فرمایا جو کھانا تمہیں دیا جاتا ہے وہ ابھی آنے نہ پائے گا کہ اس سے پہلے میں تمہیں تعبیر بتا دوں گا یہ انہی چیزوں میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے تعلیم کی ہیں اور سکھائی ہیں (۱۲/۳۷)۔

یہ دونوں انبیاء علیہم السلام کے معجزات آسمان اور معروف ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے گزشتہ واقعات بتائے جن میں کچھ کمی بیشی نہ تھی اسی طرح حالات حاضرہ اور آئندہ کے بارے میں بتاتے ہوئے کوئی غلطی اور کمی بیشی واقع نہ ہوئی (یہ بات ثابت ہو گئی کہ آپ ﷺ یہ سب کچھ) وحی الٰہی کے ذریعہ بتاتے ہیں جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا "یہ ان چیزوں میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے تعلیم کی ہیں اور سکھائی ہیں" (۱۲/۳۷)۔

مقاطعہ کا صحیفہ: قریش نے یہ عہد نامہ تحریر کیا جب تک بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب رسول اللہ ﷺ ہمارے حوالے نہیں کریں گے ان سے مقاطعہ (بائیکاٹ) رہے گا اور یہ تحریر بیت اللہ کی چھت پر آویزاں کر دی۔ بعد ازاں اسے دیمک چاٹ گئی صرف اللہ تعالیٰ کا نام باقی رہا ایک روایت میں ہے سب ظلم و قطع رحمی کی باتیں کھا گئی جو صحیفہ میں ثبت تھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے چچا ابو طالب کو بتا دیا ابو طالب نے قریش کو بتایا تو قریش نے کہا اگر بات اسی طرح ہے جیسا کہ محمد ﷺ کہتے ہیں ... کر ... ہے تو آپ نے ... بتایا تو ... دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق تھا اور ... سے قریش

... [illegible] ... ہو گئے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ...... اسیران بدر میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے آپ نے ان سے فدیہ طلب فرمایا تو اس نے کہا میں تنگ دست ہوں کوئی مال نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "آپ نے اور چچی ام الفضل نے دہلیز کے نیچے مال و دولت دبا رکھی ہے اور آپ نے چچی سے کہا تھا اگر میں قتل ہو گیا تو بچوں کے لئے کافی ہے" تو عباس بے ساختہ بول اٹھے واللہ یا رسول اللہ ﷺ بات سچی ہے، بخدا اللہ تعالیٰ، میرے اور ام الفضل کے سوا کسی کو اس بات کا علم نہیں تھا۔

نجاشی...... جس دن حبشہ میں اصحمہ نجاشی فوت ہوا آپ ﷺ نے اس کی موت کی خبر دی اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی اسی طرح آپ نے منبر پر جنگ موتہ کے امراء کی شہادت کی خبر دی اور آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار تھیں۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ...... حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے ایک مکتوب بنام قریش مکہ ارسال کیا آپ ﷺ نے اس مکتوب کے بارے میں وحی ہونے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو اس کے تعاقب میں بھیجا اور مکتوب اس عورت (سارہ) نے اپنی چوٹی یا نیفہ سے نکال کر ان کے حوالے کر دیا۔

کسریٰ کے قتل کی خبر...... کسریٰ کے حاکم یمن باذان نے دو آدمیوں کو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں معلومات کے لئے بھیجا تو آپ ﷺ نے ان کو بتایا ان ربی قد قتل اللیلۃ ربک "کہ خدا تعالیٰ کے حکم سے آج رات کسریٰ قتل ہو گیا ہے" انہوں نے یہ تاریخ درج کر لی اور معلوم ہوا اسی رات کسریٰ کو اس کے لڑکے نے قتل کر دیا چنانچہ یہ دونوں قاصد مسلمان ہو گئے اور یہی لوگ یمن کی فتح کے باعث ہوئے۔

زہد و قناعت...... ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زہد اور دنیا سے نفرت کے بالمقابل رسول اللہ ﷺ کا زہد اور قناعت پیش کیا ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے دنیا کے خزانے پیش کئے گئے تو آپ نے ان سے اعراض کر کے فرمایا کہ مجھے تو ایک دن بھوک اور دوسرے دن کھانا پسند ہے، آپ کے ۲-۲ ماہ گزر جاتے اور گھر میں چولہا نہیں جلتا تھا صرف پانی اور کھجور پر گزر اوقات کر دیا کرتے تھے، بھوک کی شدت سے پیٹ پر پتھر باندھا کرتے، مسلسل تین دن گندم کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی، آپ ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا اس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے، بسا اوقات بکری کا دودھ خود دوہتے اور لباس کو خود پیوند لگاتے، آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو زرہ ایک یہودی کے پاس غلہ کے عوض گروی تھی۔

بشارت...... حضرت مریم علیہا السلام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی خوشخبری دی گئی اسی طرح حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو بھی حمل کے دوران بشارت دی گئی کہ آپ کے شکم مبارک میں اس قوم کا سردار ہے، اس کا نام محمد ﷺ رکھنا، اس کو ابونعیم نے نقل کیا ہے۔

ولادت مبارک کی روایات...... اس ولادت اور اس سے متعلقہ واقعات میں بہت سی ناقابل اعتبار باتیں ہیں اور میں نے اپنی کتاب میں اس سے زیادہ ناقابل اعتبار روایت بیان نہیں کیں اور میرا دل ان کے لکھنے کو نہ چاہتا تھا مگر حافظ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کر کے لکھ دی ہیں۔ خصائص کبریٰ للسیوطی ص ۴۷ ج ۱، سند میں ابوبکر بن ابی مریم (۱۵۶۱) ضعیف ہے۔ سعید بن عمرو انصاری اور ان کا والد عمرو انصاری دونوں غیر معروف ہیں۔ دلائل ابونعیم ص ۴۳ ج ۱، ۲۹۵۲۳ حاشیہ روایت میلاد نمبر ۳۳۰۔

حافظ ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے میلاد کے بارے میں ایک طویل حدیث بیان کی ہے ہم وہ نقل کرتے ہیں کہ دلائل کتاب سیرت النبی کا اختتام اور تکمیل بھی نہ ہو جائے وباللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

بسندہ سلیمان بن احمد عن حفص بن عمر بن صباح عن یحییٰ بن عبداللہ البابلی عن ابوبکر بن ابی مریم عن سعید بن عمرو انصاری (عمرو انصاری) سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محمد ﷺ کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ اس رات قریش کے جانوروں نے کہا رب کعبہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ رحم مادر میں آ چکے ہیں، آپ جہان کی امان اور لوگوں کے لئے چراغ (ہدایت) ہیں، قریش اور دیگر قبائل کی کاہنہ عورتوں کے جن معزول کئے گئے

سے اوجھل ہو گئے اور ان سے علم نبوت چھن گیا اور دنیا کے بادشاہوں کے تخت زیر و زبر ہو گئے اور سلاطین گونگے ہو گئے مشرق کے وحشی جانوروں نے جا کر مغرب کے وحشی جانوروں کو مبارک باد دی اسی طرح بحری مخلوق نے ایک دوسرے کو خوشخبری سنائی حمل کے ہر ماہ میں ایک ندا آسمان پر اور زمین میں آسمان سے یہ صدا آتی تھی بشارت ہو کہ ابوالقاسم میمون و مبارک کے زمین پر ظہور کا وقت قریب آ گیا ہے آپ ﷺ پورے نو ماہ والدہ کے شکم مبارک میں رہے اسی اثنا میں آپ کے والد ماجد فوت ہو گئے تو فرشتوں نے کہا ہمارے مالک! تیرا نبی یتیم ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا میں اس کا ولی، محافظ اور مددگار ہوں، تم اس کی میمون و مبارک آمد کی ولادت سے برکت حاصل کرو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی پیدائش کے وقت آسمان اور جنت کے دروازے کھول دیئے۔

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ حمل کے چھ ماہ گزرے تو خواب میں کسی نے میرے پاؤں پر ٹھوکر مار کر کہا آمنہ! سارے جہان کا سردار تیرے شکم میں ہے جب وہ پیدا ہو تو اس کا نام محمد ﷺ ہی رکھنا۔

حضرت آمنہ آپ ﷺ کی ولادت کا ذکر کرتی تھیں کہ ولادت کے وقت جو تکلیف عورتوں کو پہنچتی ہے وہ مجھے بھی پیش آئی میں گھر میں تنہا تھی عبدالمطلب طواف کو گئے تھے میری اس حالت کا کسی کو علم نہیں تھا میں نے بہت بڑے دھماکے کی آواز سنی اور میں ڈر کر گھبرا گئی پھر میں نے دیکھا کہ سفید پرندے نے اپنا پر میرے دل پر پھیرا اور میرا ڈر اور درد کافور ہو گیا۔

پھر میں نے ایک طرف دیکھا کہ سفید رنگ کا شربت ہے میں پیاسی تھی میں نے اسے لے کر پی لیا اور مجھے بہت نورانیت حاصل ہوئی پھر میں نے دیکھا کہ بلند قامت عورتیں ہیں جو عبدالمطلب کی لڑکیاں معلوم ہوتی ہیں وہ مجھے گھیرے ہوئے ہیں مجھے تعجب ہے کہ یہ کہاں سے آ گئیں ان کو میرا حال کیسے معلوم ہوا میری حالت بگڑ گئی اور ہر لمحہ میں زور دار آوازیں سنتی تھی اچانک مجھے ایک طویل عریض سفید ریشمی چادر نظر آئی جو فضا میں پھیلی ہوئی تھی اور کوئی کہہ رہا ہے اسے لوگوں کی آنکھوں سے چھپا لو میں نے فضا میں کچھ مرد دیکھے ان کے ہاتھوں میں چاندی کے آفتابے ہیں اور میرے بدن سے موتی کی طرح پسینے کے قطرے ٹپک رہے ہیں جو کستوری سے بھی زیادہ خوشبودار ہیں اور میں اس وقت کہہ رہی ہوں کاش! عبدالمطلب آ جاتیں میں نے پرندوں کا ایک غول دیکھا معلوم نہیں وہ کہاں سے آیا اور میرے کمرے میں آ گیا ان کی چونچیں زمرد کی ہیں اور پر یاقوت کے ہیں اللہ تعالیٰ نے میری بصیرت سے حجابات دور کر دیئے اور میں نے روئے زمین کا مشرق و مغرب دیکھ لیا اور مجھے تین علم نظر آئے ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک کعبہ کی چھت پر۔ پھر درد کی تکلیف بہت زیادہ ہو گئی گویا مجھے چند عورتیں ٹیک لگائے بیٹھی ہیں پھر آتی ہیں اور جمع ہو گئیں کہ ان کے علاوہ گھر کی کوئی چیز نظر نہیں آتی اسی اثنا میں محمد ﷺ پیدا ہوئے تو میں نے دیکھا وہ سجدہ میں ہے اور وہ انگلیاں دعا کی طرح آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے ہے پھر میں نے ایک سفید بادل دیکھا جو آسمان سے نیچے آ کر اس پر چھا گیا ہے اور بچہ مجھ سے اوجھل ہو گیا ہاتف میں ایک منادی کو ندا دیتے سنا کہ محمد ﷺ کو مشرق و مغرب میں گھماؤ اور تمام سمندروں کے اندر لے جاؤ تاکہ وہ آپ کے نام گرامی اور شکل و صورت کو پہچان لیں اور ان کو معلوم ہو جائے کہ ان کا نام ماحی ہے ان کی بدولت دنیا سے شرک اور کفر مٹا دیا جائے گا پھر آناً فاناً بادل چھٹ گیا آپ دودھ سے زیادہ سفید لباس میں لپٹے نظر آئے جس کے نیچے سبز ریشم ہے اور ہاتھ میں سفید موتی کی تین چابیاں ہیں اور کوئی کہہ رہا ہے کہ محمد ﷺ نے نصرت و فتح اور نبوت کی چابیاں پکڑ لی ہیں۔

حافظ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ یہ بیان کر کے چپ سادھ گئے ہیں اور یہ روایت سخت ضعیف ہے۔

صرصری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام: شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ ابوزکریا یحییٰ بن یوسف بن منصور بن عمر انصاری صرصری، حافظ حدیث، ماہر لغت، مدح رسول میں حسان ثانی، بصارت سے محروم بصیرت سے مالا مال تھے جو تاتاریوں کے ہاتھوں ۶۵۶ھ میں بغداد میں شہید ہوئے۔ اپنے ایک قصیدے میں فرماتے ہیں:

محمد المبعوث للناس رحمة
يشيد ما أوهى الضلال ويصلح
لئن سبحت صم الجبال مجيبة

لداود لان الحديد المصفح
فإن الصخور الصم لانت بكفه
وإن الحصا في كفه ليسبح
وإن كان موسى أنبع الماء من العصا
فمن كفه قد أصبح الماء يطفح

"محمد ﷺ رحمت عالم ہیں ضلالت و گمراہی نے جو تفرقہ پھیلا دیا آپ ﷺ اس کی اصلاح فرما رہے ہیں۔ اگر فولادی پہاڑ دل سے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے صدمے سے سرگشتہ آگ اور موم ہو گیا تو اسی طرح ٹھوس پہاڑ آپ ﷺ کی ہتھیلی سے نرم ہوئے اور سنگریزوں نے آپ ﷺ کے ہاتھوں میں تسبیح کی آواز نکالی۔ اگر موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی ضرب سے چشمہ پیدا کر دیا تو اسی طرح آپ کی ہتھیلی سے بھی پانی کے سوتے پھوٹے۔"

وإن كانت الريح الرخاء مطيعة
سليمان لا تألو تروح وتسرح
فإن الصبا كانت لنصر نبينا
برعب على شهر به الخصم يكلح
وإن أوتي الملك العظيم وسخرت
له الجن تشفي ما رضيه وتلدح
فإن مفاتيح الكنوز بأسرها
أتته فرد الزاهد المترجح

"اگر سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا صبح و شام تابع فرمان تھی، (تو) باد صبا ہمارے نبی کی نصرت و فتح کے لئے رواں ہوئی ایک ماہ کی مسافت پر مخالف آپ سے مرعوب اور خوفزدہ تھے۔ اگر اسے عظیم سلطنت عطا ہوئی ہے اور جنات اس کے تابع ہیں جو مرضی کے لئے تگ و دو کرتے ہیں (تمام خزانوں کی چابیاں آپ کو عطا ہوئیں لیکن قناعت پسند زاہد نے پھر واپس لوٹا دیں۔"

وإن كان إبراهيم أعطي خلة
وموسى بتكليم على الطور يمنح
فهذا حبيب بل خليل مكلم
وخصص بالرؤيا وبالحق أشرح
وخصص بالحوض العظيم وباللوا
ويشفع للعاصين والنار تلفح
وبالمقعد الأعلى المقرب عنده
عطاء ببشراه أقر وأفرح

"اگر ابراہیم خلیل ہیں اور موسیٰ کو طور پر اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے۔ لیکن آپ حبیب خدا ہیں بلکہ خلیل ہیں ان سے خدا ہم کلام ہوا اور دیدار الٰہی نصیب ہوا اور حق بات کو بیان کرتا ہوں۔ ان مخصوص حوض کوثر اور لوائے حمد آپ ﷺ کو عطا ہوا جہنم کی شعلہ بار آگ سے آپ گناہگاروں کی سفارش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کو مقام محمود عطا ہوگا جس کی بشارت پر فر

مقیم اور نازل ہوں گے۔

وبالرتبة العليا الأسيلة دونها
مراتب أرباب الصعود فتطمع
وفي جنة الفردوس أول داخل
له سائر الأبواب بالخير تفتح

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلند مرتبہ پر فائز ہیں اس سے آپ کا قبر والے سب اس کی طرف بڑھتے ہیں، جنت الفردوس میں سب سے پہلے داخل ہوں گے اور آپ ﷺ کے لئے جنت کے تمام دروازے کھلے ہوں گے۔"

هذا آخر ما يسر الله جمعه من الأخبار بالمغيبات التي وقعت إلى زماننا مما يدخل في دلائل النبوة والله الهادي

تاریخ اسلام کے دور اول میں ہونے والے واقعات اور ۱۱ھ میں وفات پانے والے مشاہیر واعیان

اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مشہور قول کے مطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ بروز پیر آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی اور اس بارے میں ہم مفصل بیان کر چکے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت اور اس میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات

ماقبل میں بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات بروز پیر چاشت کے وقت ہوئی اور لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت میں مشغول ہو گئے پھر پیر کے بقیہ دن اور منگل کی صبح کو مسجد میں عام بیعت کا سلسلہ شروع ہوا جیسا کہ پہلے مفصل بیان کیا جا چکا ہے پھر صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے غسل، کفن دینے اور منگل کے بقیہ دن میں آپ علیہ السلام کا نماز جنازہ پڑھنے میں مصروف ہو گئے اور انہوں نے آپ ﷺ کو بدھ کی رات کو دفن کر دیا جیسا کہ اس کے مقام پر اسے وضاحت سے بیان کیا جا چکا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تقریر: ۔۔ محمد بن اسحاق بن یسار (زہری) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب سقیفہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت ہو گئی تو دوسرے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پہلے تقریر کی، اللہ کی حمد و ثنا کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! کل میں نے آپ لوگوں سے ایک بات کہی تھی جو میں نے اپنے ذہن سے نکالی تھی نہ کتاب اللہ میں پایا ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس بات کی وصیت کی تھی لیکن میں سمجھتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ عنقریب ہمارے معاملہ کا انتظام کر لیں گے اور آپ فرماتے تھے کہ آپ ہمارے آخر میں ہوں گے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے جس سے اس نے رسول اللہ ﷺ کی راہنمائی کی اور اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا تو اللہ تعالیٰ تمہاری راہنمائی بھی کرے گا اور اللہ تعالیٰ نے تم کو تم میں سے بہترین شخص رسول اللہ ﷺ کے ساتھی اور آپ کے غار کے ساتھی پر متفق کر دیا ہے پس اٹھو اور ان کی بیعت کرو چنانچہ لوگوں نے بیعت سقیفہ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تقریر: ۔۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تقریر کی اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: اے لوگو! مجھے تم پر حاکم بنایا گیا ہے حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں، پس اگر میں اچھا کام کروں تو میری مدد کرو اور اگر میں برائی کروں تو مجھے سیدھا کر دو، سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے اور تمہارا کمزور میرے نزدیک قوی ہے جب تک کہ میں اسے اس کا حق نہ دلا دوں اور تمہارا قوی میرے نزدیک کمزور ہے جب تک میں اس

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ابوبکر [illegible] [illegible] جب [illegible] [illegible] [illegible] ایک بار [illegible] صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت پر اتفاق کر لیا تھا حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام نے بھی اتفاق کیا اور اس کی دلیل امام بیہقی کی روایت ہے۔

امام بیہقی روایت کرتے ہیں (ابو الحسین علی بن محمد بن [illegible] ابو الحسین [illegible] ابوبکر بن [illegible] ابن ابی طالب [illegible] ابو نضرہ) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو لوگ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے [illegible] اور ان لوگوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے [illegible] خطیب کھڑا ہو [illegible] تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ [illegible] مہاجرین میں سے تھے [illegible] انصار [illegible] حضرت عمر بن خطاب [illegible] اگر تم [illegible] بیعت [illegible] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت [illegible] حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر [illegible] حضرت زبیر رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] مسلمانوں کی [illegible] انہوں نے جواب دیا [illegible] اور کھڑے ہو کر آپ کی بیعت کر لی۔ [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] مسلمانوں کے [illegible] انہوں نے کہا [illegible] اور آپ کی بیعت کر لی۔

حافظ ابو علی نیشاپوری نے اس حدیث [illegible] بیان کرتے ہیں کہ [illegible] میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو میں نے انہیں یہ حدیث لکھ کر [illegible] یہ حدیث ایک اونٹ کے برابر ہے [illegible]

امام بیہقی [illegible] روایت [illegible]

([illegible]) [illegible] حضرت ابو سعید [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] بیعت [illegible] حضرت عمر رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت زبیر رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] بیعت [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ کے [illegible]

اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے [illegible] اور [illegible] نماز [illegible]

کہ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد رسول اللہ ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد وفات پائی ہے۔

اسے حدیث کا یہ جملہ کہا جاتا ہے جس نے اس انتشار کو دور کر دیا ہے جو میراث کے بارے میں گفتگو کرنے سے پیدا ہوا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے "ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے"۔ جبکہ ان کو میراث سے ملا ہوا تھا جیسا کہ پہلے اس سے متعلق روایات تو بیان کی جا چکی ہیں اور ہم نے ان طرق کو بالتفصیل ایک مستقل کتاب سیرت صدیق رضی اللہ عنہ میں لکھا ہے اور احادیث رسول اللہ ﷺ کی جو روایت آپ سے مروی ہے فقہی ابواب علم کے مطابق ابواب وار بیان کیا ہے۔

جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا اعلان: سیف بن عمر تمیمی (عن ابی ضمرہ عن ابیہ عن عاصم بن عدی) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے دوسرے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے منادی نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی فوج کی تکمیل کے لئے اعلان کیا کہ خبردار! جیش اسامہ کا کوئی شخص مدینہ میں نہ رہے بلکہ مقام جرف میں جا کر قیام کرے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا: اے لوگو! میں بھی تمہاری طرح آدمی ہوں اور شاید تم مجھے ان باتوں کا مکلف بناؤ جن کی طاقت رسول اللہ ﷺ رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو عالمین میں برگزیدہ کیا ہے اور آپ علیہ السلام کو آفات سے بچایا ہے اور میں تو صرف متبع ہوں مبتدع نہیں ہوں، اگر میں سیدھا چلوں تو میری اتباع کرو اور اگر میں بھٹک جاؤں تو مجھے سیدھا کر دو اور رسول اللہ ﷺ نے اس حال میں وفات پائی کہ اس امت کے کسی ایک شخص کا بھی آپ کے ذمہ کوئی حق نہ تھا کہ کوئی کوڑے کی ضرب یا اس سے کم تر ضرب کا آپ سے مطالبہ کرتا ہو۔ یاد رکھو! میرا ایک شیطان ہے جو میرے پاس آتا ہے، جب جب وہ میرے پاس آئے تو مجھ سے الگ ہو جانا اور تم شام و سحر کی مدت کے اندر ہو جس کا علم تم سے پوشیدہ ہے اور اگر استطاعت رکھو تو تمہیں اس وقت سے جب تم نیک اعمال میں ہو تو ایسا کرو اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر تم ہرگز نہیں کر سکتے اور قبل اس کے کہ تمہاری موت تمہیں اعمال سے منقطع کر دے، اپنی موت کا سامان تیار کرنے میں جلدی کرو، بلاشبہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنی موت کو بھول گئے اور اپنے اعمال کو پیچھے چھوڑ گئے ان کی طرح بننے سے بچو، کوشش کرو اور نجات پاؤ، جلدی کرو، جلدی کرو، بلاشبہ تمہارے پیچھے ایک تیز طالب موت ہے جس کی رفتار بہت تیز ہے، موت سے ڈرو اور باپوں، بیٹوں اور بھائیوں سے عبرت حاصل کرو اور زندوں کی اطاعت ایسے کاموں میں کرو جن میں تم مردوں کی اطاعت کرتے ہو۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اس طرح آپ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ صرف انہی اعمال کو قبول کرتا ہے جو اس کی رضا مندی کے لئے کیے جائیں۔

لہٰذا تم اپنے اعمال سے اللہ کی رضا مندی چاہو، تم صرف اپنے فقر کے وقت مخلص ہو گے اللہ کے واسطے، جو تم میں سے مر گئے ہیں ان سے تم عبرت حاصل کرو، وہ لوگ جو تم سے پہلے تھے ان کے بارے میں غور و فکر کرو۔ کل وہ کہاں تھے اور آج کہاں ہیں؟ وہ سرکش لوگ کہاں ہیں جن کے غلبہ کا ذکر جنگ کے میدانوں میں ہوا کرتا تھا؟ زمانے نے انہیں ذلیل کر دیا اور وہ بوسیدہ ہو گئے ہیں اور ان پر داستانیں مسلط ہو گئی ہیں۔ خبیث خبیثوں کے لئے ہیں اور خبیثات خبیثوں کے لئے ہیں اور وہ بادشاہ کہاں ہیں جنہوں نے زمین کو آباد کیا اور اسے آراستہ کیا؟ وہ ہلاک ہو گئے ہیں اور ان کی یاد بھی بھول گئی ہے اور وہ ہیچ و ناچیز ہو گئے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ان پر تاوان باقی رکھا۔ ان کی خواہشات کو ان سے منقطع کر دیا ہے اور وہ چلے گئے ہیں اور اعمال ان کے اعمال ہیں اور دنیا دوسروں کی دنیا ہے اور ہم نے ان کے بعد آنے والوں کو بھی باقی رکھا ہے۔ اگر ہم ان سے عبرت حاصل کریں تو نجات پا جائیں گے اور اگر ہم دھوکے میں پڑ گئے تو ہم بھی انہی کی طرح ہو جائیں گے۔ وہ حسین چہروں والے کہاں ہیں جو اپنی جوانی پر نازاں تھے؟ وہ مٹی ہو گئے ہیں اور جو انہوں نے کوتاہیاں کی تھیں وہ ان کے لیے حسرت بن گئی ہیں وہ لوگ کہاں ہیں جنہوں نے شہر بسائے اور انہیں فصیل بند کیا۔ جو عجائبات انہوں نے بنائے ان کو اپنے بعد آنے والوں کے لئے چھوڑ گئے ہیں یہ ان کی رہائش گاہیں خستہ ہو گئی ہیں اور وہ قبروں کی تاریکیوں میں ہیں کیا تم ان میں سے کسی کو پاتے ہو یا ان کی آہٹ سنتے ہو؟ تمہارے وہ آباء اور بھائی کہاں ہیں جنہیں تم جانتے ہو؟ وہ اپنے اعمال تک پہنچ گئے ہیں اور جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا تھا اس تک پہنچ گئے ہیں اور موت کے بعد شقاوت یا سعادت

کے لئے مقرر ہو گئے ہیں۔ باخبر رہو اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں اور اس کے مددگار نہیں اور اس کی مخلوق میں سے کسی کے درمیان کوئی قرابت نہیں اور نہ بات کی اطاعت اور فرمانبرداری کے بغیر اسے بھلائی عطا کرتا ہو اور اس سے برائی دور کرتا ہو اور جان لو تم حساب لئے گئے غلام ہو اور جو کچھ اس کے پاس ہے وہ اس کی اطاعت کے ذریعے ہی لیا جا سکتا ہے کیا تم میں سے کسی کے لئے وقت نہیں آیا کہ وہ اپنے سے دوزخ کو دور کرے اور جنت اس سے دور نہ ہو؟

باب

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید کی فوج کی روانگی... جن لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے شام میں بلقاء کی اطراف میں جہاں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے، جانے کا حکم دیا تھا کہ وہ اس علاقے کا قصد کریں انہوں نے مقام "جرف" میں جا کر خیمے لگا لیے ان لوگوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب بھی شامل تھے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق کو رسول اللہ ﷺ نے نماز کے لئے مستثنیٰ کر دیا تھا جب رسول اللہ ﷺ کا مرض شدت اختیار کر گیا تو انہوں نے وہاں قیام کر لیا اور جب آپ علیہ السلام کی وفات ہو گئی تو مصیبت بڑھ گئی اور حالات بہت سنگین ہو گئے اور مدینہ میں نفاق پھوٹ پڑا اور مدینہ کے اطراف میں جن قبائل نے مرتد ہونا تھا وہ مرتد ہو گئے اور بہت سوں نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور مدینہ کے علاوہ کسی جگہ جمعہ کا کوئی مقام باقی نہ رہا اور لوگوں کے حق کی جانب رجوع کرنے کے بعد سب سے پہلے جس بستی میں جمعہ پڑھا گیا وہ بحرین کے علاقے کی "جواثیٰ" نامی بستی تھی جیسا کہ قبل ازیں صحیح بخاری کے حوالے سے بیان ہوا اور طائف کے ثقیف اسلام پر قائم رہے انہوں نے نہ فرار کیا اور نہ ارتداد اختیار کیا۔ الغرض جب یہ مشکلات پیدا ہو گئیں تو بہت سے لوگوں نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ ان اہم ضروریات کی وجہ سے جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو روک لیں کیونکہ اسے اسی وصال کی صورت میں تیار کیا گیا تھا اور ان مشورہ دینے والوں میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے مگر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ بات قبول نہ کی اور جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو روکنے سے سختی سے انکار کیا اور فرمایا خدا کی قسم! میں اس جھنڈے کو نہیں کھولوں گا، جسے رسول اللہ ﷺ نے باندھا ہے خواہ پرندے اور درندے ہمیں مدینہ کے اطراف سے اچک لیں اور اگر امہات المومنین کے پاؤں کو کتے گھسیٹ لیں تب بھی میں ضرور جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کروں گا اور مدینہ کے ارد گرد کے محافظوں کو حکم دوں گا کہ وہ اس کی حفاظت کریں۔ جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کا اس حالت میں جانا بڑے مفاد میں رہا اور عرب کے جس قبیلے کے پاس سے بھی گزرتے وہ ان سے خوف زدہ ہو جاتا اور وہ لوگ کہتے کہ یہ لوگ اسی لئے نکلے ہیں کہ ان کو بڑی قوت حاصل ہے انہوں نے چالیس دن قیام کیا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ستر دن قیام کیا، پھر وہ فتح و کامرانی اور مال غنیمت کے ساتھ واپس آئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں اسی وقت مرتد قبائل اور مانعین زکوٰۃ سے جنگ کرنے کے لئے بھیج دیا جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی۔

سیف بن عمر، ہشام بن عروہ سے ان کے والد کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ہو گئی اور انصار کا بھی رضی اللہ عنہ نے جس معاملے میں علیحدگی اختیار کی تھی اس میں اتفاق کر لیا، وہ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی تکمیل چاہتے تھے اور ہر قبیلے کے خاص و عام عرب مرتد ہو چکے تھے، نفاق پھوٹ پڑا تھا، یہودیت اور نصرانیت گردن اٹھا کر دیکھنے لگی تھی، مسلمان اپنے نبی کی وفات ہو جانے اور اپنی قلت اور اپنے دشمن کی کثرت کے باعث سرد رات میں بھیگ جانے والی بکریوں کی طرح تھے۔ تو لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تمام مسلمان اور عرب جیسے کہ آپ دیکھ رہے ہیں، آپ کے باغی ہو گئے ہیں اور آپ کے لئے مناسب نہیں کہ آپ مسلمانوں کی جماعت کو اپنے سے الگ کر دیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جان ہے! اگر مجھے یقین ہوتا کہ درندے مجھے اچک لیں گے تب بھی میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو ضرور روانہ کرتا اور اگر بستیوں میں میرے علاوہ کوئی زندہ نہ رہتا تب بھی میں اسے ضرور بھیجتا۔

سے ابن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ کی روایت بیان کی ہے اور عروہ کی حدیث سے کہ حضرت عائشہ کی روایت بیان کیا ہے آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو تمام عرب مرتد ہو گئے اور نفاق پھوٹ پڑا اور بخدا مجھ پر وہ مصیبت نازل ہوئی کہ اگر وہ مضبوط پہاڑوں پر نازل ہوتی تو ان کو توڑ دیتی اور محمد ﷺ کے اصحاب برسات والی رات میں بغیر چرواہے کے بکریوں کی طرح تھے، خدا کی قسم! انہوں نے جس نقطہ میں بھی اختلاف کیا میرے باپ نے اسے حل کر دیا پھر میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا جس شخص نے حضرت عمر کو دیکھا ہے وہ جانتا ہے کہ وہ اسلام کے کام آنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں، خدا کی قسم! وہ ایک نادر اور بے نظیر آدمی تھے اور آپ نے کاموں کے لئے ان کے اسباب تیار کیے تھے۔

و قال ابو بکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ابو عبداللہ حافظ، ابو العباس محمد بن یعقوب، محمد بن اسماعیل الفریابی، عباد بن کثیر، ابو الزناد، اعرج سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) روایت کرتے ہیں کہ اس ذات پاک کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ ہوتے تو اللہ کی عبادت نہ ہوتی، آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بات تین دفعہ دہرائی، آپ سے کہا گیا اے ابوہریرہ! بس کیجئے! آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید کو سات سو آدمیوں کے ساتھ شام کی جانب بھیجا اور جب آپ مقام ذی خشب میں مقیم ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی اور مدینہ کے ارد گرد کے عرب مرتد ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اکٹھے ہو کر آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے، اے ابوبکر! ان لوگوں کو واپس بلا لیجئے، آپ انہیں روم کی طرف بھیج رہے ہیں اور مدینہ کے گرد عرب مرتد ہو گئے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اس ذات پاک کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اگر رسول اللہ ﷺ کی ازواج کے پاؤں کتے کھینچ رہے ہوں تو اس لشکر کو جس کو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے واپس نہیں بلاؤں گا اور نہ ہی اس جھنڈے کو کھولوں گا جس کو رسول اللہ ﷺ نے باندھا ہے، تو آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا اور آپ رضی اللہ عنہ جس قبیلے کے پاس سے گزرتے جو ارتداد کا ارادہ رکھتا ہوتا تو وہ کہتے اگر ان کے پاس قوت نہ ہوتی تو وہ ایسی فوج کو اپنے پاس سے نہ بھیجتے لیکن ہم انہیں روانہ کرتے ہیں کہ یہ رومیوں سے جنگ کریں۔ پس انہوں نے رومیوں سے جنگ کر کے انہیں شکست دی اور قتل کیا اور صحیح سلامت واپس آ گئے اور اس طرح وہ لوگ اسلام پر مضبوطی سے قائم رہے اور میرے خیال میں یہ عباد بن کثیر برمکی ہے کیونکہ فریابی نے اس سے روایت کی ہے اور وہ متقارب الحدیث ہے اور بصری ثقفی متروک الحدیث ہے۔ واللہ اعلم۔

اور سیف بن عمر نے ابوضمرہ، ابو عمرو وغیرہ سے بحوالہ حسن بصری روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کو بھیجنے کا پختہ ارادہ کر لیا تو بعض انصار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ اسامہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی دوسرے آدمی کو ہمارا امیر مقرر کریں، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا ذکر آپ سے کیا تو کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی داڑھی سے پکڑ لیا اور فرمایا اے ابن خطاب! تیری ماں تجھے گم پائے، میں رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ امیر کے سوا کسی اور کو امیر مقرر کروں؟ پھر خود جرف کی جانب گئے اور جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کا معائنہ کیا اور انہیں روانگی کا حکم دیا اور خود ان کے ساتھ پیدل چلے اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سوار تھے اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اونٹنی کھینچ رہے تھے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! یا آپ سوار ہو جائیں یا میں اتر جاتا ہوں، فرمایا، خدا کی قسم! نہ تو اترے گا اور نہ میں سوار ہوں گا، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے متعلق اجازت لی کہ آپ انہیں یہاں چھوڑ جائیں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی فوج میں شامل تھے اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خاطر انہیں اجازت دے دی، بیان ہے کہ اس کے بعد جب بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے ملتے تو کہتے ”اے امیر! السلام علیک“

جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی کا قتل ابو جعفر بن جریر (عمر بن شبہ، علی بن محمد مدائنی، ابو معشر، یزید بن عیاض بن جعدبہ، غسان بن عبدالحمید، جویریہ بن اسماء) روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید کے لشکر کو ربیع الاول کے آخر میں روانہ کیا اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کے بعد ربیع الاول کے آخر میں اسود عنسی کے قتل کا واقعہ پیش آیا اور یہ پہلی فتح تھی جو

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں رہتے ہوئے حاصل کی۔

اسود عنسی کے خروج و تملیک اور قتل کا حال: ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یمن حمیر کے وقت قبائل کے بادشاہ تھے یعنی ابتدا سے لے کر زمانہ جاہلیت تک ہم نے ان کے بارے میں اچھے پہلو پر گفتگو کی۔ چنانچہ شاہ حبشہ نے اپنے جرنیلوں میں سے دو امیروں ابرہہ اور اریاط کو بھیجا ان امیروں نے شاہ حبشہ کے لئے یمن کو حمیر سے چھین لیا اور یہ علاقہ ان کی حکومت میں آ گیا۔ مگر ان دونوں امیروں میں اختلاف ہو گیا اور دونوں میں لڑائی ہو گئی اور یہ ابرہہ اختیار کر گیا۔ جب یمن گیا اور اس نے ایک گرجا بنایا اور اس کی جانب لوگوں کو حج کا حکم دیا کہ عرب کعبہ کا حج چھوڑ کر اس کا حج کریں تو ایک قریشی نے جا کر اس گرجا میں پاخانہ کر دیا اور جب اس کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے قسم کھائی کہ وہ بیت اللہ کو تباہ کر دے گا (نعوذ باللہ من ذالک) چنانچہ وہ محمود نامی ہاتھی کو لے کر مکہ کی طرف نکلا اور ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جو کیا وہ آپ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اور اس سے پہلے اس کی تفصیل اس کے مقام پر بیان ہو چکی ہے۔ پھر ابرہہ اپنی بقیہ فوج کے ساتھ واپس چلا گیا۔ راستہ میں اس کے ساتھ اس کے اعضاء مسلسل جھڑتے رہے اور جب وہ صنعاء میں پہنچا تو اس کا دل پھٹ گیا اور وہ مر گیا اس کے بعد اس کا بیٹا یکسوم بن ابرہہ بادشاہ بنا، پھر اس کا بھائی مسروق بن ابرہہ بادشاہ بنا کہا جاتا ہے کہ یمن کی حکومت مسلسل ستر سال تک حبشیوں کے ہاتھوں میں رہی، پھر سیف بن ذی یزن حمیری جوش میں آ کر قیصر شاہ روم سے ان کے خلاف مدد مانگنے گیا تو اس نے انکار کیا۔ کیونکہ مسروق بن ابرہہ اور شاہ قیصر کے درمیان دینی نصرانیت میں اتفاق پایا جاتا تھا چنانچہ اس نے انکار کر دیا۔ پھر وہ شاہ کسریٰ کے پاس چلا گیا اور اس سے مدد مانگی اور سیف بن ذی یزن حمیری کے ساتھ کسریٰ کے کئی مواقع و مقامات ہیں جن میں ہم اس کی تفصیل پہلے بیان کر چکے ہیں جس وقت اس بات پر اتفاق ہوا کہ وہ قیدیوں میں سے ایک گروہ اس کے ساتھ بھیجے جن کی پیشوائی ان کا ایک شخص وہرز کرے تو انہوں نے حبشیوں سے ملک کو چھڑا لیا اور مسروق بن ابرہہ کو شکست دی اور اسے قتل کر دیا اور وہ صنعاء میں داخل ہو گئے اور انہوں نے اپنے آباء کے طریقے کے مطابق سیف بن ذی یزن کو بادشاہ مقرر کر دیا اور ہر جانب سے لوگ مبارک باد دینے آئے۔ اس کے علاوہ بھی کسریٰ کے ملکوں پر نائب مقرر تھے۔ چنانچہ یہی حال مسلسل رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی اور آپ علیہ السلام نے بعثت کے بعد مکہ میں قیام کیا تھا پھر آپ نے مدینہ کی جانب ہجرت کی اور جب آپ علیہ السلام نے دنیا کے بادشاہوں کو خطاب کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دی اور خطوط لکھے تو ان میں سے ایک خط کسریٰ کو بھی لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"محمد رسول اللہ کی جانب سے ایران کے عظیم بادشاہ کسریٰ کی جانب ایک خط"۔

"ہدایت کی پیروی کرنے والے پر سلامتی ہو۔ اما بعد تم مسلمان ہو جاؤ تم بچ جاؤ گے۔ الخ"

جب اس کے پاس یہ خط پہنچا تو اس نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ تو لوگوں نے کہا یہ خط جزیرہ عرب کے ایک شخص کی طرف سے آیا ہے جو اپنے آپ کو نبی خیال کرتا ہے، اور جب اس نے خط کھولا تو دیکھا کہ آپ علیہ السلام نے کسریٰ کے نام سے پہلے اپنے نام سے خط کا آغاز کیا ہے تو کسریٰ کو بہت غصہ آیا اور اس نے خط پڑھنے سے پہلے خط کو پھاڑ دیا اور اپنے یمن کے گورنر باذان کو خط لکھا کہ جب میرا یہ خط تجھے ملے تو جزیرہ عرب کے اس شخص کی طرف جا جو اپنے آپ کو نبی خیال کرتا ہے اپنی طرف سے دو امیروں کو بھیجو اور اسے طوق ڈال کر میرے پاس بھیج دو۔ جب باذان کو خط ملا تو اس نے دو افسروں امیروں کو اپنی طرف سے بھیجا اور کہا کہ اس شخص کے پاس جاؤ اور دیکھو کہ وہ کیا ہے؟ اگر وہ جھوٹا ہے تو اسے طوق ڈال کر کسریٰ کے پاس لے جاؤ اور اگر وہ سچا ہے تو مجھے اطلاع دو تاکہ میں اس معاملے میں غور و فکر کروں، وہ دونوں جب رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینے آئے تو انہوں نے آپ علیہ السلام کو نہایت اچھے حالات میں پایا اور آپ علیہ السلام کی ہیبت نے انہیں دہلا دیا اور وہ دونوں آپ علیہ السلام کے پاس ایک ماہ تک ٹھہرے رہے یہاں تک کہ انہوں نے آپ ﷺ تک وہ بات پہنچائی جس کے لئے وہ آپ علیہ السلام کے پاس آئے تھے پھر اس کے بعد انہوں نے آپ ﷺ سے جواب کا تقاضا کیا تو آپ علیہ السلام نے انہیں فرمایا واپس چلے جاؤ اور اسے خبر دو کہ میرے رب نے آج رات اس کو قتل کر دیا ہے انہوں نے اس کی تاریخ یاد رکھی اور جلدی سے یمن واپس جا کر باذان کو اس بات کی اطلاع دی جو آپ ﷺ نے انہیں بتائی تھی اس نے کہا کہ یہ

ہے تو یاد رکھو [illegible] تیرے ہی قبضہ میں ہے تو پیچھے اس سے تجاوز [illegible] البتہ اللہ کے بادشاہ کی طرف سے [illegible] گزشتہ رات کسریٰ قتل ہو گیا ہے
اور اس رات کسریٰ کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا اس کے بیٹوں نے اس کو قتل کر دیا اسی لئے ایک شاعر نے کہا

کسریٰ کو اس کے بیٹوں نے تلواروں سے یوں ٹکڑے ٹکڑے کیا جیسے گوشت فروخت کرنے والا اس کے حصے کرتا ہے، موت نے اس کو ان میں گرفت دی اور ہر حاملہ کے لئے ایک پورا وقت ہوتا ہے۔

اور اس کے بعد اس کو جب اس کا پتا چلا تو بادشاہ نے باذام کو خط لکھا کہ اپنی طرف سے میری بیعت کرو اور اس شخص کے پاس جاؤ اور اس کی اطاعت نہ کرو بلکہ اس کی عزت کرو اور وہ لوگ یمن میں جو ابناء رہتے تھے ان میں سے باذام اور اس کی اولاد کے دلوں میں اسلام داخل ہو گیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے اسلام قبول کرنے کا پیغام بھیجا اور آپ نے اس کی موت تک معزول نہ کیا اور جب وفات ہو گئی تو آپ نے اس کے بیٹے شہر بن باذام کو صنعاء اور بعض صوبوں پر حاکم مقرر کیا اور آپ علیہ السلام نے اپنے اصحاب کی ایک جماعت کو دوسرے صوبوں پر حاکم بنا کر بھیجا۔ چنانچہ سب سے پہلے آپ علیہ السلام نے ہمدان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا، پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور یمن کی مملکت کی تولیت کو آپ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت میں تقسیم کر دیا۔ یمن میں شہر بن باذام اور عامر بن شہر ہمدان پر اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مآرب پر، اور خالد بن سعید بن العاص کو نجران و رمع و زبید پر اور حضرت یعلیٰ بن امیہ الجند پر اور حضرت طاہر بن ابی ہالہ کو عک اور اشعریوں پر اور عمرو بن حزم کو نجران پر اور زیاد بن لبید کو حضرموت پر اور عکاشہ بن ثور بن اصغر کو سکاسک پر اور معاویہ بن کندہ کو سکون پر نائب مقرر کیا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن اور حضرموت کے باشندوں کے لیے معلم بنا کر بھیجا ہوا ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل ہوتے رہتے تھے اس کا ذکر سیف بن عمر نے کیا ہے اور یہ سب کچھ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے آخری ایام میں ہوا اسی دوران میں یمن میں اسود عنسی کا ظہور ہوا۔

اسود عنسی کا خروج: ..... اس کا نام عبہلہ بن کعب بن غوث ہے اور اس کے شہر کو "کہف حنان" کہا جاتا ہے اس شخص نے سات سو بہادروں کے ساتھ خروج کیا اور حضرت نبی کریم ﷺ کے عمال کو لکھا کہ اے گروہ! تم نے ہماری جس زمین پر قبضہ کیا ہے اور جو کچھ تم نے جمع کیا ہے اسے ہمارے لیے چھوڑ دو، ہم اس کے زیادہ حقدار ہیں اور تم جس حال پر ہو ویسے ہی چلے جاؤ۔ پھر وہ سوار ہو کر نجران کی جانب گیا اور اس نے اپنے نکلنے کی جگہ سے دس راتوں کے بعد اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر اس نے صنعاء کا ارادہ کیا اور شہر بن باذام اس کے مقابلہ میں نکلا اور دونوں کے درمیان جنگ ہوئی اور اسود اس پر غالب آ گیا اور اسے قتل کر دیا اور اس کی فوج کو شکست دی اور اپنے ظہور سے پچیس دن بعد صنعاء پر قابض ہو گیا اور اس طرح حضرت معاذ بن جبل وہاں سے بھاگ کر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس چلے آئے پھر دونوں حضرموت چلے گئے اور رسول اللہ ﷺ کے عمال طاہر کے پاس گئے اور عمرو بن حزم اور خالد بن سعید بن العاص مدینہ واپس آ گئے اور پورا یمن اسود عنسی کے قبضہ میں آ گیا اور اس کی حکومت آگ کے شرارے کی طرح پھیلنے لگی اور جب شہر بن باذام سے اس کی جنگ ہوئی تو اس کی فوج سات سو سواروں پر مشتمل تھی اور قیس بن عبد یغوث اور معاویہ بن قیس اور یزید بن محرم بن حصن الحارثی اور یزید بن الافکل الازدی اس کے امراء تھے اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور یمن کے باشندے مرتد ہو گئے اور جو مسلمان وہاں موجود تھے انہوں نے اس سے تقیہ کا معاملہ کیا اور مذحج پر اس کا قائم مقام عمرو بن معدیکرب تھا اور اس نے فوج کا معاملہ قیس بن عبد یغوث کے حوالے کر دیا اور ابناء کا معاملہ فیروز دیلمی اور دادویہ کے حوالے کر دیا اور شہر بن باذام کی بیوی جو فیروز دیلمی کی چچا زاد تھی اس سے نکاح کر لیا جس کا نام آزاد تھا وہ نہایت حسین و جمیل عورت تھی اس کے ساتھ ساتھ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے والی اور صالحہ تھی۔ سیف بن عمر تمیمی روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو اسود عنسی کی اطلاع ملی تو آپ علیہ السلام نے ایک شخص کے ہاتھ جسے وبر بن یحنس کہا جاتا تھا ایک خط ارسال فرمایا جس میں آپ علیہ السلام نے وہاں کے مسلمانوں کو اسود عنسی کے ساتھ جنگ کرنے اور اس پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اس خط کی ذمہ داری کو پوری طرح نبھایا اور آپ نے سکون کی ایک عورت سے جسے رملہ کہا جاتا تھا نکاح کیا تو بنی سکون نے آپ کے ان میں ٹھہرنے کی وجہ سے اس کے خلاف جتھہ بندی کی اور انہوں نے اس بارے میں آپ کا ساتھ دیا اور انہوں نے اس خط کو رسول اللہ ﷺ کے کارندوں

تک [illegible] لوگوں تک [illegible] سے پہنچ سکتے تھے پہنچ گیا اور انہوں نے [illegible] پر قیس بن [illegible] کو [illegible] اور [illegible] خلیفہ کے [illegible] اور ان [illegible] اور ان [illegible] کیا اور [illegible] کی حالت [illegible] ہو گئی [illegible] کے نزدیک [illegible] ہو گیا اور [illegible] کی [illegible] تھی [illegible] دین [illegible] سے قیس بن عبد یغوث [illegible] جو قیس بن مکشوح تھا [illegible] ان [illegible] پر نازل ہوئے ہیں اور اس [illegible] اسود کے قتل کے متعلق [illegible] سے اتفاق کیا اور مسلمانوں نے کسی پر اتفاق کیا اور [illegible] اس نے [illegible] تو اسود نے [illegible] کے [illegible] سے [illegible] تو اس نے قیس [illegible] کہا ہے کہ اس نے [illegible] کہ قیس کے پاس [illegible] اور [illegible] میں [illegible] عزت میں تیری [illegible] تو اور تیرے [illegible] کی جانب [illegible] عمل کرنے کی کوشش کی اور [illegible] قیس [illegible] بھائی اور [illegible] آپ [illegible] اس بات [illegible] خیال [illegible] بادشاہ [illegible] کی [illegible] سے [illegible] قیس [illegible] کے پاس سے چلا گیا اور اپنے اصحاب [illegible] کو [illegible] اس کا جواب دیا [illegible] انہوں نے [illegible] اسی دوران میں [illegible] کے پاس [illegible] قیس [illegible] انہوں نے [illegible] تمہارے [illegible] میں کیا [illegible] انہوں نے کہا [illegible] معاف [illegible] معاف [illegible] اسی دوران میں [illegible] عمرو بن معدیکرب [illegible] کے [illegible] کی بات ہے جب رسول اللہ ﷺ [illegible] کے پاس [illegible] اسود [illegible] کی طرف [illegible] قیس [illegible] کے پاس گیا اور [illegible] کہا [illegible] میری قوم [illegible] قیس نے [illegible] جاتی ہے [illegible] قوم میں قتل عام [illegible] کے خلاف [illegible] کس طرح [illegible] کہا [illegible] کہا [illegible] اللہ [illegible] کی خاطر [illegible] پر قسم [illegible] جب [illegible] ہو گی۔

قیس بیان کرتا ہے [illegible] فیروز [illegible] کا مقابلہ کرنے [illegible] کی [illegible] کوئی [illegible] اسود نے [illegible] قوم [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کہا [illegible] مجھ سے [illegible] تیری [illegible] قیس [illegible] تک [illegible] قتل کرنے والا [illegible] کہا یہ بات درست نہیں [illegible] اس موت سے [illegible] ہے [illegible] اس نے [illegible] اور [illegible] چلا جانے کا [illegible] قیس [illegible] کے [illegible] اسی دوران میں [illegible] کے پاس [illegible] کے [illegible] اور [illegible] نے [illegible] کے پیچھے [illegible] سے [illegible] اور [illegible] میں سے [illegible] کے [illegible] قیس [illegible] ان [illegible] سے [illegible] قیس [illegible] کے [illegible] ان [illegible] کے ساتھ [illegible] کے [illegible] کے لئے [illegible] ہے [illegible]

بنا لیں پر وہ نبی بنا ہے۔

اور اگر تم کوئی ارادہ کرو تو ہم اپنے نفس کو تمہارے [illegible] کسی چیز کے بدلے میں فروخت نہیں کریں گے [illegible] ہو سکتا ہے [illegible] تمہارے ساتھ ہو اور اپنا اور آخرت کا معاملہ تمہارا ہی ہے [illegible] تم نے [illegible] پہنچ گئی [illegible] باتیں لے کر داذویہ کے پاس آ گیا اور جو چیز پسند کرتا ہے [illegible] پسند کرتا ہوں تو وہ اس سے راضی ہو گیا اور اس روز [illegible] کا گوشت تقسیم کرنے کا حکم دیا اور فیروز نے اسے اس حصہ میں تقسیم کر دیا پھر وہ جلدی سے اس کے پاس گیا تو [illegible] فیروز کے خلاف [illegible] معلوم ہے اور اس کے بارے میں شکایت کر رہا ہے فیروز نے [illegible] کان لگا رکھا تو اسود [illegible] اصحاب کو قتل کر [illegible] میرے پاس نہ آنا پھر اس نے [illegible] فیروز [illegible] تو اس نے [illegible] اپنے گھر چلا گیا اور فیروز نے واپس آ کر جو کچھ ہوا تھا اپنے ساتھیوں کو بتایا۔ اور [illegible] کہا [illegible] تو انہوں نے [illegible] اس کے معاملے میں عورت سے [illegible] بات کریں فیروز عورت کے پاس گیا تو [illegible] گھر کے [illegible] نے گھیر رکھا ہے اور اس کا [illegible] حصہ [illegible] فلاں فلاں جگہ تک [illegible] جب شام ہو جائے تو [illegible] نقب [illegible] کے قتل [illegible] اور تمہیں گھر میں چراغ اور ہتھیار رکھ دوں گی۔ جب وہ اس کے پاس سے باہر آیا تو اسود [illegible] کہنے لگا تو میری بیوی کے پاس کس کام سے آیا تھا اور اس نے [illegible] تھا تو عورت چلائی اور [illegible] اس نے [illegible] کے بارے میں [illegible] میرا چچا زاد [illegible] ملاقات کو آیا تھا اس نے [illegible] مجھے [illegible] اپنے اصحاب کے پاس [illegible] بات [illegible] اور [illegible] عورت نے انہیں [illegible] کے بارے میں ارادہ کیا ہوا ہے [illegible] اور فیروز [illegible] اس عورت کے پاس گیا اور [illegible] تصدیق کی اور [illegible] داخل ہو گئے [illegible] سوراخ [illegible] آسان ہو جائے [illegible] طرح [illegible] بھائی ہے [illegible] اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آ گیا اور جب رات ہوئی تو انہوں نے اس گھر میں سوراخ کیا اور اندر داخل ہو گئے انہوں نے [illegible] کے نیچے چراغ [illegible]

فیروز [illegible] ایک [illegible] اس کا سر [illegible] بے ہوش [illegible] نے [illegible] ایک عورت اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اور جب فیروز دروازے سے داخل ہوا تو اس کے شیطان نے اسے بٹھا دیا اور اس کی زبان سے [illegible] تو کہنے لگا اے فیروز! مجھے [illegible] مجھے کیا ہو گیا ہے [illegible] تو وہ خود بھی اور عورت بھی [illegible] جلدی سے اس کے قریب ہوا [illegible] اس کے سر کو پکڑ کر اس کی گردن توڑ دی اور اس کی پشت پر دونوں گھٹنے رکھ کر [illegible] دیا پھر وہ [illegible] اپنے ساتھیوں کو [illegible] عورت نے اس کا دامن پکڑ لیا [illegible] عورت کو چھوڑ کر کہاں جا رہا ہے اس نے خیال کیا کہ اس نے اسے قتل نہیں کیا [illegible] اس کا سر کاٹنے کے لئے اس کے پاس آئے تو اس کے شیطان نے [illegible] حرکت دی [illegible] اس کی پشت پر بیٹھ گئے اور عورت نے اس کے بال پکڑ [illegible] اس کی گردن کاٹ دی [illegible] طرح [illegible] گھر کی طرف آئے [illegible] کیا ہے؟ [illegible] تو عورت کہنے لگی نبی کی طرف وحی ہو رہی ہے [illegible] اور قیس اور [illegible] اور فیروز مشورہ کرنے لگے [illegible] انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ جب صبح ہو گی تو وہ اس کا [illegible] ساتھ [illegible] مسلمانوں کے [illegible] اور جب صبح ہوئی تو قیس نے قلعے کی دیوار پر کھڑے ہو کر [illegible] اذان دی [illegible] اشہد ان محمدا رسول اللہ [illegible] محمد رسول اللہ ﷺ [illegible] اس کے سر کو ان کی طرف پھینک دیا [illegible] نے [illegible] لوگوں نے [illegible] پکڑنے کے لئے [illegible] اور [illegible]

غالب آ گئے اور رسول اللہ ﷺ کے عاملین اپنی اپنی عملداریوں کی طرف واپس چلے گئے اور ان تینوں نے امارت کے متعلق جھگڑا کیا پھر انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل لوگوں کو نماز پڑھائیں اور انہوں نے رسول اللہ علیہ السلام کی خدمت میں واقعات لکھ بھیجے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اسی رات واقعہ سے باخبر کر دیا۔

جیسا کہ سیف بن عمرو تمیمی نے ابی القاسم الشنوی عن العلاء بن زیاد عن ابن عمر سے بیان کیا ہے کہ جس رات اسود عنسی قتل ہوا اسی رات کو ہمیں بشارت دینے کے لئے رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آسمان سے خبر آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا گزشتہ رات عنسی قتل ہو گیا ہے اور اسے ایک بابرکت آدمی نے قتل کیا ہے جو بابرکت اہل بیت سے ہے۔ پوچھا گیا وہ کون شخص ہے آپ نے فرمایا فیروز فیروز۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس کے غالب آنے سے اس کے قتل ہونے تک اس کی حکومت کی مدت تین ماہ تھی اور بعض کہتے ہیں چار ماہ ہے واللہ اعلم۔

سیف بن عمرو نے مستنیر سے عروہ سے الضحاک سے فیروز سے روایت کی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اسود کو قتل کیا اور معاملہ پہلے کی طرح دوبارہ ہماری حکومت قائم ہو گئی۔ اور ہم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا اور ہم ان پر رضامند ہو گئے کہ آپ ہمیں صنعاء میں نماز پڑھایا کریں۔ ہمیں بھلائی کی امید تھی ابھی ہم نے تین دن ہی نمازیں پڑھی تھیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر پہنچی اور معاملات بگڑ گئے اور بہت سے لوگ جنہیں ہم جانتے تھے وہ بھی ہم سے بگڑ گئے۔

اور اس سے پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کے تیار کرنے کے بعد ربیع الاول کے آخر میں عنسی کی اطلاع آئی اور بعض کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کی صبح کو مدینہ میں اسود کی موت کی خبر پہنچی۔ پہلا قول زیادہ مشہور ہے واللہ اعلم۔

حاصل کلام یہ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے یمن میں اسود عنسی کا فتنہ ختم ہو گیا اور ان کے تمام معاملات طے ہو گئے اور یہی وجہ تھی کہ آپ نے ان کے ممالک کے خراب ہونے والوں کی درستی اور مسلمانوں کے ہاتھوں پر ان کو تقویت دینے اور ان میں اسلام کے ارکان کو مستحکم طور سے قائم کرنے کے لئے آدمی بھیجے۔

باب

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مرتدین اور مانعین زکوٰۃ سے جنگ کرنے کی طرف متوجہ ہونا

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو عرب کے بہت سے قبائل مرتد ہو گئے اور مدینہ میں نفاق ظاہر ہو گیا اور بنو حنیفہ اور بہت سے لوگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کی طرف مائل ہو گئے اور بنو اسد و طے اور بہت سے آدمی طلیحہ اسدی کے پاس چلے گئے اور اس نے بھی مسیلمہ کی طرح نبوت کا دعویٰ کیا اور بڑی مصیبت پیدا ہو گئی اور حالات خراب ہو گئے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس فوج کم ہو گئی اور بہت سے اعراب نے مدینہ کا لالچ کیا اور اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے راستوں پر محافظ مقرر کر دیئے جو مدینہ کے اردگرد فوجوں پر رات کو حملہ کرتے اور محافظوں کے امراء میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

عربوں کے وفود مدینہ آنے لگے وہ نماز کا اقرار کرتے اور ادائیگی زکوٰۃ سے رکتے اور ان میں سے کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو زکوٰۃ دینے سے رکتے اور بیان کیا جاتا ہے کہ ان میں سے بعض نے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے حجت پکڑی کہ (خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها وصل عليهم ان صلاتك سكن لهم) اور انہوں نے کہا کہ ہم صرف اسی کو زکوٰۃ دیں گے جس کی نماز ہمارے لئے سکون کا باعث ہو گی اور بعض نے یہ شعر بھی پڑھا ہے

جب رسول اللہ ﷺ ہم میں موجود تھے تو ہم نے جن کی اطاعت کی بڑی عجیب ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حکومت کا کیا حال ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ گفتگو کی کہ وہ جس زکوۃ کی جس حالت پر قائم ہیں آپ انہیں اسی حالت میں چھوڑ دیں اور ان سے نرمی کا برتاؤ کریں یہاں تک کہ ایمان ان کے دلوں میں جاگزین ہو جائے پھر اس کے بعد وہ زکوۃ دینے لگیں گے، حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اس بات کے ماننے سے انکار کر دیا اور محدثین کی ایک جماعت نے اپنی کتب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر سے کہا آپ لوگوں سے کیسے جنگ کریں گے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ گواہی دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جب وہ یہ گواہی دے دیں گے تو وہ اپنے خون اور اموال مجھ سے محفوظ کر لیں گے سوائے اس کے حق کے اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم اگر انہوں نے مجھے بکری کا ایک بچہ بھی نہ دیا اور ایک روایت میں ہے کہ رسی یا اونٹ کی ایک سال کی زکوۃ نہ دی جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں اس کے نہ دینے پر ان سے جنگ کروں گا۔ بلاشبہ زکوۃ مال کا حق ہے خدا کی قسم جس نے نماز اور زکوۃ کے درمیان فرق کیا میں اس سے جنگ کروں گا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ جنگ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا شرح صدر کر دیا ہے اور مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ حق پر ہیں۔

(میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو) (اور صحیحین میں لکھا ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ توحید و رسالت کی گواہی دینا نماز قائم کرنا زکوۃ دینا بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان شریف کے روزے رکھنا)۔

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس طریق سے [illegible] سے روایت کی ہے کہ [illegible] نے ہم سے نقل کیا کہ صالح بن کیسان نے مجھ سے بیان کیا کہ جب ارتداد ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے ہدایت دی اور کافی ہو گیا اور اس نے عطا کیا اور غنی کر دیا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو بھیجا جبکہ علم غریب تھا اور اسلام دھتکارا ہوا مسافر تھا اس کی رسی بوسیدہ ہو چکی تھی اور اس کا عہد پرانا ہو چکا تھا اور اس کے اہل اس سے گم ہو گئے تھے اور اللہ تعالیٰ اہل کتاب سے ناراض تھا اور وہ ان کی بھلائی کی وجہ سے ان سے بھلائی نہ کرتا تھا اور ان کے شر کی وجہ سے ان سے شر کو دور نہیں کرتا تھا انہوں نے اپنی کتاب کو بدل دیا تھا اور اس میں اپنی طرف سے ملاوٹ کر دی تھی۔ عرب اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں خیال کرتے تھے اور نہ ہی اس کی عبادت کرتے تھے اور نہ اس کو پکارتے تھے۔ پس اس نے کمانے کے بارے میں انہیں مشقت میں ڈال دیا اور دین کے لحاظ سے گمراہ کر دیا اور انہیں متوسط امت بنایا اور ان کے [illegible] سے ان کی مدد کی اور [illegible] پر [illegible] کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو وفات دی اور شیطان اپنی سواری پر سوار ہو گیا اور اس نے ان کے ہاتھوں کو پکڑ لیا اور ان کی ہلاکت چاہی:

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم على اعقابكم ومن ينقلب
على عقبيه فلن يضر الله شيئا وسيجزى الله الشاكرين

تمہارے ارد گرد جو عرب رہتے ہیں انہوں نے اپنے اونٹوں اور بکریوں کو روک لیا ہے اور وہ اپنے دین میں (اگر وہ اس کی طرف رجوع کر لیں) آج سے زیادہ بے رغبت تھے اور تم اپنے دین میں آج سے زیادہ [illegible] تھے اور [illegible] تمہارے نبی ﷺ کی برکت سے [illegible] انہوں نے آپ لوگوں کو کفایت کرنے والے مولیٰ کے حوالے کیا تھا جس نے آپ کو اپنی محبت میں گم پایا کہ آپ علیہ السلام کی راہنمائی کی تھی اور محتاج پا کر آپ کو غنی کر دیا تھا (اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے اور اس نے تمہیں اس سے بچا لیا)۔

خدا کی قسم میں اس امر پر جنگ کروں گا یہاں تک کہ اللہ اپنا عہد پورا کر دے اور ہم سے اپنا عہد پورا کرے گا اور ہم میں سے قتل ہونے والا شہید ہو گا اور جو باقی رہے گا وہ زمین میں آپ کے اسلاف کا وارث اور خلیفہ ہو گا اللہ کا فیصلہ برحق ہے اور اس کے قول کے خلاف نہ ہو گا (اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور اعمال صالحہ کرنے والوں کے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ وہ ضرور انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا) پھر آپ رضی اللہ عنہ منبر سے اتر آئے۔

حسن رضی اللہ عنہ اور قتادہ رضی اللہ عنہ وغیرہ اللہ تعالیٰ کے کلام (اے مومنو! جو تم میں سے اپنے دین سے مرتد ہو جائے گا تو بہت جلد اللہ ایسے لوگوں کو لائے گا، جن سے وہ محبت کرتا ہو گا اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے) کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آپ علیہ السلام کے اصحاب ہیں جنہوں نے مرتدین اور مانعین زکوٰۃ سے جنگ کی ہے۔

کون کون مرتد ہوا؟۔۔۔۔ محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ کی دو مسجدوں کے اہل کے سوا تمام عرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے، اور اہل اسد اور اہل غطفان بھی مرتد ہو گئے، اور طلیحہ بن خویلد اسدی کاہن ان کا سردار تھا، اور قبیلہ کندہ اور اس کے اطراف کے قبائل بھی مرتد ہو گئے اور ان کا اشعث بن قیس کندی سردار تھا، اور مذحج اور اس کے اطراف کے قبائل بھی مرتد ہو گئے اور اسود بن کعب العنسی کاہن ان کا سردار تھا، اور ربیعہ بھی، المعرور بن نعمان بن المنذر کے ہمراہ مرتد ہو گئے، اور حنیفہ مسیلمہ بن حبیب کذاب کے ہمراہ اپنی حالت میں تھے، اور سلیم، الفجاءۃ کے ساتھ مرتد ہو گئے، اس کا نام انس بن عبد یالیل تھا، اور بنو تمیم سجاح کاہنہ کے ساتھ مرتد ہو گئے۔

قاسم بن محمد روایت کرتے ہیں کہ اسد، غطفان اور طی نے طلیحہ اسدی کے ساتھ اتفاق کر لیا، اور انہوں نے مدینہ کی طرف وفود بھیجے اور وہ لوگوں کے سرداروں کے پاس چلے گئے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سوا، دوسرے لوگوں نے انہیں اتارا اور انہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے کہ وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ نہ دیں، پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حق پر پختہ کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر انہوں نے بکری یا اونٹ پر زکوٰۃ بھی مجھ سے روکی تو میں ان سے جہاد کروں گا، اور ان کو واپس بھیج دیا اور انہوں نے واپس جا کر اپنے اپنے قبیلوں کو اہل مدینہ کی قلت کے متعلق باخبر کیا اور مدینہ کے بارے میں انہیں لالچ دلائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے راستوں پر محافظ مقرر کر دیئے اور مدینہ والوں پر مسجد میں جمع ہونا واجب کر دیا، اور فرمایا، بلاشبہ اہل ملک کافر ہو چکے ہیں اور ان کے وفد نے تمہاری قلت کو محسوس کر لیا ہے، اور تم نہیں جانتے کہ وہ رات کو آئیں گے یا دن کو، اور ان میں سے جو تمہارے قریب تر ہے وہ صرف بارہ میل کی مسافت پر ہے، وہ لوگ امید کرتے تھے کہ ہم ان کی بات مان لیں گے اور ان سے مصالحت کر لیں گے مگر ہم نے ان کی بات نہیں مانی۔ لہٰذا تیار ہو جاؤ اور تیاری کر لو، پھر تین دن ہی گزرے تھے کہ انہوں نے رات کو اہل مدینہ پر غارت گری کر دی اور اپنے نصف آدمیوں کو ذی حسی مقام پر پیچھے چھوڑ آئے تا کہ وہ ان کے مددگار ہوں اور محافظوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غارت گری کی اطلاع بھیجی، تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم بھیجا کہ اپنی جگہ پڑے رہو اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اہل مسجد کے ہمراہ اونٹوں پر ان کے مقابلہ میں گئے، پس دشمن بھاگ گئے اور مسلمانوں نے اپنے اونٹوں پر ان کا تعاقب کیا حتیٰ کہ ذی حسی مقام پر پہنچ گئے، اور مرتدین ان کے مقابلہ میں نکلے اور فوج کے ساتھ لڑائی ہوئی اور اللہ نے انہیں فتح دی۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جب تک وہ ہمارے درمیان رہے، اے اللہ کے بندو! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے بھی وہی کچھ ہے جو تمہارے لئے ہے، کیا جب وہ آپ کے بعد مر جائیں گے تو ہمیں اونٹ دیں گے۔ اللہ کی قسم! یہ تو بہت سخت بات ہے، تم نے ہمارے وفد کو ان کے زمانے میں کیوں نہ واپس بھیجا اور تم اونٹوں کے چرواہے کی ہلکی آواز سے کیوں نہ ڈرے، اور جو چیز انہوں نے تم سے مانگی تم نے انکار کیا وہ تو کھجور کی طرح تھی یا میرے نزدیک کھجور سے زیادہ شیریں تھی۔

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اہل مدینہ اور راستوں کے امراء کے ہمراہ سوار ہو کر جمادی الآخرۃ میں مدینہ کے ارد گرد رہنے والے ان اعراب کی جانب گئے جنہوں نے مدینہ پر غارت گری کی تھی، اور جب آپ رضی اللہ عنہ کا اور آپ رضی اللہ عنہ کے دشمنوں بنی عبس، بنی مرہ، ذبیان اور بنی کنانہ میں سے جنہوں نے ان کے خلاف اعلان جنگ کیا تھا، کا آمنا سامنا ہوا، اور طلیحہ نے اپنے بیٹے حبال کے ذریعے انہیں مدد دی، اور جب لوگ ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہو گئے تو انہوں نے ایک چال چلی وہ یہ کہ وہ اطراف میں چلے گئے، اور چھوٹی مشکیں مار کر آگ جلائی اور پھر اسے پہاڑوں کی چوٹیوں سے پھینک دیا۔ جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے اصحاب کے اونٹوں نے اسے دیکھا تو وہ بدک گئے اور جدھر منہ آیا بھاگ گئے اور یہاں تک کہ وہ رات تک ان پر قابو نہ پا سکے، وہ آخر مدینہ واپس آ گئے اس بارے میں الخطیل بن اوس کہتا ہے۔

بنی ذبیان پر میری اونٹنی اور کیا خوب قربان ہو، جس شب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نیزوں کے ساتھ چلے لیکن وہ آدمیوں کے ساتھ لڑ جھگڑتے تھے اور ہم نے انہیں اس حد تک پہنچایا کہ وہ نہ کھڑے ہو سکتے تھے اور نہ چل سکتے تھے ان فوجوں کو کیا ہو گیا جن کا مزا چکھا گیا تا کہ اسے زمانے کے عجائبات میں شمار کیا جائے اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب تک وہ ہمارے درمیان رہے اطاعت کی۔ اے اللہ کے بندو! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے جو کچھ ہونا تھا ہو چکا ہے جو تمہارے لئے ہے۔

پس جو کچھ ہونا تھا ہو چکا تو دشمنوں نے مسلمانوں کو کمزور محسوس کیا اور انہوں نے دیگر نواح میں اپنے قبائل کی طرف آدمی بھیجے اور وہ اکٹھے ہو گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو تیار کرتے ہوئے رات گزاری اور آخر شب فوج کو مرتب کر کے چل پڑے اور آپ رضی اللہ عنہ کے دائیں جانب نعمان بن مقرن نعمان کے بھائی عبداللہ بن مقرن اور آگے ان دونوں کے بھائی سوید بن مقرن تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نکلے تو آپ اور دشمن ایک ہی علاقے میں آمنے سامنے تھے، اور انہوں نے مسلمانوں کی کوئی آہٹ اور ہلکی آواز نہ سنی اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو تلوار کی دھار پر رکھ لیا اور طلوع آفتاب بھی نہ ہوا تھا کہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے، اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی اکثر سواریوں پر قبضہ کر لیا اور حبال قتل ہو گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مقام ذوالقصہ تک ان کا تعاقب کیا اور یہ پہلی فتح تھی، جس سے مشرکین ذلیل ہو گئے اور مسلمان سربلند ہو گئے اور بنو ذبیان اور عبس نے ان مسلمانوں کو قتل کر دیا جو ان کے ہاں قیام پذیر تھے اور اس کے بعد دوسروں نے بھی یہی کچھ کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حلف اٹھایا کہ وہ ہر قبیلے سے ان لوگوں کو ضرور قتل کریں گے، جنہوں نے مسلمانوں کو قتل کیا ہے، بلکہ زائد آدمیوں کو بھی قتل کریں گے اس بارے میں زیاد بن حنظلہ تمیمی کہتا ہے:

صبح کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کا ایسے قصد کیا جیسے جھپٹنے والا اپنی موت کا قصد کرتا ہے، اور پرندوں نے بلندی سے اس کی بو محسوس کی اور حبال نے اپنی جان ان کے لئے پھینکی۔

اور کہتا ہے:

ہم بنی جانب ان کے لیے کھڑے ہو گئے اور وہ اس طرح اوندھے منہ گرے کہ جیسے جھکڑ بہت سے مال پر گرتے ہیں، جس صبح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جوانوں کے ساتھ چڑھائی کر رہے تھے وہ جنگ برپا ہونے پر ٹھہر بھی نہ سکے اور ہم نے بہت سخت حملے کے ساتھ بنی عبس اور ذبیان کو تھوڑی سی سخت آواز پر رات کو جا لیا۔

اس معرکے سے اسلام کو بڑی قوت ملی …… اس معرکہ نے اسلام اور اہل اسلام کی بڑی مدد اس طرح کی کہ مسلمان ہر قبیلے میں معزز ہو گئے اور ہر قبیلہ میں کفار ذلیل ہو گئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مؤید و منصور اور سالم و غانم ہو کر مدینہ واپس آئے اور رات کو حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ اور حضرت زبرقان رضی اللہ عنہ کے صدقات مدینہ آئے، ایک صدقہ آغاز شب میں، دوسرا وسط میں اور تیسرا رات کے آخری حصے میں پہنچا اور صدقہ بھیجنے والے کے پاس راستوں کے امراء میں سے بشارت دینے والا آیا، حضرت صفوان کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے، اور زبرقان کو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے، اور عدی بن حاتم کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بشارت دی اور بعض روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بشارت دی۔

یہ معرکہ کب ہوا؟ ـــــ یہ معرکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ساٹھویں رات میں ہوا، پھر کچھ راتوں کے بعد حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ آئے، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں مدینہ پر اپنا قائم مقام مقرر کیا اور انہیں حکم دیا کہ اپنی سواریوں کو آرام کرنے دیں، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے ساتھ، جو پہلے معرکہ میں آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے، ذوالقصہ کی طرف گئے، مسلمانوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کاش! آپ رضی اللہ عنہ مدینہ کی جانب واپس چلے جاتے اور کسی اور آدمی کو بھیج دیتے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا اور میں تم کو اپنے برابر سمجھوں گا، پس آپ رضی اللہ عنہ اپنی فوج کے ہمراہ ذی حسی اور ذوالقصہ کی طرف چلے اور مقرن کے بیٹے نعمان، عبداللہ اور سوید اپنی اپنی پوزیشنوں پر تھے حتیٰ کہ آپ رضی اللہ عنہ پتھریلی اور ریتلی سخت زمین میں اہل ربذہ کے پاس اترے وہاں بنی عبس، ذبیان

اور بنی کنانہ کی ایک جماعت تھی، پس انہوں نے باہم جنگ شروع کی اور اللہ نے حارث اور عوف کو شکست دی اور حطیئہ گرفتار ہو گیا، اور بنو عبس اور بنو بکر بھاگ گئے، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پتھریلی اور ریتلی سخت زمین میں کئی دن تک مقیم رہے، اور بنو ذبیان علاقے میں مغلوب ہو گئے، اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان علاقوں پر بنی ذبیان کا قبضہ کرنا حرام ہے، ہم نے انہیں پتھریلی اور ریتلی زمین کی راکھ کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے گھوڑوں کے لئے غنیمت میں پایا ہے، اور آپ رضی اللہ عنہ نے ربذہ کے دیگر علاقوں کو بھی چراگاہ بنا دیا، اور جب عبس اور ذبیان بھاگ گئے تو وہ طلیحہ کی مدد کو گئے اس وقت وہ بزاخہ میں مقیم تھا اور پتھریلی اور ریتلی سخت زمین کی جنگ کے بارے میں حضرت زیاد بن حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ہم پتھریلی اور ریتلی سخت زمین کے معرکہ میں ذبیان پر غصہ تھا کر اور ہم حضرت صدیق کے امراء ان کے پاس جا کر مصیبت لائے جبکہ آپ رضی اللہ عنہ نے عتاب کو چھوڑ دیا۔

گیارہ امراء کے جھنڈے باندھتے ہوئے آپ کی ذوالقصہ کی طرف روانگی

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی فوج کے آرام کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اسلامی افواج سونتے ہوئے مدینہ سے سوار ہو کر ذوالقصہ کی طرف گئے، جو مدینہ سے ایک رات اور ایک دن کے فاصلہ پر ہے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی ناقہ کی رسی پکڑے آگے آگے چل رہے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، آپ رضی اللہ عنہ سے باصرار کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ مدینہ میں واپس جائیں، اور اعراب سے جنگ کے لئے اپنے سوا کسی اور بہادر کو بھیج دیں، تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی بات مان لی اور ان کے گیارہ امراء کے جھنڈے باندھے جیسا کہ ہم ابھی تفصیل سے بیان کریں گے۔

دارقطنی فرماتے ہیں کہ (عبدالوہاب بن موسیٰ الزہری، مالک، ابن شہاب، سعید بن المسیب) ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ القصہ کی جانب اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر نکلے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے اس کی مہار پکڑ لی اور پوچھا اے خلیفہ رسول علیہ السلام آپ کا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ میں آپ رضی اللہ عنہ سے وہ بات کہتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے روز فرمائی تھی، آپ رضی اللہ عنہ نے تلوار کیوں سونتی ہے؟ ہمیں اپنی جان کی بنا پر مصیبت میں نہ ڈالئے اور مدینہ واپس چلے جائیے، خدا کی قسم اگر ہمیں آپ رضی اللہ عنہ کی مصیبت پہنچی تو ہمیشہ کے لئے اسلام کا نظام قائم نہ ہو سکے گا، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ واپس آ گئے۔

یہ حدیث مالک رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے غریب ہے اور زکریا الساجی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے عبدالوہاب بن موسیٰ بن عبدالعزیز بن عمر بن عبدالرحمن کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اسی طرح زہری رضی اللہ عنہ نے اسے (ابن الزناد، ہشام، عروہ، ابیہ) عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے آپ رضی اللہ عنہ فرماتی ہے کہ میرے والد اپنی ناقہ پر سوار ہو کر تلوار سونتے ہوئے وادی القصہ کی طرف گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے آ کر آپ رضی اللہ عنہ کی ناقہ کی مہار پکڑ لی اور کہا: اے خلیفہ رسول ﷺ! کہاں کا ارادہ ہے؟ میں آپ رضی اللہ عنہ سے وہ بات کہتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے روز فرمائی تھی، آپ رضی اللہ عنہ نے تلوار کیوں سونتی ہے؟ ہمیں اپنی جان کی وجہ سے مصیبت میں نہ ڈالیے، خدا کی قسم اگر ہمیں آپ رضی اللہ عنہ کی مصیبت پہنچی، تو آپ رضی اللہ عنہ کے بعد ہمیشہ کے لئے اسلام کا کام قائم نہ ہوگا، لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ واپس آ گئے، اور فوج کو روانہ کر دیا۔

سیف بن عمر رحمۃ اللہ علیہ، سہل بن یوسف، قاسم بن محمد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اور آپ کی فوج نے آرام کر لیا اور اتنے صدقات آئے کہ وہ بچ گئے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فوج کے دستے بنائے، اور جھنڈے باندھے، پس آپ رضی اللہ عنہ نے گیارہ جھنڈے باندھے، اور ایک جھنڈا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے باندھا اور انہیں طلیحہ بن خویلد کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا اور اس کے بعد بطاح میں مالک بن نویرہ کے پاس چلے جانے کا حکم دیا اور ایک جھنڈا حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابوجہل کے لئے باندھا اور انہیں مسیلمہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا اور حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ بن حسنہ کو ان کے پیچھے پیچھے مسیلمہ کذاب کی طرف بھیجا اور اس کے بعد انہیں بنی قضاعہ کی طرف بھیجا،

اور ایک جھنڈا مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا اور انہیں عنسی کی افواج، صنعا والوں اور قیس بن مکشوح سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے بعد حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو مشارف شام کی طرف بھیجا اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو قضاعہ کی طرف بھیجا اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بن محصن غلفانی کے لئے جھنڈا باندھا اور انہیں دبا والوں کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا اور حضرت طریفہ رضی اللہ عنہ بن حاجب کے لئے جھنڈا باندھا اور انہیں بنی سلیم اور ہوازن میں سے جو ان کے ساتھ ہیں ان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا اور حضرت العلاء رضی اللہ عنہ بن الحضرمی کے لئے جھنڈا باندھا اور انہیں بحرین سے جنگ کرنے کا حکم دیا رضی اللہ عنہم۔

آپ رضی اللہ عنہ نے ہر امیر کو علیحدہ علیحدہ عہد نامہ لکھ کر دیا۔ چنانچہ ہر امیر اپنی فوج کے ساتھ مقام ذوالقصہ سے روانہ ہو گیا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ واپس آ گئے۔ اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ مرتدین کی طرف خط لکھا جو ذیل میں لکھا جاتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جانب سے ہر اس شخص کے نام جس کو یہ خط پہنچے خواہ وہ اسلام پر رہا ہو یا اس سے پھر گیا ہو اور اس شخص پر سلام جس نے ہدایت کی پیروی کی اور ہدایت کے بعد اس نے ضلالت اور نفس کی طرف رجوع نہ کیا ہو۔ میں تمہارے سامنے اللہ کی تعریف بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدائے لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور وہ جو احکامات لے کر آئے ہم اس کا اقرار کرتے ہیں اور جو بھی اس کا انکار کرے ہم اس کی تکفیر کرتے ہیں اور اس سے جہاد کرتے ہیں۔ امابعد!

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب سے حق کے ساتھ اپنی مخلوق کی طرف ایک بشیر و نذیر بھیجا ہے، جو اس کے حکم سے داعی الی اللہ اور سراج منیر ہے تاکہ وہ زندوں کو انتباہ کرے اور کافروں پر قول ثابت ہو جائے۔ پس اللہ نے حق سے اس کی رہبری کی جس نے اس کی بات مانی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مارا جس نے آپ سے پیٹھ پھیری حتیٰ کہ اس نے برضا و رغبت بات مانی یا بادل نخواستہ اسلام قبول کر لیا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو وفات دی اور آپ علیہ السلام نے امر الٰہی کو نافذ کر دیا اپنی امت کی خیر خواہی کی اور آپ علیہ السلام نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی اور اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کے لئے اور اہل اسلام کے لئے اپنی نازل کردہ کتاب میں اس بات کو واضح طور پر ذکر کر دیا ہے کہ بے شک آپ علیہ السلام مرنے والے ہیں، نیز فرمایا (اور ہم نے آپ علیہ السلام سے پہلے کسی انسان کو ہمیشہ رہنے کے لئے پیدا نہیں کیا، کیا اگر آپ وفات پا گئے تو یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے) اور مومنین سے فرمایا (کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک رسول ہیں اور آپ علیہ السلام سے پہلے رسول گزر چکے ہیں۔ پس اگر آپ علیہ السلام فوت ہو جائیں یا قتل ہو جائیں کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے اور جو شخص پھر جائے گا وہ ہرگز اللہ کا کچھ نقصان نہیں کرے گا اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو بدلہ دے گا) پس جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کیا کرتا تھا وہ جان لے کہ بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو فوت ہو چکے ہیں اور جو صرف اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا وہ جان لے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہ آئے گی اور نہ اسے اونگھ اور نیند آتی ہے۔ وہ اپنے امر کا نگہبان ہے اپنے دشمن کو سزا دینے والا ہے۔ الغرض میں تمہیں تقویٰ کی نصیحت کرتا ہوں اور تمہارے نصیب اور جو کچھ تمہارے نبی علیہ السلام تمہارے پاس لائے ہیں اس کے لئے وصیت کرتا ہوں کہ تم اس کی ہدایت سے رہنمائی حاصل کرو اور دین سے اعتصام کرو۔ بے شک جس کو اللہ نے ہدایت نہیں دی وہ گمراہ ہے اور جس کی اس نے مدد نہیں کی وہ بے یار و مددگار ہے اور جسے غیر اللہ نے ہدایت دی ہے وہ گمراہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (جسے اللہ ہدایت دے سو وہ ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ کر دے تو آپ اس کے لئے کوئی دوست اور راہنما نہ پائیں گے) اور دنیا میں ہرگز کسی قسم کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا جب تک وہ آپ علیہ السلام کا اقرار نہ کرے اور نہ آخرت میں اس کی قیمت اور معاوضہ قبول کیا جائے گا اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ اللہ کے بارے میں فریب کھا کر اس کے امر سے ناواقفیت کی بنا پر اسلام کا اقرار کرنے

اور اس پر عمل درآمد کرنے کے بعد شیطان کے بہکاوے میں آ کر اپنے دین سے پھر گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا وہ جنات میں سے تھا، پس اس نے اپنے رب کے فرمان کی نافرمانی کی، کیا تم اسے اور اس کی اولاد کو میرے علاوہ دوست بنانا چاہتے ہو حالانکہ وہ تمہارے کھلے دشمن ہیں اور ظالموں کے لئے بہت برا بدلہ ہے) اور یہ فرماتا ہے (بلاشبہ شیطان تمہارا دشمن ہے پس اسے اپنا دشمن بناؤ وہ اپنی جماعت کو بلاتا ہے تاکہ وہ دوزخ والوں میں سے ہو جائیں) اور میں نے تمہاری طرف مہاجرین و انصار اور نیکی کے ساتھ پیروی کرنے والوں کی فوج روانہ کی ہے اور میں نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ کسی سے ایمان باللہ کے سوا کوئی بات قبول نہ کرے گا اور اسے اللہ کی طرف بلائے بغیر اسے قتل نہ کرے اور اگر وہ اسلام کا اقرار کرے اور نیک اعمال کرے تو اس کی مدد کرے اور اگر وہ انکار کرے تو اس سے جنگ کرے یہاں تک کہ وہ امر الٰہی کی طرف لوٹ آئے پھر وہ ان میں سے جس پر قابو پائے اس پر رحم نہ کرے اور انہیں آگ سے جلا دے اور انہیں پوری طرح قتل کر دے اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لے اور کسی سے اسلام کے علاوہ کچھ قبول نہ کرے پس جو اس کی اتباع کرے گا وہ اس کے لئے بہتر ہوگا اور جو اسے چھوڑ دے گا وہ اللہ کو ہرگز عاجز نہ کر سکے گا۔ اور میں نے اپنے ایلچی کو حکم دیا ہے کہ وہ میرا خط تمہارے ہر مجمع میں پڑھے اور اذان نہ دینے والے لوگوں کو بھی یہی حکم دیا ہے چنانچہ جب مسلمان اذان دیں تو ان سے رک جاؤ اور اگر وہ اذان نہ دیں تو ان سے ان کی ذمہ داریوں کے بارے میں پوچھو اور اگر وہ انکار کریں تو انہیں جلد سزا دو اور اگر وہ اقرار کریں تو ان پر مناسب بوجھ ڈالو۔

سیف بن عمر، عبداللہ بن سعید سے، عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔

باب

امراء کی ذوالقصہ سے مقررہ مقامات کی جانب روانگی: امراء اور بہادر سرداروں کے سرخیل حضرت ابو سلیمان خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وحشی بن حرب سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین سے جنگ کے لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو علم جہاد عطا کیا تو فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا ہے کہ خالد بن ولید اللہ کا کیا ہی نیک بندہ ہے اور وہ قبیلے کا بھائی ہے جو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کفار اور منافقین کے خلاف سونتا ہے اور جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ ذوالقصہ سے چلے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ سے الگ ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے وعدہ کیا کہ وہ عنقریب اپنے ساتھی امراء کے ساتھ انہیں خیبر کی جانب میں ملیں گے اور وہ ... کے لئے مقابلہ ہو ... کے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ سب سے پہلے طلیحہ اسدی کی جانب جائیں۔ پھر اس کے بعد بنو تمیم کی جانب جائیں اور طلیحہ بن خویلد اپنی قوم بنی اسد اور غطفان میں تھا اور بنو عبس اور بنو ذبیان بھی ان کے ساتھ ہو گئے تھے اور اس نے بنی جدیلہ، غوث اور طی کے پاس اپنی مدد کی خاطر بلانے کے لئے آدمی بھیجے اور انہوں نے بھی اپنے کچھ لوگوں کو آگے بھیجا کہ وہ جلدی سے انہیں پیچھے سے آ ملیں اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے پہلے حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم کو بھیجا اور انہیں فرمایا اپنی قوم کے پاس پہنچنا کہ وہ طلیحہ کے ساتھ نہ مل سکیں، یہاں تک کہ ان کی جان جاتی ہو جائے تو حضرت عدی رضی اللہ عنہ اپنی قوم بنی طی کی طرف گئے اور انہیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے اور امر الٰہی کی طرف لوٹ آنے کا حکم دیا، انہوں نے جواب دیا ہم ابو الفصیل یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کریں گے۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! ضرور تمہاری طرف ایک لشکر آئے گا اور وہ مسلسل تم سے جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ تمہیں پتہ چل جائے گا کہ آپ رضی اللہ عنہ سب سے بڑے مرد ہیں اور حضرت عدی رضی اللہ عنہ مسلسل ان کے پاس کوشش کرتے رہے حتی کہ وہ نرم ہو گئے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ فوجوں کے ساتھ آ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ انصار تھے ان کے ہراول میں حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس بن شماس تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے سے آگے ثابت رضی اللہ

عنہ بن اقرم اور حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ بن محصن کو ہراول دستے کے طور پر بھیجا۔

طلیحہ اور اس کا بھائی سلمہ اپنے ساتھیوں سمیت ان دونوں کو ملے اور جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ ثابت اور عکاشہ ہیں تو مقابلے پر نکل آئے حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے حبال بن طلیحہ کو قتل کر دیا اور بعض لوگ روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حبال کو اس سے پہلے قتل کیا اور جو سامان اس کے پاس تھا اسے لے لیا اور طلیحہ نے آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کر کے آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا اور طلیحہ اور اس کے بھائی سلمہ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن اقرم کو قتل کر دیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنی فوج کے ساتھ آئے تو آپ نے دونوں کو مقتول پایا اور یہ بات مسلمانوں کو بہت شاق گزری اور طلیحہ نے کہا کہ اس رات میں نے ابن اقرم رضی اللہ عنہ اور عکاشہ رضی اللہ عنہ کو میدان کارزار میں گھیرے ہوئے پچھاڑا اور میں نے عکاشہ کا سر کاٹ دیا اور وہ پہلے بھی بہادروں سے لڑنے کا عادی ہے کیا بات ہے تو نے ندا کی اور کیا ان کے دن نیزوں کے سنے میں گھومتا دیکھا۔ اگرچہ عورتوں اور اونٹوں کو مصیبت پہنچی ہے لیکن وہ بھی حبال کے قتل سے غافل نہیں گے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ طی کی جانب گئے تو حضرت عدی رحمۃ اللہ علیہ بن حاتم نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا: مجھے تین دن کی مہلت دیں کیونکہ انہوں نے مجھ سے مہلت مانگی ہے تا کہ وہ اپنے ان لوگوں کو پیغام بھیج دیں جنہوں نے طلیحہ کی جانب جانے میں جلد بازی کی ہے تاکہ وہ ان کے پاس واپس آ جائیں، بے شک وہ اس بات سے خائف ہیں کہ اگر انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی پیروی کی تو طلیحہ ان لوگوں کو قتل کر دے گا جو اس کے پاس چلے گئے ہیں، اور انہیں جہنم کی طرف دھکیلنے کی نسبت یہ بات آپ رضی اللہ عنہ کو زیادہ محبوب ہے۔ پھر تین دن کے بعد حضرت عدی رضی اللہ عنہ رجوع کرنے والے پانچ سو جنگجوؤں کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، پھر وہ خالد رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل ہو گئے، اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل ہو گئے، اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بنی جدیلہ کا قصد کیا تو حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: اے خالد! مجھے چند دنوں کی مہلت دیں تا کہ میں انہیں لے آؤں، شاید اللہ تعالیٰ طی کی طرح انہیں بھی بچا لے، چنانچہ حضرت عدی رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور مسلسل کوشش کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی پیروی کر لی اور وہ ان کے ساتھ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان میں سے ایک ہزار سوار مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو گئے، اور حضرت عدی رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے بہترین بیٹے اور ان کے لیے بڑی برکت کا باعث ہوئے، پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے اور بزاخہ میں اترے اور وہاں اپنی فوج کو منظم کیا اور مقام بزاخہ پر طلیحہ اسدی کے ساتھ برسر پیکار ہونے والے اعراب کے بہت سے قبائل کھڑے ہو گئے تھے کہ شکست کیسے ہوتی ہے اور طلیحہ بھی اپنی چادر اوڑھے ہوئے تھا اور جو لوگ ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے ان کے ساتھ تھے، اور عیینہ بن حصن بھی اپنی قوم بنی فزارہ کے سات سو جنگجوؤں کے ساتھ اس کے ساتھ تھا، اور لوگوں نے صف بندی کر لی۔ طلیحہ اپنی چادر لپیٹ کر ان کے لیے خبر دریافت کرنے بیٹھ گیا کہ وہ اپنے خیال میں اس وحی کو دیکھے جو اسے ہوتی ہے اور عیینہ لڑتا رہا اور جب وہ جنگ سے تھک گیا تو طلیحہ کی طرف آیا جو اپنی چادر میں لپٹا ہوا تھا اور دریافت کیا کہ جبریل تمہارے پاس آیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا نہیں، پھر وہ واپس جا کر جنگ کرنے لگا پھر واپس آ کر یہی بات پوچھی اور اس نے بھی وہی جواب دے دیا۔ جب تیسری دفعہ آیا تو اس نے اسے کہا کیا تمہارے پاس جبریل آیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، اس نے پوچھا: اس نے تجھے کیا کہا ہے؟ اس نے کہا: اس نے مجھے کہا ہے کہ تیرے لیے اس کی چکی کی طرح ایک چکی ہے اور ایسی بات ہے جسے تو کبھی نہیں بھولے گا۔ عیینہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ اللہ کو پتہ چل گیا ہے کہ عنقریب تمہارے ساتھ ایسی بات ہوگی جسے تو کبھی نہیں بھولے گا۔ پھر اس نے کہا: اے بنی فزارہ! واپس چلو اور اس نے شکست کھائی اور لوگ طلیحہ سے علیحدہ ہو گئے اور جب مسلمان اس کے پاس آئے تو وہ گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ جس کو اس نے اپنے لیے تیار کیا ہوا تھا اور اس نے اپنی بیوی نوار کو اپنے اونٹ پر سوار کرایا۔ پھر وہ ملک شام چلا گیا اور اس کی جماعت منتشر ہو گئی اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے ان میں سے ایک گروہ کو اللہ تعالیٰ نے قتل کر دیا اور جب اللہ تعالیٰ نے طلیحہ پر جو مصیبت اتاری تھی اس کی اطلاع بنو عامر، سلیم اور ہوازن تک پہنچی تو کہنے لگے ہم جس دین سے نکلے تھے اس میں دوبارہ داخل ہوتے ہیں اور ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں اور اپنے مالوں اور جانوں میں اس کے حکم کو تسلیم کرتے ہیں۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ طلیحہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی مرتد ہو گیا تھا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو عیینہ بن حصن بھی اس کی مدد میں کھڑا ہو گیا اور اسلام سے مرتد ہو کر اپنی قوم سے کہنے لگا: خدا کی قسم! بنی ہاشم کے نبی کی نسبت مجھے بنی اسد

کا نبی ہونا زیادہ محبوب ہے بہ نسبت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے، وہ فوت ہو گئے ہیں اور طلیحہ کی اتباع کی اور اس کی قوم بنو فزارہ نے اس بات پر اس سے اتفاق کیا اور جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو شکست دی تو طلیحہ اپنی بیوی کے ساتھ شام کی طرف بھاگ گیا اور بنی کلب کے پاس اترا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عیینہ بن حصن کو قید کر لیا اور اس کے ہاتھ پیچھے سے باندھ کر اسے مدینہ بھیج دیا اور جب وہ مدینے میں داخل ہوئے تو لڑکے اسے اپنے ہاتھوں سے مارنے لگے اور کہنے لگے اے دشمن خدا! تو نے اسلام سے ارتداد اختیار کیا ہے؟ اور وہ کہتا خدا کی قسم! میں کبھی ایمان لایا ہی نہیں تھا اور جب وہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑا ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے توبہ کا مطالبہ کیا اور اس کے خون کو حلال کرنے سے بچا لیا پھر اس کے بعد وہ اچھا مسلمان بن گیا۔

اور اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ نے قرہ بن ہبیرہ پر بھی احسان کیا وہ طلیحہ کا ایک امیر تھا جسے بھی حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عیینہ کے ساتھ قید کر لیا تھا۔ طلیحہ نے تو اس کے بعد پورا اسلام قبول کر لیا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عمرہ کرنے نہ گیا اور وہ زندگی بھر آپ رضی اللہ عنہ کا سامنا کرنے سے مجتنب رہا پھر واپس آ کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ میں شریک ہو گیا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ طلیحہ سے جنگ کے بارے میں مشورہ لے لو اور اسے امیر نہ بناؤ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ اس میں اپنی سرداری قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ یہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی دانشمندی کی بات ہے رضی اللہ عنہ وارضاہ

حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے طلیحہ کے بعض مسلمان ہونے والے ساتھیوں سے یہ بات کہی کہ مجھے بتاؤ کہ طلیحہ تمہیں وحی سے کیا بات بتاتا تھا؟ انہوں نے کہا وہ کہا کرتا تھا: کبوتر، جنگلی کبوتر، لٹورا روزہ دار ہیں، انہوں نے تم سے کئی سال پہلے روزہ رکھا ہوا ہے کہ تمہاری حکومت ضرور عراق و شام تک پہنچے گی اور اسی قسم کی دیگر بیہودہ خرافات وہ بیان کرتا تھا۔

جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے طلیحہ کو اور اس کی فوج کو شکست دے دی ہے اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے کھڑا ہو گیا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لکھا اللہ تعالیٰ آپ پر مزید انعام فرمائے اپنے معاملہ میں تقویٰ اللہ سے کام لیں بے شک اللہ تعالیٰ تقویٰ اختیار کرنے والوں اور محسنین کے ساتھ ہے اپنے کام میں کوشش کریں اور سستی نہ کریں اور جس مشرک نے کسی مسلمان کو قتل کیا ہے اس پر فتح پا کر اسے سزا دیں اور جس دشمن خدا اور مخالف کو پکڑیں جو آپ کے خیال میں مصلحت ہو اسے قتل کر دیں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ایک ماہ تک بزاخہ میں قیام کیا اور جن لوگوں کے متعلق حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا آپ رضی اللہ عنہ نشیب و فراز میں ان کو تلاش کرتے اور پھر بزاخہ لوٹ آتے۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک ماہ تک ان کی تلاش میں پھرتے رہے تاکہ آپ رضی اللہ عنہ ان مسلمانوں کے قتل کا بدلہ لیں جن کو انہوں نے اپنے ارتداد کے وقت جو ان کے درمیان رہتے ہوئے قتل کر دیا تھا ان میں سے بعض کو آپ رضی اللہ عنہ نے آگ سے جلا دیا اور بعض کو پتھروں سے کچل دیا اور بعض کو پہاڑوں کی چوٹیوں سے نیچے گرا دیا، یہ سب کچھ آپ رضی اللہ عنہ نے اس لیے کیا تاکہ مرتدین عرب کے حالات سننے والے ان سے عبرت حاصل کریں۔

ثوری نے قیس بن مسلم سے بحوالہ طارق بن شہاب روایت کرتے ہیں کہ جب بزاخہ کا وفد اسد اور غطفان حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس مصالحت کا مطالبہ لے کر آیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں حرب مجلیہ (کھلی جنگ) اور صلح مخزیہ کے درمیان اختیار دیا تو وہ کہنے لگے اے خلیفہ رسول! ہم حرب مجلیہ کو تو جانتے ہیں صلح مخزیہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تم سے زرہیں اور گھوڑے لے لیے جائیں گے اور تمہیں ان لوگوں کی طرح چھوڑ دیا جائے گا جو اونٹوں کی دموں کے پیچھے چلتے ہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے خلیفہ اور مومنین کو ایسی بات دکھا دے کہ جس سے وہ تمہیں معاف کر دیں گے اور جو کچھ تم نے ہم سے لیا ہے وہ تم ادا کرو گے اور جو ہم نے تم سے لیا ہے وہ ہم ادا نہیں کریں گے اور تم گواہی دو گے کہ ہمارے مقتول جنت میں ہیں اور تمہارے مقتول دوزخ میں اور تم ہمارے مقتولین کی دیت دو گے اور ہم تمہارے مقتولین کی دیت ادا نہیں کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ رضی اللہ عنہ نے جو کہا ہے کہ "تم ہمارے مقتولین کی دیت ادا کرو گے" اس کا کیا مطلب ہے؟ ہمارے مقتولین تو اللہ کے امر پر قتل ہوئے ہیں، جن کی کوئی دیت نہیں۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ رک گئے اور دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میری رائے کیا ہی اچھی ہے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ثوری کی حدیث سے اپنی سند سے مختصراً روایت کیا ہے۔

دوسرا معرکہ ...... بزاخہ کے معرکہ میں طلیحہ کے اصحاب میں سے شکست خوردہ بنی غطفان کی ایک بہت بڑی جماعت اکٹھی ہو گئی اور وہ اکٹھے ہو کر ایک عورت کے پاس گئے جسے ام زمل کہا جاتا تھا اور وہ سلمیٰ بنت مالک بن حذیفہ تھی، اور وہ اپنی ماں ام قرفہ کی طرح سیدات العرب میں سے تھی اور کثرت اولاد و قبیلہ اور گھرانے کی عزت کی وجہ سے اس کی ماں کی مثال دی جاتی تھی، اور جب وہ اکٹھے ہو کر اس کے پاس گئے تو اس نے انہیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے پر اکسایا تو وہ اس کام میں جوش میں آ گئے اور بنی سلیم، طی، ہوازن اور اسد کے جو لوگ گئے ان کے مددگار ہو گئے اور اسی طرح بہت سے لشکری گئے اور اس عورت کا معاملہ سنگین ہو گیا اور جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ان کے متعلق خبر ملی تو آپ ان کی طرف گئے اور شدید جنگ کی اور وہ عورت اپنی ماں کے اونٹ پر سوار تھی جس کے متعلق کہا جاتا تھا کہ جو شخص اس کے اونٹ کو چھوئے گا اسے ایک سو اونٹ انعام دیا جائے گا، اور یہ بات اس کی عزت کی وجہ سے کہی جاتی تھی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں شکست دی اور اس کے اونٹ کی کونچیں کاٹ کر اس عورت کو قتل کر دیا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو فتح کی اطلاع بھیجی۔

الفجاءۃ کا واقعہ ...... ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ اس کا نام ایاس بن عبداللہ بن عبد یالیل بن عمیرہ بن خفاف تھا، جو بنی سلیم سے تعلق رکھتا تھا، اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں بقیع مقام پر اسے آگ سے جلا دیا اور اس کا سبب یہ ہے کہ وہ آپ کے پاس آیا، آپ رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ میرے ساتھ مرتدین سے جنگ کرنے کے لئے فوج بھیجیں، تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ فوج بھیج دی۔ جب وہ روانہ ہوا تو اس کو جو مسلمان اور مرتد راستے میں ملتا اسے قتل کر دیتا اور اس کا مال لے لیتا، جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ تک یہ بات پہنچی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے پیچھے ایک فوج بھیجی جو اسے واپس لے آئی، آپ رضی اللہ عنہ اس کو پکڑ کر بقیع لے گئے، اور اس کے ہاتھوں کو اس کی گردن کے ساتھ باندھ کر آگ میں ڈال دیا اور اسے بندھے ہونے کی حالت میں جلا دیا۔

سجاح اور بنو تمیم کا واقعہ ...... ارتداد کے زمانے میں بنو تمیم مختلف آراء رکھتے تھے، ان میں سے بعض نے ارتداد اختیار کر کے زکوٰۃ روک لی، بعض نے صدقات کے اموال حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیئے، اور بعض نے آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں غور و فکر کرنے کے لئے توقف کیا، اسی دوران سجاح بنت الحارث بن سوید بن عقفان التغلبیہ جزیرہ سے وہاں آ گئی اور وہ عرب کے عیسائیوں میں سے تھی جس نے نبوت کا دعویٰ کیا، اس کے ساتھ اس کی قوم کا لشکر اور وہ لوگ تھے جو اس کی پیروی کرتے تھے اور انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا، جب وہ بلاد بنی تمیم سے گزری تو اس نے انہیں اپنی طرف دعوت دی اور ان کے عوام نے اس کی دعوت قبول کر لی اور سجاح کے قبول کرنے والوں میں مالک بن نویرہ التمیمی اور عطارد بن حاجب اور بنی تمیم کے سادات اور امراء کی ایک جماعت بھی تھی، اور ان کے دوسرے لوگوں نے اس سے تخلف کیا، پھر انہوں نے اس بات پر صلح کر لی کہ ان کے درمیان کوئی جنگ نہ ہوگی، لیکن جب مالک بن نویرہ نے اس سے مصالحت کی تو اسے اس کی اصل سے پھیر دیا اور اسے بنی یربوع کے خلاف اکسایا، پھر سب نے لوگوں سے جنگ کرنے پر اتفاق کر لیا، اور کہنے لگے: ہم کس سے جنگ کا آغاز کریں؟ سجاح نے کہا: گھوڑوں کو تیار کرو اور لوٹنے کے لئے تیار ہو جاؤ، پھر جماعت پر غارت گری کرو کہ ان کے ورے کوئی پردہ نہیں، پھر تمیم نے اس کی مدد کرنے پر باہم معاہدہ کر لیا، اور ان میں سے ایک شاعر نے کہا ہے:

> "تغلب کی بہن ہماری طرف اپنے بھائیوں کے ساتھ آئی جنہیں اس نے دور دراز زمینوں کے سرداروں سے جمع کیا
> تھا۔ اس نے حماقت سے ہمارے درمیان دعوت کا آغاز کیا اور وہ ہمارے علاوہ دوسرے قبائل میں سے تھی، کاش ہم نے انہیں کسی
> مصیبت میں نہیں ڈالا اور جب ام صخر ہلاک ہو گئی تو [illegible] اور اس شب جب تم اس کے لئے عجلت میں اکٹھے ہو رہے تھے،
> تمہاری عقلیں جنگ کے بیچ غائب ہو گئی تھیں۔"

عطارد بن حاجب نے اس بارے میں کہا ہے:

> ہماری نبی عورت ہے ہم نے اس کا احاطہ کیا ہوا ہے اور لوگوں کے انبیاء مرد ہیں۔

پھر سجاح نے یمامہ کا قصد کیا تا کہ اسے مسیلمہ بن حبیب کذاب سے چھین لے مگر اس کی قوم اس سے ڈر گئی اور کہنے لگے کہ اس کا معاملہ بہت بڑا ہے تو وہ انہیں کہنے لگی، تم پر یمامہ جانا لازم ہے کبوتری کی طرح آہستہ چلو، بلاشبہ یہ سخت جنگ ہے اس کے بعد تمہیں کوئی ملامت نہ ہوگی، راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے مسیلمہ سے جنگ کرنے کی ٹھان لی اور جب اس کو یہ خبر ملی کہ وہ اس کی طرف آ رہی ہے تو وہ اپنے علاقے کے بارے میں خوفزدہ ہو گیا کیونکہ وہ ثمامہ بن آثال کے ساتھ جنگ میں مصروف تھا اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابوجہل نے مسلمانوں کی افواج کے ساتھ اس کی مدد کی اور اب وہ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کی آمد کا انتظار کر رہے تھے، پس اس نے سجاح کے پاس امان کا پیغام بھیج کر خبر دی کہ اگر وہ واپس بھی چلی جائے تو وہ اسے قریش کی نصف زمین دینے کی ضمانت دیتا ہے جو اللہ نے مجھے بطور عطیہ واپس دی ہے اور اس نے سجاح کی جانب پیغام بھیجا کہ وہ اپنی قوم کے ساتھ اس کی طرف آیا، ایک خیمے میں ان دونوں کی ملاقات ہوئی اور جب مسیلمہ نے خلوت میں اس سے ملاقات کی تو اس کے سامنے نصف زمین کی پیشکش کر دی جسے اس نے قبول کر لیا۔ مسیلمہ نے کہا: سمع اللہ لمن سمع اللہ نے اس کی سنی جس نے سنا اور جب وہ لالچ کرتا ہے تو وہ اسے بھلائی کا لالچ دیتا ہے اور ہمیشہ اس کا امر جمع بھلائی میں رہتا ہے تمہارے رب نے جب تمہیں دیکھا تو تمہیں سلام کیا اور وحشت سے نکالا پھر اس نے وعدے کے دن تمہیں نجات دی اور تمہیں زندہ کیا ہم پر گروہ نیکوکار کی نماز واجب کی گئی ہے نہ کہ اشقیاء اور فجار کی، تمہارے رب بادلوں اور بارشوں کے رب کے لئے رات کو قیام کرتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔

اور اس نے کہا، جب میں نے دیکھا کہ ان کے چہرے خوبصورت اور ان کے جسم پاک ہو گئے ہیں اور ان کے ہاتھ قریب ہو گئے ہیں، تو میں نے انہیں کہا: تم عورتوں کے قریب نہیں آؤ گے نہ شراب پیو گے، بلکہ تم ابرار ہو اور ہمیشہ روزہ رکھو، پس اللہ پاک ہے جب زندگی آئے گی تو تم پہلے زندہ ہو گے اور تم آسمان کے بادشاہ کی جانب کیسے جاؤ گے، اور اگر وہ رائی کا دانہ بھی ہوتا تو اس پر گواہ ہوتا، جو دلوں کی باتوں کو جانتا ہے اور اکثر لوگ اس میں ہلاک ہو گئے ہیں۔ ملعون مسیلمہ کے پیروکاروں کی شریعت میں یہ بھی تھا کہ مرد کی شادی کے بعد جب اس کے ہاں نر بچہ پیدا ہو تو اس وقت اس پر عورتیں حرام ہو جاتی ہیں، علاوہ اس کے کہ وہ نر بچہ فوت ہو جائے تو عورتیں دوبارہ اس کے لئے حلال ہو جاتی ہیں، یہاں تک کہ اس کے ہاں نر بچہ پیدا ہو، یہ اس ملعون کی اپنی عادت ہے، یہ بھی بیان ہوا ہے کہ جب وہ سجاح سے خلوت میں ملا تو اس سے پوچھا کہ اس کی طرف کیا وحی ہوتی ہے؟ اس نے کہا: کیا عورتیں ابتداء کیا کرتی ہیں؟ بلکہ تم بتاؤ کہ تمہاری طرف کیا وحی ہوتی ہے؟ اس نے کہا: کیا تو نہیں دیکھتی کہ تمہارے رب نے حاملہ کے ساتھ کیا کیا، اس نے پیٹ کی جھلی کے اندر سے دوڑتی ہوئی ایک روح پیدا کی۔ سجاح نے کہا: اور کیا؟ اس نے کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لئے شرمگاہیں پیدا کی ہیں اور مردوں کو ان کا خاوند بنایا ہے وہ ان میں جیسے چاہیں داخل کرتے ہیں، پھر جب ان کی خواہش ہوتی ہے تو ہم انہیں نکالتے ہیں اور وہ ہمارے لئے بچے جنتی ہیں۔ سجاح نے کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ تو نبی ہے، اس نے اسے کہا: کیا میں تجھ سے نکاح کر لوں تاکہ میں اپنی قوم اور تیری قوم کے ساتھ عرب کو کھا جاؤں؟ وہ بولی ہاں، تو اس نے کہا: اٹھ، ملاپ کے لئے تیار ہو، تمہارے لئے بستر تیار ہے اگر تو چاہے تو کمرے میں یا کوٹھڑی میں، اور اگر تو چاہے تو ہم تجھے چت لٹا دیں یا پھر چاہے تو چاروں پر ہو جائے، اور اگر تو چاہے تو دو تہائی پر یا پھر مکمل ہو کر ہو جائے۔

سجاح نے کہا: مکمل ہو کر اس نے کہا: یہ میری جانب وحی ہوئی ہے اور وہ تین دن اس کے ساتھ رہی۔ پھر اپنی قوم کی طرف نکل گئی تو انہوں نے پوچھا اس نے تمہیں کیا مہر دیا ہے؟ اس نے کہا: اس نے مجھے کوئی مہر نہیں دیا۔ انہوں نے کہا: تم جیسی عورت کے لئے بغیر مہر کے نکاح کرنا بہت بری بات ہے، پس انہوں نے مہر پوچھنے کے لئے آدمی بھیجا، اس نے کہا: اپنے مؤذن کو میرے پاس بھیج دو، اس نے شبث بن ربعی کو اس کی جانب بھیجا، اس نے کہا: اپنی قوم میں اعلان کر دو کہ مسیلمہ بن حبیب رسول اللہ نے تم سے دو نمازیں ساقط کر دی ہیں، جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے (یعنی فجر اور عشاء کی نمازیں) اور یہی اس کا مہر ہے تو اس کے کنبے سے علماء بعد میں یہ نشانی ثابت ہو۔

اس کے بعد سجاح اپنے علاقے میں واپس آ گئی، یہ اس وقت کی بات ہے جب اسے پتہ چلا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اہل یمامہ تک آ گئے ہیں، وہ مسیلمہ سے یمامہ کا نصف خراج لینے کے بعد واپس جزیرہ کی جانب چلی گئی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے تک اپنی قوم میں رہی حتیٰ کہ آپ رضی اللہ عنہ نے عام الجماعۃ کو اسے جلاوطن کر دیا۔

باب

مالک بن نویرہ یربوعی تمیمی کے حالات...... جب سجاح جزیرہ سے آئی تو اس نے اس سے مصالحت کر کے مسیلمہ سے رابطہ کر لیا، خدا ان دونوں پر لعنت کرے پھر اپنے علاقے کو چلی گئی، جب یہ ہو گیا تو مالک بن نویرہ اپنے معاملے میں نادم ہوا اور کشادانے میں اتر کر اپنے کام کے لئے ٹھہر گیا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنی فوجوں کے ساتھ کشادانے کا ارادہ کیا تو انصار آپ رضی اللہ عنہ سے پیچھے رہ گئے اور کہنے لگے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے جو حکم دیا تھا وہ ہم پورا کر چکے ہیں، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: یہ کام ضروری ہے اور یہ ایسا موقع ہے جو ضرور اٹھانا چاہئے اگرچہ تمہارے پاس اس معاملے میں کوئی خط نہیں آیا، مگر میں امیر ہوں اور میرے پاس خبر آئی ہے اور میں تمہیں چلنے پر مجبور نہیں کروں گا اور میں کشادانے میں جاؤں گا، پھر آپ رضی اللہ عنہ وہاں تک چلے گئے، پھر انصار کا ایلچی آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے انتظار کرنے کا مطالبہ کیا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ آ گئے، جب آپ رضی اللہ عنہ کشادانے میں پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے مالک بن نویرہ کو نہیں پایا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دعوت دینے کے لئے کشادانے میں دستے بھیجے اور بنی تمیم کے سردار نے آپ رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا اور زکوٰۃ و صدقات دینے لگے مگر مالک بن نویرہ اپنے بارے میں حیران اور لوگوں سے الگ تھلگ تھا، فوجوں نے آ کر اسے اور اس کے ساتھیوں کو پکڑ لیا اور ایک دستے نے ان کے بارے میں اختلاف کیا اور حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ (الحرث بن ربعی الانصاری) نے گواہی دی کہ انہوں نے اذان دی اور نماز پڑھی ہے اور دوسروں نے کہا کہ انہوں نے اذان دی ہے اور نہ نماز پڑھی۔

روایت ہے کہ قیدیوں نے ایک سرد رات میں اپنی بیڑیوں میں رات بسر کی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے منادی نے اعلان کیا کہ اپنے قیدیوں کو گرم کرو، لوگوں نے گمان کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ ان کو قتل کرنا چاہتے ہیں، چنانچہ انہیں قتل کر دیا، اور حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ نے مالک بن نویرہ کو قتل کر دیا، اور جب دعوت دینے والے نے سنا تو وہ باہر نکلا اور لوگ ان سے فارغ ہو چکے تھے، اس نے کہا جب اللہ کسی امر کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کر کے رہتا ہے، اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مالک بن نویرہ کی بیوی ام تمیم دختر المنہال کو اپنے لئے منتخب کر لیا اور وہ خوبصورت عورت تھی اور جب وہ حلال ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے، روایت ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مالک کو بلایا اور ڈانٹا کہ اس نے سجاح کی متابعت اور زکوٰۃ کے روکنے کے بارے میں کیا تھا، اسے بتایا اور فرمایا کیا تجھے معلوم نہیں کہ زکوٰۃ نماز کی ساتھی ہے؟ مالک نے کہا یہ تمہارے ساتھی کا بھی خیال ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا وہ ہمارا ساتھی ہے اور تمہارا ساتھی نہیں؟ اے ضرار! اسے قتل کر دو، پس اسے قتل کر دیا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے حکم سے اس کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھا گیا اور ان پر ہنڈیا پکائی گئی، اور اس شب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس سے نکاح کر لیا تو آپ رضی اللہ عنہ سے عرب اور دیگر لوگوں نے نفرت کی اور ایک روایت ہے کہ مالک کے سر کے بالوں کو آگ میں ڈالا گیا یہاں تک کہ اس کا گوشت پک گیا گو کثرت کی وجہ سے پختہ نہ ہوا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا تھا حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے جا کر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آپ رضی اللہ عنہ کی شکایت کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے معاملے میں شریک ہو کر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اسے معزول کر دیجئے اس کی تلوار میں ظلم پایا جاتا ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس تلوار کو نیام میں نہیں کروں گا جسے اللہ تعالیٰ نے کفار پر سونتا ہے، اور متمم بن نویرہ بھی آ کر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی شکایت کرنے لگا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی مدد کرنے لگے، اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو وہ شعر سنانے لگا جو اس نے اپنے بھائی کے بارے میں کہے تھے، پس حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے پاس سے دیت ادا کی [illegible]

ہم ایک عرصہ تک جذیمہ کے دو شراب نوش ساتھیوں کی طرح رہے، یہاں تک کہ کہا گیا کہ یہ دونوں علیحدہ نہیں ہوں گے اور ہم جب تک زندہ رہے خیریت سے رہے اور ہم سے قبل موتوں نے کسریٰ اور تبع کی قوم کو ہلاک کر دیا، جب ہم الگ ہوئے تو گویا میں اور مالک طویل اجتماع کے باوجود یوں تھے گویا ہم نے ایک رات بھی اکٹھے بسر نہیں کی۔"

متمم کہتا ہے:

"میرے رفیق نے قبروں پر آنسوؤں کے بہنے پر مجھے ملامت کی اور کہا: کیا تو جس قبر کو دیکھے گا اس پر اس قبر کی خاطر سے روئے گا، جو لویٰ اور دکادک کے درمیان میں ہے، میں نے اسے کہا: غم، غم کو ابھارتا ہے مجھے چھوڑ دو یہ سب مالک ہی کی قبریں ہیں۔"

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب، مسلسل حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو امارت سے معزول کرنے پر ابھارتے ہوئے کہتے رہے کہ ان کی تلوار میں ظلم پایا جاتا ہے، یہاں تک کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو پیغام بھیجا اور آپ رضی اللہ عنہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ تشریف لے آئے اور آپ رضی اللہ عنہ اپنی فولادی زرہ پہنے ہوئے تھے جو خون کی کثرت سے زنگ آلود تھی، نیز آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے عمامہ میں خون سے تھڑے ہوئے تیر بھی لگائے تھے، جب آپ رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے آپ رضی اللہ عنہ کے عمامہ سے تیر کھینچ کر انہیں توڑ ڈالا، اور فرمایا تم نے ایک مسلمان شخص کو ریاکاری سے قتل کیا پھر اس کی بیوی سے جفت ہوئے ہو، خدا کی قسم! میں تمہیں پتھروں سے سنگسار کروں گا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان سے کوئی بات نہ کی، اور ان کا گمان تھا کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بھی اس معاملے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سی رائے رکھتے ہیں حتی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر اپنی معذرت پیش کی انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو معذور قرار دے کر آپ رضی اللہ عنہ کے معاملے میں درگزر کیا اور جو کچھ اس جنگ میں آپ رضی اللہ عنہ سے ہو چکا تھا اس کی دیت دے دی، آپ رضی اللہ عنہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت سے باہر نکلے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابن ام شملہ! میرے پاس آؤ تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو جواب نہ دیا اور سمجھ گئے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ان سے راضی ہو گئے ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد کو امارت پر رکھا ہے اگرچہ ان سے مالک بن نویرہ کے قتل کرنے میں اجتہادی غلطی ہوگئی تھی جس طرح کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ابو جذیمہ کی جانب بھیجا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان قیدیوں کو جنہوں نے کہا تھا کہ صابی ہو گئے ہیں قتل کر دیا اور وہ اچھی طرح یہ نہ کہہ سکے کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دیت ادا کر دی حتی کہ کتے کی بھی قیمت ادا کی اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی اے اللہ! خالد نے جو کچھ کیا ہے میں تیرے حضور اس سے براءت کا اظہار کرتا ہوں اس کے ساتھ ساتھ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو امارت سے معزول نہیں کیا۔

مسیلمہ کذاب ملعون کا قتل ...... جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے راضی ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کی معذرت پر آپ کو معذور ٹھہرایا تو آپ رضی اللہ عنہ کو بنی حنیفہ سے جنگ کرنے کو بھیجا اور سب مسلمان بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ گئے اور انصار کے امیر حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس بن شماس تھے پس آپ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور جو مرتد بھی راستے میں ملے انہیں سزا دی اور جب آپ رضی اللہ عنہ اصحاب سجاح کے گھوڑوں کے پاس سے گزرے تو ان کو وہاں سے بھگا کر جزیرۂ عرب سے نکال دینے کا حکم دیا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ساتھ ان کے پیچھے کمک بھیجی تاکہ وہ ان کا مددگار ہو، اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد سے پہلے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل اور حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ بن حسنہ کو بھیجا تھا اور وہ دونوں بنو حنیفہ کا مقابلہ نہ کر سکے کیونکہ وہ کوئی چالیس ہزار کے قریب جانباز تھے، حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کی آمد سے پہلے جلد بازی سے کام لیا اور ان سے جنگ شروع کر دی اور مصیبت میں پڑ گئے پس وہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا انتظار کرنے لگے اور جب مسیلمہ کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی آمد کے متعلق خبر ملی تو اس نے یمامہ کی ایک جانب ایک جگہ جسے عقرباء کہا جاتا تھا، میں پڑاؤ ڈالا جو یمامہ کی سرحد پر ہے اور اموال ان کے پیچھے تھا اور اس نے وہاں لوگوں کو اکٹھا کیا تو اہل یمامہ نے اس کے لیے فوج اکٹھی کر دی اور اس نے اپنی فوج کے میمنہ اور میسرہ پر محکم بن الطفیل اور رحال بن عنفوہ کو امیر مقرر کیا اور یہ رحال وہی شخص ہے جس نے اس کے لیے گواہی دی تھی کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مسیلمہ بن حبیب کو آپ کے ساتھ حکومت میں ساتھی بنایا جائے اور یہ ملعون اہل یمامہ کو سب سے زیادہ گمراہ کرنے والا تھا حتی کہ وہ مسیلمہ کا متبع ہو گیا اللہ تعالیٰ ان دونوں پر لعنت

کرے اور یہ جاہل حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور سورۃ البقرۃ تلاوت کی اور ارتداد کے زمانے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے اسے اہل یمامہ کو اسلام کی دعوت دینے اور انہیں اسلام پر ثابت قدم رکھنے کے لیے بھیجا تو وہ مسیلمہ کے ساتھ مرتد ہو گیا اور اس کی نبوت کی گواہی دی۔

سیف بن عمر (طلحہ عکرمہ) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن ایک جماعت کے ساتھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا اور رجال بن عنفوہ بھی ہمارے ہمراہ تھا آپ نے فرمایا: بلاشبہ تم میں ایک ایسا شخص ہے جس کی ڈاڑھ جو احد سے بھی بڑی ہے، آگ میں ہوگی، پھر سب لوگ مر گئے اور میں اور رجال باقی رہ گئے اور مجھے اس بات کا ڈر تھا حتیٰ کہ جب رجال مسیلمہ کے ساتھ چلا گیا اور اس کی نبوت کی گواہی دی اور رجال کا فتنہ مسیلمہ کے فتنہ سے بھی بڑا تھا۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ایک شیخ کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ قریب آ گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے مقدمہ میں حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ بن حسنہ کو رکھا اور دائیں بائیں حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور رات کو ہر اول دستہ چالیس یا ساٹھ سواروں کے قریب سے گزرا جن کا امیر مجاعہ بن مرارہ تھا اور وہ بنی تمیم اور بنی عامر سے اپنا بدلہ لینے گیا تھا اور اب اپنی قوم کی جانب واپس جا رہا تھا ہر اول دستے نے انہیں پکڑ لیا اور جب سب کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا گیا تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے معذرت پیش کی مگر آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی تصدیق نہ کی اور مجاعہ کے علاوہ سب کو قتل کرنے کا حکم دے دیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے پاس رکھا کیونکہ وہ جنگ اور جنگی چالوں کا ماہر تھا اور بنی حنیفہ کا شریف صاحب مرتبہ سردار تھا۔

روایت ہے کہ جب انہیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: اے بنی حنیفہ تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم کہتے ہیں کہ ہم میں سے بھی نبی ہے اور تم میں سے بھی نبی ہے پس آپ رضی اللہ عنہ نے ایک کے سوا جس کا نام ساریہ تھا سب کو قتل کر دیا۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے شخص اگر تو اس بستی کے ساتھ خیر یا شر کا خواہاں ہے تو اس شخص (مجاعہ بن مرارہ) کو باقی رکھ چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی بیوی کے ساتھ خیمہ میں رکھا اور اس کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا اور جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو مسیلمہ نے اپنی قوم سے کہا: آج غیرت کا دن ہے اگر آج تم لوگوں نے شکست دی تو تمہاری عورتوں سے شادیاں ہوں گی اور تمہاری لونڈیاں بے نکاح کر لی جائیں گی پس اپنے مرتبے کی حفاظت کرو، جنگ کرو اور اپنی عورتوں کو بچاؤ۔ مسلمان آگے بڑھے حتیٰ کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ ایک ٹیلے پر آ گئے جس پر مسیلمہ کا خیمہ تھا اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا جھنڈا دیا اور مہاجرین کا علم سالم مولی ابی حذیفہ کے پاس اور انصار کا علم ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس بن شماس کے پاس تھا اور عرب اپنے اپنے جھنڈوں کے نیچے تھے اور مجاعہ بن مرارہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی بیوی ام تمیم کے ساتھ خیمہ میں مقید تھا۔ پس مسلمانوں اور کافروں کے درمیان سخت مقابلہ ہوا اور اس مقابلے میں مسلمان بھاگ گئے اور اعراب کو شکست ہوئی یہاں تک کہ بنو حنیفہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کے خیمہ میں گھس گئے اور ام تمیم کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو مجاعہ نے اسے پناہ دی اور کہا یہ شریف عورت کیا ہی اچھی ہے۔ اس مقابلے میں رجال بن عنفوہ ملعون قتل ہو گیا اسے حضرت زید رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے قتل کیا پھر صحابہ رضی اللہ عنہم آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس بن شماس نے کہا تم نے اپنے مدمقابلوں کو بری بات کا عادی بنا دیا ہے اور وہ ہر جانب سے بولے اے خالد ہمیں منتخب کرو۔ پس مہاجرین و انصار کا ایک گروہ منتخب کیا گیا اور البراء بن معرور غصے میں آ گیا اور جب جنگ کو دیکھتا تو اسے کپکپی چڑھ جاتی اور وہ مرد کی پشت پر بیٹھ جاتا حتیٰ کہ اپنی شلوار میں پیشاب کر دیتا اور پھر شیر کی طرح حملہ کرتا اور بنو حنیفہ نے ایسی جنگ لڑی جس کی مثال نہیں ملتی اور صحابہ رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو وصیت کرنے لگے اور کہنے لگے: اے اصحاب سورۃ البقرۃ! آج جادو باطل ہو گیا ہے۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس نے زمین میں اپنی آدھی پنڈلیوں تک اپنے پاؤں کے لیے گڑھا کھودا اور کفن پہنا اور خوشبو لگائے ہوئے انصار کا علم اٹھائے ہوئے تھے اور وہیں ثابت قدم رہ کر قتل ہو گئے اور مہاجرین نے سالم رضی اللہ عنہ مولی ابی حذیفہ سے کہا: کیا تمہیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ ہمیں آپ رضی اللہ عنہ سے پہلے جھنڈا دیا جائے؟ تو انہوں نے کہا: اس صورت میں میں بہت برا حامل قرآن ہوں گا۔ اور حضرت زید بن خطاب نے کہا: اے لوگو مضبوطی سے قائم ہو جاؤ اور دشمن کی جانب بڑھو اور آگے بڑھتے جاؤ خدا کی قسم! میں بات نہیں کروں گا یہاں تک کہ اللہ انہیں شکست دے دے یا میں اللہ سے

جاؤں گا پھر اپنی دلیل کے ساتھ بات کروں گا آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو کر فوت ہوئے رضی اللہ عنہ

حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اہل قرآن! قرآن کو افعال سے زینت دو اور آپ نے ان پر حملہ کر کے انہیں دور بھگا دیا اور شہید ہو گئے رضی اللہ عنہ۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے حملہ کیا حتیٰ کہ ان سے آگے نکل گئے اور مسیلمہ کے پہاڑوں تک پہنچ گئے اور انتظار کرنے لگے کہ اس تک پہنچ کر آپ رضی اللہ عنہ اسے قتل کر دیں پھر آپ رضی اللہ عنہ واپس آئے اور دونوں صفوں کے درمیان کھڑے ہو کر مبارزت مانگی اور کہا میں ابن الولید العود ہوں، میں عامر اور زید کا بیٹا ہوں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے شعار سے پکارا "ان دنوں ان کا شعار یا محمداہ تھا" اور جو کوئی بھی آپ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں آتا آپ رضی اللہ عنہ اسے قتل کر دیتے اور جو چیز بھی آپ رضی اللہ عنہ کے قریب آتی اسے فنا کر دیتے اور مقابلہ سخت ہو گیا، پھر آپ رضی اللہ عنہ مسیلمہ کے نزدیک ہوئے اور اس پر انصاف اور حق کی طرف رجوع کرنے کی پیشکش کی تو مسیلمہ کا شیطان اس کو برگشتہ کر دیتا اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کی کوئی بات قبول نہ کرتا اور جب کبھی بھی مسیلمہ کسی بات کے قریب آنے لگتا اس کا شیطان اس کی گردن پھیر دیتا پس حضرت خالد رضی اللہ عنہ اسے چھوڑ کر واپس چلے گئے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اعراب و انصار سے مہاجرین کو الگ کر دیا اور سب بنی اب اپنے اپنے علم تلے جنگ کرتے تھے تا کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ انہیں کہاں سے دھوکا ہوا ہے اور اس میدان کارزار میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے جس جرأت و صبر کا مظاہرہ کیا اس کی مثال نہیں ملتی ہے اور وہ مسلسل اپنے دشمنوں کے سینوں کی طرف پیش قدمی کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان پر فتح دی اور کفار کو پسپائی ہوئی مسلمانوں نے ان کو مارتے ہوئے تعاقب کیا اور ان کی گردنوں پر جہاں چاہی تلوار ماری یہاں تک کہ ان کو موت کے منہ میں دھکیلنے کے لیے باغیچہ میں داخل ہو گئے اور محکم الیمامہ (محکم بن الطفیل لعنہ اللہ) نے انہیں اس باغیچہ میں جانے کا مشورہ دیا تھا اور ان کے درمیان دشمن خدا مسیلمہ لعنہ اللہ بھی تھا اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے محکم بن الطفیل کی گردن میں تیر مارا اور وہ تقریر کر رہا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا اور حدیقہ نے باغیچہ کا دروازہ بند کر دیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کا محاصرہ کر لیا اور حضرت البراء بن مالک نے کہا اے گروہ مسلمین! مجھے باغیچہ میں ان تک پہنچا دو۔ چنانچہ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو ڈھالوں پر اٹھا کر اور انہیں نیزوں پر بلند کر کے آپ رضی اللہ عنہ کو باغیچہ کی دیوار کے اوپر سے ان تک پہنچا دیا اور آپ رضی اللہ عنہ ان سے برابر مسلسل لڑتے رہے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھول دیا اور مسلمان باغیچہ کی دیواروں اور دروازوں سے باغیچہ میں داخل ہو گئے اور اہل یمامہ کے مرتدین کو قتل کرتے رہے حتیٰ کہ وہ مسیلمہ ملعون تک پہنچ گئے اور وہ دیوار کے ایک شگاف میں کھڑا ہے گویا وہ خاکستری رنگ کے اونٹ کی طرح ہے اور وہ ٹیک لگانا چاہتا تھا مگر غصے سے غافل ہو رہا تھا اور جب اس کا شیطان اس سے ملتا تو اس کی باچھوں سے جھاگ نکلنے لگتا۔

حضرت جبیر بن مطعم کا غلام وحشی بن حرب (حضرت حمزہ کا قاتل) اس کی طرف بڑھا اور اسے اپنا نیزہ مارا جو اس کے دوسری جانب سے نکل گیا اور حضرت ابو دجانہ سماک بن خرشہ نے جلدی سے اس کی طرف بڑھ کر تلوار ماری اور وہ گر پڑا اور محل سے ایک عورت نے آواز دی ہائے امیر الوضاء! حبشیوں نے امیر کو ایک سیاہ غلام نے قتل کر دیا باغیچہ اور معرکہ میں کل مقتولین کی تعداد تقریباً دس ہزار تک پہنچ گئی اور ایک روایت ہے کہ اکیس ہزار تھے، اور مسلمانوں کے چھ سو آدمی شہید ہوئے اور ایک روایت ہے کہ پانچ سو تھے واللہ اعلم اور ان میں سادات صحابہ رضی اللہ عنہم اور لوگوں کے سردار بھی تھے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور مجاعہ جو بیڑیوں میں جکڑا ہوا تھا آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے آیا اور آپ رضی اللہ عنہ سے مقتولین کو گنانے لگا تا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو مسیلمہ کا تعارف کرائے اور جب وہ رجال بن عنفوہ کے قریب سے گزرے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کیا یہ ہے؟ اس نے کہا نہیں! خدا کی قسم! یہ اس سے بہتر ہے یہ رجال بن عنفوہ ہے۔

سیف بن عمر روایت کرتے ہیں، پھر وہ ایک زرد رنگ پچکی ہوئی اور سمٹی ہوئی ناک والے شخص کے قریب سے گزرے تو اس نے کہا یہ تمہارا صاحب ہے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا اس شخص کی اتباع کرنے پر خدا تمہارا برا کرے۔ پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے سواروں کو یمامہ کے قلعوں کے آس پاس جو مال اور قیدی تھے انہیں اٹھانے کو بھیجا، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے قلعوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور ان میں صرف عورتیں، بچے اور بوڑھے شیخ باقی تھے مجاعہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو دھوکہ دیا اور کہا کہ یہ قلعے آدمیوں اور جنگجوؤں سے بھرے ہوئے ہیں پس مجھ سے ان

کے معاملے میں مصالحت کر لی، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی کثرتِ جنگ کی تکلیف و مشقت دیکھ کر اس سے مصالحت کر لی۔ اس نے کہا: مجھے ان کے پاس جانے دیجئے تا کہ وہ مجھ سے صلح پر اتفاق کر لیں، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جاؤ، پس وہ ان کے پاس گئے اور عورتوں کو زرہیں پہنے اور قلعوں کی چوٹیوں پر کھڑے ہونے کا حکم دیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو چوٹیاں لوگوں کے سروں سے بھری ہوئی تھیں تو حضرت خالد نے انہیں مجاعہ کے قول کے مطابق آدمی خیال کیا اور صلح کا اتمام کرنے لگے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں دعوتِ اسلام دی تو وہ سارے مسلمان ہو گئے اور حق کی جانب واپس لوٹ آئے۔ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جن لوگوں کو قیدی بنایا تھا ان میں سے کچھ کو انہیں واپس کر دیا اور بقیہ کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گئے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے ان میں سے ایک لونڈی کو لونڈی بنایا اور وہی آپ رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد کی ماں ہے جو محمد بن حنفیہ کہلاتے ہیں اور حضرت ضرار رضی اللہ عنہ بن الازور نے جنگ یمامہ کے متعلق اشعار کہے:

اگر ہمارے متعلق جنوب سے پوچھا گیا تو وہ اس شام کو ضرور جواب دے گی جب عقرباء اور ملہم سوال کریں گی۔ اور اس نے وادی کی چوٹی دریافت کی تو اس کے پتھروں سے دشمنوں کا خون بہنے لگا اس شام کو علاوہ کاٹنے والی مشرفی کے نیزے اور تیر کچھ کام نہ دیتے تھے اے جنوب! اگر تو مسیلمہ کے سوا کفار کی تلاش کرتی ہے تو میں دین کا تابع ہوں، جب جہاد کا موقع ہوا تو میں جہاد کروں گا اور اللہ مرد مجاہد کے بارے میں زیادہ علم رکھتا ہے۔

خلیفہ بن خیاط، محمد بن جریر اور سلف میں سے بہت سے لوگ روایت کرتے ہیں کہ جنگ یمامہ ۱۱ھ میں ہوئی تھی، اور ابن قانع کی روایت ہے کہ یہ سنہ کے آخر میں ہوئی تھی، اور واقدی اور دوسرے لوگوں کی روایت ہے کہ یہ ۱۲ھ میں ہوئی تھی، اور ان کے درمیان تطبیق یہ ہوگی کہ اس جنگ کا آغاز ۱۱ھ میں ہوا اور اختتام ۱۲ھ میں ہوا واللہ اعلم۔

جب بنو حنیفہ کے وفود حضرت صدیق کے پاس آئے تو آپ نے انہیں فرمایا: مسیلمہ کے قرآن سے ہمیں کچھ سناؤ تو وہ کہنے لگے اے خلیفۂ رسول کیا آپ ہمیں معاف کر دیں گے؟ آپ نے فرمایا: آپ کو وہ ضرور سنانا پڑے گا تو وہ کہنے لگے وہ کہا کرتا تھا:

> یا ضفدع بنت الضفدعین نقی کم تنقین، لا الماء تکدرین ولا الشارب تمنعین، رأسک فی الماء وذنبک فی الطین
>
> "اے مینڈکی جو دو مینڈکوں کی بیٹی ہے تمہارے لئے پانی صاف ہے، تو پانی کو گدلا نہیں کرتی اور نہ پینے والے کو منع کرتی ہے، تیرا سر پانی میں اور تیری دم کیچڑ میں ہوتی ہے۔"
>
> نیز وہ کہتا تھا: والمبذرات زرعا، والحاصدات حصدا، والذاریات قمحا، والطاحنات طحنا، والخابزات خبزا، والثاردات ثردا، واللاقمات لقما، إهالة وسمنا، لقد فضلتم على أهل الوبر، وما سبقكم أهل المدر، ريفكم فامنعوه، والمعتر فآووه، والباغي فناوئوه۔
>
> "اور قسم ہے کھیتی کا بیج ڈالنے والی جماعت کی، اور کھیتی کاٹنے والی جماعتوں کی اور گندم اڑانے والی جماعتوں کی، اور پیسنے والی جماعتوں کی اور روٹی پکانے والی جماعتوں کی اور ثرید بنانے والی جماعتوں کی اور چربی اور گھی کے لقمے بنانے والی جماعتوں کی، تحقیق تم دیہاتی لوگوں سے بڑھ گئے ہو اور شہر والوں نے تم سے سبقت نہیں کی، پس اپنے ساتھی کی حفاظت کرو اور فقیر کو پناہ دو اور ضرورت کی خبر دینے والے سے ہمدردی کرو۔"

انہوں نے ان خرافات کا بھی ذکر کیا جن کے بیان کرنے سے کھلنڈرے بچے بھی شرماتے ہیں، کہتے ہیں حضرت صدیق نے ان سے فرمایا: تمہارا برا ہو! وہ تمہاری عقلوں کو کہاں لے جاتا تھا؟ یہ کلام إل سے نہیں نکلا، اور وہ کہا کرتا تھا:

والفیل وما ادراک ما الفیل، له زلوم طویل، [illegible]، واللیل الدامس، والذئب الهامس، ما قطعت اسید من رطب ولا یابس، اور اس کا یہ قول بیان ہو چکا ہے کہ: لقد انعم الله على الحبلى، اخرج منها نسمة تسعى، من بين صفاق وحشى، اور اس طرح کا اور خفیف کلام بھی کیا کرتا تھا۔

ابوبکر بن الباقلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب اعجاز القرآن میں مسیلمہ لعنہ اللہ اسود اور سجاح وغیرہ جاہل اور کذاب نبیوں کے کلام کا جو حصہ بیان کیا ہے جو ان کی کم عقلی اور ان کے پیروکاروں کی کم عقلی پر دلالت کرتا ہے جنہوں نے گمراہی اور باطل میں ان کی پیروی کی۔

ہم نے حضرت عمرو بن العاص سے روایت کی ہے کہ وہ اپنے زمانہ جاہلیت میں مسیلمہ کے پاس گئے تو مسیلمہ نے ان سے پوچھا، اس وقت تمہارے ساتھی پر کیا کلام اترا ہے؟ تو عمرو نے اسے کہا ان پر ایک مختصر اور بلیغ صورت اتری ہے اس نے کہا وہ کیا ہے؟ آپ نے کہا:

والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر

راوی بیان کرتا ہے، مسیلمہ نے کچھ دیر سوچا پھر اپنا سر اٹھایا اور کہا، مجھ پر بھی اس جیسی صورت نازل ہوئی ہے، عمرو نے اس سے پوچھا وہ کیا ہے؟ تو مسیلمہ نے کہا

یا وبر یا وبر، انما انت اذنان وصدر، وسائرک حفر نقر

پھر کہنے لگا اے عمرو تیرا کیا خیال ہے؟ عمرو نے اسے کہا خدا کی قسم تجھے اچھی طرح علم ہے کہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔

علمائے تاریخ نے بیان کیا ہے کہ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل کیا کرتا تھا اسے پتہ چلا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کنویں میں تھوکا تو اس کا پانی بڑھ گیا ہے، پس اس نے ایک کنویں میں تھوکا تو اس کا پانی بالکل خشک ہو گیا۔ اور ایک کنویں میں تھوکا تو اس کا پانی کڑوا ہو گیا اور اس نے وضو کیا اور اپنے وضو کے پانی سے کھجور کے ایک درخت کو سیراب کیا تو وہ خشک ہو گیا اور مر گیا اور بچوں کے پاس انہیں برکت دینے آیا اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرنے لگا تو ان میں سے بعض کے سر گنجے ہو گئے اور بعض کی زبان ہکلا گئی۔

کہا جاتا ہے کہ اس نے ایک شخص کے لئے دعا کی جس کی آنکھوں میں تکلیف تھی، پس اس نے اس کی دونوں آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ اندھا ہو گیا۔

سیف بن عمر نے خلید بن زفر النمری سے عمیر بن طلحہ النمری سے اس کے باپ سے بیان کیا ہے کہ وہ یمامہ آیا تو کسی اعرابی نے پوچھا مسیلمہ کہاں ہے؟ اس نے کہا خاموش ہو جاؤ اور رسول اللہ کہو، اس نے کہا جب تک میں اسے دیکھ نہ لوں رسول اللہ نہیں کہوں گا، جب وہ آیا تو اس نے پوچھا تو مسیلمہ ہے؟ اس نے کہا ہاں، اس نے پوچھا تیرے پاس کون آتا ہے؟ اس نے کہا رحمن، اس نے کہا کیا نور میں آتا ہے یا ظلمت میں؟ اس نے کہا ظلمت میں، اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو کذاب ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم صادق ہیں۔ لیکن ربیعہ کا کذاب ہمیں مضر کے صادق سے زیادہ محبوب ہے اور یہ بدو عقرباء کے روز اس کے ساتھ قتل ہوا اللہ اس پر رحم نہ کرے۔

باشندگان بحرین کے ارتداد اور اسلام کی طرف واپسی کا بیان

ان کا واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علاء بن الحضرمی کو ان کے بادشاہ المنذر بن ساوی العبدی کے پاس بھیجا اور اس نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا اور ان میں اسلام اور عدل و انصاف کو قائم کیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو آپ کے تھوڑا عرصہ بعد المنذر بھی فوت ہو گیا اور اس کی بیماری کے وقت حضرت عمرو بن العاص اس کے پاس گئے تو اس نے آپ سے کہا اے عمرو! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مریض کے لئے اس کے مال میں سے کچھ مقرر کرتے تھے؟ آپ نے جواب دیا تہائی مال مقرر کرتے تھے، اس نے کہا تب اس مال کو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا اگر آپ چاہیں تو اپنے بعد اسے نیکی کے کاموں پر وقف کر دیں، اس نے کہا میں پسند نہیں کرتا کہ اسے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کی طرح بناؤں، بلکہ میں اسے صدقہ کر دوں گا، پھر اس نے ایسے ہی کیا اور فوت ہو گیا، اور حضرت عمرو بن العاص اس سے تعجب کرتے تھے، پس جب المنذر فوت ہو گیا تو بحرین کے باشندے مرتد ہو گئے اور انہوں نے الغرور کو اپنا بادشاہ بنا لیا اور وہ المنذر بن النعمان بن المنذر تھا اور ان کے ایک آدمی نے کہا اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوتے تو فوت نہ ہوتے اور جواثی کی بستی کے سوا کوئی بستی اسلام پر قائم نہ رہی اور یہ پہلی بستی تھی جس نے مرتدین میں سے نماز جمعہ کو قائم کیا جیسا کہ بخاری میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے مرتدین نے ان کا محاصرہ کر لیا اور ان پر تنگی کی اور ان کا غلہ روک لیا اور وہ

بند ہو گئے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے جواثی میں مسلمانوں کا محاصرہ کروا دیا۔ ایک شخص عبداللہ بن حذف نے، جو بنی بکر بن کلاب کا آدمی تھا، بھوک کی شدت سے تنگ ہو کر کہا:

''اے حضرت ابوبکرؓ اور مدینہ کے سب جوانوں کو پیغام پہنچا دو کہ کیا تمہارے پاس ان معزز لوگوں کے لیے کچھ ہے جو جواثا میں محصور ہیں؟ اور یہ بات عجیب ہے کہ ان کے خون سورج کی شعاعوں کی طرح دیکھنے والوں کو ڈھانکے ہوئے ہیں، ہم نے رحمٰن پر توکل کیا ہے اور ہم نے توکل کرنے والوں کے لیے صبر پایا ہے۔''

ان کے اشراف میں سے ایک شخص جارود بن معلی نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنے والوں میں شامل تھا ان میں کھڑے ہو کر تقریر کرتے ہوئے کہا اے گروہ عبدالقیس میں تم سے ایک بات دریافت کرنے والا ہوں، اگر تمہیں اس کے متعلق علم ہو تو مجھے بتانا اور اگر تمہیں اس کا علم نہیں تو مجھے جواب نہ دینا۔ انہوں نے کہا پوچھو، اس نے کہا کیا تمہیں علم ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی اللہ کے انبیاء تھے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں، اس نے کہا تم انہیں جانتے ہو یا انہیں دیکھتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم انہیں جانتے ہیں۔ اس نے کہا انہوں نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا وہ فوت ہو گئے۔ اس نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح فوت ہو گئے ہیں جیسے وہ فوت ہو گئے ہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ انہوں نے کہا ہم بھی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اور تو ہمارا افضل اور سردار آدمی ہے اور وہ اپنے اسلام پر قائم رہے اور انہوں نے بقیہ لوگوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں حضرت صدیقؓ نے ان کی طرف حضرت العلاء بن الحضرمی کو بھیجا۔ آپ جب بحرین کے نزدیک آئے تو ثمامہ بن اثال ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ آپ کے پاس آیا اور بنو حنیفہ کے سب امراء بھی حضرت العلاء بن الحضرمی کی فوج میں شامل ہو گئے، حضرت العلاء نے ان کا اکرام کیا اور انہیں خوش آمدید کہا اور ان سے حسن سلوک کیا، اور حضرت العلاء مستجاب الدعوات عبادت گزار علماء صحابہ کے سادات میں سے تھے۔ اس غزوہ میں آپ سے یہ اتفاق ہوا کہ آپ ایک منزل پر اترے اور ابھی لوگ زمین پر لگے بھی نہ تھے کہ اونٹ فوج کے سامان، خوراک اور خیموں سمیت بھاگ گئے اور صرف اپنے کپڑوں کے ساتھ وہ زمین پر باقی رہ گئے، اور اس کے سوا ان کے پاس کوئی چیز نہ تھی۔ اور یہ واقعہ رات کو ہوا اور وہ ایک اونٹ کو بھی نہ پکڑ سکے اور لوگوں کو بے حساب غم و فکر لاحق ہوا اور وہ ایک دوسرے کو وصیتیں کرنے لگے۔ حضرت العلاء کے منادی نے آواز دی تو لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے، آپ نے فرمایا اے لوگو! کیا تم مسلمان نہیں؟ کیا تم راہ خدا میں جہاد میں نہیں؟ کیا تم انصار اللہ نہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں، آپ نے فرمایا خوش ہو جاؤ، خدا کی قسم جس شخص کی حالت تمہارے جیسی ہو اللہ تعالیٰ اسے بے یارو مددگار نہیں چھوڑتا۔ فجر کے طلوع ہونے پر اذان دی گئی تو آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور جب آپ نماز پڑھ چکے تو آپ دو زانو ہو کر بیٹھ گئے اور لوگ بھی دو زانو ہو کر بیٹھ گئے اور دعا میں لگ گئے اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور لوگوں نے بھی اسی طرح کیا، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا اور لوگ آفتاب کے سراب کی طرف دیکھنے لگے جو یکے بعد دیگرے چمکتا تھا اور وہ خوب زور سے دعا کر رہے تھے، جب آپ نے تیسری بار دعا کی تو اچانک اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک جانب خالص پانی کا تالاب بنا دیا، پس آپ اور لوگ چل کر اس کے پاس گئے اور پانی پیا اور غسل کیا اور ابھی دن چڑھا نہیں تھا کہ اونٹ ہر جانب سے مع زاد و سامان آ گئے اور لوگوں کے سامان سے ایک دھاگہ بھی گم نہ ہوا اور انہوں نے اونٹوں کو ایک دفعہ سیراب کرنے کے بعد دوسری دفعہ سیراب کیا اور اس فوج کے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا یہ نشان دیکھا، پھر جب آپ مرتدین کی فوجوں کے نزدیک ہوئے اور انہوں نے بہت مخلوق کو جمع کیا تو آپ اتر پڑے اور وہ بھی اتر پڑے، اور انہوں نے ایک دوسرے کے نزدیک منازل میں رات گزاری، اسی دوران میں کہ مسلمان شب بسری میں تھے مرتدین کی فوجوں سے حضرت العلاء نے بلند آوازوں کو سنا تو آپ نے فرمایا کون ان لوگوں کے حالات کے بارے میں ہمیں اطلاع فراہم کرے گا؟ تو عبداللہ بن حذف کھڑے ہوئے اور ان کے اندر چلے گئے تو انہوں نے ان کو شراب میں مدہوش پایا اور واپس آ کر آپ کو اطلاع دی، حضرت العلاء فوراً سوار ہو گئے اور فوج بھی آپ کے ساتھ تھی، آپ نے ان پر اچانک حملہ کر دیا اور انہیں خوب قتل کیا اور ان میں سے تھوڑے لوگ ہی بھاگ سکے، اور آپ نے ان کے اموال و ذخائر و سامان پر قبضہ کر لیا اور یہ ایک بہت بڑی غنیمت تھی اور الحطم بن ضبیعہ بنی قیس بن ثعلبہ کا بھائی جو قوم کے سرداروں میں سے تھا سویا ہوا تھا اور جب مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا تو وہ حیران ہو کر اٹھا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوا تو اس کی رکاب ٹوٹ گئی اور وہ کہنے لگا کون میری رکاب

کون درست کرے گا تو رات کو ایک مسلمان آیا اور اس نے کہا میں رکاب کو تمہارے لیے درست کر دیتا ہوں، اپنا پاؤں اٹھاؤ، جب اس نے اسے اٹھایا تو اس نے اس پر تلوار کا وار کیا اور اس کے پاؤں کے ساتھ اسے بھی کاٹ دیا، اس نے مسلمان کو کہا میرا کام تمام کر دو، اس نے کہا میں نہیں کروں گا، اور وہ پچھڑا پڑا رہا اور جب کوئی شخص اس کے پاس سے گزرتا تو اسے قتل کرنے کو کہتا تو وہ انکار کر دیتا، یہاں تک کہ قیس بن عاصم اس کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے کہا میں حطم ہوں مجھے قتل کر دو تو اس نے اسے قتل کر دیا اور جب اس نے اس کے پاؤں کو کٹا ہوا دیکھا تو اس کے قتل کرنے پر نادم ہوا اور کہنے لگا ہائے برا ہوا اگر مجھے اس کی حالت کا علم ہوتا تو میں اسے حرکت نہ دیتا، پھر مسلمان شکست خوردوں کے تعاقب میں لگ گئے اور انہیں ہر گھات اور راستے میں قتل کرنے لگے، اور ان میں سے فرار ہونے والوں کی اکثریت سمندر میں کشتیوں پر سوار ہو کر دارین کی طرف چلی گئی پھر حضرت العلاء بن الحضرمی غنیمت کی تقسیم اور سامان کے اٹھانے میں مصروف ہو گئے اور اس سے فارغ ہو کر آپ نے مسلمانوں سے کہا ہمیں دارین لے چلو تا کہ ہم ان دشمنوں سے جنگ کریں، جو وہاں موجود ہیں تو انہوں نے جلدی سے اس کا جواب دیا اور آپ ان کو لے کر ساحل سمندر پر آ گئے تا کہ وہ کشتیوں میں سوار ہوں، آپ نے دیکھا کہ مسافت دور ہے اور یہ کشتیوں پر ان کے پاس نہیں پہنچیں گے اور دشمن تباہ ہو جائیں گے، پس آپ گھوڑے سمیت سمندر میں داخل ہو گئے، اور آپ کہہ رہے تھے، یا ارحم الراحمین یا حکیم یا کریم یا احد یا صمد یا حی یا محیی یا قیوم یا ذالجلال والاکرام لا الٰہ الا انت ربنا، اور آپ نے فوج کو حکم دیا کہ یہ کلمات پڑھیں اور سمندر میں گھس جائیں، انہوں نے ایسے ہی کیا اور آپ انہیں اذن الٰہی سے کھاڑی سے پار لے گئے، اور وہ نرم ریت پر چلتے تھے، جس کے اوپر پانی تھا، جو اونٹوں کے پاؤں اور گھوڑوں کے ٹخنوں تک نہ پہنچتا تھا، اور کشتیوں کے لئے اس کا سفر ایک دن رات کا تھا، پس آپ نے دوسرے کنارے تک اسے طے کیا، اور آپ نے اپنے دشمنوں سے جنگ کر کے ان کو مغلوب کر لیا اور ان کے غنائم کو سمیٹ کر واپس آ گئے، اور دوسرے کنارے تک اسے طے کیا، اور جہاں سے چلے تھے وہیں آ گئے اور یہ سب کچھ ایک دن میں ہوا اور آپ نے دشمن کا کوئی مخبر نہ چھوڑا اور بچوں، چوپایوں اور اموال کو لے آئے اور مسلمانوں نے سمندر میں کوئی چیز ضائع نہ کی، ہاں ایک مسلمان کے گھوڑے کا توبرا گم ہو گیا اور حضرت العلاء واپس جا کر اسے بھی لے آئے، پھر آپ نے مسلمانوں میں غنائم کو تقسیم کیا اور فوج کی کثرت کے باوجود سوار کو دو ہزار اور پیادے کو ایک ہزار درہم ملے اور آپ نے حضرت صدیق کو خط لکھ کر یہ بات بتائی اور حضرت صدیق نے ان کے کارنامے پر شکریہ ادا کرنے کے لئے آدمی بھیجا اور ایک مسلمان عفیف بن المنذر نے ان کے سمندر پر سے گزرنے پر کہا:

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے سمندر کو رام کر دیا ہے اور کفار پر ایک عظیم مصیبت اتاری ہے، انہوں نے ہمیں سمندر کے کنارے کی طرف بلایا تو وہ ہمارے پاس اوائل کے سمندر پھٹنے سے بھی عجیب تر کرامت لایا۔

سیف بن عمرو تمیمی نے بیان کیا ہے کہ وہ ان مواقع و مشاہد میں مسلمانوں کے ساتھ تھا، جن میں انہوں نے حضرت العلاء کی ان کرامات کو دیکھا، جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ جاری کیں، اس وقت ہجر کے باشندوں میں سے ایک راہب نے اسلام قبول کیا تو اس سے دریافت کیا گیا کہ تجھے کونسی چیز اسلام کی طرف لائی ہے تو اس نے کہا جو نشانات میں نے دیکھے ہیں اگر میں ان کے دیکھنے کے بعد اسلام قبول نہ کرتا تو مجھے خدشہ تھا کہ اللہ مجھے مسخ کر دے گا، نیز کہا میں نے سحر کے وقت ہوا میں پکار سنی، لوگوں نے پوچھا وہ کیا تھی؟ اس نے کہا اللھم انت الرحمن لا الٰہ غیرک، والبدیع لیس قبلک شیء، والدائم غیر الغافل، والذی لا یموت وخالق ما یری وما لا یری، وکل یوم انت فی شان وعلمت اللھم کل شیء علما، وہ بیان کرتا ہے کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ امر الٰہی پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور فرشتے ان کی مدد کرتے ہیں، راوی بیان کرتا ہے کہ وہ بہت اچھا مسلمان ہوا اور صحابہ اس سے باتیں سنا کرتے تھے۔

اہل عمان اور مہرہ یمن کے ارتداد کا بیان

اہل عمان میں ایک شخص ظہور ہوا جسے ذوالتاج لقیط بن مالک ازدی کہا جاتا تھا، اور جاہلیت میں اس کا نام الجلندی تھا، اس نے بھی اسی طرح دعویٰ نبوت کیا اور اہل عمان کے جہلا نے اس کی متابعت کی اور وہ عمان پر متغلب ہو گیا اور اس کے جیفر اور عباد کو مغلوب کر کے ان دونوں کو پہاڑوں

بر سمندر کی نواحی اطراف کی طرف جانے پر مجبور کر دیا، پس جیفر نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف آدمی بھیجا، جس نے آپ کو سب حالات بتائے اور آپ سے کمک مانگی، حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے دو امیروں، حذیفہ بن محصن حمیری اور عرفجہ البارقی الازدی کو اس کے پاس بھیجا، حذیفہ کو عمان کی طرف اور عرفجہ کو مہرہ کی طرف، اور ان دونوں کو حکم دیا کہ وہ دونوں اکٹھے رہیں اور عمان سے ابتدا کریں اور حذیفہ امیر ہوں گے اور جب وہ بلاد مہرہ کی طرف جائیں گے تو عرفجہ امیر ہوں گے۔

اس سے پہلے [illegible] میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عکرمہ بن ابی جہل کو مسیلمہ کی طرف بھیجا تو ان کے پیچھے شرحبیل بن حسنہ کو بھیجا، اور حضرت عکرمہ نے جلد بازی سے کام لیا اور شرحبیل کی آمد سے قبل ہی مسیلمہ پر حملہ کر دیا تا کہ آپ اکیلے ہی فتح حاصل کریں، پس مسیلمہ نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو زخم لگائے اور وہ واپس پلٹ آئے حتیٰ کہ خالد بن ولید آ گئے اور انہوں نے مسیلمہ کو مغلوب کیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور حضرت صدیق نے انہیں ان کی جلد بازی پر ملامت کا خط لکھا اور فرمایا کہ میں آزمائش کے بعد تمہارے بارے میں نہ کچھ سنوں اور نہ تمہیں دیکھوں، اور انہیں حکم دیا کہ وہ حذیفہ اور عرفجہ کے ساتھ مل کر عمان کو جائیں، اور تم میں سے ہر کوئی اپنی فوج کا امیر ہو گا اور جب تک تم عمان میں ہو، لوگوں کے امیر حذیفہ ہوں گے، اور جب تم فارغ ہو جاؤ تو مہرہ کی طرف چلے جاؤ اور جب تم وہاں سے فارغ ہو جاؤ تو یمن اور حضرموت کی طرف چلے جاؤ اور مہاجر بن ابی امیہ کے ساتھ ہو جانا اور حضرموت اور یمن کے درمیان تمہیں جو مرتد ملے، اسے سزا دو، اور حضرت عکرمہ، حضرت صدیق کے حکم کے مطابق حذیفہ اور عرفجہ کے عمان پہنچنے سے قبل ان کے ساتھ ہو گئے، اور ان دونوں کو حضرت صدیق نے لکھا کہ وہ فراغت کے بعد عمان سے چلے جائیں یا وہاں پر قیام کرنے کے بارے میں حضرت عکرمہ کی رائے تک پہنچیں، پس وہ چل پڑے اور جب وہ عمان کے قریب آئے تو انہوں نے جیفر سے مراسلت کی اور لقیط بن مالک کو بھی فوج کی آمد کی اطلاع مل گئی تو وہ اپنی فوج کے ساتھ نکلا اور دبا مقام پر پڑاؤ کر لیا، یہ مقام اس علاقے کا شہر اور بڑی منڈی تھی، اور اس نے بچوں اور اموال کو اپنے پیچھے رکھا تا کہ ان کی جنگ کے لئے قوت کا باعث ہو، اور جیفر اور عباد صحار مقام پر اکٹھے ہو گئے، اور وہیں پڑاؤ کر لیا، اور حضرت صدیق کے امراء کی طرف پیغام بھیجا اور وہ مسلمانوں کے پاس آئے، اور دونوں فوجیں وہاں آمنے سامنے ہو گئیں اور شدید جنگ ہوئی، اور مسلمان آزمائش میں پڑ گئے، اور قریب تھا کہ وہ پشت پھیر جائیں، پس اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس نازک گھڑی میں بنی ناجیہ اور عبد القیس کے امراء کی جماعت کے ساتھ ان کے پاس فوج بھیج دی اور جب وہ ان کے پاس پہنچ گئے تو انہیں فتح و کامیابی حاصل ہوئی، اور مشرکین پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا اور ان میں سے دس ہزار جنگجوؤں کو قتل کر دیا اور بچوں کو قید کر لیا اور تمام اموال اور منڈی پر قبضہ کر لیا، اور امیر عرفجہ کے ساتھ خمس کو حضرت صدیق کے پاس بھیجا، پھر عرفجہ اپنے اصحاب کے پاس واپس آ گئے۔

اور جب وہ عمان سے فارغ ہو گئے، جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو حضرت عکرمہ اپنی فوجوں کے ساتھ اور جو لوگ ان میں شامل ہو گئے تھے ان کے ساتھ بلاد مہرہ کو گئے حتیٰ کہ آپ مہرہ میں داخل ہو گئے اور آپ نے ان کو دو فوجوں میں منقسم پایا، ایک کا امیر [illegible] تھا جو بنی [illegible] کا ایک شخص تھا، اور دوسری فوج کا امیر مصبح تھا اور دونوں میں اختلاف پایا جاتا تھا، اور یہی اختلاف مومنوں کے لیے رحمت تھا، حضرت عکرمہ نے شخریت کے ساتھ خط و کتابت کی تو اس نے آپ کو جواب دیا اور حضرت عکرمہ کے ساتھ شامل ہو گیا اور مسلمان اس سے طاقتور ہو گئے اور مصبح کا دل کمزور ہو گیا، حضرت عکرمہ نے اسے دعوت الی اللہ اور سمع و اطاعت کرنے کا پیغام بھیجا تو وہ اپنے ساتھیوں کی کثرت اور شخریت کی مخالفت کی وجہ سے اکڑ گیا اور اپنی سرکشی پر اصرار کرنے لگا تو حضرت عکرمہ اپنی فوجوں کے ساتھ اس کی طرف بڑھے اور شخریت کے ساتھ وہ بھی تھا، دبا کی جنگ سے بھی زیادہ سخت جنگ ہوئی، پھر اللہ تعالیٰ نے فتح و کامیابی عطا فرمائی اور مشرکین بھاگ گئے اور مصبح اور اس کی قوم کے بہت سے آدمی قتل ہو گئے اور مسلمانوں نے ان کے اموال کو غنیمت میں حاصل کیا اور غنیمت میں نجیب اونٹوں کے ایک ہزار، اور گھوڑیاں بھی تھیں، پس ان سب چیزوں کو حضرت عکرمہ نے [illegible] کر دیا اور آپ نے اس کے خمس کو شخریت کے ساتھ حضرت صدیق کے پاس بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو فتح عطا فرمائی اس کے متعلق آپ کو بتایا اور مخزوم کے بنی عابد کے ایک شخص السائب کے ہاتھ خوشخبری بھی بھیجی اور اس بارے میں مہرہ کے ایک شخص نے یہ اشعار کہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ محرمات اور ہاشم اور قریش کو جب وہ دو ملعون لونڈیوں کو ہمارے پاس لائے، ایسے بچاؤ کی جزا دے جو کسی عہد کی نگہبانی نہیں کرتا اور اس سے اس چیز کی امید رکھتا ہے جس کی اکثر سب سے امید کی جاتی ہے۔ خبردار اگر میری قوم کی نرمی اور ان کے کارنامے نہ ہوتے تو تم پر بھی چھوڑنے کے راستے تنگ ہو جاتے اور ہماری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو کاٹا اور زمانے میں ہم پر مصائب نازل ہوئے۔

فصل: ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب اسود عنسی یمن میں ظاہر ہوا تو اس نے یمن کے بہت سے کمزور عقل اور کم دین لوگوں کو گمراہ کیا یہاں تک کہ ان میں سے بہت سے لوگ یا ان کی اکثریت اسلام سے مرتد ہو گئی اور یہ کہ اسے مسلمان امراء قیس بن مکشوح، فیروز دیلمی اور داذویہ نے قتل کیا اور اس بات کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

جب انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی اطلاع ملی تو اہل یمن میں حیرت و شک میں پڑے ہوئے تھے اس میں اضافہ ہو گیا اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے اور حضرت صدیق نے اہل یمن کے امراء و سرداروں کو لکھا کہ وہ فیروز اور قیس بن مکشوح کی مدد کریں اور آپ کی فوجیں جلد ان کے پاس پہنچ جائیں گی اور قیس نے ان تینوں امیروں کے قتل کی خواہش کی مگر وہ داذویہ پر ہی قابو پا سکا اور فیروز دیلمی اس سے بچ گیا اور یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ اس نے کھانا پکایا اور سب سے پہلے داذویہ کو پیغام بھیجا جب وہ اس کے پاس آیا تو اس نے جلدی سے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا پھر اس نے فیروز کو اپنے ہاں آنے کا پیغام بھیجا اور جب وہ راستے ہی میں تھا تو اس نے ایک عورت کو دوسری عورت سے کہتے سنا کہ خدا کی قسم یہ بھی اپنے ساتھی کی طرح قتل ہو گا پس وہ راستے ہی سے واپس چلا گیا اور اس نے اپنے اصحاب کو داذویہ کے قتل کے متعلق اطلاع دی اور وہ اپنے خولانی ماموؤں کے پاس چلا گیا اور قیس نے داذویہ کی اولاد کو یمن سے جلاوطن کر دیا اور ایک دستہ خشکی میں اور ایک دستہ سمندر میں بھیجا، پس فیروز غضبناک ہو کر بہت سی مخلوق کے ساتھ نکلا اور اس کی قیس کے ساتھ مڈبھیڑ ہوئی اور باہم شدید جنگ ہوئی پس اس نے قیس اور اس کی ہمراہی فوج اور اسود عنسی کی بقیہ فوج کو شکست دی اور انہوں نے ہر جانب انہیں شکست دی اور قیس اور عمرو بن معدیکرب قید ہو گئے اور عمرو بھی اسی طرح مرتد ہو گیا تھا اور اس نے اسود عنسی کی بیعت کر لی تھی اور مہاجر بن ابی امیہ نے ان دونوں کو قید کر کے حضرت صدیق کی طرف بھیجا تو آپ نے ان دونوں کو زجر و توبیخ کی تو ان دونوں نے آپ کے پاس معذرت کی اور آپ نے ان کے ظاہری عذر کو قبول کر لیا اور ان کی اندرونی کیفیت کو خدا پر چھوڑ دیا اور ان کو آزاد کر دیا اور ان کو اپنی اپنی قوم کی طرف واپس بھیج دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یمنی کارندے طویل جنگوں کے بعد اپنی ان جگہوں پر واپس آ گئے جہاں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تھے اور اگر ہم ان کے بیان کا استقصاء کریں تو ان کا ذکر طویل ہو جائے گا۔

خلاصہ کلام یہ کہ جزیرہ عرب کی ہر جانب کے باشندوں میں سے بعض نے ارتداد اختیار کر لیا تھا، پس حضرت صدیق نے امراء اور جیوش کو ان کی طرف بھیجا تاکہ وہ ان اطراف میں رہنے والے مومنین کے مددگار ہوں اور اس میدان میں اپنے کارنامے دکھائیں، جس میدان میں بھی مومنین اور مشرکین کا مقابلہ ہوا، حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی فوج وہاں کے مرتدین پر غالب آئی اور ان کو خوب قتل کیا اور بہت سی غنیمتیں حاصل کیں، جس سے وہاں کے باشندے طاقت حاصل کرتے اور خمس کو حضرت صدیق کی طرف بھیجتے اور وہ اسے لوگوں میں تقسیم کر دیتے اور اسی طرح انہیں بڑی قوت حاصل ہو جاتی اور جنگوں اور بدیوں میں سے جو لوگ ان سے جنگ کے خواہاں ہوتے وہ ان سے جنگ کے لئے تیار ہو جاتے جیسا کہ عنقریب اس کی تفصیل بیان ہو گی۔

اور مسلسل یہی کیفیت رہی حتیٰ کہ جزیرہ عرب میں صرف اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبردار اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے مطیع ہی باقی رہ گئے جیسا کہ اہل نجران اور ان کے طریق کو اختیار کرنے والوں کا حال ہے اور ان جنگوں میں سے اکثر جنگیں ۱۱ھ کے آخر اور ۱۲ھ کے شروع میں ہوئیں۔ ہم یہاں سنہ ۱۱ھ کے واقعات کے بعد ان مشاہیر و معززین کا ذکر کرتے ہیں جنہوں نے اس سال وفات پائی۔ واللہ المستعان۔

اور اسی سال میں حضرت معاذ بن جبل یمن سے واپس آ گئے اور حضرت ابوبکر صدیق نے اس سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب کو اپنے پاس رکھا۔

اس سال وفات پانے والوں کا ذکر

۱۱ھ میں وفات پانے والے مشاہیر و اعیان: ہم نے ان کے ساتھ یمامہ میں شہید ہونے والوں کا بھی ذکر کیا ہے، کیونکہ یہ جنگ بعض کے قول کے مطابق ۱۱ھ میں ہوئی تھی، اگرچہ مشہور یہ ہے کہ یہ ربیع الاول ۱۲ھ میں ہوئی تھی، اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محمد بن عبداللہ سید ولد آدم کی وفات ہوئی اور مشہور قول کے مطابق یہ واقعہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو ہوا اور مشہور ترین قول کے مطابق آپ کے چھ ماہ بعد آپ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں، وہ اپنے باپ کی ام سے کنیت کرتی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں وصیت کی تھی کہ وہ آپ کے اہل میں سے سب سے پہلے مجھے ملیں گی اور اس کے ساتھ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ تو جنتی عورتوں کی سردار ہو، اور مشہور قول کے مطابق آپ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں اور آپ ﷺ کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا آپ کی کوئی اولاد زندہ نہ تھی، اس لحاظ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اجر بہت بڑھ گیا، کیونکہ آپ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دکھ پہنچا۔

کہا جاتا ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے عبداللہ کی توام تھیں اور آپ ہی کی جہت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل ہوئی ہے، زبیر بن بکار بیان کرتے ہیں، روایت ہے کہ حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شب زفاف کو حضور علیہ السلام نے وضو کیا اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر پانی ڈالا اور ان دونوں کے لئے دعا کی کہ اے اللہ ان دونوں کی نسل میں برکت دے، اور آپ کے مولیٰ حضرت علی بن ابی طالب نے ہجرت کے بعد آپ سے نکاح کیا اور یہ بدر کے بعد کا واقعہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ احد کے بعد کا ہے اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کرنے کے ساڑھے چار ماہ بعد کا واقعہ ہے اور اس کے ساڑھے سات ماہ بعد آپ ان کے پاس گئے اور آپ نے انہیں اپنی ایک حطمی زرہ مہر میں دی جس کی قیمت چار سو درہم تھی اور اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر پندرہ سال پانچ ماہ تھی، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ سے چھ سال بڑے تھے، اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح کے بارے میں بہت سی ضعیف احادیث بیان ہوئی ہیں جن کا ذکر ہم عدم صحت کی بنا پر نہیں کرتے، اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت محسن اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے، جن سے بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے نکاح کیا۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ عطاء بن السائب نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیں خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ایک چادر، کھجور کی چھال سے بھرا ہوا ایک تکیہ، چکی، دو مشکیزے اور دو گھڑے بھیجے، ایک روز حضرت علی نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا خدا کی قسم! پانی لا لا کر میرے سینے میں درد ہو گیا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کے باپ کے پاس کچھ قیدی عورتیں لایا ہے، جا کر ان سے خادم کا مطالبہ کرو، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا خدا کی قسم میں بھی چکی پیس پیس کر تھک گئی ہوں، میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں، پس آپ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ نے پوچھا اے بیٹی! کیسے آنا ہوا؟ کہنے لگیں میں آپ کو سلام کہنے آئی تھی، اور آپ ﷺ سے سوال نہ کیا اور واپس چلی گئیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ نے کیا کیا ہے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا، مجھے آپ ﷺ سے سوال کرتے ہوئے حیا محسوس ہوئی ہے، پس وہ دونوں اکٹھے آئے، اور حضرت علی کہنے لگے یا رسول اللہ! خدا کی قسم پانی لا لا کر میرے سینے میں درد ہو گیا ہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا چکی پیس پیس کر میرے ہاتھ تھک گئے ہیں اور اللہ نے آپ کے پاس قیدی عورتیں اور کشادگی لائی ہے، پس ہمیں بھی ایک خادم عطا فرمائیں، آپ نے فرمایا خدا کی قسم! میں تمہیں نہیں دوں گا، میں اہل صفہ کو چھوڑ دوں جن کے پیٹ بھوک سے پچک رہے ہیں اور میں ان پر خرچ کرنے کے لئے کچھ نہیں پاتا، بلکہ میں ان کو بیچ کر ان کی قیمت ان پر خرچ کروں گا، پس وہ دونوں واپس آ گئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور ان دونوں نے اپنی چادر اوڑھی ہوئی تھی، جب وہ دونوں اپنے سروں کو ڈھانپتے تو ان کے پاؤں ننگے ہو جاتے، اور جب اپنے پاؤں کو ڈھانپتے تو سر ننگے ہو جاتے، پس وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے، آپ نے فرمایا اپنی جگہ ٹھہرو، پھر فرمایا کیا میں تمہیں اس سے بہتر بات نہ بتاؤں جس کا تم نے مجھ سے سوال کیا ہے؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں، آپ نے فرمایا یہ کلمات مجھے جبریل علیہ السلام نے سکھائے ہیں، تم دونوں ہر نماز

کے بعد دس دفعہ سبحان اللہ دس دفعہ الحمد للہ اور دس دفعہ اللہ اکبر پڑھو اور جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو ۳۳ دفعہ سبحان اللہ ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھو۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ کلمات سکھائے ہیں، میں نے انہیں ترک نہیں کیا۔ راوی بیان کرتا ہے ابن الکواء نے آپ سے کہا شب صفین کو بھی؟ آپ نے انہیں نہیں چھوڑا؟ آپ نے فرمایا: اے اہل عراق، اللہ تمہیں غارت کرے، ہاں میں نے شب صفین کو بھی انہیں ترک نہیں کیا۔ اس حدیث کا آخری حصہ کئی دو طریق۔ یہ صحیحین سے ثابت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تنگ گذران کے باوجود حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صبر و استقلال سے رہتی رہیں اور آپ کی وفات تک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوئی نکاح نہیں کیا، لیکن انہوں نے بنت ابوجہل سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے برا منایا اور لوگوں میں تقریر کی اور فرمایا میں حرام کو حلال نہیں کرتا اور نہ حلال کو حرام کرتا ہوں، بلاشبہ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، جو بات اسے پریشان کرتی ہے، مجھے بھی پریشان کرتی ہے اور جو بات اسے اذیت دیتی ہے، مجھے بھی اذیت دیتی ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ وہ اپنے دین کے بارے میں فتنہ میں پڑ جائے گی، بلکہ میں ابن ابی طالب سے چاہوں گا کہ وہ حضرت فاطمہ کو طلاق دے دے اور ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کر لے، اور قسم بخدا اللہ کے نبی کی بیٹی اور دشمن خدا کی بیٹی کبھی ایک شخص کے ماتحت نہیں ہوں گی، راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منگنی کو چھوڑ دیا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو حضرت فاطمہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے میراث کا مطالبہ کیا تو انہوں نے آپ کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے، حضرت فاطمہ نے مطالبہ کیا کہ ان کے خاوند اس صدقہ کے نگران ہوں گے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس بات کو تسلیم نہ کیا اور فرمایا کہ میں ان لوگوں کی پرورش کروں گا جن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پرورش کرتے تھے اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے ان کاموں میں سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے کچھ بھی چھوڑ دیا تو میں گمراہ ہو جاؤں گا، اور خدا کی قسم! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اپنی قرابت کی صلہ رحمی سے زیادہ محبوب ہے، معلوم ہوتا ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس سے رنج ہوا اور وہ زندگی بھر آپ سے متغیر رہیں اور جب آپ بیمار ہوگئیں تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور انہیں راضی کرنے لگے اور فرمایا خدا کی قسم میں نے گھر بار، مال اور اہل اور خاندان کو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور اے اہل بیت! تمہاری رضامندی کی خاطر چھوڑا ہے، تو حضرت فاطمہؓ آپ سے راضی ہوگئیں۔ بیہقی نے اسے اسماعیل بن ابی خالد کے طریق سے شعبی کی روایت کیا ہے، پھر بیان کیا ہے کہ یہ عمدہ سند کے ساتھ مرسل حسن ہے۔

غسل کس نے دیا؟ جب حضرت فاطمہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت اسماء بنت عمیس، حضرت صدیق کی بیوی کو وصیت کی کہ وہ انہیں غسل دے، پس انہوں نے اور حضرت علی بن ابی طالب اور سلمیٰ ام رافع نے آپ کو غسل دیا اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب بھی ان میں شامل تھے۔ اور یہ جو روایت کی گئی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات سے قبل غسل کیا اور وصیت کی کہ انہیں اس کے بعد غسل نہ دیا جائے، یہ روایت ضعیف ہے، جس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا، واللہ اعلم۔

نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟ ۔ ۔ ۔ آپ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ آپ کے خاوند حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور بعض کا قول ہے کہ آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور بعض کا قول ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی، واللہ اعلم۔

آپ کو ۳ رمضان ۱۱ھ کو منگل کے روز رات کو دفنایا گیا اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے حضور علیہ السلام کی وفات کے دو ماہ بعد وفات پائی اور بعض ۷۰ دن اور بعض ۷۵ دن اور بعض تین ماہ اور بعض آٹھ ماہ بیان کرتے ہیں، اور صحیح بات وہی ہے جو صحیح میں زہری کے طریق سے عروہ کے حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان ہوئی ہے کہ حضرت فاطمہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں اور اسی کے اکثر قائل ہیں۔ کہتے ہیں کہ آپ حضور علیہ السلام کے بعد زندگی بھر نہیں ہنسیں اور آپ حضور کے غم و شوق میں ناقرار تھیں، اور آپ کی عمر میں بھی اختلاف کیا گیا ہے، کہتے ہیں وفات کے وقت آپ کی عمر ۲۷ برس کی تھی، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۲۸ سال، بعض ۲۹ سال، بعض ۳۰ اور بعض ۳۵ سال بتاتے ہیں اور یہ مستبعد ہے اور اس سے پہلے کا قول اقرب ہے، واللہ اعلم۔

آپ بقیع میں دفن ہوئیں اور آپ پہلی عورت ہیں جن کی چار پائی کو چھپایا گیا اور صحیح میں لکھا ہے کہ حضرت علی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں لوگوں سے الگ تھلگ تھے اور جب حضرت فاطمہ کی وفات ہوئی تو انہوں نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنی چاہی اور آپ کی بیعت کرلی جیسا کہ بخاری میں مروی ہے اور یہ بیعت اس اختلاف کے باعث تھی، جو میراث کے سبب پیدا ہو گیا تھا۔ اور یہ اس سے پہلی بیعت کی نفی نہیں کرتی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں واللہ اعلم۔

حضرت ام ایمن کی وفات ۔۔۔ برکۃ بنت ثعلبہ بن عمرو بن حصین بن مالک بن سلمہ بن عمرو بن النعمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی تھیں آپ نے اپنے باپ سے انہیں ورثہ میں حاصل کیا اور بعض کا قول ہے کہ اپنی ماں سے ورثہ میں حاصل کیا پھر حضرت ام ایمن نے آپ کی پرورش کی اور اسی طرح بعد میں بھی اور انہوں نے آپ کا پیشاب بھی پیا اور آپ نے انہیں فرمایا تحقیق تو آگ سے روکنے والوں کے ساتھ ہو گئی ہے اور آپ نے انہیں اور ان کے خاوند عبید کو آزاد کر دیا اور انہوں نے اس کے ایک بیٹے ایمن کو جنم دیا وہ اسی سے مشہور ہو گئیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت زید بن حارثہ نے آپ سے نکاح کیا اور حضرت اسامہ بن زید ان کے ہاں پیدا ہوئے اور آپ نے حبشہ اور مدینہ کی طرف دونوں ہجرتیں کیں اور آپ صالحہ عورتوں میں سے تھیں، حضور علیہ السلام ان کے گھر میں ان کی ملاقات کیا کرتے تھے کہ میری ماں کے بعد یہ میری ماں ہیں اور اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے گھر جا کر ان کی ملاقات کیا کرتے تھے جیسا کہ قبل ازیں سوانح کے ذکر میں بیان ہو چکا ہے آپ نے حضور علیہ السلام کی وفات کے پانچ ماہ بعد وفات پائی، اور بعض چھ ماہ بیان کرتے ہیں۔

حضرت ثابت بن اقرم بن ثعلبہ کی وفات ابن عدی بن العجلان البلوی انصار کے حلیف، جو بدر اور بعد کی جنگوں میں شامل ہوئے آپ جنگ موتہ میں بھی شامل ہوئے اور جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ شہید ہو گئے تو جھنڈا انہیں دیا گیا تو آپ نے اسے حضرت خالد بن ولید کے سپرد کر دیا اور کہا آپ فنون حرب کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ طلیحہ اسدی نے آپ کو اور عکاشہ بن محصن کو قتل کر دیا تھا اور وہ کہتا ہے:

"اس شب میں نے ابن اقرم اور عکاشہ غنمی کو میدان میں قتل کر کے چھوڑ دیا۔"

یہ ۱۱ھ کا واقعہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ۱۲ھ کا ہے اور عروہ سے روایت ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں شہید ہو گئے تھے اور یہ روایت غریب ہے اور پہلی بات صحیح ہے واللہ اعلم۔

حضرت ثابت بن قیس بن شماس کی وفات ۔۔۔ آپ خزرجی انصار میں سے ہیں اور آپ کو انصار کا خطیب اور خطیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہا جاتا ہے اور حضور علیہ السلام سے ثابت ہے کہ آپ نے انہیں شہادت کی بشارت دی، اور اس سے پہلے دلائل النبوۃ میں بیان ہو چکا ہے کہ آپ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور اسی روز انصار کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا۔ امام ترمذی نے مسلم کی شرط کی اسناد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ثابت بن قیس بن شماس کیا ہی اچھا آدمی ہے۔ اور ابوالقاسم طبرانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ احمد بن معلی دمشقی نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن عبدالرحمٰن نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نے عطاء خراسانی مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ آیا اور میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جو مجھ سے ثابت بن قیس بن شماس کی بیٹی کی بات بیان کرے تو انہوں نے اس کی بیٹی کی طرف میری راہنمائی کی میں نے اس سے دریافت کیا تو وہ کہنے لگی میں نے اپنے باپ کو کہتے سنا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اتری ان اللہ لا یحب کل مختال فخور تو حضرت ثابت پر یہ بات شاق گزری اور انہوں نے اپنا دروازہ بند کر لیا اور رونے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو آپ نے حضرت ثابت سے پوچھا تو انہوں نے اس آیت سے جو بات گراں گزری تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی اور کہا میں حسن و جمال کو پسند کرنے والا آدمی ہوں اور میں اپنی قوم کی سیادت بھی کرتا ہوں، آپ نے فرمایا بلاشبہ تم ان میں سے نہیں ہو بلکہ تم بھلائی سے زندگی بسر کرو گے اور بھلائی کے ساتھ فوت ہو گے اور اللہ تعالیٰ تم کو جنت میں داخل کرے گا۔

اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت (یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول الخ) نازل ہوئی تو آپ نے بڑی طرح گریہ کیا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو آپ نے ان کی طرف پیغام بھیجا تو انہوں نے آپ کو صورت حال بتاتے ہوئے آپ کو اس کی خبر دی کہ آپ بلند آواز شخص تھے اور ڈرتے تھے کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کا عمل برباد ہو چکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ تم ان میں سے نہیں ہو، بلکہ تم قابل تعریف حالت میں زندہ رہو گے اور شہید ہو کر فوت ہو گے اور اللہ تعالیٰ تم کو جنت میں داخل کرے گا۔ اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرتدین یمامہ اور مسیلمہ کذاب کی طرف مسلمانوں کو بھیجا تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں کے ساتھ گئے اور جب مسیلمہ اور بنو حنیفہ سے مسلمانوں کی جنگ ہوئی تو انہوں نے مسلمانوں کو تین بار شکست دی تو حضرت ثابت اور حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو ہم اس طرح جنگ نہیں کیا کرتے تھے اور ان دونوں نے اپنے لیے گڑھا کھودا اور اس میں داخل ہو گئے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ان کی بیٹی کا بیان ہے کہ ایک مسلمان نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا تو وہ کہنے لگے کہ گزشتہ کل جب میں قتل ہوا تو ایک مسلمان میرے پاس سے گزرا اور اس نے میری زرہ لے لی، اس کا مکان دور منزل والوں کے انتہائی کنارے پر ہے اور اس کی منزل کے پاس ایک گھوڑا ہے اور اس نے زرہ پر پتھر کی ہنڈیا الٹا کر رکھی ہے اور ہنڈیا کے اوپر کجاوہ رکھا ہوا ہے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے میری زرہ کی طرف آدمی بھیج کر اسے لے لے اور جب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کے پاس جائے تو انہیں بتانا کہ مجھ پر اس اس طرح قرض ہے اور میرے فلاں اس قدر غلام آزاد ہیں اور تو اسے خواب کہنے سے اجتناب کرنا ایسا نہ ہو کہ تو اسے ضائع کر دے۔ (راوی بیان کرتا ہے) وہ شخص حضرت خالد کے پاس آیا اور انہوں نے زرہ کی طرف آدمی بھیجا تو اس نے زرہ کو اسی طرح پڑا دیکھا جیسے انہوں نے بیان کیا تھا اور اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر دی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی موت کے بعد ان کی وصیت کو نافذ کر دیا اور ہمیں کسی شخص کے متعلق علم نہیں کہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس کے سوا اس کی وصیت اس کی موت کے بعد نافذ ہوئی ہو۔

اس حدیث اور قصے کے اور بھی شواہد موجود ہیں اور وہ حدیث جو آیت (لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی) سے متعلق ہے وہ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

حماد بن سلمہ ثابت سے بواسطہ حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس جنگ یمامہ کے دن خوشبو لگا کر آئے اور آپ نے اپنا کفن پہن لیا اور کہا اے اللہ تعالیٰ جو کچھ یہ لوگ لائے ہیں میں تیرے حضور اس سے براءت کرتا ہوں اور جو کچھ ان لوگوں نے کیا ہے اس سے تیرے حضور معذرت کرتا ہوں، پس آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کی زرہ چوری ہو گئی تو ایک شخص نے آپ رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری زرہ ایک ہنڈیا میں فلاں شخص کے پالان کے نیچے پڑی ہے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اسے وصیتیں بھی کیں اور انہوں نے زرہ کو تلاش کیا تو اسے پا لیا اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی وصیتوں کو نافذ کیا۔ طبرانی نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

حضرت حزن بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران مخزومی، آپ رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے اور آپ حضرت سعید بن المسیب کے دادا ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام سہل رکھنا چاہا تو انہوں نے انکار کیا اور کہنے لگے کہ میرے والدین نے میرا جو نام رکھا ہے میں اسے تبدیل نہیں کروں گا، اور ہم میں ہمیشہ سختی رہی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کے دونوں بیٹے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اور وہب رضی اللہ عنہ اور پوتا حکیم بن وہب بن حزن رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے۔

اس سال شہید ہونے والوں میں داذویہ یا دادویہ بھی ہیں جو ابنائے فارس میں سے ایک تھے جنہوں نے اسود عنسی کو قتل کیا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کو قیس بن مکشوح نے اسود عنسی کی طرف داری کرتے ہوئے اپنی عادت سے اور اپنی قوم کے لئے قتل کیا اور جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

بتا سکا۔ ان کے قتل پر زور دو توضیح کی تو اس نے منافقت کا اظہار کیا مگر آپ نے اس کے ظاہری دین اور اسلام کو قبول کر لیا۔

حضرت زید بن الخطاب کی وفات ابن نفیل قرشی عدوی ابو محمد یہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے علاتی بھائی تھے اور حضرت زید بن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بڑے تھے اور بہت پہلے مسلمان ہوئے اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور معن بن عدی عجلانی رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات کروائی، اور یہ دونوں جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے، اس دن مہاجرین کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا اور آپ اسے لے کر مسلسل آگے بڑھتے رہے حتیٰ کہ شہید ہو گئے اور جھنڈا گر گیا اور حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ لیا اور اس دن حضرت زید رضی اللہ عنہ نے رجال بن عنفوہ کو قتل کیا اور اس کا نام نہار تھا اور یہ عرب مسلمان ہو چکا تھا اور اس نے سورۃ بقرہ پڑھی تھی، پھر مرتد ہو گیا اور مسیلمہ کی تصدیق کی اور اس کی رسالت کی گواہی دی، جس سے ایک بڑا فتنہ پیدا ہوا اور اس کی موت حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ہوئی، پھر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک اور شخص نے قتل کر دیا جسے ابو مریم حنفی کہا جاتا تھا اور وہ اس کے بعد مسلمان ہو گیا اور اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عزت دی ہے اور مجھے ان کے ہاتھوں رسوا نہیں کیا ہے، بعض کا قول ہے کہ آپ کو ابو مریم کے علاوہ سلمہ بن صبیح نے قتل کیا تھا، ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے ترجیح دی ہے، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو مریم کو قاضی بننے کے لئے طلب کیا تھا، اور یہ بات پہلی بات کی نفی پر دلالت نہیں کرتی، واللہ اعلم۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے قتل کی اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ مجھ سے دو نیکیوں میں سبقت لے گئے ہیں، وہ مجھ سے پہلے مسلمان ہوئے ہیں اور مجھ سے پہلے شہید ہوئے ہیں، اور آپ نے متمم بن نویرہ سے جب وہ حضرت مالک کے اشعار سے اپنے بھائی کا مرثیہ کہتا تھا، کہا اگر میں اچھے شعر کہہ سکتا تو میں بھی تمہاری طرح شعر کہتا، متمم نے آپ سے کہا، اگر میرا بھائی آپ کے بھائی کے راستے پر جاتا تو میں اس پر غم نہ کرتا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، جس طرح تو نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجھ سے تعزیت کی ہے اس طرح کسی نے مجھ سے تعزیت نہیں کی، اس کے باوجود حضرت فرمایا کرتے تھے کہ جب صبا چلتی ہے تو وہ مجھے حضرت زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی یاد دلاتی ہے۔

حضرت سالم بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات..... آپ کو ابن معقل مولیٰ ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ کہا جاتا ہے، آپ اصل میں ثبیتہ بنت یعار کے آزاد کردہ تھے، اور ابو حذیفہ نے آپ کو متبنیٰ بنا لیا تھا اور اپنے بھائی کی بیٹی فاطمہ بنت الولید بن عتبہ سے آپ کا نکاح کر دیا تھا، اور جب اللہ تعالیٰ نے آیت (ادعوھم لآبائھم) اتاری تو ابو حذیفہ کی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو آ کر کہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ حضرت سالم بے تکلفی میں میرے پاس آ جاتے ہیں تو آپ علیہ السلام نے اسے حکم دیا کہ وہ اسے دودھ پلا دے اس نے آپ کو دودھ پلا دیا، اور یہ حضرت عائشہ کی بجائے اس کے پاس آیا کرتے تھے اور وہ مسلمانوں کے سادات میں سے تھے، انہوں نے بہت پہلے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ سے پہلے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور آپ وہاں پر موجود مہاجرین کو قرآن کریم کی وجہ سے جو آپ کو یاد تھا نماز پڑھایا کرتے تھے جن میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور آپ ان چار آدمیوں میں سے ایک ہیں جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ چار آدمیوں سے قرآن شریف پڑھو، اور ان میں آپ نے سالم مولیٰ ابی حذیفہ کا بھی ذکر کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ ہوتے، تو میں خلافت کے لئے شوریٰ نہ بناتا، ابو عمر بن عبدالبر بیان کرتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ان سے اتنا متاثر تھے کہ آپ ان کو خلافت دے دیتے۔ اور جب آپ نے جنگ یمامہ میں حضرت زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے بعد جھنڈا اٹھایا تو بعض نے آپ سے کہا، ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں آپ سے پہلے جھنڈا نہ گر جائے، آپ نے فرمایا اگر اس صورت میں ایسا ہو تو میں بہت برا حامل قرآن شریف ہوں گا۔ آپ کا دایاں ہاتھ کٹ گیا تو آپ نے جھنڈے کو بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا، وہ بھی کٹ گیا تو آپ نے جھنڈے کو

میں نے لیا اور آپ ﴿وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل﴾ اور ﴿وكأين من نبي قاتل معه ربيون كثير﴾ پڑھتے جاتے تھے جب آپ گھبر گئے تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: ابوحذیفہ نے کیا کیا ہے؟ انھوں نے کہا وہ قتل ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا فلاں نے کیا کیا ہے؟ انھوں نے کہا وہ قتل ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: مجھے ان دونوں کے درمیان لٹا دو۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کی میراث آپ کی مالکہ کے پاس بھیج دی جس نے آپ کو آزاد کیا تھا اس نے میراث کو واپس کر دیا اور کہا میں نے انہیں آزاد کر کے چھوڑ دیا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بیت المال میں داخل کر دیا۔

حضرت ابودجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ کی وفات ...... آپ کو سماک بن اوس بن خرشہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج الانصاری الخزرجی کہا جاتا ہے آپ بدر میں شامل ہوئے اور احد کے دن بہادری و شجاعت کا اظہار کیا اور شدید جنگ کی اور اس دن رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اپنی تلوار عطا فرمائی اور آپ نے اس کا حق ادا کر دیا اور آپ جنگ کے وقت فخر اور اترانے کے ساتھ چلا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس میدان کارزار کے سوا اس حال کو ناپسند کرتا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ اپنے سر پر سرخ پٹی باندھا کرتے تھے جو آپ کی شجاعت کی علامت تھی، آپ جنگ یمامہ میں شامل ہوئے۔ کہتے ہیں کہ آپ اس دن ان لوگوں میں شامل تھے جنھوں نے بنی حنیفہ پر باغ میں حملہ کیا تھا اور آپ کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور اس کے باوجود آپ مسلسل جنگ کرتے رہے حتیٰ کہ اس دن شہید ہو گئے اور آپ نے وحشی بن حرب کے ساتھ مسیلمہ کذاب کے قتل میں حصہ لیا، وحشی نے مسیلمہ کو نیزہ مارا اور حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار کے ساتھ اس پر غالب آ گئے۔ وحشی نے کہا آپ کا رب بہتر جانتا ہے کہ ہم میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے۔

اور بعض کا قول ہے کہ آپ زندہ رہے یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں شامل ہوئے مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے اور حضرت ابودجانہ کی طرف منسوب تعویذ کی جو روایت بیان کی جاتی ہے اس کا اسناد ضعیف ہے اور وہ قابل توجہ ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت شجاع بن وہب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ...... ربیعہ اسدی کے مہاجرین اور بنی عبد شمس کے حلیف بہت پہلے مسلمان ہوئے اور ہجرت کی اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور آپ حارث بن ابی شمر غسانی کی طرف رسول اللہ ﷺ کے ایلچی تھے۔ اس نے اسلام قبول نہیں کیا۔ اور اس کا ساتھی مسلمان ہو گیا۔ حضرت شجاع بن وہب چالیس سال سے چند سال کی عمر میں جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نحیف اور بلند قد تھے۔

حضرت الطفیل بن عمرو بن طریف رضی اللہ عنہ کی وفات ...... ابن العاص بن ثعلبہ بن سلیم بن فہم بن غنم بن دوس الدوسی، آپ نے ہجرت سے بہت پہلے اسلام قبول کیا اور اپنی قوم کے پاس جا کر انہیں دعوت الی اللہ دی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں انکی جماعت کو ہدایت دی اور حضرت نبی کریم ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو آپ رضی اللہ عنہ دوس کے نوے مسلمان گھرانوں کے ساتھ آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ یمامہ کے سال مسلمانوں کے ساتھ گئے اور آپ کا بیٹا عمرو بھی آپ کے ساتھ تھا۔ حضرت الطفیل نے خواب میں دیکھا کہ گویا آپ کا سر منڈا ہوا ہے اور ایک عورت نے اسے اپنی فرج میں داخل کر لیا ہے اور آپ کا بیٹا اس سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے مگر اسے نکلنے نہیں دیا جاتا، آپ نے اس کی تعبیر کی کہ آپ عنقریب قتل ہو کر دفن ہوں گے اور آپ کا بیٹا شہادت کی تلاش کرے گا مگر اس سال شہید نہیں ہوگا اور جس طرح آپ نے تعبیر کی تھی ویسا ہی واقع ہوا اور آپ کا بیٹا جنگ یرموک میں شہید ہوا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ...... آپ ہجرت سے پہلے حضرت سعد اور حضرت اسید بن الحضیر کے اسلام قبول کرنے سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور کعب بن اشرف کے قاتلوں میں شامل تھے اور جب آپ تاریکی میں حضرت رسول کریم ﷺ کے پاس سے نکلتے تو آپ کی چھڑی آپ کے لئے روشن ہو جاتی تھی

مصعب بن عبداللہ زبیری سے روایت کرتے ہیں کہ آپ جنگ یمامہ کے دن چالیس سال چند سال کی عمر میں شہید ہوئے اور آپ نے بہت تکلیف اٹھائی اور محمد بن اسحاق، یحییٰ بن محمد بن جعفر بن الزبیر عن عباد بن عبداللہ بن الزبیر عن عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول ﷺ رات کو بیدار ہوئے تو آپ نے ﷺ حضرت عباد کی آواز سنی، تو فرمایا اے اللہ! انہیں بخش دے۔

حضرت السائب بن عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات آپ بدری تیر اندازوں میں سے ہیں، جنگ یمامہ کے دن آپ کو تیر لگا، جس نے آپ کا کام تمام کر دیا، آپ بھی جوان آدمی تھے رحمہ اللہ۔

حضرت السائب بن العوام کی وفات ۔۔۔ آپ حضرت زبیر بن العوام کے بھائی ہیں، آپ نے بھی جنگ یمامہ میں ہی شہادت پائی رحمہ اللہ۔

حضرت عبداللہ بن سہیل بن عمرو کی وفات ۔۔۔ ابن عبد شمس بن عبدود القرشی العامری بہت پہلے مسلمان ہوئے اور ہجرت کی، پھر مکہ میں ضعیف ہو گئے اور بدر کے دن ان کے ساتھ نکلے، اور جب مقابلہ ہوا تو مسلمانوں کی طرف بھاگ گئے، اور ان کے ساتھ جنگ میں شامل ہوئے، اور یمامہ کے دن شہید ہوئے، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو آپ کے باپ سے ان کی تعزیت کی تو حضرت سہیل نے کہا: مجھے پتہ چلا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ شہید اپنے اہل کے ستر آدمیوں کی شفاعت کرے گا، مجھے امید ہے کہ وہ مجھ سے آغاز کرے گا۔

حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول کی وفات ۔۔۔ آپ فضل والے تھے، سادات اور فضلاء صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے تھے۔ آپ بدر، احد اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے، آپ کا باپ منافقین کا سردار تھا، اور آپ اپنے باپ پر بہت سخت تھے، اور اگر رسول اللہ ﷺ آپ کو اجازت دیتے تو آپ اسے قتل کر دیتے۔ آپ کا نام حباب تھا، رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام عبداللہ رکھا، آپ نے جنگ یمامہ کے دن شہادت پائی رضی اللہ عنہ۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ۔۔۔۔ آپ بہت پہلے مسلمان ہوئے، آپ ہی غار ثور میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس کھانے پینے کی چیزیں اور خبریں لایا کرتے تھے اور رات کو ان دونوں کے پاس رہتے تھے اور قریش کی طرح مکہ میں صبح کیا کرتے تھے، اور جس معاملے کے متعلق بھی آپ سنتے، اس کے بارے میں آپ ان دونوں کو اطلاع دیتے۔ آپ جنگ طائف میں شامل ہوئے، اور ایک آدمی نے جسے ابو محجن ثقفی کہا جاتا ہے، آپ کو تیر مارا، جس سے آپ بیمار ہو گئے، اس کے کچھ عرصہ بعد وہ زخم اچھا ہو گیا لیکن پھر اس سے آپ کی صحت خراب ہو گئی، حتیٰ کہ آپ شوال ۱۱ھ میں وفات پا گئے۔

حضرت عکاشہ بن محصن کی وفات ۔۔۔ ابن حرثان بن قیس بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ الاسدی، بنی عبد شمس کے حلیف، آپ کی ابو محصن کنیت کرتے تھے، وہ آپ سادات اور اجل الفضلاء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ آپ نے ہجرت کی اور بدر میں شامل ہوئے اور اس دن بڑی بہادری کا مظاہرہ کیا اور آپ کی تلوار ٹوٹ گئی اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو ایک کھجور کی شاخ دی جو آپ کے ہاتھ میں لوہے سے بھی زیادہ سخت اور تیز بن گئی، اور اس تلوار کو العون کہا جاتا ہے۔ آپ احد، خندق اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے۔ اور جب رسول اللہ ﷺ نے ستر ہزار لوگوں کا ذکر کیا جو بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے تو حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے ان میں شامل کر دے، تو آپ نے فرمایا: اے اللہ! عکاشہ کو ان میں شامل کر دے۔ پھر ایک شخص اٹھ کر کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اس بارے میں حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ تم سے سبقت لے گئے۔

یہ حدیث کئی طرق سے مروی ہے جو قطعیت کا فائدہ دیتی ہیں۔ اور حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ کی امارت کے زمانے میں بزاخہ والنعمہ کی جانب گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آپ کو اور حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن اقرم کو اپنے آگے ہراول دستے کے طور پر بھیجا تو طلیحہ اسدی اور اس کے بھائی نے ان کا سامنا کر کے دونوں کو قتل کر دیا۔ اور حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے اپنے قتل ہونے سے پہلے حبال بن طلیحہ کو قتل کیا، پھر اس کے بعد طلیحہ مسلمان ہو گیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس وقت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی عمر ۴۴ سال تھی اور آپ بہت خوبصورت تھے۔ رضی اللہ عنہ۔

حضرت معن بن عدی کی وفات…… ابن جعد بن عجلان بن ضبیعہ بلوی، بنی عمرو بن عوف کے حلیف، عاصم بن عدی کے بھائی، آپ بدر، احد، خندق اور دیگر کئی معرکوں میں بھی شامل ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے آپ کے اور حضرت زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات کروائی اور دونوں جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے۔ رضی اللہ عنہما۔

مالک نے ابن شہاب عن سالم عن ابیہ روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو لوگ آپ علیہ السلام پر روئے اور کہنے لگے کہ خدا کی قسم ہم چاہتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ سے پہلے مر گئے ہوتے اور آپ علیہ السلام کے بعد فتنے میں پڑنے سے ڈرتے ہیں تو حضرت معن بن عدی نے کہا خدا کی قسم میں پسند نہیں کرتا کہ میں آپ علیہ السلام سے پہلے مر جاتا تاکہ میں نے جس طرح آپ علیہ السلام کے زندہ ہونے کی حالت میں تصدیق کی ہے، اسی طرح مرنے کی حالت میں آپ علیہ السلام کی تصدیق کروں۔

اور ولید بن عمارہ کے دونوں بیٹے ولید اور ابو عبیدہ بھی مرنے والوں میں شامل ہیں ان دونوں نے اپنے چچا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر شامل ہو کے جنگ کی اور ان دونوں کے باپ عمارہ بن ولید نے بھی حضرت خالد بن ولید، حضرت عمرو بن العاص کے ساتھ نجاشی کے پاس گئے اور آپ کا واقعہ مشہور ہے۔

حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ بن عتبہ بن ربیعہ کی وفات…… بن عبد شمس القرشی العبشمی، دار ارقم میں جانے سے بہت پہلے مسلمان ہوئے، اور حبشہ اور مدینہ کی جانب ہجرت کی، اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے آپ کے اور حضرت عباد بن بشر کے درمیان مواخات کروائی اور دونوں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے، اس وقت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی عمر ۵۳ یا ۵۴ سال تھی، آپ لمبے قد کے اور خوب صورت تھے اور آپ کے دانت ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے تھے اور آپ ہی کے دانت زائد تھے اور آپ کا نام مہشم تھا اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ ہاشم تھا۔

اور حضرت ابو دجانہ بھی وفات پانے والوں میں شامل تھے، آپ کا نام سماک بن خرشہ تھا ہم ان کا حال بیان کر چکے ہیں، جنگ یمامہ میں مجموعی طور پر ساڑھے چار سو حاملین قرآن اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم وغیرہ شہید ہوئے۔ اور ہم نے ان بزرگوں کی شہرت کی وجہ سے ان کا ذکر کیا ہے۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ اس دن شہید ہونے والے مہاجرین کے نام یہ ہیں:

شہدائے مہاجرین

۱…… مالک بن عمرو بنی غنم کے حلیف، مہاجر بدری۔
۲…… یزید بن رقیش بن رئاب اسدی بدری۔
۳…… الحکم بن سعید بن العاص بن امیہ الاموی۔
۴…… حسن بن مالک بن بحینہ، عبداللہ بن مالک ازدی کے بھائی، بنی المطلب بن عبد مناف کے حلیف۔
۵…… عامر بن البکیر اللیثی بنی عدی کے حلیف، بدری۔
۶…… مالک بن ربیعہ بنی عبد شمس کے حلیف۔

۷۔ ابو امیہ صفوان بن امیہ بن عمرو۔

۸۔ یزید بن اوس بنی عبد الدار کے حلیف۔

۹۔ حُیی اور یعلیٰ بن جاریہ ثقفی بھی بیان کیا جاتا ہے۔

۱۰۔ حبیب بن اسید بن جاریہ ثقفی۔

۱۱۔ ولید بن عبد شمس مخزومی۔

۱۲۔ عبد اللہ بن عمرو بن بجرہ عدوی۔

۱۳۔ ابو قیس بن الحارث بن قیس سہمی آپ مہاجرین حبشہ میں سے ہیں۔

۱۴۔ عبد اللہ بن حارث بن قیس۔

۱۵۔ عبد اللہ بن مخرمہ بن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبد ود بن نصر العامری، آپ اولین مہاجرین میں سے ہیں، بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

۱۶۔ عمرو بن اویس بن سعد بن ابی سرح عامری۔

۱۷۔ سلیط بن عمرو عامری۔

۱۸۔ ربیعہ بن ابی خرشہ العامری۔

۱۹۔ عبد اللہ بن الحارث بن رحضہ عامری۔

شہدائے انصار

جن کے حالات ہم بیان کر چکے ہیں ان میں عمارہ بن حزم بن زید بن لوذان انصاری بھی ہیں جو عمرو بن حزم کے بھائی ہیں فتح مکہ کے دن آپ کی قوم کا جھنڈا آپ کے پاس تھا آپ بدر میں شامل ہوئے اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام سلمی آپ عقبہ اولیٰ میں شامل ہوئے اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں بھی شامل ہوئے۔

اور بنی سالم بن عوف کے ثابت بن ہزال، ایک قول کے مطابق بدر میں شامل ہوئے اور ابو عقیل بن عبد اللہ بن ثعلبہ بلوی بھی ان میں سے ہیں، آپ بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے اور جنگ یمامہ کے دن آپ کو تیر لگا جسے آپ نے کھینچ کر نکال دیا اور اپنی تلوار پکڑ کر جنگ کرنے لگے حتیٰ کہ شہید ہو گئے اور آپ کو بہت زخم لگے، عبد اللہ بن رافع بن سہل، حبیب بن زید انصاری، کلیب بن عدی، مالک بن اوس، عمیر بن اوس، طلحہ بن عتبہ، بنی الحارث کا غلام رباح، معن بن عدی البلوی، حلیف سے جزء بن مالک، ورقہ بن ایاس بن عمرو خزرجی، مروان بن العباس، عامر بن ثابت، بشر بن عبد اللہ، کلیب بن تمیم، عبد اللہ بن عتبان، ایاس بن ودیعہ، اسید بن یربوع، سعد بن حارث، سہل بن عدی، بن عمارہ بن نعمان بن عصر، بنی جبیر، سلمہ بن مسعود اور بعض کا قول ہے کہ مسعود بن سنان، ضمرہ بن عیاض، عبد اللہ بن انیس، ابو حبہ بن غزیہ مازنی، خباب بن زید، حبیب بن عمرو بن محصن، ثابت بن ہزال، فروہ بن النعمان، عائذ بن ماعص، زید بن ثابت کے بھائی یزید بن ثابت بن الضحاک۔

خلیفہ بن خیاط بیان کرتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں شہید ہونے والے مہاجرین و انصار کی تعداد ۵۸ تھی اور بعض نے ان کی تعداد ... بتائی ہے جو ان کے علاوہ ہیں اس واقعہ میں بھی سیدان ہونے کا ذکر ہے مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان جنگ ہوئی اور ان میں سے کل ... ہوئے اور کفار کے مقتولین کی تعداد دس ہزار سے تجاوز کر گئی اور ان کے مشاہیر میں سے اسود عنسی لعنۃ اللہ ہے جس کا نام عبہلہ بن کعب بن غوث تھا۔ سب سے پہلے یمن کے شہر کہف خبان سے ظاہر ہوا اور اس کے ساتھ سات سو جانباز تھے ابھی ایک مہینہ بھی نہیں گزرا تھا کہ اس نے صنعاء پر قبضہ کر لیا۔ پھر تھوڑی ہی مدت میں تمام یمن اس کے قبضہ میں آ گیا اور اس کے ساتھ ایک شیطان تھا جو اسے شعبدے دکھاتا تھا لیکن جس چیز کی اُسے بہت

خرافات تھی اس نے اس میں اس سے خیانت کی باتیں کیں ابھی چار ماہ نہیں گزرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور ابناء فارس کے ہاتھوں اسے قتل کروا دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اور اس واقعہ کے ہیرو فیروز دیلمی اور قیس بن مکشوح مرادی تھے۔

یہ واقعہ ربیع الاول ۱۱ھ میں رسول اللہ ﷺ کی وفات سے چند راتیں قبل ہوا اور بعض کا قول ہے کہ ایک رات قبل ہوا واللہ اعلم اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو اس کے قتل کی رات کے متعلق آگاہ کر دیا تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

مسیلمہ بن حبیب یمامی کذاب ...... یہ اپنی قوم بنو حنیفہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ آیا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف آئے ہوئے تو آپ ﷺ نے اسے کہتے سنا کہ اگر محمد ﷺ نے اپنے بعد مجھے حکومت دے دی تو میں ان کی اتباع کروں گا آپ ﷺ نے اسے کہا اگر تو مجھ سے یہ ٹکڑا (آپ ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک شاخ تھی) بھی مانگے تو میں تجھے نہیں دوں گا۔ اور اگر تو نے پیٹھ پھیری تو اللہ تجھے قتل کر دے گا اور میں تجھے ضرور اسی پوزیشن میں دیکھوں گا جو مجھے دکھائی گئی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا تھا کہ آپ ﷺ کے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں۔ آپ ان کی وجہ سے پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے خواب میں آپ ﷺ کی طرف وحی کی کہ آپ ﷺ ان دونوں کو پھونک ماریں۔ آپ ﷺ نے ان کو پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے تو آپ نے اس کی یہ تعبیر کی کہ دو کذاب ظاہر ہوں گے۔ اور وہ صاحب صنعاء اور صاحب یمامہ ہیں اور اسی طرح ہوا۔ پس یہ دونوں مر گئے اور ان کی حکومت کی چاشنی جاتی رہی اسود تو اپنے گھر میں قتل ہوا اور مسیلمہ کو اللہ تعالیٰ نے وحشی بن حرب کے ہاتھوں قتل کیا اس نے اونٹ کے ذبح کرنے کی طرح اسے نیزہ مار کر آر پار کر دیا اور حضرت ابو دجانہ نے اس کے سر پر تلوار مار کر اسے پھاڑ دیا۔ یہ یمامہ میں اس کے گھر کے صحن کے اس باغیچہ میں ہوا جسے حدیقۃ الموت کا باغیچہ کہا جاتا ہے۔ جب وہ قتل ہو کر پڑا تھا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بنو حنیفہ کو اس کا پتہ چلا آپ کو مجاعہ بن مرارہ نے مقتولین کے درمیان سے دکھایا کہتے ہیں کہ وہ زرد رنگ اور چپٹی اور سر سے الگ ہوئی ناک والا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ گندم گوں اور موٹا تھا اور خاکستری الانف ہے کہتے ہیں موت کے وقت اس کی عمر ایک سو پچاس سال تھی واللہ اعلم

اس سے قبل اس کے دونوں وزیر اور مشیر قتل ہو چکے تھے۔ ان میں سے ایک محکم بن طفیل تھا جسے محکم الیمامہ کہا جاتا ہے اسے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر نے قتل کیا آپ نے اسے اپنی قوم میں تقریر کرتے ہوئے جبکہ وہ انہیں ان کی جنگ کے حالات بتا رہا تھا تیر مارا جس نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اور دوسرا نہار بن عنفوہ تھا جسے رجال بن عنفوہ کہا جاتا ہے یہ مسلمان ہو کر پھر مرتد ہو گیا تھا اور اس نے مسیلمہ کی تصدیق کی۔ اللہ تعالیٰ اس کی گواہی کے بارے میں دونوں پر لعنت کرے۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت زید بن خطاب کو اپنے قتل ہونے سے قبل اس کے قتل کرنے کی توفیق دی۔

اور یہ اسلام کے بارے میں رجال کی اس فریبی شہادت میں جھوٹ بولنے پر دلالت کرنے والی بات ہے، جسے بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ مسیلمہ نے رسول اللہ ﷺ کو لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسیلمہ رسول کی طرف سے محمد رسول کی طرف۔

آپ پر سلام ہو اما بعد! مجھے حکومت میں آپ کے ساتھ شریک کیا گیا ہے نصف آپ کے لئے اور نصف ہمارے لئے ہیں۔

اور یہ بھی روایت ہے کہ زمین کا نصف آپ کے لئے اور نصف ہمارے لئے ہے لیکن قریش زیادتی کرنے والی قوم ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے مسیلمہ کذاب کی طرف ہدایت کے پیرو پر سلام ہو۔

اما بعد!

بلاشبہ اللہ تعالیٰ زمین کا مالک ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور انجام کار متقیوں کے لئے ہے۔

اور اس سے پہلے ہم مسیلمہ کے شاعرانہ اور معارضانہ کلام کا ذکر کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کلام کے امثال پر لعنت کرے جو ہذیان سے بھی

نبوت کرتا۔ بہت دور کی اور عجیب خیال ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بہت بالا ہے اور جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور آپ ﷺ کے بعد یہ اقتدار حاصل کرنے کا دعویٰ کیا، اس نے اپنی قوم بنو حنیفہ کو پیش کیا اور انھوں نے اس کی اطاعت کر لی اور وہ کہا کرتا تھا۔

دوسرے لوگوں میں سے ایک اور اس کی بیوی نے اس کی اشاعت کر دی، تم کو بھی بتا دیا گیا ہے اور اس کا سر ٹکڑا ٹکڑا ہو گیا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام کی جماعت دی اور ان پر اپنی تلواروں میں سے ایک تلوار مسلط کر دی جس نے اس کا پیٹ پھاڑ دیا اور سر پھوڑ دیا۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی طرف لے گیا جو بہت برا ٹھکانا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فمن اظلم ممن افترى على الله كذبا او قال اوحي الي ولم يوح اليه شيء ومن قال سانزل مثل
انزل الله ولو ترى اذ الظالمون في غمرات الموت والملائكة باسطوا ايديهم اخرجوا انفسكم اليوم
تجزون عذاب الهون بما كنتم تقولون على الله غير الحق وكنتم عن آياته تستكبرون

پس مسیلمہ اور اسود اور ان جیسے لوگ اس آیت کریمہ میں داخل ہونے کے زیادہ حقدار ہیں اور اس عظیم عقوبت کے زیادہ مناسب حال ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب پر لعنت کرے۔

ہجرت نبوی ﷺ کا بارہواں سال

یہ سال شروع ہوا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے بھیجے ہوئے امراء جنہیں آپ نے مرتدین کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا تھا، اسلام کی بنیادوں کو استوار کرنے اور مرتدین کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے شہروں میں دائیں بائیں چکر لگا رہے تھے حتیٰ کہ دین سے پھر جانے والوں کو انہوں نے ہلاک ہونے کے بعد واپس کیا اور حق اپنے اصل کی طرف لوٹ آیا اور جزیرہ عرب ہموار ہو گیا اور دور و نزدیک کا قریب کی طرح ہو گیا۔

اور علماء سیر کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ جنگ یمامہ اسی سال کے آغاز میں ہوئی تھی اور بعض کا قول ہے کہ اس سے پہلے سال کے آخر میں ہوئی تھی۔ اور ان دونوں اقوال کے درمیان تطبیق کی صورت یہ ہے کہ اس جنگ کا آغاز گذشتہ سال ہوا تھا اور اس کا اختتام اس آنے والے سال میں ہوا۔ اور اسی قول کی بنا پر ہم نے اس کا ذکر گذشتہ سال میں کیا ہے جیسا کہ ہم نے اس احتمال کی بنا پر کہا گیا ہے کہ وہ گذشتہ سال قتل ہوئے تھے اور قبل اس کے کہ اس سال میں شام و عراق میں قتل ہونے والوں کے ساتھ ان کا ذکر ہو۔ ہم ان کے حالات مکمل کرنے کے لئے جلدی کریں گے، جیسا کہ ابھی ہم بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جو عمان اور مہرہ کے جن معرکوں کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے ان کا وقوع ۱۲ھ میں ہوا ہے اور اسی سال میں چاروں بادشاہ جمد، مخوس، مشرح اور ابضعہ قتل ہوئے اور ان کی بہن العمردہ بھی قتل ہوئی جن کے متعلق مسند احمد میں لعنت کی حدیث بیان ہوئی ہے اور ان کو زیاد بن لبید الانصاری نے قتل کیا تھا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کی عراق کی طرف روانگی جب حضرت خالد بن ولید یمامہ سے فارغ ہوئے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں عراق جانے کا پیغام بھیجا اور یہ کہ وہ فرج الہند یعنی ابلہ سے آغاز کریں اور عراق کے بالائی علاقے سے عراق آئیں اور لوگوں سے دوستی کریں اور انہیں اللہ کی طرف دعوت دیں۔ پس اگر وہ قبول کر لیں تو ٹھیک ہے اور ان سے جزیہ لیں۔ اور اگر وہ جزیہ دینے سے انکار کر دیں تو ان سے جنگ کریں اور آپ نے حضرت خالد کو یہ حکم بھی دیا کہ آپ کسی کو اپنے ساتھ چلنے پر مجبور نہ کریں اور اسلام سے مرتد ہونے والے کسی شخص سے مدد نہ لیں خواہ وہ اسلام میں واپس آ گیا ہو۔ اور جن مسلمانوں کے پاس سے گذریں انہیں اپنے ساتھ لے لیں، اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے فوجیں بھیجنے میں مصروف ہو گئے۔

واقدی کا بیان ہے کہ حضرت خالد کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے بعض کہتے ہیں کہ آپ یمامہ سے سیدھے عراق چلے گئے، اور بعض کہتے ہیں کہ آپ یمامہ سے مدینہ واپس آئے، پھر مدینہ سے عراق گئے، اور کوفہ کے راستے گزرے حتیٰ کہ حیرہ پہنچ گئے۔

میں کہتا ہوں، پہلا قول مشہور ہے، اور المدائنی نے اپنے اسناد سے بیان کیا ہے کہ حضرت خالد محرم ۱۲ھ میں عراق کی طرف گئے، اور آپ نے بصرہ کا راستہ اختیار کیا، جہاں قطبہ بن قتادہ گورنر تھا، اور کوفہ پر المثنیٰ بن حارثہ شیبانی گورنر تھا۔

اور محمد بن اسحاق، بحوالہ صالح بن کیسان بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد کو لکھا کہ وہ عراق چلے جائیں، اور حضرت خالد عراق جانے کے ارادے سے چل پڑے، اور مضافات کی بستی بانقیا اور باروسما میں آ گئے، جہاں کا حکمران جابان تھا، پس وہاں کے باشندوں نے آپ سے مصالحت کر لی۔ میں کہتا ہوں کہ صلح سے قبل ان میں سے بہت سے مسلمان قتل ہو گئے تھے۔ اور یہ صلح رجب میں ایک ہزار درہم پر ہوئی، اور بعض کا قول ہے کہ ہزار دینار پر ہوئی اور آپ سے مصالحت کرنے والا بصبہری بن صلوبا تھا۔ اور صلوبا بن بصبہری بھی کہا جاتا ہے پس حضرت خالد نے ان کی بات قبول کر لی، اور انہیں تحریر لکھ دی، پھر آ کر حیرہ اتر گئے، اور اس کے اشراف قبیصہ بن ایاس بن حیہ الطائی کے ساتھ آپ کے پاس آئے، اور نعمان بن المنذر کے بعد کسریٰ نے اسے حیرہ کا امیر مقرر کیا تھا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا، میں تمہیں اللہ اور اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں پس اگر تم اسے قبول کر لو تو تم مسلمانوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ اور جو سہولتیں انہیں میسر ہوں گی۔ وہ تمہیں بھی ملیں گی، اور جو ذمہ داریاں ان پر ہوں گی وہ تم پر بھی ہوں گی۔ اور اگر تم انکار کرو تو تمہیں جزیہ دینا ہو گا۔ میں تمہارے پاس ایسے لوگوں کے ساتھ آیا ہوں، جو زندگی کی نسبت تم سے بڑھ کر موت کی آرزو رکھتے ہیں۔ ہم تم سے جہاد کریں گے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا قبیصہ نے آپ سے کہا ہمیں آپ سے جنگ کرنے کی کیا ضرورت ہے، بلکہ ہم اپنے دین پر قائم رہیں گے، اور تمہیں جزیہ ادا کریں گے، حضرت خالد نے انہیں کہا تم ہلاک ہو جاؤ کفر ایک گمراہ کن جنگل ہے، وہ شخص عربوں میں سب سے بڑا احمق ہے جو اس جنگل میں چلتا ہے پس آپ کو دو شخص ملے، ایک عربی اور دوسرا عجمی تھا، آپ نے اسے چھوڑ دیا اور عجمی سے دلیل پکڑی پھر ان سے نوے ہزار درہم پر مصالحت کر لی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ دو لاکھ درہم پر کی، اور یہ پہلا جزیہ تھا جو عراق سے وصول ہوا، اور اسے اور اس سے پہلے بستیوں، جن پر ابن صلوبا نے مصالحت کی تھی، ان کا جزیہ مدینہ لایا گیا۔ اور حیرہ پر کسریٰ کے نائب کے ساتھ جو اشخاص حضرت خالد کے پاس آئے، ان میں عمرو بن عبد المسیح بن حیان بن بقیلہ بھی تھا، جو عرب نصاریٰ میں سے تھا، حضرت خالد نے اسے کہا تمہارا جوہر کہاں سے ہے؟ اس نے جواب دیا میرے باپ کی پشت سے، آپ نے کہا تو کہاں سے نکلا ہے؟ اس نے کہا، اپنی ماں کے پیٹ سے، آپ نے کہا تو ہلاک ہو تو کس چیز پر ہے؟ اس نے کہا زمین پر آپ نے کہا تو ہلاک ہو تو کس چیز میں ہے؟ اس نے کہا، اپنے کپڑوں میں، آپ نے کہا تو ہلاک ہو تو عقل سے کام لیتا ہے؟ اس نے کہا، ہاں اور اندازہ کرتا ہوں، آپ نے کہا میں تجھ سے پوچھ رہا ہوں، اس نے کہا میں آپ کو جواب دے رہا ہوں۔ آپ نے کہا تو اسلام قبول کرے گا یا جنگ کرے گا، اس نے کہا بلکہ صلح کروں گا، آپ نے کہا، یہ کیسے قلعے ہیں جو میں دیکھ رہا ہوں اس نے کہا، ہم نے انہیں بیوقوف کو قید کرنے کے لئے بنایا ہے تاکہ بردبار آ کر اسے منع کر دے پھر آپ نے انہیں اسلام قبول کرنے، یا جزیہ دینے یا جنگ کرنے کی طرف دعوت دی تو انہوں نے نوے ہزار یا دو لاکھ درہم جزیہ دینا قبول کیا، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

پھر حضرت خالد بن ولید نے المدائن میں کسریٰ کے امراء، صوبیداروں اور وزراء کی طرف خط بھیجا جیسا کہ ہشام بن الکلبی نے ابی مخنف عن مجالد عن شعبی بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ بنو بقیلہ نے مجھے وہ خط پڑھایا جو حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے اہل مدائن کی طرف بھیجا تھا۔

خالد بن ولید کی طرف سے اہل فارس کے صوبیداروں کی طرف …… ہدایت کے پیروکار پر سلامتی ہو، اما بعد اس خدا کا شکر ہے جس نے تمہاری جماعت میں پھوٹ ڈال دی، اور تمہاری حکومت چھین لی، اور تمہاری تدبیروں کو کمزور کر دیا بلاشبہ جو شخص ہماری نماز پڑھے گا، اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے گا اور ہمارے ذبیحہ کو کھائے گا تو وہ مسلمان ہے جو سہولتیں ہمیں حاصل ہیں وہ اسے حاصل ہوں گی، اور جو ذمہ داریاں ہم پر ہیں اس پر بھی ہوں گی۔

اسلام لاؤ، جب یہ ابو قدامہ تک پہنچے تو میرے پاس عذر میں ایلچی دو اور میرے عہد پر یقین کرو اور تمہارے خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں تمہاری طرف ایسی قوم بھیجوں گا جو موت سے اس طرح محبت کرتے ہیں جس طرح تم زندگی سے محبت کرتے ہو۔ پس جب وہ خط پڑھ چکے تو تعجب کرنے لگے۔

اور سیف بن عمر نے طلحہ بن الاعلم سے بحوالہ مغیرہ بن عتیبہ جو اہل کوفہ کے قاضی تھے بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالد نے یمامہ سے عراق کی طرف جاتے ہوئے اپنی فوج کو تین حصوں میں تقسیم کیا اور تینوں ایک راستے پر نہ گئے آپ نے مثنیٰ کو اپنے سے دو دن پہلے بھیجا اور اس کا راہنما ظفر تھا اور عدی بن حاتم اور عاصم بن عمرو کو بھیجا اور ان دونوں کے راہنما مالک بن عباد اور سالم بن نصر تھے ایک کو دوسرے سے ایک دن پہلے بھیجا اور حضرت خالد ان کے آخر میں نکلے اور آپ کا راہنما رافع تھا اور آپ نے ان سب سے حفیر کا وعدہ کیا کہ وہ وہاں جمع ہو جائیں اور اپنے دشمن سے جنگ کریں اور فرج الہند قوت و جنگ کے لحاظ سے ایرانی سرحدوں میں سے سب سے بڑی سرحد تھی اور اس کا رئیس ہرمز تھا جو خشکی میں عربوں اور سمندر میں ہندوستان کے ساتھ جنگ کرتا تھا حضرت خالد نے اس کی طرف خط لکھا اور ہرمز نے حضرت خالد کے خط کو شیری بن کسریٰ اور اردشیر بن شیری کی طرف بھیج دیا اور ہرمز نے جو کسریٰ کا نائب تھا بہت سی فوجیں اکٹھی کر لیں اور ان کے ساتھ کاظمہ آ گیا اور اس کے میمنہ اور میسرہ پر قباذ اور انوشجان تھے جو شاہی گھرانے سے تھے اور فوج زنجیروں میں جکڑی گئی تاکہ وہ بھاگ نہ سکیں اور یہ ہرمز بڑا بدباطن اور سخت کافر تھا اور ایرانیوں میں صاحب مرتبت تھا اور جب کوئی شرف میں بڑھ جاتا تو وہ اپنے رنگ اور ٹوپی میں اضافہ کر دیتا۔ ہرمز کی ٹوپی ایک لاکھ کی تھی اور حضرت خالد بھی اپنی اٹھارہ ہزار فوج کے ساتھ آئے اور ان کے بالمقابل ایک بے آب جگہ میں اتر پڑے۔ آپ کے اصحاب نے اس امر کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا انہیں گھوڑوں سے اتار دو تاکہ انہیں پانی سے ہٹا دو، پس اللہ تعالیٰ دونوں گروہوں میں سے زیادہ صابر گروہ کو پانی دینے والا ہے۔ جب مسلمان اپنی قیام گاہ پر پہنچ گئے اور وہ اپنے گھوڑوں پر سوار تھے تو اللہ تعالیٰ نے بادل بھیج دیا جس نے ان پر بارش برسا دی۔ حتیٰ کہ ان کے لئے پانی کے تالاب بن گئے۔ پھر جب مسلمان قوی ہو گئے اور خوش ہو گئے تو دشمن کی طرف گئے پس جب آمنے سامنے ہوئے اور لڑائی شروع کرنے لگے تو ہرمز پیادہ ہو گیا اور اس نے مقابلہ کی دعوت دی اس پر حضرت خالد بھی پیادہ ہو گئے اور ہرمز کی طرف بڑھے اور دونوں آپس میں لڑنے لگے تو حضرت خالد نے اسے گود میں لے لیا اور ہرمز کے محافظ آ گئے مگر آپ کو اس کے قتل سے روک نہ سکے اور قعقاع بن عمرو نے ہرمز کے محافظوں پر حملہ کر دیا اور ایرانی شکست کھا گئے اور رات تک مسلمان ان کے تعاقب میں رہے اور مسلمانوں اور حضرت خالد نے ان کے سامان اور ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا جو ایک ہزار اونٹ کے بوجھ کے برابر تھا اور اس غزوہ کا نام ذات السلاسل رکھا گیا کیونکہ اس میں بکثرت ایرانی سرداروں کو زنجیروں میں باندھا گیا تھا اور قباذ اور انوشجان بھاگ گئے۔

اور جب تلاش کرنے والے واپس آ گئے تو حضرت خالد کے منادی نے کوچ کا اعلان کر دیا۔ پس آپ لوگوں کے ساتھ روانہ ہو گئے اور آپ کے پیچھے بوجھ تھے یہاں تک کہ آپ بصرہ میں اس جگہ اترے جہاں آج کل بڑا پل ہے اور آپ نے فتح کی بشارت اور خمس کو زر بن کلیب کے ساتھ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور ایک ہاتھی بھی بھیجا اور جب وہ مدینہ کی عورتوں نے اسے دیکھا تو وہ کہنے لگیں کیا یہ خدا کی مخلوق ہے یا کوئی مصنوعی چیز ہے؟ پس حضرت صدیق نے اسے زر کے ساتھ واپس کر دیا۔ اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو آپ نے حضرت خالد کو پیغام بھیجا اور ہرمز کا سامان غنیمت میں انہیں دے دیا اور اس کی ٹوپی ایک لاکھ کی تھی جس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے اور حضرت خالد نے امراء کو بھیجا کہ وہ ان کے قلعوں کا محاصرہ کرنے کے لئے بھیج دیا۔ پس انہوں نے بزور قوت اور صلح سے قلعوں کو فتح کر لیا اور ان کے سب مال پر قبضہ کر لیا اور حضرت خالد ان کے کسانوں اور ان کے بچوں سے معترض نہیں ہوئے جنہوں نے آپ سے جنگ نہیں کی بلکہ صرف ایرانی جانبازوں سے معترض ہوئے۔

پھر اسی سال کے صفر میں واقعہ مذار ہوا اور اسے معرکہ الثنی کہا جاتا ہے۔ یہ ایک دریا ہے اور ابن جریر بیان کرتے ہیں کہ اس دن لوگوں نے کہا: صفر کا مہینہ اس میں ہر سرکش دریا کے سنگم پر قتل ہوگا اور اس معرکے کا سبب یہ تھا کہ ہرمز نے اردشیر اور شیری کو لکھا تھا کہ حضرت خالد یمامہ سے اس کی طرف آ رہے ہیں پس کسریٰ نے قارن بن قریانس کے ساتھ ایک فوج اس کی طرف بھیج دی اور وہ ابھی ہرمز کے پاس نہیں پہنچا تھا کہ حضرت خالد کے ساتھ اس کا وہ معاملہ ہو گیا جو پہلے بیان ہو چکا ہے اور ایرانیوں میں سے بھاگنے والے بھاگ گئے۔ پس قارن ان کو ملا اور وہ اس

کے گرد جمع ہو گئے اور ایک دوسرے کو جنگ پر آمادہ کرنے لگے اور انہوں نے حضرت خالد کی طرف [illegible] یہ اتفاق کی بات ہے اور [illegible] طرف [illegible] گئی ہے جسے الثنی کہا جاتا ہے اور قارن کے میمنہ اور میسرہ پر قباذ اور انوشجان تھے جب یہ اطلاع حضرت خالد کو ملی تو آپ کے پاس جنگ ذات السلاسل کے جو خمس تھے آپ نے انہیں تقسیم کر دیا اور ولید بن عقبہ کے ذریعے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع بھیجی اور حضرت خالد اپنی فوجوں کے ساتھ چل پڑے اور [illegible] آ گئے اور آپ پوری طرح تیار تھے اور انہوں نے غصے اور غیرت کے ساتھ جنگ کی اور قارن مبارزت کے لئے نکلا اور حضرت خالد اس کے مقابلہ میں نکلے اور [illegible] اور دلیر آدمی نے آپ سے سبقت کی اور معقل بن الاعشی بن النباش نے قارن کو قتل کر دیا اور حضرت عدی بن حاتم نے قباذ کو اور حضرت عاصم نے انوشجان کو قتل کر دیا اور ایرانی بھاگ گئے اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا [illegible] تیس ہزار آدمی قتل ہو گئے اور بہت سے [illegible] پانی میں غرق ہو گئے۔ اور حضرت خالد [illegible] میں ٹھہر گئے۔ اور جس نے جس کو قتل کیا تھا اس کا سامان اسے دیا اور قارن [illegible] آپ نے [illegible] تقسیم [illegible] اور اس کے خمس کو الگ کیا اور بنی عدی بن کعب کے بھائی سعید بن نعمان کے ذریعے فتح کی بشارت اور خمس کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور حضرت خالد نے وہیں قیام کیا [illegible] آپ نے چار حصوں کو تقسیم کیا اور کسانوں کو چھوڑ دیا جو جزیہ دیں [illegible] آپ نے کسانوں کو جزیہ دینے پر [illegible] لیا اور ان قیدیوں میں حبیب ابوالحسن بصری بھی تھا [illegible] اور حضرت عثمان کا [illegible] اور حضرت مغیرہ بن شعبہ کا [illegible] بھی تھا۔ پھر آپ نے [illegible] سعید بن نعمان کو [illegible] سوید بن مقرن کو [illegible] اور اسے حکم دیا [illegible] آپ [illegible] کے اور حضرت خالد قیام کر کے دشمن کی [illegible] خبریں معلوم کرتے رہے

پھر ابن جریر نے [illegible] ولجہ کا واقعہ بیان کیا ہے [illegible] اور وہ کہتے ہیں کہ جب ایران کے بادشاہ اردشیر کو قارن اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ہونے والے واقعہ کی اطلاع پہنچی تو اس نے ایک تجربہ کار امیر اندرزغر کو بھیجا جو عرب کے باشندوں میں سے تھا [illegible] اور وہیں پروان چڑھا تھا اور اس نے ایک دوسرے [illegible] بہمن جاذویہ [illegible] حضرت خالد نے ان کے متعلق سنا تو آپ [illegible] کے ساتھ چل پڑے [illegible] جگہ پر [illegible] پڑاؤ کیا [illegible] کی۔ پھر آپ نے [illegible] کے ساتھ جنگ کی اور خود بھی آپ کے خلاف اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے پہلی جنگ سے بھی زیادہ سخت جنگ کی یہاں تک کہ فریقین نے خیال کیا کہ صبر ختم ہو گیا ہے اور آپ کی گھات [illegible] آپ نے اپنے پیچھے دو جگہوں پر گھات میں بٹھایا ہوا تھا [illegible] ایرانی [illegible] شکست کھا گئے۔ حضرت خالد نے انہیں آگے سے آ پکڑا اور گھات والی فوجوں نے انہیں پیچھے سے آلیا اور ان میں سے کوئی آدمی اپنے ساتھی کے قتل کی جگہ کو نہ دیکھ سکا اور اندرزغر شکست کھا کر بھاگ گیا اور پیاس سے مر گیا اور حضرت خالد نے کھڑے ہو کر لوگوں میں تقریر کی اور انہیں [illegible] میں رغبت دلائی اور [illegible] عرب سے [illegible] کیا [illegible] اور فرمایا کیا تم یہاں کے کھانوں کو نہیں دیکھتے [illegible] اور [illegible] میں [illegible] اور [illegible] جنگ کرتے [illegible] ان کے [illegible] اور ہم بھوک اور تنگی [illegible] دیتے [illegible] آپ نے [illegible] ان کے [illegible] خمس [illegible] عرب کے [illegible] تقسیم کر دیا اور [illegible] حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں [illegible] اور [illegible] کو [illegible] بنا لیا گیا تھا۔

سیف بن عمر [illegible] بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالد نے جنگ ولجہ کے روز ایک ایرانی سے مقابلہ کیا جو ہزار [illegible] کے برابر تھا [illegible] اور آپ نے اسے قتل کر دیا [illegible] اور جب آپ فارغ ہوئے تو آپ نے اس پر ٹیک لگائی اور آپ کا کھانا [illegible] ٹیک لگا کر کھانا کھایا۔

پھر [illegible] بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالد نے [illegible] جنگ میں [illegible] ایرانیوں کے ساتھ مل کر [illegible] ان کے [illegible] غضب ناک [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باب

حیرہ کے محلات پر قبضہ ...... پھر حضرت خالدؓ چل پڑے اور خورنق، سدیر اور نجف میں اترے اور اپنے دستوں کو اطراف میں پھیلا دیا جو حیرہ کے قلعوں کا محاصرہ کرنے لگے اور باشندوں کو بالجبر اور صلح و آشتی کے ساتھ اتارتے تھے اور جو لوگ صلح سے اترے ان میں عرب نصاریٰ کی ایک قوم بھی تھی جن میں مقدم الذکر ابن بقیلہ بھی تھا تو آپ نے اہل حیرہ کو ان کا پروانہ لکھ دیا اور عبدالمسیح بن بقیلہ نے آپ کو ہدیہ دیا اور حضرت خالدؓ نے اس کے پاس ایک تھیلی دیکھی اور فرمایا اس میں کیا ہے؟ اور حضرت خالدؓ نے اسے کھولا اور اس میں کوئی چیز پائی اور ابن بقیلہ نے کہا یہ فوراً ہلاک کر دینے والا زہر ہے آپ نے فرمایا تو نے اسے اپنے پاس کیوں رکھا ہے؟ اس نے کہا جب میں اپنی قوم کی بری حالت دیکھوں گا تو میں اسے کھا لوں گا اور موت مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے، حضرت خالدؓ نے اسے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور فرمایا ہر جان اپنی مقررہ میعاد کے بغیر ہرگز نہیں مرے گی، پھر فرمایا بسم اللّٰہ خیر الاسماء رب الارض والسماء الذی لیس یضر مع اسمہ داء الرحمٰن الرحیم اور امراء آپ کو اس سے روکنے کے لیے آگے بڑھے اور آپ نے ان پر سبقت کر کے اسے نگل لیا۔

جب ابن بقیلہ نے یہ بات دیکھی تو کہنے لگے اے گروہ عرب! خدا کی قسم جب تک تم میں سے ایک آدمی بھی موجود ہے تم جس چیز پر قبضہ کرنا چاہو گے اس پر قبضہ کر لو گے۔ پھر اس نے اہل حیرہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا میں نے آج کے مانند اس سے واضح برتری نہیں دیکھی، پھر اس نے انہیں بلایا اور انہوں نے حضرت خالدؓ سے صلح کا مطالبہ کیا تو آپ نے ان سے مصالحت کر لی اور انہیں صلح کی تحریر لکھ دی اور فوری طور پر ان سے جو ملا وہ لے لیا اور آپ نے ان سے اس وقت تک صلح نہیں کی جب تک انہوں نے بنت عبدالمسیح کرامہ کو ایک صحابی شریف کے سپرد نہیں کر دیا اور آپ نے یہ اس لیے کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حیرہ کے محلات کا ذکر کیا جو کتوں کے نوکیلے دانتوں کی طرح تھا تو اس شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ! مجھے بنت نفیلہ بخش دیجئے آپ نے فرمایا وہ تیری ہوئی اور جب یہ فتح ہوئی تو شریف نے اس لڑکی کا دعویٰ کیا اور دو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی گواہی دی تو وہ اس کو اسے سپرد کرنے سے رک گئے اور کہنے لگے کہ تم اسی سال کی عورت کا کیا کرو گے؟ تو وہ اپنی قوم سے کہنے لگی مجھے اس کے سپرد کر دو میں اس سے چھٹکارا حاصل کر لوں گی۔

اس نے مجھے اس وقت دیکھا ہے جب میں جوان تھی، پس اسے اس کے سپرد کر دیا گیا اور جب وہ اسے تخلیہ میں ملا تو وہ کہنے لگی تو اسی سالہ عورت سے کیا چاہتا ہے؟ میں تجھے مال دے کر تجھ سے چھٹکارا حاصل کر لوں گی، پس تو جو چاہتا ہے اس کا فیصلہ کر لے، اس نے کہا خدا کی قسم میں تجھ سے ایک ہزار سے کم فدیہ نہیں لوں گا، اس نے فریب کاری سے اسے زیادہ سمجھا پھر وہ اپنی قوم کے پاس آئی اور انہوں نے اسے ایک ہزار درہم دے دیئے اور لوگوں نے اسے ملامت کی اور کہنے لگے اگر تو ایک لاکھ سے زیادہ بھی طلب کرتا تو وہ تجھے دے دیتے، اس نے کہا کیا ایک ہزار سے زیادہ بھی ہو سکتا ہے؟ اور حضرت خالدؓ کے پاس جا کر کہنے لگا میں نے تو بڑے سے بڑے عدد کا ارادہ کیا تھا؟ حضرت خالدؓ نے فرمایا تو نے کچھ اور کا ارادہ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے دوسری بات کا ارادہ کیا ہے اور ہم تیرے قول کے ظاہر پر فیصلہ کرتے ہیں اور تیری نیت کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے کہ تو صادق ہے یا کاذب۔

سیف بن عمر [illegible] الشعبی [illegible] بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالد [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قبیلہ تمیم سے [illegible] والوں کی طرف چلے گئے۔

جریر بن عبداللہ البجلی حضرت خالد کے پاس آئے، آپ [illegible] کے بعد حیرہ میں مقیم تھے اور وہ ان میں سے کسی معرکہ میں بھی حاضر نہ ہوئے تھے اس لئے کہ جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام کی طرف بھیجا تو انہوں نے خالد بن سعید سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کی اجازت طلب کی تاکہ وہ اپنی قوم کو آپ کے لئے اکٹھا کریں اور وہ آپ کے ساتھ ہو جائیں اور وہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور یہ سوال کیا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے غصے میں آ کر فرمایا تو مجھے اس کام سے غافل کرنے آیا ہے جو ان کاموں سے بہتر ہے جس کی طرف تو مجھے بلاتا ہے جو اللہ کو راضی کرنے والا ہے پھر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے حضرت خالد بن ولید کے پاس عراق بھیج دیا۔

سیف اپنے اساتید سے بیان کرتے ہیں کہ پھر ابن صلوبا آیا اور اس نے حضرت خالد سے بانقیا اور بسما اور اس کے ارد گرد کے علاقے پر دس ہزار دینار پر صلح کی اور ان علاقوں کے کسان بھی آپ کے پاس آئے اور انہوں نے اپنے شہروں اور ان کے باشندوں کے بارے میں اہل حیرہ کی طرح صلح کی اور جن ایام میں آپ نے عراق کے اطراف پر قبضہ کیا اور حیرہ اور ان شہروں پر غلبہ پایا اور الیس اور امغیشیا کے باشندوں پر حملہ کیا اور ان کے بعد ایرانیوں اور ان کے ساتھیوں پر حملہ کر کے ان کے ساتھیوں کو بری طرح قتل کیا اسی وقت یہ واقعہ بھی ہوا کہ ایرانیوں نے اپنے بادشاہ اردشیر اور اس کے بیٹے شیرویہ پر حملہ کر کے ان دونوں کو قتل کر دیا اور جو آل کسریٰ کی طرف منسوب ہوتا تھا ان سب کو بھی قتل کر دیا اب ایرانی حیران رہ گئے کہ اپنی حکومت کس کے سپرد کریں اور انہوں نے آپس میں اختلاف کیا مگر انہوں نے اپنی فوجیں بھی تیار کیں جو حضرت خالد اور مدائن کے درمیان حائل ہوں جس میں کسریٰ کا ایوان اور حکومت کا تخت تھا۔

حضرت خالد نے وہاں جو مقیم امراء اور حکومت موجود تھی انہیں خط لکھا اور انہیں [illegible] انہیں اسلام میں داخل ہونے کی طرف بلایا تاکہ ان کا ملک ان کا رہے اور پھر وہ جزیہ ادا کریں اور اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو جان لیں کہ آپ ان کے پاس ایسے لوگوں کو لائیں گے جو موت سے اس طرح محبت کرتے ہیں جس طرح یہ لوگ زندگی سے محبت کرتے ہیں۔

چنانچہ وہ حضرت خالد کی جرأت و شجاعت سے تعجب کرنے لگے اور اپنی حماقت و رعونت سے تمسخر کرنے لگے حضرت خالد نے حیرہ کی صلح کے بعد وہاں ایک سال تک قیام کیا، آپ بلاد فارس میں ادھر ادھر پھرتے تھے اور اس کے باشندوں پر بڑا رعب اور جارحانہ حملہ کرتے تھے جو دیکھنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتا تھا اور سننے والوں کے کانوں کو ششدر اور تدبر کرنے والوں کی عقلوں کو حیرت میں ڈال دیتا تھا۔

حضرت خالد کا انبار کو فتح کرنا۔۔۔۔۔۔ ان غزوات کو ذات العیون کہتے ہیں۔ حضرت خالد اپنی فوجوں کے ساتھ سوار ہو کر انبار پہنچ گئے جہاں کا حاکم ان ایرانیوں کا سب سے بڑا اور عقلمند ایرانی تھا سب سے بڑا امیر اور قائد جسے شیرزاد کہا جاتا تھا پس حضرت خالد نے انبار کا محاصرہ کر لیا جس کے اردگرد اس کی قوم کے اعراب تھے جو اپنے دین پر قائم تھے اور بین کے علاقے کے لوگ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے انہوں نے حضرت خالد کو خندق تک پہنچنے سے روکا اور آپ نے ابتداء میں ان کے ساتھ تیر اندازی کی اور جب فریقین ایک دوسرے کے سامنے ہو گئے تو حضرت خالد نے اپنے اصحاب کو تیر اندازی کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ انہوں نے ان میں سے ایک ہزار آنکھ پھوڑ دی اور لوگ چیخ اٹھے کہ اہل انبار کی آنکھیں ختم ہو گئی ہیں اور ان غزوات کو ذات العیون کہتے ہیں پس شیرزاد نے حضرت خالد کے ساتھ صلح کے بارے میں مراسلت کی اور حضرت خالد نے کچھ باتوں کی شرطیں پیش کیں مگر ان کے قبول کرنے سے شیرزاد نے انکار کیا تو حضرت خالد خندق کی طرف بڑھے اور کمزور اونٹوں کو منگوا کر انہیں ذبح کر دیا اور خندق کو ان سے پر کر دیا اور ان کے اوپر سے آپ اور آپ کے اصحاب گزر گئے اور جب شیرزاد نے اس بات کو دیکھا تو حضرت خالد نے جو شرائط پہلے پیش کی تھیں انہیں قبول کر لیا اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مطالبہ کیا کہ اسے اس کے امن کی جگہ کی طرف واپس کر دیا جائے حضرت خالد نے اس سے یہ وعدہ پورا کیا اور شیرزاد انبار سے چلا گیا اور حضرت خالد نے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں اتر کر اطمینان حاصل کر لیا اور وہاں جو اصحاب تھے انہوں نے عربی کتابت سیکھی اور ان عربوں نے اسے اپنے سے پہلے عربوں سے سیکھا اور وہ عرب تھے جو بخت نصر کے زمانے میں وہاں بسے تھے جب اس نے عراق کو عربوں کے لئے مباح کر دیا تھا اور انہوں نے حضرت خالد کو بنو ایاد کے ایک شخص کے اشعار سنائے جو اپنی قوم

کی مدح کرتے ہوئے لکھا ہے:

"میری قوم میں اگر اسود گرفتار کر لی یا اقامت اختیار کر لی تو اونٹ لاغر ہو جاتے، میری قوم وہ ہے کہ جب وہ سب کی سب چلتی ہے تو عراق کے نخلستان اور زمین تک ان کے ہو جاتے ہیں"۔

پھر حضرت خالد نے بانقیا اور کلواذی کے باشندوں سے مصالحت کی پھر اہل انبار اور کسکر کے لوگوں نے حالات کے خراب ہونے کی وجہ سے عہد شکنی کی اور بانقیا اور باروسما کے باشندوں کے سوا کوئی اپنے عہد پر قائم نہ رہا۔

سیف نے عبد العزیز بن سیاہ سے بحوالہ حبیب بن ابی ثابت بیان کیا ہے کہ اہل معرکہ سے قبل جو صلح باجرہ کلواذی اور فرات کی بستیوں کے باشندے تھے ان کے سوا اہل مضافات میں سے کسی کے ساتھ کوئی عہد و پیمان نہ تھا ان لوگوں نے خیانت کی اور خیانت کے بعد انہیں عہد کی طرف دعوت دی گئی۔

سیف نے بحوالہ محمد بن قیس بیان کیا ہے کہ میں نے شعبی سے پوچھا کیا بعض قلعوں یا شہروں کے سوا مضافات اور سب علاقے کو بزور قوت فتح کیا گیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں، بلکہ جب انہیں دعوت دی گئی تو وہ جزیہ دینے پر راضی ہو گئے اور ان سے جزیہ لیا گیا اور وہ ذمی ہو گئے۔

معرکہ عین التمر ..... جب حضرت خالد انبار پر قابض ہو گئے تو آپ نے زبرقان بن بدر کو اس پر نائب مقرر کیا اور خود عین التمر کا قصد کیا جہاں ان دنوں مہران بن بہرام چوبین عجمیوں کی ایک عظیم فوج کے ساتھ مقیم تھا اور ان کے علاوہ نمر، تغلب، ایاد اور ان سے ملتے جلتے والے عرب کے کثیر قبائل تھے اور ان کا سردار عقہ بن ابی عقہ تھا جب حضرت خالد نزدیک ہوئے تو عقہ نے مہران سے کہا عرب عربوں سے جنگ کرنا بہتر جانتے ہیں پس ہمیں اور حضرت خالد کو چھوڑ دیجئے اس نے اسے کہا تم نے سچ کہا ہے، ان کو ہمارے لئے چھوڑ دو اگر تمہیں ضرورت ہوئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔ عجمیوں نے اس پر اپنے امیر سے ملامت کی تو اس نے کہا انہیں چھوڑ دو اگر یہ حضرت خالد پر غالب آ گئے تو یہ فتح تمہاری ہوگی اور اگر مغلوب ہو گئے تو ہم حضرت خالد سے جنگ کریں گے حالانکہ وہ کمزور ہوں گے اور ہم طاقتور ہیں پس انہوں نے اقرار کیا اور عقہ نے کرخ کی راہ میں ان سے جنگ کی پس حضرت خالد آگے بڑھے تو عقہ آپ کو ملا اور جب وہ آمنے سامنے ہوئے تو حضرت خالد نے اپنے میمنہ اور میسرہ سے فرمایا اس کی حفاظت کرو میں اس پر حملہ کرنے والا ہوں اور آپ نے اپنے محافظوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کے پیچھے رہیں پھر جب عقہ صف درست کر رہا تھا تو آپ نے اس پر حملہ کیا اور اسے گود میں لے کر قید کر لیا اور عقہ کی فوج جنگ کے بغیر ہی شکست کھا گئی اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو قیدی بنا لیا اور حضرت خالد نے عین التمر کے قلعے کا قصد کیا۔

جب مہران کو عقہ اور اس کی فوج کی شکست کی اطلاع ملی تو وہ قلعے سے اتر کر بھاگ گیا اور قلعے کو چھوڑ گیا اور عرب نصاریٰ کی جماعتیں قلعے کی طرف واپس آ گئیں تو انہوں نے اسے کھلا ہوا پایا اور وہ اس میں داخل ہو گئے اور اس کی پناہ لے لی، حضرت خالد نے آ کر ان کا شدید محاصرہ کر لیا اور جب انہوں نے اس صورت حال کو دیکھا تو آپ سے صلح کی درخواست کی مگر آپ نے فرمایا کہ جب تک تم خالد کے حکم کو نہیں مانو گے صلح نہیں ہوگی، پس انہوں نے حضرت خالد کا حکم مان لیا اور انہیں پابہ سلاسل کر دیا گیا اور قلعے پر حضرت خالد نے قبضہ کر لیا پھر آپ کے حکم سے عقہ اور جو لوگ اس کے ساتھ قیدی ہوئے تھے اور جن لوگوں نے آپ کے حکم کو مان لیا تھا سب قتل کر دیے گئے اور جو بچہ اس قلعے میں موجود تھا اسے غنیمت بنا لیا اور آپ نے وہاں سے ایک گرجا میں چالیس غلاموں کو انجیل سیکھتے ہوئے پایا اور ان کا دروازہ بند تھا، حضرت خالد نے اسے توڑ دیا اور انہیں امراء اور اہل لشکر میں تقسیم کر دیا اور خمس کے ساتھ حمران، حضرت عثمان بن عفان کی طرف آیا اور ان میں محمد بن سیرین کے والد سیرین بھی تھے جنہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور دیگر مشہور غلاموں کی ایک جماعت بھی تھی اور آپ نے ان کی اور ان کی اولاد کی خیر خواہی کی۔

جب ولید بن عقبہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس خمس لے کر آئے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت عیاض بن غنم کی مدد کے لئے دومۃ الجندل بھیج دیا اور وہ دومۃ الجندل کا محاصرہ کئے ہوئے تھے پس جب یہ ان کے پاس پہنچا تو انہیں عراق کی جانب ایک تو بڑا محاصرہ کئے ہوئے پایا اور انہوں نے بھی آپ کی راہ کو بند کر رکھا تھا اور آپ بھی اسی طرح محصور تھے، حضرت عیاض نے ولید سے کہا بسا اوقات کوئی رائے بہت بڑی فوج سے بھی بہتر ہوتی ہے ہم جس پوزیشن میں ہیں اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ ولید نے انہیں کہا حضرت خالد کو خط لکھئے وہ اپنی فوج

سے آپ کو مدد دیں گے، حضرت عیاض نے انہیں امداد کا خط لکھا اور ان کا محاصرہ کر کے عین التمر کے بعد حضرت خالد کو خط لکھا جس میں وہ آپ سے مدد مانگ رہے تھے آپ نے انہیں لکھا۔

خالد سے عیاض کی طرف، میں آپ کی طرف آ رہا ہوں، تھوڑی دیر ٹھہریں، آپ کے پاس دودھ والی اونٹنیاں آ گئی ہیں جو شیروں کو اٹھائے ہوئے ہوں گی جن پر چمکتی شمشیریں ہوں گی اور فوجوں کے پیچھے فوجیں ہوں گی۔

دومۃ الجندل کے حالات...... جب حضرت خالد عین التمر سے فارغ ہو گئے تو آپ نے دومۃ الجندل کا قصد کیا اور عین التمر پر عویمر بن الکاہن اسلمی کو قائم مقام مقرر کیا اور جب اہل دومۃ الجندل نے سنا کہ آپ ان کی طرف آ رہے ہیں تو انہوں نے اپنے حلیفوں بہراء، تنوخ، کلب، غسان اور ضجاعم کی فوجوں کی طرف پیغام بھیجا اور وہ ان کے پاس آ گئیں اور غسان اور تنوخ کا امیر ابن الایہم تھا اور ضجاعم کا امیر ابن الحدرجان تھا اور دومۃ الجندل کے لوگوں کا اتفاق دو اشخاص اکیدر بن عبد الملک اور الجودی بن ربیعہ پر تھا اور ان میں اختلاف ہو گیا، اکیدر کہنے لگا میں حضرت خالد کو لوگوں سے بہتر جانتا ہوں، جنگ میں ان سے زیادہ خوش قسمت کوئی شخص نہیں اور نہ خود ان سے کوئی زیادہ خوش قسمت ہے اور جس قوم نے بھی خالد سے مقابلہ کیا ہو خواہ قلیل ہو یا کثیر حضرت خالد کا چہرہ دیکھا ہے اس نے شکست کھائی ہے پس میری بات مانو اور ان لوگوں سے صلح کر لو مگر انہوں نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا اس نے کہا میں حضرت خالد سے جنگ کرنے میں ہرگز تمہاری مدد نہیں کروں گا اور وہ ان سے علیحدہ ہو گیا۔

حضرت خالد نے عاصم بن عمرو کو اس کی طرف بھیجا انہوں نے اس کا مقابلہ کر کے اسے پکڑ لیا اور جب اسے حضرت خالد کے پاس لایا گیا تو آپ کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا آپ نے لے لیا پھر حضرت خالد دومۃ الجندل آ گئے اور اس وقت اہل دومۃ الجندل کا امیر الجودی بن ربیعہ تھا اور اعراب کا ہر قبیلہ اپنے امیر کے ساتھ تھا۔ حضرت خالد نے دومۃ الجندل کو اپنے اور حضرت عیاض بن غنم کی فوج کے درمیان کر دیا اور اعراب کی فوج دو گروہوں میں بٹ گئی اور ایک گروہ حضرت خالد کی جانب اور دوسرا گروہ حضرت عیاض کی جانب تھا، حضرت خالد نے اپنے مقابل کے لوگوں پر حملہ کر دیا اور حضرت عیاض نے دوسروں پر حملہ کر دیا اور حضرت خالد نے الجودی کو قید کر لیا اور اقرع بن حابس نے وداعہ کو قید کر لیا اور اعراب قلعے کی طرف بھاگ گئے اور انہوں نے اسے بھر دیا اور بہت سے لوگ باقی رہ گئے اور قلعہ ان سے تنگ ہو گیا پس بنو تمیم نے ان لوگوں پر جو قلعے سے باہر تھے مہربانی کی اور انہیں علیحدہ کیا تو ان میں سے کچھ لوگ بچ گئے، حضرت خالد آئے تو آپ نے جن لوگوں کو قلعے سے باہر پایا انہیں قتل کر دیا اور الجودی اور اس کے ساتھ قید ہونے والوں کو قتل کرنے کا حکم دیا اور بنی کلب کے قیدیوں کو قتل نہ کیا کیونکہ عاصم بن عمرو اور اقرع بن حابس اور بنو تمیم نے ان کو پناہ دی تھی، حضرت خالد نے انہیں کہا میرا اور تمہارا کیا معاملہ ہے؟ کیا تم جاہلیت کی بات کی حفاظت کرتے ہو اور اسلام کی بات کو ضائع کرتے ہو؟ تو عاصم بن عمرو نے آپ سے کہا کیا تم ان کی عافیت سے حسد کرتے ہو اور شیطان کو ان کا حامی بناتے ہو؟ پھر حضرت خالد نے دروازے کا محاصرہ کر لیا اور وہ آپ سے جدا نہ ہوئے یہاں تک کہ آپ نے اسے اکھاڑ پھینکا اور لوگوں نے قلعے میں گھس کر اس میں جتنے بھی جنگجو موجود تھے انہیں قتل کر دیا اور بچوں کو قید کر لیا اور انہیں بڑھ کر قیمت دینے والوں کے پاس فروخت کر دیا اور اسی روز حضرت خالد نے الجودی کی بیٹی کو خرید لیا جو بڑی حسین تھی اور آپ نے دومۃ الجندل میں قیام کیا اور اقرع کو انبار کی طرف واپس بھیج دیا پھر حضرت خالد حیرہ کی طرف واپس آ گئے اور وہاں کے باشندوں نے ڈھول بجا کر اور کھیلوں کا مظاہرہ کر کے آپ کا استقبال کیا اور آپ نے ان کے ایک آدمی کو اپنے ساتھی سے کہتے سنا کہ ہمارے ساتھ چلو، یہ شر کی خوشی کا دن ہے۔

الحصید اور المصیخ کے لوگوں کے حالات... سیف نے اپنے اساتذہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالد دومۃ الجندل میں قیام پذیر تھے تو اعاجم کو آپ کے متعلق لالچ ہوا اور انہوں نے جزیرہ کے عربوں سے خط و کتابت کی اور وہ آپ سے جنگ کرنے کے لئے اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے انبار کا ارادہ کیا تاکہ اسے زبرقان سے چھین لیں اور وہ انبار پر حضرت خالد کا نائب تھا، جب زبرقان کو یہ اطلاع ملی تو اس نے القعقاع بن عمرو کو خط لکھا جو حیرہ پر حضرت خالد کا نائب تھا تو قعقاع نے اعبد بن فدکی سعدی کو بھیجا اور اسے الحصید جانے کا حکم دیا اور عروہ بن ابی الجعد البارقی کو بھیجا اور اسے خنافس جانے کا حکم دیا اور حضرت خالد دومۃ الجندل سے حیرہ کی طرف واپس آئے اور آپ اہل مدائن کے ساتھ کسریٰ کی جائے تخت پر جنگ کرنے کا عزم

گئے ہوئے تھے لیکن آپ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی اجازت کے بغیر جنگ کو پسند نہیں کرتے تھے اور اعراب نصاریٰ کے ساتھ ان کا بھی یہی حال تھا جب آپ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اکٹھی ہو گئی تھیں انہوں نے آپ کو مصروف رکھا تھا آپ نے قعقاع بن عمرو کو لوگوں کا امیر بنا کر بھیج دیا اور المصیخ مقام پر ان کی مڈ بھیڑ ہوئی اور ان کا امیر ہذیل تھا اور ایک دوسرے امیر زہیر نے اسے مدد دی اور ایک شخص نے جسے عصمت بن عبداللہ ضبی کہا جاتا تھا اس نے ہذیل کو قتل کر دیا اور مسلمانوں نے بہت سی غنیمتیں حاصل کیں اور ان کا جمع بھاگ گئے اور خاص مقام پر ثنی میں ابی الہلیل بن قیس سعدی بن کے مقابلہ پر گیا جب انہیں اس بات کا پتہ چلا تو وہ ثنی کی طرف چلے گئے اور جب وہ وہاں گئے تو ان سب کے ساتھ جنگ کی تو حضرت خالد نے اپنی فوجوں کے ساتھ ان کا قصد کیا اور فوج کو تین دستوں میں تقسیم کیا اور رات کو جب وہ سوئے ہوئے تھے ان پر حملہ کر کے ان کو تباہ کر دیا اور ان میں سے تھوڑے سے لوگ ہی بچ نکلے اور وہ بھی بھگوڑے بکری کی طرح تھے۔

ابن جریر نے حضرت عدی بن حاتم سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اس حملے میں ایک شخص کے پاس پہنچے جسے حرقوص بن نعمان نمری کہا جاتا ہے اور اس کے اردگرد اس کے بیٹے، بیٹیاں اور بیوی بیٹھی ہوئی تھی اور اس نے ان کے لئے ایک شراب کا ٹب رکھا ہوا تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ ایک شخص اس وقت شراب پیئے گا حالانکہ یہ حضرت خالد کی فوجیں آ گئی ہیں اس نے انہیں کہا آخری گھونٹ پیو اس کے بعد تم شراب پیتے نظر نہیں آؤ گے پھر انہوں نے شراب پی اور وہ کہنے لگا:

"اے میرے دوستو! ابوبکر کی لڑائی سے پہلے مجھے شراب پلاؤ شاید ہماری موتیں قریب ہوں اور ہمیں پتہ بھی نہ ہو۔"

راوی بیان کرتا ہے کہ لوگوں نے اس پر حملہ کر دیا اور ایک آدمی نے اس کے سر کو اڑا دیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے ٹب میں پڑا ہوا ہے اور اس کے بچے، بیٹیاں اور بیوی گرفتار ہو گئے اور اس معرکہ میں دو مسلمان آدمی بھی شہید ہوئے جن کے پاس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا امان نامہ بھی تھا مسلمانوں کو اس بات کا علم نہ تھا وہ دو آدمی عبدالعزی بن ابی رہم بن قرواش اور لبید بن جریر تھے عبدالعزی کو جریر بن عبداللہ بجلی نے اور لبید کو ایک اور مسلمان نے قتل کیا اور جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو ان دونوں کے متعلق اطلاع ملی تو آپ نے دونوں کی دیت ادا کی اور ان کے بچوں کو مہربانی کرنے کا پیغام بھیجا اور ان کے قتل کی وجہ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے متعلق گفتگو کی جیسا کہ مالک بن نویرہ کے قتل کے باعث آپ کے متعلق گفتگو کی تھی، حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا جو لوگ اہل حرب کے علاقہ میں رہتے ہیں انہیں اپنے حالات سے یہی معاملہ پیش آتا ہے یعنی ان دونوں کا مشرکین کے جوار میں رہنا گناہ ہے اور یہ ایسی ہی بات ہے کہ جیسے حدیث میں ہے کہ میں ہر اس شخص سے بری ہوں جو مشرک کے گھر میں رہتا ہے اور دوسری حدیث میں ہے "تو ان دونوں کی آگ کو نہیں دیکھے گا" یعنی مسلمان اور مشرکین ایک جگہ میں اکٹھے نہیں ہوں گے۔

پھر ثنی اور الزمیل کے معرکے ہوئے اور انہوں نے ان پر شبخون مارا اور وہاں جو اعراب اور عجم موجود تھے انہیں قتل کر دیا اور ان میں سے ایک شخص بھی نہ بچ سکا اور ان کی عورتیں قیدی ہوئیں پھر حضرت خالد نے اموال کا خمس اور قیدی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجے اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان قیدی عورتوں سے ایک عرب لونڈی خریدی جو ربیعہ بن بجیر تغلبی کی بیٹی تھی جس سے عمر اور رقیہ پیدا ہوئے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

معرکۂ الفراض ..... پھر حضرت خالد اپنے ساتھی مسلمانوں کے ساتھ الفراض کے معرکہ کی طرف گئے جو شام، عراق اور جزیرہ کی سرحد پر واقع ہے آپ نے وہاں پر دشمنوں کے ساتھ معرکہ لڑنے کی وجہ سے رمضان شریف کا مہینہ افطاری کی حالت میں قیام کیا اور جب رومیوں کو حضرت خالد کے متعلق علم ہوا اور آپ کے ان کے علاقے کے قریب پہنچنے کا علم ہوا تو وہ بہت غضب میں آ گئے اور انہوں نے بہت سی فوجیں جمع کیں اور تغلب، ایاد اور نمر سے امداد لی پھر انہوں نے حضرت خالد سے مقابلہ کیا اور فرات ان کے درمیان حائل ہو گیا اور رومیوں نے حضرت خالد سے کہا فرات کو عبور کر کے ہمارے پاس آ جاؤ اور حضرت خالد نے رومیوں سے کہا بلکہ تم فرات کو عبور کرو، پس رومی فرات کو عبور کر کے ان کے پاس آ گئے۔

یہ ۱۵ ذی قعدہ ۱۲ھ کا واقعہ ہے جس میں وہاں ایک زبردست جنگ ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے رومی فوجوں کو شکست دی اور مسلمانوں نے ان کا بھرپور تعاقب کیا اور اس معرکہ میں ایک لاکھ آدمی قتل ہوئے۔ اس کے بعد حضرت خالد نے دس دن فراض میں قیام کیا پھر ۲۵ ذی قعدہ کو حیرہ واپس جانے کا اعلان کیا اور عاصم بن عمرو کو ہراول اور شجرہ بن الاعز کو ساقہ میں چلنے کا حکم دیا۔

حضرت خالد بن الولید اپنے خصوصی ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور مسجد حرام کا قصد کیا اور اس راستے سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے جس پر پہلے کبھی نہ چلے تھے اور اس میں آپ کو ایسا معاملہ پیش آیا جو کسی دوسرے کو پیش نہ آیا آپ متحیر رہ گئے اور بغیر نشان کے راستے سے چلے گئے یہاں تک کہ مکہ پہنچ گئے اور اس سال کا حج کیا پھر واپس آ گئے اور حیرہ پہنچنے سے پہلے ساقہ سے جا ملے اور سوائے ان چند آدمیوں کے جو آپ کے ساتھ تھے کسی کو آپ کی بات کا پتہ نہ چلا کہ حضرت خالد نے اس سال حج کیا ہے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اس وقت پتہ چلا جب حاجی حج کے بعد وہاں سے آگئے تو آپ نے غزوات سے یکسوئی اختیار کرنے پر آپ کو عتاب نامہ بھیجا اور آپ کو یہ سزا دی کہ آپ کو عراق کی جنگ سے معزول کر دیا اور آپ کو خط میں یہ بھی لکھا کہ بلاشبہ بعض اللہ کی مدد سے تمہارے شکست خوردہ ہونے سے محفوظ ہو گئے ہیں۔ اے ابو سلیمان! آپ کو نیت اور نصیب مبارک ہو اپنا کام پورا کیجئے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اس کی تکمیل کرے گا تمہارے دل میں فخر و عجب پیدا نہ ہو ورنہ تم نامراد ہو جاؤ گے اور کسی کام پر فخر کرنے سے اجتناب کرو بلاشبہ اللہ احسان کرنے والا اور بدلہ دینے والا ہے۔

باب

اس سال میں ہونے والے واقعات...... حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سال حضرت زید بن ثابت کو کھجور کی شاخوں، کپڑوں اور لوگوں کے سینوں سے قرآن جمع کرنے کا حکم دیا اور یہ حکم آپ نے جنگ یمامہ میں قراء کے زبردست قتل کے بعد دیا جیسا کہ بخاری کی حدیث سے ثابت ہے اور اسی سال میں حضرت علی بن ابی طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب کی لڑکی سے نکاح کیا جو ابو العاص بن الربیع بن عبد شمس اموی سے تھیں اور ان کے باپ نے اسی سال وفات پائی اور یہی وہ لڑکی تھی جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اٹھا لیتے تھے اور اسی سال میں حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل سے نکاح کیا جو آپ کے چچا کی بیٹی تھیں اور آپ ان سے بہت محبت کرتے تھے اور ان سے بہت خوش ہوتے تھے اور آپ انہیں نماز کے لئے باہر جانے سے منع کرتے تھے اور ان کے باہر نکلنے کو ناپسند کرتے تھے ایک اندھیری رات میں آپ کے راستے میں بیٹھ گئے اور جب وہ گزریں تو آپ نے ان کے سر پر ہاتھ مارا اور وہ اس کے بعد باہر نہ نکلیں اور آپ سے پہلے وہ حضرت زید بن الخطاب کے نکاح میں تھیں وہ آپ کو چھوڑ کر قتل ہو گئے اور حضرت زید سے پہلے آپ حضرت عبداللہ بن ابوبکر کے نکاح میں تھیں وہ بھی آپ کو چھوڑ کر قتل ہو گئے اور جب حضرت عمر فوت ہو گئے تو حضرت زبیر نے ان سے نکاح کر لیا اور جب وہ شہید ہو گئے تو حضرت علی نے انہیں پیغام نکاح دیا تو وہ کہنے لگیں میں آپ کی نسبت موت سے ڈرتی ہوں اور نکاح سے باز رہیں حتیٰ کہ فوت ہو گئیں اور اسی سال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام اسلم کو خریدا پھر وہ انہی کے سادات میں سے ہو گئے اور ان کے بیٹے زید بن اسلم بلند مقام ثقات میں سے ایک تھے اور اسی سال میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا اور حضرت عثمان بن عفان کو مدینہ پر اپنا قائم مقام بنایا۔

اسے ابن اسحاق نے الحرقہ کے غلام العلاء بن عبدالرحمن بن یعقوب سے بنی سہم کے ایک شخص سے بحوالہ ابی ماجدہ روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں بارہویں سال میں حج کروایا اور کان قطع ہونے کے قصاص کے بارے میں حدیث بیان کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم سے اس بارے میں فیصلہ کیا۔

لیکن ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں حج نہیں کروایا اور آپ نے بارہویں سال کے حج کے اجتماع میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یا حضرت عبدالرحمن بن عوف کو بھیجا تھا۔

باب

اس سال میں فوت ہونے والے ...... کہتے ہیں کہ جنگ یمامہ اور اس کے بعد ہونے والے معرکے ۱۲ھ میں ہوئے تھے اس جگہ یمامہ اور اس کے بعد کے معرکوں میں قتل ہونے والوں کا ذکر کیا جاتا ہے جن کا پہلے ۱۱ھ میں ذکر ہو چکا ہے لیکن مشہور وہی ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

حضرت بشیر بن سعد بن ثعلبہ خزرجی ...... آپ حضرت نعمان بن بشیر کے والد ہیں، عقبہ ثانیہ اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے، کہتے ہیں کہ انصار میں سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا اور سقیفہ کے روز انصار میں سے آپ نے سب سے پہلے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ معرکوں میں شامل ہوئے اور عین التمر کے معرکہ میں شہید ہوئے اور نسائی نے آپ کی حدیث کو نقل و روایت کیا ہے اور محلم بن جثامہ کے بھائی الصعب بن جثامہ نے آپ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث بیان کی ہیں، ابو حاتم بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ہجرت کی اور ودان میں مقیم ہوئے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔

حضرت ابو مرثد الغنوی ...... آپ کا نام کناز بن الحصین تھا اور آپ کو ابن حصین بن یربوع بن عمرو بن یربوع بن خرشہ بن سعد بن طریف بن خیلان بن غنم بن غنی بن اعصر بن سعد بن قیس بن عیلان بن مضر حضرت حمزہ اور ابو مرثد الغنوی کہا جاتا ہے آپ اور آپ کا بیٹا مرثد بدر میں شامل ہوئے اور وہاں ان کے سوا کوئی باپ بیٹا بدر میں شامل نہیں ہوا اور آپ کے بیٹے نے جنگ رجیع میں شہادت پائی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور آپ کے پوتے انیس بن مرثد بن ابی مرثد بھی صحابی تھے جو فتح مکہ اور حنین میں شامل ہوئے اور وہ جنگ اوطاس کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاسوس تھے اور وہ بالترتیب تینوں آدمی تھے اور حضرت ابو مرثد، حضرت عباس بن عبد المطلب کے حلیف تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی ایک روایت بیان کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ "قبروں کی طرف منہ کر کے نماز نہ پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو"۔

واقدی کا بیان ہے کہ آپ نے ۱۲ھ میں وفات پائی اور دوسروں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ آپ نے شام میں ۶۶ سال کی عمر میں وفات پائی، آپ دراز قد اور بہت لمبے بال والے تھے، میں کہتا ہوں اور دمشق کے سامنے کی زمین میں ایک قبر قبر کثیر کے نام سے مشہور ہے اور میں نے اس مقام پر سکون اور جلالت کو دیکھا ہے اور عجیب ہے کہ حافظ ابن عساکر نے تاریخ شام میں اس کا ذکر نہیں کیا، واللہ اعلم۔

حضرت ابو العاص بن الربیع ...... ابن عبد العزی بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی القرشی العبشمی، آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی بیٹی حضرت زینب سے نکاح کیا اور آپ ان کے ساتھ بہت محبت اور بہت اچھا سلوک کرتے تھے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے پر مسلمانوں نے آپ کو انہیں طلاق دینے کا مشورہ دیا تو آپ نے اس بات سے انکار کر دیا اور آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد کے بھانجے تھے اور ان کی والدہ کا نام ہالہ تھا اور وہ بنت خویلد تھیں یہ بیان کیا جاتا ہے اور آپ کے نام کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

بعض لقیط بیان کرتے ہیں اور یہی زیادہ مشہور ہے اور بعض مہشم اور بعض ہشیم بیان کرتے ہیں، آپ کفار کی طرف سے بدر میں شامل ہوئے اور قید ہو گئے اور آپ کا بھائی عمرو بن الربیع فدیہ دے کر آپ کو چھڑانے آیا اور اس نے فدیہ میں حضرت خدیجہ کا وہ ہار بھی پیش کیا جسے آپ نے اپنی بیٹی زینب کو ابو العاص کے ساتھ نکاح کے وقت دیا تھا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہار کو دیکھا تو آپ کو حضرت زینب پر ترس آ گیا اور اس کے باعث ابو العاص کو رہا کر دیا اور اس پر شرط عائد کی کہ وہ زینب کو مدینہ بھیج دے گا تو اس نے یہ وعدہ پورا کیا اور ابو العاص فتح سے کچھ عرصہ قبل تک مدینہ میں اپنے کفر پر قائم رہے اور تجارت کی

تجارت کے لئے باہر نکلے تو حضرت زید بن حارثہ نے آپ کو روکا اور آپ کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا اور قافلے کو غنیمت بنا لیا اور ابوالعاص مدینہ کی طرف بھاگ گیا اور اپنی بیوی سے پناہ طلب کی تو انہوں نے آپ کو پناہ دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کی پناہ کو جائز قرار دیا اور لوگوں سے اس کے پاس قریش کے جو اموال تھے وہ واپس کر دیئے اور وہ مکہ میں وہ اموال لے کر ان کے پاس واپس آیا اور ہر آدمی کو اس کا مال واپس کر دیا اور حق کی شہادت دی اور مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کو پہلے نکاح کے ساتھ آپ کو واپس کر دیا اور آپ کی ان سے علیحدگی اور اسلام لانے کے درمیان چھ سال کا عرصہ پایا جاتا ہے اور یہ عمرۂ حدیبیہ میں مسلمان مستورات کے مشرکین پر حرام قرار دیئے جانے کے دو سال بعد کا واقعہ ہے۔

بعض کا قول ہے کہ آپ نے نکاح جدید کے ساتھ حضرت زینب کو حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے پاس واپس بھیجا۔ واللہ اعلم اور حضرت زینب سے آپ کے ہاں علی بن ابی العاص پیدا ہوا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوالعاص کو یمن کی طرف بھیجا تو آپ علی کے ساتھ وہاں گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوالعاص کی تعریف کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے میں نے اس سے بات کی تو اس نے مجھ سے سچ کہا اور مجھ سے وعدہ کیا تو مجھ سے پورا کیا اور آپ کی وفات ۱۲ھ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی اور اسی سال حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے آپ کی بیٹی امامہ بنت ابی العاص سے اس کی خالہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد نکاح کیا۔ مجھے معلوم نہیں کہ یہ نکاح حضرت ابوالعاص کی وفات سے پہلے ہوا یا اس کے بعد ہوا۔ واللہ اعلم۔

ختم شد

حصہ ششم

تاریخ ابن کثیر

خواتین کے لئے دلچسپ معلوماتی اور مستند اسلامی کتب

○ تحفۂ دلہن			حضرت تھانوی
○ بہشتی زیور	اردو	انگریزی	" " "
○ اصلاح خواتین			" " "
○ اسلامی شادی			" " "
○ پردہ اور حقوق زوجین			" " "
○ [illegible]	"	"	[illegible]
○ [illegible]			[illegible]
○ خواتین کے لئے شرعی احکام	"	"	[illegible]
○ سیر الصحابیات مع اسوۂ صحابیات	"	"	سید سلیمان ندوی
○ بچوں کی تربیت	"	"	[illegible]
○ عورتوں کا حج	"	"	" " "
○ خواتین کا طریقۂ نماز	"	"	" " "
○ ازواج مطہرات			ڈاکٹر حافظ حقانی میاں
○ ازواج الانبیاء			احمد خلیل جمعہ
○ ازواج صحابہ کرام			[illegible]
○ [illegible]			[illegible]
○ نیک بیبیاں			[illegible]
○ جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین			احمد خلیل جمعہ
○ دور نبوت کی برگزیدہ خواتین			" " "
○ دور تابعین کی نامور خواتین			" " "
○ تحفۂ خواتین	"	"	مولانا عاشق الٰہی بلند شہری
○ مسلمان خواتین کے لئے بیس سبق	"	"	" " " "
○ زبان کی حفاظت			" " " "
○ شرعی پردہ			" " " "
○ میاں بیوی کے حقوق	"	"	[illegible]
○ اسلامی شادی			مولانا ادریس صاحب
○ خواتین کی اسلامی زندگی کے سائنسی حقائق			حکیم طارق محمود
○ [illegible]			[illegible]
○ [illegible]			[illegible]
○ [illegible]			[illegible]
○ [illegible]	[illegible]	"	[illegible]
○ [illegible]	[illegible]	"	[illegible]
○ [illegible]			[illegible]
○ [illegible]	[illegible]		

[illegible]

سیرت و سوانح پر دارالاشاعت کراچی کی مطبوعہ مستند کتب

[illegible]	[illegible]	[illegible]
سیرۃ النبی ... جلد مجلد	[illegible]	علامہ شبلی نعمانی سید سلیمان ندوی
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
رسول اکرم کی سیاسی زندگی	[illegible]	ڈاکٹر حمید اللہ
شمائل ترمذی	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	. . . . .
[illegible]	[illegible]	. . . . .
ازواج مطہرات	[illegible]	[illegible]
ازواج الانبیاء	[illegible]	[illegible]
ازواج صحابہ کرام	[illegible]	[illegible]
اسوۂ رسول اکرم	[illegible]	[illegible]
اسوۂ صحابہ ۲ جلد	[illegible]	[illegible]
اسوۂ صحابیات مع سیر الصحابیات	[illegible]	. . . .
حیات الصحابہ ۳ جلد	[illegible]	[illegible]
طبقات ابن سعد	[illegible]	[illegible]
الفاروق	[illegible]	[illegible]
حضرت عثمان ذوالنورین	[illegible]	[illegible]

اسلامی تاریخ پر چند مفید کتب

تاریخ ابن خلدون	[illegible]	[illegible]
مقدمہ ابن خلدون	[illegible]	[illegible]
تاریخ ابن کثیر	[illegible]	[illegible]
تاریخ اسلام		[illegible]
تاریخ ملت	[illegible]	[illegible]
تاریخ طبری	[illegible]	[illegible]
سیر الصحابہ	[illegible]	[illegible]

دارالاشاعت ❁ اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان ❁ مستند اسلامی و علمی کتب کا مرکز